کتاب النکاح

مولانا محمد اشرف قریشی

شعبہ نشرواشاعت: جامعہ عربیہ گوجرانوالہ (پاکستان)

Marfat.com

﴿قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: النکاح من سنتی﴾ (ابن ماجہ)

کتاب النکاح

نکاح کے احکام ومسائل

از دواجیات

مبادیات وتعریفات. رجالیات ونسوانیات. مفیدات ومضرات. مأمورات ومنہیات. مستحبات ومکروہات.

تنقیحات وتصریحات. مفسدات ومنکرات. خطرات وتنبیہات. ربانیات ورہبانیات. مرضیات و شیطانیات. شعریات ونثریات. حکایات وتلمیحات.

تصنیف

حضرت مولانا محمد اشرف قریشی۔ برمنگھم

فاضل جامعہ عربیہ گوجرانوالہ۔ پاکستان

شعبۂ نشر واشاعت جامعہ عربیہ گوجرانوالہ

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2917-32
ک 456 ا
۱۲۰۶۸

کتاب	....	کتاب النکاح (نکاح کے احکام و مسائل)
تالیف	....	حضرت مولانا محمد اشرف قریشی حفظہ اللہ
نظر ثانی	....	مولانا اکرام الحق خیری/ حافظ محمد سلیمان
تعداد طبع ثانی	....	گیارہ سو/ 1100
کل صفحات	....	1121
تاریخ طباعت ثانی	....	ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ / فروری ۲۰۱۵ء
ناشر	....	جامعہ عربیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

ملنے کا پتہ

جامعہ عربیہ، جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
055-4296319,4272519
0300-6429873

ARABIA GRAPHICS 0333-8153257

Marfat.com

عرضِ ناشر

صاحبِ کتاب النکاح، زنبیل، آثار اور ہجرت کشمیر حضرت مولانا محمد اشرف قریشی حفظہ اللہ تعالیٰ مدرسہ عربیہ قدیم اور جامعہ عربیہ کے ان فضلاء میں سے ہیں جنہیں شیخ الجامعہ حضرت مولانا محمد چراغ، حضرت شیخ الحدیث مولانا معین الدین خٹک، حضرت مولانا مفتی نذیر احمد، حضرت مولانا قاضی محمد عبداللہ اور حضرت مولانا حافظ محمد انور قاسمی رحمہم اللہ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ مولانا کا ایک اضافی اعزاز یہ ہے کہ انہیں جامعہ عربیہ کے اولین دورۂ حدیث میں شمولیت کے ساتھ ساتھ صحیح بخاری شریف کی اولین حدیث سے آخر تک عبارت پڑھنے کی نہ صرف سعادت حاصل ہے بلکہ پورا سال حضرت شیخ الحدیث مولانا معین الدین خٹک رحمہ اللہ کے ساتھ بطور خادم خاص آپ کے کمرے میں مقیم رہتے ہوئے حضرت کی خدمت کے ساتھ ساتھ استفادہ کرنے کے مواقع میسر رہے۔ جس کے لئے حضرت امیر خسرو رحمہ اللہ کی طرح نصیبے کا دھنی ہونا ضروری ہے

خسرو بسے بلند شدی در مقام عشق
یعنی بپائے بوس سگانش رسیدہ ای

اس طرح مولانا کو حضرت شیخ الجامعہ رحمہ اللہ اور دیگر اساتذہ سے بہت ساری دعائیں حاصل ہیں جن کی بدولت آج مولانا کی چھٹی اور ضخیم تصنیف آپ کے سامنے ہے۔ ''کتاب النکاح'' میں چھوٹے بڑے نوسو عنوانات ہیں جن کے تحت تمام متعلقہ موضوعات پر علمی اور ادبی انداز میں گفتگو کی گئی ہے۔ جسے شائع کرتے ہوئے ہم فخر محسوس کرتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ کریم مولانا کی ان خدمات کو قبول فرماتے ہوئے یہ قلمی سفر جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(مولانا) ضیاء الرحمٰن
ناظم اعلیٰ جامعہ عربیہ گوجرانوالہ

Marfat.com

مسلم خواتین کیلئے ایک دعاء

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الْاَعْلَی الْاَعَزِّ الْاَجَلِّ الْاَکْرَمِ ، أَنْ تُصْلِحَ وَتَحْفَظَ نِسَاءَ نَا مِنَ الْفِتَنِ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ .

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُنَّ مُسْلِمَاتٍ ، مُؤْمِنَاتٍ ، قَانِتَاتٍ ، حَافِظَاتٍ لِلْغَيْبِ ، تَائِبَاتٍ ، عَابِدَاتٍ ، سَائِحَاتٍ ، طَيِّبَاتٍ هَادِيَاتٍ ، مَهْدِيَّاتٍ ، رَاضِيَاتٍ ، مَرْضِيَّاتٍ ، تَقِيَّاتٍ ، نَقِيَّاتٍ ، مُتَعَفِّفَاتٍ ، صَالِحَاتٍ ، مُصْلِحَاتٍ ، مُتَسَتِّرَاتٍ ، مُجَاهِدَاتٍ ، وَقِهِنَّ شَرَّ التَّبَرُّجِ وَالتَّشَبُّهِ بِأَعْدَاءِ الدِّيْنِ ، وَاجْعَلْهُنَّ اَللّٰهُمَّ فِي الْجَنَّاتِ : آمین!

ترجمہ

اے اللہ کریم ہم آپ کی بارگاہ رحمت میں آپ کے اس اسم گرامی کے وسیلے سے سوالی ہیں جو بہت بلند ہے، بہت غلبے اور اقتدار والا ہے، بہت بزرگی اور عزت والا ہے کہ ہماری خواتین کی ہر پوشیدہ اور ظاہری فتنے سے اصلاح اور حفاظت فرما۔

اے اللہ کریم ہماری خواتین اور بہو بیٹیوں کو اسلام والیاں ، ایمان والیاں ، اپنی بارگاہ میں جھکنے والیاں ، بن دیکھے اللہ اور شوہروں کی امانتوں کی حفاظت کرنے والیاں ، توبہ کرنے والیاں ، عبادت بجالانے والیاں ، روزے رکھنے والیاں ، پاکیزہ زندگی گزارنے والیاں ، ہدایت یافتہ اور ہدایت کا ذریعہ بننے والیاں ، ہر حال میں اللہ سے راضی رہنے والیاں اور پسندیدہ سیرت والیاں ، تقویٰ اختیار کرنے والیاں اور صاف ستھری رہنے والیاں ، پاکدامن رہنے والیاں ، نیکی اور اصلاح کرنے والیاں ، پردے کی پابندی کرنے والیاں اور دین کیلئے محنت کرنے والیاں بنادے اور انہیں محفوظ رکھ جاہلی بناؤ سنگھار اور دشمنان دین کی مشابہت اختیار کرنے سے اور انہیں جنتیں نصیب فرما۔ آمین!

نوٹ

اس دعا کا مفہوم اور تمام الفاظ قرآن کریم اور ادعیہ ماثورہ سے ماخوذ ہیں۔ لیکن اس ترتیب سے کہیں مذکور نہیں بلکہ میں نے خود مرتب کی ہے۔ براہ کرم مفہوم کے ساتھ یہ دعا یاد کرتے ہوئے ہر نماز کے بعد اور دیگر دعاء کے مواقع پر اپنی ماؤں ، بہنوں اور بہو بیٹیوں کو ذہن میں رکھ کر عاجز کی سے اس کا التزام فرمائیں۔

Marfat.com

Name Of The Book

KITAB-U-NNIKAH

(Encyclopeia of Nikah)

(A book with aunthentic evidence from The Quran and Hadith about marriage life and ideas to make married life better.)

Author

Muhammad Ashraf Qureshi

ma.qureshi@hotmail.co.uk

Publisher

Jamia Arabia GT Road Gujranwala Pakistan

Tel : - 0092 554 272519 - 0092 554 218237 - 50652

Fax : 0092 554 271419

jamia.arbia@gmail.com

Marfat.com

COPYRIGHT ENQUIRIES

The Author Muhammad Ashraf Qureshi asserts all rights to be identified as the sole Copyrights owner holder for this work

Kitab-u-nnikah (Encyclopeia of Nikah)

All enquries regarding reproduction or Copyright issues are to be directed to his beloved daughter Dr. Sadiah Qureshi or Jamia Arabia Gujranwala

Dr. SADIAH QURESHI

s.qureshi.1@bham.ac.uk

Arts Building History 354

University of Birmingham

Edgbaston B15 2TT UK.

Jamia Arabia

GT. Road Gujranwala Pakistan

Tel : - 0092 554 272519 - 0092 554 218237

Fax : 0092 554 271419

jamia.arbia@gmail.com

Marfat.com

انتساب

بندۂ ناچیز نکاح کے عنوان پر اس کاوش ''کتاب النکاح ''کو امهات المؤمنين، ازواج طاهرات ومطهرات ،طيبات و مطيبات ، بريئات و مبرآت رضى الله عنهن وأرضاهن عنا وعن جميع المسلمين وصلى الله وسلم على نبيه الصادق الأمين. کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتا ہے جن کی وساطت سے 2823: احادیث مبارکہ امت تک پہنچی ہیں جن پر نہ صرف ہماری ساری عائلی زندگی استوار ہے بلکہ بڑے بڑے معرکۃ الاراء علمی مسائل کا حل موجود ہے۔اور یہی حکمت پوشیدہ ہے رسول اللہ ﷺ کے ایک سے زیادہ نکاح فرمانے میں۔اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ انتظام نہ ہوتا تو آج ہم بھی ازدواجیات کے باب میں محروم اقوام کی طرح واہیات کے محتاج ہوتے۔اسی سرمایہ اخلاق کی برکت سے میرے جیسا کم علم کتاب النکاح لکھنے کی سعادت حاصل کر سکا ورنہ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک؟:

آلُ النَّبِيِّ ذَرِيعَتِي

وَهُمُو اِلَيهِ وَ سِيلَتِي

أَرْجُوبِهِمْ أُعْطَى غَدًا

بِيَدِى الْيَمِينِ صَحِيفَتِي

ديوان الامام الشافعي المطلبي الهاشمي رحمه الله تعالى : آل رسول الله ﷺ:

اہل بیت نبی رحمت ﷺ میرے لیے بارگاہ الٰہی میں باریابی کا ذریعہ اور قبولیت کا وسیلہ ہیں۔میں ان کی نسبت کی برکت سے امید رکھتا ہوں کہ شاید کل روز قیامت میرا اعمال نامہ میرے دائیں ہاتھ میں دے دیا جائے۔

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝

محمد اشرف قریشی۔برمنگھم

Muhammad Ashraf Qureshi

Birmingham UK.

ma.qureshi@hotmail.co.uk

fb:Muhammad Ashraf Qureshi

Marfat.com

مدتے با گل نشستم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ وَفَّقَنِیْ وَ أَعَانَنِیْ عَلٰی إِتْمَامِ ھٰذَا الْکِتَابِ ﴿ کِتَابُ النِّکَاحِ ﴾ وَأَشْکُرُ ، فَھُوَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْعَوْنُ وَمِنْہُ التَّوْفِیْقُ وَالسَّدَادُ.

محترم قارئین ''کتاب النکاح'' اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

نکاح کے موضوع پر میری طالب علمی کا حاصل مطالعہ اور آخری خواہشِ منتظر'' کتاب النکاح '' آپ کے سامنے ہے۔جس کیلئے بقول شاعر:

در انتظار تو چشمم سپید گشت و غم نیست
اگر قبول تو افتد فدائے چشم سیاہت

شہریار تبریزی

اسلام میں نکاح کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس موضوع پر حضور سرور کائنات ﷺ کے ارشادات اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم بیان کرنے کیلئے صرف صحاح ستہ کی کتب میں حضرت امام بخاری نے اپنی صحیح میں کتاب النکاح کے تحت ۱۲۶ ۔ مسلم نے ۲۴۔ جامع ترمذی نے ۴۲۔ نسائی نے ۸۴۔ ابن ماجہ نے ۶۳ اور ابوداود نے ۵۰ ابواب قائم کیے ہیں اور اسی طرح دیگر محدثین وفقہائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ نے۔تاکہ اس مسئلے کا کوئی پہلو ایسا نہ رہ جائے جہاں تشنگی محسوس ہو۔اور میں نے ان مسائل کی وضاحت کیلئے 313 بنیادی مآخذ کی چھان بین کرنے کے بعد۔کم وبیش نوسو چھوٹے بڑے عنوانات قائم کیے ہیں۔اس کے باوجود میں کہتا ہونگہ یہ وہ مسائل ہیں جو میں سمجھ اور لکھ سکا ورنہ بقول حضرت علامہ اقبالؒ: ؎ ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

'' سَأَلَتْ اِمْرَأَۃٌ بُزَرْجَمْھِرَ مَسْئَلَۃً فَقَالَ : لَا أَعْرِفُ جَوَابَھَا ، فَقَالَتْ أَنْتَ تَأْخُذُ مِنَ الْمَلِکِ مَاتَأْخُذُ وَلَا تَعْرِفُ جَوَابَ مَسْئَلَۃٍ لِیْ ؟ فَقَالَ : اِنَّ الْمَلِکَ یُعْطِیْنِیْ عَلٰی مَا أَعْلَمُہٗ وَلَوْأَعْطَانِیْ عَلٰی مَا لَا أَعْلَمُہٗ لَمْ یَسَعْنِیْ بَیْتُ مَالِہٖ لِیَوْمٍ وَاحِدٍ.''

نثرالدرر فی المحاضرات، تالیف الاستاذ منصوربن الحسین الرازی ، ابو سعد الآبی المتوفی ۴۲۱ھ. رحمہ اللہ تعالی : الباب الثالث ، حکم نوادرللفرس : الناشر دارالکتب العلمیۃ بیروت.

ایک خاتون نے شاہ ایران نوشیروان عادل کے زیرک وزیر حکیم بزرجمہر سے ایک مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کا جواب معلوم نہیں۔عورت نے کہا: یہ عجیب معاملہ ہے کہ شاہ ایران سے اس قدر خطیر ماہانہ وصول

Marfat.com

کرنے کے باوجود آپ میرے ایک سوال کا جواب نہیں دے سکتے ؟ فرمایا: ''بادشاہ سلامت مجھے صرف اس علم پر تنخواہ دیتے ہیں جو میں جانتا ہوں، اور جو نہیں جانتا اگر اس پر بھی دینا چاہیں تو شاہی خزانہ میری ایک روز کی تنخواہ کیلئے بھی کافی نہیں ہوسکتا۔

لہٰذا میرا خیال نہیں کہ کوئی میرے جیسا طالبعلم اس موضوع کا حق ادا کرسکتا ہے۔ یہ کتاب محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور حدیث شریف کے ساتھ نسبت کی برکت ہے۔

لہٰذا کتاب میں جہاں بھی کوئی کوتاہی یا کمی واقع ہوئی وہ میری کم علمی ہے اور باقی سب اللہ تعالیٰ کی کریمی۔ میں خود اس ذات باری تعالیٰ کی کریمی کی دلیل موجود ہوں کہ میرے بچپن میں اس ذات باری نے مجھے دین کا طالبعلم ہونے کا اعزاز بخشا، مجھے قوۃ بیان عطا کی اور قلم پکڑنا سکھایا۔ میرے پاس جو کچھ بھی ہے، دولت ایمان، بیوی، بچے، لائبریری، فرصت و ذوق مطالعہ، سلف صالحین سے محبت، فروعی اختلافات میں اعتدال اور اچھے دوست۔ اس کریم ذات کے بغیر مجھے کوئی دوسرا عطا نہیں کرسکتا تھا، میں ان انعامات ایزدی پر اس اعتراف کے ساتھ اسی کی حمد و ثنا بیان کرتا ہوں کہ:

از دست و زباں کہ بر آید
کز عہدۂ شکرش بدر آید

شیخ سعدیؒ

کس کے ہاتھ اور زبان سے ممکن ہے کہ اس ذات باری تعالیٰ کے شکر کے تقاضے پورے کرسکے؟ جبکہ میری حالت اس فقیر سے مختلف نہیں کہ

بر در کعبہ سائلے دیدم — کہ ہمی گفت و میگر ستے خوش
می نگویم کہ طاعتم بپذیر — قلم عفو بر گناہم کش

گلستان سعدی

حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: خانہ کعبہ کی چوکھٹ پر میں نے ایک فقیر کو دیکھا جو یہ کہتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔ اے اللہ! میں یہ درخواست نہیں کر رہا کہ میری عبادت قبول فرما بلکہ یہ عرض کرتا ہوں کہ میرے گناہوں پر معافی کا قلم پھیر دے۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ.

الاعراف: ۲۳

Marfat.com

سببِ تصنیف

اللہ تعالیٰ اور رحمت عالم ﷺ کے بعد اس دنیا میں سب سے پہلے میرے وجود کا رواں رواں اور پور پور ایک ایسی مہربان خاتون کے مرہون منت ہیں جس نے مجھے مشقت پر مشقت جھیلتے ہوئے بلا معاوضہ نو ماہ پیٹ میں رکھا، دو سال دودھ پلایا اور چلنے پھرنے کے قابل ہونے تک نہ صرف گود کھلایا بلکہ ہر حال میں اللہ کے قریب کرتی چلی گئیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ میں اس دنیا میں تنہا نہیں بلکہ اسی ہستی کی برکت سے میرے ارد گرد بہن بھائیوں سمیت بہت سے رشتوں کا ایک حصار موجود ہے۔ اور جب میں اس قابل ہوگیا کہ کسی مشکل وقت میں اس کی کوئی خدمت کرسکوں۔ تو اس نے ایثار کرتے ہوئے مجھے دین سیکھنے کیلئے اللہ کی راہ میں قربان کردیا۔

اے ماں یہ میری شہرتیں میری یہ عزتیں
کچھ بھی نہیں ہے بس ترے قدموں کی دھول ہے

وصی شاہ

عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ " لَوْ اَدْرَكْتُ وَالِدَيَّ اَوْ اَحَدَ هُمَا وَأَنَا فِيْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَقَدْ قَرَأْتُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَنَادَى يَا مُحَمَّدُ لَاَجَبْتُهُمَا.

اخرجه البيهقي رحمه الله تعالىٰ و ضعفه.

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اگر میرے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بھی زندہ ہوتا اور پھر ایسے ہوتا کہ میں عشاء کی نماز میں سورۂ فاتحہ تک قرأت کر چکا ہوتا تو وہ مجھے یا محمد کہہ کر پکارتے تو میں یہیں نماز ختم کر کے کہتا میں حاضر ہوں۔

اسی طرح کوئی بھی شخص اگر اپنی ذات پر غور کرے گا تو اپنے آپ کو سب سے زیادہ اپنی ماں کا مرہون منت پائے گا۔ مگر صد افسوس کہ جب سے میں نے بیٹوں کے اس معاشرے میں آنکھ کھولی ہے۔ یہ دیکھ کر حیران ہونکہ کہیں تو مذہب کے نام پر بیٹے خود اسے ستی ہونے پر مجبور کرتے ہیں، کہیں کاروکاری کے الزام میں زندہ دفناتے ہیں، کہیں جہیز کے لالچ میں جلاتے ہیں، کہیں مذہب اور رسم و رواج کے نام پر اس کے کردار کو محدود کرتے ہیں۔ اور کبھی ہوس کی خاطر طوائف بننے پر مجبور کرتے اور ثقافت کے نام پر نچاتے ہیں۔ جبکہ امریکہ، کنیڈا، برطانیہ اور یورپ میں آزادیٔ نسواں کے نام پر عورت ذات احساس کمتری اور عدم تحفظ کا شکار ہونے کے بعد جاہلی زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ یہاں برمنگھم میں گزشتہ انیس سال سے میں ریڈیو پر درس دیتا ہوں۔ جس دوران خواتین کی طرف سے جو

Marfat.com

سوالات آتے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ غیر مسلم خواتین کے ساتھ ساتھ اب اکثر مسلم خواتین بھی ازدواجی مشکلات کا شکار اور ذہنی طور پر مایوس زندگی گزار رہی ہیں۔ جبکہ روزنامہ جنگ لندن میں مورخہ 09 مئی 2013ء کو شائع ہونے والی یہ خبر پڑھتے ہوئے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ امریکہ، یورپ اور سکنڈے نیوین ممالک میں مسلمان بچوں کا مستقبل کیا ہے؟

برطانیہ میں دو پاکستان نژاد ہم جنس پرست لڑکیوں نے شادی کرلی ہے اور ایک دوسرے کا عمر بھر ساتھ نبھانے کی قسمیں کھالی ہیں۔ برطانیہ اور یورپ کی انگریز کمیونٹی میں ہم جنس پرستی اور ایک ہی جنس کے مابین شادی کے واقعات تو عام ہیں لیکن ایشیائی اور بالخصوص پاکستانی کمیونٹی میں ہم جنس پرستی کو انتہائی معیوب تصور کیا جاتا ہے۔ مانچسٹر میں دو پاکستانی خواتین کے مابین رجسٹریشن کے واقعہ سے اپنی کمیونٹی کو یقیناً حیرانی بلکہ تشویش لاحق ہوگی۔ یہ شادی لیڈز کونسل کے رجسٹریشن آفس میں ہوئی جہاں ریحانہ کوثر اور ثوبیہ کوثر نے کونسل کے شادی کے رجسٹر پر دستخط کر کے اپنی شادی کا اعلان کیا۔ ان کے گواہوں کے طور پر فوزیہ عمران اور محمد عمران نے رجسٹر پر دستخط کیے۔ ابتدائی طور پر جب یہ لڑکیاں کونسل کے رجسٹریشن آفس میں گئیں تو حکام نے یہ کہہ کر ان کی شادی رجسٹر کرنے سے معذوری ظاہر کی کہ وہ مسلمان ہیں۔ تاہم دونوں لڑکیوں نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ وہ ایک ساتھ رہتی ہیں اس لیے انہیں شادی کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا جس پر کونسل نے انہیں رجسٹر کرنے کیلئے ایک ماہ کا وقت دیا جو بدھ کے روز پورا ہوگیا۔ دونوں لڑکیاں سفید لباس میں رجسٹریشن آفس پہنچیں اور انہوں نے رجسٹرار کی موجودگی میں رجسٹر پر دستخط کیے۔ ریحانہ کوثر کا تعلق لاہور اور ثوبیہ کوثر کا میرپور آزاد کشمیر سے ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ان لڑکیوں کے رشتہ داروں اور والدین کو اس شادی پر اعتراض تھا اس لیے ان کا کوئی رشتہ دار شادی میں شریک نہیں ہوا۔ ذرائع کے مطابق ریحانہ اور ثوبیہ برسرروزگار ہیں اور کافی عرصہ سے ایک دوسرے کے ساتھ رہتی ہیں۔

روزنامہ جنگ لندن میں مورخہ 09 مئی 2013ء

بعد میں سامنے آنے والی تفصیلات سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں لڑکیاں پنجاب یونیورسٹی سے گریجویٹ اور مزید اعلیٰ تعلیم کیلئے کچھ عرصہ پہلے برطانیہ آئی تھیں۔ جہاں وہ رجسٹریشن سے پہلے ہی ایک سال سے اکٹھے رہ رہی تھیں جس کے بعد اس رشتے کو قانونی حیثیت دینے کا فیصلہ کیا۔

میرے خیال میں ان حالات کی بہت سی وجوہات میں سے ایک یہ ہے کہ عورت ذات کو خود معلوم نہیں کہ اسلام نے اسے کس قدر وافر حقوق اور مقام عزت عطا کیا ہے۔ لہٰذا دین کے طالبعلم، بیٹے، بھائی، شوہر اور باپ کی

Marfat.com

حیثیت سے میں اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ خواتین کو ان کے حقوق سے آگاہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا مقام اور بیٹوں کو احساس دلایا جائے کہ:

وجود زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں
شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشت خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی دُرج کا درمکنوں
مکالمات فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں

()

اک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد
نہ پردہ ، نہ تعلیم ، نئی ہو کہ پرانی
نسوانیتِ زن کا نگہباں ہے فقط مرد
جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

ضرب کلیم : عورت :

اس سلسلے میں ریڈیو پر درس کے ساتھ ساتھ میری اولین کاوش 438 صفحات پر مشتمل ''کتاب النکاح'' جب 2007ء میں منظر عام پر آئی تو علمی حلقوں کی طرف سے پذیرائی کے ساتھ ساتھ اس بات کی کمی محسوس کی گئی کہ اس میں بہت سے جدید مسائل مثلاً: مدت حمل، بیوی پر شک کرنا، حرمت رضاعت و مصاہرت، نکاح متعہ، توأم متحد الجسم کے نکاح کے احکام اور ہم جنس پرستی (Lesbianisam & Homosexuality) اور بعض دیگر مسائل۔ حضرات علمائے کرام اور احباب کی طرف سے تحریک پر میں نے دوسرے ایڈیشن کی تیاری کیلئے حامی تو بھر لی مگر

اب یہ معلوم ہُوا ، عشق تو ہے کارِ محال
میں نے اِس کوہ کو اِک کاہ سمجھ رکھا تھا

Marfat.com

مجھ کو خود اپنی ''الف۔بے'' بھی نہ معلوم ہوئی
اور سب نے مجھے آگاہ سمجھ رکھا تھا

پرویز ساحر

لہٰذا تین سال کی مسلسل محنت کے دوران اگرچہ دوچار نہیں کئی ایک مشکل مقام تھے مگر حافظ شیرازی کی طرح دل کو سمجھانا پڑا کہ

دلا در عاشقی ثابت قدم باش
کہ دراین راہ نباشد کارِ بے اجر

حافظ شیرازی

اے دل عاشقی میں بہر حال ثابت رہ، کیونکہ اس راہ میں کوئی کام بھی اجر کے بغیر نہیں۔

احباب اور قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ کریم میری اس حقیر کوشش کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے ذخیرۂ آخرت بنا دے۔ آمین!

اظہارِ تشکر

میں اللہ تعالیٰ کے بعد اپنے چند احباب کا انتہائی ممنون اور ان کیلئے دعا گو ہوں کہ اللہ کریم انہیں اپنے شایانِ شان اجر عطا فرمائے جن کے تعاون سے میں یہ پانچویں تصنیف آپ تک پہنچانے میں کامیاب ہوا۔

جامعہ عربیہ گوجرانوالہ: میری مادر علمی ہے جس کے ساتھ سینتالیس سال کا تعلق ہے اور میں اس کے در و دیوار کا مقروض ہوں۔ میں جامعہ کی انتظامیہ، اساتذہ اور طلبہ کا بھی بے حد شکر گزار ہوں کہ وہ اب تک مجھے اپنے ہی قبیلے میں شمار کرتے ہیں ورنہ:

میں خود بھی تیری محبت سے پیشتر یوں تھا
کہ جس طرح کوئی امت کتاب سے پہلے

اشرف یوسفی

شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب میر پور: اس مرتبہ دورۂ برطانیا کے دوران آپ نے کتاب النکاح کا پورا مسودہ لفظ بلفظ مطالعہ کیا، تحسین فرمائی اور مفید مشورے دیئے۔ حضرت مولانا مفتی عبدالرسول منصور الأزہری صاحب ریڈچ ویسٹ مڈلینڈز: حضرت مفتی صاحب میرے مخلص دوستوں اور قلمی معاونین میں سے ہیں۔

Marfat.com

ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب اسلام آباد: جیسا کہ آپ نے اپنی تقریظ میں لکھا ہے میری تصنیفات میں ہمیشہ ان کا حصہ ہوتا ہے۔ مجھے لکھنے کے دوران جہاں بھی مشکل مسائل میں دقت پیش آتی ہے میں ان کی طرف رجوع کرتا ہوں اور وہ تعاون کرتے ہیں۔ حضرت علامہ ڈاکٹر اختر الزمان غوری صاحب برمنگھم: حضرت ڈاکٹر صاحب ہمیشہ میری تحریریں پڑھتے اور دعاؤں کے ساتھ حوصلہ افزائی فرماتے رہتے ہیں۔ مولانا مفتی محمد فاروق علوی صاحب برمنگھم: کتاب النکاح کی تالیف کے دوران حضرت مفتی صاحب نہ صرف حوصلہ افزائی فرماتے رہے بلکہ اپنی لائبریری سے استفادہ کرنے کی سہولت عطا فرمائی اور بار بار میرے پاس تشریف لاکر ہمت افزائی فرماتے رہے۔ علامہ ڈاکٹر حافظ محمد خالد صاحب برمنگھم: میرے پرانے دوستوں میں سے ایسے خیر خواہ ہیں کہ ان کو میری تحریریں اپنی معلوم ہوتی ہیں۔ حضرت مولانا محمد اکرام الحق خیری صاحب دامت برکاتہم برمنگھم: میں نے جس محنت و لگن سے کتاب النکاح لکھی تھی اسی محنت و لگن اور اخلاص سے حضرت نے پروف ریڈنگ کی اور مفید مشوروں سے نوازا۔ چوہدری انجم سلطان شہباز صاحب جہلم: اپنی تصنیفات کے مسودات سمیت بہت سارا علمی مواد مجھے ای میل کرتے اور مفید مشاورت سے مستفید کرتے رہتے ہیں اسی طرح میری تمام کتب کے مسودات ان کے پاس محفوظ رہتے ہیں۔ آپ نے کتاب النکاح کا مکمل مسودہ مطالعہ کرنے کے بعد تقریظ لکھی اور مفید مشورے دیئے۔ متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتھم.

محترمہ بیگم ثریا سلیم برمنگھم: ایک تو پردیس میں آپ کی ممتا آمیز اخوۃ میرے لیے بڑا سرمایہ ہے۔ اور دوسرے یہ کہ وہ اپنے حلقۂ خواتین سمیت میرے لیے صدقۂ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ محترمہ طلعت سلیم صاحبہ جو اپنے حلقۂ خواتین سمیت میری حوصلہ افزائی فرماتی رہتی ہیں۔ اور اسی طرح محترمہ رفعت چوہدری جو میری تالیفات کو اپنی تصور کرتے ہوئے تعاون فرماتی رہتی ہیں۔

علاوہ ازیں بھی کتاب النکاح کی طباعت میں جن حضرات کا حصہ ہے ان کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں: حاجی کرم الٰہی صاحب آف رادھرم رحمہ اللہ تعالیٰ اب ہم میں موجود نہیں رہے مگر سب سے پہلے حصہ ڈالنے والے ہیں اللہ کریم ان کی مغفرت فرمائے۔ شاہد صاحب برمنگھم۔ برادر حاجی محمد الیاس صاحب قریشی میرپور اور آپ کی بیٹی حافظہ عافیہ قریشی برمنگھم نے اپنا حصہ ڈال کر مجھے بہت مسرور کیا۔ مریم عبد القدوس قریشی برمنگھم۔ برادر لطیف سعود صاحب برمنگھم۔ محترمہ جمال سرور برمنگھم۔ برادر محمد آصف و بیگم زاہدہ آصف برمنگھم۔ برادر محمد اسلام صاحب برمنگھم۔ میری دعا ہے کہ اللہ کریم ان سب حضرات کو اپنے شایان شان اجر عطا فرمائے۔ آمین!

Marfat.com

بیگم قریشی

میں نے اس کتاب النکاح کی تالیف کے دوران عورت ذات اوراس کی مرغوبات کو سمجھنے کیلئے بہت مطالعہ کیا ہے۔کتب بینی اور ذاتی تجربے کی بنیاد پر جو نتیجہ میں اخذ کرسکا ہوں وہ یہ ہے کہ جس طرح جگنو اپنی روشنی اوراس کی اہمیت سے بے خبر ہوتا ہے اسی طرح اکثر خواتین اپنے نسوانی جوہر اوراس کی اہمیت سے بے خبر رہتی ہیں یہاں تک کہ نکاح کی صورت میں اگر دیندار اور مونس وغمگسار جیون ساتھی مل جائے تو بعض کو جلدی ادراک ہو جاتا ہے کہ۔آہا!

کسی معصوم جگنو کی طرح میں
خود اپنی روشنی سے بے خبر تھی

جس کی دلیل کے طور پر اُمہات المؤمنین، صحابیات اور بعد کی چالیس ہزار محدثات وعالمات کی زندگی شاہد عدل ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر اطیب الطیبات ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جاہلی معاشرے میں پروان چڑھتیں اور رسول اللہ ﷺ جیسے خیر الخلائق شوہر کی رفاقت میسر نہ آتی تو وہ خواتین کی تاریخ میں سب سے بڑی عالمہ نہ ہوتیں یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِنَّ الدُّنْيَا كُلَّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ''

اخرجه مسلم عَنْ طريق عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ : في الرضاع ، باب خير متاع الدنيا المرأة الصالحة

''بیشک دنیا نفع حاصل کرنے کی جگہ ہے اور انسان اس میں سے جو بھی حاصل کرسکتا ہے اس میں نیک عورت سے بہتر کوئی چیز نہیں''۔اسی طرح رحمت عالم ﷺ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ''......أَلَا أُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ، إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ، وَإِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ، وَإِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ.''

رَوَاهُ أَبُو دَاوُد، وَالْحَاكِمُ .وَالتِّرْمِذِي.

اے عمر! کیا میں تمہیں ایک ایسے خزانے کی خبر نہ دوں جو اُس سب کچھ سے بہتر ہے جسے انسان زندگی میں حاصل اور جمع کرسکتا ہے؟ فرمایا: وہ ایک ایسی نیک بیوی ہے کہ جب شوہر اس کو دیکھے تو اسے خوش کردے۔اور جب کسی بات کا حکم دے تو اس کی تعمیل کرے۔اور شوہر کی عدم موجودگی میں اس کے حقوق اور عزت وغیرت کی حفاظت کرے۔''

یعنی ایمان اور عمل صالح کے ساتھ انسان دنیا میں جن چیزوں سے استفادہ کرتا ہے ان میں بیوی سرفہرست اور سنبھال کے رکھنے کی چیز ہے۔جبکہ عورت کی فطری مرغوبات میں سے ہے کہ وہ اپنے شوہر کو دوسروں کے مقابلے

Marfat.com

میں ممتاز و محترم دیکھنے کی خواہشمند رہتی، خواہشات کا احترام کرتی اور بسا اوقات خود طبیعت مائل نہ ہونے کے باوجود تکلیف سہتے ہوئے سکون مہیا کرتی ہے جس کے بعد اسے خوش دیکھ کر اپنی تکلیف بھول جاتی ہے۔ اسی بنیاد پر میں کہتا ہوں کہ والدین کے بعد کوئی رشتہ بھی بیوی سے زیادہ Favorer & favorable نہیں ہو سکتا۔ پروین شاکر کہتی ہیں کہ:

سب ضدیں اس کی میں پوری کروں، ہر بات سنوں
ایک بچے کی طرح سے اسے ہنستا دیکھوں

مگر ہمارے نظام تعلیم، روشن خیالی، جدت پسندی، فرقہ پرستی، تعصّبات اور سیاسی عدم استحکام نے ایک بار پھر سے ہمیں جاہلیت کی دلدل میں دھکیل دیا ہے۔ اور:

تفرقہ جب در و دیوار میں بس جاتا ہے
قلعہ مضبوط ہو کتنا ہی بکھر جاتا ہے

جمیل ارشد خان

کے مصداق گراوٹ اور بدنصیبی کی انتہا ہے کہ ہمارا نوجوان طبقہ دوسرے کی بیوی اور بہو بیٹیوں کو جھانکنے، اداکاراؤں کو ٹی وی سکرین پر دیکھنے، غلیظ قسم کے ٹی وی اشتہارات اور فلمی پوسٹرز پر نظریں مرکوز رکھنے پر شرمندہ نہیں۔ مگر اپنی بیوی کو پاؤں کا جوتا تصور کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے:

عجب طرح کے لوگ بستے ہیں تیرے شہر میں محسنؔ
انا میں مٹ جاتے ہیں مگر محبت نہیں کرتے

محسنؔ نقوی

جس کے نتیجے میں ہمارا معاشرہ ایک ماتم کدہ بن کر رہ گیا ہے اور اس وقت بھی بہت سے معاشرتی مناظر میرے سامنے اور باعث اذیت ہیں کیوں کہ:

عورت کو سمجھتا تھا جو مردوں کا کھلونا
اس شخص کو داماد بھی ویسا ہی ملا ہے

تنویر سپرا

محبت کے اس موضوع پر اس کتاب کے علاوہ میں گزشتہ انیس سال سے مقامی ریڈیوز &.Unity radio

Marfat.com

(Radio XLfm.net) پردرس دے رہا ہوں۔تحدیث نعمت کے طور پر یہاں چند گزارشات اس لیے ضروری تھیں کہ اس کتاب کے پیچھے ایک پوشیدہ ہاتھ کارفرما رہا ہے کہ،جس کے اعتراف میں تقریباً بیالیس بعد اچانک ایک شعر موزوں ہو گیا ہے:

رشتے ناتے، دوست پرانے چھوڑ آیا ہوں
تیری خاطر بندھن سارے توڑ آیا ہوں

محمد اشرف قریشی

اللہ کریم بہترین جزائے خیر اور صحت عطا فرمائے میری بیگم رشیدہ قریشی اور بچوں کو جو تمام گھریلو ذمہ داریاں اپنے ذمے لیتے ہوئے اس کام کیلئے مجھے زیادہ سے زیادہ فارغ رکھتے ہیں۔ورنہ گھریلو سکون کے بغیر یہ کام اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

وَ مِنْ شَمَا ئِلِهَا الْغَرَّاءِ اَنَّ بِهَا
يَـزْدَادُ فَضْلِى فَلا يَعْرُوْهُ نُقْصَانٌ

قسطندی داوود

اس کے عمدہ اور روشن اخلاق و عادات ایسے ہیں جن کے باعث اگرچہ میری عزت میں اضافہ ہوتا ہے مگر اس کے محاسن میں کمی واقع نہیں ہوئی۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْ وَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا () الفُرقان ۷۴/۲

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ خَيْرًا مِمَّا يَظُنُّوْنَ وَاغْفِرْلِىْ مِمَّا لَايَعْلَمُوْنَ. آمین!

محتاج دعا بندہ ناچیز وحقیر پر تقصیر

محمد اشرف قریشی

سوموار 18 اگست 2014ء۔-۲۲ .شوال المکرم۔ ۱۴۳۵ھ.

۹:۰۰ بجے شام۔ برمنگھم

Marfat.com

2/2

کتاب النکاح: ایک نظر میں

حضرۃ الاستاذ مولانا مفتی نذیر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ

1997 میں جب میری اولین تصنیف'' کتاب النکاح '' کا مسودہ ملاحظہ کیلئے بقیۃ السلف استاذ العلماء والمشائخ حضرت علامہ حافظ مفتی نذیر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ شیخ الحدیث جامعہ عربیہ گوجرانوالہ، کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضرت نے انتہائی مسرت اور اطمینان کا اظہار فرماتے بہت سی دعاؤں سے نوازا۔ جب میں نے فون کیا تو حضرت استاذ نے بہت عمدہ الفاظ میں تحسین فرمائی۔ حضرت استاذ رحمہ اللہ تعالیٰ ہمارے اساتذہ کے سلسلے کی آخری کڑی اور ایک ایسے چراغ کی حیثیت رکھتے تھے جن کی روشنی مغرب کے افق تک ہمارے ساتھ ساتھ تھی مگر صد افسوس کہ بتقاضائے'' کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُوْا لْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ '' بروز ہفتہ 5 رمضان المبارک 1349ھ. 24 جنوری 1931ء. اس دنیائے فانی میں تشریف لانے، 79 سال 8 ماہ اور 29 روز کی مہلت عمر پوری کرنے، پرائمری سکول ختم کرتے ہی باقی ساری زندگی قَالَ اللّٰهُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ ﷺ کیلئے وقف کرتے ہوئے دیگر مقامات کے علاوہ صرف جامعہ عربیہ گوجرانوالہ میں 56 برس سے زائد عرصہ مسند تدریس وافتاء کی زینت بنے رہنے کے بعد بروز جمعہ 13 ذوالقعدہ 1431ھ. مطابق 22 اکتوبر 2010ء. گلوبل وِلج میں ہزارہا معتقدین ومتوسلین، تلامذہ واحباب کو سوگوار واشکبار چھوڑ کر اور فریضۂ نیابت رسول ﷺ کی ادائیگی کے معاملے میں پوری سرخروئی کے بعد اس طرح راہی آخرت ہو چکے ہیں کہ:

دل و جان بیچ کے احسان اتارے اس کے
خود کو ناپید کیا، نقش ابھارے اس کے

ندیم

اس وقت آپ کی تربیت میں گزرے سات سال سمیت 43 برسوں کا تعلق لمحۂ موجود کی طرح مرے سامنے اور عجیب کیفیت ہے جسے میں لفظوں میں بیان نہیں کرسکتا کیونکہ:

وَمِنَ الْمُفَجِّعَاتِ أُوْلِیْ النُّهٰی
مَوْتُ الشُّیُوْخِ الْقَادَةِ الْعُلَمَاءِ

علی بن محمد الحبشي

Marfat.com

اہل علم اور اصحاب عقل وخرد کیلئے اکابر علمائے حق اور مشائخ رحمہم اللہ کی موت سے بڑی کوئی مصیبت نہیں ہوسکتی۔ میں حضرت استاذ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقریظ سے بطور تبرک چند سطور نقل کرتا ہوں:

" زیر نظر ''کتاب النکاح'' میں عزیزم مولوی محمد اشرف قریشی حفظہ اللہ تعالیٰ (برمنگھم) نے قرآن وحدیث کی روشنی میں نکاح کی اہمیت، تاریخ وتعریفات اور تمام متعلقہ موضوعات کے تحت نصوص لاکر مسائل کو عام فہم اور آسان زبان میں بیان کیا ہے۔ جس کے بعد اگر ان پر عمل کیا جائے تو دنیا وآخرت کی فلاح حاصل ہوسکتی ہے۔ کیونکہ آج ہمارے معاشرے میں ہر طرف جو خرابیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ ان واضح احکام ومسائل سے غفلت ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے میری دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ان تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ عزیزم مولوی محمد اشرف قریشی صاحب کی کوششوں کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے ان کے علم وعمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔ " آمین!

نذیر احمد غفرلہ

15 - 05 - 2007 ۔ گوجرانوالہ

حضرت مولانا عبدالمالک مدظلہ العالی

شیخ الحدیث مرکز علوم اسلامیہ منصورہ لاہور۔ صدر رابطۃ المدارس الاسلامیہ وصدر جمعیت اتحاد العلماء پاکستان۔

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

امابعد: نکاح زندگی کا ایک ایسا شعبہ ہے جس کا تعلق ہر بالغ مسلمان مرد اور عورت سے ہے اور اسی لیے اس کے مسائل کو جاننا نکاح کے وقت فرض عین ہے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اکثر مسلمان نکاح وطلاق کے مسائل سے ناواقف ہیں۔ جس کے نتیجے میں وہ بسا اوقات ایسی مشکلات سے دوچار ہو جاتے ہیں جو لاینحل ہوتی ہیں۔ حضرت مولانا محمد اشرف قریشی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ جو جامعہ عربیہ گوجرانوالہ کے بانی استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد چراغ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ان ممتاز، علمی اور عملی کمالات کے حامل ان فاضل تلامذہ میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی کہ وہ اس موضوع پر قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں عام فہم کتاب ''کتاب النکاح'' کے نام سے مرتب فرمائیں۔ زیر نظر کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ مولانا محمد اشرف قریشی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے اسلامی معاشرے کی اس بنیادی ضرورت کو بہت احسن انداز سے پورا کردیا ہے۔ کتاب کا علمی وادبی معیار اور اسلوب بیان بہت عمدہ اور مثالی ہے اور اس لحاظ سے یہ ایک ایسی عام فہم کتاب ہے جس کا ہر مسلم گھرانے میں ہونا وقت کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

ایسا علم جو فرض عین ہے اور ہر مسلمان مرد اور عورت کیلئے لازمی ہے اس کی اشاعت کا کام کرنا فرض عین کی حیثیت رکھتا ہے جس کے حصول کیلئے راستہ ہموار کرنا بھی اسی طرح عبادت ہے۔ مولانا محمد اشرف قریشی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے اسی راستہ کو اور آسان کرتے ہوئے امت مسلمہ کی عظیم خدمت کی ہے۔ اور جامعہ عربیہ نے اس کی اشاعت کا فریضہ سرانجام دیکر اپنے محاسن میں اضافہ کیا ہے۔

نکاح کے مسائل کے ساتھ ساتھ طلاق کے مسائل پر بھی اسی طرح کا آسان اور عام فہم رسالہ مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر مولانا محمد اشرف قریشی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ یہ خدمت بھی سرانجام دے دیں تو اس سے ان کے کارناموں میں مزید اضافہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کوشش کو اپنی جناب میں قبول فرمائے اور اس کے محرکین اور ناشرین جامعہ عربیہ کی انتظامیہ، حضرت قاری محمد اکرم صاحب مدرس جامعہ۔ ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب فاضل جامعہ و استاذ شعبہ فقہ و قانون انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔ اور مولانا ضیاء الرحمٰن قاسمی ناظم اعلیٰ جامعہ عربیہ اور مصنف کے تمام اساتذہ کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

والسلام

عبدالمالک عفی عنہ۔ منصورہ لاہور

حضرت مولانا صاحبزادہ فضل الرحمٰن دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیۃ F-2 میر پور آزاد کشمیر

مصنفِ "کتاب النکاح" برادر عزیز مولانا محمد اشرف قریشی صاحب نہ صرف چچیرے بھائی بلکہ میرے ایسے ہم خیال اور دوستوں میں سے ہیں جن کیلئے قرآن کریم نے "وَلِيٌّ حَمِيمٌ" کی اصطلاح استعمال کی اور حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد
فدائے یک تنِ بیگانہ کا شنا باشد

گلستان سعدی

ہزار اپنے قریبی جو اللہ کریم سے بیگانے ہوں اس ایک بیگانے پر قربان کہ جو خدا شناس ہے۔ یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پاسداری کرتا ہے۔

قبل از ہجرت 1965ء مضافات راجوری مولانا کے گاؤں "چڑھان" اور ہمارے "منہوٹ" کے

Marfat.com

درمیان چونکہ تین کلومیٹر کا فاصلہ تھا اور مولانا کا کم عمری کے باعث ادھر آنا جانا نہیں تھا اس طرح مجھے یاد نہیں پڑتا کہ ہم کبھی ملے ہیں۔ ہجرت کے بعد میرپور میں رسمی ملاقاتیں ہوتی رہیں مگر اسی دوران مولانا بغرض تعلیم جامعہ محمدیہ بھکھی مضافات منڈی بہاؤ الدین اور میں جامعہ عربیہ گوجرانوالہ میں داخل ہو گیا تھا۔ اواخر 1967ء میں جب مولانا گوجرانوالہ داخل ہوئے ہیں تو میں اور حضرت مولانا مفتی مطیع اللہ صاحب آخری کلاسوں میں تھے۔ جبکہ ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب اور مولانا ابتدائی کلاسوں میں اس طرح ایک فاصلہ قائم رہا۔ پھر میں فراغت کے بعد جامعہ ام القری مکہ مکرمہ چلا گیا جہاں سے واپسی پر کاروبار میں مصروف ہو گیا اور مولانا 1981ء میں برطانیہ آ گئے۔ اس طرح ہمارے درمیان ایک بار پھر سمندروں فاصلہ حائل ہو گیا۔

برطانیہ منتقل ہونے تک چونکہ موصوف جامع مسجد اسماعیل خان C/4 میرپور میں خطیب رہے ہیں اس طرح ان کی خطیبانہ صلاحیت اور ادبی دلچسپی کا مجھے علم تھا مگر 2010ء میں میرے پہلے دورۂ برطانیہ تک مجھے ادراک نہیں تھا کہ اللہ کریم نے انہیں تحریری صلاحیتیں اور ذوق مطالعہ بھی ودیعت فرما رکھا ہے۔ گھر میں بنیادی اسلامی مآخذ پر مبنی وسیع لائبریری اور اس میں سکون سے دن رات مطالعہ اور ریڈیو پر تحقیقی درس دیکھ سن کر میں نے انہیں کچھ نہ کچھ لکھنے کا مشورہ دیا تو وعدہ کر لیا۔ مگر 2007ء میں اس وقت میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب مولانا کی پہلی "کتاب النکاح" میرے سامنے تھی۔ جس کے بعد اخلاقیات پر "زنبیل" اور میرپور کی دینی تاریخ پر "آثار" جیسی ضخیم اور مدلل کتب نے مولانا کی ادبی حیثیت اور شہرت کو چار چاند لگا دیے۔ جس کے بعد خاندان اور تاریخ کشمیر پر 2013ء میں مولانا کی چوتھی اور ضخیم کتاب "ہجرت کشمیر" نے خاندان اور مولانا کے دوستوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ ہجرت کشمیر 623 صفحات، مقامات و شخصیات وغیرہ کے ناموں سمیت 870 عنوانات پر مشتمل تاریخ کشمیر اور اردو ادب میں ایک انتہائی خوبصورت، دلچسپ اور ایسا اچھوتا اضافہ ہے جسے پڑھتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد جیسے مصنفین رحمہم اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ مصنف نے کشمیر کے موضوع پر دستیاب 120 مآخذ کے مطالعہ کے بعد ادبی رنگ میں جو تلخیص پیش کی ہے۔ کم از کم میرے علم حد تک کشمیریات میں اس کی کوئی مثال نہیں۔ اور پھر حیرت کی بات یہ ہے کہ بچپن میں ہجرت کے ایک طویل عرصہ بعد سات سمندر دور برطانیہ میں بیٹھ کر اس طرح کی کتاب لکھ دینا کہ جس کو پڑھتے ہوئے قاری کو ایسا محسوس ہو کہ علاقائی تہذیب و تمدن، زبان و لہجہ، پرند چرند، جڑی بوٹیاں۔ پھول و پھل، کھیل کود، بود و باش، محاورات و ضرب الامثال، گیت ماہیے اور معمولات زندگی پر مشتمل کتاب پڑھنے کے بجائے اپنی آنکھوں سے مناظر ملاحظہ کیے جا

Marfat.com

رہا ہے۔اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اللہ تعالیٰ کسی کو قلم اور الفاظ پر قدرت نہ عطا کردے۔جس کے بعد زیر نظر ﴿کتاب النکاح﴾ جو شاید کتابی سائز میں کم وبیش ہزار صفحات، 313 اسلامی مآخذ کے نچوڑ اور تقریباً نوسو عنوانات اور ایسے فقہی وفکاہتی ادب پر مشتمل انسائیکلو پیڈیا ہے کہ اب تک اردو ادبیات میں اس کی کوئی مثال موجود نہیں۔جس کا مسودہ پڑھنے کے بعد میرے نزدیک کتاب کی چند خوبیاں اس طرح ہیں۔

01: اب تک علمائے حق میں سے ازدواجیات پر اگر کسی نے اشارے کنائے کے بجائے کھل کر لکھا ہے تو وہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں جو اگر ''بہشتی زیور'' کی شکل میں خواتین پر احسان نہ فرماتے تو شاید بہت سی اکثر ضروری مسائل سے ناواقف زندگی گزار جاتیں۔مگر اب حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ اور ہمارے درمیان ایک صدی حائل ہونے سے بہت سارے نئے مسائل، اعتراضات اور فتنے متقاضی تھے کہ شریعت کی روشنی میں کوئی تجدیدی وتحقیقی اور سائنٹیفک (Scinttfic) کتاب لکھی جائے۔یہ عجیب حسن اتفاق اور میرے خاندان کے لئے باعث فخر ہے کہ اللہ کریم نے ایک صدی بعد حضرت حکیم الامت کے ہم نام برادر عزیز مولانا محمد اشرف قریشی کو اس خدمت کیلئے منتخب فرما کر توفیق بخشی کہ انہوں نے ثقاہت وفقاہت اور فکاہتی ادب میں حضرت تھانوی اور مولانا آزاد دونوں بزرگوں کی یاد تازہ کردی ہے۔

02: رہبانیت ورہبانیات اور شیطانیات کے عنوانات کے تحت مصنف نے جس مثبت اور مدلل انداز سے عیسائی علماء اور عیسائیت پر گفتگو کی ہے۔کم از کم میری نظر میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں۔

03: ابتدا سے آخر تک جس خوبی اور ایمان افروز انداز میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان علمی اختلاف رائے پر روشنی ڈالی ہے یہ بھی مصنف ہی کی سعادت ہے جو ہر کسی کو حاصل نہیں۔

04: کتاب میں بطور حوالہ اسلام کے بنیادی 313 مآخذ سے جو عبارات نقل کی گئی ہیں۔ایک طرف تو مصنف کے وسیع مطالعہ، حسن انتخاب، حسن ترتیب اور فقاہت وثقاہت پر دلالت کرتی ہیں اور دوسری طرف مصنف کی علمی دیانت پر۔کیونکہ اس طرح کی بہت سی ایسی عبارات ہیں کہ اگر ان کے ساتھ حوالہ درج نہ ہوتو اگرچہ قارئین کے نزدیک وہ مصنف کے کھاتے میں چلی جاتی ہیں مگر اعمال نامے میں نہیں کیونکہ اس طرح کے تساہل کو علمی دنیا میں سرقہ کہا جاتا ہے جو ایک اخلاقی جرم اور اس سے بچنے کیلئے بڑے ظرف کی ضرورت ہے۔

05: کتاب میں من وعن اعراب کے ساتھ عربی عبارات، اردو، فارسی، عربی اور کہیں کہیں پنجابی اشعار، ضرب الامثال، اور محاورات، زمینی حقائق اور لطائف وحکایات کا برمحل استعمال جس طرح مولانا نے کیا ہے۔اس دور

Marfat.com

میں مشکل سے اس کی مثال مل پائے گی۔

06: میرے نزدیک مسلم ممالک اور خصوصا برصغیر میں مذہب کے نام پر اور امریکہ، کنیڈا و یورپ میں آزادی کے نام پر عورت ذات کو اس کے حقوق سے بے خبر رکھ کر جو استحصال کیا گیا ہے اس نے جاہلیت کی یادیں تازہ کر دی ہیں۔ ان حالات میں اس بات کی ضرورت ہے کہ اس تجدیدی و تحقیقی اور سائنٹیفک (Scinttfic) "کتاب النکاح" کو تعلیمی اداروں میں نصاب کی حیثیت سے پڑھایا اور پھیلایا جائے تا کہ معاشرے میں ایک توازن قائم رکھنے میں مدد مل سکے۔

فضيلة الدكتور العلامة عصمت الله عنايت الله

استاذ ألجامعة الاسلامية العالمية –اسلام آباد

مولانا محمد اشرف قریشی صاحب میری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تعالیٰ کے چچازاد بھائی کی حیثیت سے ننھیالی قبیلہ اور قصبہ "چڑھان" مضافات راجوری سے تعلق رکھتے ہیں۔ جہاں سے میرے ددھیالی گاؤں "مَنہوٹ" کے درمیان تین کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔ ہم دونوں کمسن اور چرائی پر مامور رہتے تھے لہٰذا والدہ کے ساتھ آمدورفت کے باوجود ملاقات یاد نہیں۔ ہجرت 1965ء کے بعد میرپور قدیم کے نلوئی محلہ میں مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مدرسہ کے قریب دونوں خاندان جب اکٹھے ہو گئے تو ہم نے مدرسے میں داخلہ لے لیا۔ ان دنوں مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حیات اور حافظ محمد رقیب صاحب ہمارے استاذ تھے۔ مگر افسوس کہ ایک روز کوئی بندۂ خدا ایک ساتھ ہم دونوں کے کپڑے لے اڑا۔ جس سے دل برداشتہ ہو کر ہم دونوں قریب ہی حضرت مولانا مفتی محمد عبدالحکیم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مدرسے میں منتقل ہو گئے جہاں مولانا حافظ نور محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے حفظ اور برادر محترم قاری عبدالرحمٰن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے تجوید شروع کی۔ جس دوران ہمارے خاندان کے بزرگ عالم دین حضرت مولانا حکیم محمد عبدالکریم رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یہیں مدرس تعینات ہو گئے تھے۔

مگر ایک سال کے اندر اندر ہی مجھے حضرت استاد قاضی عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ لے جا کر مدرسہ عربیہ گوجرانوالہ میں داخل کرا دیا۔ اور مولانا محمد اشرف صاحب کو میرے ماموں اور ان کے تایازاد حضرت مولانا عبدالرحیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ساتھ لے جا کر جامعہ محمدیہ بھکھی مضافات منڈی بہاؤالدین داخل کرا دیا۔ جہاں سے اوائل 1967ء میں یہ پھر گوجرانوالہ آ گئے۔ اس دوران دونوں مدارس کی نصابی ترتیب کے لحاظ سے ہمارے درمیان ایک سال کا فاصلہ پیدا ہو چکا تھا جس کی پرواہ کیے بغیر ایک مرتبہ ہم پھر سے کلاس فیلو ہو گئے۔

Marfat.com

مولانا محمد اشرف کا شعری ادب میں انہماک، تقریری مقابلوں میں حصہ لینا اور اول آنا۔ اور کبھی کبھی جوشِ خطابت میں اپنا گریبان تک چاک کر لینا۔ ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ انہوں نے خود ''ہجرت کشمیر'' میں ''حماقتیں'' کے عنوان سے دلچسپ یادداشتیں جمع کر دی ہیں جنہیں پڑھتے ہوئے جامعہ عربیہ میں دوبارہ داخلہ لینے کو جی چاہتا ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تھا کہ جامعہ عربیہ گوجرانوالہ سے درس نظامی کی تکمیل کے بعد، مجھے مکہ مکرمہ میں تکمیل تعلیم کا موقع ملا، مشائخ وائمہ حرمین کی صحبتیں اور شرف تلمذ، علماء ازہر سے بھرپور استفادہ اور فراغت کے بعد علمی اور تحقیقی کام کے مواقع، پھر خطابت، درس و تدریس اور تحقیق میں کافی وقت گزارا۔ ایسے میں اس زعم میں مبتلا ہو جانا کہ ہم اپنے ہم سبق ساتھیوں سے بہت آگے نکل چکے ہیں کوئی نئی اور اچھنبے کی بات نہیں۔ مگر مولانا محمد اشرف صاحب نے نہ صرف کمال کر دیا بلکہ ہمارے اس زعمِ باطل کے محلات کو برطانیہ میں بیٹھ کر، جہاں کوئی دینی ادارے یا علمی ماحول میسر نہیں، بے مثال علمی اور تحقیقی کاموں کے ذریعے پاش پاش کر دیا۔ فی الواقع انہوں نے ایسے علمی کارنامے سرانجام دیے ہیں کہ علماء و مشائخ اور مفتیان کرام ان کے علمی و تحقیقی کام سے استفادہ میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

مولانا محمد اشرف قریشی صاحب محض خشک مزاج عالم دین نہیں بلکہ ایک باذوق ادیب، بے مثال خطیب، اور ماہر مصنف ہیں، جنہوں نے کئی کتابیں لکھی ہیں جو ان کے وسعت مطالعہ اور ادبی ذوق کی دلیل ہیں۔ مگر ان کتابوں میں سے ''ہجرت کشمیر'' جس میں تاریخ کشمیر کے ساتھ خاندان کا تعارف بھی شامل ہے میں ایک ایسا اسلوب نگارش متعارف کرایا ہے کہ مطالعہ کرتے ہوئے سرور طاری ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ''کتاب النکاح'' کو ادبی دنیا میں ان شاء اللہ ایک منفرد مقام حاصل رہے گا۔ نکاح کے موضوع پر یہ ایک عام مسائل کی کتاب نہیں بلکہ اپنے موضوع پر ایک انسائیکلو پیڈیا ہے جس میں نکاح کے موضوع کا ایک جامع اور ہر پہلو سے احاطہ کیا گیا ہے۔ اس میں نکاح کی تعریف بھی ہے اور اس کی مربوط تاریخ بھی جو حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں ہابیل و قابیل کے نکاح پر تنازع اور قتل سے لے کر، دور جاہلیت میں نکاح کی شکلیں، آج کے جدید ترین نکاح ''المسیار'' جدید ذرائع اتصال، ٹیلیفون وغیرہ پر نکاح، شرعی اصطلاحات اور احکام، خود لذتی، عورت کا عورت سے، مرد کا مرد سے جنسی تسکین حاصل کرنا، رہبانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعدد ازدواج، ازواج مطہرات کی مکمل سیرت و حالاتِ زندگی جیسے موضوعات شامل ہیں۔

مصنف نے اگرچہ اختلافی مسائل پر بھی گفتگو کی ہے لیکن دلیل کے ساتھ، متوازن طریقہ سے، کسی مسلکی یا فرقہ وارانہ تعصب کے بغیر، جیسے نکاح حلالہ، متعہ، متحد الجسم جڑواں بہنوں سے نکاح وغیرہ مسائل۔ بلکہ بعض موضوعات تو مستقل کتابیں ہیں جو اس ''موسوعۃ النکاح'' کے بطن میں موجود ہیں، مثلاً: رسول اللہ ﷺ کے نکاح، ازواج

١٤٢٥٠٦٨

Marfat.com

مطہرات کی سیرت شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی کتاب ''العلماء العُزّاب'' کی تلخیص، نکاح المسیار، نکاح تحلیل۔ حلالہ، نکاح متعہ، جڑواں و متحد الجسم کے نکاح کی صورت اور مولانا مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے، جبری نکاح، حقوق الزوجین وغیرہم۔ یہ موضوعات مکمل کتابچے ہیں، جنہیں اگر علیحدہ علیحدہ بھی چھاپ دیا جائے تو ان کی مستقل اہمیت و افادیت ہے۔

علم کی کنجی

صاحبِ ''کتاب النکاح'' کی سعادت ہے کہ اللہ کریم نے انہیں برطانیا جیسے ملک میں علمی مآخذ و مصادر جمع کرنے کی توفیق کے ساتھ ساتھ ذوق مطالعہ اور فرصت عطا فرمائی۔ محمد بن شہاب زہری کا زریں قول ہے کہ: ''اَلْعِلْمُ خَزَانَةٌ مَفَاتِيحُهَا الْمُسْأَلَةُ ''علم کے خزانوں کی کنجی اہل علم سے پوچھنا اور سوال کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے اپنے ماننے والوں کو حکم دیا ہے: '' فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ''١٦: النحل :٤٣: اگر تم کوئی بات نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کرلو۔ قرآن مجید کے اس حکم پر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اس طرح عمل پیرا رہے کہ خود قرآن کریم نے '' یَسْأَلُونَكَ '' اور '' یَسْتَفْتُونَكَ '' جیسے پیارے الفاظ سے ان کا ذکر کیا۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھی پوچھنے اور سوالات کرنے کی ترغیب دی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ عہد رسالت میں صحابہ کرام کسی سفر پر تھے، ایک آدمی کو سر میں چوٹ لگی اور سخت زخمی ہو گیا، پھر رات کو احتلام کے نتیجہ میں غسل واجب کی حاجت ہوئی، ساتھیوں سے اپنی مشکل کا ذکر کرتے ہوئے دریافت کیا کہ کیا اس حال میں تیمّم کی اجازت مل سکتی ہے؟ جواب ملا: پانی ہوتے ہوئے کوئی رخصت نہیں۔

زخمی نے جب مجبوراً پانی سے غسل کیا تو اس سے ان کی موت واقع ہوگئی۔ جب نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا: '' قَتَلُوهُ ، قَتَلَهُمُ اللّٰهُ أَلَا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ '' ساتھیوں نے اسے قتل کر دیا، اللہ انہیں غارت کرے جب وہ صورت مسئلہ سے واقف نہ تھے تو کیوں نہ انہوں نے کسی صاحب علم سے پوچھ لیا کہ عدم واقفیت اور بے بسی کے مرض کی شفا سوال کرنے میں ہے۔

اسی طرح حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق مشہور ہے کہ کسی نے آپ سے پوچھا تھا: آپ نے اتنا بلند علمی مقام کیسے حاصل کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں بہت زیادہ پوچھتا رہتا تھا۔

Marfat.com

مولانا قریشی صاحب نے برطانیہ میں نایاب اور نادر، قیمتی کتب پر مشتمل ذاتی لائبریری قائم کی۔ مکہ مکرمہ اور بیروت سے جدید ترین محقق ایڈیشن حاصل کیے اور خوب مطالعہ کیا۔ الحمدللہ اس میں میرا مشورہ بھی شامل تھا۔ پھر دوران تصنیف مجھ سمیت بہت سے علمائے کرام کے ساتھ رابطہ رکھا اور اختلافی مسائل پر مذاکرہ اور اجر میں شریک کرتے رہے۔ جس کے نتیجے میں ''کتاب النکاح'' جیسی مفید، مدلل، مربوط اور دلچسپ کتاب کا مارکیٹ میں آجانا علم کے ساتھ تعلق کی برکت کا نتیجہ ہے۔

میرا حصہ ان کی تصنیف میں وہی ہے جو فقہاء و محدثین اور رواۃِ حدیث کا حصہ علمائے فقہ کے علم میں ہے۔ رواۃ حدیث اور محدثین قابل اعتماد خام مواد مہیا کرتے ہیں اور فقہائے کرام اس مواد کو ایک ماہر صُناع اور کاریگر کی مانند قالب میں ڈھال کر متنوع اور خوبصورت مصنوعات کی شکل میں عامۃ الناس کے سامنے استفادہ کے لئے پیش کرتے ہیں۔

میں کتاب النکاح جیسی مفید، دلچسپ، مدلل اور موثق معلومات پر مشتمل تصنیف پر اس کے صاحبِ علم مصنف علامہ محمد اشرف قریشی صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں، اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو قارئین کرام کیلئے استفادہ اور مصنف کیلئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین!

حضرت مولانا حافظ محمد عارف دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ عربیہ گوجرانوالہ

الحمد للہ الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصھرا و الذی قال وقوله الحق "ومن آیته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودة ورحمة ،ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون. والصلاة والسلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین وخیر الناس لاھله.

وبعد

اسلام دینِ فطرت ہے اور شریعت محمدیہ تمام سابقہ شریعتوں سے بڑھ کر مکمل، آسان اور خوبصورت ہے۔ نسلِ انسانی کی بقاء، افزائش اور حفاظتِ عصمت کیلئے اسلام نے ''نکاح'' کا مقدس طریقہ تجویز کیا ہے۔

محترم بھائی جناب مولانا محمد اشرف قریشی جامعہ عربیہ کے مایہ ناز سپوت، ایک جید اور محقق عالم دین ہیں۔ جن کے قلم سے بہت سی اہم اور مفید کتب مرتب ہوکر منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔ ان ہی تصنیفات میں سے ایک اہم تصنیف ''کتاب النکاح'' ہے جو اس موضوع پر اردو زبان میں لکھی جانے والی کتب میں سے اپنی مثال آپ ہے۔ سبحان اللہ!

Marfat.com

کتاب کیا ہے؟ نکاح کے موضوع پر ایک انسائیکلوپیڈیا ہے۔اس میں نہ صرف نکاح کی اہمیت، مصالح اور فوائد بیان کیے گئے ہیں۔ بلکہ زنا کی نحوستیں، نکاحِ فاسد، نکاحِ تحلیل اور متعہ کے موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ خاص طور پر ''متعہ'' کے موضوع پر مولانا نے جس طرح اہل سنت کا موقف اور اہل تشیع کا نظریہ ان کی امہات الکتب کے تفصیلی حوالوں سے اپنی کتاب کو مزین کر کے پیش کیا ہے وہ بھی خاصے کی چیز ہے جس میں بغیر کسی قسم کے تعصب کے عدل و انصاف پر قائم رہتے ہوئے اصل صورت حال واضح کر دی ہے۔ ''نکاح'' کے مسائل کے علاوہ اس کتاب میں حمل کے مراحل و کیفیات، رضاعت کے مسائل، طلاق، خلع اور حقوق الزوجین پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

''نکاح'' کا موضوع اگرچہ بطورِ خود بھی ایک دلچسپ موضوع ہے مگر مولانا نے مختلف حکایات، مشاہدات، برمحل اشعار، جدید تحقیقات اور لطائف کے ذریعے اس کتاب کو اتنا دلچسپ بنا دیا ہے کہ پوری کتاب کو ایک ہی نشست میں ختم کرنے کو دل چاہتا ہے۔ پھر اس پر مستزاد مولانا قریشی مدظلہ العالی کی شستہ، رواں اور واضح تحریر سونے پر سہاگہ ہے۔

کتاب میں درج آیات، احادیث، آثار، واقعات اور اشعار کے حوالوں سے کتاب کی افادیت، اہمیت اور قدر میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

مولانا محمد اشرف قریشی مدظلہ العالی نے یہ کتاب دوبارہ مرتب کی ہے۔ اور یہ نقش ثانی نقش اول سے کئی پہلوؤں سے ممتاز ہے۔ ایک تو مؤلف کیلئے اپنی ہی تالیف کو دوبارہ مرتب کرنا پہلے سے بھی زیادہ مشکل ہوتا ہے مگر مولانا نے اس مشکل کام کو جس محنت، لگن اور خلوص کے ساتھ انجام دیا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ کتاب مرتب کر کے مولانا محمد اشرف قریشی نے نہ صرف معاشرے کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے بلکہ اس تشتت و افتراق کے دور میں ایسے مسائل کو ایک نئے انداز میں پیش کرنے کی راہ متعین کی۔ جو طبقہ مختلف مکاتب فکر کے باہمی اختلاف کی وجہ سے ایسی کتابوں کے مطالعہ سے دور بھاگتا ہے۔ یہ کتاب پڑھ کر وہ ان شاء اللہ صحیح راہنمائی بھی حاصل کرے گا اور دین اسلام سے قریب تر بھی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ مولانا کو ہماری طرف سے اور اہل اسلام کی جانب سے بہترین جزاء عطاء فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو تمام لوگوں کیلئے نافع بنائیں اور ان کے اساتذہ اور بزرگوں کیلئے ذخیرۂ آخرت بنائیں۔ و اللہ ھو الموفق .

محمد عارف

یکم شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ۔ ۳۱ مئی 2014ء۔

Marfat.com

چوہدری انجم سلطان شہباز۔ دینہ۔ ضلع جہلم

ممتاز ماہر تعلیم، مصنف، صحافی، شاعر، ادیب، مؤرخ

مینارۂ نور

''کتاب النکاح''میں جناب مولانا محمد اشرف قریشی نے نکاح کی معلومہ قدیم تاریخ، اس کے لغوی اور شرعی معانی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے متعلقہ 'فقہی مسائل' پر بڑی نکتہ آفرینی کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ نکاح عبادت میں داخل ہے، اس کے تمام لوازمات کو احاطۂ تحریر میں لایا گیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر پیغمبروں کے نکاح اور 'مہر' پر بڑی مدلل گفتگو کی گئی ہے۔ امهات المؤمنين، ازواج طاهرات و مطهرات ،طيبات و مطيبات ، بريئات و مبرآت رضى الله عنهن وأرضاهن عناوعن جميع المسلمين وصلى الله وسلم على نبيه الصادق الأمين ، کے تفصیلی حالات بیان کیے ہیں جو یقیناً قارئین کیلئے مشعل راہ ہوں گے۔ نکاح کے موضوع پر کئی دیگر علمائے کرام اور مصنفین نے بھی مفصل تحریریں شائع کروائی ہیں لیکن ہمہ گیری اور ہمہ جہتی کی وجہ سے زیر نظر کتاب سب میں منفرد، نمایاں اور جامع قرار دی جاسکتی ہے۔

مصنف نے کتاب میں لکھا ہے کہ صنف نازک، تاریخ کے کن نازک ادوار سے گزری اور اس پر کون کون سے سخت مظالم روا رکھے گئے۔ دور جاہلیت میں نکاح کی کون کون سی صورتیں رائج تھیں۔ مستورات پر کس طرح ظلم ڈھائے جا رہے تھے اور بیٹیوں کو کس طرح زندہ درگور کیا جا رہا تھا۔ ان ادوار میں گویا عورت کو جائیداد منقولہ کی حیثیت حاصل تھی۔ تحفے میں عورت کو پیش کر دیا جاتا تھا۔ عورت بیچی اور خریدی جاتی تھی گویا اس کا کوئی معاشرتی مقام ہی نہیں تھا۔ اس تمام تصریح کے بعد فاضل مصنف نے ثابت کیا ہے کہ جنسی تعلقات کا نفیس اور پاکیزہ ترین طریقہ صرف ''نکاح'' ہی ہے جو ایسی عبادت کا درجہ بھی رکھتا ہے جسے نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ نکاح کرنے والا ایک عورت کے تحفظ عصمت، نان نفقہ اور وقار کی وہ ذمہ داری قبول کرتا ہے جسے نبھاتے نبھاتے اس کی ساری زندگی بسر ہو جاتی ہے۔ اگر اس کو وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو نکاح کے بعد اولاد کی پیدائش، اس کی عمدہ پرورش و پرداخت اور اسلامی نظریہ کے مطابق اس کی تعلیم و تربیت بھی اسی زمرے میں آتی ہے۔ نکاح کی سنت صرف یہی نہیں ہے کہ نکاح کیا اور اگلے روز عروسۂ نو کو اپنی زندگی سے الگ کر کے بیابانوں میں ترک دنیا کیلئے جا ڈیرا ڈالا۔ بلکہ نکاح وہ ذمہ داری ہے جو پوری زندگی کیلئے ایک فرض عین کا درجہ اختیار کر جاتی ہے۔

Marfat.com

مولانا محمد اشرف قریشی نے قرآن وحدیث اور تمام مسالک کی مستند کتابوں کا گہرا مطالعہ کر کے متعلقہ مسائل اور نکات کو بڑی مہارت سے مرتب کیا ہے۔ ہر باب میں دلنشیں حکایات اور مصنف کا انداز بیاں سیدھا دل میں گھر کر لیتا ہے۔

نکاح کے موقع پر حق مہر دینا واجب ہے مگر آج بھی کچھ پسماندہ علاقوں میں حق مہر صرف بتیس روپے دیا جاتا ہے جسے ''شرعی حق مہر'' کا نام دیتے ہیں یہ رسم شریعت کی کھلی خلاف ورزی اور مذاق ہے۔ زیر نظر کتاب میں نہ صرف حق مہر بلکہ وراثت میں عورت کے حق کا ذکر بھی کیا گیا ہے وگرنہ تو عورت کو اس کے حق سے محروم ہی رکھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ شادی پہ اتنا جہیز جو دیا تھا۔ یعنی ان کے نزدیک جہیز کے بعد عورت اپنے موروثی حق سے محروم ودستبردار ہو جاتی ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ عورت حق مانگتی ہے تو بھائی ساری زندگی کیلئے اس کے اس ناقابل معافی جرم کی وجہ سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ ان مسائل پر قریشی صاحب نے بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور حقائق پیش کیے ہیں۔

نکاح کیلئے عورت کی رضامندی کی کیا اہمیت ہے اور ولی کے فرائض کیا ہیں۔ اس حوالے سے بھی سیر حاصل بحث ہے۔ طلاق اور حلالہ، ایسے موضوع ہیں جن پر کبھی کسی نے کھل کر لکھنے کی جرأت نہیں کی۔ مگر یہاں بھی فاضل مصنف کے قلم میں لرزش اور لغزش نہیں آئی اور انہوں نے اس موضوع پر سیر حاصل اور نافع گفتگو کی ہے اور بتایا ہے کہ طلاق کن حالات میں، کیوں اور کیسے واقع ہوتی ہے اور طلاق کے بعد معاشرے میں مطلقہ کا کیا مقام ہوتا ہے اور معاشرے کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ اسی طرح حلالہ کی مسخ شدہ صورتوں کا رد کرتے ہوئے آپ نے اس موضوع پر قرآن و حدیث کے حوالے سے ٹھوس دلائل دیے ہیں۔ آج کل جس طرح ''حلالہ'' کو ''حلال'' بنالیا گیا ہے اور بہت سوں کے ''رزق حلال'' کا ذریعہ بن چکا ہے اس پر بھی فاضل مصنف نے خوب نشتر زنی کی ہے۔

نکاح کے علاوہ دیگر غیر اخلاقی اور مذموم ذرائع سے اپنے ہم جنس یا غیر جنس سے جنسی تسکین حاصل کرنے کی بیہودگی پر بھی روشنی ڈالی ہے اور اس کے نقصانات اور مضمرات سے آگاہ کیا ہے۔ ''کتاب النکاح'' محض اپنے موضوع تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس نے شاخ در شاخ پھیل کر حیات انسانی کے بے شمار گوشوں کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے جس میں بہت سے گوشے قارئین کو اچھوتے محسوس ہوں گے۔

اس کتاب میں مرکزی نکتہ، تعلیمات اسلامی کے مطابق نکاح اور اس کے متعلقات کا ذکر ہے۔ اسلام نے عورت کو بڑے حقوق دیے ہیں۔ وراثت کا حصہ دار ٹھہرایا ہے البتہ یہ بات الگ ہے کہ عورت پر کسی نہ کسی صورت میں ظلم روا رکھا گیا اور رکھا جارہا ہے جو کہ تعلیمات اسلام کے منافی ہے بقول عبدالقادر:

Marfat.com

کیسے کیسے ہیں بھنور جن میں گھری ہے عورت
کس کڑی دھوپ میں برسوں سے کھڑی ہے عورت
جب بھی دوراہے پہ آئی ہے لٹی ہے عورت
کہیں جھانجھر سے بندھی ہے عورت
کہیں سج کر کہیں ننگی ہوکر
مرد کی بھینٹ چڑھی ہے عورت
اپنی مجبوری کا احساس تمہیں ہے کہ نہیں
ایک مٹی سے بنائی ہوئی گڑیا کی انا کس کو گوارا ہوگی
رکھا جاتا ہے جہاں اس کو وہاں سے یہ نہیں ہل سکتی
یہ تو کاغذ کی کلی ہے کسی موسم میں نہیں کھل سکتی
اپنا حق مانگ کے محروم رہی ہے عورت
کوئی بھی دور ہو مظلوم رہی ہے عورت

(شفق)

اسلام نے عورت کو پستی اور تنزلی سے نکال کر ایک باوقار اور باعزت مقام عطا کیا۔ زمانہ جاہلیت کی بدترین رسوم اور دختر کشی کا سدباب ہوگیا۔ نکاح کے حوالے سے نبی کریم ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ دیگر مشاہیر کی زندگیوں سے قابل تقلید واقعات بھی نقل کیے گئے ہیں۔ نکاح میں ولی کی حیثیت کا تعین اور جبر کی مختلف صورتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ نکاح میں فریقین کی پسند اور رضامندی کے حوالے سے بھی سیر حاصل بحث ہے۔ اسی طرح نکاح کی واجبات و مستحبات: حق مہر اور ولیمہ وغیرہ جیسے مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مستحب اور واجب نکاح، نکاح کی حرام اور ممنوع صورتیں، مکروہ نکاح، حلالہ اور نکاح شغار (وٹہ سٹہ) پر مدلل تحریریں ہیں۔

نکاح کی کچھ فرسودہ اور بے جا روایات پر بھی تنقید کی گئی ہے۔ اسی طرح حق مہر جسے اب ''شرعی حق مہر'' کے نام پر ایک مذاق بنا دیا گیا ہے کے حوالے سے نہایت اہم حوالے پیش کر کے اصل صورت حال کی وضاحت کی ہے۔

نکاح پر خوشی کرنا، گیت گانا، بیوی کا شوہر کیلئے بناؤ سنگھار کرنا، اعلانیہ اور خفیہ نکاح کا بیان، رشتہ اور نسبت کے آداب اور طریقہ ہائے کار، نکاح کے وقت نکاح خواں کا دلہن کو کلمے پڑھانا، خطبہ نکاح، نکاح کے گواہ، حقوق زوجین،

Marfat.com

ازدواجی زندگی کے مختلف پہلو، اولاد، عورت بحیثیت بیوی اور ماں، معذور اولاذ پیدا ہونے کی وجوہات اور میاں بیوی کی اقسام اس کتاب کے اہم اور بنیادی موضوعات ہیں۔

کتاب النکاح میں یوں تو ساری باتیں ہی نافع ہیں۔ انداز بیاں سبک مگر مدلل ہے اور اپنے مؤقف کی تائید میں حوالہ جات اور دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ جگہ جگہ ''وَاَقُوْلُ'' کی سرخی کے تحت مشکل مقامات کی تشریح اور اپنا مؤقف بیان کیا ہے۔ متعہ کے حوالے سے ایک طویل باب لکھا ہے جس میں پہلی بار اہل تشیع کے بنیادی مآخذ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

تاہم اگر اس پر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو اس کے نمایاں ترین عنوانات یہ ہیں۔

قرآنی اصطلاح میں حق مہر کیا ہے؟ نکاح الْخِدْن، نکاح البدل، جاہلیت میں عورتوں پر ظلم کی متعدد شکلیں، زندہ بچیوں کو دفن کرنا، مہر ادا کرنے کی تاکید، وراثت میں عورتوں کا حصہ، نکاح میں عورت کی رضا اور حقوق، طلاق کی صورت میں عورت کا مستقبل، نکاح کی فضیلت، برکات، نکاح کے معاشرتی ثمرات، حَفَدَۃٌ، نسب، صِھر، رضاعی رشتے، رہبانیت، شیطانیات، جنین، زنا کی نحوستیں، پردۂ بکارت، بدکاری اور خودلذتی کی مختلف قسمیں، استبضاع، تسافد، تھارج، سفاحت، عَھر، لواطت، جانوروں کے ساتھ بدفعلی، مساحقہ، سحاق کی ابتدا، استمناء بالید، احصان، محصنات، لعان، عورت کی تخلیق، عورت کی اہمیت، عورت کی قسمیں، رسول اللہ ﷺ کے نکاح، ازواج مطہرات کے فضائل، نکاح کی شرعی حیثیت، علمائے عُزَّاب، نکاح: مشروع وممنوع اور حرام ومکروہ شکلیں، نکاح صحیح، نکاح فاسد، نکاح باطل، نکاح ضرار، نکاح المسیار، نکاح شغار، نکاح سر (خفیہ نکاح)، نکاح تدلیس، نکاح تقیید، نکاح تحلیل یعنی حلالہ، نکاح متعہ، تاریخ متعہ، متعہ کی شکل، شیعہ کے ہاں متعہ کی تعریف، شیعہ حضرات کا استدلال، آثار صحابہ سے شیعہ کا استدلال، شیعہ کی احادیث متعہ، اہل سنت والجماعت کا مسلک، احادیث صحاح ستہ اور متعہ، حرمت رضاعت، حرمت مصاہرت، مشرک وزانی سے نکاح، عورت کی طرف سے دعوت نکاح، نکاح میں پسند اور قرابت کا لحاظ، نکاح میں کف کا لحاظ، کف کی مناسبت سے حکایات، جڑواں ومتحد الجسم کے نکاح کی صورت، نکاح کے موسم، آداب نکاح، مہر مقرر کرنا، ارکان نکاح، نکاح میں ولایت کا تصور، آداب جماع، غیر مسنون جماع کے منفی اثرات، ولیمہ، مقاصد نکاح، خلع کا جواز، بانجھ عورت سے نکاح کی حیثیت، زوجین کی ناچاکی کی صورت میں، حقوق الزوجین، بیوی پر شک کرنا، ازدواجیات، اجتماع ضدین وغیرھم۔

'نکاح کے احکام ومسائل' پر آپ کو دسترس حاصل ہے اور کتاب کا اسلوب عام روایتی کتب کے برعکس نہایت

Marfat.com

دلچسپ اور دلنشیں ہے۔ عام قاری بھی اس سے مستفید ہوسکتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کتاب میں مختلف واقعات اور حکایات شامل کر کے اس کی اہمیت اور دلچسپی میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ کتاب کے بنیادی مآخذ قرآن و حدیث ہیں۔ آج کل علمائے کرام کی توجہ بنیادی مسائل سے ہٹ کر دوسری جانب مبذول ہو چکی ہے اس تناظر میں یہ کاوش بڑی خوش آئند ہے۔ آپ نے اپنے طرز نگارش اور مخصوص اسلوب کے تحت عربی، فارسی اور اردو اشعار کا برمحل اور موزوں استعمال کیا ہے اور آخر پہ ان تمام شعراء کے اسماء بھی دیے ہیں جن کے اشعار کو آپ نے اپنی کتاب کی زینت بنایا ہے۔

کفو ایک بنیادی اور اہم مسئلہ اس کی وضاحت جناب مولانا اشرف قریشی نے نہایت متاثر کن انداز میں پیش کی ہے۔ نکاح کے موسم کے حوالے سے کہ کون سے مہینوں میں نکاح زیادہ بابرکت ثابت ہوتا ہے نیز ماہ محرم الحرام میں نکاح کی بابت اسلام کیا کہتا ہے۔ کتاب النکاح اپنی جامعیت، قدر و قیمت اور انفرادیت کے لحاظ سے ہر مسلم گھرانے میں پڑھی جانی چاہیے۔ اس کتاب کا مطالعہ بہت سے عائلی و ازدواجی مسائل میں مدد و معاون ثابت ہوگا۔ یہ کتاب ایک مینارۂ نور ہے جس کی ایک ایک کرن سے ہدایت کی روشنی پھوٹتی ہے۔

حضرت مولانا اشرف قریشی مختلف دینی موضوعات پر XI Radio برطانیہ سے اٹھارہ سال سے خطاب فرمارہے ہیں جس سے عوام الناس مستفید ہوتے ہیں۔ ان کی تحریر میں بھی گفتگو کی سی چاشنی ہے۔ جس قدر ان کی شخصیت سحر انگیز اور دلنشیں ہے اسی طرح ان کی تصنیف بھی دلکش اور دلچسپ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کتاب کی اہمیت و افادیت کے لحاظ سے یہ نہ صرف نصاب میں شامل ہونی چاہیے بلکہ ہر مفتی اور عالم کی لائبریری کی زینت ہونی چاہیے۔ نیز اگر دولہا اور دلہن کو کوئی کتاب تحفے میں پیش کرنا مقصود ہو تو زوجین کیلئے اس سے بہتر تحفہ کوئی نہیں ہوسکتا۔ آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مولانا محمد اشرف قریشی (فاضل جامعہ عربیہ گوجرانوالہ) کی عمر دراز فرمائے، ان کے قلم میں مزید روانی اور برکت ڈالے تاکہ وہ اسی جوش و جذبے سے امت مسلمہ کی خدمت فرماتے رہیں۔ آمین!

حضرت علامہ ڈاکٹر اختر الزمان غوری دامت برکاتہم

امیر جمعیت علمائے برطانیہ۔ الحیات دواخانہ۔ میر پور آزاد کشمیر۔ برمنگھم

زیر نظر ''کتاب النکاح'' اور دیگر متعدد کتب کے مصنف۔ عظیم اسکالر، ادیب، خطیب اور مؤرخ حضرت مولانا محمد اشرف قریشی دامت برکاتہم کی علم اور مقصود علم، تاریخ و ادب اور فقہ پر تحریر و گفتگو معنویت اور ندرت کے حوالے سے بے مثال ہے۔ یہاں الفاظ خود گویاں اور معانی و مفاہیم لب کشا ہوتے محسوس ہوتے ہیں۔ قرآن و حدیث اور

Marfat.com

دیگر علوم وفنون کے حوالے سے بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ مگر مولانا کا اچھوتا اور نیا اسلوب تحریر ایسا ہے کہ کسی بھی تحریر کا مطالعہ شروع کرنے کے بعد قاری کیلئے ادھورا چھوڑنا ممکن نہیں رہتا۔ مضمون کی مناسبت سے جابجا اردو، پنجابی، عربی اور فارسی اشعار اس طرح سموئے اور نثر کے ساتھ گندھے ہوئے ہیں کہ اگر انہیں نکال دیا جائے یا صرف نظر کرتے ہوئے صرف نثر پڑھی جائے تو تحریر کا ربط قائم نہیں رہتا۔ اور بلاشبہ مولانا ابوالکلام آزاد کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

''کتاب النکاح'' اپنے موضوع کے اعتبار سے اردو ادب کی تاریخ میں عدیم المثال اضافہ ہے۔ یہ کتاب نہ صرف 313 مصادر کا نچوڑ۔ 146 شعراء کے کلام سے مزین اور تحقیق کے اعتبار سے اپنے ہر عنوان پر حرف آخر وحوالہ اور مستقل کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ بلکہ ادبیات کے حوالہ سے ایک بلند پایہ تصنیفی شاہکار اور اپنی مثال خود ہے۔ مطالعہ کے دوران لحہ بہ لحہ ایسا محسوس ہوتا چلا جاتا ہے جیسے فاضل مصنف۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی مجالس میں بیٹھنے والوں میں سے ہوں۔ وہی اسلوب نگارش اور پختگی، وہی ثقاہت وفکاہت اور وہی تر وتازگی۔

الفاظ کہ جیسے دھیمی برسات کی جھلمل

وہ لہجہ کہ مانند رنگ و بوئے گلاب

یہ ''کتاب النکاح'' 1997 میں لکھی گئی مصنف کی پہلی ''کتاب النکاح'' کا دوسرا ایڈیشن اور Replacement ہے جو اصل سے تین گنا ضخیم اور بہت سے نئے ابواب مثلاً جڑواں ومتحد الجسم کے نکاح کی صورت۔ کروموزوم کی حقیقت۔ حمل کے مراحل۔ حمل کی مدت۔ نکاح متعہ۔ شیعہ آحادیث وآثار نوادر متعہ۔ حرمت متعہ کا ایک پس منظر۔ اہل سنت والجماعت کا نظریہ اور احادیث وغیرہ پر مشتمل ہے. کتاب میں بحیثیت مجموعی ساڑھے نو سو عنوانات قائم کیے گئے جس سے اس کی افادیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے. اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ مصنف کی اس محنت کو اپنی بارگاہِ رحمت میں شرف قبولیت بخشتے ہوئے قارئین کے حق میں بھی نفع بخش بنادے۔ آمین!

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد خالد۔ دامت برکاتہم

استاذ شعبۂ اسلامک لاء۔ برمنگھم یونیورسٹی

''خطیب العصر مولانا محمد اشرف قریشی کی نئی اور ضخیم ''کتاب النکاح'' اپنے موضوع اور مباحث کے لحاظ سے فی الواقع ایک عظیم شاہکار کا درجہ رکھتی ہے۔ مولانا نے اس کی تکمیل میں جس کمال محنت، عرق ریزی اور پتہ ماری سے کام لیا ہے، یہ اپنی مثال آپ ہے۔ موضوع کے حوالے سے تمام متعلقہ مباحث کو اس انداز میں یکجا کر دیا ہے کہ تنہا

Marfat.com

اسی ایک کتاب کا مطالعہ درجنوں نہیں بلکہ سینکڑوں کتابوں کی ورق گردانی سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اس عظیم کاوش پر کما حقہ، تبصرہ لکھنا یقیناً میرے بس سے باہر ہے۔ مگر تعمیل حکم کے طور پر اختصار کے ساتھ کچھ سطور اس نیت کے ساتھ سپرد قلم کر رہا ہوں کہ ''گر قبول افتد، زہے عزو شرف''

اولاً اس امر کی میں تہ دل سے قدر کرتا ہوں کہ مصنف محترم نے زندگی کے اس حصہ میں اپنے آپ کو مکمل طور پر علم کی خدمت کیلئے وقف کر دیا ہے۔ اور ان کی یہ گرانقدر علمی تحقیق دیگر علماء اور دانشور ساتھیوں کیلئے بھی قابل تقلید مثال ہے۔ موجودہ کتاب کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں موضوع سے متعلق اس تمام مواد کو یکجا کر دیا ہے جو مختلف کتابوں میں منتشر پڑا ہے۔ یہ یقیناً بڑی پتہ ماری کا کام تھا۔ نکاح کی تاریخ از سیدنا آدم علیہ السلام، زمانہ جاہلیت، مختلف اقسام اور ان سے متعلقہ رسوم و رواج، اسلام کی اس شعبہ میں خصوصی اصلاحات، دیگر مذاہب میں نکاح کا جائزہ، اور رہبانیت وغیرہ پر سیر حاصل تبصرہ، وہ مباحث ہیں جو اہم ہونے کے ساتھ ساتھ وقت کی اہم ضرورت بھی ہیں۔ کتاب کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اسے عام فہم، خوبصورت، اور معیاری اردو زبان میں پیش کیا گیا ہے، جس سے اہل علم اور کم تعلیم یافتہ سب یکساں طور پر مستفید ہو سکتے ہیں۔ کتاب میں مصنف نے دلائل کے اثبات میں قرآن، تفسیر، اور احادیث کے علاوہ تاریخ اور اشعار سے بھی خوب استشہاد کیا ہے جو بہت کم کتابوں میں دیکھنے میں آیا ہے۔ فاضل محترم نے ہر موقع و محل کی مناسبت سے عربی، فارسی، اردو اور پنجابی کے اہم اشعار کو جس خوبصورتی اور سلیقہ کے ساتھ سمو دیا ہے، اس نے کتاب کی ادبی حیثیت، اور فکر کی رعنائی میں نمایاں حد تک اضافہ کر دیا ہے۔ کتاب میں موضوع کے حوالے سے مصنف نے بعض سائنٹیفک مباحث کو بھی شامل کیا ہے جو عموماً اس موضوع پر دستیاب کتابوں میں نہیں ملتیں۔ مثلاً تو ام متحد الجسم لڑکوں اور لڑکیوں کے نکاح کے حوالے سے University of Maryland کی شائع کردہ تحقیق کو افادہ عام کیلئے بحث کا حصہ بنانا ایک عمدہ مثال ہے۔ مگر راقم کے نزدیک کتاب کی اہم ترین خصوصیت اس کا وہ خالص علمی معیار ہے جسے روائتی تعصب اور تنگ نظری سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ مثلاً نکاح کی مختلف صورتوں پر گفتگو کرتے ہوئے فاضل مؤلف نے متعہ پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے۔ مگر اس کیلئے انہوں نے محض سنی سنائی اور پھیلی پھیلائی باتوں پر اکتفا نہیں کیا جو کہ ایک معروف اور مروجہ مولویانہ طریقہ ہے۔ بلکہ حق تحقیق کی کمال پاسداری کرتے ہوئے انہوں نے باقاعدہ شیعہ علماء سے رابطہ کیا۔ ان سے ماخذ کی کتابیں لیں اور یوں پوری تحقیق کے بعد انہوں نے اس بحث کو کتاب کا حصہ بنایا۔ یہ اس احساس کی بنیاد پر تھا کہ کوئی غلط بات کسی کی طرف منسوب نہ ہونے پائے۔ یہی انصاف اور دیانت کا تقاضا ہے جسے پوری تصنیف میں انہوں نے ملحوظ رکھا۔ اہل علم ان کے تحقیقی نتائج سے اختلاف تو کر سکتے ہیں جو کہ ان کا حق ہے، مگر یہ الزام نہیں دھر سکتے کہ انہوں نے تعصب سے کام لیتے ہوئے حقائق کو مسخ کر کے پیش کیا ہے۔ تحقیق و تصنیف کا یہ معیار آج جدید یونیورسٹیوں میں تو دیکھا جا سکتا ہے مگر مذہبی اداروں سے تقریباً مفقود ہو چکا ہے۔ معیار تحقیق کی اسی خوبی نے

Marfat.com

کتاب کے علمی مقام کو اوج کمال تک پہنچا دیا ہے۔ میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ اس موضوع نکاح پر مولانا کی موجودہ کتاب اردو زبان میں اب تک لکھی جانے والی کتابوں میں سب سے زیادہ جامع اور مفصل ہے جسے صحیح معنوں میں انسائیکلو پیڈیا آف نکاح کہا جاسکتا ہے۔

مولانا محمد اشرف قریشی میرے نہایت پرانے اور قریبی ساتھیوں میں سے ایک ہیں۔ مولانا موصوف تحریر وتقریر دونوں میدانوں کے شاہ سوار ہیں۔ ایک عظیم لائبریری کے مالک ہیں جس میں اسلامی مآخذ سے متعلق وہ تمام اہم کتابیں جمع کردی ہیں جو عموماً علماء کی توفیق مطالعہ سے بلند ہیں۔ ان کی دیگر کتابیں۔ زنبیل۔ اور۔ ہجرت کشمیر۔ بھی علمی حلقوں سے داد تحسین وصول کر چکی ہیں۔ جی نہیں چاہتا کہ قلم کو روکتے ہوئے قصہ یہیں ختم کرلوں۔ ابھی بہت کچھ کہنا باقی ہے۔ مگر ''الامر فوق الادب'' کے تحت قلم روک لینے پر مجبور ہوں۔ سعدیؒ نے شاید ایسے ہی کسی موقع کیلئے کہا تھا۔

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

طالب دعا
محمد خالد۔ برمنگھم

ڈاکٹر محمد سلیم خان

The Mohsin Institute
446 East Park Road Leicester LE5 5HH England
Tel: 0044 (0)116 2738 614
www.themohsininstitute.com - info@themohsininstitute.com

اس وقت دنیا میں اسلام ہی واحد مکمل اور فطری طریقۂ حیات ہے، جس نے معاشرے کی بنیاد نکاح پر رکھ کر ازدواجی سکون کے ساتھ ساتھ گھر کو محفوظ ترین گہوارہ بنا دیا ہے، مگر موجودہ دور کے خطرناک ترین وبائی امراض میں سرفہرست نہ صرف مرد وخواتین کا نکاح وشادی سے اعراض وانحراف ہے۔ بلکہ اب نوجوان مسلمان بچیاں بچے بھی اس جدید جاہلیت اور مرض کا شکار ہو چکے ہیں اور اس طرح یورپ کی مسلمان کمیونٹی میں بھی نکاح اور شادی بطور ادارہ (Institution) کمزور پڑتا جارہا ہے۔ جس کے باعث طرح طرح کے معاشرتی امراض ومسائل جنم لے رہے ہیں۔

حضرت مولانا محمد اشرف قریشی حفظہ اللہ نے ایک ماہر امراض کی طرح نہ صرف بروقت اور صحیح تشخیص پیش

Marfat.com

کی ہے بلکہ فطری علاج بھی تجویز کیا ہے۔

''کتاب النکاح''، تحقیقی اور جامع ہونے کے ساتھ ساتھ دلچسپ اور پرلطف بھی ہے۔ میری رائے میں کتاب کو انگریزی ترجمہ کے ساتھ شائع کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ بالخصوص یورپ کا نوجوان طبقہ اس سے مستفید ہو سکے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد اشرف قریشی حفظہ اللہ اور کتاب کے ناشر جامعہ عربیہ کی اس محنت کو امت کیلئے مفید اور کارآمد ثابت کرے اور حضرت مولانا کو مزید توفیق وصحت عطا فرمائے تاکہ وہ باسانی اپنا سفر جاری رکھ سکیں۔

والسلام۔ محمد سلیم خان - لیسٹر۔ برطانیہ

12 .11. 2007

مولانا ضیاء المحسن طیب

فاضل جامعہ عربیہ گوجرانوالہ، صاحب نکتۂ نظر، انمول سفرنامہ مراکش وسپین، ڈائریکٹر قرطبہ اکیڈیمی۔ برمنگھم

''برادر مکرم، ممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد اشرف قریشی مدظلہ العالی کی ''ہجرت کشمیر'' پڑھنے کے بعد میرا خیال نہیں تھا کہ حضرت اس کے بعد پھر کوئی اس جیسی مزید دلچسپ کتاب لکھ ڈالیں گے۔ مگر اب اتنی ضخیم، مدلل ومفصل اور مستند ودلچسپ ''کتاب النکاح'' کا مسودہ سامنے دیکھ کر محوِ حیرت ہوں۔ اور اسی طرح ہر قاری کو حیرت ہوگی اور وہ دونوں کتابوں کو سامنے دیکھ کر پکار اٹھے گا کہ بلاشبہ ان دونوں کتب کے مصنف کا ایک ہی اللہ ہے جس نے اس قدر توفیق سے نوازا۔ ورنہ کسی کیلئے بھی صرف ایک ہی موضوع ''نکاح'' پر 313 ماخذ ومصادر سے مطالعہ کے بعد مواد کو اس طرح ترتیب دے دینا کہ پوری کتاب ابتدا سے آخر تک خوبصورت ہار کی طرح منثور ومربوط نظر آئے کوئی آسان کام نہیں۔

میں نے ''ہجرت کشمیر'' پر نوٹ میں بھی لکھا تھا کہ ہمارے علمائے کرام میں بہت کم ایسے ہیں جنہیں تحریر وتقریر دونوں شعبوں میں مہارت حاصل ہوتی ہے۔ بعض شعلہ بیان مقرر جو ہزاروں کے مجمع کو گھنٹوں مسحور رکھتے ہیں وہ خود اپنی تقریر لکھنے پہ قادر نہیں ہوتے اور اسی طرح بعض مصنفین چند کلمات کہتے ہوئے ہچکچا جاتے ہیں۔ مگر ہمیں فخر ہے کہ ہمارے حلقۂ احباب میں برادر مکرم حضرت مولانا محمد اشرف قریشی مدظلہ العالی کو اللہ کریم نے نہ صرف دونوں شعبوں میں یکساں مہارت عطا فرمائی ہے بلکہ قابل رشک ادبی ذوق کے مالک بھی ہیں۔ جس طرح مولانا کا دلنشین انداز درس و تقریر سامعین کو مسحور رکھتا ہے اسی طرح آپ کی کتب ہیں جو قاری کو اکتاہٹ محسوس نہیں ہونے دیتیں۔ زیر نظر ''کتاب

Marfat.com

النکاح'' نہ صرف مدلل ومفصل علمی شاہکار ہے بلکہ اردو ادبیات میں ایک انتہائی خوبصورت اضافہ ہے جس کے ذریعے مولانا نے ایک نیا اسلوب نگارش متعارف کرایا ہے۔ مثال کے طور پر نکاح کی فقہی تعریف کو اس طرح بیان کیا ہے:

عَقْدٌ يَرِدُ عَلَى تَمْلِيْكِ مَنْفَعَةِ الْبُضْعِ قَصْدًا ، وَفِي الْقَيْدِ الْأَخِيْرِ اِحْتَرَازٌ عَنِ الْبَيْعِ وَ نَحْوِهٖ لِأَنَّ الْمَقْصُوْدَ فِيْهِ تَمْلِيْكُ الرَّقَبَةِ وَ مِلْكُ الْمَنْفَعَةِ دَاخِلٌ فِيْهِ ضِمْنًا ۔''

نکاح سے مراد، مرد عورت کے درمیان ایک ایسا معاہدہ ہے جس کا مقصد ایک دوسرے کی شرمگاہ سے منفعت کا مالک ہونا مقصود ہو''مَنْفَعَةُ الْبُضْعِ قَصْدًا ''یعنی ایسا معاہدہ ہے جس کا مقصد عملاً ایک دوسرے کی شرمگاہ سے منفعت کا مالک ہونا مقصود ہے۔ اس شرط کے عائد کرنے سے شریعت کا مقصد ہے'' اِحْتَرَازٌ عَنِ الْبَيْعِ وَ نَحْوِهٖ ''میاں بیوی کو ایک دوسرے کی خرید وفروخت سے روکنا۔ چونکہ غلاموں اور کنیزوں کی طرح خرید وفروخت میں مقصود گردن کی ملکیت ہے جبکہ منفعت ضمناً اس میں شامل ہوتی ہے اور ازدواجی رشتے میں مقصود صرف جسمانی منفعت ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کو بیوی بنانے کے بعد اس کی جان ومال اور عزت نفس کا محافظ ہے نہ کہ اس کی عزت کو ذریعۂ معاش بنانے والا دلال۔ اور یہی فرق ہے ایک دلال اور غیرت مند شوہر میں۔ اس طرح لفظ نکاح کے مفہوم میں بیاہ شادی اور استعارۃً جماع کے علاوہ ایک اور لطیف سا قانونی نکتہ موجود ہے اور وہ ہے'' اِسْتِيْلَاءٌ '' یعنی غلبہ (Overcome) کا مفہوم جیسا کہ'' نَكَحَ الْمَطَرُ الْاَرْضَ ، اِذَا اعْتَمَدَ عَلَيْهَا '' بارش نے زمین سے نکاح کیا یعنی اس کے اوپر ٹھہر گئی، غالب آگئی اور زمین جل تھل ہوگئی۔'' وَنَكَحَ النُّعَاسُ عَيْنَهٗ ، وَنَاكَ الْمَطَرُ الْاَرْضَ وَنَاكَ النُّعَاسُ عَيْنَهٗ اِذَا غَلَبَ عَلَيْهَا '' اور اونگھ نے اس کی آنکھ کو بوجھل کر دیا، بارش نے زمین پر اور اونگھ نے اس کی آنکھوں پہ غلبہ پالیا۔ یعنی بارش سے زمین جل تھل اور نیند سے اس کی آنکھیں بوجھل ہوگئیں۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ معاشرے کے ایسے مرد عورت جو بحیثیت زوجین ایک دوسرے پر مؤثر یعنی اپنی رائے دینے اور منوانے کا حق بھی رکھتے ہوں۔ اور ایک دوسرے پہ اس طرح سایہ فگن بھی رہیں کہ شوہر کی موجودگی میں بیوی کو اور بیوی کی موجودگی میں شوہر کو کسی اور کی کمی کا احساس نہ رہے اور پھر اخلاقاً وقانوناً ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی اور احساسات وجذبات اور ضروریات کا خیال رکھنے کے اس طرح پابند اور دل ودماغ سے ایک دوسرے کے قریب ہوں کہ وہ اس کیلئے براہ راست اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی جوابدہ ہیں اور معاشرے میں دوسروں کیلئے بھی مثال قائم کر جائیں۔''

وفا کا نام رہ جائے گا لیکن ہم نہیں ہوں گے
زمانے کو محبت کے فسانے یاد آئیں گے

Marfat.com

فاضل مصنف کی شروع سے آخر تک یہی ثقاہت وفقاہت ۔اسلوب نگارش اور فکاہت ہے کہ لفظ لفظ پر داد دینے کو جی چاہتا ہے۔لہٰذا جس طرح ہر گھر اور طبقہ اس سے مستفید ہوسکتا ہے اسی طرح عدالتی نظام کیلئے اس کتاب میں بہت سے آثار ونظائر موجود ہیں اور قضاۃ بہت فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ کریم فاضل مصنف کو بہت ساری جزائے خیر عطا فرمائے۔''

محترمہ طلعت سلیم

برمنگھم کی ممتاز شاعرہ، ادیبہ، ملکۂ برطانیہ کی طرف سے ایوارڈ یافتہ، مصنفہ نعتیہ مجموعہ ''یانبی یانبی یانبی'' محترمہ طلعت سلیم کا مصنف کے نام گرانقدر مکتوب/ اور پہلی کتاب النکاح پر تبصرہ۔

''محترم بھائی مولانا محمد اشرف قریشی صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کتاب النکاح پڑھنے اور اس پر اظہار خیال کرنے میں خاصی تاخیر ہوگئی کیونکہ اتنی محنت سے لکھی گئی کتاب کو خصوصی توجہ اور انہماک سے پڑھنا ضروری تھا ماشاءاللہ یہ کتاب ہے یا معلومات کا سمندر؟

اگرچہ نکاح ایک انتہائی مقدس رشتہ اور حضور ﷺ کی سنت ہے اس کے باوجود کچھ سنی سنائی باتوں اور کچھ مطالعہ کی بنیاد پر ہم سمجھتے تھے کہ ہم بہت کچھ جانتے ہیں۔مگر کتاب النکاح کے مطالعہ کے بعد احساس ہوا کہ ہم بہت سی اہم اور بنیادی معلومات سے ناواقف تھے۔الحمدللہ کہ آپ نے نہ صرف قرآن وحدیث کی روشنی میں نکاح کے نوبہ نو پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے جس سے قاری کو چھوٹے بڑے تمام اہم اور بنیادی مسائل سمجھنے میں نہ صرف مدد ملتی ہے بلکہ دل ودماغ سے ان تمام توہمات، مفروضات اور غلط فہمیوں کی بیخ کنی ہوجاتی ہے جو عدم معلومات کی وجہ سے معاشرے میں پائی جاتی ہیں۔

آپ نے کتاب میں خصوصی عنوانات کے تحت عورتوں کے ساتھ روا زیادتیوں کا جس درد اور مدلل ودلنشین طریقے سے تذکرہ کیا ہے میں اس سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔آپ نے سادہ، سلیس اور رواں زبان میں اس پاکیزہ وخوبصورت رشتے کی وضاحت کرتے ہوئے مستند حکایات وامثال کے ذریعے تشریح کی ہے۔اس سے جہاں آپ کی علمی قابلیت ظاہر ہوتی ہے وہاں اس موضوع کا حق ادا ہوگیا ہے۔

مصنف کی عالمانہ شان تو مسائل کی کئی کتب سے جھلکتی ہے مگر کتاب النکاح میں ادبی حسن کی آمیزش صرف آپ کا امتیاز ہے چونکہ جابجا موضوع کی مناسبت سے بلند پایہ شعراء کے اشعار کا برمحل استعمال نہ صرف قاری کا دل لبھاتے چلے جاتے ہیں بلکہ موضوع قاری کے دل پر مرتسم ہوجاتا ہے۔علاوہ ازیں اس ضخیم کتاب کی ترتیب میں تین

Marfat.com

سو سے زائد مستند اسلامی مآخذ سے حوالہ جات کے اندراج سے آپ کی محنت، وسعت مطالعہ اور علمی دیانت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے جس کی بنیاد پر میں کہہ سکتی ہوں کہ کتاب النکاح تصنیف و تالیف کا بہترین نمونہ اور اردو ادب میں خوبصورت اضافہ ہے جسے ہمیشہ پڑھا اور یاد رکھا جائے گا۔

ماہ رمضان المبارک کے دوران انتہائی مصروفیت کے باوجود یہ قیمتی کتاب ہدیہ کرنے میرے غریب خانہ پر تشریف لائے جس کیلئے آپ کی انتہائی شکرگزار اور دعا گو ہوں۔

والسلام آپ کی بہن طلعت سلیم ۔ برمنگھم"

محترمہ بیگم ثریا سلیم

اللہ تعالیٰ کی کریمی ہے کہ اس نے دین کی نسبت سے کچھ خواتین کو میرے ساتھ منسلک کر رکھا ہے۔ اس حلقۂ خواتین میں ایک عرصہ سے درس دیتے ہوئے بہت سارے مسائل میں راہ نمائی کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔ جبکہ حضرت مولانا نثار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد ایک خلا پیدا ہو گیا تھا اور اسی وجہ سے یہ سلسلہ قائم رکھنا بھی دشوار دشوار نظر آ رہا تھا۔ مگر میں اللہ کریم کی بے حد شکرگزار ہوں کہ اس نے اسی قبیلے کے ایک فرد مولانا محمد اشرف قریشی صاحب سے ملا دیا۔ مولانا قریشی کے ریڈیو دروس کی طرح ان کی تحریریں بھی اتنی مدلل اور سادہ ہوتی ہیں کہ لفظ بلفظ دل میں اتر جاتا ہے۔ دوران تصنیف آپ کی تمام کتب کو میں ساتھ ساتھ پڑھتی اور حلقۂ خواتین میں بیان کرتی آئی ہوں۔ ان کتب میں "کتاب النکاح" اپنے موضوع پر ایک ایسی نایاب اور مفید کتاب ہے کہ جس سے کوئی باذوق اور دین پسند شخص بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اور میرے نزدیک یہ محض اللہ تعالیٰ کی کریمی ہے کہ اس نے میرے استاد جی کو یہ توفیق بخشی اور مجھے زندگی میں "کتاب النکاح" جیسی کتاب کا مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا۔

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہو گا

اقبال

2007ء میں کتاب النکاح کا پہلا ایڈیشن منظر عام پر آیا تو سوائے چند بنیادی مسائل کے اس موضوع پر بے شمار نئی مباحث نے سب کو حیران اور سوچنے پر مجبور کر دیا کہ ہمارے معاشرے کی ایک بڑی تعداد اس دور میں بھی شریعت سے ناواقفی کے باعث جاہلی زندگی گزار رہی ہے۔ اسی دوران یورپ میں اس موضوع پر بعض نئے مسائل اور

Marfat.com

چیلنجز ایسے سامنے آئے کہ ایک بار پھر میرے حلقہ خواتین کی طرف سے اس موضوع پر قلم اٹھانے کی ضرورت محسوس کی جانے لگی تا کہ ہماری نئی نسل کو کسی پہلو پر تشنگی کا احساس نہ ہو۔ لہٰذا میرے حلقۂ خواتین میں سے ہر ایک بہن بیٹی کی یہی خواہش تھی کہ کتاب کا دوسرا ایڈیشن جلد از جلد مارکیٹ میں آجائے جس کیلئے سب نے دعاؤں کے ساتھ ساتھ مالی تعاون کا یقین بھی دلایا۔ آج اس مقام پر پہنچنے کے بعد میں بہت فخر محسوس کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ اللہ کریم میرے استاد جی کی محنت کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے ہدایت کا ذریعہ بنا دے۔ آمین!

ثریا سلیم۔ برمنگھم

16 - 08 - 2014

Marfat.com

فہرست مضامین کتاب النکاح

عرض ناشر 1
مسلم خواتین کیلئے دعا 2
Name Of The Book 3
Copyright ENQUIRIES 4
انتساب 5
مدتے با گل نشستم 6
سبب تصنیف 8
کتاب النکاح ایک نظر میں 16
حضرت آدم علیہ السلام بارگاہ رب العزت میں 58
حضرت داود علیہ السلام بارگاہ رب العزت میں 58
رسول اللہ ﷺ بارگاہ رب العزت میں 59
نکاح 62
نکاح کی لغوی تعریف 62
شرعی تعریف 63
فقہی تعریف 63
لفظ نکاح 64
حکایت 66
واقول 67
نکاح کی عام معاشرتی تعریف 67
مسئلہ 67
عیسائی دنیا میں نکاح کی تعریف 67
نکاح ایک عبادت 68
واقول 69
تاریخ نکاح 70
حضرت عبداللہ بن عبد المطلب کی پاکدامنی 70
قرآنی اصطلاح 72
نکاح آدم وحواء علیہا السلام 73
واقول 74
حضرت حواء علیہا السلام کا مہر 75
واقول 75
حضرات آدم وحواء علیہا السلام کی اولاد 76
ہابیل وقابیل کے نکاح کا قصہ-قتل 77
اصل واقعہ 77
دور جاہلیت میں نکاح کی شکلیں 78
پہلی شکل 79
دوسری شکل 79
تیسری شکل 79
چوتھی شکل 80
نکاح الخِدْن 80
١ نکاح البدل 81
جاہلیت میں عورتوں پر ظلم کی متعدد شکلیں 82
پہلی شکل 82
دوسری شکل 83
تیسری شکل 83

Marfat.com

چوتھی شکل	84
پانچویں شکل	85
چھٹی شکل	86
زندہ بچیوں کو دفن کرنا	88
یارسول اللہ میری ایک بیٹی تھی	88
آٹھ بچیوں کو زندہ دفن کرنے والا باپ	89
بدترین رسم کی ابتدا	89
قیامت کا ایک ہولناک منظر	91
شرعی اصلاحات	91
مہرادا کرنے کی تاکید	91
وراثت میں عورتوں کا حصہ	92
نکاح میں عورت کی رضا اور حقوق	92
طلاق کی صورت میں عورت کا مستقبل	92
طلاق کے بعد شریفانہ طریقے سے رخصتی	93
نکاح ایک فطری تسلسل	93
نکاح کی فضیلت	97
اسوہ کامل	98
نکاح کی برکات	100
نکاح سے برکت آتی ہے	102
حکایت	103
واقول	104
نکاح کے معاشرتی ثمرات	105
حَفَدَۃٌ	105
نسب	105
صِھْر	106
رضاعی رشتے	106
دعائے نبوی ﷺ	107
آثار صحابہ	108
واقول	109
رہبانیت	112
تعریفات	112
رہبانیت کی ابتدا	113
زمانۂ فترۃ	114
اَلتَّکْبِیْرُ عَلَی التِّلَاعِ	115
رہبانیت تاریخ کے آئینے میں	116
عیسائی علما کی انتہاپسندی	116
عیسائی علما کی توسیع پسندانہ ذہنیت	117
عیسائی علما کی بدعات میں دلچسپی	117
رہبانیت کا بانی اور جائے پیدائش	118
رہبانیات	119
خودآزاری	119
غلاظت پسندی	120
عورت سے نفرت	121
قطع رحمی	123
مذہب گردی	125
زرپرستی	125
فطرت سے بغاوت	126
رہبانیت کے نتائج	127

Marfat.com

شیطانیات 129
تعارف 129
کسب حلال سے محرومی 131
واقول 131
خدمت خلق سے محرومی 134
واقول 136
واقول 137
رہبانیت کی سب سے بڑی نحوست 138
حکایت۔فقہی مسئلہ 138
واقول 139
رہبانیت اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم 141
تعارف 141
حضرت عثمان بن مظعون الجہمی رضی اللہ عنہ 141
واقول 143
حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا 145
احبار ورہبان 149
شریعت اور عقیدۂ توحید 150
دین حق 152
حضرت انسان اور کائنات 152
اشرف المخلوقات 152
احسن المخلوقات 154
اعتراف عظمت 155
جنین 156
زنا کی نحوستیں 158
تعریفات 158
پہلی نحوست 159
زنا کی حیثیت قرض کی ہے 160
حکایت عبرت 161
دوسری نحوست 162
پردۂ بکارت 163
واقول 163
فطرت 165
سبق آموز حکایت 169
پردہ پوشی 170
بکارت کی اہمیت 174
کفل کی توبہ 175
حکایت 177
بداصل عورت کی مثال 178
واقول 178
خضراء الدمن 179
بدکردار عورت کی مثال 179
تیسری نحوست 180
چوتھی نحوست 182
پانچویں نحوست 183
چھٹی نحوست 184
واقول 185
حکمت تبلیغ 186

Marfat.com

ساتویں نحوست	187
بدکاری اور خود لذتی کی مختلف قسمیں	188
استبضاع	188
نائرخواتین	189
ٹوڈا قوم کی خواتین	189
تسافد	190
تهارج	192
سفاح	193
عَهْر	193
صورت مسئلہ	195
لواطت	195
تاریخی پس منظر	195
لواطت کی تاریخ	196
لواطت کی نحوست	199
ملعون	199
لواطت پر شرعی سزا اور افقہائے امت کی آرا	201
حتمی رائے	205
احناف کی رائے	206
حکایت	207
واقعہ	207
ابوجہل کی بڑ	208
مأبون	209
لواطت صغریٰ	213
عورت کی محبت	213
لواطت صغریٰ کی ابتدا	215
حضرت امام مالک کا فتویٰ	216
قوم لوط کا آخری دن	217
واقول	219
اسم گرامی لوط علیہ السلام	221
واقعہ	222
جانوروں کے ساتھ بدفعلی	223
اَلْبَهِيْمَةُ	224
واقول	225
عبرتناک واقعہ	226
جانوروں کے ساتھ بدفعلی پر شرعی سزا	227
حتمی رائے	228
حکایت عبرت	228
مساحقہ	229
سحاق کی ابتدا	231
حکایت	233
استمناء بالید	234
واقول	234
احصان	235
تعریفات	235

Marfat.com

خصوصیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	236	نسوانی حسن	259
احکامات و مسائل	236	چہرہ	261
لعان	237	رخسار	261
صورت مسئلہ	238	ناک	262
واقول	239	آنکھیں	262
غیر مسلم مُحصنات	240	منہ	262
عورت کا ملک یمین سے استفادہ کرنا	241	زبان	263
غلام کا اپنی مالکہ سے نکاح کرنا	242	قد	264
ایک اور شبہ	243	سگھڑ پن	264
مالکہ کو غلام سے نکاح ممانعت	245	مودۃ	266
صورت مسئلہ	246	رحمت	267
مرد و عورت کی فطری چاہت	247	**عورت کی اہمیت**	268
فطری رجحان میں اختلاف	247	متاع	268
اِنَّھُنَّ یَغْلِبْنَ الْکِرَامَ وَیَغْلِبُھُنَّ اللِّئَامَ	249	عورت کی حفاظت	269
واقول	249	صورت واقعہ	270
نصف انسان	251	واقول	273
حکایت	253	حکایت	277
خَیْزُرَانْ	254	**عورت کی قسمیں**	279
شوہر کا انتخاب	255	اَلشَّھْبَرَۃُ	279
ایک نادر دعا	256	اَللَّھْبَرَۃُ	279
عورت کی تخلیق	257	النَّھْبَرَۃُ	279
بنیادی مسائل	257	اَلْھَنْبَرَۃُ	279
مقصد تخلیق	259	اَللَّفُوْتُ	280
مرد و عورت ایک دوسرے کے بغیر نامکمل	259	واقول	280

Marfat.com

اَلرَّقُوْبُ الْغَضُوْبُ الْقَطُوْبُ.	282
اَلْحَنَّانَةُ	283
اَلْمَنَّانَةُ	283
اَلْأَنَّانَةُ	283
کیا عورت میں نحوست پائی جاتی؟	284
اصل نحوست وبدشگونی	285
واقول	287
ذاتی تجربہ	288
مغالطہ	289
دنیا کی عورت حور سے افضل ہے	291
وفور شہوت کا مغالطہ	294
وفور شہوت اور عورت	294
واقول	295
وفور شہوت اور رسول اللہ ﷺ	296
مسائل	297
صورت مسئلہ	298
وفور شہوت اور حضرت سلیمان علیہ السلام	299
واقول	300
مولانا مودودی رحمہ اللہ کی رائے گرامی	301
واقول	303
حدیث ام زرع	304
شیر کی صفات	307
چیتے کی صفات	307
حدیث ام زرع پر ایک نظر	316
ایک اہم سبق	318
رسول اللہ ﷺ کے نکاح	320
پس منظر	320
مسئلہ	321
ازواج مطہرات کے فضائل	321
واقول	323
طلحہ بن عبیداللہ کی توبہ	326
واقعہ تخییر	326
واقعہ تخییر کا پس منظر	326
مسائل وفوائد	329
واقول	330
صورت مسئلہ	331
مولانا مودودی رحمہ اللہ کی رائے گرامی	332
دشمن کرے نہ ہوتی بات	333
آیات مذکورہ میں مخاطب ازواج	334
واقول	335
ازواج مطہرات کی عدت کا مسئلہ	338
رسول اللہ ﷺ کی حیات برزخ	338
" اِنَّمَاهُوَ زَوْجِیْ وَأَبِیْ "	338
مسئلہ	339
عقیدہ	339
واقول	340
قبر کی حیثیت	340

Marfat.com

ایک سوال	343
قرآن کی شہادت	344
بدنصیب بستی	345
اہل انطاکیہ	346
حبیب نجار کی آمد و شہادت	346
واقول	348
قیامت کا ایک خوشگوار منظر	348
اہم مسئلہ	349
ازواج مطہراتؓ	351
سیدہ خدیجۃ الکبری طاہرہؓ	351
سردار ابو طالب کا فصیح و بلیغ خطبۂ نکاح	351
فائدہ	352
سیدہ خدیجہ کی خصوصیات	353
سیدہ کے گھر کی فضیلت	353
سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا	354
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا	354
سیدہ عائشہ بحیثیت الفرقان	355
رسول اللہ ﷺ کی سواری کے گدھے کے	
پیشاب کی حیثیت	356
نسبت کی برکات	358
واقول	358
فضائل عائشہ	359
البضع	359
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برکات	362
روایت حدیث	362
سیدہ عائشہ کے تلامذہ	362
تاخیر صوم کی سہولت	363
تیمم کی سہولت	364
حضرت عائشہ کا خطبہ	365
بیہودہ رسموں کا خاتمہ	367
شوال میں شادی	367
سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا	367
حضرت زینب ام المساکین رضی اللہ عنہا	368
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	369
پہلا نکاح	369
حرم نبوی ﷺ میں	370
مرویات	370
حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	370
حضرت زینب کی آزمائش	371
حضرت زید بن حارثہ	371
تبنیت Adoption	375
رسول اللہ ﷺ اور حضرت زید کا معاملہ	376
واقول	380
منہ بولے رشتوں کی حیثیت	381
حضرت ام ایمن	383

Marfat.com

حضرت ام ایمن کا امتیاز 383
قاضی مدینہ کا تاریخی فیصلہ 384
حضرت خدیجہ کی منہ بولی بہنیں 385
واقول 385
مقام افسوس 386
باگھی 387
حضرت زینب کی برکات 387
حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا 388
حضرت جویریہ کا خواب 390
حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا 391
قبرام حبیبہ رضی اللہ عنہا 395
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا 396
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا 397
پہلا نکاح 397
☆ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا 398
حضرت ماریہ کا اعزاز 401
اسباب الزواج 402
01 : خديجة بنت خويلد 402
02 : سودة بنت زمعة 402
03 : عائشة بنت أبو بكر 402
04 : حفصة بنت عمر 402
05 : زينب بنت خزيمة 403
06 : هند بنت أبى أمية "أم سلمة 403
07 : زينب بنت جحش 403
08 : جويرية بنت الحارث 403
09 : أم حبيبة بنت أبى سفيان 403
10 : صفية بنت حيي 404
☆ : ماریہ قبطیہ 404
واقول 404
ازواج مطہرات کی مرویات 404
واقول 405
قول فیصل 406
عقیدہ 407
اعتراضات کا جائزہ 408
یہودی اور عیسائی 408
ہندو اور سکھ 409
واقول 410
نیوگ 410
ہاتھیوں کے جنسی عمل کی نقالی 411
واقول 412
نکاح کی شرعی حیثیت 412
فرض 412
واجب 413
حرام 414
پانی کے روحانی فوائد 415
مکروہ 416
واقول 416
حکایت 416

Marfat.com

مستحب 420

علمائے عُزّاب 421

1:عبداللہ بن أبی نَجیح المکی 421

2:ابوعبدالرحمٰن یونس بن حبیب ألبصری 421

3:ابوعلی حسین بن علی ألجعفی 422

مسئلۃ تقبیل 422

دواقول 423

4: حضرت امام بشرالحافی 425

5:ھناد بن ألسَّرِیّ 425

6:امام محمدبن جریر ألطبری 426

7:امام ابوبکربن الأنباری 427

8:ابوعلی الفارسی 427

9:امام ابونصر السجزی 427

10:امام ابوسعد السمان اسماعیل بن علی الرازی 427

11:الحافظ الأنماطي 428

12:امام جاراللہ الزمحشري 428

13: شیخ الاسلام جمال الدین الفیروز آبادی 429

14:امام ابن الخشاب البغدادی 429

15:ناصح الدین ابن مَنّي البغدادی 430

16: قاضی ابوالحسن علی بن یوسف ألشیبانی 430

17:امام شرف ألنووي 430

18: قاضی ابوعثمان سعد بن احمد ألجوندي 431

19:امام ابوالحسن علی بن ابی حزم القرشي 431

20: شیخ الاسلام ابن تیمیہ ألحرّاني 432

امام ابن تیمیہ کے تجدیدی کام کا خلاصہ 433

21:ألفقیہ الجلیل سعد بن احمد ألتُجِیْبي 436

22: استاذ الزمان عزالدین محمد بن ابی بکر 437

23: امام شمس الدین محمد بن یوسف ألصالحي 437

24:امام ابن طُوْلُوْن ألحنفي 437

25 : ألعلامۃ سلیمان ألجمل 438

26: نبیل العصر ألشیخ محمد الأُشموني 438

27:علامہ عبدالحکیم الأفغاني 439

28: ألشیخ طاھر الجزائري 439

29: ألشیخ بشیر ألغزّي ألحلبي 439

30 :امام السید محمود شکری الألوسي 440

31:ألشیخ ابولوفاخلیل الخالدي 440

32 ألشیخ سعید النُورْسي، بدیع الزمان 440

33: ألشیخ محمد بن یوسف بن محمد الکافي 441

حق گوئی وبیباکی 442

34: ألشیخ ابوالوفاالأفغاني 442

35 : ألشیخۃ کریمۃ بنت احمد 443

نکاح: مشروع وممنوع اورحرام ومکروہ شکلیں 444

نکاح صحیح 444

نکاح فاسد 445

نکاح باطل 448

اہل کتاب سے مناکحت 449

اہل کتاب کا ذبیحہ 450

قول فیصل 451

Marfat.com

واقول	451
کتابیہ سے نکاح	452
بدچلن عورت سے نکاح	454
صورت مسئلہ	456
حکایت	460
واقول	461
مسلمان عورت کا نکاح	463
دور حاضر کا تقاضا	465
چار بیویوں کی موجودگی میں پانچواں نکاح	466
چوتھی بیوی کو طلاق رجعی کی صورت میں نکاح	467
حالت احرام میں نکاح	468
واقول	469
نکاح ضرار	470
پہلی کی موجودگی میں دوسرا نکاح	470
.... تیسرا نکاح	470
.... چوتھا نکاح	470
بیویوں کے درمیان عدل کا تقاضا	471
نکاح المسیار	472
صورت مسئلہ	473
قرآن کریم کی دعوت فکر	473
مودۃ	474
رحمت	475
واقول	476
نکاح شغار	477
جَلَب	478
جَنَب	478
صورت مسئلہ	479
نکاح سر۔ خفیہ نکاح	479
واقول	480
نکاح سر کے منفی اثرات	480
حد قذف	481
حکایت شیخ سعدی	483
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک فیصلہ	484
نکاح تفویض	486
نکاح فضول	486
نکاح تدلیس	487
لغوی مفاهیم	488
نکاح تقیید	488
جائز شرط کی پاس داری	492
شادی کے بعد بیٹی کے حقوق کی حفاظت	493
واقول	495
حکایت	498
گھر داماد	499
مکہ مکرمہ میں افضل ترین مقام	503
نکاح تحلیل۔ حلالہ	504

Marfat.com

تحلیل وتحریم	504
طلاق ثلاثہ کے بعد رجوع کی مشروع صورت	507
مسائل	508
شان نزول	508
واقول	515
حلالہ کی نحوستیں	516
حلالہ ومتعہ کا موازنہ	517
حلالہ پیغمبر اسلام کی نظر میں	520
لطیفہ	524
آنکھوں دیکھا واقعہ	525
حکایت	525
واقول	526
ضرورت دین	527
نکاح متعہ	528
فنی تعریف	528
لغوی مناہیم	528
متعة المرأة	529
متعة الحج	530
متعہ کی شکل	531
شیعہ کے ہاں متعہ کی تعریف	531
تاریخ متعہ	532
بنائے اختلاف	533
واقول	536
شیعہ حضرات کا استدلال	537
واقول	537
آثار صحابہ سے شیعہ کا استدلال	543
ملاحظات	546
امام مالک کا میلان	548
قصہٴ عمرو بن حریث	550
واقول	551
مقام افسوس	555
ناصب/ ناصبی	556
واقول	557
فضائل متعہ: بحوالہ شیعہ کتب	558
نوادر متعہ	566
حرمت متعہ کا ایک پس منظر	573
متعہ اور قرب خداوندی	575
واقول	576
حضرت علی کا تقیہ	576
تقیہ کی جائز صورت	577
توریہ	578
واقول	579
شیعہ کی احادیث متعہ	581
واقول	583
بلاضرورت متعہ سے اجتناب	588
واقول	589
متعہ صرف پاکدامن عورتوں سے کیا جائے	590
شروط متعہ	593

Marfat.com

نکاح متعہ کے بعد شروط کا اعادہ 595

متعہ میں مہر کی مقدار 596

متعہ میں عدت کا بیان 598

مقررہ مدت میں اضافہ کا بیان 598

متعہ کی مدت میں کیا جائز ہے 600

ایک ہی عورت بار بار متعہ 601

عورت کی وعدہ خلافی پر مہر ضبط کیا جائے 602

متعہ میں عورت کی بات کا اعتبار 604

کنواری لڑکیوں سے متعہ کے مسائل 605

لونڈیوں سے نکاح متعہ 606

متعہ کی اولاد کا حکم 607

متعہ میں میراث کا تصور 609

نوادر متعہ کا بیان 609

لونڈی کا مالک اسے دوسرے کیلئے حلال ٹھہرا سکتا ہے 614

متعہ کیلئے عورت کی عمر کے مسائل 616

واقول 618

متعہ: اہل سنت والجماعت کا مسلک 622

صورت مسئلہ 633

اہل سنت کا نظریہ 635

مولانا مودودیؒ کی رائے گرامی 636

احادیث صحاح اور متعہ 640

صحیح بخاری 640

صحیح مسلم 642

قصۂ عمرو بن حریث 644

جامع ترمذی 653

سنن نسائی 654

سنن ابن ماجہ 655

سنن ابی داود 657

تفردات 657

قصۂ ام اراکہ 660

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تفرد 661

وجہ مغالطہ 662

اجماع صحابہ کی حقیقت 666

مولانا مودودیؒ کی تحقیق 667

ایران میں متعہ کے خلاف آواز 670

بی بی سی کی رپورٹ 670

برطانیہ میں متعہ کا رجحان 671

بی بی سی کی رپورٹ 671

واقول 673

ناکام شادیوں کے معاشرے پر منفی اثرات 674

سروے رپورٹ 674

محرمات 675

محرمات بحکم قرآن 676

مسائل 676

واقول 681

محرمات بحکم نبوی ﷺ 681

حضرت ابن مسعود کا رجوع 682

Marfat.com

حکایت	684
ایک شبہ اور اس کا ازالہ	684
حرمت رضاعت	685
ألرضاع . ألرضاعة	685
قصہ سهلہ بنت سهيل	687
اختلاف رائے	689
مدت رضاعت وحمل	690
واقول	693
قول فیصل	695
حضرت عمر کا ایک فیصلہ	696
حضرت ابن مسعود کا ایک فیصلہ	697
صورت واقعہ	697
مولانا حکیم محمد عبدالکریم کا ایک فیصلہ	698
تنبیہات	699
ایک فقہی اصول : مُظِنَّةٌ	701
حضرت عثمان کا نظریہ	704
سعودی عدالت کا فیصلہ	705
حرمت مصاہرت	706
لغوی معنی	706
شعوب وقبائل	707
رشتوں کی زنجیر	708
سسرالی محرمات	709
سسرالی محرمات کی فہرست	709
صورت مسئلہ	711
واقول	713
مشرک وزانی سے نکاح	714
حکایت	719
صورت مسئلہ	721
آخِيَةُ	722
کسی نیک شخص کو رشتے کی پیشکش کرنا	723
واقول	724
عورت کی طرف سے دعوت نکاح	725
واقول	726
نکاح میں پسند اور قرابت کا لحاظ	730
سیدہ عائشہ کا اسوۂ حسنہ	731
واقول	732
نکاح میں کفو کا لحاظ	733
لغوی مفاہیم	733
کفو کی بنیاد	735
صورت مسئلہ	736
آخية	736
واقول	737
دین ہی اصل کفو ہے	738
مالدار عورت سے نکاح	743
واقول	745
حضرت زینبؓ	746
حضرت رقیہؓ وام کلثومؓ	746

Marfat.com

حضرت فاطمہؓ 746

قرابت میں بیماری کا خطرہ 747

کف کی مناسبت سے حکایات 749

کف کی اہمیت 749

کف کی تلاش۔ شن اور طبقہ 750

حور کے ساتھ لنگور 753

گنوار شوہر 754

بدصورت شوہر 755

آئیڈیل شوہر 756

بدخلق بیوی 757

بڑھاپے میں نکاح 758

بدخصلت کو رشتہ دینا 759

حکایت 759

واقول 760

جڑواں و متحد الجسم کے نکاح کی صورت 764

آثار و نظائر 765

صورت مسئلہ 770

متحد الجسم کے نکاح کی ممکن صورتیں 771

علمائے کرام کے اقوال 772

ڈاکٹر ابوالبصل کی رائے 776

کروموزوم کی حقیقت 777

حمل کے مراحل 778

The Biology of Twins 779

Conjoined Twins 781

How They Are Formed 781

واقول 785

مولانا مودودی کی رائے 786

علامہ خالد سیف اللہ رحمانی کی رائے 789

تمہارا مودودی 790

نکاح کے موسم 793

شوال میں نکاح 793

واقول 793

شوال میں حضرت عائشہ کا نکاح 793

شوال میں حضرت ام سلمہ کا نکاح 794

محرم الحرام میں نکاح 794

واقول 796

آداب نکاح 798

نکاح میں عورت کی پسند کا لحاظ 798

اجبار کی تعریف 799

رسول اللہ ﷺ کے فیصلے 800

قول فیصل 803

رسول اللہ ﷺ کا بیٹیوں کے معاملے میں معمول 804

واقول 805

یتیم بچی کا نکاح میں اختیار 806

حضرت عمر بن عبد العزیز کا فیصلہ 807

نکاح میں مرد کی پسند 807

عورت کو دیکھ کر پسند کرنے کی آزادی 808

حضرت عمر کا ام کلثوم کو دیکھنا 809

Marfat.com

واقول	810
عورت کو دیکھنے کے مسائل	812
رشتہ طے کرنے کے آداب	813
رشتہ کرنے میں مشورہ کرنا	815
سگائی توڑنے کا شرعی طریقہ	817
دلہن کا بناؤ سنگھار	818
حکایت	820
دلہن کی رخصتی	822
دلہا کے کپڑے رنگنا	822
واقول	823
اعلان نکاح	823
مسجد میں نکاح منعقد کرنا	825
واقول	825
نکاح میں دف بجانا اور گیت گانا	826
مہر مقرر کرنا	830
مہر ادا نہ کرنے کا گناہ	831
واقول	832
تقرر مہر کے بغیر نکاح کی شرعی حیثیت	834
مہر کی تین قسمیں: معجل، موجل و مہر مثل	836
ارخاء الستور	838
کم از کم مہر	839
حضرت خدیجہ کا مہر	840
حضرت ام حبیبہ کا مہر	840
حضرت صفیہ کا مہر	841
بنات الرسول ﷺ کا مہر	841
حضرت فاطمہ کا مہر	841
واقول	842
مہر فاطمی کی شرعی حیثیت	843
حضرت فاطمہ کی بہو کا مہر	843
قرون خیر کے نکاح اور مہر کی تفصیل	844
حضرت عمر کی طرف سے تعیین مہر کا واقعہ	848
مقدار مہر: فقہاء کے اقوال	851
قول فیصل	853
تقرر مہر کے بعد خلوت سے پہلے شوہر کی وفات	854
فتویٰ	856
تعلیم قرآن کا بطور مہر مقرر کرنا	856
قول فیصل	858
حکایت	859
ارکان نکاح	860
ایجاب وقبول کی صورتیں	860
نکاح فضولی کی حیثیت	863
نکاح خوان کا دلہن کو کلمہ پڑھانا؟	864
نکاح میں وکیل مقرر کرنا	864
توکیل کی شرعی حیثیت	865
ارکان ولایت	865
وکیل کا اختیار	866
ٹیلیفون کے ذریعہ نکاح	866
گونگے کے ایجاب وقبول کی صورت	868

Marfat.com

تحریری نکاح کا حکم 871

نکاح میں ولایت کا تصور 871

تعریفات 871

ولایت نکاح 872

ولی کی خصوصیات 872

ولی کی دو قسمیں 874

نکاح بلا ولی کی شرعی حیثیت 875

واقول 876

علمائے امت کے اقوال 876

چند احادیث وآثار 879

واقول 880

امام محمد کا فیصلہ اور احناف کے دلائل 881

واقعۂ حضرت معقل بن یسار 882

واقعۂ حضرت عبداللہ بن جابر 883

جبری نکاح کی قانونی حیثیت 884

مولانا مودودی کی تحقیقی رائے 887

نکاح میں شہادت کی ضرورت 888

نکاح والدین کے گواہ 889

خطبۂ نکاح 890

صورت مسئلہ 891

اسلام میں بارات کا تصور 891

دلہن کی آمد پر دعا 892

دولہا کیلئے دعا 892

تہنیت کا مسنون طریقہ 893

آداب جماع 894

جماع ایک عبادت 894

دلہن کا استقبال 896

تخلیہ میں دلہن کیلئے دعا 897

واقول 898

حیاء کا اہتمام 898

خلوت کا اہتمام 901

خوشبو کا اہتمام 903

بنی اسرائیل میں زنا پھیلنے کے اسباب 904

منہ کی بدبو 905

أسد الشَّری 906

بخر کا علاج 907

مرض بخر 907

ذاتی تجربہ 907

لیکوریا 908

اَبُوْ ذِبَّانْ 908

ابو الأسود اَلدُّؤَ لِیّ 908

ستر کا لحاظ 910

جماع کیلئے مستحب طریقہ 912

واقول 913

جماع کے وقت دعا کا اہتمام 917

واقول 918

ازدواجی راز کا افشاء 920

Marfat.com

غیر مسنون جماع کے منفی اثرات	921
اولاد کے ہیجڑا پیدا ہونے کی وجہ	921
واقول	921
جنات کا عورتوں سے تعرض کرنا	922
واقول	924
حیض کے مسائل	925
صورت مسئلہ	926
مدت حیض	927
دوران حیض حمل کا امکان	927
اولاد کے معذور پیدا ہونے کا باعث	928
دبر میں وطی کرنے کا وبال	929
دوسرے کے حمل میں جماع	930
ولیمہ	931
لغوی وفقہی تعریف	931
مشروع وحرام ضیافتیں	931
ولیمہ کے آداب	932
حضرت فاطمہ کا ولیمہ	935
واقول	935
بدترین ولیمہ	936
مسائل	937
ولیمہ کا شرعی حکم	938
مدت ولیمہ	938
کم از کم ولیمہ	938
روزہ دار کا دعوت قبول کرنا	939
عورتوں اور بچوں کا شادی میں شریک ہونا	939
ولیمہ میں منکرات دیکھ کر بغیر شرکت کیے واپس آجانا	940
حضرت استاذ قاضی عبداللہ کا معمول	942
دیواروں کو کپڑے سے سجانے کی شرعی حیثیت	943
فرشتوں کا مزاج	943
فاسقین کی دعوت	945
لطیفہ	945
مقاصد نکاح	946
نِسَاؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ	948
خلع کا جواز	952
خلع کی تعریف	952
نامرد سے خلع	953
خصی آدمی کے نکاح کی شرعی حیثیت	954
نامرد مسحور کا حکم	955
سحر کی حقیقت	956
حکایت	957
نامرد مسحور کا علاج	963
نباہ کیلئے عورت پر جبر	966
واقول	966
اسلام میں اولین خلع	968
بانجھ عورت سے نکاح کی حیثیت	970
بانجھ عورت کو طلاق کا جواز	970
عورت کو نکاح میں دھوکہ دینا	971
مرد کو نکاح میں دھوکہ دینا	972

Marfat.com

زوجین کی ناچاکی کی صورت میں 973
زوجین کی حدود 973
حضرت علی کا فیصلہ 975
حضرت عثمان کا فیصلہ 976
جنتی جوڑے 977
زوجۂ حضرت موسیٰ علیہما السلام 948
بصائر وعبر 979
مرحوم شوہر کی اطاعت 980
سیدہ اسماء بنت ابی بکرؓ 981
حضرت ام درداءؓ 981
حضرت سلمٰی بنت جابر 983
حقیقی محبت 983
نجات کی صورت میں زوجین کی ملاقات 984
دنیوی بیوی پر پہلا حق اس کے شوہر کا ہے 985
خصوصیت نبوی ﷺ 986
اہم مسئلہ 987
دیدہ ور 988
حقوق الزوجین 989
مشترک حقوق 989
واقول 992
بیوی کے اخلاق کی حفاظت 993
ہیجڑے سے پردے کا حکم 994
بیوی کے جذبات کا احترام 996
رسول اللہ ﷺ کا اہم فیصلہ 998
عُسَیْلَۃُ کی حقیقت 999
شوہر کی اطاعت 1003
شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزے 1004
بیوی کا حق 1005
ازدواجی زندگی کی کامیابی کا راز 1006
واقول 1007
بیوی پر شک کرنا 1008
ضَمْضَمُ بن قتادہ العُجَلی کا قصہ 1008
سیاہ رنگ کے بیٹے کی پیدائش 1009
چتکبرے بچے کی پیدائش 1012
عورت کی بے احتیاطی پر صبر 1012
میت کو تہمت لگانا 1016
حضرت امام مالک کا اولین فتویٰ 1016
چغل خوری کی نحوست 1017
میاں بیوی کی چار قسمیں 1018
پہلی قسم 1018
میاں بیوی کے سبق 1024
دوسری قسم 1028
تیسری قسم 1029
چوتھی قسم 1031
ازدواجیات 1033
محبت کے دشمن 1033
واقول 1036

Marfat.com

ملکہ رومیلیہ 1043
خاوند کی ناشکری 1043
جمیل وبثینہ 1047
جمیل وبثینہ کی پاکدامنی 1050
حسن اور غیرت 1051
حکایت 1053
حسن اور حسن نیت 1054
حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم ہی معیار ایمان ہیں 1054
واقول 1055
بیمار ذہن 1056
جیسی کرنی ویسی بھرنی 1057
اجتماع ضدین 1058
سخی خاوند، بخیل بیوی 1059
سخی بیوی، بخیل وبدصورت خاوند 1060
زمانہ ایک حال پر نہیں رہتا 1060
پانچ عورتیں 1061
01: زرقاء الیمامه 1061
زرقاء الیمامہ کا انجام 1064
اِثْمد کے فوائد 1064
02 : بسوس 1065
03 :دُغَۃ 1067
04 :ظَلَمَۃ 1068
05 :ام قِرْفَۃ 1068
ملاحاۃ الرجال 1069
بات کا بتنگڑ 1070
شوہر کا منصب 1071
بدزبان بیوی کو طلاق کا حکم 1072
مسئلہ أَهْوَنُ الْبَلِيَّتَيْنِ 1073
واقول 1074
جلیس کی مثال 1075
اولاد کو دودھ نہ پلانے والی مائیں 1075
مسنون نکاح میں شرکت 1076
کتاب النکاح کے اثرات 1077
سوت بھلی سوتیلا برا 1077
ملکہ زبیدہ کی پشیمانی 1079
مکافات عمل 1080
اسلام کا امتیاز 1085
انجیل مقدس میں نکاح کا تصور 1085
منکوحہ عورت انجیل مقدس کی نظر میں 1091
واقول 1091
شعرائے کرام 1094
مصادر ومراجع 1095
مصنف کی دیگر تصنیفات 1118

☆......☆......☆

Marfat.com

دعائے حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَامُ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُکَ لِسَانًا ذَاکِرًاوَّ قَلْبًا شاکِرًا وَّ بَدَنًا صَابِرًا وَّرَحْمَۃً تعُمُّنِیْ فِیْ دُنْیَایَ وَاٰخِرَتِیْ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَلَدٍ یَکُوْنُ عَلَیَّ شَیْنًاوَمِنْ اِمْرَأَۃٍ تُشَیِّبُنِیْ قَبْلَ الْمَشِیْبِ وَمِنْ مَالٍ یَکُوْنُ عَلَیَّ وَبَالًا وَمِنْ جَارٍلَوْ رَأَی مِنِّیْ حَسَنَۃً کَتَمَھَا وَلَوْ رَأَی مِنِّیْ سَیِّئَۃً أَفْشَا ھَا ۔

شرح النیل وشفاء العلیل : باب فی الشکر : تالیف العلامۃ محمد بن یوسف بن عیسی اطفیش –اباضیۃ – الناشر مکتبۃ الارشاد مصر

اے اللہ میں آپ کی بارگاہ میں سوالی ہوں!

ایک ایسی زبان کے لئے جو ہمیشہ آپ کے ذکر سے سرشار رہے۔

اور ایک ایسے دل کے لئے جو ہمیشہ آپ کا شکر گزار رہے۔

اور ایسی رحمت کے لئے جو مجھے دنیا و آخرت میں ڈھانپ لے۔

اور میں آپ کی پناہ کا طلب گار ہوں!

ایسے بیٹے سے جو میرے لئے بدنامی کا باعث بنے۔

اور ایسی بیوی سے جو مجھے بڑھاپے کی عمر سے پہلے بوڑھا کر دے۔

اور ایسے مال و دولت سے جو میرے لئے وبال کا باعث بنے۔

اور ایسے پڑوسی سے کہ اگر میری اچھائی دیکھے تو پوشیدہ رکھے۔ اور اگر برائی دیکھے تو اسے پھیلا دے۔

میں اس کا دوست ہوں وہ اعتراف کرتا تھا
مگر وہ باتیں بھی میرے خلاف کرتا تھا

قتیل شفائی

دعائے حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَامُ

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ أَبِیْ ھِلَالٍ أَنَّ دَاوٗدَ النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَقُوْلُ " اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ زَوْجَۃٍ تُشَیِّبُنِیْ قَبْلَ الْمَشِیْبِ وَ مِنْ خَلِیْلٍ مَا کِرٍ عَیْنُہٗ تَرْعَانِیْ وَقَلْبُہٗ یُشْنَأُ نِیْ اِنْ رَأَی خَیْرًا أَخْفَاہُ وَاِنْ رَأَی شَرًّا أَفْشَاہُ "

الدعاء للطبرانی ج ۱ ص ۳۹۹ سلیمان بن احمد الطبرانی ابو القاسم دار الکتب العلمیۃ بیروت الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۱۳ تحقیق مصطفیٰ عبد القادر عطا

Marfat.com

حضرت سعید بن ابی ھلال کی روایت ہے کہ اللہ کے نبی حضرت داود علیہ السلام اس طرح دعا فرمایا کرتے:

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسی بیوی سے جو مجھے بڑھاپے کی عمر سے پہلے ہی بوڑھا کردے۔

اور ایسے مکار دوست سے جس کی آنکھ بظاہر میری حفاظت کرتی ہے مگر اس کا دل مجھ سے دشمنی رکھتا ہے۔

جو اگر میری اچھائی دیکھتا ہے تو اسے پوشیدہ رکھتا ہے اور اگر برائی دیکھ لے تو اس کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے۔

دعائے حضور رحمت عالم ﷺ

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ " اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ جَارِ السُّوْءِ وَمِنْ زَوْجٍ تُشَيِّبُنِىْ قَبْلَ الْمَشِيْبِ وَمِنْ وَلَدٍ يَكُوْنُ عَلَىَّ رَبًّا وَمِنْ مَالٍ يَكُوْنُ عَلَىَّ عَذَابًا وَمِنْ خَلِيْلٍ مَاكِرٍ عَيْنُهُ تَرَانِىْ وَقَلْبُهُ يَرْعَانِىْ اِنْ رَأَى حَسَنَةً دَفَنَهَا وَاِذَا رَأَى سَيِّئَةً اَذَاعَهَا "

الدعاء للطبرانی . سلیمان بن احمد الطبرانی ابو القاسم رحمه الله تعالی: باب مااستعاذمنه النبی ﷺ وما أمر. دارالکتب العلمية بيروت الطبعة الاولیٰ ١٤١٣ تحقيق مصطفیٰ عبد القادر عطا : وصححه الألبانی رحمه الله تعالی فی " سلسلة الأحاديث الصحيحة "برقم ٣١٣٧.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا فرمایا کرتے:

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے پڑوسی سے۔

اور ایسی بیوی سے جو مجھے طبعی بڑھاپے سے پہلے ہی بوڑھا کردے۔

اور ایسے بیٹے سے جو میری اطاعت میں رہنے کے بجائے میرا مالک بن بیٹھے۔

اور ایسے مال و دولت سے جو میرے لیے باعث عذاب ہو۔

اور ایسے مکار دوست سے جس کی آنکھ بظاہر میری حفاظت کرتی ہے مگر اس کا دل مجھ سے دشمنی رکھتا ہے۔

جو اگر میری نیکی دیکھے تو اسے دفن کردے یعنی کسی کے ظاہر نہ کرے اور اگر غلطی دیکھے تو اسے پھیلادے۔

Marfat.com

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ .

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً () ۰۴ – النساء ۱

لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔

ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ () ۰۲ البقرة ۱۸۷

تمہاری بیویاں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔

عَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ اللَّیْثِیُّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلَی الْمِنْبَرِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ، وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِیءٍ مَا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوْ اِلَی امْرَاَةٍ یَنْکِحُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ.

الجامع الصحیح للامام ابی عبد اللّٰہ محمّد بن اسمٰعیل البخاری الجعفیّ رحمہ اللّٰہ تعالی ح ۰۰۱

ترجمہ

علقمہ بن وقاص لیثی نے روایت بیان کی کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پہ یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: ’’ بلاشبہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر کسی کو اس کی نیت کے مطابق ہی ثمرہ حاصل ہوتا ہے جس کسی کی نیت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی ہوگی تو اس کی ہجرت اسی غرض کے لئے شمار ہوگی۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ.

الجامع الصحیح للامام ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری رحمہ اللّٰہ تعالیٰ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی باتیں پھیلاتا پھرے۔

Marfat.com

نوٹ:

اور اس طرح کی سنی سنائی باتیں اگر لکھ دی جائیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان خود اپنے ہاتھوں سے اپنا اعمال نامہ سیاہ کر چکا ہے۔

وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا.

از دوزخ اگر نشان بپرسند

من گوئیم خواب گاہ تنہا است

امیر خسروؒ

اگر مجھ سے دوزخ کی نشانی یا پتہ پوچھا جائے تو میں کہوں گا کہ تنہائی کی خواب گاہ کا نام دوزخ ہے۔

Marfat.com

نکاح

نکاح کی لغوی تعریف

أَلنِکَاحُ : هُوَ فِیْ اللُّغَةِ أَلضَمُّ وَالْجَمْعُ .

التعریفات :للجرجاني الحنفي رحمه الله تعالیٰ المتوفی سنة ۸۱٦ ھ .

لغت میں نکاح سے مراد ضم اور جمع ہونا ہے۔

ضَمَّ یَضُمُّ (نَصَرَ یَنْصُرُ) کے معنی ہوتے ہیں جمع کرنا۔اپنی طرف کھینچنا ۔کسی کو ساتھ رکھنا اور معانقہ کرنا۔ أَضَمَّهُ الشَّیءَ اِلَی فُلَانٍ ۔فلان کی طرف کسی چیز کا بھیجنا۔أَلضِمَامُ : ایک دوسرے کو ملانے کا ذریعہ۔اور أَلضُمُوْمُ : دو پہاڑیوں کے درمیان کی وادی کو کہتے ہیں کیونکہ اس کے دونوں سرے دونوں پہاڑیوں کے درمیان رابطہ اور ذریعۂ اتصال ہوتے ہیں۔اسی طرح جب درختوں کی شاخیں ایک دوسرے میں اس طرح ضم ہوجاتی ہیں کہ بسا اوقات انہیں علیحدہ کرنا مشکل ہوتا ہے تو کہتے ہیں" تَنَاکَحَتِ الْأَ شْجَارُ :إِذَا الْتَصَقَ بَعْضُهَا بِبَعْضٍ – إِذَا تَمَایَلَتْ وَانْضَمَّ بَعْضُهَا اِلَی بَعْض ۔درختوں نے مناکحت کرلی یعنی ایک دوسرے کے ساتھ لپٹ گئے ۔ایک دوسرے کی طرف مائل ہوکر ضم ہوگئے۔

وَاسْتَنْکَحَ النَّوْمَ الَّذِیْنَ نَخَافُهُمْ وَرَمَی الْکَرَی بَوَّابَهُمْ فَتَجَدَّ لَا

عمر بن أبی ربیعة

جن لوگوں سے ہمیں خوف وخطرہ تھا ان پر نیند نے غلبہ پالیا،اوران کے دربان پر ایسی اونگھ پھینکی کہ وہ خود بخود زمین پر جا گرا۔

إعراب القرآن وبیانه. للعلامة محیي الدین بن احمد مصطفی درویش المتوفی 1403 ھ .

" تَنَاکَحَتِ الْأَ شْجَارُ : یَعْنِي تَدَاخَلَتْ وَانْضَمَّ بَعْضُهَا إِلَی بَعْضٍ "

شرح صحیح البخاري. الشارح:عبد الکریم بن عبد الله بن عبد الرحمن بن حمد الخضیر

درختوں نے مناکحت کرلی یعنی ایک دوسرے میں داخل اور ضم ہوگئے۔

جبکہ قرآن کریم نے زوجین کو ایک دوسرے کا لباس کہہ کر بلاغت کی حد کردی ہے کیونکہ لباس اور جسم کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں ہوتا۔

Marfat.com

هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ () ۰۲ البقرة ۱۸۷ : تمہاری بیویاں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔

اپنے احساس سے چھو کر مجھے صندل کر دو
میں کہ صدیوں سے ادھورا ہوں مکمل کر دو

بشیر بدر

شرعی تعریف

وَ فِيْ الشَّرْعِ ضَمٌّ وَجَمْعٌ مَخْصُوْصٌ وَهُوَ الْوَطْءُ لِاَنَّ الزَّوْجَيْنِ حَالَةَ الْوَطْءِ يَجْتَمِعَانِ وَ يَنْضَمُّ كُلُّ وَاحِدٍ اِلٰى صَاحِبِهٖ حَتّٰى يَصِيْرَا كَالشَّخْصِ الْوَاحِدِ.

الفقه الحنفی و ادلته للشیخ اسعد محمد سعید الصاغرجی

ترجمہ

لیکن شریعت میں ضم اور جمع ہونے سے مراد ہے وطی کیونکہ مرد عورت مخصوص حالت میں ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح ضم اور جمع ہو جاتے ہیں گویا کہ یک قالب و دو جان۔

اک دوجے سے مل کر پورے ہوتے ہیں
آدھی آدھی ایک کہانی ہم دونوں

بشیر بدر

فقہی تعریف

عَقْدٌ يَرِدُ عَلَى تَمْلِيْكِ مَنْفَعَةِ الْبُضْعِ قَصْدًا ، وَفِيْ الْقَيْدِ الْاَخِيْرِ اِحْتِرَازٌ عَنِ الْبَيْعِ وَ نَحْوِهٖ لِاَنَّ الْمَقْصُوْدَ فِيْهِ تَمْلِيْكُ الرَّقَبَةِ وَ مِلْكُ الْمَنْفَعَةِ دَاخِلٌ فِيْهِ ضِمْنًا.

المصدر السابق

نکاح سے مراد ایک ایسا معاہدہ ہے جس کا مقصد ایک دوسرے کی شرمگاہ سے منفعت کا مالک ہونا مقصود ہو۔
مَنْفَعَةُ الْبُضْعِ قَصْدًا ۔یعنی ایسا معاہدہ ہے جس کا مقصد عملاً ایک دوسرے کی شرمگاہ سے منفعت کا مالک ہونا مقصود ہے۔اس شرط کے عائد کرنے سے شریعت کا مقصد ہے" اِحْتِرَازٌ عَنِ الْبَيْعِ وَ نَحْوِهٖ "میاں بیوی کو ایک دوسرے کی خرید و فروخت سے روکنا۔

Marfat.com

چونکہ غلاموں اور کنیزوں کی طرح خرید وفروخت میں مقصود گردن کی ملکیت ہے جبکہ منفعت ضمناً اس میں شامل ہوتی ہے اور ازدواجی رشتے میں مقصود صرف جسمانی منفعت ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کو بیوی بنانے کے بعد اس کی جان و مال اور عزت نفس کا محافظ ہے نہ کہ اس کی عزت کو ذریعۂ معاش بنانے والا دلال۔ اور یہی فرق ہے ایک دلال اور غیرت مند شوہر میں۔

سوچتا ہوں کہ میں کچھ اور بھی سوچوں لیکن
ٹوٹ جاتے ہیں خیالات تری ذات کے بعد

حارث بلال

لفظ نکاح

لفظ نکاح کے مفہوم میں بیاہ شادی اور استعارۃً جماع کے علاوہ ایک اور لطیف سا قانونی نکتہ موجود ہے اور وہ ہے ''اِستِیلاءٌ'' یعنی غلبہ (Overcome) کا مفہوم جیسا کہ۔ ''نَکَحَ الْمَطَرُ الْاَرْضَ ، اِذَا اعْتَمَدَ عَلَیْهَا'' بارش نے زمین سے نکاح کیا یعنی اس کے اوپر ٹھہر گئی، غالب آ گئی اور زمین جل تھل ہوگئی۔'' وَنَکَحَ النُّعَاسُ عَیْنَهُ ، وَنَاکَ الْمَطَرُ الْاَرْضَ وَنَاکَ النُّعَاسُ عَیْنَهُ اِذَا غَلَبَ عَلَیْهَا۔ '' اور اونگھ نے اس کی آنکھ کو بوجھل کر دیا۔ بارش نے زمین پر اور اونگھ نے اس کی آنکھوں پہ غلبہ پالیا۔ یعنی بارش سے زمین جل تھل اور نیند سے اس کی آنکھیں بوجھل ہوگئیں۔

واقول

اس کا مطلب یہ ہے کہ معاشرے کے ایسے مرد عورت جو بحیثیت زوجین ایک دوسرے پر مؤثر یعنی اپنی رائے دینے اور منوانے کا حق بھی رکھتے ہوں۔ اور ایک دوسرے پہ اس طرح سایہ فگن بھی رہیں کہ شوہر کی موجودگی میں بیوی کو اور بیوی کی موجودگی میں شوہر کو کسی اور کی کمی کا احساس نہ رہے اور پھر اخلاقاً و قانوناً ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی اور احساسات و جذبات اور ضروریات کا خیال رکھنے کے اس طرح پابند اور دل و دماغ سے ایک دوسرے کے قریب ہوں کہ وہ اس کیلئے براہ راست اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی جوابدہ ہیں اور معاشرے میں دوسروں کیلئے بھی مثال قائم کر جائیں۔

وفا کا نام رہ جائے گا لیکن ہم نہیں ہوں گے
زمانے کو محبت کے فسانے یاد آئیں گے

شہزاد جالندھری

Marfat.com

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالْاَمِيْرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهٖ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ.

الجامع الصحيح كتاب النكاح باب المرأة راعية فى بيت زوجها : للامام ابى عبد اللّٰه محمّد بن اسمعيل البخارى الجعفىّ رحمه اللّٰه تعالىٰ .

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عمر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا کی روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہرایک اپنی اپنی حدود کے اندر ذمہ دار ہے اور ہرایک ان ذمہ داریوں کیلئے اللہ کے ہاں جوابدہ ہے ۔جس طرح ایک امیر اپنی رعایا کا رکھوالا ہے۔اسی طرح ایک مرد اپنی بیوی اور بچوں کا رکھوالا ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی رکھوالی ہے۔لہٰذا تم میں سے ہرایک کسی نہ کسی صورت میں ذمہ دار اور اس کیلئے اللہ کی بارگاہ میں جوابدہ ہے۔

واقول

اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی شریعت میں نکاح کی حیثیت ایک ادارے (Institute) کی ہے اور شریعت نے واضح احکامات کے ذریعے اس کی حدود اور ذمہ داریوں کا خود تعین بھی کر دیا ہے۔جس کے بعد رسم ورواج اپنانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔لہٰذا ازدواجی حقوق کی بروقت ادائیگی نہ صرف خاندانی ومعاشرتی اور انسان کی فطری ضرورت ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا فریضہ ہے جس کیلئے مرد عورت دونوں براہ راست اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہیں۔

مرد" قوّام "یعنی سرپرست وذمہ دار،منتظم ومربی اور معلم کی حیثیت میں کافی ہو اور عورت گھر گھر ستی کی پوری ذمہ دار اور جواب دہ ہو یعنی دونوں ایک دوسرے کے اور ایک دوسرے کیلئے اور جب قریب ہوں تو " هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ " ۲۰ : البقرة ۱۸۷ : وہ تمہاری بیویاں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

حضرت امیر خسروؒ

میں تو ہو گیا ہوں اور تو میں، میں جسم ہوں اور تو جان تا کہ اس کے بعد کوئی بھی ہمیں علیحدہ علیحدہ شمار نہ کرے

Marfat.com

اور اگر کبھی حالات وضرورت کے باعث دور ہو بھی جائیں تو بھی ایک دوسرے کے خیال میں کھوئے رہیں کہ

بسا ہے کون ترے دل میں گل بدن اے درد
کہ بو گلاب کی آئی ترے پسینے سے

خواجہ میر درد ؒ

حکایت

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ شاہ ہند جہانگیر کسی ناگزیر مصروفیت کے باعث کئی روز تک اپنی چہیتی ملکہ نور جہاں سے نہ مل سکے اور جب ملاقات ہوئی تو نور جہاں کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو رواں ہو گئے۔ جہانگیر نے اس کیفیت سے متاثر ہو کر فوراً مصرع موزوں کر دیا:

گوہر زاشکِ چشمِ تو غلطیدہ می رود
تمہاری آنکھ کے آنسوؤں میں تو موتی مل کر بہہ نکلے ہیں

نور جہاں نے فوراً دوسرا مصرع لگا دیا:

آبے کہ بے تو خوردہ ام از دیدہ می رود
دراصل میں نے آپ کی غیر موجودگی میں جو پانی نوش کیا تھا وہ آنکھوں سے بہہ نکلا ہے

دختران ہند۔ تالیف لطیف پروفیسر علم الدین سالک : ملکہ نور جہاں : ناشر نشریات اردو بازار لاہور۔

واقول

ظاہر بات ہے کہ موسلا دھار بارش کے بعد کسی کو اپنی زمین سیراب کرنے کیلئے بالٹی سے مزید پانی ڈالنے کی ضرورت نہیں رہتی اور نہ ہی اس وقت انسان کو نیند کی گولیاں (Sleeping pills) کھانے کی حاجت ہوتی ہے کہ جب پہلے سے آنکھیں نیند سے بوجھل ہوں۔ اور آخر کیا فائدہ ہے ایسے نکاح کا کہ مرد دوسری عورتوں کی تاک میں رہے اور عورت دوسرے مردوں کی محتاج۔

زندگی یوں بھی کم ہے محبت کے لئے
روٹھ کر وقت گنوانے کی ضرورت کیا ہے

Marfat.com

نکاح کی عام معاشرتی تعریف

کسی کی حق تلفی کیے بغیر معاشرتی اقدار کو ملحوظ رکھتے ہوئے باہمی رضا ورغبت کے ساتھ مرد وعورت کے درمیان بلاشرکت غیر آزادانہ کل وقتی و مستقل ایسا ازدواجی رشتہ جس سے مقصود جسمانی منفعت ہو عرف عام میں اسے نکاح کہتے ہیں۔

نکاح اور صرف مردوں کیلئے ملک یمین سے مستفید ہونے کے علاوہ عورت ومرد کے درمیان جسمانی تعلق کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ مرد کا مرد کے ساتھ یا عورت کا عورت کے ساتھ کسی نوعیت کا جسمانی تعلق یا اس کے علاوہ انزال کی کوئی صورت نہ صرف شرعاً حرام ہے بلکہ نحوست وانجام کے اعتبار سے بدترین اخلاقی ومعاشرتی جرم ہے جس کی چند شکلیں ہیں اور ان کی تفصیلات. جو بعد میں زیر بحث آئیں گی۔

مسئلہ

اجماع امت ہے کہ جس طرح مرد منکوحہ بیوی کے علاوہ اپنی ملک یمین سے مستفید ہو سکتا ہے اس طرح عورت اپنے غلام سے وطی نہیں کرا سکتی جس کی تفصیل اور احکامات ''باب کیا عورت بھی ملک یمین کی سہولت سے مستفید ہو سکتی ہے؟'' کے تحت بیان کیے جائیں گے۔

اسلامی شریعت کی روشنی میں نکاح کی تعریفات ومفاہیم کے بعد اب دیکھنا یہ ہے کہ عیسائی دنیا میں نکاح کا کیا تصور ہے۔

عیسائی دنیا میں نکاح کی تعریف

عیسائی۔ اقوام عالم میں دنیا کی بڑی برادری ہے لیکن یہ جان کر حیرت ہوئی کہ 1866ء تک عیسائی دنیا نکاح کی تعریف سے آشنا نہ تھی چنانچہ

HYDE v. HYDE COURTS OF PROBATE AND DIVORCE

کے مشہور مقدمے میں فاضل جج لارڈ پنزانس Per Lord Penzance کو فیصلہ دیتے ہوئے جب دقت پیش آئی تو انہوں نے غور کرنے کے بعد خود ایک تعریف وضع کی جس کا متن اس طرح ہے:

((I conceive that marriage. as understood in christendom. may ... be defined as the voluntary union for life of one man and one woman to the exclusion of all others.))

Marfat.com

HYDE v. HYDE (1866) LRI P &D 130, 133 Per Lord Penzance

http://www.uniset.ca/other/ths/LRIPD130.html

Downloaded on 06 - 10 - 2008

میں طویل غور وفکر کے بعد اس نتیجے پہ پہنچا ہوں کہ عیسائی دنیا میں شادی کا تصور شاید کچھ اس طرح سے ہو کہ

''ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان زندگی بھر کیلئے ایسا رضا کارانہ معاہدہ جس میں کسی غیر کا کوئی عمل دخل شامل نہ ہو''

جس کے بعد سے اس تعریف کو قانونی حیثیت حاصل ہے۔

جبکہ اب چند سالوں سے بغیر اعلان واظہار کیے برطانوی عدالتیں اسلامی قوانین نکاح وطلاق اپنائے ہوئے ہیں۔

اگر چہ دنیا کے ہر ایک مذہب اور قوم میں شادی بیاہ اور نکاح وطلاق کے اپنے اپنے مراسم ہیں اس کے باوجود سب کے نزدیک معاشرتی نظام قائم رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ عورت ومرد کا تعلق جائز ہو اور اس کی ایک ہی صورت ہے اور وہ ہے باضابطہ نکاح۔

نکاح ایک عبادت

جبکہ اسلام میں دیگر عبادات کی طرح نکاح، جماع اور حصول اولاد بھی ایک اہم عبادت ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: "فِیْ بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ" قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَیَأْتِیْ أَحَدُنَاشَهْوَتَهُ وَیَكُوْنُ لَهُ فِیْهِ أَجْرٌ؟ فَقَالَ "أَرَئَیْتُمْ لَوْ وَضَعَهَافِی الْحَرَامِ أَكَانَ عَلَیْهِ فِیْهِ وِزْرٌ؟ فَكَذَالِكَ إِذَاوَضَعَهَافِی الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ"

أخرجه ابن حبان رحمه اللّٰه تعالیٰ فی صحیحه: كتاب النكاح، باب معاشرة الزوجین۔ وصححه الألبانی رحمه اللّٰه تعالیٰ فی "السلسلة الصحیحة" برقم ۱/۷۴۷

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارا بیوی سے جماع کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں صدقہ شمار ہوتا ہے۔ عرض کیا: یارسول اللہ جب کوئی ہم میں سے بتقاضائے شہوت جماع کرتا ہے تو اس میں بھی اجر مقرر ہے یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی؟ فرمایا مجھے یہ بتاؤ کہ اگر کوئی شخص حرام طریقے سے اپنی حاجت پوری کرے گا تو اس پہ وہ گنہگار ہے کہ نہیں؟ اسی طرح اگر وہ حرام کے بجائے حلال راستہ اختیار کرے گا تو اس میں اسے ثواب ملے گا۔

Marfat.com

واقول

یہی وجہ ہے کہ شریعت نے دیگر عبادات کی طرح نکاح کے معاملے میں بھی ابتدا سے آخر تک اتنی وافر راہ نمائی فرمائی ہے کہ یقیناً کسی اور دین کے پاس یہ سرمایۂ اخلاق موجود نہیں۔ پھر شریعت نے دیگر احکامات کی طرح جتنا سادہ اور پروقار طریقہ مقرر فرمایا ہے وہ بھی بے مثال ہے مگر افسوس کہ امت مسلمہ نے اس کے اندر بھی اتنے خرافات شامل کر لیے ہیں کہ بعض جگہ اس کا اصل چہرہ ہی نظر نہیں آتا اور لگتا ہے کہ معاشرے کو پھر کسی مجدد کی ضرورت ہے۔ بقول جگر مرادآبادی

اس کائنات میں اے جگرؔ کوئی انقلاب اٹھے گا پھر
کہ بلند ہو کر بھی آدمی ابھی خواہشوں کا غلام ہے

واقول

اسلام میں نکاح کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ کے ارشادات اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم بیان کرنے کیلئے صرف صحاح ستہ کی کتب میں حضرت امام بخاری نے اپنی صحیح میں کتاب النکاح کے تحت ۱۲۶۔ مسلم نے ۲۴۔ ترمذی نے ۴۲۔ نسائی نے ۸۴۔ ابن ماجہ نے ۶۳ اور ابوداود نے ۵۰ ابواب قائم کیے ہیں اور اسی طرح دیگر محدثین وفقہائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ نے۔ تاکہ اس مسئلے کا کوئی پہلو ایسا نہ رہ جائے جہاں تشنگی محسوس ہو۔ اور اسلام کی یہی ایک بنیادی اور امتیازی خوبی ہے کہ اس نے اپنے ماننے والوں کو زندگی کے کسی بھی شعبے میں کسی اور مذہب اور تہذیب کا محتاج نہیں چھوڑا جیسا کہ آئندہ تفصیلات سے ظاہر ہے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ اس کے باوجود اور

ہر چند کائناتِ دوعالم میں اے جگرؔ
انسان ہی اک چیز ہے، انسان مگر کہاں

جگر مرادآبادی

Marfat.com

تاریخ نکاح

تاریخ میں اگرچہ پہلی امتوں کے نکاح کی پوری تفصیلات یا کوئی تاریخی ریکارڈ موجود نہیں تاہم رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ:

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ خَرَجْتُ مِنْ نِکَاحٍ وَ لَمْ اُخْرِجْ مِنْ سَفَاحٍ مِنْ لَّدُنْ آدَمَ اِلٰی اَنْ وَلَدَنِیْ اَبِیْ وَاُمِّیْ وَلَمْ یُصِبْنِیْ مِنْ سَفَاحِ الْجَاھِلِیَّۃِ شَیْءٌ

أخرجه ابن ابی شيبة فی مصنفه ، باب ما أعطی الله تعالیٰ محمدا ﷺ وحسنه الألبانی فی صحيح الجامع برقم ٣٢٢٥ – موسوعة اطراف الحديث برقم ٥٥٣٦ .

میری ماں آمنہ سے حضرت حوّاء علیہا السلام تک اور باپ عبداللہ سے حضرت آدم علیہ السلام تک تمام جوڑے نکاح کر کے رہے ہیں۔ کسی نے بھی کبھی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا اور میری ماں اور باپ دونوں کے نسب میں کسی جوڑے نے بھی جاہلیت کے طریق نکاح کے مطابق باہم زندگی نہیں گزاری۔

حضرت عبداللہ کی پاک دامنی

چنانچہ حضرت نبی کریم ﷺ کے والد گرامی سردار حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی پاکدامنی کا ایک ایمان افروز واقعہ جو اکثر مؤرخین وسیرت نگاروں نے بیان کیا ہے وہ اس طرح ہے کہ جب آپ کے والد گرامی سردار عبدالمطلب بیٹے کا ہاتھ تھامے مدینہ طیبہ میں بنی زہرہ کے سردار مناف بن زہرہ کی بیٹی سیدہ حضرت آمنہ سے نکاح کرانے کی نیت سے گھر سے نکلے تو حرم ہی میں وقت کی خوبصورت ترین اور مالدار عورت ام قتال فاطمہ بنت نوفل بن اسد یعنی حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کی بہن کے ساتھ ملاقات ہوگئی۔ فاطمہ یہودیت کی عالمہ اور کاہنہ بھی تھی اور اس نے اپنے بھائی ورقہ بن نوفل سے حضور رسالت مآب ﷺ کی آمد کے بارے میں سن بھی رکھا تھا۔ لہٰذا اس نے حضرت عبداللہ کو ایک نظر دیکھتے ہی آپ سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا کہ میں اپنے والد کے ساتھ یثرب کی طرف سفر کے ارادے سے نکلا ہوں" قَالَتْ لَکَ عِنْدِیْ مِثْلَ الَّذِیْ نَحَرَ عَنْکَ اَبُوْکَ مِنَ الْاِبِلِ ، وَقَعْ عَلَیَّ الْآنَ "

آپ کے والد نے آپ کی زندگی بچانے کیلئے جو سو اونٹ قربان کیے تھے میرے مال میں سے اتنے ہی یعنی سو

Marfat.com

اونٹ آپ کے ہوئے مگر ابھی اور ایک بار مجھ سے جماع کر لو۔

اس وقت کے سو اونٹ آج کی سو مرسڈیز کاروں کے مساوی اور کسی کیلئے بھی ایک بہت بڑی آفر تھی جبکہ فاطمہ اپنے علم، حسن اور مالداری میں ضرب المثل تھی لیکن حضرت عبداللہ نے یہ آفر ٹھکراتے ہوئے فرمایا:

اَمَّاالْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُوْنَهٗ　　　وَالْحِلُّ لَا حِلَّ فَاسْتَبِيْنَهٗ

فَكَيْفَ بِالْاَمْرِ الَّذِیْ تَبْغِيْنَهٗ　　　يَحْمِي الْكَرِيْمُ عِرْضَهٗ وَدِيْنَهٗ

ترجمہ

حرام کے ارتکاب کی نسبت موت آسان ہے اور ایسا کرنا میرے لیے بالکل حلال نہیں۔ جس ناجائز کام کی تو طلبگار ہے وہ مجھ سے کیسے ممکن ہے جبکہ ایک شریف النفس انسان تو اپنی آبرو، اپنے دین اور مرتبے کی پوری حفاظت کرتا ہے۔

واقول

یہ واقعہ چونکہ ولادت و بعثت نبوی ﷺ سے بہت پہلے کا ہے اس لیے کسی حدیث شریف کے بجائے تاریخ کے حوالے سے ہم تک پہنچا ہے جس کے سلسلہ روایت میں ضعف ہے اس کے باوجود تفاسیر اور سیر و تاریخ کی بے شمار معتبر کتب مثلاً دلائل النبوۃ لابی نعیم، طبقات ابن سعد، طبری، الکامل فی التاریخ۔ اور ابن جوزی کی صفۃ الصفوۃ وغیرہ۔

اس کے بعد آپ نے اپنے والد کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچ کر حضرت آمنہ سے نکاح کر لیا جس دوران حضرت آمنہ کو رسول اللہ ﷺ کا حمل بھی رہ گیا۔ جس کے چند روز بعد سردار عبداللہ جب واپس مکہ مکرمہ تشریف لائے تو پھر فاطمہ کا سامنا ہو گیا مگر وہ آپ کی طرف اس روز کی طرح ملتفت نہیں ہوئی تو آپ نے اس سے اس کی وجہ دریافت فرمائی "قَالَتْ فَارَقَکَ النُّوْرُ الَّذِیْ کَانَ مَعَکَ بِالْاَمْسِ فَلَيْسَ لِیْ بِکَ الْيَوْمَ حَاجَةٌ."

اس نے کہا اس روز جو نور آپ کے چہرے پہ چمک رہا تھا اور جس امید پہ میں نے آپ کو سو اونٹوں کی پیشکش تھی وہ آج نظر نہیں آتا لہٰذا مجھے بتاؤ کیا آپ نے نکاح کر لیا؟۔ جب حضرت عبداللہ نے اپنے نکاح کا قصہ سنایا تو اس نے کہا "يَافَتٰی مَااَنَابِصَاحِبَةِ رِيْبَةٍ وَلٰكِنِّیْ رَاَيْتُ فِیْ وَجْهِکَ نُوْرًا يَكُوْنُ لِیْ فَاَبَی اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يَّجْعَلَهٗ حَيْثُ اَرَادَ." اے جوان آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں بھی کوئی کردار کی کمزور عورت نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اس روز آپ کے چہرے پہ جب میں نے ایک نور دیکھا تو میں نے چاہا کہ وہ میرے رحم میں منتقل ہو جائے مگر اب اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے اسے وہاں رکھدیا ہے جہاں اس نے چاہا۔اس کے بعد فاطمہ نے یہ اشعار کہے۔

اِنِّی رَأَیْتُ مَخِیْلَۃً لَمعَتْ   فتَلَأْ لَأَتْ بِحنَاتِمِ الْقَطْرِ

فَلَمَأَتْ نُوْرًا یُضِیْءُ لَہٗ   مَاحولَہٗ کَاِضَاءَ ۃِ الْبَدْرِ

میں نے آپ کے چہرے پہ جب وہ نور دیکھا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے تہہ درتہہ دبیز بادلوں کے جھرمٹ سے بدلی چمکی اوراس نے اندھیری رات کی بارش کے ہر قطرے کو منور کردیا۔وہ نور پھیلتا اور ماحول روشن ہوتا چلا گیا جس طرح چودھویں کے چاند کا نوراپنے ماحول کو روشن کردے۔

الکامل فی التاریخ لابن الأثیر رحمہ اللہ تعالیٰ

قرآنی اصطلاح

قرآن کریم نے " مُحْصِنِیْن " پاک دامن مرد۔کے مقابلے میں" مُسَا فِحِیْن " بدکردار مرد۔ اور" مُحْصَنات " پاکدامن عورتیں۔کے مقابلے میں " مُسافِحَات " بدچلن وآوارہ عورتیں ۔کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

اورشریعت کی اصطلاح میں جس طرح پہلا گروہ اللہ کی نظر میں محبوب و پاکیزہ ہے اسی طرح دوسرا گروہ مبغوض ومکروہ ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کے نسب کی خصوصی حفاظت فرمائی ہے اور جولوگ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے طریقے پر چلتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی بھی حفاظت فرماتا ہے۔

" مُحْسِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ " ۰۳- النساء ۲۴ : نکاح کرکے پاک دامنی کی زندگی گزارنے والے نہ کہ بغیر نکاح کیے عورتوں کو رکھنے والے مرد " مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ " ۰۳- النساء ۲۵ :عقدِ نکاح میں پاکدامنی کی زندگی گزارنے والیاں نہ کہ بدچلن اورآشناساس عورتیں۔

تسافح ' سفاح اور مسافح : کے معنی ہیں بدچلنی ۔ بدکاری اورآشناسا سی جس کی غلاظت کے پیش نظر ایک عام مومن کو بھی ایسی عورت سے نکاح کرنے سے منع کردیا گیا ہے تاکہ نسب بھی محفوظ رہے اور ایسے کردار کی معاشرے میں حوصلہ افزائی بھی نہ ہو۔جبکہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کیلئے اللہ کی طرف سے حفاظت کی یہ ایک خاص کڑی ہے۔بہرحال اس کا مطلب یہ ہے کہ نکاح بھی نماز وروزے کی طرح اوّل روز سے مشروع ہے چاہے اس کی شکل کوئی بھی رہی ہو۔اوراگر جاہلی معاشرے میں نکاح اور زنا کا فرق نہ ہوتا تو حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب اتنی بڑی

Marfat.com

آفرنہ ٹھکراتے ۔اس وقت جن اقوام میں نکاح کی اہمیت مفقود ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جاہلی دور سے بھی زیادہ اندھیرے میں زندگی گزار رہے ہیں۔

نکاح آدم وحوّاء علیہا السلام

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَاءً ط ۰۳ —النساء ۱

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔

" مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ " سے مراد نفس حضرت آدم علیہ السلام ہے جو پوری انسانیت کے باپ بھی ہیں اور سب سے پہلے نبی اور سب سے پہلے شوہر بھی اور " وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا " سے مراد حضرت حوّاء علیہا السلام جنہیں اللہ نے حضرت آدم کی بائیں پسلی سے پیدا فرمایا اور انہیں کی زوجیت میں دے دیا۔ آپ ہی پہلی عورت، بوی اور ماں کے خطاب سے سرفراز کی گئیں۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ فَإِنَّ الْمَرْأَۃَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ أَعْلَاہُ فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهُ کَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَکْتَهُ لَمْ یَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ .

صحیح البخاری للامام ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی رحمہ اللہ تعالیٰ : کتاب احادیث الانبیاء ، باب خلق آدم و ذریتہ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بطور نصیحت فرمایا اپنی عورتوں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے جس کے اوپر کے حصے میں زیادہ کجی پائی جاتی ہے لہٰذا اگر تم اسے بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ دو گے۔ لیکن اگر اس کے حال پہ چھوڑتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھاؤ تو یہی مناسب ہے۔ اور عورتوں کے بارے میں میری ہدایت یاد رکھو کہ ان کے ساتھ ہمیشہ نرمی کا برتاؤ کرنا۔

صحیح بخاری شریف کے علاوہ یہ حدیث شریف تقریباً تمام کتب احادیث میں روایت ہوئی ہے۔ جس کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ عورت کو پسلی سے وجود بخشا گیا ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے:

Marfat.com

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : لَمَّاخَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ انْتَزَعَ ضِلْعًا مِنْ أَضْلَاعِہِ فَخَلَقَ مِنْہُ حَوَّاءَ .

الحجة فی بیان المحجة و شرح عقیدة أھل السنة : باب لَمَّاخَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ انْتَزَعَ ضِلْعًا مِنْ أَضْلَاعِہِ فَلَقَ مِنْہُ حَوَّاءَ : تالیف الشیخ اسماعیل بن محمد بن الفضل بن علی القرشی الطلیحی الأصبھانی ابولقاسم ' الملقب بقوام السنة المتوفی ۵۳۵ ھ . تحقیق العلامة محمد بن ربیع بن ھادی عمیر المدخلی ، الناشر دارالرایة ' السعودیة /ألریاض.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبیٔ اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی روایت کیا ہے کہ ’’جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو آپ کی ایک پسلی آپ کے جسم سے علیحدہ کر کے اس سے حضرت حوّاء علیہا السلام کو وجود بخشا۔‘‘

یہ حدیث شریف اس مفہوم کے ساتھ تقریباً تمام کتب تفسیر میں بیان ہوئی ہے اور کچھ آثار بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ مگر بخاری شریف والی روایت مسلم شریف سمیت بعض دیگر کتب حدیث میں ان الفاظ کے ساتھ روایت ہوئی ہے ’’اَلْمَرْأَۃُ کَالضَّلَعِ ‘‘رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی مثال ٹیڑھی پسلی ہے جو اپنے حال پہ رہتے ہوئے ہی مفید ہے چونکہ یہی اس کی جبلت ہے لیکن اگر کوئی اسے اس کی جبلت کے برعکس سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو توڑ دے گا یعنی ان کے درمیان جدائی اور علیحدگی ہو جائے گی۔

لہٰذا حضرت امام قرطبی اور بعض اہل علم رحمہم اللہ کی رائے یہ ہے کہ قرآن کریم میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً ط ۰۳ :النساء ۱

لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔

اس مقام پہ قرآن کریم میں صرف حضرت حواء علیہا السلام ہی کی تخلیق کا ذکر نہیں بلکہ جنس عورت کے متعلق آگاہی دی جا رہی ہے کہ وہ بھی مرد ہی کی جنس سے ہے اور اسی طرح پیدا فرمائی گئی ہے نہ کہ حضرت آدم کی پسلی سے۔

واقول

چند روز کے مطالعہ کے بعد جو میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ قرآن کریم کا ظاہری مفہوم اور بہت سی صحیح احادیث مبارکہ سے یہی بات سمجھ آتی ہے کہ عورت کی تخلیق بھی پسلی سے ہوئی ہے اور اس کی جبلت کے اظہار کیلئے پسلی ہی سے

Marfat.com

تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ قرآن کریم کے ظاہری مفہوم کے ساتھ ساتھ بہت ساری صحیح روایات کو سرے سے تسلیم نہ کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں۔ اور پسلی سے پیدا کرنے سے مراد اس کا خمیر ہے جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر مٹی سے لیا گیا ہے۔ جس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہر بچے کی پیدائش کے وقت کہیں مٹی گوندھی اور خمیر تیار کیا جاتا ہے۔

حضرت حَوّاءَ علیہا السلام کا مہر

علامہ صاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جلالین کے حاشیہ پر یہ نوٹ لکھا ہے کہ " حَوّاء بالمد سميت بذالک لانها خلقت من حيّ (قوله من ضلع من اضلاعه) اى بعد ان اخذه النوم ولم يشعر بذالک ولم يتألم فلما استيُقظ من النوم وجدها ومال اليها فقالت له الملائكة مَه يآدم حتّى تؤدى مهرها قال فما مهر ها قالوا حتّى تصلى على النبيّ ﷺ فى رواية ثلاث صلوات وفى رواية سبعة عشر وفى ذالک اشارة الىٰ أنه عليه الصلوٰة والسلام الواسطة لكل مو جود حتّى ابيه آدم"

حاشية الصاوى على تفسير الجلالين للعلامة الشيخ احمد الصاوى المالكى رحمه الله تعالىٰ النساء ا.

حَـوّاء کو مد کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ اور اس کے معنی زندگی کے ہیں، اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کو زندہ جسم سے پیدا کیا گیا تھا۔ اور یہ جو حدیث شریف میں آتا ہے کہ " ضِلْعٌ مِنْ اَضْلَاعِهٖ " یعنی انہیں حضرت آدم کی ایک پسلی سے پیدا کیا گیا یہ اس وقت ہوا جب حضرت سو رہے تھے اور انہیں اس واقعہ کا شعور تک نہیں ہو سکا اور نہ ہی درد محسوس ہوا پس جب نیند سے بیدار ہوئے تو حضرت حواء کو سامنے پا کر ان کی طرف مائل ہوئے۔ مگر ملائکہ نے کہا آدم۔ ذرا ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ مہر ادا کر دو۔ تب حضرت نے پوچھا کہ اس کا مہر کیا ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ پر درود شریف بھیجنا۔ ایک روایت میں تین بار ہے، اور ایک میں سترہ بار۔ بہر حال اس واقعہ میں اشارہ ہے اس طرف کہ رسول اللہ ﷺ کائنات کی ہر چیز کیلئے واسطہ اور وسیلہ ہیں یہاں تک کہ اپنے باپ آدم علیہ السلام کے لئے بھی۔

واقول

مندرجہ بالا روایت میں حضرت آدم علیہ السلام کا مہر کے طور پر درود شریف پڑھنا بنیادی طور پر ألشيخ احمد بن محمد ألقسطلانى المتوفى ۹۲۳ ھ رحمه الله تعالیٰ کی " ألمواهب اللدنية بالمنح المحمدية " کی روایت ہے جو باب " تشريف الله تعالى له ﷺ " کے تحت بغیر سند کے بیان ہوئی ہے۔ جسے بہت سے علمائے سلف نے نقل اور قبول فرمایا ہے مگر بعض اہل علم کے نزدیک یہ روایت معتبر نہیں۔ چنانچہ فتاوی

Marfat.com

الأزهر کے ''باب مهر حواء '' کے تحت جامعة الأزهر کے مفتی العلامة عطية صقر نے اسے نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے '' چونکہ یہ روایت اصول کے اعتبار سے کمزور ہے لہٰذا اسے ماننے یا نہ ماننے کے جھگڑے میں نہیں پڑنا چاہیے۔''

اصل بات یہ ہے کہ اس روایت کی حیثیت اگر چہ صحاح کی احادیث کے برابر نہیں اس کے باوجود بعض اہل علم کے نزدیک چونکہ فضیلت درود شریف میں مفید ہے لہٰذا وہ مسلسل نقل کرتے آرہے ہیں جس کے تسلیم کرنے یا نہ کرنے سے نفس واقعہ کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لہٰذا ایسے معاملات میں شدت نہیں اختیار کرنی چاہیے۔ بہر حال حضرت حوّاء علیہا السلام کا یہی حق مہر اور یہی مختصر سی تقریب نکاح تھی۔ اور تب سے یہ قانون بھی بن گیا کہ کوئی نکاح بھی بغیر حق مہر کی ادیگی کے قابل قبول نہیں اور یہ اعتراف ہے عورت کی عظمت کا۔ جو اسے اللہ کی بارگاہ سے ملا ہے۔ جس کے بعد اگر کوئی شخص عورت سے اس کا یہ حق چھیننے کی کوشش کرے گا تو وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ اپنے قانون کی بے حرمتی کرنے والوں کے ساتھ نمٹنا جانتا ہے۔ اور امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت آدم وحوّاء علیہما السلام کا نکاح ہوا اور یہی انسانیت کے ماں باپ ہیں اسی طرح تمام انبیائے کرام کی شریعتوں میں نکاح کے بغیر عورت و مرد کے تعلق کو حرام سمجھا گیا ہے۔

آدم وحواء کی اولاد

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وُلِدَ لِاٰدَمَ اَرْبَعُوْنَ وَلَدًا عِشْرُوْنَ غُلَامًا وَعِشْرُوْنَ جَارِيَةً فَكَانَ مِمَّنْ عَاشَ مِنْهُمْ هَابِيْلُ وَقَابِيْلُ وَصَالِحٌ وَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ.

اخرج اسحاق بن بشر وابن عساكر عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما

ترجمہ

اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ ابن عباس کا یہ قول روایت کیا ہے کہ حضرات آدم و حوّاء علیہما السلام کی کل چالیس اولادیں تھیں ان میں سے بیس لڑکے اور بیس لڑکیاں اور ان میں سے جو زندہ رہے ان میں سے ہابیل وقابیل اور صالح وعبدالرحمٰن ہیں۔

حضرت ملا علی القاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''مشکاة'' کی شرح'' مرقاة'' کے کتاب العلم میں اور دیگر علمائے سلف رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی جہاں کہیں حضرات آدم و حوّاء علیہما السلام کی اولاد کا ذکر فرمایا ہے وہ اسی مندرجہ بالا روایت کی بنیاد پر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس سلسلے میں علاوہ ازیں کوئی ٹھوس تاریخی ریکارڈ موجود نہیں۔

Marfat.com

ہابیل کے نکاح کا قصہ اور قتل

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَىْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ م اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ط قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ط قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓءَاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ج وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ اَلْمَائِدَة:۲۷-۳۰

اور ذرا انہیں آدم کے دونوں بیٹوں کا قصہ بھی بے کم وکاست سنا دو جب ان دونوں نے قربانی کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول کر لی گئی اور دوسرے کی نہ کی گئی۔ اس نے کہا میں تجھے قتل کر ڈالوں گا اس نے جواب دیا اللہ صرف اپنے سے ڈرنے والوں کی نذریں قبول کرتا ہے۔ اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔ میں اَللّٰہ رَبُّ الْعٰلَمِین سے ڈرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا اور اپنا گناہ تو ہی سمیٹ لے اور دوزخی بن کر رہے۔ ظالموں کے ظلم کا یہی تو بدلہ ہے۔ آخر کار اس کے نفس نے بھائی کا قتل اس کے لئے آسان کر دیا اور اسے قتل کر کے ان لوگوں میں شامل ہو گیا جو خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

اس واقعہ کی تفصیل میں نہ تو قرآن کریم نے حضرت آدم کے بیٹوں کا نام ذکر کیا اور نہ ہی جھگڑے کی اصل وجہ بتائی ہے مفسرینؒ نے اپنے ذوق کے مطابق روایات جمع کی ہیں حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر ابن کثیر کے علاوہ "البداية والنهاية "میں " باب خلق آدم ، قصة قابيل وهابيل "کے تحت حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت ابن عباس کے حوالہ سے جو قصہ بیان کیا ہے۔ معروف مورخ و محقق علامہ محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تلخیص اس طرح کی ہے۔

اصل واقعہ

"دنیائے انسانی میں اضافہ کے لئے حضرت آدم کا یہ دستور تھا کہ حواء سے توام (جوڑا) پیدا ہونے والے لڑکے اور لڑکی کا عقد دوسرے پیٹ سے پیدا ہونے والے توام بچوں کے ساتھ کر دیا کرتے اسی دستور کے مطابق قابیل اور ہابیل کی شادی کا معاملہ پیش تھا قابیل عمر میں بڑا تھا اور اس کی ہمشیرہ ہابیل کی ہمشیرہ سے زیادہ حسین وخوبرو تھی۔ اس لیے قابیل کو یہ انتہائی ناگوار تھا کہ دستور کے مطابق ہابیل کی ہمشیرہ سے اس کی شادی ہو اور ہابیل کی اُس کی ہمشیرہ سے۔

Marfat.com

معاملہ کوختم کرنے کے لئے حضرت آدم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ دونوں اپنی اپنی قربانی حق تعالیٰ کی جناب میں پیش کریں جس کی قربانی منظور ہو جائے وہی اپنے ارادے کے پورا کر لینے کا مستحق ہے۔ جیسا کہ تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں قربانی (نذر) کی قبولیت کا یہ الہامی دستور تھا کہ نذر و قربانی کی چیز کسی بلند جگہ پر رکھ دی جاتی اور آسمان سے آگ نمودار ہو کر اس کو جلا دیتی تھی۔ اس قانون کے مطابق ہابیل نے اپنے ریوڑ میں سے ایک بہترین دنبہ خدا کی نذر کیا اور قابیل نے اپنی کھیتی کے غلہ میں سے ردی قسم کا غلہ قربانی کے لئے پیش کیا۔ دونوں کی حسن نیت اور نیت بد کا اندازہ اسی عمل سے ہو گیا لہٰذا حسب دستور آگ نے آ کر ہابیل کی نذر کو جلا دیا اور اس طرح قبولیت کا شرف اس کے حصے میں آ گیا۔ قابیل اپنی اس توہین کو کسی طرح برداشت نہ کر سکا اور اس نے غیظ و غضب میں آ کر ہابیل سے کہا کہ میں تجھے قتل کیے بغیر نہ چھوڑوں گا تا کہ تو اپنی مراد کو نہ پہنچ سکے، اور اس کے بعد اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا ''

قصص القرآن تالیف۔ علامہ محمد حفظ الرحمان سیوہاروی'' ج اقصہ' قابیل وہابیل

کیونکہ قابیل یہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی خوبصورت بہن سے ہابیل نکاح کر لے۔

اب تک کی تفصیلات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انسانی تاریخ میں اول روز سے نکاح مشروع چلا آ رہا ہے جس کے بعد ہم یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ وقت بعثت نبوی ﷺ جاہلیت میں نکاح کا دستور کیا تھا۔

دور جاہلیت میں نکاح کی شکلیں

نکاح کی شکلیں جو مشرکین مکہ کے ہاں مروج تھیں ان میں سے ایک کے سوا باقی تمام ایسی تھیں کہ ان کے بیان کرنے سے بھی گھن آتی ہے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح میں ایک باب اس عنوان سے قائم کیا ہے۔

بَـابٌ : مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ بِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى " فَلَاتَعْضُلُوْهُنَّ " یعنی ولی اور ذمہ دار کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا، جس کے تحت حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ روایت لائے ہیں۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ :أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ " أَنَّ النِّكَاحَ فِي الجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلَى أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ- فَنِكَاحٌ مِنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ اليَوْمَ :يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهُ أَوِ ابْنَتَهُ، فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا، وَنِكَاحٌ آخَرُ :كَانَ الرَّجُلُ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ إِذَا طَهُرَتْ مِنْ طَمْثِهَا أَرْسِلِي إِلَى فُلاَنٍ فَاسْتَبْضِعِي مِنْهُ، وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا وَلاَ يَمَسُّهَا أَبَدًا، حَتَّى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذَلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ، فَإِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا أَصَابَهَا زَوْجُهَا إِذَا أَحَبَّ، وَإِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ

Marfat.com

رَغْبَةً فِی نَجَابَةِ الْوَلَدِ، فَکَانَ هٰذَا النِّکَاحُ نِکَاحَ الِاسْتِبْضَاعِ . وَنِکَاحٌ آخَرُ :یَجْتَمِعُ الرَّهْطُ مَا دُونَ الْعَشَرَةِ، فَیَدْخُلُونَ عَلَی الْمَرْأَةِ، کُلُّهُمْ یُصِیبُهَا، فَإِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ، وَمَرَّ عَلَیْهَا لَیَالٍ بَعْدَ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا، أَرْسَلَتْ إِلَیْهِمْ، فَلَمْ یَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ یَمْتَنِعَ، حَتّٰی یَجْتَمِعُوا عِنْدَهَا، تَقُولُ لَهُمْ :قَدْ عَرَفْتُمُ الَّذِی کَانَ مِنْ أَمْرِکُمْ وَقَدْ وَلَدْتُ، فَهُوَ ابْنُکَ یَا فُلَانُ، تُسَمِّی مَنْ أَحَبَّتْ بِاسْمِهِ فَیَلْحَقُ بِهِ وَلَدُهَا، لَا یَسْتَطِیعُ أَنْ یَمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ، وَنِکَاحُ الرَّابِعِ :یَجْتَمِعُ النَّاسُ الْکَثِیرُ، فَیَدْخُلُونَ عَلَی الْمَرْأَةِ، لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَهَا، وَهُنَّ الْبَغَایَا، کُنَّ یَنْصِبْنَ عَلٰی أَبْوَابِهِنَّ رَایَاتٍ تَکُونُ عَلَمًا، فَمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَیْهِنَّ، فَإِذَا حَمَلَتْ إِحْدَاهُنَّ وَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جُمِعُوا لَهَا، وَدَعَوْا لَهُمُ الْقَافَةَ، ثُمَّ أَلْحَقُوا وَلَدَهَا بِالَّذِی یَرَوْنَ، فَالْتَاطَ بِهِ، وَدُعِیَ ابْنَهُ، لَا یَمْتَنِعُ مِنْ ذٰلِکَ فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ ﷺ بِالْحَقِّ، هَدَمَ نِکَاحَ الْجَاهِلِیَّةِ کُلَّهُ إِلَّا نِکَاحَ النَّاسِ الْیَوْمَ.

بخاری ومسلم کتاب النکاح باب من قال لا نکاح الا بولیّ بقول اللّٰہ تعالیٰ فَلَاتَعْضُلُوْهُنَّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانۂ جاہلیّت میں نکاح کے چار طریقے رائج تھے ان میں سے:

پہلی شکل

ایک طریقہ تو آج کے طریقے سے ملتا جلتا تھا اور وہ یہ کہ ایک آدمی کی طرف سے دوسرے کو اس کی بیٹی یا اس کی زیر ولایت لڑکی کے نکاح کا پیغام دیا جاتا اور قبول ہونے کی صورت میں یہ اس کا مناسب مہر مقرر کر کے اس کی رخصتی کر دیتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی طریقے کی اصلاح فرما کر اسے مشروع قرار دے دیا۔

دوسری شکل

دوسری صورت نکاح اِسْتِبْضَاع کی تھی اور اس کا طریقہ یہ تھا کہ ایک آدمی کی اپنی بیوی جب حیض سے پاک ہو جاتی تو وہ اسے چھوئے بغیر اس کو ہدایت کرتا تھا کہ تو فلاں شخص جو بڑی شان اور مرتبے والا ہے اس کے ساتھ ہمبستر ہو کر اس سے حاملہ ہونے کی کوشش کر۔ اور خود خاوند اس وقت تک علیحدہ رہتا جب تک بیوی کو حمل ہو جانے کا یقین نہ ہو جاتا اس طرح کرنے کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ بچہ خوبصورت اور باصلاحیت پیدا ہو۔

تیسری شکل

تیسرا طریقہ یہ رائج تھا کہ مردوں کی ایک ٹولی (جس میں کم از کم تین اور زیادہ سے نو ہوتے) کسی عورت کے

Marfat.com

پاس جاتے پھر اس کی مرضی سے باری باری اس کے ساتھ بدکاری (منہ کالا) کرتے اس طرح اگر اسے حمل رہ جاتا تو بچے کی پیدائش کے چند روز بعد سب کو بلاتی تو دستور کے مطابق انہیں آنا پڑتا۔ جس کے بعد وہ کہتی تمہیں یہ تو معلوم ہی ہے کہ کیا ہوا تھا؟ یہ بچہ اسی بدکاری کی پیداوار ہے اب یہ عورت اپنی مرضی سے ان میں سے کسی ایک کے ذمہ لگا دیتی اور پھر بچہ اسی کا ہو جاتا کیونکہ جاہلی دستور کے مطابق انکار کی کوئی گنجائش نہ ہوتی۔

چوتھی شکل

چوتھی اور آخری شکل یہ تھی کہ ایک عورت سے بہت سے لوگوں کا میل ملاپ رہتا۔ یہ پیشہ ور رنڈیاں ہوتیں جو اپنے دروازے پر پہچان کے لئے کوئی چیز لٹکا دیتی تھیں تا کہ جو جب چاہے بلا روک ٹوک آ سکے۔ پھر جو کوئی بھی جب چاہتا پہنچ جاتا اور اس بدکاری کے نتیجے میں جب اس کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام جمع ہو جاتے اور قیافہ شناس اپنے اندازے سے ان میں سے کسی ایک کو باپ قرار دے دیتے تو بچہ اسی کا ہو کر رہ جاتا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو آپ نے جاہلیت کے تمام طریقے مٹا دیئے اور نکاح کا وہی طریقہ باقی رکھا جو آج تک جاری ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جن خرابیوں کی نشاندہی اور رسول اللہ ﷺ کے اصلاح فرمانے کا ذکر فرما رہی ہیں۔ یہ عام جاہلی معاشرے کی بات ہے ورنہ شرفائے قریش کے ہاں ایسی کوئی بات نہ تھی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کا نکاح عین سنت ابراہیمی کے مطابق سرانجام پایا ہے۔ جس کی تفصیل بعد میں آئے گی۔

نکاح الْخِدْن

الْخِدْنُ: هُوَ الصَّدِيقُ لِلْمَرْأَةِ يَزْنِي بِهَا سِرًّا. وَذَاتُ الْخِدْنِ مِنَ النِّسَاءِ: هِيَ الَّتِي تَزْنِي سِرًّا: وَ قِيلَ: ذَاتُ الْخِدْنِ هِيَ الَّتِي تَزْنِي بِوَاحِدٍ، وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَعِيبُ الْإِعْلَانَ بِالزِّنَى وَلَا تَعِيبُ اتِّخَاذَ الْأَخْدَانِ، ثُمَّ رَفَعَ اللّٰهُ جَمِيعَ ذٰلِكَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: كَانَ قَوْمٌ مِنَ الْعَرَبِ يُحَرِّمُونَ مَا ظَهَرَ مِنَ الزِّنَا وَيَسْتَحِلُّونَ مَا خَفِيَ مِنْهُ فَنَهَى اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَنِ الْفَوَاحِشِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ بِقَوْلِهِ (وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ : وَزَجَرَ عَنِ الْوَطْءِ إِلَّا عَنْ نِكَاحٍ صَحِيحٍ أَوْ مِلْكِ يَمِينٍ)

الموسوعة الفقهية الكويتية: كتاب النكاح ، نكاح الخدن.

Marfat.com

اَلْـخِـدْن : سے مراد عورت کا ایسا آشنا جو چوری چھپے اس کے ساتھ بدکاری کرے۔ اور ایسی عورت کو ''ذَاتُ الْخِدْن'' کہتے ہیں جس نے خفیہ بدکاری کیلئے آشنا رکھا ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ عام پیشہ ور عورتوں سے تمیز کرنے کیلئے ''ذَاتُ الْـخِـدْن'' ایسی عورت کیلئے بولا جاتا ہے جو پیشے کے بجائے صرف ایک کے ساتھ بدکاری کرتی ہو۔ جس کا پس منظر یہ ہے کہ جاہلیت میں عرب علانیہ بدکاری کو زنا کہتے اور معیوب سمجھتے مگر خفیہ آشنائیوں کو معیوب نہیں سمجھتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے بدکاری کی اس رسم کو مٹا دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عرب میں کچھ لوگ صرف کھلے عام زنا کو حرام سمجھتے تھے اور خفیہ زنا کو حلال۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے علانیہ اور خفیہ دونوں قسم کی برائی کو حرام قرار دے دیا " وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ " ٠٦: الأنعام ١٥١ : اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے قریب بھی مت جاؤ خواہ وہ علانیہ ہوں خواہ پوشیدہ:۔ اور صحیح نکاح یا ملک یمین کے علاوہ وطی کرنے سے سختی کے ساتھ منع کر دیا۔

نِـكَـاحِ الْخِدْنِ وَهُوَ فِي قَوْلِه تَعَالَى (وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ) كَانُوا يَقُولُونَ :مَا اسْتَتَرَ فَلَا بَأْسَ بِهِ ، وَمَا ظَهَرَ فَهُوَ لَوْمٌ.

فتح الباری. کتاب النکاح باب: من قال لا نکاح الا بولی

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں مزید وضاحت فرمائی ہے کہ ''نِـكَـاحِ الْخِدْن'' کا نام اور مفہوم قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے ماخوذ ہے " مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْـدَانٍ " ٠٤ : ألنسـاء ٢٥ :نکاح کیلئے صرف پاک دامن عورتیں ہوں نہ کہ علانیہ بدکاری کرنے والیاں نہ خفیہ طور پر آشنا رکھنے والیاں۔ جاہلیت میں مرد عورت کے درمیان خفیہ بدکاری کا عام رواج تھا اور وہ ایک دوسرے کے بارے میں جانتے ہوئے بھی خیال کرتے تھے کہ چوری چھپے جو ہو گیا سو ہو گیا البتہ علانیہ طور پر اس طرح کا تعلق قابل مذمت سمجھا جاتا تھا۔

نکاح البدل

نِكَاحِ الْبَدَلِ ، وَقَدْ أَخْرَجَ الدَّارَقُطْنِيُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَة "كَانَ الْبَدَلُ فِي الْجَاهِلِيَّة أَنْ يَقُولَ الرَّجُلَ لِلرَّجُلِ انْزِلْ لِي عَنْ امْرَأَتِكَ وَأَنْزِلْ لَكَ عَنْ امْرَأَتِي وَأَزِيْدُكَ – وَلَكِنْ إِسْنَادُه ضَعِيفٌ جِدًّا.

فتح الباری. کتاب النکاح باب: من قال لا نکاح الا بولی

Marfat.com

نکاح بدل کی صورت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں مذکور ہے جسے سنن دار قطنی نے روایت کیا ہے کہ جاہلیت میں ایک شخص دوسرے سے کہتا تھا کہ تو اپنی بیوی مجھے دیدے اور میں بدلے میں تجھے بیوی کے ساتھ کچھ مزید مدد بھی کردوں گا۔مگر دار قطنی کی اس روایت میں شدید ضعف ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ سنن دار قطنی کی روایت میں شدید ضعف ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیویاں بدلنے والا واقعہ درست نہیں۔ واقعہ درست ہے۔کیونکہ نزول حجاب کے زمانے کا ایک صحیح واقعہ تفصیل کے ساتھ آگے آئے گا کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الفزاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو پیشکش کی تھی کہ میں آپ کیلئے اپنی بیوی فارغ کرنا چاہتا ہوں۔اور یہ محض احترام کی وجہ سے یکطرفہ پیشکش کی تھی مگر آپ نے فرمایا اس طرح کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام فرمادیا ہے۔

جاہلیت میں عورتوں پر ظلم کی متعدد شکلیں

ان تمام مذکورہ شرمناک اور گھناؤنے طریقوں کے علاوہ ایک اور طریقہ بھی مروّج تھا اور یہ پہلے طریقوں سے بھی زیادہ گندہ طریقہ تھا اور وہ یہ کہ ایک آدمی کے مرجانے کے بعد اس کا بیٹا اپنی حقیقی ماں کے علاوہ باقی سب عورتوں کو بھی باقی مال واسباب کی طرح اپنی ملکیت میں لے کر تصرف کرتا۔لہٰذا قرآن کریم نے عورتوں پر ظلم کا یہ دروازہ بھی ہمیشہ کے لئے بند کردیا جس کی تفصیل اس طرح ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا ط وَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ لِتَذْھَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ ۔ ۰۴- النسآء ۱۹

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تمہارے لیے یہ حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو اور نہ یہ حلال ہے کہ انہیں تنگ کرکے اس مہر کا کچھ حصہ اڑالینے کی کوشش کرو جو تم انہیں دے چکے ہو مگر یہ کہ وہ کسی صریح بدچلنی کا ارتکاب کریں۔

پہلی شکل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا فِیْ " یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا ط وَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ لِتَذْھَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ " قَالَ اِذَا مَاتَ الرَّجُلُ کَانَ اَوْلِیَاءُہٗ اَحَقَّ بِامْرَأَتِہٖ اِنْ شَاءَ بَعْضُھُمْ تَزَوَّجَھَا وَاِنْ شَاءُ وْا زَوَّجُوْھَا وَاِنْ شَاءُ وْا لَمْ یُزَوِّجُوْھَا فَھُمْ اَحَقُّ بِھَا مِنْ اَھْلِھَا فَنَزَلَتْ

Marfat.com

هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ ذَالِکَ.

صحیح بخاری کتا ب التفسیر باب لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوْا النِّسَآءَ کَرْھًا ط وَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ لِتَذْ ھَبُوْا مَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اسلام سے پہلے دور جاہلیت میں جب ایک آدمی مرجاتا تو اس کے ورثاء اس کی بیوی کے متعلق کوئی بھی فیصلہ کرنے کا زیادہ حق رکھتے۔ اگر کوئی چاہتا تو اسے اپنی زوجیت میں لے لیتا اور اگر وہ چاہتے تو اسے کسی دوسرے کے نکاح میں دیدیتے اور اگر وہ چاہتے تو اس کا نکاح ہی نہ ہونے دیتے پس یہ اس کے اصلی وارثوں سے زیادہ حق دار شمار ہوتے تا آنکہ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

دوسری شکل

اَسْبَاطُ عَنِ السُّدِّیِّ اَمَّا قَوْلُهٗ " لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوْا النِّسَآءَ کَرْھًا " فَاِنَّ الرَّجُلَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ کَانَ یَمُوْتُ اَبُوْهُ اَوْ اَخُوْهُ اَوْ اِبْنُهٗ فَاِذَا مَاتَ وَتَرَکَ اِمْرَأَتَهٗ فَاِنْ سَبَقَ وَارِثُ الْمَیِّتِ فَاَلْقٰی عَلَیْهَا ثَوْبَهٗ فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا أَنْ یَّنْکِحَهَا بِمَهْرِ صَاحِبِهٖ اَوْ یُنْکِحُهَا فَیَأْ خُذُ مَهْرَهَا وَاِنْ سَبَقَتْهُ فَذَ هَبَتْ اِلٰی أَهْلِهَا فَهُمْ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا .

جامع البیان . التفسیر الطبری سورۃ النساء ۱۹ للامام ابن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ ھ رحمه الله تعالی ،الناشر دارلفکر بیروت.

اس آیت کی تفسیر میں حضرت سدی کا قول یہ ہے کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوْا النِّسَآءَ کَرْھًا .. تمہارے لئے قطعاً حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو۔

عربوں کی تہذیب یہ تھی کہ جب کسی کا باپ ، بھائی یا بیٹا مرجاتا اور اس کی بیوی رہ جاتی تو اگر میت کے وارثوں میں سے کوئی جلدی سے آگے بڑھ کر اس پر اپنا کپڑا چادر وغیرہ ڈالدیتا تو اس کا حق بن جاتا کہ وہ اس مرے ہوئے کے پہلے مہر پر بغیر نیا مہر باندھے نکاح کرلے یا کسی اور سے نکاح کردیتا اور اس کا مہر لے کر خود ہضم کرجاتا اور اگر یہ بیوہ ان کی طرف سے کپڑا پھینکنے سے پہلے ہی بھاگ جاتی تو اس کے میکے والے اس کی زندگی کے سیاہ وسفید کے مالک بن جاتے۔

تیسری شکل

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَوْلُهٗ " لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوْا النِّسَآءَ کَرْھًا " قَالَ کَانَ الرَّجُلُ اِذَا مَاتَ وَتَرَکَ جَارِیَةً اَلْقٰی عَلَیْهَا حَمِیْمُهٗ ثَوْبَهٗ فَمَنَعَهَا مِنَ النَّاسِ

Marfat.com

فَاِنْ كَانَتْ جَمِيْلَةٌ تَزَوَّجَهَا وَاِنْ كَانَتْ قَبِيْحَةٌ حَبَسَهَا حَتّٰى تَمُوْتَ فَيَرِثُهَا .

المصدر السابق

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے" لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا " تمہارے لیے قطعاً حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو اس کے پس منظر میں عربوں کے رسم ورواج کی ایک شکل یہ تھی کہ جب کوئی آدمی مرجاتا اور اس کی جوان بیٹی یتیم رہ جاتی تو میت کا قریبی دوست اس یتیم بچی پر اپنا کپڑا پھینک کر اس کا مالک بن جاتا اور لوگوں کے ساتھ اس کے ملنے ملانے پر بھی پابندی عاید کردیتا پھر اگر تو بیچاری خوبصورت ہوتی تو خود نکاح کر لیتا اگر شکل وصورت کی اچھی نہ ہوتی تو اسے قید رکھا جاتا یہاں تک کہ مرجاتی جس کے بعد یہ اس کی جائداد ہڑپ کر جاتا۔

چوتھی شکل

قَالَ ابْنُ زَيْدٍ فِيْ قَوْلِهٖ " لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا " قَالَ كَانَتِ الْوِرَاثَةُ فِيْ اَهْلِ يَثْرِبَ بِالْمَدِيْنَةِ هٰهُنَا فَكَانَ الرَّجُلُ يَمُوْتُ فَيَرِثُ ابْنُهُ امْرَاَةَ اَبِيْهِ كَمَا يَرِثُ اُمَّهُ لَاتَسْتَطِيْعُ اَنْ تَمْنَعَ فَاِنْ اَحَبَّ اَنْ يَّتَّخِذَهَا اتَّخَذَهَا كَمَا كَانَ اَبُوْهُ يَتَّخِذُهَا وَاِنْ كَرِهَ فَارَقَهَا وَاِنْ كَانَ صَغِيْرًا حُبِسَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَكْبُرَ، فَاِنْ شَاءَ اَصَابَهَا وَاِنْ شَاءَ فَارَقَهَا فَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى " لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا "

ألمصدر السابق

حضرت ابن زید۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان " لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا " یعنی تمہارے لئے یہ حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو، کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: اسلام سے پہلے مدینہ طیبہ جب یثرب کہلاتا تھا تو اس کے باشندوں کے ہاں وراثت کی ایک شکل یہ تھی کہ ایک آدمی جب مرجاتا تو اس کا بیٹا اپنے باپ کی بیوی پر بھی قبضہ کر لیتا جس طرح کہ اس کی حقیقی ماں اس کے اختیار میں آجاتی اور یہ مظلومہ بیوہ یعنی باپ کی دوسری بیوی انکار کا حق نہیں رکھتی تھی۔ پس اب یہ بیٹا چاہتا تو اس کے ساتھ جسمانی رشتہ قائم کر لیتا اور اسی طرح اس کی بیوی بن جاتی جس طرح اس کے باپ کی تھی اور اگر یہ بیٹا کم عمر ہوتا تو اس کے جوان ہونے تک یہ عورت اسی کی تحویل میں محبوس رہتی پھر یہ لڑکا جوان ہوکر چاہتا تو اس کے ساتھ جسمانی تعلق قائم کر لیتا اور اگر چاہتا تو اسے علیحدہ کردیتا۔ اس صورت حال میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرما کر اپنے نبی ﷺ کے ذریعے ان مظلوم عورتوں کو آزادی دلائی۔

Marfat.com

پانچویں شکل

اَخْبَرَنَا عُبَیْدُ بْنُ سُلَمَانَ الْبَاهِلِیُّ قَالَ سَمِعْتُ الضَّحَّاکَ یَقُوْلُ فِیْ قَوْلِهٖ " لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوْا النِّسَآءَ کَرْهًا ط کَانُوْا بِالْمَدِیْنَةِ اِذَا مَاتَ حَمِیْمُ الرَّجُلِ وَتَرَکَ اِمْرَأَةً اَلْقَی الرَّجُلُ عَلَیْهَا ثَوْبَهٗ فَوَرِثَ نِکَاحَهَا وَکَانَ اَحَقَّ بِهَا وَکَانَ ذٰلِکَ عِنْدَهُمْ نِکَاحًا فَاِنْ شَاءَ اَمْسَکَهَا حَتّٰی تَفْدِیَ مِنْهُ وَکَانَ هٰذَا فِی الشِّرْکِ.

المصدر السابق

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد " لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوْا النِّسَآءَ کَرْهًا " یعنی تمہارے لئے یہ حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو۔

کے پس منظر میں ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اسلام سے پہلے زمانہ شرک میں مدینہ کے لوگوں کے ہاں یہ رواج تھا کہ جب کسی کا گہرا دوست بیوی چھوڑ کر مر جاتا تو یہ یعنی میّت کا گہرا دوست اپنا کپڑا اس بیوہ عورت پر پھینک کر اسی پہلے نکاح کا وارث بن جاتا (یعنی چادر ڈالنے سے نکاح منتقل ہو جاتا) اور یہ اس کا رواجی حق تھا۔ اسی کپڑا پھینکنے کو وہ نکاح مانتے تھے۔ جس کے بعد یہ آدمی اگر چاہتا تو اسے بیوی بنا لیتا یا۔ یہ عورت اس کے پاس محبوس رہتی جب تک کہ اپنا فدیہ ادا کر کے اس سے گلوخلاصی نہ کرا لے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَیْلَمَانِیِّ فِیْ قَوْلِهٖ " لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوْا النِّسَآءَ کَرْهًا ط وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ " قَالَ نَزَلَتْ هَاتَانِ الْاٰیَتَانِ اِحْدَاهُمَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ " وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ " فِی الْاِسْلَامِ۔

المصدر السابق

آیت " لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوْا النِّسَآءَ کَرْهًا ط وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ " کے پس منظر میں۔ عبدالرحمٰن بیلمانی فرماتے ہیں کہ یہ جو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ " تمہارے لئے یہ حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو اور انہیں آزادی اور اپنی پسند سے نکاح کرنے سے بھی نہ روکو یہ دو آیتیں دو بار نازل ہوئی ہیں " لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوْا النِّسَآءَ کَرْهًا " یعنی تمہارے لئے یہ حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو یہ زمانہ جہالت کی زیادتیوں سے منع کرنے کے لئے اور " وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ " اور انہیں آزادی اور اپنی پسند سے نکاح کرنے سے بھی نہ روکو۔ یہ اسلام آنے کے بعد کے لئے ہے۔ تاکہ کوئی بھی عورت کو پھر جاہلیت کی دلدل میں نہ دھکیل دے۔

اسلام کی ان واضح اور شفاف ہدایات کے باوجود ہمارے معاشرے کی حالت ایسی ہے کہ دیکھ کر شرم آتی ہے۔

Marfat.com

چھٹی شکل

وَرُوِیَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ :دَخَلَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغَيْرِ إِذْنٍ، وَعِنْدَهُ عَائِشَةُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " يَا عُيَيْنَةُ فَأَيْنَ الِاسْتِئْذَانُ "؟ قَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا اسْتَأْذَنْتُ عَلَى رَجُلٍ مِنْ مُضَرَ مُنْذُ أَدْرَكْتُ، ثُمَّ قَالَ :مَنْ هَذِهِ الْحُمَيْرَاءُ إِلَى جَنْبِكَ؟ فَقَالَ :هَذِهِ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَالَ عُيَيْنَةُ :أَفَلَا أَنْزِلُ لَكَ عَنْ أَحْسَنِ الْخَلْقِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ ذَلِكَ"، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ: مَنْ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ" :هَذَا أَحْمَقُ مُطَاعٌ وَإِنَّهُ عَلَى مَا تَرَيْنَ لَسَيِّدُ قَوْمِهِ "

اخرجه الترمذی واحمد وإسحاق والنسائی وأبو يعلى والطبری والبزار وابن حبان والحاکم من حديث عائشة رضی الله عنها بالحديث دون التفسير وأخرجه ابن أبی حاتم وابن سعد من حديث أم سلمة رضی لله عنها .واورده البغوی فی التفسير ، الاحزاب آيات ۵۱ -۵۳

عرب کے بعض دیہاتی قبائل میں رواج تھا کہ وہ بسا اوقات آپس میں بیویاں بدل لیتے تھے اور اس معاملے میں عورت کی مرضی معلوم نہیں کی جاتی تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ عین اس وقت جب رسول اللہ ﷺ حجرۂ عائشہ میں آپ کے ساتھ چٹائی پر تشریف فرما تھے کہ اچانک اور بلا اجازت عُیَیْنَہ بن حِصْن الفَزارِیْ نہ صرف ملنے کیلئے آگئے بلکہ پردہ ہٹا کر جھانک بھی لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اجازت کیوں طلب نہیں کی۔ عرض کیا یا رسول اللہ میں جب سے بالغ ہوا ہوں تب سے قبیلہ مضر یا انصار میں سے کسی گھر داخل ہونے کیلئے اجازت طلب نہیں کی۔ پھر کہنے لگے یا رسول اللہ یہ آپ کے پہلو میں خوبصورت عورت کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ عائشہ ام المومنین ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اپنی بیوی جو دنیا کی خوبصورت ترین عورت ہے اسے فارغ کر کے آپ کے حوالے نہ کر دوں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بالکل نہیں کیونکہ ایسا کرنا اللہ کریم نے حرام ٹھہرایا ہے۔ اس کے بعد جب وہ چلے گئے تو سیدہ عائشہ نے آپ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ یہ کون ہے؟ فرمایا یہ اپنے قبیلے کا احمق سردار ہے جیسا کہ تم ابھی دیکھ چکی ہو۔

Marfat.com

واقول

دراصل یہ واقعہ نزول حجاب کے زمانے کا ہے اور عیینہ بن حِصن بن حذیفہ بن بدر الفزاری رضی اللہ عنہ نہ صرف دور کے دیہات سے تعلق رکھتے تھے بلکہ اسلام قبول کیے بھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا اور ابھی تک نہ صرف آداب زندگی بلکہ دین کے معاملے میں بھی کمزور تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو اپنی بیوی کی یکطرفہ پیشکش کرنا اظہار محبت کے طور پر تھا ورنہ جاہلی رواج کے مطابق وہ تبادلے کی مشروط پیشکش کرتے۔

اور چونکہ وہ ایک بدو قبیلے کے سردار بھی تھے اس لیے نزول حجاب سے پہلے اکثر انصار کے گھروں میں چلے جاتے تھے اور کسی کو اعتراض بھی نہ ہوتا جیسا کہ عام طور پر دیہات میں لوگ ایک دوسرے کے گھروں میں چلے جاتے ہیں۔ مگر ان سے ایک اور لغزش سرزد ہوگئی اور وہ یہ کہ انہوں کہا میری بیوی ام البنین نہ صرف حضرت عائشہ بلکہ دنیا کی سب سے خوبصورت عورت ہے۔ اور چونکہ آپ ہمارے رسول اور سردار ہیں تو کیوں نہ میں اسے فارغ کر کے آپ کے نکاح میں دے دوں؟

ان کی یہ بات سن کر حضرت عائشہ غضبناک ہوگئیں اور چونکہ ان کے اچانک پردہ اٹھانے سے انہیں دیکھ بھی چکیں تھیں جبکہ وہ بیچارے جس طرح عقل کے معاملے میں کمزور تھے اسی طرح شکل وصورت کے معاملے بھی۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تعریض کے طور پر ان سے پوچھا کیا تمہاری بیوی جس کی پیشکش کر رہے ہو تم سے بھی زیادہ خوبصورت ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں مجھ سے زیادہ خوبصورت تو نہیں ہے۔ تاہم رحمت عالم ﷺ نے انہیں سمجھا دیا کہ یہ ایک ناپسندیدہ اور جاہلی طریقہ تھا جسے اسلام نے حرام قرار دیدیا ہے تو وہ رخصت ہوگئے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی مطمئن کر دیا۔

الاستيعاب في معرفة الاصحاب. لا بن عبد البر القرطبي :ترجمة عيينة بن حصن الفزاري رضي الله عنه : الناشر دار الكتب العلمية بيروت .

Marfat.com

زندہ بچیوں کو دفن کرنا ظلم کی بدترین شکل

یارسول اللہ میری ایک بیٹی تھی

عَنْ سَبُرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ مِنْ بَنِی الْحَارِثِ بْنِ اَبِی الْحَرَامِ مِنْ لَخْمٍ عَنِ الْوُضِیْنِ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا کُنَّا اَهْلَ جَاهِلِیَّةٍ وَ عِبَادَةِ اَوْثَانٍ فَکُنَّا نَقْتُلُ الْاَوْلَادَ وَ کَانَتْ عِنْدِیْ اِبْنَةٌ لِیْ فَلَمَّا اَجَابَتْ وَ کَانَتْ مَسْرُوْرَةً بِدُعَائِیْ اِذَا دَعَوْتُهَا ـ فَدَعَوْتُهَا یَوْمًا فَاتَّبَعَتْنِیْ فَمَرَرْتُ حَتّٰی اَتَیْتُ بِئْرًا مِنْ اَهْلِیْ غَیْرَ بَعِیْدٍ فَاَخَذْتُ بِیَدِهَا فَرَمَیْتُ بِهَا فِی الْبِئْرِ وَ کَانَ آخِرُ عَهْدِیْ بِهَا اَنْ تَقُوْلَ یَا اَبَتَاهُ یَا اَبَتَاهُ ، فَبَکٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی وَقَفَ دَمْعُ عَیْنَیْهِ . فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحْزَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَهٗ کُفَّ فَاِنَّهٗ یَسْئَلُ عَمَّا اَهَمَّهٗ ثُمَّ قَالَ لَهٗ اَعِدْ عَلَیَّ حَدِیْثَکَ فَاَعَادَهٗ فَبَکٰی حَتّٰی وَکَفَ الدَّمْعُ مِنْ عَیْنَیْهِ عَلٰی لِحْیَتِهٖ ثُمَّ قَالَ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ وَضَعَ عَنِ الْجَاهِلِیَّةِ مَا عَمِلُوْا فَاسْتَأْنِفْ عَمَلَکَ .

سنن الدارمی: باب ما کان علیه الناس قبل مبعث النبی ﷺ من الجهل و الضلالة : دار الکتب العلمیة بیروت.

ترجمہ

وُضین بن عجلان سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنا یہ واقعہ بیان کیا: اے اللہ کے رسول ہم اہل جاہلیت اور بتوں کے پوجنے والے لوگ آپ سے پہلے اپنی اولاد کو بھی قتل کر دیتے تھے ۔ یارسول اللہ میری ایک بیٹی تھی جب اس نے باتوں کا جواب دینا شروع کیا تو میں جب بھی اسے بلاتا بہت خوش ہوتی میں نے اسے ایک روز آواز دی تو میرے پیچھے چل پڑی تو اسے اپنے خاندان سے تھوڑا دور ایک ویران کنوئیں کے پاس لے آیا، اس کا ہاتھ پکڑا اور پھر اسے دھکا دے کر اس کے اندر گرا دیا۔ اس کی آخری پکار کہ ''ہائے ابا جان! ہائے ابا جان!'' اب تک میرے کانوں میں گونجتی ہے۔

پس رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن ﷺ اس سے یہ دردناک واقعہ سن کر رو پڑے یہاں تک کہ آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ تو آپ کے قریب بیٹھے ایک صاحب نے جب حال دیکھا تو اس فریادی کو جھڑک دیا کہ تو نے تو رسول اللہ ﷺ کو غمگین کر دیا ہے۔ مگر رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دے تا کہ یہ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر

Marfat.com

لے۔ پھر فرمایا اپنا یہ قصہ مجھے دوبارہ سنا۔ اس نے جب دہرایا تو آب آنسوؤں سے ریش مبارک تر ہوگئی پھر اسے مخاطب کر کے فرمایا اسلام کی برکت سے اللہ نے جہالت کے تمام اعمال سے درگزر فرمادیا اب تو جا اور نئے سرے سے عمل شروع کر۔

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ جاہلیت میں لوگ کتے کو تو بخوشی پالتے مگر بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے۔

طبری۔ قرطبی

آٹھ بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے والا باپ بارگاہ رسالت میں

☆ قَالَ عُمَرُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿ وَاِذَا الْمَوْءُ وْدَةُ سُئِلَتْ ﴾ التکویر ۸ ﴿ جَاءَ قَيْسُ بْنُ عَاصِمٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَدْتُ ثَمَانَ بَنَاتٍ كُنَّ لِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ فَأَعْتِقْ عَنْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ رَقَبَةً قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا صَاحِبُ اِبِلٍ قَالَ فَأَهْدِ عَنْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ بُدْنَةً اِنْ شِئْتَ.

جامع البيان: التفسير الطبرى، سورة التكوير ۸ للامام ابن جرير الطبرى المتوفى ۳۱۰ھ رحمه الله تعالى، الناشر دارلفكر بيروت.

ترجمہ

قیس بن عاصم رحمت عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے جاہلیت میں اپنی آٹھ بیٹیاں زندہ دفن کی ہیں۔ فرمایا: ان میں سے ہر ایک کے بدلے میں ایک ایک غلام آزاد کر۔ عرض کیا: میرے پاس صرف اونٹ ہیں غلام نہیں۔ فرمایا: اگر چاہتے ہو تو ہر ایک کے بدلے ایک ایک اونٹ صدقہ کرو۔

دراصل یہ صاحب مالدار تھے اور اس گناہ کے باعث پریشان تھے اس کے سکون کی خاطر آپ نے اونٹ صدقہ کرنے کو فرمایا ورنہ اسلام سے پہلے کے گناہ تو کلمہ پڑھتے ہی ختم ہو جاتے ہیں جیسا کہ اس سے پہلے واقعہ میں بیان ہوا ہے۔ اس لیئے فرمایا یہ میرا حکم نہیں اگر تو ایسے کرنا چاہتا ہے تو، ورنہ ضروری نہیں۔

بدترین رسم کی ابتداء

قبیلہ ربیعہ کے لوگوں پر ایک دفعہ رات کے وقت دشمن نے حملہ کیا اور جاتے ہوئے قبیلے کے سردار کی بیٹی کو بھی اٹھا کر لے گئے۔ جب کچھ عرصہ بعد لے دے کر صلح ہوئی تو شرائط صلح کے تحت اس لڑکی کو اختیار دیا گیا کہ تو چاہے تو اسی آدمی کے پاس رہ سکتی ہے جس کی قید میں اب تک تھی اور اگر چاہے تو اپنے قبیلے میں واپس آجائے۔ مگر لڑکی نے اسی ڈاکو قبیلے کے ساتھ رہنا اختیار کر لیا۔

Marfat.com

جس کے بعد قبیلے کے سردار نے آئندہ کی بدنامی سے بچنے کے لئے ہر نوزائیدہ بچی کو زندہ گاڑنے کی تجویز دی جو قبول کی گئی۔ جس کے بعد رفتہ رفتہ یہ بدترین رسم خلیج عرب میں پھیل گئی اور یہاں تک کہ عورتیں ولادت کے وقت خود گڑھا کھود لیتیں اور اس کے قریب بچہ پیدا کرایا جاتا۔ اگر لڑکی ہوتی تو اسی وقت گڑھے میں پھینک کر اوپر سے مٹی برابر کر دیتیں۔

مگر بہت سے لوگ اس رواج کو نفرت کی نظر سے بھی دیکھتے اور اپنی حد تک کوشش بھی کرتے مگر ایسے کام کے لئے تو نبی رحمت ﷺ جیسی ہستی کی ضرورت تھی اور اس انقلاب کے لئے قرآن جیسی رہنما کتاب کی۔

عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ نَاجِيَةُ الْمَجَا شِعِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ عَمِلْتُ اَعْمَالًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهَلْ فِيْهَا مِنْ اَجْرٍ اَحْيَيْتُ ثَلَاثَمِائَةٍ وَّ سِتِّيْنَ مِنَ الْمَوْءُ وْدَةِ اَشْتَرِيْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ عِشْرَاوَيْنِ وَجَمَلٍ فَهَلْ لِيْ فِيْ ذَالِكَ مِنْ اَجْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَكَ اَجْرُهٗ اِذْ مَنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْكَ بِالْاِسْلَامِ

روح المعانی: سورة التكوير.

صَعْصَعَه بن ناجيه المَجَا شِعِي رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے جاہلیت میں بھی کچھ اچھے کام کیے ہیں کیا ان پہ بھی کوئی اجر ہے؟ مثلاً میں نے تین سو ساٹھ بچیوں کو زندہ دفن ہونے سے اس طرح بچایا ہے کہ ہر ایک کے بدلے اس کے ماں باپ کو دو دو، دس ماہی گابھن اونٹنیاں اور ایک اونٹ بطور فدیہ ادا کیا کہ یہ لے لو اور انہیں زندہ دفن نہ کرنا؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہی تیرا اجر ہے کہ اللہ نے احسان کر کے تجھے اسلام کی دولت سے نواز دیا ہے

.صَعْصَعَةُ بْنُ نَاجِيَةُ الْمَجَا شِعِي رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے پوتے مشہور شاعر فرزدق بن غالب نے اپنے دادا کی اسی نیکی پر فخر کرتے ہوئے کہا ہے۔

وَ جَدِّي الَّذِي مَنَعَ الْوَائِدَاتِ　　　فَأَحْيَا الْوَئِيْدَ فَلَمْ تُوْأَدِ

طبری .قرطبی . روح المعانی . ضياء القرآن: تفسير سورة التكوير

میرا دادا وہ ہستی ہے جس نے زندہ بچیاں دفن کرنے والیوں کو روکا۔ اس طرح زندہ درگور ہونے والیوں کو بچا کر زندگی بخش دی۔

یہ ہے ایک جھلک اس معاشرے کی جس کے لیڈر ابولہب اور ابوجہل جیسے لوگ تھے اور آج کی عورت جو اسلام کی طرف سے دیا گیا دوپٹہ اوڑھنے میں بھی عار محسوس کرتی ہے وہ ذرا تصور تو کرے کہ اسلام نے نہ صرف اسے ذلتوں سے نجات دلائی بلکہ اس کے نکاح کے لئے ایک انتہائی شریفانہ طریقہ مقرر کیا اور پابندی بھی عاید کر دی کہ اس کی مرضی

Marfat.com

کے خلاف کسی بھی مصلحت یا لالچ کی بنیاد پر نکاح نہیں کرایا جا سکتا۔

قیامت کا ایک ہولناک منظر

اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ ۝ وَ اِذَا النُّجُوۡمُ انۡکَدَرَتۡ ۝ وَ اِذَا الۡجِبَالُ سُیِّرَتۡ ۝ وَ اِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ ۝ وَ اِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ ۝ وَاِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ ۝ وَ اِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ ۝ وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَۃُ سُئِلَتۡ ۝ بِاَیِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ ۝ ۸۱- التکویر ۱-۹

ترجمہ

جب سورج لپیٹ دیا جائے گا (بے نور کر دیا جائے گا) اور جب تارے بکھر جائیں گے اور جب پہاڑ اکھیڑ دیے جائیں گے اور دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں اپنے حال پر چھوڑ دی جائیں گی اور جب جنگلی جانور سمیٹ کر اکٹھے کر دیئے جائیں گے اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے اور جانیں جسموں سے جوڑ دی جائیں گی اور جب زندہ زمین میں گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس جرم کی پاداش میں قتل کر دی گئی۔

یہ تھے وہ حالات جس کے باعث قرآن کریم نے عورتوں کے بارے میں نہ صرف بہت سارے احکامات دیئے بلکہ رسول رحمت ﷺ نے عملاً زندگی میں وہ کر دکھایا جو آج تک نہیں ہو سکا تھا نہ صرف اپنی بیٹیوں اور ازواج کے ساتھ آپ کے اخلاق حسنہ کے بارے میں آگے ذکر آئے گا بلکہ عورت ذات کو جو مقام ملا ہے اس پر آئندہ بات ہوگی۔

شرعی اصلاحات

جاہلی معاشرے میں عورتوں پر مظالم ایک انتہائی دردناک داستان اور مستقل موضوع ہے جس میں سے میں نے کتاب کی مناسبت سے ایک خاکہ پیش کیا ہے۔ اور یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ مذاہب عالم میں صرف اسلام ہی ایسا عالمگیر دین ہے جس کے منشور میں عورت کے احترام کو عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ عنوان کی مناسبت سے چند آیات درج کرتا ہوں اور اس کے بعد پوری کتاب انہیں آیات کی تفسیر اور پس منظر کے بیان پر مشتمل ہے۔

مہر ادا کرنے کی تاکید

وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحۡلَةً ؕ فَاِنۡ طِبۡنَ لَكُمۡ عَنۡ شَىۡءٍ مِّنۡهُ نَفۡسًا فَكُلُوۡهُ هَنِيۡٓــًٔا مَّرِيۡٓــًٔا ۝ ۴ النساء ۴

اور عورتوں کے مہر خوشدلی کے ساتھ (فریضہ جانتے ہوئے بروقت) ادا کرو البتہ وہ اگر اپنی خوشی سے مہر کا

Marfat.com

کوئی حصہ تمہیں معاف کر دیں تو اسے تم مزے سے کھا سکتے ہو۔

نوٹ: مہر کے متعلق آگے چل کر باب قائم کر کے پوری تفصیل بیان کی جائے گی۔ یہاں صرف چند قرآنی اصلاحات کی طرف اشارا کرنا مقصود ہے۔

وراثت میں عورتوں کا حق

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ج فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ ط وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ج فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ () ۴۰-النساء ۱۲

اور تمہاری بیویوں نے جو کچھ چھوڑا ہو اس کا آدھا حصہ تمہیں ملے گا اگر وہ بے اولاد ہوں ورنہ اولاد کی صورت میں ترکہ کا ایک چوتھائی حصہ تمہارا ہے جب وصیت جو انہوں نے کی ہو پوری کر دی جائے اور قرض جو انہوں نے چھوڑا ہو ادا کر دیا جائے ۔اور وہ تمہارے ترکہ میں سے چوتھائی کی حقدار ہوں گی اگر تم بے اولاد ہو ورنہ صاحب اولاد ہونے کی صورت میں ان کا حصہ آٹھواں ہوگا بعد اس کے کہ جو وصیت تم نے کی ہو وہ پوری کر دی جائے اور وہ قرض جو تم نے چھوڑا ہو ادا کر دیا جائے۔

نکاح میں عورت کی رضا اور حقوق

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ط وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ج وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا () ۴۰-النسآء ۱۹

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تمہارے لئے یہ حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو اور نہ یہ حلال ہے کہ انہیں تنگ کر کے اس مہر کا کچھ حصہ اڑا لینے کی کوشش کرو جو تم انہیں دے چکے ہو۔ مگر یہ کہ وہ کسی صریح بدچلنی کا ارتکاب کریں ان کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اُسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔

طلاق کی صورت میں عورت کا مستقبل

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا ط

Marfat.com

اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا () وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا () ۰۴- النّسآء ۲۰ / ۲۱

اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لے آنے کا ارادہ ہی کر لو تو خواہ تم نے اسے ڈھیر سا مال ہی کیوں نہ دیا ہو اس میں سے کچھ واپس نہ لینا کیا تم اسے بہتان لگا کر اور صریح ظلم کر کے واپس لو گے؟ اور آخر تم اسے کس طرح لے لو گے جب کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ لطف اندوز ہو چکے ہو اور وہ تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں۔

طلاق کے بعد شریفانہ طریقے سے رخصتی

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ج فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا () الاحزاب ۴۹

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو اور پھر انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدو تو تمہاری طرف سے ان پر کوئی عدت لازم نہیں ہے جس کے پورا ہونے کا تم مطالبہ کر سکو لہذا انہیں کچھ مال دیکر اچھے طریقے سے رخصت کر دو۔

نکاح ایک فطری تسلسل

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی بقا اور تسلسل کیلئے نہ صرف انسانی نسل بلکہ پرند چرند، حیونات اور نباتات کو بھی مذکر و مؤنث (Male & female) پیدا فرما کر انہیں ایک دوسرے کا زوج یعنی جوڑا بنایا ہے۔ اور اس مفہوم کیلئے قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر صیغۂ واحد " زَوْجٌ " تثنیہ " زَوْجَیْن " اور جمع " اَزْوَاج " استعمال ہوا ہے۔ لغت قریش جس میں قرآن نازل ہوا ہے اس کے مطابق عورت مرد کی زوج ہے اور مرد عورت کا۔ قرآن کریم کی چند آیات اس طرح ہیں۔" وَقُلْنَا یٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ " ۰۲-البقرة ۳۵: اور ہم نے آدم سے کہا تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں رہو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت سے انسانی تاریخ کا آغاز نکاح سے ہوا ہے اور دوبارہ جنتی زندگی کی تکمیل بھی نکاح سے ہوگی جس کی تفصیل بعد میں بیان کی جائے گی۔

یٰاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً () ۰۴ - النساء ۱

Marfat.com

لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد عورت دنیا میں پھیلا دیئے

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ اَزْوَاجٍ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمَاتٍ ثَلٰثٍ ذَالِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ () ۳۹- الزمر -۰۶

ترجمہ

اس نے تم سب کو ایک ہی جان سے پیدا کیا ہے پھر اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور تمہارے لیے چوپایوں میں سے آٹھ نر و مادہ اتارے۔ وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک بناوٹ کے بعد دوسری بناوٹ پر بناتا ہے۔ تین تین اندھیروں میں یہی اللہ تمہارا رب ہے اسی کیلئے بادشاہت ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کہاں بہک رہے ہو۔

آیت مبارکہ میں چوپایوں میں سے جن آٹھ جوڑوں کا ذکر ہے وہ ان مندرجہ دو آیات میں مذکور ہیں۔

ثَمَانِيَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ () ۰۶ - الأنعام ۱۴۳

ترجمہ

آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم

وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ () ۰۶ - الأنعام ۱۴۴

اور اونٹ میں دو قسم اور گائے میں دو قسم

حَتّٰى اِذَا جَاءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ () ۱۱- هود ۴۰

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور تنور ابلنے لگا تو ہم نے نوح سے کہا کہ اس کشتی میں ہر جنس کے دو یعنی نر اور مادہ سوار کر لو۔

هُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهَارًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ اِنَّ فِيْ ذَالِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ () ۱۳ -الرعد ۳

اسی ذات باری نے زمین پھیلا کر بچھادی ہے اور اس میں پہاڑ اور نہریں پیدا کر دی ہیں اور اس میں ہر قسم کے پھلوں کے جوڑے دہرے دہرے پیدا کر دیئے ہیں وہ رات کو دن سے چھپا دیتا ہے۔ یقیناً غور و فکر کرنے والوں کیلئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

Marfat.com

سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ () ۳۶ - یٰس ۳۶

پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کیے خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود ان کی اپنی جنس (نوع انسانی) میں سے یا جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں۔

وَخَلَقْنَاكُمْ اَزْوَاجًا () ۷۸ - النبا - ۸: اور ہم نے تمہیں جوڑا جوڑا پیدا کیا۔

وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ () ۵۱ - ألذاريات ۴۹: اور ہر چیز کو ہم نے جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

اس آیت کی تشریح میں حضرت امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

زَوْجَیْنِ : صِنْفَیْنِ وَنَوْعَیْنِ مُخْتَلِفَیْنِ كَالسَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ، وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ ، وَاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ، وَالْبَرِّ وَالْبَحْرِ ، وَالسَّهْلِ وَالْجَبَلِ ، وَالشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ، وَالْجِنِّ وَالْاِنْسِ ، وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى ، وَالنُّوْرِ وَالظُّلْمَةِ ، وَالْاِيْمَانِ وَالْكُفْرِ ، وَالسَّعَادَةِ وَالشَّقَاوَةِ ، وَالْحَقِّ وَالْبَاطِلِ ، وَالْحُلْوِ وَالْمُرِّ . " لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ " فَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ خَالِقَ الْاَزْوَاجِ فَرْدٌ " فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ " فَاْحْرُبُوْا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ اِلٰى ثَوَابِهِ بِالْاِيْمَانِ وَالطَّاعَةِ .

معالم التنزيل فی تفسير القرآن = تفسير البغوی : تاليف الامام محی السنة ابومحمد الحسين بن مسعود البغوي المتوفی ۵۱۰ ھ رحمہ اللہ تعالی ، تحقيق محمد عبد النمر ، عثمان جمعة ضميرية ، سليمان مسلم الحرش: الناشر دار طيبة للنشر والتوزيع بالرياض.

قرآن کریم میں مذکور (زَوْجَیْن) سے مراد ایسی دو متقابل چیزیں ہیں جو خِلقی و خُلقی اختلاف وتنوع کے باوجود ایک دوسرے کا جوڑا ہیں جیسے آسمان اور زمین ، سورج اور چاند ، رات اور دن ، خشکی اور سمندر، میدانی اور پہاڑی علاقے ، موسم سرما و موسم گرما ، جن اور انسان ، مذکر اور مؤنث ، نور اور ظلمت ، ایمان اور کفر ، سعادت اور شقاوت ، حق اور باطل ، مٹھاس اور کڑواہٹ ، اور یہ خِلقی و خُلقی اختلاف وتنوع اس لیے ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ ان مختلف جوڑوں کو پیدا فرمانے والا خود ایک ہی ہے لہٰذا اس سے بغاوت کی صورت میں اس کے عذاب سے بچنے کیلئے ایمان اور اطاعت اختیار کرتے ہوئے ثواب کے مستحق بن جاؤ۔

کائنات میں موجود بنیادی اور اوپر بیان کی گئی تمام چیزوں میں سے کوئی چیز بھی اس وقت تک جوڑا بن کر مکمل نہیں ہو سکتی جب تک اپنے متقابل کو نہ اپنا لے جیسے آسمان کے جوڑا بننے کیلئے زمین ضروری ہے اور دن کا جوڑا بننے کیلئے

Marfat.com

رات ضروری ہے۔ اسی طرح مرد کا جوڑا بننے کیلئے عورت کا وجود ضروری ہے۔ ورنہ عورت دوسری عورت کی اور مرد دوسرے مرد کا جوڑا بن کر مقصد تخلیق کی تکمیل نہیں کرسکتا۔

اور پوری کائنات اسی حکمت کے تحت ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہے جس کے خلاف پوری کائنات میں کوئی ایک ثبوت بھی موجود نہیں اور یہ علامت ہے اس بات کی کہ اس کائنات کا خالق و مالک، مدبر و منتظم اور رب ایک ہی ہے ورنہ کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی وقت میں ایسا ضرور ہوتا کہ دو اندھیرے جمع ہونے کے نتیجے میں دن پیدا ہو گیا۔ اور اسی طرح دو مردوں یا دو عورتوں کے جوڑا کہلانے سے بچے پیدا ہونا شروع ہو گئے ہوں۔

اسی طرح اللہ کریم نے کائنات میں اپنی حکمت بالغہ کے تحت تمام انسانوں اور تمام چیزوں کو ایک دوسری پر کچھ فضیلتیں عطا فرما کر اپنی عنایات کا مرکز و محور بنا دیا ہے اور یہی اس کائنات کی سب سے بڑی خوبصورتی ہے۔ حضرت ذوقؔ مرحوم نے اس خوبصورتی کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

گلہائے رنگا رنگ سے ہے زینتِ چمن
اے ذوقؔ اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

اگر یہ اختلاف جنس و رنگ و بو نہ ہو تو دنیا میں پھولوں کی وہ حیثیت نہیں رہتی جو اس وقت ہے اور نہ ہی بڑے بڑے گارڈن سینٹر قائم کیے جاتے۔ لہٰذا کائنات میں جتنی چیزیں بھی موجود ہیں وہ اپنے متقابل کا جوڑا ہیں۔ اسی سے تصویر کائنات میں رنگ ہے۔ یہی حسن انتظام ہے اور اسی کا نام زندگی ہے جس کے خلاف چلنا تباہی اور قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

زندگی کیا ہے عناصر میں ظہور ترتیب
موت کیا ہے انہیں اجزا کا پریشاں ہونا

چکبست

واقول

شریعت کا منشا یہ ہے کہ جس طرح آسمان اور زمین۔ سورج اور چاند۔ رات اور دن۔ خشکی اور سمندر۔ میدانی اور پہاڑی علاقے۔ موسم سرما و موسم گرما۔ نور اور ظلمت۔ ایمان اور کفر۔ سعادت اور شقاوت۔ حق اور باطل۔ مٹھاس اور

Marfat.com

کڑواہٹ اپنی پسند اور اختیار سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اپنی اپنی جگہ رہتے ہوئے ایک دوسرے کا جوڑا ہیں اسی طرح مرد اور عورت کو بھی اپنی اپنی حیثیت میں رہتے اور انفرادیت برقرار رکھتے ہوئے ایک دوسرے کا جوڑا بن کر رہنا ہے اور اس کی جائز صورت صرف اور صرف نکاح ہی ہے۔

جس کے مقابلے میں شیطان کی انگیخت سے دنیا کے اندر اِستِمنَاء اور خود لذتی کے جتنے طریقے بھی پائے جاتے ہیں وہ سب کے سب نہ صرف دنیا میں باعث خسران اور تباہی ہیں بلکہ آخرت کے اعتبار سے عذاب کا باعث ہیں یہی وجہ ہے کہ شریعت نکاح کے بغیر مرد عورت کے تعلق کو زوجین تسلیم نہیں کرتی اور نہ ہی ہم جنس پرستی اس مقدس اصطلاح کے تحت آتی ہے بلکہ ایسے لوگوں کیلئے علیحدہ Criminal codes اور ان کے تحت سزائیں مقرر ہیں جن کی تفصیل بعد میں بیان کی جائی گی۔

نکاح کی فضیلت

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَھُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّیَّةً وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ () ۱۳ -الرعد ۳۸

ترجمہ

ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا تھا۔ اور کسی رسول کیلئے ممکن ہی نہیں کہ لے آئے کوئی نشانی اللہ کے اذن کے بغیر، ہر میعاد کیلئے ایک نوشتہ ہے۔

کفار و مشرکین اور اہل کتاب اپنے ہمنواؤں کو کفر پر مطمئن رکھنے کیلئے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہتے پھرتے تھے کہ آخر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک شخص رسول بھی ہو اور اس کے بیوی بچے بھی ہوں کیونکہ یہ کام تو ہم جیسے دنیاداروں کا ہے نہ کہ کسی نبی یا رسول کا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ بیوی بچے تو پہلے انبیا و رسل کے بھی تھے جنہیں تم بھی مانتے آئے ہو۔

واقول

دراصل اس ذہنیت کے پیچھے بنی اسرائیل میں رہبانیت کی ایک طویل تاریخ ہے جس کے مطابق قرب الٰہی حاصل کرنے کیلئے ''عیسائی راہبوں، ہندو جوگیوں، بدھ مذہب کے بھکشوں اور اشراقی متصوفین اور کچھ نیک مزاج لوگوں

Marfat.com

میں ہمیشہ سے میلان پایا جاتا رہا ہے کہ نفس وجسم کے حقوق کے ادا کرنے کو روحانی ترقی میں وہ مانع سمجھتے آئے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنا' اپنے نفس کو دنیوی لذتوں سے محروم کرنا اور دنیا کے سامان زیست سے تعلق توڑنا بجائے خود ایک نیکی ہے اور اللہ کا قرب اس کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔''

مفہوم :تفہیم القرآن' المائدہ ۔حاشیہ نمبر ۱۱۴

اور مذہبی طبقے کے اس رجحان سے دنیا دار شاطر طبقہ اس طرح فائدہ اٹھاتا آیا ہے کہ وہ انہیں اس شرط پر اپنا سب کچھ ماننے کو تیار ہو جاتے ہیں کہ وہ دنیا کے معاملات ان کے حوالے کر کے خود کسی گوشے میں بیٹھ کر ورد وظائف کرتے اور اپنی ضروریات کیلئے ان سے نذرانے وصول کرتے رہیں جیسا کہ یورپ کی سیاست میں مذہب کا عمل دخل بالکل ختم کرنے کے باوجود چرچ کے پادری کو باپ (Father) کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے۔

قریش مکہ نے بھی جھگڑا ختم کرنے کیلئے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اسی طرح کی تجویز رکھی تھی مگر آپ نے اسے ٹھکراتے ہوئے فرمایا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کیلئے مبعوث نہیں فرمایا بلکہ میری بعثت کا مقصد اللہ کے دین کو غالب کرنا ہے اور یہ اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک کہ اقتدار معاشرے کے صالح افراد کے ہاتھ میں نہ آجائے۔

اور تاریخ کے طالبعلم جانتے ہیں کہ رہبانیت نے سوائے تباہی کے کبھی کسی قوم اور فرد کو کچھ نہیں دیا۔ بنی اسرائیل کی پوری تاریخ اس کی گواہ ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ معاشرے کا مثالی فرد بن کر رہنے کی ہدایت فرمائی ہے اور اس کے اس قسم کے رجحانات کی حوصلہ شکنی۔ کیونکہ اگر معاشرے کے صالح لوگ دوسروں کیلئے نمونہ نہیں بن پائیں گے تو ظاہر ہے بدکار لوگ آئیڈیل بن بیٹھیں گے جس طرح کہ ہمارے ملک میں فحش اور غلاظتوں کے دلال *Celebrity* کہلاتے ہیں۔

اسوۂ کامل

اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَقُولُ جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ اِلٰى بُيُوتِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا وَاَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ اَحَدُهُمْ اَمَّا اَنَا فَاِنِّيْ اُصَلِّي اللَّيْلَ اَبَدًا ، قَالَ آخَرُ اَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا اُفْطِرُ ، وَقَالَ آخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ

Marfat.com

عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ.

صحیح البخاری للامام ابی عبد اللّٰہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ : کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح: وأخرجہ مسلم فی کتاب النکاح ،باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسہ الیہ ووجد مؤنہ واشتغال من عجز عن المؤن بالصوم.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ تین صحابہ رضی اللہ عنہم ازواج مطہرات کے حجروں کے پاس آئے تاکہ سب سے نبی ﷺ کی عبادت کے بارے میں معلوم کر کے اس پر عمل کریں۔ مگر جب انہیں بتادیا گیا تو ان کے ذہن میں یہ بات آئی کہ چونکہ رسول اللہ ﷺ کی ہر اگلی پچھلی لغزش (اگر اس کا کوئی وجود ہو تو وہ) معاف فرمادی گئی ہے ہم بھلا ایسے کہاں کہ اتنی کم عبادت سے کام چل سکے۔ لہٰذا ایک نے کہا کہ میں تو اب ہمیشہ ساری ساری رات نماز میں کاٹ دیا کروں گا دوسرے صاحب کہنے لگے میں تو ساری زندگی ہی روزے رکھوں گا اور کبھی افطار ہی نہیں کروں گا۔ تیسرے صاحب نے کہا کہ میں ساری زندگی عورتوں سے دور رہ کر بندگی کروں گا اور شادی بھی نہیں کروں گا۔

اسی دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کیا تم ہی وہ لوگ ہو جو ایسے ایسے کہہ رہے ہو؟ حالانکہ اللہ کی قسم میں تم لوگوں کی نسبت اللہ سے زیادہ ڈرنے والا اور تقویٰ کی زندگی گزارنے والا ہوں لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں رات کے وقت نماز بھی پڑھتا ہوں مگر سو بھی لیتا ہوں اور پھر میں نے شادیاں بھی کر رکھی ہیں میری سنت تو یہی ہے اگر کسی نے میری سنت سے ہٹ کر زندگی گزاری تو وہ ہم میں سے نہیں ہوگا۔

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَیْسٍ قَالَ : کُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ بِمِنًی فَخَلَا بِهٖ عُثْمَانُ ، فَجَلَسْتُ قَرِیْبًا ، فَقَالَ لَهٗ عُثْمَانُ : هَلْ لَکَ أَنْ أُزَوِّجَکَ جَارِیَةً بِکْرًا تُذَکِّرُکَ مِنْ نَفْسِکَ بَعْضَ مَا قَدْ مَضٰی؟ فَلَمَّا رَأَی عَبْدُ اللّٰہِ لَیْسَ لَهٗ حَاجَةٌ سِوَی هٰذَا ، أَشَارَ اِلَیَّ بِیَدِهٖ ، فَجِئْتُ وَهُوَ یَقُوْلُ : لَئِنْ قُلْتَ ذَاکَ ، لَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ "یَامَعْشَرَ الشَّبَابِ ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ ، فَاِنَّهٗ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ ، وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَاءٌ.

اخرجہ البخاری فی کتاب الصوم ، باب : الصوم لمن خاف علی نفسہ العزبة مختصرا و فی النکاح ، باب : قول النبی ﷺ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ ، وأخرجہ مسلم فی کتاب النکاح باب : قول النبی ﷺ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ وفی النکاح ایضا: واصحاب السنن فی النکاح.

حضرت علقمہ بن قیس بیان کرتے ہیں کہ میں منیٰ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھا کہ

Marfat.com

اسی دوران حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بات کرنے کیلئے انہیں ذرا علیحدہ بلالیا تو میں بھی ان کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تمہارا جی چاہتا ہے کہ میں ایسی نوجوان اور کنواری لڑکی سے تمہاری شادی کرادوں جس سے تمہارے ماضی کی یادیں تازہ ہوجائیں؟

مگر جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یقین ہوگیا کہ یہ بات کہنے کے علاوہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور کوئی کام نہیں تو ہاتھ کے اشارے سے مجھے اپنے پاس بلاتے ہوئے حضرت عثمان سے فرمایا۔ اگر آپ مجھے ایسا کہہ رہے ہیں تو میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح ارشاد فرماتے سنا ہے ''اے نوجوانو تم میں سے جس کسی میں بھی نکاح کرنے کی استطاعت ہو تو وہ ضرور نکاح کرلے کیونکہ اس سے انسان کی نگاہ جھکی رہتی ہے اور شرمگاہ کی بھی حفاظت ہوتی ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہ ہو وہ روزے رکھا کرے کیونکہ روزہ شہوت کو ختم کردیتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ''اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ ، فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَتَزَوَّجُوْا ، فَاِنِّيْ مُكَاثِرٌبِكُمُ الْاُمَمَ وَمَنْ كَانَ ذَا طَوْلٍ فَلْيَنْكِحْ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَعَلَيْهِ بِالصِّيَامِ فَاِنَّ الصَّوْمَ وِجَاءٌ لَهٗ .

أخرجه ابن ماجه في كتاب النكاح باب : ماجاء في فضل النكاح : انفرد به ابن ماجه' تحفة الأشراف برقم ١٧٥٤٩ .

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نکاح میری سنت ہے اور جو میری سنت پر عمل نہ کرے اس کا مجھ سے تعلق نہیں۔ پھر فرمایا نکاح کیا کرو تا کہ تمہاری کثرت کے باعث میں باقی امتوں کے مقابل فخر کرسکوں۔ اور اگر کسی میں نکاح کی استطاعت نہ ہو تو وہ روزے رکھا کرے کیونکہ روزہ شہوت کو ختم کردیتا ہے۔

اس بات میں شک نہیں کہ جو لوگ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ان کے نزدیک بھی یہ مقدس ہستیاں خلاصہ کائنات ہیں۔ لہٰذا نکاح کرنے والا نہ صرف خود اس کی برکات سے مستفید ہوتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے راستے پر چل کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتا ہے اور نکاح کی یہی سب سے بڑی فضیلت ہے۔

نکاح کی برکات

جاہلیت میں بیوہ خواتین اور یتیم بچیوں پر مظالم کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ علاوہ ازیں غلاموں اور لونڈیوں کے ابتر حالات بیان کرتے ہوئے انسان کانپ اٹھتا ہے۔ اور تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے نکاح کی برکات سے یہی پس ماندہ طبقہ مستفید ہوا ہے اور رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْن ﷺ کی قیادت میں یہ ایک ایسا

Marfat.com

اصلاحی انقلاب تھا کہ دنیا کی تاریخ اس کی مثال پیش نہیں کرسکتی۔ لہٰذا سب سے پہلے قرآن کریم کی روشنی میں چند بنیادی اصلاحات کا بیان اور سمجھنا ضروری ہے۔

رَحۡمَةٌ لِّلۡعٰلَمِيۡن ﷺ کی قیادت میں عورت کی آزادی کا دور شروع ہوتے ہی قرآن کریم نے سب سے پہلے عورت پر جبر اور جبری نکاح کا خاتمہ فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا يَحِلُّ لَـكُمۡ اَنۡ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرۡهًا ؕ وَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ لِتَذۡهَبُوۡا بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ ۴ – النسآء ۱۹

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تمہارے لیے یہ حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو اور نہ یہ حلال ہے کہ انہیں تنگ کر کے اس مہر کا کچھ حصہ اڑا لینے کی کوشش کرو جو تم انہیں دے چکے ہو مگر یہ کہ وہ کسی صریح بدچلنی کا ارتکاب کریں۔ یعنی بیوہ عورت کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ پوری آزادی سے اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرے۔ اس کے بعد نہ صرف عام آزاد مرد و عورت کو نکاح کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے ان کیلئے اجر مقرر فرمایا بلکہ یتیموں، غلاموں اور لونڈیوں کے مالکان اور ذمہ داران کیلئے انہیں آزاد اور نکاح کا انتظام کرنے پر ثواب کا وعدہ بھی فرمایا اور دنیا دینے کا بھی جس کی چند مثالیں اس طرح ہیں:

وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَالصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَاِمَآئِكُمۡ ؕ اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۚ النور ۳۲

تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کر دو اگر وہ نادار و غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِى الۡيَتٰمٰى فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَـكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً اَوۡ مَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ ؕ ذٰ لِكَ اَدۡنٰۤى اَلَّا تَعُوۡلُوۡا ؕ ۴ – النساء ۳

اور اگر تم یتیموں کے ساتھ بے انصافی کرنے سے ڈرتے ہو تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو، دو، تین، تین، چار چار سے نکاح کر لو لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو یا ان عورتوں کو زوجیت میں لاؤ جو تمہاری ملکیت میں آ چکی ہیں بے انصافی سے بچنے کے لئے یہ زیادہ قرین صواب ہے۔

Marfat.com

نکاح سے برکت آتی ہے

عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُو لُ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجُو النِّسَاءَ فَاِنَّهُنَّ يَأْتِيْنَكُمْ بِالْمَالِ.

أخرجه ابن أبي شيبة في كتاب النكاح، باب في التزويج من كان يأمربه ويحث عليه وابو داود في مراسيله مرفوعا مرسلا، باب في النكاح وأخرجه البزار وابن مردويه والديلمي من طريق عروة عن عائشة " بلفظ " أنكحواالنساء ... الخ

ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد روایت کیا ہے" آپ ﷺ نے فرمایا عورتوں سے نکاح کرواس لئے کہ ان کے آنے کی برکت سے مال آئے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : " اِلْتَمِسُوْاالرِّزْقَ فِي النِّكَاحِ "

أخرجه الديلمي عن ابن عباس رضي الله عنهما ألدر المنثور في نفس الآية ٢٤ – النور ٣٢.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا نکاح میں رزق تلاش کرو۔

قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِبْتَغُوْا الْغِنَى فِي النِّكَاحِ : ثُمَّ قَرَأَ " وَاَنْكِحُوْا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآءِكُمْ ط اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

٢٤ – النور ٣٢

بحر العلوم للسمرقندى رحمه الله تعالى المتوفى ٣٧٣ ھ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔تونگری نکاح میں تلاش کرواس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "تم میں سے جولوگ مجرد ہوں اورتمہاری کنیزوں اور غلاموں میں سے جوصالح ہوں ان کے نکاح کردو اگر وہ نادارو غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کوغنی کردے گا اور اللہ وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔"

وَأَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : " اِلْتَمِسُوْا الرِّزْقَ فِي النِّكَاحِ " يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَلَى " وَاَنْكِحُوْا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآءِكُمْ ط اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ " ٢٤ – النور ٣٢

المرجع السابق

ابن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ" تونگری نکاح میں تلاش کرواس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "تم میں سے جولوگ مجرد ہوں اور تمہاری کنیزوں اور غلاموں

Marfat.com

میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کر دو اگر وہ نادار و غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

حکایت

ایک صاحب نے حضرت جعفر بن محمد بن علی رضی اللہ عنہم کے سامنے اپنی تنگدستی کی شکایت کی تو آپ نے اسے حکم دیا کہ جاؤ اور نکاح کرو۔ وہ شخص نکاح کے کچھ عرصہ بعد پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ حضرت میرے حالات نہیں بدلے اسی طرح فقر و فاقہ کی حالت میں ہوں تو آپ نے بلا توقف اسے طلاق دینے کا مشورہ دیا۔ کسی نے عرض کیا حضرت اس کی وجہ سمجھ نہیں آئی؟

فرمایا جب یہ پہلی بار آیا تھا تو میرا خیال تھا کہ ممکن ہے یہ ان لوگوں میں سے ہو جن کے ساتھ نکاح کی صورت میں اللہ کریم نے فراخی رزق کا وعدہ فرمایا ہے" وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ط اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ () النور ۳۲

تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کر دو اگر وہ نادار و غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

اور اب جب اس نے دوبارہ حالات نہ بدلنے کی شکایت ہے تو مجھے محسوس ہوا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جو اس ارشاد باری کے تحت آتے ہیں " وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا " ۰۴ – النساء ۱۳۰

ترجمہ

اور (نا اتفاقی کی صورت میں) اگر میاں بیوی علیحدہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا، اللہ تعالیٰ وسعت والا حکمت والا ہے۔

المصدر السابق

یعنی نکاح کے بعد بھی اگر حالات نہیں بدلے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میاں بیوی کا آپس میں سلوک اتفاق نہیں اور ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ علیحدگی اختیار کر لیں تو اللہ دونوں کی روزی فراخ کر دے گا ورنہ لڑائی جھگڑے والے گھر سے نہ صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت دور رہتی ہے بلکہ میاں بیوی دونوں ہی وقت سے بہت پہلے

Marfat.com

بوڑھے ہوجاتے ہیں۔میں نے اسی لیے ابتدا میں حضرات آدم وداوداور رسول اللہ ﷺ کی دعائیں لگائی ہیں۔

تمہارے گھر کی فضا سازگار ہے شاید
تم اپنی عمر سے چھوٹے دکھائی دیتے ہو

محمد محمود احمد

واقول

جس طرح دنیا میں اللہ کریم نے رزق حلال کے بہت سارے ذرائع اور مواقع مہیا فرمائے ہیں اسی طرح نکاح بھی ایک ذریعہ ہے کہ جب انسان کی زندگی میں بیوی آتی ہے تو اس کی برکت سے اللہ کریم رزق میں کشادگی پیدا فرمادیتے ہیں۔لیکن اس کیلئے شرط یہ ہے کہ میاں بیوی اپنی اپنی حد میں ایک دوسرے کے ساتھ مخلص اور محبت کرنے والے ہوں اور اپنے رشتے کو عبادت سمجھ کر نباہ رہے ہوں۔

ان حقائق کی روشنی میں معلوم ہوا کہ کچھ لوگ جو غربت اور بے روزگاری کے سبب نکاح نہیں کرتے ان کو خود اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ ضمانت فراہم کی ہے کہ اگر وہ اسلام کی ہدایات کے مطابق نکاح کرلیں تو اللہ کریم ان کی بیویوں کی برکت سے ان کی روزی میں فراخی پیدا کردے گا۔یہاں تک کہ نکاح کیلئے مناسب وقت کا انتظار بھی باعث برکت ہے۔

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ () ۲۴- النور ۳۳

اور جو نکاح کا موقعہ نہ پائیں انکو چاہیے کہ پاکدامنی اختیار کیے رکھیں یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کردے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ پاکدامنی اختیار کرتے ہوئے صبر کے ساتھ نکاح کیلئے مناسب وقت کا انتظار بھی ایک عبادت ہے جس کی برکات میں سے یہ ہے کہ نکاح کے خواہش مند ایسے مرد وعورت کی اللہ کریم غیب سے مدد کرکے ان کے نکاح کا انتظام فرمادے گا لہٰذا یہ نہیں ہونا چاہیے کہ

گھر بسانے میں یہ خطرہ ہے کہ گھر کا مالک
رات میں دیر سے آنے کا سبب پوچھے گا

بشیر بدر

Marfat.com

نکاح کے معاشرتی ثمرات

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ () ١٦ : ألنحل ٧٢

ترجمہ

اوروہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے تمہاری ہم جنس بیویاں بنائیں اوراسی نے ان بیویوں سے بیٹے اور پوتے عطا کیے اوراچھی اچھی چیزیں تمہیں کھانے کو دیں کیا پھر بھی یہ لوگ باطل پر ایمان لائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کریں گے۔

حَفَدَةٌ

آیت کریمہ میں مذکور " حَفَدَةٌ " سے مراد اولاد کی اولاد ہوتی ہے جس میں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں سب شامل ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات میں سے ہے کہ اس نے انسان کو اس دنیا میں تنہا نہیں چھوڑا بلکہ زندگی کا سفر طے کرنے کیلئے ہم جنس خواتین کی رفاقت بخشی جن کے آنے سے اولاد اور پھر اولاد کی اولاد جب آنکھوں کے سامنے پھلتی پھولتی نظر آتی ہے تو اس دنیا میں بار بار جنم لینے کو جی چاہتا ہے۔

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس ازدواجی اور خاندانی زندگی کو اپنا انعام اور اس کے برعکس زندگی گزارنے کیلئے باطل کی اصطلاح استعمال فرمائی ہے جس کا یہاں مطلب ہے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے طریق زندگی سے ہٹ کر زندگی گزارنا جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا () ٢٥ : الفرقان ٥٤

وہی ذات ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا پھر اسے نسب والا اور سسرالی رشتوں والا کر دیا بلاشبہ آپ کا پروردگار زبردست قدرت والا ہے۔

نسب

نسب سے مراد وہ رشتے ہیں جو والدین کی طرف سے خود بخود قائم چلے آتے ہیں۔

Marfat.com

صِھر

سے مراد ایسی رشتہ داریاں جو شادی کے بعد بیوی کے خاندان کے ساتھ قائم ہو جاتی ہیں یعنی سسرالی رشتے۔

رضاعی رشتے

حدیث شریف کی روشنی میں رضاعی رشتے بھی نسبی رشتوں میں شامل ہیں۔

واقول

انسان کی حیثیت اس بیج کی سی ہے جس میں قسم قسم کے درخت، پودے، باغات اور پھول ودیعت ہیں جسے اگر بروقت کاشت نہ کیا جائے تو وہ اپنے فطری کمال سمیت مرجاتا ہے۔ اس لیے شریعت تقاضا کرتی ہے کہ اولاد کو بروقت کاشت کردیا جائے وگرنہ وہ ویرانے میں تنہا مرجھاتے ہوئے درخت کی طرح پھل پھول دیئے بغیر نابود ہے۔

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ جوڑا بن کر ایک مرد عورت جب ایک دوسرے کو سینچنا شروع کرتے ہیں تو بہت کم عرصے میں اولاد اور اولاد کی اولاد انہیں اپنے ہالے میں لیتی چلی جاتی ہے جسے دیکھتے ہی ایک سلیم الفطرت انسان کے ہاتھ اللہ کریم کی بارگاہ میں اٹھ جاتے ہیں۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْ وَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا () ۲۵: الفرقان ۷۴

اے ہمارے پروردگار تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

جبکہ اس معاشرتی عزت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی دونوں کا درجہ بلند ہونا شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ ماں کے قدموں میں جنت رکھدی جاتی ہے اور باپ جنت کا صدر دروازہ کہلاتا ہے۔

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں
شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشت خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی درج کا درمکنوں

علامہ اقبال

Marfat.com

دعائے نبوی ﷺ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ ، مِنَ الْعَيْمَةِ وَالْغَيْمَةِ وَالْأَيْمَةِ وَالْكَزْمِ وَالْقَرْمِ .

يرويه سليمان بن ربيع الكوفي عن همام عن أبي العوام عمران بن داود القطان عن قتادة عن الحسن عن عمران بن حصين عن النبي ﷺ : غريب الحديث لابن قتيبة وذكره ابن الأثير في النهاية مفرقا. رحمهم الله تعالى

ترجمہ

عمران بن حصین کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ پانچ چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرماتے (۱) دودھ کی ایسی طلب کہ آدمی کیلئے برداشت مشکل ہو جائے (۲) پیاس کی سختی سے (۳) تجرد کی زندگی سے (۴) پیٹ کی بھوک سے (۵) گوشت کی ناقابل برداشت اور شدید طلب سے۔

مرد عورت دونوں کو اس طرح دعا کرنی چاہیے " اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَيْمَةِ وَالْغَيْمَةِ وَالْأَيْمَةِ وَالْكَزْمِ وَالْقَرْمِ "

اور رسول اللہ ﷺ کی دعا کا مطلب یہ ہے کہ آدمی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش اور عذاب کی کئی شکلیں ہوتی ہیں جن میں سے ایک صورت یہ ہے کہ انسان کے اندر کسی ایسی چیز کی طلب پیدا کر دے جو اسے میسر نہیں یا میسر تو ہے مگر قناعت اور برکت نہیں۔ جس طرح کہ حضرت یوسف بن الحسین الرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِذَا رَأَيْتَ اللّٰهَ قَدْ أَقَامَكَ لِطَلَبِ شَيْءٍ وَهُوَ يَمْنَعُكَ ذَالِكَ فَاعْلَمْ أَنَّكَ مُعَذَّبٌ.

مناقب الأبرار ومحاسن الأخيار في طبقات الصوفية تاليف الأستاذ الحسين بن نصر بن محمد المعروف بابن خميس الموصلي المتوفى ۵۵۲ ھ رحمه الله تعالى :ترجمة يوسف بن الحسين الرازي رحمه الله تعالى :تحقيق وتقديم العلامة سعيد عبد الفتاح ، الناشر دار الكتب العلمية بيروت

ترجمہ

حضرت یوسف بن الحسین الرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تمہیں کسی ایسی چیز کی جستجو میں لگا دے جو وہ عطا نہیں فرما رہا تو اس کا مطلب یہ ہے تم اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آچکے ہو۔

ایک لمحے کی توجہ نہیں حاصل اس کی
اور یہ دل کہ اسے حد سے سوا چاہتا ہے

پروین شاکر

Marfat.com

ایسی صورت میں سب سے پہلے اپنا محاسبہ کرتے ہوئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ کہیں ہم کسی ناممکن یاناجائز چیز کی جستجو میں تو مبتلا نہیں؟ اگر ایسا ہوتو فی الفور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار شروع کر دینی چاہیے تاکہ اللہ کریم دوبارہ اپنے دامن رحمت میں پناہ دے دے۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سے زائد نکاح کرتے ہوئے امت کو عملی تعلیم دی کہ وہ حتی الامکان نکاح کی نعمت سے محروم زندگی نہ گزاریں۔اور رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے۔

آثار صحابہ رضی اللہ عنہم

عَنْ أَبِی ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : أَتَی عَكَّافُ بْنُ وَدَاعَةَ الْهِلَالِیُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَاعَكَّافُ أَلَکَ زَوْجَةٌ ؟ قَالَ لَا . قَالَ وَلَا جَارِیَةٌ . قَالَ لَا قَالَ وَأَنْتَ صَحِیْحٌ مُوْسِرٌ ؟ قَالَ نَعَمْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ . قَالَ فَأَنْتَ إِذَنْ مِنْ إِخْوَانِ الشَّیَاطِیْنِ إِمَّا أَنْ تَكُوْنَ مِنْ رُهْبَانِ النَّصَارَی فَأَنْتَ مِنْهُمْ وَإِمَّا أَنْ تَكُوْنَ مِنَّا فَاصْنَعْ كَمَا نَصْنَعُ وَإِنَّ مِنْ سُنَّتِنَا النِّكَاحَ ، شِرَارُكُمْ عُزَّابُكُمْ وَأَرَاذِلُ مَوْتَاكُمْ عُزَّابُكُمْ ، أَبِالشَّیْطَانِ تَمَرَّسُوْنَ ، مَا لِلشَّیْطَانِ سِلَاحٌ أَبْلَغُ فِیْ الصَّالِحِیْنَ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا الْمُتَزَوِّجُوْنَ ، أُولٰئِکَ الْمُطَهَّرُوْنَ وَالْمُبَرَّءُوْنَ مِنَ الْخَنَا ، وَیْحَکَ یَاعَكَّافُ إِنَّهُنَّ صَوَاحِبُ دَاوُدَ وَصَوَاحِبُ أَیُّوْبَ وَصَوَاحِبُ یُوْسُفَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ وَصَوَاحِبُ كُرْسُفَ . قَالَ لَهُ بِشْرُبْنُ عَطِیَّةَ وَمَنْ كُرْسُفُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : رَجُلٌ كَانَ یَعْبُدُ اللّٰهَ عَلَی سَاحِلٍ مِنْ سَوَاحِلِ الْبَحْرِ ثَلَاثِیْنَ عَامًا یَصُوْمُ النَّهَارَ وَیَقُوْمُ اللَّیْلَ لَا یَفْتُرُ مِنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالَی مِنْ صِیَامٍ وَلَا قِیَامٍ ثُمَّ كَفَرَ بَعْدَ ذَالِکَ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ فِیْ سَبَبِ الْمَرْأَةِ عَشِقَهَا فَتَرَکَ مَا كَانَ عَلَیْهِ مِنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالَی فَتَدَارَكَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَا سَلَفَ مِنْهُ فَتَابَ اللّٰهُ تَعَالَی عَلَیْهِ ، وَیْحَکَ یَاعَكَّافُ تَزَوَّجْ فَإِنَّکَ مِنَ الْمُذَبْذَبِیْنَ ، قَالَ : زَوِّجْنِی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ " قَدْ زَوَّجْتُکَ عَلَی بِسْمِ اللّٰهِ تَعَالَی وَالْبَرْكَةِ ، كَرِیْمَةَ بِنْتَ كَلْثُوْمٍ الْحِمْیَرِیَّةَ.

ذکرہ الهیثمی فی مجمع الزوائد فی کتاب النکاح ، باب الحث علی النکاح وماجاء فی ذالک وقال رواه احمدوفیه راو لم یسم وبقیة رجاله ثقات. وابن الأثیر فی أسدالغابة ، باب العین والکاف فی ترجمة "عکاف بن وداعة" واورده البیهقی فی الزوائدعن أبی ذر والمتقی الهندی فی کنزالعمال. ورواه ابو یعلی فی مسنده والطبرانی فی الکبیر. رحمهم اللّٰهُ تعالی.

ترجمہ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ عکاف بن وداعہ الہلالی رسول اللہ ﷺ کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: اے عکاف! کیا تم شادی شدہ اور بیوی والے ہو؟ عرض کیا: یارسول اللہ نہیں تو۔ فرمایا: کوئی لونڈی بھی نہیں؟ عرض کیا یارسول اللہ میرے پاس تو لونڈی بھی نہیں۔ فرمایا: تم صحت مند اور مالدار بھی ہو؟ عرض کیا: جی الحمد اللہ ایسا ہی ہے۔ فرمایا: پھر تو تم شیطان کے بھائی ہوئے۔ یا تم عیسائی مذہب اوران کے بڑے پادریوں میں سے ہوتے؟ یا اب تم ہماری جماعت میں ہو تو اسی طرح زندگی گزارو جس طرح ہم ہیں کیونکہ نکاح کرنا ہماری سنت ہے۔ تم میں سے انجام کے اعتبار سے برے لوگ ہیں وہ جو باوجود قدرت کے نکاح نہیں کرتے اور تم میں سے بری موت مرنے والے ہیں وہ لوگ جو باوجود قدرت کے نکاح کے بغیر تنہائی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ کیا تم شیطان کے ساتھ کھیل کود میں زندگی بسر کرنا چاہتے ہو۔ یادرکھو صالحین پر حملہ کرنے کیلئے شیطان کے پاس عورت سے زیادہ کوئی کامیاب ہتھیار نہیں سوائے شادی شدہ لوگوں کے ایسے لوگ ہی پاکیزہ زندگی گزارنے والے اور بے حیائی سے مبرا ہیں۔ اے عکاف تو مرجائے یہ وہی داود، ایوب، یوسف علیہم السلام اور کُرسُف والی باعث آزمائش عورتیں ہیں۔ عطیہ بن بُسر نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کُرسُف کون صاحب تھے اوران کا کیا معاملہ ہے؟

فرمایا: پہلے زمانے کے ایک صالح مرد تھے جنہوں نے ایک دریا کے ساحل پہ تین سو سال بغیر سستی اور کاہلی کے اس طرح عبادت کی کہ وہ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیام کرتے لیکن اچانک سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ایک عورت کے عشق میں ایسے مبتلا ہوئے کہ کفر کے راستے چل پڑے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے نیک اعمال کی وجہ سے اصلاح اور تلافی کا موقعہ بخشتے ہوئے دوبارہ دامن رحمت میں پناہ دیدی۔ اے عکاف تو مرجائے شادی کر کیونکہ ابھی تک تو تذبذب میں مبتلا ہے۔ عکاف نے عرض کیا یارسول اللہ اب آپ ہی اپنی پسند سے خود میرا نکاح کردیں۔ فرمایا: ''قَدْ زَوَّجْتُکَ عَلَى اِسْمِ اللّٰهِ وَالْبَرْكَةِ كَرِيْمَةَ بِنْتَ كَلْثُوْمِ الْحِمْيَرِيَّةَ '' میں نے اللہ تعالیٰ کے نام اوراس کی طرف سے برکت کے ساتھ کلثوم حمیری کی بیٹی کریمہ سے تیرا نکاح کردیا۔

واقول

حضرت عکاف اور کریمہ رضی اللہ عنہما کی صحابیت پر علمائے رجال متفق ہیں اوران کے نکاح کا معاملہ بھی معروف ہے لیکن بدقسمتی سے دونوں حضرات کے بارے میں مجھے کوئی زیادہ تفصیل نہیں مل سکی۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسند میں بروایت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ عمدہ سند کے ساتھ یہ واقعہ درج کیا ہے لیکن افسوس کہ سلسلۂ روایت (عَنْعَنَۃْ) میں ایک راوی کا نام مذکور نہیں جس کے باعث اس میں ضعف آگیا ہے۔ علاوہ

Marfat.com

ازیں امام ھیثمی نے مجمع الزوائد میں مسند ابو یعلی اور طبرانی کی معجم الکبیر رحمہم اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے بروایت حضرت عطیہ بن بُسر المازنی رضی اللہ عنہ بھی یہ واقعہ بیان کیا ہے مگر اس سلسلۂ روایت (عَنْعَنَہْ) میں بھی ایک راوی معاویہ بن یحیٰ الصدفی ضعیف ہیں۔ تاہم اسے بہت سے علمائے سلف رحمہم اللہ تعالیٰ نے قبول کیا ہے یہاں تک کہ امام اسحق بن راھویہ رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی بنیاد پر نکاح میں خطبہ ضروری تصور نہیں کرتے ۔ کیونکہ اس واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کا خطبہ پڑھنا مذکور نہیں۔

اس حدیث شریف میں بہت سے مسائل ہیں جن میں سے پہلے زمانے کے ایک ولی کُرسَف کا قصہ بھی ہے کہ جو تین سو سال تک مسلسل عبادت کرنے کے باوجود فطرت کے خلاف جنگ نہیں جیت سکے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ

حسن جس رنگ میں ہوتا ہے جہاں ہوتا ہے
اہل دل کے لئے سرمایۂ جاں ہوتا ہے

جگر مرادآبادی

جبکہ کائنات میں صرف انسان ہی احسن المخلوقات ہے باقی تمام مخلوق اور دونوں جہانوں کے تمام حسن صرف انسانی حسن کو جلا بخشنے کیلئے ہیں۔ اور کیا آپ نے کبھی غور نہیں کیا کہ صنف نازک کے وجود کا حصہ بن کر خود حسن اور بھی حسین لگتا ہے۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ جو انسان شریعت کی حدود کے اندر رہتے ہوئے عبادت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور فرشتوں کے ہالے میں ہوتا ہے لیکن جیسے ہی خود ساختہ درویشی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اپنی حفاظت اٹھا کر اس کو اس کے نفس کے حوالے کر دیتا ہے جس کے بعد شیطان اسے عورت کے ذریعے شکار کر لیتا ہے۔ اور کُرسَف ولی کی طرح ہر ایک کے پاس اتنی عبادت اور نصیب نہیں ہوتے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کے مطابق شادی شدہ جوڑے ایک دوسرے کا لباس یعنی شیطان کے مقابلے میں ڈھال کی مانند ہیں ''ھُنَّ لِبَاسٌ لَکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَھُنَّ'' ۲۰ البقرۃ ۱۸۷۔ تمہاری بیویاں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے پاکدامنی کیلئے ایک ہی نسخۂ کیمیا تجویز فرمایا ہے اور وہ ہے نکاح جس کے بغیر ایمان خطرے میں ہے۔

اِبْرَاھِیْمُ بْنُ مَیْسَرَۃَ قَالَ قَالَ لِیْ طَاؤُسُ لَتَنْکِحَنَّ اَوْلَاَقُوْلَنَّ لَکَ مَا قَالَ عُمَرُ لِاَبِیْ الزَّوَائِدِ

Marfat.com

8

" مَايَمْنَعُکَ مِنَ النِّکَاحِ اِلَّا عِجْزٌ اَوْ فُجُوْرٌ "

المصنف فی الأحادیث والآثار لابن ابی شیبة رحمه الله تعالی فی النکاح باب فی التزویج من یامر به ویحث علیه. وأخرجه ابو داود فی المراسیل واحمد واسحاق والدارمی والطبرانی وعبدالرزاق کلهم من روایة أبی المغلس عن أبی نجیح ألسلمی رفعه .

ترجمہ

حضرت ابراہیم بن میسرہ کہتے ہیں کہ مجھے طاؤس بن کیسان رحمہم اللہ تعالیٰ نے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نکاح کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ گے یا تمہیں وہی بات کہوں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوالزوائد سے فرمائی تھی کہ تمہیں نکاح کرنے سے ان دو چیزوں میں سے کوئی ایک مانع ہو سکتی ہے یا تو تم نامرد ہو یا گناہ کی زندگی گزارنا چاہتے ہو۔

یعنی بغیر شرعی عذر کے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ کی پسندیدہ سنت پر عمل نہ کرے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ اِلَّا لَیْلَةً لَاَحْبَبْتُ اَنْ یَکُوْنَ لِیْ فِیْ تِلْکَ الَّیْلَةِ اِمْرَأَةٌ .

المصدر السابق

عبدالرحمٰن بن یزید نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ اثر روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر زمانہ ختم ہونے میں صرف ایک رات ہی باقی رہ گئی ہو تو بھی میں بیوی کے بغیر بسر کرنا پسند نہیں کروں گا۔

عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ وَکَانَ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهٗ قَالَ زَوِّجُوْنِیْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَوْصَانِیْ أَنْ لَا اَلْقَی اللّٰهَ اَعْزَبًا .

المصدر السابق

امام زہری نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان ہے کہ آپ کی بینائی جا چکی تھی پھر بھی فرماتے تھے کہ میرے لیے نکاح کا انتظام کردو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں اپنے اللہ سے تجرد کی حالت پر نہ ملوں۔

اللہ کو یہ پسند نہیں کہ کوئی باوجود اسباب کے تجرد کی زندگی گزار کر اس کے پاس جائے اور پھر یہ توقع بھی کرے کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جائے گا یہ طریقہ اللہ کے نبی ﷺ کی سنت کے خلاف ہے۔

Marfat.com

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ مَعَاذُ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ زَوِّجُوْنِیْ اِنِّیْ اَکْرَهُ اَنْ اَلْقَی اللّٰهَ اَعْزَبًا .

المصدر السابق

حضرت حسن بصری کا بیان ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے جس رات وفائی پائی۔ اس رات بھی احباب سے فرما رہے تھے کہ مرنے سے پہلے مرے نکاح کا بندوبست کرو کیونکہ مجھے تجرد کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند نہیں۔

نوٹ: اسلام میں تجرد کی اباحت پر بعد میں ''علمائے عزاب'' کے عنوان سے مستقل باب قائم کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

رہبانیت

لغوی و فقہی تعریف

رہبانیت اللہ کی رحمت سے ناامید لوگوں کی خودساختہ اور جاہلی درویشی کا نام ہے جس کی بنیاد ترک و تجرید اور معاشرتی ذمہ داریوں سے فرار کا راستہ اختیار کرنا ہے جبکہ اس کی دو ہزار سالہ تاریخ کا احاطہ تو مشکل ہے البتہ یہاں پر نکاح اور معاشرتی زندگی کی برکات سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ اس کے کچھ مبادیات سمجھ لیے جائیں۔

اَلرَّھْبَانِیَّةُ : غُلُوٌّ فِیْ تَحَمُّلِ التَّعَبُّدِ مِنْ فَرْطِ الرَّھْبَةِ .

مفردات ألفاظ القرآن للأصفهانی رحمه الله تعالٰی

رہبانیت : اللہ کے خوف میں زیادتی کی وجہ سے عبادت گزاری میں غلو اختیار کرنا ہے۔

جبکہ شریعت کا منشا یہ ہے کہ نہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بالکل ناامید ہو جانا چاہیے کہ بالکل مایوسی کے بعد انسان شیطان کے بہکاوے میں آکر اپنے اوپر ایسی پابندیاں عاید کر لے کہ جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم ہی نہیں دیا اور نہ اس قدر بے خوف کہ اس کی نظر میں بڑے بڑے گناہ بھی کھیل اور تماشہ بن کر رہ جائیں۔ اس سلسلے میں اعتدال کا راستہ یہ ہے

اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْھَوْنَ عَنْهُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَنُدْخِلْکُمْ مُّدْخَلاً کَرِیْماً () ۰۴ :النسأ ۳۱

اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے بچتے رہو جن سے تمہیں منع کیا جا رہا ہے تو ہم تمہاری چھوٹی چھوٹی برائیوں کو تمہارے حساب سے ساقط کر دیں گے اور تم کو عزت والی جگہ داخل کر دیں گے۔

رَھِبَ یَرْھَبُ : سَلِمَ یَسْلِمُ : رَھْبَةً وَ رُھْبًا وَرَھْبا وَرُھْبَانًا وَرَھْبَانًا

کے معنی ہیں ڈرنا اور خوف کھانا۔

Marfat.com

رَاهِبٌ ج رُهْبَانٌ (مذکر) عیسائیت کے تارک الدنیا مذہبی لوگ (Priest)

رَاهِبَةٌ ج رَاهِبَاتٌ وروَاهِبُ (مؤنث) عیسائی مذہب کی تارک الدنیا خواتین (Nuns)

اَلرَّهْبَانُ ج رَهَابِيْن و رَهَابِنَةُ و رَهْبَانُوْنَ (مذکر) بروزن فَعْلَانُ مبالغہ کا صیغہ جس کے معنی ہیں۔ بہت خوف کھانے والا انسان

اَلرُّهْبَانُ : خوف کھانے والا انسان ۔ زمانۂ قدیم کے تارک الدنیا عیسائی راہب اور صوفی لوگ رُهْبَانَةُ ج رُهْبَانَاتٌ (مؤنث)

بنی اسرائیل میں سے وہ تارک الدنیا لوگ مراد ہیں جنہوں نے ازخود شادی بیاہ سمیت دنیا کے دیگر معاملات اور لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے یا تو جنگلوں اور پہاڑوں میں جا چھپے تھے یا صرف اپنے عبادت خانوں تک محدود ہو گئے تھے۔

لہٰذا ''رَهبانیت کا مطلب ہے مسلک خوف زدگی اور رُهْبَانِیت مسلک خوف زدگان ۔اصطلاحاً اس سے مراد ہے کسی شخص کا خوف کی بنا پر (قطع نظر اس سے کہ وہ کسی کے ظلم کا خوف ہو یا دنیا کے فتنوں کا خوف یا اپنے نفس کی کمزوریوں کا خوف) تارک الدنیا بن جانا اور دنیوی زندگی سے بھاگ کر جنگلوں اور پہاڑوں میں پناہ لینا یا گوشہائے عزلت میں جا بیٹھنا'' تفہیم القرآن حاشیہ ۵۲ سورۃ الحدید

رہبانیت کی ابتدا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَانُوْحًا وَّاِبْرَاهِيْمَ وَجَعَلْنَافِيْ ذُرِّيَّتِهِمَاالنُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُوْنَ () ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّ رَحْمَةً ط وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَامَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُوْنَ () ۵۷ : الحدید ۲۶ - ۲۷

ترجمہ

ہم نے نوح اور ابراہیم کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور دونوں کی نسل میں نبوۃ اور کتاب رکھدی۔ پھر ان کی اولاد میں سے کچھ نے ہدایت اختیار کی اور بہت سے فاسق ہو گئے۔ان کے بعد ہم نے پے در پے اپنے رسول بھیجے اور ان سب کے بعد عیسیٰ ابن مریم کو مبعوث کیا اور انہیں انجیل عطا کی۔اور جن لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کی ان کے دلوں میں ہم نے

Marfat.com

ترس اور رحم ڈال دیا۔ جبکہ رہبانیت ان لوگوں نے اپنی طرف سے خود ایجاد کر لی تھی ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا سوائے اللہ کی خوشنودی کے تو انہوں نے اس کی پوری رعایت نہ کی۔ پھر بھی ہم نے ان میں سے جو لوگ ایمان پر تھے انہیں ان کا اجر عطا کیا مگر ان میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں۔

زمانۂ فَتْرَۃ

حضرت عیسیٰ ابن مریم اور خاتَمُ النَّبِیِّین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان تقریباً پانچ سوستر (570) سال کا عرصہ ہے جسے زمانۂ فَتْرَۃ کہتے ہیں۔ یعنی ایسا زمانہ جس میں نہ تو اللہ کی طرف سے کوئی نبی یا رسول تشریف لائے اور نہ ہی وحی کا نزول ہوا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : کُنْتُ رَدِیْفَ النَّبِیِّ ﷺ عَلٰی حِمَارٍ فَقَالَ لِیْ " یَاابْنَ أُمِّ عَبْدٍ ھَلْ تَدْرِیْ مِنْ اَیْنَ اتَّخَذَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ الرَّھْبَانِیَّۃَ ؟ قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ : ظَھَرَتْ عَلَیْھِمُ الْجَبَابِرَۃُ بَعْدَ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یَعْمَلُوْنَ بِالْمَعَاصِیْ فَغَضِبَ اَھْلُ الْاِیْمَانِ فَقَاتَلُوْھُمْ فَھُزِمَ أَھْلُ الْاِیْمَانِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، فَلَمْ یَبْقَ مِنْھُمْ اِلَّا الْقَلِیْلُ ، فَقَالُوْا اِنْ ظَھَرْنَا لِھٰؤُلَاءِ أَفْنَوْنَا وَلَمْ یَبْقَ لِلدِّیْنِ اَحَدٌ یَدْعُوْلَہٗ فَقَالُوْا : تَعَالَوْا نَتَفَرَّقُ فِی الْاَرْضِ اِلٰی أَنْ یَبْعَثَ اللّٰہُ النَّبِیَّ الَّذِیْ وَعَدَنَا بِہٖ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ ، یَعْنُوْنَ مُحَمَّدًا ﷺ فَتَفَرَّقُوْا فِیْ غِیْرَانِ الْجِبَالِ وَأَحْدَثُوْا رَھْبَانِیَّۃً فَمِنْھُمْ مَنْ تَمَسَّکَ بِدِیْنِہٖ وَمِنْھُمْ مَنْ کَفَرَ ثُمَّ تَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ " وَرَھْبَانِیَّۃَ نِ ابْتَدَعُوْھَا " ۵۷ : الحدید ۲۷ " فَاٰتَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْھُمْ " یَعْنِیْ مَنْ ثَبَتُوْا عَلَیْھَا أَجْرَھُمْ . ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَاابْنَ اُمِّ عَبْدٍ أَتَدْرِیْ مَا رَھْبَانِیَّۃُ اُمَّتِیْ؟ قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ ، قَالَ : أَلْھِجْرَۃُ وَالْجِھَادُ وَ الصَّلَاۃُ وَالصَّوْمُ وَالْحَجُّ وَالْعُمْرَۃُ وَالتَّکْبِیْرُ عَلَی التِّلَاعِ .

أخرجه الحاكم في المستدرك وقال هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه وتابعه على تصحيحه ألذهبي وأخرجه الطبراني في المعجم بنحوه . قال الهيثمي في المجمع : رواه الطبراني باسنادين ورجال أحدهما رجال الصحيح غير بكيربن معروف ووثقه احمدوغيره وفيه ضعف. رحمهم الله تعالى.

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے گدھے پر سوار تھا جس دوران آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا اے ام عبد کے بیٹے کیا تم جانتے ہو کہ بنی اسرائیل نے رہبانیت کیسے اختیار کی؟

Marfat.com

عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا ہوا یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کچھ طاقتور اور گناہ کے رسیا بادشاہ ان پر غالب آ گئے تھے جس کے بعد اہل ایمان انہیں برداشت نہ کر سکے اور ان سے لڑائی کی مگر یہ اہل ایمان تین بار شکست کھا گئے۔ چونکہ اس لڑائی میں ان کی تعداد جو پہلے ہی کم تھی جب اور کم ہوگئی تو انہوں نے سوچا کہ اگر یہ مخالفین ہم پر غالب آ گئے تو ہم سب کو نیست و نابود کر دیں گے اور پھر دین کی دعوت دینے والا کوئی نہیں بچے گا۔ لہٰذا آؤ ہم اس وقت تک ادھر ادھر منتشر ہو کر ایمان بچانے کی کوشش کرتے ہیں جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس آخری نبی ﷺ کو مبعوث فرماتا۔ جن کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہم سے وعدہ فرما چکے ہیں کہ وہ ضرور تشریف لائیں گے اور اس سے ان کی مراد تھی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت۔ چنانچہ وہ لوگ آبادی سے نکل کر پہاڑوں کے غاروں میں چلے گئے اور رہبانیت کی بنیاد رکھی ان میں سے بعض لوگ تو اپنے دین عیسوی پر قائم رہے اور بعض نے کفر اختیار کر لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی جس میں رہبانیت کا ذکر ہے "وَرَهْبَانِيَّةَ ن ابْتَدَعُوْهَا" ۵۷ : الحدید ۲۷

ان لوگوں نے از خود رہبانیت ایجاد کر لی تھی اور آیت مبارکہ " فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُوْنَ () ۵۷ : الحدید ۲۷ – کا مطلب سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ پھر بھی ہم نے ان میں سے جو لوگ ایمان پر تھے انہیں ان کا اجر عطا کیا مگر ان میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں۔ پھر فرمایا اے ام عبد کے بیٹے جانتے ہو میری امت کی رہبانیت یعنی درویشی کیا ہے؟ عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی بہتر طور پر جانتے ہیں۔ فرمایا میری امت کی درویشی بس اتنی ہی ہے۔ ہجرت۔ جہاد۔ نماز۔ روزہ۔ حج و عمرہ اور اونچے مقامات پر تکبیر کہنا۔

اَلتَّكْبِيْرُ عَلَى التِّلَاعِ

"اَلتَّكْبِيْرُ عَلَى التِّلَاعِ" کا لفظی مطلب ہے بلند مقام پر تکبیر کہنا اور اس سے مراد یہ ہے کہ انسان جب بھی کسی نشیبی جگہ سے بلندی کی طرف چڑھے تو تکبیر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے اور بلندی سے نشیب کی طرف اترتے ہوئے سُبْحَانَ اللّٰهِ کا ورد کرے یہ بلند اور نشیبی مقامات کا ذکر ہے۔

اس دور میں جب ہم ہوائی جہاز کا سفر کرتے ہیں تو رن وے سے جہاز کے بلندی کی طرف (Take-off) پرواز کرنے اور اترتے (Land) وقت اس چیز کا اہتمام ضروری ہے۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد بنی اسرائیل میں جو گناہ کے رسیا بادشاہ

Marfat.com

مسلط ہوئے تھے وہ اس قدر بے دین تھے کہ بقول حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما انہوں نے خواہشات نفس کی تکمیل کیلئے تورات اورانجیل کے اندر بھی تحریف شروع کررکھی تھی اور یہی وہ حالات تھے جن میں مذکورواقعات پیش آئے اوررہبانیت کی ابتدا ہوئی۔ جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اوراس کا مطلب یہ ہے کہ ایک انسان یا تو رہبانیت کا پیروکار ہوسکتا ہے یا اسلامی شریعت کا کیونکہ اسلام اوررہبانیت آپس میں متصادم ہیں۔

رہبانیت تاریخ کے آئینے میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد دوسوسال تک عیسائی کلیسا رہبانیت سے نا آشنا تھا۔ مگر ابتدا ہی سے مسیحیت میں اس کے جراثیم پائے جاتے تھے اوروہ تخیلات اس کے اندر موجود تھے جواس چیز کوجنم دیتے ہیں۔ ترک و تجرید کواخلاقی آئیڈیل قرار دینا اور درویشانہ زندگی کوشادی بیاہ اور دنیوی کاروبار زندگی کے مقابلے میں اعلیٰ وافضل سمجھنا ہی رہبانیت کی بنیاد ہے، اور یہ دونوں چیزیں مسیحیت میں ابتدا سے موجود تھیں۔ خصوصیت کے ساتھ تجرد کوتقدس کا ہم معنی سمجھنے کی وجہ سے کلیسا میں مذہبی خدمات انجام دینے والوں کیلئے یہ بات ناپسندیدہ خیال کی جاتی تھی کہ وہ شادی کریں، بال بچوں والے ہوں اور خانہ داری کے بکھیڑوں میں پڑیں۔

اسی چیز نے تیسری صدی تک پہنچتے پہنچتے ایک فتنے کی شکل اختیار کرلی اوررہبانیت ایک وبا کی طرح مسیحیت میں پھیلنی شروع ہوئی۔ تاریخی طور پراس کے تین بڑے اسباب تھے۔

01: عیسائی علماء کی انتہاپسندی

ایک یہ کہ قدیم مشرک سوسائٹی میں شہوانیت، بدکرداری اور دنیاپرستی جس شدت کے ساتھ پھیلی ہوئی تھی اس کا توڑ کرنے کیلئے عیسائی علمانے اعتدال کی راہ اختیار کرنے کے بجائے انتہاپسندی کی راہ اختیار کی۔ انہوں نے عفت پراتنا زوردیا کہ عورت اورمرد کاتعلق بجائے خودنجس قرار پاگیا، خواہ وہ نکاح ہی کی صورت میں ہو۔ انہوں نے دنیاپرستی کے خلاف اتنی شدت برتی کہ آخرکارایک دیندارآدمی کیلئے سرے سے کسی قسم کی املاک رکھنا ہی گناہ بن گیااوراخلاق کا معیار یہ ہوگیا کہ آدمی بالکل مفلس اور ہرلحاظ سے تارک الدنیا ہو۔ اسی طرح مشرک سوسائٹی کی لذت پرستی کے جواب میں وہ اس انتہا پرجاپہنچے کہ ترک لذات، نفس کو مارنا اور خواہشات کا قلع قمع کردینا اخلاق کا مقصود بن گیا اور طرح طرح کی ریاضتوں سے جسم کواذیتیں دینا آدمی کی روحانیت کا کمال اوراس کا ثبوت سمجھا جانے لگا۔

Marfat.com

02: عیسائی علماء کی توسیع پسندانہ ذہنیت

دوسرے یہ کہ مسیحیت جب کامیابی کے دور میں داخل ہو کر عوام میں پھیلنی شروع ہوئی تو اپنے مذہب کی توسیع واشاعت کے شوق میں کلیسا ہر اس برائی کو اپنے دائرے میں داخل کرتا چلا گیا جو عام لوگوں میں مقبول تھی۔ اولیاء پرستی نے قدیم معبودوں کی جگہ لے لی۔ ہورس (Horus) اور آئسس (Isis) کے مجسموں کی جگہ حضرت مسیح اور مریم علیہما السلام کے بت پوجے جانے لگے۔ سیٹر نیلیا (Saturnalia) کی جگہ کرسمس کا تہوار منایا جانے لگا۔ قدیم زمانے کے تعویذ گنڈے، عملیات، فال گیری وغیب گوئی، جن بھوت بھگانے کے عمل، سب عیسائی درویشوں نے شروع کر دیئے۔ اسی طرح چونکہ سب عوام اس شخص کو خدا رسیدہ سمجھتے تھے جو گندا اور ننگا ہو اور کسی بھٹ یا کھوہ میں رہے، اس لیے عیسائی کلیسا میں ولایت کا یہی تصور مقبول ہو گیا اور ایسے ہی لوگوں کی کرامتوں کے قصوں سے عیسائیوں کے ہاں "تذکرۃ الاولیاء" قسم کی کتابیں لبریز ہو گئیں۔

03: عیسائی علماء کی بدعات میں دلچسپی

تیسرے یہ کہ عیسائیوں کے پاس دین کی سرحدیں متعین کرنے کیلئے کوئی مفصل شریعت اور کوئی واضح سنت موجود نہ تھی۔ شریعت موسوی کو وہ چھوڑ چکے تھے اور تنہا انجیل کے اندر کوئی مکمل ہدایت نامہ نہ پایا جاتا تھا۔ اس لیے مسیح علماء کچھ باہر کے فلسفوں اور طور طریقوں سے متاثر ہو کر اور کچھ خود اپنے رجحانات کی بنا پر طرح طرح کی بدعتیں دین میں داخل کرتے چلے گئے۔ رہبانیت بھی انہیں بدعتوں میں سے ایک تھی۔ مسیح مذہب کے علماء اور آئمہ نے اس کا فلسفہ اور اس کا طریق کار بدھ مذہب کے بھکشوں سے، ہندو جوگیوں اور سنیاسیوں سے، قدیم مصری فقراء (Anchorites) سے، ایران کے مانویوں سے اور افلاطون اور فلاطینوس کے پیرو اشراقیوں سے اخذ کیا اور اسی کو تزکیۂ نفس کا طریقہ، روحانی ترقی کا ذریعہ، اور تقرب الی اللہ کا وسیلہ قرار دے لیا۔ اور اس غلطی کے مرتکب کوئی معمولی درجہ کے لوگ نہ تھے۔

بلکہ تیسری صدی سے ساتویں صدی عیسوی یعنی نزول قرآن کے زمانے تک جو لوگ مشرق اور مغرب میں مسیحیت کے اکابر علماء، بزرگ ترین پیشوا اور امام مانے جاتے ہیں، سینٹ اتھاناسیوس (St. Athanasius) - سینٹ باسل (St. Basil) - سینٹ گریگوری نازینزین (St.Gregory Nazianzen) - سینٹ کرائی سوسٹم (St. chrysostom) - سینٹ ایمبروز (St. Ambrose) - سینٹ

Marfat.com

جیروم (St. Jerome)۔ سینٹ آگسٹائن (St. Augustine)۔سینٹ بینیڈکٹ (St.Bnedicts)۔ سینٹ گریو گری اعظم (St.Gregory the great) سب کے سب خود راہب اورر ہبانیت کے زبردست علمبردار تھے۔انہیں کی کوششوں سے کلیسا میں رہبانیت نے رواج پایا۔

رہبانیت کا بانی اور جائے پیدائش

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں میں رہبانیت کا آغاز مصر سے ہوا۔اس کا بانی سینٹ اینتھنی (St. Anthony) تھا جو 250 عیسوی میں پیدا ہوا اور 350 عیسوی میں دنیا سے رخصت ہوا۔اسے پہلا مسیح راہب قرار دیا جاتا ہے۔اس نے فیُوم کے علاقے میں پسپیُر کے مقام پر جو،اب دارالمیمون کے نام سے معروف ہے پہلی خانقاہ قائم کی اس کے بعد دوسری خانقاہ اس نے بحر احمر کے ساحل پر قائم کی جسے اب ''دیر مار انطیونیوُس'' کہا جاتا ہے ۔عیسائیوں میں رہبانیت کے بنیادی قواعد اسی کی تحریروں اور ہدایات سے ماخوذ ہیں

اس آغاز کے بعد یہ سلسلہ مصر میں سیلاب کی طرح پھیل گیا اور جگہ جگہ راہبوں اور راہبات کیلئے خانقاہیں قائم ہو گئیں جن میں بعض میں تین تین ہزار راہب بیک وقت رہتے تھے

325 عیسوی میں مصر کے اندر ہی ایک اور ولی پاخومیوس (St. Pachomius) نمودار ہوا جس نے دس بڑی خانقاہیں راھبین اور راہبات کیلئے بنائیں ۔اس کے بعد یہ سلسلہ شام و فلسطین اور افریقہ و یوزپ کے مختلف ملکوں میں پھیلتا چلا گیا۔کلیسائی نظام کو اول اول اس رہبانیت کے معاملہ میں سخت الجھن سے سابقہ پیش آیا، کیونکہ وہ ترک دنیا اور تجرد اور غریبی و مفلسی کو روحانی زندگی کا آئیڈیل تو سمجھتا تھا، مگر راہبوں کی طرح شادی بیاہ اور اولاد پیدا کرنے اور ملکیت رکھنے کو گناہ بھی نہ ٹھہرا سکتا تھا۔بالآخر سینٹ اتھاناسیُوس متوفّٰی 373 عیسوی ،سینٹ باسل متوفّٰی 379 عیسوی،سینٹ آگسٹائن متوفّٰی 420 عیسوی اور گریو گری اعظم متوفّٰی 609 عیسوی جیسے لوگوں کے اثر سے رہبانیت کے بہت سے قواعد چرچ کے نظام میں باقاعدہ داخل ہو گئے ۔

Marfat.com

رہبانیات

01:خودآزاری Self punishment

سخت ریاضتوں اور نت نئے طریقوں سے اپنے جسم کو اذیتیں دینا۔ اس معاملے میں ہر راہب دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتا تھا۔ عیسائی اولیاء کے تذکروں میں ان لوگوں کے جو کمالات بیان کیے گئے ہیں وہ کچھ اس قسم کے ہیں۔

☆اسکندریہ کا سینٹ مکارِیُوس ہروقت اپنے جسم پر اسی پونڈ کا بوجھ اٹھائے رکھتا تھا۔ چھ مہینے تک وہ ایک دلدل میں سوتا رہا اور زہریلی مکھیاں اس کے جسم کو کاٹتی رہیں۔

☆اس کے مرید سینٹ یُوسِیبِیُوس نے اپنے پیر سے بھی بڑھ کر ریاضت کی کہ وہ 150 پونڈ کا بوجھ اٹھائے پھرتا تھا اور تین سال تک ایک خشک کنوئیں میں پڑا رہا۔

☆ سینٹ سابیوس صرف وہ مکئی کھاتا تھا جو مہینہ بھر پانی میں بھیگ کر بدبودار ہو جاتی تھی۔

☆ سینٹ بَیساریُون چالیس دن تک خاردار جھاڑیوں میں پڑا رہا اور چالیس سال تک اس نے زمین کو پیٹھ نہیں لگائی۔

☆ سینٹ پاخومیوس نے پندِرہ سال اور ایک روایت کے مطابق پچاس سال زمین کو پیٹھ لگائے بغیر گزار دیئے۔

☆ایک ولی سینٹ جان تین سال تک عبادت میں کھڑا رہا اس پوری مدت میں وہ نہ کبھی بیٹھا نہ لیٹا ، آرام کیلئے بس ایک چٹان کا سہارا لے لیتا تھا اور اس کی غذا صرف وہ تبرک تھا جو ہر اتوار کو اس کیلئے لایا جاتا تھا۔

☆سینٹ سِمیُون اسٹائلائز (St. Simeon stylites) 390 - 449 عیسوی جو عیسائیوں کے اولیائے کبار میں شمار ہوتا ہے ہر ایسٹر سے پہلے پورے چالیس دن فاقہ کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ پورے ایک سال تک ایک ٹانگ پر کھڑا رہا۔ بسا اوقات وہ اپنی خانقاہ سے نکل کر ایک کنوئیں میں جا رہتا تھا آخر کار اس نے شمالی شام کے قلعہ سیمان کے قریب ساٹھ فیٹ بلند ایک ستون بنوایا جس کا بالائی حصہ صرف تین فیٹ کے گھیر میں تھا اور اوپر کٹہرا بنا دیا گیا تھا۔ اس ستون پر اس نے پورے تیس سال گزار دیئے ، دھوپ، بارش، سردی سب اس پر گزرتی رہتی تھیں اور

Marfat.com

وہ کبھی ستون سے نہ اترتا تھا۔

اس کے مرید سیڑھی لگا کراس کو کھانا پہنچاتے اوراس کی گندگی صاف کرتے تھے۔ پھراس نے ایک رسی لے کر اپنے آپ کواس ستون سے باندھ لیا یہاں تک کہ رسی اس کے گوشت میں پیوست ہوگئی۔ گوشت سڑ گیا اوراس میں کیڑے پڑ گئے۔ جب کوئی کیڑا اس کے پھوڑوں سے گر جاتا تو وہ اسے اٹھا کر پھر پھوڑے ہی میں رکھ لیتا اور کہتا ''کھا جو کچھ خدا نے تجھے دیا ہے'' مسیح عوام دور دور سے اس کی زیارت کیلئے آتے تھے۔ جب وہ مرا تو مسیح عوام کا فیصلہ تھا کہ وہ عیسائی ولی کی بہترین مثال تھا۔

☆ اس دور کے عیسائی اولیاء کی جو خوبیاں بیان کی گئی ہیں وہ ایسی ہی مثالوں سے بھری پڑی ہیں۔

☆ کسی ولی کی تعریف یہ تھی کہ تیس سال تک وہ بالکل خاموش رہا اور کبھی اسے بولتے نہ دیکھا گیا۔

☆ کسی نے اپنے آپ کو ایک چٹان سے باندھ رکھا تھا۔

☆ کوئی جنگلوں میں مارا مارا پھرتا تھا اور گھاس پھونس کھا کر گزارا کرتا تھا۔

☆ کوئی بھاری بوجھ ہر وقت اٹھائے پھرتا۔

☆ کوئی طوق وسلاسل سے اپنے اعضا جکڑے رکھتا۔ کچھ حضرات جانوروں کے بھٹوں یا خشک کنوؤں یا پرانی قبروں میں رہتے تھے۔

☆ اور کچھ دوسرے بزرگ ہر وقت ننگے رہتے اور اپنا ستر اپنے لمبے لمبے بالوں سے چھپاتے اور زمین پر رینگ کر چلتے تھے۔

ایسے ہی ولیوں کی کرامات کے چرچے ہر طرف پھیلے ہوئے تھے اور ان کے مرنے کے بعد ان کی ہڈیاں خانقاہوں میں محفوظ رکھی جاتی تھیں

02: غلاظت پسندی

ان کی دوسری خصوصیت یہ تھی کہ وہ ہر وقت گندے رہتے تھے اور صفائی سے سخت پرہیز کرتے تھے۔ نہانا یا جسم کو پانی لگانا ان کے نزدیک خداپرستی کے خلاف تھا جسم کی صفائی کو وہ روح کی نجاست سمجھتے تھے۔

سینٹ اتھاناسیوس بڑی عقیدت کے ساتھ سینٹ اینتھنی کی یہ خوبی بیان کرتا ہے کہ اس نے مرتے دم تک کبھی اپنے پاؤں نہیں دھوئے۔ سینٹ ابراہام جب سے داخل مسیحیت ہوا، پورے پچاس سال اس نے نہ منہ دھویا نہ پاؤں۔

Marfat.com

ایک مشہور راہبہ کنواری سِـلـویـا نے عمر بھر اپنی انگلیوں کے سوا جسم کے کسی حصے کو پانی نہیں لگنے دیا۔ ایک کنوینٹ (Convent) کی ایک سوتیس راہبات کی تعریف میں لکھا ہے کہ انہوں نے کبھی اپنے پاؤں نہیں دھوئے اور غسل کا نام سن کر ہی ان کے بدن پر لرزہ چڑھ جاتا تھا۔

03: عورت سے نفرت

اس رہبانیت نے ازدواجی زندگی کو عملاً بالکل حرام کر دیا اور نکاح کے رشتے کو کاٹ پھینکنے میں سخت بیدردی سے کام لیا۔ چوتھی اور پانچویں صدی کی تمام مذہبی تحریریں اس خیال سے بھری ہوئی ہیں کہ تجرد سب سے بڑی اخلاقی قدر ہے، اور عفت کے معنی یہ ہیں کہ آدمی جنسی تعلق سے قطعی احتراز کرے خواہ وہ میاں اور بیوی کا تعلق ہی کیوں نہ ہو۔ پاکیزہ روحانی زندگی کا کمال یہ سمجھا جاتا تھا کہ آدمی اپنے نفس کو بالکل مار دے اور اس میں جسمانی لذت کی کوئی خواہش تک باقی نہ چھوڑے۔

ان لوگوں کے نزدیک خواہش کو مار دینا اس لیے ضروری تھا کہ اس سے حیوانیت کو تقویت پہنچتی ہے ۔ان کے نزدیک لذت اور گناہ ہم معنی تھے، حتیٰ کہ مسرت بھی ان کی نگاہ میں خدا فراموشی کے مترادف تھی۔

سینٹ باسل ہنسنے اور مسکرانے تک کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ انہی تصورات کی بنا پر عورت اور مرد کے درمیان شادی کا تعلق ان کے ہاں قطعی نجس قرار پا گیا تھا۔

ایک راہب کیلئے ضروری تھا کہ وہ شادی کرنا تو درکنار عورت کی شکل تک نہ دیکھے۔ اور اگر شادی شدہ ہو تو بیوی کو چھوڑ کر نکل جائے۔ مردوں کی طرح عورتوں کے دل میں بھی یہ بات بٹھائی گئی تھی کہ وہ اگر آسمانی بادشاہت میں داخل ہونا چاہتی ہیں تو ہمیشہ کنواری رہیں اور شادی شدہ ہوں تو اپنے شوہروں سے الگ ہو جائیں۔

سینٹ جیروم جیسا ممتاز مسیح عالم کہتا ہے کہ جو عورت مسیح کی خاطر راہبہ بن کر ساری عمر کنواری رہے وہ مسیح کی دلہن ہے اور اس عورت کی ماں کو خدا، یعنی مسیح کی ساس (Mother in law of God) ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ایک اور مقام پر سینٹ جیروم کہتا ہے کہ ''عفت کی کلہاڑی سے ازدواجی تعلق کی لکڑی کو کاٹ پھینکنا سالک کا اولین کام ہے''

ان تعلیمات کی وجہ سے مذہبی جذبہ طاری ہونے کے بعد ایک مسیح مرد یا ایک مسیح عورت پر اس کا پہلا اثر یہ ہوتا تھا کہ اس کی خوشگوار ازدواجی زندگی ہمیشہ کیلئے ختم ہو جاتی تھی۔ اور چونکہ مسیحیت میں طلاق و تفریق کا راستہ بند تھا اس لیے نکاح کے رشتے میں رہتے ہوئے میاں اور بیوی ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے تھے۔

Marfat.com

سینٹ نائلس (St Nilus) دو بچوں کا باپ تھا جب اس پر رہبانیت کا دورہ پڑا تو اس کی بیوی روتی رہ گئی اور وہ اس سے الگ ہوگیا۔ سینٹ امون (Ammon) نے شادی کی پہلی رات ہی اپنی دلہن کو ازدواجی تعلق کی نجاست پر وعظ سنایا اور دونوں نے بالاتفاق طے کرلیا کہ وہ جیتے جی ایک دوسرے سے الگ رہیں گے۔ سینٹ ابراہام پہلی رات ہی اپنی بیوی کو چھوڑ کر فرار ہوگیا۔ یہی حرکت سینٹ ایلیکسس نے کی۔ اور اس طرح کے واقعات سے عیسائی تذکرے بھرے پڑے ہیں۔

کلیسا کا نظام تین صدیوں تک اپنے حدود میں ان انتہا پسندانہ تصورات کی کسی نہ کسی طرح مزاحمت کرتا رہا۔ اس زمانے میں ایک پادری کیلئے مجرد ہونا لازم نہ تھا۔ اگر اس نے پادری کے منصب پر فائز ہونے سے پہلے شادی کر رکھی ہوتو وہ بیوی کے ساتھ رہ سکتا تھا البتہ تقرر کے بعد شادی کرنا اس کیلئے ممنوع تھا۔ نیز کسی ایسے شخص کو پادری مقرر نہیں کیا جاسکتا تھا جس نے کسی بیوہ یا مطلقہ سے شادی کی ہو، یا جس کی دو بیویاں ہوں یا جس کے گھر میں لونڈی ہو۔ رفتہ رفتہ چوتھی صدی میں یہ خیال پوری طرح زور پکڑ گیا کہ جو شخص کلیسا میں مذہبی خدمات انجام دیتا ہو اس کیلئے شادی شدہ ہونا بڑی گھناؤنی بات ہے۔

362 عیسوی کی گنگرا کونسل (Ccouncil of Gengra) آخری کونسل تھی جس میں اس طرح کے خیالات کو خلاف مذہب ٹھہرایا گیا مگر اس کے تھوڑی ہی مدت بعد 386 عیسوی کیرومن سیناڈ (Synod) نے تمام پادریوں کو مشورہ دیا کہ وہ ازدواجی تعلقات سے کنارہ کش رہیں اور دوسرے سال پوپ سائریکیس (Siricius) نے حکم دیا کہ جو پادری شادی کرے یا شادی شدہ ہونے کی صورت میں اپنے بیوی سے تعلق رکھے اسے منصب سے معزول کردیا جائے۔

سینٹ جیروم، سینٹ ایمبروز اور سینٹ آگسٹائن جیسے اکابر علماء نے بڑے زور شور سے اس فیصلے کی حمایت کی اور تھوڑی سی مزاحمت کے بعد مغربی کلیسا میں یہ پوری شدت سے نافذ ہوگیا۔

اس دور میں متعدد کونسلیں ان شکایات پر غور کرنے کیلئے منعقد ہوئیں کہ جو لوگ پہلے سے شادی شدہ تھے وہ مذہبی خدمات پر مقرر ہونے کے بعد بھی اپنی بیویوں کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھتے ہیں۔ آخر کار ان کی اصلاح کیلئے یہ قواعد بنائے گئے کہ وہ کھلے مقامات پر سوئیں، اپنی بیویوں سے کبھی علیحدگی میں نہ ملیں اور ان کی ملاقات کے وقت کم از کم دو آدمی موجود ہوں۔

Marfat.com

سینٹ گریگوری ایک پادری کی تعریف میں لکھتا ہے کہ چالیس سال تک وہ اپنی بیوی سے الگ رہا حتیٰ کہ مرتے وقت جب اس کی بیوی اس کے قریب گئی تو اس نے کہا اے عورت دور ہٹ جا!

04: قطع رحمی

سب سے زیادہ دردناک باب اس رہبانیت کا یہ ہے کہ اس نے ماں باپ، بھائی بہنوں اور اولاد تک سے آدمی کا رشتہ کاٹ دیا۔ مسیحی ولیوں کی نگاہ میں بیٹے کیلئے ماں باپ کی محبت، بھائی کیلئے بھائی بہنوں کی محبت اور باپ کیلئے اولاد کی محبت بھی ایک گناہ تھی۔ ان کے نزدیک روحانی ترقی کیلئے یہ ناگزیر تھا کہ آدمی ان سارے تعلقات کو توڑ دے۔ مسیحی اولیاء کے تذکروں میں اس کے ایسے ایسے دلدوز واقعات ملتے ہیں جنہیں پڑھ کر انسان کیلئے ضبط کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

☆ ایک راہب ایواگریس (Evagrius) سالہا سال سے صحرا میں ریاضتیں کر رہا تھا۔ ایک روز یکایک اس کے پاس اس کی ماں اور اس کے باپ کے خطوط پہنچے جو برسوں سے اس کی جدائی میں تڑپ رہے تھے۔ اسے اندیشہ ہوا کہ کہیں ان خطوط کو پڑھ کر اس کے دل میں انسانی محبت کے جذبات نہ جاگ اٹھیں اس نے ان کو کھولے بغیر فوراً آگ میں جھونک دیا۔

☆ سینٹ تھیوڈورس کی ماں اور بہن بہت سے پادریوں کے سفارشی خطوط لے کر اس خانقاہ میں پہنچیں جس میں وہ مقیم تھا اور خواہش کی کہ وہ صرف ایک نظر بیٹے اور بھائی کو دیکھ لیں۔ مگر اس نے ان کے سامنے آنے تک سے انکار کر دیا۔

☆ سینٹ مارکس (St. Marcus) کی ماں اس سے ملنے کیلئے اس کی خانقاہ میں گئی اور خانقاہ کے شیخ (Abbot) کی خوشامدیں کر کے اس کو راضی کیا کہ وہ بیٹے کو ماں کے سامنے آنے کا حکم دے مگر بیٹا کسی طرح ماں سے نہیں ملنا چاہتا تھا۔ آخر کار اس نے شیخ کے حکم کی تعمیل اس طرح کی کہ بھیس بدل کر ماں کے سامنے گیا اور آنکھیں بند کر لیں اس طرح نہ ماں نے بیٹے کو پہچانا نہ بیٹے نے ماں کی شکل دیکھی۔

☆ ایک اور ولی سینٹ پوئمن (St. Poemen) اور اس کے چھ بھائی مصر کی ایک صحرائی خانقاہ میں رہتے تھے۔ برسوں بعد ان کی بوڑھی ماں کو ان کا پتہ معلوم ہوا اور وہ ان سے ملنے کیلئے وہاں پہنچی۔ بیٹے ماں کو دور سے دیکھتے ہی بھاگ کر اپنے حجرے میں چلے گئے اور دروازہ بند کر لیا۔ ماں باہر بیٹھ کر رونے لگی اور اس نے چیخ چیخ کر کہا میں اس بڑھاپے میں اتنی دور چل کر صرف تمہیں دیکھنے آئی ہوں، تمہارا کیا نقصان ہوگا اگر میں تمہاری شکلیں دیکھ لوں، کیا میں تمہاری ماں نہیں ہوں؟ مگر ان ولیوں نے دروازہ نہ کھولا اور ماں سے کہہ دیا کہ ہم تجھ سے خدا کے ہاں ملیں گے۔

Marfat.com

☆اس سے بھی زیادہ دردناک قصہ سینٹ سیمیون اسٹائلائز (St. Simeon Stylites) کا ہے جو ماں باپ کو چھوڑ کر ستائیس سال غائب رہا۔ باپ اس کے غم میں مر گیا ماں زندہ تھی۔ بیٹے کی ولایت کے چرچے دور ونزدیک پھیل گئے تو اس کو پتہ چلا کہ وہ کہاں ہے بیچاری اس سے ملنے کیلئے اس کی خانقاہ پر پہنچی مگر وہاں کسی عورت کو داخلے کی اجازت نہ تھی۔ اس نے لاکھ منت سماجت کی کہ بیٹا یا تو اسے اندر بلا لے یا باہر نکل کر اسے اپنی صورت دکھا دے مگر اس ولی نے صاف انکار کر دیا۔ تین رات اور تین دن وہ خانقاہ کے دروازے پر پڑی رہی اور آخر کار وہیں لیٹ کر اس نے جان دے دی تب ولی صاحب نکل کر آئے ماں کی لاش پر آنسو بہائے اور اس کی مغفرت کیلئے دعا کی۔

☆ایسی ہی بے دردی ان ولیوں نے بہنوں کے ساتھ اور اپنی اولاد کے ساتھ برتی۔ ایک شخص میوٹیس (Mutius) کا قصہ لکھا ہے کہ وہ خوشحال آدمی تھا۔ یکا یک اس پر مذہبی جذبہ طاری ہوا اور وہ آٹھ سال کے اکلوتے بیٹے کو لے کر ایک خانقاہ میں جا پہنچا۔ وہاں اس کی روحانی ترقی کیلئے ضروری تھا کہ وہ بیٹے کی محبت دل سے نکال دے اس لیے پہلے تو بیٹے کو اس سے جدا کر دیا گیا پھر اس کی آنکھوں کے سامنے ایک مدت تک طرح طرح کی سختیاں اس معصوم بچے پر کی جاتی رہیں اور وہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ پھر خانقاہ کے شیخ نے اسے حکم دیا کہ اسے لے جا کر اپنے ہاتھ سے دریا میں پھینک دے۔ جب وہ اس حکم کی تعمیل کیلئے بھی تیار ہو گیا تو عین اس وقت راہبوں نے بچے کی جان بچائی جب وہ اسے دریا میں پھینکنے لگا تھا اس کے بعد تسلیم کر لیا گیا کہ وہ واقعی مرتبۂ ولایت کو پہنچ گیا ہے۔

☆مسیحی رہبانیت کا نقطۂ نظر ان معاملات میں یہ تھا کہ جو شخص خدا کی محبت چاہتا ہو اسے انسانی محبت کی وہ ساری زنجیریں کاٹ دینی چاہییں جو دنیا میں اس کو اپنے والدین، بھائی بہنوں اور بال بچوں کیساتھ باندھتی ہیں۔ سینٹ جیروم کہتا ہے کہ "اگرچہ تیرا بھتیجا تیرے گلے میں بانہیں ڈال کر تجھ سے لپٹے، اگرچہ تیری ماں اپنے دودھ کا واسطہ دے کر تجھے روکے، اگرچہ تیرا باپ تجھے روکنے کیلئے تیرے آگے لیٹ جائے، پھر بھی تو سب کو چھوڑ کر اور باپ کے جسم کو روند کر ایک آنسو بہائے بغیر صلیب کے جھنڈے کی طرف دوڑ جا کیونکہ اس معاملے میں بے رحمی ہی تقویٰ ہے۔

☆سینٹ گریگوری لکھتا ہے کہ "ایک نوجوان راہب ماں باپ کی محبت دل سے نہ نکال سکا اور ایک رات چپکے سے بھاگ کر ان سے مل آیا تو خدا نے اس قصور کی سزا یہ دی کہ خانقاہ واپس پہنچتے ہی وہ مر گیا۔ اس کی لاش زمین میں دفن کی گئی تو زمین نے اسے قبول نہ کیا بار بار قبر میں ڈالا جاتا اور زمین اسے نکال کر پھینک دیتی آخر کار سینٹ بینیڈکٹ نے اس کے سینے پر تبرک رکھا تب قبر نے اس قبول کیا۔"

☆ایک راہبہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ مرنے کے بعد تین دن عذاب میں اس لیے مبتلا رہی کہ وہ اپنی

Marfat.com

ماں کی محبت دل سے نہ نکال سکی تھی۔ایک ولی کی تعریف میں لکھا ہے کہ اس نے کبھی اپنے رشتہ داروں کے سوا کسی کے ساتھ بے دردی نہیں برتی۔

05: مذہب گردی

اپنے قریب ترین رشتہ داروں کے ساتھ بے رحمی، سنگدلی اور قساوت برتنے کی جو مشق یہ لوگ کرتے تھے اس کی وجہ سے ان کے انسانی جذبات مرجاتے تھے اور اسی کا نتیجہ تھا کہ جن لوگوں کے ساتھ انہیں مذہبی اختلاف ہوتا تھا ان کے مقابلے میں یہ ظلم وستم کی انتہا کر دیتے تھے۔چوتھی صدی تک پہنچتے پہنچتے مسیحیت میں ۸۰۔۹۰ فرقے پیدا ہو چکے تھے۔سینٹ آگسٹائن نے اپنے زمانے میں اٹھاسی فرقے گنوائے ہیں۔

یہ فرقے ایک دوسرے کے خلاف سخت نفرت رکھتے تھے۔اس نفرت کی آگ کو بھڑکانے والے بھی راہب ہی تھے اور اس آگ میں مخالف گروہوں کو جلا کر خاک کر دینے کی کوششوں میں بھی راہب ہی پیش پیش ہوتے تھے۔ اسکندریہ اس فرقہ وارانہ کشمکش کا ایک بڑا اکھاڑا تھا۔وہاں پہلے ایرین (Arian) کے بشپ نے اتھاناسیوس کی پارٹی پر حملہ کیا اس کی خانقاہوں سے کنواری راہبات پکڑ کر نکالی گئیں اور ان کو ننگا کر کے خاردار شاخوں سے پیٹا گیا اور ان کے جسم پر داغ لگائے گئے تا کہ وہ اپنے عقیدے سے توبہ کریں۔

☆ جب مصر میں کیتھولک گروہ کو غلبہ حاصل ہوا تو اس نے ایرین فرقے کے خلاف یہی سب کچھ کیا حتیٰ کہ غالب خیال یہ ہے کہ خود ایریس (Arius) کو بھی زہر دیکر مار دیا گیا۔اسی اسکندریہ میں ایک مرتبہ سینٹ سائرل (St. Syril) کے مرید راہبوں نے ہنگامۂ عظیم برپا کیا یہاں تک کہ مخالف فرقے کی ایک راہبہ کو پکڑ کر اپنے کلیسا میں لے گئے، اسے قتل کیا اور اس کی لاش کی بوٹی بوٹی نوچ ڈالی اور پھر اسے آگ میں جھونک دیا۔

☆ روم کا حال بھی اس سے کچھ مختلف نہ تھا 366 عیسوی میں پوپ لیبریَس (Liberius) کی وفات پر دو گروہوں نے پاپائی کیلئے اپنے اپنے امیدوار کھڑے کیے دونوں کے درمیان سخت خون ریزی ہوئی حتیٰ کہ ایک دن میں صرف ایک چرچ سے 137 لاشیں نکالی گئیں۔

06: زر پرستی

اس ترک وتجرید اور فقر ودرویشی کے ساتھ دولت دنیا سمیٹنے میں بھی کمی نہیں کی گئی۔پانچویں صدی کے آغاز ہی

Marfat.com

میں حالت یہ ہو چکی تھی کہ روم کا بشپ بادشاہوں کی طرح اپنے محل میں رہتا تھا اور اس کی سواری جب شہر میں نکلتی تھی تو اس کے ٹھاٹھ باٹھ قیصر کی سواری سے کم نہ ہوتے تھے۔

سینٹ جیروم اپنے زمانے یعنی چوتھی صدی کے آخری دور میں شکایت کرتا ہے کہ بہت سے بشپوں کی دعوتیں اپنی شان میں گورنروں کی دعوتوں کو شرماتی ہیں۔ خانقاہوں اور کنیسوں کی طرف دولت کا یہ بہاؤ ساتویں صدی یعنی نزول قرآن کے زمانے تک پہنچتے پہنچتے سیلاب کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ کیونکہ یہ بات عوام کے ذہن نشین کرا دی گئی تھی کہ جس کسی سے کوئی گناہ عظیم سرزد ہو جائے اس کی بخشش کسی نہ کسی ولی کی درگاہ پر نذرانہ چڑھانے یا کسی خانقاہ یا چرچ کو بھینٹ دینے ہی سے ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد وہی دنیا راہبوں کے قدموں میں آ رہی جس سے فرار ان کا طرۂ امتیاز تھا

خاص طور پر جو چیز اس تنزل کا موجب ہوئی وہ یہ تھی کہ راہبوں کی غیر معمولی ریاضتیں اور ان کی نفس کشی کے کمالات دیکھ کر جب عوام میں ان کیلئے بے پناہ عقیدت پیدا ہو گئی تو بہت سے دنیا پرست لوگ لباسِ درویشی پہن کر راہبوں کے گروہ میں داخل ہو گئے اور انہوں نے ترک دنیا کے بھیس میں جلبِ دنیا کا کاروبار ایسا چمکایا کہ بڑے بڑے طالبین دنیا ان سے مات کھا گئے۔

07: فطرت سے بغاوت

عفت کے معاملہ میں بھی فطرت سے لڑ کر رہبانیت نے بارہا شکست کھائی اور جب شکست کھائی تو بری طرح کھائی۔ خانقاہوں میں نفس کشی کی کچھ مشقتیں ایسی بھی تھیں جن میں راہب اور راہبات مل کر ایک ہی جگہ رہتے تھے اور بسا اوقات ذرا زیادہ مشق کرنے کیلئے ایک ہی بستر پر رات گزارتے تھے۔

مشہور راہب سینٹ ایواگریس (St. Evagrius) بڑی تعریف کے ساتھ فلسطین کے ان راہبوں کے ضبط نفس کا ذکر کرتا ہے 'جو اپنے جذبات پر اتنا قابو پا گئے تھے کہ عورتوں کے ساتھ یک جا غسل کرتے تھے اور ان کی دید سے، ان کے لمس سے حتیٰ کہ ان کے ساتھ ہم آغوشی سے بھی ان کے اوپر فطرت غلبہ نہ پاتی تھی۔ غسل اگرچہ رہبانیت میں سخت ناپسندیدہ تھا مگر نفس کشی کی مشق کیلئے اس طرح کے غسل بھی کرائے جاتے تھے۔ آخر کا اسی فلسطین کے متعلق نیسا (Nyssa) کا سینٹ گریگوری متوفی 396ء لکھتا ہے کہ وہ بدکاری کا اڈہ بن گیا ہے۔ انسانی فطرت کبھی ان لوگوں سے انتقام لیے بغیر نہیں رہتی جو اس سے جنگ کریں لہٰذا رہبانیت اس سے لڑ کر بالآخر بداخلاقی کے جس گڑھے میں جا گری اس کی داستان آٹھویں صدی سے گیارہویں صدی عیسوی تک کی مذہبی تاریخ کا بدنما ترین داغ ہے۔

Marfat.com

دسویں صدی عیسوی کا ایک اطالوی بشپ لکھتا ہے کہ اگر چرچ میں مذہبی خدمات انجام دینے والوں کے خلاف بدچلنی کی سزائیں نافذ کرنے کا قانون عملاً جاری کر دیا جائے تو لڑکوں کے سوا کوئی سزا سے نہ بچ سکے گا۔ اور اگر حرامی بچوں کو بھی مذہبی خدمات سے الگ کر دینے کا قاعدہ نافذ کیا جائے تو شائد کے خادموں میں کوئی لڑکا تک باقی نہ رہے۔

قرون متوسطہ کے مصنفین کی کتابیں ان شکایتوں سے بھری ہوئی ہیں کہ راہبات کی خانقاہیں بداخلاقی کے چکلے بن گئی ہیں، ان کی چار دیواریوں میں نوزائدہ بچوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ پادریوں اور چرچ کے مذہبی کارکنوں میں محرمات تک سے ناجائز تعلقات اور خانقاہوں میں خلاف وضع فطری جرائم تک پھیل گئے ہیں اور کلیساؤں میں اعتراف گناہ (Confession) کی رسم بدکاری کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے۔

تفہیم القرآن : تالیف :الاستاذ سید أبو الأعلیٰ مودودی رحمہ اللہ تعالی : سورۃ الحدید حاشیہ نمبر ۵۴ ناشر ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔

رہبانیت کے نتائج

جنسی استحصال: قریباً 400 پادری منصب سے محروم۔ بی بی سی اردو کی رپورٹ۔

http //www.bbc.co.uk/urdu/world/2014/01/140117_vetican_defrocked_priests_zs.shtml

آخری وقت اشاعت :ہفتہ 18 جنوری, 2014 00:52 GMT 05:52 PST

چار سو پادریوں کے معاملات چرچ ٹریبونل کو بھی بھیجے گئے یا انتظامی کارروائی کی گئی۔

ویٹیکن کے حکام کی جانب سے فراہم کیے گئے اعداد و شمار کے مطابق بچوں کے جنسی استحصال کے معاملے میں مذہبی منصب سے محروم کیے جانے والے پادریوں کی تعداد میں اضافہ دیکھا گیا ہے۔ یہ اعداد و شمار سنہ 2011 سے 2012 کے دوران کے ہیں اور ویٹیکن نے اقوامِ متحدہ کی کمیٹی برائے حقوقِ اطفال کو بتایا ہے کہ اس وقت کے پوپ بینیڈکٹ نے 400 کے قریب پادریوں کو ان کے منصب سے الگ کیا۔ بچوں کے جنسی استحصال سمیت دیگر معاملات پر ویٹیکن کے حکام رواں ہفتے کے آغاز میں اقوامِ متحدہ کی کمیٹی برائے حقوقِ اطفال کے سامنے پیش ہوئے تھے اور انہیں دستاویزات دی تھیں۔

اب تک ویٹیکن کی جانب سے صرف جنسی استحصال کے معاملات کی تعداد کے بارے میں ہی اعداد و شمار سامنے آئے تھے۔ خبر رساں ادارے ایسوسی ایٹڈ پریس کو حاصل ہونے والی ایک دستاویز کے مطابق گذشتہ برسوں کے مقابلے میں 2011 سے 2012 کے دوران برخاست ہونے والے پادریوں کی تعداد کہیں زیادہ رہی۔ ویٹیکن

Marfat.com

کے ترجمان فیدریکو لومبارڈی نے ابتدائی طور پر تو امریکی خبر رساں ادارے کی رپورٹ کو غلط اعداد و شمار پر مبنی قرار دیا تاہم بعدازاں انہوں نے یہ بیان واپس لے لیا اور بی بی سی سے بات کرتے ہوئے تصدیق کی یہ خبر درست ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق 2011 سے 2012 کے دوران مذہبی منصب سے ہٹائے جانے والے پادریوں کی تعداد 2008 سے 2009 کے عرصے کے مقابلے میں دگنی سے بھی زیادہ رہی۔ ویٹیکن نے پہلے بتایا تھا کہ 2008 سے 2009 کے درمیان 171 پادریوں کو ہٹایا گیا تھا۔ پوپ فرانسس نے کہا تھا کہ جنسی استحصال کے معاملے سے نمٹنا کلیسا کی ساکھ کے لیے کلیدی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ چار سو پادریوں کی برخاستگی کے علاوہ مزید چار سو کے معاملات چرچ ٹریبونل کو بھیجے گئے یا ان معاملات میں انتظامی کارروائی کی گئی۔ رومن کیتھولک چرچ پر بچوں سے جنسی استحصال کو چھپانے، اس کے مرتکب پادریوں کو دیگر گرجا گھروں میں تعینات کرنے اور ان کے بارے میں قانون کو مطلع نہ کرنے کے الزامات لگتے رہے ہیں۔ جمعرات کو اقوامِ متحدہ میں پہلی بار پادریوں، راہبوں اور بھکشوؤں کے ہاتھوں بچوں کے استحصال کے معاملے میں ویٹیکن کی سرِ عام مخالفت کی گئی ہے۔ بریفنگ کے دوران چرچ سے پوچھا گیا کہ وہ کیوں اس معاملے کو بچوں کے خلاف جرم کے بجائے مسلسل محض اخلاقیات پر حملہ قرار دے رہا ہے۔ ایسا پہلی بار ہو رہا ہے کہ ویٹیکن کے سفارتی ادارے ہولی سی کو عوام کے سامنے بچوں سے جنسی زیادتیوں کے معاملے پر اپنا دفاع کرنا پڑ رہا ہے۔ یاد رہے کہ گذشتہ برس مارچ میں اپنے انتخاب کے بعد پوپ فرانسس نے کہا تھا کہ جنسی استحصال کے معاملے سے نمٹنا کلیسا کی ساکھ کے لیے کلیدی ہے۔ پوپ فرانسس نے گذشتہ ماہ یہ اعلان بھی کیا تھا کہ ویٹیکن کی ایک کمیٹی بنائی جائے گی جو چرچ میں بچوں کے جنسی استحصال کے واقعات کی روک تھام کرے گی اور اس کا شکار ہونے والوں کی مدد کرے گی۔

میرے خیال میں چرچ کی طرف سے اس طرح کی تادیبی کارروائی ایک عمدہ مثال ہے۔

Marfat.com

شیطانیات

تعارف

معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا انسان بھی تھوڑے سے غور وفکر کے بعد اس نتیجے پہ پہنچ جاتا ہے کہ ہر کام کیلئے اس کے درجہ کے موافق رکاوٹ ہوتی ہے۔ معمولی کام کیلئے معمولی امر مانع اور بڑے کام کیلئے بڑا۔ چونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی زندگی اور ان کا رہن سہن جسے ہم شریعت کہتے ہیں ایک عظیم الشان امر ہے لہٰذا ضروری ہے کہ قاعدہ کے مطابق اس پر عمل کرنے کی راہ میں رکاوٹیں بھی زبردست ہوں تاکہ انسان کا امتحان ہو جائے کہ یہ سالک سچا ہے کہ نہیں۔ چنانچہ اس راہ میں ایک تو نفسانی خواہشات ہیں اور دوسرے شیطانیات۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط قَالَ ءَ اَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِیْنًا ○ قَالَ اَرَءَیْتَکَ هٰذَا الَّذِیْ کَرَّمْتَ عَلَیَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَاَحْتَنِکَنَّ ذُرِّیَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِیْلًا ○ ۱۷: بنی اسرائیل ۶۱-۶۲

ترجمہ

اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب سجدے میں گر پڑے اس نے کہا کیا میں اس آدم کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اس نے کہا مجھے بتا کہ یہ آدم جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے (اس کی وجہ کیا ہے) اگر تو نے مجھے مہلت دی روز قیامت تک تو میں جڑ سے اکھیڑ پھینکوں گا اس کی اولاد کو سوائے چند افراد کے۔

لہٰذا ایک مومن کیلئے نہایت ضروری ہے کہ وہ شیطانی ہتھکنڈوں اور اس کے مکر وفریب سے واقف ہوتا کہ اللہ کریم کی اس ہدایت پر غور وفکر کرے۔

وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ○ اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ○ ۰۲ : البقرة ۱۶۸ - ۱۶۹

ترجمہ

اور شیطان کے بتائے ہوئے راستوں پر نہ چلو کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ تمہیں بدی اور فحش کا حکم دیتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ تم اللہ کے نام پر وہ باتیں کہو جن کے متعلق تمہیں خود علم نہیں کہ وہ اللہ نے فرمائی ہیں۔

Marfat.com

إِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَ نَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝۳۳ : الاحزاب ۶۴ – ۶۸

ترجمہ

اللہ نے کافروں پہ لعنت کی ہے اوران کیلئے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کردی ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، کوئی حامی و مددگار نہ پاسکیں گے۔جس روز ان کے چہرے آگ پر الٹ پلٹ کیے جائیں گے اس وقت وہ کہیں گے کہ "کاش ہم نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی ہوتی" اور کہیں گے "اے رب ہمارے، ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی اور انہوں نے ہمیں راہ راست سے بے راہ کردیا۔اے رب! ان کو دوہرا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر"

شیطان اپنے کام سے کبھی غافل نہیں رہا اور ہر زمانے میں بدلتے حالات کے مطابق نئے ہتھکنڈوں سے گمراہ کرتا آیا ہے لیکن جس قدر زمانہ نبوت قریب رہا ہے اسی طرح شیطانیات میں کمی رہی ہے اور اب جس قدر ہم دور ہوتے چلے جارہے ہیں اسی قدر شیطانیات میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

شیطانیات کی ایک طویل فہرست اور تاریخ ہے اور اس موضوع پر علمائے سلف رحمہم اللہ تعالیٰ نے بہت کام کیا ہے لیکن دین کے طالبعلموں کیلئے حضرت امام جمال الدین ابو الفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی البغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نادر تالیف "تلبیس ابلیس" کا مطالعہ نہایت ضروری اور مفید ہے۔

والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات سے پہلے دو ماہ آپ کے ساتھ گزار کر جب میں برطانیہ واپس آرہا تھا تو مجھے دعائیں دیتے ہوئے دو کتابیں "تلبیس ابلیس" اور "جنید بغداد" تالیف ڈاکٹر علی حسن عبدالقادر صدر شعبۂ دینیات الازہر اردو ترجمہ علامہ محمد کاظم" دے کر انہیں پڑھنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا خاص کر اس دور کے علما کے لیے تلبیس ابلیس کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

رہبانیات کے عنوان کے تحت جو تفصیلات بیان ہوئی ہیں ان سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شیطان بالخصوص مذہب اور پارسائی کے نام پر جب کسی کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہوجاتا ہے تو اسے انسانیت کے منصب سے گھسیٹ کر جیتے جی اسفل السافلین میں پہنچا دیتا ہے۔اور رہبانیت شیطان کا ایسا ہتھیار ہے کہ اس دلدل میں دھنسنے والا بیک وقت نہ صرف بہت سی سعادتوں سے محروم ہوجاتا ہے بلکہ جو شیطان نے یہ کہا تھا کہ "قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِىْ كَرَّمْتَ

Marfat.com

عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَاَحْتَنِکَنَّ ذُرِّیَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلًا () ۱۷ : بنی اسرائیل ٦٢

ترجمہ

''شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ مجھے بتا کہ یہ آدم جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے (اس کی وجہ کیا ہے) اگر تو نے مجھے مہلت دی روز قیامت تک تو میں جڑ سے اکھیڑ پھینکوں گا اس کی اولاد کو سوائے چند افراد کے۔'' کے مصداق ایسے انسان کی جڑ کٹ جاتی ہے جس کی چند مثالیں اس طرح ہیں:

کسب حلال سے محرومی

رزق حلال کیلئے محنت کرنا حلال طریقے سے خرچ کرنا حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت میں سے ہے اور نہ صرف خود مقصود کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اجرت پر بکریاں چرائیں اور سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے قافلۂ تجارت کی قیادت فرمائی بلکہ ارشاد فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ .

السنن الکبریٰ للامام ابی بکر احمد الحسین بن علی البیهقی رحمه الله تعالی المتوفی ۴۵۸ ھ : باب کسب الرجل وعمله بیدیه : تحقیق محمد عبد القادر عطا الناشر دارالکتب العلمیة بیروت

تفرد به عباد بن کثیر الرملی وهو ضعیف، اخبرنا ابو عبد الله الحافظ قال قرات بخط ابی عمر المستملی سمعت ابا احمد الفراء یقول سمعت یحی بن یحی یُسْأَل عن حدیث عباد بن کثیر فی الکسب الحلال قال: قال رسول اللهِ ﷺ " طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ " قال ان قاله : یعنی رسول الله ﷺ

ترجمہ

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا رزق حلال کا حصول بنیادی فرائض کے بعد ایک بڑا اور اہم فریضہ ہے۔

واقول

اس حدیث شریف کے سلسلہ روایت میں ایک راوی عباد بن کثیر نہ صرف منفرد بلکہ ضعیف ہیں اس کے باوجود بعض امہات الکتب میں بیان ہوئی ہے اور علمائے سلف رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس پر عمل ہے۔ اسی طرح طبرانی اور حلیۃ الاولیاء میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے کہ'' طَلَبُ الْحَلَالِ جِهَادٌ'' رزق حلال کی جستجو ایک قسم کا جہاد ہے۔ اور ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ نے تاریخ دمشق میں حضرت انس

Marfat.com

بن مالک رضی اللہ کی ایک روایت ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمائی ہے: ''رزق حلال کی جستجو میں فوت ہو جانے والا مغفور ہے'' (بشرطیکہ شرک اور حقوق العباد میں ماخوذ نہ ہو) ۔

شرح مسند ابی حنیفة للامام الاعظم ابی حنیفة النعمان بن ثابت الکوفی رحمه الله تعالیٰ :باب کسب الحلال : مع شرحه للامام الهمام ناصر السنة وقامع البدعة الملا علی القاری الحنفی رحمه الله تعالیٰ : تقدیم وتصحیح الشیخ خلیل محی الدین المیس : الناشر دار الکتب العلمیة بیروت

عَنِ الْمِقْدَامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ .

صحیح البخاری للامام ابی عبد الله محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی رحمه الله تعالیٰ :کتاب البیوع . باب کسب الرجل وعَمَلِهِ بِيَدِهِ : الناشر دار السلام للنشر والتوزیع الریاض.

ترجمہ

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے ہاتھ کی کمائی کھانے سے بہتر کھانا کبھی کسی نے نہیں کھایا اور اللہ کے نبی حضرت داود علیہ السلام اپنے ہاتھ کی محنت کا کھاتے تھے۔

حضرت داود علیہ السلام کی مثال رسول اللہ ﷺ نے اس لیے دی کہ حضرات انبیا علیہم السلام میں حضرت داود علیہ السلام اس لحاظ سے ممتاز حیثیت کے مالک ہیں کہ آپ نہ صرف وقت کے صاحب کتاب نبی اور رسول ہیں بلکہ وقت کے سب سے زرخیز ملک کے صاحب تاج وتخت بادشاہ بھی۔ اس کے باوجود آپ نے اپنے ہاتھ کی محنت کے سوا کبھی نہیں کھایا اور یہی سنت ہے تمام نبیوں اور رسولوں کی کیونکہ اللہ تعالیٰ محنت سے رزق حلال کما کر کھانے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَأَنْ يَّحْطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ أَحَدًا فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ.

المصدر السابق

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص لکڑیاں کاٹ کر ان کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے تو وہ اس شخص سے بہتر ہے جو کسی کے سامنے سوال کرے خواہ اسے کوئی دے یا نہ دے۔

Marfat.com

سوال کرنا یا قدرت کے باوجود سوالی جیسا حلیہ بنانا کہ لوگ اسے سوالی اور معذور سمجھ کر کچھ نہ کچھ دینے پہ آمادہ ہوں ایک ہی بات ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

عَنْ عَلْقَمَةَ الضَّبْعِيِّ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ سَيِّءُ الْهَيْئَةِ فَقَالَ: "أَلَكَ مَالٌ؟" قَالَ نَعَمْ مِنْ كُلِّ أَنْوَاعِ الْمَالِ. قَالَ ﷺ "فَلْيُرَ عَلَيْكَ، فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يَرَى أَثَرَهُ عَلَى عَبْدِهِ حَسَنًا وَلَا يُحِبُّ الْبُؤْسَ وَلَا التَّبَؤُّسَ"

رواه الطبراني وترجم لزهير ورجاله ثقات ۔مجمع الزوائد ومنبع الفوائد تاليف الامام الحافظ نورالدين على بن ابى بكر بن سليمان الهيثمى المصرى ت ٨٠٧ رحمه الله تعالى : باب مايقول اذاستجدثوبًا :تحقيق محمد عبد القادر احمد عطاء الناشر دارالكتب العلمية بيروت .

ترجمہ

حضرت عَلْقَمَةُ الضَّبْعِي رضی اللہ عنہ کی راویت ہے کہ ایک صاحب انتہائی خستہ حالت بنائے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا۔کیا تمہارے پاس کچھ مال ومتاع بھی ہے؟ عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہ! تمام قسم کے اموال موجود ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر اس مال کو تیرے جسم پہ نظر آنا چاہیے، بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندے پہ اس نعمت کے اچھے اثرات دیکھنا پسند فرماتا ہے جو اس نے اسے عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ مسکینی حالت اور اس کے اظہار کو پسند نہیں فرماتا۔

واقول

ایک مرتبہ میں عمرہ کر کے تھکاوٹ کے باعث حرم شریف کے باہر باب الفتح کے سامنے بیٹھا تھا کہ ایک عرب خاتون آئی اور جلدی سے پانچ ریال میری جھولی میں ڈال کر چل پڑی میں نے اسے واپس کرنے کی کوشش کی مگر اس نے واپس نہیں لیے تو مجھے بہت شرمندگی ہوئی جس کے بعد میں نے ہوٹل میں جا کر کپڑے تبدیل کر لیے تا کہ دوبارہ ایسی نوبت نہ آئے۔

اسی طرح میں نے صفا ومروہ کے باہر بیٹھے انتہائی میلے کچیلے لباس میں ایک بزرگ کی جھولی میں پانچ ریال ڈالے تو اس نے اس حقارت سے واپس میری طرف پھینک دیئے گویا کہ میں نے کوئی گندی چیز اس کی جھولی میں ڈال دی ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَإِنَّ وَلَدَ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ.

أخرجه ابوداود فى البيوع والتجارات ، باب فى الرجل ياكل من مال ولده ، واخرجه الترمذى فى الأحكام باب ماجاء أن

Marfat.com

الـوالـد يـأخـذ من مال ولده ، وأخرجه النسائي في البيوع باب الحث على الكسب وأخرجه ابن ماجه في التجارات باب ماللرجل من مال ولده : تحفة الأشراف برقم ١٦٤٤٢ .

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی جو بھی کھاتا ہے اس میں پاکیزہ تر لقمہ وہ ہے جو اپنے ہاتھ کی محنت سے کمایا ہو اور بیٹا بھی آدمی کی اپنی کمائی ہے۔

یعنی بیٹا انسان کی اپنی کمائی میں شمار ہوتا ہے لہٰذا اس کی کمائی کھانا بھی اسی طرح پاکیزہ ہے جس طرح اپنے ہاتھ کی محنت۔

واقول

شیطان کی شیطنیت یہ ہے کہ وہ ہر ایک کو بآسانی چوری اور ڈاکے پر آمادہ کرتے ہوئے رزق حلال سے محروم اور حرام کھانے پر آمادہ نہیں کر سکتا لہٰذا وہ مذہب اور ولایت کے نام پر انسان کو دھوکہ دیتے ہوئے اسے رہبانیت کے راستے پہ ڈالتا ہے پھر اس کے لیے عجیب قسم کا لباس تجویز کرتا ہے اور دوسرے لوگوں سے مختلف شکل وصورت بنانے کی ترغیب دیتا ہے تاکہ لوگ اسے خدا رسیدہ اور دنیوی بکھیڑوں سے دور روحانیت کی بلندیوں پر تصور کریں اور پھر ان کے ذہن میں ڈالتا ہے کہ وہ فلاں شخص اب اللہ کا قرب حاصل کر چکا ہے لہٰذا تم دنیادار لوگ اسے نذر ونیاز دیئے بغیر نہ تو اللہ تعالیٰ کے قریب ہو سکتے ہو اور نہ تمہاری حاجت روائی ہو سکتی ہے جس کے بعد نہ صرف لوگ زندگی میں اس کی پوجا شروع کر دیتے ہیں بلکہ اس کے مرنے کے بعد اس کی قبر کی مجاوری شروع کر دیتے ہیں یا اس کے تبرکات سے مستفید ہوتے رہتے ہیں جس طرح ابھی رہبانیات کے باب میں گزرا ہے کہ لوگ قبروں سے ان کی ہڈیاں نکال کر عبادت گاہوں میں رکھ لیتے ہیں۔

خدمت خلق سے محرومی

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ سَبْيٌ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ قَدْ تَحْلُبُ ثَدْيَهَا تَسْقِيْ إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ " أَتَرَوْنَ هٰذِهِ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟ " قُلْنَا لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلَى أَنْ لَا تَطْرَحَهُ فَقَالَ " لَلّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا "

أخرجه البخاري في كتاب الأدب باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته . ومسلم في كتاب التوبة باب في سعة رحمة الله وهو جزء من حديث عمر بن الخطاب رضي الله عنه .

Marfat.com

ترجمہ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس چند قیدی لائے گئے جن میں ایک عورت بھی شامل تھی اور اس کے پستانوں میں جوش سے دودھ ٹپک رہا تھا لہٰذا جب وہ قیدیوں میں سے کسی بچے کو دیکھتی تو بیساختہ اسے اپنے سینے سے لگا کر دودھ پلانا شروع کر دیتی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ کیا خیال ہے تمہارا اس عورت کے بارے میں یہ کبھی اپنے حقیقی بچے کو آگ میں پھینک سکتی ہے؟ تو ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ باوجود قدرت کے یہ ایسا نہیں کر سکتی ۔ فرمایا تو یاد رکھو: یقیناً اللہ کریم اس سے زیادہ اپنے بندوں کے ساتھ رحمت کا معاملہ کرنے والی ذات ہے جتنا یہ عورت اپنے حقیقی بچے پر مہربان ہو سکتی ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ : " جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ فِیْ مِائَةِ جُزْءٍ فَأَمْسَکَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ جُزْأً وَأَنْزَلَ فِی الْأَرْضِ جُزْأً وَاحِدًا، فَمِنْ ذَالِکَ الْجُزْءِ تَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ ، حَتّٰی تَرْفَعُ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْیَةَ أَنْ تُصِیْبَهُ "

اخرجه البخاری فی کتاب الأدب باب: جعل الله الرحمة فی مائة جزء : وفی روایة له عن ابی هریرة ایضا فی کتاب الرقاق باب الرجاء مع الخوف. " وَأَرْسَلَ فِیْ خَلْقِهٖ کُلِّهِمْ رَحْمَةً وَاحِدَةً . فَلَوْیَعْلَمُ الْکَافِرُ بِکُلِّ الَّذِیْ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ یَیْأَسْ مِنَ الْجَنَّةِ وَلَوْ یَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِکُلِّ الَّذِیْ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ یَأْمَنْ مِنَ النَّارِ "

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے کیے ہیں جن میں سے ننانوے (۹۹) اپنے پاس رکھ لیے اور ایک حصہ زمین پر نازل فرمایا۔ چنانچہ مخلوق جو ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے اسی ایک حصے کی وجہ سے ہے یہاں تک کہ گھوڑا جو اپنے بچے کو تکلیف پہنچنے کے ڈر سے اپنا کھر اوپر اٹھالیتا ہے وہ اسی ایک حصہ رحمت کے باعث ہے... حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی روایت کو کتاب الرقاق میں بیان فرمایا ہے جس کے آخر میں اتنا اضافہ ہے کہ" اگر کافر کو بھی معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کتنی رحمت ہے تو وہ بھی جنت سے مایوس نہ ہو اور اگر مومن کو اس بات کا علم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کیسا اور کتنی قسم کا ہے تو وہ بھی جہنم سے بے خوف نہ ہو۔"

... خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ فَکُنْ نَافِعًا لَّهُمْ ...

اخرجه الهندی فی کنز العمال فی سنن الأ قوال والأفعال عن خالدبن الولیدرضی الله عنه . کتاب المواعظ والرقائق والخطب والحکم من قسم الأفعال ، الفصل الأول فی جامع المواعظ والخطب ، خطب النبی ﷺ برقم ۴۴۱۴۷ تحقیق محمود عمر الدمیاطی ،الناشر دار الکتب العلمیة بیروت.

Marfat.com

ترجمہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بہترین انسان وہ ہے، جو دوسرے انسانوں کو نفع پہنچائے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ انسان سب سے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کا جذبہ رکھتا ہے اور عملاً ان پہ مہربان ہے۔

واقول

امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کائنات میں افضل ترین ہستی ہیں اور اس کی وجہ صرف اتنی نہیں کہ آزاد مردوں میں اولین ایمان لانے والے ہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرْحَمُ أُمَّتِيْ بِأُمَّتِيْ أَبُوْ بَكْرٍ

أخرجه ابن أبی شیبة فی مصنفه باب ما ذکر فی ابی بکر الصدیق وأخرجه الخلال فی " ألسنة " عن أبی قلابة والترمذی فی کتاب المناقب باب معاذبن جبل وزید بن ثابت وأبی وأبی عبیدة بن الجراح رضی الله عنهم عن أنس بن مالک رضی الله عنه: تحفة الأشراف برقم ۹۵۲.

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میری امت میں سے میری امت پر ابوبکر سب سے زیادہ مہربان ہے۔"

یعنی میرے بعد میری امت پر ابوبکر سب سے زیادہ مہربان ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مذہب اور پارسائی کے نام پر لوگوں کی کمائی کھانا اور ان سے خدمت کرانا نیکی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ کام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کرنا، ان کے دکھ درد میں شریک ہونا، ان کی خیر خواہی کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور جو ایسا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنا محبوب بنالیتا ہے اور اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ یہ ہے:

وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِيْ فِي الْمَدِيْنَةِ بِغَيْرِ رِدَاءٍ وَلَا نَعْلٍ وَلَا قَلَنْسُوَةٍ يَعُوْدُ الْمَرْضٰى.

ذکره ابن حزم رحمه اللّٰهُ تَعَالٰی فی : الروض الباسم فی الذب عن سنة ابی القاسم ﷺ

ترجمہ

اور رسول اللہ ﷺ بغیر چادر مبارک لیے، بغیر نعلین شریف پہنے اور بغیر سر پہ ٹوپی رکھے بیماروں کا سن کر

Marfat.com

مدینہ منورہ کی گلیوں میں گھوم پھر کر ان کی عیادت کیلئے تشریف لے جایا کرتے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ رحمت عالم ﷺ جب اپنے حجرے یا مسجد میں استراحت فرما ہوتے اسی دوران کسی کی بیماری کی اطلاع ملتی تو آپ چادر اٹھانے، نعلین شریف پہننے اور سر پہ ٹوپی لینے کا اہتمام نہیں فرماتے بلکہ جس حال میں ہوتے اسی میں عیادت کیلئے روانہ ہو جاتے۔

واقول

اب شیطان کی شیطنت یہ ہے کہ وہ پارسائی کے نام پر آدمی کے دل میں ڈالتا ہے کہ تو دوسروں سے زیادہ نیک اور بہتر ہے لہٰذا تیرا کام ان کی خدمت کرنا نہیں بلکہ باقی لوگ تیرے خادم ہیں اور تو نہ صرف ان کا مخدوم ہے بلکہ ان کے اور اللہ کے درمیان ایک واسطہ اور وسیلہ بھی۔ اور رہبانیت کی یہی سب سے بڑی نحوست ہے۔

جس کے بعد آدمی انسانیت کا درد رکھنے والے اور اللہ کے محبوب لوگوں کے راستے سے ہٹ کر مخدوم بننے کی فکر میں ساری زندگی خوارق کی امید میں عجیب عجیب حرکتیں کرتا پھرتا ہے جیسا کہ رہبانیات کے عنوان کے تحت تفصیل گزری ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا اپنی امت کیلئے پیغام یہ ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ " دِیْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰه وَدِیْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِیْ رَقَبَةٍ وَدِیْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلٰی مِسْکِیْنٍ وَدِیْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلٰی أَهْلِکَ أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِیْ أَنْفَقْتَهُ عَلٰی أَهْلِکَ.

اخرجه مسلم فی الزکاة باب فضل النفقة علی العیال والمملوک : تحفة الأشرف برقم ۱۴۳۴۷

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی کمائی سے جب تم ایک دینار اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو اور ایک دینار تم غلام کو آزادی دلانے کیلئے خرچ کرتے ہو اور ایک دینار تم مسکین پر صدقہ کرتے ہو اور ان میں سے جو ایک دینار تم اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا اجر اور ثواب سب سے زیادہ ہے۔

ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے تمام جائز اور ضروری مصارف میں خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل اجر ہے لیکن انسان اپنی کمائی سے جو اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہے اس کا ثواب تمام مصارف میں خرچ کرنے سے بڑھ کر ہے۔ مگر رہبانیت کے مریض ساری زندگی ان سعادتوں سے محروم چلے جاتے ہیں۔

Marfat.com

رہبانیت کی سب سے بڑی نحوست

میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ انسان نہ صرف باقی مخلوق کے مقابلے میں بہت سی خِلقی ، خُلقی اور منصبی فضائل وامتیازات کا حامل ہے بلکہ اشرف المخلوقات واحسن المخلوقات ، مسجود ملائک ومخدوم الخلائق اور اللہ تعالیٰ کا نائب ہے باقی تمام مخلوق نباتات وجمادات سمیت انسان کی خدمت کیلئے اور دونوں جہانوں کے تمام حسن صرف انسانی حسن کو جلا بخشنے کیلئے ہیں۔اور فرمان حضرت جگر بھی بجا ہے کہ

حسن جس رنگ میں ہوتا ہے جہاں ہوتا ہے
اہل دل کے لئے سرمایۂ جاں ہوتا ہے

جگر مرادآبادی

مگر آپ نے کبھی غور نہیں کیا کہ صنف نازک کے وجود کا حصہ بن کر خود حسن اور بھی حسین اور باعث حیرت ہے۔

یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں
غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے
شکن زلفِ عنبریں کیوں ہے
نگہِ چشم سرمہ سا کیا ہے

غالب

اور یہ کوئی شاعرانہ مبالغہ نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے جسے جاننے کیلئے ایک فقہی مسئلہ سمجھنا ضروری ہے۔

فقہی مسئلہ

عباسی خلیفہ منصور کے زمانے میں، عیسیٰ بن موسیٰ الہاشمی نامی ایک صاحب اپنی بیوی سے انتہائی محبت کرتے تھے مگر ایک روز نہ جانے کس نشے میں بیوی سے کہہ بیٹھے کہ اگر تم چاند سے زیادہ حسین نہیں تو تمہیں تین طلاقیں۔اب عورت تو بیچاری غمزدہ یہ سمجھ کر پردے کے پیچھے چلی گئی کہ طلاق واقع ہوگئی ہے۔اور وہ کیسے چاند سے زیادہ خوبصورت ہونے کا دعویٰ کرسکتی ہے۔مگر عیسیٰ ہاشمی کی جان پر بن گئی شدید اضطراب کی حالت میں رات گزار کر صبح ہوتے ہی منصور کے دربار میں پہنچ کر ماجرا بیان کر کے مدد چاہی کہ کوئی حل تلاش کیا جائے۔

منصور نے فوراً فقہائے وقت کو دربار میں بلا کر ان کے سامنے صورت حال رکھتے ہوئے فتویٰ طلب کیا تو سب نے بیک زبان طلاق کا فیصلہ دے دیا مگر منصور کے سامنے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگردوں

Marfat.com

میں سے ایک صاحب بالکل خاموشی سے بیٹھے ہیں اور باقی علمائے کرام کی تائید یا تردید نہیں کر رہے تو منصور نے ان سے کہا کہ اگر آپ بھی کچھ کہہ دیتے تو اچھا ہوتا؟ جس کے بعد یہ صاحب اس طرح گویا ہوئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ () وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ () وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ () وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ () لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ () التین ۱-۴

ترجمہ

قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور قسم ہے طور سینا اور اس امن والے شہر (مکہ) کی بیشک ہم نے پیدا کیا ہے انسان بہترین ساخت پر۔

فرمایا: اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ تو چار چیزوں کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ انسان ہر چیز سے زیادہ حسین ہے اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز خوبصورت ہے ہی نہیں جس کا مطلب ہے کہ یہ عورت چاند سے زیادہ حسین ہے لہٰذا عورت کو طلاق واقع نہیں ہوئی۔

جس کے بعد منصور نے عیسیٰ ہاشمی سے کہا کہ فتویٰ یہی صحیح ہے عورت کو طلاق واقع نہیں ہوئی تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ۔ اور پھر منصور نے تصدیق کیلئے ایک شاہی کارندہ اس عورت کے پاس بھیجا کہ وہ اطاعت میں رہے۔

الجامع لأحکام القرآن للامام المفسر أبی عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبي المتوفی سنة ۶۷۱ ھ رحمہ اللہ تعالی تفسیر التین: قدم له فضيلة الشيخ خليل محی الدين المَيس، تخريج الاحاديث الشيخ عرفان العشا، الناشر دار الفکر بیروت

واقول

جس طرح انسان احسن الخلائق ہے اسی طرح انسان کا ازلی دشمن شیطان اقبح الخلائق ہے۔ انسان اشرف الخلائق ہے تو شیطان ارذل الخلائق۔ انسان مخدوم الخلائق ہے تو شیطان مردود الخلائق ہے۔ انسان محبوب الخلائق ہے تو شیطان مبغوض الخلائق ہے۔

اَذٰلِکَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ () اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ () اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ () طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ () فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ () ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ () ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ () ۳۷: الصافات ۶۲ – ۶۸

ترجمہ

بولو یہ جنت کی ضیافت اچھی ہے یا زقوم کا درخت؟ ہم نے اس درخت کو ظالموں کیلئے فتنہ بنادیا ہے۔ وہ ایک

Marfat.com

درخت ہے جو جہنم کی تہہ سے نکلتا ہے۔اس کے شگوفے ایسے ہیں جیسے شیطانوں کے سر۔جہنم کے لوگ اسے کھائیں گے اوراسی سے پیٹ بھریں گے۔پھراس پر پینے کیلئے ان کو کھولتا ہوا پانی ملے گا ۔اوراس کے بعدان کی واپسی اسی آتش دوزخ کی طرف ہوگی۔

زَقُّوْم : تَـزَقُّمْ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں کسی بدبودار گندی چیز کونگلنا۔اوراسے اردو میں تھوڑ/تھوراور سیہنڈ کہتے ہیں اور یہ Euphorbia کی برادری کا پودا ہے جو دیکھنے میں بدنما ہے اور ذائقے میں بھی انتہائی ترش جس زمین میں پیدا ہوتا ہے اسے انسانی استعمال کے قابل نہیں چھوڑتا جبکہ دنیا کے مقابلے میں جہنم کی تہہ جواس کی اصل جائے پیدائش ہے میں پیدا ہونے والا درخت کتنا بدنما کتنا کڑوااور بدبودار ہوگا جس کا تصور محال ہے۔

دنیا کی تمام نباتات اگرچہ انسانی فائدے کیلئے ہیں اوراس کی پیدائش میں بھی عقل مندلوگوں کیلئے سامان عبرت موجود ہے مگراس کی بدصورتی اورضرررسانی کے باعث اسے شیطان سے تشبیہ دی گئی ہے جس کا ایک مطلب یہ ہے کہ جس طرح یہ درخت پیدا ہوکراپنے ماحول اورزمین کو ناکارہ بنادیتا ہے اسی طرح شیطان جس کے ساتھ لگ جائے اس کو تباہ کردیتا ہے۔

شیطان اگرچہ اس بات پر قادرنہیں کہ انسانی شکل کو مسخ کر کے اپنا جیسا بھدا بنالے مگروہ جاہلی درویشی اور رہبانیت کے نام پرانسان کوگندہ رکھ کراس کی شکل بگاڑنے میں کامیاب ہوجاتا ہے جس طرح ابھی رہبانیات کے عنوان کے تحت تفصیل گزری ہے۔

"کہ وہ ہروقت گندے رہتے تھے اورصفائی سے سخت پرہیز کرتے تھے۔نہانا یا جسم کو پانی لگاناان کے نزدیک خداپرستی کے خلاف تھا جسم کی صفائی کووہ روح کی نجاست سمجھتے تھے۔

سینٹ اتھاناسیوس (St. Athanasius) بڑی عقیدت کے ساتھ سینٹ اینتھنی (St.Anthony) کی یہ خوبی بیان کرتا ہے کہ اس نے مرتے دم تک کبھی اپنے پاؤں نہیں دھوئے۔سینٹ ابراہام جب سے داخل مسیحیت ہوا،پورے پچاس سال اس نے نہ منہ دھویانہ پاؤں۔ایک مشہورراہبہ کنواری سلویا Silvia) نے عمربھراپنی انگلیوں کے سواجسم کے کسی حصے کو پانی نہیں لگنے دیا۔ایک کنوینٹ Convent) کی ایک سوتیں راہبات کی تعریف میں لکھا ہے کہ انہوں نے کبھی اپنے پاؤں نہیں دھوئے اورغسل کانام سن کرہی ان کے بدن پرلرزہ چڑھ جاتا تھا۔"

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اورامت کے لئے یہ راستہ پسندنہیں فرمایا۔

Marfat.com

رہبانیت اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام اور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان تقریباً پانچ سو ستر (570) سال کا عرصہ ہے اور اسے عرصۂ فترۃ کہتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ کی بعثت تک لوگ نہ صرف رہبانیت اپنائے رہے بلکہ اس کے اندر نئی نئی چیزیں بھی شامل کرتے آئے تھے اور ظاہر بات ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا متاثر ہونا لازمی امر تھا۔

ایک مرتبہ حضرت عثمان بن مظعون، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت مقداد بن الاسود اور حضرت سالم مولی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عثمان بن مظعون کے گھر باہم مشورے سے نہ صرف اپنی عورتوں سے علیحدگی اختیار کر لی تھی بلکہ اپنے آپ کو خصی کراتے ہوئے رہبانیت اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی صاحب اس منصوبے کو عملی جامہ پہنا تا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی پہنچ گئی اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں سختی سے روک دیا۔

بحر العلوم للسمرقندی رحمه الله تعالى المتوفى ٣٧٣ھ

ایک روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی رہبانیت کا ارادہ کرنے والوں میں شامل تھے۔ چونکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ اور امت کے درمیان ایک کڑی ہیں اور اگر چہ یہ حضرات معصوم نہیں مگر محفوظ ضرور تھے لہٰذا ان کی یہ ادائیں اور یہ سوچیں ہی امت مسلمہ کا سرمایۂ اخلاق ہے۔

حضرت عثمان بن مظعون الجمحی رضی اللہ عنہ

ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں وفات پانے اور جنت البقیع میں دفن ہونے والی اولین شخصیت ہیں۔ چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جاہلیت کے زمانے سے جاہلی برائیوں سے نفرت تھی اسی لیے کبھی شراب نہیں پی اور جب اللہ کریم نے چودھویں مسلمان کی حیثیت سے انہیں دولت صحبت سے نوازا تو ان پہ ہمیشہ رقت وخشیت طاری رہنے لگی تھی رسول اللہ ﷺ آپ کا بہت خیال فرماتے اور جب وفات ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے تدفین سے پہلے آپ کی میت کو بوسہ دیا۔

الاستيعاب ترجمة عثمان بن مظعون الجمحي رضي الله عنه

معروف تابعی حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے دل میں کچھ خیالات پیدا ہوتے ہیں لیکن مجھے یہ بات بھی پسند

Marfat.com

نہیں کہ آپ کی اجازت کے بغیر کوئی نیا کام کر گزروں'' وَمَا تُحَدِّثُکَ نَفْسُکَ یَا عُثْمَانُ ؟'' عثمان بتاؤ تمہارے دل میں کیا خیال آتا ہے؟

یارسول اللہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں خصی ہو جاؤں؟'' مَهْلًا یَا عُثْمَانُ فَإِنَّ اِخْصَاءَ أُمَّتِی اَلصِّیَامُ '' اے عثمان اپنے نفس کے ساتھ نرمی اختیار کرو کیونکہ میری امت کیلئے خصی ہونے کے بجائے روزے رکھنے کا حکم ہے جن میں نفس کا علاج موجود ہے۔

یارسول اللہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں رہبانیت اختیار کرتے ہوئے دنیا سے دور پہاڑوں میں جا بسوں جہاں سرخروئی سے اللہ کی عبادت کرتا رہوں؟'' مَهْلًا یَا عُثْمَانُ فَإِنَّ تَرْهِیبَ أُمَّتِی اَلْجُلُوْسُ فِی الْمَسَاجِدِ لِانْتِظَارِ الصَّلَوَاتِ '' اے عثمان اپنے نفس کے ساتھ نرمی اختیار کرو کیونکہ میری امت کیلئے اتنی رہبانیت کافی ہے کہ جماعت کے انتظار میں مسجد میں بیٹھیں۔

یارسول اللہ میرا جی چاہتا ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر دنیا کی سیر پہ نکل جاؤں؟'' مَهْلًا یَا عُثْمَانُ. فَإِنَّ سِیَاحَةَ أُمَّتِی اَلْغَزْوُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَالْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ '' اے عثمان! اپنے نفس کے ساتھ نرمی اختیار کرو کیونکہ میری امت کی سیاحت یہی ہے کہ انسان بوقت ضرورت اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیلئے نکل جائے اور جب حالات سازگار ہوں تو حج و عمرہ ادا کر لے۔

یارسول اللہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دوں؟ '' مَهْلًا یَا عُثْمَانُ فَإِنَّ صَدَقَتَکَ یَوْمًا بِیَوْمٍ وَتَکُفُّ نَفْسَکَ وَعِیَالَکَ، وَتَرْحَمُ الْمَسَاکِیْنَ وَالْیَتِیْمَ أَفْضَلُ مِنْ ذَالِکَ ''

اے عثمان! ٹھہرو اور دھیان سے سنو یکبارگی سب مال صدقہ کرنے کی نسبت تمہارا ہر روز تھوڑا تھوڑا صدقہ کرنا، اپنی ذات اور بیوی بچوں کی پرورش کرنا، مسکین و یتیم پہ رحم کرتے ہوئے انہیں کھلانا زیادہ بہتر ہے

یارسول اللہ! میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنی بیوی خولہ سے دوری یا طلاق کے ذریعہ علیحدگی اختیار کرلوں؟

''مَهْلًا یَا عُثْمَانُ فَإِنَّ الْهِجْرَةَ فِی أُمَّتِی مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ، أَوْ هَاجَرَ إِلَیَّ فِی حَیَاتِی، أَوْ زَارَ قَبْرِی بَعْدَ وَفَاتِی أَوْ مَاتَ وَلَهُ اِمْرَأَةٌ، أَوِمْرَأَتَانِ أَوْ ثَلَاثٌ أَوْ أَرْبَعٌ '' اے عثمان! ایسا کرنے سے باز رہوں کیونکہ میری امت کی ہجرت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ حرام قرار دیا ہے اس کو چھوڑ دے یا میری زندگی میں ہجرت کر کے میرے پاس آجائے، یا میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے، یا اپنے بعد ایک یا دو یا تین یا چار بیویاں چھوڑ جائے۔

یارسول اللہ آپ نے طلاق کے ذریعہ دوری سے تو منع فرما دیا مگر اب جی میں آتا ہے میں کبھی بیوی سے صحبت

Marfat.com

10

نہ کروں؟'' مَهْلًا يَا عُثْمَانُ فَإِنَّ الرَّجُلَ الْمُسْلِمَ إِذَا غَشِيَ أَهْلَهُ أَوْ مَامَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمْ يَكُنْ مِنْ وَقْعَتِهِ تِلْكَ وَلَدٌ كَانَ لَهُ وَصِيفًا فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ وَقْعَتِهِ تِلْكَ وَلَدٌ فَمَاتَ قَبْلَهُ كَانَ فَرَطًا وَشَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَإِنْ مَاتَ بَعْدَهُ كَانَ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ''اے عثمان! ٹھہرو اور سنو، ایک مسلمان آدمی جب اپنی بیوی یا کنیز سے جماع کرتا ہے تو اگر اس جماع سے بچہ پیدا نہیں بھی ہوتا تو بھی اس کے بدلے غلمان جنت میں سے اسے ایک خدمت گار ملے گا اور اگر بچہ پیدا ہوا مگر فوت ہو گیا تو قیامت کے روز اس کا پیشرو اور شفیع ہوگا اور اس کے بعد وہ زندہ رہا تو قیامت میں اس کے حق میں نور ہوگا۔

یارسول اللہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں گوشت نہ کھاؤں؟'' مَهْلًا يَا عُثْمَانُ فَإِنِّي أُحِبُّ اللَّحْمَ، وَآكُلُهُ إِذَا وَجَدْتُهُ، وَلَوْسَأَلْتُ رَبِّي أَنْ يُطْعِمَنِيهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ لَأَطْعَمَنِيهِ ''اے عثمان! ٹھہرو اور غور سے سنو تم ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ۔ بیشک میں گوشت پسند کرتا ہوں اور میسر آنے پہ تناول کرتا ہوں اور سنو اگر میں نے اپنے رب سے اس کی درخواست کی ہوتی تو وہ کریم مجھے روز مہیا فرماتا۔

یارسول اللہ! میرا جی چاہتا ہے کہ میں کبھی خوشبو کا استعمال نہ کروں''مَهْلًا يَا عُثْمَانُ فَإِنَّ جِبْرِيلَ أَمَرَنِي بِالطِّيبِ غِبًّا غِبًّا ''اے عثمان! دیکھو مجھے جبریل امین نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے گاہے گاہے خوشبو لگانے کا حکم دیا ہے ''لَا تَتْرُكْهُ يَا عُثْمَانُ لَا تَرْغَبْ عَنْ سُنَّتِي فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يَتُوبَ صَرَفَتِ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ عَنْ حَوْضِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ''تم بھی خوشبو ترک نہ کرنا اور نہ میری سنت سے منہ موڑنا کیونکہ جو شخص میری سنت سے ہٹ گیا اور بغیر توبہ کیے اسی حال میں مرگیا تو قیامت کے روز فرشتے اس کا منہ میرے حوض سے اسی طرح پھیر دیں گے جس طرح زندگی میں اس نے میری سنت سے پھیر لیا تھا۔

تلبیس ابلیس تالیف الامام أبی الفرج عبدالرحمن ابن الجوزی المتوفی ۵۹۷ ھ رحمہ اللہ تعالی : فصل فی ذکر أحادیث تبین خطأهم فی افعالهم : تحقیق محمد بن الحسن و مسعد عبدالحمید السعدنی الناشر دار الکتب العلمیة بیروت.

واقول

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بارگاہ رسالتمآب ﷺ سے اپنے آپ کو خصی کرانے کیلئے اجازت مانگنا اور رہبانیت اختیار کرنا اور رسول اللہ ﷺ کا منع فرمانا بشمول صحیح بخاری بعض دیگر احادیث سے ثابت ہے۔ مگر مندرجہ بالا تفصیل کے سلسلہ روایت میں دو راوی القاسم بن عبداللہ العمری اور علی بن زید بن جدعان دراصل ضعیف بلکہ القاسم بن عبداللہ العمری علمائے سلف میں سے بعض کے نزدیک متھم بالکذب

Marfat.com

بھی ہیں جس کی بنیاد پر بڑے محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول نہیں فرمایا۔

لیکن اس تفصیل میں مذکور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کا مفہوم بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے اور شاید اسی بناء پر تھوڑے بہت لفظی اختلاف کے ساتھ بہت سے علمائے سلف رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی کتب میں بیان فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر:

☆امام عبدالرحمٰن ابن جوزی المتوفی ۵۹۷ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے '' تلبیس ابلیس '' میں۔

☆امام ابو اللیث السمرقندی المتوفی ۳۷۳ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر ''بحر العلوم '' میں۔

☆امام فخر الدین الرازی المتوفی ۶۰۴ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر ''الكبير (مفاتيح الغيب) '' میں۔

☆امام ابو حفص سراج الدین عمر بن علی بن عادل الحنبلی الدمشقی المتوفی ۷۷۵ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر '' أللباب في علوم الكتاب ''میں۔

☆امام نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین القمی النیسابوری المتوفی ۸۵۰ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر '' غرائب القرآن و رغائب الفرقان ''میں۔

☆الشيخ ابو محمد مكي بن ابي طالب حموش بن محمد مختار القيسي القيرواني ثم الاندلسي القرطبي المالكي المتوفی ۴۳۷ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر '' ألهداية الى بلوغ النهاية '' میں۔

☆الشيخ ابو القاسم عبدالمالك بن محمد بن عبدالله بن بشران بن مهران البغدادی المتوفی ۴۳۰ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے '' أمالي ابن بشران الجزء الثاني (متون الحديث) '' میں۔

☆الشيخ الحسن بن الحسين بن حمكان ابو علي الهمداني المتوفی ۴۰۵ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے '' الفوائد والأخبار والحكايات عن الشافعي وحاتم الأصم ومعروف الكرخي وغيرهم رحمهم الله تعالى ''میں۔

☆الامام محمد بن علي بن الحسن بن بشر ابو عبدالله الحكيم الترمذي المتوفی ۳۲۰ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے '' نوادر الاصول في احاديث الرسول ﷺ '' میں۔ جبکہ ابن السنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے '' عمل اليوم والليلة '' میں ان سے روایت لی ہے۔

وَعَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ دَخَلَتْ اِمْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلٰى نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ فَرَأَيْنَهَا سَيِّئَةَ الْهَيْأَةِ فَقُلْنَ لَهَا مَالَكِ ؟ مَا فِيْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ أَغْنَى مِنْ بَعْلِكِ ؟ قَالَتْ مَالَنَا مِنْهُ

Marfat.com

مِنْ شَيْءٍ أَمَّا نَهَارُهُ فَصَائِمٌ وَأَمَّا لَيْلُهُ فَقَائِمٌ . فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرْنَ ذَالِكَ لَهُ . قَالَ فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ يَا عُثْمَانُ أَمَا لَكَ فِيَّ أُسْوَةٌ ؟ قَالَ وَمَا ذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فِدَاكَ أَبِيْ وَاُمِّيْ . فَقَالَ " أَمَاأَنْتَ فَتَقُوْمُ بِاللَّيْلِ وَتَصُوْمُ بِالنَّهَارِ وَإِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَصَلِّ وَنَمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ " قَالَ فَأَتَتْهُمُ الْمَرْأَةُ بَعْدَ ذَالِكَ عَطِرَةً كَأَنَّهَا عَرُوْسٌ فَقُلْنَ لَهَا مَهْ . قَالَتْ أَصَابَنَا مَا أَصَابَ النَّاسَ .

أخرجه ابن سعد فى "الطبقات 3/394 "من طريقين عن أبى إسحاق، عن أبى بردة مرسلاً .وأورده الهيثمى فى "مجمع الزوائدوقال :رواه أبو يعلى والطبرانى باسانيد، وبعض أسانيد الطبرانى رجالها ثقات.

ترجمہ

حضرت ابوموسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی ایک مرتبہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن سے ملنے آئیں تو دیکھا کہ خلاف عادت کوئی بناؤ سنگھار نہیں بلکہ انتہائی خستہ حالت ہے ازواج مطہرات نے فرمایا تمہیں کیا ہوگیا اور یہ کیا حالت بنا رکھی ہے حالانکہ خاندان قریش میں تمہارے شوہر سے زیادہ کوئی مالدار نہیں؟ عرض کیا کہ ہم کو ان کا کیا فائدہ کہ وہ رات بھر عبادت میں کھڑے رہتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو ازواج مطہرات نے آپ کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کر دیا جس کے بعد آپ ﷺ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے ملے تو آپ نے ان سے فرمایا اے عثمان تم میری پیروی نہیں کرتے ہو؟ کیا میری زندگی تمہارے لیے نمونے کے طور پر کافی نہیں؟ عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان فرمایئے مجھ سے کیا کوتاہی سرزد ہوگئی ہے؟ فرمایا کیا تم رات عبادت کیلئے کھڑے نہیں رہتے اور دن بھر روزے کی حالت میں حالانکہ تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے اور تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے جو تم ادا نہیں کر رہے۔ اے عثمان نماز بھی پڑھو مگر سونے کیلئے بھی وقت نکالو۔ روزہ رکھو مگر مسلسل نہیں درمیان میں افطار بھی کیا کرو۔ حضرت ابوموسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان کو اس فہمائش کے کچھ عرصہ بعد حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی جب دوبارہ ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو خوشبو میں بسی اور دلہن کی طرح سجی تھیں اور عرض کیا کہ مجھے میرا حق مل گیا ہے۔

حضرت خولہ بنت حکیم

حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کے بارے میں حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الاصابة" میں بیان کیا ہے کہ بہت عالمہ فاضلہ اور صالحہ صحابیہ تھیں۔ حضرت امام ابن حزم رحمہ اللہ تعالیٰ نے "أسماء الصحابة الرواة" میں " اصحاب الخمسة عشرة رضی اللہ عنہم" یعنی پندرہ

Marfat.com

احادیث کے راویوں کے تحت آپ کا تذکرہ کیا ہے اور آپ سے حضرت سعد بن ابی وقاص، سعید بن المسیب، بشر بن سعید اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے پندرہ احادیث امت کو منتقل کی ہیں اور حضرت امام ابن جوزی نے ''ألتلقیح'' میں آپ کی تمام روایات جمع کی ہیں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت بیان کی ہے جس کے مطابق حضرت خَولَہ بِنتِ حَکِیم رضی اللہ عنہا وقت کی خوبصورت اور اپنے شوہر کیلئے بناؤ سنگھار کرنے والی خاتون تھیں مگر ہوا یہ کہ حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم نے باہم مشورے سے اچانک نہ صرف اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے رات کو قیام اور دن کو روزے رکھنا شروع کر دیئے بلکہ رہبانیت اختیار کرنے والوں کی طرح خوشبو استعمال نہ کرنے اور گوشت نہ کھانے کی پابندی بھی اختیار کر لی تو ان حضرات کی خواتین نے بناؤ سنگھار کرنا چھوڑ دیا۔

اسی خستہ حالی میں ایک روز ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب انہیں دیکھا تو حیران رہ گئیں حضرت خَولَہ بِنتِ حَکِیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میں جس کیلئے سب کچھ کرتی تھی اس نے خود ساختہ درویشی اختیار کر لی ہے تو میں کس کیلئے بناؤ سنگھار کروں؟

نئے کپڑے بدل کر جاؤں اور بال بناؤں کس کے لیے
وہ شخص تو شہر ہی چھوڑ گیا میں باہر جاؤں کس کے لئے

ناصر کاظمی

اور یہ کہ اس طرح کی درویشی اختیار کرنے میں صرف میرے شوہر عثمان مظعون تنہا نہیں بلکہ حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ بھی ان کے ساتھ ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ ﷺ فوراً ان حضرات سے ملے اور انہیں سختی سے منع فرما دیا جس کے بعد یہ معاملہ ختم ہو گیا۔

عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا فَقَالُوا وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَحَدُهُمْ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، قَالَ آخَرُ أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ

Marfat.com

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِی فَلَیْسَ مِنِّی.

أخرجه البخاری فی النکاح : باب الترغیب فی النکاح و مسلم فی النکاح : باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسه الیه والنسائی فی النکاح : باب النهی عن التبتل واحمدفی مسنده : باب مسند انس بن مالک وغیرهم.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ تین صحابہ رضی اللہ عنہم ازواج مطہرات کے حجروں کے پاس آئے تا کہ سب سے نبی ﷺ کی عبادت کے بارے میں معلوم کر کے اس پر عمل کریں مگر جب انہیں بتادیا گیا تو ان کے ذہن میں یہ بات آئی کہ چونکہ رسول اللہ ﷺ کی ہر اگلی پچھلی لغزش (اگر اس کا کوئی وجود ہو تو وہ) معاف فرمادی گئی ہے۔ہم بھلا ایسے کہاں کہ اتنی کم عبادت سے کام چل سکے لہٰذا ایک صاحب نے کہا کہ میں تو اب ہمیشہ ساری ساری رات نماز میں کاٹ دیا کروں گا۔دوسرے صاحب کہنے لگے میں تو ساری زندگی ہی روزے رکھوں گا اور کبھی افطار ہی نہیں کروں گا۔ تیسرے صاحب نے کہا کہ میں ساری زندگی عورتوں سے دور رہ کر بندگی کروں گا اور شادی بھی نہیں کروں گا۔اسی دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تم ہی وہ لوگ ہو جو ایسے ایسے کہہ رہے ہو حالانکہ اللہ کی قسم میں تم لوگوں کی نسبت اللہ سے زیادہ ڈرنے والا اور تقویٰ کی زندگی گزارنے والا ہوں لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں رات کے وقت نماز بھی پڑھتا ہوں مگر سو بھی لیتا ہوں اور پھر میں نے شادیاں بھی کر رکھی ہیں لہٰذا میری سنت تو یہی ہے اور اگر کسی نے میری سنت سے ہٹ کر زندگی گزاری تو وہ ہم میں سے نہیں ہوگا۔

واقول

وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ ۵۷ : الحدید ۲۷

ترجمہ

اور رہبانیت ان لوگوں نے اپنی طرف سے خود ایجاد کرلی تھی ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا سوائے اللہ کی خوشنودی کے سو انہوں نے اس کی پوری رعایت نہ کی۔پھر بھی ہم نے ان میں سے جو لوگ ایمان پر تھے انہیں ان کا اجر عطا کیا مگر ان میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں۔

" مَا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ " میں اگر استثنائے متصل ملحوظ رکھا جائے تو آیت مبارکہ کا ترجمہ اس طرح ہوگا: ''رہبانیت کا کوئی حصہ یا کوئی جز ہم نے ان پر لازم نہیں کیا تھا سوائے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے۔

Marfat.com

یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی جوابتدا میں رہبانیت کا ایک جز تھی وہ تو لازم تھی علاوہ ازیں رہبانیت کے تمام لوازمات ان کے خود ساختہ تھے۔''

اور اگر استثنائے منقطع ملحوظ رکھا جائے تو آیت مبارکہ کا ترجمہ اس طرح ہوگا: ''ہم نے ان پر رہبانیت فرض نہیں کی تھی بلکہ ان پر صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا فرض تھا۔''

جس کا ذریعہ عیسیٰ ابن مریم کی اتباع تھی ''فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا'' سوانہوں نے اس کی پوری رعایت بھی نہ کی۔ یہاں بھی نفی عموم سلب کیلئے نہیں ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ ان میں سے کسی نے بھی خود ساختہ رہبانیت کا لحاظ نہیں رکھا بلکہ جس رہبانیت کو انہوں نے ازخود اپنے اوپر لازم کیا تھا کچھ اس کی بھی کما حقہ پابندی نہ کر سکے اور رفتہ رفتہ نہ صرف رہبانیت فقط دنیا کمانے اور شہرت حاصل کرنے کا ذریعہ بنالی گئی بلکہ ان میں سے کچھ نے خود ساختہ عقیدۂ تثلیث اپنالیا اور پھر رفتہ رفتہ اپنے علما کو ارباب کی حیثیت دیدی جن کی قیادت میں پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پھر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا انکار کر بیٹھے۔

تفسیر مظہری

یہاں تک کہ وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے انتظار میں رہبانیت اختیار کرتے ہوئے وقتی طور پر پہاڑوں اور جنگلوں میں جا بسے تھے۔ بعثت نبوی ﷺ کے وقت ان کے جانشینوں کی حالت یہ تھی۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ () ۹ : ألتوبة ۳۱

ترجمہ

ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو اپنا رب بنالیا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو۔ حالانکہ اللہ نے انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ : أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَفِيْ عُنُقِيْ صَلِيْبٌ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ : " يَا عَدِيُّ اطْرَحْ عَنْكَ هٰذَا الْوَثَنَ " وَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ () ۹ : ألتوبة ۳۱. قَالَ اَمَا اِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ اِذَا اَحَلُّوْا لَهُمْ شَيْئًا اِسْتَحَلُّوْهُ وَاِذَا حَرَّمُوْا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوْهُ.

أخرجه الترمذی فی التفسير باب ومن سورة التوبة وقال هذا حديث غريب لا نعرفه الا من حديث عبد السلام بن حرب وغطيف بن اعين ليس بمعروف فی الحديث وحسنه الالبانی فی صحيح الترمذی برقم ۲۴۷۱.

Marfat.com

ترجمہ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میری گردن میں سونے کی ایک صلیب لٹک رہی تھی جسے دیکھتے ہی آپ نے فرمایا اے عدی بت پرستی کی اس علامت کو اتار پھینکو اس کے بعد میں نے سنا کہ آپ سورہ توبہ کی یہ آیت تلاوت فرمارہے ہیں:

'' اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ () ۹ : ألتوبة ۳۱ ''

''ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو اپنا رب بنالیا ہے۔''

(عدی بن حاتم کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہود و نصاریٰ نے تو اپنے علما کی کبھی پرستش نہیں کی؟)

فرمایا: یہ تو ٹھیک ہے کہ انہوں نے ان کی اس طرح عبادت نہیں جس طرح اللہ کی عبادت کی جاتی ہے لیکن بات یہ ہے کہ ان کے علما نے جس چیز کو حلال قرار دے دیا اس کو انہوں نے حلال اور جس کو حرام قرار دیدیا اس کو انہوں حرام سمجھا یہی ان کی عبادت کرنا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ,,

۹ : ألتوبة ۳۴

ترجمہ

اے ایمان والوان اہل کتاب کے اکثر علما اور درویشوں کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کے مال باطل طریقے سے کھاتے ہیں اور ان لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ دردناک عذاب کی خوشخبری دوان کو جو سونے اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

اَحْبَارُ - رُهْبَانُ

اَحْبَارُ . حِبْرٌ کی جمع ہے اور یہ ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو بات کو خوبصورت طریقے سے پیش کرنے کا سلیقہ رکھتا ہو اسی مناسبت سے خوبصورت اور منقش کپڑے کو 'ثَوْبٌ مُحَبَّرٌ'' کہتے ہیں اور اس سے مراد علمائے یہود ہیں اور رُهْبَانُ سے مراد بزعم خویش تارک الدنیا عیسائی صوفیا ہیں جبکہ عیسائی علما کیلئے قِسِّيْسِيْن اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔

جن کا کام ''صرف اتنا نہیں کہ فتوے بیچتے ہیں، رشوتیں کھاتے ہیں، نذرانے لوٹتے ہیں، ایسے ایسے مذہبی ضابطے ایجاد کرتے ہیں جن سے لوگ اپنی نجات ان سے خریدیں اور ان کا مرنا جینا اور شادی وغم کچھ بھی ان کو کھلائے بغیر

Marfat.com

نہ ہو سکے اور وہ اپنی قسمتیں بنانے اور بگاڑنے کا ٹھیکیدار ان کو سمجھ لیں۔ بلکہ مزید براں اپنی اغراض کی خاطر یہ حضرات خلق خدا کو گمراہیوں کے چکر میں پھنسائے رکھتے ہیں اور جب کبھی کوئی دعوت حق اصلاح کیلئے اُٹھتی ہے تو سب سے پہلے یہی اپنی عالمانہ فریب کاریوں اور مکاریوں کے حربے لے لے کر اس کا راستہ روکنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔''

تفہیم القرآن۔ ۰۹ : التوبۃ حاشیہ نمبر ۳۳

''عیسائی مذہبی رہنماؤں کو قرون وسطی میں جو تسلط اور اقتدار حاصل رہا اس سے انہوں نے کس طرح ناجائز فائدہ اٹھایا اور کس بے دردی سے اپنے عقیدت مندوں کی دولت کو ہتھیایا اس کی روداد بڑی دلچسپ اور بڑی المناک ہے۔ کیتھولک فرقہ کا پوپ جنت کے ٹکٹ قیمتاً فروخت کیا کرتا تھا، اس کے نائب بھی بخششِ گناہ کے پروانے لکھ کر دیا کرتے تھے اور خریدار اپنی مالی استطاعت کے مطابق اس کی قیمت ادا کیا کرتا تھا۔

بادشاہوں، شہزادوں، امراء وزراء اور قوم کے دولت مند طبقہ کی خاطر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا کرتے اور اس طرح ان سے منہ مانگے نذرانے وصول کرتے ۔ رشوت لے کر مقدمات کا فیصلہ کرتے اس کے علاوہ اور متعدد طریقے تھے جن سے وہ دولت کے پجاری دولت جمع کرنے میں شب و روز مصروف رہا کرتے۔

لیکن یہ چیز کبھی ذہن سے نہ اترے کہ یہی بدکاریاں اگر اسلام کے عالم اور پیر کریں گے تو وہ بھی اسی طرح مجرم قرار دیئے جائیں گے بلکہ ان کا جرم اور زیادہ سنگین ہوگا کیونکہ وہ سید المرسلین و خاتم النبیین کی آخری شریعت کے امین اور نگہبان ہیں۔''

ضیاء القرآن ۰۹ : التوبۃ حاشیہ نمبر ۵۱.

رہبانیت کی حقیقت سمجھنے کے بعد ضروری ہے کہ آگے بڑھنے سے پہلے اسلامی شریعت اور عقیدۂ توحید کو سمجھ لیا جائے تاکہ اسلام کے نام پر جاہل صوفیاء اور علمائے سوء کی مکاریوں سے بچنے میں مدد مل سکے۔

شریعت اور عقیدۂ توحید

شریعت نام ہے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے ختم الرسل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیاء و رسل علیہم السلام اور ان کے مخلص پیروکاروں کے طریق زندگی اور رہن سہن کا۔ اسی رہن سہن کی مکمل تفصیلات کا نام دین اسلام ہے جس کے مقابلے میں تمام رسم و رواج اور رہن سہن کے طریقوں سے زبانی، ذہنی، قلبی اور عملی اظہار لاتعلقی کا نام ایمان ہے۔

Marfat.com

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالىٰ وَالْحِسَابِ ، وَالْمِيْزَانِ ، وَالْجَنَّةِ ، وَالنَّارِ .

منح الروض الازهر فی شرح الفقه الاکبر للعلامة المحدث علی بن سلطان محمد القاری رحمه الله تعالیٰ علیه : اصل التوحید وما یصح الا عتقاد علیه :دارالبشائر الاسلامیة بیروت.

ترجمہ

میں ایمان لا چکا اللہ تعالیٰ پر، اور اس کے تمام فرشتوں پر، اور اس کی تمام کتابوں پر، اور اس کے تمام رسولوں پر، اور مر کر زندہ ہونے پر، اور تقدیر کے تمام خیر وشر کے فیصلوں پر کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہیں، اور حساب پر، اور میزان پر، اور جنت، اور جہنم پر۔

اس لئے کہ " اَلْاِیْمَانُ هُوَ الْاِ قْرَارُ وَالتَّصْدِیْقُ " ایمان نام ہے زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کا
" وَ اِیْمَانُ اَهْلِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَایَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ "

اور اس قانونی تعریف کی رو سے تمام زمینی اور آسمانی مخلوق کا ایمان کبھی زیادہ یا کم نہیں ہوتا۔ ہاں مگر
"اَلْمُؤْمِنُوْنَ مُسْتَوُوْنَ فِیْ الْاِیْمَانِ وَالتَّوْحِیْدِ مُتَفَاضِلُوْنَ فِیْ الْاَعْمَالِ "

المصدر السابق

تمام مومنین ایمان اور اقرار توحید میں تو برابر ہیں مگر اعمال کے حساب سے ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔

پھر جب انسان اس عقیدے کے مطابق عملی زندگی گذارنا شروع اور معاملات طے کرتا ہے تو وہ مسلمان بنتا ہے کیونکہ

" اَلْاِسْلَامُ هُوَ التَّسْلِیْمُ وَالْاِنْقِیَادُ لِاَوَامِرِ اللّٰهِ تَعَالىٰ فَفِیْ طَرِیْقِ اللُّغَهِ فَرْقٌ بَیْنَ الْاِیْمَانِ وَالْاِسْلَامِ "

المصدر السابق

اسلام عملاً پوری اطاعت وفرمانبرداری اور اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل درآمد کرنے کا نام ہے اور یہی ایمان اور اسلام میں لغوی فرق ہے۔

لیکن یہاں ایک اور بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ

" لَا یَکُوْنُ اِیْمَانٌ بِلَا اِسْلَامٍ وَلَا اِسْلَامٌ بِلَا اِیْمَانٍ فَهُمَا کَالظَّهْرِ مَعَ الْبَطْنِ "

المصدر السابق

Marfat.com

ایمان اسلام کے بغیر اور اسلام ایمان کے بغیر کوئی حیثیت اور وزن نہیں رکھتا جس طرح کہ پیٹھ کے بغیر پیٹ کی کوئی حقیقت نہیں۔

یعنی اگر ایک انسان کی پیٹھ تو ہے مگر پیٹ ہی نہیں یا پیٹ تو ہے مگر پیٹھ ہی نہیں تو زندگی کس چیز کا نام ہوا؟

دین

" وَالدِّیْنُ اِسْمٌ وَاقِعٌ عَلَی الْاِیْمَانِ وَالْاِسْلَامِ وَالشَّرَائِعِ کُلِّهَا "

اور دین نام ہے ایمان، اسلام اور شریعت کے تمام احکامات پر عمل کرنے اور شریعت کی حدود کے اندر رہتے ہوئے تمام معاملات طے کرنے کا۔

عقیدۂ توحید کی اس اجمالی تشریح اور اقرار کے بعد کسی انسان کے پاس دین اسلام سے ہٹ کر زندگی گزارنے کا نہ تو کوئی جواز رہ جاتا ہے اور نہ ہی بہانہ اور نہ ہی کسی خود ساختہ طریقے کو اسلام میں داخل کرنے کا اختیار۔

حضرت انسان اور کائنات

اس مقام پر ایک اور بات پر غور کرنا بہت ضروری ہے اور وہ ہے کائنات میں انسان کی حیثیت اور منصب وشرف۔

یوں تو کائنات میں اللہ تعالیٰ کی اتنی مخلوق اور اس کے لشکر ہیں کہ انہیں شمار نہیں کیا جاسکتا۔

وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ وَمَاهِیَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْبَشَرِ () ۷۴ : المدثر ۳۱

ترجمہ

آپ کے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور یہ بنی آدم کیلئے سامان نصیحت ہے۔

لیکن ان میں سے تین بڑے گروہ قرآن کریم کا مرکزی موضوع ہیں، فرشتے، جنات اور انسان جن میں سے حضرت انسان کو اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے نائب اور حامل وحی ہونے کے باعث نہ صرف مرکزی حیثیت حاصل ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں انسان ہی اشرف المخلوقات اور احسن المخلوقات ہے۔

اشرف المخلوقات

اس طرح کہ انسان باقی مخلوق کے مقابلے میں بہت سی خِلقِی، خُلقِی اور منصبی فضائل وامتیازات کا حامل ہے مثال کے طور پہ جب ہم ایک جاندار کی تعریف کرتے ہیں:

Marfat.com

اَلْحَیَوَانُ : اَلْجِسْمُ النَّامِیُ الْحَسَّاسُ الْمُتَحَرِّکُ

التعریفات للجرجانی رحمہ اللہ تعالیٰ

حیوان، ایسے حساس اور متحرک جسم کو کہتے ہیں جس میں نمو، بالیدگی اور نشو ونما (Growth) کی صلاحیت موجود ہو۔

یعنی بنیادی طور پر بنی آدم سمیت تمام حیوانات کے درمیان حیات قدر مشترک ہے جس کی خصوصیات میں نمو، بالیدگی اور نشوونما (Growth) کی صلاحیت موجود ہے۔

پھر انسان کو باقی حیوانات سے ممتاز کرنے کیلئے کہتے ہیں ''اَلْاِنْسَانُ حَیَوَانٌ نَاطِقٌ'' انسان باتیں کرنے والا حیوان ہے۔

اور باتیں کرنے سے مراد محض نطق انسانی مراد نہیں بلکہ ''اَلْجِسْمُ النَّامِیُ الْحَسَّاسُ الْمُتَحَرِّکُ بِالْاِرَادَةِ'' بالیدگی اور نشونما کی صلاحیت کے ساتھ ساتھ متحرک بالارادہ جسم ہے یعنی قوۃ فکر رکھنے کے ساتھ حصول علم کی صلاحیت سے بھی مالا مال و معمور ہے۔

جبکہ اَلْبَعِیْرُ حَیَوَانٌ رَاغٍ۔ اونٹ بلبلانے والا حیوان ہے۔

اَلثَّوْرُ حَیَوَانٌ خَائِرٌ۔ بیل ڈکارنے والا حیوان ہے۔

اَلْحِمَارُ حَیَوَانٌ نَاهِقٌ۔ گدھا ھینگنے والا حیوان ہے۔

اَلشَّاةُ حَیَوَانٌ ثَاغٍ۔ بکری ممیانے والا حیوان ہے۔

اَلظَّبیُ حَیَوَانٌ بَاغِمٌ۔ ہرنی دھیمی آواز سے بولنے والا حیوان ہے۔

اَلْفَرَسُ حَیَوَانٌ صَاهِلٌ۔ گھوڑا ہنہنانے والا حیوان ہے۔

مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انسانی روح کی نسبت اپنی طرف کرتے ہوئے اس مشت خاک کو ہم دوش ثریا کر دیا ہے جس کی بنیاد پر وہ مسجود ملائک و مخدوم الخلائق اور اللہ تعالیٰ کا نائب کہلاتا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ () وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ () وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ () فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ () فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَةُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ () اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ()

۱۵ : الحجر ۲۶ – ۲۹

Marfat.com

ترجمہ

یقیناً ہم نے انسان کو کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا ہے۔اور اس سے پہلے جنات کو ہم نے لو والی آگ سے پیدا کیا۔اور جب آپ کے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں ایک انسان کو کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں ۔تو جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کیلئے سجدے میں گر پڑنا۔ چنانچہ تمام فرشتوں نے سب کے سب نے سجدہ کرلیا۔سوائے ابلیس کے کہ اس نے سجدہ کرنے والوں میں شمولیت کرنے سے انکار کر دیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ ''فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ''

تو جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کیلئے سجدے میں گر پڑنا۔

اس حکم میں جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمائی جانے والی روح کی نسبت اپنی طرف کر لی تو فرشتوں پہ آدم کی عظمتیں واضح ہوگئی تھیں لہٰذا بلا توقف اور سب کے سب سجدے میں جا گرے مگر شیطان اس نسبت پہ غور کرنے کے بجائے اپنی فکر میں پڑا رہا تو محروم رہ گیا۔

احسن المخلوقات

انسان کائنات کی سب سے خوبصورت تخلیق ہے جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ''اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ''

صحیح مسلم /کتاب الایمان/باب تحریم الکبرعن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنهما/ومن طریق آخر أخرجه الترمذی عن علقمة عن عبداللہ بن مسعود. أبواب البر والصلة/باب ماجاء فی الکبر.

ترجمہ

بیشک اللہ تعالیٰ صاحب حسن و جمال ہے اور حسن و جمال کو پسند فرماتا ہے۔

لہٰذا اللہ کا نائب بھی صاحب حسن و جمال ہونا چاہیے تھا۔ اس لیے قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے چار چیزوں کی قسم اٹھاتے ہوئے فرمایا:

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ () وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ () وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ () لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ () التّین ۱/۴

ترجمہ

قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور قسم ہے طور سینا اور اس امن والے شہر (مکہ) کی بیشک ہم نے پیدا کیا ہے انسان

Marfat.com

کو بہترین ساخت پر۔

یعنی احسن الخالقین کی بارگاہ میں جو تخلیقی معیار مقرر ہے اس کے مطابق صرف انسان ہی اس کا سب سے بڑا اور خوبصورت تخلیقی شاہکار ہے۔

یٰاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَاغَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ () اَلَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ () فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَا شَآءَ رَکَّبَکَ () الانفطار ٦-٨

ترجمہ

اے انسان کس چیز نے تجھے اپنے اس رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا۔ جس نے تجھے پیدا کیا، تجھے نِک سُک سے درست کیا، تجھے متناسب بنایا اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ کر تیار کیا۔

اور پھر شیطانی انکار اور ناکامی اور فرشتوں کی طرف سے سجدے اور اعتراف عظمت آدم کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں اپنا نمائندہ اور پیغامبر مقرر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰھُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰھُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا () ١٧: بنی اسرائیل ٧٠

ترجمہ

بلاشبہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی عطا کی اور ہم نے سوار کیا انہیں خشکی اور سمندر میں اور انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق مہیا کیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فوقیت بخشی۔

اعتراف عظمت

جس کے بعد نورانی مخلوق فرشتے جو پیدائشی معصوم ہیں ''لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ'' ٦٦: التحریم ٦

ترجمہ: جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔

انسانی خدمت میں جت گئے اور ان کی خدمت بھی ان کی عبادت میں شمار ہونے لگی لہٰذا ماں کے پیٹ سے قبر تک اور قبر سے حشر اور ابدالآباد تک انسان کے دکھ سکھ میں اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور یہ سلسلہ جاری رہے گا جس کی دو مثالیں اس طرح ہیں۔

Marfat.com

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : وُكِّلَ بِالْجَنِيْنِ مَلَكٌ إِذَانَامَتِ الْاُمُّ اَوِضْطَجَعَتْ رَفَعَ رَأْسَهُ ، لَوْ لَا ذَالِكَ لَغَرِقَ فِي الدَّمِ .

أخرجه ابوالشيخ الاصفهانى رحمه الله تعالى فى العظمة عن ابن عباس بسند جيد

الحبائک فى اخبار الملائک تاليف الشيخ الامام العلامة حافظ عصره ووحيد دهره أبى الفضل جلال الدين عبد الرحمٰن أبى بكر السيوطى الشافعي المتوفى سنة ۹۱۱ھ رحمه الله تعالىٰ :الملک المؤكل بالجنين : تحقيق محمد سعيدبن بسيونى زغلول . الناشر دارالكتب العلميه بيروت.

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک فرشتہ مستقل طور پر جنین کا نگران ہے کہ جب اس کی ماں سوتی ہے یا پہلو بدلتی ہے تو یہ فرشتہ اس جنین کا سر اوپر اٹھا لیتا ہے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو بچہ خون میں غرق ہو کر مرجائے۔

جَنِيْنٌ ج اَجِنَّةٌ

رحم مادر میں استقرار حمل سے پیدائش تک کے عرصے میں بچے کو جنین کہتے ہیں اور اس کا مطلب ہے مستور یعنی ماں کے پیٹ میں چھپا ہوا۔

اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ط هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ فَلَاتُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى () ۵۳ : النجم ۳۲

ترجمہ

جو لوگ بچتے رہتے ہیں بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے مگر شاذ و نادر بلاشبہ آپ کا رب وسیع بخشش والا ہے۔ وہ تمہیں بخوبی جانتا ہے جبکہ اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور جبکہ تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں چھپے ہوئے بچے تھے پس تم اپنی خودستائی نہ کیا کرو وہ خوب جانتا ہے کہ پرہیزگار کون ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : اِنَّ اللّٰهَ وَكَّلَ بِعَبْدِهٖ مَلَكَيْنِ يَكْتُبَانِ عَمَلَهٗ فَاِذَا مَاتَ قَالَا رَبَّنَا قَدْ مَاتَ فُلَانٌ فَأْذَنْ لَنَا أَنْ نَصْعَدَ اِلَى السَّمَاءِ؟ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ سَمٰوَاتِيْ مَمْلُوْءَةٌ مِنْ مَلَائِكَتِيْ يُسَبِّحُوْنَنِيْ ، فَيَقُوْلَانِ رَبَّنَا نُقِيْمُ فِي الْأَرْضِ ؟ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ أَرْضِيْ مَمْلُوْءَةٌ مِنْ خَلْقِيْ يُسَبِّحُوْنَنِيْ فَيَقُوْلَانِ يَارَبِّ فَاَيْنَ نَكُوْنُ ؟ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى كُوْنَا عَلٰى قَبْرِ عَبْدِيْ فَكَبِّرَانِيْ

Marfat.com

وَهَلِّلَانِیْ وَسَبِّحَانِیْ وَاکْتُبَا ذَالِکَ لِعَبْدِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ .

أخرجه ابو الشيخ الأصفهاني رحمه الله تعالى في " العظمة " والبيهقي رحمه الله تعالى " في شعب الايمان " عن أنس رضى الله تعالى عنه مرفوعا :الحبائك في اخبار الملائك تاليف الشيخ الامام العلامة حافظ عصره ووحيد دهره أبي الفضل جلال الدين عبد الرحمٰن أبي بكر السيوطي الشافعي المتوفى سنة ٩١١ ھ رحمه الله تعالى :باب ماجاء في حافظين الكرام الكاتبين عليهما السلام : تحقيق محمد سعيد بن بسيوني زغلول . الناشر دار الكتب العلميه بيروت :
وأخرجه الحاكم في " المستدرک " وصححه واحمد في مسنده رحمهم الله تعالى.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اللہ کریم نے دو فرشتوں کو اپنے بندے کے سپرد کر رکھا ہے جو اس کا عمل لکھتے رہتے ہیں پھر جب یہ انسان وفات پا جاتا ہے تو فرشتے اللہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! آپ کا وہ فلاں بندہ تو وفات پا چکا ہے لہٰذا اجازت فرمائیے تا کہ ہم واپس آسمان پہ آ جائیں؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا آسمان تو مرے فرشتوں سے بھرا پڑا ہے جو ہر وقت میری تسبیح بیان کیے جاتے ہیں۔ تو وہ فرشتے عرض کرتے ہیں اے پروردگار ہم زمین پہ ٹھہر جاتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری زمین بھی میری مخلوق سے بھری پڑی ہے جو ہر وقت میری ہی تسبیح بیان کیے جاتی ہے۔ تو وہ فرشتے عرض کرتے ہیں اے پروردگار پھر ہمارے لیے کہاں ٹھہرنے کا حکم ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم میرے اس بندے کی قبر پہ رک کر میری کبریائی، کلمۂ طیبہ کا ورد اور تسبیح بیان کرتے ہوئے اس کے نامۂ اعمال میں لکھتے رہو اور قیامت تک یہ عمل جاری رکھو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے خود بھی پاکیزہ صفات، سراپا خیر اور اللہ کریم کے قریب ہیں اور اپنے ساتھ منسلک انسان کیلئے بھی خیر اور نجات چاہتے ہیں جبکہ شیطان خود بھی مردود و ملعون اور اپنے ساتھ بہت سوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دور کرنے والا ہے۔

جس کے بعد یہ جاننا ضروری ہے کہ نکاح کے متبادل استمناء اور خود لذتی کی جو شکلیں جاہلیت میں مروج تھیں یا اب بھی ہیں تو ان کے دنیا و آخرت کے اعتبار سے کیا نقصانات ہیں؟

Marfat.com

زنا کی نحوستیں

اَلزِّنَا : اَلْوَطْءُ فِیْ قُبُلٍ خَالٍ عَنْ مِلْکٍ وشُبْهَةٍ. التعریفات للجرجانی رحمہ اللہ تعالی

زنا کہتے ہیں ایسی خاتون کے قبل میں وطی کرنے کو جو ملک نکاح اور ملک یمین بھی نہیں اوراس کے بیوی نہ ہونے میں بھی کوئی شبہ نہ ہو۔ کیونکہ شبے کی صورت میں حد نافذ نہیں کی سکتی۔

زَنَی یَزْنِیْ (ضَرَبَ یَضْرِبُ) زِنًی وَ زِنَاءً وَ مُزَانَاةً : زَانِیْ ج زُنَاةٌ زَانِیَةٌ ج زَوَانٍ : عورت مرد کے درمیان نکاح کے بغیر جسمانی رشتہ جس کی دو قسمیں ہیں (۱) شادی شدہ (۲) غیر شادی شدہ۔

پہلی صورت میں دنیوی سزا رجم مقرر کی گئی اور دوسری صورت میں سو سو کوڑے مقرر ہیں جبکہ آخرت کے اعتبار سے یہ ایک انتہائی سنگین جرم ہے کہ توبہ نہ کرنے کی صورت میں اس پر جہنم کا عذاب مقرر ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے منہ پھیرنا پسند نہیں فرماتا اسی طرح ان کے غلط استعمال کو حرام ٹھہرایا گیا ہے۔ اور جس طرح جائز استعمال کی برکات ہیں اسی طرح حرام کے ارتکاب کی نحوستیں ہیں۔ ان محرمات میں سے زنا احرم الحرام اور دنیا و آخرت کے اعتبار سے بہت خطرناک گناہ ہے جس کی کچھ تفصیل اس طرح ہے۔

وَلَاتَقْرَبُوْا الزِّنٰی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا () ۱۷ : ألاسراء / بنی اسرائیل ۳۲

ترجمہ

خبردار زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : مَامِنْ اَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ ، مِنْ أَجْلِ ذَالِکَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا اَحَدٌ أَحَبَّ اِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ .

صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الغیرة

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت والا ہو یہی وجہ ہے کہ اللہ کریم نے بے حیائی کے تمام کاموں کو حرام قرار دیا ہے اور ایسا بھی کوئی نہیں جسے مدح و ثنا اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبوب ہو۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ : اِنَّ اللّٰهَ یَغَارُ وَغَیْرَةُ اللّٰهِ اَنْ یَّاْتِیَ الْمُؤْمِنُ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ.

اخرجه البخاری فی کتاب النکاح ' باب الغیرة ومسلم فی التوبة باب غیرة الله وتحریم الفواحش

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ غیرت فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا غیرت کرنا یہ ہے کہ کوئی مومن ایسا کام کرے جسے اللہ کریم نے حرام ٹھہرایا ہے۔

واقول

اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان کا متبادل موجود ہے مثال کے طور پر اگر ایک خنزیر کو حرام قرار دیا ہے تو بکری، بھیڑ، ہرن اور اس طرح کے کئی دوسرے جانوروں کو حلال قرار دیا ہے۔ اگر زنا کو حرام رکھا ہے تو اس کے بجائے نکاح حلال ہے۔اس کے باوجود ایک انسان جب حرام کا ارتکاب کرتا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کو چیلنج کرتا ہے۔

عرف عام میں نکاح کے مقابل زنا کی اصطلاح مشہور ہے مگر زنا کی بھی اقسام اور ان کے مسائل ہیں نیز جاہلیت سے آج تک استمناء اور خود لذتی کی کئی شکلیں موجود رہی ہیں لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کی فضیلت اور برکات کے بعد زنا کی اقسام نحوستوں اور دیگر استمناء اور خود لذتی کی شکلوں کا بیان ہو جائے۔

پہلی نحوست

یَا هَاتِکًا حُرَمَ الرِّجَالِ وَقَاطِعًا
سُبُلَ الْمَوَدَّةِ عِشْتَ غَیْرَ مُکَرَّمٍ
لَوْ کُنْتَ حُرًّا مِنْ سُلَالَةِ مَاجِدٍ
مَا کُنْتَ هَتَّاکًا لِحُرْمَةِ مُسْلِمٍ
مَنْ یَزْنِ یُزْنَ بِهٖ وَلَوْ بِجِدَارِهٖ
اِنْ کُنْتَ یَا هٰذَا لَبِیْبًا فَافْهَمْ

دیوان الامام الشافعی رضی الله عنه

Marfat.com

ترجمہ

اے لوگوں کی حرمتوں کے ہتک کرنے والے اور دوستی ورشتہ داری کی لاج نہ رکھنے والے یادرکھ تو کبھی عزت کی زندگی نہیں جی پائے گا۔ اگر تو خود آزاد اور صاف ستھرے و پاکیزہ سیرت ماں باپ کی اولاد ہوتا تو لوگوں کی عزتوں سے کبھی نہ کھیلتا۔

یادرکھ جو زنا کرے گا اس کے گھر میں زنا کیا جائے گا اور ممکن ہے گھر کی دیوار کے سائے میں چھپ کر سرانجام پا جائے اور تجھے خبر تک نہ ہو اگر تجھے تھوڑی بہت عقل ہے تو میری یہ نصیحت پلے باندھ لے۔

یعنی : بیشک تیرے گھر کی عورتیں باہر نہ جاتی ہوں تو بھی یہ ہونا ہی ہے چاہے گھر کی دیوار کے سائے میں ہی کیوں نہ ہو۔ جس طرح عذاب الٰہی سے مفر نہیں اور ہر جگہ دبوچ لیتا ہے۔

زنا کی حیثیت قرض کی ہے

یعنی جس طرح چارو ناچار قرض اتارنا ہی پڑتا ہے اسی طرح عدم توبہ کی صورت میں زنا کے بدلے میں تمہارے گھر میں زنا ہونا ہی ہونا ہے لہٰذا

عِفُّوْا تَعِفُّ نِسَاءُ كُمْ فِيْ الْمَحْرَمِ
وَ تَجَنَّبُوْا مَا لَا يَلِيْقُ بِمُسْلِمِ
اِنَّ الزِّنَا دَيْنٌ فَاِنْ أَقْرَضْتَهُ
كَانَ الْوَفَا مِنْ اَهْلِ بَيْتِكَ فَاعْلَمِ

دیوان الامام الشافعی زیّن اللہ وجهہ

ترجمہ

تم اگر خود پاکدامنی اختیار کرلو تو تمہاری عورتیں بھی گناہوں کی دلدل اور گندگی سے محفوظ رہیں گی۔ اور ایسے کاموں سے اجتناب کرو جو ایک مسلمان کے شایان شان نہیں۔ بیشک زنا ایک ایسا قرض ہے جو اگر تم نے لے لیا تو یادرکھو تمہارے اہل خانہ میں سے کسی نہ کسی کو ضرور زنا میں ملوث ہو کر واپس کرنا ہوگا۔

یعنی: آخرت کے اعتبار سے گناہ تو ہے ہی اس کے علاوہ دنیا میں مکافات عمل کے طور پہ تمہارے گھر والوں میں سے کوئی نہ کوئی خاتون ضرور زنا میں مبتلا ہوگی تا کہ زانی کو دنیا میں بھی اس کے کیے کا پھل مل سکے۔

Marfat.com

اَلْمَحْرَمُ ج مَحَارِمُ : سے مراد ناجائز اور گناہ کے کام ہیں چونکہ دنیا میں اکثر گناہ رات کی تاریکی میں سرانجام پاتے ہیں لہٰذا : مَحَارِمُ اللَّيْلِ سے رات کے تمام خطرات مراد ہوتے ہیں جبکہ حرام کے ارتکاب سے بڑا خطرہ کوئی نہیں ہوسکتا۔

حکایت عبرت

ایک شخص نے حضرت امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس طرح بیان کیا: ''میں نے خواب میں پڑوسی کی کبوتری پکڑی اور اس کے بازو کاٹ دیئے یہ سنتے ہی حضرت امام کا رنگ متغیر ہو گیا اور اس سے پوچھا کہ پھر آگے کیا ہوا؟ اس شخص نے بتایا کہ ایک سیاہ کوا آ کر پہلے تو میری چھت پر بیٹھا پھر وہ نقب لا کر اندر داخل ہو گیا یہ سن کر آپ نے فرمایا بہت جلدی تیرے اللہ نے تجھے تنبیہ فرمادی ہے لہٰذا توبہ کر کیونکہ تیرے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ جس طرح تیرے اپنے پڑوسی کی بیوی سے ناجائز تعلقات ہیں اسی طرح کالے کوے سے مراد حبشی غلام ہے جس کے تیری بیوی سے ناجائز تعلقات ہیں جو تیری عدم موجودگی میں تیری بیوی کے پاس آتا ہے۔

یعنی: یہ بھی ممکن ہے کہ جب تم پڑوسی کی بیوی کے پاس ہوتے ہو تو وہ تمہاری بیوی کے پاس آجاتا ہو۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَرُّوْا آبَاءَ كُمْ تَبَرُّكُمْ اَبْنَاءُ كُمْ وَ عِفُّوْا تَعِفُّ نِسَاءُ كُمْ .

رواه الطبرانی فی الاوسط و رجاله رجال الصحیح غیر شیخ الطبرانی احمد غیر منسوب و الظاهر انه من المكثرين من شيوخه فلذالک لم ينسبه والله اعلم

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد تاليف الحافظ نورالدين على بن ابى بكر بن سليمان الهيثمی المصری ت ۸۰۷ھج رحمه الله عليه : كتاب البر والصلة باب ماجاء فی البر وحق الوالدين : تحقيق محمد عبد القادر احمد عطاء الناشر دارالكتب العلمية بيروت .

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عمر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم لوگ اپنے والدین کی فرمانبرداری اور اطاعت میں رہو تا کہ تمہاری اولاد تمہاری اطاعت و فرمانبرداری میں رہے۔ اور تم خود پاکدامنی اختیار کرو تا کہ تمہاری عورتیں بھی پاکدامن رہیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ " عِفُّوْا تَعِفُّ نِسَاءُ كُمْ وَ بَرُّوْا آبَاءَ كُمْ

Marfat.com

تَبِرُّ کُمْ اَبْنَاءُ کُمْ .

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد روایت کیا ہے: ''تم اگر خود پاکدامنی اختیار کر لو تو تمہاری عورتیں بھی گناہوں کی دلدل اور گندگی سے محفوظ رہیں گی اور تم لوگ اپنے والدین کی فرمانبرداری اور اطاعت میں رہو تا کہ تمہاری اولاد تمہاری اطاعت وفرمانبرداری میں رہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ پاکدامن رہنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عزت وناموس کی حفاظت کا انتظام کرتا ہے اور جو لوگ خود پاکدامنی اختیار نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان کی خواتین سے اپنی حفاظت اٹھالیتا ہے۔

دوسری نحوست

وَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِنَّ الْمَرْأَةَ لَا تَنْسٰى أَبَا عُذْرَتِهَا .

أَلْعُذْرَةُ : أَلْبَكَارَةُ: قَالَ اِبْنُ الْاَثِيْرِ : أَلْعُذْرَةُ : مَا لِلْبِكْرِ مِنَ الْاِ لْتِحَامِ قَبْلَ الْاِفْتِضَاضِ. وَ يُقَالُ : فُلَانٌ أَبُوْعُذْرِ فُلَانَةٍ ، وأَبُوْ عُذْرَتِهَا اِذَا كَانَ افْتَرَعَهَا وَافْتَضَّهَا.

دولة النساء تاليف الاستاذ عبد الرحمن البر قوقي رحمه الله تعالى عليه :باب الأبكار والثيبات : الناشر دار ابن حزم بيروت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ عورت اپنے ساتھ پہلی بار مباشرت کرنے والے کو کبھی نہیں بھلا پاتی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس حکیمانہ قول کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

بکارت اور عُذرت : دو ہم معنی شرعی اصطلاحیں ہیں جس سے مراد عورت کا کنوار پن ہے۔ عربی میں کہتے ہیں: '' فُلَانٌ أَبُوْعُذْرِ فُلَانَةٍ ، وَأَبُوْ عُذْرَتِهَا ''

فلاں آدمی فلاں عورت سے پہلی بار مباشرت کرنے ولا ہے۔

حضرت علی رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ایک کنواری عورت سے جو مرد سب سے پہلے مباشرت کرے تو عورت اسے زندگی بھر نہیں بھلا پاتی۔

شارح ابن ماجہ حضرت امام سندھی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں

''فَاِنَّ الثَّيِّبَ قَدْ تَكُوْنُ مُعَلِّقَةَ الْقَلْبِ بِالسَّابِقِ ''

Marfat.com

ترجمہ

ثیبہ عورت کا دل ہمیشہ پہلے شوہر کے ساتھ معلق رہتا ہے۔(یعنی اکثر ایسا ہوتا ہے)۔جس کے باعث وہ موجودہ مرد کے ساتھ ذہنی ہم آہنگی پیدا نہیں کرسکتی کیونکہ بھرپور جذبات والہڑ شباب کے عالم میں پہلا ملاپ دل و ماغ پہ ان لمحات کی یادیں مرتسم کر دیتا ہے اور اس طرح از دواجی سکون سے محروم زندگی بھر ذہن و بدن کی خانہ جنگی میں مبتلا رہتی ہے۔

دل اسے چاہے جسے عقل نہیں چاہتی ہے
خانہ جنگی ہے عجب ذہن و بدن میں اب کے

ماہ تمام

پردۂ بکارت

بکارت: ایک باریک سی جھلی ہوتی ہے جو شرمگاہ کے منہ پر دار پار پھیلی ہوئی ہوتی ہے اور یہ پردہ صرف کنواری لڑکیوں میں پایا جاتا ہے جو پہلی مرتبہ ہم بستری میں پھٹ جاتا ہے عورتوں کو پہلی ہم بستری میں جو ذرا تکلیف ہوتی ہے وہ اسی پردہ یا جھلی کے پھٹنے سے ہوتا ہے۔

تلخیص: نشاط زندگی تالیف حکیم غلام جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ : پردۂ بکارت: ناشر الفیصل ناشران کتب لاہور

واقول

مگر یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ ناہموار اور پہاڑی علاقوں کی جو لڑکیاں محنت مشقت کی زندگی گزارتی ہیں یا کبھی کبھار تیز بھاگتی یا چھلانگ لگاتی ہیں تو کبھی کبھی ان کا یہ پردۂ بکارت خود بخود پھٹ جاتا ہے لہٰذا یہ کنوار پن کی مستقل علامت نہیں ہے۔اسی لیے اطبا نے ایسی بچیوں کیلئے علاج تجویز کیا ہے۔لہٰذا ایسی صورت میں عورت کے کردار پر شک نہیں کیا جاسکتا۔امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''شرح السنة'' میں حضرت امام ابراھیم النخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول نقل فرمایا ہے: ''أَلْعُذْرَةُ تَذْهَبُ مِنَ النَّزْوَةِ وَالتَّعْنِيسِ'' کودائی، چھلانگ اور شادی میں زیادہ تاخیر ہونے کے باعث بھی بکارت خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''شرح السنة'' میں علمائے امت کا یہی قول نقل فرمایا ہے۔

اسی طرح کبھی کبھی حدت و شدت حیض سے بھی بکارت زائل ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

نے بیوی کے کسی راز کو افشا کرنا سب سے بڑی خیانت قرار دیا ہے اور ایسا شوہر بدترین انسان ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " اِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، أَلرَّجُلُ يُفْضِيْ اِلَى امْرَأَتِهِ ، وَتُفْضِيْ اِلَيْهِ ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا .

أخرجه مسلم فى كتاب النكاح باب تحريم افشاء سر المرأة وابوداود فى الأدب باب فى نقل الحديث.

ترجمہ

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز انجام کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بدترین شخص ہوگا جو اپنی بیوی کے قریب جائے ، بیوی اپنا جسم اس کے حوالے کر دے جس کے بعد وہ اس کا راز افشاء کر دے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " اِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْأَمَانَةِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، أَلرَّجُلُ يُفْضِيْ اِلَى امْرَأَتِهِ ، وَتُفْضِيْ اِلَيْهِ ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا . قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ " اِنَّ أَعْظَمَ "

ألمصدر السابق

ترجمہ

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں سب سے بڑی امانت جس میں خیانت کی گئی ہو یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کے قریب جائے ، بیوی اپنا جسم اس کے حوالے کر دے جس کے بعد وہ اس کا بھید ظاہر کر دے۔

نوٹ

اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے اور لباس زینت کے علاوہ جسم کی حفاظت اور پردہ پوشی کیلئے ہوتا ہے لہٰذا مرد بحیثیت لباس بیوی کی حفاظت اور پردہ پوشی کے بجائے دوسروں کے سامنے اگر اسے ننگا کر دے گا تو دوسرا کون اس کی حفاظت کرے گا۔

بعض علاقوں میں جو سسرالی عورتیں نہ صرف خود نو بیاہتا دلہن کے راز کی ٹوہ میں لگی رہتی ہیں بلکہ دوسری خواتین کو ساتھ شامل کر کے اس طرح کی باتیں پھیلاتی ہیں اور بیوی کے خلاف اس شیطانی کھیل اور سازش میں جو شوہر ملوث

Marfat.com

ہوتے ہیں وہ سخت گنہگار اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بدترین مخلوق ہیں۔

حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلم شریف کی ان دو احادیث کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''بیوی کا بھید ظاہر کرنا کشف عورۃ کے تحت آتا ہے چاہے انسان نظر سے دیکھ لے یا الفاظ میں بیان کردے۔ انجام اور گناہ کے اعتبار سے دونوں برابر ہیں۔'' جس کا مطلب یہ ہے کہ جو مرد بیوی کی کسی اس طرح کمزوری کو دوسروں کے سامنے بیان کرتا ہے وہ گویا بغیر لباس کے بیوی دوسروں کو دکھاتا پھرتا ہے۔

فطرت

معروف تابعی اور بصرہ کے قاضی حضرت ایاس بن معاویہ رحمتہ اللہ علیہ نہ صرف اپنے وقت کے بلند پایہ محدّث اور فقیہ بلکہ معاملہ فہمی، ذکاوت، دانائی اور بصیرت میں بھی ضرب المثل تھے۔ ایک روز دیکھا کہ کچھ عورتیں ایک بدکے ہوئے اونٹ کے باعث خوفزدہ بھاگ رہی ہیں تو آپ نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا وہ عورت تو حمل سے ہے جبکہ دوسری دودھ پلانے والی اور تیسری کنواری ہے۔ ایک شخص نے جب ان عورتوں کا حال معلوم کیا تو حضرت ایاس بن معاویہؒ کا قیاس درست ثابت ہوا۔ عرض کیا کہ آپ کو محض ایک نظر دیکھنے سے ان عورتوں کا حال کیسے معلوم ہو گیا ؟

فرمایا جب میں نے ان تینوں کو حالت خوف میں بھاگتے دیکھا تو ان تینوں نے اپنے اپنے جسم کے اہم ترین اعضاء پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے تاکہ کسی ناخوشگوار حادثے کے باعث انہیں نقصان نہ پہنچے۔ چنانچہ حمل والی نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیٹ پکڑ رکھا تھا (تاکہ حمل کو گزند نہ پہنچے) دودھ پلانے والی نے اپنے پستان تھام رکھے تھے (کہ زخمی ہونے کی صورت میں بچے کو دودھ نہ پلا سکے گی) اور کنواری نے اپنے ہاتھوں سے اپنی شرمگاہ ڈھانپ رکھی تھی (تاکہ بکارت زائل نہ ہو جائے۔)

واقول

ان عورتوں کے بجائے اگر مرد ہوتے تو ان کا حال بالکل مختلف ہوتا کیونکہ فطرۃً ہر انسان کسی خوف اور خطرے کے وقت اپنے جسم کے اہم اور نازک اعضاء کی فکر کرتا ہے۔ مثلاً تیز آندھی کے وقت اپنی آنکھیں ڈھانپتا ہے اور خوفناک آواز یا دھماکہ کے وقت کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتا ہے اور انتہائی دہشت کے وقت دائیاں ہاتھ دل پر رکھ لیتا ہے۔ اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام حالتوں میں صرف اپنی ذات ملحوظ ہے۔ جبکہ ان عورتوں کا معاملہ اسکے بالکل برعکس

Marfat.com

ہے کہ تینوں حالتوں میں ممتا کا جذبہ غالب ہے اپنی ذات ملحوظ نہیں۔ پھر حمل والی کا معاملہ تو ظاہر ہے کہ اسقاط حمل کا خطرہ ہے۔ اور دودھ پلانے والی ڈر رہی ہے کہ پستان کے زخمی ہونے کی صورت میں بچے کو دودھ نہ پلا سکے گی۔ مگر اس کنواری بچی کا اس طرح اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنا ایک عجیب معاملہ ہے۔ جسے دو واقعات کی روشنی میں سمجھنا آسان ہے۔

01 : صحیحین سمیت تقریباً احادیث کی تمام کتب میں متنوع عنوانات کے تحت اور معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ ایک واقعہ بیان ہوا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے عہد رسالت میں جب نکاح کیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے کنواری عورت سے نکاح کیا ہے یا " ثَیِّبَۃ " سے (جس کا پہلے نکاح ہو چکا ہو)؟ عرض کیا: " ثَیِّبَۃ " سے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم کنواری سے نکاح کرتے تو وہ تم سے گھل مل جاتی اور تم اس سے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ میری کفالت میں میری بہنیں ہیں اور اندیشہ تھا کہ میرا نکاح مجھے ان کی ذمہ داری سے کہیں غافل نہ کر دے۔ فرمایا تمہارے دونوں ہاتھ خاک آلود ہو جائیں۔ (اسلوب عرب میں اظہار محبت کیلئے دعائیہ جملہ) کسی عورت سے نکاح (۱) یا تو اس کی دین داری کو ملحوظ رکھ کر کیا جاتا ہے۔ (۲) (سیرت و کردار) (۳) یا اس کے مال کی لالچ میں (۴) یا پھر اس کے حسن و جمال سے متاثر ہو کر۔ پس تم ہمیشہ دین داری کو ترجیح دینا۔

حضرت جابر کے والد حضرت عبداللہ رضی عنہما کے غزوۂ احد میں شہید ہو جانے سے ان کی سات یا بروایت نو بیٹیاں یتیم رہ جانے کے بعد ان کی کفالت میں آ گئی تھیں۔ حضرت جابر چونکہ جوان تھے اور انہیں ہم عمر کنواری لڑکی سے نکاح کرنا چاہیے تھا مگر اندیشہ ہوا کہ کہیں بیوی کے ساتھ مشغول رہ کر اپنی بہنوں کی ذمہ داری سے غافل نہ ہو جائیں لہٰذا ایک ایسی سگھڑ بیوہ سے نکاح کر لیا جسے خاوند کی طرف سے زیادہ دلداری کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان حالات اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی سے جو نتیجہ سامنے آتا ہے وہ یہ کہ محبت بھری، خوشگوار اور کامیاب ازدواجی زندگی کیلئے کنواری بیوی زیادہ مناسب اور موزوں ہے جبکہ عرف عام میں بکارت کنوارے پن کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ جن گھروں میں میاں بیوی خوش ہیں ان کی اولاد ناکام زوجین کے مقابلے میں زیادہ ہونہار ہوتی ہے۔ لہٰذا ایک آزاد، شریف اور نجیب عورت کیلئے بکارت ایک قیمتی جوہر اور اس کی حفاظت ایک فطری عمل ہے۔ لہٰذا یہ پہلی دو عورتوں کی نسبت ممتا کے جذبے سے زیادہ سرشار، دور اندیش اور بصیرت والی ہے۔

02 : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِيًا وَفِيْهِ شَجَرَةٌ قَدْ اُكِلَ مِنْهَا وَوَجَدْتَ شَجَرَةً لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا فِيْ اَيِّهَا كُنْتَ تُرْتِعُ بَعِيْرَكَ ؟ قَالَ فِي الَّتِيْ لَمْ تُرْتَعْ

Marfat.com

مِنهَا ، تَعْنِی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَمْ یَتَزَوَّجْ بِکْرًا غَیْرَهَا.

صحیح البخاری : کتاب النکاح: باب نکاح الابکار.

أَحْصَنُ الْمُحْصنَاتِ ام المؤمنین عَائِشَةُ الْحُمَیْرَاءَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا فرماتی ہیں کہ ایک بار میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ فرمایئے کہ اگر آپ کسی ایسی وادی میں اتریں جس میں کچھ درخت تو ایسے ہوں جن کا ایک حصّہ چرلیا گیا ہو اور ایک درخت آپ ایسا ملا جس میں سے کچھ نہیں چرا گیا تو آپ اپنے اونٹ کو چرنے کیلئے کس درخت پر چھوڑیں گے؟ فرمایا کہ جس درخت سے اب نہیں چرا گیا۔ اس سے سیدہ یہ باور کرانا چاہتی تھیں کہ آپ کی ازواج مطہرات میں صرف میں ہی کنواری ہوں۔

ایک دوسری روایت جو فاطمہ خزاعیہ نے أَحْصَنُ الْمُحْصَنٰت سیّدہ عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا سے نقل کی ہے اس میں اتنا اضافہ اور ہے کہ تب سیّدہ عائشہ نے فرمایا: فَاَنَا لَیْسَ کَاَحَدٍ مِنْ نِسَائِکَ. بس میں تو پھر آپ کی کسی اور بیوی جیسی نہ ہوئی۔

سیر اعلام النبلاء : ترجمة عائشة ام المؤمنین رضی اللہ عنها –و– الطبقات الکبریٰ لابن سعد : ترجمة عائشة ام المؤمنین رضی اللہ عنها.

ایک بات تو یہ ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات میں صرف سیدہ عائشہ ہی کنواری تھیں اور دوسری بات یہ کہ ام المؤمنین نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ کی کوئی بیوی بھی میرے جیسی نہیں ہوسکتی۔ اس طرح کے جملے میں اپنی بڑائی اور دوسری ازواج کی تنقیص کا شائبہ ہوسکتا تھا جو مقصود نہ تھا۔ اس طرح یہ پورا واقعہ سیدہ کے علم وادب، تقویٰ وبصیرت اور مزاج شناسی پر دلالت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے چونکہ دنیا کا انتظام واہتمام انسان کے سپرد کیا ہے۔ لہٰذا انسانی نسل کیلئے اہلیت وصالحیت اشد ضروری ہے جس کی بنیاد پر اسلام نے نہ صرف عورت کی تربیت کے روحانی وجسمانی دونوں پہلوؤں کو ملحوظ رکھا ہے بلکہ اس کو اپنی حفاظت کیلئے غیرت، شوہر کیلئے محبت اور اولاد کی پرورش کیلئے ایک ایسا جذبہ عطا فرمایا ہے جس کی ترجمانی کیلئے انسانی زبان کا ذخیرۂ الفاظ ناکافی ہے۔ اور کمال کی بات تو یہ ہے کہ اللہ نے یہ جذبہ صرف ایمان کی بنیاد پر نہیں بلکہ عورت ذات کو ودیعت فرمایا ہے کیونکہ کئی ایک غیر مسلم خواتین کی مثالیں موجود ہیں۔

پھر جب عورت بیوی سے ماں بنتی ہے تو اس کی عظمت کو سمجھنے کیلئے ایک اور پہلو قابلِ غور ہے۔ انسان کے مکمل شکل میں دنیا پر آنے سے پہلے بہت سے مراحل ہیں جس کی طرف قرآن نے توجہ دلائی ہے " هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ

Marfat.com

حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا " ۷۶:الانسان/ الدّھر ۱ ۔ یقیناً انسان پر لامتناہی زمانے کا ایک وقت ایسا بھی گذرا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔

یعنی اللہ کے سوا کسی کے علم میں نہ تھا کہ کون، کب اور کہاں آ رہا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس راز میں ماں کو شریک کرتا ہے اور اس کے باوجود کہ ماں کے سامنے بڑے بڑے المناک منظر ہوتے ہیں۔ وہ چاہے تو ذرا سی بے احتیاطی کر کے اس راز کو راز ہی رہنے دے اور کسی کو کانوں خبر نہ ہو مگر یہ ممتا ہی تو ہے جو اسے نتائج کی پرواہ کیے بغیر ہر خطرہ مول لینے پر تیار کر دیتی ہے۔ اس طرح ایک عورت ہر روپ اور حیثیت میں ایک ایسی شخصیت ہے کہ رشتوں میں جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ میرے علم کی حد تک اردو زبان میں کوئی ایسی تشبیہ نہیں جس سے ماں کی شخصیت کی ترجمانی ہو سکے۔ البتہ برگد کا درخت ماں سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس کی چھاؤں بہت گھنی اور سرور بخش ہوتی ہے جس میں بیٹھ کر کسی اور چھاؤں کی کمی محسوس نہیں ہوتی۔ جبکہ اس کا دودھ ایک تریاق کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی شاخیں پھوٹ کر بچوں کی طرح پھیلتیں اور سہارا بنتی چلی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اگرچہ معاشرے میں ہر ایک اور ہر چیز کے حقوق کا تعین کیا ہے لیکن جو مقام ماں کو دیا ہے دنیا کا کوئی مذہب اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔

کبھی کبھی مرے دل میں خیال آتا ہے کہ اس دنیا کی سب سے پہلی ماں نے جب پہلا بچہ اپنے سامنے دیکھا ہوگا تو اس وقت اس کی کیا کیفیت ہوگی اور پھر جب اس بچے نے دنیا میں پہلا قدم رکھتے وقت اس کے مصائب کا اندازہ کرتے ہوئے پکارا ہوگا ماں مجھے ڈر لگتا ہے تو اس نے اپنی ممتا نچھاور کرتے ہوئے کتنی دعائیں دی ہونگی۔

اک مدّت سے مری ماں نہیں سوئی تابشؔ
میں نے اک بار کہا تھا مجھے ڈر لگتا ہے

عباس تابش

اللہ تعالیٰ نے عورت کو کھیتی اور لباس سے تشبیہ دی ہے اور مرد کو کسان سے تاکہ عورت کی شخصیّت اور وقار کا اسی طرح مکمل تحفظ ہو سکے۔ جس طرح کھیتی ایک ذمہ دار کسان کے ہاتھوں میں اور لباس ایک زندہ و حساس جسم پہ محفوظ رہتا ہے۔ کھیتی اگر جھاڑیوں سے بھر جائے اور بروقت اس کی دیکھ بھال نہ کی جائے تو قحط سالی آتی ہے اسی طرح اگر ماں کی تربیت اور حفاظت کا انتظام نہ کیا جائے تو قحط الرجال پیدا ہوتا ہے اور قوموں کی قیادت ان لوگوں کے ہاتھوں میں آتی ہے جن کا اپنا وجود دنیا کیلئے ایک بوجھ ہوتا ہے۔ اور کبھی کبھی قوم نوح، قوم لوط اور عاد و ثمود کی طرح قصۂ پارینہ بن کر رہ جاتی ہیں۔

Marfat.com

سوچنے کی بات ہے کہ مردوں کے اس معاشرے کی کتنی شرمناک بے حسی اور اپنی ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے ساتھ ناانصافی ہے کہ زمین کی عمدہ فصل کے حصول کیلئے تو زرعی یونیورسٹیاں قائم کی جائیں، درختوں سے عمدہ اور زیادہ پھل حاصل کرنے کیلئے ریسرچ سنٹر بنائے جائیں، سونے، چاندی، لوہے، پیتل، تانبے، کوئلے، نمک اور پتھر کی کانوں کیلئے تربیّت یافتہ اور مسلّح گارڈ تعینات رکھیں مگر نسلِ انسانی کی کھیتی کو آزادیٔ نسواں اور روشن خیالی وثقافت کے نام پر ننگا نچاتے پھریں اور جو لوگ اس درندگی کے خلاف آواز بلند کریں انہیں رجعت پسند اور دقیانوسی قرار دیا جائے۔ حالانکہ حدیث شریف میں ان تین بدنصیب لوگوں کا ذکر ہے جو کبھی جنت نہ جاسکیں گے ان میں سے ایک کردار کو ''دیّوث'' کا نام دیا گیا ہے عرض کیا گیا یارسول اللہ یہ کون شخص ہے؟ فرمایا: ''وَالدَّیُوثُ الَّذِیْ یِقِرُّفِیْ اَھْلِہِ الْخَبَثَ''

احمد وابن ماجه والطبرانی.

فرمایا: دیوث (آخری درجے کا بے غیرت) وہ ہے جو اپنے گھر کی عورتوں میں ناپاک کام (زنا اور اس کی طرف بلانے والی چیزوں مثلاً بے پردگی غیر مردوں سے میل ملاپ وغیرہ) کو برقرار رکھتا ہے۔

سبق آموز حکایت

عقبہ اُلازدی کا بیان ہے کہ میرے پاس ایک ایسی نوجوان لڑکی لائی گئی کہ شادی کی پہلی رات عین اس وقت اس پر جن آگیا جب کہ شوہر اس کے پاس آیا جس کے چھوتے ہی لڑکی غش کھا کر جا گری۔

عقبہ اُلازدی کہتے ہیں میں نے اس کے ورثاء سے کہا کہ آپ لوگ مجھے اکیلے میں جن سے بات کرنے دیں تاکہ میں کوئی راستہ نکال سکوں۔ تخلیہ کے بعد لڑکی سے کہا کہ اگر سچ بتادو تو میں معاملہ صیغۂ راز میں رکھتے ہوئے تمہاری مدد کرسکتا ہوں۔

تب لڑکی نے بتایا کہ نکاح سے پہلے ایک نوجوان کے ساتھ میرے تعلقات تھے جس سے نکاح نہ ہوسکا اور اب میں دوسرے لڑکے سے نکاح ہوجانے کی صورت میں رسوائی کے ڈر سے ایسا کررہی ہوں۔ اگر ممکن ہو تو میرے لیے کوئی حیلہ تلاش کرو تاکہ ذلت ورسوائی سے بچ سکوں۔

عقبہ اُلازدی نے لڑکی سے وعدہ کرنے کے بعد باہر آکر ورثاء سے کہا ''میں نے جن سے بات کرکے اسے لڑکی چھوڑنے پر راضی تو کرلیا ہے مگر مجھے آپ کا مشورہ درکار ہے کیونکہ وہ لڑکی کے جس عضو یا راستے سے نکالا جائے گا اس کے ضائع یا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

Marfat.com

اگر آنکھ کے راستے نکالا گیا تو اندیشہ ہے کہ لڑکی اندھی ہوجائے اگر کان کے راستے نکالا جائے تو بہری ہوجانے کا اندیشہ ہے اور اگر منہ کے راستے نکالا گیا تو لڑکی گونگی ہوسکتی ہے، اسی طرح ہاتھ کے راستے نکالنے سے ہاتھ شل ہوجائے گا اور پاؤں کا راستہ اپنانے سے لڑکی لنگڑی ہوجائے گی ہاں ایک صورت یہ ہے کہ اسے لڑکی کی شرمگاہ کے راستے نکال کر دفع کردیا جائے مگر اس طرح بکارت زائل ہوجائے گی۔

اب ورثاء نے غور وفکر کرنے کے بعد کہا کہ ہمیں آخری صورت میں ہی بہتری نظر آتی ہے کہ بکارت تو زائل ہو ہی جائے گی مگر معذور ہونے سے بچ جائے گی اس کے بعد وہ پھر تخلیہ میں لڑکی کے پاس آئے اور اسے اپنے حیلہ کرنے کی تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے شرمندگی سے بچالیا۔

قصص العرب "موسوعة تراثية جامعة لقصص و نوادر و طرائف العرب فی العصرین الجاهلی و الاسلامی "تالیف فضیلة العلامة ابراهیم شمس الدین : کتاب قصص الحیل و الخداع باب خرج الجنی منها : الناشر دار الکتب العلمیة بیروت .

پردہ پوشی

حضرت ابوجعفر احمد بن مہدی بن رستم رحمۃ اللہ تعالیٰ صاحب ثروت بھی تھے اور عبادت گزار بھی ذوق عبادت کا یہ عالم تھا کہ چالیس سال تک بستر پہ نہیں لیٹے، تین لاکھ درہم کے مالک تھے مگر آپ نے ساری دولت علم کے سیکھنے پر خرچ کردی۔

آپ بیان فرماتے ہیں کہ ایک رات بغداد کی ایک نوجوان لڑکی اچانک میرے پاس آپہنچی اور اس نے بیان کیا کہ وہ شرفائے بغداد میں سے کسی کی بیٹی ہے اور اس وقت سخت مصیبت میں گھری ہے۔

کہنے لگی اللہ تعالیٰ کیلئے اگر میرا پردہ رکھ سکو تو اللہ تعالیٰ آپ کی پردہ داری فرمائے گا۔ فرماتے ہیں میں نے پوچھا کہ بتاؤ کیا مشکل ہے؟

اس نے بتایا کہ میں شادی شدہ نہیں مگر حمل سے ہوں اور میرے بچے کی پیدائش ہونے والی ہے لہٰذا رسوائی سے بچنے کیلئے میں نے اپنے جاننے والوں کو بتا رکھا ہے کہ آپ میرے شوہر ہیں اور میرے پیٹ میں آپ ہی کا بچہ ہے اور اب آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوئی ہوں کہ اللہ کیلئے مجھے رسوا نہ کرنا۔

''أُسْتُرْنِیْ سَتَرَکَ اللّٰہُ''

آپ میرا عیب چھپا کر رسوائی سے بچا لیجیے اس کے بدلے میں اللہ کریم دنیا اور آخرت میں آپ کی پردہ داری

Marfat.com

فرمائیں گے۔

فرماتے ہیں اب میں نے خاموشی اختیار لی اور وہ لڑکی میری طرف سے کوئی جواب سنے بغیر چلی گئی تا آنکہ ایک روز محلّہ کے امام صاحب پڑوسیوں کی ایک جماعت لیے میرے پاس بچے کی پیدائش پر مبارکباد دینے آپہنچے اور میں بخوشی مبارکبادیاں قبول کرتا رہا۔

دوسرے روز میں نے دو دینار امام صاحب کو بھیجے کہ یہ میری طرف سے بچے کا خرچ ہے آپ کے ذریعہ بھیجنا اس لیے مناسب ہے کہ اس خاتون اور میرے درمیان اگرچہ علیحدگی ہوچکی ہے مگر بحیثیت باپ بچے کا خرچ میرے ذمہ لازم ہے۔

فرماتے ہیں اس طرح میں دو سال انہیں امام صاحب کے ہاتھ دو دینار ماہانہ خرچ بھیجتا رہا کہ یہ بچے کی پرورش کیلئے میرے ذمہ واجب ہے۔

مگر ہوا یہ کہ دو سال بعد بچہ فوت ہوگیا اور تعزیت کیلئے پڑوسی امڈ پڑے تو میں تسلیم و رضا کا اظہار کرتا رہا۔

پھر ایک ماہ کا عرصہ گزرنے کے بعد ایک رات یہ خاتون پھر آنکلی اور اس کے ہاتھ میں میرے بھیجے ہوئے سب دینار موجود تھے جو مجھے لوٹاتے ہوئے اس نے پھر دعا دی:

"سَتَرَکَ اللّٰہُ کَمَا سَتَرْتَنِیْ"

اللہ تعالیٰ اسی طرح آپ کی پردہ داری کرے جس طرح آپ نے میرا پردہ رکھا۔ میں نے کہا یہ دینار ضرور رکھ لو کیونکہ یہ میں بچے کی پرورش کی نیت سے آپ کو دے چکا ہوں اور آپ کا حق ہے جہاں چاہے خرچ کردو کہ میں واپس نہیں لے سکتا جس کے بعد خاموشی سے وہ خاتون واپس چلی گئی۔

بہت چھوٹے ہیں مجھ سے میرے دشمن
جو مرا دوست ہے مجھ سے بڑا ہے

اطہر نفیس

صفة الصفوة: تالیف الامام العالم جمال الدین ابی الفرج ابن الجوزی ۵۱۰ - ۵۹۷ ہجریة رحمه الله تعالیٰ: ترجمة ابوجعفر احمد بن مهدی بن رستم رحمة الله تعالیٰ علیه: ضبطها و کتب هومشها الاستاذ ابراهیم رمضان وسعید اللحام، الناشر دارالکتب العلمیة بیروت.

پہلے زمانے کے علمائے کرام رحمہم اللہ ایسے ہی بلند اخلاق کے مالک تھے کیونکہ انہوں نے عمل کی نیت سے علم

Marfat.com

حاصل کیا تھا اور وہ یقین رکھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات پر عمل کرنا ہی اصل ایمان اور محبت کا تقاضا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ۔

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : لَايُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَايُحِبُّ لِنَفْسِهِ

صحیح البخاری للامام ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی رحمہ اللہ تعالیٰ : کتاب الایمان ، باب من الایمان أن یحب لأخیه مایحب لنفسه : الناشر دار السلام للنشر والتوزیع الریاض.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ’’تم میں سے اس وقت تک کوئی آدمی بھی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کیلئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔‘‘

حدیث شریف میں بیان بھائی سے مراد سب سے پہلے مسلمان بھائی ہے اس کے بعد یہ حکم عام ہے۔

اب ان واقعات کی روشنی میں قابل غور بات یہ ہے کہ صرف اپنی ماں بہن اور بہو بیٹی کی غلطیوں پر پردہ ڈالنا تو انسان کی اپنی مجبوری ہے کہ اس طرح وہ خود رسوا ہوتا ہے۔

لہٰذا اس پردہ داری کو اعلیٰ قسم کا ایمان یا بڑی نیکی نہیں قرار دیا جاسکتا۔ بلکہ اصل ایمان اور نیکی یہ ہے کہ انسان اپنے جیسے دوسرے لوگوں کی ماں بہن اور بہو بیٹی کی غلطیوں پر پردہ ڈالتے ہوئے انہیں رسوائی سے بچالے۔ وہ لوگ کتنے عظیم ہوں گے جنہوں نے دوسروں کی ماں بہن اور بہو بیٹی کی عزت کو اپنی عزت تصور کرتے ہوئے ان کو بدنامی سے بچایا۔

اس طرح کا ایمان اور حوصلہ ہر ایک اور عام آدمی کو نصیب نہیں ہوسکتا۔ اس طرح کے اخلاق کیلئے بہت بڑے مقدر اور ظرف کی ضرورت ہے۔ اور اسی طرح اس کا اجر بھی بہت بڑا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

متفق علیہ – اخرجہ البخاری فی صحیحہ ، باب لایظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ ومسلم فی کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم برقم ۲۵۸۰

Marfat.com

ترجمہ

حضرت سالم نے اپنے والد رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے لہٰذا نہ تو اس پر ظلم کرے اور نہ اسے تباہ کرے، جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہتا ہے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اِس کی حاجت روائی میں رہتا ہے۔ جو شخص کسی مسلمان کی دنیا میں مصیبت دور کرے گا اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی مصیبت دور کردے گا۔ جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کا پردہ رکھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا پردہ رکھے گا۔

لیکن اس کے مقابلے میں کچھ ایسے بیوقوف اور نامراد لوگ ہوتے ہیں جو ہر وقت دوسروں کی ماں بہن اور بہو بیٹیوں کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں تا کہ ان کی کسی غلطی کو اچھال کر دوسروں کو نیچا دکھائیں مگر ہوتا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کر کے سانس رکنے تک انہیں جہنم کے قریب کر دیتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ () النور ۲۳

ترجمہ

جو لوگ پاکدامن و بے خبر مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔

مگر اللہ تعالیٰ کی کریمی اور مخلوق کے ساتھ رحمت کا معاملہ یہ ہے کہ حاملین عرش کی تسبیح ہی انسانوں کے حق میں پردہ پوشی کی دعا کرنا ہے۔

حضرت شہر بن حوشب نے بیان کیا ہے کہ حاملین عرش کی تعداد چوراسی ہے ان میں سے کچھ اس طرح تسبیح بیان کرتے ہیں:

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی حِلْمِکَ بَعْدَ عِلْمِکَ.

اے اللہ آپ ہی کی حمد کے ساتھ کہ آپ ہر عیب اور کمزوری سے پاک ہیں۔

اے اللہ حمد صرف آپ ہی کی ذات کے سزاوار ہے کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی آپ حلم و درگذر کا مظاہرہ فرماتے ہیں۔ اور چار ملائکہ اس طرح تسبیح بیان کرتے ہیں:

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی عَفْوِکَ بَعْدَ قُدْرَتِکَ.

Marfat.com

اے اللہ آپ ہی کی حمد کے ساتھ کہ آپ ہر عیب اور کمزوری سے پاک ہیں۔

اے اللہ حمد صرف آپ ہی کی ذات کے سزاوار ہے کہ قدرت کاملہ کے باوجود آپ بڑے سے بڑے گنہگار کو معاف فرما دیتے ہیں۔

البداية والنهاية للامام الحافظ أبى الفداء اسمٰعيل ابن كثير القرشى الدمشقى المتوفىٰ سنة ۷۷۴ هج : فصل ما ورد فى صفة خلق العرش والكرسى : الناشر دار المعرفة بيروت.

کبیرا کھڑا بزار میں مانگے سب کی خیر
نہ کہو سے دوستی نہ کہو سے بیر
برا جو دیکھن میں چلا برا نہ ملیا کوئے
جو من کھو جا اپنا تو مجھ سے برا نہ کوئے

کبیر داس

بکارت کی اہمیت

لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ بکارت کی سرے سے کوئی اہمیت ہی نہیں بلکہ قرآن کریم نے اسے جنت کی نعمتوں میں سے شمار کیا ہے۔ اور جبراً کسی کی بکارت زائل کرنے کی چٹی عورت کی مجموعی دیت میں سے تیسرا حصہ مقرر ہے جس کی تفصیل بعد میں آئے گی۔

اور اب کے ماحول میں جس طرح اخلاقی قدریں ختم ہو چکی ہیں یہ ایک المیہ ہے مگر نصف صدی پہلے تک ایسا نہیں تھا مجھے یاد پڑتا ہے کہ گاؤں کی بوڑھی مائیاں نوجوان بچیوں کو جو اچھل کود کرتے دیکھ کر ڈانٹ دیا کرتی تھیں اب نصف صدی کے بعد سمجھ میں آیا کہ اس میں یہی حکمت تھی۔

فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ () فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ () كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ () فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ () هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ () فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ () الرحمٰن ۵۶ - ۶۱

ترجمہ

جنت کی نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی جنہیں ان جنتیوں سے پہلے کسی انسان یا جن نے

Marfat.com

چھوا نہ ہوگا () اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے () یہ عورتیں ایسی خوبصورت جیسے ہیرے اور موتی () اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے () نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے () اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جنتی عورتوں کا حسن بیان کرنے سے پہلے ان کی پاکدامنی کا ذکر فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بکارت جنت کی نعمتوں میں سے ہے اور حسن کا درجہ ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔

یعنی ایک عورت کا اصل حسن اس کی پاکدامنی ہے اور جو لوگ دنیا میں پاکدامنی کی زندگی گزارتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزا کے طور پر جنت میں ایسی پاکدامن عورتوں کی رفاقت عطا فرمائیں گے۔

کفل کی توبہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَاقَالَ : سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یُحَدِّثُ حَدِیْثًا لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ اِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَیْنِ حتّٰی عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ وِلٰکِنِّیْ سَمِتُهٗ أَکْثَرَ مِنْ ذَالِکَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : کَانَ الْکِفْلُ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ لَا یَتَوَرَّعُ مِنْ ذَنْبٍ عَمِلَهٗ ، فَأَتَتْهُ اِمْرَأَةٌ فَأَعْطَاهَا سِتِّیْنَ دِیْنَارًا عَلٰی أَنْ یَّطَأَھَا ، فَلَمَّا قَعَدَمِنْھَا مَقْعَدَ الرَّجُلِ مِنَ امْرَأَتِهٖ أُرْعِدَتْ وَبَکَتْ فَقَالَ : مَایُبْکِیْکِ ، أَکْرَھْتُکِ ؟ قَالَتْ:لَاوَلٰکِنَّهٗ عَمَلٌ مَا عَمِلْتُهٗ قَطُّ وَمَاحَمَلَنِیْ عَلَیْهِ اِلَّاالْحَاجَةُ ، فَقَالَ : تَفْعَلِیْنَ أَنْتِ ھٰذَا وَمَا فَعَلْتِهٖ اِذْھَبِیْ فَھِیَ لَکِ وَقَالَ : لَاوَاللّٰہِ لَا أَعْصِی اللّٰہَ بَعْدَھَا أَبَدًا ، فَمَاتَ مِنْ لَیْلَتِهٖ فَأَصْبَحَ مَکْتُوْبٌ عَلٰی بَابِهٖ " أَنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لِلْکِفْلِ ".

أخرجه الترمذی فی -أبواب صفة القیامة ، باب ۵ ۱ : وقال هذا حدیث حسن وأخرجه ابن حبان فی صحیحه الا أنه قال سمعت رسول اللہ أکثرمن عشرین مرة یقول فذکرنحوه ،والحاکم والبیهقی من طریقه وغیرهاوقال الحاکم صحیح الاسناد کذا فی الترغیب : تحفة الأحوذی .

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ایک حدیث شریف سات سے زیادہ مرتبہ بیان فرماتے سنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں کِفل نامی ایک ایسا شخص تھا جو کبھی کسی گناہ سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اسی دوران اس کے پاس ایک ضرورتمند عورت آئی جسے اس نے ساٹھ دینار اس

Marfat.com

شرط پر دیئے کہ وہ ان کے بدلے اس سے جماع کرے گا۔ چنانچہ جب یہ شخص اس عورت کے آگے اس طرح جا بیٹھا جیسے شوہر بیوی کے بیٹھتا ہے تو وہ عورت اللہ کے خوف سے کانپ اٹھی اور رونے لگی۔ کفل نے کہا کیا میں نے تمہارے ساتھ کوئی زبردستی کی ہے کہ تم روتی ہو؟

اس نے جواب دیا زبردستی تو نہیں البتہ یہ ایسا گناہ ہے جو میں نے کبھی نہیں کیا لیکن آج میری مجبوری اور بھوک نے مجھے اس پہ آمادہ کر دیا ہے۔ کفل نے کہا اگر تو اپنی تنگدستی کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایسا کر رہی ہے جو کبھی نہیں کیا تو پھر یہ ساٹھ دینار تیرے ہیں انہیں لے کر چلی جا اور اللہ کی قسم آج کے بعد میں بھی کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ اب اسی رات اس شخص کا انتقال ہو گیا تو صبح لوگوں نے دیکھا کہ اس کے دروازے پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی ''أَنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لِلْكِفْلِ'' بے شک اللہ نے کفل کو بخش دیا۔

اس حدیث شریف میں چند باتیں قابل غور ہیں:

حدیث شریف کے راوی حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے واقعہ کی اہمیت کا احساس دلانے کیلئے فرمایا کہ صرف میری موجودگی میں رسول اللہ ﷺ نے اسے سات سے زیادہ مرتبہ بیان فرمایا ہے جبکہ حضرت امام ابن حِبّان رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت کے مطابق دس سے زیادہ مرتبہ کا بیان ہے۔

یعنی رسول اللہ ﷺ نے سچی توبہ کی اہمیت کا احساس دلانے کیلئے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے اس واقعہ کو کئی مرتبہ دہرایا ہے۔

انسان کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ اسے آخری وقت میں توبہ کی توفیق حاصل ہو جائے۔ اور توبہ کے معنی ہیں:

أَلتَّوْبَةُ النَّصُوْحُ هُوَ تَوْثِيْقُ الْعَزْمِ عَلَى أَن لَّا يَعُوْدَ لِمِثْلِهِ .

التعریفات للجرجانی رحمہ اللہ تعالی

یعنی خالص اور سچی توبہ کا مطلب ہے ایسا پختہ عزم کہ جس کام سے توبہ کی ہے دوبارہ ایسا نہیں کرے گا.

اور ایسی توبہ کا ثمرہ یہ ہے ''وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ () الرحمٰن ۴۶ :اور اس شخص کیلئے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا دو جنتیں ہیں۔

دو جنتوں سے مراد: ایسے دو باغ چاندی کے ہیں جن میں برتن اور ہر چیز جو کچھ بھی ان میں ہے سب چاندی

Marfat.com

کے ہوں گے اور دو باغ سونے کے ہیں جن کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے سب سونے کے ہی ہوں گے۔

صحیح بخاری

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى () فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى ()

النازعات ۴۰-۴۱

ترجمہ

ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا۔ تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔

حکایت

عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے حلف کیا تھا کہ وہ جنتی ہے۔ پھر اس نے علما سے رائے طلب کی تو کسی نے بھی اس کے جنتی ہونے کا فتویٰ صادر نہیں فرمایا اور نہ ایسا کرنا ممکن تھا۔ کسی نے مشورہ دیا کہ ابن سماک سے رجوع کیا جائے۔

ابن سمّاک : ابو العباس محمد صبیح الکوفی المتوفی ۱۸۳ھ ہجری بڑے زاہد و عابد اور حق گو خطیب تھے جب انہیں دربار میں طلب کر کے معاملے کی تفصیلات سے اگاہ کیا گیا تو انہوں نے ہارون الرشید سے پوچھا اے امیر المؤمنین یہ بتایئے کہ کبھی آپ نے برائی پہ قدرت کے باوجود محض اللہ کے خوف سے اجتناب کیا ہو؟

ہارون الرشید نے کہا ہاں ایسا ہے کہ میرا عہد شباب تھا اور میرے ملازمین میں سے ایک کی جوان لڑکی میرے سامنے آئی تو مجھے بہت اچھی لگی اور موقعہ پا کر میں نے اسے راضی بھی کر لیا مگر عین موقعہ پر جب میں نے انجام اور عذاب آخرت پر غور کیا تو اللہ کا خوف غالب آ گیا اور میں نے گناہ کا ارتکاب نہیں کیا۔

ابن سمّاک : نے کہا اے امیر المؤمنین آپ قسم میں حانث نہیں ہوئے بلاشبہ آپ جنتی ہیں۔ ہارون نے کہا اس کی دلیل کیا ہے؟

ابن سمّاک : نے کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى () فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى"

النازعات ۴۰ - ۴۱

اور جس نے اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے کا خوف کیا تھا اور نفس کو بری خواہشات سے روکے رکھا جنت

Marfat.com

ایسے ہی شخص کا ٹھکانا ہے۔

بد اصل عورت کی مثال

اسلام میں ایسے حسن کی کوئی قدر و قیمت نہیں جس کے ساتھ مضبوط کردار نہ ہو لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایک تمثیل کے ذریعہ اس طرح نصیحت فرمائی ہے۔

عَنْ أَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ،أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ " اِيَّاكُمْ وَخَضْرَاءَ الدِّمَنِ " فَقِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا خَضْرَاءُ الدِّمَنِ ؟ قَالَ : " أَلْمَرْأَةُ الْحَسْنَاءُ فِي الْمَنْبَتِ السُّوْءِ "

أخرجه الهندى فى كنز العمال ، باب الخطبة و القضاعى فى مسند الشهاب ، باب اياكم وخضراء الدمن و كذاأسنده الرامهرمزى فى " أمثاله " عن محمدبن عمر المكى عن يحى بن سعيدبن دينار و أسنده الحافظ ابوبكر الخطيب فى " ايضاح الملتبس " وكذالك رواه الدارقطنى فى الافرادمن حديث ابى سعيدالخدرى وقال تفرد به الواقدى وهو ضعيف.

ترجمہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا گندگی پر اگنے والے سبزے سے بچنا اور ہوشیار رہنا۔ عرض کیا یارسول اللہ اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: "اس سے مراد ہے ایسی خوبصورت عورت جو بے دین، گندے اور بد اخلاق گھرانے میں پیدا ہوئی اور اسی ماحول میں پرورش پائی ہو۔"

واقول

اس حدیث شریف کے سلسلۂ روایت میں ایک راوی واقدی کے باعث اصول درایت کے تحت اس میں ضعف ہے مگر مفہوم درست ہے جو بہت سی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ جیسا کہ دو احادیث ابھی بیان ہوں گی لہٰذا اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

ہمیشہ گوبر اور گندگی پر اگنے والا سبزہ بظاہر بہت خوشنما ہوتا ہے لیکن ظاہر بین نظریں اس کی حقیقت سے اگاہ نہیں ہوتیں۔

رسول اللہ ﷺ نے بے دین عورت کو ایسے سبزے سے تشبیہ اس لیے دی ہے کہ بسا اوقات ظاہر بین نگاہوں کو ایک عورت انتہائی خوشنما معلوم ہوتی ہے مگر دراصل اس کے نسب میں خرابی ہوتی ہے یا اس کی تربیت میں اس لیے کمی رہ جاتی ہے کہ کسی اچھے اور دیندار گھرانے میں اس کی پرورش نہیں ہوئی ہوتی۔ لہٰذا سیرت کی کمزور ہوتی ہے جبکہ

Marfat.com

بسا اوقات اور ساری زندگی انسان کی عادات نہیں بدل سکتیں کیونکہ

فَقَدْ يَنْبُتُ الْمَرْعَى عَلَى دِمَنِ الثَّرَى
وَتَبْقَى حَزَازَاتُ النُّفُوسِ كَمَا هِيَا

زفر بن الحارث الکلابی

زمین کے سینے پر جہاں پر بھی گندگی، گوبر اور کھاد ہوتی ہے وہاں گھاس اور ہریالی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح نفوس میں ودیعت کجروی ہمیشہ جوں کی توں باقی رہتی ہے جو موقعہ بہ موقعہ ظاہر ہوتی رہتی ہے۔

خَضْرَاءُ الدِّمَنِ وَ خُضْرَةُ الدِّمَنِ

عربی زبان کی دو ضرب الأ مثال ہیں جو ایسی چیزوں کیلئے بولی جاتی ہیں جن کا ظاہر خوشنما اور باطن بدنما، خراب اور ناکارہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیرت کے بجائے فقط ظاہری صورت کی بنیاد پر نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے۔

بدکردار عورت کی مثال

عَنْ مَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ مَكْتُوْبٌ فِيْ التَّوْرَاةِ : مَثَلُ اِمْرَأَةٍ حَسْنَاءَ لَا تُحْصِنُ فَرْجَهَا كَمَثَلِ خِنْزِيْرَةٍ عَلَى رَأْسِهَا تَاجٌ وَ فِيْ عُنُقِهَا طَوْقٌ مِنْ ذَهَبٍ يَقُوْلُ الْقَائِلُ : مَا أَحْسَنَ هٰذَا الْحُلِيَّ وَ أَقْبَحَ هٰذِهِ الدَّابَّةَ .

حِلیۃ الاولیا تالیف الامام الحافظ ابی نُعَیم احمد عبد اللہ الاصفہانی الشافعی المتوفیٰ ۴۳۰ ھج رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ : ترجمة مالک بن دینار : تحقیق مصطفیٰ عبد القادر عطاء الناشر دار الکتب العلمیة بیروت.

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اصل توراۃ میں ایک آیت اس طرح تھی کہ وہ خوبصورت عورت جو اپنی شرمگاہ کی حفاظت نہیں کرتی اس کی مثال وہ خنزیرنی ہے کہ جس کے سر پہ کسی نے تاج رکھدیا ہو اور گلے میں سونے کا ہار ڈال رکھا ہو تو کوئی دیکھنے والا اس طرح کہے: واہ! زیور کی خوبصورتی مگر کتنے بھدے جانور کو ڈال دیا گیا ہے۔ یعنی اتنے خوبصورت زیور کی کتنی توہین ہے کہ جسے اتنے بھدے اور گندے جانور کے ڈال دیا گیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ : لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَ جَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ .

صحیح البُخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین وقولہ " وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا () الفرقان ۵۴

Marfat.com

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی روایت ہے کہ عورت سے نکاح کے وقت چار چیزیں ملحوظ ہوتی ہیں اس کا حسب ونسب ، اس کا حسن وجمال اوراس کا دین یعنی سیرت وکردار۔آپ نے اس کے بعد فرمایا تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں تو دین دار عورت حاصل کر یعنی سیرت وکردار والی عورت سے نکاح کر۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ لِحُسْنِهِنَّ فَعَسٰى حُسْنُهُنَّ أَنْ يُرْدِيَهُنَّ وَلَا تَزَوَّجُوْا هُنَّ لِاَمْوَالِهِنَّ فَعَسٰى أَمْوَالُهُنَّ أَنْ تُطْغِيَهُنَّ وَ لٰكِنْ تَزَوَّجُوْهُنَّ عَلَى الدِّيْنِ وَلَاَمَةٌ خَرْمَاءُ سَوْدَاءُ ذَاتُ دِيْنٍ اَفْضَلُ .

سنن ابن ماجه بشرح الامام ابی الحسن الحنفی المعروف بالسندی المتوفی ١١٣٨ هج باب تزويج ذات الدين؛ دارالمعرفة بيروت.

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں سے محض ان کے حسن کی وجہ سے نکاح نہ کرو۔ ہوسکتا ہے کہ ان کا حسن ہی انہیں تباہ کردے۔ اور ان کے مال وجائداد کی وجہ سے بھی نکاح نہ کرو ہوسکتا ہے کہ ان کا مال ہی انہیں سرکش ومتکبر بنادے۔ ہاں مگر ان سے ان کے دین اور سیرت وکردار کی وجہ سے نکاح کرو اور یاد رکھو کہ ایک دیندار مگر سیاہ رنگ کی لونڈی جس کے کان اور ناک کٹا ہوا ہو وہ بے دین خوبصورت اور مال دار عورت سے بہتر ہے۔

دنیا کا کوئی رشتہ یا کوئی چیز اور کام جس کی بنیاد اللہ کے دین پر نہیں اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاسکتا ان کی مثال ایک بے روح جسم کی ہے نہ جانے کب تعفن پھیل جائے۔ ایک عورت اور مرد خواہ کتنے ہی خوبصورت اور مالدار کیوں نہ ہوں وہ اللہ کی بارگاہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے جب تک کہ وہ اس کے مخلص بندے نہیں بلکہ یوں سمجھو کہ وہ اللہ کے عذاب کی ہٹ لسٹ hit list پر ہوتے ہیں نہ جانے کب اور کہاں دھر لئے جائیں۔ جیسا کہ ابولہب اور اس کی بیوی کا واقعہ ہے۔

تیسری نحوست

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ " أَلزِّنَا يُوْرِثُ الْفَقْرَ .

واخرج الطبرانی والحاكم وابن عدی والبيهقی رحمه الله تعالیٰ -الدر المنثور للسيوطی الشافعي المتوفی سنة ٩١١ هجري. رحمه الله تعالیٰ.

Marfat.com

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' زنا اپنے مرتکب پر دنیا میں تنگدستی کی نحوست مسلط کر جاتا ہے۔''

عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ مَالِكِ الطَّائِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَامِنْ ذَنْبٍ بَعْدَ الشِّرْكِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ نُطْفَةٍ وَضَعَهَا رَجُلٌ فِي رَحِمٍ لَايَحِلُّ لَهُ.

اخرجه احمد وابن ابی الدنیا عن الهیثم بن مالک الطائی رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ

ترجمہ

حضرت ھیثم بن مالک الطَّائِی رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا شرک کے بعد اس سے بڑا گناہ کوئی نہیں کہ ایک آدمی اپنا نطفہ ایسے رحم میں رکھے جو اس کیلئے حلال نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ : لَمْ يَزْنِ عَبْدٌ قَطُّ اِلَّا نَزَعَ اللّٰهُ نُوْرَ الْإِيْمَانِ مِنْهُ اِنْ شَاءَ رَدَّهُ وَاِنْ شَاءَ مَنَعَهُ.

اخرجه الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول.

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب بھی کوئی زنا کا ارتکاب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کا نور واپس کر لیتا ہے اس کے بعد چاہے تو اسے لوٹا دے اور چاہے تو روک لے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايَزْنِي الزَّانِيُ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ.

اخرجه الحکیم الترمذی رحمه اللہ تعالیٰ وھو جزء من حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ.

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ اس وقت حالت ایمان پر نہیں رہتا۔

ایمان اللہ کریم کی سب سے بڑی اور ایسی نعمت ہے جس کی وجہ سے انسان کو اعمال پر اجر ملتا ہے اور ایمان نہ ہوتے ہوئے بڑے سے بڑی نیکی قابل اجر نہیں اور جب انسان زنا جیسے احرم الحرام کا ارتکاب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کی دولت واپس کر لیتا ہے تاوقتیکہ وہ سچے دل سے توبہ کر لے۔

Marfat.com

چوتھی نحوست

عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تُعْرَفُ الزُّنَاةُ بِنَتْنِ فُرُوْجِهِنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

اخرجه ابن ابى شيبة رحمه الله . الدر المنثور للسيوطى الشافعي المتوفى سنة ٩١١ھ رحمه الله تعالى۔

ترجمہ

حضرت ابان بن عثمان رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نے بیان کیا ہے کہ زنا کار جب قیامت کے روز اٹھائے جائیں گے تو ان کی شرمگاہوں سے اتنی بد بو آرہی ہوگی کہ دور ہی سے پہچان لیے جائیں گے۔

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ط لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۝

اَلحجر ۴۳ - ۴۴

اللہ تعالیٰ نے شیطان کے پیروکاروں کیلئے فرمایا ہے کہ ”ان سب کیلئے جہنم کی وعید ہے اس جہنم کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کیلئے ان گنہگاروں سے حصہ مخصوص کر دیا گیا ہے۔

امام تفسیر حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ ان سات دروازوں میں سے ایک دروازہ ایسا ہے جس سے زنا کار داخل کیے جائیں گے۔

ایک تو یہ منظر انتہائی کربناک والمناک ہوگا دوسرا یہ کہ یہاں کی گرمی نا قابل برداشت ہوگی اور زنا کاروں کی شرم گاہوں کی ہر طرف گندی سڑاہند اور بدبو پھیلی ہوگی۔

حضرت امام مکحول دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر فرمایا:

” يَجِدُ أَهْلُ النَّارِ رَائِحَةً مُنْتِنَةً فَيَقُوْلُوْنَ مَا وَجَدْنَا أَنْتَنَ مِنْ هٰذِهِ الرَّئِحَةِ فَيُقَالُ لَهُمْ هٰذِهٖ رِيْحُ فُرُوْجِ الزُّنَاةِ “

الكبائر : تاليف الامام الحافظ محمد بن احمد بن عثمان الذهبى المتوفّٰى ۷۴۸ هج رحمه الله علية : الكبيرة العاشرة ؛ الزنا : ” كتب هوامشه الاستاذ عبد السلام عبد الشافى الناشر دارلكتب العلمية بيروت.

ترجمہ

جہنم میں جب دوزخی سخت سڑاہند اور بدبو محسوس کریں گے تو وہ کہیں گے یہ کس قدر گندی سڑاہند ہے کہ اس سے پہلے کبھی اس طرح کا تجربہ نہیں ہوا تب انہیں بتایا جائے گا کہ دراصل یہ دوزخ میں زنا کاروں کی شرم گاہوں کی

Marfat.com

سڑا ہندہ۔

پانچویں نحوست

عَنْ سَمُرَةَبْنِ جُنْدُبٍ ... أَنَّهُ ﷺ جَاءَهُ جِبْرِيْلُ وَ مِيكَائِيْلُ ، قَالَ : اِنْطَلَقْنَافَأَتَيْنَاعَلٰى مِثْلِ التَّنُوْرِ – قَالَ : وَأَحْسِبُ أَنَّهُ يَقُوْلُ : فَإِذَا فِيْهِ لَغَطٌ وَأَصْوَاتٌ ، قَالَ : فَاطَّلَعْنَافِيْهِ فَإِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ ، فَإِذَا هُمْ يَأْتِيْهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ فَإِذَاأَتَاهُمْ ذَالِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا قَالَ : قُلْتُ لَهُمَا: مَاهٰؤُلَاءِ .... قَالَ ... وَأَمَّاالرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِيْنَ فِيْ مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُوْرِ فَهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِيْ ...

اخرجه البخاری فی کتاب التعبیرباب تعبیر الرؤیابعدصلاۃ الصبح ، وھوجزء من حدیث سمرۃ بن جندب.

ترجمہ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی یہ ایک طویل روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جبرئیل و میکائیل اپنے ساتھ لے گئے تھے جس دوران ایک تنور جیسی کھائی کے پاس پہنچے۔ راوی کا بیان ہے کہ میرے خیال میں آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس میں سے چیخ وپکار اور شوروغوغے کی آوازیں آرہی تھیں، جب ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس کے اندر ننگے مرد اور عورتیں نظر آئیں جنہیں جب نیچے سے آگ کی لپٹ پہنچتی تو وہ چیختے چلاتے تھے تو میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں اور ان کا کیا معاملہ ہے؟۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ زنا کار مرد اور عورتیں ہیں جنہیں دوزخ میں عذاب دیا جارہا ہے۔

یہ روایت رسول اللہ ﷺ کے ایک خواب کا واقعہ ہے جبکہ سفر معراج کے دوران بھی آپ کو اس طرح کے واقعات دکھائے گئے تھے جن میں سے ایک یہ ہے۔

"آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ کچھ مرد اور عورتیں ہیں جن کے ایک جانب نفیس اور چکنا اور نفیس گوشت رکھا تھا اور دوسری طرف سڑا ہوا گوشت جس سے سخت بدبو آرہی تھی مگر وہ اچھا گوشت چھوڑ کر سڑا ہوا بدبودار گوشت کھا رہے تھے تو آپ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ ان لوگوں کا کیا معاملہ ہے تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ وہ مرد عورتیں ہیں جنہوں نے حلال بیویوں اور شوہروں کے ہوتے ہوئے حرام طریقے سے خواہش نفس پوری کی۔ یعنی یہ شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرنے والے مرد عورتیں ہیں۔

Marfat.com

پھر ملاحظہ فرمایا کہ دوزخ میں کچھ عورتیں اپنی چھاتیوں کے بل لٹک رہی ہیں تو آپ نے ان کے متعلق جب پوچھا تو آپ کو بتایا گیا کہ یہ ایسی عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے شوہروں کے سر ایسے بچے منڈھ دیئے تھے جو دراصل ان کے نہیں بلکہ حرام کاری کا نتیجہ تھے۔

چھٹی نحوست

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ أَنَّ فَتًی شَابًّا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتَأْذِنُ لِیْ فِی الزِّنَاءِ قَالَ :فَصَاحَ الْقَوْمُ بِہٖ وَقَالُوْا مَہْ مَہْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَقِرُّوْہُ وَاَدْنُہُ فَدَنَا حَتّٰی کَانَ قَرِیْبًا مِّنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَتُحِبُّہٗ لِاُمِّکَ ؟ فَقَالَ لَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاکَ : فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَلَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَہٗ لِاُمَّھَاتِھِمْ قَالَ : أَفَتُحِبُّہٗ لِاِبْنَتِکَ قَالَ لَا وَاللّٰہِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاکَ قَالَ : وَلَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَہٗ لِبَنَاتِھِمْ قَالَ : فَتُحِبُّہٗ لِاُخْتِکَ قَالَ لَا وَاللّٰہِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاکَ قَالَ : وَلَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَہٗ لِاَخَوَاتِھِمْ . ثُمَّ ذَکَرَ الْحَدِیْثَ فِی الْعَمَّةِ وَالْخَالَةِ کَذَالِکَ فَقَالَ : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ لِیْ قَالَ : فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَدَہٗ عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ : اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَہٗ وَطَھِّرْ قَلْبَہٗ وَحَصِّنْ فَرْجَہٗ قَالَ فَکَانَ لَا یَلْتَفِتُ اِلٰی شَیْءٍ بَعْدُ.

شعب الایمان للامام ابی بکر احمد الحسین البیهقی ۲۸۴ . ۴۵۸ باب فی تحریم الفرج : تحقیق ابی هاجر محمد السعید بن بسیونی زغلول ؛ دارالکتب العلمیة بیروت

واخرجه الجزری رحمه اللّٰه تعالیٰ علیه فی : اسد الغابة فی معرفة الصحابة ترجمة ابو کبیر الهذلی برقم ۶۱۹۶ / حرف الکاف. واخرجه العسقلانی رحمه اللّٰه تعالیٰ علیه فی : الاصابة فی تمیز الصحابة ترجمة ابو کبیر برقم ۱۰۴۵۱ باب الکنی / حرف الکاف.

ترجمہ

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک جواں سال صاحب بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ کیا آپ مجھے زنا کی اجازت مرحمت فرما سکتے ہیں؟

راوی کا بیان ہے کہ حاضرین یہ سن کر چیخ اٹھے اور اسے ڈانٹا کہ یہ کیا گستاخی ہے مگر رسول رحمت ﷺ نے فرمایا: خاموش رہو اور یہ نوجوان جو کہتا ہے کہنے دو۔ پھر آپ ﷺ نے اس نوجوان کو اپنے قریب ہونے کیلئے فرمایا تو وہ بہت قریب ہو گیا جس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا یہ جس کام کیلئے تم مجھ سے اجازت طلب کرتے ہو کیا تم پسند

Marfat.com

کرتے ہو کہ کوئی دوسرا تمہاری ماں کے ساتھ ایسا کرے؟ اس نے کہا یارسول اللہ میں آپ پر قربان بالکل نہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

فرمایا تو پھر دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں کے ساتھ یہ حرکت برداشت نہیں کر سکتے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اچھا تو جس کام کیلئے تم مجھ سے اجازت طلب کرتے ہو کیا تم پسند کرتے ہو کہ کوئی دوسرا تمہاری بیٹی کے ساتھ ایسا کرے؟

اس نے کہا یارسول اللہ میں آپ پر قربان بالکل نہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ فرمایا تو پھر دوسرے لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے ساتھ یہ حرکت برداشت نہیں کر سکتے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اچھا تو جس کام کیلئے تم مجھ سے اجازت طلب کرتے ہو کیا تم پسند کرتے ہو کہ کوئی دوسرا تمہاری بہن کے ساتھ ایسا کرے؟

اس نے کہا یارسول اللہ میں آپ پر قربان بالکل نہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو دوسرے لوگ بھی اپنی بہنوں کے ساتھ یہ حرکت گوارہ نہیں کرتے۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ اسی حکمت سے پھوپھی اور خالہ کا ذکر بھی فرمایا اور یہ جوان اسی طرح جواب دیتا رہا تا آنکہ اس کی سمجھ میں بات آگئی تو بارگاہ رسالت ﷺ میں دعا کی درخواست پیش کی تا کہ اللہ کریم اسے گناہ سے بچالے۔

ادہر رحمت اسی گھڑی کی منتظر تھی آپ ﷺ نے اس کے سینے پر دست مبارک رکھا اور یوں دعا فرمائی:

" اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهٗ وَطَهِّرْ قَلْبَهٗ وَحَصِّنْ فَرْجَهٗ "

اے اللہ کریم اس کے گناہ معاف فرمادے اس کا دل گناہوں سے پاک فرما اور اس کی شرم گاہ کو محفوظ فرمادے۔

راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نصیحت اور دعا کا اثر تھا کہ پھر زندگی بھر یہ نوجوان کبھی نہیں لڑکھڑایا۔

واقول

یہ واقعہ مشہور شاعر اور جلیل القدر صحابی عامر بن حُلَیس ابو کبیر الھُذَلِی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

اور روایت میں حسب دستور ان کا نام ذکر نہیں مگر الاصابة اور اسد الغابة میں ان کا نام درج ہے۔ قبیلہ بنی سعد بن

Marfat.com

ھذیل کی نسبت سے ھذلی اور ھذیلی کہلوائے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان کے نام کے بجائے ھذیلی صفت کے ساتھ اس واقعہ کا ذکر فرمایا ہے۔

سَأَلَتْ هُذَيْلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاحِشَةً

ضَلَّتْ هُذَيْلُ بِمَا جَاءَ تْ وَلَمْ تُصِبْ

دیوان حسان بن ثابت : قافیة الباء : ضلت هذیل : تشریح وتقدیم الاستاذ عبد أ.

ھذیل نے رسول اللہ ﷺ سے ایک فحش بات کا سوال کیا تھا اور ھذیل دراصل بھٹکا ہوا تھا اس لیے اس کی یہ بات درست نہ تھی۔

حضرت ابوکبیر اَلْھُذَلِیُ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بارگاہ رسالت میں سوال دراصل اسلام کی بنیادی تعلیمات سے ناواقفیت کے باعث تھا چونکہ وہ اسلام قبول کرتے ہی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تھے اور ان کا خیال تھا کہ شاید جاہلی دستور کی طرح اسلام میں بھی اس طرح کی رعایت اور استثنا کی گنجائش ہے۔

جب کوئی عورت ایسی ہے ہی نہیں جو کسی کی ماں، بہن ، بہو بیٹی وغیرہ نہ ہوتو آدمی کو سوچنا چاہیے کہ کسی ایک کی ہوس پرستی سے کتنے لوگ متاثر ہوتے ہیں لہٰذا زنا کاری کی نحوستوں میں سے یہ بدترین نحوست ہے کہ جس سے سینکڑوں لوگوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نووارد اسلام اور شاعرانہ مزاج رکھنے والے نوجوان سے یہ نہیں فرمایا کہ یہ گناہ اور فحاشی ہے نہ ہی آپ نے قرآن کی آیات تلاوت فرمائیں بلکہ انسانی رشتوں اور معاشرتی اقدار کی اہمیت کا احساس دلایا تو چند منٹ میں ساری زندگی کیلئے سائل کا ذہن صاف ہو گیا۔

حکمت تبلیغ

دین کا کام کرنے والے حضرات کیلئے اس واقعہ میں بڑا سبق ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جھڑکنے کے بجائے انتہائی شفقت سے اپنے قریب بٹھا کر ایسے طریقے سے بات سمجھائی کہ ساری زندگی کیلئے ان کا دل صاف ہو گیا۔ ایک مبلغ کی مثال اس مشفق طبیب سی ہے جو طرح طرح کی مہلک بیماریوں میں مبتلا مریضوں کے درمیان گھرا ہو۔ اب وہ بیماری کے بجائے اگر بیمار سے نفرت شروع کردے تو اسے ہلاک کرڈالے گا لہٰذا رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ یہی ہے کہ گنہگار نہیں بلکہ گناہ قابل نفرت ہے۔

Marfat.com

ایک سالک کواپنے شیخ اور شاگرد کواپنے استاذ کے سامنے اپنی قلبی کیفیت اور طبعی میلان بیان کرنا چاہیے تا کہ وہ اس کی استعداد کے مطابق مناسب علاج کر کے ہلاکت سے بچالیں اور ایک عالم دین کا فرض منصبی یہ ہے کہ وہ خندہ پیشانی سے سائل کی پوری بات سن کر شرعی حل تجویز کرے۔ آج کے دور میں اس طرح کی بات شاید گستاخی پر محمول کر لی جائے مگر ماضی قریب تک کے علمائے کرام کے ہاں ایسی کوئی بات نہ تھی۔

ساتویں نحوست

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِأْئَةَ جَلْدَةٍ وَلَاتَأْخُذْكُمْ بِهِمَارَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَاطَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ () ۲۴: ألنور ۲

زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملے میں تم کو دامن گیر نہ ہو اگر تم اللہ تعالیٰ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو اور ان کو سزا دیتے وقت اہل ایمان کا ایک گروہ موجود رہے۔

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذَالِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ () ۲۴: ألنور ۳

زانی مرد نکاح نہ کرے مگر زانیہ عورت کے ساتھ یا مشرک کے ساتھ۔ اور زانیہ کے ساتھ نکاح نہ کرے مگر زانی یا مشرک اور یہ حرام کر دیا گیا ہے اہل ایمان پر۔

اس آیت مبارکہ میں سو کوڑوں کی سزا غیر شادی مرد کیلئے ہے جنہیں شریعت کی اصطلاح میں ''محصن'' کہا جاتا ہے اور ''محصن'' وہ ہوگا جس میں پانچ شرطیں پائی جائیں (۱) اسلام (۲) عقل (۳) بلوغت (۴) حریت (۵) عفت۔

شرح السنة للبغوی رحمه الله تعالیٰ

جبکہ شادی شدہ مرد عورت کی سزا رجم ہے۔ اور چونکہ یہ ایک قانونی مسئلہ ہے جس کی تفصیل یہاں بیان کرنا مقصود نہیں البتہ ''احصان'' کے عنوان سے بعد میں کچھ مزید تفصیل بیان ہوگی۔

Marfat.com

بدکاری وخودلذتی کی مختلف قسمیں

ہمیشہ سے معاشرے کا کچھ محروم اور ناعاقبت اندیش طبقہ بدکاری اور خودلذتی کی مختلف عادات بد کا شکار ہو جاتا ہے جس کیلئے شریعت میں علیحدہ علیحدہ اصطلاحات واحکامات ہیں لہٰذا معاشرے کے ذمہ دار حضرات کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے اسباب معلوم کر کے سد باب کریں۔ کیونکہ ہر گناہ کی ایک یا کئی نحوستیں ہوتی ہیں جن سے معاشرے کا سکون ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن ان سطور میں اسلامی عدالتی نظام کی تفصیلات بیان کرنا کتاب کا موضوع نہیں لہٰذا بہت اختصار کے ساتھ نکاح کے مقابلے میں بعض دنیوی واخروی نحوستیں بیان کی جاتی ہیں تا کہ قارئین آگاہی کے بعد نوجوان نسل کی اصلاح میں اپنی ذمہ داری پوری کر سکیں۔

01 : اِسْتِبْضَاعْ

استبضاع : کا لفظی معنی ہے کسی سے بُضْعَۃ طلب کرنا۔ یعنی دوسرے سے مباشرت کا تقاضا کرنا اور یہ شریعت کی اہم اصطلاحات میں سے ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ایک آدمی عورت کو اپنے نکاح میں رکھتے ہوئے دوسرے مرد سے حمل رکھوائے جس طرح گائے بھینس اور دیگر مویشی گابھن کرائے جاتے ہیں۔

... كَانَ الرَّجُلُ يَقُوْلُ لِامْرَأَتِهٖ اِذَا طَهُرَتْ مِنْ طَمْثِهَا : أَرْسِلِيْ اِلٰى فُلَانٍ فَاسْتَبْضِعِيْ مِنْهُ وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا وَلَا يَمَسُّهَا اَبَدًا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِيْ تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ فَاِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا اَصَابَهَا زَوْجُهَا اِذَا اَحَبَّ وَاِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ رَغْبَةً فِيْ نَجَابَةِ الْوَلَدِ ، فَكَانَ هٰذَا النِّكَاحُ نِكَاحَ الْاِسْتِبْضَاعِ.

صحیح البخاری للامام ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ : کتاب النکاح باب من قال لا نکاح الا بولیّ بقول اللہ تعالیٰ فَلَاتَعْضُلُوْهُنَّ : الناشر دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض.

ترجمہ

أُحْصَنُ الْمُحْصَنٰتْ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں نکاح کے چار طریقے رائج تھے ان میں سے نکاح استبضاع کا طریقہ یہ تھا کہ ایک آدمی کی اپنی بیوی جب حیض سے پاک ہو جاتی تو اس کا خاوند اسے چھوئے بغیر اس کو ہدایت کرتا تھا کہ تو فلاں شخص جو بڑی شان اور مرتبے والا ہے اسے بلا کر اس کے ساتھ جنسی تعلق قائم کر اور اس سے حاملہ ہونے کی کوشش کر اور خود خاوند اس وقت تک علیحدہ رہتا جب تک بیوی کو حمل ٹھہرنے کا یقین نہ

Marfat.com

ہو جاتا اس طرح کرنے کا مقصد یہ ہوتا کہ بچہ خوبصورت اور باصلاحیت پیدا ہو۔

عورت کا احترام اور حفاظت کا جذبہ اسلام کے بنیادی احسانات میں سے ہے ورنہ جاہلی معاشروں میں جس قدر عورت ذات کی تذلیل کی گئی ہے اس کے تصور سے بھی گھن آتی ہے۔ مثال کے طور پر:

نائر خواتین

''نائر ساحل مالابار کی ایک قدیم اور حکمران قوم تھی یہ لوگ بہادر اور جنگجو تھے۔ ان کے بدن سڈول اور، خوبصورت اور ہاتھ پاؤں متوازن اور رنگ صاف ہوتا تھا۔ پہلے پہل نائر عورتیں زیریں لباس تو پہنتی تھیں مگر ان کا بالائی جسم عریاں ہوتا تھا۔ شہید ٹیپو سلطان اور اس کے بعد انگریزوں نے ان خواتین کو مکمل لباس پہننے پر مجبور کیا۔ مگر بہت جلد نائروں نے اپنے آپ کو آزاد کرالیا۔

تہذیب سے آشنا ہونے سے قبل نائر خواتین میں ''کثرت البعول'' یعنی ایک ہی وقت میں کئی شوہر رکھنے کا رواج تھا۔ عورت ہمیشہ اپنے بھائیوں کے ساتھ رہتی تھی اور اپنے شوہروں کا انتخاب بھی خود کرتی تھی اور اولاد عورت کی ملکیت ہوتی تھی۔ شروع میں تو عورت کا ایک ہی شوہر ہوتا تھا جو اپنی بیوی کے گلے میں علامت کے طور پر ایک ہار ڈال دیتا تھا۔ عورت جب تک ہار پہنے رکھتی یہ رشتہ برقرار رہتا۔ جس کے بعد اس شوہر کو کچھ رقم دے کر رخصت کر دیا جاتا اور اس کی جگہ دوسرے مرد لے لیتے جن کی تعداد دس بارہ تک ہوتی تھی۔ اولاد باپ کے بجائے ماموؤں کی جائداد میں وارث ہوتے۔

اقوام پاکستان کا انسائیکلوپیڈیا۔ تالیف لطیف جناب انجم سلطان شہباز چوہدری : قدیم اقوام ، ناشر: ناشر بک کارنر شوروم جہلم ، پاکستان

ٹوڈا

نیلگری کی اہم قوم ہے۔ بسا اوقات ایک نوجوان جب کسی لڑکی کو پسند کر لیتا تو وہ لڑکی کے باپ کو اس کی قیمت ادا کر دیتا جس کے بعد لڑکی کا باپ اس کے پاؤں اپنے سر پہ رکھ دیتا جو رشتہ منظور ہونے کی علامت سمجھا جاتا۔ اس کے بعد لڑکی کی آرائش کی جاتی اور ڈھول باجے کے ساتھ لڑکے کے گھر لائی جاتی اور دولہا اپنے پاؤں اس کے سر پر رکھ دیتا اور پھر لڑکی کو پانی کا گھڑا اٹھوایا جاتا جس کے بعد وہ اس گھر کی باندی اور دولہے سمیت اس کے سب بھائیوں کی مشترکہ بیوی بن جاتی۔ مگر شادی کی تکمیل اس وقت ہوتی جب لڑکی کو حمل کا ساتواں ماہ شروع ہو جاتا تب وہ رقص کرتی اور سب کو اپنی تبدیل شدہ حالت دکھاتی۔ جس کے بعد شوہر اس کے گلے میں ہار ڈالتا تو اب یہ اس کی بیوی کہلانے لگتی۔

المصدر السابق: ٹوڈا :

Marfat.com

اقوام پاکستان کا انسائیکلو پیڈیا: میرے انتہائی محترم دوست ممتاز ماہر تعلیم اور صحافی جناب انجم سلطان شہباز چوہدری کی تصنیفات میں سے بہت عمدہ اور اپنے موضوع پر انتہائی مفید اور 1030 صفحات پر مشتمل کتاب ہے جس میں سے میں نے عنوان کی مناسبت سے دو مثالیں پیش کی ہیں ورنہ اس میں اس طرح کے کئی عبرت آموز واقعات موجود ہیں جس کے مطالعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ گناہ کی کن غلاظتوں اور اندھیروں سے نکال کر ایمان کی روشنی عطا فرمائی ہے۔

02 : تَسَافَدُ

تَسَافَدُ : فَسَدَ يَفْسِدُ (ن ض ک) فَسَادًا : کے لفظی معنی ہیں خراب ہونا اور بگڑ جانا اور باب تفاعل کے وزن پر اس کے معنی ہوتے ہیں آپس میں دشمنی، قطع رحمی اور ایک دوسرے کی مخالفت و عداوت۔ قرآن کریم میں فساد (Mischief) صلح (Peace) کی ضد کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ () اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ()

۲: البقرۃ ۱۱-۱۲

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار ہو یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں لیکن شعور نہیں رکھتے۔

اور فساد سے مراد محض جنگ و جدل نہیں بلکہ نظام کفر و شرک ہے جو اللہ تعالیٰ کے قانون کے مقابلے میں انسانی گمراہی اور بنائے فساد ہے مگر نہ صرف کفار و مشرکین مکہ بلکہ دنیا میں جہالت کے تمام علمبردار ہمیشہ امن اور آزادی کے نام پر فساد پھیلاتے آئے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور شریعت کے تحت زندگی گزارنا امن و برکت کا باعث ہے چونکہ معاشرے میں باہمی رشتوں کی بنیاد محبت و اخلاص پر ہوتی ہے۔ لہٰذا اولاد کے شادی بیاہ کرنے سے بسا اوقات دو خاندان جن کے درمیان کافی دوریاں اور غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں وہ بھی آپس میں شیر و شکر ہو جاتے ہیں۔ مگر قیامت کے قریب اولاد کی خودسری اور نافرمانی اور بغیر نکاح کیے مرد عورت کا یہی رشتہ ہوس پرستی میں تبدیل ہو کر معاشرے میں نفرت، دشمنی اور قطع رحمی کا سبب بن جائے گا۔

وہ والدین جو اپنے ہاتھوں اولاد کی شادی کر دیں اور وہ والدین جن کی بیٹی کو محبت کے نام پر کوئی ورغلا کر ہوس

Marfat.com

کا نشانہ بنا کر چھوڑ دے ان کی خوش بختی اور بد نصیبی کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے نوازا ہے اور انسانیت کے معنی سمجھتا ہے۔

جنسِ نایابِ محبت کی خدا خیر کرے
بوالہوس اس کے خریدار نظر آتے ہیں

شکیل بدایونی

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَیَاْ تِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَطُوْفُ الرَّجُلُ فِیْہِ بِالصَّدَقَۃِ مِنَ الذَّھَبِ ثُمَّ لَا یَجِدُ أَحَدًا یَأْ خُذُ ھَا مِنْہُ وَیُرَی الرَّجُلُ الْوَاحِدُ یَتْبَعُہُ اَرْبَعُوْنَ امْرَأَۃً یَلُذْنَ بِہٖ مِنْ قِلَّۃِ الرِّجَالِ وَكَثْرَۃِ النِّسَاءِ.

صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب الصدقۃ قبل الرد واخرجہ مسلم فی کتاب الزکاۃ باب الترغیب فی الصدقۃ قبل ان لایوجد من یقبلھا .

ترجمہ

حضرت ابوموسیٰ الاشعری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے روایت بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے قرب قیامت کی نشانیاں بیان فرمائیں کہ لوگوں پہ ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں ایک مالدار آدمی زکاۃ اور صدقہ کا سونا ہاتھ میں لئے پھرے گا مگر اسے قبول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا اور ایسا بھی ہوگا کہ ایک ایک آدمی کے پیچھے چالیس چالیس عورتیں بھاگتی پھریں گی تا کہ اس سے لذت حاصل کریں اور یہ اس لئے کہ قیامت کے قریب مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں بہت زیادہ۔

اس طریق زندگی کی مزید وضاحت اس طرح فرمائی گئی ہے:

وَ اَنَّھُمْ یَتَسَافَدُوْنَ فِیْ الطُّرُقَاتِ كَمَا تَتَسَا فَدَ الْبَھَائِمُ.

النہایۃ فی الفتن والملاحم باب قبیل قیام الساعۃ تھدر آدمیۃ الانسان للامام الحافظ ابی الفدا اسماعیل بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۷۷۴ ھج تحقیق ایمن صالح شعبان الناشر الکتب الثقافی الازھر ، القاھرہ.

اور یہ مرد عورتیں عام راستوں پہ چلتے پھرتے اس طرح سے جفتی ہوا کریں گے جس طرح جنگلی درندے اور جانور جفتی ہوتے ہیں۔

لہٰذا تسافد عورت کے غلط استعمال اور جانوروں سے مماثلت کے باعث ممنوع اور علامات قیامت میں سے ہے۔

Marfat.com

13
13

03 : تہارج

تہارج کے مفہوم میں عورت کا سرعام غلط استعمال اور جانوروں کی طرح کھڑے کھڑے مباشرت کرنا اور علامات قیامت میں سے ہے۔

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضرت امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الفتن میں ''باب ذکر الدجال وصفته وما معه'' کے عنوان سے باب قائم کرتے ہوئے ایک طویل حدیث بیان فرمائی ہے جس کے آخری الفاظ اس طرح ہیں:

يَتَهَا رَجُوْنَ فِيْهَا تَهَارُ جَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُوْ مُ السَّاعَةُ.

صحيح مسلم : بشرح القاضي عياض المسمىٰ اكمال المعلم بفوائد مسلم للامام الحافظ ابى الفضل عياض بن موسىٰ بن عياض اليحصبى ت ٥۴۴ هج رحمه اللّيه عليه : كتاب الفتن باب ذكر الدجال وصفته و ما معه : تحقيق الدكتور يحىٰ اسماعيل الناشر دار الوفاء.

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس دنیا کا جو آخری دن ہوگا جس میں قیامت قائم ہوگی ان بدترین لوگوں پر قائم ہوگی جو اس طرح عورت کا استعمال کریں گے جس طرح گدھا گدھی کے ساتھ سرعام جفتی کر کے بھاگ جاتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلَى شَرَارِ النَّاسِ لَا يَأْ مُرُوْنَ بِمَعْرُوْفٍ وَلَا يَنْهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ يَتَهَارَجُوْنَ كَمَا تَهَارَجَ الْحُمُرُ أَخَذَ رَجُلٌ بِيَدِ اِمْرَأَةٍ فَخَلَا بِهَا فَقَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ يَضْحَكُوْنَ اِلَيْهِ وَ يَضْحَكُ اِلَيْهِمْ .

الفتن : للامام الحافظ نُعيم بن حماد المَروزى المتوفى ٢٣٩ هج - كتاب الفتن تحقيق سمير امين الزهيرى الناشر مكتبة التوحيد القاهره . الطبعة الاولىٰ.

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا قیامت دنیا کے بدترین لوگوں پہ قائم کی جائے گی نہ تو کسی کو نیکی کا حکم دیں گے اور نہ کسی کو برائی سے روکیں گے ان کے عورتیں مرد آپس میں اس طرح جفتی ہوا کریں گے جس طرح گدھا اور گدھی۔ ایک آدمی اٹھے گا عورت کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف ہو جائے گا پھر عورت سے اپنی حاجت پوری کر کے واپس آئے گا اس کے ساتھی اسے دیکھ کر ہنسیں گے اور یہ ان ساتھیوں کو دیکھ کر۔

Marfat.com

حضرت امام دمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''حياة الحيوان الكبرى '' میں گھریلو گدھے کے بارے میں بیان کیا ہے کہ گدھے اور گھوڑے کے علاوہ کوئی ایسا جانور نہیں جو اپنے غیر جنس پر جفتی کرتا ہو۔

جو شہوت پرستی کی دلیل ہے اسی طرح ایک ٹی وی پروگرام کے مطابق گدھا ہم جنس پرست جانور ہے۔

اور چونکہ انتشار کے وقت نہ تو ماحول کو ملحوظ رکھتا ہے اور نہ ہی گدھی کی جسمانی کیفیت و مصروفیت اور موسم۔ بس ہر حال میں حاجت پوری کرتے ہوئے بھاگ کھڑا ہوتا ہے بنسبت باقی اکثر جانوروں کے جو اپنی مادہ کا بہت خیال رکھتے ہیں۔

اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ایسے شہوت پرست لوگوں کو گدھے سے تشبیہ دی ہے۔ پالتو گدھے کے مقابلے میں جنگلی گدھا اپنی مادہ اور اولاد کا بہت خیال رکھتا ہے۔

04 : سِفَاحٌ

حدیث شریف میں دینی و معاشرتی اقدار کو ملحوظ رکھے بغیر عورت و مرد کے درمیان جنسی تعلق کیلئے '' سِفَاحٌ '' کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے جس میں اور خرابیوں کے علاوہ نسب کی حفاظت نہیں ہوتی۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ خَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ وَ لَمْ اُخْرَجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَدُنْ آدَمَ اِلَىٰ اَنْ وَلَدَنِي اَبِي وَاُمِّي وَلَمْ يُصِبْنِي مِنْ سِفَاحِ الْجَاهِلِيَّةِ شَيْءٌ .

السنن الكبرىٰ للبيهقي / دلائل النبوة لابي نعيم / البداية والنهاية لابن كثير / الطبقات الكبرىٰ لابن سعد.

ترجمہ

میری ماں آمنہ سے حضرت حوّاً تک اور باپ عبداللہ سے حضرت آدم تک تمام جوڑے نکاح کرکے رہے ہیں کسی نے بھی کبھی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا اور میری ماں اور باپ دونوں کے نسب میں کسی جوڑے نے بھی جاہلیت کے طریق نکاح کے مطابق باہم زندگی نہیں گزاری۔

نوٹ

اس مضمون کی بہت سی روایات اور ان کی تفصیل ہے مگر مفہوم سب کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا نسب محفوظ رکھنے کیلئے خصوصی انتظام فرمایا۔

05 : عَهْر

عَهْر: عَهَرَ يَعْهَرُ (فَتَحَ يَفْتَحُ) عَهْرًا وَ عِهْرًا وَ عُهُوْرًا. عَهَارَةً وَ عُهُوْرًا : وَعَهِرَ يَعْهَرُ (سَلِمَ

Marfat.com

يَسْلِمُ)عَاهَرَهَا : أَتَاهَا لَيْلًا لِلْفُجُوْرِ : وہ رات کے وقت بدکاری کی نیت سے عورت کے پاس آیا ۔

بنیادی اور لغوی معنی ہیں رات کے وقت میں مرد کا بدکاری کی نیت سے عورت کے پاس جانا یعنی زنا کی ایسی قسم جو صرف رات کی تاریکی میں سرانجام پاتی ہے ۔جس کے بعد مطلق زنا کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔

جس طرح چوری چکاری تو دن کے وقت بھی ہوتی ہے مگر رات کے وقت پوری تیاری اور ہوشیاری سے مسلح ہو کر ڈاکہ ڈالنا انتہائی پروفیشنل ڈاکو کا کام ہے اسی طرح اگر چہ دن کے وقت بھی چھیڑ چھاڑ تو ہوتی رہتی ہے مگر دن بھر سوچ بچار اور منصوبہ بندی کے بعد رات کے وقت کسی کی چار دیواری پھلانگنا گویا بدکاری کا ڈاکہ ہے۔اور دور جاہلیت میں اس کی کچھ شرمناک مثالیں بھی موجود ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَاقَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَهِدَ اِلَىٰ أَخِيْهِ سَعْدِبْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّيْ فَاقْبِضْهُ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدُبْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنه وَقَالَ اِبْنُ أَخِيْ قَدْعَهِدَ اِلَيَّ فِيْهِ فَقَالَ عَبْدُبْنُ زَمْعَةَ : أَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ " هُوَ لَكَ يَاعَبْدَبْنَ زَمْعَةَ " ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ " اَلْوَلَدُلِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِالْحَجَرُ " ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ " اِحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَاسَوْدَةَ " لِمَارَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ ، فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللّٰهَ .

أخرجه البخاری فی البیوع ، باب تفسیر المشبھات وفی الحدود باب الولدللفراش وللعاھر الحجر وفی الفرائض باب الولد للفراش ومسلم فی الرضاع باب الولد للفراش والترمذی فی الرضاع باب ماجاء ان الولد للفراش والنسائی فی الطلاق باب الحاق الولدبالفراش : قال الحافظ فی الفتح قال ابن عبد البرھو من اصح مایروی عن النبی ﷺ جاء عن بضعة وعشرین نفسًا من الصحابة رضی اللّٰه عنھم : جامع الاصول .

ترجمہ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے اس لیے تم اسے اپنے قبضے میں لے لینا پھر ہوا یہ کہ فتح مکہ کے سال سعد بن ابی وقاص نے اس لڑکے کو اپنے قبضے میں کرتے کہا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے جس نے مجھے اس کے بارے میں وصیت کی تھی مگر عبد بن زمعہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ میرا بھائی ہے کیونکہ میرے باپ کی لونڈی کے بطن سے ان کے بستر پر پیدا ہوا ہے یہ معاملہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اے عبد بن زمعہ یہ لڑکا تمہارے پاس ہی رہے گا کیونکہ بچہ اسی کا ہوتا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کیلئے پتھر ہیں (رجم) پھر آپ نے اپنی زوجہ مطہرہ سودہ

Marfat.com

بنت زمعہ سے فرمایا کہ اس لڑکے سے پردہ کیا کرو اور اس حکم کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا تھا کہ اس لڑکے میں زمعہ کے بجائے عتبہ کی شباہت کی جھلک تھی چنانچہ اس لڑکے نے زندگی بھر حضرت سودہ بنت زمعہ کو نہیں دیکھا۔

صورت مسئلہ

زَمعہ بن قیس بن عبد شمس مشرکین مکہ میں سے تھے اور حالت کفر میں انتقال کر گئے۔ عتبہ بن ابی وقاص مشہور فاتح حضرت سعد بن ابی وقاص کا بھائی تھا اور مشرکین مکہ کے ساتھ غزوۂ احد میں شریک ہوا جہاں اس نے پتھر مار کر رسول اللہ کا دانت مبارک شہید کر دیا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس کیلئے جاہلی موت کی دعا فرمائی تھی چنانچہ اس واقعہ کے تھوڑی دیر بعد حضرت حاطب بن اَبی بَلتعہ کے ہاتھوں قتل ہو گیا تھا۔ مگر ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ ایک عظیم صحابی ہیں۔

عتبہ نے جاہلیت میں ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ کے والد زمعہ کی ایک لونڈی کے ساتھ بدکاری کی تھی جس کے نتیجے میں اس نے بیٹا جنا تھا جس کے متعلق اس نے اپنے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو تفصیل بتا کر وصیت کی تھی کہ اس کی موت کی صورت میں وہ اس کے بیٹے کو کسی طرح اپنی تحویل میں لے لیں۔ چونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں تھے لہٰذا انہیں فتح مکہ تک اس کا موقعہ نہیں ملا۔ اور یہی واقعہ ہے جو اوپر حدیث شریف میں بیان ہوا ہے۔

06: لواطت

لواطت: کی دو قسمیں ہیں: لواطت کبریٰ اور لواطت صغریٰ پہلی قسم سے مراد ہے مرد کا مرد کے ساتھ بد فعلی کرنا اور دوسری قسم سے مراد ہے مرد کا عورت کی دبر میں وطی کرنا۔

تاریخی پس منظر

حضرت لوط علیہ السلام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہاران کے بیٹے ہیں اور ہمیشہ آپ ہی کی تربیت میں رہے اس طرح وہ اور حضرت سارہ علیہا السلام آپ پر اولین ایمان لانے والوں میں سے ہیں'' فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ '' ۲۹ : اَلعنکبوت ۲۶ : پس لوط ایمان لائے ابراہیم پر اور کہنے لگے میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔

Marfat.com

یعنی میں بیک وقت وطن اور باپ دادا کا دین چھوڑ کر وطنی اور روحانی ہجرت اختیار کرتا ہوں۔ جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت عطا فرما کر مضافات اردن میں بحرمیت/ بحرلوط کی ساحلی بستی سدوم اور مضافاتی آبادیوں کی راہ نمائی کیلئے بھیجا جس کے بعد ان بستیوں کے لوگ قوم لوط کے نام سے مشہور ہوئے ۔

لواطت : کی تاریخ

قوم لوط کے لوگ اگرچہ سراپا معصیت تھے مگر تین بڑی برائیاں ان کا قومی مشغلہ تھا : ہم جنس پرستی (Homosexuality) رہزنی اور ناپ تول میں کمی ۔ مگر ان میں سے ہم جنس پرستی نے ایک وبا کی حیثیت اختیار کرلی تھی جس کے ارتکاب میں انہیں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوتی تھی جس کے باعث '' لـــواطـــت '' کی اصطلاح وجود میں آئی ۔ یعنی ایسا برا کام جس میں قوم لوط بحثیت قوم ملوث تھی اور انہیں خرابیوں کے باعث ان کی بستیوں کو انہیں پر الٹ کر نشان عبرت بنادیا گیا۔

حضرت امام ابن قیم الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے علمائے سلف رحمہم اللہ تعالیٰ کا ایک ملفوظ نقل کیا ہے۔

'' اِذَاسَقَطَ الْعَبْدُ مِنْ عَیْنِ اللّٰہِ ابْتَلاہُ بِمُحَبَّۃِ الْمُرْدَانِ '' یعنی انسان جب اپنی بداعمالیوں کے باعث اللہ تعالیٰ کی نظر سے گر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے ریش لونڈوں کی محبت میں گرفتار کردیتا ہے۔

ألداء والدواء لابن القیم الجوزیة : ص ٣٧٠

اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ نعمتوں میں سے ہے اور جب انسان اس عظیم نعمت کی قدر نہیں کرتا تو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت اس سے اٹھ جاتی ہے پھر شیطان کیلئے اسے گندگی کی طرف راغب کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَاقَالَ : اِنَّمَا کَانَ بَدْءُ عَمَلِ قَوْمِ لُوْطٍ أَنَّ اِبْلِیْس جَاءَ ھُمْ فِیْ ھَیْئَۃِ صَبِیٍّ ، أَجْمَلَ صَبِیٍّ رَاٰہُ النَّاسُ فَدَعَاھُمْ اِلَی نَفْسِہِ فَنَکَحُوْہُ ثُمَّ جَسَرُوْا عَلَی ذَالِکَ .

أخرجه ابن عساكر رحمه الله تعالى فى " تاريخ دمشق باب ، لوط بن هاران ... " فتح القدير للشوكانى ، سورة الأعراف الآيات ٨٥-٩٣ .

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قوم لوط میں ہم جنس پرستی کی ابتدا اس طرح ہوئی تھی کہ

Marfat.com

ابلیس ملعون ایک خوبصورت لونڈے کی شکل میں ان پر ظاہر ہوا تھا جسے جب انہوں نے للچائی نظروں سے دیکھا اور اس کی طرف سے اپنے ساتھ بدفعلی کیلئے دعوت کے نتیجے میں یہ لوگ اس کے ساتھ ملوث ہو گئے تو اس کے بعد سنبھلنے کے بجائے ان بدمعاشوں کی ہمت بڑھی تو وہ اسی کام میں لگ گئے۔

جبکہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد رشید حضرت طاؤس بن کیسان رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ عَنْ طَاؤُسٍ أَنَّهُ قَالَ : كَانَ بَدْءُ عَمَلِ قَوْمِ لُوْطٍ اِتْيَانَ النِّسَاءِ فِيْ أَدْبَارِهِنَّ

المدخل للعبدری باب اتیان المراۃ فی دبرھا: المکتبۃ الشاملۃ.

ترجمہ

قوم لوط کے لوگوں نے سب سے پہلے اپنی عورتوں کو خلاف فطرت دبر میں وطی کیلئے مجبور کیا تھا۔

یعنی جب وہ عورتوں کے خلاف فطرت استعمال کے عادی ہو چکے تھے اور شیطان کو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ اتنا بڑا گناہ نہیں جتنا مردوں کا مردوں کے ساتھ ملوث ہونا ہے تو اس نے عورتوں سے ان کی توجہ ہٹانے کیلئے خود کو ایک خوبصورت لونڈے کی شکل میں ان پر ظاہر کر کے اپنی ذات سے لواطت کا افتتاح کیا تو رفتہ رفتہ سب لوگ اس گناہ میں شریک ہو گئے۔

وَلُوْطًا اِذْقَالَ لِقَوْمِهِ اِنَّكُمْ لَتَأْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَاسَبَقَكُمْ بِهَامِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِيْنَ () أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَتَأْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ اِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتِنَابِعَذَابِ اللهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ () ۲۹ : العنکبوت ۲۸-۲۹

ترجمہ

اور لوط کا ذکر بھی کرو جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم تو اس بدکاری پر اتر آئے ہو جسے تم سے پہلے دنیا بھر میں سے کسی نے نہیں کیا۔ تم مردوں کے پاس بدفعلی کیلئے آتے ہو اور راستے بند کرتے ہو اور اپنی عام مجلسوں میں بے حیائیوں کا کام کرتے ہو۔ اس کے جواب میں اس کی قوم نے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہا کہ بس جا اور اگر سچا ہے تو ہم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب لے آ۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ ھ. رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تاریخ میں آیت '' وَتَأْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ '' اور تم اپنی عام مجلسوں میں بے حیائیوں کا کام کرتے ہو. کے تحت ام المؤمنین حضرت عائشہ، حضرت ام ھانی رضی اللہ عنہما اور حضرات تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے مجاہد، قتادہ، ابن زید اور عمرو بن دینار کے آثار

Marfat.com

بیان کیے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ قوم لوط کے بدمعاش مسافروں کو پکڑ کر اپنی مجالس اور چوپالوں میں لاکر انہیں بے آبرو اور قتل کرتے تھے اور اپنی چوپالوں میں اجتماعی طور پر لواطت کرتے تھے۔

وَلُوْطًا اِذْقَالَ لِقَوْمِهٖ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَاسَبَقَكُمْ بِهَامِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِيْنَ () اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَاءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ()

اور لوط کا ذکر بھی کرو جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم تو اس بدکاری پر اتر آئے ہو جسے تم سے پہلے دنیا بھر میں سے کسی نے نہیں کیا۔ تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم تو حد ہی سے گزر چکے ہو

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِيْنَ () وَتَذَرُوْنَ مَاخَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُوْنَ ()

۲۶ : ألشعرآء ۱۶۵ – ۱۶۶

کیا تم دنیا کی مخلوق میں سے مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو۔ اور تمہاری بیویوں میں تمہارے رب نے تمہارے لیے جو کچھ پیدا کیا ہے اسے چھوڑ دیتے ہو؟

''اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ اس خواہش کو پورا کرنے کیلئے جو بیویاں اللہ نے پیدا کی تھیں انہیں چھوڑ کر تم غیر فطری ذریعے یعنی مردوں کو اس غرض کیلئے استعمال کرتے ہو۔

دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود ان بیویوں کے اندر اللہ تعالیٰ نے اس خواہش کی تکمیل کا جو فطری راستہ رکھا تھا اسے چھوڑ کر تم غیر فطری راستہ اختیار کرتے ہو۔ اس دوسرے مطلب میں یہ اشارہ نکلتا ہے کہ وہ ظالم لوگ اپنی عورتوں سے بھی خلاف وضع فطری فعل کا ارتکاب کرتے تھے۔ اور بعید نہیں کہ وہ یہ حرکت خاندانی منصوبہ بندی کی خاطر کرتے ہوں۔''

تفهيم القرآن : الشعراء حاشيه نمبر ۱۰۹.

جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہے کہ قوم لوط دونوں طرح کی لواطت کبریٰ اور لواطت صغریٰ میں مبتلا تھی اور دنیا میں سب سے پہلے اسی قوم نے ہم جنس پرستی (Homosexuality) کی بنیاد ڈالی جیسا کہ قرآن کریم نے صراحت کی ہے۔

مگر فطرت سے اس انحراف کو اب بنیادی حقوق کی آڑ میں قانونی تحفظ فراہم کر دیا گیا ہے جس کے بعد یہ ایک وبا کی طرح پھیلتی جا رہی ہے اور نہ جانے یورپ کا انجام کیا ہو کیونکہ اب معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے جس انتہا پہ ہلاکت سے پہلے قوم لوط پہنچی ہوئی تھی '' اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ () النمل ۵۴ -کیا تمہارا یہ حال ہو گیا ہے

Marfat.com

کہ کھلم کھلا دیکھنے والوں کی نگاہوں کے سامنے فحش کام کرتے ہو۔''

لواطت کی نحوست

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَلْعُوْنٌ مَنْ سَبَّ أَبَاهُ ، مَلْعُوْنٌ مَنْ سَبَّ أُمَّهُ ، مَلْعُوْنٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ ، مَلْعُوْنٌ مَنْ غَيَّرَ تُخُوْمَ الْأَرْضِ ، مَلْعُوْنٌ مَنْ كَمَّهَ أَعْمٰى عَنِ الطَّرِيْقِ ، مَلْعُوْنٌ مَنْ وَقَعَ عَلٰى بَهِيْمَةٍ مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ . قَالَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِرَارًا ثَلَاثًا فِي اللُّوْطِيَّةِ .

أخرجه احمد في المسند باب مسند عبد الله بن عباس بن عبدالمطلب رضى الله عنهما وأخرجه عبدالرزاق مى مصنفه وابن أبي شيبة في مصنفه والنسائي في الكبرى باب من عمل عمل قوم لوط .

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا '' ملعون ہے وہ جو اپنے باپ کو گالی دے، ملعون ہے وہ جو اپنی ماں گالی دے، ملعون ہے وہ جو غیر اللہ کے نام پہ جانور ذبح کرے، ملعون ہے وہ جو زمین کی حد بندی کے نشانات مٹا دے، ملعون ہے وہ جو کسی نابینا کو راستے سے بھٹکا دے، ملعون ہے وہ جو کسی جانور سے بدفعلی کرے، ملعون ہے وہ جو قوم لوط والا عمل (Homosexuality) کرے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے لوطی کیلئے تین بار لعنت کا جملہ دہرایا۔

أَللَّعْنُ مِنَ اللّٰهِ : هُوَ إِبْعَادُ الْعَبْدِ بِسُخْطِهِ وَمِنَ الْإِنْسَانِ أَلدُّعَاءُ بِسُخْطِهِ .

التعريفات : تاليف الاستاذ السيد الشريف ابى الحسن على بن محمد بن على الحسينى الجرجانى الحنفى المتوفى سنة ٨١٦ هج رحمه الله تعالىٰ : تحقيق الشيخ محمدباسل عيون السود الناشر دارالكتب العلمية بيروت.

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کا مطلب ہے ناراض ہو کر بندے کو اپنی بارگاہ رحمت سے دور کر دینا۔ دھتکار دینا۔ اور انسان کی طرف سے لعنت کرنے کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کیلئے ناراضگی اور دھتکار کیلئے بددعا کرنا۔

ملعون ج ملعونون جج ملاعنة

ایسا شخص جسے اللہ تعالیٰ نے خیر سے محروم قرار دیدیا ہو۔ جس طرح شیطان کو ملعون ٹھہرا کر اس پر جنت کے

Marfat.com

دروازے بند اور نیکی کی توفیق سلب کر لی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا لوطی کیلئے تین بار لعنت کا جملہ دہرانے کا مطلب یہ ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے انسان کو اپنی بارگاہ سے دھتکارتے ہوئے اس سے اعمال صالحہ کی توفیق سلب کر لیتا ہے۔ اور عدم توبہ کی صورت میں اس کے اور جہنم کے درمیان صرف چند سانسوں کا فاصلہ ہی باقی ہوتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدِبْنِ عَقِيْلٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ أَخْوَفَ مَاأَخَافُ عَلَى أُمَّتِىْ عَمَلُ قَوْمِ لُوْطٍ .

أخرجه الترمذى فى الحدود باب ماجاء فى حد اللوطى وقال هذاحديث غريب وابن ماجه باب من عمل عمل قوم لوط وأحمدباب مسند جابر عبد لله ومستدرك فى الحدود وصححه.

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اپنی امت کے جن فتنوں میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے ان میں سب سے بڑا خدشہ، قوم لوط کے عمل کا ہے۔''

یعنی امت قیامت کے قریب جن نئے نئے فتنوں کا سامنا کرے گی ان میں انجام کے اعتبار سے لواطت سب سے بڑا فتنہ اور گناہ ہے کیونکہ اسی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرج کی حرمت کے مقابلے میں دبر کی حرمت کا معاملہ زیادہ سخت اور حساس ہے " حُرْمَةُ الدُّبُرِ أَشَدُّ مِنْ حُرْمَةِ الْفَرْجِ "

أخرجه ابن أبى شيبة وابن أبى الدنيا عن جابر رضى الله عنه .

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کی مردوں کے ساتھ بدکاری کی وجہ سے تو قوم لوط کو ہلاک کیا ہے لیکن زنا کے باعث آج تک کوئی تباہ نہیں کی گئی۔

ولید بن عبدالملک بنو امیہ کے جبابرہ میں سے تھا لیکن اس کا ایک خوبصورت قول حضرت امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اہتمام سے نقل فرمایا ہے۔

" لَوْلَا اَنَّ اللّٰهَ ذَكَرَ آلَ لُوْطٍ فِىْ الْقُرْآنِ مَا ظَنَنْتُ اَنَّ اَحَدًا يَّفْعَلُ هٰذَا "

تاريخ الخلفاء للامام جلال الدين عبد الرحمٰن بن ابى بكر السيوطى رحمه الله تعالىٰ عليه المتوفّى ٩١١ هج؛ ترجمة وليد بن عبد الملك : الناشر دار الجيل بيروت.

Marfat.com

ترجمہ

اگر اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کی ہم جنس پرستی کا ذکر قرآن میں نہ فرمایا ہوتا تو مجھے یقین نہ ہوتا کہ کبھی ایسا عمل بھی وقوع پذیر ہوا یا ہو سکتا ہے۔

جب چند سال پہلے میں حضرت امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی'' تاریخ الخلفاء '' کا مطالعہ کرتے ہوئے اس واقعہ پر پہنچا تو جامعہ عربیہ کا پاکیزہ ماحول اور حضرات اساتذہ رحمہم اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہوئے اشکبار ہو گیا کیونکہ ہمارے حضرت الاستاذ حافظ محمد انور القاسمی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت الاستاذ قاضی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ مفتی و مدرس جامعہ عربیہ کی طبائع بھی کچھ ایسی تھیں کہ اگر دوران درس کوئی اس قسم کی عبارت سامنے آجاتی تو طبیعتوں پر بے حد گراں گزرتا مجھے یقین ہے کہ اگر ان بزرگوں کیلئے ممکن ہوتا تو شاید درسی کتب سے قوم لوط کا قصہ حذف کرا دیتے رحمہما اللہ تعالیٰ۔ مگر بدقسمتی سے اب ایسے لوگوں کو چراغ لیے ڈھونڈنے کی ضرورت ہے کیونکہ:

پہلے تھا بہت فاصلہ بازار سے گھر کا
اب ایک ہی کمرے میں ہے بازار بھی گھر بھی

ضیاء فاروقی

لواطت پر شرعی سزا

امام احمد بن قدامہ الحنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام محمد بن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ کی ''اَلْمُقْنِعْ فِی الفقہ'' پر'' الشرح الکبیر علی متن المُقنِعْ '' میں لواطت کے دونوں مرتکبین یعنی فاعل و مفعول کیلئے سزائے موت پر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع نقل کیا ہے۔ یہی رائے اختیار کی ہے حضرت امام ابن قیم الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ الشیخ بکر بن عبداللہ ابوزید بن محمد عبداللہ بن بکر بن عثمان بن یحیٰ بن غیھب بن محمد المتوفی ۱۴۲۹ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے'' الحدود والتعزیرات لابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ '' میں وضاحت کی ہے۔ البتہ اس سزا کے نفاذ کے طریق کار میں اختلاف رائے ہے۔ اور اس اختلاف رائے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ایسا کوئی معاملہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش نہیں ہوا کہ آپ ﷺ سزا نافذ فرماتے اور اس کی تفصیل موجود ہوتی۔

حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور فقہائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ کے درمیان سزائے موت کے طریق کار

Marfat.com

میں جو اختلاف رائے پایا جاتا ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

(01) مرتد کی سزا کی طرح تلوار سے گردن اڑا دی جائے۔ فقہائے شافعیہ میں سے امام الشربینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''مغنی المحتاج '' میں یہی رائے اختیار کی ہے اور امام الشوکانی رحمہ اللہ نے '' نیل الاوطار '' میں حضرت ابوبکر و حضرت علی رضی اللہ عنہما کا یہی طرز عمل نقل کیا ہے جس کی تائید میں رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم منقول ہے۔

عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰه عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ '' مَنْ وَجَدْتُمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوا الفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهِ ''

أخرجه ابن ماجه في الحدود باب من يعمل عمل قوم لوط وابوداود فی الحدود باب فيمن يعمل عمل قوم لوط : تحفة الأشراف برقم ۶۲۴۴.

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی تمہیں قوم لوط جیسا عمل کرتا ملے تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔

حضرت شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سنن کی اس روایت پر صحیح اور حسن صحیح کا حکم لگایا ہے۔

(02) فاعل و مفعول دونوں کو سنگسار کیا جائے یہاں تک کہ موت واقع ہو جائے اور اس کی تائید میں رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم منقول ہے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الَّذِيْ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ ، قَالَ : اِرْجِمُوْا الْأَعْلَى وَالْأَسْفَلَ ، اِرْجِمُوْهُمَا جَمِيْعًا.

أخرجه ابن ماجه فی الحدود باب من يعمل عمل قوم لوط وأخرجه الترمذی فی الحدود باب ماجاء فی حد اللوطی : تحفة الأشراف برقم ۶۱۷۶.

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ قوم لوط جیسا عمل کرنے والے کیلئے رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ اوپر اور نیچے والے یعنی فاعل و مفعول دونوں کو ایک ساتھ سنگسار کر دو۔

اس حدیث شریف کی روایت میں اگرچہ عاصم بن عمر العمری ضعیف ہیں مگر دیگر شواہد کی بنا پر حضرت شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ چنانچہ یزید بن قیس نے اس معاملے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی ایک

Marfat.com

فیصلہ نقل کیا ہے جس کی تفصیل امام ابن حزم نے ''المحلی بالآثار'' میں اور امام الشوکانی رحمہ اللہ نے ''نیل الاوطار'' میں بیان کی ہے۔ اور حضرت امام ابن قیم الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تائید میں بھی حضرت عمر وعبداللہ ابن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے اقوال بھی نقل فرماتے ہوئے بیان کیا ہے کہ اس میں شادی شدہ ہونے یا نہ ہونے دونوں صورتوں یہی سزا نافذ کی جائے گی۔

اس کے بعد حضرت امام ابن قیم الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عطا ابن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ میری موجودگی میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ کے سامنے لواطت میں ملوث سات مجرم پیش کیے گئے تھے جن میں سے چار مجرم شادی شدہ تھے اور تین غیر شادی شدہ۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیر کے حکم اور حضرت عبداللہ ابن عمر وعبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں چار شادی شدہ مجرموں کو مسجد الحرام کے باہر سنگسار کر دیا گیا اور باقی تینوں پر حد جاری کر دی گئی ۔ یعنی ان مجرمین پر زنا کی سزا نافذ کی گئی۔

الحدود والتعزیرات لابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ.

(03) فاعل ومفعول دونوں کو آگ میں جلا دیا جائے۔ لیکن جلانے سے مراد زندہ جلانا نہیں بلکہ سزائے موت کے نفاذ کے بعد لاش جلانا ہے۔ جس کی تائید میں سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم منقول ہے۔

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ ، أَنَّ خَالِدَبْنَ الْوَلِيْدِ كَتَبَ اِلَى أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَافِيْ خِلَافَتِهٖ يَذْكُرُ لَهُ أَنَّهُ وَجَدَرَجُلًا فِيْ بَعْضِ نَوَاحِي الْعَرَبِ يُنْكَحُ كَمَاتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ ، وَأَنَّ أَبَابَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَمَعَ النَّاسَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُمْ عَنْ ذَالِكَ فَكَانَ مِنْ أَشَدِّهِمْ يَوْمَئِذٍ قَوْلًا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اِنَّ هٰذَا ذَنْبٌ لَمْ تَعْصِ بِهٖ أُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ ، صَنَعَ اللّٰهُ بِهَامَاقَدْعَلِمْتُمْ ، أَنْ نُحَرِّقَهُ بِالنَّارِ ، فَاجْتَمَعَ رَأْيُ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى أَنْ يُحَرِّقَهُ بِالنَّارِ

هٰذَا مُرْسَلٌ وَرُوِيَ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ جَعْفَرِبْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ غَيْرِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ : يُرْجَمُ وَيُحْرَقُ بِالنَّارِوَيُذْكَرُعَنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ هَمْدَانَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَجَمَ رَجُلًا مُحْصَنًافِيْ عَمَلِ قَوْمِ لُوْطٍ ، هٰكَذَا ذَكَرَهُ الثَّوْرِيُّ عَنْهُ مُقَيَّدًابِالْاِحْصَانِ وَهُشَيْمٌ رَوَاهُ عَنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى مُطْلَقًا.

اخرجه البیهقی فی السنن الکبری باب ماجاء فی حداللوطی وقال ابن حجر العسقلانی رحمه الله تعالی بعد ذکره للاثر " هو ضعیف جدا ولو صح لکان قاطعاللحجة " انظر نصب الرایة فی تخریج أحادیث الهدایة.

Marfat.com

ترجمہ

حضرت خالد بن ولید نے دوران مہم کہیں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کو ان کے دور خلافت میں ایک خط لکھا تھا کہ یہاں عرب کی نواحی آبادیوں میں سے ایک جگہ ایسا شخص میرے پاس لایا گیا ہے جو عورت کی طرح پیشے کے طور پر بدفعلی کراتا ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بہت سے حضرات صحابہ کو جب مشورے کیلئے طلب کر کے ان کے سامنے معاملہ پیش کرتے ہوئے اس شخص کی سزا کے بارے میں رائے طلب کی تو اس روز اس معاملے میں سب سے زیادہ سخت موقف حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا تھا۔

فرمایا: یہ ایسا منحوس جرم ہے جس میں صرف ایک قوم لوط ملوث ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر عذاب کی تفصیل سے تو آپ حضرات آگاہ ہیں لہٰذا یہی مناسب ہے کہ سزائے موت کے بعد اس کی لاش جلا دی جائے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس رائے پہ موجود صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہو گیا جس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید کو سزا نافذ کرنے کا حکم لکھ بھیجا۔

اگرچہ یہ روایت مرسل کے درجے کی ہے مگر اس واقعہ کے علاوہ ایک دوسری روایت اس طرح ہے جسے حضرت جعفر بن محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے اپنے والد سے اس طرح بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لواطت کے مجرم کو رجم کیے جانے کے بعد جلا دینا کا حکم دیا تھا۔

اور ایک روایت کے مطابق جو حضرت قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مجہول ہمدانی کے ذریعے بیان کی ہے کہ ایک آدمی جس نے شادی شدہ ہونے کے باوجود لواطت کا ارتکاب کیا تھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر رجم کی سزا نافذ کی تھی۔ حضرت امام ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے شادی شدہ ہونے کی صورت میں سزائے رجم بیان کی ہے جبکہ حضرت قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ نے شادی شدہ ہونے کی شرط کے بغیر یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

حضرت امام الحافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "نصب الرایۃ" کی احادیث کی تحقیق و تخریج میں اس روایت کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس میں شدید ضعف ہے ورنہ اس معاملے میں یہ بہت بڑی دلیل تسلیم کی جاتی۔

حضرت امام ابن قیم الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس رائے کی تائید میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابوبکر و علی بن ابی طالب اور عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم کے نہ صرف اقوال نقل فرمائے ہیں بلکہ وضاحت فرمائی ہے کہ چار خلفائے امت حضرت ابوبکر و علی بن ابی طالب اور عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم اور اموی خلیفہ ہشام بن

Marfat.com

عبدالملک بن مروان نے اپنے دور میں یہ سزا عملاً نافذ کی ہے۔

الحدود والتعزیرات لابن القیم رحمہ اللّٰہ تعالیٰ

(04) علاوہ ازیں سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دوسری رائے ہے کہ مجرم کو کسی پہاڑ کی بلندی سے گراتے ہوئے اس پر پتھروں کی بارش کردی جائے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوم لوط کو دی جانے والی سزا کے ساتھ مطابقت پیدا ہو جائے۔ اس رائے کی تائید میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا اثر بھی منقول ہے۔

نیل الاوطار للشوکانی و المحلی بالأثار للشیخ ابن حزم رحمہما اللّٰہ تعالیٰ : کتاب الحدود :

کیونکہ اللہ کریم نے قوم لوط پر عذاب کی کیفیت اس طرح بیان فرمائی ہے۔

فَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ () مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَمَاهِيَ مِنَ الظَّالِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ () ۱۱ : ھود ۸۲ - ۸۳

ترجمہ

پھر جب ہمارے فیصلے کا وقت آ پہنچا تو ہم نے اس بستی کو تل پٹ (اوپر نیچے) کر دیا اور ان پر پتھر کے تہہ بہ تہہ کنکر برسائے۔ جن میں سے ہر کنکر تیرے رب کے ہاں نشان زدہ تھا اور ظالموں سے یہ سزا کچھ دور نہیں ہے۔

یعنی ہر ایک پتھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور تھا کہ اس نے کس کو نشانہ بنانا اور اس کے کتنے ٹکڑے کرنے ہیں

(05) مجرم کو نیچے رکھ کر اوپر سے دیوار گرا دی جائے۔ جس کی تائید میں حضرت عمر و عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے آثار منقول ہیں۔

نیل الاوطار للشوکانی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ : کتاب الحدود :

حتمی رائے

جس طرح کہ تفصیل بیان ہوئی ہے کہ لواطت کے مجرم کی سزائے موت پر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم متفق ہیں مگر سزا کے نافذ کرنے کی کیفیت میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ سے جو قتل کا حکم منقول ہے اس میں بھی اس کی کیفیت بیان نہیں ہوئی ہے لہٰذا ان ارشادات و آثار کو تطبیق دینے کیلئے جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ، ریاض سعودی عرب کے تحت علامہ محمد بن سعد الغامدی نَضَّرَ اللّٰهُ وَجْهَهُ کی 686 صفحات پر مشتمل تحقیق ''عقوبۃ الاعدام'' یعنی شرعی سزائے موت، کے نام سے مکتبہ دارالسلام ریاض نے 1992ء میں شائع کی تھی

Marfat.com

جسے میں نے مدینہ طیبہ سے خرید کر مطالعہ کیا تھا۔ اور اس وقت میرے سامنے ہے۔

فاضل مصنف فرماتے ہیں کہ ان واقعات کی روشنی میں مجھے یہی مناسب لگتا ہے کہ لواطت کے مجرم کی سزا کا معاملہ حاکم وقت کی صوابدید پر چھوڑ دینا چاہیے اور اس کی ذمہ داری ہے کہ ایسے طریقے سے سزا کا نفاذ کرے جس سے لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔

یعنی تنفیذ سزا کے متعلق جتنے ارشادات و آثار منقول ہیں ان کی روشنی اور حدود میں رہتے ہوئے کوئی طریقہ بھی اختیار کیا جا سکتا ہے نہ یہ کہ اپنی طرف سے کوئی نئی سزا تجویز کر کے نافذ کر دے۔

چونکہ عالم اسلام کی ایک عظیم دینی درسگاہ کی طرف سے یہ تحقیق سامنے آئی ہے اور ارشادات نبوی ﷺ و آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں یہی رائے مناسب معلوم ہوتی ہے اور یہی رائے احناف رحمہم اللہ تعالیٰ نے اختیار فرمائی ہے۔

احناف کی رائے

اللباب فی الجمع بین السنة والکتاب ۔ حضرت امام جمال الدین ابو محمد علی بن ابی یحیی زکریا بن مسعود الأنصاری ألخزرجی المنبجی المتوفی ۶۸۶ ہجری رحمہ اللہ تعالیٰ کی نادر تالیف اور احناف کی امہات الکتب میں سے ہے۔ جس میں ایک باب اس عنوان سے قائم کیا گیا ہے: ”بَابُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ عُزِّرَ عَلَى حَسْبِ مَایَرَاهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ“ یہ باب اس بیان میں ہے کہ جو قوم لوط کا عمل کرے اس پر وقت کے عادل حکمران کی صوابدید کے مطابق تعزیر نافذ کی جائے گی۔

کیونکہ اس باب میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم مختلف الرائے ہیں اور ارشادات نبوی ﷺ والی روایات اصول روایت کے تحت پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتیں۔

جیسا کہ تیسری رائے کے تحت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ والی روایت کے بارے میں حضرت امام الحافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ” نصب الرایة “ کی احادیث کی تحقیق وتخریج میں فرمایا ہے کہ اس میں شدید ضعف ہے ورنہ اس باب میں یہ بہت بڑی دلیل تسلیم کی جاتی۔

مگر لفظ تعزیر سے بعض حضرات یہ مراد لیتے ہیں کہ احناف رحمہ اللہ تعالیٰ سرے سے لواطت کی سزا پر قتل وغیرہ کے قائل ہی نہیں اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ تعزیر کا معنی بہت ہلکی قسم کی سزا سمجھ لیا گیا ہے۔ جس طرح کہ ہمارے ہاں بعض

Marfat.com

علاقوں میں دیہی پنچایت بڑے سنگین جرم پر بھی مجرم پر دس بیس لوگوں کو کھانا کھلانے کا فیصلہ کر دیتی ہے۔ 14

اگر یہ بات ہوتی تو عادل حکمران کی صوابدید والا معاملہ نہ ہوتا۔ بلکہ اس تعزیر کی رو سے وقت کا عادل حکمران مختار ہے کہ وہ شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے ایسا فیصلہ کرے جو دوسروں کیلئے عبرت کا سبب ہو۔ اور جب معاملہ عادل حکمران کی صوابدید پر موقوف ہے تو اس کے مفہوم کو محدود کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔

اور جیسا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ والے واقعہ میں بتایا گیا ہے کہ ایک آدمی لواطت کا پیشہ کرتا ہے تو اب اس کی سزا اور ایک عام مجرم کی سزا میں فرق ہونا لازمی ہے۔

حکایت

دولت عباسیہ کے سولہویں حکمران ألمعتضد باللّٰہ احمد ابو العباس اپنی کسی ضرورت سے ایک رات باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک امرد لڑکا دوسرے کی پشت سے اتر کر چاروں ہاتھوں پاؤں سے سرکتا ہوا دوسرے لڑکوں میں شامل ہو گیا ہے۔ معتضد نے آ کر یکے بعد دیگرے ہر ایک کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دیکھنا شروع کیا تو جب اس مجرم لڑکے کی باری آئی اور اس کے سینے پر ہاتھ رکھا تو مارے خوف کے اس کے دل کی دھڑکن جو پہلے ہی بہت تیز تھی مزید بڑھ گئی۔ معتضد نے اسے لات مار کر پچھاڑتے ہوئے حکم دیا کہ جلاد کوڑا لے کر آئے اور لڑکے، کے اقبال جرم کے بعد اسے قتل کر دیا گیا۔

کتاب الاذکیاء لابن الجوزی رحمہ اللہ تعالی

واقول

اب سوال یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا حکم موجود ہے اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم لواطت کے مجرم کے حق میں سزائے موت پر متفق ہیں جیسا کہ ابتدا میں بیان ہوا ہے کہ حنابلہ میں سے امام احمد بن قدامہ الحنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام محمد بن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ کی ''أَلْمُقْنِعْ فِی الفقہ'' پر ''ألشرح الکبیر علی متن المُقنِعْ'' میں اور امام ابن القیم الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے ''ألحدود والتعزیرات لابن القیم رحمہ اللّٰہ تعالیٰ'' میں وضاحت گزری ہے کہ لواطت کے دونوں مرتکبین یعنی فاعل و مفعول کیلئے سزائے موت پر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع نقل کیا ہے۔ اس کے باوجود حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور بعد کے بزرگان دین کے

Marfat.com

درمیان اختلاف رائے کیوں اور کیسے پیدا ہوگیا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ سوائے بہت ابتدائی دور کے کسی بھی معاملے میں بوجہ سفر، جہادی مہمات اور ذمہ داریوں کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا جمع ہونا نہ تو ثابت ہے اور نہ ہی ممکن۔ اس کائنات میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور امت مسلمہ کیلئے رسول اللہ ﷺ کے وصال سے زیادہ کوئی بڑا صدمہ نہیں اس کے باوجود اگر اس موقعہ پر بھی ریاستی ذمہ داریوں کے باعث تمام صحابہ رضی اللہ عنہم موجود نہ تھے تو پھر کب ہو سکتے تھے؟ لہٰذا مندرجہ بالا اجماع صحابہ سے مراد اس وقت مدینہ طیبہ میں موجود حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم ہو سکتے ہیں اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا کسی معاملے اتفاق ایک اہم معاملہ ہے مگر یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ اس وقت میڈیا کی کوئی سہولت موجود نہ ہونے کے باعث ایسا عین ممکن ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو تاحیات کسی ایسے اجماع یا فیصلے کی خبر نہ پہنچی ہو۔ دوسری وجہ یہ ہے جیسا کہ میں بیان کیا ہے کہ ارشادات و آثار کے سلسلہ روایت میں ضعف پایا جاتا ہے جیسا کہ حضرت امام حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی تحقیق گزر چکی۔

اس سلسلے میں آخری اور ضروری گزارش یہ ہے کہ یہ معاملہ موجودہ دور کے حکمرانوں کی صوابدید پر نہیں چھوڑا جا سکتا کیونکہ انہیں عادل حکمران کہنا لفظ عدل کی توہین ہے لہٰذا وقت کے جید علمائے حق اس معاملے میں رائے دینے کا حق رکھتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی میراث علم کے امین ہیں۔

ابوجہل کی ہڑک

ایک مرتبہ جب میں جامعہ عربیہ میں دوران تعلیم عشا کے بعد اپنے حلیم و کریم شیخ الحدیث حضرت مولانا معین الدین خٹک نَضَّرَ اللّٰہُ وَجْھَہُ کے پاؤں دبا رہا تھا تو چائے سے فارغ ہوکر آپ نے صحیح بخاری کی کتاب الجنائز میں سے ''بَابٌ :اِذَا قَالَ الْمُشْرِکُ عِنْدَ مَوْتِہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ''یعنی کوئی مشرک اگر بوقت موت عالم نزع میں کلمہ پڑھ لے تو اس کا کیا حکم ہے؟ کی عمدۃ القاری سے شرح پڑھنے کا حکم دیا جب ابوجہل کے حالات میں یہ بات آئی کہ اَللّٰھُمَّ أَعِزَ الْاِ سْلَامَ بِأَ حَبِ الرَّجُلَیْنِ اِ لَیْکَ، عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ أَوْ عَمْرِ وبْنِ ھِشَامٍ، یَعْنِیْ أَبَا جَھْلٍ۔

تحفة الاحوذی بشرح جامع الترمذی باب مناقب أبی حفص عمر بن ألخطاب للامام الحافظ ابی العلاعبد الرحمٰن ابن عبد الرحیم المبارکفوری المتوفّی ۱۲۸۳ – ۱۳۵۳ وأخرجه أسد الغابة فی معر فة الصحابة تالیف الامام عز الدین ابن الأثیر أبی الحسن علی بن محمد ألجزری المتوفّیٰ سنة ٦٣٠ ھج ترجمة سیدنا عمر بن الخطاب تحقیق و تعلیق الشیخ علی محمد معوض الشیخ عادل أحمدعبد الموجود الناشر دار الکتب العلمیة بیروت.

Marfat.com

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں دعا فرمائی تھی: اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام یعنی ابوجہل دونوں میں سے جو تجھے زیادہ پسند ہو اسے میری جھولی میں ڈالتے ہوئے تحریک اسلامی کی نصرت وتائید فرما۔

تو سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام یا اسلام نے انہیں قبول کرلیا تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کے باوجود ابوجہل کے ایمان نہ لانے کے بیان میں اس کے متعلق ایک جملہ اس طرح تھا "کَانَ أَحْوَلَ مَأْبُوْنًا" یعنی ابوجہل بھینگا اور مأبون تھا۔

یہ جملہ سنتے ہی حضرت شیخ اٹھ کر بیٹھ گئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا: "ہاں اَشَف "تو یہ بات ہے" یعنی اللہ تعالیٰ کی غیرت نے گوارا نہیں فرمایا کہ ابوجہل جیسا گندہ انسان صحابہ رضی اللہ عنہم کی پاکیزہ جماعت میں شامل ہوکر رسول اللہ ﷺ کا قرب حاصل کرتا۔ پھر فرمایا: "اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی صالح بزرگ کی دعا کا مصداق بننے کیلئے بھی نصیب کے ساتھ سیرت اور کردار کی ضرورت ہوتی ہے۔ اَشَف اب آئی بات سمجھ میں؟"

اَشَف : " وَقَالَ الْفراء :الشَّفّ. الفَضْل، يُقَال: شَفَفْتُ عَلَيْهِ تَشِفُّ، أَى زِدْتَ عَلَيْهِ، وَفُلان أَشَفُّ من فلان، أَى أَكْبَرُ قَلِيلاً. "

شِفّ فضل وبزرگی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ فلاں اس فلاں سے اَشَف ہے یعنی بڑا، بہتر اور شفاف ہے۔ میرے شیخ الحدیث حضرت مولانا معین الدین خٹک رحمہ اللہ تعالیٰ، اول روز سے آخر تک مجھے اشرف کے بجائے "اَشَف" بہت اچھا دوست کہہ کر یاد فرماتے۔ مجھے ایک سال تک سفر وحضر میں ساتھ رہنے کی سعادت ملی جس پر مجھے ہمیشہ فخر محسوس ہوتا ہے۔ میں نے اپنی تالیف "ہجرت کشمیر" میں آپ کی یادیں ضبط کی ہیں۔

تمہاری یاد نے روشن کیے ہیں دل میں چراغ
تمہارے ذکر سے خوشبو دہن میں آئی ہے

حفیظ میرٹھی

مَأْبُون

بدفعلی کے نتیجے میں فاعل اور مفعول دونوں کے ذکر اور دبر میں اور اسی طرح عورت کی دبر میں وطی کے نتیجے میں خاص قسم کے کیڑے پیدا ہوجاتے ہیں جو مادہ منویہ کو بطور خوراک استعمال کرتے ہیں جیسا کہ عام گندگی پر ہوتا ہے۔

Marfat.com

اور جب انہیں اپنی خوراک نہیں ملتی تو وہ ماٗ بون کو اندر سے کاٹتے ہیں جس سے فاعل مفعول دونوں کو بار بار اس خباثت کی حاجت پیدا ہوتی ہے۔اس مرض کو اصطلاح میں اُبنہ اور متاثر فرد کو مابون کہتے ہیں۔

ملعون ابو جہل جسے حضور ﷺ نے اس امت کا فرعون قرار دیا تھا اسے بہت ٹیڑھی قسم کی ہڑک تھی کہ ملعون بھینگا اور ماٗ بون تھا۔اور مکہ مکرمہ کے نوجوانوں کو پیسے دے کر بدفعلی کراتا تھا۔کیونکہ اس کو بار بار اس خباثت کی حاجت ہوتی تھی۔مگر جب اس کی سرین پر برص کے داغ نکل آئے تو فاعل اس کی سرین سے نفرت کرنے لگے اس لیے شروع شروع میں صفرہ استعمال کرتا تھا تاکہ فاعل کو سورین خوشنما لگے مگر جب مکہ مکرمہ کے تمام بدکاروں نے بھاری اجرت کے بدلے میں بھی اس سے بدفعلی بند کردی جس کے نتیجے میں جب پوری طرح ہڑک اس پر حملہ آور ہوتی تو باہر نکل کر ہر مخالف پر حملہ کردیتا گندی گالیاں بکتا اس طرح زیادہ تر بے بس غلام اور معصوم مسلمان اس کی درندگی کا شکار بنتے۔

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا اسی بدبخت کی درندگی سے اسلامی تاریخ میں سب سے پہلے شہادت پانے والی خاتون ہیں۔پھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو جب وقتی طور پہ حبشہ کی طرف ہجرت اختیار کرنے کا حکم دیا تو مکہ مکرمہ میں ابو جہل جو پہلے ہی فاعل نہ ملنے کے باعث سرگرداں تھا اب اسے کوئی ایسا مظلوم بھی نہیں ملتا تھا جس پر بھونک کر ہڑک کی آگ ٹھنڈی کرنے۔تو وہ اس شدید گرمی میں مکہ مکرمہ کی پہاڑیوں پہ جا کر گرم پتھروں پہ بیٹھا کرتا تھا تاکہ سرین جلنے سے کھجلی کم ہوجائے۔اور جب سخت گرم پتھر سے سرین جلتی تو اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ''وَاللّٰتِ وَالْعُزّٰی لَا عَلَاکَ ذَکَرٌ'' لات اور عزّی کی قسم اب کے بعد کوئی مرد تجھ پر نہیں چڑھے گا۔

اور پھر غزوہ بدر میں مقتول ہوکر ہمیشہ کیلئے وہاں پہنچ گیا جہاں بہت سے گرم پتھر موجود ہیں۔شاعر نے ایسے انسان کو کتے سے تشبیہ دی ہے جو لذت کیلئے اپنا آلہ چاٹتا ہے۔

کَمَا انْتَضَی الْکَلْبُ أَیْرَہُ فَتَرَی
لَوْنًا صَقِیْلًا وَ ھِمَّۃً خَرِبَۃْ
خَاسَتْ عِنْدَ فَرْطِ کَبْرَتِہِ
لُوْطِیَّۃٌ فِیْ خَرَاہُ مُنْقَلِبَۃْ

البحتری

ترجمہ

لوطی کی مثال ایسی ہے جیسے کتا بار بار اپنا آلہ چاٹتا ہے جس کے باعث اس کا رنگ ایسا نظر آئے گا گویا کہ اسے

Marfat.com

ریگ مار سے صیقل کر دینے کے بعد اس سے خون ٹپک رہا ہو۔اس کی اس رائیگاں مشقت نے اسے بڑھاپے میں ذلیل کر دیا ہے کیونکہ وہ ایسا لوطیہ ہے جس کی سوچ ہر وقت جائے پاخانہ پہ مرکوز رہتی ہے۔

اندلس کے معروف ادیب وشاعر اور مؤرخ ابن سعید العنسی المدلجی ابو الحسن نور الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نادر تالیف ''نشوة الطرب فی تاریخ جاهلیة العرب ''میں اور امام راغب الأصفهانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''محاضرات الادباء ''میں ملعون ابو جہل کے بارے میں تفصیل سے لکھا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : لَوْ أَنَّ الَّذِیْ یَعْمَلُ ذَالِکَ الْعَمَلَ یَعْنِیْ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ اغْتَسَلَ بِکُلِّ قَطْرَةٍ فِی السَّمَاءِ وَ کُلِّ قَطْرَةٍ فِی الْأَرْضِ لَمْ یَزَلْ نَجِسًا.

روضة المحبین للامام ابن قیم الجوزیة ۶۹۱-۷۵۱ھ رحمه الله تعالی: ألباب الرابع والعشرون فی ارتکاب سبیلی الحرام وما یقضی الیه من المفاسد والآلام: الناشر دار الکتاب العربی بیروت.

ترجمہ

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد رشید وامام التفسیر حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ قوم لوط جیسا عمل کرنے والا شخص ایسا نجس ہوتا ہے کہ اگر وہ آسمان وزمین کے ہر قطرۂ آب سے بھی غسل کرلے تو بھی نجس کا نجس ہی رہے گا۔

نوٹ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی دس سورتوں: الأعراف - هود - ألحجر - الأنبیاء - ألفرقان - ألشعراء - ألنمل - ألعنکبوت - ألصافات - اقتربت الساعة ۔میں قوم لوط کی گمراہی اور تباہی کا ذکر کرنے کے بعد قیامت تک آنے والوں کو انتباہ فرمایا ہے " وَمَاقَوْمُ لُوْطٍ مِنْکُمْ بِبَعِیْدٍ " ۱۱: هود ۸۹:

''اور قوم لوط تم سے کچھ زیادہ دور نہیں''یعنی ابھی کل کی بات ہے کہ قوم لوط کو ان کی بد اعمالیوں کے باعث غرق کر دیا گیا تھا جس کی تباہی کے آثار ابھی تک تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں لہٰذا اس قوم جیسا عمل کرنے والے خبردار رہیں کہ کسی بھی وقت وہ بھی اسی طرح غرق کیے جا سکتے ہیں۔

08 : لواطت صغریٰ

شریعت کی اصطلاح میں لواطت صغریٰ سے مراد ہے مرد کا بیوی کی دبر میں وطی کرنا جو اخلاقی، دنیوی اور اخروی اعتبار سے ایسی گھناؤنی حرکت ہے جس کے تصور سے بھی ایک باذوق اور شفاف انسان کو گھن آتی ہے۔

Marfat.com

عَنْ عَمْروبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ عَنِ الرَّجُلِ يَأْتِيْ امْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا قَالَ تِلْكَ اللُّوْطِيَّةُ الصُّغْرَى .

رواه الامام احمدبن حنبل والبزار فی مسندیهماورجالهمارجال الصحیح والنسائی فی الکبری وفی عشرة النساء من طريق ابن مهدی عن همام وقيل فی التحقيق رجاله ثقات.

حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد اور دادا رحمہم اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے ایک صاحب نے پوچھا تھا کہ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو اپنی بیوی کی دبر میں وطی کرے آپ ﷺ نے فرمایا یہ لواطت صغریٰ ہے۔ یعنی چھوٹے درجے کی لواطت ہے۔

اور لواطت صغریٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ یہ فعل شرعاً حرام اور نتائج کے اعتبار سے لواطت کی طرح انتہائی نقصان دہ عمل ہے تاہم ایسے شخص پر حد کے بجائے تعزیر نافذ کی جائے گی۔

اور عورت ایسے روسیاہ سے خلع لینے کی حقدار ہے کیونکہ اس میں نہ صرف عورت کی توہین اور تذلیل ہے بلکہ جسمانی طور پر بھی متاثر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے اپنی حفاظت اٹھاتے ہوئے ان کو ان کے نفس کے حوالے کر دیتا ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ () ١٦ : ألنحل ٩٧

ترجمہ

جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن تو اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور آخرت میں ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔

حیات طیبہ یعنی پاکیزہ زندگی سے مراد مومن کی دنیوی زندگی ہے۔ اور اس کے پاکیزہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ نہ صرف آدمی کو حلال مرغوب و محبوب ہو بلکہ حرام سے نفرت پیدا ہو جائے اور ازدواجی سکون اس کی ایک بہترین مثال ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ () ٣٠ الروم ٢١

ترجمہ

اس ذات باری تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں

Marfat.com

تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

عورت کی محبت

یہی وجہ ہے کہ اسلام کی نظر میں عورت سے محبت کرنا ایک عبادت ہے۔ اگر گندگی کے بجائے کسی شخص کے دل میں عورت کی طلب اور محبت ڈال دی گئی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ صراط مستقیم پر اور اللہ کریم کی بارگاہ میں مقبول ہے۔ اور اگر ایسا نہیں تو اسے استغفار کرنی چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ دنیا پر ہی اسے گندگی سے نجات عطا فرما دے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُبِّبَ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ ، وَالطِّيْبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلَاةِ .

أخرجه النسائي في " عشرة النساء باب حب النساء واسناده حسن ورواه ايضا احمد في " ألمسند " والحاكم والبيهقي وغيرهم : جامع الاصول في احاديث الرسول ﷺ : الفرع الأول : في فضلها مجملا

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دنیوی ساز و سامان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عورت اور خوشبو میرے لیے محبوب و مرغوب بنا دی گئی ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبَّ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ النِّسَاءِ مِنَ الْخَيْلِ .

المصدر السابق

ترجمہ

حضرت انس بنؓ مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دنیا کے مال و متاع میں سے عورت کے بعد گھوڑے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ تھی۔

رسول اللہ ﷺ کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام عبادات اور حلال و پاکیزہ اعمال بالکل اسی طرح انتہائی مرغوب و محبوب اور فطری بنا دیئے گئے تھے جس طرح عام انسان کو نفیس کھانے اور خوشبودار پھل مرغوب ہوتے ہیں۔

Marfat.com

حضرات صوفیا رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عام مومن جب راہ ہدایت پر ثابت قدمی سے چلنا شروع کرتا ہے تو اس کی زندگی میں ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس سے بھی تکالیف شرعیہ ساقط ہو جاتی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ رحمت میں قبول فرماتے ہوئے اس کا سینہ کھول دیتا ہے جس کے بعد تمام عبادات اور حلال میں اسے ایک عجیب سرور ولذت حاصل ہوتی ہے چونکہ تمام نفسانی خبائث جو فطرت نفوس میں داخل ہوتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دور کر دی گئی ہوتی ہیں ''وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ'' ۲۰ : البقرۃ ۴۵:

یعنی زندگی میں مشکلات و مصائب کے وقت ''صبر کرو اور نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور بے شک نماز ایک بہت بھاری کام ہے مگر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کیلئے نہیں۔''

میں یہی حقیقت بیان فرمائی گئی ہے مگر بعض جہلا اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ ایک شخص جب بہت عبادت کر لیتا ہے تو باقی زندگی میں اسے عبادت کرنے سے معافی مل جاتی ہے۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے کہ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو اپنی بارگاہ رحمت سے دور کر دیتا ہے ان کیلئے عبادات نہ صرف دشوار بنا دی جاتی ہیں بلکہ حلال سے برکت اٹھا لی جاتی ہے جس کے بعد انسان خنزیر اور بکرے میں تمیز نہیں کر سکتا کیونکہ دونوں کے گوشت کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔

تفسير المظهری . سورة الانشراح.

شیخ الاسلام حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ'' اِنَّ فِی الدُّنْيَا جَنَّةً مَنْ لَّمْ يَدْخُلْهَا لَمْ يَدْخُلْ جَنَّةَ الْاٰخِرَةِ''

ألجواب الكافی لمن سأل عن الدواء الشافی ... تاليف الامام ابن قيم الجوزية المتوفی ۷۵۱ ھ رحمه الله تعالى : فصل المعاصی تعمی البصيرة .

ترجمہ

بے شک انسان کی دنیوی زندگی میں بھی ایک جنت ہے جو یہاں اس میں داخل نہ ہو سکا وہ آخرت کی جنت میں بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

یعنی جو شخص یہاں صراط مستقیم پر نہیں اور جسے یہاں حلال و حرام کی تمیز نہیں۔ اور جسے یہاں عبادات میں لذت و سرور حاصل نہیں۔ اور جس کا گھر یہاں جنت کا نمونہ نہیں اسے وہاں کی جنت نصیب نہیں ہو گی کیونکہ جنت صرف پاکیزہ اور صالح لوگوں کا ٹھکانا ہے گندے اور غلیظ لوگوں کا نہیں۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى () قَالَ رَبِّ لِمَ

Marfat.com

حَشَرْتَنِیْ اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا () قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا وَکَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ()

۲۰ : طٰہٰ ۱۲۴ - ۱۲۶

ترجمہ

اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کیلئے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی۔ اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا پروردگار دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا یہاں مجھے اندھا کیوں اٹھایا گیا۔ اللہ فرمائے گا اسی طرح تو ہماری آیات کو جبکہ وہ تیرے پاس آئی تھیں تو نے بھلا دیا تھا اُسی طرح آج تجھے بھلایا جا رہا ہے۔

مگر جن لوگوں کے برے کرتوں کے باعث اللہ تعالیٰ ان سے اپنی حفاظت اٹھالیتا ہے، ان کے معاملات میں برکت باقی نہیں رہتی تو وہ سکون واطمینان کی خاطر در در کی ٹھوکریں کھاتے اور جھک مارتے پھرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ازدواجی سکون جو اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے جب اس سے بھی محروم ہو جاتے ہیں تو غیر فطری اور مصنوعی چیزوں کا سہارا لینا شروع کرتے ہیں۔ لہٰذا اس نعمت کے زوال اور نوبت یہاں تک پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے ماننے والوں کو ایک دعا تعلیم فرمائی ہے کہ وہ اس کا اہتمام کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کا سکون بحال رکھے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا () ۲۵ : الفرقان ۷۴

اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا۔

لواطت صغریٰ کی ابتدا

جیسا کہ تفصیل بیان ہوئی ہے کہ قوم لوط کے لوگوں کی سب سے بڑی خباثت جو ان کی ہلاکت کا باعث بنی وہ لواطت تھی۔ جبکہ مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور معروف تابعی امام التفسیر حضرت طاؤس بن کیسان رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے ان لوگوں نے خلاف فطرت دبر میں وطی کیلئے اپنی عورتوں کو مجبور کیا تھا اور جب اس برائی نے وبا کی صورت اختیار کر لی تو اس مقصد کیلئے نوجوان لڑکے استعمال کیے جانے لگے یہاں تک کہ جب قوم نے ہدایت اختیار کرنے سے انکار کر دیا تو انہیں نیست و نابود کر دیا گیا۔

لہٰذا بیوی کی دبر میں وطی کرنا ایسا حرام ہے کہ جسے معلومہ انسانی تاریخ اور کسی شریعت میں کبھی مباح نہیں سمجھا گیا۔

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابوالدرداء، حضرت عبداللہ ابن عباس،

Marfat.com

حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت ابو ہریرہ کا یہی مسلک ہے۔

حضرات تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے حضرت سعید بن المسیب، حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن، حضرت مجاہد، حضرت عکرمہ، حضرت طاؤس بن کیسان اور حضرت امام ثوری کا اسی پر فتویٰ ہے۔ اور اسی قول پر فتویٰ ہے فقہائے امت میں سے حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا کہ لواطت صغریٰ بھی شریعت کی رو سے قطعی حرام، کبیرہ گناہوں اور فحاشی میں سے ہے۔

حضرت امام مالک کا فتویٰ

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک پولیس والے نے حاضر ہو کر بیان کیا کہ اس کے پاس ایک شخص لایا گیا ہے جس نے بیوی کی دبر میں وطی کی ہے لیکن مجھے معلوم نہیں کہ اسے کیا سزا دی جائے؟ فرمایا اسے ایسی جسمانی سزا دو جس سے اسے عبرت ہو اور اس کے بعد اگر پھر اس کی شکایت آئے تو میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کرادو۔

اس باب میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات گرامی:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَلْعُوْنٌ مَنْ أَتَى اِمْرَأَتَهُ فِیْ دُبُرِهَا.

أخرجه أحمد فی مسنده : مسند أبی هُریرة :حدیث حسن ، رجاله ثقات رجال الصحیح غیر الحارث بن مخلد فقد روی عنه اثنان وذکره ابن حبان فی الثقات وحدیثه عند أبی داود والنسائی.

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص ملعون ہے جو اپنی بیوی کے پچھلے حصے میں وطی کرتا ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :" لَایَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰی رَجُلٍ جَامَعَ اِمْرَأَتَهُ فِیْ دُبُرِهَا "

أخرجه ابوداود فی کتاب :النکاح باب فی جامع النکاح وابن ماجه فی النکاح ، باب : النهی عن اتیان النساء فی أدبارهن . هذا اسناد صحیح ورجاله ثقات. وفی الزوائد : اسناده صحیح لأن الحارث بن مخلد ذکره ابن حبان فی الثقات وباقی رجال الاسناد ثقات وحدیث قد رواه الترمذی بلفظ قریب من هذا.

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر جس نے اپنی بیوی کی دبر میں وطی کی ہوگی رحمت سے التفات نہیں فرمائے گا۔

Marfat.com

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوِ امْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ" ﷺ.

اخرجه الترمذی فی الطهارة . باب : ماجاء فی کراهية اتيان الحائض وصححه الألبانی رحمه الله تعالیٰ .قال ابو عيسى لانعرف هذاالحديث الا من حديث حَكِيْم الأثرم عن ابی تميمة الهجيمی عن أبی هريرة . وانما معنی هذا عند أهل العلم علی التغليظ .

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے حالت حیض یا عورت کی دبر میں وطی کی یا کسی کاہن سے مستقبل کے حالات جاننے کیلئے کوئی بات پوچھی تو اس نے گویا محمد ﷺ پر نازل فرمائے گئے دین کا انکار کیا۔

یعنی اگر ایسے شخص کا اسلام پر ایمان پختہ ہوتا تو وہ ہرگز ایسی حرکت نہ کرتا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَى رَجُلٍ أَتَى رَجُلًا أَوِ امْرَأَةً فِي الدُّبُرِ .

أخرجه الترمذی فی الرضاع باب ماجاء فی کراهية اتيان النساء فی أدبارهن وقال هذاحديث حسن غريب وصححه الشيخ الألبانی رحمهماالله تعالی فی صحيح الجامعة برقم : ۷۸۰۱.

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کسی ایسی شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا جس نے کسی مرد سے بدفعلی یا عورت کی دبر میں وطی کی ہوگی۔

قوم لوط کا آخری دن

جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قوم لوط کی ہلاکت کا فیصلہ ہو چکا تو حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل واسرفیل علیہم السلام کو ہمراہ لیے اور انتہائی خوبصورت انسانی شکلوں میں زمین پر اترے۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کے بعد جب سورج نصف النہار پہ تھا وہاں سے سدوم کی بستی میں پہنچے جہاں سب سے پہلے حضرت لوط علیہ السلام کی ایک بیٹی جو اپنے جانوروں کو نہر سدوم سے پانی پلا رہی تھی اس سے ملاقات کی اور اس سے پوچھا کہ کیا یہاں مسافروں کے ٹھہرنے کیلئے کوئی جگہ ہے؟

Marfat.com

حضرت کی بیٹی کو اپنی قوم کے بدمعاشوں کی خصلت بد کا علم تھا اس لیے وہ ان نو وارد تین خوبصورت مسافر نوجوانوں کو دیکھ کر ان کے انجام کے بارے میں سوچ کر لرز گئی۔ اس نے کہا کہ جب تک میں واپس آجاتی آپ لوگ یہیں میرا انتظار کریں۔ اس کے بعد وہ گھبراہٹ کے عالم میں اپنے والد کے پاس پہنچی اور عرض کیا کہ ابا حضور بستی کے کنارے ایسے تین اجنبی نوجوان ہمارے ہاں مہمان بننے کے منتظر ہیں کہ میں نے ان سے زیادہ خوبصورت اور پاکیزہ شکلیں کبھی نہیں دیکھیں اور اب مجھے خوف لگ رہا ہے کہ آپ کی قوم کہیں انہیں بھی ہمارے سامنے رسوا نہ کر دے۔

قوم لوط کے بدمعاشوں نے حضرت لوط کو کہہ رکھا تھا کہ اگر کبھی کوئی مرد مہمان بستی میں داخل ہو تو آپ اسے مہمان نہیں رکھ سکتے اس کا معاملہ ہم پہ چھوڑ دینا اس کے باوجود حضرت کو ان اجنبی نوجوانوں کی فکر لاحق ہوئی تو پہلے آپ نے انہیں کسی اور بستی میں ٹھہرنے کا مشورہ دیا مگر جب آپ نے دیکھا وہ آپ ہی کے پاس ٹھہرنے پر مصر ہیں تو کسی طرح لوگوں کی نظروں سے بچ بچا کر انہیں گھر لے آئے۔

فَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالَ هَٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ () ١١: ھود ٧٧

ترجمہ

جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط کے پاس پہنچے تو وہ ان کی وجہ سے غمگین ہو گئے اور دل ہی دل میں کڑھنے لگے کہ آج کا دن بڑی مصیبت کا دن ہے۔

حضرت کے اہل خانہ کے سوا ابھی تک اگرچہ بستی کے کسی بدبخت کو خبر نہ تھی مگر آپ کی بیوی نے حسب عادت قوم کے اوباشوں کو جا کر بتا دیا کہ آج لوط کے گھر میں جو تین خوبصورت نوجوان آ کر ٹھہرے ہیں۔ میں نے زندگی میں کبھی ایسی خوبصورت انسانی شکلیں نہیں دیکھیں یہ سنتے ہی اوباشوں کی باچھیں کھل گئیں اور مردار پر کتے کی طرح دوڑتے ہوئے حضرت لوط اور آپ کے مہمانوں کو گھیرے میں لے کر کہنے لگے۔ اے لوط تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں اور تمہیں یہ بھی علم ہے کہ تم انہیں ہم سے نہیں بچا سکتے اور جبکہ ہم نے تم سے کہہ رکھا تھا کہ کبھی کسی مرد کو مہمان نہ ٹھہرانا مگر پہلے تو تم نے غلطی کی ہے اوپر سے ان کا دفاع بھی کر رہے ہو؟

وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِن قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ قَالَ يَا قَوْمِ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ () ١١: ھود ٧٨

ترجمہ

اور لوط کی قوم جو پہلے سے بدکاریوں میں مبتلا تھی دوڑتی ہوئی اس کے پاس آ پہنچی، لوط نے کہا اے میری قوم

Marfat.com

کے لوگو اس برائی کے بجائے یہ میری بیٹیاں موجود ہیں اور ہیں بھی پاکیزہ (ان سے نکاح کرلو)۔ اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرو کیا تم میں کوئی ایک بھی شریف انسان نہیں۔

یعنی اگر تم جنسی خواہش کے ہاتھوں مجبور ہو تو اس مقصد کیلئے اللہ کریم نے پاکیزہ عورتیں پیدا فرمائی ہیں اور تمہارے گھروں اور بستی میں بھی موجود ہیں ان کے ساتھ نکاح کر کے زندگی گزارنا پاکیزگی کی علامت ہے اور ایسا بھی نہیں کہ عورتوں کی کمی ہے بلکہ میری قومی بیٹیاں بھی موجود ہیں اور اگر تم بدکاری چھوڑ کر صراط مستقیم پہ آجاؤ تو میں اپنی بیٹیوں کے رشتے دینے کیلئے بھی تیار ہوں۔ کیوں گندگی کھاتے پھرتے ہو کیا تم میں کوئی ایک بھی ایسا شریف النفس انسان نہیں بچا جو خود بھی اس گندگی سے دور ہو اور تمہیں بھی سمجھا سکے؟

واقول

چونکہ حضرت لوط علیہ السلام اپنی بعثت کے بعد اللہ کریم کے حکم کے تحت مصر سے ہجرت کر کے یہاں تشریف لائے تھے جہاں آپ کے خاندان میں سے کوئی آباد نہیں تھا۔ حضرت کی صرف دو بیٹیاں تھیں اور قوم کے ساتھ مکالمے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ ایسی بدنصیب بستی تھی جہاں حضرت کو صرف ایسے دو صالح نوجوان بھی نہ مل سکے جو عظیم المرتبت نبی کا داماد بننے کی سعادت حاصل کر سکتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس معاشرے میں شرفا کو اپنی پاکدامن بیٹیوں کیلئے مناسب رشتے بھی میسر نہ ہوں یقیناً ایسا معاشرہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی زد میں ہے۔

قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَالَنَافِیْ بَنَاتِکَ مِنْ حَقٍّ وَاِنَّکَ لَتَعْلَمُ مَانُرِیْدُ () ۱۱: ھود ۷۹

ترجمہ

انہوں نے جواب دیا کہ تُو تو بخوبی جانتا ہے کہ تمہاری بیٹیوں میں ہماری کوئی دلچسپی نہیں اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہم کیا پسند کرتے ہیں۔

یعنی اگر ہمیں عورتوں کی چاہت ہوتی تو ہم انہیں بستی میں چھوڑ کر آپ کے پاس کیوں آتے مگر ہم عورتوں کے معاملے کو بہت پیچھے چھوڑ آئے ہیں لہٰذا ان لڑکوں کو ہمارے حوالے کر دو بلکہ تمہارے حق میں تو یہی بہتر تھا کہ ہمارے کہنے کے مطابق تم انہیں اپنے پاس نہ ٹھہراتے تو اب تک ہم اپنی خواہش کی تکمیل کر چکے ہوتے۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً اَوْ آوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ () ۱۱: ھود ۸۰

ترجمہ

لوط نے کہا کاش کہ مجھ میں تم سے مقابلہ کرنے کی اتنی طاقت ہوتی کہ تمہیں سیدھا کر دیتا یا کوئی مضبوط

Marfat.com

سہارا ہی ہوتا کہ اس کی پناہ لیتا۔

اب تک حضرت لوط علیہ السلام اپنے مہمانوں کو اندر بٹھا کر دروازہ بند کر کے ان اوباشوں کو سمجھانے کی کوشش کرتے رہے اور فرشتے خاموشی سے عظمت لوط ملاحظہ فرماتے رہے اور جب دیکھا کہ منت وسماجت بھی بے اثر ہے اور افہام وتفہیم بھی تو گویا مہمانوں کی تباہی کا منظر آپ کی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔ حضرت لوط اگر چہ اللہ تعالیٰ کی پناہ کے سوا کسی پناہ کے طالب نہ تھے اور آپ کے دل میں یہی آیا کہ کاش اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی قوۃ عطا فرمائی ہوتی کہ ان اوباشوں کا مقابلہ کر کے معزز مہمان بچالیتا تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو اجازت مل گئی کہ اب لوط پر اپنا راز کھول دو۔

فرشتوں نے کہا اے لوط اب ان پر دروازہ کھول دو چنانچہ دروازہ کھولتے ہی جب وہ ناپاک اوباش فرشتوں کی طرف بڑھے تو حضرت جبرئیل نے مٹی کی ایک چٹکی ان کی طرف پھینک دی جس سے وہ اندھے ہو گئے مگر اللہ کریم نے انہیں اصل عذاب کا مزہ چکھانے کیلئے صبح تک زندہ رکھا۔

قَالُوْا يَا لُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّکَ لَنْ يَّصِلُوْا اِلَيْکَ فَاَسْرِ بِاَهْلِکَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْکُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَکَ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ○ ۱۱: ہود ۸۱

ترجمہ

اب فرشتوں نے کہا اے لوط ہم تو آپ کے پروردگار کے بھیجے ہوئے نمائندے ہیں، ناممکن ہے کہ یہ آپ تک پہنچ پائیں پس آپ کچھ رات رہے اپنے گھر والوں کو ساتھ لے کر بستی سے نکل جاؤ اور تم میں سے کوئی بھی پیچھے پلٹ کر نہ دیکھے کہ ان پہ کیا گزری مگر آپ کی بیوی ساتھ نہیں جائے گی کہ اسے بھی وہی عذاب پہنچنے والا ہے جو سب کیلئے مقرر ہے اور ان کی تباہی کیلئے صبح کا وقت مقرر ہے۔ صبح ہوتے اب دیر ہی کتنی ہے۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ○ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّکَ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ○ ۱۱: ہود ۸۲- ۸۳

ترجمہ

پھر جب ہمارے فیصلے کا وقت آ پہنچا تو ہم نے اس بستی کو تل پٹ (اوپر نیچے) کر دیا اور ان پر پتھر کے تہہ بہ تہہ کنکر برسائے۔ جن میں سے ہر کنکر تیرے رب کے ہاں نشان زدہ تھا اور ظالموں سے یہ سزا کچھ دور نہیں ہے۔

Marfat.com

جب حضرت لوط علیہ السلام اپنی بیوی کے علاوہ اپنے اہل خانہ کو ساتھ لے کر، عذاب کیلئے مقرر بستی کی حدود سے باہر نکل چکے تھے اور صبح کے قریب جب پوری قوم غفلت کی نیند سو رہی تھی تو حضرت جبرئیل نے دست اقدس بڑھا کر پوری بستی کو اس کے مکینوں سمیت اٹھا لیا اور آسمان دنیا کے قریب لے گئے یہاں تک کہ پہلے آسمان پر ان کے کتوں اور مرغوں کی آوازیں سنائی دی جانے لگیں اور وہاں سے اس طرح الٹے پٹخ دیا کہ بستی مکینوں کو لیے زمین کے اندر چلی گئی اور پھر آسمان سے نشان زدہ پتھروں کی بارش نے ان کا نام ونشان مٹا کر رکھ دیا اور اس کے بعد وہاں ایک نیا سمندر وجود میں آ گیا جسے بحر میت یا بحر لوط کہتے ہیں اور یہ ایسی جگہ ہے کہ یہاں سمندر میں مچھلی زندہ نہیں رہ سکتی اس لیے اس کو بحر میت کہا جاتا ہے۔

عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّمَاحَقَّ الْقَوْلُ عَلٰی قَوْمِ لُوْطٍ حِیْنَ اسْتَغْنَی النِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ وَالرِّجَالُ بِالرِّجَالِ : وَعَنْ أَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ قُلْتُ لِمُحَمَّدِبْنِ عَلِیٍّ . عَذَّبَ اللّٰهُ نِسَاءَ قَوْمِ لُوْطٍ بِعَمَلِ رِجَالِهِمْ ؟ قَالَ : اَللّٰهُ أَعْدَلُ مِنْ ذَالِکَ :اِسْتَغْنَی النِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ وَالرِّجَالُ بِالرِّجَالِ.

أبو جعفر هو الامام محمد الباقر و محمدبن علی هو ابن حنفیة : أخرجه ابن أبی الدنیا و أبو الشیخ والبیهقی وابن عساکر عن حذیفة رضی اللّٰه عنهم.

ترجمہ

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کریم کی بارگاہ سے قوم لوط کی ہلاکت کا فیصلہ اس وقت صادر ہوا تھا کہ جب جنسی خواہش کی تسکین کیلئے عورتوں نے مردوں کے بجائے صرف عورتوں کو اور مردوں نے عورتوں کے بجائے صرف مردوں کو استعمال کرنا شروع کر لیا تھا۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد بن علی بن طالب یعنی ابن الحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سوال کیا گیا تھا کہ حضرت کیا صرف قوم لوط کے مردوں کی گمراہی کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کی عورتیں بھی عذاب میں مبتلا فرما دی تھیں؟ تو فرمایا ایسا نہیں کیونکہ اللہ کریم کی شان اس سے بڑی ہے بلکہ عذاب اس وقت آیا تھا جب ان کی عورتوں نے بھی مردوں کے بجائے صرف عورتوں کو اور مردوں نے عورتوں کے بجائے صرف مردوں کو استعمال کرنا شروع کر دیا تھا۔

اسم گرامی: لوط

لوط : ابراہیم علیہما السلام کی طرح غیر عربی اور عظیم نبی کا اسم گرامی ہے جسے معرب کر لیا گیا ہے۔ اور اس میں

Marfat.com

انتہا درجے کی محبت کا مفہوم پایا جاتا ہے: لَاطَ الشَّیْءُ بِقَلْبِیْ : یَلُوْطُ وَیَلِیْطُ ۔فلاں چیز میرے دل کو بھا گئی۔ هُوَ أَلْوَطُ بِقَلْبِي : وہ فلاں سب سے زیادہ میرے دل کے قریب ہے۔یعنی اس میں آباد ہے یا دل سے چپکا ہوا ہے۔ وَاِنِّیْ لَأَجِدُلَهُ فِیْ قَلْبِیْ لَوْطًا وَلِیْطًا : یَعْنِی الْحُبَّ ۔میں اس فلاں کیلئے دل میں بہت سی محبت رکھتا ہوں۔یعنی میرا دل اس کی سوچ میں لگا رہتا ہے۔

جس کے بعد ابواب کے اوزان کے مطابق اس کے مفہوم میں تبدیلی آتی رہتی ہے جیسا کہ ''وَلَاطَ الرَّجُلُ – وَلَاوَطَ : أَیْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ. اس نے قوم لوط جیسا عمل کیا: ل .و .ط : كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلَى اللُّصُوْقِ: ل.و.ط :سے بننے والے کلمات چپکنے اور چمٹنے کے مفہوم پر دلالت کرتے ہیں.

ألصحاح تاج اللغة وصحاح العربية

اس تفصیل کے بعد چند باتیں ذہن میں رکھنا ضروری ہیں۔

01 : لواطت کی نسبت قوم لوط کی طرف ہے اور قوم لوط حضرت لوط علیہ السلام کی طرف منسوب ہے جس طرح کہ عیسایت کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے حالانکہ ''چہ نسبت خاک را با عالم پاک ''اور نہ ہی اسم گرامی '' لوط '' میں اس کا مفہوم پایا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے خود ''لواطت – لوطیہ '' کی اصطلاح استعمال فرمائی ہے۔

02 : اگر کوئی شخص اس طرح کا فعل کرتا ہے تو اسے لوطیہ کہنے میں کوئی قباحت نہیں۔لیکن کسی کو حقارت سے ''لوط'' کہہ کر پکارنا ایمان کے منافی اور قابل سزا جرم ہے۔اگر کسی سے ایسی غلطی سرزد ہوئی ہو تو اس کیلئے استغفار ضروری ہے۔

03 : اگرچہ بے جا استعمال کے باعث یہ مقدس نام اب متروک ہو گیا ہے لیکن ماضی میں ایسا نہیں تھا چنانچہ۔ لوط بن یحی بن سعید بن مِخْنَفْ رحمہ اللہ تعالیٰ اخبار وانساب کے بڑے اکابر علمائے سلف رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے تھے۔

واقعہ

چند سال پہلے ایک بے اولاد جوڑا میرے پاس لایا گیا تھا کہ شادی کو پندرہ سال گزر جانے کے باوجود کبھی حمل نہیں ہوا حالانکہ ہسپتال کی رپورٹ کے مطابق میاں بیوی دونوں صحت مند ہیں۔بچی کے والد نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ کے روحانی علاج کی برکت سے میری بیٹی ماں بن جائے تو میں لیسٹر (Leicester) میں اپنا مکان آپ کے نام کردوں گا۔میں نے ان سے چندروز بعد واپس آنے کو کہہ کر اللہ کریم کی بارگاہ میں استخارہ شروع کیا تو میرے ذہن میں

Marfat.com

دو باتیں آئیں۔

دو رکعت نماز حاجت اور اسمائے حسنیٰ پڑھ کر بلا ناغہ دعا کا اہتمام اور قبولیت کی صورت میں اگر لڑکا پیدا ہو تو حضرت لوط علیہ السلام کے نام پر اس کا نام رکھنا۔

چند ہفتے بعد مجھے فون آیا کہ اللہ کریم نے ہماری دعا سن لی ہے مگر ہمیں '' لوط '' نام پسند نہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ استخارہ کرنے کے بعد یہ میری سوچ تھی آپ لوگ اس کے پابند نہیں۔ پھر بھی اللہ کریم نے انہیں اپنی بارگاہ رحمت سے بیٹی جیسی نعمت سے نواز دیا اور اس کے بعد رابطہ نہیں ہوا مگر امید ہے کہ اللہ کریم نے انہیں مزید نوازا ہوگا۔

09: جانوروں کے ساتھ بدفعلی

بدکاری وخودلذتی کی مختلف قسموں میں سے ایک انتہائی خطرناک قسم ہے جانوروں کے ساتھ بدفعلی کرنا جو باجماع امت حرام ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ مَلْعُوْنٌ مَنْ سَبَّ أَبَاهُ ، مَلْعُوْنٌ مَنْ سَبَّ أُمَّهُ ، مَلْعُوْنٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ ، مَلْعُوْنٌ مَنْ غَيَّرَ تُخُوْمَ الْأَرْضِ ، مَلْعُوْنٌ مَنْ كَمَهَ أَعْمَى عَنِ الطَّرِيْقِ ، مَلْعُوْنٌ مَنْ وَقَعَ عَلَى بَهِيْمَةٍ مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ . قَالَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِرَارًا ثَلَاثًا فِي اللُّوْطِيَّةِ .

اخرجه احمد فی المسند باب مسند عبد اللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما و اخرجه عبدالرزاق می مصنفه وابن ابی شیبة فی مصنفه والنسائی فی الکبری باب من عمل عمل قوم لوط .

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' ملعون ہے وہ جو اپنے باپ کو گالی دے، ملعون ہے وہ جو اپنی ماں گالی دے، ملعون ہے وہ جو غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرے، ملعون ہے وہ جو زمین کی حد بندی کے نشانات مٹا دے، ملعون ہے وہ جو کسی نابینا کو راستے سے بھٹکا دے، ملعون ہے وہ جو کسی جانور سے بدفعلی کرے، ملعون ہے وہ جو قوم لوط والا عمل (Homosexuality) کرے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے لوطی کیلئے تین بار لعنت کا جملہ دہرایا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ '' مَنْ وَجَدْتُمُوْهُ وَقَعَ عَلَى

Marfat.com

15
15

بَهِيْمَةٍ فَاقْتُلُوْهُ وَاقْتُلُوْاالْبَهِيْمَةَ " فَقِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَامَاشَأْنُ الْبَهِيْمَةِ ؟ فَقَالَ : مَاسَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ذَالِكَ شَيْئًا ، وَلٰكِنْ أُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَرِهَ أَنْ يُؤْكَلَ مِنْ لَحْمِهَاأوْ يُنْتَفَعَ بِهَاوَقَدْ عُمِلَ بِهَا ذَاكَ الْعَمَلُ.

رواه الترمذی فی الحدود باب ماجاء فیمن یقع علی البھیمة وقال الترمذی رحمه اللہ تعالی ھذا حدیث لانعرفه الا من حدیث عمروبن أبی عمروعن عکرمة عن بن عباس رضی الله عنهماعن النبی ﷺ .وصححه الشیخ الألبانی رحمه اللہ تعالی.

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا: ''چوپائے سے بدفعلی کرنے والے اور چوپائے دونوں کو قتل کردو'' جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ چوپائے کو مارنے کی کیا وجہ ہے؟ تو فرمایا اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے میں نے کوئی بات نہیں سنی البتہ میرا خیال ہے کہ آپ نے ایسے چوپائے کا گوشت کھانا یا اس فعل کے بعد اس سے قسم کسی قسم کا فائدہ اٹھانا پسند نہیں فرمایا۔

اَلْبَهِيْمَةُ

کا اطلاق درندوں اور پرندوں کے علاوہ خشکی وتری کے ہر چوپائے پر ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بدفعلی کے بعد اس کے گوشت، دودھ، بال اور کھال سے فائدہ اٹھانے کے بجائے اسے بھی ذبح کردینے کا جو حکم فرمایا ہے تو اس کی وجوہات میں سے ایک یہ ہے۔

قَالَ فِيْ الْبَحْرِ : اِنَّهَاتُذْبَحُ الْبَهِيْمَةُ وَلَوْكَانَتْ غَيْرَ مَأْكُوْلَةٍ لِئَلَّا تَأْتِيْ بِوَلَدٍ مُشَوَّهٍ كَمَا رُوِىَ أَنَّ رَاعِيًا أَتَى بَهِيْمَةً فَأَتَتْ بِوَلَدٍمُشَوَّهٍ ' وَاَمَّا حَدِيْثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ذَبْحِ الْحَيْوَانِ اِلَّا لِأَكْلِهِ فَهُوَ عُمُوْمٌ مُخَصَّصٌ لِحَدِيْثِ الْبَابِ .

نیل الاوطار للشوکانی باب : من وقع علی ذات محرم اوعمل عمل قوم لوط اوأتی بھیمة والمجموع شرح المھذب للنووی باب: حدالزنا وفقه السنة للسید سابق کتاب الحدود باب: اتیان البھیمة رحمھم اللہ تعالی.

ترجمہ

البحر میں بیان ہوا ہے کہ جانور حلال ہو یا حرام اسے ہر صورت میں ذبح کردیا جائے گا اس لیے کہ عین ممکن ہے ایسے جانور کے پیٹ سے بدشکل بچہ پیدا ہو جیسا کہ واقعہ ہے کہ ایک چرواہے کی بدفعلی کے نتیجے میں چوپائے نے

Marfat.com

انتہائی بدشکل قسم کا بچہ جنا تھا۔ رہی یہ بات کہ رسول اللہ ﷺ نے بغیر گوشت کی ضرورت کے کسی بھی جانور کے بے سود، ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے تو یہ ارشاد گرامی عمومی حالات کیلئے ہے نہ کہ اس طرح کی خاص صورت حال میں۔

واقول

اللہ تعالیٰ نہ صرف بہت حلیم و بردبار ہے بلکہ '' اَلسَّتَّارُ '' سب سے بڑھ کر عیب پوشی کرنے والی ذات۔ اور '' اَلْغَفَّارُ '' سب سے زیادہ اور بہت بڑا بخشنے والا بھی ۔ مگر اس کیلئے شرط یہ ہے کہ انسان غلطی کرنے کے بعد شیطان کی طرح حجت بازی اور اصرار کرنے کے بجائے حضرات آدم وحوّاء علیہما السلام کی طرح اس کی بارگاہ رحمت میں استغفار کر لے۔ لیکن جب کوئی فرد یا قوم '' چوری اور سینہ زوری '' کے مصداق پوری ڈھٹائی سے اس کے قانون کے ساتھ استہزاء کا معاملہ کرتی ہے تو اللہ کریم ایسے افراد اور اقوام کو سرعام رسوا کر دیتا ہے۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أُتِيَ أَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِسَارِقٍ فَقَالَ اقْطَعُوْا يَدَهُ فَقَالَ أَقِلْنِيْهَا يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ – ﷺ – فَوَ اللّٰهِ مَاسَرَقْتُ قَبْلَهَا ؟ فَقَالَ لَهُ أَبُوْبَكْرٍ : كَذَبْتَ ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ مَاغَافَصَ اللّٰهُ مُؤْمِنًا بِأَوَّلِ ذَنْبٍ يَعْمَلُهُ .

المحلیٰ بالآثار تصنیف الامام الجلیل ابی محمد علی بن احمد سعید بن حزم الاندلسی المتوفی ۴۵۶ھ. رحمہ اللہ تعالی : کتاب الحدود : تحقیق عبد الغفار سلیمان البنداری .الناشر دارالکتب العلمیة بیروت.

ترجمہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عدالت میں ایک چور لایا گیا تو جرم ثابت ہونے پر آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو چور نے عرض کیا اے خلیفۂ رسول ﷺ میرا ہاتھ کاٹنے کے بجائے مجھ پر رحم کرتے ہوئے معاف فرما دیجئے کیونکہ میں نے اس سے پہلے کبھی چوری نہیں کی۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جھوٹ کہتے ہو کہ یہ تمہاری پہلی حرکت ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی مومن کو اس کے پہلے گناہ اور جرم پر سزا نہیں دیتا۔

وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أُتِيَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِسَارِقٍ فَقَالَ وَ اللّٰهِ مَاسَرَقْتُ قَبْلَهَا ؟ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ : كَذَبْتَ وَرَبِّ عُمَرَ مَاأَخَذَ اللّٰهُ عَبْدًا عِنْدَ أَوَّلِ ذَنْبٍ ، وَبِهِ إِلَى ابْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَمْعَانَ بِهٰذَا ، وَأَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ لَهُ : اَللّٰهُ أَحْلَمُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَبْدَهُ

Marfat.com

فِیْ أَوَّلِ ذَنْبٍ یَاأَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؟ فَأَمَرَ بِهِ عُمَرُ فَقُطِعَ ، فَلَمَّا قُطِعَ قَامَ اِلَیْهِ عَلِیُّ بْنُ أَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ : أَنْشُدُکَ اللّٰهَ ، کَمْ سَرَقْتَ مِنْ مَرَّةٍ ؟ قَالَ لَهُ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ مَرَّةً .

المحلیٰ بالأثار تصنیف الامام الجلیل ابی محمد علی بن احمد سعید بن حزم الاندلسی المتوفی ۴۵۶ ھ. رحمه اللّٰہ تعالی : کتاب الحدود : تحقیق عبد الغفار سلیمان البسنداری .الناشر دارالکتب العلمیة بیروت.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب کی عدالت میں ایک چور پیش کیا گیا تو اس نے سزا سے بچنے کیلئے عذر پیش کیا امیر المؤمنین یہ میری پہلی چوری ہے؟ مگر آپ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو۔ عمر کے رب کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے پہلے گناہ پر اسے کبھی نہیں پکڑتا۔

چونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس موقعہ پر موجود تھے، آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید میں فرمایا بیشک اے امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ حلیم اور بلند شان والی ذات ہے کہ وہ کسی کو اس کے پہلے گناہ پر پکڑ لے۔

اس کے بعد اس چور کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ سچ بتاؤ اب تک تم کتنی مرتبہ چوری کر بیٹھے ہو؟ اس نے عرض کیا: اکیس مرتبہ۔

اسی طرح چوپائے کے ساتھ بدفعلی کے نتیجے میں حمل نہیں رہتا لیکن کبھی کبھی اللہ تعالیٰ جب کسی عادی اور حد سے گزرنے والے مجرم کو ننگا کرنے کا فیصلہ فرما دیتا ہے تو پھر ایسا ہو بھی سکتا ہے۔ بلکہ اس سے حیرت انگیز اور عبرتناک واقعہ اس طرح ہے۔

عبرتناک واقعہ

حضرت امام ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بحوالہ مؤرخ علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ تعالیٰ یہ عبرتناک واقعہ بیان کیا ہے کہ ابوسلامہ نامی ایک شخص جو ''بُصری'' کا رہنے والا اور مخولیا، لغوگو اور بیہودہ و بے حیا قسم کا آدمی تھا۔ ایک روز جب اس کے سامنے مسواک اور اس کے فضائل وفوائد بیان کیے گئے تو اس نے حسبِ عادتِ بد کہا کہ ہاں میں اپنی سرین میں مسواک کروں گا پھر۔ اس نے مسواک لے کر اپنی سرین میں گمائی اور نکال لی اس کے بعد وہ ٹھیک نو ماہ زندہ رہا مگر پیٹ اور سرین میں شدید درد کی شکایت کرتا رہتا بالآخر پورے نو ماہ بعد اس پر زچگی کی کیفیت طاری ہو کر وضع حمل

Marfat.com

ہواتو اس کے پیٹ سے جنگلی چوہے کی طرح کا ایک انتہائی بدشکل جانور پیدا ہوا جس کے ایک بالشت چار انگل لمبی دم، چار پنجے، مچھلی کے سر کی طرح سر، اور باہر کی طرف نکلے ہوئے چار لمبے دانت اور خرگوش کی طرح دبر تھی۔

اس جانور نے پیٹ سے نکلتے ہی زور زور سے تین مرتبہ چیخ ماری خوف و ہراس اور شرمندگی کے عالم میں اس آدمی کی بیٹی نے آگے بڑھ کر اس کا سر کچل کر مار دیا اور تیسرے روز یہ آدمی بھی ہلاک ہوگیا۔ مگر جب تک زندہ رہا یہی کہتا رہا کہ اس جانور نے مجھے ہلاک کردیا میرے پیٹ کی آنتیں کاٹ کھائیں۔

یہ واقعہ ۶۶۵ ہجری میں پیش آیا اور اس جانور کو دیکھنے کیلئے لوگوں کی کثیر تعداد جمع ہوگئی تھی جس میں علاقہ کے علماء وخطباء بھی تھے کچھ نے اسے زندہ دیکھا اور باقی نے بچی کے اسے مارنے کے بعد۔

البداية والنهاية للامام الحافظ ابن كثير المتوفى سنة ۷۷۴ ھ. رحمه الله تعالى: السنة الخامسة والستين بعد الستمائة للهجرة، ثم دخلت سنة خمس وستين وستمائة: الناشر دار المعرفة بيروت.

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ مسلمان کہلانے کے باوجود شریعت کے احکامات سے عملاً بغاوت کرتے ہیں ان پر کہیں اور کسی وقت بھی عذاب آسکتا ہے چاہے جس شکل میں بھی ہو۔

یہ واقعہ سامنے رکھتے ہوئے ہمیں غور کرنا چاہیے کہ یہ صرف ایک آدمی اور مسواک کا معاملہ ہے۔ ہم لوگ جو بحیثیت قوم اللہ تعالیٰ کے دین کے بجائے نظام کفر کے سائے میں مطمئن بیٹھے ہیں ہمارا انجام کیا ہوگا؟

شرعی سزا

اگرچہ علمائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ جانوروں کے ساتھ بدفعلی کے قطعی حرام اور ایسے شخص پر تعزیری سزا کے معاملے میں متفق ہیں البتہ اس کے قتل میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے مثلاً حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عبداللہ ابن عباس سے دو روایتیں مروی ہیں ایک روایت اس طرح ہے کہ ایسے مجرم کو قتل کیا جانا چاہیے جس کے ثبوت میں رسول اللہ ﷺ کا حکم روایت کیا ہے جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے لیکن دوسری روایت کی رو سے صرف تعزیر کے قائل ہیں۔ حضرت جابر بن زید حد جاری کرنے کے قائل ہیں۔ حضرت علی شادی شدہ ہونے کی صورت میں سنگسار کیے جانے کے حق میں ہیں اور عظیم تابعی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس جرم کو بمنزلہ زنا تصور کرتے ہوئے حد نافذ کیے جانے کے حق میں۔

حضرات ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے ابوحنیفہ، مالک اور شافعی ایک قول میں تعزیر اور دوسرے میں قتل کیے

Marfat.com

جانے کے حق میں ہیں مصنف ابن شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو آثار جمع فرمائے ہیں ان میں اکثریت علمائے امت قتل کیے جانے کے حق میں ہیں چونکہ میری کتاب کا موضوع حدود وتعزیرات نہیں لہٰذا میں اختصار کے ساتھ اس سلسلے میں حتمی رائے کا خلاصہ بیان کر کے اس باب کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔

حتمی رائے

ان ارشادات وآثار کو تطبیق دینے کیلئے جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامية، ریاض سعودی عرب کے تحت علامہ محمد بن سعد الغامدی نَضَّرَ اللّٰہُ وَجْهَهُ کی 686 صفحات پر مشتمل تحقیق ''عقوبة الاعدام'' یعنی شرعی سزائے موت، کے نام سے مکتبہ دارالسلام ریاض نے 1992ء میں شائع کی تھی اور اس وقت میرے سامنے اور فیصلہ کن رائے اس طرح ہے:

''کسی چوپائے سے بدفعلی کرنے والا شخص شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ اسے رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی روشنی میں قتل کر دیا جائے گا۔''

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ وَجَدْتُمُوْهُ وَقَعَ عَلٰى بَهِيْمَةٍ فَاقْتُلُوْهُ وَاقْتُلُوا الْبَهِيْمَةَ"

حديث صحيح، أخرجه ابوداود والترمذي وابن ماجه وابن الجارود والدارقطني والحاكم وغيرهم وقال عنه الحاكم صحيح الاسناد، صححه الشيخ الألباني رحمهم الله تعالى.

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا ''چوپائے سے بدفعلی کرنے والے اور چوپائے دونوں کو قتل کر دو۔''

کیونکہ اس باب میں رسول اللہ ﷺ سے یہی واضح حکم موجود ہے جسے ترمذی شریف کے علاوہ دیگر محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی روایت کیا ہے اور طرق روایت کو جمع کرنے سے تحقیق کی روشنی میں اس کی صحت میں کوئی شک نہیں رہ جاتا جیسا کہ حوالہ میں تفصیل درج ہے جس کے بعد اس معاملے میں قیاس کی ضرورت نہیں رہتی۔

حکایت عبرت

ابواحمد الحارثی کا بیان ہے کہ مشہور عیسائی طبیب موسیٰ بن سنان کے پاس ایک ایسا نوجوان لایا گیا جو کئی

Marfat.com

روز سے پیشاب بند ہونے اور آلہ پھول جانے کے باعث انتہائی تکلیف میں چیخ وپکار کررہا تھا مگر طبیب کو پیشاب کی بندش کا سبب معلوم نہیں ہو رہا تھا۔ بالآخر طبیب نے قسم دیکر اس سے سوال کیا کہ سچ بتا کیا تو نے اپنا آلہ کسی ایسی چیز میں داخل کیا ہے جس میں عادۃً داخل نہیں کیا جاتا جس کے بعد تجھے یہ شکایت شروع ہوئی؟

اب مریض نے انتہائی خجالت سے اقرار کیا کہ اس نے ایک گدھے سے بدفعلی کی تھی جس کے بعد سے یہ عارضہ لاحق ہوا۔ طبیب نے معاملہ سمجھ آنے کے بعد ایک ہتھوڑا منگوا کر چند غلاموں کو حکم دیا کہ وہ اس نوجوان کو لوہار کی سندان کے قریب اس طرح بٹھائیں کہ اس کا آلہ سندان پر رہے۔ اس کے بعد طبیب نے مریض کے ذکر پر زور سے ہتھوڑا مارا جس سے اس کی چیخیں نکل گئی مگر اس ضرب کے ساتھ ہی اس کے آلہ سے جو کا ایک دانہ باہر جا پڑا اور پیشاب جاری ہو گیا۔ اور یہی طبیب کا قیاس تھا کہ گدھے کی دبر میں انزال کے وقت حسب معمول جو یا چنے کا دانہ آلہ نے چوس (Suck) لیا ہوگا۔

کتاب الأذکیاء تالیف الامام ابن جوزی البغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ

11 : مُساحَقَہْ

تعریفات

حدیث شریف کی اصطلاح میں سِحَاق و مُساحقہ : کے معنی ہیں لِوَاطُ الْإِنَاث: یعنی عورتوں کی لواطت، ہم جنس پرستی، باہمی خودلذتی اور جسمانی تعلق جس کیلئے انگریزی میں Lesbianisam کی اصطلاح رائج اور ڈکشنری میں اس کا مفہوم اس طرح بیان کیا گیا ہے Homosexuality of women مگر اس فعل کی مزید کوئی تفصیل موجود نہیں۔ مگر اسلامی شریعت میں مسائل کے اعتبار سے ایسا آدمی جس کا عضو تناسل کٹ گیا یا کاٹ دیا گیا ہو: جس کے باعث وہ دخول (Intercourse) نہ کر سکے اور وہ عورت کے ساتھ میل ملاپ کرے تو اس کا معاملہ بھی ''سِحَاق'' کے تحت آتا ہے۔

الموسوعة الفقهية الكويتية : باب أثر السحاق على الوضوء.

اور چونکہ یہ کوئی اخلاقی بین الانسانی اور معروف معاملہ نہیں کہ اس کے طریق کار کو کسی ایک تعریف تک محدود کیا جا سکے البتہ لغوی مفاہیم سامنے رکھتے ہوئے اس کی قباحت اور دینی و دنیوی نقصانات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

سَحَقَ يَسْحَقُ (فَعَلَ يَفْعَلُ) کے معنی ہوتے ہیں کسی چیز کو کوٹ کر باریک کرنا۔ سَحَقَ الرِّيْحُ

Marfat.com

الْأَرْضَ : تیز ہوا اور آندھی نے زمین کو چھیل ڈالا۔

سَحِقَ يَسْحِقُ (سَلِمَ يَسْلِمُ) سَحُقَ يَسْحُقُ : سُحْقًا (كَرُمَ يَكْرُمُ) کے معنی ہوتے ہیں دور ہونا۔ جب پہنا وا انتہائی بوسیدہ و نا قابل استعمال ہونے کی وجہ سے اتار کر جسم سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے تو کہتے ہیں قَدِ اسْحَقَ الثَّوبُ ۔اسی طرح أَلسُّحْقُ وَ أَلسَّحْقُ: دوری اور بُعد کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔کسی کو حقارت سے دورر کھنے کیلئے کہتے ہیں سُحْقًا سُحْقًا: یعنی دفع دور دفع دور۔قرآن کریم اور حدیث شریف میں یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے

" وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ " الحج ۳۱

اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر گیا اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا اسکو ایسی دور دراز جگہ لیجا کر پھینک دے گی جہاں اس کے چیتھڑے اڑ جائیں۔

بخاری شریف میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: میں تم لوگوں سے پہلے حوض کوثر پہ موجود ہوں گا جہاں جو بھی پہنچ کر پی لے گا اسے کبھی پیاس نہیں ستائے گی مگر میری جان پہچان کے کچھ لوگ جب وہاں پہنچیں گے تو فرشتے انہیں بن پیئے ہانک دینگے۔اور جب میں ان کے حق میں سفارش کروں گا تو مجھے بتایا جائے گا کہ یہ ایسے گمراہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے بعد دین میں خرابیاں پیدا کر لی تھیں تو میں کہوں گا: " سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِیْ " ایسے لوگ دفع دور جنہوں نے میرے بعد اللہ کے دین میں بدعتیں ایجاد کر لی تھیں۔

رواہ البخاری فی الرقاق ، باب فی الحوض:و: واتقوا فتنة لا تصیبن الذین ... ۸: الأنفال ۲۵ والمسلم فی الفضائل ، باب فی اثبات حوض نبینا ﷺ.

انہیں مفاہیم کی بنا پر عورتوں کی بے راہ روی اور ان کے درمیان گندے فعل کے باعث یہ اصطلاح وجود میں آئی ہے۔یعنی زنانہ لواطت ایسا گندہ اور حرام فعل ہے جس کے ارتکاب سے عورت اللہ تعالٰی کی نظروں سے گر کر اس کی رحمت، اپنے مقام عزت اور جنت سے دور ہو جاتی ہے اور ان کے آپس میں اس طرح کرنے سے سوائے جسم کی بربادی، صحت کی خرابی اور گناہ کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سِحَاقُ النِّسَاءِ بَيْنَهُنَّ زِنًا .

المقصد العلی فی زوائد أبی یعلی الموصلی، باب : فیمن أتی محرما.

Marfat.com

ترجمہ

حضرت وَاثِلَۃُ بن اَسْقَعْ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عورتوں کے درمیان سحاق گناہ کے اعتبار سے زنا ہے۔

چونکہ زنا کی تعریف میں دخول (Intercourse) شرط ہے جو سحاق میں نہیں پائی جاتی لہٰذا ایسی عورتوں پہ سزا کے طور پر حد تو جاری نہیں کی جاسکتی البتہ گناہ کے اعتبار سے یہ عمل بھی ایک قسم کا زنا اور تعزیری جرم ہے۔

سحاق کی ابتدا

عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنَّمَاحَقَّ الْقَوْلُ عَلٰی قَوْمِ لُوْطٍ حِیْنَ اسْتَغْنَی النِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ وَالرِّجَالُ بِالرِّجَالِ : وَعَنْ أَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ قُلْتُ لِمُحَمَّدِبْنِ عَلِیٍّ . عَذَّبَ اللّٰہُ نِسَاءَ قَوْمِ لُوْطٍ بِعَمَلِ رِجَالِھِمْ ؟ قَالَ : أَللّٰہُ أَعْدَلُ مِنْ ذَالِکَ :اِسْتَغْنَی النِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ وَالرِّجَالُ بِالرِّجَالِ.

أبو جعفر ھو الامام محمد الباقر و محمد بن علی ھو ابن حنفیۃ : أخرجہ ابن أبی الدنیا و أبو الشیخ و البیھقی و ابن عساکر عن حذیفۃ رضی اللہ عنھم.

ترجمہ

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کریم کی بارگاہ سے قوم لوط کی ہلاکت کا فیصلہ اس وقت صادر ہوا تھا کہ جب جنسی خواہش کی تسکین کیلئے عورتوں نے مردوں کے بجائے صرف عورتوں کو اور مردوں نے عورتوں کے بجائے صرف مردوں کو استعمال کرنا شروع کر لیا تھا۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد بن علی بن طالب یعنی ابن الحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سوال کیا تھا کہ حضرت کیا صرف قوم لوط کے مردوں کی گمراہی کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کی عورتیں بھی عذاب میں مبتلا فرمادی تھیں؟

تو فرمایا ایسا نہیں کیونکہ اللہ کریم کی شان اس سے بڑی ہے بلکہ عذاب اس وقت آیا تھا جب ان کی عورتوں نے بھی مردوں کے بجائے صرف عورتوں کو اور مردوں نے عورتوں کے بجائے صرف مردوں کو استعمال کرنا شروع کر دیا تھا۔

میں نے لواطت کے باب میں پہلے بھی ایک اثر بیان کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَاقَالَ : اِنَّمَا کَانَ بَدْءُ عَمَلِ قَوْمِ لُوْطٍ أَنَّ اِبْلِیْسَ جَاءَ ھُمْ فِیْ ھَیْئَۃِ صَبِیٍّ ، أَجْمَلَ صَبِیٍّ رَآہُ النَّاسُ فَدَعَاھُمْ اِلٰی نَفْسِہٖ فَنَکَحُوْہُ ثُمَّ جَسَرُوْا عَلٰی ذَالِکَ .

Marfat.com

أخرجه ابن عساكر رحمه الله تعالى في "تاريخ دمشق باب ، لوط بن هاران ..." فتح القدير للشوكاني ،

سورة الأعراف الآيات ٨٥-٩٣

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قوم لوط میں ہم جنس پرستی کی ابتدا اس طرح ہوئی تھی کہ ابلیس ملعون ایک خوبصورت لونڈے کی شکل میں ان پر ظاہر ہوا تھا جسے جب انہوں نے للچائی نظروں سے دیکھا اور اس کی طرف سے اپنے ساتھ بدفعلی کیلئے دعوت کے نتیجے میں یہ لوگ اس کے ساتھ ملوث ہو گئے تو اس کے بعد سنبھلنے کے بجائے ان بدمعاشوں کی ہمت بڑھی تو وہ اسی کام میں لگ گئے۔

اسی سلسلے کی ایک دوسری روایت ہے کہ بستی کے جن لفنگوں نے شیطان سے بدفعلی کی تھی وہ بہت محظوظ ہوئے تھے جس کے بعد شیطان تو غائب ہو گیا مگر ان لوگوں کو پل بھر چین نہیں آتا تھا لہٰذا انہوں نے بستی کے دیگر بدمعاشوں کو اپنا قصہ سنا کر اسے تلاش بھی کیا مگر ناکامی کے بعد انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو چھو کر تیار کرنے کوشش کی تو رفتہ رفتہ وہ اسی کام پہ لگ گئے۔

اس کے بعد شیطان عورت کی شکل میں ان کی عورتوں کے پاس آیا اور ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا جب تمہارے مردوں کو تمہاری حاجت نہیں تو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس کا متبادل کیا ہے۔ لہٰذا اس نے خود لذتی کا مظاہرہ کر کے قوم کی عورتوں کو بھی اس برائی میں ملوث کر کے مستحق عذاب ٹھہرا دیا۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَى أَنْ يُبَاشِرَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَالْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ.

أخرجه احمد في مسنده باب مسند جابر بن جابر عبد الله والحاكم في مستدركه برقم ٧٧٤٥ وقال هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه :موسوعة اطراف الحديث.

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اس بات سے کہ بغیر لباس کے دو مرد یا دو عورتیں ایک کپڑے میں لیٹیں یا اکٹھے ہوں۔

یعنی ایک بستر میں لیٹنا یا کسی حالت میں بھی ایسا کرنا منع اور قصداً ایک دوسرے کی شرمگاہ چھونا یا دیکھنا حرام ہے۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ

Marfat.com

الـرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ اِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَايُفْضِى الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فِى ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا تُفْضِى الْمَرْأَةُ اِلَى الْمَرْأَةِ فِى الثَّوْبِ الْوَاحِدِ .

رواه مسلم فی الحیض باب تحریم النظر الی العورات وابوداود فی الحمام باب ماجاء فی التعری والترمذی فی الأدب باب ماجاء فی کرهیة مباشرة الرجل الرجل والمراة المراة.

ترجمہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی مرد کسی مرد کی شرم گاہ کی طرف نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کی شرم گاہ کی طرف دیکھے ۔ نہ دو مرد برہنہ ہو کر ایک بستر میں لیٹیں اور نہ دو عورتیں برہنہ ہو کر ایک بستر میں لیٹیں۔

چونکہ اس طرح کی بے احتیاطی سے شہوت کا شعلہ بھڑک اٹھتا اور شیطان کا کام آسان ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ کسی ایسی جگہ بیٹھنا پسند نہیں فرماتے تھے جہاں پہلے عورت بیٹھی ہو کیونکہ نسوانی خوشبو اور جسمانی حرارت ذہنی انتشار کا سبب ہو سکتی ہے۔

ترے بدن کی ملاحتوں کے یہ پے بہ پے عطر پاش جلوے
کہ جیسے چاندی کی طشتری سے گلاب کی باس آ رہی ہے

قتیل شفائی

مگر حرارت ختم ہو جانے کے بعد مضائقہ نہیں۔ اور یہ احتیاط بھی حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہے کوئی شرعی حکم نہیں۔

حکایت

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ ایک روز وہ کچھ لوگوں کے ساتھ سفر میں تھے جب گرمی کے ستائے لوگوں نے پانی دیکھا تو سارے کے سارے ننگے ہو کر اس میں کود پڑے مگر حدیث شریف میں بغیر ازار بند کے حمام میں داخل ہونے کی ممانعت کے باعث میں نے ایسے نہیں کیا، یعنی گرمی برداشت کر لی مگر حدیث شریف کے خلاف عمل نہیں کیا حدیث شریف اس طرح ہے:

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَدْخُلُ الْحَمَّامَ اِلَّا

Marfat.com

بِمِئْزَرٍ.

رواه النسائی فی الطهارة باب الرخصة فی دخول الحمّام والترمذی حدیث جابر بن عبد اللّٰہ و حسنه وتبعه السیوطی وجید اسناده الحافظ ابن حجر وصححه الحاکم.

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور نبی رحمت ﷺ کا ارشاد روایت کیا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن کی حاضری پر ایمان رکھتا ہو تو اس کیلئے یہ قطعاً جائز نہیں کہ وہ ازار بند کے بغیر حمام میں داخل ہو۔

اب اس رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھے پکار رہا ہے کہ اے احمد! آپ کو بشارت ہو کہ اللہ کریم نے اس حدیث شریف پر عمل کرنے کی برکت سے آپ کی مغفرت فرما دی ہے نیز آپ کو ایسا امام بنا دیا گیا ہے کہ لوگ آپ کی اقتدا کریں گے۔ میں نے اس آواز دینے والے سے پوچھا کہ آپ کون بزرگ ہیں تو جواب ملا کہ میں جبریل ہوں۔

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ تالیف العلامة القاضی أبی الفضل عیاض بن موسیٰ الیحصبی رحمه اللّٰہ تعالی فصل فی ما ورد عن السَلَف والآئمة من اتباع سنته والاقتداء بهدیه و سیرته ﷺ تعلیق وتخریج عبده علی کوشک الناشر مکتبة الغزالی دمشق ودار الفیحاء بیروت.

12 : استمناء بالید

اِسْتِمْنَاءُ بِالْیَدْ : کے لفظی معنی ہیں ہاتھ کے استعمال سے منی خارج کرنا جو شرعاً حرام ہے۔ حضرات امام مالک وشافعی اور جمہور علمائے امت کی یہی رائے ہے اور جن حضرات کے نزدیک بعض حالات میں صرف مکروہ ہے وہ بھی اس کے اخروی اور دنیوی نقصانات سے انکار نہیں کرتے۔

واقول

اس مرض میں عموماً مجرد مرد وعورتیں مبتلا ہوتے ہیں جو سنبھلنے کے باوجود زندگی بھر کیلئے مغموم وشرمندہ رہتے ہیں کیونکہ ایسی خواتین صحت مند مرد کی اور ایسے مرد صحت مند عورت کی ضرورت جب پوری نہیں کر سکتے تو احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں جو بذات خود ایک مہلک بیماری ہے جبکہ اعصابی نظام متاثر ہونے کے باعث تشنج، مرگی، اختلاط عقل، دردسر، دائمی نزلہ، دائمی قبض، بدہضمی اور تبخیر معدہ جیسے امراض کا شکار ہو کر زندگی کی لذتوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک اثر اس طرح ہے:

Marfat.com

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِنَّ نِكَاحَ الْاَمَةِ خَيْرٌ مِنْ هٰذَا وَهٰذَاخَيْرٌ مِنَ الزِّنَا.

المصنف تاليف الامام الحافظ ابى بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع الصنعانى المتوفى سنة ٢١١ هج رحمه اللّٰه تعالىٰ وفى آخره كتاب الجامعللامام الحافظ معمر بن راشد الازدى رحمه اللّٰه تعالىٰ رواية الامام عبد الرزاق الصنعانى رحمه اللّٰه تعالىٰ: باب الاستمناء :تحقيق أيمن نصر الدين الازهرى، الناشر دارالكتب العلمية بيروت.

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کسی کے جواب میں فرمایا کہ استمناء بالید کے بجائے کسی لونڈی سے نکاح کر لینا بہتر ہے جبکہ زنا کے مقابلے میں یہ کم نقصان دہ ہے۔

اور یہ اس لیے کہ زنا کے مقابلے میں اگر چہ ایسے انسان پہ حد جاری نہیں کی جا سکتی اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی نظر میں یہ انتہائی گھٹیا فعل ہے۔ اس کے بعد اسلام میں احصان اور اس کی اہمیت کو سمجھنا ضروری ہے۔

احصان

تعریفات

قرآن کی اہم اصطلاح ہے جس کا شادی شدہ جوڑے پہ اطلاق ہوتا ہے لہٰذا اس کا سمجھنا ضروری ہے۔
حَصُنَتْ. حُصْنًا وَحِصْنًا وَحَصَانَةً عورت کا پاکدامن ہونا حَصَانٌ ج حُصُنٌ اور حَصَانَاتٌ اور- حَاصِنٌ ج حَوَاصِنُ - اورحَاصِنَةٌ ج حَاصِنَاتٌ اورحَصْنَاءُ :حَصَنَ يَحْصِنُ (ض) حَصَنَ يَحْصُنُ (ن) کسی چیز کو مضبوط جگہ میں محفوظ کرنا۔ ایک عورت جب کسی کے نکاح میں آجائے تو کہتے ہیں ''اَحْصَنَتِ الْمَرْأَةُ '' یعنی ایک عورت نے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا اور اسی طرح مرد جب نکاح کر لے تو کہتے ہیں ''اَحْصَنَ الرَّجُلُ '' یعنی مرد نے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا۔ شادی شدہ مرد اسلام کی نظر میں مُحْصَنٌ اور عورت مُحْصَنَةٌ کہلاتی ہے۔
تَحَصَّنَ يَتَحَصَّنُ تَحَصُّنًا قلعہ بنانا تَحَصَّنَتِ الْمَرْأَةُ یعنی عورت نے شادی کر کے پاکدامنی اور اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کا انتظام کر لیا۔

Marfat.com

خصوصیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : لَهُ حَصَّنَنِيْ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ بُضْعٍ .

النهاية في غريب الحديث لابن الأثير الجزري باب الباء مع الضاد وله شواهد اخرى كما ذكره القاضي عياض في" الغنية" وسعدالدين سليم جرارفي " الايماء الى زوائدالأمالي والاجزاء" رحمهم االله تعالى .

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے رب کریم نے اپنے حبیب ﷺ کی خاطر مجھے اس طرح اپنی حفاظت میں رکھ کر پرورش کیا کہ نکاح یا اس کے متعلقات میں سے مجھے مکمل طور پر دور رکھا تا آنکہ میں حرم نبوی میں داخل ہوگئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایک مختصر ملفوظ میں احصان کے لغوی معنی کے علاوہ ازواج مطہرات کی زندگی کا ایک باب آگیا ہے جس پر بعد میں بات ہوگی۔

حِصْنٌ حِصِيْن : کے معنی ہیں مضبوط و مستحکم قلعہ۔اسی نام سے حضرت الامام الشیخ شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن الجزری الشافعی رحمۃ اللہ کی مسنون دعاؤں پر مشتمل ایک معروف کتاب ہے جس کے نام سے ظاہر ہے کہ مسنون دعائیں پڑھنے والا انسان گویا ایک مضبوط قلعہ میں ہونے کے مترادف ہے جس پر اس کا دشمن یا شیطان حملہ کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔

میں ازدواجی زندگی سے متعلق بعد میں ان شاء اللہ کچھ مسنون دعائیں لکھوں گا تاکہ تعویذات کا غیر مسنون سہارا لینے کے بجائے مسنون دعاؤں کے ذریعے ازدواجی زندگی کو بابرکت اور خوشگوار بنایا جاسکے۔ یہاں مجھے احصان کا لغوی معنی سمجھانے کیلئے یہ اضافی سطور لکھنا پڑیں۔

احکامات

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ج کِتٰبَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ () النسآء ۲۴

ترجمہ

اور وہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں جو کسی کے نکاح میں آکر محفوظ ہوچکی ہیں سوائے ان کے جو تمہارے ملک یمین میں آجائیں یہ اللہ کا فیصلہ ہے جس کی پابندی تم پر لازم ہے۔

Marfat.com

آیت کے مفہوم میں یہ بات شامل ہے کہ بالخصوص شادی شدہ عورتوں کو بغور دیکھنا، ان کے محاسن میں دلچسپی لینا اوران کے بارے میں بلاشرعی ضرورت کے گفتگواورتہمت لگانا باعث لعنت اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْ مِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ()

۲۴:النور ۲۳

ترجمہ

جولوگ پاکدامن وبےخبر(شریف الطبع) مومن عورتوں پرتہمتیں لگاتے ہیں ان پر دنیااورآخرت میں لعنت کی گئی ہےاوران کیلئے بڑاعذاب ہے۔

اسی طرح شادی جوڑے کاایک دوسرےکوتہمت لگانا(لعان) کےعلیحدہ احکامات ہیں۔

لِعَانْ

کے لفظی معنی ایک دوسرے پرلعنت کرنے کے ہیں اورشرعی اصطلاح میں لِعَانْ کا مطلب ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی پرزنا کی تہمت لگاتا ہے مگراس کیلئے گواہ نہیں ہیں تو قاضی میاں بیوی کے درمیان لِعَانْ کرائے گا یعنی وہ ایک دوسرے پرلعنت کرتے ہوئے ہمیشہ کیلئے ایک دوسرے سے علیحدہ ہوجائیں گے۔

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ () وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ () وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ()

۲۴:النور ۶ – ۸

ترجمہ

اور جولوگ اپنی بیویوں پرالزام لگائیں اوران کے پاس خودان کے اپنے سوادوسرے کوئی گواہ نہ ہوں توان میں سے ایک شخص کی شہادت یہ ہے کہ وہ چارمرتبہ اللہ کی قسم کھاکرگواہی دے کہ وہ اپنے الزام میں سچا ہے۔اور پانچویں بار کہے کہ اس پراللہ کی لعنت ہواگروہ اپنے الزام میں جھوٹا ہو۔اورعورت سے سزااس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چارمرتبہ اللہ کی قسم کھاکر کہے کہ یہ شخص اپنے الزام میں جھوٹا ہےاور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس بندے پراللہ کاغضب ٹوٹے اگروہ اپنے الزام میں سچاہو۔

Marfat.com

صورت مسئلہ

یہ ہے کہ مرد چار بار اس طرح کہے ''میں اللہ تعالیٰ کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ اس میری بیوی نے فلاں شخص کے ساتھ زنا کیا ہے اور میں اپنے اس الزام یا تہمت میں سچا ہوں۔اور پانچویں بار کہے ''اگر میں اس پر زنا کی تہمت لگانے میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔اب عورت کو کھڑے ہو کر اس طرح کہنا ہے کہ ''میں اللہ تعالیٰ کو اس بات پر گواہ بناتی ہونکہ اس شخص نے جو مجھ پر تہمت لگائی ہے یہ اس میں جھوٹا ہے۔اور پانچویں بار کہے کہ اگر یہ سچ بولنے والوں میں سے ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔

جس کے بعد اگرچہ مرد پر حد قذف نافذ نہیں کی جائے گی مگر عورت اس مرد پر بائن ہو جائے گی یعنی اب یہ اکٹھے نہیں رہ پائیں گے اور اس حمل کا بچہ ماں کی طرف منسوب کیا جائے گا باپ کی طرف نہیں۔اور اسلامی شریعت میں صرف یہی ایک صورت ہے جس میں جس بچہ ماں کی طرف منسوب کیا جائے گا۔قیامت کے روز اولاد کو ماں کی نسبت سے پکارا جانا عوام میں مشہور ہے لیکن یہ سخت مغالطہ ہے۔

بد گماں ہو کر بچھڑ جانے کا اس کے غم نہ کر
اب تو مل کر بھی دلوں میں فاصلے رہ جائیں گے

اسی طرح عورتوں پر لازم ہے کہ شادی شدہ مردوں کو للچائی نظر سے نہ دیکھیں۔قرآن کریم نے ''مُحصِنِین'' پاکدامن مرد، کے مقابلے میں'' مُسٰفِحِین '' بدکردار مرد۔اور '' مُحصَنٰت '' پاکدامن عورتیں، کے مقابلے میں ''مُسٰفِحٰت '' بدچلن وآوارہ عورتیں، کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

'' مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ '' النساء ۲۴

نکاح کرکے پاکدامنی کی زندگی گزارنے والے نہ کہ بغیر نکاح کیے عورتوں کو رکھنے والے مرد

'' مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ '' النساء ۲۵.

عقدِ نکاح میں پاکدامنی کی زندگی گزارنے والیاں نہ کہ بدچلن اور آشناساس عورتیں۔

اس آیت مبارکہ کا پس منظر یہ ہے کہ جاہلیت میں بعض قبائل کے ہاں اعلانیہ زنا تو معیوب تھا لیکن درپردہ نہیں لہٰذا جو عورتیں اور مرد، درپردہ اس میں ملوث ہوتے ان پر کوئی قانون لاگو نہیں تھا مگر اسلام نے ہر حال میں زنا اور تہمت کو قابل سزا جرم قرار دیکر برائی کا راستہ بند کر دیا۔

Marfat.com

واقول

اسلام کے علاوہ بھی بعض اقوام مثلاً ہندو خواتین شادی شدہ ہونے کی صورت میں ماتھے پر بندی لگاتی ہیں تا کہ دیکھنے والا سمجھ جائے کہ یہ خاتون کسی کے نکاح میں ہونے کی وجہ سے محفوظ ہے لہٰذا نکاح کے موضوع پر ایسی خاتون سے بات کرنا معاشرتی اقدار کے خلاف اور منع ہے۔

شرعی اصطلاح میں آزاد عورت بھی محصنات میں شامل ہے کیونکہ وہ اپنے خاندانی شرف اور تحفظ کی بنا پر اپنی عزت محفوظ رکھتی ہے اور نیک عورت اپنے تقویٰ وطہارت کی بنیاد پر پاکدامن رہتی ہے۔

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا() التحریم ۱۲

ترجمہ

اور اللہ تعالیٰ (اہل ایمان کے معاملے میں) عمران کی بیٹی مریم کی مثال دیتا ہے جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی۔

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ()۵ : المائدہ ۵

ترجمہ

اور حلال ہیں محفوظ و پاکدامن عورتیں خواہ وہ اہل ایمان سے ہوں یا ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے۔ان کی پاک دامن عورتیں بھی حلال ہیں جبکہ تم ان کے مہر ادا کرو، اس طرح کہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کرو یہ نہیں کہ علانیہ زنا کرو یا پوشیدہ بدکاری کرو۔

ایک عورت نکاح کے بعد محفوظ ہو جاتی ہے اس کی عزت پر ہاتھ ڈالنا جرم کی نوعیت کو سنگین بنا دیتا ہے اور شادی شدہ مرد بھی اس سزا کا مستحق نہیں رہتا جو غیر شادی شدہ ہونے کی حیثیت میں زنا پر دی جاتی ہے۔ غیر شادی شدہ مرد و عورت کے زنا کرنے کی سزا سو کوڑے ہیں جبکہ شادی شدہ (محصن) ہونے کی صورت میں سنگساری ہے جبکہ کنواری بچی کے ساتھ جبر کا معاملہ مزید سنگین ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ رَجُلًا اسْتَكْرَهَ امْرَأَةً فَأَفْضَاهَا فَضَرَبَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْحَدَّ، وَغَرَّمَهُ ثُلُثَ دِيَتِهَا.

المحلی بالآثار کتاب الاماء والقصاص والدیات

Marfat.com

16
16

ترجمہ

حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے کنواری عورت سے زبردستی بدکاری کا ارتکاب کیا جس کے نتیجے میں اس کی بکارت زائل ہوگئی جب یہ معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوا تو زانی کو سو کوڑے لگوائے اور خاتون کو اس کی پوری دیت کا تیسرا بطور تاوان ادا کیا گیا۔

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: قَضَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الْمَرْأَةِ إِذَا غُلِبَتْ عَلَى نَفْسِهَا فَأُفْضِيَتْ أَوْ ذَهَبَتْ عَذْرَتُهَا بِثُلُثِ دِيَتِهَا وَلَا حَدَّ عَلَيْهَاوَبِهِ -إِلَى عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ قَتَادَةَ فِي الرَّجُلِ يُصِيبُ الْمَرْأَةَ فَيُفْضِيهَا ؟ قَالَ ثُلُثُ الدِّيَةِ.

المصدر السابق

ترجمہ

حضرت عکرمہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی معاملے میں فیصلہ دیا تھا کہ جب کوئی مرد کسی کنواری عورت کو بدکاری پر مجبور کر دے جس کے نتیجے میں اس کی بکارت زائل ہو جائے تو صرف مرد پر حد جاری کرنے کے علاوہ اس سے عورت کی دیت کا تیسرا حصہ بطور چٹی وصول کیا جائے گا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کو اگر تین پر تقسیم کیا جائے تو اس کا تیسرا حصہ اس کی بکارت ہے جس کے ناجائز طور پر زائل ہونے سے اس کا ایک حصہ تلف ہو جاتا ہے جس کے تاوان کے طور پر ذمہ دار فرد سے عورت کی مجموعی دیت کا تیسرا حصہ بطور تاوان وصول کر کے عورت کو دیا جائے گا کیونکہ وہ احصان کے درجے سے گر گئی۔ جبکہ مرد اگر شادی شدہ ہے تو اسے سنگسار کیا جائے گا ورنہ سو کوڑے لگائے جائیں گے۔

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اسلام میں احصان اور بکارت انتہائی مطلوب چیزیں ہیں لہٰذا ایک معاشرے کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ نوجوان نسل کی حفاظت و تربیت کا انتظام کرے۔

غیر مسلم محصنات

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ () المائدہ ۵

ترجمہ

اور محفوظ و پاکدامن عورتیں خواہ وہ اہل ایمان سے ہوں یا ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی جا

Marfat.com

چکی ہے۔

آیت میں بہت واضح طور پہ ''جنہیں تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے'' کے الفاظ ہیں جس کا مطلب ہے کہ یہود ونصاریٰ کی پاکدامن عورتوں کے سوا کسی اور غیر مسلم برادری کی عورت سے شادی جائز نہیں۔

عورت کا ملک یمین سے استفادہ کرنا؟

اس مقام پر احصان کے مندرجہ مفاہیم سامنے رکھتے ہوئے ایک اور اہم ترین مسئلہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کیا عورت بھی اپنے غلام سے ہم بستر ہو سکتی ہے؟

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ج کِتٰبَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ () النسآء ۲۴

ترجمہ

اور وہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں جو کسی کے نکاح میں آ چکی ہیں سوائے ان کے جو تمہارے ملک یمین میں آ جائیں یہ اللہ کا فیصلہ ہے جس کی پابندی تم پر لازم ہے۔

اجماع امت ہے کہ مرد اُن عورتوں سے وطی کر سکتا ہے جو دشمنوں کے ساتھ باضابطہ جہاد اور جنگ کے نتیجے میں قید ہو کر آ جائیں اس کیلئے شریعت نے ملک یمین کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی غلام عورت کی ملک یمین میں ہو تو کیا وہ عورت بھی اس سے وطی کرا سکتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عورت کیلئے ایسا کرنا قطعاً حرام ہے اور اس کی:

01: ایک وجہ تو یہ ہے کہ اسلام کی نظر میں عورت ایک باوقار ہستی ہے معاشرے میں محض وقتی ضرورت کے تحت اس کا استعمال اس کے تقدس اور حرمت کے منافی ہے اسی بنیاد پر متعہ بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔

02: مرد کو اللہ تعالیٰ نے قوام قرار دیا ہے جس کے مفہوم میں اس کا معلم و مصلح، مربی و مزکی اور منتظم و نگران ہونا شامل ہے جبکہ غلام ملک یمین میں رہ کر سوائے وقتی طور پہ جنسی تسکین کے ان میں سے کوئی ذمہ داری بھی پوری نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اسلام نے قیامت تک عورت کیلئے اپنے غلام سے مباشرت ممنوع قرار دیدی ہے۔ چونکہ اب غلامی کا رواج تو نہیں رہا مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ قوانین منسوخ ہیں۔ البتہ اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام سمجھنے کیلئے چند آثار نقل کیے جاتے ہیں۔

Marfat.com

بَابُ الْعَبْدِ يَنْكِحُ سَيِّدَتَهُ

باب اس بیان میں کہ کیا غلام اپنی مالکہ سے نکاح کرسکتا ہے؟

عَنِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ كَانَ عَطَاءٌ يَنْهَى عَنْ نِكَاحِ الْعَبْدِ سَيِّدَتَهُ

المصنف للامام الحافظ ابی بکر عبد الرزاق بن همام بن نافع الصنعانی المتوفی ٢١١هج کتاب الطلاق بَابُ الْعَبْدِ يَنْكِحُ سَيِّدَتَهُ ، دارلکتب العلمية بيروت تحقيق ايمن نصرالدين الازهری

ترجمہ

ابن جریج نے حضرت عطاء ابن ابی رباح کا فتویٰ نقل کیا ہے کہ ایک غلام اپنی مالکہ سے نکاح نہیں کرسکتا۔

عَنِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَبْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جَاءَتْ اِمْرَأَةٌ اِلَى عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ وَنَحْنُ بِالْجَابِيَةِ نَكَحَتْ عَبْدَهَا فَانْتَهَرَهَا وَهَمَّ أَنْ يَرْجُمَهَا وَقَالَ لَا يَحِلُّ لَكِ مُسْلِمٌ بَعْدَهُ.

المصدر السابق

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت ہے کہ جابیہ کے مقام پر حضرت عمر کے پاس ایک عورت حاضر ہوئی اور اس نے اپنے غلام سے نکاح کر رکھا تھا آپ نے اسے ڈانٹا اور اسے رجم کی سزا دینا چاہی (مگر صحابہ کے مشورہ سے باز رہے) جبکہ تعزیراً فرمایا اب تم کسی آزاد مسلم سے نکاح کے لائق نہیں رہی۔

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ تَسَرَّتْ اِمْرَأَةٌ غُلَامًا لَهَا فَذُكِرَتْ لِعُمَرَ فَسَأَلَهَا مَا حَمَلَكِ عَلَى هٰذَا فَقَالَتْ كُنْتُ اَرَى أَنَّهُ يَحِلُّ لِيْ مَا يَحِلُّ لِلرِّجَالِ مِنْ مِلْكِ الْيَمِيْنِ فَاسْتَشَارَ عُمَرُ فِيْهَا اَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا تَأَوَّلَتْ كِتَابَ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَى غَيْرِ تَأْوِيْلِهِ فَقَالَ لَا جَرَمَ ، وَاللّٰهِ لَا اُحِلُّكِ لِحُرٍّ بَعْدَهُ أَبَدًا كَأَنَّهُ عَاقَبَهَا بِذَالِكَ وَدَرَأَ الْحَدَّ عَنْهَا وَاَمَرَ الْعَبْدَ أَنْ لَا يَقْرَبَهَا .

المصدر السابق

ترجمہ

حضرت قتادہ نے بیان کیا ہے کہ خلافت عمر میں ایک عورت اپنے غلام سے مباشرت کر بیٹھی۔ حضرت عمر کو جب اطلاع ملی تو اسے بلا کر پوچھا کہ یہ تم نے کیا حرکت کی ہے؟ اس نے عرض کی میرا خیال تھا کہ ملک یمین کی بنیاد پر مرد

Marfat.com

کی طرح عورت بھی اپنے غلام سے متمتع ہوسکتی ہے۔معاملہ کی کوئی نظیر موجود نہ تھی لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابۂ کرام سے مشورہ طلب کیا کہ کیا اس پہ حد جاری کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا کیونکہ اس سے قرآن کا مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوگئی ہے لہٰذ حد کے تحت رجم کی سزا نہیں دی جاسکتی۔حضرت عمر نے تصدیق کرتے ہوئے فرمایا: یقیناً یہی بات درست ہے، مگر عورت سے کہا: اللہ کی قسم اب میں تمہیں کبھی بھی کسی آزاد مرد کی بیوی بننے کے لائق نہیں سمجھتا۔حضرت عمر نے حد ساقط کردی اور غلام سے فرمایا کہ آئندہ ایسی حرکت کا ارتکاب نہ کرے۔

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے عورت کی طرف سے جو یہ فرمایا ہے کہ'' تَأَوَّلَتْ كِتَابَ اللّٰهِ تَعَالَى عَلَى غَيْرِ تَـأْوِيْلِهٖ '' کہ اس عورت نے قرآن کی آیت کی غلط تاویل کی ہے۔یہاں ایک علمی نکتہ ہے جو سمجھنے کی ضرورت ہے آیت کریمہ اس طرح ہے: وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ج كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ () النسآء ۲۴

ترجمہ

اور وہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں جو کسی کے نکاح میں آچکی ہوں سوائے ان کے جو تمہارے ملک یمین میں آجائیں یہ اللہ کا فیصلہ ہے جس کی پابندی تم پر لازم ہے۔یہاں آیت مبارکہ میں اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کے بجائے اگر '' مَنْ مَّلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ '' ہوتا تو عورت کی تاویل صحیح ہوتی۔تمام علمی تفاسیر مثلاً علامہ نسفی کی تفسیر نسفی، علامہ بیضاوی کی تفسیر بیضاوی اور علامہ شوکانی کی فتح القدیر وغیرہ میں یہ نکتہ بیان کیا گیا ہے اور حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ نے علامہ بیضاوی کی تشریح کی اس طرح وضاحت فرمائی ہے:

''لفظ '' مَـا '' کا استعمال عموماً ان بے عقل چیزوں کیلئے ہوتا ہے جو کسی کی ملک میں ہوتی ہیں جبکہ جتنے بھی لونڈی غلام ہوتے ہیں وہ کسی کی ملک میں ہونے کی بنیاد پر نہ صرف بے اختیار ہوتے ہیں بلکہ جانوروں کی طرح ان کی خواہش پوچھے بغیر، بیچے اور خریدے جاتے ہیں لہٰذا ان کی تخصیص کیلئے '' مَنْ مَّلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ '' کے بجائے '' مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُم ''استعمال ہوا کیونکہ لفظ '' مَنْ ''ہمیشہ ذی عقل کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

ایک اور شبہ

جبکہ یہاں ایک اور شبہ پیدا ہوتا ہے کہ سورہ المؤمنون کی آیت اس طرح ہے

وَالَّـذِيْنَ هُمْ لِفُـرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ () اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ()

Marfat.com

اور کامیاب ہو گئے وہ لوگ بھی جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو ان کی ملک میں ہوں ان پر کوئی ملامت نہیں۔

شبہ یہ ہے کہ چونکہ فرج عورت و مرد دونوں کی شرم گاہ کیلئے استعمال ہوتا ہے جبکہ ''وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ'' ازواج یعنی جوڑوں کا اور'' مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ'' سے لونڈیوں کا استثناء کیا گیا ہے جبکہ'' مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ'' میں حضرت امام بیضاوی کی تشریح کے مطابق تو لونڈی غلام دونوں شامل ہیں پھر عورت اپنے غلام سے کیوں مباشرت نہیں کر سکتی ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ عورت کا ضعف و نقص عقل کی بنیاد پر بے عقل چیزوں کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔ اسی اصول کی بنیاد پر مؤنث ضمیریں بے عقل چیزوں کی طرف راجح کی جاتی ہیں اور یہی وہ نکتہ ہے جو اس عورت کی سمجھ میں نہیں آسکا اور اہل علم صحابہ نے بتایا کہ یہ عورت قرآن کی روح سمجھنے سے قاصر رہی ہے۔ اور چونکہ مغالطے کی بنیاد موجود تھی لہٰذا اسے سنگسار نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن چونکہ کتاب اللہ اور کتاب ہدایت کے ساتھ ساتھ افصح الکتب بھی ہے اور یہ چیلنج آج بھی اسی طرح برقرار ہے جس طرح نزول کے وقت تھا۔

☆ وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ () البقرة ۲۳

ترجمہ

اور اگر تمہیں اس معاملے میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پہ اتاری ہے یہ ہماری ہے کہ نہیں تو اس کی مانند ایک ہی سورت بنا لاؤ اور اپنے تمام ہم نواؤں کو بھی بلا لو ایک اللہ کو چھوڑ کر باقی جس جس کی چاہو مدد لے لو اگر تم سچے ہو تو یہ کام کر کے دکھاؤ۔

اگر فی الواقع یہ ممکن ہوتا تو ان پندرہ صدیوں میں کوئی نہ کوئی ضرور اس چیلنج کو قبول کرتا اور نہ جانے قرآن کے دشمنوں نے کتنی خفیہ کوششیں کی ہوں گی مگر جہاں یہ ممکن نہیں وہاں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ قرآن کریم کو سمجھنے کیلئے بہت سی اہلیت و صالحیت اور قابلیت درکار ہے اسی لیے خلافت عباسیہ کے خاتمے تک مسند قضا پر صرف وہ شخص بیٹھتا تھا جو

Marfat.com

سب سے زیادہ قرآن وحدیث کی ان باریکیوں کو سمجھتا مگر آج کے دور میں آپ کے جو جج حضرات ہیں ان کی حالت آپ کے سامنے ہے اسی لیے معاشرہ فساد کی نظر ہے۔

غلام سے نکاح کی ممانعت

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ جَاءَتْ اِمرَأَةٌ اِلَی اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَتْ اَتَدْرِیْ اَرَدْتُ عِتْقَ عَبْدِیْ وَ اَتَزَوَّجُهُ فَهُوَ أَهْوَنُ عَلَیَّ مَؤُنَةً مِنْ غَیْرِهٖ فَقَالَ اِئْتِیْ عُمَرَ فَسَلِیْهِ فَسَأَلَتْ عُمَرَ فَضَرَبَهَا عُمَرُ اَحْسَبُهُ، قَالَ حَتّٰی فَشَعَتْ، اَوْ قَالَ فَأَفْشَعَتْ بِبَوْلِهَا - ثُمَّ قَالَ لَنْ یَّزَالَ الْعَرَبُ بِخَیْرٍ مَا مَنَعَتْ نِسَاءَ هَا.

المصدر السابق

ترجمہ

حضرت قتادہ نے بیان کیا ہے کہ ایک عورت نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان کیا کہ اس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اپنا غلام آزاد کر کے اس سے نکاح کرلوں کیونکہ کسی دوسرے کی نسبت اس سے نکاح زیادہ آسان ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم یہ مسئلہ عمر سے پوچھو۔ اب یہ عورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور صورت مسئلہ سے آگاہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے ایسا تھپڑ رسید کیا کہ بیچاری کا پیشاب نکل گیا اس کے بعد فرمایا جب تک عرب عورتوں کو اس طرح کے غلط فیصلوں سے باز کرتے رہیں گے اس وقت تک خیر پر قائم رہیں گے۔

حضرت عمر کے مارنے اور غصہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس عورت نے غلام سے نکاح کرنے کی یہ وجہ بتائی:

''فَهُوَ أَهْوَنُ عَلَیَّ مَؤُنَةً مِنْ غَیْرِهٖ''

یعنی ایک تو اس کے ساتھ نکاح مفت میں ہو جائے گا اور دوسری بات یہ کہ اسے میں اپنی سہولت اور مرضی کے مطابق استعمال کرسکوں گی۔ چونکہ عورت نے اس مقام سے نیچے گر کے بات کی جو اسے اللہ نے دیا ہے اس لیے غیرت عمر برداشت نہ کرسکی۔

عَنْ أَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُ یَقُوْلُ حَضَرْتُ عُمَرَبْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ، جَاءَتْ اِمْرَأَةٌ مِنَ الْعَرَبِ بِغُلَامٍ لَهَا وَضِیٍّ فَقَالَتْ اِنِّیْ اسْتَسْرَرْتُهُ فَمَنَعَنِیْ بَنُوْ عَمِّیْ وَاِنَّمَا اَنَا بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ یَکُوْنُ لَهُ الْوَلِیْدَةُ فَیَطَؤُهَا فَانْهُ عَنِّیْ بَنِیْ عَمِّیْ؟ فَقَالَ لَهَا عُمَرُ أَتَزَوَّجْتِ قَبْلَهُ؟ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ اَمَا وَاللّٰهِ لَوْلَا مَنْزِلَتُکِ مِنَ الْجَهَالَةِ لَرَجَمْتُکِ بِالْحِجَارَةِ وَلٰکِنْ اِذْهَبُوْا بِهٖ فَبِیْعُوْهُ اِلٰی مَنْ یَّخْرُجُ بِهٖ اِلٰی بَلَدٍ غَیْرِ بَلَدِهَا.

المصدر السابق

Marfat.com

حضرت ابوبکر بن عبداللہ نے اپنے باپ عبداللہ کے حوالہ سے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کی مجلس میں حاضر تھا کہ ایک عرب عورت اپنے انتہائی خوبصورت غلام کو ساتھ لیے حاضر ہوئی اور اس نے شکایت پیش کی کہ حضرت میں نے اپنے اس غلام کے ساتھ تمتع کیا ہے مگر میرے چچازاد ایسا کرنے سے روکتے ہیں حالانکہ میں اِس کیلئے اُس مرد کے مقام پہ ہوں جس کے پاس لونڈی ہو تو وہ اس کے ساتھ وطی کر سکتا ہے۔ لیکن یہ میرے چچازاد اس کو منع کرتے ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ نے پوچھا کہ پہلے بھی اس طرح کرتی رہی ہو اس نے کہا جی ہاں کرتی رہی ہوں۔ فرمایا اگر یہ تیری جہالت کے باعث نہ ہوا ہوتا تو میں تمہیں سنگسار کرنے کا حکم دیتا۔

الدرالمنثور فی التفسیر الماثور للامام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ : فی : المؤ منون اٰیات ٦-٧ :الجامع لاحکام القرآن للامام ابی عبد اللّٰہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ : فی : المؤ منون اٰیات ٦/٧ :تفسیر مظھری علامہ قاضی محمد ثناء اللّٰہ پانی پتی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ :فی : المؤ منون اٰیات ٦/٧ :تفھیم القرآن تا لیف الا ستاذ سید ابو الاعلیٰ مودودی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ : المؤ منون اٰیات ٦/٧ :تفسیر النسفی تالیف الامام ابی البر کات عبد اللّٰہ بن احمد بن محمود النسفی فی : المؤ منون اٰیات ٦/٧ :

صورت مسئلہ

میں نے اصل متن کے ساتھ چھ آثار جمع کیے جن میں ایک چیز مشترک ہے کہ کوئی بھی آزاد اور پاکدامن عورت نہ تو غلام سے نکاح کر سکتی ہے اور نہ ہی اسے ملک یمین میں رکھ کر اس سے ہم بستر ہو سکتی ہے۔

ان واقعات پر غور کرنے سے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان غلاموں نے اس قسم کا موقعہ ملتے ہی اپنے دوسرے ہم جنسوں کو اپنی خوش بختی سے آگاہ کیا ہوگا تا کہ انہیں اپنی برتری کا احساس دلا سکیں کیونکہ

''اَلْوَ ضِیعُ اِذَا ارْتَفَعَ تَکَبَّرَ وَ اِذَا حَکَمَ تَجَبَّرَ''

نیچ وکم ظرف اور کم ذات کو جب کوئی نعمت، مرتبہ واقتدار یا مال و دولت مل جائے تو متکبر و مغرور ہو جاتا ہے اور اگر کہیں حاکم بنایا جائے تو جبر سے کام لیتا ہے۔

یہ ہو نہیں ہو سکتا کہ شریف النسب آدمی اپنی بیوی کے ساتھ شب باشی کے بعد دوسروں کو اس کے حالات بتاتا پھرے۔ اسلام کا مزاج سمجھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ شریعت نے عورت کی حرمت، عظمت اور تقدس کے پیش نظر ان تمام چیزوں پر پابندی عاید کی ہے جس سے عورت کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے یا اس کی جسمانی ساخت کو نقصان پہنچ سکتا ہے جیسا کہ پہلے بھی تفصیل گزر چکی ہے۔ یہاں مضمون کی مناسبت سے مزید ایک واقعہ لکھنا مفید ہوگا۔

Marfat.com

مرد و عورت کی فطری چاہت

فطری رجحان میں اختلاف

یَا أَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّکُمُ الَّذِی خَلَقَکُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَۃٍ وَخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالاً کَثِیراً وَنِسَاءً () ۴۰ : النساء ۱

ترجمہ

اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں الماوردی نے الحاوی الکبیر ، نسفی نے مدارک التنزیل اور امام سیوطی رحمہم اللہ تعالیٰ نے الدر المنثور میں یہ روایت بیان کی ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ - صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ " -خُلِقَتِ الْمَرْأَۃُ مِنَ الرَّجُلِ فَھَمُّھَا فِی الرَّجُلِ وَخُلِقَ الرَّجُلِ مِنَ التُّرَابِ فَھَمُّہُ فِی التُّرَابِ ."

ذکرہ السیوطی فی "الدرالمنثور" وعزاہ لابن المنذروابن ابی حاتم والبیھقی فی الشعب : ولم اجدہ فی الشعب

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ نے اس آیت مبارکہ کے نزول کے وقت ارشاد فرمایا کہ "عورت کو مرد کے جسم سے وجود بخشا گیا ہے لہٰذا وہ مرد کیلئے بے چین رہتی اور سوچتی ہے جبکہ مرد کا خمیر مٹی سے اٹھایا گیا ہے لہٰذا اس کی سوچ زمین کی پیداوار کے گرد گھومتی ہے۔"

اسی طرح ابن کثیر، ابن ابی حاتم، امام سیوطی، النسفی ، الماوردی ، ابن المنذر ، مقاتل بن سلیمان اور عز بن عبدالسلام سمیت بہت سے حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسی معنی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ اثر نقل فرمایا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ " قَالَ :خُلِقَتِ الْمَرْأَۃُ مِنَ الرَّجُلِ، فَجُعِلَتْ نَھْمَتُھَا فِی الرَّجُلِ ، وخُلِقَ الرَّجُلُ مِنَ الأَرْضِ ،فَجُعِلَ نَھْمَتُہُ فِی الأَرْضِ، فَاحْجُبُوْا نِسَاءَ کُمْ "

ترجمہ

عورت کو مرد کے پہلو سے وجود بخشا گیا ہے لہٰذا مرد ہی کو اس کی سوچ کا مرکز ومحور بنا دیا گیا ہے اور مرد کا

Marfat.com

خمیر زمین کی مٹی اور گارے سے اٹھایا گیا ہے لہذا زمین کو اس کی دلچسپی کا مرکز و محور بنا دیا گیا، لہٰذا تم اپنی عورتوں سے محبت اور نرمی سے پیش آیا کرو۔

بعض روایات میں '' فَاَحِبُّوْا نِسَاءَ کُمْ ''یعنی تم لوگ اپنی عورتوں سے محبت اور نرمی سے پیش آیا کرو، کے بجائے '' فَاخْبِئُوْا نِسَاءَ کُمْ '' کے الفاظ آئے ہیں اس صورت میں یہاں لفظی معنی کے بجائے یہ مفہوم مراد لیا جا سکتا ہے کہ تم اپنی عورتوں کو حفاظت میں رکھ کر اچھے طریقے سے ان کی دیکھ بھال کیا کرو

دونوں ارشادات میں مرد و عورت کی فطرت و جبلت کی طرف اشارہ ہے کہ نان و نفقہ اور رہن سہن کی زیادہ تر ذمہ داری مرد کی ہوتی ہے لہذا اس کی سوچ زمین اور اس کی دیکھ بھال و پیداوار، کاروبار اور محنت مزدوری پر مرکوز رہتی ہے۔ جبکہ عام طور پر عورت ان ذمہ داریوں سے آزاد ہوتی ہے لہذا وہ شوہر کی طرف مائل رہتی اور بسا اوقات شکایت کرتی ہے تو مرد کو غصے کے بجائے آرام سے سمجھانا چاہیے کیونکہ

وَالصَّبْرُ يُحْمَدُ فِيْ الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا

وَعَنِ الْحَبِيْبِ فَاِنَّهُ لَا يُحْمَدُ

زندگی کے ہر موڑ اور معاملے میں صبر کرنا بہت اچھی بات ہے مگر اپنے حبیب سے دوری پر صبر کرنا کوئی اچھائی نہیں۔

ویسے بھی اگر انسان کو زندگی گزارنے کا سلیقہ آ جائے تو بڑی سے بڑی شکایت کو ایک خوبصورت سے جملے میں دور کیا جا سکتا ہے۔

یہ غم بہت ہیں مری زندگی مٹانے کو

اداس رہ کے مرے دل کو اور رنج نہ دو

ساحر لدھیانوی

مجھے اس مقام پر ولی دکنی مرحوم یاد آ گئے ہیں کہتے ہیں کہ جب اور جس کو بھی زندگی گزارنے کا سلیقہ آ جائے تو سمجھو کہ وہی وقت کا امام رازی ہے۔

اشک خونیں سوں جو کیا ہے وضو — مذہب عشق میں نمازی ہے

جو ہوا راز عشق سوں آگاہ — وہ زمانے کا فخر رازی ہے

تجربے سوں ہوا مجھے ظاہر — ناز، مفہوم بے نیازی ہے

کلیات ولی دکنی

Marfat.com

اِنَّهُنَّ یَغْلِبْنَ الْکِرَامَ وَیَغْلِبُهُنَّ اللِّئَامُ.

ایک مرتبہ صعصعہ بن صوحان العبدی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تعریض (طنز) کرتے ہوئے کہا کہ ''یَا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ کَیْفَ نُنْسِبُکَ اِلَی الْعَقْلِ وَقَدْغَلَبَ عَلَیْکَ نِصْفُ اِنْسَانٍ '' اے امیرالمؤمنین! ہم آپ کو ایک مدبر کیسے تسلیم کرلیں جبکہ ایک نصف انسان آپ پہ ہمیشہ غالب رہتا ہے؟

صعصعہ بن صوحان کا مطلب تھا کہ شہادت کے باب میں اگرچہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے اس کے باوجود آپ اپنی بیوی فاختہ بنت قَرَظَۃ کی رائے کو اہمیت دیتے ہیں جبکہ آپ جیسے جہاں دیدہ انسان کو اس کی ضرورت بھی نہیں۔

فاختہ بنت قَرَظَۃ بن عبدبن عمرو بن نوفل بن عبد مناف چونکہ سیرت وصورت اور نسب کے اعتبار سے بہت ممتاز تھیں لہٰذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بعض معاملات میں ان کی رائے کا احترام فرماتے تھے مگر آپ کے قریبی دوست اس طرح کہہ کر آپ سے چھیڑ چھاڑ کرتے رہتے۔ جس طرح کہ ایک مرتبہ کسی معاملے میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بھی آپ سے فرمایا تھا کہ '' غَلَبَتْکَ اِمْرَأَتُکَ '' آپ کے اعصاب پہ بیوی سوار رہتی ہے۔

انساب الأشراف للبلاذری رحمه الله تعالیٰ

مگر ان دونوں مواقع پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک انتہائی حکیمانہ جملہ ارشاد فرمایا'' اِنَّهُنَّ یَغْلِبْنَ الْکِرَامَ وَیَغْلِبُهُنَّ اللِّئَامَ '' خواتین کا معاملہ یہ ہے کہ وہ شرفا پر غالب رہتی ہیں جبکہ کمینے اور بدخلق شوہر ان پر غالب رہتے ہیں۔

العقدالفرید لابن عبد ربه : معاویة وابن صوحان:

واقول

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ پڑھے لکھے سمجھدار، خاندانی اور شریف قسم کے لوگ۔ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے۔ اپنی بیویوں کو مارنے پیٹنے کے بجائے ان سے محبت واحترام سے پیش آتے، ان کا مان رکھتے، حقوق ادا کرتے اور مقام دیتے ہیں اس طرح ان کی بیویاں ذہنی طور پر ہر وقت اپنے خاوندوں کے بہت قریب، مانوس ومگن اور ازدواجی سکون کی خواہشمند رہتی ہیں۔

Marfat.com

مجھ پہ چھا جائے وہ برسات کی خوشبو کی طرح
انگ انگ اپنا اسی رت میں مہکتا دیکھوں
پھول کی طرح مرے جسم کا ہر لب کھل جائے
پنکھڑی پنکھڑی اُن ہونٹوں کا سایہ سایہ دیکھوں

پروین شاکر

جبکہ اکھڑ مزاج اور کم ظرف لوگ بات بات پر ڈنڈا اٹھا لیتے ہیں اس طرح ان کی بیویاں ذہنی طور پہ دور اور سہمی سہمی سی رہتی ہیں جس طرح موسم بہار میں کوئی بلبل کو پنجرے میں قید کر ڈالے۔

خبرِ بلبلِ ایں باغ مپرسید کہ من
نالہ می شنوم کز قفسے می آید
دوست را گر سرِ پرسیدنِ بیمارِ غم ست
گو بیا خوش کہ ہنوزش نفسے می آید

حافظ شیرازی

اس باغ کے بلبل کے متعلق سوال نہ کر کہ میں ایک نالہ سن رہا ہوں جو ایک پنجرے سے مسلسل سے آ رہا ہے۔
اگر میرے دوست کو ایک بیمارِ غم کی خبر لینے آنا ہے تو میری طرف سے اسے کہو کہ بخوشی مگر جلدی آئے کیونکہ ابھی تک پنجرے کی قید میں اس کی سانسیں چل رہی ہیں۔

اور ویسے بھی دنیا کے بظاہر و بزعم خویش بڑے لوگ اور جابرہ و فراعنہ، اکاسرہ و قیاصرہ کا قرب انتہائی متعفن ہوتا ہے جن کے اہل و عیال، رفقائے کار اور ماتحت انتہائی وحشت و حراست اور نفرت کی زندگی گزارتے ہیں جیسا کہ عربی میں ایک ضرب المثل مشہور ہے "اَلْوَضِیْعُ اِذَا رُتفعَ تکبَّرَ وَ اِذَا حکَمَ تجبَّرَ" نیچ و کم ظرف اور کم ذات کو جب مرتبہ و اقتدار یا مال و دولت مل جائے تو متکبر و مغرور ہو جاتا ہے اور اگر کہیں جج بنایا جائے تو جبر سے کام لیتا ہے لہٰذا

نیچاں دی آشنائی کولوں پھل کسے نہیں پایا
کیکر تے انگور چڑھایا تے ہر گچھا زخمایا

حضرت میاں محمد بخش صاحبؒ

مگر شریف النسب اور اعلیٰ ظرف کے لوگوں کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے رفقائے کار اور ماتحتوں کی

Marfat.com

ضروریات، احساسات وجذبات اور عزت نفس و وقار کوملحوظ رکھتے ہیں اس طرح

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

ہر کہ خود را دید او محروم شد

مولانا رومیؒ

دوسروں کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزا کے طور پر مخدوم بنا لیے جاتے ہیں اور خود پسند محروم رہ جاتے ہیں۔۔یعنی جو اخلاق غیروں کو گرویدہ بنالیتا ہے وہ اپنوں کو کیوں نہ قریب تر کردے گا۔

نصف انسان

صعصہ بن صوحان العبدی کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو نصف انسان کہنا کوئی شرعی اصطلاح نہیں بلکہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور صعصہ بن صوحان العبدی کی حضرت پر تعریض (طنز) ہے۔ رہا مسئلہ عورت کی شہادت کا تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ تمام نسوانی معاملات مثلاً جسمانی خصائص وعیوب، بکارت وثیوبت، حیض وولادت اور رضاع و استھـــــلال وغیرہ معاملات میں نہ صرف عورت ہی کی شہادت معتبر ہے بلکہ ایک ہی عورت کی شہادت کو شریعت میں کافی تصور کیا گیا ہے۔

ہاں بعض عقوبات وحدود میں صرف عورت کی گواہی ناکافی ہے اور کم از کم ایک مرد کا ہونا ضروری اس لیے ہے کہ عورت ذات اسلام کی نظر میں بہت مقدس ومحترم ہستی ہے جبکہ عقوبات وحدود کے معاملات میں جرح کی ضرورت ہوتی ہے جس کے دوران عورت کا تقدس مجروح ہونا لازمی ہے۔

جبکہ شہادت کیلئے شریعت میں جو سیرت کردار اور معیار مقرر ہے اس معیار کی خواتین میں بوجہ غلبہ حیا ہچکچاہٹ (Hesitation) کا پایا جانا اور مرعوب (Dominate) ہونا لازمی امر ہے اس لیے قرآن کریم نے ایک مرد کے مقابلے میں دو عورتیں کھڑی کردی ہیں تاکہ وہ ایک دوسری کا سہارا ثابت ہوں۔ نیز بعض حالات میں خواتین نسوانی عوارض کے باعث وقتی طور پہ معتدل مزاج نہیں رہتیں اور انہیں دوسرے کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں برٹش قانون میں بھی زچگی کے زمانے میں کچھ عرصہ تک اہم معاملات میں عورت سے شہادت نہیں لی جاتی بلکہ مقدمے کی سماعت مؤخر کردی جاتی ہے۔ لہٰذا اس معاملے میں صرف وہ لوگ اعتراض کرتے ہیں جو عورت کی نسوانی خصوصیات وامتیازات اور تقدس سے آگاہ نہیں بقول شاعر مشرق ؒ

؎ شکوہ بے جا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور

Marfat.com

حکمت رومی

گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلاں ۔۔۔ غالب آید سخت بر صاحبدلاں
باز بر زن جاہلاں چیرہ شوند ۔۔۔ زانکہ ایشاں تند وبس خیرہ روند
کم بود شاں رقت ولطف وداد ۔۔۔ زانکہ حیوانی ست غالب بر نہاد
مہر و رقت وصف انسانی بود ۔۔۔ خشم و شہوت وصف حیوانی بود

مثنوی مولانا رومی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ دفتر اول: دربیان حدیث، اِنَّھُنَّ یَغْلِبْنَ الْعَاقِلَ وَیَغْلِبُھُنَّ الْجَاھِلُ .

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ عورت عقلمندوں اور دل والے خاوندوں پر بہت غالب رہتی ہے۔مگر جاہل لوگ (خاوند) عورتوں پر غالب آجاتے کیونکہ وہ بدمزاج، بدلحاظ اور اکھڑ ہونے کے باعث اخلاق کے بجائے بدخلقی سے پیش آتے ہیں۔ایسے لوگوں پر حیوانیت کے غلبے کے باعث ان میں نرم مزاجی خوش خلقی اور محبت بہت کم پائی جاتی ہے۔جبکہ محبت اور خوش خلقی ونرم مزاجی انسانی صفات اور غصہ وشہوت حیوانی صفات ہیں۔

اس معاملے کی باریکی اور حکمت سمجھنے کیلئے ایک مثال پہ غور کرنا بہت مفید ہے اور وہ یہ کہ والدین کے گھر میں بچی کی مثال گملے میں لگے پودے کی ہے جو انتہائی محبت ونگہداشت کے باوجود گملے کی وسعت سے زیادہ نہیں پھیل سکتا۔مگر کھلی فضا میں لگتے ہی چند سالوں میں تناور درخت بن جاتا ہے۔اسی طرح عورت کی صلاحیتیں صرف شوہر کے گھر میں ابھرتی ہیں جہاں آہستہ آہستہ وہ بیوی سے ماں اور اس کے بعد ایک بڑے خاندان کی بنیاد بنتی ہے لیکن اگر خاوند ہی اس کا مدد ومعاون ثابت ہونے کے بجائے اس کے کردار کو محدود کردے تو پھر اس کی مثال وہ درخت ہے جسے گملے سے نکال کر ایسی پتھریلی زمین میں لگادیا جائے جہاں جڑیں پھیلنے کے بجائے سکڑ جانے سے یا تو درخت سوکھ جائے گا یا مریل ونا کارہ رہ جائے گا۔یہی وجہ ہے کہ شادی بیاہ کیلئے اسلام نے ''کُفو'' ضروری قرار دیا ہے جس کی بنیاد دین اور علیحدہ تفصیل ہے۔اور اسی لیے قیامت کے قریب فتنے کے اس دور میں بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور دینی گھرانوں میں عام معاشرے کے مقابلے میں عورت کو تحفظ اور عزت حاصل ہے۔

نوٹ: حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اشعار میں ملفوظ '' اِنَّھُنَّ یَغْلِبْنَ الْعَاقِلَ وَیَغْلِبُھُنَّ الْجَاھِلُ '' خواتین کا معاملہ یہ ہے کہ وہ عقلمند پر غالب رہتی ہیں جبکہ جاہل واجڈ شوہران پر غالب رہتے ہیں۔
کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف فرمائی ہے۔بیشک یہ مفہوم درست اور ایک حدیث شریف سے ہی

Marfat.com

ماخوذ ہے مگر یہ الفاظ حدیث شریف کے نہیں بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ملفوظ ہے۔ اور غالباً مغالطے کی وجہ ایک تاریخی واقعہ ہے جو اس طرح ہے۔

حکایت

مؤرخ محمد بن عمر الواقدی کا بیان ہے کہ میں ایک روز عباسی خلیفہ مہدی سے ملاقات کیلئے حاضر ہوا تو انہوں نے کاغذ و قلم منگوا کر مجھ سے کچھ روایات لکھیں جس کے بعد مجھے انتظار کرنے کو کہتے ہوئے اپنے حرم سرا کی طرف چل دیئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب واپس لوٹے تو انتہائی غضبناک اور حالت بدلی ہوئی تھی۔ پھر جب اپنی نشست پر تشریف فرما ہوئے تو میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین حرم سرا کی طرف جانے سے پہلے آپ کی یہ حالت نہ تھی خیر تو ہے؟

مہدی نے کہا ہاں میں خیزران سے ملنے گیا تھا مگر وہ غصے میں مجھ پہ جھپٹ پڑی، میری قمیص بھی پھاڑ ڈالی اور کہنے لگی: ''یَا قَشَّاشُ وَ أَيَّ خَيْرٍ رَأَيْتُ مِنْكَ'' اے کنگلے! ذرا یہ تو بتا کہ بیوی کی حیثیت سے میں تیری کون سی نیکی یاد رکھوں؟ حالانکہ میں نے اسے ایک بردہ فروش سے خریدا تھا اس کی اچھی طرح دیکھ بھال کی یہاں تک کہ اس کے دو بیٹے اس وقت میرے ولی عہد ہیں۔

واقدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ '' اِنَّهُنَّ يَغْلِبْنَ الْكِرَامَ وَيَغْلِبُهُنَّ اللِّئَامَ '' خواتین کا معاملہ یہ ہے کہ وہ شرفا پر غالب رہتی ہیں جبکہ کمینے اور بد خلق شوہر ان پر غالب رہتے ہیں۔

اور اس طرح کی مزید چند باتیں یہاں تک کہ آپ کا غصہ ختم اور چہرے پہ بشاشت آ گئی پھر رخصت ہونے سے پہلے مجھے دو ہزار دینار عنایت فرمائے جس کے بعد میرے گھر پہنچتے ہی خیزران کی طرف سے سلام اور پیغام کے ساتھ ان کا ایک غلام آ پہنچا جس نے دس کم دو ہزار دینار اور کپڑے پیش کرتے ہوئے دعائے خیر کے ساتھ ان کا یہ پیغام سنایا: ''آپ نے امیر المؤمنین کا غصہ ٹھنڈا کرنے کیلئے جو حکیمانہ گفتگو کی ہے اس کا شکریہ۔ دو ہزار سے دس دینار اس لیے کم ہیں کہ مجھے عطیہ کے سلسلے میں امیر المؤمنین سے برابری کرنا پسند نہیں۔''

تاريخ بغداد ترجمة ام عمر بنت ابي الغصن حسان بن زيد الثقفي : المكتبة الشاملة

مؤرخ محمد بن عمر الواقدی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث کے باب میں بعض علمائے رجال کے ہاں مجروح ہیں اور اس حکایت میں بھی مبالغہ ہے کہ پہلے تو خیزران نے حملہ کر کے امیر المؤمنین کی قمیص پھاڑ ڈالی اور طعنے دیئے پھر عطیہ دینے میں کہا کہ میں ان کی برابری کرنا بھی پسند نہیں کرتی اس کے باوجود ازدواجیات کے باب میں بہت سے حضرات نے یہ

Marfat.com

واقعہ نقل کیا ہے جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس اثر " اِنَّهُنَّ يَغْلِبْنَ الْكِرَاامَ وَيَغْلِبُهُنَّ االلِّئَامَ " کو حدیث شریف کے طور پر بیان کر دیا ہے جو درست نہیں اور انہیں میں سے کسی بزرگ پر اعتماد کرتے ہوئے۔

حضرت مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسے بطور حدیث بیان کر دیا ہے۔ جبکہ حضرت امیر معاویہ و بعض دیگر حضرات رضی اللہ عنہم سے بھی الفاظ کے اختلاف کے ساتھ اسی معنی میں یہ اثر مروی اور روایات سے ثابت ہے جس کے معنی حدیث شریف سے ماخوذ ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے میں بڑی مدد مل سکتی ہے اور اسی امید سے میں نے تفصیلات نقل کر دی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب!

خَیْزُرَانْ

خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تاریخ بغداد میں باب '' ذکر النساء من أهل بغداد '' کے تحت آپ کے تعارف میں بیان کیا ہے کہ خیزران مہدی کی کنیز اور اس کے دو بیٹوں ھادی اور ھارون الرشید کی والدہ تھیں جو اپنے باپ کے بعد خلیفہ بنے اس طرح دو خلفا کی والدہ ہونا ان کا امتیاز ہے۔ جبکہ انہوں نے اپنے آقا مہدی سے ایک حدیث شریف بھی روایت کی ہے۔

'' عَنْ خَيْزَرَانِ عَنْ مَوْلَاهَا الْمَهْدِيْ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : مَنِ اتَّقَى اللّٰهَ وَقَاهُ اللّٰهُ كُلَّ شَيْءٍ ''

حضرت عبداللہ ابن عباس رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کر لے تو اللہ کریم اسے دنیا کی ہر چیز سے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے۔

خَیْــــزُرَانْ کو ایک بردہ فروش مہدی کے دربار میں فروخت کرنے لایا تھا جہاں مہدی نے جب اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو کہا: '' يَا جَارِيَةُ اِنَّكِ لَعَلَى غَايَةِ الْمُنَى لَوْ لَا خُمُوْشَةٌ فِيْ سَاقَيْكِ '' اے کنیز! تم میری چاہت کی انتہا ہو مگر تمہاری پنڈلیوں پر مچھر کے کاٹنے اور کھجانے سے جو خراشیں ابھر آئی ہیں یہ مجھے پسند نہیں۔

خیزران نے کہا '' يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّكَ أَحْوَجُ مَاتَكُوْنُ اِلَيْهِمَا لَاتَرَاهُمَا '' اے امیر المؤمنین جو چیز آپ کو چاہیے وہ بیشک انہیں پنڈلیوں کے قریب اور بے داغ ہے آپ اس وقت پنڈلیوں سے توجہ ہٹالیں اور کچھ اور سوچیں۔

مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس وقت حافظ شیرازی یہ منظر ملاحظہ فرما رہے تھے۔

Marfat.com

جمالِ شخص نہ چشم ست و زلف و عارض و خال

ہزار نکتہ دریں کاروبارِ دلدار یست

بآستان تو مشکل تواں رسید آرے

عروج بر فلکِ سروری بدشوار یست

کسی شخص کے حسن و جمال کا انحصار صرف۔ آنکھ، زلف، رخسار اور تل ہی پر نہیں۔ بلکہ دلداری کے اس کام میں ہزاروں نکتے پنہاں اور قابلِ توجہ ہیں۔

ہاں تیری چوکھٹ تک پہنچنا بیشک مشکل کام ہے۔ کیونکہ سروری کے آسمان کو چھونا آسان نہیں بلکہ اس میں دو چار سخت مشکل مقام آتے ہیں۔

خیزران کی اس حاضر جوابی اور ذہانت نے اسی لمحے مہدی کو اپنا اسیر کر لیا جس کے بعد اسے شاہی حرم سرا میں پہنچتے دیر نہیں لگی جہاں اس کی صلاحیتوں کو پروان چڑھنے کا موقعہ ملا تو اس نے اسی طرح مہدی کے روپ میں بغداد پر حکومت کی جس طرح نور جہان نے متحدہ ہندوستان پر جہانگیری کی تھی۔

بنو گے خسروِ اقلیم دل شیریں زباں ہو کر

جہانگیری کرے گی یہ ادا نور جہاں ہو کر

شوہر کا انتخاب

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مصر سے ہجرت اور مدین میں حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے شادی کا واقعہ میں نے ذرا تفصیل سے اسی کتاب میں ''میاں بیوی کی چار قسمیں'' کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے یہاں اس میں سے ایک بات سمجھنے کی ضرورت ہے اور وہ یہ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین کے کنوئیں پر حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کے مال مویشی کو پانی پلانے میں مدد کی تو ان بیٹیوں نے جا کر باپ سے حضرت موسیٰ کا تذکرہ کیا اور ایک نے باپ کو یہ مشورہ دیا '' قَالَتْ اِحْدٰیھُمَا یٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ '' ان دو میں سے ایک خاتون نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ انہیں ملازم رکھ لیجیے بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہو سکتا ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔

اَلْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ - یعنی جسمانی طور پہ صحتمند اور مضبوط ، تندرست و توانا ہیں جبکہ سیرت و کردار کے لحاظ

Marfat.com

17
17

سے امانت دار و راست باز ہیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چونکہ ان کی مدد کرتے وقت ان کے ساتھ شریفانہ گفتگو فرمائی اور انہیں یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ ان کا مدد کرنے کا مقصد ان سے بات چیت کے ذریعے تعلقات استوار کرنا ہے لہٰذا ان لڑکیوں نے فی الفور بھانپ لیا کہ ایسے اعلیٰ اخلاق و کردار کا مالک کوئی معمولی آدمی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آزاد اور پیغمبر زادیاں تھیں اس لیے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مزید بات کئے بغیر اپنے باپ سے اس طرح تعارف کرایا کہ گویا انہیں جس طرح کے ایک '' اَلْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ '' کی ضرورت تھی اس طرح کا ابھی تک وادی مدین میں نہیں ملا تھا اور چونکہ آوارہ قسم کے نوجوان عموماً ان عورتوں کی مدد کو دوڑتے ہیں جو للچائی ہوئی گفتگو کریں۔مگر یہ لڑکیاں اس قسم کی گفتگو کی عادی نہ تھیں اس لیے چرواہے جب تک اپنے مال مویشی کو سیراب کر کے چلے نہ جاتے وہ انتظار کرتیں اور یہی وہ وجہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں میں سے کسی ایک کے اندر بھی شرافت نہ دیکھی کہ کم از کم ان خواتین کا احترام کرے۔

اب حضرت شعیب علیہ السلام کی پیغمبرانہ بصیرت نے بھانپ لیا کہ بیٹی کا انتخاب غلط نہیں۔فرمایا جاؤ اور اس نوجوان کو بلا لاؤ تا کہ ہم اس کی شرافت کا اسے اجر عطا کریں'' فَجَاءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَاءٍ ۫ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا '' ابھی کچھ دیر گزری تھی کہ ان دو لڑکیوں میں سے ایک شرم وحیا کے ساتھ چلتی ہوئی موسیٰ کے پاس آئی اور کہنے لگی میرے والد صاحب آپ کو بلا رہے ہیں تا کہ آپ نے ابھی جو ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے اس کی اجرت ادا کریں۔

اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کی خدمت میں پہنچتے ہیں تو حضرت شعیب علیہ السلام کو بیٹی کی بات کی تصدیق ہو جاتی ہے اس لئے فوراً فرماتے ہیں '' اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ'' میں اپنی ایک بیٹی کا آپ سے نکاح کر دینا چاہتا ہوں۔

اس واقعہ سے ہمیں جو سبق ملتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک آزاد اور پاکدامن عورت کی فطری خواہش اور بنیادی ضرورت ہے کہ اس کا شوہر '' اَلْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ '' یعنی جسمانی طور پہ صحتمند اور مضبوط، تندرست و توانا ہو جبکہ سیرت و کردار کے لحاظ سے امانت دار و راست باز ہو اور شریعت کی نظر میں احصان کا یہی تقاضا ہے۔

ایک نادر دعاء

معروف تابعی اور محدث حضرت امام محمد بن المنکدر رحمہ اللہ تعالیٰ سلام سے پہلے حالت نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے '' اَللّٰهُمَّ قَوِّ لِيْ ذَكَرِيْ فَاِنَّ فِيْهِ صَلَاحًا لِاَهْلِيْ '' اے اللہ کریم میرے عضو تناسل کو مضبوط و توانا

Marfat.com

رکھ کیونکہ یہ میری بیوی کا اخلاق درست رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

روضة المحبين ونزهة المشتاقين للامام العلامة شمس الدين محمد بن ابى بكر ابن قيم الجوزية رحمه الله تعالى: الباب الثامن عشرفى ان دواء المحبين فى كمال الوصال الذى اباحه رب العالمين : تحقيق الدكتور السيد الجميلى الناشر دارالكتاب العربى بيروت.

لہٰذا ایک بددیانت، لاغرو کمزور اور مریل قسم کا آدمی خواہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو اس سے نکاح کر کے عورت محفوظ نہیں ہوسکتی۔

عورت کی تخلیق

بنیادی مسائل

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " اِسْتَوْصُوْابِالنِّسَاءِ فَاِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ أَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ أَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهُ كَسَرْتَهُ وَاِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ یَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ.

صحيح البخارى : كتاب احاديث الانبياء ، باب خلق آدم و ذريته .

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بطور نصیحت فرمایا اپنی عورتوں کے ساتھ نرمی سے پیش آیا کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے جس کے اوپر کے حصے میں زیادہ کجی پائی جاتی ہے لہٰذا اگر تم اسے بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو توڑ دو گے لہٰذا اس کے حال پہ چھوڑتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھاؤ اور عورتوں کے بارے میں میری ہدایت یاد رکھو کہ ان کے ساتھ ہمیشہ نرمی کا برتاؤ کرنا۔

صحیح بخاری شریف کے علاوہ یہ حدیث شریف اکثر کتب احادیث میں روایت ہوئی ہے جس کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ عورت کو پسلی سے وجود بخشا گیا ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے:

☆ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : لَمَّاخَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ انْتَزَعَ ضِلْعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَخَلَقَ مِنْهُ حَوَّاءَ .

الحجة فى بيان المحجة و شرح عقيدة أهل السنة : باب لَمَّاخَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ انْتَزَعَ ضِلْعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَلَقَ مِنْهُ حَوَّاءَ : تاليف الشيخ اسماعيل بن محمد بن الفضل بن على القرشى الطليحى الأصبهانى ابولقاسم ' الملقب بقوام السنة المتوفى ٥٣٥ هج . تحقيق العلامة محمد بن ربيع بن هادى عمير المدخلى ، الناشر دارالراية ' السعودية -الرياض.

Marfat.com

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبیٔ اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی روایت کیا ہے کہ ''جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو آپ کی ایک پسلی آپ کے جسم سے علیحدہ کر کے اس سے حضرت حوّاء علیہا السلام کو وجود بخشا۔''

یہ حدیث شریف اس مفہوم کے ساتھ تقریباً تمام کتب تفسیر میں بیان ہوئی ہے اور کچھ آثار بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ مگر بخاری شریف والی روایت مسلم شریف سمیت بعض دیگر کتب حدیث میں ان الفاظ کے ساتھ روایت ہوئی ہے ''اَلْمَرْأَۃُ کَالضِّلَعِ'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی مثال ٹیڑھی پسلی ہے۔ لہٰذا حضرت امام قرطبی اور بعض اہل علم رحمہم اللہ کی رائے یہ ہے کہ قرآن کریم میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً () ۰۳ —النساء ۱

ترجمہ

لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔

اس مقام پہ قرآن کریم میں صرف حضرت حواء علیہا السلام ہی کی تخلیق کا ذکر نہیں بلکہ جنس عورت کے متعلق آگاہی دی جا رہی ہے کہ وہ بھی مرد ہی کی جنس سے ہے۔

اس موضوع پر مطالعہ کے بعد جو میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ قرآن کریم کا ظاہری مفہوم اور بہت سی صحیح احادیث مبارکہ سے یہی بات سمجھ آتی ہے کہ عورت کی تخلیق بھی پسلی سے ہوئی ہے اور اس کی جبلت کے اظہار کیلئے پسلی ہی سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ قرآن کریم کے ظاہری مفہوم کے ساتھ ساتھ بہت ساری صحیح روایات کو سرے سے تسلیم نہ کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں۔

جبکہ اوپر کے حصے سے مراد زبان اور دماغ بھی ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات طبی طور پر ثابت ہے کہ عورت بعض حالات میں بتقاضائے فطرت ان دونوں کا بروقت استعمال کرنے سے معذور ہوتی ہے۔ اسی اصول کے تحت برطانوی عدالتوں میں زچگی کے بعد کچھ عرصہ تک عورتوں کی گواہی مؤخر کر دی جاتی ہے۔

Marfat.com

عورت کی تخلیق کا مقصد

وَمِنْ اٰیَاتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَاٰیَاتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ()

۳۰ الروم ۲۱

اس ذات باری تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان مودت اور رحمت پیدا کر دی، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں تین باتیں بہت قابل غور ہیں اور وہ یہ کہ

مرد و عورت ایک دوسرے کے بغیر نامکمل ہیں

اللہ تعالیٰ نے انسانی نسل کی افزائش اور اس کے قائم رکھنے کیلئے عورت و مرد دونوں کو ایک فطری تقاضا ودیعت فرمایا ہے جس کی تسکین کیلئے دونوں کو ایک دوسرے کا ''زوج'' یعنی جوڑا اور محتاج بنایا ہے اور کوئی بھی باذوق انسان اس حقیقت کو تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ وہ جب بھی نسوانی چہرے کی صباحت، جلد کی وضاءت، آنکھوں کی حلاوت، منہ کی ملاحت، قد کی رشاقت اور شمائل کی لباقت کا تصور کرے گا تو بے ساختہ پکار اٹھے گا

اک دوجے سے مل کر پورے ہوتے ہیں
آدھی آدھی ایک کہانی ہم دونوں

بشیر بدر

جس کے بعد وہ ایک دوسرے سے کٹ کر نہ تو اپنا وجود برقرار رکھ سکتے ہیں اور نہ ہی انسانی نسل کی افزائش ہو سکتی ہے۔ اگر عورت و مرد کی جنس ایک دوسرے سے مختلف ہوتی مثال کے طور پر ''زوجین'' میں سے ایک کی جنس جن ہوتی تو اس رشتے میں وہ سکون واطمینان اور تحفظ نہ ہوتا جو ہم جنس ہونے کے باعث ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کائنات میں صرف انسان ہی حسین تر مخلوق ہے۔ کیا آپ نے کبھی غور نہیں فرمایا کہ قرآن کریم کیا کہتا ہے؟

نسوانی حسن

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ () وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ () وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ () لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ

التین ۱/۴

Marfat.com

ترجمہ

قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور قسم ہے طور سینا اور اس امن والے شہر (مکہ) کی بیشک ہم نے پیدا کیا ہے انسان کو بہترین ساخت پر۔

یعنی احسن الخالقین کی بارگاہ میں جو معیار حسن مقرر ہے اس کے مطابق صرف انسان ہی اس کا تخلیقی شاہکار ہے۔

یٰاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَاغَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ () الَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ () فِیْٓ اَیِّ صُوْرَۃٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ () الانفطار ۶-۸

ترجمہ

اے انسان کس چیز نے تجھے اپنے اس رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا۔ جس نے تجھے پیدا کیا' تجھے نِک سُک سے درست کیا' تجھے متناسب بنایا اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ کر تیار کیا۔

مگر صنف نازک کے وجود کا حصہ بن کر خود حسن اور بھی حسین اور باعث حیرت ہے۔

یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں
غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے
شکن زلفِ عنبریں کیوں ہے
نگہ چشم سرمہ سا کیا ہے

مرزا غالب

کوئی بات تو ہے کہ اللہ کریم نے حسن کو اپنی جنت کے خزانے قرار دیتے ہوئے اپنے مطیع و فرمانبردار بندوں کیلئے محفوظ و مخزون کر رکھا ہے۔

فِیْھِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ یَطْمِثْھُنَّ اِنْسٌ قَبْلَھُمْ وَلَا جَآنٌّ () فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ () کَاَنَّھُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ () فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ () الرحمٰن ۵۶ - ۵۹

ترجمہ

جنت کی ان نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والی حوریں ہوں گی جن کو ان جنتیوں سے پہلے کسی انسان یا جن نے چھوا تک نہیں ہوگا۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ایسی خوبصورت (حوریں) جیسے ہیرے اور موتی، پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

Marfat.com

فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ () فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ () حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ () فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ()

الرحمٰن ۷۰ - ۷۳

جنت کی ان نعمتوں کے درمیان خوبصورت اور خوب سیرت (حوریں) بیویاں۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ خیموں میں ٹھہرائی ہوئی حوریں۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

جس طرح اللہ کریم نے حسن کو غمزہ و عشوہ وادا اور رعنائیاں ودیعت فرمائی ہیں اسی طرح عربی زبان کو ترجمانی کیلئے سمندروں وسعتیں اور ظرف عطا فرمایا ہے۔

اَلصَّبَاحَةُ فِي الْوَجْهِ - اَلْوَضَاءَةُ فِي الْبَشَرَةِ - اَلْجَمَالُ فِي الْأَنْفِ - اَلْحَلَاوَةُ فِي الْعَيْنَيْنِ - اَلْمَلَاحَةُ فِي الْفَمِ - اَلظَّرْفُ فِي اللِّسَانِ - اَلرَّشَاقَةُ فِي الْقَدِّ - اَللَّبَاقَةُ فِي الشَّمَائِلِ.

دولة النساء تاليف الاستاذعبدالرحمٰن البرقوقي رحمه الله : الحسن في اللغة : الناشر دار ابن حزم بيروت لبنان

آیئے اس تعریف کو اردو کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اَلصَّبَاحَةُ فِي الْوَجْهِ : چہرے کی نورانیت کے اظہار کیلئے

وہ آئے بزم میں اتنا تو برقؔ نے دیکھا
پھر اُس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

یہ شعر کسی مغالطے کی بنیاد پر میر تقی میر مرحوم کی طرف منسوب ہوگیا ہے اور میں نے بھی '' ہجرت کشمیر'' اور ''عرفان حیات'' میں اسی طرح غلط لکھ دیا تھا مگر ایک مگر حالیہ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ یہ آغا شاعر قزلباش کے ایک شاگرد۔ مہاراج بہادر برقؔ کا شعر ہے۔ اور صحیح طور پر پہلا مصرعہ اسی طرح ہے جیسے میں نے درج کیا ہے۔

تو نہیں ہے تو کوئی شمع نہیں ہے روشن
اب کھلا حسن ترا خالق تنویر بھی تھا

قتیل شفائی

اَلْوَضَاءَةُ فِي الْبَشَرَةِ : گالوں کی سفیدی میں سرخی کی آمیزش و معصومیت کے اظہار کیلئے

رات مجلس میں، ترے حسن کے شعلے کے حضور
شمع کے منہ پہ، جو دیکھا، تو کہیں نور نہ تھا

میر دردؔ

Marfat.com

أَلْجَمَالُ فِي الْأَنَفِ : ناک کی خوبصورتی بیان کرنے کیلئے "أَلْجَمْلَاءُ " ایسی عورت جس کا سراپا بے عیب ہو۔

لَهَا صَحِيْفَةُ وَجْهٍ يُسْتَضَاءُ بِهَا
لَمْ يَعْلُ ظَاهِرَهَا طُوْلٌ وَلَا كَلَفُ
عَيْنَاءُ حُوْرَاءُ فِيْ أَشْفَارِهَا هَدَبٌ
وَلَيْسَ فِيْ أَنْفِهَا طُوْلٌ وَلَا ذَلَفُ

ألنابغة الشيبانى

ترجمہ

اس کے کتابی چہرے سے اندھیرے میں روشنی حاصل ہوتی ہے۔ جس کے ظاہر پر بدنما لمبائی غالب نہیں اور نہ اس کے سراپا پر بدنما داغ دھبے پائے جاتے ہیں۔ لمبی پلکوں والی ایسی خوبصورت آنکھیں جن میں سفیدی اور سیاہی ایک مناسب مقدار میں عیاں ہے اور ایسی خوبصورت ناک جو معیوب حد تک لمبی بھی نہیں اور ہموار بھی نہیں۔

أَلْحَلَاوَةُ فِي الْعَيْنَيْنِ : آنکھوں کی حلاوت وانس بیان کرنے کیلئے

اے از فروغ رویت روشن چراغِ دیدہ
مانندِ چشم مستت چشم جہاں ندیدہ

حافظ شیرازی

اے کہ تیرے چہرے کے نور سے آنکھوں کا چراغ روشن ہے۔ تیری مست آنکھ جیسی دنیا میں کسی کی آنکھ نہیں دیکھی۔

آنکھ تمہاری مست بھی ہے مستی کا پیمانہ بھی
ایک چھلکتے ساغر میں، مے بھی ہے میخانہ بھی

ساغر نظامی

خموش رہ کے بھی آنکھوں سے بات کرتا ہے
وہ چاندنی کے تکلم کو مات کرتا ہے

قتیل شفائی

أَلْمَلَاحَةُ فِي الْفَمِ : منہ کا حسن بیان کرنے کیلئے

Marfat.com

اپنی تصویر پہ نازاں ہو تمہارا کیا ہے
آنکھ نرگس کی، دہن غنچے کا، حیرت میری

مرزاداغ دہلوی

وَمَلِيْحَةٌ قَدْ أَشْبَهَتْ شَمْسَ الضُّحَى
فِي الْحُسْنِ عِنْدَ طُلُوْعِهَا وَ مَغِيْبِهَا

ابن معصوم

وہ سانولی سلونی جو اپنے حسن میں چاشت کے سورج کے طلوع وغروب ہونے کے ساتھ اس سے مشابہت رکھتی ہے۔ یعنی بات کرتے وقت اس کا ماحول ایسا محسوس ہوتا ہے جس طرح چاشت کے سورج کی کرنیں اور خاموشی کے وقت اس طرح کہ جیسے چاشت کے وقت اچانک سورج بادلوں میں اوجھل ہو جائے۔

میں طلوعِ صبحِ نو سے ابھی مطمئن نہیں ہوں
ترا حسن بھی تو ہوتا کسی خوشنما کرن میں

قتیل شفائی

اَلظَّرْفُ فِي اللِّسَانِ : زبان کی مہارت ودانائی بیان کرنے کیلئے

گلے میں اس کے خدا کی عجیب برکت ہے
وہ بولتی ہے تو اک روشنی سی ہوتی ہے

بشیر بدر

اے گفتگوئے لعلِ تو در کام جاں لذیذ
ذکرِ لبت چو طعمِ شکر در دہاں لذیذ
دندانِ تست قطرۂ شیر و شکر لبت
در کامہاست شیر و شکر بہر آں لذیذ

حافظ شیرازی

اے وہ کہ تیرے ہونٹوں کی بات جان کے تالو میں لذیذ ہے۔ تیرے ہونٹوں کا ذکر شکر کے ذائقہ کی طرح منہ میں لذیذ ہے۔ تیرے دانت دودھ کے قطروں کی طرح اور تیرے ہونٹ شکر ہیں۔ دودھ اور شکر حلق میں اسی وجہ سے لذیذ ہیں۔

Marfat.com

أَلرَّشَاقَةُ فِي الْقَدِّ : قد کے بانکپن Smartness کو بیان کرنے کیلئے یعنی سروقد

چو رویت مہر و ماہ تاباں نباشد
چو قدت سرو در بستاں نباشد

حافظ شیرازیؒ

جس طرح چاند اور سورج تیرے چہرے کی طرح روشن نہیں۔اسی طرح باغ میں سرو تیرے قد کی برابری نہیں کر سکتا۔

بدن کے جام میں کھلتے گلاب جیسی ہے
سنا ہے اس کی جوانی شراب جیسی ہے
کنول کنول ہے سراپا' غزل غزل چہرہ
وہ ہوبہو کسی شاعر کے خواب جیسی ہے

قتیل شفائی

أَللَّبَاقَةُ فِي الشَّمَائِلِ : نرم خوئی، ذہن وذکاوت اور سگھڑ پن کو بیان کرنے کیلئے

هِيَ الْعُرُوْسُ الَّتِيْ حَازَتْ شَمَائِلُهَا
مِنَ الْبَدَائِعِ أَنْوَاعًا وَ أَقْسَامًا

قاسم الكستی

وہ ایسی دلہن ہے کہ اس کی انواع واقسام کی خوبیاں اور اخلاق وعادات بلند ونمایاں ہیں۔

وَ مِنْ شَمَائِلِهَا الْغَرَّاءِ أَنَّ بِهَا
يَزْدَادُ فَضْلِيْ فَلَا يَعْرُوْهُ نُقْصَانٌ

قسطندی داود

اس کے عمدہ اور روشن اخلاق وعادات ایسے ہیں جن کے باعث اگرچہ میری عزت میں اضافہ ہوا ہے مگر اس کے محاسن میں کمی واقع نہیں ہوئی۔

مَا الْبَدْرُ وَالْغُصْنُ أَحْلَى مِنْ شَمَائِلِهَا
كَأَنَّهَا مِنْ بَنَاتِ الْحُوْرِ وَالْعَيْنِ

عبدالغفار الأخرس

Marfat.com

ماہ کامل یا تروتازہ شاخ کا نظارہ بھی اس کے خَلقِیْ و خُلقِیْ اوصاف کے مقابلے میں کچھ نہیں لگتا ہے کہ وہ بڑی بڑی آنکھوں والی جنتی عورتوں کی بیٹی ہے

اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں صرف انسان ہی کو تخلیق کا ذوق جاوداں بخشا ہے تا کہ وہ زمین پر اس کی نیابت اور ترجمانی کا حق ادا کر سکے

تخلیق کے ذوق جاوداں سے
انسان خدا کا ترجماں ہے

احمد ندیم قاسمی

اس کے باوجود ہمارے معاشرے میں جہاں قصداً عورت کے اندر احساس کمتری پیدا کر دیا گیا ہے وہاں ایک شوہر کی کامیابی یہ ہے کہ وہ کم از کم اپنی بیوی کے دل ودماغ سے اس احساس محرومی کو ختم کرتے ہوئے اسے یقین دلا دے کہ

چاند ہے، پھول ہیں، لب جو ہے
میرے پہلو میں دل نہیں تو ہے

احمد ندیم قاسمی

تا کہ بیوی احساس کمتری اور محرومی سے نکل کر سب سے پہلے خود اپنی حیثیت پر ایمان لے آئے

آگ ہے، پانی ہے، مٹی ہے، ہوا ہے
قدرت حق کا ہر اک راز چھپا ہے مجھ میں
ایک عورت ہوں محبت ہی ہے پیغام مرا
اک چمن پھولوں کا خوشبو کی فضا ہے مجھ میں

علینا عترت رضوی

اگر یہ نہیں تو ''آدھی آدھی ایک کہانی'' کی محض نکاح سے تکمیل نہیں ہو سکتی چاہے بچوں کی کرکٹ ٹیم تیار ہو جائے۔

02: اس تعلق کو قائم رکھنے کیلئے اللہ کریم نے دونوں کے دل میں ایک دوسرے کیلئے مودۃ ورحمت رکھدی ہے۔
'' وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً '' اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی لہٰذا '' مودۃ ورحمت '' کا مفہوم سمجھنا ضروری ہے۔

Marfat.com

مودة

''اَلْوُدُّ أَصْفَى الْحُبِّ ''مودة سے مراد محبت کی ایک ایسی اعلیٰ صنف ہے جس کی بنیاد ملاوٹ اور تصنع کے بجائے سراسر خلوص پر مبنی ہوتی ہے۔اسی مادے سے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک اسم مبارک ہے''اَلْوَدُوْدُ'' وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ () البروج ۱۴ : وہ گناہ بخشنے والا اور محبت کرنے والا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ ایسا کریم ہے کہ گنہگار کے مغفرت طلب کرنے پر نہ صرف اسے معاف فرما دیتا ہے بلکہ محبت بھی کرتا ہے اور اس کی محبت کی گواہی کیلئے زمین و آسمان کے درمیان کی ایک ایک نعمت شاہد عدل ہے۔اگر مخلوق کے ساتھ اس کا رویہ ایسا نہ ہوتو وہ اپنی نعمتوں میں سے صرف ایک نعمت ہوا کو روک لے یا زمین سے پانی خشک کردے تو اسی وقت مخلوق تڑپ کر جان دیدے۔لہٰذا حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے اپنے کریم رب کا تعارف ان الفاظ میں پیش کیا تھا۔

''اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ () هود ۹۰

میں تمہیں جس معبود کی طرف بلاتا ہوں ''بیشک وہ میرا بڑا مہربان رب ہے اور اپنی مخلوق سے بہت محبت رکھتا ہے۔

زوجین کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک بہت بڑا انعام اور اس رشتے کا اعزاز ہے کہ اس کی بنیاد ''مودة '' پر استوار ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ میاں بیوی خوشحالی و تنگی اور صحت و مرض دونوں صورتوں میں ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم ہیں۔اور ایسے جوڑوں میں اگر کبھی شیطان دوری پیدا کرنے کی کوشش کرے بھی تو ماضی کی یادیں بہت جلدی دوریاں ختم کر دیتی ہیں۔

میں زندگی کی طرح اس کی بات بات میں تھی
وہ روشنی کی طرح میرے خدوخال میں تھا
یہ حرف حرف میں خوشبو' یہ روشنی کا ہنر
مرا تو کچھ بھی نہیں سب ترے جمال میں تھا

سیدہ نوشی گیلانی

جس طرح اللہ کریم اپنی مخلوق کے ساتھ یکطرفہ محبت کا مظاہرہ فرماتا رہتا ہے اسی طرح زوجین کو بھی بعض حالات میں عملاً ایک دوسرے سے کچھ ملے بغیر ایک دوسرے کا خیال رکھنا ہوتا ہے اور اللہ کریم کی بارگاہ میں ایسا رویہ عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔

Marfat.com

رحمت

رحمت سے مراد ایک دوسرے کیلئے انتہا درجے کی خوش اخلاقی ہے۔ جس طرح مرد بیوی کے ساتھ انتہا درجے کی محبت کرتے ہوئے ان حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کرتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اسے مکلف بنایا ہے۔ اسی طرح عورت بھی مرد کی خواہشات کا احترام کرتی ہے بلکہ بسا اوقات خود طبیعت مائل نہ ہونے کے باوجود تکلیف سہتے ہوئے نہ صرف شوہر کو سکون مہیا کرتی ہے بلکہ اسے خوش دیکھ کر اپنی تکلیف بھول جاتی ہے۔

سب ضدیں اس کی میں پوری کروں، ہر بات سنوں
ایک بچے کی طرح سے اسے ہنستا دیکھوں
مجھ پہ چھا جائے وہ برسات کی خوشبو کی طرح
انگ انگ اپنا اسی رت میں مہکتا دیکھوں
پھول کی طرح مرے جسم کا ہر لب کھل جائے
پنکھڑی پنکھڑی اُن ہونٹوں کا سایہ دیکھوں
میں نے جس لمحے کو پوجا ہے، اسے بس اک بار
خواب بن کر تری آنکھوں میں اترتا دیکھوں

پروین شاکر

اور یہ اس وقت تک ممکن نہ تھا کہ جب تک مرد عورت ہم جنس نہ ہوتے لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے نہ صرف زوجین کو ہم جنس پیدا کیا بلکہ ایک دوسرے کیلئے قربانی کا جذبہ بھی ودیعت فرمایا۔

:03

تیسری بات یہ ہے کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کو اسی وقت سکون مہیا کر سکتے ہیں کہ ان کے درمیان اس رشتے کو قانونی حیثیت حاصل ہو اور معاشرہ انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھے یہی وجہ ہے کہ مرد عورت کے قانونی رشتے کے علاوہ اسلام خود لذتی، غیر فطری اور مصنوعی طریقوں کی مذمت کرتا ہے جیسا کہ ابھی تفصیل گزر چکی ہے۔ جسے ذہن میں رکھتے ہوئے عورت کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے جس کے بعد عورت کی حفاظت کا مسئلہ بھی سمجھ آ جائے گا۔

Marfat.com

عورت کی اہمیت

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : اِنَّ الدُّنْیَا کُلَّھَامَتَاعٌ وَخَیْرُمَتَاعِ الدُّنْیَاالْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ .

اخرجہ مسلم فی الرضاع ، باب خیرمتاع الدنیاالمرأۃ الصالحۃ وابن ماجہ فی النکاح باب أفضل النساء والنسائی فی النکاح باب، المرأۃ الصالحۃ : تحفۃ الأشراف برقم ۸۸۴۹.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا بیشک دنیا نفع حاصل کرنے کی جگہ ہے اور انسان اس میں سے جو بھی حاصل کرسکتا ہے اس میں نیک عورت سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

متاع

حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے عورت کیلئے لفظ ''متاع'' استعمال فرمایا ہے جس کے مفہوم میں سونے اور چاندی کے علاوہ تمام سامان زندگی شامل ہے یعنی کھانے پینے ،سونے پہننے اور سفروحضر میں دیگر استعمال کی فانی چیزیں جو ایک عرصہ تک استعمال میں رہنے کے بعد ختم ہو جائیں۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشادگرامی کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں ایمان اور عمل صالح کے ساتھ انسان جتنی چیزوں سے فائدہ اور لذت حاصل کرتا ہے ان میں نیک بیوی سے زیادہ کوئی چیز انسان کوسکون مہیانہیں کرسکتی۔

حضرت امام المُنذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے '' ألترغیب والترھیب '' میں اس حدیث شریف کی شرح میں ایک جملہ لکھا ہے:'' وَلَیْسَ مِنْ مَّتَاعِ الدُّنْیَا شَیْءٌ أَفْضَلَ مِنَ الْمَرْأَۃِ الصَّالِحَۃِ '' انسان کی ساری کمائی میں سے بیوی سب سے افضل کمائی ہے۔ یعنی کامیاب اور اچھے انسان کی علامت یہ ہے کہ اس نے محنت ومشقت کر کے اپنے آپ کو اس قابل بنالیا کہ کسی اچھے گھرانے کی بیٹی کا رشتہ طلب کرے اور اس کے بعد اسے زندگی کی سب سے قیمتی چیز تصور کرتے ہوئے اس کی حفاظت کرے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : مَنْ رَزَقَہُ اللّٰہُ اِمْرَأَۃً صَالِحَۃً ، فَقَدْ أَعَانَہُ عَلٰی شَطْرِ دِیْنِہٖ ، فَلْیَتَّقِ اللّٰہَ فِی الشَّطْرِ الْبَاقِیْ.

رواہ الطبرانی فی الأوسط والحاکم ومن طریقہ للبیھقی وقال الحاکم : صحیح الاسناد.

ترجمہ

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کو اللہ کریم نے نیک بیوی مہیا فرمادی تو اس کے ذریعے اس کا نصف دین محفوظ فرمادیا رہا باقی نصف تو اس سلسلے میں اسے اللہ کریم سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

یعنی نیک بیوی آدمی کے ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہونے کی بنا پر اس کے نصف دین کی حیثیت رکھتی ہے رہا باقی نصف تو اس معاملے میں اللہ تعالیٰ کی حدود کے اندر رہتے ہوئے ہمیشہ کوشاں رہنا چاہیے۔

رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ ، عَنْ أَبِيْهِ ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ ثَلَاثٌ وَمِنْ شَقَا وَةِ ابْنِ آدَمَ ثَلَاثَةٌ ، مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ : اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ ، وَالْمَسْكَنُ الصَّالِحُ ، وَالْمَرْكَبُ الصَّالِحُ ، وَمِنْ شَقَا وَةِ ابْنِ آدَمَ اَلْمَرْأَةُ السُّوْءُ ، وَالْمَسْكَنُ السُّوْءُ ، وَالْمَرْكَبُ السُّوْءُ "

رواہ احمد باسناد صحیح ، والطبرانی ، والبزار ، والحاکم وصححه الاأنه قال " والمسکن الضیق " وابن حبان فی " صحیحه " الاأنه قال " أربع من الشقاء : ألجار السوء ، والمراۃ السوء ، والمرکب السوء ، والمسکن الضیق "

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کی تین سعادتیں اور تین شقاوتیں ہیں جن میں سے تین سعادتیں یہ ہیں کہ اس کی بیوی نیک اور فرمانبردار ہو، گھر صاف ستھرا اور کشادہ ہو، اور سواری عمدہ ہو۔ اور تین قسم کی شقاوتیں یہ ہیں کہ بیوی بدمزاج اور بداخلاق ہو، سواری ناکارہ وناپسندیدہ ہو اور رہائش تنگ اور گندی ہو۔

عورت کی حفاظت

چار سو پھیلتی خوشبو کی حفاظت کرنا
اتنا آساں بھی نہیں تجھ سے محبت کرنا

ظفر اقبال

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَى النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ وَمَعَهُنَّ اُمُّ سُلَيْمٍ فَقَالَ وَيْحَكَ يَا اَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيْرِ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ فَتَكَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمَ بِهَا بَعْضُكُمْ لَعِبْتُمُوْهَا عَلَيْهِ قَوْلُهٗ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ.

صحیح البخاری کتاب الادب واخرجه مسلم فی الفضائل واخرجه احمد فی باقی مسند المکثرین و اخرجه الدارمی فی الاستئذان.

Marfat.com

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج میں سے کسی کے پاس تشریف لائے تو اس وقت ازواج مطہرات کے پاس حضرت ام سلیم بھی موجود تھیں۔آپ نے فرمایا: اے انْجَشَةُ! ان نازک آبگینوں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ اور اونٹ آہستہ چلاؤ۔حضرت ابو قِلابہ نے خواتین کیلئے رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے رحمت وشفقت کے یہ الفاظ سن کر فرمایا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اتنے نرم اور رحمت وشفقت کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جو اگر تم میں سے کوئی کہتا تو اس پر دوسرے ہنستے کہ عورتوں کو اس قدر عزت اور نازک آبگینوں سے تشبیہ دی ہے۔

صورت واقعہ

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد صرف ایک ہی حج ادا فرمایا تھا جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔اس سفر میں ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ حضرت صفیہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہن بھی ساتھ تھیں۔اور اس قافلے میں عورتیں بچے اور بوڑھے بہت سے لوگ تھے لہٰذا آپ ﷺ نے بَرَّاْ بن مالک رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری لگائی تھی کہ وہ مردوں کے حصے پہ حدی خوانی کریں (دوران سفر اشعار پڑھنا جس سے اونٹ تیز چلتے ہیں) اور حضرت أَنْجَشَہْ کی ذمہ داری تھی عورتوں کے قافلے کے ساتھ چلنا اور حدی خوانی کرنا۔

حضرت أَنْجَشَہْ، ایک سیاہ فام غلام اور بہت خوش الحان تھے دوران سفر جب آپ کا خواتین کی طرف جانا ہوا تو دیکھا کہ أَنْجَشَہْ نے اونٹوں کو تیز بھگانا شروع کر دیا ہے اس پر آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا: " وَيْحَكَ يَا انْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سُوْقًا بِالْقَوَارِيْرِ " اے انْجَشَةُ! ان نازک آبگینوں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ اور اونٹ آہستہ چلاؤ۔جبکہ مسند احمد بن حنبلؒ کی روایت کے الفاظ ہیں " كَذَاكَ سَوْقُكَ بِالْقَوَارِيْرِ " أَنْجَشَہْ ان نازک آبگینوں کے ساتھ تمہارا یہ سلوک؟ کیا اس طرح سے انہیں ہانکا جاتا ہے؟

محبت کے لیے دل ڈھونڈ کوئی ٹوٹنے والا
یہ وہ مے ہے جسے رکھتے ہیں نازک آبگینوں میں

علامہ محمد اقبالؒ

سرزمین حجاز، تہامہ کی وادیاں اور فاران کی چوٹیاں ایک عرصہ سے اپنے درمیان عورتوں کو ذلیل ہوتے دیکھتے چلی آ رہی

Marfat.com

تھیں اور آج پہلی مرتبہ کسی عظیم ہستی نے انسانیت کی ماں کو اس احترام سے پکارا تھا۔حضرت ابو قِلابہ نے سنا تو ساتھیوں سے فرمایا اگر ہم میں سے کوئی عورت کی شان میں ایسے کلمات کہتا تو شاید لوگ سمجھتے کہ محسوس ہوتا ہے تم نے عورتوں کی غلامی اختیار کرلی ہے۔جس طرح ہمارے عجمی معاشرے میں اگر کوئی اپنی بیوی کو آپ کہہ کر مخاطب کرے یا جی کہہ کر جواب دے تو اسے کہا جاتا ہے کہ یہ بیوی کے نیچے لگا ہوا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " لِلْمَرْأَةِ سِتْرَانِ " قِيْلَ وَ مَا هُمَا ؟ : قَالَ " اَلزَّوْجُ وَالْقَبْرُ " قَالَ فَأَيُّهُمَا أَفْضَلُ ؟ : قَالَ : اَلْقَبْرُ .

أخرجه الطبراني في معاجيمه الثلاثة قال الهيثمي : وفيه خالدبن يزيد القشيري غير قوي . قال الحافظ العراقي سنده ضعيف ويتقوى بما رواه ابوبكر الجعابي في تاريخ الطالبين عن علي رضي الله عنه " للمرأة عشر عورات فاذاتزوجت ستر الزوج عورة واذاماتت ستر القبر تسعًا.

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عورت کی حفاظت کے دو پردے اور ذریعے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ارشاد فرمایئے وہ دو کون سے ہیں؟ فرمایا: شوہر اور قبر۔سائل نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان میں سے بہتر ذریعہ کون سا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: قبر۔

یہ حدیث شریف دو طریقوں سے ہم تک پہنچی ہے اور دونوں اصول روایت کے مطابق کمزور ہیں مگر ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں جیسا کہ میں نے حوالے میں وضاحت لکھ دی ہے۔تاہم اس کا مفہوم درست ہونے کی بنا پر بعض علمائے سلف رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی تصانیف میں بیان کیا ہے۔لہٰذا اسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

مرد کے مقابلے میں عورت انتہائی نازک، حساس، جذباتی اور محتاج رفاقت ہوتی ہے لہٰذا اللہ کریم نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت مرد یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت حـوّاء سے پہلے نہ صرف وجود بخشا بلکہ ہم جنس کی رفاقت میسر آنے تک آپ تنہائی اور طلب محسوس فرماتے رہے کیونکہ یہ آپ کی فطرت سلیمہ کا تقاضا تھا۔

تنہائی وہ زہر بجھی تلوار ہے جس کی دہشت سے
بعض اوقات تو دشمن کو بھی زندہ رکھنا پڑتا ہے
جبر کی جتنی اونچی چاہو تم دیوار اٹھا لینا
لیکن اس دیوار میں اک دروازہ رکھنا پڑتا ہے

سیدہ نوشی گیلانی

Marfat.com

دوسری اہم بات یہ ہے کہ اللہ کریم چاہتے تو حضرت حَـوّاء علیہا السلام کو بھی اسی خمیر سے وجود عطا فرما دیتے جو حضرت آدم علیہ السلام کے معصوم پیکر میں کام آیا تھا مگر اس کے بجائے حضرت آدم علیہ السلام کے وجود سے حضرت حَـوّاء علیہا السلام کو وجود بخشنے میں ایک حکمت یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت آدم اور آپ کی اولاد عورت کو اپنے وجود کا حصہ تصور کرتے ہوئے اسی طرح اس کی دیکھ بھال اور حفاظت کا اہتمام کرے جس طرح کہ زندہ انسان اپنے وجود کی کرتا ہے۔

لہٰذا سلیم الفطرت والدین کے بعد عورت کی حفاظت کا بہترین ذریعہ اس کا وفادار شوہر ہی ہو سکتا ہے۔ ایک تو اس لیے کہ شوہر کا سکون اس کی ذات میں ودیعت ہے اور دوسری اہم بات یہ کہ اسے عملاً تجربہ ہے کہ اس کی بیوی کا کب کیا تقاضا ہے۔ اور گھریلو ذمہ داریوں میں اس پہ کتنا بوجھ ڈالا جا سکتا ہے۔

اور اس موضوع پہ اپنے مطالعے اور تجربے کی روشنی میں کہہ سکتا ہوں کہ ان چند بنیادی باتوں پر عمل پیرا ہو کر اس دنیا میں جنت کی لذت کا تجربہ کیا جا سکتا ہے۔

مجھے ہر کیفیت میں کیوں نہ سمجھے
وہ میرے سب حوالے جانتا ہے
میں اس کی دسترس میں ہوں، مگر وہ
مجھے میری رضا سے مانگتا ہے

پروین شاکر

اور اگر ایک عورت کو زندگی میں ایسا ساتھ ہی میسر نہیں تو دوسرا کون اس کی ناز برداری یا اس کی عزت کی حفاظت کر سکتا ہے اور جیسا کہ جاہلی معاشرے میں عورت کی بے حرمتی کے واقعات بیان ہوئے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا معاشرہ پھر سے اسی جہالت کے راستے پر گامزن ہے تو ان حالات کی روشنی میں یہی کہنا مناسب ہے کہ پھر بے شوہر عورت کی حفاظت صرف قبر کر سکتی ہے۔

ہر دل میں ہیں حسرتوں کے میلے لگے ہوئے
ہر شخص آپ اپنی امیدوں کی لاش ہے

قتیل شفائی

ہمارے مشرقی معاشرے کی بعض خواتین مغربی خواتین کو اگر للچائی نظروں سے دیکھتی ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے

Marfat.com

کہ انہیں یہاں کی زبوں حالی کا علم نہیں کہ مغرب نے آزادیٔ نسواں کے نام پر عورت سے اس کی حیا و عفت سمیت سب کچھ چھین لیا ہے جس کی بے شمار مثالیں ہیں جن میں سے میرے نزدیک سب سے بڑی بدنصیبی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی خاتون کو ماں، بہن اور بیٹی کی نظر سے دیکھتا ہے اور نہ پکارتا ہے۔ نکاح کیے بغیر جنسی تسکین کیلئے اکٹھے رہنے والے جوڑوں میں سے صبح گھر سے نکلتے وقت دونوں کو ایک دوسرے کے بارے میں تسلی نہیں ہوتی کہ وہ شام کو گھر لوٹے گا بھی یا نہیں۔

اس کو میں کس طرح کہوں اپنا
جس کی ہر چیز ہی پرائی ہے

اسماء عباس

اس صورت حال نے خواتین کو اس قدر احساس کمتری میں مبتلا کر دیا ہے کہ انہیں جہاں بھی چند منٹ فرصت کے میسر آ جائیں پرس کھول کر میک اپ کرنا شروع کر دیتی ہیں۔

مگر الحمدللہ کہ ہمارے مشرقی معاشرے کی ایک ایسی عورت جسے میک اپ میسر ہی نہیں، اس کے پاس ہیرے اور جواہرات نہیں، بنک بیلنس نہیں، اس کے خاوند کے پاس کار تو کیا موٹر سائیکل بھی نہیں مگر اس کے پاس یہ اطمینان ضرور ہے کہ میرا شوہر شام ڈھلے میرے پاس ہوگا۔ اور اسی طرح خاوند کو یقین ہے کہ سال بعد بھی گھر لوٹنے پر اس کی بیوی سراپا انتظار ہوگی۔

جانے کب تک تری تصویر نگاہوں میں رہی
ہوگئی رات ترے عکس کو تکتے تکتے
میں نے پھر تیرے تصور کے کسی لمحے میں
تیری تصویر پہ لب رکھ دیئے آہستہ سے

پروین شاکر

واقول

اس تفصیل کے بعد یقیناً یہ لکھنے کی ضرورت نہیں رہتی کہ عورت کا غلط استعمال معاشرے کو جہنم میں تبدیل کر دیتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ گھریلو بے سکونی اور لڑائی جھگڑوں سے تنگ اور مایوس نوجوان اس سے پہلے کہ اپنے جسموں پہ بم باندھنے پر مجبور ہوں۔ ہمارے تعلیمی اداروں اور میڈیا کی ذمہ داری ہے کہ قوم کے نوجوانوں کی ذہن سازی

Marfat.com

میں اپنا اپنا کردار ادا کریں۔ کیونکہ حِجَّةُ الْوَدَاع کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماننے والوں کے نام یہی پیغام چھوڑا ہے۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْأَحْوَصِ ، حَدَّثَنِيْ أَبِيْ أَنَّهُ شَهِدَ حِجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ، وَذَكَّرَ وَوَعَظَ ثُمَّ ، قَالَ : اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٍ ، لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذَالِكَ ، اِلَّا أَنْ يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ، فَاِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ ، فَاِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَاتَبْغُوْاعَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ، اِنَّ لَكُمْ مِنْ نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا ، فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ ، فَلَايُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُوْنَ ، وَلَايَأْذَنَّ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ ، أَلَاوَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوْا عَلَيْهِنَّ فِيْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ.

أخرجه الترمذی فی الرضاع ،باب ماجاء فی حق المرأة علی زوجهاوابن ماجه فی النکاح، باب حق المرأة علی زوجها، وهوجزء من خطبة حجة الوداع .

ترجمہ

حضرت سلیمان بن عمرو بن احوص فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ حِجَّةُ الْوَدَاع کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے جہاں آپ ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور وعظ ونصیحت کے بعد اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب فرماتے ہوئے خواتین کے بارے میں اس طرح وصیت فرمائی ۔ عورتوں کے معاملے میں میری وصیت قبول کرو کہ ان کے ساتھ ہمیشہ بھلائی سے پیش آنا اور اچھا سلوک کرنا کیونکہ وہ صنف نازک کی حیثیت سے تمہارے ماتحت ہیں۔ اور اپنی بیویوں سے جماع کے علاوہ تم ان سے کوئی خدمت لینے کے حقدار نہیں۔ ہاں اگر وہ کھلی بدکاری کا ارتکاب کریں تو ایسی صورت میں تادیباً انہیں بستروں میں تنہا چھوڑ دو اور انہیں ہلکی جسمانی سزا بھی دو پھر اگر وہ اطاعت اختیار کرلیں تو انہیں سزا دینے کیلئے کوئی اور بہانہ تلاش نہ کرو۔ بیشک عورتوں پر تمہارا متعین حق ہے اور عورتوں کا تم پر متعین حق ہے۔ ہاں تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ کسی کو تمہارے بستر کی حرمت پامال نہ کرنے دیں اور کسی ایسے شخص کو گھروں میں نہ داخل ہونے دیں جس کا آنا تمہیں ناگوار ہو اور سنو ان کا تم پر یہ حق ہے کہ ان کے لباس وطعام اور رہن سہن کا اچھا انتظام کرو۔

نوٹ

خطبۂ حِجَّةُ الْوَدَاع تعلیمات نبوی ﷺ کا نچوڑ ہے جس میں سے ایک حصہ میں نے نقل کیا ہے اور اس

Marfat.com

کے اندر بہت سے مسائل ہیں جن پر آگے چل کر میاں بیوی کے حقوق کے باب میں تفصیل آئے گی۔

اَلنِّسَاءُ وَدَائِعُ الْاَحْرَارِ وَلَا یُعِزُّ هُنَّ اِلَّا عَزِیْزٌ وَلَا یُذِلُّهُنَّ اِلَّا ذَلِیْلٌ وَالذَّلِیْلُ عِنْدَ اللّٰهِ فِی النَّارِ

بستان الواعظین و ریاض السامعین للامام ابی الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن علی الجوزی ۵۰۸۔ ۵۹۷ ھ رحمہ اللہ تعالی . باب اقسام الناجین علی الصراط .

ترجمہ

عورتیں آزاد مردوں کی امانتیں ہیں ان کی عزت وہی کر سکتا ہے جو خود بھی عزت والا اور بلند مرتبہ ہو اور ان کی تذلیل وہی کرے گا جو خود بھی ذلیل اور بد اخلاق ہو گا جبکہ ایسا ذلیل اللہ کے ہاں جہنم کا مستحق ہے۔

واقول

مذکور اثر کو حضرت امام ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بغیر سند کے حدیث شریف کے طور پر بیان فرمایا ہے مگر یہ سہو ہے کیونکہ میں نے کسی دوسری جگہ اس پر جرح اور تخریج پڑھی ہے جس کے مطابق یہ حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما کا اثر ہے لہٰذا سو فیصد یقین ہونے تک رسول اللہ ﷺ کی طرف اس کی نسبت کرنا درست نہیں

تاہم اس کا مفہوم درست اور وہ یہ ہے کہ عورت اللہ تعالیٰ کی عظیم امانت ہے۔ بیوی کی حیثیت میں اسے وہی مقام ملنا چاہیے جو اللہ کریم نے اسے بخشا ہے اور یہ اس کا قانونی واخلاقی اور معاشرتی حق ہے اس پر کوئی احسان نہیں۔ اور زیر کفالت خواتین کو اللہ تعالیٰ کی امانتیں تصور کرتے ہوئے ان کی جگہ اس طرح پہنچا دینا کہ اس میں کوئی ذاتی یا خاندانی غرض شامل نہ ہو ایک شرعی ذمہ داری اور مکارم اخلاق میں سے ہے جس کے برعکس اخلاق رذیلہ کا ارتکاب ہے اور اس کی سزا جہنم۔

واقول

صرف عورت ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر چیز جو انسان کے استعمال میں آتی ہے یہاں تک کہ سانس بھی اللہ تعالیٰ ہی کی امانت ہے لہٰذا کسی بھی معاملے میں خیانت گناہ ہے۔

وَمَا الْمَالُ وَالْاَهْلُوْنَ وَدَائِعُ

وَلَا بُدَّ یَوْمًا اَنْ تُرَدَّ الْوَدَائِعُ

لبید بن ربیعة

Marfat.com

ترجمہ

انسان کی تحویل میں مال ومتاع اور بیوی بچے سب امانتیں ہیں۔جن کا ایک روز اصل مالک کو لوٹایا جانا مقرر ہے۔ بلکہ:

اَلَا اِنَّمَا الْاِنْسَانُ ضَیْفٌ لِاَهْلِهٖ

یُقِیْمُ عِنْدَهُمْ قَلِیْلًا ثُمَّ یَرْحَلُ

ہرانسان اپنے گھر والوں کے پاس ایک مہمان کی حیثیت سے مقیم ہے۔ جو بہت کم عرصہ ٹھہرنے کے بعد ایک روز اپنی منزل کی طرف کوچ کر جائے گا۔

یعنی ایک خاندان اور گھر کے سب لوگ ایک دوسرے کے مہمان ہیں جو تھوڑی مہلت عمر پوری کرتے ہوئے رخصت ہوتے چلے جاتے ہیں۔مگر جب کسی گھر سے زندہ بیٹیاں ہمیشہ کیلئے رخصت ہوتی ہیں تو ان کے ساتھ سب رونقیں رخصت ہو جاتی ہیں۔ میرے چھوٹے تایا جان میاں عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے جس روز اپنی سب سے چھوٹی بیٹی خورشید بیگم کا نکاح کر دیا تو ڈولی اٹھنے سے پہلے گھر سے دور ایسی جگہ جا چھپے جہاں سے انہیں یہ مناظر نظر نہ دکھائی دے سکیں۔اس وقت میں بہت کم عمر تھا مگر آج نصف صدی سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود مجھے یہ منظر بہت اداس رکھتا ہے۔

بس گئیں ویرانیاں دالان میں
میری بیٹی گھر سے رخصت ہوگئی

ذرہ حیدری

اور مقام افسوس ہے کہ:

پڑھنے والوں کا قحط ہے ورنہ
گرتے آنسو کتاب ہوتے ہیں

اب کیا خیال ہے آپ کا اس معاشرے کے متعلق جس میں زمین اور جائداد کی تقسیم کے ڈر سے یا تو عورتوں کے نکاح کرائے ہی نہیں جاتے یا پھر ان کے ساتھ زبردستی سے بے جوڑ شادیاں کرادی جاتی ہیں؟

ایسے ولی جہنم میں عذاب سے بچنے کی خاطر موت کے طلبگار رہوں گے اور یہاں عورتیں ایسے شوہروں سے نجات پانے کے لیے مرنے کی دعائیں کرتی ہیں کیونکہ:

Marfat.com

عجب گلزار ہے تہذیب انساں
کہ اس کے وسط میں سولی گڑی ہے

احمد ندیم قاسمی

حکایت

عَنْ أَبِی الْمُجَاشِعِ الْأَزْدِیِّ، قَالَ :أُتِیَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بِامْرَأَةٍ شَابَّةٍ زَوَّجُوهَا شَیْخًا كَبِیرًا فَقَتَلَتْهُ (فَأَمَرَ بِحَبْسِهَا) فَقَالَ :یَا أَیُّهَا النَّاسُ، اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْیَنْكِحِ الرَّجُلُ لُمَتَهُ مِنَ النِّسَاءِ، وَلْتَنْكِحِ الْمَرْأَةُ لُمَتَهَا مِنَ الرِّجَالِ .یَعْنِی شِبْهَهَا.

سنن سعید بن منصور ،كتاب الوصایا بَابُ الرَّجُلِ یَتَزَوَّجُ شِبْهَهُ مِنَ النِّسَاءِ، یَعْنِی لُمَتَّهُ مِنَ النِّسَاءِ :المؤلف :أبو عثمان سعید بن منصور بن شعبة الخراسانی الجوزجانی. الناشر :الدار السلفیة الهند:وفی اسناده ابوبكر بن عبد الله بن ابی مریم فهو ضعیف وفیه ابوالمجاشع الأزدی ذكره ابن ابی حاكم ولم یذكر فیه جرحاولا تعدیلا . الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم الرازی رحمهم الله تعالی ، والأثر ضعیف.

ابومجاشع ازدی کی روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عدالت میں ایک ایسی نوجوان لڑکی لائی گئی جسے اس کے ورثاء نے ایک مریل بڈھے کے ساتھ بیاہ دیا تھا مگر لڑکی نے اس کو قتل کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قید میں میں رکھنے کا حکم دیتے ہوئے حاضرین سے فرمایا: ''لوگو اللہ سے ڈرو اور مرد کو چاہیے کہ وہ صرف اپنی ہم عمر اور ہم پلہ عورت سے ہی نکاح کرے اور اسی طرح عورت کو چاہیے کہ اپنے ہم پلہ وہم عمر مرد ہی سے شادی کرے۔

واقول

حضرت امام سعید بن منصور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس اثر کو'' كتاب القصاص '' کے بجائے ''كتاب الوصایا '' میں '' بَابُ الرَّجُلِ یَتَزَوَّجُ شِبْهَهُ مِنَ النِّسَاءِ، یَعْنِی لُمَتَهُ مِنَ النِّسَاءِ '' کے تحت ذکر کیا ہے یعنی عورت مرد دونوں کو شادی کیلئے ہم پلہ وہم عمر کا انتخاب کرنا چاہیے۔ اسی طرح امام متقی الھندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب النکاح میں ''آداب متفرقة '' کے تحت جبکہ ابن شبۃ نے، تاریخ المدینة میں'' تقدیر الدیة فی عهد عمر رضی الله عنه '' کے تحت (فَأَمَرَ بِحَبْسِهَا) یعنی لڑکی کو قید کرنے کا حکم صادر فرمایا، کے اضافے کے ساتھ مگر کسی جگہ یہ تفصیل موجود نہیں کہ لڑکی کو قصاص میں قتل کیا گیا بلکہ اس اثر کے متصل بعد حضرت امام سعید بن منصور اور ابن شبة رحمهما الله تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اہم اثر روایت کیا ہے۔

Marfat.com

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ :قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ :لَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الرَّجُلِ الْقَبِيحِ، فَإِنَّهُنَّ يُحْبِبْنَ مَا تُحِبُّونَ.

ترجمہ

ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ رحمہما اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگو اپنے نوجوان بچیوں کو بدصورت مردوں کے ساتھ نکاح کرنے پر مجبور مت کیا کرو کیونکہ یہ اللہ کی بندیاں بھی وہی کچھ پسند کرتی ہیں جو تم کرتے ہو۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس بچی کو وارثوں نے کسی دنیوی لالچ میں اس کی مرضی کے خلاف مجبور کر کے نکاح کرایا تھا اور چونکہ یہ بڈھا سازش میں شریک تھا لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مظلومہ کو قصاص میں قتل کرنے کے بجائے معمولی قید کی سزا دی ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب!

اب کیا خیال ہے آپ کا کہ حضرات صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے دور کی ایک لڑکی کو اس کی فطرت کے خلاف زندگی گزارنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا تو آج پندرہ سو سال کے بعد کیسے ممکن ہے؟

یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ہم لوگ بھی ہر سال یوم خواتین مناتے ہیں مگر یہ احساس نہیں رکھتے کہ چند گز کے فاصلے پر کاروکاری اور جہیز کے نام پر خواتین سے یا تو قبرستان بھرے پڑے ہیں۔ یا اولاد کی موجودگی میں والدین ایدھی سینٹر میں موت کے منتظر ہیں۔

جدھر دیکھوں کھڑی ہے فصلِ گریہ
مرے شہروں میں آنسو بو گیا کون

پروین شاکر

ایسے معاشرے میں اگر کوئی انسان آواز اٹھاتا بھی ہے تو اس کو رجعت پسندی اور قدامت پرستی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے کی باگ ڈور ایسے بدصورتوں کے ہاتھ میں ہے جو کالک دھونے والے کو کالک ملنے اور زندگی دینے والوں کے قتل کے درپے رہتے ہیں۔ ایسے بدصورتوں کا معاشرہ جس میں حکیم محمد سعید اور برادر صلاح الدین رحمہما اللہ جیسے لوگوں کو زندہ رہنے کا حق حاصل نہیں۔

وہ قتل ہو گیا بدصورتوں کی محفل میں
جو سارے شہر کے آئینے صاف کرتا تھا

قتیل شفائی

Marfat.com

عورت کی قسمیں

عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ: "هَلْ تَزَوَّجْتَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: "تَزَوَّجْ تَسْتَعِفَّ مَعَ عِفَّتِكَ، وَ لَا تَزَوَّجَنَّ خَمْسًا: شَهْبَرَةً وَلَا نَهْبَرَةً، وَلَا لَهْبَرَةً وَلَا هَيْدَرَةً وَلَا لَفُوتًا، قَالَ زَيْدٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا قُلْتَ، قَالَ: أَمَّا الشَّهْبَرَةُ: فَالزَّرْقَاءُ الْبَذِيئَةُ، وَأَمَّا النَّهْبَرَةُ: فَالطَّوِيلَةُ الْمَهْزُولَةُ، وَأَمَّا اللَّهْبَرَةُ: فَالْعَجُوزُ الْمُدْبِرَةُ، وَأَمَّا الْهَيْدَرَةُ: فَالْقَصِيرَةُ الذَّمِيمَةُ، وَأَمَّا اللَّفُوتُ: فَذَاتُ الْوَلَدِ مِنْ غَيْرِكَ "، قَالَ الشَّيْبَانِيُّ: ضَحِكَ أَبُو حَنِيفَةَ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ طَوِيلًا.

كنز العمال فی سنن الاقوال والافعال تاليف العلامة علاء الدين المتقی بن حسام الدين الهندی المتوفی سنة ٩٧٥ ھ، رحمه الله تعالى، تحقيق محمود عمر الدمياطی: كتاب النكاح، باب آداب متفرقة: الناشر دار الكتب العلمية بيروت.

ترجمہ

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بار مجھ سے پوچھا تھا کہ زید کیا شادی کر چکے ہو؟ عرض کیا رسول اللہ ابھی نہیں، فرمایا شادی کرلو کہ اس طرح تمہاری پاکدامنی میں اور اضافہ ہو جائے گا، مگر پانچ قسم کی عورتوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح نہ کرنا۔ عرض کیا یا رسول اللہ وہ کونسی پانچ عورتیں ہیں؟ فرمایا ''شَهْبَرَهْ – لَهْبَرَهْ – نَهْبَرَهْ – هَيْدَرَهْ اور لَفُوْتْ'' عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے تو ان میں سے کسی ایک کی بھی سمجھ نہیں آئی؟ فرمایا: زید کیا تم عرب نہیں ہو کہ میری بات بات نہ سمجھ سکو؟ سنو!

الشَّهْبَرَةُ: الطَّوِيْلَةُ الْمَهْزُوْلَةُ: اس عورت کو کہتے ہیں جو غیر مناسب حد تک طویل القامت، لاغر اور مریل قسم کی ہو۔ مسند امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ میں ''الشَّهْبَرَةُ'' کی شرح کے لئے ''الزَّرْقَاءُ الْبَذِيْئَةُ'' کا جملہ استعمال ہوا ہے جس سے مراد ہے غیر مناسب حد تک موٹاپا۔

اَللَّهْبَرَةُ : وَاَمَّا اللَّهْبَرَةُ فَالزَّرْقَاءُ الْبَذِيَّةُ : اس عورت کو کہتے ہیں جس کی آنکھیں نیلی اور زبان کی بد اخلاق ہو۔

النَّهْبَرَةُ : وَاَمَّا النَّهْبَرَةُ فَالْقَصِيْرَةُ الذَّمِيْمَةُ : اس عورت کو کہتے ہیں جس کا قد بہت چھوٹا اور قبیح الخلقت ہو۔

الْهَيْدَرَةُ: وَاَمَّا الْهَيْدَرَةُ فَالْعَجُوْزُ الْمُدْبِرَةُ : کنز العمال اور بعض دیگر کتب کے متن میں لفظ ''الْهَيْدَرَةُ'' اور بعض میں ۔د۔ کے بجائے ۔ذ۔ لکھی ہے جبکہ مسند امام اعظم میں حضرت ملا علی قاری رحمہما اللہ نے شرح میں وضاحت کے

Marfat.com

ساتھ "اَلْھَبْدَرَۃُ" لکھا ہے جس سے مراد ایسی بوڑھی عورت ہے جو دنیا سے منہ موڑ چکی ہو۔ حضرت امام محمد بن حسن اَلشیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ یہ حدیث بیان فرمانے کے ساتھ دیر تک مسکراتے رہے۔

میں نے کہیں دیکھا ہے کہ ایک صاحب نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے درخواست کی تھی کہ اپنی والدہ کا مجھ سے نکاح کر دیں تو آپ نے فرمایا کہ میری والدہ اب دنیا سے منہ پھیر چکی ہیں۔

اَللَّفُوْتُ : وَاَمَّا اللَّفُوْتُ فَھِیَ ذَاتُ الْوَلَدِ مِنْ غَیْرِکَ ( ) : ایسی عورت جس کی پہلے خاوند سے اولاد ہو۔

واقول

اس حدیث شریف کو الدیلمی نے اپنے مسند میں الھندی نے کنز العمال میں اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مسند میں۔ اور ان کے علاوہ بھی بعض حضرات نے بیان کیا ہے۔ جبکہ اس کے ظاہری مفہوم سے منفی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے لہٰذا اس کو تفصیل سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ ایسی خواتین کو معاشرے میں نکاح سے محروم رکھا جائے۔ یا ان سے نکاح کرنا شرعاً ممنوع و معیوب ہے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو خود رسول اللہ ﷺ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح نہ فرماتے کیونکہ باقی ازواج مطہرات کی طرح آپ طویل القامت نہیں تھیں۔ جبکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد آپ کے پہلے دو خاوندوں کی اولاد اور حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے پہلے نکاح سے ایک بیٹے کی آپ نے خود پرورش فرمائی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ " وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ( ) ۳۰: الروم : ۲۲: اور اس ذات باری کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف ہے۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں دانشمند لوگوں کے لیے۔

آیت مبارکہ کے مفہوم سے مترشح ہوتا ہے کہ جس طرح انسان دنیا میں اپنی زبان، لہجے، اسلوب اور تہذیب و تمدن کے لحاظ سے مختلف ہیں اسی طرح ان کے مزاج اور ضرورتیں مختلف ہیں۔ جہاں بعض معاملات میں انہیں ایک نظریے اور نقطے پہ جمع نہیں کیا جا سکتا۔ جس کی دو مثالیں اس طرح ہیں:

01: حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بڑے حسب و نسب والی خاتون تھیں مگر کسی وجہ سے طلاق ہو گئی تو عدت گزرتے ہی مشورے کیلئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اب تک مجھے حضرت امیر معاویہ،

Marfat.com

حضرت ابو جھم بن صُخَیر اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نکاح کا پیغام بھیج چکے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' معاویہ تو غریب آدمی ہیں ان کے پاس مال نہیں کہ تمہیں اچھے طریقے سے رکھ سکیں جبکہ ابوجہم عورتوں کو بہت مارنے پیٹنے والے شخص تم ان کے ساتھ گزارہ نہیں کر سکو گی۔ البتہ اسامہ بن زید ہی تمہارے لیے بہتر شوہر ثابت ہو سکتے ہیں۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے انکار کا اشارہ کرتے ہوئے ناپسندیدگی سے کہا'' اسامہ اسامہ'' یعنی کیا میری جیسی حسب ونسب اور شکل وصورت والی عورت کیلئے صرف اسامہ ہی رہ گیا ہے کہ اس سے نکاح کرلوں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ اگر تم اللہ اور رسول کی بات مان لو تو سکھی رہو گی۔ حضرت فاطمہ کہتی ہیں کہ یہ ارشاد گرامی سننے کے بعد میں نے سر تسلیم خم کر دیا اور اسامہ کے ساتھ نکاح کے بعد عورتوں کی طرف سے مجھ پر رشک کیا جانے لگا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ معاشرے میں عام طور پر بڑے بزرگ اور قیافہ شناس لوگ کسی کو ایک نظر دیکھنے سے اس کے طبعی رجحان ومیلان اور شخصی خصوصیات پر مطلع ہو جاتے ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ کا تو معاملہ ہی اور ہے۔ آپ ﷺ کے علم میں تھا کہ انہیں کس قسم کے خاوند کی ضرورت ہے یا طلاق کی اصل وجہ کیا تھی اور اس کا نعم البدل کیا ہے۔ چنانچہ حضرت اسامہ اگرچہ آپ ﷺ کے آزاد کردہ سیاہ فام غلام کے بیٹے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں دوسرے دو امیدواروں کے مقابلے میں کچھ ایسی جسمانی خصوصیت سے نوازا تھا جس کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ کے علم میں تھا کہ فاطمہ ان کے ساتھ خوش رہ سکتی ہیں مگر انہیں نکاح سے پہلے اس کا ادراک نہیں تھا چنانچہ نکاح کے بعد مدینہ طیبہ میں یہ جوڑا رشک کی نگاہ سے دیکھے جانے لگا۔

صحیح مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کی اس حدیث میں بعض علمی مسائل ہیں لہٰذا'' رشتہ کرنے میں مشورہ طلب کرنا'' کے عنوان کے تحت دوبارہ تفصیل سے ذکر کی جائے گی۔

02: دوسری مثال کیلئے میں امام ابن قیم الجوزی رحمہ اللہ کی کتاب'' روضة المحبين '' سے عربی عبارت تو نقل کر رہا ہوں مگر احتیاطاً لفظی ترجمے کے بجائے صرف مفہوم بیان کر رہا ہوں۔

وقال الخرائطی حدثنا عمارة بن وثيمة قال حدثنی أبی قال كان عبد الله بن ربيعة من خيار قريش صلاحا وعفة وكان ذكره لا يرقد فلم يكن يشهد لقريش خيرا ولا شرا وكان يتزوج المرأة فلا تمكث معه إلا أياما حتى تهرب إلى أهلها فقالت زينب بنت عمر بن أبی سلمة مالهن

Marfat.com

يهربن من ابن عمهن قيل لها إنهن لا يطقنه قالت فما يمنعه منى فأنا والله العظيمة الخلق الكبيرة العجز الفخمة الفرج قال فتزوجها فصبرت عليه وولدت له ستة من الولد.

روضة المحبين ونزهة المشتاقين للامام العلامة شمس الدين محمد بن أبى بكر ابن قيم الجوزية رحمه الله تعالى: الباب الثامن عشرفى ان دواء المحبين فى كمال الوصال الذى اباحه رب العالمين : تحقيق الدكتور السيد الجميلى الناشر دارالكتاب العربى بيروت.

مفہوم

عبداللہ بن ربیعہ قبیلہ قریش کے معززین میں سے تھے مگران کا مسئلہ یہ تھا کہ ان پرشہوت کا غلبہ رہتا جس کے باعث نہ تو خاندان کے معاملات میں شرکت کرسکتے اور نہ ہی کوئی عورت زیادہ دن ان کے ساتھ گزارہ کرسکتی۔ جب زینب بنت عمر بن ابی سلمہ کو اس معاملے کی خبر پہنچی تو انہوں نے دریافت کیا کہ آخر معاملہ کیا ہے کہ عورتیں عبداللہ سے طلاق لے کر بھاگ جاتی ہیں؟ جب انہیں تفصیل کا علم ہوا تو کہنے لگیں کہ خِلقی طور پر ایسے آدمی کے ساتھ صرف میں گزارہ کرسکتی ہوں چنانچہ انہوں نے نہ صرف عبداللہ بن ربیعہ کے ساتھ نکاح کرکے برداشت کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے چھ اولادیں عطا فرمائیں۔

مجھے امید ہے کہ اس تفصیل کی روشنی میں حضرت زید کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی کا سمجھنا آسان ہوگا کیونکہ حضرت زید رضی اللہ عنہ آپ ہی کی کفالت میں پروان چڑھے اور آپ کے آزاد کردہ غلام اور بہت محبوب تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ کے علم میں تھا کہ ان پانچ قسم کی خواتین میں سے کوئی بھی ان کیلئے مفید نہیں ہوسکتی۔

اَلرَّقُوْبُ الْغَضُوْبُ الْقَطُوْبُ.

بنوسُلَیم کے ایک بزرگ نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے کہا کہ ایسی عورت سے بچنا جس کی پیشانی پر غضب سے بل پڑے رہیں اور جائداد سمیٹنے کی لالچ میں تمہاری موت کی منتظر رہے۔

ادب الدنيا والدين، لابى الحسن على بن محمد بن حبيب البصرى الماوردى، المتوفى ۴۵۰ ھ. الناشر دارالفكر بيروت.

وَأَوْصَى بَعْضُ الْأَعْرَابِ ابْنَهُ فِي التَّزَوُّجِ فَقَالَ: إِيَّاكَ وَالْحَنَّانَةَ وَالْمَنَّانَةَ وَالْأَنَّانَةَ فَالْحَنَّانَةُ الَّتِي تَحِنُّ لِزَوْجٍ كَانَ لَهَا، وَالْمَنَّانَةُ الَّتِي تَمُنُّ عَلَى زَوْجِهَا بِمَالِهَا، وَالْأَنَّانَةُ الَّتِي تَئِنُّ كَسَلًا وَتَمَارُضًا.

المصدر السابق

کسی عرب بزرگ نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے تین قسم کی خواتین سے بچنے کی ہدایت کی تھی۔

Marfat.com

اَلْحَنَّانَةُ: ایسی مطلقہ یا بیوہ جو اپنے پہلے شوہر کو کثرت سے یاد کرتی ہو یعنی اب تک پہلے کی محبت کو دل سے نہ نکال سکی ہو۔

اَلْمَنَّانَةُ : جس کے پاس کچھ مال ہو اور خاوند کو اس مال کا احسان جتلاتی رہے۔ مال سے مراد وراثت یا اپنی کمائی وغیرہ۔

اَلْأَنَّــانَةُ : جو بستر میں خاوند کے ساتھ بیماری یا تھکاوٹ کا عذر کرتی اور ٹالتی رہے یہاں تک وہ سو جائے۔ ہمارے معاشرے میں اکثر عورتیں دن کے وقت بھی سر باندھے رکھتی ہیں جو اچھی عادت نہیں۔ لیکن اگر واقعی عورت کو عذر ہو تو خاوند پر لازم ہے کہ اس کی رعایت اور خدمت کرے۔

ان مثالوں کے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ شادی کیلئے مرد عورت جس قدر ایک دوسرے کے ساتھ مماثلت رکھتے ہوں گے اور عادات ملتی ہوں گی اسی قدر ان کا اچھا نباہ ہوگا ورنہ زندگی گزرنا مشکل ہو جائے گی۔ میں اس مضمون کو ایک حکایت پر ختم کرتا ہوں۔

حکایت

حُکِیَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَهُ :إِنِّی أُحِبُّکَ وَأُحِبُّ مُعَاوِیَةَ .فَقَالَ -رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ -أَمَّا الْآنَ فَأَنْتَ أَعْوَرُ، فَإِمَّا أَنْ تَبْرَأَ وَإِمَّا أَنْ تَعْمَی.

المصدر السابق

ایک صاحب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ اور امیر معاویہ دونوں سے محبت کرتا ہوں۔ فرمایا: مجھے محسوس ہوتا ہے تم بھینگے ہو جسے سیدھا نظر نہیں آتا۔ جس کے بعد ہو سکتا ہے تم صحت یاب ہو جاؤ یا بالکل اندھے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اجتماع ضدین کا نتیجہ کبھی محبت کی صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتا محبت کیلئے موافقت ضروری ہے اور اسی لیے شریعت نے نکاح کیلئے کف کی قید لگائی ہے۔ جس کی تفصیل بعد میں بیان کی جائے گی۔

Marfat.com

کیا عورت میں نحوست پائی جاتی ہے؟

نہ صرف جاہلیت میں عورت کو منحوس سمجھا جاتا تھا بلکہ اب تک ہمارے معاشرے کی نحوست ہے کہ بعض لوگ گھروں سے نکلتے اگر عورت کو دیکھ لیں تو بدشگونی تصور کرتے ہوئے واپس آجاتے ہیں یا روشنی پھیلنے سے پہلے ہی گھر سے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ حالانکہ بہت کم کوئی بدنصیب گھر ایسا ہوگا جس میں عورت موجود نہیں۔ پھر عجیب بات یہ ہے کہ عورت اس وقت منحوس نہیں تھی جب نو ماہ اس کے پیٹ میں گزارنے کے بعد دو سال تک اس کی چھاتیوں سے دودھ پی چکے ہوتے ہیں۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلے کی حقیقت سمجھ لی جائے کیونکہ

اپنی خرابیوں کو پس پشت ڈال کر
ہر شخص کہہ رہا ہے زمانہ خراب ہے

آیاد صدیقی

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ مَوْلُودٍ یُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهِ، أَوْ یُنَصِّرَانِهِ، أَوْ یُمَجِّسَانِهِ، كَمَثَلِ الْبَهِیمَةِ تُنْتِجُ الْبَهِیمَةَ هَلْ تَرَى فِیهَا جَدْعَاءَ.

رواه البخاری فی القدر، باب الله أعلم بما كانوا یعملون، وفی الجنائز، باب ما قیل فی أولاد المشركین، ومسلم فی القدر، باب معنی كل مولود یولد علی الفطرة، وأبو داود فی السنة، باب فی ذراری المشركین، والنسائی فی الجنائز، باب أولاد المشركین.

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبیٔ رحمت ﷺ نے فرمایا۔ ہر بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں یہ ایسا ہی ہے جیسے جانور کے پیٹ سے پورا کا پورا صحیح سالم بچہ پیدا ہوتا ہے کیا تم ان میں سے کسی کا کان کٹا ہوا پاتے ہو؟

”وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا () فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا () قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا () وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا“ ۹۱ : ألشمس . ۷-۱۰

قسم ہے نفس انسانی کی اور اس ذات کی جس نے اسے درست و ہموار کیا۔ پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیز

Marfat.com

گاری اس پر الہام کردی۔ یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہو وہ جس نے اسے خاک میں ملا دیا۔

" اِنَّاهَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوْرًا () ٧٦ : الدھر ٣

ہم نے انسان کو سیدھا راستہ دکھا دیا خواہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا۔

"وَهَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ () ٩٠ : البلد ١٠ : اور اسے دونوں نمایاں راستے دکھا دیئے۔

ان ارشادات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو پیدائشی گنہگار، منحوس یا مجرم پیدا نہیں کیا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے " فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِی فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا () ٣٠ : الروم ٣٠

قائم ہو جاؤ اس فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔

اگر اللہ کریم نے کسی کو منحوس یا گنہگار پیدا کیا ہوتا تو یہ حکم کیوں فرماتا؟۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ " ... کُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْ، فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُوبِقُھَا اَوْ مُعْتِقُھَا "

هذاجزء من حديث أبی مالک الأشعری رضی الله عنه أخرجه مسلم فی کتاب الطهارة باب فضل الوضوء واحمدفی مسنده

ہر انسان عمل کے ذریعے اپنے نفس کی خرید و فروخت کرتا ہے۔ جس دوران یا تو برے اعمال کے ذریعے اسے تباہ کر دیتا ہے یا نیک اعمال کے ذریعے اسے دنیا و آخرت کی تباہی سے بچا لیتا ہے۔

اصل نحوست و بدشگونی

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا () وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا () ٩١ : ألشمس . ٨- ١٠ :

یقیناً کامیاب ہو گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہو گیا وہ جس نے اسے خاک میں ملا دیا۔

تو ثابت یہ ہوا کہ کوئی عورت مرد منحوس پیدا نہیں کیے گئے بلکہ انسان کا نام اور کردار منحوس ہوتا ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَیْدَةَ، عَنْ أَبِیهِ: أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ لَا یَتَطَیَّرُ مِنْ شَیْءٍ ، وَکَانَ إِذَا بَعَثَ عَامِلًا سَأَلَ عَنِ اسْمِهِ، فَإِذَا أَعْجَبَهُ اسْمُهُ فَرِحَ بِهِ وَرُئِیَ بِشْرُ ذٰلِکَ فِی وَجْهِهِ، وَإِنْ کَرِهَ اسْمَهُ رُئِیَ کَرَاهِیَةُ ذٰلِکَ فِی وَجْهِهِ، وَإِذَا دَخَلَ قَرْیَةً سَأَلَ عَنِ اسْمِهَا فَإِنْ أَعْجَبَهُ اسْمُهَا فَرِحَ وَرُئِیَ بِشْرُ ذٰلِکَ فِی وَجْهِهِ وَإِنْ کَرِهَ اسْمَهُ رُئِیَ کَرَاهِیَةُ ذٰلِکَ فِی وَجْهِهِ.

أخرجه ابو داود فی سننه ، کتاب الکهانة والتطیرباب فی الخط وزجرالطیر وصححه الشیخ الألبانی رحمه الله تعالی

Marfat.com

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کسی چیز سے بھی شگون نہیں لیا کرتے تھے، اصل بات یہ ہے کہ آپ ﷺ جب کسی صحابی کو گورنر بنا کر بھیجنا چاہتے تو اس کا نام پوچھتے اگر مفہوم کے اعتبار سے اس کا نام اچھا لگتا تو اس قدر خوش ہوتے کہ چہرہ اقدس پر خوشی کے آثار ظاہر ہو جاتے لیکن اگر مفہوم کے اعتبار سے اس کا نام برا محسوس ہوتا تو چہرہ اقدس پر کدورت کے آثار ظاہر ہو جاتے۔ اسی طرح جب کسی نئی بستی میں داخل ہوتے تو اس کا نام پوچھتے تو اگر مفہوم کے اعتبار سے اس کا نام اچھا لگتا تو اس قدر خوش ہوتے کہ چہرہ اقدس پر خوشی کے آثار ظاہر ہو جاتے لیکن اگر مفہوم کے اعتبار سے اس کا نام برا محسوس ہوتا تو چہرہ اقدس پر کدورت کے آثار ظاہر ہو جاتے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ ﷺ سَمِعَ كَلِمَةً فَقَالَ أَخَذْنَافَالَكَ مِنْ فِيْكَ .

ألمصدر السابق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی سے ایک کلمہ سنا تو آپ کو اچھا لگا، فرمایا: ہم نے تمہارے منہ سے تمہاری فال لے لی۔ تمہارے اس کام کا انجام بھی انشاء اللہ اچھا ہوگا۔ یعنی جس طرح تمہیں اللہ تعالیٰ سے اچھائی کی امید ہے تیرے حق میں انشاء اللہ اچھائی ہی ظاہر ہوگی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " لَا طِيَرَةَ، وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ، قِيلَ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَمَا الْفَأْلُ؟ قَالَ :الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ "

هٰذَا حَدِيثٌ مُتَّفَقٌ عَلَى صِحَّتِهِ، أَخْرَجَهُ مُحَمَّدٌ، عَنْ أَبِي الْيَمَانِ، عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ، عَنْ عَبْدِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيِّ، عَنْ أَبِي يَمَانٍ.

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "شگون کی کوئی حیثیت نہیں ہاں اس کی ایک بہتر صورت نیک فال ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ اس کی حقیقت کیا ہے؟ فرمایا ایک اچھا کلمہ جو تم میں سے کوئی سن لے۔

حُكِيَ عَنِ الْأَصْمَعِيِّ، أَنَّهُ قَالَ :سَأَلْتُ ابْنَ عَوْنٍ عَنِ الْفَأْلِ؟ قَالَ : هُوَ أَنْ يَكُونَ مَرِيضًا، فَيَسْمَعُ يَا سَالِمُ، أَوْ يَكُونُ طَالِبًا، فَيَسْمَعُ يَا وَاجِدُ -قَالَ الإِمَامُ : وَرُوِيَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ

Marfat.com

حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، "كَانَ يُعْجِبُهُ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَةٍ أَنْ يَسْمَعَ: يَارَاشِدُ، يَا نَجِيْحُ .

حضرت امام اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابن عون رحمہ اللہ تعالیٰ سے نیک فال کے بارے میں سوال کیا تھا تو فرمایا وہ اس طرح کہ اگر مریض سنے ''یَا سَالِمُ'' اے بچ جانے والے یا کوئی طلبگار سنے ''یَا وَاجِدُ'' اے مراد پانے والے۔حضرت امام فرماتے ہیں کہ حماد بن سلمہ نے حُمید کے حوالے سے حضرت انس کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی حاجت کیلئے نکلتے تو آپ کو ''یَا رَاشِدُ، یَا نَجِیْحُ'' اے سیدھے راستے پر چلنے والے اے نجات پانے والے، کلمات اچھے لگتے تھے۔

شرح السنة للبغوی رحمہ اللہ

واقول

دراصل جاہلیت میں لوگ اکثر نام بتوں کے نام پر رکھتے یا اگر نام کا مطلب غلط ہوتا۔تو آپ ﷺ کو ناگوار گزرتا لہذا آپ ﷺ نے اکثر نام تبدیل فرمائے ہیں '' عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنِي أَنَّ جَدَّهُ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ - فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ اسْمِيْ حَزْنٌ .قَالَ بَلْ أَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا أَنَا بِمُغَيِّرٍ اسْمًا سَمَّانِيهِ أَبِيْ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتْ فِينَا الْحُزُونَةُ بَعْدُ ۔

هذه رواية البخاري في كتاب الأدب باب الحزن، وباب تحويل الاسم إلى اسم أحسن منه، وأبو داود رقم برقم 4956 فيه أيضاً، باب تغيير الاسم القبيح.و قال :لا، السَّهْلُ يُوطَأُ، ويُمتهَنُ .قال سعيد :فظننت أنّه سيصيبنا بعدهُ حُزُونَةٌ .

ترجمہ

عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں معروف تابعی حضرت امام سعید بن المسیب رحمہم اللہ کے ساتھ بیٹھا تھا تو آپ نے بیان فرمایا کہ میرے دادا حضرت حَزْن رضی اللہ عنہ جب اسلام قبول کرنے کیلئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ عرض کیا حَزْن (سختی، دشواری اور رکاوٹ) آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ سَھْل (آسانی اور سہولت) مگر میرے دادا نے فرمایا جو نام میرے باپ نے رکھا ہے میں اسے بدلنا پسند نہیں کرتا۔حضرت امام سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ تب سے ہمارے خاندان کو حزونت یعنی سختی،

Marfat.com

دشواری اور رکاوٹوں کا سامنا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اچھے نام کی حیثیت ایک دعا کی ہے جس سے انسان کو نفسیاتی اور روحانی طور پر تسکین و تقویت پہنچتی ہے اور برے نام کی حیثیت بددعا کی ہے جس سے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔تو بدشگونی اور نحوست اس کے نام اور مفہوم میں پائی جاتی ہے نہ کہ انسان میں یہی وجہ ہے کہ حضرت امام سعید بن المسیب مُصْحَفْ (قرآن کریم) کو مُصَیْحَفْ (چھوٹا قرآن کریم) اور مسجد کو مُسَیْجِد یعنی چھوٹی سی مسجد کہنا پسند نہیں فرماتے تھے کہ باوجود حجم یا سائز میں چھوٹے ہونے کے عظمت کے اعتبار سے عظیم ہیں۔

حلیة الاولیاء ترجمة سعیدبن المسیب

ذاتی تجربہ

1982ء جن دنوں میں لوٹن بیڈز میں تھا۔تو مجھے کونسل نے Marsh farm کے ایریا میں مکان الاٹ کیا جہاں ایک بہت نیک پڑوسی سعید بھائی مل گئے جو بنگلہ دیش بننے سے پہلے پاکستان نیوی میں افیسر تھے۔چونکہ ان کا جواں سال بیٹا جگر کے خون نہ پیدا کرنے کے عارضے میں مبتلا اور سخت تکلیف میں تھا اس لیے اکثر شام کے وقت اسے دم کرانے میرے پاس لے آتے۔ایک روز میں نے اس کا نام پوچھا تو کہنے لگے ''کِبَاد'' چونکہ عربی میں جگر کو ''اَلْکَبِدُ'' کہتے ہیں اس لیے مجھے شک گزرا تو میں نے انہیں بٹھا کر اس کے لغوی معنی کی تلاش شروع کر دی۔اور اس کے معنی معلوم کر کے میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔

کَبَدَ یَکْبِدُ کَبْدًا (ضَرَبَ یَضْرِبُ) کے معنی ہیں جگر پر مارنا اور کَبِدَ یَکْبَدُ کَبَدًا (سَلِمَ یَسْلَمُ) کے معنی ہوتے ہیں درد جگر میں مبتلا ہونا اور اس کی صفت آتی ہے مَکْبُوْدٌ جبکہ کَابَدَ یُکَابِدُ – کِبَادًا، مُکَابَدَةً: (مُفَاعَلَةٌ) کے وزن پر معنی ہوتے ہیں کسی مرض یا معاملے میں سخت تکلیف اٹھانا، برداشت کرنا۔جب میں نے برادر سعید صاحب کو مطلب سمجھایا تو آبدیدہ ہو گئے کہ یہ میرا اپنا قصور ہے۔جس کے بعد ان کی خواہش پر اسی وقت میں نے بچے کا نام سلیم سعید رکھ دیا۔اور مزید حیرت اس وقت ہوئی جب چند ہفتوں بعد اس کی صحت بہتر ہونا شروع ہو گئی۔

ہمارے علاقہ راجوری میں میراں بخش، سائیں دتہ اور گرو دتہ قسم کے نام مشہور تھے۔اب ایک ایسا آدمی جو بچے کی پیدائش کے مراحل اور ان ناموں کے مفاہیم سے واقف ہے اسے ان کے پکارنے میں جب اذیت ہوتی ہے تو کیا خیال ہے آپ کا جب کوئی عبد العُزّٰی رسول اللہ ﷺ کے سامنے آتا ہوگا تو آپ کو کس قدر گراں گزرتا ہوگا۔

Marfat.com

اور کیا آپ تصور کر سکتے ہیں اس گھڑی اور اللہ تعالیٰ کے غیض وغضب کا جب قیامت کے روز اس طرح کے نام اللہ تعالیٰ کے سامنے پکارے جائیں گے؟

مغالطہ

اب دیکھنا یہ ہے کہ مغالطے کی اصل وجہ اور اس کی حقیقت کیا ہے؟

عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ، أَنَّ رَجُلَيْنِ، دَخَلا عَلَى عَائِشَةَ، فَحَدَّثَاهَا أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الطِّيَرَةُ فِي الْمَرْأَةِ، وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ، فَغَضِبَتْ غَضَبًا شَدِيدًا، وَطَارَتْ شِقَّةٌ فِي الْأَرْضِ، وَشِقَّةٌ فِي السَّمَاءِ وَقَالَتْ: مَا قَالَهُ، إِنَّمَا قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَطَيَّرُونَ مِنْ ذَلِكَ.

تهذيب الآثار وتفصيل الثابت عن رسول الله من الأخبار. تاليف الامام محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبرى (المتوفى 310 :هـ. المحقق :محمود محمد شاكر. الناشر :مطبعة المدنى -القاهرة. عدد الأجزاء : 1 واورده الهندى فى كنز العمال برقم 28632

ترجمہ

ابو حسان کی روایت ہے کہ دو بزرگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا۔ ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بدفالی و بدشگونی تین چیزوں: عورت، گھوڑے اور گھر میں ہے؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سنتے ہی غضبناک ہوگئیں اور اسی حالت غضب میں ایک نظر زمین اور پھر آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس طرح نہیں بلکہ فرمایا تھا کہ جاہلیت میں لوگ اس طرح کہا کرتے تھے۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے اس کی مزید وضاحت اس طرح منقول ہے

عَنْ مَكْحُولٍ، أَنَّ عَائِشَةَ، ذُكِرَ لَهَا قَوْلُ أَبِي هُرَيْرَةَ " :إِنَّ الشُّؤْمَ فِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ (وَالدَّارِ، فَقَالَتْ: لَمْ) يَحْفَظْ أَبُو هُرَيْرَةَ، إِنَّمَا دَخَلَ (وَ) رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَقُولُ: قَاتَلَ اللَّهُ) الْيَهُودَ يَزْعُمُونَ أَنَّ الشُّؤْمَ فِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ فَسَمِعَ آخِرَ (الْحَدِيثِ وَ) لَمْ يَسْمَعْ أَوَّلَهُ

مسند الشاميين للطبرانى . مكحول عن عائشة ام المؤمنين رضى الله عنها

حضرت امام مکحول رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ جب حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے سامنے تصدیق کیلئے بیان کیا گیا کہ۔ ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے، بدفالی و بدشگونی تین

Marfat.com

چیزوں عورت، گھوڑے اور گھر میں ہے۔ تو آپ نے بتایا کہ دراصل ابو ہریرہ نے پوری بات نہیں سنی۔ اصل بات یہ تھی کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور یہ فرمایا رہے تھے کہ "ستیاناس ان یہود کا جو یہ سمجھتے ہیں کہ بدفالی وبدشگونی تین چیزوں عورت، گھوڑے اور گھر میں ہے" تو ابو ہریرہ نے آپ کے کلام کا آخری حصہ تو سنا مگر ابتدائی نہیں۔ اس لیے مغالطہ لگ گیا۔

چونکہ اس باب میں اور روایات بھی ہیں جنہیں حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مشکل الآثار میں جمع کر کے بیان فرمایا ہے کہ اس باب میں صحیح بات یہ ہے:

عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي ثَلَاثَةٍ :فِي الْمَرْأَةِ، وَالْفَرَسِ، وَالدَّارِ "

مشكل الآثار للطحاوی

ابو حازم نے سہل رحمہما اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بدشگونی کوئی چیز نہیں اور اگر اس طرح کی کوئی چیز ہوتی تو عورت، گھوڑے اور گھر میں ہوتی۔

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں سے بدشگونی لی جاتی ہے ان میں اکثر ایسی ہیں کہ جن کا کبھی کبھار سامنا ہوتا ہے کالے رنگ کی مثلاً بلی یا کتا یا کسی اور چیز کا راستہ کاٹنا تو کبھی کبھار ہوتا ہے یا ساری زندگی ایسا اتفاق نہیں ہوتا۔ مگر عورت گھوڑے اور گھر سے انسان کا ہر وقت واسطہ رہتا ہے تو اگر ان میں کوئی خرابی پائی جاتی ہے تو پھر انسان بھاگ کر کہاں جائے۔ حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اس باب میں باقی روایات کو بھی اسی وضاحت پر قیاس کر لینا چاہیے۔

میرا خیال ہے کہ ان تمام احادیث و آثار کے ساتھ ایک اور حدیث شریف کو ملانے سے معاملے کی نوعیت واضح ہو جاتی ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ ، عَنْ أَبِيْهِ ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ ثَلَاثٌ وَمِنْ شَقَا وَةِ ابْنِ آدَمَ ثَلَاثَةٌ ، مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ : أَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ ' وَالْمَسْكَنُ الصَّالِحُ ' وَالْمَرْكَبُ الصَّالِحُ ' وَمِنْ شَقَا وَةِ ابْنِ آدَمَ أَلْمَرْأَةُ السُّوْءُ ' وَالْمَسْكَنُ السُّوْءُ ' وَالْمَرْكَبُ السُّوْءُ "

رواه أحمد باسناد صحيح ' والطبراني ' والبزار ' والحاكم وصححه الأأنه قال " والمسكن الضيق " وابن حبان في " صحيحه " الأأنه قال " أربع من الشقاء : ألجار السوء ' والمرأة السوء ' والمركب السوء ' والمسكن الضيق "

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کی تین سعادتیں اور تین شقاوتیں ہیں۔ تین سعادتیں یہ ہیں کہ

01: اس کی بیوی نیک اور فرمانبردار ہو۔

02: گھر صاف ستھرا اور کشادہ ہو۔

03: اور سواری عمدہ ہو۔

اور تین قسم کی شقاوتیں یہ ہیں کہ

01: بیوی بدمزاج اور بداخلاق ہو۔

02: سواری ناکارہ و ناپسندیدہ ہو۔

03: اور رہائش تنگ اور گندی ہو۔

دنیا کی عورت حور سے افضل ہے

عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ :قُلْتُ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ " حُورٌ عِينٌ " ٥٦:الواقعة ::٢٢ : حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی والدہ کے حوالے سے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ بیان کیا ہے۔ فرماتی ہیں ''میں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ فرمایے کہ جنتی حوروں کی صفات میں اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے " حُورٌ عِينٌ " بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں۔ اس کی تشریح کیا ہے؟

قَالَ " بِيضٌ صِحَاحُ الْعُيُونِ، شَعْرُ الْحَوْرَاءِ بِمَنْزِلَةِ جَنَاحِ النَّسْرِ "

فرمایا: اس کا مطلب ہے کہ سفید رنگت بہترین آنکھوں والیاں، حور کے بال گدھ کے پر کی طرح لمبے ہوں گے۔

قَالَتْ :قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ " كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ "

٥٦:الواقعة ::٢٣.

عرض کیا: یارسول اللہ یہ فرمایے کہ " كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ " جو چھپے ہوئے موتیوں کی طرح ہیں، کی تشریح کیا ہے؟

قَالَ " صَفَاؤُهُنَّ كَصَفَاءِ الدُّرِّ الَّذِي فِي الْأَصْدَافِ الَّذِي لَمْ تَمَسَّهُ الْأَيْدِي.

فرمایا: ان کے رنگ کی شفافیت ایسے ہوگی جیسے صدف (سیپ) میں موتی کہ اسے کسی ہاتھ نے چھوا نہیں ہوتا۔

Marfat.com

قَالَتْ :قُلْتُ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ :فَأَخْبِرْنِى عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ " فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ "

۵۵:الرحمٰن :۷۰.

عرض کیا: یارسول اللہ یہ فرمایے کہ " فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ " جنت کے باغات میں نیک سیرت اور خوبصورت عورتیں ہیں۔کی تشریح کیا ہے؟

قَالَ " خَيْرَاتُ الْأَخْلَاقِ، حِسَانُ الْوُجُوهِ. "

فرمایا: عمدہ اخلاق والیاں اور خوبصورت چہروں والیاں۔

قَالَتْ : قُلْتُ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَخْبِرْنِى عَنْ قَوْلِهِ " كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَكْنُونٌ "

۳۷:الصافات :۴۹.

عرض کیا: یارسول اللہ یہ فرمایے کہ " كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَكْنُونٌ " حوریں ایسی ہوں گی جیسے چھپائے ہوئے انڈے۔کی تشریح کیا ہے؟

قَالَ " رِقَّتُهُنَّ كَرِقَّةِ الْجِلْدِ الَّذِى رَأَيْتِ فِى دَاخِلِ الْبَيْضِ مِمَّا يَلِى الْقِشْرَ وَهُوَ الْغِرْقِءُ.

فرمایا: ان کی جلد کی باریکی ایسی ہوگی جیسا تمہیں انڈے کے اندر کی جھلی بیرونی خول کے ساتھ لگی دکھتی ہے۔

قَالَتْ : فَقُلْتُ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَخْبِرْنِى عَنْ قَوْلِهِ " عُرُبًا أَتْرَابًا "

۵۶:الواقعة ::۳۷.

عرض کیا یارسول اللہ یہ فرمایے کہ یہ جو دنیوی خواتین کے بارے میں ارشاد ہے " عُرُبًا أَتْرَابًا " محبت کرنے والیاں اور ہم عمر ہوں گی؟ اس کا کیا مطلب ہے؟

قَالَ :هُنَّ اللَّوَاتِى قُبِضْنَ فِى الدُّنْيَا رُمْصًا شُمْطًا، خَلَقَهُنَّ اللّٰهُ بَعْدَ الْكِبَرِ، فَجَعَلَهُنَّ عَذَارَى عُرُبًا، مُعْشَقَاتٍ مُحَبَّبَاتٍ، أَتْرَابًا عَلَى مِيلَادٍ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ.

فرمایا: ان سے مراد ایسی عورتیں ہیں جو دنیا میں موت کے وقت کھچڑی بالوں والیاں تھیں اور ان کی آنکھوں سے چیپڑ بہتے تھے اللہ تعالیٰ ان کو اس بڑھاپے کے بعد جب قیامت کے روز اٹھائے گا تو وہ سب کنواریاں ہوں گی، جوان اور ہم عمر ہوں گی، وہ شوہروں پر شیفتا و فریفتا اور شوہروں کی چہیتیاں ہوں گی۔

قَالَتْ :قُلْتُ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنِسَاءُ الدُّنْيَا أَفْضَلُ أَمِ الْحُورُ الْعِينُ؟ قَالَ :بَلْ نِسَاءُ الدُّنْيَا أَفْضَلُ مِنْ حُورِ الْعِينِ، كَفَضْلِ الظِّهَارَةِ عَلَى الْبِطَانَةِ.

Marfat.com

عرض کیا یارسول اللہ دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا حوریں؟ فرمایا دنیا کی عورتیں حورعین سے ایسی افضل ہیں جیسے کسی دوہرے کپڑے کے نیچے کی تہ۔استر۔کی نسبت باہر کا حصہ۔ابرا۔اعلیٰ ہوتا ہے۔

قَالَتْ :قُلْتُ :يَا رَسُولَ اللَّهِ مِمَّ وَبِمَ ذَاكَ؟ قَالَ:بِصَلاتِهِنَّ وَصِيَامِهِنَّ وَعِبَادَتِهِنَّ، أَلْبَسَ اللَّهُ وُجُوهَهُنَّ النُّورَ، وَأَجْسَادَهُنَّ الْحَرِيرَ، بِيضُ الأَلْوَانِ، خُضْرُ الثِّيَابِ، صُفْرُ الْحُلِيِّ، مَجَامِرُهُنَّ الدُّرُّ، وَأَمْشَاطُهُنَّ الذَّهَبُ، يَقُلْنَ :أَلا نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلا نَمُوتُ أَبَدًا، أَلا نَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلا نَبْؤُسُ أَبَدًا، أَلا نَحْنُ الْمُقِيمَاتُ فَلا نَظْعَنُ أَبَدًا، طُوبَى لِمَنْ كُنَّا لَهُ وَكَانَ لَنَا، قَالَتْ :قُلْتُ :يَا رَسُولَ اللَّهِ الْمَرْأَةُ مِنَّا تَتَزَوَّجُ الزَّوْجَيْنِ وَالثَّلاثَةَ وَالأَرْبَعَةَ، ثُمَّ تَمُوتُ فَتَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَيَدْخُلُونَ مَعَهَا مَنْ يَكُونُ زَوْجَهَا؟ قَالَ :يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِنَّهَا تُخَيَّرُ فَتَخْتَارُ أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا، فَتَقُولُ:أَيْ رَبِّ إِنَّ هَذَا كَانَ أَحْسَنَ خُلُقًا فِي دَارِ الدُّنْيَا فَزَوِّجْنِيهِ.يَا أُمَّ سَلَمَةَ ذَهَبَ حُسْنُ الْخُلُقِ بِخَيْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ "

مصنفات الأصم -الثالث من حديث أبي العباس الأصم: المؤلف :محمد بن يعقوب بن يوسف بن معقل ابن سنان الأموى بالولاء ، أبو العباس الأَصَمّ.ورواه الطبرانى فى الأوسط والكبير بنحوه ... وفى إسنادهما سليمان بن أبى كريمة وهو ضعيف.مجمع الزوائد.

عرض کیا کہ ان کی اس فضیلت کی اصل وجہ کیا ہے؟ فرمایا ان کے نماز روزے کی وجہ سے۔اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو نور کا اوران کے جسموں کو ریشم کا لباس پہنادے گا۔ان کے رنگ گورے،کپڑے سبز اور زیور زرد رنگ کے ہوں گے۔ان کی انگوٹھیاں موتی کی اور کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔وہ کہیں گی کہ ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں،ہم کبھی نہیں مریں گی ہم آرام پروردہ ہیں،کبھی دکھی نہیں ہوں گی،ہم یہاں ہمیشہ مقیم رہیں گی،کبھی یہاں سے کوچ نہیں کریں گی،ہم ہمیشہ رضامندر ہنے والیاں ہیں کبھی ناراض نہیں ہوں گی۔خوشخبری ہے اس شخص کو جس کیلئے ہم پیدا کی گئیں اور جو ہمارے لیے پیدا کیا گیا ہے۔عرض کیا یارسول اللہ اگر کسی عورت نے دو،تین یا چار شوہر کیے ہوں اور پھر وفات کے بعد جنت میں داخل ہو تو وہ کس شوہر کی بیوی ہوگی؟ فرمایا اس کو اختیار دیا جائے گا جس کی زوجیت میں چاہے رہے جبکہ وہ اس شوہر کی زوجیت پسند کرے گی جو دنیا میں سے اچھے اخلاق والا تھا۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اس کا مطلب ہے خوش اخلاقی دنیا اور دین کی تمام بھلائیوں پر غالب آگئی۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ :رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَجَابِرَ بْنَ عُمَيْرٍ الأَنْصَارِيَّيْنِ يَرْمِيَانِ ، فَمَلَّ أَحَدُهُمَا فَجَلَسَ فَقَالَ الآخَرُ " :كَسِلْتَ ؟ "سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ " كُلُّ شَيْءٍ لَيْسَ

Marfat.com

مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَهُوَ لَغْوٌ وَلَهْوٌ إِلَّا أَرْبَعَةَ خِصَالٍ :مَشْيٌ بَيْنَ الْغَرَضَيْنِ ، وَتَأْدِيبُهُ فَرَسَهُ ، وَمُلَاعَبَتُهُ أَهْلَهُ ، وَتَعْلِيمُ السَّبَّاحَةِ "

أخرجه النسائي في سننه الكبرى :باب ملاعبة الرجل زوجته: وفي عشرة النساء :باب ملاعبة الرجل زوجته.

حضرت عطا ابن أبي رَباح کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا: دو انصاری صحابہ حضرت جابر بن عبداللہ اور جابر بن عمیر رضی اللہ عنہما تیر پھینکنے کا مقابلہ کر رہے تھے۔ جب ایک تھک کر بیٹھ گئے تو دوسرے نے ان کہا۔ آپ تو سست پڑ گئے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "ہر وہ چیز جس کا ذکر اللہ کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتا وہ لغو یعنی بیہودہ اور غافل کرنے والی ہے سوائے چار خصلتوں کے۔ ایک دو نشانوں کے درمیان چلنا۔ دوسرے اپنے گھوڑے کو ادب سکھلانا۔ تیسرے اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا۔ یعنی اس کا جی بہلانا اور چوتھی خصلت یہ کہ تیرا کی سیکھنا۔

یہ حدیث شریف عورت کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے کہ اس کی دلداری کو رسول اللہ ﷺ نے اعلیٰ ترین مقاصد زندگی میں شمار کیا ہے۔

مسئلہ وفور شہوت

وفور شہوت اور عورت

عام طور پر ہمارے ہاں ایک غلط تأثر پایا جاتا ہے کہ مرد کی نسبت عورت میں شہوت کا غلبہ اور زیادتی ہوتی ہے جس کے ثبوت کے طور پر دو روایات بھی موجود ہیں مگر دونوں صحیح نہیں

عَنْ أَبِيْ مُسْلِمِ الْغَمْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :اَلشَّهْوَةُ عَشْرَةُ اَجْزَاءٍ، اَلتِّسْعَةُ لِلنِّسَاءِ وَالْعَاشِرُ لِلرِّجَالِ.

أدب النساء الموسوم بكتاب العناية والنهاية : باب ماجائفي فضل شهوة المرأةعلى شهوة الرجل :المؤلف : ألاستاذعبد الملك بن حَبيب بن حبيب بن سليمان بن هارون السلمي الإلبيرى القرطبى، أبو مروان (المتوفى 238 :هـ): المحقق: عبد المجيد تركي،الناشر :دار الغرب الإسلامي.الطبعة :الأولى 1412هـ 1992 -م.عدد الأجزاء 1 : ألمكتبة الشاملة .

ترجمہ

ابو مسلم الغَمْر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہوت کے دس حصے ہیں جن میں سے نو

Marfat.com

حصے عورت میں رکھے گئے ہیں اور دسواں حصہ مرد کو ودیعت کیا گیا ہے۔

واقول

الف: پہلی گزارش یہ ہے کہ اطراف الحدیث، تحفة الأشراف ،جامع الاصول اورمکتبة الشامله سمیت تمام ذرائع استعمال اور تلاش کرنے کے باوجود''ادب النساء الموسوم بکتاب العناية والنهاية'' کے علاوہ مجھے اس حدیث کی کہیں سے بھی تصدیق نہیں ہوسکی جبکہ''ادب النساء'' زدواجیات ونسوانیات پرایک عمدہ تالیف ہے حدیث کی کتاب نہیں۔

ب:فتاوی الشبكة الاسلامية میں اس تصور کے رد میں ایک مستقل باب قائم کیا گیا ہے'' الرد على من زعم ان شهوة المرأة أقوى من شهوة الرجل '' جہاں مستند علمائے کرام نے عقلی ونقلی دلائل سے اس تصور کا رد پیش کیا ہے۔

ب:عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ مُوْقُوْفاً وَمَرْفُوْعاً " فُضِّلَتِ الْمَرأَةُ عَلَى الرَّجُلِ بِتِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ جُزْءاً مِنَ اللَّذَةِ، اَوْ قَالَ مِنَ الشَّهْوَةِ، لٰكِنَّ اللّٰهَ أَلْقَى عَلَيْهِنَّ الْحَيَاءَ.

اخرجه البيهقى فى شعب الايمان، وقال فيه الألبانى فى ضعيف الجامع :ضعيف جداً.

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اور روایت کے اعتبار سے انتہائی کمزور ایک روایت یہ ہے کہ لذت اور شہوت کے سو میں سے ننانوے حصے عورت میں رکھے گئے ہیں اور ایک حصہ مرد کو ودیعت ہوا ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے حیا کے ذریعے خواتین کی شہوت کو دبا کر رکھا ہے۔

اسی طرح کا ایک قول حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھی منسوب ہے مگر حضرت جیسی زیرک، معاملہ فہم اور مدبر شخصیت کی طرف اس طرح کی بے بنیاد بات کی نسبت عجیب معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ عقل ونقل، طب ومشاہدے اور تجربے کی بنیاد پر یہ بات غلط ہے کہ ۹۹ فیصد شہوت عورت کو اور ایک فیصد مرد کو ودیعت کرتے ہوئے بیک وقت مرد کو چار خواتین نکاح میں رکھنے اور ملک یمین سے تمتع کی اجازت دے دی جائے؟

Marfat.com

وفورِ شہوت اور رسول اللہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کا ایک رات میں تمام ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جانا ثابت ہے۔اوران احادیث مبارکہ سے مسائل اخذ کرنے کیلئے حضرت امام بخاری اور دیگر محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے علیحدہ علیحدہ ابواب قائم کیے ہیں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''کِتَابُ الْغُسْل '' کے تحت باب قائم فرمایا ہے۔بَابٌ : اِذَا جَامَعَ ثُمَّ عَادَ ،وَمَنْ دَارَعَلَى نِسَائِهِ فِيْ غُسْلٍ وَاحِدٍ : باب اس بیان میں کہ ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں خاوند ایک غسل کے ساتھ سب کے پاس جاسکتا ہے اور ہر بار غسل کرنا ضروری نہیں۔

عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدُوْرُ عَلَى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ اِحْدَى عَشْرَةَ . قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ أَوَ كَانَ يُطِيْقُهُ ؟قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلاثِيْنَ – وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اِنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ تِسْعُ نِسْوَةٍ .

قَالَ أَبُوْ حَاتِم رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى فِي خَبَرِ هِشَامٍ الدَّسْتُوَائِيِّ عَنْ قَتَادَةَ وَهُنَّ إِحْدَى عَشْرَةَ نِسْوَةٍ وَفِي خَبَرِ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ أَمَا خَبَرُ هِشَامٍ فَإِنَّ أَنَسًا حَكَى ذٰلِكَ الْفِعْلَ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَوَّلِ قُدُومِهِ الْمَدِينَةَ حَيْثُ كَانَتْ تَحْتَهُ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً وَخَبَرُ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ إِنَّمَا حَكَاهُ أَنَسٌ فِي آخِرِ قُدُومِهِ الْمَدِينَةَ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم حيث كان تحته تسع.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی جملہ ازواج کے پاس ایک ہی وقت کے اندر رات اور دن میں دورہ فرما لیتے حالانکہ اس وقت گیارہ ازواج آپ کے نکاح میں تھیں۔حدیث شریف کے ایک راوی قتادہ کہتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ میں اتنی قوۃ باہ موجود تھی تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلکہ ہمارے خیال میں آپ کے اندر تیس مردوں کی طاقت تھی۔

نوٹ

اس واقعہ میں ایک جگہ نو اور دوسری میں دس ازواج مطہرات کا ذکر ہے حضرت امام ابوحاتم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ گیارہ والا واقعہ آپ کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے ابتدائی سالوں کا اور نو والا واقعہ آپ ﷺ کے

Marfat.com

آخری زمانے کا ہے چونکہ بوقت وصال نو ازواج مطہرات بقید حیات تھیں۔

مسائل

الف: اس حدیث میں سے ایک مسئلہ تو یہ نکلتا ہے کہ رات کی طرح دن کے وقت جماع مباح ہے۔

ب: ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں غسل کے بجائے صرف استنجا سے تمام سے جماع مباح ہے۔

ت: اس کے بعد حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے دیگر مسائل کیلئے ایک دوسرا باب قائم فرمایا ہے۔

بَابٌ : اَلْجُنُبُ يَخْرُجُ وَيَمْشِيْ فِي السُّوْقِ وَغَيْرِهِ : یہ ایک باب اس بیان میں ہے کہ آدمی حالت جنابت میں بوقت ضرورت عذر کے ساتھ گھر سے نکل کر بازار تک جاسکتا ہے۔ جس کے تحت حدیث شریف اس طرح ہے۔

عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَطُوْفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ

حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان کے سامنے بیان کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ایک ہی رات میں اپنی تمام ازواج کے پاس تشریف لے جاتے تھے حالانکہ آپ کے نکاح میں اس وقت نو ازواج تھیں۔

ث: اس روایت میں گیارہ کے بجائے نو ازواج کا ذکر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح یہ واقعہ آپ کے وصال کے قریبی دور کا ہے۔

ج: روایت میں دن کا نہیں بلکہ صرف رات کا ذکر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دن کے وقت خلاف معمول کوئی ایک آدھ واقعہ ہے جس سے امت کو جواز فراہم کرنا مقصود تھا۔

خ: یہ روایت اس بات کا جواز فراہم کرتی ہے کہ بوقت ضرورت یا عذر انسان حالت جنابت میں گھر سے نکل سکتا ہے کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ نے ایسا عمل فرمایا تو ظاہر ہے کہ تمام ازواج ایک حجرے کے بجائے اپنے اپنے حجرات میں مقیم تھیں لہذا رسول اللہ ﷺ کا ایک حجرے سے نکل کر دوسرے تک تشریف لے جانا ہمیں جواز تو فراہم کرتا ہے لیکن اس کو بطور عادت نہیں اپنانا چاہیے۔

اس کے بعد مسند احمد . السنن الکبری للبیھقی ، مسند الحارث اور شرح معانی الأثار للطحاوی رحمہم اللہ تعالیٰ میں ایک روایت اس طرح ہے:

عَنْ أَبِي رَافِعٍ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ عَلَى نِسَائِهِ ذَاتَ يَوْمٍ فَجَعَلَ يَغْتَسِلُ

Marfat.com

عِنْدَ هٰذِهِ وَعِنْدَ هٰذِهِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ جَعَلْتَهُ غُسْلاً وَاحِدًا قَالَ: هٰذَا أَزْكَى وَأَطْيَبُ وَأَطْهَرُ.

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن آپ ﷺ باری باری اپنی تمام ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے جس دوران آپ ﷺ پہلی کے بعد ہر ایک کے پاس تشریف لے جانے سے پہلے غسل کا اہتمام فرمانے لگے تو میں نے مشقت سے بچنے کیلئے عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر آپ آخر میں ایک ہی مرتبہ غسل فرما لیتے تو بہتر نہ تھا؟ مگر آپ ﷺ نے فرمایا صفائی اور پاکیزگی کیلئے یہی زیادہ مناسب و بہتر طریقہ ہے۔

ز: ایک عام آدمی کی غیرت گوارہ نہیں کر سکتی کہ اس کے اور بیوی کے حالات پر کوئی مطلع ہو مگر رسول اللہ ﷺ نے ایسا طریقہ اختیار فرمایا کہ دوسرے اس عمل سے آگاہ رہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے ازدواجی معمول سے ہٹ کر جو چند مرتبہ یہ عمل دہرایا ہے تو اللہ کریم کی طرف سے ہدایت کے تحت ایسا کیا ہوگا تاکہ امت سہولت واباحت سے آگاہ ہو جائے نہ کہ اپنی جسمانی طاقت کے اظہار کے لیے۔

ر: لہٰذا تمام روایات و فقہی جزئیات کو سامنے رکھتے ہوئے صورت مسئلہ یہ ہے:

صورت مسئلہ

ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں دن یا رات میں کسی وقت بھی تمام کے ساتھ مباشرت جائز ہے۔ جس دوران پہلی کے بعد دوسری کے پاس جانے کیلئے کم از کم استنجا ضروری ہے۔ اور ہر مرتبہ غسل اگرچہ ضروری نہیں لیکن افضل ہے۔

ز: حدیث کے راوی قتادہ کا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کرنا ایک فطری امر تھا کیونکہ ان کو آپ کی زیارت کا شرف حاصل نہیں تھا۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ ''كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِيْنَ'' ہم تو سمجھتے تھے کہ آپ کو تیس مردوں کی قوۃ عطا فرمائی گئی ہے۔ سے مراد آپ ﷺ کی عمدہ جسمانی صحت اور Fitness کا اظہار تھا نہ یہ ظاہر فرمانا کہ رسول اللہ ﷺ کو اضافی طور پر تیس یا چالیس مردوں کی قوۃ عطا فرمائی گئی تھی لہٰذا آپ دن رات میں جب چاہتے تمام ازواج کے پاس تشریف لے جاتے۔

مگر یہ حکمت صرف ان لوگوں کی سمجھ میں آسکتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کو اللہ کی طرف سے مبعوث پیغمبر اور،

Marfat.com

نمونہ (Role model) تسلیم کرتے ہیں۔ مگر غیر مسلموں اور منکرین حدیث کے بجائے مجھے ان حضرات پر تعجب ہوتا ہے جو اس طرح کے واقعات بغیر تحقیق کیے مرچ مصالحہ لگا کر بیان کر دیتے ہیں جس کے بعد زبان زد عام ہو جاتے ہیں۔ کیا آپ نے کبھی غور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جیسی معصوم و محفوظ ہستی کی عمر مبارک پچیس سال ہے اور بوقت نکاح سیدہ خدیجہ دوبار بیوہ ہونے کے بعد چالیس سال کی ہو چکی ہیں تو ۱۰ نبوی ﷺ اور پچاس سال کی عمر میں پہنچنے اور سیدہ کی وفات تک آپ نے کبھی نکاح ثانی کے بارے میں نہیں سوچا۔

دس نبوی میں سیدہ خدیجہ انتقال فرما جاتی ہیں تو آپ ﷺ کی عمر مبارک پچاس سال ہے مگر آپ چھیاسٹھ سالہ بیوہ خاتون حضرت سودہ بنت زمعہ کے ساتھ نکاح فرماتے اور حضرت عائشہ کی رخصتی تک تین سال ان کے ساتھ بسر فرماتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ اس اضافی قوۃ کا مصرف یا اس کی حکمت کیا تھی؟

کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو خالق فطرت ہے وہ اپنے رسول ﷺ جو عملاً ترجمان فطرت ہیں کو خلاف فطرت زندگی گزارنے پر مجبور کرتا ہے؟ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف بہت سے واقعات منسوب کر دیئے گئے ہیں۔

نوٹ: اس باب میں کچھ من گھڑت قصے کہانیاں بیان کی جاتی ہیں جن کی ایک فہرست میرے سامنے ہے مگر ان کے نقل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔

وفور شہوت اور حضرت سلیمان علیہ السلام

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ () قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ () ۳۸ : ص ۳۴-۳۵

ترجمہ

اور ہم نے سلیمان کو آزمائش میں ڈالا اور اس کے تخت پر ایک جسد لا کر ڈال دیا پھر اس نے رجوع کیا اور کہا کہ میرے رب مجھے معاف فرمادے اور مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما کہ میرے بعد کسی کیلئے سزاوار نہ ہو بیشک تو ہی اصل داتا ہے۔

حضرت سلیمان بن داود علیہما السلام کے اس واقعہ کے بارے میں ہمارے پاس عمدہ سند کے ساتھ مندرجہ ذیل

Marfat.com

روایت پہنچی ہے جسے تھوڑے بہت لفظی اختلاف کے ساتھ بخاری ومسلم کے علاوہ حمیدی، ترمذی، احمد، طبرانی، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ اور بعض دیگر محدثین اور تقریباً تمام مفسرین نے بیان کیا ہے۔ مگر ازواج کی تعداد مختلف ہے جس کی تفصیل بعد میں آئے گی، میں نے یہ متن بخاری شریف سے نقل کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ) قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ، تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ: قُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَلَمْ يَقُلْ، وَنَسِيَ؛ فَأَطَافَ بِهِنَّ، وَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ نِصْفَ إِنْسَانٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمْ يَحْنَثْ، وَكَانَ أَرْجَى لِحَاجَتِهِ.

أخرجه البخاري في 67 :كتاب النكاح 119 :باب قول الرجل لأطوفن الليلة على نسائه

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایک روز سلیمان بن داود علیہما السلام نے حلفاً فرمایا کہ آج کی رات میں لازماً اپنی ایک سو بیویوں کے پاس جاؤں گا۔ ہر بیوی ایک لڑکا جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ فرشتے نے آپ سے کہا کہ اپنے اس ارادے پر انشاءاللہ کہہ لیجیے مگر وہ کہنا بھول گئے، جس کے بعد وہ اپنی ہر ایک بیوی کے پاس گئے مگر کسی کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی سوائے ایک کے جس نے نامکمل اور آدھا بچہ جنا۔ حضور نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ انشاءاللہ کہہ لیتے تو ان کی قسم نہ ٹوٹتی اور حاجت پوری ہونے کی قوی امید ہوتی۔

تفسیری لحاظ سے قرآن کریم کے مشکل ترین مقامات میں سے یہ ایک ایسا مقام ہے کہ جہاں اس قدر اسرائیلیات نقل کردی گئی ہیں کہ ان کا محض بیان کرنا ہی ایک عظیم الشان پیغمبر کی توہین کے مترادف ہے۔ ہمارے بعض جلیل القدر مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اگرچہ ان خرافات کو محض اس لیے نقل کیا تھا کہ ان کی حقیقت واضح کرتے ہوئے تردید کردی جائے تاکہ بعد میں آنے والے لوگ ان سے دھوکہ نہ کھائیں مگر ہوا یہ کہ علمائے سو اور دنیادار واعظین نے اصل بات کے بجائے وہی اسرائیلیات اور وفور شہوت کے واقعات عوام الناس میں پھیلا دیئے جن سے بسا اوقات میرے جیسے کم علم بھی دھوکہ کھا جاتے ہیں۔

واقول

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت سلیمان علیہ السلام واقعی ایک رات میں اپنی سو بیویوں کے پاس

Marfat.com

تشریف لے گئے تھے؟ ۔آپ کو انشاء اللہ کہنا یاد نہیں رہا اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش میں ڈال دیئے گئے جس کے نتیجے میں صرف آدھے جسم کے ساتھ ایک معذور بچہ پیدا ہوا؟ کیا ایک رات میں ایک سو خواتین کے ساتھ ہمبستری ممکن ہے؟ جبکہ یروشلم میں جاڑے کی طویل ترین رات بھی غروب سے طلوع تک چودہ گھنٹے اور تیرہ منٹ پر مشتمل ہوتی ہے۔

http://www.timeanddate.my.html?/ 31- 03- 2013@5pm

اس طرح چودہ گھنٹے کی رات کے 840 منٹ کو اگر سو بیویوں پر تقسیم کیا جائے تو ایک بیوی کے حصے میں 8,4 منٹ آتے ہیں۔ بارہ گھنٹے کی رات کے حساب سے 7,20 منٹ اور آٹھ گھنٹے کی رات کے حساب 8,80 منٹ جبکہ لازمی طور پر سو بیویوں کی رہائش کے درمیان کچھ فاصلہ بھی ہوگا۔ کیا اس تفصیل کی روشنی میں یہ مان لیا جائے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جیسی عظیم ہستی نے ایک رات عبادت کے تمام معمولات ترک فرماتے ہوئے غروب سے طلوع آفتاب تک یہ عمل جاری رکھا۔ یا ایک مکمل صحت مند جوڑے کیلئے اتنا مختصر ترین دورانیہ کافی ہے؟

اگر نہیں تو کیا تمام محدثین وفقہائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سند کے اعتبار سے اس صحیح ترین روایت کا سرے سے انکار کرتے ہوئے ایک نئے فتنے کا دروازہ کھول دیا جائے اور ''اَلْأَيْمَانُ وَالنُّذُوْرُ'' یعنی قسم اور نذر کے باب میں اس حدیث شریف سے ماخوذ اہم مسائل کو بھی حذف کر دیا جائے؟ یا اس کے ایک جز کی تطبیق کیلئے کوئی مناسب راہ اختیار کی جائے؟

مولانا مودودی رحمہ اللہ کی رائے گرامی

اس موضوع پر کئی روز کے مطالعہ اور چھان پھٹک کے بعد مجھے صاحب تفہیم القرآن مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تحقیقی نوٹ نقل کرتے ہوئے اطمینان محسوس ہوتا ہے۔ مولانا مودودی تمام روایات ومفسرین کی رائے کو تین حصوں میں تقسیم اور ان پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

" تیسرا گروہ کہتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک روز قسم کھائی تھی کہ آج رات میں اپنی ستر بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر ایک سے ایک مجاہد فی سبیل اللہ پیدا ہوگا مگر یہ بات کہتے ہوئے انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف ایک بیوی حاملہ ہوئیں اور ان سے بھی ایک ادھورا بچہ پیدا ہوا جسے دائی نے لا کر حضرت سلیمان کی کرسی پر ڈال دیا۔ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے اور اسے بخاری ومسلم رحمہما اللہ

Marfat.com

تعالیٰ اور دوسرے محدثین نے متعدد طریقوں سے نقل کیا ہے۔خود بخاری میں مختلف مقامات پر یہ روایت جن طریقوں سے نقل کی گئی ہے ان میں سے کسی میں بیویوں کی تعداد 60 بیان کی گئی ہے۔کسی میں 70، کسی میں 90، اور کسی میں 100۔ جہاں تک اسناد کا تعلق ہے۔ان میں سے اکثر روایات کی سند قوی ہے اور باعتبار روایت اس کی صحت میں کلام نہیں کیا جاسکتا۔لیکن حدیث کا مضمون صریح عقل کے خلاف ہے اور پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ بات نبی ﷺ نے اس طرح ہر گز نہیں فرمائی ہوگی جس طرح وہ نقل ہوئی ہے۔بلکہ آپ نے غالباً یہود کی یاوہ گوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے کسی موقعہ پر اسے بطور مثال بیان فرمایا ہوگا اور سامع کو یہ غلط فہمی لاحق ہوگئی کہ اس بات کو حضور ﷺ خود بطور واقعہ بیان فرمارہے ہیں۔

ایسی روایات کو محض صحت سند کے زور پر لوگوں کے حلق سے اتروانے کی کوشش کرنا دین کو مضحکہ بنانا ہے۔ ہر شخص خود حساب لگا کر دیکھ سکتا ہے کہ جاڑے کی طویل ترین رات میں بھی عشا اور فجر کے درمیان دس گیارہ گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں ہوتا۔اگر بیویوں کی کم سے کم تعداد 60 ہی مان لی جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت سلیمان علیہا السلام اس رات بغیر دم لیے فی گھنٹہ 6 بیویوں کے حساب سے مسلسل دس یا گیارہ گھنٹے مباشرت کرتے چلے گئے، کیا یہ عملاً ممکن بھی ہے؟ اور کیا یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ حضور ﷺ نے یہ بات واقعے کے طور پر بیان فرمائی ہوگی؟

پھر حدیث میں یہ بات کہیں نہیں بیان کی گئی ہے کہ قرآن مجید میں حضرت سلیمان کی کرسی پر جس جسد کے ڈالے جانے کا ذکر آیا ہے اس سے مراد یہی ادھورا بچہ ہے۔اس لیے یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ حضور ﷺ نے یہ واقعہ اس آیت کی تفسیر کے طور پر بیان فرمایا تھا۔علاوہ ازیں اس بچے کی پیدائش پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا استغفار کرنا تو سمجھ میں آتا ہے مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ انہوں نے استغفار کے ساتھ یہ دعا کیوں مانگی کہ مجھے وہ بادشاہی دے جو میرے بعد کسی کیلئے سزاوار نہ ہو۔ایک اور تفسیر جس کو حضرت امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ ترجیح دیتے ہیں یہ ہے کہ ''حضرت سلیمان علیہ السلام کسی سخت مرض میں مبتلا ہوگئے تھے یا کسی خطرے کی وجہ سے اس قدر متفکر تھے کہ گھلتے گھلتے وہ بس ہڈی اور چمڑا رہ گئے تھے''

لیکن یہ تفسیر قرآن کے الفاظ کا ساتھ نہیں دیتی۔قرآن کے الفاظ یہ ہیں کہ ''ہم نے سلیمان کو آزمائش میں ڈالا اور اس کی کرسی پر ایک جسد لاکر ڈال دیا، پھر اس نے رجوع کیا'' ان الفاظ کو پڑھ کر کوئی شخص بھی یہ نہیں سمجھ سکتا کہ اس جسد سے مراد خود حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں۔ان سے تو صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ آزمائش میں ڈالے جانے سے مراد کوئی قصور ہے جو آنجناب سے صادر ہوا تھا۔اس قصور پر آپ کو تنبیہ اس شکل میں فرمائی گئی کہ آپ کی کرسی پر ایک جسد لا

Marfat.com

ڈالا گیا۔اوراس پر جب آپ کو اپنے قصور کا احساس ہوا تو آپ نے رجوع فرمالیا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ مقام قرآن مجید کے مشکل ترین مقامات میں سے ہے اور حتمی طور پر اس کی کوئی تفسیر بیان کرنے کیلئے ہمیں کوئی یقینی بنیاد نہیں ملتی۔لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کے یہ الفاظ کہ ''اے میرے رب! مجھے معاف کردے اور مجھ کو وہ بادشاہی دے جو میرے بعد کسی کیلئے سزاوار نہ ہو'' اگر تاریخ بنی اسرائیل کی روشنی پڑھے جائیں تو بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے ان کے دل میں غالباً یہ خواہش تھی کہ ان کے بعد ان کا بیٹا جانشین ہو اور حکومت و فرمانروائی آئندہ انہی کی نسل میں باقی رہے۔

اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فتنہ قرار دیا اور اس پر وہ اس وقت متنبہ ہوئے جب ان کا ولی عہد رجعام (یربعام) ایک ایسا نالائق نوجوان بن کر اٹھا جس کے لچھن صاف بتا رہے تھے کہ وہ داود و سلیمان علیہما السلام کی سلطنت چار دن بھی نہ سنبھال سکے گا۔ان کی کرسی پر ایک جسد لاکر ڈالے جانے کا مطلب غالباً یہی ہے کہ جس بیٹے کو وہ اپنی کرسی پر بٹھانا چاہتے تھے وہ ایک کندۂ ناتراش تھا۔تب انہوں نے اپنی اس خواہش سے رجوع کیا اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر درخواست کی کہ بس یہ بادشاہی مجھی پر ختم ہو جائے،میں اپنے بعد اپنی نسل میں بادشاہی جاری رہنے کی تمنا سے باز آیا۔

بنی اسرائیل کی تاریخ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے بعد کسی کیلئے بھی جانشینی کی نہ وصیت کی اور نہ کسی کی اطاعت کیلئے لوگوں کو پابند کیا۔بعد میں ان کے اعیان سلطنت نے رجعام (یربعام) کو تخت پر بٹھایا مگر کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ بنی اسرائیل کے دس قبیلے شمالی فلسطین کا علاقہ لے کر الگ ہو گئے اور صرف یہوداہ کا قبیلہ بیت المقدس کے تخت سے وابستہ رہ گیا ۔

تفہیم القرآن۔سورہ ۳۸،ص ۳۴-۳۵ حاشیہ نمبر ۳۵

واقول

اس مقام پر ایک اور بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی ظاہری بشریت کے علاوہ تمام صفات ایسی ہیں کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کا ساجھی و شریک نہیں۔یہاں تک کہ واقعۂ معراج سے یہ سبق ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے بوقت ضرورت زمان و مکاں کی قید ختم ہو جاتی ہے لہٰذا ان کے کسی معاملے کو اپنے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔میں نے احسان کے عنوان سے اب تک جو بھی عرض کیا ہے اس کے تتمے کے طور پر یہاں حدیث ام زرع کا مطالعہ ضروری ہے۔

Marfat.com

20
20

حدیث ام زرع

ازدواجیات کے موضوع پر حدیث شریف میں مروی گیارہ عورتوں کی دلچسپ وسبق آموز کہانی

میں زندگی کی طرح اس کی بات بات میں تھی
وہ روشنی کی طرح میرے خدوخال میں تھا

نوشی گیلانی

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میں تمہارے لیے اسی طرح نرم دل اور حساس ہوں جس طرح ''اَبُوْزَرْع'' اپنی بیوی ''اُمِّ زَرْع'' پہ مہربان تھا، سیدہ عائشہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ ابوزرع اور ام زرع کی کیا کہانی ہے براہ کرم بیان فرمائی جائے؟

تو رسول اللہ ﷺ نے یمن کی گیارہ عورتوں کی ایک کہانی بیان فرمائی جس کی افادیت کے پیش نظر سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے آگے روایت کر دیا اور بعد میں حضرات بخاری و مسلم سمیت اکثر محدثین رحمہم اللہ نے اسے ہم تک پہنچایا۔ چونکہ ازدواجی زندگی کیلئے اس کہانی میں بہت سا سبق ہے لہٰذا میں نے ذرا ادبی رنگ میں بیان کرنے کوشش کی ہے۔

یہ خواتین یمن کے کسی دیہی علاقے سے تعلق رکھتی تھیں جس کی بنیاد پر ان کی زبان کے ایسے جملے روایت میں آگئے ہیں جن کی ترجمانی میں علمائے سلف نے بہت محنت فرمائی ہے۔

حدیث ام زرع پر بہت سی شروح اور مستقل تصنیفات ہیں مگر میں نے ان مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا ہے '' صحیح مسلم شرح امام نووی - التوشیح شرح الجامع الصحیح للسیوطی - فتح الباری لابن حجر العسقلانی - شرح شمائل ترمذی شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمھم اللہ تعالیٰ - شرح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی مد ظلہ '' المکتبۃ الشاملۃ ''

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : جَلَسَ اِحْدٰی عَشْرَةَ اِمْرَأَةٍ فَتَعَاهَدْ نَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَّا يَكْتُمْنَ مِنْ اَخْبَارِ اَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ گیارہ عورتیں باہم پختہ معاہدہ کر کے بیٹھیں کہ ان میں سے ہر ایک اپنے خاوند کے بارے میں سچائی اور امانت سے اپنی رائے ظاہر کرے گی اور کسی پہلو کو مخفی

Marfat.com

نہیں رکھے گی۔ جس کے بعد:

01: قَالَتِ الْاُوْلیٰ: زَوْجِی لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ عَلیٰ رَأْسِ جَبَلٍ وَعْرٍ لا سَهْلٍ فَیُرْتَقیٰ وَلاسَمِیْنُ فَیُنْتَقَلُ۔

پہلی عورت جس کا نام مھدد بنت ابی مھزومة مذکور ہے اس نے کہا ''میرا خاوند نا کارہ و مریل اونٹ کے گوشت کے اس ٹکڑے کی مانند ہے جو کسی بلند اور دشوار گزار پہاڑ کی چوٹی پر رکھ دیا گیا ہو جس کے بعد نہ تو اس پہاڑ کا راستہ آسان ہے کہ اسے بآسانی اتارا جاسکے اور نہ ہی گوشت فربہ و لذیذ کہ اس کیلئے محنت و مشقت برداشت کی جائے۔''

فائدہ

پہلے تو اونٹ کا گوشت ہی اتنا لذیذ اور مرغوب نہیں ہوتا پھر جب وہ ہو بھی لاغر و کمزور اور دبلے اونٹ کا تو اور بھی بدمزہ ہوگا۔

خاتون کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اس کا خاوند نہ صرف نا کارہ اور بے لذت آدمی ہے بلکہ بدخلق اور متکبر بھی ہے جس کا اخلاقی یا جسمانی کوئی فائدہ ہی نہیں کہ اس کیلئے میرے دل میں کوئی تڑپ ہو جس کے باعث ازدواجی زندگی قسطوں میں خودکشی کرنے کے مترادف ہے۔

زندگی ترا برا ہو تو کہاں لے آئی
حسرت قرب تو کیا لذت غم بھی نہ رہی

02: قَالَتِ الثَّانِیَةُ زَوْجِی لَاأَبُثُّ خَبَرَهُ اِنِّی اَخَافُ اَنْ لَّا أَذَرَهُ اِنْ اَذْکُرْهُ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ۔

دوسری عورت: جس کا نام حدیث شریف کی شرح میں عمرہ بنت عمرو مذکور ہے اس نے کہا: ''میں کہوں تو کیا کہوں مجھے ڈر ہے کہ اگر اپنے خاوند کے عیب شمار کروں تو نہ کر سکوں گی اور نہ ختم کر سکوں گی مختصر یہ کہ اس میں ہر ظاہری و باطنی عیب موجود ہے اور مجھ سے پوشیدہ بھی نہیں۔''

فائدہ

خاتون کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اس کا خاوند ایک ایسا آدمی ہے جس میں ہر عیب موجود ہے بلکہ کوئی ایسا عیب ہے ہی نہیں جو اس میں نہ پایا جاتا ہو لہٰذا اس کی موجودگی اور عدم موجودگی یکساں ہیں اور

Marfat.com

جس طرح خواب مرے ہوگئے ریزہ ریزہ
اس طرح سے نہ کبھی ٹوٹ کے بکھرے کوئی

پروین شاکر

03:قَالَتِ الثَّالِثَةُ زَوْجِي الْعَشَنَّقُ ، اِنْ اَنْطِقْ اُطَلَّقْ وَاِنْ اَسْکُتْ اُعَلَّقْ

تیسری عورت: جس کا نام حُیَیّ بنت کعب یا کبشة بنت الارقم ہے اس نے کہا: ''میرا خاوند لمڈ ھینگ قسم کا آدمی ہے اگر کسی بات پہ بول پڑوں تو طلاق کی نوبت اگر خاموش رہوں تو خوف ورجا کی کیفیت میں معلق۔''

فائدہ

خاتون کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اس کا خاوند منارے کی طرح لمبا ہے جو بیوقوفی کی علامت ہوتی ہے ۔کسی پہلو بھی اعتدال نہیں نہ خوبصورت نہ خوب سیرت ایک روایت میں ایک جملہ مزید ہے کہ گویا میں تیز دھار تلوار کے نیچے مایوسی، خوف ورجا اور ہراست کی زندگی گزار رہی ہوں یعنی نہ تو اسے میری کوئی بات اچھی لگتی ہے اور نہ ہی خاموشی۔

کس سے محرومیٔ قسمت کی شکایت کیجئے
ہم نے چاہا تھا کہ مر جائیں سو وہ بھی نہ ہوا

غالب

04:قَالَتِ الرَّابِعَةُ زَوْجِیُ کَلَیْلِ تِهَامَةَ لَا حَرٌّوَلَا قَرٌّوَلَا مَخَافَةَ وَلَاسَآمَةَ

چوتھی عورت: جس کا نام مَهْدَدْ بنت هَزْوَمَهْ ہے اس نے کہا: ''میرا خاوند تو تِهَامَه کی رات کی طرح معتدل و پر کیف ہے نہ گرم نہ ٹھنڈا نہ اس سے خوف نہ رنج وملال۔''

فائدہ

تہامہ مکہ مکرمہ اور اسکے مضافات کو کہتے ہیں جہاں پہاڑوں کے ہالے میں گھری وادیوں کی رات باقی مملکت کے مقابلے میں معتدل، پر کیف اور روح افزا ہوتی ہے اور اسی وجہ سے عربی ادب میں ضرب المثل ہے۔

اس خاتون کا اپنے شوہر کو تہامہ کی رات سے تشبیہ دینے کا مطلب ہے کہ اس کا شوہر تمام معاملات میں انتہائی معتدل مزاج آدمی ہے جس کے قرب میں لذت وسرور میسر ہے یہاں تک کہ

Marfat.com

میں اس کی دسترس میں ہوں مگر وہ

مجھے میری رضا سے مانگتا ہے

پروین شاکر

05:قَالَتِ الْخَامِسَةُ : زَوْجِیْ اِنْ دَخَلَ فَهِدَ وَاِنْ خَرَجَ أَسِدَ وَلَا يَسْئَلُ عَمَّا عَهِدَ

پانچویں عورت: جس کا نام کبشۃ مذکور ہے اس نے کہا: ''میرا خاوند گھر میں داخل ہوتا ہے تو چیتا اور باہر نکلتا ہے تو شیر بن جاتا ہے جبکہ گھریلو معاملات میں زیادہ مداخلت اور کرید نہیں کرتا۔''

فائدہ

اس عورت نے اپنے خاوند کو گھر کے اندر چیتے اور گھر کے باہر شیر سے تشبیہ دے کر تعریف کی حد کر دی ہے۔ لہٰذا اس خاتون کی تشبیہ سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ شیر اور چیتے کی صفات پر غور کر لیا جائے۔

شیر کی صفات

عربی ادب میں شیر جن بہت سی صفات کی وجہ سے ضرب المثل ہے ان میں سے کچھ یہ ہیں:

اَکْرَمُ مِنَ الْاَسَدِ : شیر سے زیادہ شریف

میرے خیال میں شرافت کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ شیر انسان کی طرح طاقت کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے جانوروں کے کشتوں کے پشتے لگانے کے بجائے ضرورت کے مطابق شکار کرنے کے بعد جانوروں کو ہراساں نہیں کرتا بلکہ آرام کی نیند سو جاتا ہے۔

اَشْجَعُ مِنَ الْاَسَد : یعنی شیر سے زیادہ بہادر۔ اور اَجْرَأُ مِنَ الْاَسَدِ شیر سے زیادہ جرأت مند

اس عورت کا شیر سے تشبیہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا شوہر باجود طاقتور، بہادر اور جرأتمند ہونے کے بلاوجہ اپنے سے کمزور لوگوں کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ یعنی اپنی صلاحیتوں کا بیجا اور ناجائز استعمال نہیں کرتا۔

چیتے کی صفات

جبکہ گھر کے اندر چیتے سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ چیتا اپنی تین صفات کی بنا پر دوسرے درندوں سے ممتاز شمار ہوتا ہے۔

Marfat.com

الف: چیتا انتہائی حیادار جانور

ب: فُلَانٌ أَنْوَمُ مِنْ فَهْدٍ: کہتے ہیں کہ فلاں شخص چیتے سے زیادہ سونے والا ہے جس کا مطلب یہ کہ شکار اور ضروریات سے فارغ ہو کر دیر تک سوتا رہتا ہے جس کی بنیاد پر نسبتًا قلیل الشر جانور ہے کہ اس کے بے سود گھومنے پھرنے سے باقی جانوروں کو پریشانی نہیں ہوتی۔

ت: فُلَانٌ أَكْسَبُ مِنْ فَهْدٍ: کہتے ہیں کہ فلاں شخص چیتے سے زیادہ کام کرنے والا ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ اس کی مادہ جب حمل کی وجہ سے زیادہ حرکت یا شکار نہیں کر سکتی تو اس کی برادری کے تمام چیتے مل کر روزانہ اسے تازہ شکار مہیا کرتے اور اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

عورت کا اپنے خاوند کو چیتے سے تشبیہ دینے کا مطلب یہ تھا کہ اس کا خاوند گھر سے باہر تو ایک بہادر شیر کی زندگی گزارتا ہے جبکہ گھر میں نہ صرف اپنی ضروریات و حوائج سے فراغت کے بعد پرسکون وقت گذارتا ہے بلکہ اپنی بیوی اور بچوں کی ضروریات اور آرام سکون کا خیال رکھتا ہے اور اس طرح پرامن جس طرح چیتا اپنے گھر میں پرسکون اور چھوٹی چھوٹی باتیں کرید کر پریشان نہیں کرتا اور نہ ہی لڑائی کے لئے بہانے ڈھونڈتا ہے بلکہ بیوی کو گھر کی مختار اور مالکہ تصور کرتا اور اسکے حسن انتظام سے مطمئن رہتا ہے جب کہ گھر کے باہر کی زندگی میں شیر ہے نہ تو کسی کا ممنون اور نہ ہی بزدل و بے غیرت بلکہ وہ میرا سرمایۂ افتخار ہے۔

فائدہ

عورت کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے شوہر کو لوگوں کی نظروں میں باعزت و باوقار دیکھنے کی خواہشمند رہتی ہے جس کیلئے ساری زندگی ایثار و قربانی کا مظاہرہ کرتی رہتی ہے۔ مگر بعض بدنصیب و ناسمجھ لوگ عورت کی اس خوبی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے حالانکہ

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا ساز دروں
شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشت خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی دُرج کا درمکنوں

علامہ اقبالؒ

Marfat.com

اب اگر شوہر کا رویہ دوستانہ اور مثبت ہو تو بیوی سے بڑھ کر اس دنیا میں کوئی دوست نہیں مگر افسوس کہ

اک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور

کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد

نہ پردہ ' نہ تعلیم' نئی ہو کہ پرانی

نسوانیت زن کا نگہباں ہے فقط مرد

جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا

اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

علامہ اقبالؒ

گھریلو زندگی میں اپنے اپنے دائرہ کار اور حدود میں رہ کر زندگی گذارنا اور دوسروں کے لیے بھی وہی پسند کرنا جو انسان اپنے لئے کرتا ہے اس سے چندروزہ زندگی بہت پر کیف گزرتی ہے مگر وہ آدمی جو باہر بلی اور گھر کے اندر شیر بن جاتا ہے ایسے انسان کے ساتھ زندگی گزارنا اک عذاب ہوتا ہے۔ اور اپنے سے چھوٹے مرتبے والے اور کمزور لوگوں کے ساتھ گھل ملکر زندگی گزارنا پیغمبرانہ اخلاق ہے۔ اس خاتون کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ

مجھے ہر کیفیت میں کیوں نہ سمجھے

وہ میرے سب حوالے جانتا ہے

پروین شاکر

06: قَالَتِ السَّادِسَةُ : زَوْجِي اِنْ اَكَلَ لَفَّ وِاِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ وَاِنْ اضْجَعَ الْتَفَّ وَلَا يُوْلِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ.

چھٹی عورت: جس کا نام ھند مذکور ہے اس نے کہا "میرا خاوند جب کھاتا ہے تو اکیلا ہی سب کچھ چٹ کر جاتا ہے اور پیتا ہے تو سب کچھ چڑھا جاتا ہے۔ سوتا ہے تو اکیلا ہی اپنے کپڑوں میں لپٹ کر اور میری طرف کبھی ہاتھ ہی نہیں بڑھاتا کہ اسے میری ضرورت یا جذبات و تشنگی کا احساس ہو سکے۔

Marfat.com

فائدہ

اس خاتون کے واقعہ میں ذم کا پہلو ظاہر ہے جس کا مطلب یہ تھا کہ اس کا خاوند شریف وسخی اور موثر وغمگسار لوگوں کی طرح دوسروں کا خیال نہیں رکھتا بھینس کی طرح اکیلا ہی کونڈ خالی کر جاتا ہے یا ہاتھی کی طرح لپیٹ کر کھا جاتا ہے۔ نہ بیوی کی خواہشات کا احترام نہ بچوں کا خیال گویا کہ کوئی اجنبی گھر میں سویا پڑا ہو یعنی ''نہ گھر کا نہ گھاٹ کا دشمن سو من اناج کا'' جبکہ میری کیفیت یہ ہے کہ

میرے ویران دریچوں میں بھی خوشبو جاگے
وہ مرے گھر کے در و بام سجانے آئے
اس سے اک بار تو روٹھوں اسی کی مانند
اور مری طرح سے وہ مجھ کو منانے آئے

پروین شاکر

07: قَالَتِ السَّابِعَةُ : زَوْجِی غِيَايَاءُ .اَوْ عَيَايَاءُ طَبَقَاءُ كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءُ شَجَّکِ اَوْ فَلَّکِ اَوْ جَمَعَ كُلًّا لَکِ.

ساتویں عورت: کا نام بنت اوس بن عبد مذکور ہے اس نے کہا کہ'' میرا خاوند مباشرت سے عاجز اور نامرد ہے، بیوقوف اور بے عقل بھی جس بیماری کا نام لو اس میں موجود اور بد اخلاق و بے رحم ایسا کہ نا معلوم کب سر پھوڑ دے یا بدن زخمی کر ڈالے یا دونوں کام کر گزرے۔

فائدہ

معروف جاہلی شاعر امرأ القیس کی بیوی نے اپنے شوہر کے تعارف میں کہا تھا کہ'' ثَقِيلُ الصَّدْرِ، خَفِيفُ العَجزِ ، سَرِيْعُ الْاِرَاقَةِ ، بَطِیءُ الْاِفَاقَةِ''

فتح الباری / کتاب النکاح

ثقیل الصدر (بھاری اور بوجھل سینے والا) پتلی اور کم گوشت سرین والا سرعت انزال اور دائمی بیماریوں کا مریض نکھٹو قسم کا کردار۔

اور اسی طرح اس خاتون نے اپنے شوہر کو جن الفاظ میں متعارف کرایا ہے یہ صورت حال اک عذاب سے کم

Marfat.com

نہیں کیونکہ بقول حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالٰی

زنِ کز بر مرد بے رضاء بر خیزد
بس فتنہ و جنگ ازاں سرا بر خیزد

وہ عورت جو مرد کے پہلو سے ناخوش اُٹھتی ہے اس گھر میں فتنہ وفساد اور لڑائی جھگڑا شروع اور سکون ختم ہو جاتا ہے۔ اور اس خاتون کے کہنے کا بھی مطلب یہی ہے کہ

ہم تو سمجھے تھے کہ اک زخم ہے بھر جائے گا
کیا خبر تھی کہ رگ جاں میں اتر جائے گا

پروین شاکر

08: قَالَتِ الثَّامِنَةُ : زَوْجِی الْمَسُّ مَسُّ اَرْنَبٍ ، وَالرِّیْحُ رِیْحُ زَرْنَبٍ

آٹھویں عورت: نے کہا کہ میرا خاوند چھونے میں خرگوش کی طرح نرم اور خوشبو میں زعفران کی طرح مہکتا ہوا۔ یعنی

یہ حرف حرف میں خوشبو، یہ روشنی کا ہنر
مرا تو کچھ بھی نہیں، سب ترے جمال میں تھا

نوشی گیلانی

فائدہ

اس عورت کا نام ناشرہ بنت اوس مذکور ہے اور اس کے بیان کا مطلب یہ ہے کہ اس کا خاوند ایک آئیڈیل آدمی ہے جو نہ صرف نرم خو بلکہ پاکیزہ صفات کا مالک وشفاف ہے جس کے قرب سے لذت اور سرور میسر آتا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ایک جملہ مزید آیا ہے کہ گھر میں وہ میری محبت وخدمت سے میرا اسیر رہتا ہے۔ اور گھر کے باہر لوگوں کے معاملات میں دلچسپی لینے کے باعث ان کا مطاع اور سردار کہلاتا ہے۔ الغرض ازدواجی زندگی انتہائی پرکیف گزر رہی ہے۔ یعنی:

کو بکو پھیل گئی بات شناسائی کی
اس نے خوشبو کی طرح میری پذیرائی کی

پروین شاکر

09: قَالَتِ التَّاسِعَةُ : زَوْجِی رَفِیْعُ الْعِمَادِ ، طَوِیْلُ النِّجَادِ عَظِیْمُ الرَّمَادِ ، قَرِیْبُ الْبَیْتِ مِنَ النَّادِ

نوویں عورت: کا نام کمثۃ مذکور ہے۔ اس نے کہا کہ میرا خاوند بہت اعلٰی شان اور مرتبے والا سخی مہمان نواز

Marfat.com

اونچے مکان والا سلیقہ منداور رکھ رکھاؤ والا اور دراز قد سمارٹ جس کا گھر اور دار المشورہ بالکل قریب قریب ہیں۔

فائدہ

اس عورت نے مختصر الفاظ میں تعریف کے ڈھیر لگا دیئے ہیں مختصر یہ کہ اس کا خاوند مالدار، صائب الرائے اور تجربہ کار آدمی ہے جس سے لوگ اپنی مہمات میں مشورہ طلب کرتے ہیں۔ سخی ایسا کہ اپنا مکان بلندی پر بنا رکھا ہے تا کہ ہر حاجت مند کو دور سے نظر آئے اور کسی سے پوچھنے کی زحمت نہ ہو اور دار المشورہ بھی گھر کے قریب تا کہ مشورہ طلب کرنے والے اس کی میز بانی سے بھی لطف اندوز ہو سکیں اور جسمانی اعتبار سے بھی چاک و چوبند اور صحت مند آدمی جس کی مصاحبت میں پر سکون زندگی گزر رہی ہے۔

دنیا سے بے نیاز ہوں اپنی ہوا میں ہوں
جب تک میں تیرے دل کی محبت سرا میں ہوں
اک تخت اور میرے برابر وہ شاہ زاد
لگتا ہے آج رات میں شہر سباء میں ہوں

پروین شاکر

10: قَالَتِ الْعَاشِرَةُ : زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ ، مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ لَهُ اِبِلٌ كَثِيْرَاتُ الْمُبَارِكِ ،قَلِيْلَاتُ الْمَسَارِحِ وَاِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ اَيْقَنَّ اَنَّهُنَّ هَوَالِكُ.

دسویں عورت: جس کا نام کبشة بنت مالک / یا / حُبَّی بنت کعب ہے اس نے کہا: ''میرا خاوند مالک ہے۔ مالک کا کیا حال بیان کروں۔ وہ ان سب سے جواب تک کسی نے تعریف کی ہے یا ان سب تعریفوں سے جو میں اب بیان کروں گی۔ بہت ہی زیادہ قابل تعریف انسان ہے۔ اس کے اونٹ بہت ہی زیادہ ہیں جو گھر کے قریب ہی بٹھائے جاتے ہیں۔ چراگاہ میں چرنے کم ہی جاتے ہیں۔ جبکہ باجہ بجنے کی آواز سنتے ہی سمجھ جاتے ہیں کہ اب ان کے ذبح ہونے کا وقت آ گیا ہے۔

فائدہ

چراگاہ میں چرانے کے لئے نہ بھیجنے کی ایک وجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے رزق میں وسعت دے رکھی ہے لہٰذا اس کے مویشی انسانوں کی طرح اپنے اپنے کھونٹے پہ سیر ہو کر کھاتے پیتے ہیں انہیں چراگاہ میں جانے کی ضرورت

Marfat.com

پیش نہیں آتی۔

باجہ بجنے کی آواز سے مراد یہ ہے کہ جب اس کے گھر مہمان آتے ہیں تو وہ باجہ بجا کر ان کا استقبال اور اظہار مسرت کرتا ہے لہٰذا باجے کی آواز سن کر اس کے اونٹ معلوم کر لیتے ہیں کہ اب ان میں سے کسی نہ کسی کے ذبح ہونے کا وقت آگیا ہے۔ یا وہ اپنے جانوروں کو چراگاہ میں اس لیے نہیں بھیجتا کہ مہمان آنے کی صورت میں وہاں سے ذبح کے لیے لائے جانے تک مہمان کو انتظار کی کوفت سے بچایا جاسکے۔

لہٰذا جو شخص مہمانوں کے لئے اتنا فراخ دل ہے وہ گھر والوں کے لئے کتنا رحم دل ہوگا اس بات کا بس تصور ہی کیا جاسکتا ہے۔

حسین بہت ہیں مگر مرا انتخاب ہے وہ
کہ اس کے حسن پہ باطن کا انعکاس بھی ہے

احمد ندیم قاسمی

11: قَالَتِ الْحَادِيَةُ عَشْرَةَ : زَوْجِیْ اَبُوْزَرْعٍ وَمَا اَبُوْ زَرْعٍ ؟ اَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ اُذُنَيَّ وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَیَّ وَبَجَّحَنِیْ فَبَجَحَتْ اِلَیَّ نَفْسِیْ وَجَدَنِیْ فِیْ اَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِیْ فِیْ اَهْلِ صَهِيْلٍ وَاَطِيْطٍ وَّ دَائِسٍ وَمُنَقٍّ فَعِنْدَهٗ اَقُوْلُ فَلَا اُقَبَّحُ ، وَاَرْقُدُ فَاَتَصَبَّحُ وَاَشْرَبُ فَاَتَقَمَّحُ اُمُّ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا اُمُّ اَبِیْ زَرْعٍ ؟ عُكُوْمُهَا رَدَاحٌ وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ ، اِبْنُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا اِبْنُ اَبِیْ زَرْعٍ ؟ مَضْجَعُهٗ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ وَيُشْبِعُهٗ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ ، بِنْتُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَابِنْتُ اَبِیْ زَرْعٍ طَوْعُ اَبِيْهَا وَطَوْعُ اُمِّهَا وَ مِلْءُ كِسَاءِ هَا وَغَيْظُ جَارَتِهَا ، جَارِيَةُ اَبُوْ زَرْعٍ فَمَا جَارِيَةُ اَبُوْ زَرْعٍ ؟ لَا تَبُثُّ حَدِيْثَنَا تَبْثِيْثًا وَلَا تُنَقِّثُ مِيْرَتَنَا تَنْقِيْثًا وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيْشًا . قَالَتْ خَرَجَ اَبُوْزَرْعٍ وَالْاَوْطَابُ تُمْخَضُ فَلَقِیَ اِمْرَاَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَنِیْ وَنَكَحَهَا ، فَنَكَحْتُ بَعْدَهٗ رَجُلًا سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَاَخَذَ خَطِيًّا ، وَرَاحَ عَلَیَّ نَعَمًا ثَرِيًّا وَاَعْطَانِیْ مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا وَقَالَ كُلِیْ اُمَّ زَرْعٍ وَمِيْرِیْ اَهْلَكِ ، قَالَتْ فَلَوْجَمَعْتُ كُلَّ شَیْءٍ اَعْطَانِیْ مَا بَلَغَ اَصْغَرَ اٰنِيَةِ اَبِیْ زَرْعٍ . قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا : قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُنْتُ لَكِ كَاَبِیْ زَرْعٍ لِاُمِّ زَرْعٍ.

گیارہویں عورت ام زرع بنت اُکْھَلْ بن ساعد ہے جس کے نام سے یہ حدیث ام زرع اور کہانی

Marfat.com

موسوم ہے''اس نے کہا میرا خاوند ابوزرع تھا۔ابوزرع کا کیا بیان کروں وہ ایسا شخص تھا جس نے زیورات سے میرے کان جھکا دیئے تھے اور کھلا کھلا کر میرے بازو چربی سے پُر کر دیئے۔ مجھے اس نے اتنا خوش وخرم رکھا کہ مجھے اپنے اوپر فخر محسوس ہونے لگا حالانکہ میں ایسے غریب گھرانے سے لائی گئی تھی جو چند بکریوں کے ساتھ غربت اور تنگدستی کی زندگی بسر کرتا تھا مگر ابوزرع اس خاندان میں لے آیا جہاں گھوڑے، اونٹ، بیل، گائے اور زندگی کی ہر سہولت میسر تھی۔

اس پہ کمال یہ کہ میری کسی بات پہ کبھی ڈانٹ ڈپٹ یا برا محسوس نہیں کرتا تھا۔اگر میں دن چڑھے تک سوتی رہتی تو کوئی جگاتا نہیں تھا نہ کبھی کھانے پینے کی تنگی۔جبکہ ابوزرع کی ماں میری ساس اس کی کیا تعریف کروں اس کے بڑے بڑے برتن ہمیشہ کھانے پینے کی چیزوں سے بھرے رہتے اور مکان بھی بہت وسیع۔جبکہ ابوزرع کا بیٹا وہ بھی باکمال پتلا دبلا چھریرے بدن کا اس کے سونے کا حصہ (پسلی) ستی ہوئی تلوار کی طرح باریک (بہادر) بکری کے بچے کی ایک دستی پیٹ بھرنے کے لئے کافی (کم خور) ابوزرع کی بیٹی تو اس کے کیا کہنے ماں باپ کی فرمانبردار' صحت مند ایسی کہ سوکن دیکھ کر جل اٹھے اور ابوزرع کی باندی (نوکرانی) وہ بھی کمال کی، گھر کی بات کبھی باہر کسی سے نہ کہتی کھانے تک کی چیز کے لئے اجازت لیتی اور گھر بھی صاف ستھرا رکھتی الغرض کہ ہم عیش سے زندگی گزار رہے تھے کہ ایک روز صبح کے وقت جب دودھ کے جانور دوہے جا رہے تھے اچانک ابوزرع گھر سے نکلا اور پھر:

کیسے کہہ دوں کہ مجھے چھوڑ دیا ہے اس نے
بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی

پروین شاکر

راستے میں ایک عورت پڑی ملی جس کی کمر کے نیچے چیتے جیسے دو بچے اناروں سے کھیل رہے تھے (یعنی ماں کی چھاتیوں سے دودھ پی رہے تھے یا درحقیقت دو انار تھے جس کا امکان کم ہے) پس وہ اسے ایسی پسند آئی کہ اس سے نکاح کر لیا جبکہ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ وہ نکاح کے بعد مسلسل اصرار کرتی رہی تا آنکہ ابوزرع نے مجھے طلاق دے دی۔

اس کے بعد میں نے ایک اور سردار اور شریف النسب آدمی سے نکاح کر لیا جو شہسوار اور بہادر انسان ہے اس نے مجھے بہت سی نعمتیں عطا کر رکھی ہیں۔

اونٹ گائے اور بکری وغیرہ ہر ایک سے جوڑا جوڑا دے اور کہا کہ ام زرع خود بھی کھاؤ پیؤ اور اپنے میکے بھی بھیجتی رہو لیکن بات یہ ہے کہ اگر میں اس کی ساری نعمتیں جمع کر لوں تب بھی ابوزرع کی چھوٹی سی عطاء کے برابر نہیں ہوسکتیں کیونکہ

Marfat.com

ایسے موسم بھی گزارے ہم نے
صبحیں جب اپنی تھیں شامیں اس کی
دھیان میں اس کے یہ عالم تھا کہ کبھی
آنکھ مہتاب کی یادیں اس کی
دور رہ کر بھی سدا رہتی ہیں
مجھ کو تھامے ہوئے باہیں اس کی

پروین شاکر

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ قصہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ میں بھی تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسا کہ ابوزرع ام زرع کیلئے تھا مگر میں تمہیں طلاق نہیں دوں گا۔ تب سیدہ عائشہ نے فرمایا: ''میرے ماں باپ آپ پر قربان ابوزرع کی کیا حقیقت آپ کے سامنے۔ آپ میرے لئے اس سے بڑھ کر ہیں۔

طبرانی

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنٌ
وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

آپ جیسا حسین تو کبھی میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں اور آپ جیسا صاحب جمال کبھی کسی عورت نے جنا ہی نہیں آپ تو ہر عیب سے مبرا پیدا کئے گئے ہیں گویا کہ آپ کو آپ کی مرضی کے مطابق پیدا کیا گیا ہو۔ اور

رنگ خوشبو صباء چاند تارے کرن پھول شبنم شفق آبجو چاندنی
تیرے معصوم پیکر کی تخلیق میں حسن فطرت کی ہر چیز کام آ گئی

علامہ عامر عثمانی مرحوم

فائدہ

اس حدیث شریف میں چند علمی مباحث و مسائل اور فوائد ہیں۔ جن میں سے ایک اہم سبق یہ ہے کہ دنیا کے

Marfat.com

بظاہر و بزعم خویش بڑے لوگ اور جبابرہ وفراعنہ، اکاسرہ وقیاصرہ کا قرب انتہائی متعفن ہوتا ہے جن کے اہل وعیال، رفقائے کار اور ماتحت انتہائی وحشت اور ہراست ونفرت کی زندگی گزارتے ہیں جیسا کہ عربی میں ایک ضرب المثل مشہور ہے:

''اَلْوَضِیْعُ اِذَا رْتَفَعَ تَکَبَّرَ وَ اِذَا حَکَمَ تَجَبَّرَ''

نیچ وکم ظرف اور کم ذات کو جب مرتبہ واقتدار یا مال ودولت مل جائے تو متکبر و مغرور ہو جاتا ہے اور اگر کہیں حکَمْ یا حَاکِمْ بنایا جائے تو جبر سے کام لیتا ہے۔

نیچاں دی آشنائی کولوں پھل کسے نہیں پایا
کیکر تے انگور چڑھایا تے ہر گچھا زخمایا

حضرت میاں محمد بخش صاحبؒ

مگر شریف النسب اور اعلیٰ ظرف کے لوگوں کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے رفقائے کار اور ماتحتوں کی ضروریات، احساسات وجذبات اور عزت نفس ووقار کو ملحوظ رکھتے ہیں اور "سید القوم خادمهم" کا مصداق یعنی قوم کا حقیقی سردار وہی ہے جو قوم کی خدمت کو اپنا اعزاز تصور کرے۔ جیسا کہ حکیم رومیؒ نے فرمایا:

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود را دیدہ او محروم شد

دوسروں کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزا کے طور پر مخدوم بنا لیے جاتے ہیں اور خود پسند محروم رہ جاتے ہیں۔

حدیث ام زرع پہ ایک نظر

اگر ہم غور کریں تو اس پورے واقعہ میں ہمارے لئے مزید چند سبق آموز باتیں ہیں جن کا سمجھنا انتہائی مفید ہوگا۔

☆ ان گیارہ عورتوں میں سے جن کے خاوند اچھے نہ تھے ان میں سے کسی ایک نے بھی اپنے خاوند کا نام ذکر نہیں کیا بلکہ ان کے عیوب بیان کرنے پہ اکتفا کیا ہے کیونکہ

ہر ایک عقوبت سے ہے تلخی میں سوا تر
وہ رنج جو ناکردہ گناہوں کی سزا ہے

فیض احمد فیض

جب کہ ان میں سے دسویں عورت کبشة نے اپنے خاوند مالک اور ام زرع جو اس حدیث کا مرکزی موضوع

Marfat.com

ہے نے بار بار ابوزرع کا نام دہرایا ہے گویا کہ انہیں یہ نام پکارتے ہوئے لذت محسوس ہوتی ہے

وہ تو خوشبو کی طرح مجھ میں سمایا ہے کہیں

کون کہتا ہے کبھی اس کا اثر جائے گا

امتیاز علی گوہر

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْ لَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ لَهَا " اِنِّیْ اَعْرِفُ غَضَبَکِ اِذَا غَضِبْتِ وَرِضَاکِ اِذَا رَضِیْتِ " قَالَتْ وَکَیْفَ تَعْرِفُ ؟ قَالَ : " اِذَا غَضِبْتِ قُلْتِ : یَا مُحَمَّدُ وَاِذَا رَضِیْتِ قُلْتِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ .

هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَالْمَحْفُوْظُ مَا اُخْرِجَا فِیْ " اَلصَّحِیْحَیْن " لِاَبِیْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ بِلَفْظٍ " اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اِذَا کُنْتِ عَنِّیْ رَاضِیَةً وَاِذَا کُنْتِ عَلَیَّ غَضْبٰی " قَالَتْ وَکَیْفَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟قَالَ : " اِذَا کُنْتِ عَنِّیْ رَاضِیَةً ، قُلْتِ لَا وَ رَبِّ مُحَمَّدٍ وَاِذَا کُنْتِ عَلَیَّ غَضْبٰی قُلْتِ لَا وَ رَبِّ اِبْرَاهِیْمَ " قُلْتُ اَجَلْ وَاللّٰهِ مَا اَهْجُرُ اِلَّا اِسْمَکَ "

سیر اعلام النبلا ترجمۃ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

ترجمہ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کبھی کبھی رسول اللہ ﷺ اس طرح فرماتے تھے اے عائشہ میں تمہارے اظہار کئے بغیر تمہاری خوشی اور ناراضگی محسوس کر لیتا ہوں۔عرض کیا وہ کیسے یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فرمایا: تمہارے طرز تخاطب سے کیونکہ ناراضگی کے وقت صرف یا محمد پکارتی ہو اور خوشی کے وقت یا رسول اللہ۔

اس سے زیادہ پائیدار ایک اور روایت بھی موجود ہے جسے بخاری" و مسلم" دونوں نے روایت فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا تم جب ناراض ہوتی ہو تو میں فوراً تمہارے غصے کو محسوس کر لیتا ہوں عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مگر میں نے تو کبھی آپ پہ اپنے غصے کا اظہار ہونے ہی نہیں دیا پھر آپ میری قلبی کیفیت کو کیسے محسوس فرما لیتے ہیں؟

آپ نے فرمایا یہی تو بات ہے۔عرض کیا مجھے بتایا جائے وہ کیسے؟ ارشاد فرمایا: جب تم راضی ہوتی ہو تو بوقت ضرورت " رَبِّ مُحَمَّدْ " محمد کے رب کی قسم کہہ کر قسم اٹھاتی ہو اور بوقت ناراضگی " رَبِّ اِبْرَاهِیْم "ابراہیم کے رب کی قسم۔تب سیدہ عائشہؓ نے مسکراتے ہوئے اقرار فرمالیا۔

Marfat.com

مگر جہاں غبار یا معمولی شکر رنجی کے بجائے بیوی کو اس قدر بے بس اور ذہنی طور پر مفلوج کر دیا جائے جیسا کہ واقعات بیان ہوئے ہیں وہاں اس کے دل کی کیا کیفیات ہونگی اور کن الفاظ میں بیان کی جاسکتی ہیں

وہ آگ ہے کہ مری پور پور جلتی ہے
مرے بدن کو ملا ہے چنار کا موسم

پروین شاکر

ایک اہم سبق

مجھے یاد پڑتا ہے کہ آج سے نصف صدی پہلے تک اگر کوئی عورت باہر بیٹھ کر بچے کو دودھ پلاتی نظر آتی تو گاؤں کی بڑی عمر کی عورتیں اسے ڈانٹ دیتی تھیں کہ پردے میں بیٹھ کر دودھ پلاؤ۔

ابوزرع نے جب پہلی بار اس دوسری عورت کو دیکھا کہ اس کے بچے اس کی چھاتیوں سے کھیل رہے تھے اور امام نووی ؒ کی شرح مسلم کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں کی خوبصورتی نے اسے ام زرع سے دور کر دیا ورنہ یہ فیصلہ کوئی آسان نہ تھا اسی لئے خواتین کو پردے اور مردوں کو آنکھ کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ

وَ عَنِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ لَا تُبَاشِرُ الْمَرأَۃُ الْمَرأَۃَ فَتَنْعَتُھَا لِزُوْجِھَا کَاَنَّہٗ یَنْظُرُ اِلَیْھَا ۔

صحیح البخاری فی النکاح:عن عمربن حفص بن غیاث عن أبیه . أبو داود فی النکاح : عن مسدد عن أبی عوانة . الترمذی فی الاستئذان : عن هناد عن أبی معاویة . النسائی فی عشرة النساء (الکبری) عن اسحاق بن ابراهیم عن عیسی بن یونس، أربعتهم عنه به.

حضرت عبداللہ بن مَسْعُوْد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب ایک عورت دوسری کے ساتھ گھل مل کر وقت گزارے تو اس کے بعد وہ اپنے شوہر کے سامنے دوسری کا حلیہ اور ناک نقشہ وحسن و جمال اس طرح بیان نہ کرے کہ جیسا وہ اس کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہے۔

یعنی اس طرح کرنے سے نقصان یہ ہے کہ شیطان اس کی اپنی بیوی سے توجہ ہٹا کر اس دوسری عورت کی طرف مائل کر دے گا اور کبھی کبھی بھگتنا بھی پڑ جاتا ہے۔

دنیا مجھی سے میرا پتہ پوچھتی رہی
میرا وجود گم تھا کسی اور ذات میں

محسن نقوی

Marfat.com

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا خَطَبَ اِلَیْکُم مَنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَہٗ وَخُلُقَہٗ فَزَوِّجُوْہُ اِنْ لَّا تَفْعَلُوْہُ تَکُنْ فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِیْضٌ.

اخرجہ الترمذی جامع ترمذی فی النکاح

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ راوی ہیں کہ رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی ایسا شخص تم سے بیٹی کا رشتہ طلب کرے جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو نکاح کر دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین پر بڑا فتنہ اور لمبا چوڑا فساد پھیل جائے گا۔

مگر افسوس تو یہ ہے کہ مسلمان گھرانوں میں بھی اب دینداری واخلاق کے بجائے دوسری چیزیں قابل ترجیح ہیں لہٰذا ایسے مسائل کا پیدا ہونا لازمی ہے۔

اَبُوْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ کُلُّ عَیْنٍ زَانِیَۃٌ، وَاَنَّ الْمَرْاَۃَ اِذَا سْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَھِیَ کَذَاوَکَذَا : یَعْنِیْ زَانِیَۃً.

جامع ترمذی

حضرت اَبُوْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ راوی ہیں کہ رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر نظر (کسی غیر محرم کی طرف غلط ارادے سے اُٹھنے والی) زنا کی مرتکب ہوتی ہے اور بیشک ایک عورت جب خوشبو استعمال کر کے مردوں کی مجلس کے قریب سے گزرتی ہے تو وہ ایسی ہے۔ ایسی ہے۔ یعنی زنا کار وبدکار ہے۔

یہ حدیث شریف ترمذی۔ سنن نسائی اور ابوداود میں بھی تھوڑے تھوڑے لفظی اختلاف کے ساتھ روایت ہوئی ہے مگر اتنی سخت وعید کے باوجود ہمارے معاشرے کی تصویر سب کے سامنے ہے۔

ان تمام واقعات کا خلاصہ یہ ہے کہ خاوند اگر با اخلاق اور صحت مند ہو تو عورت اس کے لئے بہت سی قربانیاں دینے کو تیار ہو جاتی ہے مگر جب بنیاد ہی غلط ہو تو اس پہ ازدواجی زندگی کا مستقبل تعمیر نہیں ہو سکتا بلکہ کبھی کبھی عورت کیلئے پاکدامن رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔

مجھ میں کبھی آہٹ کی طرح سے کوئی آئے
اک بند گلی کی طرح سنسان بہت ہوں

پروین شاکر

Marfat.com

21
21

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح

پس منظر

جاہلیت میں عورتوں کی بے حرمتی اور مظالم کی ایک طویل داستان ہے جس میں سے کتاب کے شروع میں ایک تلخیص پیش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ آخری پیغمبر اور قرآن کریم آخری کتاب ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ ہی کے ذریعے مکارم اخلاق کی تکمیل ہونا تھی اس لیے اللہ کریم نے اپنے رسول ﷺ کو دینی مصالح کے تحت نہ صرف کثرت نکاح کی خصوصی اجازت مرحمت فرمائی بلکہ آپ کی مرغوبات میں عورت کو پہلی حیثیت حاصل ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَاءُ ، وَالطِّیْبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلَاةِ .

أخرجه النسائي في " عشرة النساء باب حب النساء واسناده حسن ورواه ايضا احمد فى " ألمسند " والحاكم والبيهقى وغيرهم : جامع الاصول فى احاديث الرسول ﷺ : الفرع الأول : فى فضلها مجملا.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دنیوی ساز و سامان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عورت اور خوشبو میرے لیے محبوب و مرغوب بنادی گئی ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَمْ یَكُنْ شَیْءٌ أَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ النِّسَاءِ مِنَ الْخَیْلِ .

المصدر السابق

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دنیا کے مال و متاع میں سے عورت کے بعد گھوڑے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ تھی۔

لہٰذا دینی مصالح کے پیش نظر راجح قول کے مطابق آپ نے کل پندرہ نکاح فرمائے جن میں سے گیارہ کے ساتھ تخلیہ فرمایا اور بوقت وصال نو بقید حیات تھیں۔

فتح البارى شرح صحيح البخارى كتاب الغسل ، باب اذا جامع ثم عاد ، ومن دار على نسائه فى غسل واحد.

Marfat.com

مسئلہ

امھات المؤمنین کا اطلاق صرف ان گیارہ خواتین پر ہوتا ہے جن سے آپ نے تخلیہ فرمایا تھا اور وہ سب دنیا کی طرح آخرت میں بھی آپ کی ازواج ہیں۔

تاہم ہر نکاح میں امت کیلئے سامان رشد و ہدایت ہے۔یہی وجہ ہے کہ امت کی تعلیم کیلئے آپ ﷺ نے ازواج مطہرات کو اجازت فرمائی کہ وہ آپ کی خلوت کی زندگی کے ہر پہلو کو بیان کرتی جائیں تاکہ باقی لوگ بھی آپ کی اقتدا میں اپنی خواتین کو معاشرے میں ان کا کھویا ہوا مقام دیکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو ہو جائیں۔اور یہی وجہ ہے کہ ازدواجیات کے موضوع پر اسلام کے پاس جتنا سرمایۂ اخلاق موجود ہے وہ کسی اور قوم اور مذہب کے پاس نہیں۔لہٰذا میں اختصار کے ساتھ ازواج مطہرات کا تعارف پیش کرنے سے پہلے ازواج مطہرات کے چند فضائل بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

ازواج مطہرات کے فضائل

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

سُنَنِ أَبِي دَاوٗد عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

ازواج طاھرات و مطھرات ،طیبات و مطیبات ، بریئات و مبرآت رضی اللہ عنھن وأرضاھن أجمعین وصلی اللہ وسلم علی نبیه الصادق الأمین کے فضائل وخصوصیات اور امتیازات دو قسم پر ہیں انفرادی اور اجتماعی۔مگر چونکہ کتاب کا موضوع سیرت نہیں بلکہ ازدواجیات بیان کرنا ہے لہٰذا میں موضوع کی مناسبت سے اختصار کے ساتھ چند فضائل و امتیازات بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

لغت میں بنیادی طور پر لفظ " زَوْجٌ " فرد۔یعنی ایک کے مقابل آتا ہے۔ زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ " یعنی جوڑا یا تنہا۔ جمع " أَزْوَاجٌ ،جس کی جمع منتھی الجموع " أَزَاوِيْجُ " آتی ہے۔اور جوڑا اس وقت بنتا ہے جب دونوں ایک دوسرے کے متشابہ، متشاکل، متساوی اور متقابل ہونے کے علاوہ ان میں اتصال ہو جیسے "عِنْدِيْ زَوْجَانِ مِنَ الْحَمَامِ" میرے پاس کبوتروں کا جوڑا یعنی مذکر و مؤنث دونوں کا جوڑا ہے۔"عِنْدِيْ زَوْجَانِ مِنَ الْخِفَافِ" میرے پاس چرمی موزوں کا جوڑا ہے۔یعنی دائیاں بائیاں، ہم شکل اور متساوی۔

Marfat.com

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هَذَا خَيْرٌ ... ''

اخرجه البخاری فی الصیام باب : الريان للصائمين ،وهو جزء من حديث أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

ترجمہ

جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جوڑا خرچ کیا اسے جنت کے ہر دروازے سے پکارا جائے گا اے اللہ کے بندے یہ دروازہ اچھا ہے۔اس سے جنت میں داخل ہو جا۔

یہاں جوڑے سے مراد ہے ایک ہی جنس میں دو دو چیزیں جیسے دو اونٹ ، دو بکریاں ، دو درہم ، دو دینار ، دو قمیصیں ، دو موزے وغیرہ۔جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک بکری اور ایک اونٹ ملا کر جوڑا نہیں بن سکتا کیونکہ دونوں ہم جنس، ہم شکل، ہم وزن، ہم قیمت اور ہم مرتبہ نہیں۔اسی طرح اس کے معنی میں اتصال کا مفہوم پایا جاتا ہے:

وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ () ۴۴ : الدخان ۵۴

اور جنت میں، ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان مومنوں کا نکاح کر دیں گے۔

زَوَّجْنَاهُمْ : کا ''لسان العرب میں اس طرح معنی کیا گیا ہے ''أَيْ قَرَنَّاهُمْ بِهِنَّ'' ہم اہل ایمان کو حوروں کا ساتھی بنا دیں گے یا ساتھ ملا دیں گے۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہاں کوئی نکاح رجسٹرار بیٹھا ہوگا بلکہ مغفرت کی صورت میں فی الفور مرد عورت کو اس کا ہم شکل اور مساوی ساتھ مہیا کر دیا جائے گا۔اور قرآن کریم میں دوسرے مقام پر قیامت کا ایک منظر اس طرح ہے۔

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ () مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلَى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ()

۳۷ : ألصافات ۲۲ – ۲۳

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ''گھیر لاؤ سب ظالموں اور ان کے ساتھیوں اور ان معبودوں کو جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے پھر ان سب کو جہنم کا راستہ دکھاؤ''

قرآن کریم میں اس مقام پر ازواج کے معنی صرف بیویاں یا شوہر نہیں بلکہ وہ سب ساتھی ہیں جو برائی میں ایک دوسرے کے زوج یعنی معاون اور شریک تھے لہٰذا ان کا حشر بھی ایک ساتھ ہوگا۔جبکہ اہل ایمان جس طرح نیکی میں ایک دوسرے کے زوج ہیں اسی طرح وہاں بھی اکٹھے اٹھائے اور نوازے جائیں گے۔

Marfat.com

واقول

قرآن کریم میں حضرت آدم وحواء علیہما السلام کوتو ایک دوسرے کا زوج کہا گیا ہے مگر بعض دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام اوران کی بیویوں کوایک دوسرے کا زوج نہیں کہا گیا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت آدم وحواء علیہما السلام کے درمیان نہ صرف جسمانی رشتہ ہے بلکہ ظاہری وباطنی یعنی عقیدے اور ایمان کا اتحاد بھی موجود ہے جو ہمیشگی کے ساتھ پر دلالت کرتا ہے۔

وَ قُلْنَا یٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ () فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِیْهِ ط وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ () فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ ط اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ () ۲ ۰ :البقرة ۳۵ -۳۷

ترجمہ

پھر ہم نے آدم سے کہا تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں رہو جس طرح چاہو کھاؤ پیو۔امن چین کی زندگی بسر کرو مگر دیکھو وہ جو ایک درخت ہے تو کبھی اس کے پاس بھی نہ پھٹکنا اگر تم اس کے پاس گئے تو حد سے تجاوز کر بیٹھو گے۔ پھر ایسے ہوا کہ شیطان کی وسوسہ اندازی نے ان دونوں کے قدم ڈگمگا دیئے اور انہیں اس حالت سے نکلوا کر چھوڑا جس میں وہ تھے تب ہم نے کہا کہ اب تم سب یہاں سے اتر جاؤ۔تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہیں ایک خاص وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور وہیں زندگی بسر کرنا ہے۔اس وقت آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ کر توبہ کی جس کو اس کے رب نے قبول کرلیا کیونکہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

اِلٰی حِیْنٍ: سے مراد ایک محدود وقت ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرات آدم وحواء علیہما السلام سے فرمایا کہ اب تم دونوں کچھ عرصے کیلئے دنیا پر جاؤ اور اپنے حصے کی ذمہ داری پوری کر کے واپس جنت میں آجاؤ۔

جبکہ حضرت نوح ولوط علیہما السلام اور ان کی عورتوں کا معاملہ یہ نہیں محض جسمانی رشتہ ہے لہٰذا ان کے متعلق ارشاد باری ہے: ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ط كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَّقِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ () التحریم ۱۰

ترجمہ

اللہ کافروں کے معاملہ میں نوح اور لوط کی عورتوں کو بطور مثال بیان کرتا ہے۔وہ ہمارے دو نیک بندوں کے

Marfat.com

نکاح میں تھیں مگر انہوں نے اپنے ان شوہروں کے ساتھ خیانت کی تو وہ اللہ کے مقابلے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آسکے۔ان دونوں سے کہہ دیا گیا کہ تم بھی جاؤ آگ میں جانے والوں کے ساتھ۔

اسی طرح حضرت آسیہ علیہا السلام اور فرعون کا معاملہ ہے جن کے بارے میں قرآن کریم نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ م اِذْقَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًافِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ () التحریم ۱۱

ترجمہ

اور ایمان والوں کے معاملہ میں اللہ فرعون کی عورت کی مثال پیش کرتا ہے جبکہ اس نے دعا کی '' رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ '' اے میرے رب میرے لئے اپنے ہاں جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے بچا لے اور ظالم قوم سے مجھے نجات دے۔

وَ اَخْرَجَ وَكِيْعٌ فِي الْغُرَرِ عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهٖ '' وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ '' قَالَ مِنْ جَمَاعِهٖ.

الدر المنثور فی التفسیر الماثور للامام جلا ل الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر اس طرح منقول ہے کہ یہ جو حضرت آسیہ کی دعا تھی'' وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ '' مجھے فرعون اور اسکے عمل سے بچا لے: تو اس سے مراد تھی جماع۔ یعنی اے اللہ اب اسے میرے جسم سے دور رکھ۔'' اور یہ دعا فوراً قبول کر لی گئی تھی۔

فرعون حضرت آسیہ علیہا السلام کا جسمانی زوج ضرور تھا مگر عقیدے اور ایمان میں نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے غیر مسلم کے ساتھ نکاح کرنا قیامت تک کیلئے حرام قرار دے دیا ہے۔

یہ مفاہیم ذہن میں رکھنے کے بعد جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ اللہ کریم نے رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ بیویوں کو آپ کی عورتوں کے بجائے آپ کی ''ازواج'' کے خطاب سے جو سرفراز فرمایا ہے تو اس میں بھی حکمتیں پوشیدہ ہیں اور وہ کوئی معمولی خواتین نہیں ہوسکتیں۔ خود قرآن کریم نے انہیں باور کرایا ہے کہ'' يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ

Marfat.com

كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ''اے میرے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

اس آیت مبارکہ میں ازواج کے بجائے'' یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ '' سے خطاب کی وجہ دراصل ازواج مطہرات کی جنس عورت ظاہر کرنا مقصود ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی ازواج کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ اگر چہ تمہاری جنس بھی عورت ہی ہے اور تمہاری ضروریات بھی وہی ہیں لیکن میرے نبی کی ازواج بننے کے بعد تمہارا مقام و مرتبہ، تمہارے فضائل و مسائل اور تمہاری ترجیحات باقی عورتوں کی نسبت بالکل الگ ہیں جس طرح مرد کی جنس ہونے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کا معاملہ ہے۔

لہٰذا مسلمان امت کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ جس طرح حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی صف میں رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات و امتیازات ہیں اسی طرح آپ کی ازواج کی حیثیت سے ان کی خصوصیات و امتیازات ہیں جو دنیا میں کسی عورت کو کبھی حاصل تھے، ہیں، نہ ہوں گے۔

میں فقط خاک ہوں نام محمد سے ہے نسبت میری
یہی ایک رشتہ ہے جو میری اوقات بدل دیتا ہے

انبیائے سابقین علیہم السلام کی بیویوں کے مقابلے میں ازواج مطہرات کا ایک امتیاز یہ ہے کہ وہ نہ صرف رسول اللہ ﷺ کی دنیا و آخرت میں ازواج ہیں بلکہ مومنین کی ایسی مائیں ہیں کہ ان کے متعلق دل میں گندہ خیال لانا بھی باعث کفر ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ () ۳۳ : الأحزاب ٦

ترجمہ

بلاشبہ نبی تو اہل ایمان کیلئے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے اور نبی کی ازواج ان کی مائیں ہیں۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا () ۳۳ : الأحزاب ۵۳

ترجمہ

تمہارے لیے ہرگز جائز نہیں کہ اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کرو یہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔

ازواج مطہرات کے بارے میں کوئی ایسی بات جو ان کے مقام و مرتبہ کے خلاف ہو اسے قرآن کریم نے ان

Marfat.com

کے بجائے رسول اللہ ﷺ کی ہتک عزت قرار دیا ہے۔ اور امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ ہتک عزت تو درکنار اس طرح کی سوچ بھی ایسے انسان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتی ہے۔

طلحہ بن عبید اللہ کی توبہ

''طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَئِنْ عِشْتُ بَعْدَ مُحَمَّدٍ لَأَنْكِحَنَّ عَائِشَةَ'' مندرجہ بالا حکم نازل ہونے سے پہلے ایک صاحب طلحہ بن عبید اللہ نے ناسمجھی میں یہ کہہ دیا تھا کہ اگر میں رسول اللہ ﷺ کے وصال تک زندہ رہا تو ضرور عائشہ سے نکاح کروں گا۔

مگر جب انہیں اس حکم کے نزول اور غلطی کا احساس ہوا تو استغفار۔ کے ساتھ ایک غلام آزاد کیا۔ جہاد کیلئے دس اونٹ صدقہ کیے اور پیادہ چل کر حج کیا۔

التفسیر الکبیر للرازی وتفسیر المظہری رحمہما اللہ تعالی

لیکن اس حکم کے نزول کے بعد اگر کسی نے ایسا کہا ہوتا تو یقیناً قتل کر دیا جاتا کیونکہ ''اِنَّ ذَالِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا'' اللہ کریم کے نزدیک یہ ایک سنگین معاملہ ہے۔

تَخْيِيْر

تَخْيِيْرٌ: خَيَّرَهُ فِي الْأَمْرَيْنِ وَخَايَرَهُ بَيْنَ الْأَمْرَيْنِ : یعنی دو صورتوں میں سے ایک کو اپنانے کا اختیار۔ شرعی اصطلاح میں اس کا مطلب ہے خاوند کا بیوی کو اس بات کا اختیار دیدینا کہ وہ چاہے تو اس کے ساتھ رہے یا علیحدگی اختیار کر لے۔ ازواج مطہرات کے امتیازات میں سے واقعہ تخییر ایک اہم واقعہ ہے جو ان نفوس قدسیہ کی ایسی سعادت وعظمت پر دلالت کرتا ہے جس میں ان کا کوئی ساجھی وشریک نہیں۔

واقعہ تَخْيِيْر کا پس منظر

تاریخی طور پر تخییر کا واقعہ غزوۂ احزاب وغزوۂ بنو قریضہ کے بعد اور نزول حجاب اور حضرت بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے درمیان پیش آیا ہے جسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فصاحت و بلاغت نے مختصر ترین ایک جملے میں سمیٹ دیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ '' خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرْنَاهُ فَلَمْ نَعُدَّهُ طَلَاقًا ''

صحیح مسلم کتاب الطلاق ، باب بیان تخییر لامرأته لایکون طلاقا الا بالنیة

Marfat.com

ترجمہ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم ازواج کو ساتھ رہنے یا دنیا کیلئے علیحدہ ہو جانے کا اختیار عطا فرمایا تھا مگر ہم نے دنیا کے مقابلے میں آپ کو اختیار کر لیا تھا اور اور ہم اس تخییر کو طلاق شمار نہیں کرتے۔

جس کا پس منظر یہ ہے کہ ۲ ہجری میں غزوۂ بدر پیش آیا جس کے ایک سال بعد ۳ ہجری میں غزوۂ احد کا واقعہ رونما ہوا اور ۵ ہجری میں غزوۂ احزاب اور اس کے متصل بعد غزوۂ بنی قریظہ جبکہ اس عرصہ کے دوران ایسے بہت سے واقعات ہیں کہ مسلم جمعیت کا کوئی فرد اپنے گھر بار یا کھیتی باڑی اور تجارت پر توجہ نہیں دے سکا۔ الہٰذ جملہ اہل ایمان معاشی تنگی کا شکار تھے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنی ذات یا ازواج مطہرات کیلئے کسی ایسی سہولت سے مستفید نہیں ہونا چاہتے تھے جو دوسرے حضرات کو میسر نہ تھی۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ حجرات نبوی ﷺ میں بھی کئی کئی روز تک چولہا گرم نہیں ہوتا تھا۔

مگر غزوۂ بنی قریضہ سے کچھ مال غنیمت ملنے کے بعد حضرات صحابہ کے حالات بہتر ہو گئے تھے مگر ازواج مطہرات اسی عسرت میں تھیں لہٰذا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں درخواست پیش فرمائی کہ ان کے روزینے میں بھی اضافہ فرمایا جائے۔ مگر یہ درخواست پیش کرنے میں ازواج مطہرات کو یہ اندازہ نہ تھا کہ ابھی اس کیلئے وقت مناسب نہیں اور دوسرے یہ کہ انہوں نے درخواست کے ساتھ شاہان عجم کی مثال دے دی۔ یعنی قیصر و کسریٰ کی بیویاں تو سونا چاندی استعمال کریں، طرح طرح کے لباس پہنیں اور ان کی خدمت کیلئے کنیزیں آگے پیچھے دوڑتی پھریں لیکن کیا ان کے مقابلے میں ہمارا اتنا حق بھی نہیں کہ آسانی سے گزر بسر کر سکیں؟

چنانچہ یہ موازنہ مزاج اقدس کیلئے ناخوشگواری کا باعث ثابت ہوا تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ کی ازواج مطہرات کی اس طرح اصلاح فرما دی جائے کہ پھر آئندہ ایسا واقعہ پیش نہ آئے۔

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ النَّاسَ جُلُوْسًا بِبَابِهٖ لَمْ يُؤْذَنْ لِاَحَدٍمِّنْهُمْ ، قَالَ : فَأُذِنَ لِاَبِىْ بَكْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ اَقْبَلَ عُمَرُ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهٗ فَوَجَدَ النَّبِيَّ ﷺ جَالِسًا حَوْلَهٗ نِسَاؤُهٗ وَاجِمًا سَاكِتًا، قَالَ : فَقَالَ : لَاَقُوْلَنَّ شَيْئًا اُضْحِكُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْرَاَيْتَ بِنْتَ خَارِجَةَ سَأَلَتْنِى النَّفَقَةَ فَقُمْتُ اِلَيْهَافَوَجَأْتُ عُنُقَهَا،فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ هُنَّ حَوْلِىْ كَمَاتَرٰى يَسْأَلْنَنِى النَّفَقَةَ ، فَقَامَ اَبُوْبَكْرٍ اِلٰى عَائِشَةَ يَجَأُ عُنُقَهَا فَقَامَ عُمَرُ اِلٰى حَفْصَةَ يَجَأُ عُنُقَهَا كِلَاهُمَايَقُوْلُ : تَسْأَلْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَالَيْسَ

Marfat.com

عِنْدَهُ فَقُلْنَ وَاللّٰهِ لانَسْأَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ شَيْئًا اَبَدًا لَيْسَ عِنْدَهُ ثُمَّ اعْتَزَلَهُنَّ شَهْرًا اَوْ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ ثُمَّ نَزَلَتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْآيَةُ " يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ " حَتّٰى بَلَغَ " لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا " قَالَ فَبَدَأَ بِعَائِشَةَ فَقَالَ " يَا عَائِشَةُ اِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أَعْرِضَ عَلَيْكِ أَمْرًا أُحِبُّ أَلَّا تَعْجَلِيْ فِيْهِ حَتّٰى تَسْتَشِيْرِيْ أَبَوَيْكِ " قَالَتْ وَمَاهُوَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَتَلَا عَلَيْهَا الْآيَةَ قَالَتْ أَفِيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَسْتَشِيْرُ أَبَوَيَّ ؟ بَلْ أَخْتَارُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ وَأَسْئَلُكَ أَلَّا تُخْبِرَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِكَ بِالَّذِيْ قُلْتُ ، قَالَ "لَاتَسْئَلُنِيْ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ اِلَّا أَخْبَرْتُهَا اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْنِيْ مُعَنِّتًا وَلَامُتَعَنِّتًا وَلٰكِنْ بَعَثَنِيْ مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا "

شرح صحیح مسلم : بشرح القاضی عیاض المسمیٰ اکمال المعلم بفوائد مسلم للامام الحافظ ابی الفضل عیاض بن مو سی بن عیاض الیحصبی ت ۵۴۴ ھ رحمه الله تعالی: کتاب الطلاق باب أن تخییر امرأته لایکون طلاقا الا بنیة : تحقیق الدکتور یحیٰ اسماعیل الناشر دار الوفاء، اتحادمکتبة الجامعات المصریة.

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں باریابی کی اجازت چاہی حالانکہ اس وقت پہلے سے لوگ در اقدس پہ منتظر تھے مگر کسی کو باریابی کی اجازت نہ تھی۔ مگر ابوبکر کو اجازت مل گئی اور وہ اندر چلے گئے اس کے بعد حضرت عمر آئے اور انہوں نے اجازت چاہی تو انہیں بھی اجازت مل گئی تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ خاموش اور غمگین حالت میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ میں کوئی ایسی بات عرض کروں جس سے آپ خوش ہوں اور طبیعت بحال ہو جائے۔

عرض کیا: یارسول اللہ! کاش آپ وہ منظر ملاحظہ فرماتے جب میری بیوی بنت خارجہ نے مجھ سے نفقہ کا مطالبہ کیا تھا تو میں نے کھڑے ہو کر اس کا گلا دبانا شروع کر دیا اس بات پر رسول اللہ ﷺ کو ہنسی آ گئی اور فرمایا تم دیکھ رہے ہو کہ یہ جو میرے گرد بیٹھی ہیں ان کا بھی یہی مطالبہ ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر اٹھے اور اپنی بیٹی عائشہ کا گلا دبانے لگے اور عمر اپنی بیٹی حفصہ کے پاس کھڑے ہو کر یہ کہتے ہوئے ان کا گلا دبانے لگے کہ تم رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کا سوال کیوں کر رہی ہو جو آپ کے پاس ہے نہیں (مگر آپ ﷺ نے ان دونوں کو منع فرما دیا) اس کے بعد ان دونوں ازواج نے کہا کہ اگر ایسی بات ہے تو بخدا! ہم آپ سے کبھی کوئی مطالبہ نہیں کریں گی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ایک ماہ یا انتیس روز ازواج سے علیحدہ رہے یہاں تک کہ آپ پر یہ آیات نازل ہوئیں:

"يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ○ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ

Marfat.com

مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا " ۳۳:الاحزاب ۲۸-۲۹

اے نبی! اپنی ازواج سے کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں دنیوی زندگی میں زیب وآرائش مطلوب ہے تو آؤ میں تمہیں رخصتی کے جوڑے وغیرہ دے کر اچھے طریقے سے رخصت کرتا ہوں اور اگر تمہیں اللہ اور اس کا رسول و آخرت کی زندگی چاہیے تو جان لو کہ تمہاری حسنات کیلئے اللہ نے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ کے پاس تشریف لائے اور ان سے ابتدا فرمائی "اے عائشہ! میں چاہتا ہونکہ ایک اہم معاملہ تمہارے سامنے رکھوں مگر تم فیصلہ کرنے اور جلدی میں جواب دینے کے بجائے اپنے والدین سے مشورہ کرلو تو بہتر ہے؟۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! فرمایئے ایسی کیا بات ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے جواب میں یہ آیات تلاوت فرمائیں۔

حضرت عائشہ نے سنتے ہی عرض کیا یارسول اللہ کیا میں دنیا کے مقابلے میں آپ کو اپنانے کیلئے والدین سے مشورہ کروں؟ نہیں بالکل نہیں بلکہ میں ابھی اسی وقت اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔ مگر میری گزارش ہے کہ جب آپ دوسری ازواج کو یہ اختیار تفویض فرمائیں تو انہیں میرے جواب کی خبر نہ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ ایسے نہیں بلکہ مجھ سے جس بیوی نے بھی تمہارے جواب کے بارے میں سوال کیا میں اسے تفصیل بتادوں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دشواری پیدا کرنے اور سختی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ آسانی کے ساتھ تعلیم دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔

مسائل وفوائد

طلاق کا اختیار دینے کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ شوہر طلاق کا اختیار بیوی کو تفویض کردے جس کے بعد اگر وہ چاہے تو خود یہ حق استعمال کرتے ہوئے علیحدہ ہو جائے اور عدت کے بعد دوسرا نکاح کرلے یا اپنی مرضی سے زندگی گزارے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حق طلاق تو شوہر ہی کے ہاتھ میں امانت رہے مگر بیوی جب چاہے تو وہ اس کو فارغ کردینے کا پابند ہو۔

آیت مذکورہ میں ازواج مطہرات کو کس قسم کا اختیار دیا گیا تھا اس میں مفسرین مختلف الرائے ہیں بعض کے نزدیک پہلی صورت اور بعض کے دوسری ہے۔ اور اگرچہ امکان دونوں کا صورتوں کا ہے۔ مگر بظاہر پہلی صورت کا زیادہ احتمال ہے۔

Marfat.com

اختیار کے استعمال کرنے کی مدت میں بھی فقہائے امت مختلف الرائے ہیں اور یہ بحث طلاق کے عنوان کے تحت بیان ہونی چاہیے میرا موضوع بحث نہیں۔

البتہ مختصر صورت مسئلہ یہ ہے کہ ''اگر شوہر نے بیوی سے کہا: ''تجھے اپنا اختیار ہے'' اور اس جملہ سے اس کا مطلب یہ ہو کہ عورت چاہے تو خود اپنے آپ کو طلاق دے لے تو عورت جب تک اس مجلس میں موجود رہے گی اسے یہ اختیار حاصل رہے گا اگر چاہے تو اپنے آپ کو خود طلاق دے کر فارغ ہو جائے۔ لیکن اگر اس جگہ سے اٹھ گئی یا اِدھر اُدھر کسی کام میں مشغول ہو گئی تو طلاق کا اختیار خود بخود ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ تملیک فعل ہے جو تقاضا کرتا ہے کہ اسی مجلس میں جواب دیا جائے جیسے بیع میں قبول اختیار اسی مجلس عقد میں رہتا ہے بعد میں نہیں صاحب ہدایہ کی تحقیق یہ ہے کہ عورت خیار مجلس با جماع صحابہ رضی اللہ عنہم ثابت ہے۔

حضرات صحابہ میں سے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کا یہی فتوی ہے۔ علمائے سلف میں سے عطا بن ابی رباح، مجاہد، شعبی، نخعی، امام مالک، سفیان ثوری، اوزاعی، امام شافعی، ابوثور اور اصحاب رازی رحمہم اللہ کا بھی اسی صورت پر فتوی ہے۔

لیکن امام زہری، قتادہ، ابوعبیدہ، ابن نصر اور بعض دوسرے علمائے کرام کی رائے ہے کہ مجلس برخاست ہونے کے بعد بھی عورت کو اختیار باقی رہتا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اختیار دیتے وقت والدین سے مشورہ کرنے کی مہلت عطا فرمائی تھی جیسا کہ مسلم شریف کی طویل روایت میں یہ بات گزر چکی ہے

''يَا عَائِشَةُ اِنِّىْ اُرِيْدُ أَنْ أَعْرِضَ عَلَيْكِ أَمْرًا أُحِبُّ أَلَّا تَعْجَلِىْ فِيْهِ حَتّٰى تَسْتَشِيْرِىْ أَبَوَيْكِ''

اے عائشہ! میں چاہتا ہوں کہ ایک اہم معاملہ تمہارے سامنے رکھوں مگر تم فیصلہ کرنے اور جلدی میں جواب دینے کے بجائے اپنے والدین سے مشورہ کر لو تو بہتر ہے؟ تفسیر المظہری

واقول

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ'' مَايَسُرُّنِىْ لَوْأَنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَمْ يَخْتَلِفُوْا لِأَنَّهُمْ لَوْ لَمْ يَخْتَلِفُوْا لَمْ تَكُنْ رُخْصَةً ''

فیض القدیر للمناوی رحمہ اللہ تعالی، باب الهمزة.

ترجمہ

مجھے قطعاً پسند نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان علمی اختلاف رائے نہ پایا جائے

Marfat.com

کیونکہ اگر ان کے ہاں اختلاف رائے نہ ہوتا تو مسائل میں رخصت کا دروازہ بند ہوتا۔

عَنْ مَالِکٍ قَالَ عُمَرُبْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ "رَأَیْتُ مُلَاحَاۃَ الرِّجَالِ تَلْقِیْحًا لِأَلْبَابِھِمْ "

جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالی باب اتیان المناظرۃ والمجادلۃ واقامۃ الحجۃ ...

ترجمہ

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مسائل اخذ کرنے کیلئے علمائے کرام کے درمیان مناظرہ اور مناقشہ میرے نزدیک ان کی علمی استعداد کیلئے اسی طرح مفید ہے جس طرح قلم بے ثمر درخت کو پھلدار بنا دیتی ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ علمائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ نے محنت شاقہ کے بعد ہمارے لیے دین میں سہولتیں تلاش کی ہیں جن سے حالات کے مطابق استفادہ کرنا بھی عین دین ہے۔ خیار طلاق کے مسئلے میں ساری تفصیل کو سامنے رکھنے کے بعد مجھ کم علم کی ذاتی رائے یہ ہے کہ ایک تو ہمیشہ معاملے کی نوعیت ایک جیسی نہیں ہوتی اور دوسری بات یہ کہ اس قسم کی باریکیاں سمجھنا کسی عام عورت کیا بڑے بڑے علمائے کرام کے بس کی بات نہیں کیونکہ عائشہ بنت ابوبکر اس کائنات میں ایک ہی ہیں نہ آپ سے پہلے کوئی ایسی خاتون گزری اور نہ قیامت تک پیدا ہو سکتی ہے کہ جس کے لحاف میں قرآن اترے اور سنتے ہی مسئلے کی تہہ تک پہنچ جائے لہٰذا یا تو اختیار دیتے وقت عورت کو صورت مسئلہ سمجھا دی جائے یا کوئی وقت مقرر کر لیا جائے ورنہ اس قسم کے مسائل میں جلدی اور بے احتیاطی بسا اوقات بڑے بڑے نقصان کا باعث بنتی ہے۔ لہٰذا اس دوسری صورت کے اختیار کرنے میں زیادہ سہولت ہے۔

صورت مسئلہ

" یہ اختیار ایک دفعہ عورت کو دینے کے بعد شوہر نہ تو اسے واپس لے سکتا ہے اور نہ عورت کو اس کے استعمال سے روک سکتا ہے۔ البتہ عورت کیلئے لازم نہیں ہے کہ وہ اس اختیار کو استعمال ہی کرے۔ وہ چاہے تو شوہر کے ساتھ رہنے پر رضامندی ظاہر کر دے، چاہے علیحدگی کا اعلان کر دے، اور چاہے تو کسی چیز کا اظہار نہ کرے اور اس اختیار کو یونہی ضائع ہو جانے دے۔ "

تفہیم القرآن: الأحزاب حاشیہ ۴۲

جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے جب یہ اختیار ازواج مطہرات کو دے دیا اور ان نفوس قدسیہ نے اختیار ملنے کے باوجود اور ہر حال میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت اختیار کر لی تو یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں آ گیا جس کے بعد نہ تو خود رسول اللہ ﷺ طلاق کا حق استعمال فرما سکتے ہیں اور نہ ہی ازواج مطہرات۔

Marfat.com

مولانا مودودی رحمہ اللہ کی رائے گرامی

"یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ قرآن مجید کی رو سے یہ مرتبہ تمام ازواج نبی ﷺ کو حاصل ہے جن میں لامحالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں لیکن ایک گروہ نے جب حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد کو مرکز دین بنا کر سارا نظام دین انہی کے گرد گھما دیا، اور اس بنا پر دوسرے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی ہدف لعن طعن بنایا تو ان کی راہ میں قرآن مجید کی یہ آیت (اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّہٰتُہُمْ () ۳۳ : الأحزاب ٦ : بلاشبہ نبی تو اہل ایمان کیلئے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے اور نبی کی ازواج ان کی مائیں ہیں) حائل ہو گئی۔ جس کی رو سے ہر اس شخص کو انہیں اپنی ماں تسلیم کرنا پڑتا ہے جو ایمان کا مدعی ہو۔ آخر کار اس مشکل کو رفع کرنے کیلئے یہ عجیب و غریب دعویٰ کیا گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ اختیار دے دیا تھا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات میں سے جس کو چاہیں زوجیت پر باقی رکھیں اور جسے چاہیں آپ کی طرف سے طلاق دے دیں۔ ابو منصور احمد بن ابو طالب طبرسی نے "کتاب الاحتجاج" میں یہ بات لکھی ہے اور سلیمان بن عبداللہ البحرانی نے اسے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ:

" یَا اَبَا الْحَسَنِ اِنَّ ھٰذَا الشَّرَفَ بَاقٍ مَا دُمْنَ عَلٰی طَاعَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاَیَّتُھُنَّ عَصَتِ اللّٰہَ تَعَالٰی بَعْدِیْ بِالْخُرُوْجِ عَلَیْکَ فَطَلِّقْھَا مِنَ الْاَزْوَاجِ وَ اَسْقِطْھَا مِنْ شَرَفِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ .

ترجمہ

اے ابوالحسن! ازواج کا یہ شرف تو اسی وقت تک باقی ہے جب تک وہ اللہ کی اطاعت پر قائم رہیں۔ لہٰذا میری بیویوں میں سے جو بھی میرے بعد تیرے خلاف خروج کر کے اللہ کی نافرمانی کرے اسے تم طلاق دیکر ازواج کے منصب سے سبکدوش کر دینا۔

اصول روایت کے اعتبار سے تو یہ روایت سراسر بے اصل ہے ہی، لیکن اگر آدمی اسی سورہ احزاب کی آیات ۲۸۔۲۹ اور ۵۱۔۵۲ پر غور کرے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ روایت قرآن کے بھی خلاف پڑتی ہے۔ کیونکہ آیت تخییر کے بعد جن ازواج مطہرات نے ہر حال میں رسول اللہ ﷺ ہی کی رفاقت کو اپنے لیے پسند کیا تھا انہیں طلاق دینے کا اختیار حضور ﷺ کو باقی نہ رہا تھا"

تفہیم القرآن: ۳۳۔الاحزاب۔حاشیہ نمبر ۱۳

Marfat.com

دشمن کرے نہ ہوتی بات

ایک معمولی عقل رکھنے والا انسان بھی یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ کو آخر ایسا کون سا عذر یا خوف مانع تھا کہ آپ نے زندگی میں خود طلاق دینے کے بجائے حضرت علی رضی اللہ کو یہ اختیار عطا فرمایا۔ پھر اگر آپ حضرت عائشہ کو طلاق دینے کا ارادہ فرما ہی چکے تھے تو معاذ اللہ اس کے باوجود انہیں اس قدر دھوکے میں رکھا کہ آپ کے سینے سے لگے ہوئے وصال فرمایا۔ اور معاملہ یہیں تک نہیں بلکہ بقول طبری حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوم الجمل کے موقع پر تیرہ لوگوں کو گواہ بنا کر حضرت عائشہ کو طلاق دے کر فارغ کر دیا تھا۔

روح المعانی للعلامة ابی الفضل شهاب الدین السید محمود الآلوسی البغدادی رحمه الله تعالیٰ متوفی ۱۲۷۰ھ: الأحزاب آیات ۱-۱۵: ضبطه وصححه علي عبد الباري عطية: الناشر دار الكتب العلمية بيروت

جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے تو یہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر صریح بہتان، افترا اور توہین ہے۔ رہا معاملہ طبری سود اللہ وجھہ کا تو ایسے لوگ معقولات میں قابل ذکر ہی نہیں ہوتے۔

بزرگش نخوانند اہل خرد
کہ نام بزرگاں بزشتی برد
ایں ہمہ ہیچ ست چوں می بگذرد
بخت و تخت وامر و نہی وگیر دار
نام نیکِ رفتگاں ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

فردوسی

ترجمہ

بزرگ اور دانا لوگ کسی ایسے شخص کو قابل ذکر نہیں سمجھتے جو بڑے بزرگوں کا نام لیتے ہوئے احترام کے بجائے برائی سے یاد کرتا ہے۔ یہ سب کچھ، اس وقت کچھ بھی نہیں جب نصیبہ، تختِ شاہی، حکم چلانا یا روکنا اور پکڑ دھکڑ کا اختیار جاتا رہتا ہے۔ لہٰذا مرحوم بزرگوں کے نام کو ضائع نہ کر۔ تاکہ تیرا نام اچھائی کے ساتھ زندہ رہے۔

طبری روسیاہ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ اور امت مسلمہ کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر یہ ایک ایسا حملہ ہے کہ جس کے سامنے باقی سب ہیچ ہے۔

Marfat.com

تیرے بخشے ہوئے اک غم کا کرشمہ ہے کہ اب
جو بھی غم ہو مرے معیار سے کم ہوتا ہے

غلام محمد قاصر مرحوم

آیات مذکورہ میں مخاطب ازواج

آیت تـخـیـر کے نزول کے وقت رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں چار ازواج مطہرات تھیں۔ حضرت عائشہ بنت ابوبکر۔ حضرت سودہ بنت زمعہ۔ حضرت حفصہ بنت عمر۔ حضرت ام سلمہ بنت امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور ان چاروں کا تعلق آپ کے اپنے خاندان قریش سے تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملنے کے بعد رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور اختیار دیتے ہیں '' يَا عَائِشَةُ إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أَعْرِضَ عَلَيْكِ أَمْرًا أُحِبُّ أَلَّا تَعْجَلِيْ فِيْهِ حَتَّى تَسْتَشِيْرِيْ أَبَوَيْكِ '' اے عائشہ! میں چاہتا ہونکہ ایک اہم معاملہ تمہارے سامنے رکھوں مگر تم فیصلہ کرنے اور جلدی میں جواب دینے کے بجائے اپنے والدین سے مشورہ کرلو تو بہتر ہے؟

'' قَالَتْ أَفِيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَسْتَشِيْرُ أَبَوَيَّ ؟ بَلْ أَخْتَارُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ ''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنتے ہی عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں دنیا کے مقابلے میں آپ کو اپنانے کیلئے والدین سے مشورہ کروں؟ نہیں بلکہ میں ابھی اسی وقت اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔

'' فُرِؤِيَ الْفَرْحُ فِيْ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ '' اس کے ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ کے رخ انور پہ فرحت وسرور کے آثار نمایاں ہوگئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دولت کونین سمیٹتے ہوئے عرض کیا:

'' وَأَسْئَلُكَ أَلَّا تُخْبِرَ اِمْرَأَةً مِنْ نِسَائِكَ بِالَّذِيْ قُلْتُ ، قَالَ '' لَا تَسْئَلُنِيْ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ اِلَّا أَخْبَرْتُهَا اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْنِيْ مُعَنِّتًا وَلَا مُتَعَنِّتًا وَلٰكِنْ بَعَثَنِيْ مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا ''

مگر میری گزارش ہے کہ جب آپ دوسری ازواج کو یہ اختیار تفویض فرمائیں تو انہیں میرے جواب کی خبر نہ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ ایسے نہیں بلکہ مجھ سے جس بیوی نے بھی تمہارے جواب کے بارے میں سوال کیا میں اسے تفصیل بتادوں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دشواری پیدا کرنے اور سختی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ آسانی کے ساتھ تعلیم دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔

ممکن ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ باور کرانا چاہتی ہونکہ اللہ تعالیٰ نے جو انہیں دین کا فہم عطا فرمایا ہے اس

Marfat.com

22

میں ان کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں مگر رسول اللہ ﷺ نہیں چاہتے تھے کہ ازواج کو آزمائش میں ڈالیں لہٰذا یہ حضرت عائشہ ہی کا امتیاز واعزاز ہے کہ آپ کی رائے معلوم کرنے کے بعد سب ازواج نے ان کی اقتدا میں دنیا کے بجائے اللہ ورسول اور آخرت کو ترجیح دی کیونکہ یہ فانی دنیا تو ایک معمولی شوہر کا نعم البدل نہیں ہوسکتی سرور عالم ﷺ کا کیسے ہوسکتی تھی۔ سب نے نہ صرف آپ کی مصاحبت کو اختیار فرمالیا بلکہ ان میں سے ہر ایک صفات نبوی کا مظہر بن گئی۔ جس کی الگ تفصیل ہے۔

واقول

اس مقام پر ایک اور بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ ہمارے ہاں یہ بات طے ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چھ سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نسبت قائم ہوئی ہے شوال ایک ہجری اور نو سال کی عمر میں رخصتی عمل میں آئی ہے جبکہ زیر بحث واقعہ پانچ ہجری میں پیش آیا ہے اس حساب سے اس وقت آپ کی عمر کل تیرہ سال بنتی ہے۔ کیا تاریخ میں سے کوئی ایسی مثال پیش کی جاسکتی ہے کہ تیرہ سال کی کسی بچی کو اس قدر معرفت الٰہی، معرفت رسول اور دین کا فہم حاصل ہو؟

و آلُ أَبِیْ بَکْرٍ خِیَارٌ وَ خَیْرُهُمْ
حَبِیْبَةُ خَیْرِ الْخَلْقِ عَائِشَةُ الْحَمْرَا
کَفَاهَا سَلَامُ الرُّوْحِ فِی الدِّیْنِ رِفْعَةً
وَقَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَنْهَا خُذُوْا الشَّطْرَا

یوسف النبهانی رحمه الله تعالی.

ترجمہ

اگرچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سارا گھرانہ ہی بہترین لوگوں پر مشتمل ہے مگر ان میں بھی خیر الخلائق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پسند حضرت عائشہ حمیرا رضی اللہ کا عنہا کا مقام بہت بلند ہے۔ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کی بارگاہ میں سلام پہنچے۔ فہم دین میں ان کو یہ مقام حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ عائشہ کے پاس دین کا ایک اہم حصہ محفوظ ہے لہٰذا ان سے حاصل کرلو۔

واقول

اللہ کریم نے ازواج مطہرات کو رسول اللہ ﷺ یا دنیوی مال و دولت اور عیش و آرام میں سے کسی ایک چیز کے اپنانے کا اختیار دیا تھا۔ اب ظاہر بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کے بدلے میں ملنے والی دنیا ایک عام

Marfat.com

22
22

آدمی کے بدلے میں ملنے والی دنیا کی نسبت کہیں زیادہ ہے کیونکہ ہم سب کا ایمان اور عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہی اس کائنات کی غایت اولیٰ اور وجہ تخلیق کائنات ہیں۔

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا

سب غایتوں کی غایت اولیٰ تمہی تو ہو

مولانا ظفر علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ

لہٰذا اسی حساب سے آپ کا عوض بھی ایسا ہونا لازمی ہے جو کائنات میں کسی اور کا نہ ہو اور یہ بات اگر میرے جیسے کم علم طالب علم کو سمجھ آسکتی ہے تو کائنات کی اتنی بڑی عظیم عالمہ کہ خواتین کی تاریخ میں نہ صرف آپ مجتہدین صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں بلکہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم کے علاوہ آپ کا کوئی ہمسر نہیں۔ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس فرق کو نہیں سمجھتی ہوں گی؟ میں سمجھتا ہونکہ اس واقعہ تخییر اور آزمائش میں ثابت قدمی نے ازواج مطہرات کی عظمت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔

فَكَفَى بِنَا فَضْلًا عَلَى مَنْ غَيْرِنَا

حُبُّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ إِيَّانَا

كعب بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ

ترجمہ

دوسروں کے مقابلے میں نبیء اکرم حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ﷺ کی محبت ہی ہمارا اوڑھنا بچھونا، طرۂ امتیاز اور سرمایۂ افتخار ہے۔

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا () وَمَنْ يَقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُؤْتِهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا () يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا () وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا () وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا

۳۳:الاحزاب ۳۰/۳۴

Marfat.com

اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کسی فحش حرکت کا ارتکاب کرے گی اسے دہرا عذاب دیا جائے گا اور اللہ کیلئے یہ آسان کام ہے۔ اور تم میں سے جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گی اور نیک عمل کرے گی اس کو ہم دہرا اجر دیں گے اور ہم نے اس کیلئے رزق کریم مہیا کر کھا ہے۔

اے میرے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی کا مبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے بلکہ صاف سیدھی بات کیا کرو۔ اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو، نماز قائم کرو زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیتِ نبی سے گندگی کو دور رکھے۔ اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیات اور رسول کی احادیث پڑھی جاتی ہیں ان کا ذکر کرتی رہو یقیناً اللہ تعالیٰ لطف کرنے والا خبر دار ہے۔

واقول

ہر وہ شخص جو قرآن کریم پر ایمان رکھتا ہے وہ جب بھی ان آیات اور طرز تخاطب پر غور کرے گا تو وہ سیدھا اس نتیجے پر پہنچ جائے گا کہ آیت تطہیر کی اصل مخاطب ازواج مطہرات ہی ہیں۔ اور دیگر اہل بیت ضمناً اس میں داخل ہیں نہ کہ براہ راست مخاطب۔ مگر یہ عجیب منطق ہے کہ ازواج مطہرات کو سرے سے اس کا مخاطب ہی نہ سمجھا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کی تعلیم وتربیت کا کام اپنے ذمے لے رکھا ہے اور انہیں بالکل اس انداز میں سمجھایا جا رہا ہے جس طرح کوئی مشفق استاذ اپنے تلامذہ کے ساتھ مخاطب ہے، کبھی پیار وشفقت کا انداز ہے اور کبھی ڈانٹ ڈپٹ کا مگر یہ فرق اور انداز وہی انسان سمجھ سکتا ہے جو کبھی طالب علم رہا ہو۔ کوئی بے استاذ اس طرز تخاطب سے مستفید ومحظوظ نہیں ہوسکتا بالخصوص ہمارے دور اور معاشرے میں کہ

انشا جی یہ اور نگر ہے، اس بستی کی ریت یہی
سب کی اپنی اپنی آنکھیں، سب کا اپنا اپنا چاند

شیر محمد خان (ابن انشا)

Marfat.com

ازواج مطہرات کی عدت کا مسئلہ؟

رسول اللہ ﷺ کی حیات برزخ

امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں رسول اللہ ﷺ کی ازواج ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد بھی آپ کا نکاح اسی طرح قائم ہے جس طرح وصال سے پہلے تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس کی دوٹوک وضاحت موجود ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ دُفِنَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِيْ فَأَضَعُ ثَوْبِيْ وَأَقُوْلُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَأَبِيْ ، فَلَمَّادُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَ اللّٰهِ مَادَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَامَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حَيَاءً مِنْ عُمَرَ.

أخرجه احمدفي المسند باب مسند صديقة عائشة بنت الصديق رضى الله عنهما، وأخرج الحاكم من طريق الامام أحمدبهذاالاسنادوأخرجه كذالك من طريق الحسن بن على بن عفان عن أبى اسامة حمادبن اسامة به وقال هذا حديث صحيح على شرط الشيخين واورده الهيثمى فى "مجمع الزوائد" وقال رواه احمدورجاله رجال الصحيح: رحمهم الله تعالى.

ترجمہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اکثر اپنے حجرے میں جہاں رسول اللہ ﷺ اور میرے والد مدفون ہیں یہ سوچ کر اوڑھنی کا اہتمام کیے بغیر بلا جھجک چلی جایا کرتی تھی کہ یہاں تو میرے شوہر اور باپ کے بغیر کوئی دوسرا ہے نہیں لیکن جب ان کے ساتھ حضرت عمر بھی آ گئے تو اس کے بعد ان سے حیا کے باعث میں چادر کو بڑے اہتمام سے لپیٹ کر جایا کرتی تھی۔

"اِنَّمَاهُوَ زَوْجِيْ وَأَبِيْ"

"اِنَّ" تاکید اور اثبات کیلئے ہے جبکہ "مَا" نافیہ۔ اور قاعدے کے مطابق اگر کسی جملے سے پہلے "اِنَّمَا" آ جائے تو اس کے معنی ہوتے ہیں کہ اس معاملے میں کوئی دوسری رائے ہو نہیں سکتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ارشادِ گرامی کا مطلب یہ بنتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدستور میرے شوہر اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے باپ ہیں نہ کہ تھے۔

اس باریکی کو سمجھنے کے لیے میں مزید ایک مثال پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ۔ حضرات شافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نکاح متعہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں

Marfat.com

نِكَاحُ الْمُتْعَةِ : هُوَالنِّكَاحُ لِأَجَلٍ ، فَلَوْ قَالَ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِيْ فُلَانَةَ شَهْرًا ، فَإِنَّهُ يَكُوْنُ نِكَاحَ مُتْعَةٍ ، وَهُوَ بَاطِلٌ وَمِثْلُ ذَالِکَ مَاإِذَاأَقَّتَ بِمُدَّةِ عُمْرِهَاأَوْ عُمْرِهِ ، فَلَوْ قَالَ لَهُ الْوَلِيُّ : زَوَّجْتُکَ فُلَانَةَ مُدَّةَ عُمْرِهَابَطَلَ الْعَقْدُ وَذَالِکَ لِأَنَّ مُقْتَضَى الْعَقْدِ أَنْ تَبْقَى آثَارُهُ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلِهَذَا يَصِحُّ لِلزَّوْجِ تَغْسِيْلٌ لِزَوْجَتِهِ ، وَمَعْنَى التَّأْقِيْتِ بِمُدَّةِ الْحَيَاةِ تَنْقَضِيْ أَنَّ الْعَقْدَ يَنْتَهِيْ بِالْمَوْتِ .

کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة،تالیف الشیخ العلامة عبدالرحمن الجزیری زین الله وجهه ،کتاب النکاح :النکاح المؤقت او نکاح المتعة : الناشر دارالکتب العلمیة بیروت.

ترجمہ

نکاح متعہ کی خرابی یہ ہے کہ وہ ایک مقررہ مدت کیلئے ہوتا ہے مثال کے طور پر اگر کسی نے خاتون کے ولی سے کہا کہ اسے ایک ماہ کیلئے میرے نکاح میں دے دو۔تو یہ نکاح متعہ کی تعریف میں آتا ہے لہذا یہ نکاح باطل ہے۔

اسی طرح نکاح میں لڑکی یا لڑکے دونوں میں سے کسی ایک کیلئے مدت عمر کی قید لگانے سے نکاح نہیں ہوگا۔مثال کے طور پر نکاح میں لڑکی کا ولی اگر یہ کہہ دے کہ فلاں خاتون مدت عمر کیلئے میں تمہارے نکاح میں دیتا ہوں تو نکاح باطل ہو جائے گا۔ اس لیے کہ عقد نکاح اس بات کا متقاضی ہے کہ زوجین کی موت کے بعد بھی اس کے آثار باقی رہیں۔اسی بنیاد پر شوہر کا بیوی کو غسل دینا درست ہے۔جبکہ نکاح میں مدت عمر کی قید کے باعث موت کے ساتھ ہی عقد نکاح بھی ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ

جمہور علمائے امت کے نزدیک شوہر بوقت ضرورت اپنی بیوی کی وفات کے بعد اسے غسل دے سکتا ہے کیونکہ موت سے نکاح کے اثرات زائل نہیں ہوتے۔جس کی یہ ایک اہم دلیل ہے۔جس کے بعد یہاں چند مسائل سمجھنے کی ضرورت ہے۔

عقیدہ

''ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کی ایک خصوصیت اور امتیاز یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد ان پر عدت واجب نہیں اور نہ ہی ان پر لفظ بیوہ کا اطلاق ہو سکتا ہے کیونکہ آپ ﷺ اپنے روضۂ طیبہ کے اندر حیات ہیں اور روضۂ طیبہ کی جگہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔''

مفہوم :تفسیر مظہری۔تفسیر سورۃ الأحزاب آیت نمبر ۵۳

Marfat.com

واقول

ہمارے ہاں حیات برزخ اور حیات انبیائے کرام علیہم السلام بھی ایک بڑا اختلافی مسئلہ ہے جس میں بعض تشدد پسند واعظ اس انتہا پہ پہنچ چکے ہیں جہاں بلاشبہ وہ توہین رسالت کے مرتکب ہو کر اپنی آخرت تباہ کر چکے ہیں۔ میری ''کتاب النکاح'' کا اگر چہ یہ موضوع نہیں لیکن میں ان علمائے کرام کی رائے گرامی کا احترام کرتا ہوں جن کا عقیدہ میں نے اوپر بیان کر دیا ہے۔ اور چونکہ کتاب کے قارئین کو حیرانی اور تذبذب میں چھوڑنا مناسب معلوم نہیں ہوتا لہٰذا اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلے کی تھوڑی سی تفصیل بیان کر دی جائے کہ عین ممکن ہے میرے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کسی کو ایمان بچانے میں مدد دے سکیں اور میری آخرت کی منزل بھی آسان ہو جائے۔ وما توفیقی الا باللہ!

قبر کی حیثیت

قبر جس کا ظاہر فقط مٹی کے ایک ڈھیر کے سوا کچھ نہیں۔ دراصل معاملہ صرف اتنا نہیں بلکہ آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے لہٰذا اس کے ظاہر کی نسبت اندر کی دنیا بہت مختلف ہے جہاں دنیا کے بجائے آخرت کے احکامات نافذ ہوتے ہیں جہاں کے دن رات اور پیمانے اور باقی تمام مسائل واحکام یہاں کی نسبت بالکل مختلف ہیں۔ اور آخرت کی کسی چیز کو دنیا کے حساب سے دیکھا اور پرکھا نہیں جا سکتا۔

'' قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ ''

رواه الترمذی عن أبی سعيد الخدری رضی اللّٰه عنه وقال هٰذا حديث غريب لا نعرفه الا من هٰذا الوجه - اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوضَةٌ ای بستان من رياض الجنة جمع روضة الحفرة بالضم والحفيرة المحتفر محركة البئر الموسعة وقوله هٰذا غريب قال المنذری رواه الترمذی والبيهقی كلاهما من طريق عبيد الله بن الوليد الوصافی وهو واه تحفة الاحوذی بشرح جامع الترمذی للامام الحافظ ابی العلاعبد الرحمٰن ابن عبد الرحيم المباركفوری المتوفّٰی ۱۲۸۳ - ۱۳۵۳ ھ رحمه اللّٰه تعالیٰ : أبواب صفة القيامة باب ماجاء فی صفة أوانی الحوض : الناشر دار الكتب العلمية بيروت.

ترجمہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بیشک قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں ں میں سے ایک گڑھا ہے''

اس کے بعد حضرات محدثین رحمہم اللہ نے ابواب قائم کر کے جنت کی ان نعمتوں کا بیان کیا ہے جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اور حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے خود بیان فرمائی ہیں۔ اور اس عذاب کی بعض تفاصیل بھی جو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے جہنم میں تیار کر رکھا ہے۔

ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں جن اہل ایمان کی قبروں کو جنت کا باغ قرار دے دیا گیا ہے ان کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے مہمان کی سی ہے جبکہ میزبان اپنی حیثیت و مرتبے کے مطابق مہمان کو ہمیشہ بہتر سے بہتر سہولتیں فراہم کرتا اور اس کی خوشی میں اپنی خوشی محسوس کرتا ہے اور بعض دفعہ اپنے دوستوں کو بلا کر ان کے سامنے اپنے مہمان کی خصوصیات و مرتبہ بیان کرنے میں بھی فخر و انبساط محسوس کرتا ہے۔

اسی طرح ایک معزز میزبان اپنے مہمان کے بارے میں کسی بد خلق حاسد کی مداخلت بھی گوارا نہیں کرتا۔ بلکہ ہوتا یہ ہے کہ گاؤں کے کسی بڑے آدمی کے مہمان کی خدمت کر کے سارا گاؤں خوشی اور فخر محسوس کرتا ہے۔ اور اگر چہ اللہ تعالیٰ ہر مثال و تشبیہ سے مبرا ہے مگر ہم اس کے مہمانوں کے ساتھ سلوک کو اس مثال پر قیاس کر سکتے ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا دوست مومن بندہ جب قبر میں جاتا ہے تو قبر اپنے ذوق کے مطابق اس کا اکرام کرتی ہے اور فرشتے اپنے ذوق کے مطابق۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سرفہرست حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں اور ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی اس طرح ہے:

عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ ؟ – يَعْنِيْ : بَلِيْتَ – قَالَ : اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ ()

أخرجه أبو داود فى كتاب الصلاة باب : فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة وأخرجه ايضا فى باب : فى الاستغفار و أخرجه النسائى فى كتاب : ألجمعة ، باب : اكثار الصلاة على النبى ﷺ يوم الجمعة.

ترجمہ

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارے لیے فضیلت والے دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے اسی دن آدم پیدا فرمائے گئے تھے اور اسی روز صور پھونکا جائے گا، اسی روز مخلوقات کو صعقہ ہوگا یعنی بے ہوشی طاری ہو جائے گی لہٰذا اس روز تم کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود بھیجنا مجھے پیش کیا جائے گا۔

ایک صاحب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ تو مٹی میں تحلیل ہو چکے ہوں گے تو ہمارا درود پڑھنا آپ کو کیسے

Marfat.com

پیش کیا جائے گا؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ" اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے اجسامِ مطہرہ کھانا حرام کر دیا ہے۔

اس حدیث شریف سے دو باتیں بہت واضح ہو جاتی ہیں:

01: درود شریف کی کثرت آخرت کی منزلوں میں بہترین زادِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے لہٰذا اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

02: رسول اللہ ﷺ کی حیات برزخ اگر تسلیم نہ کی جائے تو آپ ﷺ کی بارگاہ میں امت کی طرف سے درود شریف پیش کیے جانے کا کیا مطلب؟

اس حدیث شریف کے متصل بعد ابن ماجہ نے اسی مضمون کی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت جس میں ابن ماجہ منفرد ہیں بیان فرمائی ہے جس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں "فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ" پس اللہ کا نبی قبر میں زندہ ہوتا ہے اور اس کو رزق عطا فرمایا جاتا ہے۔

قوله ﷺ : "فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ" صلوات اللّٰهِ وسلامه عليه يحتمل الا ضافة فى قوله (نَبِيُّ اللّٰهِ) للاستغراق و يحتمل انها للعهد و المراد نفسه وهو الظاهر ثم هٰذا لاينبغى أن يشك فيه فقد جاء مثله فى حق الشهداء فكيف الانبياء وقد جاء فى حياة الانبياء احاديث من جملتها أنه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم رأى موسىٰ يصلى فى قبره و غير ذالك و فى الزوائد : هٰذا لحديث صحيح الا أنه منقطع فى موضعين لأن عبادة روايته عن أبى الدرداء مرسلة قاله العلاء وزيد بن أيمن عن عبادة مرسلة ، قاله البخارى رحمه اللّٰه تعالىٰ : واللّٰه أعلم !

سنن ابن ماجة بشرح الامام ابى الحسن الحنفى المعروف بالسندى المتوفى ١١٣٨ ھ . رحمه اللّٰه تعالىٰ عليه : المعجم الجنائز باب : ذكر وفاته ودفنه ﷺ : الناشر دار المعرفة بيروت : أنفربه ابن ماجه ، تحفة الأشراف .

ترجمہ

مشہور شارح ابن ماجہ حضرت امام ابوالحسن المعروف امام سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جو رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ" پس اللہ کا نبی زندہ ہے اور اس کو رزق عطا فرمایا جاتا ہے۔

اس ارشاد گرامی میں اگر "استغراق" کا مفہوم ملحوظ رکھا جائے تو اس سے تمام انبیاء علیہم السلام مراد ہیں یعنی سب حیات ہیں۔ اور اگر اس ارشاد گرامی میں "عہد ذہنی" کو ملحوظ رکھا جائے تو آپ ﷺ کی اپنی ذات اقدس مراد

Marfat.com

ہے جبکہ ارشاد گرامی سے یہی ظاہر ہے جس کے بعد حضرات انبیاء علیہم لسلام کی حیات کے بارے میں شک کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ پھر شہدا کی حیات پر تو نص قطعی موجود ہے۔

" وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ () البقرة ۱۵۴ "

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو ایسے لوگ درحقیقت زندہ ہیں مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا۔

اور اس کی تفصیل حدیث شریف میں اس طرح ہے:

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ أَرْوَاحَ الشُّهَدَاءِ فِيْ طَيْرٍ خُضْرٍ تَعْلُقُ مِنْ ثَمَرِ الْجَنَّةِ أَوْشَجَرِ الْجَنَّةِ.

أخرجه الترمذی فی أبواب الجهاد باب ماجاء فی ثواب الشهيدو اخرجه النسائی فی الجنائز و ابن ماجه فی كتاب ماجاء فی الجنائز و فی الزهد ايضا و أخرجه أحمد فی من مسند القبائل و مالک فی الجنائز .

ترجمہ

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں شہید ہو جانے والوں کی ارواح سبز رنگ کے پرندوں میں رکھی گئی ہیں جو کہ جنت کے پھلوں یا درختوں کے ساتھ معلق رہتے ہیں۔

یعنی: قیامت کے روز مکمل فیصلے تک شہدا کو عارضی طور پر ایسے سبز رنگ جنتی پرندوں کے قالب عطا کیے گئے ہیں جو جنت کے درختوں پہ چہچہاتے اور پھل کھاتے ہیں۔

شارح ابن ماجہ حضرت امام سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شہدا کا اعزاز جب اللہ تعالیٰ کے ہاں اس قدر ہے تو کیا خیال ہے حضرات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں جن کی حیات برزخ پر متعدد احادیث وارد ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر مبارک میں نماز پڑھتے ہوئے خود دیکھا ہے۔

اور امت مسلمہ کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ شب معراج تمام انبیا و رسل علیہم السلام نے بیت المقدس میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی ہے۔

ایک سوال

رہا یہ سوال کہ قرآن کریم نے شہدا کی طرح حیات انبیا کی وضاحت کیوں نہیں فرمائی تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ انسان کی عقل سلیم ایسا سوچنا بھی گوارا نہیں کر سکتی کہ حضرات انبیا علیہم السلام کے پاک جسموں کو عام انسان کے

Marfat.com

جسم پر قیاس کرلیا جائے برخلاف شہدا کے کیونکہ ان کے بارے میں بے شک اس بات کا امکان ہے۔

اور دوسری بات یہ کہ بے مقصد موت کا تصور انسان کو جذبۂ جہاد سے مانع ہوسکتا ہے۔ لہٰذا مجاہدین اسلام کی حوصلہ افزائی ضروری قرار دی گئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان حضرات قدس کی آخرت کے بارے میں وضاحت فرمادی گئی ہے۔ جبکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ایسا نہیں ہے۔ بالخصوص جبکہ رسول اللہ ﷺ نے خود اس کی وضاحت فرمادی ہے جس کے بعد اس بارے میں کوئی شک نہیں رہ جاتا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَ مِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ .

أخرجه البخاري في فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة باب فضل مابين القبر والمنبر و أخرجه مسلم في الحج باب مابين القبر والمنبر روضة من رياض الجنة وأخرجه النسائي في المساجد باب فضل مسجد النبي ﷺ والصلاة فيه : تحفة الأشراف.

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے گھر یعنی حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا اور مسجد نبوی شریف کے منبر کے درمیان کی ساری جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

تو ان حقائق کی موجودگی میں یہ کیسے مانا جاسکتا ہے کہ جنت کی نعمتوں سے مردہ لوگ مستفید ہوں گے اسی طرح جہنم میں ایک حیات نو کے ساتھ نہیں بلکہ مردوں کو سزا دینے کا ڈرامہ کھیلا جائے گا۔

قرآن کی شہادت

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا اَصْحَابَ الْقَرْيَةِ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِذْ اَرْسَلْنَا اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْا اِنَّا اِلَيْكُم مُّرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّا اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ۝ ٣٦ : يٰسين ١٧

ترجمہ

اور آپ ان کے سامنے ایک بستی والوں کا اس وقت کا قصہ بیان کیجیے جبکہ اس بستی میں کئی رسول آچکے تھے۔ ہم نے ان کی طرف دو رسول بھیجے اور انہوں نے دونوں کو جھٹلا دیا۔ پھر ہم نے تیسرا مدد کیلئے بھیجا اور سب نے کہا ''ہم تمہاری طرف رسول کی حیثیت سے بھیجے گئے ہیں'' بستی والوں نے کہا ''تم کچھ نہیں ہو مگر ہم جیسے چند انسان اور ذات رحمان نے ہرگز کوئی چیز نازل نہیں کی ہے، تم محض جھوٹ بولتے ہو'' رسولوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم یقیناً تمہاری

Marfat.com

طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اور ہم پر صاف صاف پیغام پہنچانے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

بدنصیب بستی

اس بدنصیب بستی سے مراد، انطاکیہ (Antioch) ہے جو آج کل جنوبی ترکی کے صوبہ ہاتے کا صدر مقام ہے اور اس کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دو سو سال پہلے سکندر اعظم کے ایک جرنیل سیلوکس نے رکھی تھی اور عرصہ دراز تک شام کے سلجوقی بادشاہوں کا دارالحکومت بھی رہا ہے۔ انطاکیہ تاریخی طور پر ہمیشہ تباہ کن زلزلوں کی زد میں رہا ہے علاوہ ازیں اس کی عبرتناک تاریخ ہے۔

علمائے تاریخ کے مطابق مذکورہ آیات کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے دو حواری تبلیغ کیلئے اس بستی کی طرف بھیجے تھے یہ دونوں بزرگ جب شہر کے قریب پہنچے تو سب سے پہلے انہیں ایک بوڑھا چرواہا ملا۔ دونوں نے اس کو سلام کیا تو بوڑھے نے ان سے پوچھا تم کون لوگ ہو اور کیا چاہتے ہو؟

دونوں نے کہا کہ اللہ کے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام تم کو بت پرستی ترک کر کے ایک اللہ کی خالص عبادت کی دعوت دیتے ہیں اور ان کے اسی پیغام کے ساتھ ہم یہاں آئے ہیں۔ اس بوڑھے کے دلیل طلب کرنے پر انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ذریعہ بیمار کو تندرستی، پیدائشی اندھے کو بینائی اور کوڑھی کو شفا عطا فرماتا ہے۔

بوڑھے نے عرض کیا: اگر یہ بات ہے تو میرا ایک بیٹا دو سال سے بیمار پڑا ہے کیا اس کا علاج بھی ممکن ہے؟ اب یہ دونوں بزرگ جب بوڑھے کے گھر پہنچے اور مریض پہ ہاتھ پھیرا تو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے چنگا بھلا ہو کر اٹھ بیٹھا جس کے بعد یہ خبر پوری بستی میں پھیل گئی اور اللہ کریم نے ان حضرات کے وسیلے سے بہت سے جاں بلب مریضوں کو صحت یاب کر دیا۔ ان دنوں انطاکیہ پہ ایک بت پرست انطفس نامی رومی بادشاہ کی حکومت تھی اسے جب ان حضرات اور ان کی کرامات کا علم ہوا تو اس نے دونوں کو دربار میں طلب کر کے ان سے ان کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قاصدوں کی حیثیت سے بت پرستی کے بجائے خالص اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرنے کی دعوت دینے آئے ہیں۔

بادشاہ نے پوچھا کہ کیا ان بتوں کے علاوہ کوئی اور الٰہ بھی ایسا ہے جس کی عبادت کی جائے؟ اس کے جواب میں ان حضرات نے اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کیں اور اس کے مقابلے میں بتوں کی بے بسی اور دیگر نقائص بھی جس کے بعد بادشاہ نے لاجواب ہو کر ان سے کہا کہ اب تو تم لوگ چلے جاؤ اور مجھے سوچنے دو۔ جب یہ دونوں حضرات وہاں سے

Marfat.com

رخصت ہوئے تو بتوں کے پجاری ان کے پیچھے لگ گئے جنہوں نے ان کو بہت اذیت پہنچائی ادھر بادشاہ نے انہیں قتل کرنے کا ارادہ کرلیا اور قوم کی بدبختی کہ اس نے ان کی باتوں پر غور کرنے کے بجائے کہا:

اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ ٣٦ :يٰسين ١٨

ہم تو تمہیں اپنے لیے منحوس سمجھتے ہیں اگر تم لوگ باز نہ آئے تو ہم تم کو سنگسار کردیں گے اور ہماری طرف سے تمہیں دردناک سزا ملے گی۔

قَالُوْا طَائِرُكُمْ مَّعَكُمْ أَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○ ٣٦ يٰسين ١٩

ان رسولوں نے قوم کو جواب دیا کہ تمہاری نحوست تو خود تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ کیا تم یہ باتیں اس لیے کرتے ہو کہ تمہیں نصیحت کی گئی ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ تم حد سے گزرے ہوئے لوگ ہو۔

اہل انطاکیہ کی سرکشی

انطاکیہ والوں نے جب حق کی دعوت ملنے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے بغاوت پر اصرار کیا تو بستی پر عذاب کے سائے منڈلانے لگے تو قوم نے کہا چونکہ تم نے ہمارے معبودوں کی توہین کی جس کے باعث وہ ناراض ہوئے اور ہم لوگ طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کررہے ہیں۔ آخر یہ تمہاری نحوست نہیں تو اور کیا ہے۔ جس کے بعد ان بتوں کو راضی کرنے کیلئے کیوں نہ تمہیں قتل کردیا جائے؟

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ اصل نحوست اللہ تعالیٰ سے بغاوت اور بتوں کی پوجا کرنا ہے جس میں تم لوگ حد سے گزر چکے ہو۔

حبیب نجار کی آمد اور شہادت

ان رسولوں اور قوم کے درمیان یہ مکالمہ جب شدت اختیار کرگیا تو "وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ○ اِتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ" ٣٦ :يٰسين ٢٠-٢١

اتنے میں شہر کے دور دراز گوشے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور قوم سے کہا "اے میری قوم کے لوگو! ان رسولوں کی پیروی اختیار کرو۔ اُن لوگوں کی جو تم سے اپنی محنت کا کوئی اجر طلب نہیں کرتے اور وہ ہیں بھی راہ راست پر۔ لوگوں نے جب اپنے میں کا ایک فرد ان کے حق میں گواہی دیتا پایا تو اس پر بھی برس پڑے کہ اچھا تو تم بھی؟ مگر اس نے ہمت ہارے بغیر انہیں ایسا جواب دیا کہ گویا ان کے گلے میں پتھر اتار دیا ہو۔

Marfat.com

وَمَالِیَ لَا اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ () ءَ اَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ () اِنِّیْۤ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ () اِنِّیْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ()

۳۶: یٰسین ۲۲-۲۵

آخر میں کیوں نہ اس عظیم ہستی کی بندگی اختیار کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور جس کی طرف تم سب کو بھی پلٹ کر جانا ہے؟ کیا میں اس ذات کو چھوڑ کر دوسرے معبود بنالوں؟ حالانکہ اگر وہ ذات رحمان مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو نہ ان معبودان باطلہ کی کوئی سفارش میرے کام آسکتی ہے اور نہ ہی وہ مجھے اس کی پکڑ سے چھڑا سکتے ہیں۔ یہ کر کے تو میں صریح گمراہی میں ہوں۔ میری سنو اور گواہ رہنا کہ میں تم سب کے رب پر ایمان لا چکا ہوں۔

لیکن قوم نے اس عظیم خیر خواہ کی بات پر غور کیے بغیر اسے وہیں شہید کر دیا۔ جس کے بعد ادھر روح جسم سے علیحدہ ہوئی تو ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے سعادت ابدی کے اس پیغام کے ساتھ استقبال کیلئے منتظر تھے۔

" قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ () بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ "

۳۶: یٰسین ۲۶-۲۷

قتل ہوتے ہی اس سے کہہ دیا گیا کہ جا جنت میں چلا جا۔ اس نے کہا کاش میری قوم کو معلوم ہوتا کہ میرے رب نے کس چیز کی بدولت میری مغفرت فرما دی اور مجھے باعزت لوگوں میں داخل فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا قَالَ : نَصَحَ قَوْمَهٗ حَیًّا وَمَیِّتًا.

اخرجه رزین وذكره ابن كثیر عن ابن عباس بلفظ : نَصَحَ قَوْمَهٗ فِیْ حَیَاتِهٖ بقوله "یَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ" وبعد مماته فِیْ قوله " یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ () بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ ." وقال رواه ابن ابی حاتم.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا:

"اس نے اپنی زندگی میں بھی اپنی قوم کی خیر خواہی کا حق ادا کیا اور اپنی موت کے بعد بھی۔ زندگی میں یہ کہہ کر " یَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ " اے میری قوم! ان رسولوں کی دعوت قبول کرلو اور موت کے بعد یہ خواہش ظاہر کر کے "یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ () بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ " اس نے کہا کاش میری قوم کو معلوم ہوتا کہ میرے رب نے کس چیز کی بدولت میری مغفرت فرما دی اور مجھے باعزت لوگوں میں داخل فرمایا۔

Marfat.com

واقول

بعض حضرات نے اس روایت کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول تسلیم فرمایا ہے اور بعض نے اسے بطور فرمان رسول ﷺ مگر زیادہ صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ فرمان نبوی ہے ﷺ۔

اس واقعہ میں بہت سی تاریخی تفصیلات اور علمی مباحث ہیں۔ میں نے عنوان کے مطابق صرف ایک تلخیص پیش کی ہے جس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

تمام علمائے تفسیر و تاریخ نے اس شخصیت کا نام حبیب نجار لکھا ہے جنہیں قتل کرنے کے بعد وہیں انطاکیہ میں دفن کر دیا گیا تھا اور ان کی قبر آج تک مرجع خلائق ہے۔

اور زائرین کیلئے بظاہر یہ بھی ایک قبر ہی ہے۔ اللہ کریم نے قرآن کریم میں تفصیل بیان نہ فرمائی ہوتی تو ہمیں کب معلوم تھا کہ اس کے اندر کی دنیا کیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ وہاں کی زندگی کی تفصیلات بیان کرنا نہ تو ہمارا کام ہے اور نہ ہی ہمارے بس کی بات ہے سوائے اس کے کہ شریعت نے جو تفصیلات بتا دی ہیں ان پر اکتفا کرتے ہوئے اور سمجھ کر بیان کر دیں۔

بات یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حیات ہیں اور آپ ﷺ کی دنیوی ازواج جنت میں بھی آپ ہی کے ازواج ہیں کسی دوسرے کی طرف ان کی نسبت ہو نہیں سکتی تو ان کے عدت کے کیا معنی؟ بلکہ اس مسئلے کو مزید سمجھنے کیلئے قیامت کا ایک خوشگوار منظر ملاحظہ فرمائیں۔

قیامت کا ایک خوشگوار منظر

قیامت کا ایک صفاتی نام ہے " یَوْمُ التَّلَاقْ " یعنی یوم ملاقات: جہاں بہت سی ملاقاتوں کے ساتھ ساتھ محبت کرنے والے جوڑے بھی کبھی نہ بچھڑنے کیلئے ملا دیئے جائیں گے کیونکہ سچی محبت کی تکمیل کیلئے اصل وہی دنیا ہے جس کے مقابلے میں یہاں کی مختصر زندگی ناکافی ہے۔

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ () فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا () وَيَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۸۴ : الانشقاق: ۷-۹

پھر جس کا نامۂ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا اور اپنے گھر والوں کی طرف خوش خوش پلٹے گا۔

Marfat.com

وَّ يَنْقَلِبُ اِلٰی اَھْلِہٖ مَسْرُوْرًا () اور اپنے گھر والوں کی طرف خوش خوش پلٹے گا

01 : گھر والوں سے مراد اس دنیا والے اہل وعیال ہیں۔اور مغفرت کی صورت میں مومن کو ان سے ملا دیا جائے گا تا کہ اپنی نجات کی انہیں خوشخبری دے سکے۔۔کیونکہ قرآن کریم میں جہاں بھی لفظ اہل استعمال ہوا ہے اس سے مراد اہل خانہ ہی ہیں جن میں بیوی سرفہرست ہے۔

02 : دوسرے وہ گھر والے مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ جنتیوں کو وہاں عطا فرمائے گا۔جبکہ جہنم میں ازدواجیات کا کوئی تصور نہیں۔

میں اس مضمون پر کئی روز غور وفکر کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جس انسان کی مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا تو اسے پروانہ نجات عطا فرمائے جانے سے پہلے ہی اس کے گھر والوں کو نجات عطا ہو چکی ہو گی تا کہ اسے پروانہ نجات کے علاوہ گھر والوں سے ملا کر اس کی خوشیاں دوبالا کر دی جائیں اور یہ میرے رحیم رب کی طرف سے انتہائے رحمت کا مظاہرہ ہے۔مگر جو لوگ اسی دنیا میں ایک دوسرے کیلئے عذاب ثابت ہوتے ہیں ان کے اتنے نصیب کہاں۔

اہم مسئلہ

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی جَنَازَۃٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِہٖ وَھُوَ یَقُوْلُ " اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ – اَوْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ " قَالَ : حَتّٰی تَمَنَّیْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ذَالِکَ الْمَیِّتَ.

رواہ مسلم فی الجنائز باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ والترمذی فی الجنائز باب مایقول فی الصلاۃ علی المیت والنسائی فی الجنائز باب الدعاء .

ترجمہ

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھائی اور میت کیلئے جو دعا آپ نے پڑھی تھی وہ میں نے یاد کرلی۔آپ فرما رہے تھے:اے اللہ!اس کو بخش دے۔اس پر رحم فرما۔اسے عافیت عطا فرما۔اس سے درگزر فرما۔اس کو اپنے پاس اچھی طرح مہمان رکھ۔اس کے داخل ہونے کی جگہ کو وسیع کر دے۔اس کو پانی،برف اور اولوں کے ٹھنڈے پانی سے نہلا دے۔اور اس کو ہر طرح کی خطاؤں سے پاک

Marfat.com

صاف کردے۔ سفید کپڑے کی طرح اس کی میل کچیل کو صاف کردے۔ اے اللہ! اس کو اس کے دنیا والے گھر سے بہتر گھر عطا فرمادے۔ اس کنبہ سے بہتر کنبہ عطا فرما۔ اور اس کی بیوی سے اچھی بیوی عطا فرما۔ اس کو جنت میں داخل فرما۔ اس کو عذاب قبر سے بچا عذاب نار اور قبر کے فتنے سے اسے محفوظ رکھ۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے یہ دعا سنی تو خواہش پیدا ہوئی کہ کاش اس میت کی جگہ میں ہوتا اور یہ دعا میرے حق میں کی گئی ہوتی۔

اس حدیث شریف کی شرح میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں کہ ''اس دعا میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ ''اس کو اس کنبہ سے بہتر کنبہ عطا فرما۔ اور اس کی بیوی سے اچھی بیوی عطا فرما'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی خاص شخص کا معاملہ ہے۔ اس کے خاندان کے لوگ اور اس کی بیوی اس کے حق میں اچھے نہیں ہوں گے اور یہ چیز ذاتی طور پر رسول اللہ ﷺ کے علم میں تھی۔ اس لیے آپ ﷺ نے دعا میں یہ الفاظ شامل فرمائے۔ کیونکہ ہر میت کیلئے یہ ضروری نہیں۔ اس دعا کے یہ دو فقرے اس شخص کیلئے خاص تھے۔''

کتاب الجنائز۔ تالیف الاستاذ سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ: فصل اول: ناشر البدر پبلیکیشنز لاہور۔

حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''ریاض الصالحین'' میں اس حدیث شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ ''وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ'' اس کے دنیا کے کنبہ سے وہاں بہتر کنبہ عطا فرما' کنبہ سے مراد وہ تمام قریب ترین گھر والے ہوسکتے ہیں جن کے درمیان انسان آنکھ کھولتا اور پروان چڑھتا ہے۔

اور ظاہر بات ہے کہ ہر انسان اپنے والدین یا بہن بھائیوں اور بیوی بچوں سے بیزار تو نہیں ہوسکتا لہٰذا رسول اللہ ﷺ ہر نماز جنازہ میں میت کیلئے یہ دعا نہیں فرماتے تھے بلکہ یہ ایک خاص شخصیت کا معاملہ تھا لہٰذا آپ نے اس کیلئے ان دو جملوں کا اضافہ فرمادیا۔

امید ہے کہ ازواج مطہرات کے اس اجمالی تعارف سے بعض شبہات کا ازالہ ہوچکا ہوگا۔ جس کے بعد میں ازوج مطہرات کا مختصر تعارف پیش کرتا ہوں۔

Marfat.com

23

ازواج مطہرات

01: سیدہ خدیجۃ الکبریٰ طاہرہ

رسول اللہ ﷺ کے خاندان کو بیت اللہ شریف کی تولیت کے باعث حجاز میں کلیدی حیثیت حاصل تھی۔ آپ کی پاکدامنی اور امانت و دیانت کے چرچے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی صفات سے متصف فرمایا تھا۔ آپ کی عمر مبارک پچیس سال اور عین شباب کا عالم تھا کہ ایک ایسی خاتون جن کی عمر چالیس سال اور دو بار بیوہ ہو چکی ہیں۔ پہلے نکاح سے اولاد بھی ہے مگر جاہلی دور میں بھی سیرت ایسی کہ فرشتوں کو بھی رشک آئے وہ خود آپ سے درخواست فرماتی ہیں کہ مجھے اپنی زوجیت میں قبول فرمالیں۔

ابھی وحی کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا مگر مشیت ایزدی تھی کہ آپ نے نہ صرف نکاح فرمانا قبول فرمایا بلکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر ابو ہالہ سے دولڑکے اور دوسرے شوہر عتیق سے ایک لڑکی تھی، آپ ﷺ نے ان یتیم بچوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری بھی قبول فرمائی اور اپنے شباب کے پچیس سال حضرت خدیجہ کی رفاقت میں گزار دیئے۔

سردار ابوطالب کا خطبۂ نکاح

رسول اللہ ﷺ اور سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقعہ پر آپ ﷺ کے عم محترم سردار ابوطالب کا فصیح و بلیغ خطبہ جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کا خاندان قبل از بعثت بھی دین ابراہیم کا پیروکار اور توحید کا قائل تھا۔ نیز سردار ابوطالب نے اپنے خطبے میں بعثت کی پیشگوئی بھی کی ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ، وَزَرْعِ إِسْمَاعِيلَ، وَضِئْضِئِ مَعَدٍّ، وَعُنْصُرِ مُضَرَ، وَجَعَلَنَا حَضَنَةَ بَيْتِهِ وَسُوَّاسَ حَرَمِهِ، وَجَعَلَ لَنَا بَيْتًا مَحْجُوجًا، وَحَرَمًا آمِنًا، وَجَعَلَنَا الْحُكَّامَ عَلَى النَّاسِ، ثُمَّ إِنَّ ابْنَ أَخِي هَذَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ مَنْ لَا يُوَازَنُ بِهِ فَتًى مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا رَجَحَ بِهِ، بِرًّا وَفَضْلًا، وَكَرَمًا وَعَقْلًا، وَمَجْدًا وَنُبْلًا، وَإِنْ كَانَ فِي الْمَالِ قُلٌّ، فَإِنَّمَا الْمَالُ ظِلٌّ زَائِلٌ، وَعَارِيَةٌ مُسْتَرْجَعَةٌ، وَهُوَ وَاللّٰهِ بَعْدَ هَذَا لَهُ نَبَأٌ عَظِيمٌ وَخَطَرٌ جَلِيلٌ. وَلَهُ فِي خَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رَغْبَةٌ، وَلَهَا

Marfat.com

23
23

فِيهِ مِثْلُ ذَٰلِكَ. وَمَا أَحْبَبْتُمْ مِنَ الصَّدَاقِ فَعَلَيَّ.

صفة الصفوة : تاليف الامام العالم جمال الدين ابى الفرج ابن الجوزى ٥١٠ - ٥٩٧ هجرية رحمه الله تعالىٰ : ذكر تزويج رسول الله ﷺ خديجة رضى الله تعالىٰ عنها : ضبطها و كتب هوامشها الاستاذ ابراهيم رمضان وسعيد اللحام ، الناشر دار الكتب العلمية بيروت.

ترجمہ

تمام تعریفیں اللہ ہی کو سزاوار ہیں جس نے ہمیں ابراہیم کی اولاد، اسماعیل کی لڑی، قبیلہ معد کی شاخ اور قبیلہ مضر کے گھرانے میں پیدا فرمایا، اپنے گھر حرم کعبہ جس کا حج کیا جاتا ہے اور دنیا میں امن کا گہوارہ ہے، کی نگرانی اور محافظت سپرد فرمائی۔ اور ان نعمتوں کے ساتھ ساتھ اس ذات باری نے ہمیں لوگوں پر اقتدار بخشا۔

اس کے بعد گزارش ہے کہ میرا یہ بھتیجا محمد بن عبداللہ ایسا نوجوان ہے کہ قریش میں سے کوئی جوان نیکی، فضیلت، شرافت، عقل، بزرگی اور ذہانت میں اس کا ہمسر نہیں بلکہ موازنے میں اس کا پلڑا بھاری ہے۔ ہاں اگر مال و دولت کی کچھ کمی ہے تو یاد رکھنا چاہیے کہ مال و دولت کی حیثیت ڈھلتے سائے اور ایسی مستعار کی ہے جسے بہر حال اصل مالک کو لوٹانا ہے۔

علاوہ ازیں محمد کے لیے مستقبل میں بہت کچھ رونما ہونے والا ہے جس کی بڑی اہمیت ہوگی۔ معاملہ یہ ہے کہ انہیں اور خدیجہ بنت خویلد کو ایک دوسرے میں دلچسپی ہے جس کی بنیاد پر یہ تقریب نکاح منعقد کی گئی ہے اور اس سلسلے میں آپ حضرات جتنا مہر پسند فرمائیں وہ میرے ذمہ واجب الادا ہے۔

فائدہ

بعض سیرت نگاروں کے مطابق حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مہر جسے سردار ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنے ذمے لیا اور ادا کیا تھا، کی مقدار بیس اونٹ تھی۔ اور بعض کے نزدیک بارہ اوقیہ۔ جس سے بظاہر اختلاف نظر آتا ہے مگر درحقیقت ایک ہی بات ہے اور وہ یہ کہ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے لہٰذا کل مہر پانچ سو درہم ہی بنتی ہے اور اس وقت کے حساب سے بیس اونٹوں کی قیمت بھی اتنی ہی تھی۔ لہٰذا بعض نے اونٹ بیان کر دیئے اور بعض نے پانچ سو درہم۔

سردار ابوطالب کے اس بلیغ خطبے سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ آپ کا خاندان ملت ابراہیم علیہ السلام پر کاربند

Marfat.com

اور اسلاف کی دینی خدمات کا معترف تھا اور اسی وجہ سے ان کی طرف اپنی نسبت کو باعث شرف تصور کرتا تھا۔

شرفائے قریش میں نکاح کا جو طریقہ رائج تھا اس میں جاہلیت کی کوئی آمیزش نہیں تھی۔ تیسری اور اہم بات یہ ہے کہ اس خطبے میں سردار ابو طالب نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے'' وَهُوَ وَاللّٰهِ بَعْدَ هٰذَا لَهُ نَبَأٌ عَظِيْمٌ وَخَطَرٌ جَلِيْلٌ '' علاوہ ازیں محمد کیلئے مستقبل میں بہت کچھ رونما ہونے والا ہے جس کی بڑی اہمیت ہوگی۔

ہجرت سے تین سال پہلے ۱۰ نبوی میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چونسٹھ برس اور چھ ماہ کی عمر میں انتقال فرما گئیں۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنے شباب کا زمانہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ گزار کر بعد کے نکاح کی تمہید کے طور پر یہ ثابت فرما دیا کہ آپ کے نکاح تسکین نفس کیلئے نہیں بلکہ تبلیغ دین کیلئے ہیں۔

سیدہ خدیجہ کی اہم خصوصیات

پوری تاریخ میں رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس پانچ قبور میں اتر کر دعا فرمائی ہے ان میں سے پہلی قبر ام المومنین سیدہ طاہرہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے اور یہ جنت المعلی مکہ مکرمہ میں موجود ہے۔ جہاں مجھے بھی زیارت کا شرف حاصل ہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال تک نماز جنازہ تو مشروع نہیں ہوئی تھی مگر رحمت عالم ﷺ نے ان کی قبر میں اتر کر دعا فرمائی۔ اس کے علاوہ سیدہ خدیجہ کی بہت سی خصوصیات ہیں جو کسی اور کو نصیب نہیں۔ باقی چار قبور مدینہ طیبہ میں ہیں جن کی تفصیل میں نے اپنی تالیف '' زنبیل '' میں نقل کر دی ہے۔

آپ ﷺ کی اولاد حضرت قاسم، حضرت عبد اللہ جو طیب و طاہر کی صفات سے مشہور ہیں۔ اور زینب و رقیہ، ام کلثوم و فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہم آپ ہی کے بطن سے ہیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی برکات ایک مستقل باب ہے جس پر ضخیم کتب موجود ہیں۔ یہاں دو باتوں کا بیان کرنا کافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نماز کی فرضیت سے پہلے بھی نفل پڑھتے تھے۔ اور آپ نے اگرچہ سیدہ خدیجہ کو حکم نہیں دیا اس کے باوجود آپ کے ساتھ کھڑی ہو جاتیں اور نفل پڑھتیں۔ سیدہ خدیجۃ الکبری ہی ایسی خاتون ہیں جنہیں آسمان کے نیچے سب سے پہلے کلمہ پڑھنے اور آپ کے ساتھ اولین نماز پڑھنے کی سعادت حاصل ہے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر فضیلت

امام فاسی اور محب الطبری رحمهما اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کے

Marfat.com

بعدفضیلت وبرکت کے اعتبار سے سیدہ طاہرہ خدیجہ ام المؤ منین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر باقی ہر چیز سے افضل ہے کیونکہ اس میں رسول اللہ ﷺ نے ہجرت مدینہ تک طویل قیام فرمایا اور یہیں وحی کا نزول ہوتا رہا اور اسی گھر میں رسول اللہ ﷺ کی اولاد پیدا ہوئی۔یعنی سیدۃ نساء العٰلمین فاطمۃ الزھرا بتول اور آپ کے باقی بہن بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنھم .

عن کتاب شفاء الغرام بـاخبار البلد الحرام للاستاذ محب الطبری رحمه الله تعالی. نساء مبشرات با لجنّة ، تالیف الاستاذاحمد خلیل جمعة : ترجمة خدیجة بنت خویلد ام المؤ منین رضی اللہ تعالیٰ عنھا : تحقیق الاستاذ منذ ر شعّار الناشر دار ابن کثیر دمشق .بیروت .

02: سیدہ سودہ بنت زمعہ

رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک پچاس سال تھی۔ایک طرف گھریلو ذمہ داریاں تھیں اور دوسری طرف دین حنیف کی تبلیغ کا معاملہ جبکہ کفار ومشرکین مکہ آپ کا اور دین اسلام کا نام تک مٹا دینے پر تلے ہوئے تھے۔حضرت خولہ بنت حکیم خدمت اقدس میں حاضر ہوتی ہیں۔یارسول اللہ! آپ کی ایک قدیم الاسلام جانثار سودہ بنت زمعہ بھی بیوہ ہو چکی ہیں اور آپ کو بھی ایک مونس وغمگسار کی ضرورت ہے۔اگر اجازت ہو تو میں ان سے بات کر کے آپ کے نکاح کا انتظام کر دوں؟

آپ نے فرمایا: ہاں! خدیجہ کے بعد یقیناً مجھے کسی مونس وغمگسار کی ضرورت ہے۔اس طرح حضرت خولہ کے انتظام کرنے پر آپ نے دوبارہ چھیاسٹھ سالہ بیوہ خاتون سے نہ صرف نکاح فرمایا بلکہ ان کے پہلے خاوند سے یتیم بیٹے عبدالرحمٰن بن سکران رضی اللہ عنہ کی تعلیم وتربیت بھی فرمائی۔جنہیں اللہ کریم نے جنگ جلولا میں مرتبہ شہادت پہ فائز فرمایا تھا۔

انہی دنوں اگر چہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی آپ ﷺ کے نکاح میں آچکی تھیں مگر رخصتی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ہوئی اور چونکہ سیدہ عائشہ عمر میں چھوٹی تھیں اس لیے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے ایثار فرماتے ہوئے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہدیہ کر دی تھی۔انسانی تاریخ میں آپ کا یہ ایثار بھی ایک عظیم مثال اور اسلام کی برکات میں سے ہے۔

03: سیدہ عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما

عَنْ أَبِی سَعِیْدِ الْخُدرِیِّ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ تَزَوَّجَ عَائِشَةَ عَلٰی مَتَاعِ بَیْتٍ قِیْمَتُهٗ خَمْسُوْنَ دِرْهَمًا

Marfat.com

سنن ابن ماجه التحفة النكاح باب صداق النساء :بشرح الامام ابی الحسن الحنفی المعروف با السندی ت ۱۱۳۸ :
تحقیق الشیخ خلیل مامون شیحا :الناشر دارالمعرفة بیروت : انفرد به ابن ماجه : تحفة الاشراف ۴۱۹۱.

ترجمہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ سے نکاح میں گھر کا سارا اثاثہ بطور مہر انہیں دے دیا تھا اور اس کی کل قیمت پچاس درہم تھی۔

قرآن کریم میں اثبات توحید پر غور وفکر اور عبرت کیلئے بعض چھوٹی چھوٹی چیزوں مثلاً شہد کی مکھی، مکڑی، مکھی اور مچھر وغیرہ پر مشتمل کچھ ضرب الامثال ایسی بیان ہوئی ہیں کہ مخالفین اسلام سن کر ہتک آمیز لہجے میں کہتے کہ اگر یہ قرآن واقعۃً کسی عظیم اور لامحدود ہستی کا کلام ہوتا تو کم ازکم اس میں ایسی حقیر چیزوں کو بطور مثال نہ پیش کیا جاتا۔ قرآن کریم نے اس کا جواب اس طرح دیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا ۘ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا ۙ وَّ یَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا ؕ وَمَا یُضِلُّ بِہٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۶﴾ ۰۲ : البقرة ۲۶

ترجمہ

بے شک اللہ تعالیٰ اس سے ہرگز نہیں شرماتا کہ مچھر یا اس سے بھی حقیر تر کسی چیز کو بطور مثال بیان کرے۔ جو لوگ حق بات کو قبول کرنے والے ہیں وہ انہی تمثیلوں کو دیکھ کر جان لیتے ہیں کہ یہ حق ہے جو ان کے رب ہی کی طرف سے آیا ہے اور جو ماننے والے نہیں ہیں وہ انہیں سن کر کہنے لگتے ہیں کہ ایسی مثالوں سے اللہ کو کیا سروکار؟ اس طرح اللہ ایک ہی بات سے بہت سوں کو گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے اور بہتوں کو راہ راست دکھاتا ہے۔ اور گمراہی میں وہ انہی کو مبتلا کرتا ہے جو فاسق ہیں۔

سیدہ عائشہ بحیثیت الفرقان

لہٰذا جس طرح قرآنی تعلیمات اہل ایمان کیلئے باعث تقویتِ ایمان اور فاسقین ومنکرین کیلئے باعث تشویش وگمراہی ہیں اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کہ جن پر قرآن کریم نازل ہوا اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ جن کے حجرے اور بستر میں قرآن کریم نازل ہوا۔ ماننے والے مومنین اور نہ ماننے والے منکرین وفاسقین کیلئے ایسا

Marfat.com

معیار ہیں کہ وہ فی الفور اور بآسانی پہچانے جاسکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بصرہ میں ایک بلیغ خطبہ ہے جس میں آپ کے الفاظ ہیں: ''بِیْ مُیِّزَ مُؤْ مِنکُمْ مِنْ مُنَافِقِکُمْ''

ذکرہ القاضی عیاض فی '' الغنیة '' وسعدالدین سلیم جرارفی '' الایماء الی زوائدالأمالی والاجزاء '' رحمهما اللّٰہ تعالی

ترجمہ

واقعۂ افک میں اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے آپ مومنوں کی جماعت سے منافقین کی چھانٹی کردی۔

اور الحمدللہ کہ قیامت تک سیدہ کا وجود مسعودؓ امت مسلمہ کیلئے باعث رحمت ہے کہ ایسے لوگ خود بخود چھانٹی ہوتے چلے جائیں گے۔ مگر یہ معاملہ سمجھنے کیلئے ذرا تفصیل اور ایک مثال کی ضرورت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کی حیثیت

عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ : قِیْلَ لِلنَّبِیِّ ﷺ لَوْأَتَیْتَ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ اُبَیٍّ ، فَانْطَلَقَ اِلَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ وَرَکِبَ حِمَارًا فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُوْنَ یَمْشُوْنَ مَعَهُ ، وَهِیَ أَرْضٌ سَبِخَةٌ . فَلَمَّا أَتَاهُ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ : اِلَیْکَ عَنِّیْ ، وَاللّٰہِ لَقَدْ آذَانِیْ نَتْنُ حِمَارِکَ . فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِمِنْهُمْ : وَاللّٰہِ لَحِمَارُ رَسُوْلِ اللّٰہِ أَطْیَبُ رِیْحًا مِنْکَ ، فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللّٰہِ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهٖ فَشَتَمَا فَغَضِبَ لِکُلِّ وَاحِدٍمِّنْهُمَاأَصْحَابُهُ ، فَکَانَ بَیْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِیْدِ وَالنِّعَالِ وَالْأَیْدِیْ ، فَبَلَغَنَاأَنَّهَانَزَلَتْ '' وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْافَاَصْلِحُوْابَیْنَهُمَا '' ألحجرات ۹

رواہ البخاری فی الصلح باب ماجاء فی الاصلاح بین الناس ، ومسلم فی الجهادوالسیرباب فی دعاء النبی ﷺ وصبرہ علی أذی المنافقین.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر آپ عبداللہ بن ابی کے پاس تشریف لے چلیں تو ممکن ہے وہ اپنی منافقانہ حرکتوں سے باز آجائے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے اس گزارش پر رسول اللہ ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوکر ایک شور و بنجر زمین کے راستے اس کی طرف تشریف لے چلے۔ یہ منظر دیکھ کر کچھ مسلمان بھی آپ ﷺ کے ہمراہ چل پڑے۔ اور جب آپ ﷺ اس کے پاس پہنچے تو عبداللہ بن اُبی نے کہا: ''ایک طرف ہٹو بخدا! تمہارے گدھے کی بو سے مجھے تکلیف ہورہی ہے'' اس پر

Marfat.com

ایک انصاری نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے گدھے کی بوتم سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جس پر عبداللہ بن اُبی کی قوم کا ایک شخص غضب ناک ہوگیا، گال گلوچ شروع ہوگئی اور ہر طرف سے لوگوں نے غصہ میں کھجور کی شاخوں، جوتوں اور گھونسوں سے مار پیٹ شروع کردی۔ راوی کا بیان ہے کہ سورہ حجرات کی آیت مبارکہ "وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا" الحجرات ۹ "اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو" اسی پس منظر میں نازل ہوئی ہے۔

حضرات امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی محدثین اور اکثر مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے سورہ حجرات کی آیت نمبر ۹ کے پس منظر میں تھوڑے بہت لفظی اختلاف کے ساتھ یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ حضرات نے آپ ﷺ کی خدمت میں درخواست کی تھی کہ اگر آپ ایک مرتبہ خود رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی سے گفتگو فرمائیں تو ممکن ہے وہ اپنے شر سے باز آجائے۔ لہٰذا آپ بلا تاخیر ایک گدھے پر سوار جب تشریف لے چلے تو کچھ صحابہ بھی شریک سفر ہوگئے۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کے پاس پہنچ کر سواری سے اترے بغیر آپ نے اس سے بات کرنا چاہی تو اسی دوران گدھے نے پیشاب کردیا۔ رئیس المنافقین نے ناک پھلاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ اس گدھے کو یہاں سے ہٹائیں کیونکہ مجھے بدبو آرہی ہے اور ساتھ ہی ناک پر ہاتھ رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو منافق کی یہ حرکت ناگوار گزری تو آپ ﷺ واپس لوٹ پڑے۔ مگر آپ کے جاں نثار حضرت عبداللہ بن رواحہ جن کا تعلق قبیلۂ اوس سے تھا۔ انہوں نے حاضرین کو پکار کر کہا: "اِتَّقُوْا هٰذَا" لوگو اس منافق کے شر سے بچو۔ اس کے بعد رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی بن سلول جو قبیلۂ خزرج کا سردار تھا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

" لَحِمَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَاللّٰهِ لَبَوْلُهٗ اَطْیَبُ رِیْحًا مِنْکَ "

جہاں تک رسول اللہ ﷺ کے گدھے کا تعلق ہے تو بات یہ ہے کہ آپ کی سواری کا شرف پانے کے بعد ہماری نظر میں اس کے پیشاب کی بوتم سے زیادہ خوشگوار وخوشبودار ہے۔

بعض مفسرین مثلاً صاحب "الکشاف" اور "الحاوی فی تفسیر القرآن" نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کے الفاظ کو اس طرح نقل فرمایا ہے:

" وَاللّٰهِ اِنَّ بَوْلَ حِمَارِهٖ لَاَطْیَبُ مِنْ مِسْکٍ " اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی سواری کے گدھے کا پیشاب

Marfat.com

کستوری سے بھی زیادہ خوشگوار وخوشبودار ہے۔

اس واقعہ کے بعد چونکہ اوس وخزرج دونوں قبائل میں لڑائی شروع ہوگئی تھی لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے واپس جا کر ان کے درمیان صلح کرادی۔

نسبت کی برکات

جاہلیت کے زمانے سے متعہ اور پالتو گدھے کا گوشت غزوۂ خیبر تک حلال تھا۔ فتح خیبر کے بعد آپ نے دونوں چیزوں کو حرام قرار دے دیا تھا۔ جبکہ حرام جانور کا پیشاب بھی نجس ہوتا ہے۔ اردو میں کسی کی بلادت ذہن اور حماقت ظاہر کرنے کیلئے ہلکی گالی کے طور پر اسے گدھا کہا جاتا ہے۔ دھوبی اور کمہار کے گدھے بھی مشہور ہیں۔ اس کے باوجود حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظر میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کا شرف پانے کے بعد گدھا تو گدھا ہے اس کا پیشاب کستوری سے بھی زیادہ خوشگوار وخوشبودار ہے۔ یہ بات اگر سمجھ آجائے تو نہ صرف ایمان کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے بلکہ بہت سے مسائل حل ہوجاتے ہیں کیونکہ محبت رسول ﷺ کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ جڑی ہوئی اور منسوب ہر چیز سے محبت کی جائے۔ اور کیوں نہ جائے جبکہ اللہ تعالیٰ بھی ان نسبتوں سے محبت فرماتے ہیں۔

أَيَا سَاكِنِيْ أَكْنَافِ طَيْبَةَ كُلُّكُمْ
اِلَى الْقَلْبِ مِنْ أَجْلِ الْحَبِيْبِ حَبِيْبُ

ابن الطیب الشرقیؒ

اے شہر طیبہ کے اطراف میں بسنے والو! آپ سب مجھے اپنے حبیب کریم ﷺ کی محبت کی وجہ سے بہت محبوب ہو۔ اور سچی بات ہے کہ:

یہ تو طیبہ کی محبت کا اثر ہے ورنہ
کون روتا ہے لپٹ کر در و دیوار کے ساتھ

حافظ مظہر الدینؒ

واقول

رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب مقامات، جانور، درخت اور پتھروں کا احترام کیا جائے مگر آپ کی

Marfat.com

زوجیت میں زندگی بسر کرنے والی کسی خاتون کے بارے میں گندہ عقیدہ رکھا جائے یہ ایسی احمقانہ حرکت ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

أَطْيَبُ الطَّيِّبَاتُ - أَزْكَى الزَّاكِيَاتُ - أَحْصَنُ الْمُحْصَنٰتُ - أَصْدَقُ الصِّدِّيْقَاتُ - قُدْوَةُ الصَّالِحَاتُ - حَبِيْبَةُ أَفْضَلِ الْمَخْلُوْقَاتِ - بِنْتُ الْإِمَامِ الصِّدِّيْقِ الْأَكْبَرِ رَفِيْعِ الدَّرَجَاتِ - اَلْمُبَرَّأَتُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ - أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ - اَلسَّيِّدَةُ عَائِشَةُ الْحُمَيْرَاءُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَاَرْضَاهَا عَنَّا

کی عظمت کیلئے تو صرف صحابیت ہی ایک ایسا شرف ہے جس کے مقابلے میں ساری دنیا ہیچ ہے۔ مگر حیرت ہے ایسی سوچ اور علم پر کہ باوجود اس کے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو ایسی فضیلتیں اور شرف حاصل ہے جو پوری امت میں کسی کو نہیں۔ کچھ لوگ گمراہی میں مبتلا ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ آگے بڑھنے سے پہلے ایمان کی تازگی کیلئے آپ کے فضائل کی ایک تلخیص پیش کردی جائے۔

فضائل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ کی گیارہ ازواج مطہرات میں صرف آپ ہی ایسی خاتون ہیں جو کنواری اور نسبتاً کم عمر ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : لَهُ حَصَّنَنِيْ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ بُضْعٍ .

النهاية فى غريب لابن الأثير الجزرى، باب الباء مع الضاد وله شواهد اخرى كما ذكره القاضى عياض فى " الغنية " وسعدالدين سلي.. جرافى " الايماء الى زوائدالأمالى والاجزاء " رحمهم الله تعالى .

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے رب کریم نے اپنے حبیب ﷺ کی خاطر مجھے اس طرح اپنی حفاظت میں رکھ کر پرورش کیا کہ نکاح یا اس کے متعلقات میں سے مجھے مکمل طور پر دور رکھا تا آنکہ میں حرم نبوی میں داخل ہوگئی۔

اَلْبُضْعُ

لغت میں "اَلْبُضْع" کے مفہوم میں، نکاح اور متعلقات نکاح یعنی نکاح میں ولایت، مہر، فرج، جماع اور طلاق، سب شامل ہیں اور حدیث شریف میں تمام مفاہیم کی نظیر موجود ہے۔ جبکہ ازواج مطہرات میں یہ اعزاز صرف

Marfat.com

حضرت عائشہ کو حاصل ہے کہ آپ تمام متعلقات نکاح میں سے محفوظ حرم نبوی ﷺ میں داخل ہوئیں۔

اور پھر نہ صرف ازواج مطہرات بلکہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے بڑی عالمہ۔ اور دونوں باپ بیٹی پوری کائنات میں رسول اللہ ﷺ کو محبوب ترین ہیں۔

لہٰذا منکرین حدیث، روافضہ اور مستشرقین کو آپ کا نکاح بہت کھٹکتا رہتا ہے اور طرح طرح کی تاویلیں کر کے ناسمجھ لوگوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نابالغ لڑکی سے نکاح کیا تھا۔ معاذ اللہ! لہٰذا ایمان بچانے کی خاطر اس موقعہ پہ چند گزارشات پر غور کرنا مفید ہوگا۔

01: رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک بیٹے کے ساتھ منسوب تھیں۔ بعثت کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آزاد مردوں میں اولین مسلمان ہیں اور آپ کے ساتھ ہی آپ کا گھرانہ بھی مشرف بہ اسلام ہوگیا تھا جبکہ حضرت جبیر بن مطعم نے بہت بعد میں اسلام قبول کیا لہٰذا جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی کا معاملہ پیش آیا تو حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محض اس خوف سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ان کے گھر میں آنے سے ان کا خاندان مسلمان ہو جائے گا انہوں نے خود منگنی توڑ دی تھی۔

اس مستندترین واقعہ کی روشنی میں جو بات کھل کر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس وقت، ماحول، معاشرے اور برادری اقدار کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ایسی تھی کہ ان کی رخصتی کی جاسکتی تھی۔ اور خاندان کی دیگر لڑکیوں کی طرح اگر رسول اللہ ﷺ کے بجائے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کے ساتھ رخصتی ہو جاتی تو کسی کے پیٹ میں مروڑ نہیں پڑتے۔ لہٰذا میں کہتا ہوں کہ یہاں معاملہ حضرت عائشہ کی کم عمری کا نہیں بلکہ درپردہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر حملہ ہے لہٰذا ایسے لوگوں سے بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

☆ اگر اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اتنی ہی کمسن ننھی سی نابالغ بچی تھیں تو عام رواج سے ہٹ کر حضرت ابوبکر کو رخصتی کرنے کی کیا پڑی تھی کہ وہ جبیر بن مطعم کے گھر چلے گئے؟

یا رخصتی کی صورت میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے مدبر اور جلیل القدر عالم کا پتہ کیوں پانی ہوگیا کہ حضرت عائشہ کے گھر میں آتے ہی دینی انقلاب آجائے گا؟

کیا تاریخی طور پر کوئی ایک مثال بھی پیش کی جاسکتی ہے کہ بقول ان معترض حضرات کے اتنی ننھی سی نابالغ بچی

Marfat.com

دنیا کے کسی شعبے میں ایسا علم رکھتی ہو کہ اس کے سامنے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے مدبر اور جلیل القدر عالم کا پتہ پانی ہو جائے؟

اصل بات یہ ہے کہ آپ کے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ انساب کے سب سے بڑے عالم تھے خود حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ حضرت عائشہ خود اس باب میں شہرت رکھتی ہیں پھر والد گرامی کے ذریعہ جتنا دین آپ تک پہنچتا گیا اسے جذب اور تبلیغ کرتی گئیں۔ لہٰذا آپ کی شہرت نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے مدبر اور بہت بڑے عالم کو آپ کی صلاحیتوں کا نہ صرف اعتراف بلکہ آپ کے مقابلے میں ہار ماننا پڑی اور بجائے رخصتی کے منگنی ٹوٹ گئی۔

اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت کے رواج کے مطابق سیدہ کی ایسی عمر تھی کہ انہیں رخصت کر دیا جائے۔ اسی لیے اس وقت کے بڑے سے بڑے دشمنان دین جو چھوٹی چھوٹی باتوں کی چرچا کرتے تھے ان میں سے کسی ایک نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ اس فتنے کو پھیلانے کیلئے شیطان کو ایک طویل عرصہ محنت کرنا پڑی ہے تب جا کر اسے کامیابی ہوئی ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو سیدہ عائشہ کی شبیہ دکھا کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع دی تھی کہ عائشہ بطور بیوی آپ کی زندگی میں داخل ہونے والی ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ کو معلوم نہ تھا کہ سیدہ عائشہ کی عمر شادی کی نہیں۔

ہجرت سے پہلے حضرت خولہ بنت حکیم کے مشورے اور پیغام پر سیدنا حضرت ابوبکر خود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹی کا نکاح پڑھاتے ہیں اور ہجرت کے بعد رخصتی کر دیتے ہیں۔ تو کیا والد گرامی کو معلوم نہ تھا کہ ان کی بیٹی نابالغ ہے؟

پھر رخصتی کے بعد جب حرم نبوی ﷺ میں داخل ہوتی ہیں تو اس وقت اب کے دشمنوں سے بھی زیادہ ڈھیٹ قسم کے دشمن موجود تھے۔ اگر کسی معاشرتی ضابطے یا خاندانی روایات کے خلاف ورزی ہوتی تو وہ کیوں خاموش رہتے۔ جو کل وقتی دشمنی پہ قائم تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے وصال سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس طرح ہاتھ اٹھائے "اے اللہ! اس دنیا میں جس کسی نے میرے ساتھ کوئی اچھا سلوک کیا میں نے اس کو بہتر بدلہ دیا لیکن میں ابوبکر کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ حضرت ابوبکر کے احسانات میں سے ایک عائشہ صدیقہ بھی ہیں۔ بلکہ اس لحاظ

Marfat.com

سے پوری امت مسلمہ سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ممنون ہے کہ ان کی بیٹی کے ذریعہ جو سرمایۂ اخلاق ہم تک پہنچا۔ وہ پوری انسانی تاریخ میں امت مسلمہ کے سوا کسی کے پاس نہیں۔ جس ایک جھلک یہ ''کتاب النکاح''

وَيَنْبَغِيْ لَنَا أَنْ نَقُوْلَ فِيْ شَأْنِهَا كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ " اَللّٰهُمَ اغْفِرْ لِعَائِشَةَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ مَغْفِرَةً وَاجِبَةً ، ظَاهِرَةً بَاطِنَةً "

حضرت عائشہ کی برکات

صدیقی گھرانے اور بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کے امت پر بے شمار احسانات اور برکات ہیں مگر چند ایک اس طرح ہیں۔

روایت حدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دو ہزار دو سو دس (2210) احادیث مروی ہیں جن کی برکت سے امت مسلمہ عائلی زندگی میں اس طرح خود کفیل ہے جس طرح روشنی میں سورج۔

آپ کے تلامذہ

حضرت عائشہ کو نہ صرف خواتین پر۔ نہ صرف امہات المؤمنین پر۔ نہ صرف خاص صحابہ پر بلکہ باستثنائے چند تمام صحابہ پر فوقیت حاصل ہے۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ایسا کوئی عالم نہیں دیکھا جو قرآن کریم، فرائض، حلال و حرام، فقہ، شاعری، طب، عرب کی تاریخ اور انساب میں حضرت عائشہ پر فوقیت رکھتا ہو۔''

امام زہری فرماتے ہیں کہ ''اگر تمام صحابہ اور امہات المؤمنین کا علم یکجا کر لیا جائے تو حضرت عائشہ کا علم ان سے وسیع اور زیادہ ہے۔''

خواتین کی تاریخ میں نہ صرف حضرت عائشہ مجتہدین صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں بلکہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم کے علاوہ آپ کا کوئی ہمسر نہیں۔

امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء اور دیگر علمائے سلف رحمہم اللہ تعالیٰ نے جید صحابہ اور تابعین سمیت آپ کے تلامذہ کی ڈھائی سو سے زائد تعداد بیان کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا کوئی عالم اور ولی ایسا نہیں جو آپ کے

Marfat.com

سلسلۂ تلمذ سے باہر ہو اور امت مسلمہ کا کوئی گھر ایسا نہیں جو آپ کے علم سے مستفید نہیں ہو رہا۔ یہی عظمتیں ہیں جو منافقین کیلئے تکلیف کا باعث ہیں: ونعوذ باللہ من شرور انفسنا.

تاخیرِ صوم کی سہولت

یَحْیَ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ کَانَ عَلَیَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِیْعُ أَنْ أَقْضِیَهُ اِلَّا فِیْ شَعْبَانَ، الشُّغْلُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَوْبِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

الجامع الصحیح للامام ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری رحمه الله تعالی. کتاب الصیام باب تاخیر قضاء رمضان ما لم یجی رمضانُ اخر لمن افطر بعذر کمرض وسفر وحیض و نحو ذالک.

ترجمہ

حضرت ابو سلمہ کی روایت ہے کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میرے ذمہ رمضان المبارک کے جو قضا روزے ہوتے تھے۔ تو میری ہمت نہیں ہوتی تھی کہ شعبان سے پہلے ان کی قضا پوری کر دوں کیونکہ میں پورا سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مشغول رہتی۔ اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں "وَذَالِکَ لِمَکَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ" یعنی ان روزوں کی قضا میں یہ تاخیر اس لیے ہوتی کہ شاید کسی وقت رسول اللہ ﷺ خواہش فرمائیں اور میرے روزے کے باعث آپ ﷺ کو تکلیف پہنچے۔

اور شعبان میں چونکہ خود رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے تھے اس لیے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ساتھ روزے رکھ لیتیں اور چونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس عمل پر سکوت فرمایا۔ لہٰذا حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے باب قائم کیا ہے۔

باب تاخیر قضاء رمضان ما لم یجی رمضانُ اخر لمن أفطر بعذر کمرض وسفر وحیض ونحو ذالک.

یعنی اگر کسی معقول عذر کی بنیاد پر رمضان کے روزے رہ جائیں تو دوسرے رمضان کے آغاز سے پہلے پہلے ان کی قضا کی جا سکتی ہے جمہور علمائے امت اس سہولت کے جواز کے قائل ہیں۔ اور خواتین کو یہ سہولت صرف ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اجتہاد کی بدولت میسر آئی ہے اور رسول اللہ ﷺ کا سکوت اختیار فرمانا ہی آپ کے طرز عمل کی تائید ہے۔

Marfat.com

تیمّم کی سہولت

امت کو تیمّم کی سہولت کا میسر آنا بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہار کے گم ہونے کے باعث ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ اَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهٖ فِیْ طَلَبِهَا فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا أَتَوْا النَّبِیَّ ﷺ شَكَوْا ذَالِكَ اِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ اُسَيْدُبْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ اَمْرًا قَطُّ اِلَّا جَعَلَ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَجُعِلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرْكَةً.

صحیح البخاری کتاب النکاح باب استعارۃ الثیاب للعروس وغیرھا صحیح مسلم کتاب الحیض باب التیمم ورواہ النسائی و ابو دوٗد و مالک والدارمی فی الطھارۃ وابن ماجہ فی الطھارۃ و سننھا واحمدفی باقی مسند الانصار.

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے اپنی بہن حضرت اسماء سے ایک ہار مستعار لیا تھا جو دوران سفر کہیں گم ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے کچھ ساتھیوں کو اس کی تلاش میں بھیجا اسی دوران نماز کا وقت آ گیا تو لوگوں نے (پانی دستیاب نہ ہونے کے باعث) بغیر وضو نماز پڑھ لی اور اس کے بعد جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس تکلیف کی شکایت کی تو تیمّم کی آیت نازل ہوگئی۔ اس خوشی میں حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ سے عرض کی کہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے آپ پر جب بھی کوئی پریشانی آئی اللہ نے آپ کے لیے اس میں آسانی کا راستہ نکالا اور مسلمانوں کیلئے اس میں برکت رکھ دی۔

رسول اللہ ﷺ کا معمول شریف یہ تھا کہ آپ جب بھی کہیں دور سفر فرماتے قرعہ ڈال کر ازواج میں سے کسی نہ کسی کو ساتھ لے جاتے اس سفر جس میں یہ واقعہ پیش آیا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام نکلا تو آپ ساتھ تھیں اور چونکہ سیدہ عائشہ کی ہر وقت کوشش ہوتی تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو آرام وسکون فراہم کریں اور چونکہ عمر میں بھی دوسری ازواج مطہرات کی نسبت چھوٹی تھیں اس لیے اپنی بڑی بہن حضرت اسماء بنت ابی بکر سے ان کا ہار مستعار کر لیا تا کہ دوران سفر جہاں موقعہ ملے رسول اللہ ﷺ کے لیے بناؤ سنگھار کر سکیں مگر اللہ نے اس ہار کی برکت سے امت کو تیمّم کی سہولت جیسی خیر عظیم سے نوازنا تھا جس سے آج تک کسی کو نہیں نوازا گیا لہٰذا جب سفر سے واپسی پر یہ قافلہ مدینہ منورہ کے قریبی مقام البیدأ یا ذات الجیش پر پہنچا تو ہار گم ہوگیا۔

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہار چونکہ امانت تھا لہٰذا رسول اللہ ﷺ اس کو تلاش کرنے کے لیے رکے تو سارا قافلہ رک گیا۔ یہاں ایک اور سبق یہ ہے کہ قافلے میں اگر کسی ایک کا نقصان ہو تو سب کو اس کی تلاش کرنی چاہیے۔ اتفاق یہ کہ نہ تو یہاں قریب پانی تھا اور نہ ہی قافلے میں کسی کے پاس جبکہ ابھی تک تیمّم کا حکم نازل نہیں ہوا تھا لہٰذا تمام حضرات نے بے وضو ہی نماز تو پڑھ لی مگر تسلی نہیں ہو رہی تھی اور چونکہ حضور ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زانوؤں پر سر رکھ کر محو خواب تھے لہٰذا لوگوں نے حضرت ابوبکر سے شکایت کی کہ دیکھو آپ کی بیٹی کے باعث سب مشکل میں ہیں۔

اب صبح کی نماز کا وقت بھی قریب ہے چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو جگانے کے بجائے حضرۃ عائشہ کو ڈانٹا ''يَا بُنَيَّةِ فِيْ كُلِّ سَفَرَةٍ تَكُوْنِيْنَ عَنَاءً وَبَلَاءً عَلَى النَّاسِ؟''

اے بیٹی! ہر سفر میں تم ہی ہمیشہ لوگوں کے لیے مصیبت اور آزمائش کا باعث بنتی ہو ایسے کیوں؟ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ابوبکر مجھے ڈانٹتے بھی اور میری کوکھ میں انگلیاں بھی چبھوتے رہے مگر میں رسول اللہ ﷺ کے آرام کے پیش نظر خاموش رہی اور میں نے اپنی جگہ سے ذرا برابر حرکت نہ کی۔

جس طرح باپ نے غار ثور میں دولت کونین ﷺ کو پا کر سانپ کا کاٹنا برداشت کر لیا تھا یہاں بیٹی تھی ساری رات دولت کونین کو زانوؤں پر لیے بیٹھی رہیں اور حرکت تک نہ کی صبح جب رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو آیت تیمّم نازل ہوگئی۔'' فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ '' المائدۃ ٦

ترجمہ

پس اگر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو پس اس پر ہاتھ مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو۔

جس کے بعد قافلے میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور قافلے کی روانگی کے لیے جب اونٹ اٹھائے گئے تو اونٹ کے نیچے سے ہار بھی مل گیا۔

حضرت عائشہ کا ایک خطبہ

عن أبی عبد الرحمن الأزدی قال: لما انقضى الجمل قامت عائشة، فتكلمت، فقالت: أيها الناس إن لی عليكم حرمةَ الأمومة، وحقَ الموعظة لا يتهمنی إلا من عصى ربه، قُبض رسول الله صلى الله عليه وسلم بين سحری ونحری، وأنا إحدى نسائه فی الجنة، ادخرنی ربی،

Marfat.com

وحصننی من کل بضاعة، وبی مُیِّز مؤمنکم من منافقکم، وفیّ رخص لکم فی صعید الأقواء وأبی رابع أربعةٍ من المسلمین، وأول من سمی صدیقاً، قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو عنه راضٍ، فطوقه وهف الأمانة، ثم اضطرب حبل الدین، فأخذ بطرفیه، وربق لکم أثناء ه، فوقد النفاق وأغاض نبع الردة، وأطفأ ما حشت یهود، وأنتم حینئذٍ جحظ، تنتظرون العدوة، وتستمعون الصیحة، فرأب الثأی، وأوذم العطلة، وامتاح من المهواة، واجتهر دفن الرواء، فقبضه الله واطئاً علی هامة النفاق، مذکیاً نار الحرب للمشرکین، یقظان فی نصرة الإسلام صفوحاً عن الجاهلین.

کنز العمال للهندی مسند عائشة وتاریخ دمشق لابن عساکر

ترجمہ

حضرت عبدالرحمٰن ازدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ جنگ جمل کے اختتام پر بصرہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کھڑے ہو کر ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا:

لوگو! خاموشی سے میری بات سنو کیونکہ تم پر میرا مادری حق اور مجھے نصیحت کرنے کی عزت حاصل ہے۔ سوائے اس شخص کے جو اللہ کا فرمانبردار نہیں ہے۔ مجھے کوئی الزام نہیں دے سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے سینے پر سر مبارک رکھے ہوئے وصال فرمایا ہے۔ میں آپ کی محبوب ترین بیوی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے پیغمبر کیلئے مخصوص فرماتے ہوئے دوسروں سے محفوظ رکھا۔ اور میری ذات کی برکت سے تم مومنوں کی جماعت سے منافقین کی چھانٹی کر کے انہیں علیحدہ کر دیا۔ اور میری ہی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں تیمّم کی سہولت عطا فرمائی۔ پھر میرا باپ دنیا میں چوتھا مسلمان اور غار حرا میں دو کا دوسرا (ثانی اثنین) اور پہلی ہستی ہے جسے صدیق کا لقب عطا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ ان سے خوش تھے، اور وصال سے پہلے انہیں خلافت کی ذمہ داری سپرد فرمائی۔ اس کے بعد جب اسلام کی رسی کمزور ہونا شروع ہوئی تو میرا ہی باپ تھا جس نے اس کے دونوں سرے تھام لیے۔ جس نے نفاق کی باگ روک دی۔ جس نے ارتداد کا سرچشمہ خشک کر دیا۔ جس نے یہود کی آتش افروزی سرد کر دی۔ تم لوگ اس وقت آنکھیں بند کیے غدر و فتنہ کے منتظر تھے۔ اور شور وغوغا پر گوش برآواز تھے۔ اس نے شگاف کو برابر کیا۔ بے کار کو درست کیا۔ گرتوں کو سنبھالا۔ دلوں کی مدفون بیماریوں کو دور کیا۔ جو پانی سے سیراب ہو چکے تھے ان کو تھان تک پہنچایا۔ اور جو پیاسے تھے انہیں گھاٹ تک لے آیا۔ اور جو ایک بار پی چکے تھے انہیں دوبارہ پلایا۔ جب وہ نفاق کا سر کچل چکا اور اہل شرک کیلئے آتش جنگ مشتعل کر چکا اور تمہارے سامان کی

Marfat.com

گٹھڑی کو ڈوری سے باندھ چکا تو اللہ کریم نے اسے اٹھالیا ... ...

بیہودہ رسموں کا خاتمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی برکات میں سے ایک یہ ہے کہ عرب منہ بولے بھائی کی بیٹی سے شادی نہیں کیا کرتے تھے اور چونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے منہ بولے بھائی تھے لہٰذا اس رسم بد کو مٹانے کیلئے اللہ کریم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو منتخب فرمایا۔

چنانچہ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کا ارادہ ظاہر فرمایا تو انہیں حیرت ہوئی کہ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ کیونکہ عائشہ تو رسول اللہ ﷺ کی بھتیجی ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں سمجھایا کہ تم میرے دینی بھائی ہو جس سے حرمت قائم نہیں ہوتی۔

شوال میں شادی

دوسری بیہودہ رسم یہ تھی کہ عرب شوال میں شادی بیاہ نہیں کرتے تھے مگر اللہ کریم نے اس رسم کے خاتمے کیلئے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو منتخب فرمایا لہٰذا آپ کی منگنی اور رخصتی دونوں تقریبات شوال کے مبارک مہینے میں سرانجام پائیں۔

شوال میں شادی نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ کسی قدیم زمانے میں اس ماہ کے دوران طاعون کی وبا پھیلنے سے بہت سا جانی نقصان ہوگیا تھا لہٰذا مشرکین نے جہالت کی بنیاد پر اس مبارک مہینے کو سرے سے منحوس قرار دے دیا تھا۔ مگر صد افسوس کہ اب بھی مسلمانوں کے اندر یہ جاہلانہ عقیدہ موجود ہے۔ جو سراسر گمراہی اور شیطانی حربہ ہے تاکہ لوگ ایک اہم سنت سے محروم رہ جائیں۔ لہٰذا اہل علم کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس ماہ میں رخصتی کا انتظام کریں تاکہ سنت نبوی ﷺ کی برکات حاصل رہیں۔

04: سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح میں آنے والی چوتھی خوش قسمت خاتون ہیں اور آپ کے نکاح میں بھی بہت ساری حکمتیں ہیں۔ جس کی پوری تفصیل بعد میں ''نیک آدمی سے اپنی بیٹی یا بہن کے نکاح کی درخواست کرنا'' کے عنوان کے تحت بیان ہوں گی۔ یہاں صرف اتنا بیان کرنا ضروری ہے کہ سیدہ حفصہ اور حضرت

Marfat.com

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم حقیقی بہن بھائی ہیں۔

سیدہ حفصہ بعثت نبوی ﷺ سے پانچ سال قبل اس وقت پیدا ہوئیں جب قریش بیت اللہ شریف کی تعمیر نو میں مصروف تھے۔ والد ماجد کے ساتھ ہی سارا کنبہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا تھا جس میں آپ بھی شامل تھیں۔ پہلا نکاح قبیلہ بنو سہم میں بدری صحابی خُنَیس بن حذافہ سے ہوا تھا جو غزوۂ بدر میں زخم پہنچنے سے شدید زخمی ہو گئے تھے اور واپسی پر چند روز بعد اسی صدمے سے مقام شہادت پایا۔

لہٰذا عدت گزرنے کے بعد حرم نبوی ﷺ میں داخل ہوئیں۔ ۴۵ ہجری میں جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مروان مدینہ طیبہ کا گورنر تھا آپ نے انتقال فرمایا تو مروان نے نہ صرف جنازہ پڑھایا بلکہ جنازے کو کندھا بھی دیا۔

مقام غابہ میں کچھ جائداد حضرت عمر آپ کی نگرانی میں دے گئے تھے لہٰذا آپ نے وفات سے پہلے اپنے بھائی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم کو بلا کر وصیت فرمائی کہ اسے صدقہ کر دیا جائے۔ حضرت حفصہ دن کو روزہ رکھتیں اور رات رات بھر مصلے پہ گزارتیں حتی کہ اپنے اللہ سے جا ملیں۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے توسط سے ساٹھ حدیثیں امت کو منتقل ہوئیں۔ ایک صحابیہ حضرت شفا رضی اللہ عنہا کو چیونٹی کے کاٹے کا منتر آتا تھا ایک دفعہ جب وہ آپ سے ملنے آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ یہ منتر حفصہ کو سکھلا دو۔

05: حضرت زینب ام المساکین رضی اللہ عنہا

حضرت زینب ام المساکین رضی اللہ عنہا پانچویں خوش نصیب ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کی زوجیت کا شرف پایا۔ غربا و مساکین کو تلاش کر کے انہیں کھانا کھلانا آپ کی عادت ثانیہ تھی اس لیے ام المساکین کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ حرم نبوی میں داخل ہونے سے پہلے حضرت عبداللہ ابن جحش کے نکاح میں تھیں جو غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے جس کے بعد حرم نبوی میں داخل ہوئیں مگر تیس سال کی عمر میں دو تین ماہ کے اندر ہی انتقال فرما گئیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد صرف یہی خاتون ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں انتقال فرمایا۔ چنانچہ آپ نے خود نماز جنازہ پڑھا کر جنت البقیع میں تدفین کا انتظام فرمایا۔

Marfat.com

06: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اصل نام ھند بنت ابی امیہ سہیل بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔اور آپ چھٹی خوش نصیب خاتون ہیں جنہیں حرم نبوی ﷺ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہے۔آپ کے والد ابوامیہ مکہ مکرمہ کے سرکردہ اور فیاض تھے۔جس قافلے کے ساتھ بھی سفر کرتے اس کی خود کفالت کرتے جس کی وجہ سے زادالراکب کے لقب سے مشہور تھے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ہجرت حبشہ کے علاوہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچنے والی اولین خاتون ہونے کا شرف حاصل ہے۔

پہلا نکاح

آپ حرم نبوی ﷺ میں داخل ہونے سے پہلے حضرت عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جو اصل نام کے بجائے اپنی کنیت ابوسلمہ کے ساتھ مشہور ہیں کے نکاح میں تھیں۔حضرت ابوسلمہ غزوۂ احد میں شدید زخمی ہونے کے بعد شہید ہو گئے تھے۔اس وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا تین بچوں: عمر۔سلمہ اور درہ کے بعد زینب کے حمل سے تھیں۔شوہر کی موت کی اطلاع دینے خود بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں پہنچیں۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ -ﷺ- إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ أَوِ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ قَالَتْ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ -ﷺ- فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ قَالَ قُولِي " اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبَى حَسَنَةً "قَالَتْ فَقُلْتُ فَأَعْقَبَنِي اللّٰهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِي مِنْهُ مُحَمَّدًا -ﷺ- .

رواہ مسلم في الجنائز، باب في إغماض الميت، والترمذی في الجنائز، باب ما جاء في تلقين المريض عند الموت والدعاء له، وأبو داود في الجنائز باب ما يستحب أن يقال عند الميت من الكلام، وباب تغميض الميت، والنسائي في الجنائز، باب كثرة ذكر الموت.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی مریض یا میت کے پاس جاؤ تو اس کے حق میں کلمۂ خیر کہو کیونکہ اس وقت فرشتے تمہاری دعا پر آمین کہہ رہے ہوتے ہیں۔فرماتی ہیں جب ابوسلمہ وفات پا گئے تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! ابوسلمہ فوت ہو گئے ہیں تو آپ نے مجھے اس طرح دعا کرنے کو فرمایا: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبَى حَسَنَةً : اے اللہ!

Marfat.com

میری اور ابو سلمہ کی مغفرت فرما اور ان کی جگہ مجھے بہتر شوہر عطا فرما" پھر اللہ تعالیٰ نے واقعی ان سے بہتر یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب فرما دیا۔ مسلم شریف کی ایک دوسری روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ میں دعا کرتے وقت سوچتی تھی کہ میرے لیے ابو سلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے تا آنکہ میں رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں آ گئی۔

حرم نبوی ﷺ میں

جب عدت پوری ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے آپ کو نکاح کا پیغام دیا تو انہوں نے کہا مجھے انکار نہیں مگر بات یہ ہے کہ ایک تو میں سخت غیرت والی عورت ہوں ۔۲: پہلے خاوند سے اولاد ہے۔ ۳: اور میری عمر بھی زیادہ ہو چکی ہے۔ حضور ﷺ نے جب انہیں یقین دلایا کہ آپ کے تینوں عذر ملحوظ رہیں گے تو حضرت ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے کہا کہ اٹھو اور رسول اللہ ﷺ سے میرا نکاح کر دو۔

اس طرح ماہ شوال اور سن ۴ ہجری کے اواخر میں آپ حرم نبوی میں داخل ہو گئیں۔ اپنے حسن و جمال اور دین کی سمجھ میں بہت ممتاز تھیں یہاں تک کہ مجتہد صحابہ میں شامل ہیں۔

مرویات

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مرویات کی تعداد 378 ہے اور محدثین صحابہ کے تیسرے طبقے میں شامل ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کے بہت سے محاسن اور فتاویٰ ہیں مگر میری کتاب کا موضوع سیرت بیان کرنا نہیں۔

07: حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ اور ام الحکیم حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح میں بہت سارے مسائل اور حکمتیں ہیں جن پر ذرا تفصیل سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت زینب بنت جحش بن رباب۔ کا والد کی طرف سے بھی خاندان قریش کی ایک ممتاز شاخ سے تعلق تھا جبکہ والدہ اُمَیمہ رسول اللہ ﷺ کے دادا سردار عبد المطلب بن ھاشم کی بیٹی ہیں اس اعتبار سے حضرت زینب رسول اللہ ﷺ کی حقیقی پھوپھی زاد ہیں۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ کا خاندانی شرف امت کا اجماعی مسئلہ ہے جس پر کوئی دوسری رائے نہیں۔

Marfat.com

وَاثِلَةُ بْنُ الْاَسْقَعِ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ " اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی کِنَانَةَ مِنْ وَّلَدِ اِسْمٰعِیْلَ وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِنْ کِنَانَةَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ "

صحیح المسلم کتاب الفضائل باب فضل نسب النبی ﷺ و تسلیم الحجر علیه قبل النبوة

ترجمہ

حضرت وَاثِلَہ بن اَسْقَعْ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے قبیلہ کنانہ کو فضیلت بخشی۔اور کنانہ میں سے قریش کو فضیلت عطا فرمائی۔اور قریش میں سے بنی ہاشم کو فضیلت عطا فرمائی۔اور بنو ہاشم میں سے اللہ نے مجھے منتخب فرمایا۔

اس فضیلت کے ساتھ اللہ نے خانہ کعبہ کی تولیت کا شرف بھی اسی خاندان کو عطا کر رکھا تھا اور یہ وہ شرف تھا کہ قیصر و کسریٰ اور شاہان یمن بھی ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتے تھے۔

حضرت زینب کی آزمائش

اس پس منظر کی روشنی میں حضرت زینب کے مرتبے اور فضیلت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔لیکن رسول اللہ ﷺ خالص تقویٰ کی بنیاد پر جس مساوات اور معاشرے کی تعمیر فرما رہے تھے اس میں عملی تعلیم کی بڑی ضرورت تھی چنانچہ آپ نے اپنے منہ بولے بیٹے اور آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ کے لیے حضرت زینب کو نکاح کا پیغام دیا۔

حضرت زید بن حارثہ اگرچہ یمن کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے اور سرخ و سفید رنگ کے حسین جوان تھے مگر ہوا یہ کہ جب یہ آٹھ سال کے تھے تو ان کی والدہ سُعدیٰ بنت ثعلبہ انہیں ہمراہ لیے اپنے میکے بنی معن میں ملنے گئیں تو قبیلہ قَین کے ڈاکو انہیں خیمے کے سامنے سے اٹھا کر لے گئے اور عُکاظ یا حُباشہ کے میلے میں غلام بنا کر فروخت کر دیا۔حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح ان کے فروخت ہونے میں ہی اللہ کریم نے ان کی سعادت مقدر کر رکھی تھی چنانچہ حکیم بن حزام نے چار سو درہم میں اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ کیلئے خرید لیا جہاں سے سرور عالم ﷺ کی غلامی کا ایسا شرف پایا کہ جس پر دنیا کی تمام آزادیاں اور عزتیں قربان۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

حضرت زید بن حارثہ غلاموں میں سب سے پہلے مسلمان ہیں۔علاوہ ازیں اسد الغابہ میرے سامنے ہے

Marfat.com

جہاں سے تین روایتیں نقل کرتا ہوں جن سے آپ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

الف: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بھی کسی جہادی مہم پر آپ کو بھیجا ہمیشہ امیر بنا کر بھیجا ماموروماتحت نہیں۔ اگر شہید نہ ہوتے رسول اللہ ﷺ انہیں اپنے بعد خلیفہ مقرر فرماتے۔

ب: حضرت زید نے غزوۂ موتہ میں شہادت پائی اور اس مہم میں بھی آپ ہی امیر تھے حالانکہ اس مہم میں حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ جیسی شخصیات شامل اور شہادت پانے والوں میں سے ہیں۔

ت: اللہ کریم نے پورے قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ اور تمام حضرات انبیائے کرم علیہم السلام کے تذکرے کے ساتھ سوائے حضرت زید کے کسی نبی کے صحابی کا نام ذکر نہیں کیا۔ اور میری سوچ کے مطابق اس اہتمام کی وجہ یہ ہے کہ "حَبِیْبُ الْحَبِیْبِ حَبِیْبُ" محبوب کا دوست بھی محبوب ہوتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ حضرت زید سے بہت محبت فرماتے تھے اس طرح اللہ کریم نے ان کے نام کے ساتھ تذکرہ کر کے اپنے حبیب ﷺ کو مسرور فرمایا ہے۔ اس سرور کا اندازہ کرنے کیلئے چند اشعار نقل کرتا ہوں

فَیَا وَرْدُ أَمْتِعْنَا بِطِیْبٍ وَّ بَهْجَةٍ

فَأَنْتَ لِشَبِیْهِ الْحَبِیْبِ حَبِیْبُ

الخبز أرزی

اے گلاب کے پھول تو ہمیں اپنی خوشبو اور سرور سے مستفید کر۔ کیونکہ تو ہمارے حبیب سے مشابہت کی وجہ سے ہمیں بہت عزیز ہے۔

قَدْ أَتَانِیْ مِنَ الْحَبِیْبِ رَسُوْلٌ

وَ رَسُوْلُ الْحَبِیْبِ عِنْدِیْ حَبِیْبٌ

بهاء الدين زهير

میرے پاس محبوب کا قاصد آیا ہے جبکہ محبوب کا قاصد بھی محبوب ہوتا ہے۔

فَیَا سَاکِنِیْ أَکْنَافِ نَخْلَةِ کُلُّکُمْ

اِلَی الْقَلْبِ مِنْ أَجْلِ الْحَبِیْبِ حَبِیْبٌ

مجنون ليلى

Marfat.com

اے کھجور کے باغات کے اطراف میں بسنے والو! تم سب میرے حبیب کے قرب کے باعث مجھے بہت محبوب ہو۔

أَيَا سَاكِنِيْ شَرْقِيَّ دِجْلَةَ كُلُّكُمْ

اِلَى النَّفْسِ مِنْ أَجْلِ الْحَبِيْبِ حَبِيْبٌ

العباس بن الأحنف

اے دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے بسنے والو! محبوب کی بستی کی نسبت سے تم سب میرے دل کے مکین ہو۔

مَنْ يُحِبُّ الْحَبِيْبَ فَهُوَ حَبِيْبٌ

وَ عُدَاةُ الْحَبِيْبِ هُمْ أَعْدَاءٌ

يوسف ألنبهانی

جو محبوب سے محبت کرے وہی اصل حبیب ہے۔ اور محبوب کے دشمن اصل دشمن ہوتے ہیں۔

یہ تو طیبہ کی محبت کا اثر ہے ورنہ

کون روتا ہے لپٹ کر در و دیوار کے ساتھ

حافظ مظہر الدینؒ

مگر عرب جاہلیت میں اگرچہ غلاموں اور لونڈیوں کی سرعام تجارت معیوب نہ تھی مگر ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا عیب تھا۔ لہٰذا ان تمام تر سعادتوں کے باوجود چونکہ وہ لوگوں کی نظروں میں غلام رہ چکے تھے اس لیے حضرت زینب اور آپ کے بھائی عبداللہ بن جحش کو ناگوار گزرا اور یہ ناگواری غیر فطری نہ تھی کیونکہ خاندانی قرابت کا تقاضا تھا کہ رسول اللہ ﷺ انہیں اپنی ذات یا کسی ہمسر کیلئے پیغام دیتے۔ اس صورت حال میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ الاحزاب ٣٦

ترجمہ

کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق ہی نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔

یہ حکم سننے کے بعد حضرت زینب اور آپ کے بھائی کے پاس کوئی گنجائش نہ رہ گئی۔ تو انہوں نے اللہ و رسول

Marfat.com

کے فیصلے کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور نکاح ہو گیا مگر دلوں کی تبدیلی صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے انسان کے نہیں اور وہی مقلب القلوب ہے کیونکہ:

دل کو کہاں قبول رواجوں کے فیصلے
دل تو محبتوں کے قبیلے کا فرد ہے

اس طرح ایک سال تک یہ نکاح اس طرح قائم رہا کہ حضرت زید خاندانی شرف اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قرابت داری کے باعث حضرت زینب کو کچھ کہنے کے بجائے شکایت لے کر جب بھی بارگاہ رسالت میں آتے اللہ کے رسول ﷺ صبر و درگزر کی تلقین فرما کر واپس بھیج دیتے۔

لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا اس لیے بالآخر طلاق ہو گئی جس کا رسول اللہ ﷺ کو حضرت زید کے منہ بولے بیٹے اور حضرت زینب کے پھوپھی زاد بہن ہونے کے باعث دونوں طرف کا صدمہ ہوا اور مزید اس لیے بھی کہ دونوں آپ ہی کی تربیت میں پلے بڑھے تھے۔ اب رسول اللہ ﷺ نے اپنے خاندان کی عزت کو خود سہارا دینا چاہا اور اس دوران حضرت جبریل نے آ کر اطلاع بھی دے دی تھی کہ اللہ نے عرش پر یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ زینب آپ کے نکاح میں آئیں مگر اس میں یہ رکاوٹ آڑے آتی کہ عرب منہ بولے بیٹوں کو حقیقی بیٹا تصور کرتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ آپ کے کسی طرز عمل کے باعث کوئی ہدایت سے محروم رہ جائے۔ اس لیے تامل ہوا مگر اللہ تعالیٰ کی غیرت گوارا نہیں کرتی کہ جس کو اس نے کسی کا بیٹا بنایا نہیں لوگ اپنی طرف سے بیٹے بناتے اور احکامات وضع کرتے پھریں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرما دیا:

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا () الاحزاب ۳۷

اے نبی! یاد کیجیے وہ موقعہ جب تم اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا تھا کہ اپنی بیوی کو نہ چھوڑ و اور اللہ سے ڈرو اس وقت تم دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ کھولنا چاہتا تھا۔ تم لوگوں سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ پھر جب زید اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا تو ہم نے اس (زینب) کا تم سے نکاح کر دیا تا کہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملے میں کوئی تنگی نہ رہے جب

Marfat.com

کہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں اور اللہ کا حکم تو عمل میں آنا ہی چاہیے۔

ناچاکی کے باعث حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جس دوران آپ کے سامنے طلاق کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا اس سے پہلے ہی حضرت جبریل امین علیہ السلام نے آپ ﷺ کو وحی پہنچادی تھی کہ عنقریب زید طلاق دینے والے ہیں اور زینب آپ کے نکاح میں آجائیں گی اس کے باوجود آپ نے زید سے فرمایا'' اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ وَاتَّقِ اللّٰہ '' اپنی بیوی کو نہ چھوڑو اور اللہ سے ڈرو۔ حضرات مفسرین رحمھم اللہ نے اس کی بڑی وجہ یہی بتائی ہے کہ آپ فتنہ پسند نہیں فرماتے تھے یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ'' لَوْ کَتَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ شَیْئًا مِمَّا اُوْحِیَ اِلَیْہِ لَکَتَمَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ '' رسول اللہ ﷺ اگر وحی الٰہی میں سے کسی چیز کو مخفی رکھنا چاہتے تو اس آیت کو کبھی ظاہر نہ فرماتے۔ اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ رسم تبنیت کے معاشرے میں کس قدر گہرے اثرات تھے۔

تَبْنِیْتْ Adoption

تَبَنّٰی یَتَبَنّٰی تَبَنِّیٌ. فَھُوَ مُتَبَنٍّ. مُتَبَنّٰی ۔ کے معنی ہیں کسی دوسرے کے بیٹے کو اپنا بیٹا بنالینا، گود لے لینا۔ لہٰذا گود لینے والے کو مُتَبَنِّی اور گود لیے گئے کو مُتَبَنّٰی کہتے ہیں۔ قدیم عرب جاہلیت میں بھی اگرچہ شرفا کے ہاں خواتین کا نامحرم مردوں سے آزادانہ میل ملاپ معیوب تھا اس کے باوجود جس بچے کو مُتَبَنّٰی بنالیتے تھے وہ بالکل ان کی حقیقی اولاد کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ اسے وراثت ملتی تھی اس سے منہ بولی ماں اور منہ بولی بہنیں وہی خلا ملا رکھتی تھیں جو حقیقی بیٹے اور بھائی سے رکھا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ منہ بولے باپ کی بیٹیوں کا اور اس باپ کے مرجانے کے بعد اس کی بیوہ کا نکاح اسی طرح ناجائز سمجھا جاتا تھا جس طرح سگی بہن اور حقیقی ماں کے ساتھ کسی کا نکاح حرام ہوتا ہے۔

اور یہی معاملہ اس صورت میں بھی کیا جاتا تھا جب منہ بولا بیٹا مرجائے یا اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ منہ بولے باپ کیلئے وہ عورت سگی بہو کی طرح سمجھی جاتی تھی۔ یہ رسم قدم قدم پر نکاح اور طلاق اور وراثت کے ان قوانین سے ٹکراتی تھی جو اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ اور سورہ نساء میں مقرر فرمائے تھے، ان کی رو سے جو لوگ حقیقت میں وراثت کے حقدار تھے، یہ رسم ان کا حق مار کر ایک ایسے شخص کو دلواتی تھی جو سرے سے کوئی حق نہ رکھتا تھا، ان کی رو سے جن عورتوں اور مردوں کے درمیان رشتۂ نکاح حلال تھا یہ رسم ان کے باہمی نکاح کو حرام کرتی تھی۔

اور سب سے زیادہ یہ کہ اسلامی قانون جن بداخلاقیوں کا سد باب کرنا چاہتا تھا، یہ رسم ان کے پھیلنے میں مددگار تھی کیونکہ رسم کے طور پر منہ بولے رشتے میں خواہ کتنا ہی تقدس پیدا کردیا جائے، بہر حال منہ بولی ماں، منہ بولی بہن

Marfat.com

اور منہ بولی بیٹی۔ حقیقی ماں، بہن اور بیٹی کی طرح نہیں ہوسکتیں۔

ان مصنوعی رشتوں کے رسمی تقدس پر بھروسہ کرکے مردوں اور عورتوں کے درمیان جب حقیقی رشتہ داروں کا سا خلا ملا ہو تو برے نتائج پیدا کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان وجوہ سے اسلامی قانون نکاح وطلاق، قانون وراثت، اور قانون حرمت زنا کا یہ تقاضا تھا کہ مُتبنّٰی کو حقیقی اولاد کی طرح سمجھنے کے تخیل کا قطعی استیصال کر دیا جائے۔"

تفہیم القرآن : الأحزاب، مقدمہ: معاشرتی اصلاحات:

رسول اللہ ﷺ اور حضرت زید کا معاملہ

میں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی غلامی اور بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضری کا پس منظر بیان کیا ہے اور حضرت زید اگرچہ رحمت عالم ﷺ کی شفقتوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے مگر والد کی حالت کا اندازہ ان کے ان اشعار سے لگایا جاسکتا ہے:

بَکَیْتُ عَلٰی زَیْدٍ وَلَمْ أَدْرِ مَا فَعَلَ
أَحَیٌّ فَیُرْجٰی أَمْ أَتٰی دُوْنَهُ الْأَجَلُ

میں نے زید کے کھو جانے پر گریہ وزاری کی حد کر دی۔ لیکن یہ نہ جان سکا کہ اس پر کیا بیتی، آیا زندہ ہے۔ جس کی واپسی کی امید کی جاسکے یا موت اسے اپنی آغوش میں سلا چکی ہے۔

فَوَاللّٰهِ لَا أَدْرِیْ وَ إِنِّیْ لَسَائِلٌ
أَغَالَکَ بَعْدِی السَّهْلُ أَمْ غَالَکَ الْجَبَلُ

اللہ کی قسم مجھے اس کے بارے کچھ معلوم نہیں، پھر بھی یہ سوال کرتا پھرتا ہوں کہ۔ کیا تجھے نرم زمین کھا گئی یا کسی پہاڑ نے نگل لیا ہے۔

فَیَا لَیْتَ شِعْرِیْ هَلْ لَکَ الدَّهْرَ أَوْبَةٌ
فَحَسْبِی مِنَ الدُّنْیَا رُجُوعُکَ لِیْ بَجَلُ

اے کاش کہ میں اس قدر جان سکتا کہ تیرا لوٹنا کبھی ممکن بھی ہے کہ نہیں۔ کیونکہ تیرا لوٹ آنا ہی دنیا میں میرے لیے کافی اور باعث سکون ہے۔ یعنی تیرے بغیر دنیا کی کوئی چیز مجھے سکون نہیں دے رہی۔

Marfat.com

تُذَكِّرُنِيهِ الشَّمْسُ عِنْدَ طُلُوْعِهَا
وَتَعْرِضُ ذِكْرَاهُ إِذَا غَرْبُهَا أَفَلْ

ہائے کہ روزانہ، آفتاب اپنے طلوع ہوتے وقت اس کی یاد دلاتا ہے۔ اور غروب کے وقت اس کی یادیں پھر دوبالا کر دیتا ہے۔

وَإِنْ هَبَّتِ الْأَرْيَاحُ هَيَّجْنَ ذِكْرَهُ
فَيَا طُولُ مَا حُزْنِيْ عَلَيْهِ وَمَا وَجَلْ

اور پھر تازہ ہواؤں کی لپٹ اس کی یاد تازہ کرتی ہیں۔ ہائے مجھے اس گمشدگی پر کس قدر رنج والم ہے۔

سَأُعْمِلُ نَصَّ الْعِيسِ فِي الْأَرْضِ جَاهِدًا
وَلَا أَسْأَمُ التَّطْوَافَ أَوْ تَسْأَمُ الْإِبِلْ

اس لیے میں عنقریب اونٹ کی طرح لمبی مسافتیں طے کرتے ہوئے اس کی تلاش میں ساری دنیا چھان ماروں گا اور میں تھک کر ہار نہیں مانوں گا چاہے اونٹ تھک جائے۔

حَيَاتِيَ أَوْ تَأْتِيْ عَلَيَّ مَنِيَّتِيْ
فَكُلُّ امْرِءٍ فَانٍ وَإِنْ غَرَّهُ الْأَمَلْ

یا اسی تلاش میں مجھے موت آجائے کیونکہ ہر انسان فانی ہے چاہے وقتی طور پر سرابِ امید اسے دھوکے میں ڈال دے۔

سَأُوْصِيْ بِهِ قَيْسًا و عُمْرًا كِلَيْهِمَا
وَأُوْصِيْ يَزِيدًا ثُمَّ بَعْدَ هُمُ جَبَلْ

اس صورت میں کہ اگر میری زندگی وفا نہ کرے تو۔ میں قیس او عمر دونوں بھائیوں کو اس کی جستجو کی وصیت کرتا ہوں، اسی طرح یزید اور ان کے علاوہ جبل کو وصیت کرتا ہوں: کہ میرے بعد میرے زید کی تلاش جاری رکھنا۔

جَبَلَه بن حارثہ حضرت زید کے حقیقی اور بڑے بھائی تھے جبکہ یزید والدہ کے کعب بن شراحیل کے ساتھ پہلے نکاح میں سے اور حارثہ کی کفالت میں تھے۔

اسی دوران بنی کلب کے کچھ لوگ حج کیلئے مکہ مکرمہ آئے تو انہوں نے حضرت زید کو دیکھ کر پہچان لیا اور حضرت

Marfat.com

زید بھی انہیں پہچان گئے۔ ان لوگوں نے جب حضرت زید کو والد اور گھر والوں کی پریشانی کی اطلاع دی تو حضرت زید نے فرمایا ''أَبْلِغُوْا أَهْلِيَ هَذِهِ الأَبْيَاتَ، فَإِنِّيْ أَعْلَمُ أَنَّهُمْ قَدْ جَزِعُوْا عَلَيَّ'' میں محسوس کرسکتا ہوں کہ میرے اہل خانہ پر کیا بیتی ہوگی مگر فی الحال میری طرف سے انہیں یہ اشعار پہنچا دینا

أَحِنُّ إِلَى قَوْمِيْ وَإِنْ كُنْتُ نَائِيًا

فَإِنِّيْ قَطِيْنُ الْبَيْتِ عِنْدَ الْمَشَاعِرِ

میں بھی اپنی قوم اور گھر والوں کیلئے اسی طرح بیقرار ہوں جس طرح وہ میرے لیے ہیں اور میں اگر چہ ان سے دور ہوں مگر بیت اللہ شریف اور مشعر حرام کے قریب آباد ہوں۔

فَكُفُّوا مِنَ الْوَجْدِ الَّذِي قَدْ شَجَاكُمْ

وَلَا تُعْمِلُوْا فِي الْأَرْضِ نَصَّ الْأَبَاعِرِ

جب میں خوش ہوں تو تم بھی ایسا غم نہ کرو جس نے نڈھال کر رکھا ہے۔ اور اونٹوں کی طرح طویل مسافتیں طے کرتے ہوئے دنیا کی خاک نہ چھانو۔

فَإِنِّي بِحَمْدِ اللَّهِ فِي خَيْرِ أُسْرَةٍ

كِرَامِ مَعَدٍّ كَابِرًا بَعْدَ كَابِرِ

اللہ کا شکر ہے کہ میں بنو مَعَدّ میں سے ایک معزز گھرانے کے پاس خوش ہوں جو پشتہا پشت سے معزز چلا آرہا ہے۔

چنانچہ جب یہ قافلہ واپس پہنچا تو انہوں نے آپ کے والد حارثہ کو حضرت زید کی مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجودگی کی اطلاع دی تو ان کی مسرت کی انتہا نہ رہی جس کے بعد وہ فی الفور اپنے بھائی کعب بن شراحیل کے ہمراہ فدیہ کی رقم لے کر مکہ مکرمہ پہنچے تاکہ بیٹے کو واپس لے جاسکیں، اس طرح بارگاہ رحمت میں پہنچ کر عرض گزار ہوئے کہ

'' يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، يَا ابْنَ هَاشِمٍ، يَا ابْنَ سَيِّدِ قَوْمِهِ، أَنْتُمْ أَهْلُ حَرَمِ اللَّهِ، وَجِيرَانُهُ، وَعِنْدَ بَيْتِهِ تَفُكُّونَ الْعَانِيَ، وَتُطْعِمُونَ الْأَسِيرَ، جِئْنَاكَ فِي ابْنِنَا عِنْدَكَ، فَامْنُنْ عَلَيْنَا، وَأَحْسِنْ إِلَيْنَا فِي فِدَائِهِ، فَإِنَّا سَنَرْفَعُ لَكَ فِي الْفِدَاءِ؟ قَالَ: مَنْ هُوَ؟ قَالُوا: زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ.

اے ابن عبد المطلب، اے ابن ہاشم، اے اپنی قوم کے سردار کے بیٹے، آپ اللہ کے حرم کے رہنے

Marfat.com

والے اور پڑوسی ہو، مصیبت زدوں کی دستگیری کرتے ہو، قیدیوں کو کھانا دیتے ہو۔ ہم آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ ہمارے بیٹے کو آزادی دے کر ہمیں ممنون فرمائیں۔ اور فدیہ کی رقم جس قدر چاہو وہ بھی لے لو۔ آپ نے فرمایا تم کس کی بات کرتے ہو؟ عرض کیا: زید بن حارثہ کی

فَقَالَ لَهُمَا " اُدْعُوهُ فَخَيِّرُوهُ فَإِنِ اخْتَارَكُمْ فَهُوَ لَكُمْ فِدَاءٌ " ثُمَّ دَعَاهُ فَسَأَلَهُ عَنْ أَبِيهِ وَعَمِّهِ فَعَرَفَهُمَا قَالَ :فَأَنَا مَنْ قَدْ عَلِمْتَ وَقَدْ رَأَيْتَ صُحْبَتِي لَكَ فَاخْتَرْنِي أَوِ اخْتَرْهُمَا " فَقَالَ زَيْدٌ :مَا أَنَا بِالَّذِي أَخْتَارُ عَلَيْكَ أَحَدًا أَنْتَ مِنِّي بِمَكَانِ الْأَبِ وَالْعَمِّ .فَقَالَ: وَيْحَكَ يَا زَيْدُ أَتَخْتَارُ الْعُبُودِيَّةَ عَلَى الْحُرِّيَّةِ وَعَلَى أَبِيكَ وَعَمِّكَ وَأَهْلِ بَيْتِكَ؟ قَالَ: قَدْ رَأَيْتُ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ شَيْئًا مَا أَنَا الَّذِي أَخْتَارُ عَلَيْهِ أَحَدًا.

آپ نے ان دونوں سے فرمایا اس کے علاوہ کوئی اور حاجت؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا ٹھیک ہے زید کو بلا کر اس کی مرضی پر چھوڑ دو۔ اگر وہ تم لوگوں کے ساتھ جانا چاہتا ہے تو وہ آزاد ہے فدیہ ادا کیے بغیر اپنے ساتھ لے جاؤ۔ لیکن اگر وہ میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے تو بخدا! میں ایسا نہیں ہوں کہ اپنے پسند اور اختیار کرنے والے پر کسی دوسرے کو ترجیح دوں۔ چنانچہ حارثہ اور کعب دونوں نے احسان مندی کے ساتھ آپ کی تجویز مان لی۔ جب حضرت زید بلائے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا ان دونوں بزرگوں کو جانتے ہو؟ عرض کیا: جی ہاں یہ میرے والد اور چچا ہیں۔ اب آپ ﷺ نے انہیں اختیار دیتے ہوئے فرمایا: میں کون ہوں؟ اس بات سے تم آگاہ ہو، میری صحبت کا بھی تمہیں تجربہ ہے، اب تمہیں اختیار ہے چاہے میرے ساتھ رہنا پسند کرلو یا ان کے ساتھ چلے جاؤ تم پر کوئی قدغن نہیں۔

حضرت زید نے عرض کیا: میں ایسا نہیں کرسکتا کہ آپ کے مقابلے میں کسی دوسرے کو ترجیح دوں آپ ہی میرے ماں باپ اور سب کچھ ہیں۔ حضرت زید کی اس وفا شعاری نے والد اور چچا کو نقش حیرت بنا دیا۔ کہنے لگے: زید افسوس تمہاری عقل پر کہ تم آزادی پر غلامی کو ترجیح دیتے ہو، اپنے باپ اور چچا اور گھر والوں کے ساتھ رہنے کے بجائے یہاں غلامی کی زندگی گزارنا چاہتے ہو؟

فرمایا: ہاں" قَدْ رَأَيْتُ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ شَيْئًا مَا أَنَا الَّذِي أَخْتَارُ عَلَيْهِ أَحَدًا " مجھے اس ذات شریف کی کچھ ایسی خوبیوں اور اخلاق عالیہ کا مشاہدہ ہوا ہے کہ میں ان پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔

فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -ذَلِكَ أَخْرَجَهُ إِلَى الْحِجْرِ فَقَالَ" يَا مَنْ

Marfat.com

حَضَرَ اشْهَدُوا أَنَّ زَيْدًا ابْنِي، يَرِثُنِي وَأَرِثُهُ "

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جب اپنے وفا شعار غلام کے دل کی آواز سنی تو دریائے رحمت جوش میں آ گیا۔ قدیم دستور کے مطابق آپ نے زید، ان کے باپ اور چچا کو ساتھ لیا اور سیدھے بیت اللہ شریف کے مقام " اَلْحِجْر " یعنی حطیم میں تشریف لائے اور بہت سارے لوگوں کی موجودگی میں باآواز بلند اعلان فرمایا: "لوگو! تم گواہ رہنا کہ آج سے زید میرا بیٹا اور میرا وارث ہے اور دستور کے مطابق میں اس کا وارث ہوں۔

فَلَمَّا رَأَى أَبُوهُ وَعَمُّهُ طَابَتْ أَنْفُسُهُمَا. فَدُعِيَ زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتَّى جَاءَ اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ.

رَوَاهُ ابْنُ سَعْدٍ وَنَحْوُهُ فِي سِيرَةِ ابْنِ إِسْحَاق

اس وقت جب کہ غلاموں اور لونڈیوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جاتے تھے" حضرت زید کے والد اور چچا نے یہ منظر دیکھا تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور اسی روز سے آپ کو زید بن حارثہ کے بجائے زید بن محمد پکارا جانے لگا یہاں تک کہ پانچ ہجری میں اسلام نے اس رسم کا خاتمہ کر دیا۔ یہ تھے وہ حالات جن کی وجہ سے حضور ﷺ نہیں چاہتے تھے کہ حضرت زینب کے ساتھ نکاح کی صورت میں کوئی فتنہ پیدا ہو، تا آنکہ اللہ کریم نے عرش عظیم پر آپ کا نکاح کر کے اطلاع فرمائی کہ لوگوں کی پرواہ کیے بغیر اپنی بیوی کے پاس جاؤ۔

واقول

اس مقام پر میں ایک اور بات عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ بھلے تاریخی طور پر حضرت زید بن حارثہ غلاموں میں پہلے اسلام لانے والے ہیں مگر آپ کی گواہی کہ " قَدْ رَأَيْتُ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ شَيْئًا مَا أَنَا الَّذِي أَخْتَارُ عَلَيْهِ أَحَدًا " مجھے اس ذات شریف کی کچھ ایسی خوبیوں اور اخلاق عالیہ کا مشاہدہ ہوا ہے کہ میں ان پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔

بعثت سے پہلے ہی آپ ﷺ پر ایمان لانے کے مترادف ہے۔ کیا یہ کمال نہیں کہ ایک نوجوان گواہی دیتا ہے کہ میں اس شخصیت کے جس اخلاق اور سیرت کا مشاہدہ کر چکا ہوں اس کے بعد اپنوں سمیت کائنات میں مجھے کوئی ان کا ہمسر نہیں دکھتا؟ لہٰذا میں ان کی غلامی پر سب آزادیاں اور اپنے قربان کرتا ہوں۔

کچھ بھی نہیں ہے گیسوئے خمدار کے سوا
تفسیر کائنات میں مدت گزر گئی

ساغر صدیقی

Marfat.com

منہ بولے رشتوں کی شرعی حیثیت

اب سوال یہ ہے کہ کیا رسم " تَبْنِيتْ " Adoption کے خاتمے سے ایسا تو نہیں کہ اسلام منہ بولے رشتوں کی قدر نہیں کرتا؟ اس کے جواب میں سارا اسلامی نظام حاضر ہے کیونکہ رشتے ناتے اور نسبتیں ہی اسلام کا طرۂ امتیاز۔ جن سے محروم معاشرے نقش جہنم ہیں مگر برکت اور ایمان کی تازگی کے لیے صرف چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَنَاوَلَتْهُ إِنَاءً فِيهِ شَرَابٌ قَالَ: فَلَا أَدْرِي أَصَادَفَتْهُ صَائِمًا أَوْ لَمْ يُرِدْهُ، فَجَعَلَتْ تَصْخَبُ عَلَيْهِ وَتَذَمَّرُ عَلَيْهِ.

صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل ام ایمن رضی اللہ عنها

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب رسول اللہ ﷺ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے ملنے ان کے گھر تشریف لے گئے تو میں بھی ساتھ تھا۔ وہ ایک برتن میں مشروب لائیں تو مجھے نہیں معلوم کہ آپ روزے سے تھے یا ویسے ہی آپ ﷺ نے پینا نہیں چاہا جس کی وجہ سے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا زور زور سے چیخنے چلانے اور غصہ کرنے لگیں۔

(تصخب) أي تصيح وترفع صوتها لإمساكه عن شرب الشراب (وتذمر عليه) أي تتذمر وتتكلم بالغضب يقال ذمر يذمر كقتل يقتل إذا غضب وإذا تكلم بالغضب ومعنى الحديث أن النبي ﷺ رد الشراب عليها إما لصيام وإما لغيره فغضبت وتكلمت بالإنكار والغضب وكانت تدل عليه ﷺ لكونها حضنته وربته ﷺ)

شرح محمد فؤاد عبد الباقي رحمه الله تعالى

یعنی جس طرح ماں کھانے پینے سے بچے پر ناراض ہوتی اور اسے ڈانٹتی ہے اسی طرح حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے رحمت دوعالم ﷺ پر غصہ کیا اور یہ اس لیے تھا کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے بچپن سے آپ ﷺ کو گود میں پالا تھا۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ: "انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا، كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ، فَقَالَا لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: مَا

Marfat.com

أَبْكِي أَنْ لَا أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنْ أَبْكِيْ أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ، فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا "

صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل ام ایمن رضی اللّٰہ عنہا

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا آؤ کہ ہم حضرت ام ایمن کی زیارت کر آئیں جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ ان کی زیارت کیلئے تشریف لے جایا کرتے۔ جب ہم حضرت ام ایمن کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ ان دونوں بزرگوں نے کہا آپ کیوں رو رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس اپنے رسول ﷺ کیلئے جو نعمتیں اور اجر ہے وہ دنیا کی نسبت زیادہ اچھا ہے۔ حضرت ام ایمن نے فرمایا میں اس لیے نہیں رو رہی کہ مجھے نہیں معلوم کہ اللہ کے پاس اپنے رسول ﷺ کیلئے بہتر نعمتیں اور اجر ہے بلکہ میرا رونا اس لیے ہے کہ آپ کے وصال کے ساتھ ہی آسمان سے وحی کا سلسلہ ٹوٹ چکا ہے پھر اس قدر روئیں کہ ان دونوں بزرگوں پر بھی کیفیت طاری ہوگئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

شارح مسلم حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ ان احادیث مبارکہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ " فِيهِ زِيَارَةُ الصَّالِحِينَ وَفَضْلُهَا وَزِيَارَةُ الصَّالِحِ لِمَنْ هُوَ دُونَهُ وَزِيَارَةُ الْإِنْسَانِ لِمَنْ كَانَ صَدِيقُهُ يَزُورُهُ وَلِأَهْلِ وُدِّ صَدِيقِهِ وَزِيَارَةُ جَمَاعَةٍ مِنَ الرِّجَالِ لِلْمَرْأَةِ الصَّالِحَةِ وَسَمَاعِ كَلَامِهَا وَاسْتِصْحَابُ الْعَالِمِ وَالْكَبِيرِ صَاحِبًا لَهُ فِي الزِّيَارَةِ وَالْعِيَادَةِ وَنَحْوِهِمَا وَالْبُكَاءُ حُزْنًا عَلَى فِرَاقِ الصَّالِحِينَ وَالْأَصْحَابِ وَإِنْ كَانُوا قَدِ انْتَقَلُوا إِلَى أَفْضَلَ مِمَّا كَانُوا عَلَيْهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ. "

ان واقعات سے نہ صرف صالحین کی زیارت اور اس کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ بلکہ ایسے صالحین کی زیارت بھی جو اپنے سے چھوٹے اور کم مرتبہ ہوں۔ اسی طرح انسان کا اپنے حبیب اور حبیب کے حبیب سے ملنا اور مردوں کا جماعت کی شکل میں کسی نیک خاتون کی زیارت کرنا اور اس کی باتیں سننا بھی ثابت ہے۔ اسی طرح کوئی عالم اگر کسی کی زیارت یا عیادت کیلئے نکلے تو اس کے ساتھ چلنا بھی۔ اور اس بات کا ثبوت بھی کہ نیک لوگوں کے فراق میں رونا اگرچہ وہ پہلے سے کسی بہتر مقام پر پہنچ چکے ہوں۔

یعنی حضور ﷺ جب حضرت ام ایمن سے ملاقات کیلئے تشریف لے گئے تو اکیلے نہیں حضرت انس بن

Marfat.com

مالک آپ کے ساتھ تھے۔حضرت ام ایمن آپ سے یقیناً کم مرتبہ تھیں لیکن آپ ﷺ نے انہیں اپنے پاس بلانے کے بجائے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ پھر حضرت ابوبکر خلیفۂ وقت ہونے کے باوجود انہیں دربار خلافت میں طلب کرنے کے بجائے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو ساتھ لیے رسول اللہ ﷺ کی یاد میں اور آپ کی باتیں سننے ان کے گھر چلے جاتے ہیں۔تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دین الٰہی روایات کو اپنانے اور دہرانے کا نام ہے۔یہی انسانیت اور اخوۃ ہے۔یہی پہچان ہے منہ بولے رشتوں کی مگر اس کی اہمیت اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کے غصہ فرمانے کی وجہ اس وقت تک واضح نہیں ہوگی جب تک حضرت ام ایمن کا تعارف سامنے نہ ہو۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا

حضرت ام ایمن برکۃ بنت ثعلبۃ رضی اللہ عنہا ان خوش نصیب خواتین میں سے ایک ہیں جنہیں اللہ کے رسول ﷺ نے دنیوی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی

حبشہ کی رہنے والی تھیں مگر اپنے بچپن سے رسول اللہ کے والد گرامی سردار عبداللہ بن عبدالمطلب کی کنیز رہیں جب والدِ رسول ﷺ کا انتقال ہوگیا تو سیدہ آمنہ کی کفالت میں آگئیں جن کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئیں اس طرح رسول اللہ ﷺ کے ماں کے پیٹ سے لے کر تاج رسالت پہنے تک کے تمام مراحل حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی آنکھوں کے سامنے رہے اور آپ کو جی بھر کے آپ ﷺ کی پرورش وخدمت اور دیدار کے مواقع میسر رہے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ طاھرہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو ام ایمن کو آزاد کر دیا اسی لیے ان کے نام کے ساتھ ''مولاۃ رسول اللہ ﷺ'' لکھا جاتا ہے اس طرح قیامت تک رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت سے پکاری جائیں گی۔آزادی کے بعد حضرت ام ایمن نے عبید بن زید الخزرجی سے نکاح کرلیا تھا مگر آپ تو ابتدائی دنوں میں زید بن حارثہ کے ساتھ مسلمان ہوگئیں مگر بد نصیب عبید بن زید الخزرجی اپنے مذہب پر قائم رہے لہٰذا دونوں کے درمیان تفریق ہوگئی۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا امتیاز

رسول اللہ ﷺ آپ کو ''اُمُّ اَیْمَنَ اُمِّیْ بَعْدَ اُمِّیْ'' یعنی ام ایمن میری والدہ آمنہ کے بعد میری

Marfat.com

ماں ہیں کے خطاب سے سرفراز فرماتے اور ہمیشہ آپ ﷺ ان کے دکھ تکلیف کو اپنا مسئلہ تصور فرماتے اسی لیے ایک روز فرمایا ''مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَتَزَوَّجْ اُمَّ اَيْمَنَ'' جس کو دنیا میں جنتی عورت سے نکاح کرنا پسند ہو تو وہ ام ایمن سے نکاح کر لے۔

یہ بشارت سن کر حضرت زید بن حارثہ نے بخوشی اس حور شمائل خاتون کے ساتھ نکاح فرمالیا جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں اسامہ بن زید جیسا فرزند عطا فرمایا اور چونکہ یہ گھرانہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نسبت کی وجہ سے بہت محترم تھا لہٰذا جلیل القدر صحابہ حضرت ابوبکر و عمر حضرت ام ایمن کی زیارت کو جاتے اور احترام سے پیش آتے اور یہی سلسلہ ان کی زندگی تک اور بعد بھی جاری رہا۔ رضی اللہ عنہم

قاضیٔ مدینہ کا تاریخی فیصلہ

ایک روز واقعہ یہ پیش آیا کہ ابن ابی فرات جو حضرت اسامہ بن زید کے ازاد کردہ غلام تھے ان کے اور حضرت ام ایمن کے پوتے حسن بن اسامہ بن زید کے درمیان کسی معاملہ میں تلخ کلامی ہوگئی جس کے دوران ابن ابی فرات نے حسن بن اسامہ کو حقارت کے انداز میں ''اے برکہ کے بیٹے!'' کہہ کر مخاطب کیا۔

حضرت ام ایمن کا اگر چہ اصل نام برکہ ہی تھا مگر اس نے اے ابن اسامہ یا اے ابن زید کے بجائے اے ابن برکہ جو کہا تو یہ دراصل اشارہ تھا کہ تمہاری دادی برکہ تو ایک سیاہ رنگ حبشن تھی۔ حسن بن اسامہ بن زید یہ برداشت نہ کر سکے معاملہ کے گواہ نامزد کر کے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مدینہ منورہ کے قاضی حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ کی عدالت میں پہنچ گئے۔

قاضی نے روداد سن کر مدعلیہ ابن ابی فرات کو طلب کر کے جواب طلبی کی اور فرمایا کہ تم نے حسن بن اسامہ بن زید کو ''يَا ابْنَ بَرَكَةَ'' اے برکہ کے بیٹے کہہ کر کیوں مخاطب کیا؟

اس نے جواب دیا: ''سَمَّيْتُهَا بِاسْمِهَا'' میں نے تو صرف اصل نام سے پکارا ہے۔ یہ سن کر قاضی حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے فرمایا: '' اِنَّمَا اَرَدْتَ بِهٰذَا التَّصْغِيْرَ بِهَا وَ حَالُهَا مِنَ الْاِسْلَامِ حَالُهَا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَهَا يَا اُمَّهْ وَ يَا اُمَّ اَيْمَنَ وَتَقُوْلُ لَهٗ يَا ابْنَ بَرَكَةَ، لَا اَقَالَنِيَ اللّٰهُ اِنْ اَقَلْتُكَ ''

تم نے محض نام نہیں پکارا بلکہ حضرت ام ایمن کی توہین کی ہے حالانکہ اسلام کی تاریخ میں ان خاتون کا ایک مرتبہ و مقام ہے جو کسی سے مخفی نہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ تو اے ام ایمن! اے میری ماں! کہہ کر پکاریں اور تم انہیں

Marfat.com

اے برکہ کے بیٹے! کہہ کر پکارو تمہاری یہ جرأت؟

پھر فرمایا: اگر آج میں نے تمہیں چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ مجھے کبھی معاف نہ کرے اور اس کے بعد مجرم کو ستر کوڑے مارنے کا حکم دیا۔

نساء مُبشّرات با لجنّة ، تاليف الاستاذ احمد خليل جمعة : ترجمة فاطمة بنت اسد رضى الله عنها : تحقيق الاستاذ منذر شعّار الناشر دار ابن كثير دمشق .بيروت.

شوق و نیاز و عجز کے سانچے میں ڈھل کے آ
یہ کوچۂ حبیب ہے پلکوں سے چل کے آ

حفیظ تائب

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی منہ بولی بہنیں

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَمَا بِيْ أَنْ أَكُونَ أَدْرَكْتُهَا، وَمَا ذَلِكَ إِلَّا لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا، وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيَتَتَبَّعُ بِهَا صَدَائِقَ خَدِيجَةَ فَيُهْدِيهَا لَهُنَّ.

رواه الترمذى، باب فى حسن العهد وقال هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. و صححه الألبانى رحمه الله تعالى

ترجمہ

حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی نکاح میں موجود اور زندہ بیویوں کے معاملے میں اس قدر غیرت نہ تھی جتنی خدیجہ کے بارے میں حالانکہ میں نے انہیں دیکھا تک نہیں بلکہ ان کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئی تھی بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ انہیں کثرت سے یاد فرماتے رہتے۔ یہاں تک کہ اگر کبھی بکری ذبح کرتے تو خدیجہ کی منہ بولی بہنوں، سہیلیوں کو تلاش کر کے انہیں گوشت کا تحفہ بھیجتے۔

واقول

اسلامی اخوۃ و مساوات ایک لذیذ موضوع ہے اور اس وقت اللہ کریم نے میرا سینہ کھول دیا ہے۔ بہت سے مضامین لوح حافظہ پر ابھر آئے ہیں مگر کتاب کا موضوع نہیں۔

اسلام نے صرف اس بات پر پابندی عاید کی ہے کہ منہ بولے رشتے قانون وراثت، نکاح وطلاق اور حجاب کی

Marfat.com

حدود پامال نہ کریں کیونکہ اللہ کریم نے خود فرمایا کہ ” اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ “

۳۳ : الأحزاب ٦

ترجمہ

بلاشبہ نبی تو اہل ایمان کیلئے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے اور نبی کی ازواج ان کی مائیں ہیں۔

ازواج رسول ﷺ کو امت مسلمہ کی مائیں قرار دینے کے باوجود دوسرا حکم یہ دیا کہ ” وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ، وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا اَنْ تَنْكِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ()

۳۳ : الأحزاب ۵۳

ترجمہ

جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو، تمہارے اور ان کے دلوں کیلئے کامل پاکیزگی یہی ہے۔ تمہارے لیے ہرگز جائز نہیں کہ اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے کسی بھی وقت نکاح کرو۔ یاد رکھو اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کن لوگوں سے مخاطب ہے کہ ” پردہ ہی تمہارے اور نبی ﷺ کی بیویوں کے دلوں کیلئے کامل پاکیزگی کا ذریعہ ہے “ ان لوگوں سے جن کے متعلق خود قرآن کریم نے بیان کیا کہ ” اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ “ ۴۹ : الحجرات ۳

جو لوگ احترام کے باعث اللہ کے رسول کی بارگاہ میں آوازیں پست رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کے تقویٰ کا اللہ نے خود امتحان لیا ہے جس میں کامیابی کے نتیجے میں ان کیلئے مغفرت اور اجر عظیم کی بشارت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی بیویوں کا امتحان لیا تو وہ بھی پاس۔ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا امتحان لیا تو وہ بھی پاس۔ لیکن پردے کی اہمیت یہ ہے کہ فرمایا: ” پردہ ہی تمہارے اور نبی ﷺ کی بیویوں کے دلوں کیلئے کامل پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔ “

مقام افسوس

اس واضح حکم اور حقیقت کے باوجود ہمارے معاشرے میں بعض نام نہاد اور جاہل پیر عورتوں کا میلہ لگائے

Marfat.com

بیٹھے رہتے ہیں اور نہ صرف یہ بلکہ بعض کو روحانی بیٹیوں اور بہنوں کا نام دے کر محرم کے بغیر حج اور عمرے پر ساتھ لے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ بعض علاقوں میں بھائی چارے کی نیت سے پگڑیاں تبدیل کر کے یا جیسے ہمارے کشمیر میں گڑ کھا کے بھائی چارہ قائم کرتے ہیں اور اس کے بعد پردے کا اہتمام نہیں کرتے۔

بھائی چارہ قائم کرنا چاہے اس کی جو بھی صورت اور طریقہ ہو اس کی ممانعت نہیں۔ممانعت اس بات کی ہے کہ ان منہ بولے رشتوں کی آڑ میں قانون وراثت، نکاح وطلاق اور حجاب کی حدود پامال نہ کی جائیں کیونکہ اس طرح خرابیاں جنم لیتی ہیں۔میں باگھی کے عنوان سے ایک صحیح واقعہ عرض کرتے ہوئے اس موضوع پر گزارشات ختم کرتا ہوں۔

باگھی

میرا بچپن تھا کہ ہمارے قریبی علاقہ درہال مضافات راجوری کے باشندے ''باگھی کمہار'' کی بڑی شہرت تھی۔ باگھی جسمانی طور پر بہت مضبوط مگر قبیح المنظر اور نکھٹو قسم کا آدمی تھا جس کی وجہ سے اس کی شادی نہیں ہوئی تھی جس کے باعث اس پر شہوت کا غلبہ رہتا۔اس طرح وہ بڑی بوڑھی اور اکیلی عورتوں کی تلاش میں رہتا اور حصول ثواب و دعا کی خاطر انہیں ماں کہہ کر پاؤں دبانا شروع کر دیتا۔اسی دوران ایک بوڑھی مائی زمینداره کرتے کرتے تھکاوٹ سے چکنا چور درخت کے نیچے بیٹھی تھی تو باگھی آ پہنچا اور کہا امی جی میں دعا کیلئے حاضر ہوا ہوں جس دوران اس نے مائی کے پاؤں نے دبانے شروع کر دیئے۔اس روز تو کچھ لوگوں کے قریب موجودگی کے باعث بوڑھی بہت لطف اندوز ہوئی اور بچ بھی نکلی جبکہ باگھی دعائیں سمیٹ کر رخصت ہو گیا۔چند روز بعد جب اس کا دوبارہ گزر ہوا تو مائی جو پہلے سے دعائیں دینے کے انتظار میں تھی خود سائے میں آ بیٹھی۔باگھی نے نظر دوڑائی تو دور تک کوئی موجود نہیں تھا اور اس کو اسی موقعہ کی تلاش تھی چنانچہ مائی کے پاؤں دباتے دباتے مائی دبالی اور اس کے سنبھلنے تک منہ کالا کرتے ہوئے باگھی بھاگ گیا۔

حضرت زینب کی برکات

☆ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پہلے نکاح سے کف میں دین کی اہمیت اور اسلامی مساوات کا تصور ابھر کر سامنے آ گیا کہ بظاہر حضرت زید بن حارثہ غلام رہ چکے تھے مگر تقویٰ کی بنیاد پر وہ اس قدر عظیم تھے کہ اللہ کریم نے خود خاندان نبوۃ میں ان کا رشتہ جوڑا تا کہ نکاح کیلئے دین کی بنیاد پر کف کی بنیاد رکھی جائے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکاح کی برکت سے قدیم اور منحوس رسم تبنیت کا خاتمہ ہوا۔

Marfat.com

☆ اور ولیمے کی برکت سے اللہ کریم نے پردے کا حکم نازل فرمایا۔

☆ شادی کیلئے زوجین میں محبت ضروری ہے جس کے بغیر محض خاندان یا والدین کے طے کرنے سے یہ رشتہ قائم نہیں رہ سکتا چاہے بڑی سے بڑی نیک ہستی نکاح کرا دے۔

☆ جب تک دل نہ ملیں جسم نہیں مل سکتے چاہے جتنے جتن کر لو۔ آخر رسول اللہ ﷺ کے مشورے اور دعا سے بڑھ کر دنیا میں کون سا وظیفہ یا روحانی عمل ہے جو دل نہ ملنے کے باوجود جسم ملائے رکھے۔

☆ جب تک اللہ تعالیٰ دل موم نہ کر دے کوئی دوسری ہستی نہیں کر سکتی کیونکہ مقلب القلوب صرف اور صرف وہی ذات ہے۔

☆ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وساطت سے کل گیارہ روایات امت کو منتقل ہوئی جن کی بڑی اہمیت ہے۔

08: حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

جُوَيْرِيَةُ بنت الحارث بن أبی ضرار، آپ کے والد حارث قبیلہ خزاعہ کی شاخ بنو مصطلق کے سردار تھے۔ آپ کا پہلا نکاح اپنے عم زاد مسافع بن صفوان سے تھا۔ حارث بن ابی ضرار اور مسافع بن صفوان چونکہ دونوں اسلام کے کٹر دشمن تھے اس لیے انہوں نے پانچ ہجری میں مدینہ منورہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا تھا جس کی رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی تو حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کے ذریعے تصدیق کے بعد حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو تیاری کا حکم دیا چنانچہ ۲ شعبان ۵ ہجری کو روانگی کے بعد مدینہ منورہ سے ۹ منزل کے فاصلے پر مریسیع پہنچ کر پڑاؤ کیا۔

جب حارث کو اس کی اطلاع ملی تو وہ اپنی جمعیت سمیت کہیں روپوش ہو گیا لیکن اہالیان مریسیع صف آرا ہو گئے مگر مسلمانوں کے حملے کی تاب نہ لاتے ہوئے حضرت جویریہ کے شوہر مسافع بن صفوان سمیت گیارہ ہلاکتوں کے بعد تقریباً چھ سو لوگ گرفتار ہو گئے۔ انہیں قیدیوں میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: وَقَعَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، أَوِ ابْنِ عَمٍّ لَهُ فَكَاتَبَتْ عَلَى نَفْسِهَا، وَكَانَتِ امْرَأَةً مَلَّاحَةً تَأْخُذُهَا الْعَيْنُ، قَالَتْ: عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَجَاءَتْ تَسْأَلُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كِتَابَتِهَا فَلَمَّا قَامَتْ عَلَى الْبَابِ فَرَأَيْتُهَا كَرِهْتُ مَكَانَهَا وَعَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَرَى مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي رَأَيْتُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَنَا جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ وَإِنَّمَا كَانَ مِنْ أَمْرِي مَا لَا يَخْفَى

Marfat.com

عَلَيكَ وَإِنِّي وَقَعتُ فِي سَهمِ ثَابِتِ بنِ قَيسِ بنِ شَمَّاسٍ وَإِنِّي كَاتَبتُ عَلَى نَفسِي فَجِئتُكَ أَسأَلُكَ فِي كِتَابَتِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ :فَهَل لَكِ إِلَى مَا هُوَ خَيرٌ مِنهُ؟ قَالَت :وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ :أُؤَدِّي عَنكِ كِتَابَتَكِ وَأَتَزَوَّجُكِ قَالَت :قَد فَعَلتُ، قَالَت :فَتَسَامَعَ -تَعنِي النَّاسَ -أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَد تَزَوَّجَ جُوَيرِيَةَ، فَأَرسَلُوا مَا فِي أَيدِيهِم مِنَ السَّبيِ، فَأَعتَقُوهُم، وَقَالُوا :أَصهَارُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، فَمَا رَأَينَا امرَأَةً كَانَت أَعظَمَ بَرَكَةً عَلَى قَومِهَا مِنهَا، أُعتِقَ فِي سَبَبِهَا مِائَةُ أَهلِ بَيتٍ مِن بَنِي المُصطَلِقِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ :هَذَا حُجَّةٌ فِي أَنَّ الوَلِيَّ هُوَ يُزَوِّجُ نَفسَهُ.

رواہ ابوداود فی بیع المکاتبۃ وحسنہ الشیخ الألبانی رحمہ اللہ تعالی وھکذارواہ احمد فی مسندہ واسحاق بن راھویہ ورواہ سعیدبن منصور عَنِ الشَّعبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ أَعتَقَ جُوَيرِيَةَ بِنتَ الحَارِثِ، وَجَعَلَ صَدَاقَهَا عِتقَهَا، وَأَعتَقَ مَن سَبَى مِن قَومِهَا مِن بَنِي المُصطَلِقِ.

حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ جویریہ بنت حارث دستور کے مطابق حضرت ثابت بن قیس بن شماس یا ان کے چچازاد بھائی کے حصے میں پڑی تھیں جس کے بعدانہوں نے حضرت ثابت سے مکاتبت کرلی تھی یعنی فدیہ کے بدلے میں آزادی کا معاہدہ۔ جویریہ انتہائی خوبرو خاتون تھیں جو آنکھ ان کی طرف اُٹھتی انہیں پہ ٹھہر جاتی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اسی دوران وہ فدیہ کی رقم جمع کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو میں نے انہیں حجرہ شریف کے دروازے پہ کھڑے دیکھا تو مجھے ناگوار گزرا کہ رسول اللہ ﷺ پر بھی ان کے حسن و جمال کا وہی اثر ہوگا جو میں نے محسوس کیا ہے۔ چنانچہ بارگاہ رحمت میں باریابی کے بعد عرض گزار ہوئیں کہ یارسول اللہ میں جویریہ بنت حارث ہوں اور میرے حالات آپ سے مخفی نہیں۔ میں ثابت بن قیس بن شماس کے حصے میں پڑی تھی لیکن ان کو مکاتبت پر راضی کرلیا ہے اور میں آپ کے پاس تعاون کی درخواست لے کر حاضر ہوئی ہوں؟ فرمایا کیا اس سے بہتر صورت کی خواہش مند نہیں ہو؟ عرض کیا جی فرمایئے بہتر صورت کیا ہوسکتی ہے؟

فرمایا کیا یہ بہتر نہیں کہ میں تمہاری مکاتبت (فدیہ) کی رقم ادا کر کے تمہاری آزادی کے بعد تم سے شادی کرلوں؟ حضرت جویریہ نے فی الفور فرمایا '' قَد فَعَلتُ ''میں کر گزری۔ جب لوگوں کو خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جویریہ سے نکاح کرلیا ہے تو سنتے ہی آپ کے خاندان کے قیدی یہ کہہ کر آزاد کردیئے کہ اب تو یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے سسرال بن گئے ہیں لہٰذا ہم انہیں قید میں نہیں رکھ سکتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ ہم نے حضرت

Marfat.com

جویریہ سے بڑھ کر کسی خاتون کو اپنی قوم کے حق میں اس قدر باعث برکت نہیں پایا کہ بنی المصطلق کے سینکڑوں گھر دوبارہ آباد ہو گئے۔

حضرت جویریہ کا خواب

عَنْ حِزَامِ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ: رَأَيْتُ قَبْلَ قُدُومِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثِ لَيَالٍ كَأَنَّ الْقَمَرَ أَقْبَلَ يَسِيرُ مِنْ يَثْرِبَ حَتَّى وَقَعَ فِي حِجْرِي، فَكَرِهْتُ أَنْ أُخْبِرَ بِهَا أَحَدًا مِنَ النَّاسِ حَتَّى قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا سُبِينَا رَجَوْتُ الرُّؤْيَا، فَلَمَّا أَعْتَقَنِي وَتَزَوَّجَنِي وَاللَّهِ مَا كَلَّمْتُهُ فِي قَوْمِي حَتَّى كَانَ الْمُسْلِمُونَ هُمُ الَّذِينَ أَرْسَلُوهُمْ وَمَا شَعَرْتُ إِلَّا بِجَارِيَةٍ مِنْ بَنَاتِ عَمِّي تُخْبِرُنِي الْخَبَرَ، فَحَمِدْتُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ.

المستدرک علی الصحیحین باب ذکر جویریة بنت الحارث ام المومنین حدیث رقم6781

حزام بن ہشام نے اپنے والد کے ذریعے بیان کیا ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے خود بیان فرمایا تھا کہ غزوۂ بنی المصطلق اور رسول اللہ ﷺ کے مریسیع کے مقام پر پڑاؤ ڈالنے سے تین راتیں قبل میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ سرزمین یثرب کی طرف سے ایک چاند نمودار ہوا اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے میری گود میں آ گرا۔ مگر میں نے کسی کو بتانا پسند نہیں کیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور لڑائی میں ہم لوگ قیدی بنا لیے جاتے۔ اس وقت مجھے خواب کی تعبیر ظاہر ہونے کا یقین ہو گیا۔ پھر جب آپ نے مجھے آزاد کر کے نکاح کر لیا تو بھی میں نے اپنی قوم کے بارے میں آپ سے کوئی بات نہیں کی یہاں تک کہ خود مسلمانوں نے انہیں آزاد کر دیا اور مجھے اس وقت پتہ چلا جب میری ایک چچازاد نے مجھے واقعہ کی اطلاع کی تو میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

حضرت امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ روایت بیان کی ہے کہ

أَتَى وَالِدُ جُوَيْرِيَةَ، فَقَالَ: إِنَّ بِنْتِيْ لَا يُسْبَى مِثْلُهَا، فَأَنَا أَكْرَمُ مِنْ ذَلِكَ. فَقَالَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " أَرَأَيْتَ إِنْ خَيَّرْنَاهَا" فَأَتَاهَا أَبُوهَا، فَقَالَ: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ خَيَّرَكِ، فَلَا تَفْضَحِينَا. فَقَالَتْ: فَإِنِّي قَدِ اخْتَرْتُهُ. قَالَ: قَدْ -وَاللَّهِ - فَضَحْتِنَا.

سیر اعلام النبلاء للذہبی رحمہ اللہ تعالی

حضرت جویریہ کے والد بارگاہ رحمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے تھے کہ میں چونکہ اپنی قوم کا رئیس

Marfat.com

ہوں لہٰذا میری بیٹی کو قیدی رکھنا میری شان کے خلاف ہے لہٰذا اسے آزاد کر دو؟ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم جویریہ کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے کے بجائے ان کو مکمل اختیار دیتے ہوئے انہیں کی مرضی پر چھوڑ دیں؟ تو انہوں نے اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے جب بیٹی کو بتایا کہ (حضرت) محمد (ﷺ) نے معاملہ تمہاری مرضی پر رکھا ہے لہٰذا مجھے رسوانہ کرنا اور سوچ کر جواب دینا۔ مگر حضرت جویریہ نے والد سے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہنا پسند کرتی ہوں۔ تو والد نے کہا: اللہ کی قسم! تم نے مجھے رسوا کر دیا ہے۔

تاہم اس کے بعد آپ کے والد اور قوم نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے فی الفور نکاح نہیں فرمایا بلکہ اس واقعہ کے درمیان کچھ وقفہ ضرور ہے۔ کیونکہ نکاح کی صورت میں حضرت جویریہ کے والد حضرت حارث یہ نہیں کہتے کہ ''إِنَّ بِنۡتِيۡ لَا يُسۡبَى مِثۡلُهَا، فَأَنَا أَكۡرَمُ مِنۡ ذَلِكَ'' میں چونکہ اپنی قوم کا رئیس ہوں لہٰذا میری بیٹی کو قیدی رکھنا میری شان کے خلاف ہے۔ اور زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے آزادی اور اختیار ملنے کے بعد آپ کے حرم میں داخل ہونا پسند فرمایا ہے۔

09: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام حبیبہ، رملہ بنت ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس رضی اللہ عنہا۔ اصل نام رملہ تھا مگر پہلے خاوند عبید اللہ بن جحش سے ایک بیٹی حبیبہ جو حبشہ میں پیدا ہوئی تھیں کی وجہ سے کنیت اختیار فرمائی جو اصل نام پر غالب آ گئی۔ آپ کے والد حضرت ابوسفیان اور بھائی حضرت معاویہ فتح مکہ کے موقعہ پر اسلام لائے تھے مگر آپ قدیم الاسلام ہیں۔

حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں شامل تھیں ان کے ساتھ ان کے پہلے شوہر عبید اللہ بن جحش اسلام قبول کرنے اور سفر ہجرت میں ساتھ تھے لیکن اس بدنصیب انسان نے حبشہ پہنچ کر عیسائیت اختیار کرتے ہی شراب نوشی شروع کر دی۔ اب حضرت ام حبیبہ کے سامنے دو ہی صورتیں تھیں کہ یا تو خاوند کے رنگ میں رنگ جائیں یا والد کے پاس واپس مکہ مکرمہ آ جائیں اور پہلے کی نسبت زیادہ مشکلات وظلم کا سامنا کریں۔

''قَالَتۡ أُمُّ حَبِيۡبَةَ: رَأَيۡتُ فِي الۡمَنَامِ كَأَنَّ عُبَيۡدَ اللّٰهِ بۡنَ جَحۡشٍ زَوۡجِي بِأَسۡوَإِ صُوۡرَةٍ وَأَشۡوَهِهِ فَفَزِعۡتُ، فَقُلۡتُ، تَغَيَّرَتۡ وَاللّٰهِ حَالُهُ، فَإِذَا هُوَ يَقُوۡلُ حِيۡنَ أَصۡبَحَ يَا أُمَّ حَبِيۡبَةَ، إِنِّي نَظَرۡتُ فِي الدِّيۡنِ فَلَمۡ أَرَ دِيۡنًا خَيۡرًا مِنَ النَّصۡرَانِيَّةِ وَكُنۡتُ قَدۡ دِنۡتُ بِهَا، ثُمَّ دَخَلۡتُ فِي دِيۡنِ مُحَمَّدٍ، ثُمَّ رَجَعۡتُ إِلَى النَّصۡرَانِيَّةِ، فَقُلۡتُ: وَاللّٰهِ مَا خَيۡرٌ لَكَ وَأَخۡبَرۡتُهُ بِالرُّؤۡيَا الَّتِي رَأَيۡتُ لَهُ، فَلَمۡ يَحۡفِلۡ بِهَا وَأَكَبَّ عَلَى

Marfat.com

الْخَمرِ حَتّٰی مَاتَ''

المستدرک علی الصحیحین

فرماتی ہیں میں نے خواب دیکھا کہ میرے شوہر عبیداللہ بن جحش کی صورت تبدیل ہو کر انتہائی بدشکل اور بری حالت میں ہے جس سے مجھے گھبراہٹ ہوئی اور محسوس کیا کہ وہ حالت اسلام پر قائم نہیں رہا یہاں تک کہ صبح ہوتے ہی اس نے کہا: اے ام حبیبہ! میں نے مذہب کے بارے میں غور وفکر کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ عیسائیت سے بہتر کوئی دین نہیں اس طرح میں نے عیسائیت اختیار کرلی تھی۔ جس کے بعد میں نے دین محمدی قبول کرلیا تھا مگر اب میں نے پھر سے عیسائیت اختیار کرلی ہے۔ میں نے کہا تمہارے اس فیصلے میں کوئی خیر نہیں۔ جس بعد اس کے سامنے خواب بھی بیان کیا۔ مگر اس نے غور کرنے اور سنبھلنے کے بجائے شراب میں ایسا غرق ہوا کہ اسی حالت میں مرگیا۔

ان حالات میں جب آپ نے ثابت قدمی اختیار فرمائی تو اللہ کریم کی رحمت نے پناہ میں لے لیا۔ فرماتی ہیں:

''فَأَرَیٰ فِي النَّوْمِ كَأَنَّ آتِيًا يَقُوْلُ لِي: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، فَفَزِعْتُ وَأَوَّلْتُهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَزَوَّجُنِي، قَالَتْ: فَمَا هُوَ إِلَّا أَنِ انْقَضَتْ عِدَّتِي، فَمَا شَعَرْتُ إِلَّا بِرَسُولِ النَّجَاشِيِّ عَلَى بَابِي يَسْتَأْذِنُ، فَإِذَا جَارِيَةٌ لَهُ يُقَالُ لَهَا: أَبْرَهَةَ كَانَتْ تَقُومُ عَلَى ثِيَابِهِ وَدُهْنِهِ، فَدَخَلَتْ عَلَيَّ فَقَالَتْ: إِنَّ الْمَلِكَ يَقُولُ لَكِ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَيَّ أَنْ أُزَوِّجَكِ، فَقُلْتُ: بَشَّرَكِ اللّٰهُ بِخَيْرٍ''

المستدرک علی الصحیحین

اس دوران مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا کہ کوئی مجھے نام کے بجائے ''یَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ'' اے مومنوں کی ماں۔ کہہ کر پکار رہا ہے۔ جس سے میں یہی سمجھی کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے نکاح فرمانے والے ہیں۔ میں حالات سے بے خبر تھی یہاں تک کہ عدت کے گزرتے ہی ایک روز شاہ حبش حضرت نجاشی کے ایلچی میرے دروازے پر اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کر رہے تھے۔ دیکھا تو اچانک شاہی کنیز ابرہہ شاہ حبش کی طرف سے قیمتی لباس اور خوشبو لیے میرے سامنے کھڑی ہے اور اندر داخل ہوتے ہی بشارت دے رہی ہے کہ شاہ حبش فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پیغام دیا ہے کہ میں ان سے آپ کا نکاح کردوں۔ میں نے جواب میں کہا: اللہ کریم تمہیں بھی خیر کی بشارت دے۔

عدت گزرتے ہی رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری کے ذریعہ شاہ حبشہ نجاشی رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا تھا کہ وہ ام حبیبہ سے آپ کے نکاح کا انتظام کریں۔ چنانچہ نجاشی نے پیغام ملتے ہی اپنی کنیز ابرہہ

Marfat.com

کے ذریعہ حضرت ام حبیبہ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پیغام دیا۔ حضرت ام حبیبہ پیغام ملتے ہی خوش ہو گئیں اور اس صلے میں فوراً اپنے کنگن اور انگوٹھیاں اتار کر اس کنیز کو تحفہ دیتے ہوئے اپنی طرف سے حضرت خالد بن سعید اموی کو وکیل مقرر کر دیا۔

اس کے بعد شام کے وقت حضرت نجاشی نے حضرت جعفر بن ابی طالب اور وہاں دیگر مہاجرین مکہ کو جمع کر کے خود نکاح پڑھایا اور اپنی حیثیت کے مطابق اپنی جیب سے بغیر رسول اللہ کی طرف سے کسی ہدایت کے چار سو دینار مہر ادا کیا نیز واپسی کے لئے سفر کا انتظام کیا اور حضرت ام حبیبہ جہاز میں بیٹھ کر جدہ اتریں اس سفر میں حضرت شرحبیل بن حسنہ نجاشی کی ہدایت کے مطابق آپ کے ساتھ آئے تھے۔

اس موقعہ پر حضرت نجاشی نے انتہائی ایمان افروز خطبہ پڑھا تھا جو تبرک کے طور پر نقل کرتا ہوں: " اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ السَّلَامِ الْمُؤْمِنِ الْمُهَيْمِنِ الْعَزِيزِ الْجَبَّارِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَقَّ حَمْدِهِ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّهُ الَّذِىْ بَشَّرَ بِهِ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَيَّ أَنْ أُزَوِّجَهُ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ سُفْيَانَ فَأَجَبْتُ إِلَى مَا دَعَا إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "

حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے خطبے کے اختتام پر اپنی شان کے مطابق رسول اللہ کی طرف سے چار سو طلائی دینار مہر کا اعلان کرتے ہی حاضرین کے سامنے ڈھیر لگا دیا۔ جس کے بعد حضرت ام حبیبہ کے وکیل حضرت خالد بن سعید نے آپ کے جواب میں اس طرح خطبہ پڑھا: " اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ أَحْمَدُهُ وَأَسْتَعِينُهُ وَأَسْتَنْصِرُهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ، أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ أَجَبْتُ إِلَى مَا دَعَا إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَوَّجْتُهُ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِى سُفْيَانَ فَبَارَكَ اللّٰهُ لِرَسُولِهِ "

اب حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ دینار سمیٹ کر رخصت ہونا چاہتے تھے مگر حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ اپنے نامہ اعمال میں کچھ اور سعادتیں لکھوانا چاہتے تھے۔ " فَقَالَ: اجْلِسُوا فَإِنَّ سُنَّةَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِذَا تَزَوَّجُوا أَنْ يُؤْكَلَ الطَّعَامُ عَلَى التَّزْوِيجِ فَدَعَا بِطَعَامٍ فَأَكَلُوا، ثُمَّ تَفَرَّقُوا " فرمایا: ابھی بیٹھو کیونکہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے کہ وہ جب نکاح کرتے تو ولیمہ ہوتا۔ پھر آپ نے کھانے لانے کا حکم

Marfat.com

دیا تو سب نے ولیمہ کھایا جس کے ساتھ ہی یہ تقریب نکاح اختتام کو پہنچی۔

یہ نکاح غزوۂ خندق کے بعد اس وقت ہوا جب حضرت ام حبیبہ کے والد حضرت ابوسفیان اور آپ کا خاندان کفار مکہ کے ساتھ مل کر اسلام اور رسول اللہ ﷺ کا خاتمہ کرنے کے درپے تھا مگر آپ کے نکاح کی برکات ملاحظہ فرمائیے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ هَذِهِ الْآيَةِ " عَسَى اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوَدَّةً "الممتحنة :۷ : قَالَ :الْمَوَدَّةُ الَّتِي جَعَلَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بَيْنَهُمْ تَزْوِيجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ ,فَكَانَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ ,وَمُعَاوِيَةُ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ

الشريعة .المؤلف :أبو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيُّ البغدادي (المتوفى 360 :هـ(المحقق :الدكتور عبد الله بن عمر بن سليمان الدميجي.الناشر :دار الوطن -الرياض / السعودية ن:الطبعة :الثانية، 1420هـ 1999 -م

قرآن کریم کی آیت مبارکہ " عَسَى اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوَدَّةً وَاللَّهُ قَدِيرٌ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ " ۶۰ :الممتحنة ۷ :

"کیا عجب ہے کہ عنقریب ہی اللہ تعالیٰ تم میں اور تمہارے دشمنوں میں محبت پیدا کردے کہ اللہ تعالیٰ کو سب قدرتیں حاصل ہیں اور وہ غفور رحیم ذات ہے۔" کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس مودۃ سے مراد رسول اللہ ﷺ کا حضرت ام حبیبہ سے نکاح فرمانا ہے۔جس کے بعد وہ مومنوں کی ماں اور معاویہ مومنوں کے ماموں کے اعزاز سے نوازے گئے۔جبکہ

عَنْ ابْنِ شِهَابٍ ، وَرَوَى مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِالْحَبَشَةِ وَهُوَ أَصَحُّ ، وَلَمَّا بَلَغَ الْخَبَرَ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكَحَ أُمَّ حَبِيبَةَ ابْنَتَهُ قَالَ ذَلِكَ الْفَحْلُ لَا يُقْدَعُ أَنْفُهُ .وَ فِي رِوَايَةٍ نِعْمَ الْفَحْلُ لَايُجْدَعُ أَنْفُهُ . يَعْنِيْ مُحَمَّدًا ﷺ . وَ فِي رِوَايَةٍ ذَالِكَ الْفَحْلُ لَايُقْرَعُ أَنْفُهُ .

الاستيعاب و أصابة و سير أعلام النبلاء ترجمة ام حبيبة ام المؤمنين رضي الله عنها

حضرت امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت ہے کہ صحیح بات یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب آپ سے نکاح فرمایا تو حضرت ام حبیبہ حبشہ ہی میں مقیم تھیں۔جب آپ کے والد ابوسفیان کو اطلاع ملی تو انہوں نے کہا: محمد ایسی شخصیت ہیں کہ ان کی چاہت ٹھکرائی نہیں جاسکتی۔

الف: ایک روایت کے مطابق حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ کے والد کی درخواست پر مدینہ منورہ

Marfat.com

میں ہوا ہے جس کی امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تردید کی ہے اور تاریخی طور پر حضرت امام کی رائے درست ہے۔

ب: امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے رسول اللہ ﷺ کی تمام ازواج میں صرف حضرت ام حبیبہ کا مہر سب سے زیادہ تھا یعنی چار سو دینار۔ اس کی مزید تفصیل بعد میں مہر کے بیان میں آئے گی۔

ت: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے کل پینسٹھ احادیث مروی ہیں جن میں سے دو احادیث پر بخاری و مسلم متفق ہیں اور دو میں مسلم منفرد۔ باقی دیگر کتب احادیث میں موجود ہیں۔

ث: آپ کے تلامذہ میں آپ کے بھائی حضرت امیر معاویہ۔ عنبسہ۔ آپ کے بھتیجے عبداللہ بن عتبہ بن ابوسفیان۔ عروہ بن زبیر۔ ابوصالح السمان۔ صفیہ بنت شیبہ۔ زینب بنت ابوسلمہ۔ شُتَیر بن شکل۔ ابو الملیح عامر الھذلی اور کچھ اور حضرات شامل ہیں۔

ج: نکاح کے وقت اگرچہ آپ حبشہ میں مقیم تھیں مگر آپ کے اصل وارث مکہ مکرمہ میں تھے اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے کسی کو ولی نامزد کر کے بات کرنے کے بجائے حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کو لکھا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کسی مسلمان خاتون کا ولی غیر مسلم نہیں ہوسکتا چاہے باپ ہی کیوں نہ ہو۔ حضرات محدثین وفقہائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسی عنوان سے باب قائم کر کے مسائل اخذ کیے ہیں۔

ح: نکاح کے بعد حالت کفر میں آپ کے والد ابوسفیان آپ سے ملنے مدینہ طیبہ آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ملاقات کی اجازت فرمائی تھی مگر جب وہ حجرے شریف میں داخل ہوئے تو آپ نے یہ کہہ کر بستر لپیٹ دیا تھا کہ چونکہ آپ ابھی مشرک ہیں اس لیے میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کے بستر پر نہیں بٹھا سکتی اس پر حضرت ابوسفیان ناراض ہوئے تھے۔

خ: مسلم شریف میں ایک روایت کے مطابق حضرت ابوسفیان نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ سے خود درخواست کی تھی کہ آپ میری بیٹی سے نکاح فرمالیں۔ شارحین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ممکن ہے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اسلام کے بعد تجدید نکاح کی درخواست کی ہو۔ رہا مسئلہ نکاح کا تو وہ تمام اصحاب سیر و تاریخ کے نزدیک حبشہ کا واقعہ ہے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ سیر اعلام النبلاء ترجمة ام حبيبة ام المؤمنين رضی الله عنها

قبر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ :أَخْبَرَنِى عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عِمْرَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ السَّائِبِ قَالَ :

Marfat.com

أَخْبَرَنِي جَدِّي قَالَ: "لَمَّا حَفَرَ عَقِيلُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فِي دَارِهِ بِئْرًا وَقَعَ عَلَى حَجَرٍ مَنْقُوشٍ مَكْتُوبٌ فِيهِ: قَبْرُ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ، فَدَفَنَ عَقِيلٌ الْبِئْرَ، وَبَنَى عَلَيْهِ بَيْتًا .قَالَ يَزِيدُ بْنُ السَّائِبِ: فَدَخَلْتُ ذَلِكَ الْبَيْتَ فَرَأَيْتُ فِيهِ ذَلِكَ الْقَبْرَ "

تاريخ المدينة لابن شبة. عمر بن شبة (واسمه زيد) بن عبيدة بن ريطة النميرى البصرى، أبو زيد (المتوفى 262 هـ. حققه فهيم محمد شلتوت. طبع على نفقة :السيد حبيب محمود أحمد -جدة. عام النشر 1399 :هـ :باب قبر ام حبيبة زوج النبى صلى الله عليه وسلم رضى الله عنها.

ترجمہ

یزید بن سائب کی روایت ہے کہ میرے دادا نے مجھے بتایا تھا کہ حضرت عقیل بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جب اپنے گھر کی جگہ میں کنواں کھودنا چاہا تو کھدائی کے دوران پتھر کا ایک کتبہ برآمد ہوا جس پر اس طرح لکھا تھا '' قَبْرُ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ صَخْرِ بْنِ حَرْب '' یہ قبر ام حبیبہ بنت صخر بن حرب کی ہے۔ اس کے بعد حضرت عقیل نے اپنا ارادہ ترک کرتے ہوئے اس جگہ ایک حجرہ تعمیر کر دیا تھا۔ یزید بن سائب فرماتے ہیں کہ میں نے خود اس حجرے کے اندر جا کر قبر دیکھی ہے۔

10: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا رسول اللہ کی زوجیت میں داخل ہونے والی دسویں خاتون ہیں اور یہی آپ ﷺ کا آخری نکاح تھا چونکہ حضرت صفیہ غزوۂ خیبر میں قید ہو کر آئی تھیں۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حرم نبوی میں داخل ہونے سے پہلے دو نکاح تھے۔

پہلا نکاح مسعود بن عمرو ثقفی سے تھا اور علیحدگی ہو گئی تھی۔ اس کے بعد ابورہم بن عبد العزّٰی کے نکاح میں آئیں مگر ۷ ہجری میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اسی سال ذوالقعدہ میں رسول اللہ ﷺ عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تو آپ نے حالت احرام میں نکاح فرمایا۔ اور عمرے سے فارغ ہو کر واپسی پر مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلے پر سَرف میں پڑاؤ کے دوران تخلیہ فرمایا تھا۔

حضرت میمونہ کے نکاح میں کچھ فقہی مسائل ہیں جو حالت احرام میں نکاح کے عنوان کے تحت بیان کیے جائیں گے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال بھی اسی مقام سَرف پر ہوا تھا جہاں حضرت عبداللہ ابن عباس

Marfat.com

رضی اللہ عنہمانے نماز جنازہ پڑھائی تھی

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ سے کل چھیالیس احادیث مروی ہیں جن سے بہت سے ازدواجی مسائل حل ہوتے ہیں۔حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے چند مسائل منقول ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ کریم نے آپ کو دین کا فہم عطا فرما رکھا تھا۔

11: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

حضرت صفیہ بنت حُیَیٰ بن اخطب۔اصل نام زینب تھا۔زرقانیؒ کا بیان ہے کہ دستور کے مطابق مال غنیمت میں سے جو حصہ بادشاہ یا سردار کیلئے مخصوص ہوتا اسے صفیہ کہتے تھے اس لیے حضرت زینب رسول اللہ ﷺ کے حرم میں داخل ہونے سے صفیہ کے نام سے مشہور ہوگئیں۔

آپ کے والد حُیَیٰ بن اخطب بن سَعْیَہ خیبر میں مقیم یہود کے قبیلہ بنونضیر کے سردار اور حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے ۔آپ کی والدہ ضرد بنوقریظہ کے سردار سموئیل کی بیٹی تھیں۔اور یہ دونوں قبیلے بنی اسرائیل کی معزز شاخیں ہیں۔

پہلا نکاح

حضرت صفیہ کا پہلا نکاح بنوقریظہ میں سلام بن شکم سے ہوا تھا جس نے طلاق دے دی تھی۔اس کے بعد یہود کے معروف شاعر کنانہ بن ابوالحُقَیق کے نکاح میں آئیں جو غزوۂ خیبر میں قتل ہو گیا تھا اسی غزوہ میں آپ کے والد اور بھائی بھی مارے گئے تھے۔ یہود خیبر جب شکست کے بعد قید کر لیے گئے تو مقدر نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو بھی انہیں قیدیوں میں شامل کر دیا۔جہاں تقسیم کے وقت حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہا کے حصے میں پڑیں مگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ سے درخواست کی کہ صفیہ کا تعلق چونکہ خیبر کے سردار اور معزز خاندان سے ہے لہٰذا بہتر ہوگا کہ آپ انہیں اپنے پاس رکھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس تجویز کو پسند فرماتے ہوئے واپس کر لیا اور طہر کے بعد ان کی آزادی کو مہر قرار دے کر خود نکاح فرما لیا۔

ایک مرتبہ آپ نے رسول اللہ کے سامنے حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کے طعن کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے کیوں انہیں جواب نہیں دیا کہ میرے خاوند محمد رسول اللہ ہیں، باپ حضرت ہارون علیہ السلام اور چچا

Marfat.com

حضرت موسی علیہ السلام۔پھر تم دونوں کو مجھ پر کیسی فضیلت؟

حضرت صفیہ کے نکاح میں بہت سے مسائل ہیں کچھ ولیمے کے باب مین بیان ہوں گے۔

نوٹ

حضرت صفیہ و ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ باقی تمام ازواج مطہرات کا نسب تھوڑے بہت فاصلے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے۔

حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی والدہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔اوراگر چہ باقی ازواج کی طرح آپ کیلئے باری مقرر نہ تھی اس کے باوجود آپ ﷺ ان کے ساتھ باقی ازواج جیسا سلوک فرماتے رہے ۔مگر یہاں سوال یہ ہے کہ کیا آپ قرآن کریم کی اصطلاح کے تحت امہات المومنین میں شامل ہیں یا نہیں؟

الف:اَلنَّبِیُّ اَوْلیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ () ٣٣ : الأحزاب٦ : بلاشبہ نبی تو اہل ایمان کیلئے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے اور نبی کی ازواج ان کی مائیں ہیں۔

چونکہ قرآن کریم نے ان خواتین کو مومنین کی ماں قرار دیا ہے جو آپ کی ازواج ہیں۔جبکہ جمہور علمائے سیر حضرت ماریہ کا ذکر امہات المومنین کے بجائے ان خواتین کے ساتھ کرتے ہیں جو آپ کی ملک یمین میں تھیں۔لیکن بعض قرائن سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ملک یمین میں رکھنے کے بجائے نکاح فرمایا ہوگا لہٰذا اس مقام پر چند باتیں قابل غور ہیں۔

عَنْ أَبِی ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُونَ مِصْرَ وَهِیَ أَرْضٌ يُسَمَّى فِيهَا الْقِيرَاطُ، فَإِذَا فَتَحْتُمُوهَا فَأَحْسِنُوا إِلَى أَهْلِهَا، فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا أَوْ قَالَ ذِمَّةً وَصِهْرًا، فَإِذَا رَأَيْتَ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيهَا فِی مَوْضِعِ لَبِنَةٍ، فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ :فَرَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ شُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ، وَأَخَاهُ رَبِيعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِی مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا.

صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة ، باب وصية النبی ﷺ بأهل مصر

Marfat.com

ترجمہ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ عنقریب مصر کو فتح کرلو گے، یہ وہ سرزمین ہے جہاں لوگ لین دین میں قیراط کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں، جب تم اس سرزمین کو فتح کرلو تو وہاں کے لوگوں سے بہت اچھا سلوک کرنا کیونکہ ان کے ساتھ حق اور رشتے کا معاملہ ہے۔ یا فرمایا کہ ان کے ساتھ حق اور سسرالی رشتہ ہے، اور جب تم وہاں دو آدمیوں کو ایک اینٹ کے برابر جگہ پر قبضہ کرنے کی خاطر لڑتے دیکھو تو تم وہاں سے نکل آنا۔ حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ پھر میں نے عبدالرحمٰن بن شرحبیل بن حسنہ اور ان کے بھائی کو ایک اینٹ کی جگہ کے متعلق لڑتے دیکھا تو میں وہاں سے نکل آیا۔

اس حدیث شریف کی شرح میں حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''قال العلماء: القيراط جزء من أجزاء الدينار، والدرهم وغيرهما، وأما الذمة: فهي الحرمة، والحق، وأما الرحم: لكون هاجر أم إسماعيل منهم، وأما الصهر: فلكون مارية أم إبراهيم منهم ''

حضرات علمائے کرام فرماتے ہیں کہ قیراط دینار یا درہم کا ایک جزء ہے یعنی اہل مصر اپنے لین دین میں دینار یا درہم کی ریزگاری کیلئے اس لفظ کو کثرت سے استعمال کرتے ہیں اور حدیث شریف میں لفظ ''ذمہ'' سے مراد ہے حضرت اسماعیل کی والدہ حضرت ہاجرہ جو مصر کے قبطی خاندان سے تھیں اور ''رَحِم '' سے مراد حضرت ابراہیم بن محمد رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماریہ قبطیہ۔ اس لحاظ مصر کے قبطی رسول اللہ ﷺ کے سسرال ہیں۔

اسی طرح حضرت امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے '' اَلْخِطَطُ '' میں اور دیگر شارحین نے بھی یہی وضاحت فرمائی جبکہ مسلم شریف میں '' صِهر '' کا لفظ آیا ہے جو قرآن کریم میں سسرالی رشتوں کیلئے مخصوص ہے۔

ب: معروف سعودی عالم الشیخ الغنیمان زین اللہ وجهه نے ''شرح العقيدة الواسطية ''میں ایک عنوان قائم کیا ہے ''مارية القبطية رضى الله عنها من أمهات المؤمنين '' ماریہ قبطیہ امہات المؤمنین میں شامل ہیں۔ جس کے تحت ایک سوال یہ ہے کہ ''هل مارية القبطية من أمهات المؤمنين؟'' کیا ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا امہات المؤمنین میں شامل ہیں؟ تو فرمایا ''نعم: لأنها كانت سرية تسراها صلى الله عليه وسلم ولم يكن يقسم لها، وإنما كان يقسم لنسائه ''

شرح العقيدة الواسطية تاليف الاستاذ عبد الله بن محمد الغنيمان. مصدر الكتاب :دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية. http://www.islamweb.net: الكتاب مرقم آليا، ورقم الجزء هو رقم الدرس - ٣١ درسا.

Marfat.com

26
26

جی ہاں امہات المومنین میں شامل ہیں۔ اصل میں رسول اللہ ﷺ کے حرم میں بطور کنیز داخل ہوئی تھیں مگر آپ ﷺ نے ان کیلئے باقی ازواج کی طرح حسب دستور باری مقرر نہیں فرمائی۔

غالباً اسی باری مقرر نہ فرمائے جانے کی بنیاد پر جمہور علمائے سیر انہیں امہات المومنین کے بجائے باقی ان تین خواتین کے ساتھ ذکر فرماتے ہیں جو بطور ملک یمین آپ کے پاس رہیں کیونکہ کسی جگہ کوئی ایسی صراحت نہیں ملتی جس سے یہ ظاہر ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ کی طرح انہیں آزاد کر کے نکاح کر لیا تھا۔

اس معاملے میں بھی بہت سے مسائل ہیں جو میری کتاب کا موضوع نہیں۔ لیکن حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے تعارف کے سلسلے میں اختصار کے ساتھ مزید چند بنیادی باتیں عرض کرتا ہوں۔

ت: رسول اللہ ﷺ کا فتح مصر کی پیشگوئی کے ساتھ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی نسبت سے مصر کے قبطیوں کے بارے میں اس اہتمام سے وصیت فرمانا بھی اس بات کی علامت ہے کہ آپ ﷺ کی نظر میں حضرت ماریہ کا مقام تھا۔

ث: ۷ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے خطوط کے ذریعے شاہان وقت کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ ان میں سے ایک مکتوب گرامی شاہ مصر مقوقس جس کا اصل نام جُرَیْج بُنُ مِینَاءَ تھا کے نام لکھا تھا جسے حضرت حاطب بن ابو بلتعہ نے انہیں سکندریہ میں پہنچایا تھا۔ شاہ مصر نے نہ صرف نامۂ گرامی کا اکرام کیا اور غور سے سنا بلکہ رسول اللہ کے ایلچی کے ساتھ بھی بہت عزت سے پیش آیا جس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ جواب عرض کیا جس میں اس نے مزید اکرام کے طور پر رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں بسم اللہ شریف سے خط کا آغاز کیا۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ لِمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ مِنَ الْمُقَوْقِسِ عَظِيمِ الْقِبْطِ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَرَأْتُ كِتَابَكَ وَفَهِمْتُ مَا ذَكَرْتَ فِيهِ وَمَا تَدْعُو إِلَيْهِ وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ نَبِيًّا بَقِيَ وَكُنْتُ أَظُنُّ أَنَّهُ يَخْرُجُ بِالشَّامِ وَقَدْ أَكْرَمْتُ رَسُولَكَ وَبَعَثْتُ إِلَيْكَ بِجَارِيَتَيْنِ لَهُمَا مَكَانٌ فِي الْقِبْطِ عَظِيمٌ وَبِكِسْوَةٍ وَأَهْدَيْتُ إِلَيْكَ بَغْلَةً لِتَرْكَبَهَا وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ. وَلَمْ يَزِدْ عَلَى هٰذَا وَلَمْ يُسْلِمْ وَالْجَارِيَتَانِ مَارِيَةُ وَسِيرِينُ وَالْبَغْلَةُ دُلْدُلُ بَقِيَتْ إِلَى زَمَنِ مُعَاوِيَةَ."

نصب الراية للزيلعي ونحوه

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط قبطیوں کے سردار مقوقس کی طرف سے محمد بن عبد اللہ کیلئے ہے۔ آپ پر سلامتی ہو۔

Marfat.com

اس کے بعد گزارش ہے کہ میں نے آپ کا خط پڑھا اور اس کے مضمون اسلام کی طرف دعوت پر بھی غور وفکر کیا ہے۔ مجھے معلوم تھا کہ ابھی ایک پیغمبر کا مبعوث ہونا باقی ہے لیکن میرا خیال تھا کہ وہ شام کے علاقے میں تشریف لائیں گے۔ تاہم میں نے آپ کے ایلچی کا اکرام کیا ہے جس کے ساتھ آپ کیلئے دو ایسی کنیزیں جن کا میری قوم قبط میں بڑا مقام ہے اور وہ عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں، قیمتی لباس اور آپ کی سواری کیلئے ایک عمدہ خچر بھیج رہا ہوں۔ والسلام علیک۔

شاہ مصر نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور ان کنیزوں کے نام ہیں ماریہ اور سیرین (مَارِيَةُ وَسِيرِيْن) جبکہ خچر کا نام دلدل تھا جو حضرت امیر معاویہ کے دور تک زندہ رہی۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماریہ کو اپنے لیے مخصوص فرماتے ہوئے انہیں پردہ اختیار کرنے کا حکم دیا اور عزت کے ساتھ ٹھہرائی گئیں۔ آپ ﷺ نے ان کیلئے اگرچہ باقی ازواج کی طرح باری مقرر نہیں فرمائی تھی مگر ازواج کی طرح ہی ان کے حقوق کا برابر خیال رکھا۔

حضرت ماریہ کا اعزاز

ج: حضرت خدیجہ طیبہ وطاہرہ رضی اللہ عنہا کے بعد کسی خاتون سے کوئی اولاد نہیں یہاں تک کہ حضرت ماریہ کے بطن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے اور اس طرح وہ اس سعادت میں سیدہ خدیجہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی ہم پلہ ٹھہریں۔

پھر شاہ مصر نے ان کی شان میں لکھا تھا کہ یہ کوئی عام کنیزیں نہیں بلکہ میری قوم میں صورت وسیرت کے باعث انہیں ممتاز مقام حاصل ہے۔ اسی طرح دلدل خچر بھی مخصوص شاہی اصطبل سے بھیجی گئی تھی جسے آپ ﷺ نے سواری کیلئے پسند فرمایا جس کے بعد اسلام کی تاریخ میں اس کا ایک مقام ہے۔ اس پس منظر کی روشنی میں یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے نکاح فرمایا ہوگا۔

ح: رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی باقی ازواج مطہرات کی طرح ان کے نان ونفقہ کا برابر خیال رکھتے رہے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ نے اہتمام کے ساتھ اہل مدینہ کو جمع کر کے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں تدفین کی۔

حضرت ابراہیم بن محمد رسول اللہ ﷺ کی ماں کے اس پس منظر کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے جمہور علمائے سیر کے طرز سے ہٹ کر آپ کو امہات المؤمنین کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

Marfat.com

اسباب الزواج

رسول اللہ ﷺ کے ہر نکاح میں کوئی حکمت پوشیدہ تھی جس کی تلخیص اس طرح ہے۔

01: خديجة بنت خويلد

حضرت خدیجہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی شخصیت، اور پاکیزہ سیرت سے متاثر ہوکر آپ سے نکاح کی درخواست فرمائی تھی اور آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی سیرت وکردار اور پاکیزہ محبت کے پیش نظر نکاح کرنا منظور فرمالیا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے حضرت ابراہیم کے علاوہ باقی ساری اولاد انہیں سے مقدر فرمائی تھی۔

میں کہتا ہونکہ جاہلیت کے برعکس اسلام نے نکاح کے معاملے میں عورت کو جو پسند کا اختیار دیا ہے، اس کی ابتدا حضرت خدیجہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے ہوئی ہے۔

02: سودة بنت زمعة

حضرت سودہ بنت زمعہ بیوہ ہونے کے بعد بے سہارا رہ گئیں تھیں جبکہ آپ کا خاندان اسلام کا دشمن تھا اس موقعہ پر اگر رسول اللہ ﷺ سہارا نہ دیتے تو کفر میں واپسی کیلئے خاندان کی طرف سے ظلم وزیادتی کا اندیشہ تھا۔

03: عائشة بنت أبو بكر

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سب سے پیارے دوست اور منہ بولے بھائی تھے۔ عرب منہ بولے بھائی کو حقیقی بھائی کی جگہ دے کر اس کی بیٹی، بہن اور بیوہ سے نکاح حرام سمجھتے تھے۔ ایک تو حضرت عائشہ کے نکاح سے اس رسم کا خاتمہ ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رشتۂ اخوۃ کو مزید تقویت ملی۔ اور سب سے بڑی وجہ یہ کہ خود حضرت جبریل امین نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نکاح کا حکم پہنچایا تھا۔ جس کے بعد سمجھ آیا کہ حضرت عائشہ کو اللہ تعالیٰ نے دین کی تقویت کیلئے منتخب فرمایا تھا۔

04: حفصة بنت عمر

حضرت عمر آپ کے دوسرے بڑے دوست اور ایسے بھائی تھے جن کو آپ ﷺ نے خود اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

مانگا تھا۔ اور بیٹی کے بیوہ ہونے کے بعد شدید غمگین تھے اس طرح آپ نے سیدہ حفصہ سے نکاح کر کے نہ صرف پریشانی سے نجات دلائی بلکہ شرف مصاھرت بخش کر مسرور و ممتاز بھی کر دیا۔

05:زينب بنت خزيمة

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی خصوصیات میں سے ہے کہ انہیں دین کی کامیابی پر بہت مسرت ہوتی اور ہر مشکل کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتیں۔ مگر غزوۂ بدر میں شوہر کی شہادت کے بعد بے سہارا اور غمگین تھیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے مکافات کے طور پر نکاح کے ذریعے انہیں مسرور فرمایا۔

06:هند بنت أبي أمية "أم سلمة

حضرت ام سلمہ خود اور آپ کے شوہر ابو سلمہ آپ کے جانثاران میں سے تھے۔ مگر حضرت ابو سلمہ کی شہادت کے بعد آپ کے چار یتیم بچوں کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ تھا لہٰذا آپ نے نکاح کے ذریعے ان کو کفالت میں لے لیا۔

07:زينب بنت جحش

حضرت زید رضی اللہ عنہ سے طلاق کے بعد اللہ تعالیٰ نے خود رسول اللہ ﷺ سے حضرت زینب کا نکاح کر کے رسم تَبنِیَت کا خاتمہ فرمایا۔ حضرت زینب نے حضرت زید سے نکاح نامنظور کیا تھا مگر حکم الٰہی کے سامنے جھکنا پڑا۔ اور طلاق کے بعد مکافات کی اس سے بہتر صورت کوئی نہ تھی۔

08:جويرية بنت الحارث

غزوۂ بنی المصطلق میں آپ کے شوہر مارے گئے اور قبیلہ قید ہو گیا تھا۔ چونکہ آپ کے والد اپنی قوم کے ممتاز سردار تھے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزادی اور اختیار دے کر ان کی پسند کی خاطر نکاح فرمایا تھا جس کے بعد ان کے قبیلے کو رہا کر دیا گیا۔ جنگی تاریخ میں یہ ایک انوکھا واقعہ اور نکاح تھا جس کی برکت سے سارا قبیلہ نہ صرف قید بلکہ اسلام قبول کرتے ہوئے دوزخ سے بھی آزاد ہو گیا۔ یہ ایک ایسا نکاح ہے جس کی کوئی مثال نہیں۔

09:أم حبيبة بنت أبي سفيان

حضرت ام حبیبہ ہجرت حبشہ کے دوران پردیس میں شوہر کے مرتد اور انتقال کے بعد بے سہارا اور غمگین تھیں

Marfat.com

جبکہ آپ کا خاندان حالت کفر پہ تھا اگر واپس لوٹتیں تو انہیں سخت آزمائش سے دوچار ہونا پڑتا۔ رسول اللہ ﷺ نے نکاح کے ذریعے انہیں کفر سے محفوظ فرمایا تھا جس کے بعد خاندان بھی اسلام کے پرچم تلے آ گیا۔

10: صفية بنت حيي

حضرت صفیہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کی اولاد اور رئیس خیبر کی بیٹی تھیں غزوہ خیبر میں شکست کے بعد خاندان کے ساتھ قید ہوگئی تھیں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی درخواست پر رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر کے نکاح کے ذریعے آپ کا اعزاز بحال فرمایا تھا۔

11: ماريه قبطيه

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اس وقت کے بین الاقوامی دستور کے مطابق شاہ حبش کی طرف سے ہدیے کے طور پر آپ کو بھیجی گئی تھیں جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

واقول

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت صفیہ اور ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ باقی تمام ازواج مطہرات کا نسب تھوڑے بہت فاصلے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے۔ آپ نے عزت کے اعلیٰ ترین درجے پر فائز اور صاحب حیثیت ہونے کے باوجود اپنے قبائل کی دس خواتین جن میں سے حضرت عائشہ کے علاوہ سب بے سہارا اور بیوہ تھیں۔ ان سب کو سہارا دے کر امت کو سبق دیا ہے کہ بڑا وہی ہے جو سب سے پہلے اپنے خاندان کے گرے پڑے لوگوں کو سہارا دے کر اپنے ساتھ کھڑا کر دے نہ وہ کہ جو انہیں مزید روند ڈالے۔ مگر افسوس کہ عشق رسول ﷺ کے دعوے کے باوجود ہمارا معاشرہ ان سعادتوں سے محروم ہے۔ اے کاش کہ ہم سچے مسلمان ہوتے تو ہمارے معاشرے میں خواتین پیٹ کی آگ بجھانے کیلئے عزتیں اور بچے نہ فروخت کرتی پھرتیں۔

ازواج مطہرات کی مرویات

ازواج طاهرات ومطهرات ،طيبات و مطيبات ، بريئات و مبرآت رضي الله عنهن وأرضاهن أجمعين وصلى الله وسلم على نبيه الصادق الأمين. کی وساطت سے جو احادیث مبارکہ امت تک پہنچی ہیں ان کی تفصیل اس طرح ہے:

Marfat.com

01 : أم المؤمنین حضرت عائشہ	....	2210	احادیث مبارکہ
02 : أم المؤمنین أم سلمه	....	378	احادیث مبارکہ
03 : أم المؤمنین میمونه	....	76	احادیث مبارکہ
04 : أم المؤمنین أم حبیبة	....	65	احادیث مبارکہ
05 : أم المؤمنین حفصه	....	60	احادیث مبارکہ
06 : أم المؤمنین زینب بنت جحش	....	11	احادیث مبارکہ
07 : أم المؤمنین صفیة	....	10	احادیث مبارکہ
08 : أم المؤمنین جویریة	....	07	احادیث مبارکہ
09 : أم المؤمنین سودة	....	05	احادیث مبارکہ
10 : أم المؤمنین خدیجة الکبری	....	01	حدیث شریف
	میزان :	2823	احادیث مبارکہ

ذکر (خدیجة) ابن الجوزی فی التلقیح (۳۷۹) عد احادیثها کما هنا.

أسماء الصحابة الرواة وما لکل واحد من العدد تالیف الامام المحقق ابن حزم رحمه الله تعالی : ۳۸۴ - ۴۵۶ھ

واقول

ان 2823 احادیث پر نہ صرف ہماری ساری عائلی زندگی استوار ہے بلکہ بڑے بڑے معرکۃ الآراء علمی مسائل کا حل موجود ہے۔ اور یہی حکمت پوشیدہ ہے رسول اللہ ﷺ کے ایک سے زیادہ نکاح فرمانے میں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ انتظام نہ ہوتا تو آج ہم بھی ازدواجیات کے باب میں محروم اقوام کی طرح واہیات فلموں اور ڈراموں کے محتاج ہوتے۔ اسی سرمایۂ اخلاق کی برکت سے میرا جیسا کم علم کتاب النکاح لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ والحمدللہ علی ذالک! میں کتاب النکاح کی تالیف کے دوران اس موضوع پر مطالعہ کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر ہم صرف ازدواجیات کے موضوع پر اسلام کی راہ نمائی محروم اقوام کو منتقل کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو اسلام قبول کرنے والوں کی قطاریں لگ جائیں کیونکہ یورپ سمیت یہ سب محروم اقوام اس بنیادی سکون سے محروم ہیں۔ اور میں اس موضوع پر کتاب النکاح لکھنے کے باوجود تشنگی محسوس کرتا ہوں کہ

ابھی تو چند لفظوں میں سمیٹا ہے تجھے میں نے
ابھی میری کتابوں میں تیری تفسیر باقی ہے

Marfat.com

قول فیصل

وَاَنذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ () وَاخۡفِضۡ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ()

۲۶ : الشعراء ، ۲۱۴، ۲۱۵

ترجمہ

اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ۔اور ایمان لانے والوں میں سے جو لوگ تمہاری پیروی اختیار کریں ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم بعثت نبوی کے قریبی زمانے کا ہے جس کے بعد بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ نے سب سے پہلے اپنے دادا کی اولاد کو فرداً فرداً پکارا ''یَا مَعۡشَرَ قُرَیۡشٍ اشۡتَرُوۡا اَنۡفُسَکُمۡ مِنَ اللّٰہِ، لَا اُغۡنِی عَنۡکُمۡ مِنَ اللّٰہِ شَیۡئًا، یَا بَنِی عَبۡدِ مَنَافٍ لَا اُغۡنِی عَنۡکُمۡ مِنَ اللّٰہِ شَیۡئًا، یَا عَبَّاسُ بۡنَ عَبۡدِ الۡمُطَّلِبِ، لَا اُغۡنِی عَنۡکَ مِنَ اللّٰہِ شَیۡئًا، یَا فَاطِمَۃُ بِنۡتَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ، لَا اُغۡنِی عَنۡکِ مِنَ اللّٰہِ شَیۡئًا، سَلِیۡنِی مَا شِئۡتِ، لَا اُغۡنِی عَنۡکِ مِنَ اللّٰہِ شَیۡئًا''

اے قبیلہ قریش کے لوگو! تم اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچانے کی فکر کر لو اس لیے کہ ایمان لائے بغیر میں تمہیں اللہ کی پکڑ سے نہیں بچا سکوں گا۔ اے بنی عبد مناف! یاد رکھو کہ ایمان لائے بغیر میں تمہیں اللہ کی پکڑ سے نہیں بچا سکوں گا۔ اے عباس بن مطلب! ایمان لائے بغیر میں تمہیں اللہ کی پکڑ سے نہیں بچا سکوں گا اے فاطمہ جگر گوشہ رسول! ایمان لائے بغیر میں تمہیں اللہ کی پکڑ سے نہیں بچا سکوں گا۔ ایک روایت میں حضرت فاطمہ کے بجائے حضرت صفیہ کا نام ہے اور یہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

اس کے دوسرے روز علی الصباح آپ ﷺ کوہ صفا پر تشریف لائے اور باآواز بلند سب کو جمع ہونے کی دعوت دی جس کے بعد قریش کے بڑے بڑے سرداروں کو نام لے لے کر پکارا اور سب کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ مگر ان لوگوں کی بدقسمتی تھی کہ آپ کو ہجرت اختیار کرنا پڑی۔ مدینہ طیبہ پہنچنے اور بنیادی انتظامی معاملات سے فرصت ملتے ہی جو آپ ﷺ نے مختلف قبائل میں نکاح فرمائے ہیں تو یہ آپ کی اسی دعوت کا حصہ تھا جس کا آغاز آپ نے کوہ صفا سے کیا تھا۔

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ دس ازواج مطہرات کا تعلق ابوالعرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی مشیت نے ان بابرکت خواتین کو نہ صرف رسول اللہ ﷺ کی زوجیت کا شرف

Marfat.com

بخشا بلکہ ان کی برکت اور ذریعے سے اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کر دیا جس کا شیطان کو بہت خسارہ ہے لہٰذا وہ ہر دور میں کچھ لوگوں کو ان نفوس قدسیہ کے خلاف استعمال کرتا رہتا ہے۔

عقیدہ

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ () ۳۳ : الأحزاب ۶ : بلاشبہ نبی تو اہل ایمان کیلئے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے اور نبی کی ازواج ان کی مائیں ہیں۔

الف : " مومن کا ایمان : اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک شعاع ہے اس نور اعظم کی جو آفتاب نبوۃ سے پھیلتا ہے۔ آفتاب نبوۃ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام ہوئے، بنابریں مومن (مِنْ حَیْثُ هُوَ مُؤْمِنٌ) اگر اپنی حقیقت سمجھنے کیلئے حرکت فکری شروع کرے تو اپنی ایمانی ہستی سے پیشتر اس کو پیغمبر علیہ السلام کی معرفت حاصل کرنی پڑے گی۔ اس اعتبار سے کہہ سکتے ہیں کہ نبی ﷺ کا وجود مسعود ہماری ہستی سے بھی زیادہ ہم سے نزدیک ہے، اور اگر اس روحانی تعلق کی بنیاد پر کہہ دیا جائے کہ مومنین کے حق میں نبی بمنزلہ باپ کے بلکہ اس سے بھی بمراتب بڑھ کر ہے تو بالکل بجا ہوگا، چنانچہ سنن ابوداود میں " اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ " آپ ﷺ (کا فرمانا کہ میں تمہارے لیے بمنزلہ باپ کے ہوں) اور ابی بن کعب وغیرہ کی قرأت میں آیت ھٰذا " اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ " کے ساتھ " هُوَ اَبٌ لَّهُمْ " یعنی نبی مومنین کیلئے بمنزلہ باپ کے ہیں۔ کا یہی مطلب ہے" تفسیر عثمانی از علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ : الأحزاب ۶

اور کسی بھی صاحب عقل سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ حقیقی والد حیات عارضی کا ذریعہ ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ حیات ابدی کا مگر یاد رہے کہ قرآن کریم نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیگر اقوام کے طرز پر باپ کہہ کر پکارنے سے منع فرمایا ہے۔

ب : جس طرح آیت مذکورہ سے یہ ثابت ہوا کہ نبی ﷺ مومنین کیلئے حقیقی باپ سے بڑھ کر ہیں۔ اسی طرح دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ آپ ﷺ کی تمام ازواج طاهرات و مطهرات، طيبات و مطيبات، بريئات و مبرآت رضي الله عنهن وأرضاهن أجمعين وصلى الله وسلم على نبيه الصادق الأمين امت کی مائیں ہیں۔ ایک تو اس اعتبار سے ان کی بے ادبی حرام ہے اور اس لیے بھی کہ ان کی بے ادبی سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچتی ہے لہٰذا ان کا مرتبہ و مقام بھی حقیقی ماں سے بڑھ کر ہے تو کوئی شریف انسان اگر حقیقی ماں کی شان میں بے ادبی گوارا نہیں کر سکتا تو ان کی شان میں کیسے اور کیوں؟

Marfat.com

اعتراضات کا جائزہ

میں نے رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ ازدواجی زندگی کی ایک تلخیص پیش کی ہے۔ جس سے امت مسلمہ کے حق میں ازواجِ طاھرات ومطھرات ،طیبات و مطیبات ، بریئات و مبرآت رضی اللہ عنھن وأرضاھن أجمعین وصلی اللہ وسلم علی نبیه الصادق الأمین، کی برکات اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جس کے بعد میرا خیال نہیں کہ کسی مومن کیلئے اس بات کی گنجائش رہ جاتی ہے کہ وہ حقیقت پر غور کرنے کے بجائے منافقین ومنکرین کی ہرزہ سرائی سے کوئی اثر قبول کرسکتا ہے۔ جس کے بعد اختصار کے ساتھ دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے غیر مسلم بھائیوں کیلئے کہاں تک اعتراض کی گنجائش ہے۔ تو سب سے پہلے:

یہودی اور عیسائی

یہودی اور عیسائی برادریاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے کے انبیائے کرام کو اپنے انداز کے مطابق مانتی ہیں۔ کتاب مقدس یعنی بائبل کے مطابق خداوند حضرت موسیٰ علیہ اسلام سے اس طرح مخاطب ہے: ''جب تو اپنے دشمنوں سے جنگ کرنے کو نکلے اور خداوند تیرا خدا ان کو تیرے ہاتھ میں کردے اور تو ان کو اسیر کرلائے ، اور ان اسیروں میں سے کسی خوبصورت عورت کو دیکھ کر تو اس پر فریفتہ ہوجائے اور اس کو بیاہ لینا چاہے، تو تُو اسے اپنے گھر لے آنا اور وہ اپنا سر منڈوائے اور اپنے ناخن ترشوائے اور اپنی اسیری کا لباس اتار کر تیرے گھر میں رہے اور ایک مہینہ تک اپنے ماں باپ کیلئے ماتم کرے۔ اس کے بعد تو اس کے پاس جاکر اس کا شوہر ہونا اور وہ تیری بیوی بنے۔ اور اگر وہ تجھ کو نہ بھائے تو جہاں وہ چاہے اس کو جانے دینا لیکن روپے کی خاطر اس کو ہرگز نہ بیچنا اور اس سے لونڈی کا سا سلوک نہ کرنا اس لیے کہ تو نے اس کی حرمت لے لی ہے۔''

کتاب مقدس۔ پرانا اور نیا عہد نامہ۔ استثنا باب ۲۱-۲۲۔ ناشر بائبل سوسائٹی ، انارکلی۔ لاہور

اس عبارت کے متصل بعد ایک عام آدمی کیلئے اس طرح بیان ہے:

''اگر کسی مرد کی دو بیویاں ہوں اور ایک محبوبہ ہو اور دوسری غیر محبوبہ ہو اور محبوبہ اور غیر محبوبہ دونوں سے لڑکے ہوں اور پہلوٹھا بیٹا غیر محبوبہ سے ہو...''

''اور داؤد بادشاہ بڈھا اور کہن سال ہوا اور وہ اسے کپڑے اڑھاتے پر وہ گرم نہ ہوتا تھا۔ سو اس کے خادموں نے اس سے کہا کہ ہمارے مالک بادشاہ کیلئے ایک جوان کنواری ڈھونڈی جائے جو بادشاہ کے حضور کھڑی رہے اور اس کی

Marfat.com

خبر گیری کیا کرے۔ اور تیرے پہلو میں لیٹ رہا کرے تا کہ ہمارے مالک بادشاہ کو گرمی پہنچے۔ چنانچہ انہوں نے اسرائیل کی ساری مملکت میں ایک خوبصورت لڑکی تلاش کرتے کرتے شُونمیت ابی شاگ کو پایا اور اسے بادشاہ کے پاس لائے۔ اور وہ لڑکی بہت شکیل تھی۔ سو وہ بادشاہ کی خبر گیری اور اس کی خدمت کرنے لگی لیکن بادشاہ اس سے واقف نہ ہوا''

کتاب مقدس۔ پرانا اور نیا عہد نامہ سلاطین باب ۱۔ ناشر بائبل سوسائٹی ،انارکلی۔ لاہور

''اور سلیمان بادشاہ فرعون کی بیٹی کے علاوہ بہت سی اجنبی عورتوں سے یعنی موآبی، عمونی، ادومی، صیدانی اور حِتی عورتوں سے محبت کرنے لگا۔ یہ ان قوموں کی تھیں جن کے بابت خداوند نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ تم ان کے بیچ نہ جانا اور نہ وہ تمہارے بیچ آئیں کیونکہ وہ ضرور تمہارے دلوں کو اپنے دیوتاؤں کی طرف مائل کر لیں گی۔ سلیمان انہیں کے عشق کا دم بھرنے لگا۔ اور اس کے پاس سات سو شہزادیاں اس کی بیویاں اور تین سو حرمیں تھیں اور اس کی بیویوں نے اس کے دل کو پھیر دیا۔ کیونکہ جب سلیمان بڈھا ہو گیا تو اس کی بیویوں نے اس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کر لیا اور اس کا دل خداوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا جیسا اس کے باپ داؤد کا دل تھا...''

کتاب مقدس۔ پرانا اور نیا عہد نامہ سلاطین باب ۱۱۔ ناشر بائبل سوسائٹی ،انارکلی۔ لاہور

بائبل کا یہ بیان میں نے مجبوراً حوالے کے طور پر نقل کیا ہے۔ اور اس کے بعد والی عبارت مزید ایمان سوز ہے لیکن کمال یہ ہے کہ اس کے باوجود عیسائی حضرات انہیں خدا کا برگزیدہ تصور کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف بعض عیسائی علما رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ سیرت کو مسخ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

علاوہ ازیں حضرت علامہ قاضی محمد سلیمان سلمانؔ منصور پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''رحمة للعالمین'' میں بائبل کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں۔ حضرت یعقوب اسرائیل کی چار بیویاں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چار بیویاں اور حضرت داود علیہ السلام کی نو بیویاں تھیں۔ بائبل نے اپنے ابواب پیدائش، خروج، استثناء اور سموئیل میں اپنے انداز سے ان خواتین کے نام بھی گنوائے ہیں۔ اس کے باوجود:

یہ برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر

اقبال

ہندو اور سکھ

حضرت علامہ قاضی محمد سلیمان سلمانؔ منصور پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''رحمة للعالمین'' میں ہندو مذہب کی کتب کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ: سری رام چندر جی کے والد کی تین بیویاں، سری کرشن جی کی سینکڑوں بیویاں،

Marfat.com

راجا پانڈیو کی دو بیویاں، راجاشنتن کی دو، اور بچھتر ایرج کی بھی دو بیویاں اور ایک لونڈی تھی جن کی اولاد سمیت پوری تفصیل موجود ہے۔

رحمۃ للعالمین :ایشیا کے مشہور مذہب: تالیف حضرت علامہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ تعالی ناشر الفیصل اردو بازار لاہور

واقول

بعدازیں اس وقت میرے سامنے ممتاز بھارتی بیوروکریٹ دیوان جرمنی داس کی ''مہاراجہ۔اور۔مہارانی'' دو کتب موجود ہیں جن کا میں نے حرف بحرف مطالعہ کیا ہے یہ دونوں کتب ہندوستانی مہاراجوں اور مہارانیوں کی عیاشیوں اور سازشوں سے بھرپور زندگیوں اور ایسی متعفن داستانوں پر مشتمل ہیں کہ کوئی شریف انسان ایسی گراوٹ کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ مہاراجہ میں '' جنسی قوۃ کی بحالی کے خصوصی انتظامات'' کے تحت جرمنی داس صاحب رقمطراز ہیں کہ ریاست پٹیالہ کے حکمران مہاراجا سر بھوپندر سنگھ کے پاس 350 عورتیں تھیں۔ مہاراجا جنسیات کا طالبعلم اور ایک ماہر عامل تھا۔ وہ اس مقصد کیلئے ساری دنیا سے سائنسی ماہروں کو بلوایا کرتا تھا۔

نیوگ

دیوان جرمنی داس صاحب ''مہارانی''میں بڑے شہروں کی رنگینیاں'' کے عنوان کے تحت رقمطراز ہیں کہ ''بعض عورتیں دھرم کی آڑ میں سادھوسنتوں سے جنسی تسکین حاصل کرتی ہیں۔ کیونکہ عام طور پر سادھوسنتوں پر اس طرح کا شک نہیں کیا جاسکتا۔ میرے پاس ایسی بے شمار مثالیں ہیں کہ سادھوسنت اپنی چیلیوں کے ساتھ خوب موج اڑاتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ ویدک جگ میں کچھ مہاراج رشیوں منیوں کو خود بلوا کر مہارانیوں کے ساتھ نیوگ (جنسی تعلقات) کروایا کرتے تھے۔ نیوگ کی یہ ریت اس لیے چلی تھی کہ جن مہاراجاؤں کے اولاد پیدا نہیں ہوتی تھی وہ اپنی ونش بیل (خاندانی سلسلہ) بنائے رکھیں۔ نیوگ کیلئے صرف رشیوں منیوں ہی کو بلایا جاتا تھا کہ ان کا خون شدھ سمجھا جاتا تھا۔ مگر یہ سب شوہروں کی رضامندی اور دھرم کی تائید سے ہوتا تھا۔ اس جگ کی اخلاقی قدروں کے مطابق نیوگ (جنسی تعلق) جائز تھا اور اس سے ایک سماجی رول ادا ہوتا تھا۔ مگر آج کی عورتیں اپنے تن کی بھوک مٹانے سادھوسنتوں کے پاس جاتی ہیں۔ اگر یہ سب جاری رہا تو ہندوستان اپنی روایت کو فراموش کر کے اخلاقی گراوٹ کے گڑھے میں اس طرح ڈوب جائے گا جس طرح مغربی ممالک ڈوب رہے ہیں۔ یہ رجحان ہمیں اس قبائلی زمانے کی طرف لے جائے گا جس میں عورت کے سامنے کوئی اخلاقی قدر نہیں ہوتی تھی۔ قبائلی زمانے میں عورت قبیلے کے مکھیا (سردار) کی جائداد ہوتی تھی اور

Marfat.com

اس جائیداد کو سب لوگ مشترکہ طور پر استعمال میں لاتے تھے۔''

مہارانی مصنف دیوان جرمنی داس ترجمہ حنا یاسمین: بڑے شہروں کی رنگینیاں: ناشر نگارشات پبلشرز اردو بازار لاہور

ہاتھیوں کے جنسی عمل کی نقالی

دیوان جرمنی داس صاحب ''مہاراجہ'' میں ''ہاتھیوں کے جنسی عمل کی نقالی'' کے تحت رقمطراز ہیں:

''مہاراجا آف کپورتھلہ کا وزن 19 سال کی عمر میں 19 ٹن تھا۔ چونکہ ہندوستانی ریاستوں میں رواج تھا کہ نوجوان مہاراجوں کو خفیہ طور پر جنس کے پراسرار فن کی تربیت دی جاتی تھی اس لیے دربار میں ہمیشہ ایسی حسین دوشیزاؤں کو ملازم رکھا جاتا تھا جو مہاراجوں کو محبت اور جنس کی تربیت دیتی تھیں تاکہ وہ اپنی بیویوں اور کنیزوں کے ساتھ خوشگوار جنسی زندگی گزار سکیں۔

ان لڑکیوں کی دی ہوئی تمام تر عملی جنسی تربیت کے باوجود مہاراجا کیلئے اپنے موٹاپے کی وجہ سے جنسی عمل کرنا مشکل تھا۔ اس مسئلے کو حل کرنے کیلئے کئی جنسی آسن آزمائے گئے لیکن کوئی فائدہ مند ثابت نہ ہوا۔ لاہور اور لکھنو سے جو کہ ان فنون کے مرکز تھے، تجربہ کار عورتوں کو بلایا گیا لیکن مسئلہ حل نہ ہوا۔ آخر مناجان نامی ایک تجربہ کار ادھیڑ عمر عورت کو ایک ترکیب سوجھی۔ اس نے کہا کہ مہاراجا کو موٹاپے کی وجہ سے کسی جنسی آسن کو اپنانا مشکل ہے لہٰذا اسے وہ طریقہ اپنانا چاہیے جو کہ ہاتھی استعمال کرتا ہے۔

ہاتھیوں کے نگران آفیسر سردار دولت خان کو محل بلایا گیا اور اس سے ہاتھیوں کی جنسی عادات کے بارے میں پوچھا گیا۔ اس نے بتایا کہ شاہی ہاتھی جفتی نہیں کرتے کیونکہ ان کا جنسی آسن ایسا ہوتا ہے کہ فیل خانوں میں ممکن العمل نہیں ہے۔ ہاتھیوں کی نسل کشی کیلئے جنگل میں ایک خصوصی احاطہ تعمیر کروایا گیا تھا۔ جب ہاتھیوں کے ملاپ کا موسم آتا تو ہتھنی کو اس احاطے میں لے جا کر پشت کے بل لٹا دیا جاتا اور نر ہاتھی کو اس کے اوپر۔ یوں نر ہاتھی جنسی عمل کرتا۔

مناجان کی ترکیب وزیراعظم اور وزیر دربار کو پسند آئی۔ ریاست کے چیف انجینئر مسٹر ایلمور سے کہا گیا کہ وہ لوہے کا ایک خصوصی ڈھلواں پلنگ بنوائے جس پر سپرنگ میٹرس بچھا ہوا ہو۔ اسے پلنگ کی تیاری کیلئے ایک ہفتہ دیا گیا۔ واضح ہو کہ بعدازاں اسی انجینئر نے مشہور جگجیت پیلس تعمیر کروایا تھا۔ پلنگ تعمیر ہوتے ہی مناجان کو اطلاع دی گئی۔ اس نے ایک نوجوان حسینہ کو مہاراجا کے ساتھ جنسی عمل ریہرسل کرنے کا کہا۔ عمل کامیاب رہا جس پر وزیر اور شاہی خاندان کے افراد بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد مہاراجا نے دھرم شالہ میں مہارانی کے ساتھ ہنی مون منایا۔''

مہاراجہ۔ مصنف دیوان جرمنی داس ترجمہ محمد احسن بٹ ناشر نگارشات پبلشرز اردو بازار لاہور

Marfat.com

واقول

''مہاراجہ۔اور۔مہارانی'' سے میں نے صرف ایک جھلک پیش کی ہے علاوہ ازیں ''کاما سوترا'' کا ٹائٹل دیکھنے سے ہی ان معاشروں کا مسخ چہرہ سامنے آجاتا ہے جس کے بعد مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کچھ لوگ اپنے گریبان میں جھانکنے کے بجائے پیغمبر اسلام کی پاکیزہ زندگی پر کیسے اعتراض اٹھا لیتے ہیں۔جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی صرف دس ازواج کی مرویات 2823 احادیث مبارکہ کی بنیاد پر امت مسلمہ باقی معاملات کے علاوہ عائلی مسائل میں خودکفیل ہے۔جبکہ انسانی تاریخ میں کوئی قوم اپنی بڑی بڑی شخصیات کی سینکڑوں بیویوں میں سے کسی ایک کی کوئی مثال پیش نہیں کرسکتی کہ انہوں نے اپنے ماننے والوں کیلئے اس طرح کی Scientific تعلیمات چھوڑی ہوں۔

نکاح کی شرعی حیثیت

وَمِنْ اٰیَاتِهٖ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ اِخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَاٰیَاتٍ لِّلْعَالِمِیْنَ

() ۳۰الروم ۲۲

اوراس ذات باری کی نشانیوں میں سے آسمانوں اورزمین کی پیدائش اورتمہاری زبانوں اورتمہارے رنگوں کا اختلاف ہے یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں دانشمند لوگوں کیلئے۔

آیت مبارکہ کے مفہوم سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح انسان دنیا میں اپنی زبان، لہجے، اسلوب اورتہذیب وتمدن کے لحاظ سے مختلف ہیں اسی طرح ان کے مزاج اورضرورتیں مختلف ہیں جہاں بعض حالات اورمعاملات میں انہیں کسی ایک قانون اورنظریئے کا پابند نہیں کیا جاسکتا۔یہی وجہ ہے کہ دین کی تمام فروعات وجزئیات فرض نہیں بلکہ واجب، سنت، مستحب، اولیٰ وغیر اولیٰ ہیں۔

اسی اصول کے تحت باوجود فضائل وبرکات اورمعاشرتی ثمرات کے نکاح ہرایک مردوعورت کیلئے لازم نہیں بلکہ اس کے ذاتی حالات میں مکلّف یاغیر مکلّف ٹھہرے گا۔

فرض

یکون الزواج عند عامة الفقهاء فرضا إذا تیقن الإنسان الوقوع فی الزنا لو لم یتزوج، وکان قادرا علی نفقات الزواج من مهر ونفقة الزوجة، وحقوق الزواج الشرعیة، ولم یستطع

Marfat.com

الاحتراز عن الوقوع فی الفاحشة بالصوم ونحوه؛ لأنه یلزمه إعفاف نفسه وصونها عن الحرام، وما لا یتم الواجب إلا به فهو واجب، ولا فرق بین الفرضیة والوجوب عند الجمهور.

الفقه الاسلامی وادلته تالیف الاستاذ الدکتوروهبة الزهیلی زین اللہ وجهه :الحکم الشرعی للزواج : الناشر دارالفکر دمشق

(1) تبیین الحقائق 95 /2 :، فتح القدیر 342 /2 :، الدر المختار 358 /2 :، البدائع 228 /2 :، الشرح الصغیر 330 /2 :، القوانین الفقهیة :ص 193، بدایة المجتهد 2 /2 :، المهذب 33 /2 :وما بعدها، مغنی المحتاج /3: 125وما بعدها، المغنی 446 /6 :وما بعدها، کشاف القناع-6516-.4 /5 :

ترجمہ

زیادہ تر فقہائے اسلام کے نزدیک اس وقت نکاح فرض ہوجاتا ہے جب انسان کو یہ یقین ہوجائے کہ اب نکاح نہ کرنے کی صورت میں وہ کسی وقت زنا میں مبتلا ہوسکتا ہے۔اور وہ نکاح کے اخراجات،مہراور بیوی کے نان ونفقہ کی استطاعت کے ساتھ ساتھ جسمانی طور پرازدواجی تقاضا پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔اور روزے کے ذریعے بھی نفسانی خواہش کودبا کر برائی کے ارتکاب سے نہیں بچ سکتا۔چونکہ اپنے آپ کو پاک دامن رکھنا اور حرام کاری سے بچانا فرض ہے۔لہٰذا شرعی اصول ''وَمَا لَا یَتِمُّ الْوَاجِبُ إِلَّا بِهِ فَهُوَ وَاجِبٌ ''جس چیز یا کام کے بغیر واجب امر کی تکمیل نہیں ہوسکتی اس کا کرنا بھی واجب ہوجاتا ہے۔جبکہ جمہور فقہائے اسلام کے نزدیک فرض اور واجب میں کوئی فرق نہیں۔

واجب:احناف کی اصطلاح ہے جو کم فرضیت کے معنی میں استعمال ہوتی ہے۔

واجب

ورأی الحنفیة:أن الزواج واجب إذا خاف المرء الوقوع فی الفاحشة بعدم الزواج خوفا دون الیقین، وکان قادرا علی مؤن الزواج، من مهر ونفقة، ولا یخاف ظلم المرأة ولا التقصیر فی حقها.

المصدر السابق

ترجمہ

احناف کے نزدیک نکاح اس وقت واجب ہوجاتا ہے جب ایک انسان کو نکاح کے بغیر برائی میں مبتلا ہونے کا اگرچہ پورا یقین نہیں لیکن خوف وخطرہ ضرور ہے۔اور نکاح کے تقاضے پورے کرنے کی صلاحیت واستطاعت بھی رکھتا ہے اور نکاح کی صورت میں عورت پر ظلم وزیادتی اور حق تلفی کا اندیشہ بھی نہ ہو۔یعنی حالات سازگار ہوں۔

Marfat.com

حرام

التحريم: يحرم الزواج إذا تيقن الشخص ظلم المرأة والإضرار بها إذا تزوج، بأن كان عاجزا عن تكاليف الزواج، أو لا يعدل إن تزوج بزوجة أخرى؛ لأن ما أدى إلى الحرام فهو حرام.

المصدر السابق

جب آدمی کو ذاتی حالات کی روشنی میں یہ یقین ہے کہ نکاح کی صورت میں بیوی ظلم وزیادتی کا شکار ہوسکتی ہے۔ یا جسمانی طور پر بیوی کی ضرورت پوری نہیں کر پائے گا۔ یا پہلی بیوی کی موجودگی میں اس دوسری کے ساتھ انصاف نہیں کر سکے گا تو شرعی اصول "مَا أَدّٰى إِلَى الْحَرَامِ فَهُوَ حَرَامٌ" جو کام حرام تک لے جائے اس کا سرانجام دینا حرام ہے۔ کے تحت ایسا نکاح حرام ہے کیونکہ:

وإذا تعارض ما يجعل الزواج فرضا وما يجعله حراما بأن تيقن أنه سيقع في الزنا إن لم يتزوج، وتيقن أيضا أنه سيظلم زوجته، كان الزواج حراما؛ لأنه "إذا اجتمع الحلال والحرام، غلب الحرام الحلال"

المصدر السابق

جب دوصورتیں متعارض ہوں کہ پہلی صورت میں نکاح کرنا فرض ہوگیا ہے کہ عدم نکاح کی صورت میں برائی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے مگر حالات ایسے ہیں واضح ہیں کہ بیوی کے ساتھ زیادتی یقینی ہے تو فقہی قاعدے "إِذَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ، غُلِّبَ الْحَرَامُ الْحَلَالَ" جب حلال وحرام دونوں صورتیں اکٹھی درپیش ہوں تو حرام کا فتوی دیا جائے گا۔ پر عمل کیا جائے گا۔

قال الإمام السيوطي رحمه الله تعالى: إِذَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ غَلَبَ الْحَرَامُ وَأَوْرَدَهُ جَمَاعَةٌ حَدِيثًا بِلَفْظِ "مَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ إِلَّا غَلَبَ الْحَرَامُ الْحَلَالَ." قَالَ الْحَافِظُ أَبُو الْفَضْلِ الْعِرَاقِي: وَلَا أَصْلَ لَهُ، وَقَالَ السُّبْكِيُّ فِي الْأَشْبَاهِ وَالنَّظَائِرِ نَقْلًا عَنِ الْبَيْهَقِيِّ: هُوَ حَدِيثٌ رَوَاهُ جَابِرٌ الْجُعْفِيُّ، رَجُلٌ ضَعِيفٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَهُوَ مُنْقَطِعٌ. قُلْت: وَأَخْرَجَهُ مِنْ هَذَا الطَّرِيقِ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنَّفِهِ. وَهُوَ مَوْقُوفٌ عَلَى ابْنِ مَسْعُودٍ لَا مَرْفُوعٌ. ثُمَّ قَالَ ابْنُ السُّبْكِيِّ: غَيْرَ أَنَّ الْقَاعِدَةَ فِي نَفْسِهَا صَحِيحَةٌ. قَالَ الْجُوَيْنِيُّ فِي السِّلْسِلَةِ: لَمْ يَخْرُجْ عَنْهَا إِلَّا مَا نَدَرَ. فَمِنْ فُرُوعِهَا: إِذَا تَعَارَضَ دَلِيلَانِ: أَحَدُهُمَا يَقْتَضِي التَّحْرِيمَ وَالْآخَرُ الْإِبَاحَةَ قُدِّمَ التَّحْرِيمُ فِي الْأَصَحِّ وَمِنْ ثَمَّ قَالَ عُثْمَانُ، لَمَّا سُئِلَ عَنِ الْجَمْعِ بَيْنَ أُخْتَيْنِ بِمِلْكِ الْيَمِينِ "أَحَلَّتْهُمَا آيَةٌ وَحَرَّمَتْهُمَا آيَةٌ. وَالتَّحْرِيمُ أَحَبُّ إِلَيْنَا"

الأشباه والنظائر للسيوطي رحمه الله تعالى

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا تھا کہ عام حالات سے ہٹ کر اگر حالت جنگ میں دو سگی بہنیں کسی کی ملک یمین میں جمع ہوجائیں تو کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا ایک آیت کی رو سے حلال ہیں اور دوسری کی

Marfat.com

روسے حرام،لیکن ہمارے نزدیک بیک وقت دونوں سے مستفید ہونا حرام ہے۔

قَالَ الْأَئِمَّةُ: وَإِنَّمَا كَانَ التَّحْرِيمُ أَحَبَّ لِأَنَّ فِيهِ تَرْكُ مُبَاحٍ لاجْتِنَابِ مُحَرَّمٍ.

حضرات ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حرام کے مقابلے میں مباح کا ترک کردینا ہی زیادہ پسندیدہ عمل ہے۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کیلئے فرمایا ہے کہ" وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ مِنْ فَضْلِهٖ" ۲۴- النور ۳۳

اور جو نکاح کا موقعہ نہ پائیں ان کو چاہیے کہ پاک دامنی اختیار کیے رکھیں یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کردے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے اس کا متبادل راستہ بھی بتادیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

صحیح مسلم کتاب النکاح باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسه اليه ووجد مؤنه واشتغال من العجز عن المؤن بالصوم.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: اے نوجوانو! تم میں سے جس میں بھی گھر بسانے اور عورت کے حقوق پورے کرنے کی اہلیت وصلاحیت ہوتو وہ نکاح کرلے کیونکہ نکاح سے آنکھیں نیچے رکھنے میں آسانی رہتی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت بھی ہوتی ہے۔اور جو شخص نکاح کے تقاضے پورے کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہوتو وہ روزے رکھا کرے اس لیے کہ روزے سے شہوت کمزور پڑجاتی ہے۔

پانی کے روحانی فوائد

وفورِ شہوت کے علاج کے طور پر حدیث شریف تو گزر چکی اس کے علاوہ حضرات صوفیا نے بھی ایک علاج تجویز کیا ہے۔حضرت سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے اصحاب کو پانی کثرت سے پینے کی ہدایت کے ساتھ زمین پر گرا کر ضائع کرنے سے منع کرنے کے فرماتے کہ پانی کی بھی زندگی ہے اور اس کے حق میں موت یہ ہے کہ اسے بے سود زمین پر گرادیا جائے۔آپ کی رائے میں پانی کثرت سے پینے کے نتیجے میں نفس امّارہ کمزور پڑتا ہے شہوت مرتی ہے اور قوۃ (نفسانی) کمزور پڑجاتی ہے۔

اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی لابی نصر عبداللہ بن علی السراج الطوسی المتوفیٰ ۳۷۸ھ : آداب المتصوفة: تصحیح کامل مصطفیٰ الهنداوی والناشر دار الکتب العلمیة بیروت.

Marfat.com

مکروہ

يَكُوْنُ النِّكَاحُ مَكْرُوْهًا اِذَاعُلِمَ اَنَّهُ سَيَظْلِمُ الزَّوْجَةَ وَظُلْمُهَا حَرَامٌ اَوْلَا يُحْسِنُ مُعَاشَرَتَهَااَوْ يَضْرِبِهَا اِبْتِدَاءً ...الخ

الفقه الحنفی وادلته ' حکم النکاح 'الشیخ اسعد محمد سعید الصاغرجی ، دارلکتب الطیب دمشق۔ بیروت

ترجمہ

نکاح مکروہ کی شکل یہ ہوگی کہ ایک آدمی دل میں یہ ارادہ کر کے عورت سے نکاح کرے کہ وہ اس کے نکاح میں آنے کے بعد اس پر ظلم کرے گا۔ یعنی اسے سزا دے گا حالانکہ ایسا کرنا حرام ہے یا آدمی یہ ارادہ رکھے کہ اس کے نکاح میں آنے کے بعد وہ اس کے حقوق کی ادئیگی کی پرواہ نہیں کرے گا۔

واقول

کبھی کبھی برادری ازم یا محلے داری میں لوگ کسی سے کوئی خلش مٹانے یا کسی کو نیچا دکھانے کے لیے رشتے کر کے ایسا رویہ اختیار کرتے ہیں اور یہ ایک ایسی برائی ہے کہ کسی مسلمان سے کیا کسی اچھے انسان سے بھی توقع نہیں کی جا سکتی۔ نکاح اسی وقت مشروع ہوگا کہ جب مرد کو یقین ہو جائے کہ وہ نکاح کے تقاضے پورے کر سکتا ہے۔ اسی لیے جمہور علمائے امت اس شخص کے نکاح کو بھی مکروہ شمار کرتے ہیں جس میں شہوت کی کمی ہو یا بڑے عمر کے آدمی کا ایسی چھوٹی عمر کی عورت سے نکاح کرنا جو اس کی ضرورت پوری نہ کر سکے کیونکہ اس طرح کی صورت میں بسا اوقات عورت کے ساتھ ساتھ انسان خود بھی ذلیل ہو کر رہ جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ سعدی بیان کرتے ہیں:

حکایت

حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی گلستان میں ایک بڈھے کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ اس نے اپنے بڑھاپے میں حجرہ لیوا کر آراستہ کیا جس کے بعد کہیں سے ایک نوجوان لڑکی کو بیاہ لایا۔ اب یہ لڑکی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھا شب و روز اس پر حسرت بھری نظریں مرکوز کیے لمبی راتوں میں پیار کی باتیں کرتا اور محظوظ ہوتا رہتا کہ

نشۂ غم ضرور رہتا ہے
میری آنکھوں میں نور رہتا ہے

Marfat.com

حسن والوں کو دیکھ کر ساغر
بن پیئے ہی سرور رہتا ہے

ساغر صدیقی

بڈھا اس لڑکی کے ساتھ ایسی باتیں اس لیے کرتا کہ اس کے مضمحل قوی اور ڈھیلی چمڑی سے لڑکی کی توجہ ہٹ جائے اور اس کے ساتھ مانوس ہو کر اپنا مستقبل اس کے ساتھ وابستہ کر لے۔

تم زمانے کی راہ سے آئے!
ورنہ سیدھا تھا راستہ دل کا

باقی صدیقی

بڈھے کی بہت سی دلفریب باتوں کے علاوہ ایک رات یوں گویا ہوا کہ اے نازنین ذرا غور کرو کہ تم کتنی خوش نصیب ہو کہ دولت کی آنکھ نے تمہیں دیکھ لیا کہ تو ایک پلے پلائے، جہاندیدہ و تجربہ کار کے نکاح میں آگئی جو گرم سرد دیکھے ہوئے ہے دوستی کے آداب سے آگاہ ہے، محبت کے تقاضے پورے کرنا جانتا اور شیریں زبان ہے۔

تا توانم دلت بدست آرم
ور بیازا ریم نیازارم
ور چو طوطی بود شکر خورشت
جان شیریں فدائے پرورشت

جب تک ممکن ہوگا میں تمہاری دلداری کرتا رہوں گا۔ اگر کبھی تو نے مجھے دکھ دیا بھی تو میں تمہیں نہیں ستاؤں گا۔ طوطی کی طرح اگر تیری خوراک شکر ہوگی تو بھی تیری پرورش میں اپنی پیاری جان تک قربان کر دوں گا۔
صد شکر کہ تو کسی متکبر، بے عقل، بدمزاج اور غیر مستقل مزاج نوجوان کے ہتھے نہ چڑھ گئی جو ہر وقت ہوس پرستی میں لگا رہتا، ہردم رائے تبدیل کرتا، ہر رات بستر بدلتا اور نیا دوست بناتا۔

جواناں خرم اند و خوب رخسار
و لیکن در وفا با کس نپایند
وفا داری مدار از بلبلاں چشم
کہ ہر دم بر گلے دیگر سرایند

Marfat.com

میں نے مانا کہ نوجوان بہت اچھے اور خوبصورت ہوتے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ وفاداری میں کسی کے پابند نہیں ہوتے۔

اے نازنین تو بلبلوں سے وفاداری کی امید نہ رکھ اس لیے کہ ہر لمحہ نئے پھول پہ چہکتے ہیں۔ مگر بڈھوں کا گروہ عقل اور تمیز سے زندگی بسر کرتا ہے نہ کہ جہالت اور جوانی کے تقاضوں کے مطابق۔

زخود بہتر جوے و فرصت شمار

کہ چوں خودے گم کنی روز گار

لہٰذا اپنے سے بہتر کی تلاش کر اور میری رفاقت کو غنیمت جان اس لیے کہ اپنے جیسے کے ساتھ تو عمر برباد کر ڈالے گی۔

بڈھا کہتا ہے میں نے اس طرح کی بہت سی خوبصورت مفید باتیں کہیں اور میرا خیال تھا کہ اب نوخیز کا دل میری گرفت میں آ گیا ہے حسن کے بعد

اے حسن فقط جنبش ابرو کی ہے دیر

دنیا کے کاروبار رک جائیں گے

احمد فراز

مگر اچانک لڑکی نے دلِ دردمند سے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور مجھے مخاطب کر کے بولی یہ جتنی باتیں آپ نے مجھ سے کہی ہیں ان سب کا وزن اس ایک بات کے برابر بھی نہیں جو ایک بار میں نے اپنی دایہ سے سنی تھی۔

"زنِ جوان را اگر تیرے در پہلو نشیند، به ازاں که پیرے"

نوجوان عورت کے پہلو میں تیر پیوست ہو جانا بڈھے کے پہلو میں آ بیٹھنے سے زیادہ بہتر ہے

لَمَّا رَأَتْ بَيْنَ يَدَيْ بَعْلِهَا

شَيْئًا كَأَرْخَى شَفَةِ الصَّائِمِ

تَقُوْلُ هٰذَا مَعَهُ مَيِّتٌ

وَ اِنَّمَا الرُّقْيَةُ لِلنَّائِمِ

جب اس لڑکی نے بڈھے شوہر کے اگلے حصے میں ایک ایسی چیز دیکھی جو روزہ دار کے ہونٹ کی طرح لٹک رہی تھی۔ تو بولی یہ تو اس کے پاس ایک مردہ چیز ہے جبکہ منتر سوئے ہوئے پر کام کرتا ہے مردہ پر نہیں اور

Marfat.com

زنِ کہ بر مرد بے رضاء بر خیزد
بس فتنہ و جنگ ازاں سرا بر خیزد
پیرے کہ زجائے خویش نتواند خاست
اِلّا بعصاء کیش عصاء بر خیزد

وہ عورت جو مرد کے پہلو سے ناخوش اٹھتی ہے اس گھر میں فتنہ وفساد اور لڑائی جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔
اور وہ بڈھا کہ اپنی جگہ سے اٹھ نہیں سکتا سوائے لاٹھی کے سہارے کے تو اب اس کے عضو میں کہاں سے جنبش پیدا ہو سکتی ہے۔

قصہ مختصر کہ اس بڈھے اور لڑکی کے درمیان لڑائی جھگڑا طلاق پر منتج ہوا اور عدت گزرنے کے بعد اس لڑکی کی شادی ایک جوان مگر غصہ کرنے والے بدمزاج، مفلس اور بدخو سے کر دی گئی۔

اب یہ لڑکی اپنے نئے خاوند کی تمام زیادتیاں اور رنج وغم برداشت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بڈھے کی مصیبت سے نجات دلائی اور دائمی نعمت سے نوازا۔

بایں ہمہ جور و تند خوئی — نازت بکشم کہ خوب روئی

تیرے اس ظلم وزیادتی کے باوجود میں تیرا ناز نخرہ برداشت کروں گی کیونکہ تو میرے لیے خوبصورت ہے اور

با تو مرا سوختن اندر عذاب — بہ کہ شدن با دگرے در بہشت
بوئے پیاز از دہن خوب روئے — بہ بہ حقیقت کہ گل از دست زشت

مجھے تیرے ساتھ عذاب میں جلنا کسی دوسرے کے ساتھ بہشت میں جانے سے بہت بہتر ہے۔
اس لیے کہ خوبصورت کے منہ سے پیاز کی بدبو درحقیقت کسی بدصورت کے ہاتھ کے گلاب کے پھول سے بہتر ہوتی ہے کیونکہ:

حیاتِ رفتہ بڑی بے قرار گزری ہے
بڑی اداس بڑی سوگوار گزری ہے
اداسی صبح سے پوچھ اگر یقین نہ ہو
تڑپ تڑپ کر شب انتظار گزری ہے

صوفی تبسم

Marfat.com

مستحب

یکون النکاح مستحبًا مندوبًا لمن کانت الرغبة الیٰ الزواج متوسطة عنده ، فالزواج وعدمه عنده سواء.

الفقه الحنفی وادلته ' حکم النکاح 'الشیخ اسعد محمد سعید الصاغرجی ، دارلکتب الطیب دمشق

مستحب اور مندوب نکاح کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی میں نکاح کے لیے درمیانہ درجے کی رغبت ہو اور نکاح وعدم نکاح دونوں کی حیثیت برابر ہو۔

یعنی باوجود صحت وتندرستی کے کسی شخص پر شہوت کا غلبہ بھی نہیں اور نکاح کی صورت میں ازدواجی تقاضے بھی پورے کرسکتا ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ کسی شخص کو صحتمند وصاحب استطاعت ہونے کے باوجود کسی برائی میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو اور اس کی مصروفیات بھی اس قدر رہوں کہ ان کے ساتھ منصفانہ طور پر خانگی معاملات چلانا مشکل ہو۔ حضرات محدثین اور فقہاء وصوفیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے بعض کے نکاح نہ کرنے کو اسی پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ ایک اہم موضوع ہے جس کی اہمیت کے پیش نظر ماضی قریب کے عظیم المرتبت محقق الاستاذ عبدالفتاح ابو غدۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ۳۲۸ صفحات پر مشتمل قابل قدر تالیف '' العلماء العزاب ألذین آثروا العلم علی الزواج '' یعنی ان علمائے کرام کا تذکرہ جنہوں نے بیاہ شادی پر علم کو ترجیح دی ، میرے سامنے ہے جس کی تلخیص کرتے ہوئے میں بطور مثال وتبرک ان اہل علم کے اسمائے گرامی اس لیے نقل کرنا چاہتا ہوں تا کہ شریعت میں اس طرح کی گنجائش سے فائدہ اٹھانے والے بزرگان دین کی طرف سے ذہن صاف ہو جائے۔

Marfat.com

علمائے عُزّاب

اس عنوان کے تحت میں جن مشاہیر علمائے امت کے اسمائے گرامی نقل کر رہا ہوں ان میں سے ہر ایک فنا فی العلم اور اپنے اپنے فن اور وقت کا امام تھا جن کی تصنیفی و تحقیقی مصروفیات ایسی تھیں کہ انہوں باوجود صحتمند ہونے کے محض اس لیے نکاح نہیں فرمایا کی شاید وہ اپنی مصروفیات کے ساتھ ساتھ ازدواجی تقاضے پورے نہ کر سکیں۔

01: عبداللہ بن أبی نَجیح المکی

عبداللّٰہ بن أبی نَجیح المکی ألمتوفی ۱۳۱ ھ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ تبع تابعین میں ایک بلند مرتبہ محدث تھے۔ مجاہد و طاؤس اور عطا بن ابی رباح رحمہم اللہ سے روایت کی اور آپ کے تلامذہ میں شعبة ، سفیان الثوری، سفیان بن عیینة ، عبدالوارث اور ابن علیة جیسے اہل علم شامل ہیں۔ حضرت عمرو بن دینار کے بعد مکہ مکرمہ کے مفتی بھی رہے۔

الاستاذ عبدالفتاح ابوغدۃ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نادر تالیف ''تراجم ستة من فقهاء العالم الاسلامی فی القرن الرابع عشر و آثارهم الفقهية ''میں تفصیل کے ساتھ آپ کی علمی خدمات کا تذکرہ کیا ہے۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ابن أبی نَجیح نے تیس سال تک اس طرح گزار دیئے کہ آپ کی زبان پر کبھی کوئی ایسا کلمہ نہیں آیا جس سے آپ کے رفقا میں سے کسی کو اذیت پہنچے۔ یعنی آپ بغیر دینی ضرورت کے گفتگو نہیں فرماتے تھے۔ اب ظاہر بات ہے کہ اس طرح کی کسی شخصیت کیلئے ازدواجی زندگی کے تقاضے پورے کرنا بہت مشکل کام ہے۔

02: ابو عبدالرحمن یونس بن حبیب ألبصری

ابو عبدالرحمن یونس بن حبیب ألبصری ۹۰-۱۸۲ ھ. آپ وقت کے بہت بڑے ادیب اور ائمہ نحو میں سے ہیں۔ نحو کے معروف امام سیبویہ آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔ اسحاق بن ابراہیم الموصلی کا بیان ہے کہ آپ اپنی اٹھاسی سالہ زندگی میں تعلیم و تعلم میں اس قدر مصروف رہے کہ نکاح کی مہلت و فرصت ہی نہیں ملی۔ معانی القرآن الکریم. کتاب اللغات. کتاب الأمثال . کتاب النوادر الصغیر . کتاب النوادر الکبیر اور معانی الشعر آپ کی یادگار تصنیفات ہیں۔

Marfat.com

03: ابو علی حسین بن علی ألجعفی

ابو علی حسین بن علی ألجعفی ت ۱۱۹-۲۰۳ھ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اساتذہ میں سے اور بلند پایہ محدث ہیں۔ حضرت محمد بن رافع کا بیان ہے: ''ذَاکَ رَاھِبُ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ'' آپ کوفہ کے راہب یعنی تارک الدنیا درویش تھے۔ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں: ''عَجِبْتُ لِمَنْ مَرَّ بِالْکُوْفَۃِ فَلَمْ یُقَبِّلْ بَیْنَ عَیْنَیْ حُسَیْنِ ن الْجُعْفِیِّ'' مجھے ایسے شخص پر تعجب ہے جو کوفہ پہنچ کر بھی حسین اَلْجُعْفِی جیسی ہستی کی آنکھوں کے درمیان یعنی پیشانی مبارک پر بوسہ دینے کی سعادت حاصل نہ کر پائے۔

حضرت یحی بن یحی نیشاپوری کا بیان ہے کہ آپ ابدال میں سے تھے۔ حضرت حجاج بن حمزہ کا بیان ہے کہ آپ ہمیشہ متفکر رہتے اور کبھی ہنستے مسکراتے نہیں دیکھے گئے۔ حضرت حُمَید بن الربیع الخزّاز کا بیان ہے کہ ہم نے دس ہزار سے زائد احادیث آپ سے لکھی ہیں۔

مسئلۂ تقبیل

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے اطراف شریفہ یعنی سر مبارک۔ دونوں ہاتھوں۔ دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر بوسہ دیا ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے ناپسند نہیں فرمایا۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی اقتدا میں علمائے سلف حصول برکت کیلئے اپنے اکابرین رحمہم اللہ تعالیٰ کے اطراف شریفہ کو بوسہ دیتے آئے ہیں جس کی ایک تفصیل اور اس موضوع پر مستقل تصنیفات ہیں۔

۰۱ : اعلام النبیل بجواز التقبیل تالیف العلامة عبداللہ بن الصدیق الغماری

۰۲ : ألرخصة فی تقبیل الید. تالیف الحافظ ابوبکر محمد بن ابراھیم ابن المقري.

۰۳ : ألقبل والمعانقة والمصاحفة. تالیف الحافظ ابن الأعرابی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

۰۴ : جس کے بعد حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں کتاب الاستئذان کے باب الأخذبالید: کی شرح میں سیر حاصل بحث کی ہے۔ جس کے آخر میں حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول فیصل نقل کیا ہے: '' تقبیل یدالرجل لزھدہ وصلاحہ اوعلمہ اوشرفه او صیانته اونحو ذالک من الأمور الدینیة لا یکرہ بل یستحب فان کا ن لغناہ أوشوکته اوجاھه عندأھل الدنیافمکروہ شدیدالکراھة . وقال ابوسعید ألمتولی : لایجوز''

فتح الباری شرح صحیح البخاری . کتاب الاستئذان : باب الأخذبالید

Marfat.com

کسی شخصیت کے ہاتھ پر اس کے زہد وصالحیت، علم وشرف اور اور پرہیزگاری وغیرہ کی وجہ سے بوسہ دینا دینی امور میں سے ہے اور یہ عمل مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے۔ لیکن کسی کی دولتمندی، شان وشوکت اور دنیاداروں میں قدر ومنزلت کی وجہ سے بوسہ دینا شدید مکروہ ہے۔ بلکہ حضرت ابو سعید المتولی رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک ناجائز ہے۔

واقول

میرے خیال میں اس معاملے کو سمجھنے کیلئے چند باتوں پر غور کر لینا بہت مفید ہوگا۔ سب سے پہلے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ () ۲ : البقرة ۱۳

ترجمہ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں (یعنی صحابہ) کی طرح تم بھی ایمان لاؤ تو جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم ایسا ایمان لائے جیسا ایمان لائے بیوقوف، آگاہ رہو یقیناً یہی بیوقوف ہیں لیکن جانتے نہیں۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَي: لِلْمُنَافِقِينَ، وَقِيلَ: لِلْيَهُودِ، آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ وَغَيْرُهُ مِنْ مُؤْمِنِي أَهْلِ الْكِتَابِ، وَقِيلَ: كَمَا آمَنَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ

تفسیر البغوی رحمہ اللہ تعالی

رئیس المفسرین حضرت امام بغوی رحمہ اللہ تعالی نے اس آیت مبارکہ کی شرح میں فرمایا ہے کہ اس کے مخاطب یا تو منافقین مدینہ ہیں یا یہود مدینہ کہ جن کے ایک بڑے عالم حضرت عبداللہ بن سلام نے یہودیت ترک کر کے ایمان قبول کر لیا تھا۔ اگر صرف منافقین مراد لیے جائیں تو آیت کریمہ کا منشا یہ ہے کہ تم اس طرح ایمان لاؤ اور تصدیق کرو جس طرح مہاجرین وانصار نے اخلاص کے ساتھ ایمان قبول کر لیا ہے۔ اور اگر یہود مدینہ مراد لیے جائیں تو آیت کا منشا ہے کہ جس طرح تم میں سے حضرت عبداللہ بن سلام نے حقیقت ظاہر ہونے پر یہودیت ترک کر دی ہے تم بھی انہیں کی طرح اسلام کے پرچم تلے جمع ہو جاؤ۔

بہر حال اللہ کریم نے اس آیت کے ذریعے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان کو معیار قرار دیا ہے۔ جس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس طرح ارشاد فرمایا کہ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ

Marfat.com

ذٰلِکَ، وَإِنَّ بَنِی إِسْرَائِیلَ تَفَرَّقَتْ عَلَی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِینَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِی عَلَی ثَلاثٍ وَسَبْعِینَ مِلَّةً، کُلُّهُمْ فِی النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً ، قَالُوا :وَمَنْ هِیَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ :مَا أَنَا عَلَیْهِ وَأَصْحَابِی.

هٰذَا حَدِیثٌ مُفَسَّرٌ غَرِیبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هٰذَا إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ :ترمذی باب ماجاء فی اقتراق هذه الأمة :حکم الألبانی : حسن

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت قدم بقدم ان فتنوں سے دوچار ہوگی جس میں بنی اسرائیل مبتلا ہو کر تباہ ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ اگر بنی اسرائیل میں سے کسی نے اپنی سگی ماں سے علانیہ بدکاری کی ہوگی تو میری امت میں سے بھی کوئی نہ کوئی یہ گناہ کر گزرے گا۔ اور یاد رکھو کہ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے جبکہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور یہ سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک گروہ کے۔ عرض کیا: یارسول اللہ اس نجات والے گروہ کی نشانی کیا ہوگی؟ فرمایا: وہ لوگ اس طریقے پر ہوں گے جس پر میں خود اور میرے صحابہ ہیں۔ رضی اللہ عنہم

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے نہ تو ترغیب دی کہ وہ آپ کے اطراف شریفہ پر بوسہ دیا کریں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم بوسہ دیتے اور نہ ہی بوسہ دینے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمل کو ناپسند فرمایا۔ بوسہ چونکہ غلبہ محبت اور اظہار عقیدت کا بہترین ذریعہ ہے لہٰذا علمائے سلف رحمہم اللہ کے ہاں بھی یہ عمل مستحب تھا نہ کہ مکروہ۔ تاہم اس احترام کے مستحق وہی علمائے حق ہیں جو صحیح معنی میں ''وَرَثَةُ الْأَنْبِیَاءِ'' ہیں نہ کہ دنیادار قسم کے علمائے سوء کہ ان کا اکرام شرعاً درست نہیں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعُلَمَاءُ أُمَنَاءُ الرُّسُلِ مَالَمْ یُخَالِطُوا السُّلْطَانَ وَیُدَاخِلُوا الدُّنْیَا فَإِذَا خَالَطُوا السُّلْطَانَ وَدَخَلُوا الدُّنْیَا فَقَدْ خَانُوا الرُّسُلَ فَاحْذَرُوهُمْ.

أخرجه الْعقیلِیّ فِی الضُّعَفَاءِ فِی تَرْجَمَةِ حَفْصٍ الأبری وَقَالَ حَدِیثُه غیر مَحْفُوظ: حکم الألبانی (ضعیف) انظر حدیث رقم 3883 :فی ضعیف الجامع.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علمائے کرام اللہ کی مخلوق پر اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی طرف سے امین ہیں بشرطیکہ وہ دنیا کیلئے حکمرانوں کے ساتھ گھل مل نہ جائیں اور دینی ذمہ داریوں سے چشم پوشی نہ اختیار کرلیں۔ لیکن جب وہ دین کو پیچھے چھوڑ کر حکمرانوں کے ساتھ مل بیٹھے تو انہوں نے رسولوں کے ساتھ خیانت کی۔ لہٰذا ان سے بچو اور الگ رہو۔

Marfat.com

04: حضرت امام بشر الحافی

ابو نصر بشر بن الحارث بن عبدالرحمن المروزی ثم البغدادی۔ت۱۵۰-۲۲۷ھ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے وقت کے عدیم النظیر زاہد و عابد اور محدث و فقیہ تھے۔حصول علم کیلئے آبائی وطن مالوف مرو سے ہجرت فرما کر بغداد میں میں سکونت اختیار فرمائی تھی جہاں مشاہیر امت حضرات حماد بن زید، عبداللہ بن المبارک، عبدالرحمن بن المھدی، مالک بن انس (سفر حج کے دوران)، ابوبکر بن عیاش اور فضیل بن عیاض رحمہم اللہ تعالیٰ سے کسب فیض فرمانے کے بعد،حضرات امام احمد بن حنبل ،ابراھیم الحربی ،زھیر بن حرب ،سَرِیْ السَّقَطِیْ ،عباس بن عبدالعظیم اور محمد بن حاتم وغیرھم کے ذریعے یہ دولت کونین امت کو منتقل فرماتے ہوئے تادم آخریں گوشہ نشین ہو گئے۔

آپ کے تلمیذ رشید حضرۃ الشیخ ابراہیم الحربی کا بیان ہے کہ اگر آپ کی عقل اہل بغداد پر تقسیم کی جاتی تو سب کے عقلمند ہو جانے کے باوجود آپ کی عقل میں کمی واقع نہ ہوتی حضرت فنا فی اللہ وفنا فی العلم تھے۔تعلیم و تعلم اور زہد و عبادت کا غلبہ تھا اس لیے ساری زندگی طبیعت نکاح کی طرف مائل نہیں ہوئی۔

''ایک مرتبہ آپ اپنی بڑی بہن کی وفات پر غم زدہ زار و قطار رو رہے تھے کہ کسی نے موت کی حقیقت یاد دلائی تو آپ نے فرمایا میں بھی موت کی حقیقت سے آگاہ ہوں مگر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کی ایک شکل یہ ہے کہ'' أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَصَّرَفِيْ خِدْمَةِ رَبِّهٖ سَلَبَهٗ أَنِيْسَهٗ وَهٰذِهٖ أُخْتِيْ مُضْغَةُ كَانَتْ أَنِيْسَتِيْ فِي الدُّنْيَا ''

جب بندہ اللہ تعالیٰ کا حق بندگی اچھے طریقے سے ادا نہیں کرتا تو اس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ اس بندے سے اس کا غمخوار اور انیس چھین لیتا ہے جبکہ میری بہن مُضغہ دنیا میں میری انیس تھی۔

اس لیے مجھے یقین ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا حق بندگی ادا نہیں کر رہا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے عذاب کے طور پر میری بہن اور میرے درمیان جدائی ڈال دی ہے۔لہٰذا ان آنسوؤں کے ذریعے اللہ کریم کی بارگاہ رحمت میں معافی کا خواستگار ہوں۔''

وفيات الأعيان لابن خلكان. ترجمة بشر الحافي رحمهما الله تعالى

05: هناد بن ألسَّرِيّ

المحدث الكبير هناد بن ألسَّرِي ألتميمي ألدارمي رحمہ اللہ تعالیٰ حضرات ائمہ صحاح ستہ کے مشائخ میں سے ہیں۔آپ کے تلمیذ احمد بن سلمہ نیشاپوری کا بیان ہے کہ ایک روز جب ہمیں درس دے کر فارغ ہوئے تو تازہ

Marfat.com

وضو فرمایا اور مسجد میں تشریف لائے اور زوال تک نفل پڑھتے رہے۔ پھر گھر جا کر تازہ وضو کیا اور واپس مسجد میں آ کر ظہر تک نوافل میں مصروف رہے۔ ظہر کے بعد پھر عصر تک۔ جس دوران تلاوت کرتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر روتے رہے۔ عصر کے بعد قرآن کریم کھولا اور مغرب تک تلاوت میں مصروف رہے۔

یہی حال آپ کی رات کی عبادت کا تھا جس کے باعث ازدواجی تقاضے پورے کرنا ممکن نہ تھا لہٰذا آپ نے ساری زندگی نکاح کیا نہ ملک یمین سے استفادہ کیا یہاں تک کہ ۹۱ سال کی عمر میں اللہ کریم کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔

06: محمد بن جریر ألطبری

جامع العلوم و مجتهد العصر ابو جعفر محمد بن جریر ألطبری ت ۲۲۴-۳۱۰ھ.

امام طبری دنیائے علم و ادب میں ایک ایسی عدیم النظیر، محیر العقول و شہرہ آفاق شخصیت کے مالک ہیں کہ اگر ابو نوّاس ألمتوفی ۱۴۶-۱۹۸ھ. آپ کے بعد پیدا ہوتے تو یہ شعر عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے زیرک اور اسم بامسمّٰی وزیر فضل بن الربیع کے بجائے آپ کی مدح میں کہتے:

لَیْسَ عَلَى اللّٰهِ بِمُسْتَنْكَرٍ ... أَنْ يَجْمَعَ الْعَالَمَ فِي وَاحِدٍ

اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ بعید نہیں کہ وہ کسی ایک شخصیت میں دنیا جہان کی خوبیاں جمع کر دے۔

حضرت امام ابن جریر الطبری رحمہ اللہ تعالیٰ طبرستان میں پیدا ہوئے جہاں سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا اور نو سال کی عمر میں حدیث شریف لکھنا شروع کی، طلب علم کیلئے بارہ سال کی عمر میں گھر بار چھوڑ کر نکل پڑے، خراسان و عراق اور شام و مصر کے موجود علمائے وقت سے مکمل استفادہ کرنے کے بعد مستقل طور پر بغداد میں مقیم ہو گئے تھے جہاں تادم آخریں تشنگان علم کو سیراب کرتے رہے۔ علوم القرآن، حدیث و فقہ، اصول و نظائر، قرأت و تاریخ، لغت و نحو، عروض و ادب، روایت و شعر اور تحقیق و تدقیق میں آپ کا کوئی ثانی نہیں۔

حضرت امام ابوبکر خزیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں آپ کی علمی خدمات کا ابتدا سے آخر تک جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ روئے ارض پر آپ جیسی جامع العلوم شخصیت نہیں گزری۔ حضرت امام کی تمام تصنیفات کو بنیادی مأخذ کی حیثیت حاصل ہے بالخصوص تفسیر "جامع البیان عن وجوہ آی القرآن" مطبوعہ دار الفکر بیروت 9,549 صفحات اور پندرہ جلدوں پر مشتمل میرے سامنے ہے جسے منقولی تفاسیر میں مرکزی و مرجع اول کی حیثیت حاصل ہے۔ بقول حضرات امام نووی و جلال الدین سیوطی رحمہما اللہ تمام کتب تفسیر میں اعظم و افضل ہے۔

اسی طرح چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل شاہکار "تاریخ الرسل والانبیاء والملوک والامم" میرے سامنے اور

Marfat.com

جزئی مطالعہ کی سعادت بھی حاصل ہے۔

بہر حال حضرت امام کی زندگی پر کوئی آپ کے پائے کی شخصیت ہی قلم اٹھا سکتی ہے میں نے آپ کی علمی مصروفیات کی ایک جھلک پیش کی ہے تا کہ اندازہ ہو سکے کہ اس قسم کی شخصیت کیلئے ازدواجی تقاضے پورے کرنا ممکن نہیں ہوتا لہٰذا آپ بھی ان مشاہیر میں سے ہیں جنہوں نے شرعی رخصت کے تحت نکاح نہیں فرمایا تھا۔

07: امام ابوبکر بن الأنباری

حضرت امام ابوبکر محمد بن القاسم بن محمد الأنباری ثم البغدادی: ت ۲۷۱-۳۲۸ ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نحو تفسیر اور ادب وروایت میں اپنے وقت کے امام تھے۔ علمی مصروفیات وقدر منزلت کے باعث وقت کی خوبصورت ترین خواتین کی چاہت کے باوجود طبیعت نکاح پر آمادہ نہیں ہوئی۔ اس طرح اگرچہ بے اولاد رخصت ہوئے مگر علمی دنیا میں تیس ضخیم وعظیم کتب چھوڑ گئے۔ حضرت امام کی علمی وراثت پچاس ہزار صفحات سے زائد ہے۔

08: ابو علی الفارسی

امام ابو علی الحسن بن احمد الفارسی . ت ۲۸۸-۳۷۷ ھ فارسی الأصل ہونے کے باوجود عربیت میں امام العصر تھے۔ سفر طالبعلمی مکمل کر کے مستقل طور پر بغداد میں مقیم ہو گئے تھے۔ آپ کی پوری زندگی درس وتدریس اور تصنیف میں گزری جس کے باعث اگرچہ نکاح کی مہلت نہ ملی مگر متنوع موضوعات پر پچیس تصنیفات چھوڑ گئے۔

09: امام ابو نصر أَلسِّجزِی

اپنے وقت کے امام الحدیث والمحدثین عبیداللہ بن سعیدبن حاتم بن احمد ابو نصر أَلسِّجزِی الوائلی البکری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ان شخصیات میں سے ایک ہیں جن کی ساری ساری زندگی درس و تدریس میں گزری جس کے باعث شادی کر کے گھر آباد کرنے کے بجائے بہت سی روحانی اولاد چھوڑ گئے جنہیں علمی دنیا میں آفتاب ومہتاب کی حیثیت حاصل ہے۔ علوم قرآن میں '' الابَانة الکبری '' آپ کی بہترین علمی یادگار ہے۔

10: امام ابوسعد السمان اسماعیل بن علی الرازی

امام ابوسعد السمان اسماعیل بن علی الرازی البصری: ت ۳۷۱-۴۴۵ ھ علم حدیث وانساب، فقہ وفرائض اور قرأت وتفسیر میں اپنے وقت کے امام اور انتہائی عابد وزاہد تھے اگرچہ آپ نے کوئی اولاد یادگار

Marfat.com

نہیں چھوڑی مگر ساری زندگی اس طرح درس وتدریس میں گزر گئی کہ ازدواجیات کیلئے فرصت نہیں ملی۔

11: الحافظ الأنماطي

الامام الحافظ المحدث ابوالبرکات عبدالوهاب بن المبارک احمدالبغدادی : ت ۴۶۲-۵۳۸ھ رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے تلامذہ میں مؤرخ ابن عساکر. ابوموسی المدینی. ابوسعدالسمعانی و ابوالفرج ابن الجوزی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسی شخصیات شامل ہیں۔آپ نے بھی کوئی اولاد یادگار نہیں چھوڑی مگر ساری زندگی اس طرح درس وتدریس میں گزر گئی کہ ازدواجیات کیلئے مہلت نہیں ملی۔

12: امام جار الله الزمحشري

ابوالقاسم محمود بن عمرالزمحشری الخوارزمی :ت ۴۶۷-۵۳۸ھ رحمہ اللہ تعالیٰ۔امام جاراللہ زمخشری صاحب'' ألکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل '' زمخشر مضافات خوارزم میں پیدا ہوئے اور جرجانیہ مضافات خوارزم میں انتقال فرماگئے مگر علمی دنیا اور اہل علم کے ہاں اب بھی حیات ہیں۔آپ ایک طویل عرصہ تک مکہ مکرمہ میں بھی مقیم رہے جس کے باعث آپ جاراللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے پڑوسی جیسے مبارک لقب سے بھی مشہور ہیں۔علم تفسیر،ادب،نحو،لغت اور بیان میں ایسا مقام پایا کہ اس دور کے اہل علم کے ہاں ''ألعلامة'' سے صرف آپ ہی مراد ہوتے۔

حضرت امام نے درس وتدریس میں شب وروز مشغولیت کے باعث نکاح کر کے کوئی اولاد نہیں چھوڑی مگر تفسیر الکشاف سمیت اپنے دور کے مروج علوم میں پینتالیس ضخیم کتب یادگار ہیں جن میں سے ''تفسیر ألکشاف - الفائق فی غریب الحدیث اورنحو میں ألمفصل کی بہت شہرت ہے۔اس وقت ألکشاف میرے سامنے اور زیرمطالعہ رہتی ہے میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے علاوہ کوئی اور تصنیف نہ چھوڑتے تو بھی بلاشبہ آپ'' ألعلامة '' کہلاتے ۔مگر صد افسوس کہ آپ نے اپنے مسلک اعتزال کی تائید میں بعض آیات کی نامناسب تاویل کرتے ہوئے الکشاف کے حسن کو داغ دار کر دیا ہے اس کے باوجود ہمیشہ اہل علم نے تفسیری محاسن کی بہت تحسین فرمائی ہے۔حضرت علامہ صاحب نے بھی انوکھے انداز میں انہیں محاسن کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

بال جبریل

Marfat.com

13: شیخ الاسلام جمال الدین الفیروز آبادی

شیخ الاسلام جمال الدین ابو اسحاق ابراھیم علی بن یوسف الفیروز آبادی الشیرازی : ۳۹۳ - ۴۷۶ ھ. رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے وقت کے بہت بڑے مبلغ اسلام اور شیخ المشائخ تھے۔ آپ کو حضرت امام بیضاوی طبری رحمہا اللہ جیسے جبال العلم سے شرف تلمذ حاصل ہے اور آپ کے تلامذہ میں خطیب بغدادی، ابوالولیدالباجی، امام حمیدی، شیخ ابن حزم اور ابونصر محمد بن احمد الطوسی جیسے یکتائے روزگار مشاہیر اسلام رحمہم اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔ درس وتدریس میں انہماک اور دنیا سے بے نیازی کا عالم یہ تھا کہ بسا اوقات پیٹ بھرنے کیلئے کھانا اور تن ڈھانپنے کیلئے لباس میسر نہیں ہوتا تھا۔ اکثر کھڑے نہیں ہو پاتے تھے کہ شاید لباس کی کمی باعث ستر کھل جائے۔

ایک مرتبہ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ کے ہاتھ میں ایک دینار تھا جو وہیں بھول آئے۔ راستے میں جب یاد آیا تو واپس گئے دیکھا کہ دینار مسجد میں پڑا تھا مگر یہ سوچ کر نہیں اٹھایا کہ شاید میرا نہیں بلکہ کسی دوسرے نمازی کا گر گیا ہے۔

شیخ کا اللہ تعالیٰ سے خوف اور مخلوق خدا پر رحمدلی کا عالم یہ تھا کہ ایک مرتبہ اپنے تلامذہ کے ساتھ راستے پہ جا رہے تھے کہ اچانک ایک کتا سامنے آ گیا تو شاگردوں میں سے ایک نے شیخ کا لحاظ کرتے ہوئے ''اِخسأ'' دفعہ دور کے الفاظ سے کتے کو ڈانٹتے ہوئے راستہ چھوڑنے کو کہا تا کہ شیخ کیلئے آسانی رہے مگر شیخ نے فرمایا:

''أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الطَّرِيْقَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهُ مُشْتَرَكٌ''

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ راستہ میرے اور کتے کے درمیان مشترک ہے

یعنی اس راستے پہ جتنا میرا حق ہے اتنا ہی کتے کا ہے پھر کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم اس کیلئے راستہ چھوڑ دیں کہ مروت ورواداری کا پابند انسان ہے کتا نہیں۔ آپ کچھ عرصہ مدرسہ نظامیہ بغداد میں مدرس بھی رہے۔ علاوہ ازیں آپ کے گرد خلق خدا کا ہجوم رہتا تھا مگر ساری زندگی کسی کے احسان مند نہیں ہوئے۔ اب ظاہر بات ہے اس طرح کی کسی فنافی العلم ہستی کیلئے نکاح کرنا ممکن نہیں رہتا البتہ حضرت شیخ نے متعدد تصانیف اور شخصیات یادگار چھوڑی ہیں۔

14: امام ابن الخشاب البغدادی

عبداللہ بن احمد بن الخشاب الحنبلی البغدادی : ت ۴۹۲ - ۵۶۷ ھ. رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے وقت میں علم تفسیر، نحو، لغت، حدیث، ادب، قرأت، فرائض، شعر، منطق، فلسفہ اور ہندسہ میں عدیم النظیر عالم تھے۔ آپ

Marfat.com

کے اساتذہ اور تلامذہ میں بڑے مشاہیر اسلام شامل ہیں۔ ساری زندگی درس وتدریس میں اس طرح بسر فرمائی کہ گھر بسانے کے متعلق سوچنے کا موقعہ نہیں مگر بہت سی علمی کتب اور مشاہر تلامذہ آپ کی یادگار ہیں۔

15: ناصح الدين ابن مَنِّي البغدادی

فقيه العراق ألعلامة نصربن فِتيان ألمَنِّي الحنبلی البغدادی المعروف ابن مَنِّي: ۵۰۱-۵۸۳ھ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے وقت کے جید فقہائے عراق میں سے تھے۔ آپ کی دینی خدمات کی بنا پر ناصح الدين و ناصح الاسلام کے لقب سے بھی مشہور ہیں۔ فقہ میں آپ کے شیخ ابوبکر ألدِّينَوَرِيْ صلحائے امت میں سے ایک بلند پایہ بزرگ ہیں۔ حضرت علامہ ابن مَنِّي نے ستر سال تک مسند افتاء اور درس وتدریس پر فائز رہ کر تشنگان علم کو سیراب کیا جس دوران نہ تو سفر کیلئے کبھی سواری استعمال کی نہ نکاح کیا اور نہ ہی کوئی خادم رکھا، نہ ہی لباس فاخرہ زیب تن کیا بس گزراوقات کیلئے لوبیا کے شوربے پر اکتفا فرماتے رہے۔ اگر کوئی ہدیہ آتا تو اپنے احباب پر تقسیم فرمادیتے۔

16: قاضی ابوالحسن علی بن یوسف ألشیبانی

قاضی ابوالحسن علی بن یوسف ألشيباني ألقِفْطِي: ت ۵۶۸-۶۴۶ھ رحمہ اللہ تعالیٰ مصر کے شہر قِفط میں پیدا ہوئے قاہرہ میں پروان چڑھے اور حلب میں مقیم رہ کر درس وتدریس فرماتے رہے یہاں تک کہ یہیں حلب میں وصال فرمایا۔ آپ کو اللہ کریم نے آپ میں بہت سارے خِلقی و خُلقِیْ محاسن جمع فرمائے تھے۔ نحو ولغت۔ فقہ وحدیث۔ علوم القرآن واصول۔ منطق وریاضی۔ نجوم وہندسہ وتاریخ۔ اور جرح وتعدیل میں آپ کو علمائے وقت پر فوقیت حاصل تھی اور اکثر مشاہیر اہل علم میں گھرے رہتے۔

بالآخر مہلت عمر پوری کرتے ہوئے متنوع علوم پر چھبیس ضخیم کتب یادگار چھوڑ کر اپنے اللہ خالق و مالک کے حضور اجر پانے کیلئے دنیا چھوڑ گئے۔

17: امام شرف ألنووي

محی الدين ابوزكريايحی بن شرف ألنووي، ألحِزامي، ألشافعي: ت ۶۳۱-۶۷۶ھ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اگرچہ ألنووی اور ألنواوی دونوں طرح مستعمل ہے لیکن علامہ زِرکلي نے "الأعلام" میں جو آپ کی تحریر کا عکس دیا ہے اس میں آپ نے خود "ألنووی" ہی لکھا ہے اور اسی نسبت سے معروف ہیں۔

آپ کی کل عمر شریف پینتالیس سال بنتی ہے اس کے باوجود علمی افق پر آفتاب ومہتاب کی حیثیت رکھتے

Marfat.com

ہیں۔آپ کے خِلقی و خُلقِی محاسن ومفاخراور علمی خدمات کے اعتراف میں مشاہیر علمائے امت کی مستقل تصانیف ہیں۔علامہ سبکی نے طبقات الشافعية الكبرى میں آپ کو استاذالمتاخرین کے مبارک لقب سے یاد کیا ہے۔

آپ کی بہت ساری علمی تصانیف میں شرح صحيح مسلم . رياض الصالحين. الأذكار اور الأربعين کو بہت شہرت حاصل ہے اوراس وقت چاروں میرے سامنے ہیں۔

حضرت امام نووی فرماتے ہیں کہ جن دنوں میں مشکل احادیث مبارکہ کی شرح،عبارات کی درستی اور ضبط لغت پر کام کررہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے وقت میں بہت برکت ڈال دی تھی۔پھر میرے دل میں علم طب کی رغبت پیدا ہوئی تو میں نے ابن سینا کی کتاب'' ألقانون '' خریدلی جس کے ساتھ ہی قلب پر ظلمت آگئی جس کی وجہ سے تدریس ومطالعہ کا کام رک گیا لہٰذا میں نے'' ألقانون''فروخت کردی جس کے ساتھ ہی دل کا نور واپس آگیا۔اس طرح شب روز درس تدریس اور تصنیف میں اس طرح مصروف رہے کہ نکاح کا موقعہ ہی نہیں ملا۔

18:قاضی ابوعثمان سعدبن احمدألجوندي

قاضی ابوعثمان سعدبن احمدألجونديالجيّانی الاندلسي المالكي:ت ۶۴۰-۷۲۲ھ رحمہ اللہ تعالیٰ غرناطہ، ألمرِيَّة و ألبِيرة کے مفتی اور جید علمائے اندلس میں سے تھے جن کا اوڑھنا بچھونا علم کے سوا کچھ نہ تھا اسی طرح عدلیہ کی تاریخ میں ایک منصف قاضی کی حیثیت سے ہمیشہ یادرکھے جائیں گے مگر علمی مصروفیات کے باعث کبھی نکاح کی طرف توجہ ہی نہیں گئی۔

19:امام ابوالحسن علی بن ابی حزم القرشي

شيخ الأطباء، ألحكيم امام علامہ علاء الدین ابوالحسن علي بن أبي حزم ألقرشي:ت ۶۱۰-۶۸۷ھ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ماوراء النهر کے شہر '' قَرْش '' کی نسبت سے قرشی کہلاتے اور فن طب میں امام کی حیثیت رکھتے تھے۔''ألمهذب فی الكحل ''اور'' شرح القانون لابن سينا ''آپ کی مشہور تصانیف میں سے ہیں اطباء کی رائے میں ابن سینا کی'' القانون ''پر یہی سب سے عمدہ شرح ہے۔

علاوہ ازیں آپ علم منطق ،فقہ واصول فقہ،عربیت،حدیث اور بیان کے جید عالم تھے۔ایک عرصہ تک قاہرہ کے مدرسہ محمد یہ میں بطور استاذ تعینات رہے۔ایک مرتبہ شیخ حمام میں داخل ہوئے تو دوران غسل کوئی چیز یاد آگئی چنانچہ

Marfat.com

وہیں غسل موقوف کر کے قلم دوات منگوا کر لکھنا شروع کر دیا جس کے بعد غسل مکمل کیا۔عموماً آپ جب مطالعہ کر لیتے تو وہ کتاب ذہن میں بیٹھ جاتی پھر لکھتے وقت دوبارہ کتاب دیکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔علمائے طب کی نظر میں کو آپ ابن سینا ثانی کی حیثیت رکھتے تھے۔اپنے علمی مشاغل کے باعث زندگی بھر نکاح نہیں کیا۔

20: شيخ الاسلام ابن تيمية ألحرّاني

تقي الدين ابو العباس احمد ابن المفتي شهاب الدين عبدالحليم ، ألمعروف شيخ الاسلام ابن تيميه ألحرّاني: ت ٦٦١-٧٢٨ھ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ہمارے دور کی بدنصیبی ہے کہ بڑے بھیانک قسم کے لوگ بھی شیخ الاسلام کہلاتے ہیں جس کی وجہ سے بعض الفاظ اپنی وقعت ہی کھو بیٹھے ہیں مگر علمائے سلف کے ہاں الفاظ واصطلاحات کی بڑی قدر تھی۔چنانچہ علمائے متاخرین کے ہاں شیخ الاسلام سے ایک ہی شخصیت مراد لی جاتی ہے ''امام ابن تیمیہ'' جس طرح شروح حدیث اور فقہ و تفسیر میں جب کہیں مطلق'' قال الحافظ '' لکھا جاتا ہے تو اس سے مراد حافظ ابن حجر العسقلانی ہوتے ہیں۔رحمہم اللہ تعالیٰ

امام ابن تیمیہ علمی افق پہ آفتاب ومہتاب اور استقامت میں کوہ گراں کی حیثیت رکھتے ہیں جن کی طرف نظر اٹھاتے ہوئے سر سے پگڑی گرتی ہے۔چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے'' تذكرة الحفاظ ''میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا تعارف پیش کیا:''هو'' ألشيخ الامام العلامة، ألحافظ الناقد،ألفقيه المجتهد، ألمفسر البارع، شيخ الاسلام، عَلَم الزهاد، نادرة العصر،...أحدالأعلام''

مجھے حضرت شیخ الاسلام سے استفادہ کرنے کی سعادت حاصل ہے۔اسؐ وقت آپ کی گرانقدر تصنیفات میں سے مجموعة الفتاوى .. الصارم المسلول.منهاج السنة النبوية ـ ألفرقان بين اولياء الرحمٰن واولياء الشيطان ''میرے سامنے ہیں۔'' مجموعة الفتاوی'' فہارس سمیت 11189 صفحات اور بیس ضخیم جلدوں پر مشتمل ایک عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا ہے۔

چونکہ حضرت شیخ الاسلام خود مجدد و مجتہد ہیں اس لیے آپ کے کچھ شذوذ و تفردات بھی ہیں جن میں سے بعض کا علمائے احناف نے رد بھی کیا ہے مگر میری کتاب کا موضوع نہیں تاہم باوجود اختلاف رائے کے اہل علم تسلیم فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ الاسلام علم کے بحر بیکراں کی حیثیت رکھتے ہیں۔حضرت امام کے خصائل وشمائل۔شذوذ وتفردات اور امتیازات کی ایک طویل فہرست ہے۔آپ جس طرح اہل علم کی نظروں میں محبوب ومحمود ہیں اسی طرح اہل ہوا کی نظروں میں محسود و مبغوض اور اس کا ایک طویل پس منظر ہے۔چونکہ بعض کم علم لوگ بغیر تحقیق کے آپ سے علمی

Marfat.com

اختلاف کے بجائے تضلیل و تکفیر کرتے ہوئے آخرت تباہ کرتے ہیں اس لیے مناسب ہوگا کہ موضوع سے ہٹ کر معاملے کی اس امید پر تھوڑی سی وضاحت کردی جائے کہ ممکن ہے کسی کی آخرت سنور جائے۔

امام ابن تیمیہ کے تجدیدی کام کا خلاصہ

مولانا مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''تجدید و احیائے دین'' میں ''امت کے چند بڑے بڑے مجددین اور ان کے کارنامے'' کے عنوان سے حضرت عمر بن عبدالعزیز، ائمہ اربعہ اور امام غزالی کے بعد۔ شیخ احمد سرہندی و حضرت شاہ ولی اللہ سے پہلے حضرت امام ابن تیمیہ کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا ہے۔

'' امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ڈیڑھ سو برس کے بعد ساتویں صدی کے نصف آخر میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ پیدا ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دریائے سندھ سے فرات کے کناروں تک تمام مسلمان قوموں کو تاتاری غارت گر پامال کر چکے تھے اور شام کی طرف بڑھ رہے تھے۔ مسلسل پچاس برس کی ان شکستوں نے، دائمی خوف اور بدامنی کی حالت نے اور علم و تہذیب کے تمام مرکزوں کی تباہی نے مسلمانوں کو اُس مرتبۂ پستی سے بھی نیچے گرادیا تھا جس پر امام غزالی نے انہیں پایا تھا۔

نئے تاتاری حملہ آور اگرچہ اسلام قبول کرتے جا رہے تھے مگر جاہلیت میں یہ حکمران اپنے پیشروترک فرماں رواؤں سے بھی کئی قدم آگے تھے۔ ان کے زیر اثر آکر عوام اور علماء و مشائخ اور فقہاء و قضاۃ کے اخلاق اور بھی زیادہ گرنے لگے۔ تقلید جامد اس حد کو پہنچ گئی کہ مختلف فقہی و کلامی مذاہب گویا مستقل دین بن گئے۔ اجتہاد معصیت بن کر رہ گیا۔ بدعات و خرافات نے شرعی حیثیت اختیار کرلی۔ کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنا ایسا گناہ ہوگیا جو کسی طرح معاف نہیں کیا جاسکتا۔ اس دور میں جاہل و گم راہ عوام، دنیا پرست یا تنگ نظر علما اور جاہل و ظالم حکمرانوں کی ایسی سنگت بن گئی تھی کہ اس اتحاد ثلاثہ کے خلاف کسی کا اصلاح کیلئے اٹھنا اپنی گردن کو قصاب کی چھری کے سامنے پیش کرنے سے کم نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ گو اس وقت صحیح الخیال، وسیع النظر، حقیقت شناس علما ناپید نہ تھے، نہ ان سچے اور اصل صوفیوں کی کمی تھی جو جادۂ حق پر گامزن تھے، مگر جس نے اس تاریک زمانہ میں اصلاح کا علم اٹھانے کی جرأت کی وہ ایک ہی اللہ کا بندہ تھا۔

ابن تیمیہ قرآن میں گہری بصیرت رکھتے تھے حتیٰ کہ حافظ ذہبی نے شہادت دی کہ '' اَمَّا التَّفْسِيْرُ فَمُسَلَّمٌ اِلَيْهِ '' تفسیر تو ابن تیمیہ کا حصہ ہے۔ حدیث کے امام تھے یہاں تک کہا گیا کہ ''كُلُّ حَدِيْثٍ لَا يَعْرِفُهُ ابْنُ تَيْمِيَّةَ فَلَيْسَ بِحَدِيْثٍ '' جس حدیث کو ابن تیمیہ نہ جانتے ہوں وہ حدیث نہیں ہے۔ تفقہ کی شان یہ تھی کہ بلاشبہ انہیں مجتہد

Marfat.com

مطلق کا مرتبہ حاصل تھا۔علوم عقلیہ ،منطق ،فلسفہ اور کلام میں اتنی گہری نظر تھی کہ معاصرین میں سے جن لوگوں کا سرمایۂ نازیہی علوم تھے وہ ان کے سامنے بچوں کی حیثیت رکھتے تھے۔یہود ونصاریٰ کے لٹریچر اور ان کے مذہبی فرقوں کے اختلاف پر ان کی نظر اتنی وسیع تھی کہ گولڈزیہر کے بقول کوئی شخص جو تورات کی شخصیتوں سے بحث کرنا چاہے وہ ابن تیمیہ کی تحقیقات سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

اوران سب علمی کمالات کے ساتھ اس شخص کی جرأت وہمت کا یہ حال تھا کہ اظہار حق میں کبھی کسی بڑی سے بڑی طاقت سے بھی نہ ڈراحتیٰ کہ متعدد مرتبہ جیل بھیجا گیا اور آخر کار جیل ہی میں جان دے دی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ امام غزالی کے چھوڑے ہوئے کام کو ان سے زیادہ خوبی کے ساتھ آگے بڑھانے میں کامیاب ہوا۔

01: انہوں نے یونانی منطق وفلسفہ پر امام غزالی سے زیادہ گہری اور زبردست تنقید کی اور اس کی کمزوریوں کو اس طرح نمایاں کر کے دکھایا کہ عقلیات کے میدان پر اس کا تسلط ہمیشہ کیلئے ڈھیلا ہوگیا۔ان دونوں اماموں کی تنقید کے اثرات مشرق ہی تک محدود نہ رہے بلکہ مغرب تک بھی پہنچے۔چنانچہ یورپ میں ارسطو کی منطق اور مسیحی متکلمین کے یونان زدہ فلسفیانہ نظام کے خلاف پہلی تنقیدی آواز امام ابن تیمیہ کے ڈھائی سو برس بعد اٹھی۔

02: انہوں نے اسلام کے عقائد،احکام اور قوانین کی تائید میں ایسے زبردست دلائل قائم کیے جو امام غزالی کے دلائل سے زیادہ معقول بھی تھے اور اسلام کی اصل روح کے حامل ہونے میں بھی ان سے بڑھے ہوئے تھے۔امام غزالی کے بیان واستدلال پر اصطلاحی معقولات کا اثر چھایا ہوا تھا۔ ابن تیمیہ نے اس راہ کو چھوڑ کر عقل عام (Common-Sense) پر تفہیم وتبیین کی بنیاد رکھی جو زیادہ فطری ، زیادہ مؤثر اور زیادہ قرآن وسنت کے قریب تھی۔یہ نئی راہ پچھلی راہ سے بالکل الگ تھی۔ جو لوگ دین کے علمبردار تھے وہ فقط احکام نقل کر دیتے تھے، تفہیم نہ کر سکتے تھے اور جو کلام میں پھنس گئے تھے وہ تفلسف اور اصطلاحی معقولات کو ذریعہ تفہیم بنانے کی وجہ سے قرآن وسنت کی اعلیٰ اسپرٹ کو کم وبیش کھو دیتے تھے۔ابن تیمیہ نے عقائد واحکام کو ان کی اصل اسپرٹ کے ساتھ بے کم وکاست بیان بھی کیا اور پھر تفہیم کا وہ سیدھا سادہ فطری ڈھنگ اختیار کیا جس کے سامنے عقل کیلئے سر جھکا دینے کے سوا چارہ نہ تھا۔اسی زبردست کارنامے کی تعریف امامِ حدیث علامہ ذہبی نے ان الفاظ میں کی ہے '' ولقد نصر السنة المحصنة والطريقة السلفية واحتج لها ببراهين و مقدمات وامور لم يسبق اليها ''یعنی ابن تیمیہ نے خالص سنت اور طریقہ سلف کی حمایت کی اور اس کی تائید میں ایسے دلائل اور ایسے طریقوں سے کام لیا جن کی طرف ان سے پہلے کسی کی نظر نہ گئی تھی۔

Marfat.com

03: انہوں نے تقلید جامد کے خلاف صرف آواز ہی نہیں اٹھائی بلکہ قرون اولی کے مجتہدین کے طریقہ پراجتہاد کر کے دکھایا۔ براہ راست کتاب وسنت اور آثار صحابہ سے استنباط کر کے اور مختلف مذاہب فقہ کے درمیان آزاد محاکمہ کر کے کثیر التعداد مسائل میں کلام کیا۔ جس سے راہ اجتہاد از سرنو باز ہوئی اور قوۃ اجتہادیہ کا طریق استعمال لوگوں پر واضح ہوا۔ اس کے ساتھ انہوں نے اور ان کے جلیل القدر شاگرد ابن قیم نے حکمت تشریع اور شارع کے طرز قانون سازی پر اتنا نفیس کام کیا جس کی مثال ان سے پہلے کے شرعی لٹریچر میں نہیں ملتی ۔ یہ وہ مواد ہے جس سے ان کے بعد اجتہادی کام کرنے والوں کو بہترین راہ نمائی حاصل ہوئی اور آئندہ ہوتی رہے گی۔

04: انہوں نے بدعات اور مشرکانہ رسوم اور اعتقادی داخلاقی گمراہیوں کے خلاف جہاد کیا اور اس سلسلے میں بڑی مصیبتیں اٹھائیں۔ اسلام کے چشمۂ صافی میں اس وقت تک جتنی آمیزشیں ہوئی تھیں، اس اللہ کے بندے نے ان میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑا۔ ایک ایک کی خبر لی اور ان سب سے چھانٹ کر ٹھیٹھ اسلام کے طریقہ کو الگ روشن کر کے دنیا کے سامنے رکھ دیا۔ اس تنقید و تنقیح میں اس شخص نے کسی کی رورعایت نہ کی۔ بڑے بڑے آدمی جن کے فضل و کمال اور تقدس کا سکہ مسلمانوں کی ساری دنیا پر بیٹھا ہوا تھا، جن کے نام سن کر لوگوں کی گردنیں جھک جاتی تھیں ابن تیمیہ کی تنقید سے نہ بچ سکے۔ وہ طریقے اور اعمال جو صدیوں سے مذہبی حیثیت اختیار کیے ہوئے تھے، جن کے جواز بلکہ استحباب کی دلیلیں نکال لی گئی تھیں اور علمائے حق بھی جن سے مداہنت کر رہے تھے، ابن تیمیہ نے انہیں ٹھیٹھ اسلام کے منافی پایا اور ان کی پرزور مخالفت کی۔

اس آزاد خیالی اور صاف گوئی کی وجہ سے ایک دنیا ان کی دشمن ہوگئی اور آج تک دشمن چلی آتی ہے۔ جو لوگ ان کے عہد میں تھے انہوں نے مقدمات قائم کرا کے انہیں کئی بار جیل بھجوایا۔ اور جو بعد میں آئے انہوں نے تکفیر و تضلیل کر کے اپنا دل ٹھنڈا کیا۔ مگر اسلام خالص و محض کے اتباع کا جو صور اس شخص نے پھونکا تھا، اس کی بدولت ایک مستقل حرکت دنیا میں پیدا ہوگئی جس کی آواز بازگشت اب تک بلند ہو رہی ہے۔

اس تجدیدی کام کے ساتھ انہوں نے تاتاری وحشت و بربریت کے مقابلہ میں تلوار سے بھی جہاد کیا۔ اس وقت مصر وشام اس سیلاب سے بچے ہوئے تھے۔ امام نے وہاں کے عام مسلمانوں اور رئیسوں میں غیرت وحمیت کی آگ پھونکی اور انہیں مقابلہ پر آمادہ کیا۔ ان کے ہم عصر شہادت دیتے ہیں کہ مسلمان تاتاریوں سے اتنے مرعوب ہو چکے تھے کہ ان کا نام سن کر کانپ اٹھتے تھے اور ان کے مقابلہ میں جاتے ہوئے ڈرتے تھے۔ كَأَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ ، مگر ابن تیمیہ نے ان میں جہاد کا جوش پھونک کر شجاعت کی سوئی ہوئی روح کو بیدار کر دیا۔ تاہم یہ واقعہ ہے کہ وہ کوئی ایسی سیاسی تحریک نہ اٹھا سکے

Marfat.com

جس سے نظام حکومت میں انقلاب برپا ہوتا اور اقتدار کی کنجیاں جاہلیت کے قبضہ سے نکل کر اسلام کے ہاتھ میں آجاتیں"

تجدید واحیائے دین تالیف الاستاذ سید ابوالاعلیٰ المودودی رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت امام انہیں مصروفیات و مشکلات کے باعث نکاح نہ کر سکے یہاں تک کہ قلعۂ دمشق میں دوران قید ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

21: ألفقيه الجليل سعدبن احمد ألتُّجِيْبي

ألفقيه الجليل ألعلامة سعدبن احمدبن ابراهيم بن لُيُون ألتُّجِيْبي: ت ٦٨١-٧٥٠ھ.

رحمہ اللہ تعالیٰ اندلس کے شہر أَلْمَرِيّة کے مشاہیر علماء و أطباء میں سے تھے۔ شہر کے قضاۃ احکام شرعی کیلئے آپ سے رجوع کرتے تھے۔ نظم و نثر پر مشتمل متنوع علوم و فنون میں آپ کی تیس تصانیف ہیں۔ شب و روز درس و تدریس اور تصنیفی مصروفیات کے باعث شادی کی نہ گھر آباد کیا یہاں تک کہ ہمیشہ کیلئے دارالخلد کے سفر پر روان ہو گئے۔

اس وقت علامہ ابن الفرضِی کی" تاريخ علماءِ الأندلس "میرے سامنے ہے جس میں 1651 مشاہیر علمائے اندلس کا تذکرہ ہے۔ موجودہ حالات میں یہ تذکرہ پڑھتے پڑھتے قاری جس درد کی کیفیت سے دوچار ہوتا ہے اسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسجد قرطبہ اور عبدالرحمٰن اول کے ہاتھوں اندلس میں کھجور کے پہلے درخت کی یاد میں اسی درد کو نظم کیا ہے۔ کیونکہ جب اندلس کے آبادکاروں کی اولاد اپنے اسلاف کے راستے پہ گامزن نہ رہ سکی تو اندلس سپین بن گیا۔ تب سے مسجد قرطبہ اپنے نمازیوں کیلئے بیقرار ہے اور دریائے "کبیر" اپنے وضو کرنے والوں کی یاد میں مغموم۔

دیدۂ انجم میں ہے تیری زمیں، آسماں
آہ کہ صدیوں سے ہے تیری فضا بے اذاں
جس میں نہ ہو انقلاب، موت ہے وہ زندگی
روح امم کی حیات کشمکش انقلاب
نقش ہیں سب ناتمام خون جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خون جگر کے بغیر
ہے سوز دروں سے زندگانی
اٹھتا نہیں خاک سے شرارہ

بال جبریل

Marfat.com

22: استاذالزمان عزالدین محمدبن ابي بکر

استاذالزمان امام عزالدین محمدبن ابي بکرالحموي الکناني المصري: ت ۷۴۹-۸۱۹ھ. رحمہ اللہ تعالیٰ۔اپنے وقت کے علمائے مصر میں بہت بلند پایہ صاحب تصانیف اور عدیم النظیر عالم تھے۔قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ صرف ایک ماہ میں قرآن کریم حفظ کرلیا تھا۔حدیث شریف کا اس قدر اہتمام تھا کہ پوری زندگی بے وضو درس نہیں دیا جس کی برکت سے اس قدر شرح صدر حاصل تھا کہ آپ کو بعض ایسے علوم میں مہارت حاصل تھی کہ علمائے وقت نام تک نہیں جانتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ آپ کے تلامذہ میں صاحب فتح الباری الحافظ ابن حجر العسقلاني اور قاضي القضاۃ اَلْبُقِيْنِي رحمہم اللہ جیسے ائمۂ وقت شامل ہیں۔مگر شادی کی نہ کوئی اولاد چھوڑی۔

23: امام شمس الدین محمدبن یوسف ألصالحي

الامام ألمحدث شمس الدین محمدبن یوسف ألصالحي ألدمشقي الشافعي ألمتوفی ۹۴۲ھ. رحمہ اللہ تعالیٰ بھی علمائے عزاب میں ایک بلند پایہ وثقہ عالم ہیں۔آپ کے مشاہیر اساتذہ میں حضرت امام جلال الدین سیوطي اور امام الشهاب القسطلاني رحمہما اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی سرفہرست ہیں۔اسی طرح حضرت امام کی درجنوں ضخیم تصنیفات ہیں جن میں سے بعض کئی کئی جلدوں پر مشتمل ہیں۔آپ کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ شافعی ہونے کے باوجود '' عُقُودُ الْجُمَان في مناقب الامام الأعظم أبي حنيفة النعمان '' آپ کی عمدہ تصنیفات میں سے ہے۔

آپ کے معمولات زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد یہی کہا جاسکتا ہے کہ شاید آپ کی مصروفیات نے نکاح کے موضوع پر سوچنے کا کبھی موقعہ ہی نہیں دیا۔اللہ کریم آپ کو امت کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔

24: امام ابن طُوْلُوْن ألحنفي

الامام ،ألمحدث، ألمؤرخ ، ألنحوي شمس الدین ابو عبداللہ محمدبن علي بن محمد الشهير بابن طولون ألدمشقي ، ألصالحي ألحنفي : ت ۸۸۰-۹۵۳ھ. رحمہ اللہ تعالیٰ بھی علمائے عزاب میں سے ہیں جن کی علمی مصروفیات نے انہیں نکاح کے موضوع پر سوچنے کی مہلت نہیں دی۔درس و تدریس اور تصنیف سے فارغ ہوتے ہی عبادت کیلئے کمربستہ ہوجاتے اس طرح زندگی کا کوئی لمحہ دنیا اور دنیا کیلئے سوچنے پر صرف نہیں کیا۔

آپ کی کل ضخیم تصنیفات کی تعداد پچاس ہے۔آپ کی وفات دمشق میں ہوئی اس طرح اللہ کریم نے اصحاب

Marfat.com

کہف کے جوار میں تدفین کی سعادت بخشتے ہوئے دنیا پر نیکوکاروں کا قرب عطا فرمادیا۔

25: ألعلامة سليمان ألجمل

ألعلامة الجليل سليمان ألجمل ألْجَبْرتِي ألمصري ألمتوفى ١١ ذى القعدة ١٢٠٤ ھ ۔ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مصر کے ایک غیر معروف مضافاتی دیہات میں آنکھ کھولی مگر مقدر نے وہاں سے اٹھا کر قاہرہ میں شیخ العصر ألحفْنِي کے قدموں میں ڈال دیا جہاں سے علامة الدهر بن کر نکلے اور چھا گئے۔ ایک عرصہ تک الأشرفية اور ألمشهد الحسيني میں درس دیتے اور تشنگان علم کو سیراب کرتے رہے۔ جس کے بعد گوشہ نشین ہو کر کثرت سے عبادت میں لگ گئے جس کے باعث شادی بیاہ کے موضوع پر سوچنے کا وقت ہی نہیں ملا۔ بہت سارے فضلاء کے علاوہ جلالین پر مفید علمی حاشیہ کے علاوہ بھی بعض دقیق کتب پر حواشی آپ کی بہترین یادگار ہیں۔

26: نبيل العصر ألشيخ محمد ألأُشموني

نبيل العصر ألشيخ ألنبيل محمد ألأُشمونِي الأزهری: ت ١٢١٨-١٣٢١ ھ۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کو ألشيخ المعمر کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے کیونکہ 103 سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ نے جامع ازہر سے فراغت کے بعد وہیں پہ تدریس اختیار کر لی تھی جہاں مہارت سے تمام فنون پڑھائے۔ اس طرح بہت ساری روحانی اولاد دنیا میں پھیل گئی مگر خود نکاح نہیں فرمایا تھا۔

آپ کی وفات کے موقعہ پر جب شیخ الأزهر السيد علي ألببلاوى امامت کیلئے آگے بڑھے تو شیخ ابراہیم راضی کا منظوم مرثیہ پڑھا جس کا ایک شعر اس طرح تھا۔

لَاقَلْبَ لِلْاِسْلَامِ غَيْرُحَزِيْنٍ

فَالْيَوْمَ فِيْهِ انْهَدَّ رُكْنُ الدِّيْنِ

آپ کی وفات کے نتیجے میں اسلام کو جو نقصان پہنچا ہے اس سے ہر دل دکھی ہے۔ کیونکہ آج اسلام کا ایک ستون گر گیا ہے۔

جس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اہل علم کی نظر میں آپ کی کیا وقعت تھی۔ اور یہ محض دین کی برکات ہیں ہر کسی کو ایسی عزت کہاں ملتی ہے۔

Marfat.com

27: علامه عبدالحكيم الأفغاني

علامة المعقول و المنقول، وحيدالعصر فی الفروع والأصول علامه عبدالحکیم الأفغاني ثم الدمشقي الحنفي : ت ۱۲۵۱-۱۳۲۶ھ. رحمہ اللہ تعالیٰ ۔افغانستان کے شہر قندھار میں پیدا ہوئے جہاں سے ہندوستان کے شہر بہ شہر اہل علم کو تلاش کرتے اور علمی پیاس بجھاتے گئے۔تکمیل کے بعد کچھ عرصہ تک حرمین شریفین کی مجاورت اور مسجد اقصیٰ کی زیارت کے بعد دمشق چلے گئے جہاں مدرسہ دارالحدیث الأشرفیہ میں تدریس اختیار کرلی اور تادم آخریں تشنگان علم کی پیاس بجھاتے رہے۔اس طرح شب وروز درس وتدریس اورتصنیف میں مشغولیت کے باعث شادی کی نہ کوئی اولاد چھوڑی ۔البتہ آپ کی دینی خدمات یادگار ہیں۔آپ کی تصنیفات:ألحقائق شرح كنزالدقائق . شرح الشاطبية فی القرأت . حاشية علی البخاری .تعليقات علی الهداية و حاشية ابن عابدين ، ردالمختارعلی الدرالمختار. شرح المنار فی اصول الفقه الحنفي .ألتسهيل والتيسيرلفهم مدارک التنزيل. میں سے" الحقائق شرح كنزالدقائق " تو طبع ہو چکی ہے باقی کتب کے بارے میں معلومات نہیں۔آپ کے محاسن ومفاخراور امتیازات کی ایک طویل فہرست ہے مگراس وقت میراموضوع نہیں۔

28: ألشيخ طاهرالجزائري

الشيخ طاهربن محمدصالح بن احمدبن موهوب السَّمْعُوني الجزائری الدمشقی علامةالمنقول والمعقول :ت۱۲۶۸-۱۳۳۸ھ.رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد الشیخ محمدصالح الجزائر سے ہجرت کر کے دمشق میں مقیم ہوگئے تھے جوخود بہت بڑے عالم تھے۔اپنے والد سے بنیادی تعلیم کے بعد شیخ نے علمائے دمشق سے علم حاصل کیا آپ کوعربی،ترکی،فارسی،فرانسی،سریانی،عبرانی،حبشی اور بربری زبانوں،علوم قرآن اور مالکی فقہ میں کمال حاصل تھا۔آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے مشائخ ہیں مگر آپ نے ساری زندگی شادی نہیں کی۔

29: ألشيخ بشيرألغَزِّي ألحلبي

حلب کے شيخ المشائخ العلامة بشيرالغَزّي الحلبي :ت۱۲۷۴-۱۳۳۹ھ.رحمہ اللہ تعالیٰ کوعلم تفسیراورنحووادب میں کمال حاصل تھا۔اپنے وقت کے علمائے حلب کے شیخ کہلاتے تھے۔اللہ کریم نے آپ کولحن داؤدی عطا کیا تھا جس کے باعث نماز فجر میں قرأت سننے کیلئے دوردور سے لوگ آکر جماعت میں شامل ہو جاتے تھے۔اسی

Marfat.com

طرح معرفت لغت اوراشعار العرب میں شیخ کو بہت کمال حاصل تھا۔شیخ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ تھی کہ جو میسر آ جاتا اس پر کچھ اظہار مسرت نہ کرتے اور جو نہیں ملتا اس کیلئے سوچتے نہیں۔ انتہا درجے کے سخی اور خوش اخلاق تھے اور باوجود بے پناہ کمال اور انسانی خوبیوں کے کبھی شادی نہیں کی۔

30: امام السيد محمود شكري الألوسي

ابو المعالي محمود شكري الألوسي الحسيني ابن عبد الله : ت ۱۲۷۲-۱۳۴۲ھ .

رحمہ اللہ تعالیٰ عربی لغت، ادب، فقہ اور تفسیر کے جلیل القدر امام وقت تھے۔ایک عرصہ دراز تک درس وتدریس کے بعد جب تصنیف کی طرف توجہ فرمائی تو ایک ہی بار لغات کا مطالعہ کرلیا تا کہ دوران تالیف دوبارہ یہ کتاب دیکھنے کی نوبت آئے حالانکہ ان کتب لغت میں صرف لسان العرب بیس ضخیم جلدوں اور 7707 صفحات پر مشتمل ہے جسے حضرت امام نے تین مرتبہ مطالعہ کر کے اس طرح ضبط کرلیا کہ دوبارہ دیکھنے کی ضرورت نہیں رہی۔

حضرت امام نے درس وتدریس کے بعد شب وروز عبادت کے ساتھ ساتھ متنوع فنون پر پچاس ضخیم کتب تصنیف فرمائیں جو علمی دنیا میں ایک مقام رکھتی ہیں۔آپ انہی مصروفیات ومشاغل کی وجہ سے شادی کیلئے وقت نہ نکال سکے۔

نوٹ:امام ألوسي : العلامة ابو الفضل شهاب الدين السيد محمود الألوسي البغدادي المتوفى ۱۲۷۰ھ . صاحب " روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني رحمہ اللہ تعالیٰ۔دوسری شخصیت ہیں۔

31: ألشيخ ابو الوفاء خليل الخالدي

ألشيخ ابولوفا خليل الخالدي المتوفى ۱۳۶۰ھ . رحمہ اللہ تعالیٰ۔صحابیٔ رسول ﷺ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے اور وقت کے جید عالم تھے۔کچھ عرصہ حلب میں قاضی بھی رہے، بہت سارا عرصہ اسلامی ممالک کی سیر سیاحت بھی کی اور صاحب تصانیف بھی۔آپ کے مالی حالات بھی اچھے تھے اور صحت بھی۔اس کے باوجود شادی نہیں کی آخری عمر میں خاندان نے مجبور کر کے ایک خاتون سے نکاح تو کرادیا مگر خلوت پر طبیعت آمادہ نہ ہوئی اس طرح نکاح کرنا یا نہ کرنا برابر رہا۔

32: ألشيخ سعيد النُّورْسِي۔ بديع الزمان

معروف ترک مصلح ألشيخ ألعلامة سعيد بن ميرزا النورسي ،ملقب، بديع الزمان : ت

Marfat.com

۱۲۹۳-۱۳۷۹ھ . رحمہ اللہ تعالیٰ کردی الأصل تھے مگر ترکی میں پیدائش ہوئی اور وہیں پروان چڑھے۔ قوت حفظ میں ضرب المثل تھے جس کی وجہ سے بدیع الزمان کے لقب سے مشہور ہوئے۔

شیخ پر اللہ تعالیٰ نے علم کے سب دروازے کھول دیئے تھے جو کتاب دیکھتے وہی حفظ ہو جاتی۔ ابتدائی عمر میں ہی علامۃ الدہر بن گئے تھے۔ علامہ سبکی کی " جمع الجوامع في اصول الفقه " ایک مشکل ترین فنی کتاب ہے مگر شیخ کو حفظ تھی، اسی طرح فیروز آبادی کی " ألقاموس المحيط " ابتدا سے "س" تک ایک ہفتے میں حفظ کر لی تھی۔ اس وقت دار الكتب العلمية بيروت کی طبع القاموس جو میرے سامنے ہے اس کی تیسری جلد میں حرف "س" تک 1141 صفحات ہیں۔ اس طرح لغت کی کتاب کے ایک ہفتے میں 1141 صفحات حفظ کر لینا بہت عجیب اور علمی دنیا میں ایک انوکھا کمال اور علم کی کرامت ہے۔

اسی طرح شیخ کو علم الکلام، منطق، نحو، تفسیر، حدیث اور فقہ کی متعدد کتب حفظ تھیں مگر افسوس کہ یہ وہ زمانہ تھا جب ترکی میں مصطفیٰ کمال کی غیر اسلامی اصلاحات کی وجہ سے علمائے حق معتوب تھے اس طرح شیخ نورسی بھی شدید مشکلات سے دوچار رہے جس کی ایک تفصیل ہے۔

کسی نے آپ سے ایک مرتبہ سوال کیا تھا کہ آپ نکاح کیوں نہیں کرتے تو جواب میں فرمایا کہ جس قلق اور اضطراب میں خود مبتلا ہوں ان حالات میں بیوی کے حقوق کیسے ادا کر سکتا ہوں۔ لہٰذا آپ نکاح کیے بغیر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ تاہم ترکی کی اسلامی تاریخ و تحریک میں شیخ نورسی ایک مستقل باب ہے۔

33: ألشيخ محمدبن يوسف بن محمدالكافي

نبيل العصر ألشيخ محمدبن يوسف بن محمدالكافي التونسي الدمشقي: ت ۱۲۷۸-۱۳۸۰ھ . تیونس کے شہر "الكاف" میں پیدا ہوئے اور 102 سال کی مہلت عمر پوری ہونے پر دمشق میں انتقال فرمایا۔ اس طرح دونوں نسبتوں سے مشہور ہیں بہت سارے دیگر علمائے کرام سے پڑھنے کے بعد دس سال جامع ازہر میں رہے جہاں بہت سارے مشائخ سے علم حاصل کیا اور سند لی۔ شیخ کو تمام شرعی علوم اور فقہ مالکی میں درجہ کمال حاصل تھا۔ ایک عرصہ تک دمشق کی الجامع لاموی میں درس دیتے رہے۔

آپ کی بہت ساری مفید اور علمی تصنیفات میں ردقادیانیت کے موضوع پر " البيانات الكافية ،في خطاء وضلال الطائفة الأحمدية " ایک عمدہ کتاب ہے مگر مجھے معلوم نہیں کہ کسی بزرگ نے اس کا ترجمہ کیا؟

آپ کے ملفوظات میں سے ہے کہ " يَنبَغِيْ لِطَالِبِ العِلْمِ أَنْ يَّأخُذَ الْعِلْمَ عَمَّنْ هُوَ فَوْقَهُ وَعَمَّنْ هُوَ مِثْلُهُ

Marfat.com

وَعَمَّنْ هُوَ دُوْنَهُ" علم کی پیاس رکھنے والے کو ہر اس شخص سے سیکھتے رہنا چاہیے جو اس سے بڑا ہے، ہم عمر ہے یا چھوٹا۔ یعنی طلب علم میں نفس کو مارتے ہوئے ہر صاحب علم سے استفادہ کرنا چاہیے۔

حق گوئی و بیباکی

ایک مرتبہ شیخ تیونس میں تھے دیکھا کہ کچھ صوفی لوگ گانے کی طرز اور بھدے طریقے سے نعتیہ اشعار پڑھتے ہیں شیخ کو ناگوار گزرا تو عصا اٹھائے اپنے تلامذہ کے ساتھ جا پہنچے اور سب کو بھگا دیا مگر ان کی شکایت پر پولیس نے حضرت شیخ کو گرفتار کر کے کوتوال کے سامنے پیش کر دیا۔ دفتر میں داخل ہوتے ہوئے آپ نے کوتوال کو ان گویوں کی لے میں ان کے الفاظ کی نقل کرتے ہوئے اس طرح سلام پیش کیا: " السلام علی ، علی، علیکم علیکم ، کم ، کم ما اح ، ماح، مأحلي عيونک ، وما أبهي جبينک ياسيد الملاح ، لاح "

یہ سنتے ہی کوتوال بھڑک اٹھا اور کہا کیا آپ پاگل تو نہیں۔ بھلا افسران کو اس طرح سلام اور مخاطب کیا جاتا ہے؟ فرمایا: کیا کوتوال کا درجہ رسول اللہ ﷺ سے بڑا ہے؟ کوتوال نے کہا: معاذ اللہ! کہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کہاں میں۔ فرمایا: انہیں الفاظ، لے اور طریقہ پر آپ کے شہر کے جہلاء، رسول اللہ ﷺ کو سلام پیش کر رہے تھے تو سن کر میں برداشت نہیں کر سکا۔ یہ سن کر کوتوال لاجواب ہو گیا اور اقرار کیا کہ آپ حق پر ہیں۔

افسوس کہ ہمارے دور میں بھی نعت کے نام پر یہی طوفان بدتمیزی برپا ہے مگر کاش کہ ہمارے درمیان اب اس طرح کے حق گو باقی نہیں رہے۔ شیخ کے بہت سے محاسن ہیں مگر موقعہ نہیں مختصر یہ کہ آپ بھی علمائے عزاب میں سے ہیں۔

34: ألشيخ ابو الوفاء الأفغاني

الشيخ ابو الوفا سيد محمود شاه القادري الحنفي الأفغاني ثم الهندي :ت ١٣١٠ - ١٣٩٥ ھ ۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ افغانستان کے شہر قندھار میں پیدا ہوئے اور والد حضرت شیخ سید مبارک شاہ القادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے سایۂ عاطفت میں پروان چڑھے اور کم عمری ہی میں طالبعلمی کے سفر پر ہندوستان آ گئے۔ رامپور اور اس کے بعد علمائے گجرات سے فیضیاب ہونے کے بعد مدرسہ نظامیہ حیدر آباد دکن میں داخل ہو کر تکمیل کی جہاں مدرسہ نظامیه ودائرة المعارف العثمانية کے مؤسس الامام الکبیر الشیخ انوار اللہ۔ الشیخ الکبیر عبد الصمد۔ الشیخ عبد الکریم۔ الشیخ محمد یعقوب۔ الشیخ محمد ایوب اور الشیخ رکن الدین رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے مشاہیر سے شرف تلمذ پایا۔

جس کے بعد نظامیہ میں تدریس اختیار کر لی جہاں طویل عرصہ تک تشنگان علم کو سیراب کرنے بعد " لجنة

Marfat.com

احیاء المعارف النعمانیة ''کی بنیاد ڈالی اس طرح ساری زندگی حصول علم اور درس وتدریس میں گزر گئی اور شادی کا موقعہ ہی نہیں ملا۔ شیخ مستحبات کے ترک کو مکروہ خیال فرماتے تھے، انتہائی سادگی کے ساتھ زندگی گزاری مگر علمی دنیا میں بہت بلند مقام پایا۔

35: ألشيخة كريمة بنت احمد

ألشيخة ام الكرام كريمة بنت احمدبن محمدبن حاتم ألمروزية :٣٦٣-٤٦٣ ھ۔ رحمها الله تعالیٰ ۔معزز خاتون نے علم حدیث پڑھنے، پڑھانے اور حرم بیت اللہ شریف کی مجاورت میں گزاردی اس طرح نکاح کرنے اور گھر بسانے کی نوبت ہی نہیں آئی۔آپ نے الشيخ الكبير ابو الهيثم الكُشمِيْهَنِي سے صحیح بخاری کا درس لیا علاوہ ازیں آپ کے شیوخ میں شیخ زاهر بن احمد السرخسي وشیخ عبدالله بن يوسف بن بَامُويَة الأصفهاني رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اہل علم شامل ہیں۔

اور آپ کے تلامذہ میں خطيب البغدادی . ابو الغنائم ألنَّرْسِي .ابوطالب الحسين بن محمدالزَّيْنَبِي .محمد بن بركات السعيدی .علی بن الحسين الفرَّاء .عبدالله بن محمد بن صدقة الغزال .ابو القاسم علی بن ابراهيم النَّسِيْب .ابو المظفرمنصوربن السمعاني ۔اور بہت سارے دیگر علمائے امت، حدیث شریف کی خدمت میں سو سال سے زائد مثالی عمر گزار کر سرخرو ہو گئیں۔

خدارحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ویرحم الله امرأ قال آمینا.

Marfat.com

حکم نکاح: مشروع وممنوع اور حرام ومکروہ شکلیں

سب سے پہلے یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ حکم کے اعتبار سے نکاح کی تین قسمیں ہیں۔نکاح صحیح۔ نکاح فاسد۔اور نکاح باطل۔

01: نکاح صحیح

لفظ ''صحیح'' کے مفہوم میں بہت وسعت ہے۔ ہر وہ کام جو اصول وقواعد کے مطابق سرانجام پائے وہ صحیح ہے۔اس لیے اس کے مقابل '' غیر صحیح '' کی اصطلاح ہی زیادہ مناسب وأفصح ہے۔جس کے بعد فنون میں موضوع کے اعتبار سے اس کی علیحدہ علیحدہ تعریف مقرر ہے۔مثلاً فن حدیث کے مطابق صحیح سے مراد ایسی حدیث شریف ہوتی ہے جو شذوذ وعلت سے پاک اور جس کی سند متصل ہو۔اور عادل وضابط راوی نے اسے عادل وضابط راوی سے نقل کیا ہو۔ علم الصرف میں صحیح جملے کی تعریف یہ ہے کہ'' أَلصَّحِيْحُ : هُوَ الَّذِیْ لَيْسَ فِیْ مُقَابَلَةِ الْفَاءِ ،وَالْعَيْنِ وَاللَّامِ حَرْفُ عِلَّةٍ ، وَهَمْزَةٌ وَتَضْعِيْفٌ ''جملہ صحیح وہ ہوتا ہے جس کے وزن'' فَعَلَ '' میں ف۔ع۔اور۔لام کے مقابل حروف علت: ألف۔علامتِ فتح،واؤ۔علامتِ ضم۔یاء،علامت کسرہ ۔یا پھر ہمزہ اور کوئی ایک لفظ دوبار مذکور نہ ہو۔ اسی طرح فن نحو میں ایسا اسم جس کے آخر میں حرف علت نہ پایا جائے۔

اسی طرح عبادات ومعاملات میں صحیح سے مراد ایسا معاملہ ہے کہ'' مَا اجْتَمَعَ أَرْكَانُهُ وَشَرَائِطُهُ حَتَّى يَكُوْنَ مُعْتَبَرًا فِیْ حَقِّ الْمُتَكَلِّمِ ''

التعریفات للجرجانی رحمہ اللہ تعالیٰ.

جس میں اس کے تمام ارکان وشرائط کو اس طرح ملحوظ رکھا جائے کہ نقص سے پاک ہو کر متکلم کے حق میں معتبر ومفید ثابت ہو۔اسی لیے جامع فنی تعریف ہے'' أَلصَّحِيْحُ :مَايُعْتَمَدُ عَلَيْهِ '' صحیح ایسے معاملے یا چیز کو کہتے ہیں جس پر اعتماد اور بھروسہ کیا جا سکے۔حضرت اقدس علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح میں فرماتے کہ '' كَوْنُ الشَّیْءِ مُسْتَجْمِعاً لِجَمِيْعِ أَرْكَانِهِ وَشَرَائِطِهِ —و— ''وَقُوْعُ الشَّیْءِ فِیْ حَيْزِ مَرْضَاةِ اللّٰهِ تَعَالٰی''

العرف الشذي على جامع الترمذی :أبواب الطهاة: ،أمالي وافادات الشيخ المحدث الكشميری محمدانور رحمه الله تعالی ۱۲۹۲ – ۱۳۵۲ ھ. ضبطها وحررها الاستاذالشيخ محمد چراغ رحمه الله تعالی:خرج أحاديثها وعلق عليها الدكتور عصمت الله عنايت الله استاذ الجامعة الاسلامية العالمية –اسلام آباد .

Marfat.com

کسی چیز کا اس طرح سرانجام پانا کہ مکمل طور پر اس کے ارکان وشرائط اس میں جمع ہو جائیں۔ تاکہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدگی کی حد سے نکل کر اس کی رضاء کے تحت آجائے۔ اور اس اہتمام کی غایت یہ ہے کہ عمل مشروع ومسنون ہو کر قابل اجر ومقبول ہو جائے۔ کیونکہ عمل صالح کی تعریف یہ ہے کہ'' اَلْخَالِصُ : هُوَ الْخَالِصُ مِنْ كُلِّ فَسَادٍ '' خالص صرف وہی عمل ہو سکتا ہے جو ہر قسم کے فساد اور کھوٹ سے پاک ہو۔

جبکہ نکاح کے باب میں، نکاح صحیح سے مراد ایسا نکاح ہے جس میں شروع سے آخر تک نکاح کے تمام ارکان وشرائط کو ملحوظ رکھا گیا ہو۔ یعنی مسنون طریقے پر نکاح منعقد کیا گیا ہو۔ یعنی لڑکی اور لڑکا خود یا اپنے معتمد لوگوں کی مدد سے ایک دوسرے کو دیکھ لیں اور مل لیں۔ تاکہ ان کی زندگی کی ابتدا محبت واعتماد سے شروع ہو اور شکوہ وشکایت کی نوبت نہ آئے۔ نکاح مسجد میں کرایا جائے۔ نکاح کی حتی الامکان تشہیر کی جائے۔ مناسب اور قابل برداشت مہر مقرر کیا جائے۔ کوئی صالح شخصیت ایجاب وقبول کرائے اور دعا کرے۔ اور کوئی مشرکانہ وجاہلانہ رسم نکاح میں روا نہ رکھی جائے وغیرہ وغیرہ۔ جس کی تفصیل عنوانات کے تحت کچھ بیان ہو چکی ہے اور کچھ آئندہ بیان ہوگی. اور یہی موضوع ومقصد ہے میری اس تصنیف کا۔

02: نکاح فاسد

قرآن کریم میں لفظ'' فَسَاد '' بمعنی خرابی۔ اصلاح کی ضد کے طور پر استعمال ہوا ہے '' وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَاتُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَانَحْنُ مُصْلِحُوْنَ :۲۰ : ألبقرة - ۱۱ '' اور جب ان منافقین سے کہا جاتا ہے کہ تم لوگ زمین میں فساد برپا نہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے لوگ ہیں۔

جس کے بعد اہل فن نے جہاں جہاں اس لفظ کو اپنی اصطلاح کے طور پر استعمال کیا ہے وہاں وہاں یہ بنیادی مفہوم شامل ہے۔ مثال کے طور خرید وفروخت میں فاسد کی تعریف اس طرح ہے۔

اَلْفَاسِدُ : هُوَ الصَّحِيْحُ بِأَصْلِهِ لَابِوَصْفِهِ وَيُفِيْدُ الْمِلْکَ عِنْدَ اِتِّصَالِ الْقَبْضِ بِهِ حَتّٰى لَوِاشْتَرَى عَبْدًابِخَمْرٍ وَقَبَضَهُ وَأَعْتَقَهُ ،يُعْتَقُ . وَعِنْدَالشَّافِعِيِّ لَا فَرْقَ بَيْنَ الفَاسِدِ وَالْبَاطِلِ .

التعریفات للجرجانی رحمہ اللہ تعالی.

فاسد ایسے فعل کو کہتے ہیں کہ جو اصل کے اعتبار سے تو درست ہے مگر صفت کے اعتبار سے نہیں۔ لیکن اگر خریدے جانے کے بعد وہ چیز قبضے میں آجائے تو ملکیت منتقل ہو جائے گی۔ مثلاً اگر کسی نے شراب کے بدلے میں

Marfat.com

غلام خریدا اور قبضہ حاصل کر لینے کے بعد آزاد کر دیا تو وہ آزاد ہے۔ جبکہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فاسد اور باطل میں کوئی فرق نہیں۔

اَلْفَاسِدُ : مَا كَانَ مَشْرُوْعًا فِيْ نَفْسِهِ ،فَاسِدَ الْمَعْنَى مِنْ وَجْهِ الْمُلَازَمَةِ مَا لَيْسَ بِمَشْرُوعٍ إِيَّاهُ بِحُكْمِ الْحَالِ مَعَ تَصَوُّرِ الْاِنْفِصَالِ فِيْ الْجُمْلَةِ كَالْبَيْعِ عَنْدَ أَذَانِ الْجُمُعَةِ.

المرجع السابق.

فاسد ایسے فعل کو کہتے ہیں کہ جو فی نفسہٖ تو مشروع تھا مگر کسی ایسی غیر مشروع چیز کہ جو اصل میں مشروع نہ تھی کے ساتھ ملنے سے فاسد المعنی ہو گیا ہے۔ اس تصور کے ساتھ کہ یہ عارضی ملازمت تمام معاملات میں کسی وقت بھی ختم ہو سکتی ہے جیسا کہ جمعہ کی اذان کے بعد خرید و فرخت فاسد ہے۔

نکاح کے باب میں نکاح فاسد سے ایسا نکاح مراد ہے کہ۔ جو کسی ایسے عارضی سبب کے باعث ممنوع ہو کہ جسے اگر زائل کر دیا جائے تو نکاح درست ہو جائے۔ مثلاً اگر کسی نے بغیر گواہوں کے نکاح کر لیا تو گواہ مقرر کرنے تک فاسد ہے۔ مگر مالکیہ کے ہاں اتنی رخصت موجود ہے کہ اگر کوئی مرد و عورت تنہائی میں ایجاب و قبول کے بعد اعلان کر دیں تو نکاح درست ہے۔

اسی لیے بعض علما نکاح فاسد کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ ایسا نکاح جس کے باطل ہونے پر فقہائے امت میں اختلاف رائے موجود ہے وہ نکاح فاسد کی تعریف میں داخل ہو جائے گا۔ نکاح فاسد اور باطل کے درمیان ایک بڑا فرق یہ ہے کہ بوقت ضرورت اس کو باقاعدہ فسخ کیا جائے گا بخلاف باطل کے۔ چند صورتیں اس طرح مذکور ہیں۔

عَنِ الْأَجْلَحِ قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا الزُّبَيْرِ، يَقُولُ:" تَمَتَّعَ عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ مِنَ امْرَأَةٍ بِالْمَدِينَةِ فَحَمَلَتْ، فَأَتَى بِهَا عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَرَادَ أَنْ يَضْرِبَهَا فَقَالَتْ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، تَمَتَّعَ مِنِّى عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ فَقَالَ :مَنْ شَهِدَ نِكَاحَكِ؟ فَقَالَتْ :أُمِّي وَأُخْتِي فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ :بِغَيْرِ وَلِيٍّ وَ لَاشُهُودٍ فَأَرْسَلَ إِلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، فَقَامَ عَلَيْهِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ :صَدَقَتْ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِلنَّاسِ :هَذَا نِكَاحٌ فَاسِدٌ، وَقَدْ دَخَلَ فِيهِ مَا تَرَوْنَ، فَرَأَى عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ يُحَرِّمَهُ "فَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ :فَقُلْتُ لِجَابِرٍ :هَلْ بَيْنَهُمَا مِيرَاثٌ؟ قَالَ :لَا.

تاریخ المدینة لابن شبة :وهوعمر بن شبة (واسمه زيد) بن عبيدة بن ريطة النميرى البصرى، أبو زيد (المتوفى ٢٦٢ :هـ).باب تحريم عمرمتعة النساء :طبع على نفقة :السيد حبيب محمود أحمد -جدة-عام النشر 13399هـ.

Marfat.com

ترجمہ

عمرو بن حریث کے معاملہ میں أجلح کا بیان ہے کہ میں نے ابوالزبیر کو بیان کرتے سنا تھا کہ عمرو بن حریث نے مدینہ طیبہ میں ایک عورت سے متعہ کیا تھا جس میں عورت کو حمل رہ گیا تو اسے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ حضرت عمر زنا کے جرم میں سزا دینا چاہتے تھے کہ عورت نے عذر پیش کیا۔ اے امیر المؤمنین دراصل معاملہ یہ ہے کہ عمرو بن حریث نے میرے ساتھ متعہ کیا تھا ورنہ میں نے کوئی برا کام نہیں کیا۔ فرمایا: کیا تمہارے پاس اس عارضی نکاح کا کوئی گواہ ہے؟ عرض کیا: میری ماں اور میری بہن۔ فرمایا: کیا ولی اور گواہوں کے بغیر ہی؟ پھر آپ نے عمرو بن حریث کو طلب کیا تو وہ آگئے اور جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے عورت کی تصدیق کر دی۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس طرح کا نکاح، نکاح فاسد ہے۔ اور آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ متعہ کے نام پہ کیا شروع ہو چکا ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ متعہ کو حرام قرار دے دیا جائے۔ واقعہ کے راوی ابوالزبیر بیان کرتے ہیں کہ پیش آمدہ صورت کے بارے میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا عمرو بن حریث اور اس عورت کے درمیان وراثت قائم ہوگی فرمایا: بالکل نہیں۔

نوٹ: متعہ کے بیان میں اس واقعہ پر تبصرہ گزر چکا ہے۔

عَنْ أَبِی مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: كُلُّ نِكَاحٍ فَاسِدٍ نَحْوَ الَّذِی تُزَوَّجُ فِی عِدَّتِهَا وَأَشْبَاهِهِ، هَذَا مِنَ النِّكَاحِ الْفَاسِدِ، إِذَا كَانَ قَدْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الصَّدَاقُ، وَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا.

الكتاب المصنف لابن ابی شيبة :باب ماقالوا فی المراة تزوج فی عدتها- ألها صداق ام لا .

ابومعشر کا بیان ہے کہ ابراہیم بن ابوبکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا نکاح فاسد کی کوئی قسم مثلاً اگر کوئی شخص عورت کی عدت میں اس سے نکاح کر لے تو یہ نکاح فاسد ہے، اگر اس نے دخول کر دیا تو مہر کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِی غَنِيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْحَكَمِ، أَنَّهُ قَالَ: يُفَرَّقُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ زَوْجِهَا، وَيَكُونُ لَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا.

المرجع السابق.

عبدالملک بن أبی غَنِیّہ نے اپنے باپ کے حوالہ سے حَکَم کا قول بیان کیا ہے کہ نکاح فاسد کی صورت میں میاں بیوی دونوں کو علیحدہ کر دیا جائے گا اور فرج کو حلال ٹھہرانے کے عوض مہر لازم آئے گا۔

Marfat.com

عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: قَضَى عُمَرُ فِي امْرَأَةٍ تَزَوَّجَتْ فِي عِدَّتِهَا، أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا مَا عَاشَا، وَيُجْعَلُ صَدَاقُهَا فِي بَيْتِ الْمَالِ، وَقَالَ: كَانَ نِكَاحُهَا حَرَامًا فَصَدَاقُهَا حَرَامٌ، وَقَضَى فِيهَا عَلِيٌّ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا، وَتُوَفِّي عِدَّةَ مَا بَقِيَ مِنَ الزَّوْجِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ تَعْتَدُّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ، وَلَهَا الصَّدَاقُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا، ثُمَّ إِنْ شَاءَ خَطَبَهَا بَعْدَ ذَلِكَ.

ألمرجع السابق.

حضرت امام شعبی نے حضرت مسروق بن الأجدع رحمہما اللہ تعالیٰ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک عورت جس نے پہلی عدت میں دوسرا نکاح کر لیا تھا کے معاملہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا تھا کہ ان میاں بیوی کے درمیان تاحیات تفریق کر دی جائے۔ اور عورت سے مہر واپس لے کر بیت المال میں جمع کر دیا جائے۔ کیونکہ جس طرح نکاح حرام ہے اسی طرح مہر بھی حرام ہے۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر سے اختلاف کرتے ہوئے اس طرح فیصلہ دیا کہ ان دونوں کے درمیان مہر کی ادائیگی کے ساتھ تفریق کر دی جائے یہاں تک کہ یہ عورت پہلے شوہر کی طرف سے باقی عدت پوری کر لے اس کے ساتھ ہی تین طہر مزید انتظار کرے۔ پھر اگر یہ مرد خواہشمند ہے تو نکاح کر لے۔

نوٹ: اس معاملے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو تعزیر یا تفرد سمجھا جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے درست ہے۔ اور ایسے تمام معاملات وطی بالشبہ کے تحت آتے ہیں اسی لیے حد نافذ نہیں کی جا سکتی۔ حضرت عمرو بن حریث کا معاملہ بھی اسی قبیل سے ہے۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: كُلُّ نِكَاحٍ فَاسِدٍ لَا يَثْبُتُ، فَلَيْسَ طَلَاقُهُ فِيهِ بِطَلَاقٍ.

ألمرجع السابق.

فقیہ ابن جریج نے حضرت عطا بن ابی رباح کا قول نقل کیا ہے کہ نکاح فاسد کی کوئی شکل بھی درست نہیں اور نہ ہی اس میں اس طرح طلاق صحیح ہے جو صحیح نکاح کی صورت میں دی جاتی ہے۔ یعنی اس میں تفریق ہی ایک بہتر صورت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

03: نکاح باطل

اصطلاحِ فن میں "اَلْبَاطِلُ: هُوَ الَّذِي لَا يَكُونُ صَحِيحًا بِأَصْلِهِ — وَ مَا لَا يُعْتَدُّ بِهِ وَلَا يُفِيْدُ شَيْئًا."

التعریفات للسید الشریف ابی الحسن علی بن محمد بن علی الحسینی الجرجانی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی سنۃ ٨١٦ھ. : ب:

Marfat.com

باطل ایسی چیز کو کہتے ہیں جس کی اساس اصل پر استوار نہیں اور نہ ہی اس پہ بھروسہ کرتے ہوئے اس سے کوئی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ اور فقہ میں نکاح باطل سے ایسا نکاح مراد ہے کہ جس کے ممنوع اور حرام ہونے میں تمام علمائے امت متفق ہوں ۔یعنی ایسی عورت سے نکاح جو کبھی کسی صورت میں محل نکاح بن ہی نہیں سکتی ۔ جس طرح کہ نسبی محارم ۔رضاعی محارم ۔مصاہرت کی بنا پر محارم ۔عارضی محارم ۔سے نکاح کرنا باطل ہے۔ اسی طرح نکاح فاسد اور وطی بالشبہ کی وجہ سے حرمت مصاہرت کے قائم ہونے کی صورت میں جن خواتین سے نکاح جائز نہیں رہتا۔ بیک وقت دو محرم خواتین سے نکاح مثلاً دو سگی بہنوں سے بیک وقت نکاح ۔ بھانجی اور خالہ سے بیک وقت نکاح ۔بھتیجی اور پھوپھی سے بیک وقت نکاح ۔ مطلقہ عورت سے اس کی عدت میں قصداً نکاح ۔مشرکہ سے نکاح ۔تین طلاقیں دینے کے بعد اسی عورت سے دوبارہ نکاح اس سے پہلے کہ وہ کہیں دوسرے نکاح کے بعد بیوہ یا مطلقہ ہو جائے ۔چار بیویوں کی موجودگی میں پانچواں نکاح ۔یہ سب صورتیں نکاح باطل کی ہیں لہٰذا ان صورتوں میں طلاق، ثبوت نسب اور میراث کے احکام جاری نہیں ہوتے ۔

اہل کتاب سے مناکحت

الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ () ۵: المائدة : ۵

ترجمہ

آج تمہارے لیے ساری پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں ۔اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کیلئے ۔اور پاکدامن عورتیں بھی تمارے لیے حلال ہیں خواہ وہ اہل ایمان کے گروہ سے ہوں یا ان قوموں میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی بشرطیکہ تم ان کے مہر ادا کر کے ان کے محافظ بنو نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو یا چوری چھپے آشنائیاں کرو۔ اور جس کسی نے ایمان کی روش پر چلنے سے انکار کیا تو اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور وہ آخرت میں دیوالیہ ہوگا۔

آیت مبارکہ میں دو بڑے مسائل ہیں: اہل کتاب کے ذبیحہ کی تحلیل اور کتابیہ سے نکاح ۔جن پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

اہل کتاب کا ذبیحہ

" ثُمَّ ذَكَرَ حُكْمَ ذَبَائِحِ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، فَقَالَ: (وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَبَ حِلٌّ لَكُمْ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَأَبُو أُمَامَةَ، وَمُجَاهِدٌ، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَعِكْرِمَةَ، وَعَطَاءٍ، وَالْحَسَنُ، وَمَكْحُولٌ، وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ، وَالسُّدِّيُّ، وَمُقَاتِلُ بْنُ حَيَّانَ يَعْنِي ذَبَائِحَهُمْ -وَهَذَا أَمْرٌ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّ ذَبَائِحَهُمْ حَلَالٌ لِلْمُسْلِمِينَ؛ لِأَنَّهُمْ يَعْتَقِدُونَ تَحْرِيمَ الذَّبْحِ لِغَيْرِ اللَّهِ، وَلَا يَذْكُرُونَ عَلَى ذَبَائِحِهِمْ إِلَّا اسْمَ اللَّهِ، وَإِنِ اعْتَقَدُوا فِيهِ تَعَالَى مَا هُوَ مُنَزَّهٌ عَنْ قَوْلِهِمْ، تَعَالَى وَتَقَدَّسَ."

ابن کثیر: تفسیر المائدة :5

اہل کتاب کے ذبیحہ کی حلت پر حضرت امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے عبداللہ ابن عباس، ابوامامہ باہلی۔ اور تابعین میں سے مجاہد، سعید بن جبیر، عکرمہ، عطا بن ابی رباح، حسن بصری، مکحول، ابراہیم نخعی، سدی اور مقاتل بن حیان رحمہم اللہ تعالیٰ کی رائے کے بعد فرمایا کہ اہل کتاب کے ذبیحہ کے حلال ہونے پر علمائے امت کا اجماع ہے۔ ایک تو اس لیے کہ ان کے عقیدے کے مطابق بھی غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا حرام ہے اور دوسرا یہ کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ کر ذبح کرتے ہیں، اگر ایسا نہ ہو تو پھر حلال نہیں۔

" قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ، يَعْنِي الذَّبَائِحَ عَلَى اسْمِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ، يُرِيدُ ذَبَائِحَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَمَنْ دَخَلَ فِي دِينِهِمْ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ قَبْلَ مَبْعَثِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَالٌ لَكُمْ، فَأَمَّا مَنْ دَخَلَ فِي دِينِهِمْ بَعْدَ مَبْعَثِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَحِلُّ ذَبِيحَتُهُ، وَلَوْ ذَبَحَ يَهُودِيٌّ أَوْ نَصْرَانِيٌّ...

البغوی: تفسیر المائدة :5

حضرت امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ تفصیل سے اتفاق کرتے ہوئے مزید ایک نقطے کی وضاحت فرمائی ہے کہ "اہل کتاب میں سے صرف ان لوگوں کا ذبیحہ حلال ہے جو رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے ان کے دین میں داخل ہو چکے تھے۔ رہا مسئلہ ان لوگوں کا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد یہودیت یا نصرانیت اختیار کی تو ان کا ذبیحہ جائز نہیں۔

میرے خیال میں حضرت امام رحمہ اللہ نے اس قید کا اضافہ اس بنیاد پر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد یہودیت یا نصرانیت اختیار کرنا عداوت رسول ﷺ پر ہی مبنی ہو سکتا ہے اور عداوت رسول میں جو لوگ اس حد

Marfat.com

تک پہنچ جائیں ان پر کیا بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔اس کے بعد کچھ مزید اقوال ہیں جو قابل التفات نہیں۔

قول فیصل

" اہل کتاب کے کھانے میں ان کا ذبیحہ بھی شامل ہے۔ ہمارے لیے ان کا اور ان کیلئے ہمارا کھانا حلال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان کھانے پینے میں کوئی رکاوٹ اور کوئی چھوت چھات نہیں ہے۔ہم ان کے ساتھ کھاسکتے ہیں اور وہ ہمارے ساتھ۔لیکن یہ عام اجازت دینے سے پہلے اس فقرے کا اعادہ فرمادیا گیا ہے کہ '' أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ. تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کردی گئی ہیں'' اس سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب اگر پاکی و طہارت کے ان قوانین کی پابندی نہ کریں جو شریعت کے نقطۂ نظر سے ضروری ہیں، یا اگر ان کے کھانے پینے میں حرام چیزیں شامل ہوں تو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔مثلاً اگر وہ خدا کا نام لیے بغیر کسی جانور کو ذبح کریں، یا اس پر خدا کے سوا کسی اور کا نام لیں تو اسے کھانا ہمارے لیے جائز نہیں۔اسی طرح اگر ان کے دسترخوان پر شراب یا سور یا کوئی اور حرام چیز ہو تو ہم ان کے ساتھ شریک نہیں ہوسکتے۔اہل کتاب کے سوا دوسرے غیر مسلموں کا بھی یہی حکم ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ ذبیحہ اہل کتاب ہی کا جائز ہے جبکہ انہوں نے خدا کا نام اس پر لیا ہو۔رہے غیر اہل کتاب تو ان کے ہلاک کیے ہوئے جانور کو ہم نہیں کھاسکتے۔"

تفہیم القرآن : المائدة حاشیہ نمبر ۲۱

واقول

ہم لوگ قیامت کے قریب جس فتنے کے دور میں ہیں اس میں بغیر تحقیق کے بعض مسلمانوں کا ذبیحہ کھانا بھی خطرے سے خالی نہیں۔ایک تو اس لیے کہ برائے نام مسلم قصاب بھی حلال وحرام کی تمیز نہیں کر رہے جیسا کہ اکثر ٹی وی نیوز میں دکھایا جاتا ہے۔دوسرا یہ کہ خود مسلمانوں میں سے کچھ بے علم اور انتہا پسند لوگ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں۔ اور جو لوگ اس انتہا پہ پہنچ چکے ہیں بعید نہیں کہ وہ اللہ کے نام کے بجائے ذبح کے وقت انہیں بزرگوں کا نام بھی لیتے ہوں جن کے چڑھاوے کے طور پر جانور ذبح کیا جارہا ہے۔جیسا کہ ہمارے علاقہ راجوری کے مضافات میں مسلمان بھی غیر مسلموں سے متاثر ہوکر فرضی دیوتا '' نارسنگھ'' کے شر سے بچنے کیلئے اس کے نام پر چڑھاوے چڑھاتے تھے۔اللہ کریم جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے خاندان کے بزرگ شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد عثمان قریشی رحمہ اللہ تعالیٰ کو جنہوں نے جامعہ امینیہ دہلی سے فراغت اور طویل جدوجہد کے بعد اپنے علاقے میں اس رسم کو بند کرادیا تھا۔رہا مسئلہ

Marfat.com

اہل کتاب کا تو میں ایک طویل عرصہ سے برطانیہ میں ہوں جہاں عیسائی برادری سے بھی تعلقات اور ملنا ملانا ہے یہاں تک کہ میں نے ان کی دعوت پر ایک چرچ میں خطاب بھی کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو لوگ مذہب پسند ہیں ان کا رہن سہن عام سوسائٹی سے مختلف ہے تاہم عام عیسائی برادری مذہب کو بہت پیچھے چھوڑ آئی ہے۔

کتابیہ سے نکاح

" وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ)أَیْ وَأَحِلَّ لَكُمْ نِكَاحُ الْحَرَائِرِ الْعَفَائِفِ مِنَ النِّسَاءِ الْمُؤْمِنَاتِ ...وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ :أَلْمُرَادُ بِالْمُحْصَنَاتِ الْعَفِيفَاتُ عَنِ الزِّنَا.

ابن کثیر: تفسیر المائدة :۵

اور پاکدامن عورتیں بھی تمہارے لیے حلال ہیں خواہ وہ اہل ایمان کے گروہ سے ہوں یا ان قوموں میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی۔ سے ایسی پاکدامن اور آزاد عورتیں مراد ہیں جو زنا میں ملوث نہ ہوں۔ جیسا کہ سورہ نساء میں وضاحت فرمادی گئی کہ " مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ. النِّسَاء :۲۵: ایسی پاکدامن خواتین جو علانیہ بدکاری یا خفیہ آشنائی کرنے والیاں نہ ہوں۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بعض نے کتابیات سے نکاح فرمایا تھا "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ " وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ "قَالَ: فَحَجَزَ النَّاسُ عَنْهُنَّ حَتَّى نَزَلَتِ الَّتِي بَعْدَهَا " وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ "فَنَكَحَ النَّاسُ مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ ...وَقَدْ تَزَوَّجَ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ مِنْ نِسَاءِ النَّصَارَى وَلَمْ يَرَوْا بِذَلِكَ بَأْسًا، أَخْذًا بِهَذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ " وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ ."

ابن کثیر: تفسیر المائدة :۵

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب سورہ بقرہ کی آیت ۲۲۱" وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ " اور شرک کرنے والی عورتوں سے تاوقتیکہ وہ ایمان نہ لائیں تم نکاح نہ کرو۔ تو لوگوں نے ان سے نکاح کرنا ترک کر دیا تھا یہاں تک کہ بعد میں سورہ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی " وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ" اور تمہارے لیے حلال ہیں پاکدامن عورتیں جو ان لوگوں میں سے ہیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی۔ تو لوگوں نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کیے۔ یہاں تک کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بہت سارے حضرات نے اس آیت کی روشنی میں نصاریٰ کی عورتوں سے نکاح کیے اور اس میں کوئی قباحت محسوس نہیں۔

Marfat.com

" وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ " سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں۔نکاح کی اجازت صرف انہیں کی عورتوں سے دی گئی ہےاوراس کے ساتھ شرط یہ لگادی گئی ہے کہ '' الْمُحْصَنٰتُ ''محفوظ عورتیں ہوں۔اس حکم کی تفصیلات میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہوا ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے ہے کہ یہاں اہل کتاب سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو اسلامی حکومت کی رعایا ہوں۔رہے دارالحرب اور دارالکفر کے یہود و نصاریٰ توان کی عورتوں سے نکاح کرنا درست نہیں۔حنفیہ اس سے تھوڑا سا اختلاف کرتے ہیں۔ان کے نزدیک بیرونی ممالک کے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنا حرام تو نہیں ہے مگر مکروہ ضرور ہے۔بخلاف اس کے سعید بن المسیّب اور حسن بصری رحمہما اللہ تعالیٰ اس کے قائل ہیں کہ آیت اپنے حکم میں عام ہے لہٰذا ذمی اور غیر ذمی میں فرق کرنے کی ضرورت نہیں۔پھر'' مُحْصَنَاتٌ '' کے مفہوم میں بھی فقہا کے درمیان اختلاف رائے ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس سے مراد پاکدامن،عصمت مآب عورتیں ہیں اوراس بنا پر وہ اہل کتاب کی آزاد منش عورتوں کو اس اجازت سے خارج قرار دیتے ہیں۔یہی رائے حسن،شعبی اور ابراہیم نخعی کی ہے اور حنفیہ نے بھی اسی کو پسند کیا ہے۔بخلاف اس کے امام شافعی کی رائے یہ ہے کہ یہاں یہ لفظ لونڈیوں کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے۔یعنی اس سے مراد اہل کتاب کی وہ عورتیں ہیں جو لونڈیاں نہ ہوں"

تفہیم القرآن : المائدہ حاشیہ ۲۲

"حرہ کتابی عورت سے جواز نکاح پر اجماع ہو چکا ہے۔اختلاف صرف کتابیہ باندی سے نکاح کرنے میں ہے۔ہاں کتابی عورت سے نکاح باتفاق علماء مکروہ ضرور ہے۔اس میں ایک کافرہ کے ساتھ ہر وقت کا رہن سہن اور محبت و دوستی کرنی لازم ہے پھر اولاد ہوگی تو وہ اخلاق کفر اختیار کرے گی۔ہر بچہ اپنی ماں سے مانوس ہوتا اور اس کا طور طریقہ سیکھتا ہے۔ابن ہمام نے لکھا ہے کہ حضرت حذیفہ،حضرت طلحہ،اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم نے کتابی عورتوں سے نکاح کیا تھا۔حضرت عمر اُن پر غصے ہوئے تو ان حضرات نے کہا:امیر المؤمنین ہم طلاق دے دیتے ہیں۔یہ قصہ بتا رہا ہے کہ کتابی عورت سے نکاح درست ہے۔نکاح درست نہ ہوتا تو طلاق دینے کا کیا معنیٰ؟ ہاں جواز کے ساتھ کراہت بھی معلوم ہوتی ہے ورنہ حضرت عمر غصے کیوں ہوتے"

تفسیر المظہری : المائدۃ : ۵

☆ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو عیسائی عورت سے نکاح کرنا پسند نہیں تھا فرماتے تھے کہ اس سے بڑا شرک کیا ہے کہ کوئی شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا تسلیم کرے۔اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی موجود ہے کہ "وَلَا

Marfat.com

تَنۡکِحُوا الۡمُشۡرِکَاتِ حَتّٰی یُؤۡمِنَّ " اور شرک کرنے والی عورتوں سے نکاح نہ کرو تاوقتیکہ وہ ایمان لے آئیں۔

ابن کثیر: تفسیر المائدۃ :۵

☆ صابی عورتوں سے نکاح کے متعلق امام ابوحنیفہ اور صاحبین میں اختلاف ہے۔ امام صاحب کا خیال ہے کہ صابی فرقہ زبور کو مانتا ہے لہٰذا اس کا شمار اہل کتاب میں ہے اس لیے نکاح جائز ہے۔ صاحبین ناجائز ہونے کے قائل ہیں کیونکہ ان کے خیال میں صابی ستارہ پرست ہوتے ہیں، ان کا شمار مشرکوں میں ہے۔ صاحب ہدایہ نے وضاحت کی ہے کہ دراصل وجہ اختلاف صابی مذہب کی اصل سمجھنے میں ہے کہ وہ ستارہ پرست ہیں کہ نہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

☆ حضرت ابراہیم و حضرت شیث علیہما السلام کے صحیفوں پر ایمان رکھنے والی عورتوں کے ساتھ بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نکاح درست ہے۔

☆ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے المستصفی میں لکھا ہے کہ عیسائی عورت سے نکاح کا جواز اس وقت ہے کہ وہ حضرت مسیح کو الٰہ نہ کہتی ہو۔ اگر الوہیت مسیح کا اس کا عقیدہ ہو تو اس سے نکاح ناجائز ہے۔

☆ امام سرخسی رحمہ اللہ نے المبسوط میں بیان کیا ہے کہ اگر اہل کتاب حضرت مسیح یا حضرت عزیر علیہما السلام کو الٰہ کہتے ہوں تو ان کا ذبیحہ نہ کھایا جائے نہ ان کی عورتوں سے نکاح کیا جائے کیونکہ وہ مشرک ہیں اور بعض علما اسی پر فتوی دیتے ہیں۔

تفسیر المظھری : المائدۃ : ۵

بدچلن عورت سے نکاح

عَنۡ عَمۡرِوبۡنِ شُعَیۡبٍ عَنۡ اَبِیۡهِ عَنۡ جَدِّهٖ اَنَّ مَرۡثَدَبۡنَ اَبِیۡ مَرۡثَدِ الۡغَنَوِیَّ وَ کَانَ رَجُلًا شَدِیۡدًا وَکَانَ یَحۡمِلُ الۡاُسَارٰی مِنۡ مَّکَّةَ اِلَی الۡمَدِیۡنَةِ قَالَ فَدَعَوۡتُ رَجُلًا لِاَحۡمِلَهٗ وَکَانَ بِمَکَّةَ بَغِیٌّ یُقَالُ لَهَا عَنَاقٌ وَکَانَتۡ صَدِیۡقَتَهٗ خَرَجَتۡ فَرَأَتۡ سَوَادِیۡ فِیۡ ظِلِّ الۡحَائِطِ فَقَالَتۡ مَنۡ هٰذَا مَرۡثَدٌ مَرۡحَبًا وَ اَهۡلًا یَا مَرۡثَدُ اِنۡطَلِقِ اللَّیۡلَةَ فَبِتۡ عِنۡدَنَا فِی الرَّحۡلِ قُلۡتُ یَا عَنَاقُ اِنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ حَرَّمَ الزِّنَا قَالَتۡ یَا اَهۡلَ الۡخِیَامِ هٰذَا الدُّلۡدُلُ هٰذَا الَّذِیۡ یَحۡمِلُ اَسۡرَاَکُمۡ مِنۡ مَّکَّةَ اِلَی الۡمَدِیۡنَةِ فَسَلَکۡتُ الۡخَنۡدَمَةَ فَطَلَبَنِیۡ ثَمَانِیَةٌ فَجَاءُوۡا حَتّٰی قَامُوۡا عَلٰی رَأۡسِیۡ فَبَالُوۡا فَطَارَ بَوۡلُهُمۡ عَلَیَّ وَأَعۡمَاهُمُ اللّٰهُ عَنِّیۡ فَجِئۡتُ اِلٰی صَاحِبِیۡ فَحَمَلۡتُهٗ فَلَمَّا انۡتَهَیۡتُ اِلَی الۡاَرَاکِ فَکَکۡتُ عَنۡهُ کَبۡلَهٗ فَجِئۡتُ اِلٰی رَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلۡتُ یَارَسُوۡلَ اللّٰهِ أَنۡکِحُ عَنَاقَ ؟ فَسَکَتَ عَنِّیۡ فَنَزَلَتۡ " اَلزَّانِیَةُ لَا یَنۡکِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوۡ مُشۡرِکٌ "

Marfat.com

فَدَعَانِیْ فَقَرَأَهَا عَلَیَّ وَقَالَ لَا تَنْكِحْهَا .

أخرجه النسائی ۔تحفة النكاح باب تزویج الزانية واخرجه ابو داود فی النكاح باب فی قوله تعالیٰ الزانی لا ینكح الا زانية واخرجه الترمذی فی تفسير القرآن باب : ومن سورة النور.

عمرو بن شعیب کے باپ نے اپنے والد سے روایت لی ہے کہ ایک صاحب تھے مَرثد بن مرثد الغنوی رضی اللّٰہ عنه جو بہت ہمت والے بھی تھے لہٰذا یہ مکہ مکرمہ میں کفار کی قید میں سے مسلمان قیدیوں کو اٹھا کر مدینہ طیبہ لے جایا کرتے ۔ چنانچہ اسی طرح ان کا ایک قیدی کو لے جانے کا معاہدہ تھا ۔ ادھر مکہ مکرمہ میں ان کے ایمان لانے سے پہلے عَناق نامی ایک رنڈی سے بھی تعلقات تھے ۔ جب مرثد مکہ مکرمہ پہنچے تو ابھی ایک دیوار کی اوٹ میں تھے کہ عناق باہر نکلی اور دیوار سے سایہ دیکھ کر اس نے پہچان لیا اور قریب آ کر کہنے لگی : تو مرثد ہے خوش آمدید مرثد آؤ میرے ساتھ رات گزارو ۔ مگر مرثد نے کہا کہ اے عناق بات دراصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے اور میں ایمان لانے کے بعد یہ نہیں کرسکتا یہ سنتے ہی عناق زور زور سے چلانے لگی : خیموں والو ! یہ ہے وہ راہ کار جو تمہارے قیدیوں کو راتوں رات مکہ سے مدینہ لے جاتا ہے (عناق نے حضرت مرثد کیلئے '' الدلدل '' کا لفظ استعمال کیا ہے اور دلدل عربی میں سیہی کو کہتے ہیں جو رات کو نمودار ہو کر فصل تباہ کر دیتی ہے یہاں قیدیوں کو چھڑانے کے حوالے سے راہ کار یا ڈاکو معنی کیا جاسکتا ہے)

مرثد بیان کرتے ہیں کہ میں وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا حالانکہ ان میں سے نو لوگ مجھے پکڑنے کیلئے میرے پیچھے بھاگے اور میں سیدھا ایک غار میں جا چھپا تو وہ لوگ بھی غار کے دہانے تک پہنچ گئے اور اوپر کھڑے ہو کر انہوں نے ایسے پیشاب کیا کہ میرے سر سے بہنے لگا مگر اللہ تعالیٰ نے میری طرف سے انہیں اندھا کر دیا ۔ جب وہ چلے گئے تو میں وہاں سے نکلا اس قیدی کے پاس آیا جسے لے جانا تھا پھر اسے اٹھایا حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں کے باعث بہت بھاری تھا لہٰذا میں نے دور پہاڑیوں کے درمیان لا کر اس کی بھاری زنجیریں کاٹ ڈالیں ۔ پھر اس قیدی کو مدینہ منورہ پہنچانے کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا : یا رسول اللہ ! کیا میں عناق سے شادی کرلوں ؟

تو آپ نے تھوڑی دیر خاموشی اختیار فرمائی اتنے میں اللہ کی طرف سے وحی آ گئی اور یہ آیت نازل ہوئی :

'' اَلزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ''

کسی زنا کار عورت سے کوئی نکاح نہ کرے سوائے زانی یا مشرک مرد کے ۔ تب رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ تم اس کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتے ۔

Marfat.com

علاوہ ازیں قرآن کریم نے بہت واضح اور صریح الفاظ میں بیان کردیا ہے کہ" وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ط وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ج وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ () اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ج وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ " البقرہ ۲۲۱: تم مشرک عورتوں سے ہرگز نکاح نہ کرنا جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں کیونکہ ایک ایمان والی لونڈی مشرک شریف زادی سے زیادہ بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بہت ہی پسند ہو۔ اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا جب تک وہ ایمان نہ قبول کرلیں کیونکہ ایک مومن غلام مشرک شریف آدمی سے زیادہ بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بہت بھلا لگتا ہو۔ یہ لوگ تمہیں آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے اذن سے تم کو جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور وہ اپنے احکام واضح طور پر لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے تا کہ وہ نصیحت قبول کریں۔

" اَلزَّانِىْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّ الزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَ حُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ " النور ۳

زنا کار مرد نکاح نہ کرے سوائے زنا کار یا مشرکہ عورت کے اور زنا کار عورت کے ساتھ کوئی نکاح نہ کرے سوائے زنا کار یا مشرک مرد کے یہ نکاح کرنا حرام کردیا گیا ہے اہل ایمان پر۔

صورت مسئلہ

زانی کے ساتھ نکاح کے حرام ہونے کا مطلب حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے یہ لیا ہے کہ سرے سے نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد محض ممانعت ہے، نہ یہ کہ اس حکم ممانعت کے خلاف اگر کوئی نکاح کرے تو وہ قانوناً نکاح ہی نہ ہو، اور اس نکاح کے باوجود فریقین زانی شمار کیے جائیں۔ نبی ﷺ نے یہ بات ایک قاعدہ کلیہ کے طور پر ارشاد فرمائی ہے کہ" اَلْحَرَامُ لَا يُحَرِّمُ الْحَلَالَ "(اخرجه: البيهقى فى السنن الكبرى فى كتاب: النكاح باب: الزنا لا يحرم الحلال، والدارقطنى فى كتاب: النكاح باب: المهر، والطبرانى فى الأوسط، وقال الهيثمى فى مجمع الزوائد: وفيه عثمان بن عبدالرحمن الزهرى وهو متروك.) حرام حلال کو حرام نہیں کردیتا۔ یعنی ایک غیر قانونی فعل کسی دوسرے قانونی فعل کو غیر قانونی نہیں بنا دیتا۔ لہٰذا کسی شخص کا ارتکاب زنا اس بات کا موجب نہیں کہ وہ نکاح بھی کرے تو اس کا شمار زنا ہی میں ہو اور معاہدہ نکاح کا دوسرا فریق جو بدکار نہیں ہے۔ وہ بھی بدکار قرار پائے۔ اصولاً بغاوت

Marfat.com

کے سوا کوئی غیر قانونی فعل اپنے مرتکب کو خارج از حدودِ قانون (Outlaw) نہیں بنا دیتا ہے کہ پھر اس کا کوئی فعل بھی قانونی نہ ہو سکے۔ اس چیز کو نگاہ میں رکھ کر اگر آیت پر غور کیا جائے تو اصل منشا صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کی بدکاری جانی بوجھی ہو، ان کو نکاح کیلئے منتخب کرنا ایک گناہ ہے جس سے اہل ایمان کو پرہیز کرنا چاہیے، کیونکہ اس سے بدکاروں کی ہمت افزائی ہوتی ہے، حالانکہ شریعت انہیں معاشرے کا ایک مکروہ اور قابل نفرت عنصر قرار دینا چاہتی ہے۔

اسی طرح اس آیت سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ زانی مسلم کا نکاح مشرک عورت سے اور زانیہ مسلمہ کا نکاح مشرک مرد سے صحیح ہے۔ آیت کا منشا دراصل یہ بتانا ہے کہ زنا ایسا سخت قبیح فعل ہے کہ جو شخص مسلمان ہوتے ہوئے اس کا ارتکاب کرے وہ اس قابل نہیں رہتا کہ مسلم معاشرے کے پاک اور صالح لوگوں سے اس کا رشتہ ہو۔ اسے یا تو اپنے ہی جیسے زانیوں میں جانا چاہیے یا ان مشرکوں میں جو سرے سے احکام الٰہی پر اعتقاد نہیں رکھتے

تفهيم القرآن : ٢٤ : النور : ٠٣

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ :سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَتْبَعُ الْمَرْأَةَ حَرَامًا أَيَنْكِحُ أُمَّهَا أَوْ يَتْبَعُ الْأُمَّ حَرَامًا أَيَنْكِحُ ابْنَتَهَا ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ " لَا يُحَرِّمُ الْحَرَامُ الْحَلَالَ إِنَّمَا يُحَرِّمُ مَا كَانَ بِنِكَاحٍ حَلَالٍ.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ :عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، وَفِيهِ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ ، وَهُوَ مَتْرُوكٌ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا تھا کہ جس کا کسی عورت کے ساتھ ناجائز تعلق تھا جس کے بعد اب اس کی ماں کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ یا ایسی عورت کی بیٹی سے تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا" حرام حلال کو حرام نہیں کر دیتا سوائے اس کے کہ نکاح حلال کے بعد ایسا واقعہ ہو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: " اَلْحَرَامُ لَا يُحَرِّمُ الْحَلَالَ "

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان کہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "حرام حلال کو حرام نہیں کر دیتا۔ یعنی ایک غیر قانونی فعل کسی دوسرے قانونی فعل کو غیر قانونی نہیں بنا دیتا"

وَرُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَنْكِحُ الْمَرْأَةَ حَرَامًا أَيَنْكِحُ ابْنَتَهَا أَوْ يَنْكِحُ الْبِنْتَ حَرَامًا أَيَنْكِحُ أُمَّهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُحَرِّمُ الْحَرَامُ الْحَلَالَ، إِنَّمَا يُحَرِّمُ مَا كَانَ بِنِكَاحٍ حَلَالٍ. : وَهٰذَا نَصٌّ لَا يَجُوزُ خِلَافُهُ.

تفسیر ابن ابی حاتم

Marfat.com

امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ کے ذریعے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا تھا کہ جس کا کسی عورت کے ساتھ ناجائز تعلق رہا ہو کیا اب وہ اس کی بیٹی یا ماں کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے؟ فرمایا:" حرام حلال کو حرام نہیں کر دیتا سوائے اس کے کہ نکاح حلال کے بعد ایسا واقعہ ہو۔ امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ یہی اصل صورت مسئلہ جس کا خلاف جائز نہیں۔

علاوہ ازیں آیت کریمہ کے پس منظر میں ایک واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَجُلا اسْتَأْذَنَ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ فِي امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ مَهْزُولٍ كَانَتْ تُسَافِحُ، وَتَشْتَرِطُ أَنْ تُنْفِقَ، وَأَنَّهُ اسْتَأْذَنَ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ أَوْ ذَكَرَ لَهُ أَمْرَهَا، قَالَ: فَقَرَأَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ " وَالزَّانِيَةُ لا يَنْكِحُهَا إِلا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ "

تفسیر ابن أبی حاتم وأخرجہ احمد فی مسندہ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ام مہزول نامی ایک عورت جو قحبہ گری کا پیشہ کرتی تھی اس سے ایک مسلمان نے نکاح کرنا چاہا اور رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے یہی آیت تلاوت فرمائی:" وَالزَّانِيَةُ لا يَنْكِحُهَا إِلا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ "اور زنا کار عورت کے ساتھ کوئی نکاح نہ کرے سوائے زنا کار یا مشرک مرد کے۔

عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ شُعْبَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَرَجُلٌ سَأَلَهُ فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ أُلِمُّ بِامْرَأَةٍ آتِي مِنْهَا مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيَّ، فَرَزَقَنِي اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ تَوْبَةً، فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَهَا، فَقَالَ أُنَاس: إِنَّ الزَّانِي لا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَيْسَ هَذَا فِي هَذَا، انْكِحْهَا فَمَا كَانَ مِنْ إِثْمٍ فَعَلَيَّ.

تفسیر ابن أبی حاتم: ۲۴: ألنور: الآیة ۳:.

شعبہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے بیان کیا کہ میرے ایک عورت سے ناجائز تعلقات تھے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے توبہ توفیق بخشی ہے جس کے بعد میں چاہتا ہوں کہ اسی عورت سے نکاح کرلوں مگر لوگ کہتے ہیں کہ آیت" إِنَّ الزَّانِيَ لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً "زانی نکاح نہ کرے مگر زانیہ کے ساتھ: کے تحت ملامت کرتے ہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا لوگ جو مراد لے رہے ہیں درست نہیں تم جاؤ نکاح کرو، اگر اس میں کوئی گناہ ہے تو وہ میرے ذمہ ہوگا۔

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک آیت کریمہ کا منشاء یہ ہے ''اَلزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً قَالَ: لَيْسَ هٰذَا بِالنِّكَاحِ، إِنَّمَا هُوَ الْجِمَاعُ لَا يَزْنِي بِهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ، وَرُوِيَ، عَنِ الضَّحَّاكِ، وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَعِكْرِمَةَ نَحْوُ ذٰلِكَ.''

المرجع السابق.

زانی زنا نہیں کرتا مگر زانیہ سے یا مشرکہ سے اور زانیہ زنا نہیں کرتی مگر زانی یا مشرک سے یہی مسلک ہے حضرات سعید بن جبیر اور ضحاک بن مزاحم رحمہما اللہ تعالیٰ کا۔ اور ابن کثیر رحمہ اللہ اس کے سلسلہ روایت کی توثیق فرمائی ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بعض دیگر حوالوں سے بھی مذکور ہے۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ جَاءَهُ رَجُلٌ فَلَاثَ عَلَيْهِ بِلَوْثٍ مِنْ كَلَامٍ وَهُوَ دَهِشٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قُمْ إِلَيْهِ فَانْظُرْ فِي شَأْنِهِ فَإِنَّ لَهُ شَأْنًا. فَقَامَ إِلَيْهِ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّهُ ضَافَهُ ضَيْفٌ فَوَقَعَ بِابْنَتِهِ فَصَكَّ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي صَدْرِهِ وَقَالَ: قَبَّحَكَ اللّٰهُ أَلَا سَتَرْتَ عَلَى ابْنَتِكَ. قَالَ: فَأَمَرَ بِهِمَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَضُرِبَا الْحَدَّ ثُمَّ تَزَوَّجَ أَحَدُهُمَا مِنَ الْآخَرِ وَأَمَرَ بِهِمَا فَغُرِّبَا عَامًا أَوْ حَوْلًا. قَالَ عَلِيٌّ هٰكَذَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

السنن الكبرى للبيهقي: باب ما جاء في نفي البكر بمجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدر آباد.

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک ایسے وقت میں جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص بڑی پریشانی کی حالت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ اس طرح سے عرض کرنے لگا کہ اس کی زبان پوری طرح کھلتی نہ تھی۔ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے کہا کہ اس شخص کو علیحدگی میں لے جا کر اس کی بات سنو کیونکہ اسے کوئی اہم معاملہ درپیش ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اس نے ایک شخص کو اپنے ہاں مہمان ٹھہرایا تھا جس دوران وہ شخص اس کی بیٹی کے ساتھ ملوث ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے پر مکہ مارتے ہوئے فرمایا: '' قَبَّحَكَ اللّٰهُ أَلَا سَتَرْتَ عَلَى ابْنَتِكَ '' تیرا برا ہو تو نے کیوں نہ اپنی بیٹی کا پردہ ڈھانک دیا؟ یعنی بہتر تھا کہ تم بیٹی کی عیب پوشی کرتے: آخر کار لڑکے اور لڑکی دونوں پر مقدمہ قائم ہوا، دونوں پر حد جاری کی گئی اور پھر ان دونوں کا باہم نکاح کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ نے انہیں ایک سال کیلئے شہر بدر کر دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طرز عمل بھی یہی رہا ہے کہ جو غیر شادی شدہ مرد عورت زنا کے الزام میں گرفتار ہوتے

Marfat.com

ان پر حد جاری کرنے کے بعد ان کا آپس میں نکاح کر دیتے۔ جس میں ایک حکمت بھی ہے جیسا کہ مندرجہ حکایت سے ظاہر ہے۔

حکایت

ابوالحسن بن ہلال کا بیان ہے کہ ایک شخص دوسرے ترکمانی کا ہاتھ پکڑے اسے سلطان وقت کی عدالت میں لایا اور کہا کہ اس کو میں نے اپنے بیٹی کے ساتھ جماع کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کی اجازت سے اسے قتل کر دوں؟۔ سلطان نے کہا نہیں بلکہ بہتر صورت یہ ہے کہ تم اپنی بیٹی کا اس کے ساتھ نکاح کر دو اور مہر ہم شاہی خزانے سے ادا کر دیتے ہیں؟ مگر مدعی نے انکار کرتے ہوئے قتل پر اصرار کیا۔ تب سلطان نے حکم دیا کہ تلوار لائی جائے۔ سلطان نے تلوار کو میان سے نکالا اور مدعی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے میان اپنے پاس رکھ لیا اور پھر مدعی کو حکم دیا کہ اسے واپس میان میں ڈالے۔ مدعی جب آگے بڑھ کر تلوار کو میان کے منہ میں ڈالنے کے قریب ہوتا تو سلطان میان ہٹا دیتے اس طرح مدعی ناکام ہو جاتا۔

جب وہ چند بار کوشش کے باوجود عاجز آ گیا تو عرض کیا کہ حضور آپ میان کو ایک جگہ رہنے ہی نہیں دیتے کہ میں اس میں تلوار داخل کر سکوں؟ فرمایا یہی معاملہ ہے تیری بیٹی اور اس ملزم کا۔ اگر تمہاری بیٹی نہ چاہتی تو یہ ایسا نہ کرتا۔ اب یا تو اب اس کے ساتھ بیٹی کو بھی قتل کر دے۔ یا ہماری بات مان اور ان کا نکاح کر دے۔ اب مدعی کی سمجھ میں بات آئی تو نکاح کرانے پر راضی ہو گیا۔ سلطان نے نکاح کا انتظام کرتے ہوئے مہر اپنے خزانے سے ادا کر دیا۔

لطائف علمیہ۔ ب ۱۱: بادشاہ امراء، درباری اور پولیس کے عمال کی حکایات: اردو ترجمہ ''کتاب الاذکیاء لابن الجوزی البغدادی'' مترجم علامہ اشتیاق احمد فاضل دیوبند۔ الناشر دارالاشاعت کراچی

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب مرد عورت ایک دوسرے کے اس حد تک قریب جا چکے ہوتے ہیں تو حد کے ذریعے ان کو پاک کرتے ہوئے ان کے درمیان نکاح ہی ایک بہتر صورت ہے اور توبہ کے بعد ان پر زانی کا اطلاق بھی نہیں ہوتا۔ جیسا کہ میں نے شروع میں وضاحت لکھی کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جب تک زانی اور زانیہ توبہ نہ کر لیں ان سے نکاح جائز نہیں۔ جبکہ باقی ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک زانی اور زانیہ دونوں سے نکاح درست ہے۔ لیکن یہ قول بظاہر آیت کریمہ کے مفہوم کے خلاف جاتا تھا جس کے باعث آثار نقل کرنے کی ضرورت پیش آئی اور امید ہے کہ صورت مسئلہ واضح ہو چکی ہے۔

Marfat.com

واقول

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ عیسائی برادری میں بھی بہت کم لوگ مذہب پسندرہ گئے ہیں اور جو ہیں وہ بھی جمہوریت کے ہاتھوں بے بس ہیں بالخصوص نئی نسل عیسائیت سے کوسوں دور ہے۔ ہم جنس پرستی کو قانونی حیثیت حاصل ہونے سے جنسی بے راہ روی کو زیادہ تقویت مل چکی ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ اس بے راہ روی اور مذہب بیزاری میں مسلم اقوام بھی شامل ہیں۔ اگر صرف پاکستان کی بات کی جائے تو چند سال پہلے تک ہمارے معاشرے میں Boy friend & girl friend یعنی خاتون دوست اور مرد دوست کا کوئی تصور نہیں تھا مگر اب کے ٹی وی پروگرامز میں ان اصطلاحات نے ایک فیشن کی شکل اختیار کرلی ہے۔ اور لگتا نہیں کہ یہ پاکستانی میڈیا ہے ہم لوگ بحیثیت قوم جاہلیت اور منافقت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان حالات میں رسول اللہ ﷺ کے چند ارشادات پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ،أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ " اِیَّاکُمْ وَخَضْرَاءَ الدِّمَنِ " فَقِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا خَضْرَاءُ الدِّمَنِ ؟ قَالَ : " أَلْمَرْأَةُ الْحَسْنَاءُ فِیْ الْمَنْبَتِ السُّوْءِ "

اورده الهندی فی کنز العمال ، باب الخطبة والقضاعی فی مسند الشهاب ، باب ایاکم وخضراء الدمن وکذا أسنده الرامهرمزی فی " أمثاله " عن محمد بن عمر المکی عن یحی بن سعید بن دینار وأسنده الحافظ ابوبکر ألخطیب فی " ایضاح الملتبس" وکذالک رواه الدارقطنی فی الافراد من حدیث ابی سعید الخدری وقال تفرد به الواقدی وهو ضعیف.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا گندگی پر اگنے والے سبزے سے بچنا اور ہوشیار رہنا۔ عرض کیا: یارسول اللہ اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ''اس سے ایسی خوبصورت عورت مراد ہے جو بے دین، گندے اور بداخلاق گھرانے میں پیدا ہوئی اور اسی ماحول میں پرورش پائی ہو۔''

عربی زبان کی دو ضرب الامثال ہیں جو ایسی چیزوں کیلئے بولی جاتی ہیں جن کا ظاہر خوشنما اور باطن بدنما، خراب اور ناکارہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیرت کے بجائے فقط ظاہری صورت کی بنیاد پر نکاح کرنے سے اجتناب کا حکم دیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ تُنْکَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ : لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ .

صحیح البُخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین وقوله " وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَّ کَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا () الفرقان ۵۴

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت سے نکاح کے وقت چار چیزیں ملحوظ ہوتی ہیں اس کا مال ومتاع، اس کا حسب ونسب، اس کا حسن و جمال اور اس کا دین۔ یعنی سیرت و کردار۔ آپ نے اس کے بعد ترغیباً فرمایا تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں تو دین دار عورت حاصل کر یعنی سیرت و کردار والی عورت سے نکاح کر۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَزَوَّجُوْا لِنِّسَاءَ لِحُسْنِہِنَّ فَعَسٰی حُسْنُہُنَّ أَنْ یُّرْدِیَہُنَّ وَلَا تَزَوَّجُوْا ہُنَّ لِاَمْوَالِہِنَّ فَعَسٰی أَمْوَالُہُنَّ أَنْ تُطْغِیَہُنَّ وَ لٰکِنْ تَزَوَّجُوْہُنَّ عَلَی الدِّیْنِ وَلَاَمَۃٌ خَرْمَاءُ سَوْدَاءُ ذَاتُ دِیْنٍ اَفْضَلُ .

سنن ابن ماجه بشرح الامام ابی الحسن الحنفی المعروف بالسندی المتوفّٰی ۱۱۳۸ھج باب تزویج ذات الدین؛ دارالمعرفة بیروت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں سے محض ان کے حسن کی وجہ سے نکاح نہ کرو۔ ہوسکتا ہے کہ ان کا حسن ہی انہیں تباہ کردے۔ اوران کے مال و جائداد کی وجہ سے بھی نکاح نہ کرو ہوسکتا ہے کہ ان کا مال ہی انہیں سرکش و متکبر بنا دے۔ ہاں مگر ان سے ان کے دین اور سیرت و کردار کی وجہ سے نکاح کرو اور یاد رکھو کہ ایک دیندار مگر سیاہ رنگ کی لونڈی جس کے کان اور ناک کٹا ہوا ہو وہ بے دین خوبصورت اور مال دار عورت سے بہتر ہے۔

عَنْ مَالِکِ بْنِ دِیْنَارٍ قَالَ مَکْتُوْبٌ فِیْ التَّوْرَاۃِ : مَثَلُ اِمْرَأَۃٍ حَسْنَاءَ لَا تُحْصِنُ فَرْجَھَا کَمَثَلِ خِنْزِیْرَۃٍ عَلٰی رَأْسِھَا تَاجٌ وَ فِیْ عُنُقِھَا طَوْقٌ مِّنْ ذَھَبٍ یَقُوْلُ الْقَائِلُ : مَا أَحْسَنُ ھٰذَ الْحُلِیُّ وَ أَقْبَحُ ھٰذِہِ الدَّابَّۃُ .

حِلیة الاولیأ تالیف الامام الحافظ ابی نُعَیم احمد عبد اللہ الاصفهانی الشافعی المتوفّٰی ۴۳۰ھج رحمه اللہ تعالٰی : ترجمة مالک بن دینار : تحقیق مصطفیٰ عبد القادر عطاء الناشر دارالکتب العلمیة بیروت.

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اصل توراۃ میں ایک آیت اس طرح تھی کہ وہ خوبصورت عورت جو اپنی شرمگاہ کی حفاظت نہیں کرتی اس کی مثال وہ خنزیرنی ہے کہ جس کے سر پہ کسی نے تاج رکھ دیا ہو اور گلے میں سونے کا ہار ڈال رکھا ہو تو کوئی دیکھنے والا اس طرح کہے واہ زیور کی خوبصورتی مگر کتنے بھدے جانور کے گلے میں ڈال دیا گیا ہے۔

یعنی اتنے خوبصورت زیور کی کتنی توہین ہے کہ ایسے بھدے اور گندے جانور کے ڈال دیا گیا ہے۔

Marfat.com

سیرت نہ ہو تو عارض و رخسار سب غلط
خوشبو اڑی تو پھول فقط رنگ رہ گیا

ظہیر کاشمیری

اس عنوان کے تحت میری آخری گزارش یہ ہے کہ ایک ننھا سا پرندہ جو جنگل کا سارا ماحول نہیں بدل سکتا مگر اپنا حصہ ڈالتے ہوئے بچوں کے مستقبل کیلئے اپنے گھونسلے کے ماحول کا ضرور خیال رکھتا ہے۔ اگر ہر خاندان کم از کم اپنے گھر کا ماحول درست کر لے تو نتائج برآمد ہو سکتے ہیں کیونکہ

اک جگنو بھی اڑ رہا ہو اگر
رات جتنی رکاوٹیں ڈالے
روشنی کا سفر نہیں رک سکتا

راشد مرادؔ

مسلمان عورت کا نکاح

اللہ تعالیٰ کی نظر میں مسلمان عورت کی حیثیت یہ ہے کہ اس کے قدموں میں اولاد کی جنت ہے لہٰذا نکاح سمیت تمام معاملات زندگی میں اسلام مرد کی نسبت عورت کیلئے زیادہ حساس ہے۔ انسان چونکہ اللہ تعالیٰ کا نائب اور خلیفہ ہے لہٰذا اسلام نے اپنے قوانین میں مرد کی نسبت انسانیت کی ماں کی سیکورٹی کا زیادہ اہتمام کیا ہے۔ جس کی کچھ تفصیل گزر چکی ہے۔ لہٰذا قرآن وحدیث، آثار صحابہ اور اجماع امت کی رو سے کسی بھی مسلمان عورت کا کسی بھی غیر مسلم سے نکاح مطلقاً حرام ہے۔ امت مسلمہ میں سے آج تک کبھی کسی نے اس معاملے میں اختلاف نہیں کیا ''وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا '' ۶۴۔ النساء ۱۴۱: اور اللہ نے کافروں کے لیے مسلمانوں پر غالب آنے کی کوئی سبیل نہیں رکھی۔

رشتۂ ازدواج میں چونکہ مرد عورت کا قوام (حاکم ونگہبان) ہوتا ہے اس لیے اسے عملی زندگی میں غلبہ حاصل رہتا ہے اور عورت اپنا دین محفوظ نہیں رکھ سکتی۔ رہا یہ سوال کہ پھر مسلمان اہل کتاب کی عورتوں سے کیوں نکاح کر سکتا ہے؟ تو اس کا ایک سادہ سا جواب یہ ہے کہ ''اہل کتاب سے مراد دو برادریاں ہیں عیسائی اور یہودی۔ عیسائی اپنے طریقے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اتباع اور عزت واحترام کرتے ہیں۔ اور یہود اپنے انداز سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

Marfat.com

پیروی اور احترام کرتے ہیں لہٰذا، ایک عیسائی یا یہودی عورت اگر مسلمان کے نکاح میں ان ہستیوں کا احترام کرتی ہے، یا توراۃ وانجیل پڑھتی ہے تو مسلمان کو عملاً کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا اس لیے کہ وہ کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام وانجیل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام وتوراۃ پہ ایمان رکھتا اور احترام کرتا ہے۔لیکن ان ہر دو برادریوں میں سے ایک بھی نہ تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پہ ایمان رکھتی ہے اور نہ احترام۔لہٰذا ایک دیندار و مسلم عورت کے لیے ان کے تحت اپنے عقیدے کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا احترام کرنا، قرآن کی تلاوت کرنا یا دیگر عبادات کا اہتمام کرنا ممکن نہیں رہتا لہٰذا اسلام نے کلی طور پر ایک مسلمان عورت کا قیامت تک کسی بھی غیر مسلم سے نکاح حرام قرار دے دیا ہے۔

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوٓا إِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنَـٰتُ مُهَـٰجِرَٰتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَـٰنِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَـٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ. الممتحنة ١٠

ترجمہ

اے لوگو! جو ایمان لا چکے ہو جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو (ان کے مومن ہونے کی) جانچ پڑتال کر لو اور ان کے ایمان کی حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے پھر جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مومن ہیں تو انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرو نہ تو وہ کفار کے لیے حلال ہیں اور نہ کفار ان کے لیے حلال۔

اس آیت میں بہت سارے مسائل ہیں اور سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس کی رو سے قیامت تک کسی مومن عورت کا غیر مومن مرد سے نکاح حلال نہیں اگر کوئی غیر مسلم عورت ایمان قبول کرتی ہے تو وہ اس کے بعد اپنے غیر مسلم شوہر پر حرام ہو جاتی ہے اسی طرح اگر کوئی غیر مسلم مرد مسلمان ہو جاتا ہے تو اسے غیر مسلم بیوی کو نکاح میں رکھنے کی اجازت نہیں۔

رہا مسئلہ بعض ان فرقوں کا جو فرقے ہونے کے باوجود مسلم بھی کہلاتے ہیں تو اس کیلئے حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک اصول بیان فرمایا ہے:

سوال: هَلْ يَصِحُّ الزَّوَاجُ مِنَ الرَّافِضِيَّةِ ؟ کیا مسلمان عورت کا رافضی سے نکاح صحیح ہے؟

جواب: الرَّافِضَةُ الْمَحْضَةُ هُمْ أَهْلُ أَهْوَاءٍ وَبِدَعٍ وَضَلَالٍ وَلَا يَنْبَغِي لِلْمُسْلِمِ أَنْ يُزَوِّجَ مُوَلِّيَتَهُ مِنْ رَافِضِيٍّ وَإِنْ تَزَوَّجَ هُوَ رَافِضِيَّةً صَحَّ النِّكَاحُ إِنْ كَانَ يَرْجُوْ أَنْ تَتُوبَ وَإِلَّا فَتَرْكُ نِكَاحِهَا أَفْضَلُ لِئَلَّا تُفْسِدَ عَلَيْهِ وَلَدَهُ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

مجموع الفتاوی لابن تیمیة. ج ١٦ :النکاح

Marfat.com

رافضی بنیادی طور پر دین ﷺ کے مقابلے میں خواہش پرست، بدعتی اور گمراہ ہیں۔ کسی مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی زیر کفالت لڑکی کسی رافضی سے بیاہ دے۔ لیکن اگر کسی مسلمان مرد نے رافضی عورت سے نکاح کر لیا تو اس صورت میں درست ہوگا جبکہ رافضی عورت کے رافضیت سے توبہ کی قوی امید ہو اگر یہ نہیں تو یہی افضل ہے کہ نکاح ختم کر دیا جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس کی اولاد کو گمراہ کر دے۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

دور حاضر کا تقاضا

شریعت میں غیر مسلموں اور عام کافروں کے مقابلے میں اہل کتاب کو مسلمانوں سے تعلقات اور روابط کے لحاظ سے ایک گونہ فوقیت دی گئی ہے۔ چنانچہ ان کا ذبیحہ حلال قرار دیا گیا اور ان کی عورتوں سے مسلمان مردوں کیلئے نکاح کی اجازت دی گئی ہے۔ خود قرآن مجید میں سورہ مائدہ کی آیت نمبر پانچ میں اس کا ذکر موجود ہے مگر اس سلسلے میں یہ باتیں پیش نظر رہیں:

۰۱: کسی مسلمان عورت سے کوئی عیسائی یا یہودی مرد نکاح نہیں کر سکتا۔

۰۲: ایسی کتابی عورتوں سے نکاح کیا جائے گا جو پاکدامن اور عصمت مآب ہوں۔ اسی کے اظہار کیلئے قرآن نے "مُحْصَنٰتٌ" کا لفظ استعمال کیا ہے۔

۰۳: وہ واقعۃً عیسائی یا یہودی ہوں۔ یعنی وحی، توحید و رسالت و آخرت وغیرہ پر ایمان رکھتی ہوں۔ دہریے اور خدا کے منکرین جو صرف نام کے عیسائی اور یہودی کہلاتے ہوں ان کا یہ حکم نہ ہوگا۔

۰۴: غیر مسلم ممالک میں بسنے والی یہودی یا عیسائی عورت سے نکاح کرنا بعض فقہا کے نزدیک حرام اور احناف کے ہاں مکروہ تحریمی ہے۔

موجودہ زمانہ میں جو عیسائی اور یہودی عورتیں ہیں اور اہل کتاب کہلاتی ہیں ان کے اندر زنا، فحاشی اور ناجائز تعلقات کی اتنی کثرت ہے کہ جس کو سن کر انسانیت کی پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے اور جس نے گویا حیوانوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

دوسرے ان کی اکثریت الحاد، مذہب بیزاری، انکار آخرت وغیرہ کی شکار ہے، ظاہر ہے ایسے لوگوں سے نکاح قطعاً حلال نہ ہوگا اور قرآن کی اصطلاح میں اہل کتاب شمار نہ ہوں گے۔

اس کے علاوہ جو غیر مسلم ممالک کی کتابیہ عورتیں ہیں ان کے بارے میں ذکر کیا ہی جا چکا ہے کہ نکاح مکروہ

Marfat.com

ہے۔اوراس عاجز کی رائے میں اگر یہ سب باتیں نہ بھی پائی جائیں تو بھی اہل کتاب عورتوں سے نکاح کراہت سے خالی نہ ہوگا۔اس لیے کہ مسلم حکمرانوں کے تحت اہل کتاب عورتوں کے ہونے کی وجہ سے اسلامی حکومتوں کوشدید نقصانات پہنچے ہیں،اوراس کی وجہ سے ایسے ممالک میں جہاں اس کا رواج ہے مسلمانوں کے اخلاقی حالات کو بے پناہ نقصان پہنچا ہے۔یہ تو ہمارا دور ہے،سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خود اپنے زمانہ میں اس نقصان کو محسوس کیا اور مسلم گورنروں کو اس سے باز رہنے کی خصوصی ہدایات فرمائیں۔چنانچہ حضرت شفیق ابن سلمہ سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ جب مدائن پہنچے تو وہاں ایک یہودی عورت سے نکاح کرلیا۔حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی توان کو خط لکھا کہ اس کو طلاق دے دو۔حضرت حذیفہ نے جواب میں لکھا کہ کیا وہ میرے لیے حرام ہے؟

امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ میں حرام نہیں کہتا لیکن ان لوگوں کی عورتوں میں عام طور پر عفت و پاکدامنی نہیں ہے اس لیے مجھے خطرہ ہے کہ آپ لوگوں کے گھرانے میں اس راہ سے فحاشی و بدکاری داخل نہ ہوجائے۔ ابوبکر جصاص رازی : احکام القرآن

نیز امام محمد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ فقہائے احناف اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ کتاب الآثار

اور علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت طلحہ اور کعب بن مالک کو بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہم نے اہل کتاب عورتوں سے نکاح پر سخت تنبیہ فرمائی اور حکم دیا کہ انہیں طلاق دیدیں۔ فتح القدیر

جدید فقہی مسائل تالیف۔ العلامہ خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم: معاشرت: ناشر پروگریسو بکس لاہور

چار بیویوں کی موجودگی میں پانچواں نکاح

ایک آدمی اگر انصاف کے تقاضے اور باقی تمام ضروریات پوری کرسکتا ہے تو اسے بے شک شریعت نے بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی ہے مگر پانچویں کو نکاح میں لانا قطعاً حرام ہے۔

فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ! فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْمَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۔ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ لَّا تَعُوْلُوْا() النساء:۳ ۰۴

پس جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کرلو لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کرسکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو یا ان عورتوں کو زوجیت میں لاؤ جو تمہارے ملک یمین میں ہیں

Marfat.com

بے انصافی سے بچنے کے لیے یہ زیادہ قرین صواب ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: مَثْنٰى اَوْ ثُلٰثَ اَوْ رُبٰعَ یعنی ـ و ـ بمعنی ـ اَوْ: ہے تو عبارت اس طرح بنے گی دو یا تین یا چار اس سے زیادہ نہیں۔ اور اسی پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔

صحیح بخاری کتا ب النکاح باب لا یتزوج اکثر من اربع

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِيَّ اَسْلَمَ وَلَهُ عَشْرُنِسْوَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَسْلَمْنَ مَعَهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يَتَخَيَّرَ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا.

جامع الترمذی ابو اب النکاح باب ما جاء فی الرجل یسلم وعندہ عشر نسوۃ – واخرج مالک فی الموطا والنسائی والدار قطنی فی سُننهما ، الفقه السنة فی الزواج تالیف الشیخ سید سابق تحقیق ا لشیخ محمد ناصر الدین الالبانی وصححه .

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ غیلان بن سلمہ ثقفی جب اسلام لائے تو ان کے نکاح میں دس عورتیں تھیں اور انہوں نے بھی ان کے ساتھ ہی اسلام قبول کر لیا تھا تب نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ ان میں سے چار نکاح میں رکھتے ہوئے باقی سب کو طلاق دے دو۔

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ اَسْلَمْتُ وَعِنْدِيْ ثَمَانُ نِسْوَةٍ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِخْتَرْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا.

رواہ ابو داوود فی الطلاق باب ؛ فی من اسلم وعندہ نساء اکثرمن اربع او اختان وصححهٔ الالبانی الناشر دار ابن حزم بیروت

ترجمہ

حارث بن قیس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے جب میں نے اسلام قبول کیا تو میرے نکاح میں آٹھ بیویاں تھیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حقیقت سے آگاہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے کوئی چار نکاح میں رکھتے ہوئے باقی سب کو فارغ کر دو۔

چوتھی بیوی کو طلاق کی صورت میں نکاح

سوال یہ ہے کہ ایک آدمی کی چار بیویاں ہیں۔ جن میں سے ایک کو رجعی طلاق دے دیتا ہے تو اس بیوی کی عدت کے دوران کسی دوسری عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ رجعی طلاق کی صورت میں عدت کے اندر عورت اسی مرد کی بیوی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی لیے شوہر کے گھر میں عدت بھی گزار سکتی ہے اور نفقہ کی

Marfat.com

حقدار بھی ہے۔ لہٰذا اس عدت کے دوران مرد مزید ایک عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔ مگر طلاق ثلاثہ کی صورت میں کوئی پابندی نہیں۔

نکاح مُحرِم

مُحرِم: سے مراد ایسا شخص ہے جو حالت احرام میں ہو۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں نکاح فرمایا ہے۔ لہٰذا سوال یہ ہے کہ کیا ایک عام شخص کیلئے بھی ایسا کرنا جائز ہے؟ حضرات امام شافعی و مالک سمیت جمہور علمائے امت، رحمھم اللہ کا فتویٰ یہ ہے کہ حالت احرام میں نکاح جائز نہیں۔

حَدَّثَنَا يَحْيىٰ بْنُ يَحْيىٰ قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَنَّ عُمَرَبْنَ عُبَيْدِ اللهِ أَرَادَ اَنْ يُزَوِّجَ طَلْحَةَ بْنَ عُمَرَ بِنْتَ شَيْبَةَ بْنِ جُبَيْرٍ فَأَرْسَلَ اِلٰى اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يَحْضُرُ ذَالِكَ وَهُوَ اَمِيْرُ الْحَجِّ فَقَالَ اَبَانُ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ "لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ"

صحيح مسلم كتاب النكاح باب تحريم نكاح المحرم و كراهة خطبته.

ترجمہ

نُبَیہ بن وھب کی روایت ہے کہ عمر بن عبید اللہ نے طلحہ بن عمر کا شیبہ بن جبیر کی بیٹی سے نکاح کرنے کا جب فیصلہ کیا تو انہوں نے مسئلہ پوچھنے کے لیے حضرت عثمان کے بیٹے ابان کے پاس قاصد بھیجا جو اس وقت امیر حج تھے۔ تو ابان نے فرمایا کہ میں نے خود اپنے والد حضرت عثمان سے یہ سنا ہے "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حالت احرام میں نہ تو مُحرِم خود نکاح کرے نہ نکاح کرائے اور نہ کسی کو نکاح کا پیغام دے۔

اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت جسے حضرت امام بخاری سمیت بعض نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود حضرت میمونہ سے حالت احرام میں نکاح فرمایا تھا۔ جب کہ حضرت یزید بن اصم کی روایت ہے کہ حضرت میمونہ نے خود مجھ سے بیان فرمایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے احرام کھولنے کے بعد نکاح فرمایا تھا۔

چونکہ دونوں روایات بخاری و مسلم کی ہیں اس لیے ان میں بعض علمی بحثیں ہیں اور بعض علماء جو نکاح محرم کے جائز نہ ہونے کے باوجود حضرت میمونہ کے ساتھ نبی ﷺ کے حالت احرام میں نکاح تسلیم کرتے ہیں وہ اسے رسول

Marfat.com

اللہ کی خصوصیات میں شمار کرتے ہیں۔ احناف حالت احرام میں جواز نکاح کے قائل تو ہیں مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ضرور حالت احرام میں ہی میں نکاح کیا جائے۔ بلکہ اگر کوئی ایسے کرلے تو کیا جائز ہوگا یا نہیں تو ان روایات میں تطبیق کی ایک صورت ہے کہ نکاح تو جائز ہوگا البتہ خلوت بالکل جائز نہیں۔

حَدَّثَنَا جَابِرُبْنُ زَيْدٍ قَالَ أَنبأَ نَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

صحيح البخاری كتاب النكاح باب نكاح المحرم.

حضرت جابر بن زید کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ہم سے خود فرمایا تھا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے حالت احرام میں حضرت میمونہ سے نکاح فرمایا تھا۔

واقول

اس معاملے کی نوعیت سمجھنے کیلئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک اثر سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يُبَاشِرُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ.

صحيح البخاری وصحيح مسلم، كتاب الحيض.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بعض ازواج سے روزے کی حالت میں اختلاط فرماتے تھے مگر یاد رکھو کہ تم میں سے کوئی بھی اپنی خواہش پر اس طرح اختیار نہیں رکھتا جس قدر رسول اللہ ﷺ کو اپنی خواہش پر کنٹرول تھا۔

اختلاط سے مراد بوسہ وغیرہ ہے جس کی بعض روایات میں صراحت ہے اور یہ واقعہ حضرت عائشہ کا اپنا واقعہ ہے جیسا کہ نسائی کی ألسنن الکبری میں وضاحت ہے۔ حالت حیض میں رسول اللہ ﷺ اگر کسی زوجہ سے اختلاط فرماتے تو اسے ناف سے گھٹنوں تک ازار باندھنے کا حکم فرماتے اور اس کی غرض یہ تھی کہ ازواج مطہرات دیگر خواتین کو تعلیم فرماسکیں کہ حالت حیض میں کس کس حد تک عورت کو چھوا جاسکتا ہے۔

اسی احتیاط کے باعث سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی کا حالت احرام میں نکاح کرنا ثابت نہیں۔ لہٰذا ایسے نکاح سے خوامخواہ اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنے کی بات ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا نکاح فرمالینا آپ کے لیے کسی طرح بھی باعث پریشانی نہیں ہوسکتا جبکہ دوسرا کوئی اگر ایسے کرے گا تو مناسک کی ادائیگی سے توجہ ہٹ جائے گی۔ اور یہ ضروری نہیں کہ ہر جواز سے فائدہ اٹھایا جائے۔

Marfat.com

نکاح ضرار

وَلا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا () البقرة ۲۳۱: اورعورتوں کومحض ستانے کی خاطر نہ روکو کہ انہیں پھر تکلیف پہنچاؤ۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ()

اورعورتوں کا حق مردوں پر اتنا ہی ہے جتنا کہ مردوں کا ان پر ہے(وجوب اور مطالبے کے مستحق ہونے میں نہ کہ جنس میں) اور مردوں کوعورتوں پرفوقیت ہے(قوام ہونے کی حیثیت میں) اور اللہ غالب وحکمت والا ہے۔

نکاح ضرار کوئی معروف شرعی اصطلاح نہیں لیکن قرآن کی ان ایات کی روشنی میں نکاح کی کوئی بھی ایسی صورت جس میں عورت کے ساتھ اجبار اور اضرار روا رکھا جائے وہ شرعاً حرام ہے۔مثال کے طور پر ان مندرجہ ذیل صورتوں میں عورت کو اس کا حق ملنے کی توقع نہیں لہذا یہ حرام ٹھہرائی گئی ہیں۔اللہ تعالی کی طرف سے ایک مرد لیے ایک سے چار تک نکاح کرنے کی اجازت اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ وہ تمام بیویوں کے ساتھ کھانے پینے، پہننے اور رہائش میں عدل وانصاف کر سکے اور یہ شریعت کی رو سے واجب ہے۔

دوسرا نکاح کرنا حرام ہے

اس صورت میں کہ اگر صرف ایک ہی بیوی کے ساتھ انصاف کر سکتا ہے دوسری کی ہمت نہیں تو دوسرا نکاح حرام ہے۔

تیسرا نکاح حرام ہے

اس صورت میں کہ اگر صرف دو بیویوں کے درمیان عدل کر سکتا ہے۔تیسری کی طاقت نہیں تو اس صورت میں تیسرا نکاح حرام ہے۔

چوتھا نکاح حرام ہے

اس صورت میں کہ اگر تین بیویوں کی ضروریات تو پوری کر سکتا ہے مگر چوتھی کے ساتھ عدل نہ کر سکے تو اس صورت میں چوتھا نکاح حرام ہے کیونکہ یہ اللہ کا واضح حکم ہے۔ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ

Marfat.com

وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً () النساء ۳

پس جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر لو لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو۔

الفقه السنة. فی الزواج باب وجوب العدل بین الزوجات تالیف الشیخ سید سابق تحقیق ا لشیخ محمد ناصر الدین الالبانی

بیویوں کے درمیان عدل کا تقاضا

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ''ایک دن مجلس میں ایک دیہاتی دو تربوز لے کر حاضر ہوا حضرت نے پوچھا: بھائی ''یہ دو تربوز کیسے؟'' اس نے کہا ''تیرے ہاں دو بیویاں نہیں ہیں کیا؟'' حضرت نے فرمایا ''بھائی ہیں تو!'' اس نے کہا ایک ایک بیوی کے لیے دوسرا دوسری بیوی کے لیے ہے حضرت نے فرمایا یہ کیسے معلوم ہوگا کہ دونوں برابر ہیں یا کم و زیادہ۔ اس نے کہا میں دونوں وزن کر کے لایا ہوں دونوں ہم وزن ہیں۔ حضرت نے فرمایا یہ کیسے معلوم ہوگا کونسا میٹھا ہے اور کونسا پھیکا؟ تو اس دیہاتی نے کہا میں اندر تھوڑا ہی گھسا ہوں جو دیکھتا کہ اندر سے کیسا ہے۔ حضرت نے دونوں تربوز نصف نصف کر کے ایک کا نصف دوسرے کے ساتھ اور دوسرے کا نصف پہلے کے ساتھ کر کے خادم کو دونوں گھر پہنچانے کا حکم دیا یہ صورت حال دیکھ کر اس دیہاتی نے عرض کیا مولوی جی! تُو تو بڑی تکلیف میں ہے؟ حضرت نے فرمایا بھائی یہاں کی تھوڑی سی تکلیف گوارا ہے آخرت کی بڑی تکلیف کے بجائے۔

نقوش رفتگاں: تالیف حضرت علامہ مفتی محمد تقی عثمانی: ادارۃ المعارف کراچی بحوالہ ماہنامہ الحسن شمارہ شوال ۱۴۱۲ھ۔: اہلیہ محترمہ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهٖ فَيَعْدِلُ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ قِسْمِیْ فِيْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ.

رواه ابوداوود والترمذی وابن ماجه وضعفه الالبانی فی ضعیف ابی داؤد

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے درمیان شب باشی وغیرہ میں منصفانہ تقسیم فرماتے اور عدل کے باوجود اللہ کی بارگاہ میں دعا فرماتے '' اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ قِسْمِیْ فِيْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ ''

اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے اس بارے میں جس میں میرا اختیار ہے اور جس چیز میں میرا اختیار نہیں بلکہ آپ کے اختیار میں

Marfat.com

ہے تو اس بارے میں مجھے ملامت نہ فرمانا۔

یعنی جہاں تک دل کی کیفیات یا میلان کا تعلق ہے تو یہ اللہ کے اختیار میں ہے جس کی پکڑ نہیں البتہ ظاہری معاملات اور معیشت و معاشرت میں انسان اللہ کی بارگاہ میں جوابدہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِذَا کَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ اِمْرَأَتَانِ فَلَمْ یَعْدِلْ بَیْنَهُمَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ شِقُّهُ سَاقِطٌ وَ فِیْ رِوَایَةٍ مَائِلٌ۔

رواہ ابو داوود والترمذی والنسائی وابن ماجة و صححه الالبانی

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی کے نکاح میں دو بیویاں ہوں اور عدل نہ کرے تو قیامت روز اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کا آدھا جسم مفلوج ہوگا۔

نِکَاحُ الْمِسْیَارْ

'' نِکَاحُ الْمِسْیَارْ '' کے لفظی معنی ہیں موبائل (چلتے پھرتے) نکاح اور یہ صورت قرون اولیٰ سے مشروع ہے۔ کوئی نئی بات نہیں۔ حضرت امام ابن قُدامةُ المَقْدِسی الحنبلی المُتوفّٰی ۶۲۰ ھ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف '' اَلْمُغْنِی '' میں '' زَوَاجُ اللَّیْلِیَّاتِ وَالنَّهَارِیَّاتِ '' کے عنوان کے تحت اس کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں۔ اسی موضوع پر حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی بھی موجود ہے۔

جبکہ ماضی قریب میں ایک عظیم سعودی عالم الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتویٰ کی بنیاد پر سعودی عرب کے منطقہ ألقصیم میں نکاح المسیار متعارف کرایا گیا ہے جسے معروف نکاح کی طرح شرعی حیثیت حاصل ہے اور میری معلومات کی حد تک دیگر عرب ریاستوں میں بھی اس پر لوگ عمل پیرا ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ علمائے وقت کیلئے تحقیق کا ایک نیا دروازہ بھی کھل گیا ہے۔ مگر افسوس کا مقام یہ ہے کہ بعض حضرات اس مسئلے پر مثبت طریقے سے غور کرنے کے بجائے الزام تراشیوں سے اپنا ایمان ضائع کر رہے ہیں جیسا کہ کسی غیر ذمہ دار صاحب نے فیس بک پہ انتہائی نامناسب زبان استعمال کی ہے۔

اس وقت ألجامع الشیخ عبداللہ الجار اللہ ، ألریا سعودی عرب کے امام وخطیب العلامة سعدبن عبد اللہ السبر حفظہ اللہ کی تحقیقی کتاب '' أحْکَامُ نِکَاحِ الْمِسْیَارْ '' میرے سامنے ہے۔

Marfat.com

صورت مسئلہ

اس مسئلے کی مختصر صورت یہ ہے کہ ایک عورت اور مرد اگر چہ بعض ناگزیر حالات اور پس منظر کے باعث کل وقتی اکٹھے نہیں رہ سکتے لیکن وہ معروف طریق نکاح وشرائط اور لوازمات کے تحت نکاح کر سکتے ہیں البتہ عورت و مرد دونوں اپنے اپنے حالات کے تحت کوئی اضافی شرط عائد کر سکتے ہیں۔ مثلاً بعض ناگزیر حالات کے باعث عورت کی طرف سے اضافی شرط یہ ہو سکتی ہے کہ وہ شوہر کی ازدواجی ضرورت کے علاوہ عام بیوی کی طرح اس کے گھریلو معاملات چلانے کی ذمہ دار نہیں ہوگی۔ اور اس کی شکل یہ ہے کہ ایک عورت بیوہ یا مطلقہ ہے اور پہلے شوہر سے اولاد بھی ہے جس کے باعث وہ ایک کل وقتی بیوی کی حیثیت سے وہ ذمہ داریاں نہیں نبھا سکتی۔ اسی طرح مرد کی پہلی بیوی اور اولاد تو ہے مگر دوسری بیوی اس کی شرعی وفطری ضرورت ہے۔ مگر مالی حالات ایسے ہیں کہ وہ دوسری بیوی اور اس کے بچوں کی کفالت نہیں کر سکتا تو اس صورت میں یہ معذرت کر سکتا ہے کہ وہ پہلے سے عیال دار ہونے کے باعث نان نفقے کا اس طرح کلی طور پر ذمہ دار نہیں ہوگا جس طرح عام حالات میں ہوتا ہے۔

جبکہ حدود کے اندر اس طرح کی شرط عاید یا قبول کرنے کی واضح گنجائش موجود ہے جس طرح کہ ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آپ مجھے بڑھاپے کے باعث طلاق دے کر علیحدہ نہ کریں۔ بلکہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں اپنی باری سے دست بردار ہوتی ہوں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے یہ درخواست قبول فرمائی تھی۔

اس صورت میں کم از کم فائدہ یہ ہے کہ زوجین ایک دوسرے کے حقوق میں اس طرح مجرم و ماخوذ نہیں ہوں گے جس طرح معروف نکاح میں ہوتے ہیں للہذا اس مسئلے کو قرآن کریم کی روشنی میں سمجھنے کی ضرورت ہے نہ کہ جلد بازی میں الزام تراشی کی۔ اور یہ علمائے حق کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر نئی صورت میں امت کی دینی راہ نمائی کریں۔

قرآن کریم کی دعوت فکر

وَمِنْ اٰيَاتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ()

۳۰: الروم ۲۱

اس ذات باری تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں

Marfat.com

بنائیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں تین باتیں بہت قابل غور ہیں اور وہ یہ کہ

01: اللہ تعالیٰ نے انسانی نسل کی افزائش اور اس کے قائم رکھنے کیلئے عورت و مرد دونوں کو ایک فطری تقاضا ودیعت فرمایا ہے جس کی تسکین کیلئے دونوں کو ایک دوسرے کا '' زَوْج '' یعنی جوڑا بنایا ہے۔ اگر عورت و مرد کی جنس ایک دوسرے سے مختلف ہوتی مثال کے طور '' زَوْجَیْن '' میں سے ایک کی جنس جن ہوتی تو اس رشتے میں وہ سکون واطمینان نہ ہوتا جو ہم جنس ہونے کے باعث ہے۔

02: اس تعلق کو قائم رکھنے کیلئے اللہ کریم نے دونوں کے دل میں ایک دوسرے کیلئے مودۃ و رحمت رکھ دی ہے '' وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مُّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً '' اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی لہٰذا '' مودۃ و رحمت '' کا مفہوم سمجھنا ضروری ہے۔

مودۃ

'' أَلْوُدُّ أَصْفَی الْحُبِّ '' مودۃ سے مراد محبت کی ایک ایسی اعلیٰ صنف ہے جس کی بنیاد ملاوٹ اور تصنع کے بجائے سراسر خلوص پر مبنی ہوتی ہے۔ اسی مادے سے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک اسم مبارک ہے:

'' أَلْوَدُوْدُ '' وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ () ألبروج ۱۴ : وہ گناہ بخشنے والا اور محبت کرنے والا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ ایسا کریم ہے کہ گنہگار کے مغفرت طلب کرنے پر نہ صرف اسے معاف فرما دیتا ہے بلکہ محبت بھی کرتا ہے اور اس کی محبت کی گواہی کیلئے زمین و آسمان کے درمیان کی ایک ایک نعمت شاہد عدل ہے اگر مخلوق کے ساتھ اس کا رویہ ایسا نہ ہو تو وہ اپنی نعمتوں میں سے صرف ایک نعمت ہوا کو روک لے یا زمین سے پانی خشک کر دے تو اسی وقت مخلوق تڑپ کر جان دے دے۔ اسی لیے حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے اپنے کریم رب کا تعارف ان الفاظ میں پیش کیا تھا: '' اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ () ھود ۹۰

میں تمہیں جس معبود کی طرف بلاتا ہوں '' بیشک وہ میرا رب رحیم ہے اور اپنی مخلوق سے محبت رکھتا ہے۔

زوجین کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک بہت بڑا انعام اور اس رشتے کا اعزاز ہے کہ اس کی بنیاد '' مودۃ '' پر استوار ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ میاں بیوی خوشحالی و تنگی اور صحت و مرض دونوں صورتوں میں ایک دوسرے کیلئے لازم

Marfat.com

وملزوم ہیں۔ بالخصوص شوہر کہ بیوی کی طرف سے بعض حالات میں عملاً کچھ ملے بغیر بھی اس کا محافظ ومحبّ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ مخلوق کے ساتھ یک طرفہ مودۃ کا مظاہرہ فرماتا ہے۔

رحمت

رحمت سے مراد ایک دوسرے کیلئے انتہا درجے کی خوش اخلاقی ہے۔ جس طرح مرد بیوی کے ساتھ انتہا درجے کی محبت کرتے ہوئے ان حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کرتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اسے مکلّف بنایا ہے۔ اسی طرح عورت بھی مرد کی خواہشات کا احترام کرتی ہے بلکہ بسا اوقات خود طبیعت مائل نہ ہونے کے باوجود تکلیف سہتے ہوئے شوہر کو سکون مہیا کرتی ہے جس کے بعد وہ اسے خوش دیکھ کر اپنی تکلیف بھول جاتی ہے۔ اور یہ اس وقت تک ممکن نہ تھا کہ جب تک عورت و مرد ہم جنس نہ ہوتے لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے زوجین کو ہم جنس بنایا۔

03: تیسری بات یہ ہے کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کو اسی وقت سکون مہیا کر سکتے ہیں کہ ان کے درمیان اس رشتے کو قانونی حیثیت حاصل ہو اور معاشرہ انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھے۔ لہٰذا بغیر نکاح کیے عورت مرد کے تعلق کو اسلام زوجین تسلیم نہیں کرتا بلکہ بدکار قرار دیتے ہوئے دنیا میں ان کیلئے سخت سزا اور آخرت میں بدترین عذاب کی اطلاع دیتا ہے۔

عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تُعْرَفُ الزُّنَاةُ بِنَتْنِ فُرُوْجِهِنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

اخرجه ابن ابی شیبة رحمه الله علیه : الباب. ماذکر فی الزنا وما جاء فیه

حضرت ابان بن عثمان رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نے بیان کیا ہے کہ زنا کار جب قیامت کے روز اٹھائے جائیں گے تو ان کی شرمگاہوں سے اتنی بدبو آ رہی ہوگی کہ دور سے ہی پہچان لیے جائیں گے۔

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ط لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۝ اَلْحِجر ۴۳ - ۴۴

اللہ تعالیٰ نے شیطان کے پیروکاروں کیلئے فرمایا ہے کہ "ان سب کیلئے جہنم کی وعید ہے اس جہنم کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کیلئے ان گنہگاروں سے حصہ مخصوص کر دیا گیا ہے۔

امام تفسیر حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ ان سات دروازوں میں سے ایک دروازہ ایسا ہے جس سے صرف زنا کار داخل کیے جائیں گے۔

ایک تو یہ منظر انتہائی کربناک والمناک ہوگا دوسرا یہ کہ یہاں کی گرمی ناقابل برداشت ہوگی اور زنا کاروں کی شرم گاہوں کی ہر طرف گندی سڑاہند اور بدبو پھیلی ہوگی۔ اور تیسری بات یہ کہ حضرت امام مکحول دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے

Marfat.com

اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ''يَجِدُ أَهْلُ النَّارِ رَائِحةً مُنْتِنَةً فَيَقُوْلُوْنَ مَا وَجَدْنَا أَنْتَنَ مِنْ هٰذِهِ الرَّئِحَةِ فَيُقَالُ لَهُمْ هٰذِهِ رِيْحُ فُرُوْجِ الزُّنَاةِ ''

الکبائر: تالیف الامام الحافظ محمد بن احمد بن عثمان الذهبی المتوفّٰی ۷۴۸ھ. رحمه الله تعالی: الکبیرة العاشرة ؛ الزنا:''

جہنم میں جب دوزخی سخت سڑاہنداور بدبو کا سامنا کریں گے تو وہ کہیں گے یہ کس قدر گندی سڑاہند ہے کہ اس سے پہلے کبھی اس طرح کا تجربہ نہیں ہوا تب انہیں بتایا جائے گا کہ دراصل یہ دوزخ میں زناکاروں کی شرم گاہوں کی سڑاہند ہے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جولوگ اس حد تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مغضوب ومردود قرار دیئے جا چکے ہوں ان کی دنیا کی زندگی میں کس قدر بے سکونی ہوگی؟

لہٰذا اس برے اور مشکل راستے کے مقابلے میں شریعت نے نکاح کو بہت آسان تر بنادیا ہے۔اس کے بعد ایک اہم بات یہ ہے کہ

وَمِنْ اٰيَاتِهٖ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ اِخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذَالِكَ لَاٰيَاتٍ لِّلْعَالِمِيْنَ () ۳۰ الروم ۲۲

اوراس ذات باری کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف ہے یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں دانشمند لوگوں کیلئے۔

واقول

آیت مبارکہ کے مفہوم سے مترشح ہوتا ہے کہ جس طرح انسان دنیا میں اپنی زبان، لہجے، اسلوب اور تہذیب وتمدن کے لحاظ سے مختلف ہیں اسی طرح ان کے مزاج اور ضرورتیں مختلف ہیں۔جہاں بعض معاملات میں انہیں ایک نظریے اور نقطے پہ جمع نہیں کیا جاسکتا۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے دین میں ان کیلئے گنجائش رکھی ہے جس سے مستفید ہونا ان کا بنیادی حق ہے لہٰذا علمائے حق کی یہ دینی ذمہ داری ہے کہ وقت کے تقاضے ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں راہ نمائی مہیا کریں جس طرح کہ ''نکاح المسیار'' کی تجدید واحیاء ایک اہم دینی خدمت ہے۔مگر یہاں ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر '' نکاح المسیار'' اور متعہ میں بنیادی فرق کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں ''نکاح المسیار'' میں ''توقیت'' یعنی وقت کی قید نہیں بلکہ معروف نکاح کی تمام تقاضے پورے کردیئے گئے البتہ زوجین نے اپنے اپنے

Marfat.com

حالات کے تحت ہمیشہ کیلئے طلاق سے بچنے اور نکاح قائم رکھنے کی غرض سے باہم رضا ورغبت کے ساتھ ایک دوسرے سے بعض سہولتیں طلب کی ہیں نہ کہ متعہ کی طرح وقتی سکون کیلئے ایسا کیا ہے۔اس معاملے کی باقی تفصیل نکاح متعہ کے ذیل میں آئے گی۔

نکاح شِغار

شِغَارٌ : کے لغوی معنی میں اٹھانے اور دور کرنے یا ہونے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ شَغَرَ الْكَلْبُ (ف): کتے نے پیشاب کرنے کیلئے ٹانگ اٹھائی۔اسی طرح اونٹنی جب ایک ٹانگ اٹھا کر بچے کو مارتی ہے تو اسے شَغْرُ النَّاقَةِ کہتے ہیں: شَغَرَهُ شَغْرًا وَ شِغَارًا (ن) عَنْ بَلَدِهٖ کسی کو اس کے شہر سے دور اور جلا وطن کرنا۔ شَاغَرَهُ ،مُشَاغَرَةً وَشِغَارًا (مفاعلة) کے معنی یہ ہوں گے کہ ایک شخص اپنی بہن، بیٹی یا زیر کفالت لڑکی کو مہر کی پابندی اٹھا کر دوسرے کے نکاح میں اس شرط پر دے دے کہ وہ اسی طرح اپنی بہن، بیٹی یا زیر کفالت لڑکی کو اس کے نکاح میں دے دے۔نکاح شغار میں دونوں لغوی معنی پائے جاتے ہیں مہر کی پابندی اٹھانا اور سنت طریقے سے دور ہونا۔شریعت کی طرف سے مہر کی پابندی اٹھانے کے بعد ایسا نکاح سنت رسول ﷺ سے دور ہو گیا لہٰذا اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ" وَالشِّغَارُ اَنْ يُّزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ يُّزَوِّ جَهُ الْاٰخَرُ ابْنَتَهٗ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صِدَاقٌ.

صحیح البخاری کتاب النکاح باب: الشغار: صحیح مسلم باب تحریم النکاح الشغار وبطلانه

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شِغار سے منع فرمایا ہے اس کے بعد والے الفاظ" وَالشِّغَارُ اَنْ يُّزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ يُّزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ ابْنَتَهٗ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صِدَاقٌ" راوی کا تشریحی اضافہ ہے یعنی شغار کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی اپنی بیٹی کا رشتہ دوسرے کو اس شرط پر دیتا ہے کہ وہ اسے اپنی بیٹی کا رشتہ دے گا اور اس تبادلے میں دونوں کا حق مہر مقرر نہ کیا جائے یعنی ایک لڑکی دوسرے کے مہر کے بدلے میں بیاہ لی جائے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ تشریحی یا تفسیری اضافہ ارشاد نبوی ﷺ ہی ہے یا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے یا پھر حضرت نافع کا اور یا حضرت امام مالک رحمہما اللہ کا۔لیکن خطیب کا قول ہے کہ یہ امام مالک نے فرمان رسول ﷺ کی تشریح فرمائی ہے۔

التوشیح شرح الجامع الصحیح للسیوطی رحمه الله تعالی. کتاب النکاح باب: الشغار.

Marfat.com

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَا شِغَارَ فِی الْاِسْلَامِ.

صحیح مسلم باب تحریم النکاح الشغار وبطلانہ

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اسلام میں شغار کی اجازت نہیں اس باب میں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے بھی امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَاجَلَبَ وَلَاجَنَبَ وَلَاشِغَارَ فِی الْاِسْلَامِ وَمَنْ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا.

هٰذاحديث حسن صحيح وفی الباب عن انس وابی ريحانةوابن عمرو جابر ومعاويةوابی هريرة ووائل بن حُجرٍواخرجه احمدوالنسائی جامع الترمذی ابواب النكاح باب ما جاء من النهی عن نكاح الشغار.

ترجمہ

عمران بن حصین نے نبی ﷺ کا یہ ارشاد روایت کیا ہے فرمایا کہ ''جلب'' ''جنب'' اور ''شغار'' کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں اور جو کسی کا مال دھوکے سے ہتھیا لے وہ بھی ہم میں سے نہیں۔

جلب

زکوٰۃ میں یہ ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے والا مال مویشی کی چراگاہوں سے دور اتر کر صاحب مال کو حکم دے کہ وہ اپنا مال ہانک کر اس کے پاس لے آئے تاکہ یہ زکوٰۃ کا مال وصول کر سکے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ سرکاری کارندہ مال مویشی والی جگہ جا کر وصولی کرے۔

جنب

کی تفصیل یہ ہے کہ گھوڑ دوڑ میں ایک آدمی ایک گھوڑے پہ سوار ہو کر دوسرا خالی گھوڑا ساتھ رکھے جب پہلے والا تھک جائے تو اس سے اتر کر دوسرے پر سوار ہو کر اپنے مقابل کے سامنے آئے یہ طریقہ بھی اسلام میں ممنوع ہے کیونکہ یہ بے انصافی ہے کہ ایک تو صرف ایک ہی گھوڑا استعمال کرے اور دوسرا دو۔ جبکہ زکوٰۃ میں بعض علما کے نزدیک جنب کی صورت یہ ہے کہ مال مویشی والا بدنیتی سے اپنے مویشی اتنے دور لے جائے کہ زکوٰۃ وصول کرنے والے کو اس کی تلاش میں پیچھے پیچھے بھاگنا پڑے۔ اور شغار: کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے اور۔ اس طرح کے نکاح جاہلیت میں مروج تھے

Marfat.com

جنہیں رسول اللہ ﷺ نے کالعدم قرار دے دیا تھا جیسا کہ کتاب کے ابتدا میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ایک تفصیل گزر چکی ہے۔

صورت مسئلہ

نکاح شغار کے منعقد ہو جانے کی صورت میں احناف کے نزدیک مہر مثل ادا کر دینے کی صورت میں نکاح درست ہو جائے گا کیونکہ اس میں قباحت صرف مہر مقرر نہ کرنے کی صورت میں ہے جو مہر مثل کی ادائیگی کی صورت میں باقی نہیں رہتی۔ امام زہری، امام مکحول، امام ثوری اور امام لیث رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی اسی رائے سے اتفاق کیا ہے۔ جبکہ جمہور علمائے مالکیہ، شافعیہ و حنبلیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک عقد باطل قرار دیا جائے گا۔

الفقه الحنفی وادلته. کتاب النکاح: باب، نکاح الشغار 'الشیخ اسعد محمد سعید الصّاغرجی، دارلکتب الطیب دمشق بیروت

نکاح سر

نکاح سر سے مراد ہے خفیہ نکاح جو منعقد تو ہو جاتا ہے بشرطیکہ باقی تمام تقاضے پورے کر دیئے گئے ہوں۔ مگر یہ ایک انتہائی مکروہ و مخدوش شکل ہے

عَنْ عَمْرِوبْنِ یَحییَ الْمَازِنِیِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَکْرَہُ نِکَاحَ السِّرِّ حَتّٰی یُضْرَبَ بِالدُّفِّ.

السنن الکبریٰ للبیهقي کتاب الصداق ما یستحب من اظها رالنکاح واباحة الضرب بالدف علیه ومالایستنکرمن القول.

حضرت عمرو بن یحییٰ المازنی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا نکاح جو پوشیدہ ہو اور اس میں دف نہ بجایا جائے پسند نہیں فرماتے تھے۔

عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ إِذَا سَمِعَ صَوْتًا أَوْ دُفًّا قَالَ مَاھٰذَا؟ فَإِنْ قَالُوْا عُرْسٌ أَوْ خِتَانٌ صَمَتَ.

المصدر السابق

ترجمہ

امام محمد بن سیرین کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اگر کہیں سے کوئی اونچی آواز سنائی دیتی تو پوچھتے کہ کیا معاملہ ہے پھر اگر یہ بتایا جاتا کہ یہاں شادی یا ختنہ کی مجلس ہے تو خاموش ہو جاتے۔

پہلی بات یہ ہے کہ جس چیز کو اللہ کے رسول ﷺ نے پسند نہیں فرمایا اسے اللہ بھی پسند نہیں کرتا تو اس میں

Marfat.com

برکت اور خوشحالی کدھر سے آسکتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ شادی یا ختنے کی مجلس میں خوشی کا اظہار ہوتا ہے اس لیے حضرت عمر اسے روا رکھتے تھے کیونکہ حضرت عمر باوجود اس بات کے کہ شریعت کے معاملات میں بہت غیور تھے لوگوں پہ ناجائز سختی بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ جو لوگ دین کا مزاج سمجھے بغیر سختی کرتے ہیں وہ دین کی خدمت کے بجائے دشمنی کرتے ہیں۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنْ نِكَاحِ السِّرِّ.

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد . باب نکاح السر

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے چھپ چھپا کر نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے۔

واقول

پوشیدہ نکاح میں ایک خرابی تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حلال کیا ہے اسے حرام کی طرح استعمال میں لانا اللہ تعالیٰ کی غیرت کو چیلنج ہے اور یہ اس لیے بھی کہ جب کوئی انسان اللہ کے بجائے لوگوں کے ڈر سے ایسا کرتا ہے تو یہی کام جو عبادت تھا وہی شریعت کی نظر میں گناہ بن جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ حضرت فضیل بن عیاض خراسانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ملفوظ ہے کہ " تَرْكُ الْعَمَلِ لِأَجْلِ النَّاسِ رِيَاءٌ وَالْعَمَلُ لِأَجْلِ النَّاسِ شِرْكٌ وَالْإِخْلَاصُ أَنْ يُعَافِيَكَ اللّٰهُ مِنْهُمَا.

الأذكار، تاليف الامام ابی زكريا محی الدين يحیٰ بن شرف النووی الدمشقی ۶۳۱ - ۶۷۶ھج رحمه الله تعالی - فصل فی الامر بالاخلاص وحسن النيات: الناشر دار ابن كثير دمشق - بيروت.

لوگوں کے ڈر یا لحاظ سے نیک عمل کا ترک کرنا ریاکاری ہے۔ اور لوگوں سے ڈر کر یا ان کا لحاظ کرتے ہوئے نیک عمل اختیار کرنا شرک ہے جبکہ اخلاص یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ ان ہر دو حالتوں سے محفوظ کر لے۔ اور دوسری معاشرتی خرابی یہ ہے کہ پوشیدہ نکاح سے معاشرے پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

نکاح سر کے منفی اثرات

حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ قَالَ: أَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ رَجُلًا تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَأَسَرَّ ذَالِكَ

Marfat.com

فَكَانَ يَخْتَلِفُ اِلَيْهَا فِيْ مَنْزِلِهَا فَرَآهُ جَارٌ لَهَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا فَقَذَفَهُ بِهَا فَخَاصَمَهُ اِلَىٰ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هٰذَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَىٰ جَارِيَةٍ وَلَاأَعْلَمُهُ تَزَوَّجَهَا فَقَالَ لَهُ مَا تَقُوْلُ؟ فَقَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَىٰ شَيْءٍ دُوْنٍ فَأَخْفَيْتُ ذَالِكَ قَالَ فَمَنْ شَهِدَكُمْ قَالَ أَشْهَدْتُ بَعْضَ أَهْلِهَا قَالَ فَدَرَأَ الْحَدَّ عَنْ قَاذِفِهِ وَقَالَ أَعْلِنُوا النِّكَاحَ وَحَصِّنُوْا هٰذِهِ الْفُرُوْجَ.

الكتاب المصنف فى الاحاديث والأثار ، كتاب النكاح باب ما قالوا فى اعلان النكاح تاليف الامام الحافظ ابى بكر عبد الله بن محمد بن ابى شيبة ت ۲۳۵ھج .

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ ایک آدمی نے عورت سے نکاح کر کے اسے خفیہ رکھا اور اب جب عورت کے گھر میں اس کے پاس آنا جانا شروع کیا تو عورت کے پڑوسی نے اس پر زنا کی تہمت لگادی اور لڑائی جھگڑے کے بعد اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا اور شکایت کی کہ امیر المومنین یہ میری پڑوسن کے پاس آتا جاتا ہے اور مجھے نہیں معلوم کہ ان کا نکاح ہوا ہے؟ حضرت عمر کی جواب طلبی پر اس متہم شخص نے بتایا کہ دراصل میں نے اس عورت سے بہت معمولی مہر کے عوض نکاح کیا تھا اس لئے یہ معاملہ پوشیدہ رکھا۔ حضرت عمر نے دریافت فرمایا کہ تمہارے اس نکاح کے گواہ کون ہیں تو اس نے بتایا کہ عورت کے کچھ قریبی گواہ ہیں۔ اب حضرت عمر نے اس کا عذر بھی قبول فرمایا اور تہمت لگانے والے سے حد قذف کی سزا بھی ساقط کردی اور فرمایا کہ اعلانیہ نکاح کر کے ان فروج کی حفاظت کرو۔

حضرت عمر کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ خفیہ نکاح سے فروج کی حفاظت نہیں ہوتی یعنی نکاح تو کیا جاتا ہے بدنامی سے بچنے کے لئے اور اگر نکاح کر کے بھی بدنامی باقی ہے تو نکاح کے کیا معنی؟ جبکہ مندرجہ صورت واقعہ میں لوگ قذف کے مرتکب ہوتے ہیں اور اسلام میں قذف کوئی معمولی نہیں بلکہ بہت حساس واقعہ ہے جس کی تھوڑی سی تفصیل اس طرح:

حد قذف

اَلْقَذْفُ: اَلرَّمْىُ الْبَعِيْدُ. یعنی قذف کے معنی ہیں دور پھینکنا۔ اس کے مفہوم میں بُعد کے اعتبار سے کہتے ہیں "مَنْزِلٌ قَذَفٌ وَقَذِيْفٌ" وہ گھر جو بہت دور ہو اور "وَبَلْدَةٌ قَذُوْفٌ" وہ شہر جو بہت دور واقع ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُوْرًا" الصّٰفّٰت ۸/ ۹ : یعنی شیاطین کو آسمان کی طرف جانے سے پہلے دور ہی روک کر ان پر آسمان سے آگ کے شعلے پھینکے جاتے ہیں۔ اسی طرح قَذَفَ يَقْذِفُ (ض)

Marfat.com

قَذْفًا۔ کے معنی ہیں قے کرنا۔ چونکہ آدمی قے کر کے اس سے خود دور ہٹتا ہے یا اسے دور پھینکتا ہے یہاں بھی دوری کا معنی مشترک ہے اور اسی سے ہے۔قَذَ فَ بِقَوْلِهٖ بغیر سوچے سمجھے بات کرنا اور " قَذَ فَ الْحَجْرَ - وَ - بِالْحَجْرِ " پتھر پھینکنا جبکہ، اسی سے ایک جملہ ہے قَذَفَهٗ یاقَذَفَ فُلَانٌ فُلَانًا کسی ناعاقبت اندیش کا دوسرے کو بدکاری کی تہمت لگانا۔

تلخیص مفردات الفاظ القرآن تالیف العلامة الراغب الاصفهانی الناشر دارالقلم دمشق المنجد عربی اردو دارالاشاعت کراچی

حد قذف، کے لغوی اور اصطلاحی معنی میں بھی بنیادی مفہوم شامل رہتا ہے یعنی جھوٹی تہمت لگانا بھی اسی طرح ہے جس طرح کوئی دور سے پتھر پھینک مارے یا گھات میں چھپ کر گندگی پھینک دے۔ یا معاشرے کے کچھ گندے لوگوں کے اندر جب شیطانی وساوس کی گندگی ایک عرصہ تک جمع ہوتے ہوتے Overflow ہو کر انہیں قے ہو جائے تو ان کی کوشش ہوتی ہے کہ خود بچ نکلیں مگر دوسروں کا دامن داغدار کر جائیں۔ جاہلیت میں ایسے لوگوں نے شرفا کا جینا محال کر رکھا تھا یہاں تک کہ ٦ ہجری میں اسی طرح کی ذہنیت کے منافق گروہ نے ایک قدم آگے بڑھ کر اس کائنات کی ایسی مقدس ہستی کے دامن کو داغدار بنانے کی ناپاک جسارت کی جس کے بستر پہ قرآن نازل ہو رہا تھا یعنی: أَطْيَبُ الطَّيِّبَاتْ ۞ أَحْصَنُ الْمُحْصَنٰتْ ۞ أَلْمُبَرَّأَتُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتْ ۞ قُدْوَةُ الصَّالِحَاتْ ۞ أَصْدَقُ الصِّدِّيْقَاتْ ۞ بِنْتُ الْإِمَامِ الصِّدِّيْقِ الْأَكْبَرِ رَفِيْعِ الدَّرَجَاتْ ۞ حَبِيْبَةُ أَفْضَلِ الْمَخْلُوْقَاتْ ۞ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتْ ۞ أَلسَّيِّدَةُ عَائِشَةُ الْحُمَيْرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَارْضَاهَاعَنَّا، وَيَنْبَغِيْ لَنَا أَنْ نَقُوْلَ فِيْ شَأْنِهَا كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ " اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَائِشَةَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ مَغْفِرَةً وَاجِبَةً ، ظَاهِرَةً بَاطِنَةً " اس واقعہ سے جب رسول اللہ ﷺ، خاندان نبوۃ اور مسلمانوں کو شدید اذیت پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے معاملہ اپنے ہاتھ لیتے ہوئے نہ صرف منافقین پر حد قذف جاری کرنے کا حکم دیا بلکہ سیدہ کی برأت کا اعلان کر دیا۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّ لَاتَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ج وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ۞ ٢٤:النور.٤

اور وہ لوگ جو پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں ان کو اسی (80) کوڑے مارو اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو اور وہ خود ہی فاسق ہیں۔

لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مذکورہ واقعہ میں اس الزام لگانے والے سے حد اس لیے ساقط کر دی کہ وہ بھی اپنی جگہ سچا تھا۔ کیونکہ ان نکاح کرنے والوں کو چاہیے تھا کہ وہ کم از کم پڑوس تک تو خبر کر دیتے۔ تاہم خفیہ نکاح میں یہ ایک

Marfat.com

ایسی معاشرتی برائی ہے کہ اس کی وجہ سے کئی لوگ اپنا ایمان ضائع کر دیتے ہیں اس لیے رسول اللہ ﷺ نے خفیہ نکاح پسند نہیں فرمایا۔ بہرحال ہمارے معاشرے میں جو لوگ ذرا ذرا بات پر تہمتیں لگاتے دوسروں پر گندگی اور کیچڑ اچھالتے رہتے ہیں یہ اگر یہاں قانون مؤثر نہ ہونے کے باعث بچ بھی نکلیں تو اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔

حکایت شیخ سعدیؒ

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حکایت بیان فرما کر ایسے کم ظرف لوگوں کو ایک مفید مشورہ دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مسافر آدمی تھک کر کسی راستے کے کنارے سو گیا تو اس کی بے خبری کے عالم میں اس کا ستر کھل گیا۔ تو ایک عابد و زاہد قسم کا آدمی وہاں سے گزرتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے لگا اب مسافر ہڑ بڑا کے اٹھ بیٹھا اور اس نے یہ آیت تلاوت کی: ''وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا'' الفرقان: ۷۲

اور رحمان کے پسندیدہ بندے وہ ہیں کہ جب کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہو تو شریف آدمیوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔

اِذَا رَأَيْـــتَ أَثِيْـمًـــا   كُـنْ سَـاتِـرًا وَّ حَـلِيْـمًـا
يَـــا مَـنْ يُّـقَبِّـحُ أَمْـرِي   لِـمَ لَا تَـمُـرُّ كَـرِيْـمًـا

جب تو کسی گنہگار کو دیکھے تو پردہ پوشی اختیار کر اور بردبار بن جا۔ اے وہ کہ جو میری برائیاں بیان کرتا ہے تو خود شریف لوگوں کی طرح کیوں نہیں گزر جاتا۔

متاب اے پارسا روی از گنہگار   بخشایندگی دروے نظر کن
اگر من ناجواں مردم بہ کردار   تو بر من چوں جوانمرداں گزر کن

ترجمہ

اے پارسا! گنہگار سے منہ نہ موڑ بلکہ اس پر بخشش کی نگاہ ڈال۔ اگر میں اپنی کارکردگی کے باعث بے ہمت ہوں تو پھر تو ہمت و حوصلے والوں کی طرح میرے پاس سے گزر جا۔

گلستان سعدی شیرازیؒ حکایت نمبر ۳۸

اوائل ۱۹۶۷ میں جب میں مدرسہ عربیہ قدیم بیرون کھیالی دروازہ گوجرانوالہ میں داخل ہوا تو استاذ العصر حضرت الاستاذ علامہ مفتی نذیر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اُس وقت صدر المدرسین تھے اور گلستان کا سبق آپ ہی کے پاس تھا۔ آج جب حضرت ہمارے درمیان نہیں تو یہ سطور لکھتے وقت حضرت کا مشفقانہ و مربیانہ اور حکیمانہ لب و لہجہ اور محبوب

Marfat.com

شخصیت بہت یاد آئی۔ حضرت جیسے مدرس کم لوگوں کو نصیب ہوتے ہیں۔

تجھ سے لفظوں کا نہیں روح کا رشتہ ہے میرا
تو میری سانسوں میں تحلیل ہے خوشبو کی طرح

احمد فراز

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

" رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: خَاصَمَ غُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أُمَّهُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - فَجَحَدَتْهُ، فَسَأَلَهُ الْبَيِّنَةَ، فَلَمْ تَكُنْ عِنْدَهُ، وَجَاءَتِ الْمَرْأَةُ بِنَفَرٍ، فَشَهِدُوا أَنَّهَا لَمْ تَتَزَوَّجْ وَأَنَّ الْغُلَامَ كَاذِبٌ عَلَيْهَا، وَقَدْ قَذَفَهَا. فَأَمَرَ عُمَرُ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - بِضَرْبِهِ، فَلَقِيَهُ عَلِيٌّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - فَسَأَلَ عَنْ أَمْرِهِمْ، فَأُخْبِرَ فَدَعَاهُمْ، ثُمَّ قَعَدَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ وَسَأَلَ الْمَرْأَةَ فَجَحَدَتْ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ: اجْحَدْهَا كَمَا جَحَدَتْكَ، فَقَالَ: يَا ابْنَ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - إِنَّهَا أُمِّي، قَالَ: اجْحَدْهَا، وَأَنَا أَبُوكَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ أَخَوَاكَ، قَالَ: قَدْ جَحَدْتُهَا، وَأَنْكَرْتُهَا. فَقَالَ عَلِيٌّ لِأَوْلِيَاءِ الْمَرْأَةِ: أَمْرِي فِي هَذِهِ الْمَرْأَةِ جَائِزٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ، وَفِينَا أَيْضًا، فَقَالَ عَلِيٌّ: أُشْهِدُ مَنْ حَضَرَ أَنِّي قَدْ زَوَّجْتُ هَذَا الْغُلَامَ مِنْ هَذِهِ الْمَرْأَةِ الْغَرِيبَةِ مِنْهُ، يَا قَنْبَرُ ائْتِنِي بِطِينَةٍ فِيهَا دِرْهَمٌ، فَأَتَاهُ بِهَا، فَعَدَّ أَرْبَعَمِائَةٍ وَثَمَانِينَ دِرْهَمًا، فَدَفَعَهَا مَهْرًا لَهَا.

وَقَالَ لِلْغُلَامِ: خُذْ بِيَدِ امْرَأَتِكَ، وَلَا تَأْتِنَا إِلَّا وَعَلَيْكَ أَثَرُ الْعُرْسِ، فَلَمَّا وَلَّى، قَالَتِ الْمَرْأَةُ: يَا أَبَا الْحَسَنِ، اللَّهَ اللَّهَ هُوَ النَّارُ، هُوَ وَاللَّهِ ابْنِي. قَالَ: وَكَيْفَ ذَلِكَ؟ قَالَتْ: إِنَّ أَبَاهُ كَانَ زِنْجِيًّا، وَإِنَّ إِخْوَتِي زَوَّجُونِي مِنْهُ، فَحَمَلْتُ بِهَذَا الْغُلَامِ. وَخَرَجَ الرَّجُلُ غَازِيًا فَقُتِلَ، وَبَعَثْتُ بِهَذَا إِلَى حَيِّ بَنِي فُلَانٍ. فَنَشَأَ فِيهِمْ، وَأَنِفْتُ أَنْ يَكُونَ ابْنِي، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَبُو الْحَسَنِ، وَأَلْحَقَهُ بِهَا، وَثَبَتَ نَسَبُهُ. "

الطرق الحكمية في السياسة الشرعية. المؤلف: أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن أيوب بن قيم الجوزية شهرته :ابن قيم الجوزية رحمه الله تعالى : وَمِنَ الْحُكْمِ بِالْفِرَاسَةِ وَالْأَمَارَاتِ :المحقق: نايف أحمد الحمد. دار النشر دار عالم الفوائدالبلد : مكة المكرمة. الطبعة : الأولى سنة الطبع :1428هـ. عدد الأجزاء .

محمد بن عبید اللہ بن أبی رافع نے اپنے والد کے حوالہ سے واقعہ بیان کیا ہے کہ انصار میں سے ایک نوجوان نے اپنی ماں کے خلاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا کہ وہ اسے بیٹا تسلیم نہیں کرتی۔ اور

Marfat.com

عورت نے عدالت میں انکار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب مدعی سے گواہ طلب کیے تو اس کے پاس کوئی گواہ نہ تھا جبکہ عورت اپنے ساتھ ایک جم غفیر لے آئی جنہوں نے گواہی دی کہ اس نے تو کبھی نکاح ہی نہیں کیا، ماں کیسے بن گئی؟ لہٰذا نوجوان نے اس پر تہمت لگائی ہے۔ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدعی پر حد قذف جاری کرنا چاہتے تھے کہ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور معاملے کی نوعیت کے متعلق سوال کیا اور پھر ان سب کو لیے مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھ گئے اور عورت سے اس بیٹے کے بارے میں جب سوال کیا تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ آپ نے اس لڑکے سے فرمایا کہ جس طرح عورت نے انکار کر دیا ہے تم بھی اسی طرح اس کے ماں ہونے کا انکار کرو۔ اس نے عرض کیا: اے رسول اللہ ﷺ کے چچازاد! سچ بات ہے کہ یہ میری ماں ہے۔ فرمایا: نہیں بلکہ اس کے ماں ہونے کا انکار کرو اور یاد رکھو کہ آج سے میں تمہارا باپ اور میرے بیٹے حسن اور حسین تمہارے بھائی ہیں؟

تب اس نے کہا میں بھی اس کے ماں ہونے سے انکار کرتا ہوں۔ تب حضرت علی نے اس عورت کے ورثاء سے فرمایا کہ تم اس عورت کا معاملہ میرے سپرد کر دو؟ انہوں نے کہا ٹھیک ہے اب سے اس کا معاملہ آپ کے اور ہمارے درمیان ہے۔ اس کے بعد حضرت علی نے اعلان کیا کہ تم جتنے لوگ یہاں موجود ہو گواہ رہنا کہ میں نے اس عورت کا کہ جو اس لڑکے کو نہیں جانتی سے نکاح کر دیا ہے۔ پھر اپنے غلام قَنبُر سے فرمایا کہ وہ پیسوں والی تھیلی پیش کر جب وہ لایا تو چار سو اسی درہم اس عورت کو بطور مہر ادا کرتے ہوئے اس لڑکے سے فرمایا کہ اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑو اور ساتھ لے جاؤ اور اس وقت واپس آنا کہ جب تم پر شب عروسی منانے کے آثار نمایاں ہوں۔ جب وہ اس عورت کو لے کر چلا تو اس وقت چلائی کہ اے ابوالحسن! اللہ گواہ ہے میں اس کی آگ سے ڈرتی ہوں اور حقیقت یہی ہے کہ یہ میرا ہی بیٹا ہے۔ فرمایا: اب مجھے پورا واقعہ سناؤ؟ اس نے عرض کیا کہ دراصل اس کا باپ ایک سیاہ رنگ آدمی تھا اور میرے بھائیوں نے اس کے ساتھ میرا نکاح کر دیا تھا جس کے نتیجے میں مجھے اس کا حمل رہ گیا مگر اس کا باپ جہاد کیلئے گیا تھا جہاں شہید ہو گیا۔ تو میں نے اس لڑکے کو فلاں بستی میں بھیج دیا جہاں اس نے پرورش پائی۔ اور میں نے اسے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ابوالحسن ہی ہوں یعنی میں اس کی تبنیت سے دستبردار ہوتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی بیٹا عورت کے سپرد کر دیا اس طرح بالآخر اس کا نسب ثابت ہو گیا۔

اس طرح کے واقعات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ خفیہ نکاح کا بسا اوقات نتیجہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔ اور اب کے زمانے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسی کوئی صاحب فراست ہستی ہے نہیں کہ اس کی برکات سے استفادہ کیا جاسکے۔ اس لیے ہر معاملے میں سنت رسول ﷺ پر عمل کرنا ہی مفید و قابل اجر ہے۔

Marfat.com

نکاح تفویض

فَوَّضَ يُفَوِّضُ تفويضًا : کے لغوی معنی ہیں سپردگی: فَوَّضَ اِلَيْهِ الْاَمْرَ : فلاں نے فلاں کو اختیار سپرد کردیا، حاکم بنادیا۔ جس کی عملی زندگی میں کئی شکلیں ہوسکتی ہیں۔ نکاح کے باب میں تفویض سے ایسا نکاح مراد ہے جس میں مہر کا ذکر نہ کیا گیا ہو۔ ایسی صورت میں حضرت امام مالک اور شیخ ابن حزم ظاہری کے سوا جمہور اہل علم کے نزدیک نکاح ہوجائے گا۔ کیونکہ مہر ارکان نکاح میں سے نہیں۔

اس معاملے کی باقی تفصیل آئندہ ارکان نکاح کے تحت بیان کی جائے گی ان شاء اللہ! مگر مہر پھر بھی ساقط نہیں ہوتا بلکہ مہر مثل لازم آئے گا۔

نکاح فضولی

01 : اَلْفُضُوْلِيُّ : هُوَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ وَلِيًّا وَّلَا اَصِيْلًا وَّلَا وَكِيْلًا فِي الْعَقْدِ.

التعريفات، للجرجاني رحمه الله تعالى .

فُضُوْلِيٌ : ایک ایسا آدمی جو نکاح منعقد کرنے میں نہ تو کسی کا ولی اور وکیل ہو اور نہ اس کا اپنا کوئی ذاتی معاملہ ہو۔ اردو میں بھی کہتے ہیں کہ فلاں فضول آدمی ہے رفضول حرکتیں کرتا ہے۔

02: اَلْفُضُوْلِيُّ : نِسْبَةٌ اِلَى الْفُضُوْلِ وَالْفُضُوْلُ جَمْعُ فَضْلٍ وَالْفَضْلُ بِمَعْنَى الزِّيَادَةِ وَهُوَ مَنْ يَّتَصَرَّفُ بِحَقِّ الْغَيْرِ بِدُوْنِ اِذْنٍ شَرْعِيٍّ .

درر الحكام في مجلة الاحكام تاليف علي حيدر. المادة ۱۱۲

اَلْفُضُوْلِيُّ : فُضُوْل کی طرف نسبت کی وجہ سے ہے اور فُضُوْل جمع ہے فَضْل کی اور فَضْل زیادہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور شرعی اصطلاح میں فضولی ایسا فرد جو شرعی حق حاصل ہوئے بغیر دوسرے کے حق میں تصرف کرے۔ اور المنجد میں اس کی تعریف اس طرح کی گئی ہے۔

03: اَلْفُضُوْلِيُّ: کے لفظی معنیٰ ہیں بے فائدہ چیزوں میں مشغول ہونے والا اور بغیر کہے خواہ مخواہ دو شخصوں کے معاملات میں مداخلت کرنے والا اور اصطلاحاً ایسا ایک بیگانہ شخص یا فرد جو ولایت اور وکالت حاصل ہوئے بغیر کسی بالغ یا نابالغ لڑکی لڑکے کا نکاح کردے۔

Marfat.com

احناف کے نزدیک ایسا نکاح بالغ کی اپنی یا نابالغ کے ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر وہ اجازت دے دیں تو نافذ ہو جائے گا مگر امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فضولی کے تصرف کی تمام شکلیں باطل ہیں۔ اور میرے خیال میں یہی رائے قابل ترجیح ہے۔ کیونکہ پہلی صورت کی قباحتوں میں سے ایک یہ ہے کہ فضولی کی حیثیت اور تصرف کو ہم نے خوداور خواہ مخواہ قانونی حیثیت دے دی۔ حالانکہ ایسا شخص مستوجب سزا ہے۔

البحر الرائق شرح کنزالدقائق کتاب النکاح للنسفی ابی البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد بن محمود الحنفی -- ت ۱۰ ۷ ھ. تالیف العلامة زین الدین ابراهیم بن محمد الشهیر بابن نجیم الحنفی ت۹۷۰ هج تحقیق و تعلیق احمد عز و عنایة الدمشقی الناشر دار احیاء التراث العربی بیروت الهدایة شرح بدایة المبتدی کتاب النکاح فصل فی الوکالة بالنکاح وغیرها . لشیخ الاسلام برهان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی ت ۵۹۳هج .تحقیق ،تعلیق وتخریج محمد محمد تامر / حافظ عاشور حافظ : الناشر دارالسلام القاهرة.

نکاح تدلیس

نکاح تدلیس :اگرچہ کوئی معروف فقہی اصطلاح اس لیے نہیں کہ" تدلیس " دھوکے، فریب، خیانت اور بدنیتی کے مفہوم کے ساتھ زندگی کے تمام شعبوں میں حرام ومشترک ہے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ نے دیگر معاملات زندگی کی طرح نکاح کے باب میں بھی " لَا نِكَاحَ دَلَسَةٍ " یعنی نکاح تدلیس کی کوئی حیثیت نہیں۔ ارشاد فرمایا ہے جس کی مناسبت سے علیحدہ عنوان قائم کرنا اس لیے ضروری تھا کہ کچھ عرصہ سے برطانیہ میں مستقل سکونت کی خاطر نکاح تدلیس عام ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْمُحَلِّلِ قَالَ: لَا نِكَاحَ إِلَّا نِكَاحَ رَغْبَةٍ، لَا نِكَاحَ دَلَسَةٍ، وَلَا مُسْتَهْزِءٍ بِكِتَابِ اللّٰهِ لَمْ يَذُقِ الْعُسَيْلَةَ.

معجم الکبیر للطبرانی

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے نکاح حلالہ کے بارے میں سوال کیا گیا تھا جس کے جواب میں فرمایا نہ تو رغبت وچاہت کے بغیر نکاح کی کوئی حیثیت ہے اور نہ دھوکے سے کیے گئے نکاح (نکاح دَلَسَۃ) کی کوئی حیثیت ہے اور نہ ایسے نکاح کی جس میں اللہ تعالی کی کتاب کے ساتھ ٹھٹھہ کیا جائے۔ اور نہ ایسے نکاح کی کہ باوجود نکاح کے جماع نہ ہو۔ یعنی طلاق بائن کی صورت میں نکاح ثانی اس وقت مفید ہے جب باقاعدہ نکاح کے بعد رشتۂ ازدواج قائم ہو جائے۔

Marfat.com

تدلیس

دَلَّس: کے مفہوم میں ظلم وزیادتی اور دھوکا وخیانت شامل ہے۔ کہتے ہیں: هُوَ لَایُدَالِسُ وَلَا یُوَالِسُ . أیْ لَایُخَادِعُ وَلَایَغْدُرُ: وہ نہ ظلم کرتا ہے نہ خیانت اور دھوکہ۔ اسی طرح: اَلْمُدَالَسَةُ یعنی اَلْمُخَادَعَةُ :مُدَالَسَةُ : دھوکے اور فریب کے معنی میں مستعمل ہے: دَالَسَ یُدَالِسُ، مُدَالَسَةً وَدِلَاسًا: کسی کو دھوکا دینے کیلئے کسی معالے کے معیوب پہلو کو چھپالینا: دُلْسَةٌ بِالضَّمِّ .اَلْخَدِیْعَةُ :مصباح المنیر: دُلْسَةٌ . بھی خالص دھوکے کے معنی میں مستعمل ہے۔ دَلَّسَ فِیْ الْبَیْعِ وَ کُلِّ شَیْءٍ اِذَا لَمْ یُبَیِّنْ عَیْبَهُ وَهُوَ مِنَ الظُّلْمَةِ: خرید وفروخت یا کسی بھی معاملے میں خریدار سے عیب چھپالینا یعنی اندھیرے میں رکھنا جو کہ حرام ہے۔

لسان العرب-المنجد

مُدَلِّسُ : حدیث کی اصطلاح میں ''مُدَلِّسُ'' ایسے راوی کو کہتے ہیں جو اپنے کسی ہم عصر شیخ سے اس طرح روایت کرے جیسے اس نے اس سے براہ راست سماعت کی ہو جبکہ ملاقات ثابت نہیں۔ تدلیس کی تین قسموں میں سے قبیح ترین شکل یہ ہے کہ راوی اپنے شیخ کا نام اس لیے ذکر نہ کرے کیونکہ وہ ضعیف ہونے کے باعث قابل قبول نہیں۔ لٰہذا عنعنہ سے شیخ کا نام حذف کر کے بعد والے شیخ کا نام اس طرح بیان کر دے جس سے سننے والے پر سند کا متصل ہونا ظاہر ہو اور باقی تمام راوی ثقہ ہوں۔ سوائے اس کے شیخ کے۔

نکاح وطلاق کے باب میں تدلیس سے مراد ہے عیب چھپانا (اِخْفَاءُ الْعَیْبِ) کہ مرد، عورت کو یا عورت، مرد کو دھوکا دینے کیلئے اپنا جسمانی عیب یا نیت مخفی رکھے۔ مثلاً مرد کو بتایا گیا کہ لڑکی کنواری ہے مگر وہ ثیبہ تھی۔ مرد نے بتایا کہ اس کی پہلے شادی نہیں ہوئی مگر وہ شادی شدہ تھا۔ یا دونوں نے ایک دوسرے سے کوئی جسمانی عیب چھپا کر نکاح کر لیا جیسے نامردی اور برص جذام قسم کی متعدی بیماریاں۔ کچھ عرصہ سے برطانیہ میں سکونت (Stay) کیلئے لوگ نکاح تدلیس کا سہارا لیتے ہیں۔ جس کے باعث کچھ عرصہ بعد نہ صرف نکاح تدلیس اپنے منطقی انجام کو پہنچ جاتا ہے بلکہ برطانوی بچے اپنے اپنے ملک میں شادی کے تصور سے بھی نفرت کرنے لگے ہیں اور والدین کی پریشانی بڑھ گئی ہے۔

نکاح تقیید

نکاح تقیید بھی کوئی مستقل فقہی اصطلاح نہیں کیونکہ دیگر عنوانات کے تحت اس طرح کے مسائل کا ذکر آ جاتا ہے۔ مگر موجودہ حالات میں مجھے ضرورت محسوس ہوئی کہ میں ایک مستقل عنوان کے تحت چند اہم مسائل کو واضح

Marfat.com

کردوں۔ جس کیلئے ایک نکاح تقیید کے عنوان کا اضافہ کرنا پڑا۔

نکاح تقیید سے مراد ایسا نکاح ہے کہ جس میں لڑکی کے والدین یا کفیل حفظ ماتقدم کے طور پر کسی ایسی قید یا شرط کا اضافہ کرتے ہیں جو مقاصد نکاح کے خلاف نہیں بلکہ میاں بیوی کے مفاد میں ہے۔ والدین کو یہ اختیار نکاح سے پہلے بھی حاصل ہے اور نکاح کے بعد بھی جس کی ابھی تفصیل آئے گی۔ بلکہ شریعت تقاضا کرتی ہے کہ اس پرفتن دور میں جہیز اور رسموں کی فکر چھوڑ کر بیٹی کے ایمان اور آخرت کی فکر کریں اور کچھ ایسی شرائط عاید کریں کہ داماد بیٹی کو فرقہ واریت، مسلکی تعصب اور مذہبی دہشت گردی سے دور رکھے گا۔ بیٹی کو ساتھ رکھتے ہوئے یا اکیلے چھوڑ کر کسی ایسی تنظیم کے ساتھ نہیں جائے گا جس کی سرگرمیاں ملکی سلامتی کے خلاف ہوں۔ یا کسی ایسے فرقے کا حصہ نہیں بنے گا جو اسلام کے نام پر تعصب و منافرت پھیلاتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ، وَإِنَّ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِيْ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ.

هَذَا حَدِيثٌ مُفَسَّرٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هَذَا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ :ترمذی باب ماجاء فی افتراق هذه الأمة :حکم الألبانی : حسن

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت قدم بقدم ان فتنوں سے دوچار ہوگی جس میں بنی اسرائیل مبتلا ہو کر تباہ ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ اگر بنی اسرائیل میں سے کسی نے اپنی سگی ماں سے علانیہ بدکاری کی ہوگی تو میری امت میں سے بھی کوئی نہ کوئی یہ گناہ کر گزرے گا۔ اور یاد رکھو کہ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے جبکہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور یہ سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک گروہ کے۔ عرض کیا: یارسول اللہ! اس نجات والے گروہ کی نشانی کیا ہوگی؟ فرمایا: وہ لوگ اس طریقے پر ہوں گے جس پر میں خود اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيهِمْ عَلَى دِينِهِ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَعُمَرُ بْنُ شَاكِرٍ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ قَدْ رَوَى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ .حکم الألبانی : صحیح

لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں اپنے دین پر ثابت قدم رہنے والے کی مثال ایسی ہوگی جیسے کوئی شخص

Marfat.com

آگ کے انگاروں سے مٹھی بھرلے۔

یعنی فتنے کا ایسا دور ہوگا جس میں اصل اور صحیح دین پر چلنا اسی طرح مشکل ہو جائے گا جس طرح آگ کے دہکتے انگاروں سے مٹھی بھر لینا مشکل ہوتا ہے۔

مگر کوئی ایسی قید یا شرط جو مقاصد نکاح کے خلاف جاتی ہو وہ بہرحال باطل ہے۔ کیونکہ شریعت نے انسان کیلئے تمام معاملات تفصیل کے ساتھ اس طرح طے کر دیئے ہیں کہ کہیں کسی معاملے میں کوئی تشنگی باقی نہیں۔ جس کے بعد کسی شخص کیلئے روا نہیں کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق معاملات طے کرتا پھرے۔ فَإِنَّ اللّٰـهَ قَدْ حَرَّمَ أَنْ يُشْرَعَ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ .فَلا يُشْرَعُ عِبَادَةٌ إِلَّا بِشَرْعِ اللّٰهِ وَلَا يُحَرَّمُ عَادَةٌ إِلَّا بِتَحْرِيمِ اللّٰهِ.

مجموع الفتاوی لابن تیمیة رحمه اللّٰه تعالی. باب مقاطع الحقوق عند الشروط

اللہ تعالیٰ نے قطعاً حرام ٹھہرا دیا ہے کہ کوئی شخص کسی ایسی چیز کو دین قرار دے دے جس کی شریعت میں اجازت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیے بغیر نہ تو کوئی عبادت اختیار کی جاسکتی ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحریمی حکم کے بغیر کوئی معمول حرام قرار دیا جاسکتا ہے۔

اس کے باوجود بعض اوقات برادری ازم یا خاندانی رسم ورواج کے پیش نظر لوگ نکاح جیسی عبادت میں اپنی طرف سے مکروہ قسم کی پابندیوں کا اضافہ کر دیتے ہیں جو قطعاً جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر ایسی شرط کو باطل قرار دیا ہے جو مقصد نکاح کے خلاف ہو۔ کتب احادیث میں حضرت بریرہ ومغیث رضی اللہ عنہما کے قصے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک طویل حدیث مروی ہے۔ جس میں ایک ارشاد گرامی اس طرح ہے:

... كُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ.

هَذَا الحَدِيث صَحِيح اخرجه البُخَارِيّ وَمُسلم من رِوَايَة عَائِشَة رَضِيَ اللّٰهُ عَنها فِي حَدِيث بَرِيرَة الطَّوِيل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زندگی کے کسی معاملے میں بھی کسی ایسی شرط کا اضافہ کرنا جو اللہ کی کتاب میں نہیں پائی جاتی وہ باطل ہے۔ یعنی حق کے خلاف اور نا قابل ایفاء ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةُ شَرْطٍ.

والحديث ذكره الهيثمي في مجمع الزوائد 4/208، وقال: رواه الطبراني في الكبير وفيه عمرو بن يحيى بن غفرة ولم أجد من ترجمه وبقية رجاله ثقات.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زندگی کے کسی

Marfat.com

معاملے میں بھی کسی ایسی شرط کا اضافہ کرنا جو اللہ کی کتاب میں نہیں پائی جاتی وہ باطل ہے چاہے سو مرتبہ دہرائی اور پختہ کی جائے۔

باطل : قرآن کریم کی ایک اہم اور بنیادی اصطلاحات میں سے ہے۔ عام لفظوں میں ہر وہ چیز باطل ہے جو حق کے خلاف ہے۔ اسی لیے باطل کی فنی تعریف اس طرح ہے:

أَلْبَاطِلُ: هُوَالَّذِیْ لَایَکُوْنُ صَحِیْحًا بِأَصْلِهِ – وَ مَالَا یُعْتَدُّ بِهِ وَلَا یُفِیْدُ شَیْئًا.

التعریفات للجرجانی رحمه الله تعالیٰ

باطل ایسی چیز کو کہتے ہیں جس کی اساس اصل پر استوار نہیں اور نہ ہی اس پہ بھروسہ کرتے ہوئے کوئی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

لہٰذا قرآن کریم نے باطل پرستی کی سخت مذمت فرمائی ہے۔ چند آیات ملاحظہ فرمائیں:

☆وَیُرِیدُ اللَّهُ أَنْ یُحِقَّ الْحَقَّ بِکَلِمَاتِهِ وَیَقْطَعَ دَابِرَ الْکَافِرِینَ ۝ لِیُحِقَّ الْحَقَّ وَیُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ کَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝

۰۸:الأنفال ۷–۸

اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اپنے احکام سے حق کا حق ہونا ثابت کردے اور ان کفار کی جڑ کاٹ دے۔ تاکہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا ثابت کردے چاہے مجرم لوگ ناپسند ہی کریں۔

☆وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوقًا ۝

۱۷:الاسراء/بنی اسرائیل:۸۱

اے پیغمبر! اعلان کردیجیے کہ حق آچکا اور باطل مٹ گیا یقیناً باطل تھا ہی نابود ہونے والا۔

☆بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَیَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَکُمُ الْوَیْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ۝

۲۱:الأنبیاء:۱۸

بلکہ ہم تو باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں جو اس کا سر توڑ دیتی ہے اور وہ دیکھتے دیکھتے مٹ جاتا ہے اور تمہارے لیے تباہی ہے ان باتوں کی وجہ سے جو بناتے ہو۔

☆ذٰلِکَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا یَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیرُ ۝

۲۲:ألحج:۶۲ – ۳۱: لقمان :۳۰

Marfat.com

یہ سب اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور اُس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بے شک اللہ ہی بلندی و کبریائی والا ہے۔

☆قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ○ ۳۴:سباء : ۴۹

☆اے پیغمبر! اعلان کر دیجیے کہ حق آ چکا اور باطل نہ پہلے کچھ کر سکا ہے اور نہ کر سکے گا۔

جائز شرط کی پاس داری

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَحَقُّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ.

أخرجه البخاري ،كتاب النكاح ، باب الشروط في النكاح ومسلم في النكاح باب الوفاء بالشروط في النكاح (أحق الشروط) أولاها بالوفاء به .(ما استحللتم به الفروج) ما كان سببا في حل التمتع بها وهي الشروط المتفق عليها في عقد الزواج إذا كانت لا تخالف ما ثبت في الكتاب والسنة ولا تتعارض مع أصل شرعي.

تعليق مصطفى البغا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شرائط میں جو شرط سب سے زیادہ پوری کرنی لازم ہے وہ یہ ہے کہ جس کی بنیاد پر تم لوگ عورتوں کو اپنے لیے حلال کرتے ہو۔

وَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ مَقَاطِعَ الْحُقُوقِ عِنْدَ الشُّرُوطِ وَلَكَ مَا شَرَطْتَ وَقَالَ الْمِسْوَرُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ، فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ، فَأَحْسَنَ قَالَ: حَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي.

صحيح بخاري . كتاب النكاح باب الشروط في النكاح

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حقوق کا ادا کرنا شرطیں پوری کرنے پر موقوف ہے۔ یعنی رشتہ طے کرتے وقت اگر لڑکی والوں کی طرف سے کوئی شرط قبول کی ہو تو اس کا پورا کرنا بھی حقوق کی ادائیگی میں شامل ہے۔

حضرت مِسْوَرْ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ کو ارشاد فرماتے سنا۔ آپ ﷺ نے اپنے ایک داماد کا ذکر فرمایا اور سسرال کے ساتھ اچھا سلوک کرنے پر اس کی تعریف فرمائی۔ اس نے میرے ساتھ جو بات بھی کی سچی کی، میرے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اس کی لاج رکھی۔

رسول اللہ ﷺ کے ان داماد سے مراد حضرت زینب کے پہلے شوہر حضرت ابوالعاص بن ربیع ہیں۔ رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ نے نبوۃ کے تیرہویں سال جب ہجرت فرمائی تو اس وقت حضرت زینب اپنے سسرال میں تھیں۔ چونکہ ابھی تک حضرت ابوالعاص ایمان نہیں لائے تھے لہٰذا غزوہ بدر میں کفار کی طرف سے شریک ہوئے اور قید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس شرط پر رہا کیا تھا کہ وہ مکہ پہنچ کر حضرت زینب کو مدینہ طیبہ بھیج دیں گے۔ چنانچہ مکہ پہنچتے ہی انہوں نے کفار مکہ کی طرف سے خطرے کے باوجود حسب وعدہ حضرت زینب کو مدینہ طیبہ بھیج دیا تھا جس کی ایک تفصیل ہے۔ بعد میں خود بھی اسلام لائے اور وفات تک حضرت زینب ان کے نکاح میں رہیں۔ رسول اللہ ﷺ آپ پر اس لیے بہت خوش تھے کہ آپ نے حالت کفر میں رہتے ہوئے بھی نہ صرف اپنے سسرال بلکہ بیوی کا بھی بہت خیال رکھا حالانکہ وہ اسلام قبول کر چکی تھیں۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کیلئے باب قائم کیا ہے کہ لڑکی کے والدین نکاح میں داماد پر کوئی ایسی شرط عاید کر سکتے ہیں جو میاں بیوی کے فائدے کی ہو اور مقاصد نکاح کے خلاف نہ جاتی ہو۔ ہمارے معاشرے میں پایا جانے والا یہ تأثر بالکل غلط ہے کہ بیٹی کی شادی کے بعد والدین کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہ جاتا بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ والدین کیلئے اصل موقعہ یہی ہے کہ وہ بیٹی کے حقوق کا تحفظ کریں۔ ابھی جو واقعہ بیان ہوا ہے اس پر دوبارہ غور فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوالعاص کو اس شرط پر رہائی عطا فرمائی تھی کہ وہ مکہ پہنچ کر زینب کو باپ کے پاس بھیج دیں گے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ بیٹی مکہ مکرمہ میں باپ کے دشمنوں اور کفر کے درمیان زندگی گزار رہی تھی۔

شادی کے بعد بیٹی کے حقوق کی حفاظت

عَنْ ضَمْرَةَ قَالَ " قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى اِبْنَتِهٖ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا بِخِدْمَتِ الْبَيْتِ وَ قَضَى عَلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ بِمَا كَانَ خَارِجًا مِنَ الْبَيْتِ مِنَ الْخِدْمَةِ.

عَنْ ضَمْرَةَ وهو ضَمْرَةُ بن حبيب وانظر ترجمته فى : طبقات الكبرىٰ لابن سعد وفى : التاريخ الكبير للامام البخارى وفى : الجرح والتعديل لابن ابى حاتم الرازى وفى : ميزان الاعتدال للذهبى وفى : تهذيب الكمال للمزى رحمهم الله تعالىٰ: حِلية الاوليا للامام الحافظ ابى نُعَيم احمد عبد الله الاصفهانى الشافعى المتوفىٰ ٤٣٠ هج رحمه الله تعالى : ترجمة ضَمْرَةُ بن حبيب : تحقيق مصطفىٰ عبد القادر عطاء الناشر دار الكتب العلمية بيروت.

حضرت ضمرہ بن حبیب کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد میاں بیوی کے درمیان گھر گرہست چلانے کیلئے اس طرح ذمہ داریاں تقسیم فرمائی تھیں۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو گھر کے اندرونی معاملات کی ذمہ داری سونپی اور گھر کے باہر تمام معاملات حضرت علی

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائے۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَسَمِعَتْ بِذَلِكَ، فَاطِمَةُ فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ، وَهَذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ، يَقُولُ: أَمَّا بَعْدُ أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ، فَحَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي، وَإِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسُوْءَ هَا، وَاللَّهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ، عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مِسْوَرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ، إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ، قَالَ: حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي.

أخرجه مسلم في فضائل الصحابة باب فضائل فاطمة بنت النبي ﷺ رقم ۲۴۴۹

حضرت مسور بن مخرمہ کا بیان ہے کہ حضرت علی بن ابو طالب نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دیا۔ حالانکہ فاطمہ بنت رسول ﷺ ان کے نکاح میں تھیں۔ جب حضرت فاطمہ نے یہ خبر سنی تو وہ رسول ﷺ کے پاس آئیں اور کہا کہ آپ کی قوم تو یہ کہتی ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کی تکلیف پر غصہ نہیں آتا۔ ادھر یہ علی ہیں جو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور کھڑے ہو کر کلمہ شہادت اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: واضح ہو کہ میں نے اپنی بیٹی (زینب رضی اللہ عنہا) کا ابوالعاص بن الربیع سے نکاح کیا تو اس نے مجھ سے جو کچھ کہا سچ کہا۔ اور بے شک فاطمہ بنت محمد میرے جسم کا ٹکڑا ہے اور میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ لوگ اس کو کسی آزمائش میں مبتلا کر دیں۔ اور اللہ کی قسم! رسول اللہ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں۔ راوی مسور بن مخرمہ کا بیان ہے کہ حضرت علی نے اس کے بعد ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا پیغام ترک کر دیا تھا۔ ایک دوسری میں روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر علی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو میری بیٹی کو طلاق دے دیں۔

اس واقعہ کی اور بہت ساری تفصیل ہے جس کو یہاں نقل کرنا مقصود نہیں۔ صرف اتنا عرض کرنا مقصود ہے کہ رسول اللہ کی سنت یہ ہے کہ بیٹیوں کے نکاح کے بعد بھی والدین کی ذمہ داری ہے کہ ان کے حقوق کی

Marfat.com

حفاظت کریں۔ اگر والدین نہیں کریں گے تو دوسرا کون کرے گا۔ بلکہ خواتین اس وقت خودکشی اور خودسوزی پر مجبور ہوتی ہیں جب سسرال والے انصاف نہیں کرتے اور والدین کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں، جو قطعاً غلط ہے یہاں تک کہ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: شَهِدْنَا بِنْتًا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ عَلَى القَبْرِ، قَالَ: فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ، قَالَ: فَقَالَ: هَلْ مِنْكُمْ رَجُلٌ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ؟ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَنَا، قَالَ: فَانْزِلْ قَالَ: فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا فَقَبَرَهَا.

صحيح البحارى : كتاب الجنائز باب من يدخل قبر المرأة

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی ایک بیٹی کے جنازے میں شریک تھے ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ قبر پر تشریف فرما ہیں اور آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اسی دوران فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے گزشتہ رات بیوی سے صحبت نہ کی ہو؟ ابوطلحہ نے عرض کیا: میں ہوں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ پھر تم قبر میں اترو۔ ابوطلحہ اترے اور میت کو قبر میں اتارا۔

واقول

اس مختصر حدیث شریف میں بہت سی علمی بحثیں اور علمائے سلف رحمہ اللہ تعالیٰ کے اقوال ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقعہ نہیں۔ میں عنوان کی مناسبت سے صرف ایک قول نقل کر رہا ہوں۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ عورت کو خاوند یا باپ کا قبر میں اتارنا افضل ہے۔ اور یہاں باپ۔ رسول اللہ ﷺ اور خاوند حضرت عثمان رضی اللہ عنہ موجود ہیں مگر آپ ﷺ نے موجود حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو اپنی صاحبزادی کے قبر میں اتارنے کا اعزاز بخشا اس کی وجہ کیا تھی؟ شارحین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی کئی وجوہات بیان فرمائی ہیں۔ عنوان کی مناسبت سے ایک قول یہ ہے اور صورت واقعہ سے یہی مناسبت رکھتا ہے۔

وأما قوله (صلى الله عليه وسلم): (هل فيكم أحد لم يقارف أهله الليلة؟) فيحتمل أن يستدل على معناه بقوله في حديث المسندى: (فلم يدخل عثمان القبر) ودل سكوت عثمان وتركه المشاحة في إلحاد أهله أنه قد كان قارف تلك الليلة بعض خدمه، لأنه لو لم يقارف

Marfat.com

لـقـال: أنـا لـم أقارف فأتولى إلحاد أهلي، بل كان يحتسب خدمته في ذلك من أزكى أعماله عند الـلـه، وكان أولى من أبي طلحة لو ساواه في ترك المقارفة. فأراد (صلى الله عليه وسلم) أن يمنعه إلحادها حين لم يمنعه حزنه بموت ابنة رسول الله، وانقطاع صهره منه...

شرح صحيح البخاري لابن بطال أبو الحسن علي بن خلف بن عبدالملك المتوفى ۴۴۹ ھ. رحمه الله تعالى. كتاب الجنائز باب من يدخل قبر المرأة : دار النشر مكتبة الرشد السعودية، الرياض.

شارح بخاری امام ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بیان کی ہے کہ دراصل اس رات حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیوی کی تیمارداری سے وقت نکال کر اپنی ایک لونڈی سے جماع کیا تھا جس کی خبر رسول ﷺ کو ہوگئی تھی اور آپ کو حضرت عثمان کا ایسا کرنا اچھا نہیں لگا کہ آپ کی بیٹی کی تیمارداری کے بجائے وہ لونڈی کے ساتھ مشغول ہوتے حالانکہ اس رات حضرت عثمان کا رسول اللہ ﷺ سے دامادی کا رشتہ ٹوٹنے والا تھا کیونکہ عمدۃ القاری کے مطابق حضرت رقیہ کا پہلے انتقال ہو چکا تھا اور یہ ام کلثوم تھیں جن کے بعد کوئی اور بیٹی تھی نہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اعزاز برقرار رہتا۔ جس طرح حضرت عثمان کو یہ صدمہ لونڈی کے ساتھ صحبت سے نہیں روک سکا اسی طرح ان کو تنبیہ کیلئے رسول اللہ ﷺ نے بیوی کو قبر میں اتارنے سے روک دیا اور حضرت ابوطلحہ سے فرمایا: تم میری بیٹی کو قبر میں اتار دو۔

صحیح بخاری شریف کے اصل متن میں ''هل فيكم أحد لم يقارف الليلة؟'' کے الفاظ ہیں جبکہ ابن بطال نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مشغولیت واضح کرنے کیلئے شرح میں ''هل فيكم أحد لم يقارف أهله الليلة؟'' تم میں سے کون ہے جس نے رات کو اپنی بیوی سے صحبت نہیں کی۔ کا جملہ استعمال کیا ہے۔

وَيُقَال: إن عُثْمَان فِي تِلْكَ اللَّيْلَة بَاشر جَارِيَة لَهُ، فَعلم رَسُول الله، صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، بذلك، فَلم يُعجبهُ حَيْثُ شغل عَن الْمَرِيضَة المحتضرة بهَا. وَهِي أم كُلْثُوم زَوجته بنت الرَّسُول، صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، فَأَرَادَ أَنه لَا ينزل فِي قبرها معاتبة عَلَيْهِ، فكنى بِهِ عَنهُ.

عمدة القاري شرح صحيح البخاري للامام ابو محمد بن احمد بن موسى بن حسين الغيتابي الحنفي بدر الدين العيني المتوفى ٨٥٥ ھ. رحمه الله تعالى. كتاب الجنائز باب من يدخل قبر المرأة: دار احياء التراث الاسلامي بيروت.

عمدۃ القاری کی اس مندرجہ عبارت کا بھی یہی مفہوم ہے جو میں نے اوپر بیان کیا ہے کہ اس رات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک لونڈی سے صحبت کی تھی۔ اور بیوی کی بیماری کی حالت میں تیمارداری کے

Marfat.com

بجائے ان کا ایسا کرنا رسول اللہ ﷺ کو نا گوار گزرا جس کے بعد یہ صورت حال پیش آئی۔ جس کے بعد مقام غور وفکر ہے ان والدین کیلئے جو اپنی بچیوں کو گھر سے رخصت کرنے کے بعد لاتعلق ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہماری ذمہ داری ختم ہوگئی۔ سوال یہ ہے کہ ان واقعات کی روشنی میں کہاں گنجائش ہے والدین کیلئے کہ وہ شادی کے بعد بیٹیوں سے آنکھیں چرالیں بلکہ یہاں تو معاملہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبر میں اتارنے تک بیٹی کے ساتھ ہیں کیونکہ:

مل ہی جاتے ہیں سایہ دار درخت

باپ سا سائبان نہیں ملتا

پروفیسر محمود پاشا صاحب

واقول

حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں معاذ اللہ کوئی ایسی بات نہیں کہ آپ کسی گناہ کے بعد بیوی کو قبر میں اتارنے کے اہل نہیں رہے تھے بلکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ انداز تربیت ہے۔ دراصل آپ ﷺ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ کو کچھ ایسے حالات پیش آنے والے تھے جن میں صبر و برداشت اور ثابت قدمی کی انتہائی ضرورت تھی اور یہ ہو نہیں سکتا کہ رسول ﷺ کو ان حالات کا احساس نہ ہو۔ یہ ایک ایسا موقعہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عثمان کو تنبیہ فرمادیں جس کی برکت سے حضرت عثمان رضی اللہ بوقت ضرورت استقامت کے کوہ گراں کی طرح قائم رہیں۔ جیسا کہ بعد کے حالات نے ثابت کردیا۔ اور امت کیلئے یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو ایک غیر محرم قبر میں اتار سکتا ہے تو پھر کسی کی بیٹی کو بھی اتارا جاسکتا ہے کیونکہ وفات کے بعد احکامات بدل جاتے ہیں. واللہ اعلم بالصواب!

قِسْرَةُ بِنْتُ رَوَّاسِ الْكِنْدِيَّةِ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "يَا قِسْرَةُ اذْكُرِيْ اللّٰهَ عِنْدَ الْخَطِيَّةِ يَذْكُرُكِ عِنْدَهَا بِالْمَغْفِرَةِ، وَأَطِيْعِيْ زَوْجَكِ يَكْفِكِ مِنْ شَرِّ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَبِرِّيْ وَالِدَيْكِ يَكْثُرُ خَيْرُ بَيْتِكِ.

الاستيعاب فی معرفة الاصحاب لا بن عبد البر القرطبی :ترجمة قِسْرَةُ بِنْتُ رَوَّاسِ الْكِنْدِيَّةِ .

Marfat.com

حضرت قِسْرَہْ بنت رَوَاسْ کندیه فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین باتوں کی نصیحت فرمائی:

1: اے قِسْرَہْ گناہ کے سرزد ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کو یاد (استغفار) کرلیا کرنا تو اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش فرما دینا یاد رکھیں گے۔

2: اپنے شوہر کی فرمانبرداری تمہیں دنیا وآخرت کے تمام شر سے بچالے گی۔

3: اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرتی رہنا اس طرح تمہارے گھر میں خیر وبرکت بڑھتی رہے گی۔

اس کے بعد حضرت امام بخاری نے دوسرا باب قائم فرمایا'' بَابُ الشُّرُوطِ الَّتِي لَا تَحِلُّ فِي النِّكَاحِ '' کہ نکاح میں کوئی غیر شرعی شرط جائز نہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا.

صحيح البخاري كتاب النكاح :بَابُ الشُّرُوطِ الَّتِي لَا تَحِلُّ فِي النِّكَاحِ

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی عورت کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے نکاح کیلئے مسلمان بہن کی طلاق کا مطالبہ کرے تاکہ اس کا حصہ بھی اسی کو مل جائے حالانکہ اس کو وہی ملے گا جو اس کی قسمت میں ہے۔

چونکہ انصاف کی شرط کے ساتھ ایک شخص کا چار نکاح کرنا مشروع ہے جس کے بعد ایک عورت اپنے نکاح کی خاطر نہ تو مرد سے پہلی بیوی کی طلاق کی شرط لگا سکتی ہے اور نہ نکاح کے بعد مطالبہ کرسکتی ہے۔ ایک جائز معاملے میں اس طرح کی شرط باطل ہے۔ اس صورت حال پر قیاس کرتے ہوئے بہت سے مسائل کا حل موجود ہے جس کیلئے محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے'' کتاب الشروط '' کا عنوان قائم کیا ہے، جو ایک مستقل موضوع ہے۔

حکایت

معروف تابعی حضرت قاضی شریح اپنی عدالت میں تشریف فرما تھے کہ عدی بن ارطاۃ نے آکر اس طرح سوال کیا جناب آپ کہاں تشریف فرما ہیں؟ فرمایا: ''بینک وبین الحائط '' دیوار اور آپ کے درمیان۔ تو میری بات

Marfat.com

سنیں۔ فرمایا:'' لهذا جلست مجلسي '' اسی لیے تو عدالت لگائے بیٹھا ہوں۔ دراصل میں اہل شام میں سے ہوں۔فرمایا:'' الحبيب القريب ''ہمارے دوست ہمارے قریبی، أهلا وسهلا۔دراصل میں نے اپنی قوم میں ایک عورت سے شادی کی ہے۔فرمایا: ''بارک اللّٰہ لک ، بالرفاه والبنين '' اللہ تعالیٰ برکت اور بیٹے عطا فرمائے۔مگر عورت کے گھر والوں کی طرف سے یہ شرط قبول کی تھی کہ میں بیوی کو میکے سے دور نہیں لے جاؤں گا۔فرمایا: ''الشرط أملك ''شرط کی پابندی بہت لازمی ہے۔مگر اب میں اسے میکے سے نکال کر ساتھ لے جانا چاہتا ہوں؟فرمایا: '' في حفظ اللّٰهِ '' جاؤ اللہ حافظ۔اب آپ اپنا فیصلہ دیجیے۔فرمایا:'' قد فعلت ''میں تو فیصلہ دے چکا ہوں۔

أحلى الحكايات من كتاب الأذكياء لابن الجوزي رحمه الله : من ذكاء القضاة : الناشر دار ابن حزم بيروت

فائدہ

حضرت عدی بن ارطاۃ معروف تابعی عالم اور تاریخی شخصیت ہیں اور شاید یہ واقعہ ان کی کہولت کے زمانے کا ہو۔اسی وجہ سے حضرت قاضی شریح رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح کا فکاہتی انداز اختیار کیا کہ آخر حضرت کو اتنا تو معلوم ہی ہے کہ ایسی شرائط کا توڑنا ہے تو غلط اور گناہ کی بات مگر سوائے کفارے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کے اور کیا سزا ہوسکتی ہے۔ورنہ عام آدمی کیلئے لازم ہے کہ اس سے اس کی سمجھ کے مطابق بات کی اور سمجھائی جائے۔

گھر داماد

ہمارا معاشرہ جس کی بنیاد شریعت کے بجائے رسم ورواج پر ہے۔جس کی قیادت نااہل لوگوں کے ہاتھ میں ہے جس کے باعث سنت رسول ﷺ کی پرواہ نہ کرنا تو عام ہے مگر کسی رسم کو چھوڑنا گناہ۔ایسے معاشرے میں ایک بہت خوبصورت رشتے کو طعنہ اور گالی سمجھ لیا گیا ہے اور وہ ہے گھر داماد کا رشتہ جس کا ایک انتہائی خوبصورت اور سبق آموز پس منظر ہے۔کیونکہ اس میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر گھر داماد ہیں اور حضرت شعیب علیہ السلام جیسے عظیم پیغمبر سسر ہیں لہٰذا قرآن کریم نے اس لذیذ حکایت کو بار بار دہرایا ہے۔

ایک قبطی کی ہلاکت کے بعد جب فرعون اور اس کے درباری حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی قرارداد پاس کر چکے تو ایک خیر خواہ کے ذریعے اطلاع ملنے اور اس کے مشورے سے پر آپ نے مدین کی طرف ہجرت اختیار فرمائی۔

وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ قَالَ

Marfat.com

مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۝ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ قف نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ۝ قَالَ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝ ۲۸ : ألقصص :۲۳-۲۸

ترجمہ

اور جب وہ مدین کے کنوئیں پہ پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں۔اوران سے الگ دوعورتیں اپنے جانوروں کو پانی سے روک رہی ہیں۔موسیٰ نے ان عوتوں سے پوچھا کہ تمہیں کیا پریشانی ہے؟انہوں نے کہا کہ ہم اپنے جانوروں کواس وقت تک پانی نہیں پلاسکتیں جب تک کہ یہ چرواہے اپنے جانور نہ نکال لے جائیں۔جبکہ ہمارے والدایک بہت بوڑھے آدمی ہیں۔یہ سن کر موسیٰ نے ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر ایک سایے کی جگہ بیٹھ کراس طرح دعا کی: "رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ" اے میرے پروردگار! واقعی میں اس خیر وبرکت کا جو آپ نے میرے اوپر بھیجی ہے مزید محتاج ہوں۔ابھی کچھ دیر گزری تھی کہ ان دوعورتوں میں سے ایک شرم وحیا کے ساتھ چلتی ہوئی ان کے پاس آئی اور کہنے لگی میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تا کہ تم نے ہمارے جانوروں کو جو پانی پلایا ہے اس کی اجرت ادا کریں۔موسیٰ جب ان کے پاس پہنچے اوراس بزرگ کواپنا سارا قصہ سنا دیا تو انہوں نے کہا کہ اب خوف نہ کرو تم ظالموں سے چھٹکارا پا چکے ہو۔ان دو میں سے ایک خاتون نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ انہیں نوکر رکھ لیجیے بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہوسکتا ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔اس خاتون کے باپ نے موسیٰ سے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح آپ کے ساتھ کردوں بشرطیکہ آپ آٹھ سال تک ،میرے ہاں ملازمت کریں اور اگر دس سال پورے کردو تو یہ آپ کی مرضی ۔میں تم پر کوئی سختی نہیں کرنا چاہتا، ان شاءاللہ تم مجھے نیک آدمی پاؤ گے۔موسیٰ نے جواب دیا یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہوگئی ان دو مدتوں میں سے جو بھی میں پوری کردوں اس کے بعد مجھ پر پھر کوئی زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔

ان آیات کی تفسیر کا مطالعہ اور کئی روز غور کرنے کے بعد میں جس نتیجے پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ: یہ قصہ حضرت

Marfat.com

شعیب علیہ السلام اور آپ کی صاحبزادیوں کا ہے۔صرف ایک پانی پلانے والے واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام اور آپ کی صاحبزادیوں کو مدین کی پوری بستی میں اب تک کوئی ایسا شریف انسان ملا ہی نہیں تھا کہ باپ کو بیٹیوں کے معاملے میں اطمینان ہو جاتا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب ان کے جانوروں کو پانی پلایا تو اس دوران نہ تو ان کی طرف نظر اٹھا کے دیکھا اور نہ ہی کوئی فالتو بات کی۔ بیٹیوں نے اطمینان ہونے کے بعد جب باپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سیرت وصورت سے آگاہ کیا تو پیغمبرانہ بصیرت سے بھانپ لیا کہ بیٹی ان میں دلچسپی رکھتی ہے۔اور باپ کو علم ہے کہ ان کی بیٹی جلد بازی میں کوئی غلط فیصلہ نہیں کر سکتی۔اس لیے فرمایا کہ جاؤ اور اسے بلا لاؤ۔ بیٹی کو یقین ہو جاتا ہے کہ باپ نے اس کی پسند کی قدر کی ہے لہٰذا وہ حیا سے سمٹی ہوئی اور نظریں جھکائے ہوئے آ کر حضرت موسیٰ سے کہتی ہیں کہ ہمارے والد آپ کو بلا رہے ہیں تا کہ آپ کے احسان کا بدلہ چکا سکیں۔

ملاقات پر حضرت شعیب علیہ السلام بیٹیوں کے سامنے آپ کی سرگزشت سنتے ہیں تا کہ بیٹی سے کوئی بات پوشیدہ نہ رہے۔جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں فرعون اور اس کی قوم کے مظالم کی داستان بیان کرتے ہیں جن کی وجہ سے انہیں ہجرت اختیار کرنا پڑی تو بیٹی کو محسوس ہوتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو باپ دنیوی طور پر بیٹی کے غیر محفوظ مستقبل کے پیش نظر انکار کر بیٹھیں اس لیے فوراً کہتی ہیں: ’’ یٰٓاَ بَتِ اسْتَاْ جِرْهُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْ جَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ‘‘ ابا جان آپ انہیں گھریلو معاملات کی ذمہ داری سونپ دیں کیونکہ ایسی ذمہ داری کیلئے بہترین شخص جسے آپ ملازم رکھیں گے وہی ہو سکتا ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو اور ان میں دونوں صفات موجود ہیں۔بعض تاریخی روایات جنہیں حضرت امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی نقل کیا کے مطابق مزید سکون واطمینان کیلئے بیٹی سے سوال کرتے ہیں۔ بیٹی ٹھیک ہے انہیں کو رکھ لیتے ہیں مگر یہ بتاؤ کہ آپ کو کیسے علم ہے کہ یہ تندرست وتوانا اور طاقت ور بھی ہیں اور امانت دار بھی؟ بیٹی عرض کرتی ہے ابا جان جس کنوئیں سے انہوں نے جانوروں کو پانی پلایا تھا اس پر اتنا بھاری پتھر رکھا ہوتا ہے کہ اسے اٹھانے کیلئے دس لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے مگر انہوں نے اکیلے اٹھا کر واپس بھی رکھ دیا۔اور جب میں انہیں بلا کر لا رہی تھی تو راستے کی واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے میں ان کے آگے آگے چل رہی تھی۔اور تیز ہوا کی وجہ سے میرے سر کا دوپٹہ اڑا جاتا تھا۔

انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم مجھے آگے چلنے دو تا کہ تا کہ میری نظر تم پر نہ پڑے اور جہاں سے میں راستہ بھٹکنے لگوں تم کوئی پتھر یا کنکر پھینک کر نشاندہی کر دیا کرنا۔اس طرح تمہیں بار بار مجھ سے بات کرنے کی نوبت بھی نہیں آئے گی۔اس خاتون کو آپ کی طرف سے اس قدر احتیاط کے بعد یہ تسلی بھی ہو جاتی ہے کہ اس طرح کے شوہر کی موجودگی

Marfat.com

میں ان کی بہن کی عزت کو بھی کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس بستی کے نوجوان اخلاقی مریض اور صحت کے اعتبار سے بھی دیوالیہ تھے جس طرح کہ ہمارے معاشرے کی نئی اور نسلی پود ہے جنہیں دیکھ کر لگتا ہے کہ قبروں سے بھاگے ہوئے ہیں۔ بہر حال حضرت شعیب علیہ السلام مصر کے حالات کے کے پیش نظر سوچ بچار کے بعد ایک دانشمندانہ فیصلہ کرتے ہیں اور وہ یہ کہ حضرت موسیٰ کو کم از کم آٹھ سے دس سال تک اپنے پاس ٹھہرائے رکھیں تو مناسب ہے۔ چونکہ پیغمبر کی بلندی کو کوئی پیغمبرانہ نظر ہی دیکھ سکتی ہے۔آپ کی نظر میں حضرت موسیٰ ان لوگوں میں سے نہیں جو غیر ضروری طور پر کسی کے احسان مند ہوں۔اس کے حل کے طور پر فرماتے ہیں۔ٹھیک ہے میں اپنی یہ بیٹی آپ سے بیاہ دیتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ آپ آٹھ بلکہ دس سال تک اس گھر کو اپنا سمجھ کر اس کی ذمہ داری سنبھال لو اس کے بعد بیوی کے ساتھ آپ کا مصر لوٹنا مفید ہوگا۔اب اللہ کی حکمت اور حضرت شعیب کی بصیرت ملاحظہ فرمائیں:

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۸﴾ القصص: ۲۸-۳۰

جب موسیٰ اپنی مدت (دس سال) پوری کر چکے اور وہ اپنے اہل و عیال کو لے کر چلے تو راستے میں طور کی جانب ان کو ایک آگ نظر آئی انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔شاید میں وہاں سے کوئی خبر لے آؤں یا اس آگ سے کوئی انگارہ ہی اٹھا لاؤں جس سے تم تاپ سکو۔وہاں پہنچے تو وادی کے داہنے کنارے پر مبارک خطے میں ایک درخت سے انہیں پکارا گیا۔اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں سارے جہان والوں کا مالک ہوں۔

اس واقعہ میں ہمارے لئے چند اسباق ہیں۔سیّدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے بے گھر ہو کر نکلے تھے۔ مدین میں دس سال تک اپنے سسرال کے ہاں اچھی بیوی کی خاطر ان کے معاملات کی دیکھ بھال کی۔جب مصر واپسی کا ارادہ کیا تو بیوی نے خاوند کی خاطر کھاتے پیتے گھرانے سے دوری اور مسافرت کو ترجیح دی جبکہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس کچھ نہ تھا اللہ نے راستے میں سیّدنا حضرت موسیٰ کو نبوّت بھی عطا کر دی۔اس مثال سے یہ سبق ملتا ہے کہ اپنے سسرال کی دیکھ بھال کرنا ان کے مفادات و جذبات کا احترام کرنا پیغمبرانہ سنّت اور ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کا ایک بہترین ذریعہ ہے جسے ہمارے جاہلانہ معاشرے میں عیب تصور کیا جاتا ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دس سالہ عرصۂ ملازمت بیوی کی اہمیت اور معاشرے میں اس کے مقام پر دلالت کرتا ہے کیونکہ بیوی ایک ایسا پیڑ ہے جس کی شاخوں پر اولاد جیسا میٹھا پھل لگتا ہے اگر ایسے پیڑ کی آبیاری نہ کی جائے تو اس سے بڑھ کر بدنصیبی اور کیا ہوگی؟

Marfat.com

به بیں آں بے حمیت را کہ ہرگز نخواہد دید روئے نیک بختی
کہ آسانی گزیند خویش تن را زن و فرزند بگذارد بہ سختی

گلستان سعدی

اُس بے غیرت کو دیکھو کہ وہ ہرگز نیک بختی کا منہ نہ دیکھ سکے گا، جو اپنے لیے تو خوشیاں تلاش کرلے اور اپنے بیوی بچوں کو گردشِ زمانہ کے رحم و کرم پر تنہا چھوڑ دے۔

ہم لوگ جو اللہ تعالیٰ اور رسولوں کے ماننے والے ہیں۔ قرآن کریم کی صداقتوں پر یقین رکھتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اگر کوئی شریف لڑکا ہو تو گھر مکان اور کاروبار کی فکر کیے بغیر رشتہ دینا اور کرنا چاہیے کیونکہ یہ دنیا آنی جانی ہے جبکہ کردار لازوال نعمت ہوتی ہے ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کبھی تنہا نہیں چھوڑتا۔

مکہ مکرمہ میں افضل ترین مقام

میں اس عنوان کو ایک تاریخی حقیقت کی یاد دہانی کے ساتھ ختم کر رہا ہوں کہ خود رسول اللہ ﷺ نکاح کے بعد سیدہ طاہرہ خدیجہ ام المؤ منین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر منتقل ہو گئے تھے جہاں آپ ﷺ ہجرت تک مقیم رہے۔

امام فاسی اور محب الطبری رحمهما اللہ تعالیٰ کے مطابق مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کے بعد فضیلت و برکت کے اعتبار سے سیدہ طاہرہ خدیجہ ام المؤ منین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر ہے کیونکہ اس میں رسول اللہ ﷺ نے ہجرت مدینہ تک طویل قیام فرمایا اور یہیں وحی کا نزول ہوتا رہا اور اسی گھر میں رسول اللہ ﷺ کی اولاد پیدا ہوئی یعنی سیدة نساء العلمین فاطمة الزهرا بتول اور ان کے باقی بہن بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

شفاء الغرام باخبار البلد الحرام، للاستاذ محب الطبری رحمه الله تعالي – نساء مبشرات با لجنة، تاليف الاستاذ احمد خليل جمعة : ترجمة خديجة بنت خويلد ام المؤ منين رضى الله تعالىٰ عنها : تحقيق الاستاذ منذر شعار الناشر دار ابن كثير دمشق. بيروت،

Marfat.com

نکاح تحلیل۔ حلالہ

تحلیل وتحریم

حَلَّلَ ، يُحَلِّلُ : تَحْلِيْلاً وَتَحِلَّةً وَتَحِلًّا (تفعیل) : کے معنی ہیں کسی چیز کو حلال قرار دینا اور جائز ٹھہرانا:

حَلَّ يَحِلُّ حَلاً وَ حَلالَةً (ض) حلال ہونا۔ حَرَّمَ يُحَرِّمُ ، تَحْرِيْمًا (تفعیل) : کے معنی ہیں کسی چیز کو حرام قرار دینا۔ جبکہ اسلامی شریعت کی رو سے تحلیل وتحریم کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے یا وحی کی روشنی میں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے پاس۔ جس کے بعد کسی شخص کو تحلیل وتحریم کا اختیار حاصل نہیں۔

قَالَ الْفُقَهَاءُ مَنِ اعْتَقَدَ مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ حُرْمَةَ شَيْءٍ قَدْ أَحَلَّهُ اللّٰهُ فَقَدْ كَفَرَ اِذْ مَا أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَا يُحَرَّمُ اِلَّا بِتَحْرِيْمِ اللّٰهِ اِيَّاهُ.

روح المعاني للآلوسي : التحريم:تفسيرالأية ١

فقہائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ کسی چیز کو محض اپنے نفس کے فیصلے سے حرام قرار دیدے تو وہ کافر ہوگیا کیونکہ جس چیز کو اللہ کریم نے حلال قرار دیا ہے اسے صرف اللہ تعالیٰ ہی حرام قرار دے سکتا ہے۔

فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ أَنْ يُشْرَعَ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ.فَلا يُشْرَعُ عِبَادَةٌ إِلَّا بِشَرْعِ اللّٰهِ وَلَا يُحَرَّمُ عَادَةٌ إِلَّا بِتَحْرِيمِ اللّٰهِ.

مجموع الفتاوى لابن تيمية رحمه اللّٰه تعالى.باب مقاطع الحقوق عند الشروط

اللہ تعالیٰ نے قطعاً حرام ٹھہرایا ہے کہ کوئی شخص کسی ایسی چیز کو دین قرار دے دے جس کی شریعت میں اجازت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیے بغیر نہ تو کوئی عبادت مقرر کی جاسکتی ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحریم کے بغیر کوئی معمول حرام قرار دیا جاسکتا ہے۔

وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَفِي عُنُقِي صَلِيبٌ مِنْ ذَهَبٍ ، فَقَالَ: "يَا عَدِيُّ اطْرَحْ عَنْكَ هٰذَا الْوَثَنَ فَطَرَحْتُهُ ، وَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ "اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ، وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوْا إِلٰهًا وَاحِدًا لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا

Marfat.com

يُشْرِكُونَ "فَقُلتُ: إِنَّا لَسْنَا نَعْبُدُهُمْ فَقَالَ "أَلَيْسَ يُحَرِّمُونَ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ فَتُحَرِّمُونَهُ ؟ وَيُحِلُّونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَتَسْتَحِلُّونَهُ ؟ قُلْتُ بَلَى ، قَالَ: فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ .

أخرجه الترمذي في التفسير باب ومن سورة التوبة وقال هذا حديث غريب لا نعرفه الا من حديث عبد السلام بن حرب وغُطيف بن أعين ليس بمعروف في الحديث وحسنه الالباني في صحيح الترمذي برقم ٢٤٧١ . وحسنه في غاية المرام. واخرجه البيهقي في السنن الكبرى وقال حديث حسن لغيره.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے گلے میں سونے کی ایک صلیب لٹک رہی تھی جسے دیکھتے ہی آپ نے فرمایا اے عدی! بت پرستی کی اس علامت کو اتار پھینکو۔ تو میں نے فوراً اتار پھینکی۔ اس کے بعد میں نے سنا کہ آپ سورہ توبہ کی یہ آیت تلاوت فرما رہے ہیں "اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ، وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوْا إِلٰهًا وَاحِدًا لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ" ٩ : ألتوبة ٣١ "ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو اپنا رب بنالیا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو بھی حالانکہ انہیں ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔ عدی بن حاتم کہتے ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مگر ہم نے تو اپنے علما کی کبھی پرستش نہیں کی؟ فرمایا: کیا ایسا نہیں کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ کسی چیز کو حرام ٹھہراتے اور تم لوگ اسے حرام سمجھنے لگتے، اور جب وہ اللہ کی حرام کردہ کسی چیز کو حلال ٹھہراتے تو تم اسے حلال سمجھنے لگتے۔ عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ! اس طرح تو ہے۔ فرمایا: یہی ان کی عبادت ہے۔

عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ: سُئِلَ حُذَيْفَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ (اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ) أَكَانُوا يُصَلُّونَ لَهُمْ قَالَ لَا وَلَكِنَّهُمْ كَانُوا يُحِلُّونَ لَهُمْ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ فَيَسْتَحِلُّونَهُ وَيُحَرِّمُونَ عَلَيْهِمْ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَهُمْ فَيُحَرِّمُونَهُ فَصَارُوا بِذَلِكَ أَرْبَابًا السنن الكبرى للبيهقي

ابو البختر کہتے ہیں کہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تھا "اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ" ان یہود و نصاری نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو اپنا رب بنالیا ہے۔ کا کیا مطلب ہے؟ کیا لوگ انہیں معبود سمجھ کر ان کی نمازیں پڑھتے تھے؟ فرمایا: ایسا نہیں بلکہ علمائے یہود و نصاری اپنے فتویٰ سے جب لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ کسی چیز کو حلال ٹھہراتے تو لوگ اسے حلال ہی سمجھنے لگتے اور جب کسی حرام چیز کو حلال ٹھہراتے تو عوام اسے حرام ہی تصور کرتے حالانکہ ان کے دین میں ایسا نہیں تھا اس طرح

Marfat.com

وہ ان کے ارباب بن بیٹھے تھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے اختیار تحلیل وتحریم کو اپنے ہاتھ میں لے بیٹھے تھے: جس کی غرض قرآن کریم نے یہ بتائی کہ: یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ ۰۹ : اَلتوبة ۳۴

اے ایمان والو! اہل کتاب کے اکثر علما اور درویشوں کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کے مال باطل طریقے سے کھاتے ہیں اور ان لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ دردناک عذاب کی خوشخبری دو ان کو جو سونے اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

یعنی ان۔ أَحْبَارُ وَ رُهْبَانُ۔ کا کام " صرف اتنا نہیں کہ فتوے بیچتے ہیں، رشوتیں کھاتے ہیں، نذرانے لوٹتے ہیں بلکہ ایسے ایسے مذہبی ضابطے ایجاد کرتے ہیں جن سے لوگ اپنی نجات ان سے خریدیں اور ان کا مرنا جینا اور شادی وغم کچھ بھی ان کو کھلائے بغیر نہ ہو سکے اور وہ اپنی قسمتیں بنانے اور بگاڑنے کا ٹھیکیدار ان کو سمجھ لیں۔ بلکہ مزید برآں اپنی اغراض کی خاطر یہ حضرات خلق خدا کو گمراہیوں کے چکر میں پھنسائے رکھتے ہیں اور جب کبھی کوئی دعوت حق اصلاح کیلئے اٹھتی ہے تو سب سے پہلے یہی اپنی عالمانہ فریب کاریوں، ورمکاریوں کے حربے لے کر اس کا راستہ روکنے کھڑے ہو جاتے ہیں "

تفہیم القرآن۔ ۰۹ : التوبة حاشیہ نمبر ۳۳

" عیسائی مذہبی رہنماؤں کو قرون وسطیٰ میں جو تسلط اور اقتدار حاصل رہا اس سے انہوں نے کس طرح ناجائز فائدہ اٹھایا اور کس بے دردی سے اپنے عقیدت مندوں کی دولت کو ہتھیایا اس کی روداد بڑی دلچسپ اور بڑی المناک ہے۔ کیتھولک فرقہ کا پوپ جنت کے ٹکٹ قیمتاً فروخت کیا کرتا تھا، اس کے نائب بھی بخشش گناہ کے پروانے لکھ کر دیا کرتے تھے اور خریدار اپنی مالی استطاعت کے مطابق اس کی قیمت ادا کیا کرتا تھا۔ بادشاہوں، شہزادوں، امراء، وزراء اور قوم کے دولتمند طبقہ کی خاطر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا کرتے اور اس طرح ان سے منہ مانگے نذرانے وصول کرتے۔ رشوت لے کر مقدمات کا فیصلہ کرتے اس کے علاوہ اور متعدد طریقے تھے جن سے وہ دولت کے پجاری دولت جمع کرنے میں شب و روز مصروف رہا کرتے۔

لیکن یہ چیز کبھی ذہن سے نہ اترے کہ یہی بدکاریاں اگر اسلام کے عالم اور پیر کریں گے تو وہ بھی اسی طرح

Marfat.com

مجرم قرار دیے جائیں گے بلکہ ان کا جرم اور زیادہ سنگین ہوگا کیونکہ وہ سید المرسلین وخاتم النبیین ﷺ کی آخری شریعت کے امین اور نگہبان ہیں۔

ضیاء القرآن ۰۹ : التوبۃ حاشیہ نمبر ۵۱۔

طلاق ثلاثہ کے بعد رجوع کی مشروع صورت

قرآن کریم نے ایک مرد کو زندگی میں دو مرتبہ حق طلاق استعمال کرنے کے بعد رجوع کی گنجائش دی ہے مگر تیسری طلاق کے بعد مرد کیلئے حق رجوع حرام اور عورت مکمل طور پر آزاد ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے:

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ () فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ () ۰۲ : البقرۃ ۲۲۹-۲۳۰

طلاق دو بار ہے پھر یا تو سیدھی طرح عورت کو روک لیا جائے یا بھلے طریقے سے اس کو رخصت کر دیا جائے۔ اور رخصت کرتے ہوئے ایسا کرنا تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ جو تم انہیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ بھی واپس لے لو۔ البتہ یہ صورت مستثنیٰ ہے کہ اگر میاں بیوی کو اللہ کے حدود پر قائم نہ رہ سکنے کا اندیشہ ہو۔ ایسی صورت میں اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ وہ دونوں حدود الٰہی پر قائم نہ رہ سکیں گے تو ان دونوں کے درمیان یہ معاملہ ہو جانے میں مضائقہ نہیں کہ عورت اپنے شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی حاصل کر لے۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور جو لوگ حدود الٰہی سے تجاوز کریں گے وہی ظالم ہیں۔ پھر اگر (دو بار طلاق دینے کے بعد شوہر نے عورت کو تیسری بار) طلاق دے دی تو وہ عورت اس کے لیے ہرگز حلال نہ ہوگی سوائے اس کے کہ اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو جائے اور وہ اسے (مباشرت کے بعد) طلاق دے دے تب اگر پہلا شوہر اور یہ عورت دونوں یہ خیال کریں کہ آئندہ وہ حدود الٰہی پر قائم رہیں گے تو ان کے لیے جائز ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ رجوع کر لیں یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں جنہیں وہ ان لوگوں کی ہدایت کے لیے واضح کر رہا ہے جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔

Marfat.com

مسائل

01: حضرت امام مالک، امام شافعی، عبد بن حُمَید، امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور امام بیہقی رحمہم اللہ نے اپنی اپنی سنن میں ہشام بن عروہ کی اپنے باپ عروہ سے روایت بیان کی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک آدمی چاہے تو ہزار طلاقیں دینے کے باوجود عورت کی عدت پوری ہونے سے پہلے پہلے رجوع کر لیتا پھر اسی طرح طلاق دے دیتا اور عدت سے کچھ عرصہ پہلے پہلے رجوع کر لیتا اور اپنے اختیار کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے عورت سے کہتا کہ اللہ کی قسم نہ تو تجھے بیوی بنا کر رکھوں گا نہ عدت ہی پوری کرنے دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ اور قرآن کی برکت سے عورتوں کو نجات دلائی اور فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس صرف دو مرتبہ طلاق دے کر رجوع کا حق ہے ''اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاکٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ '' یعنی مرد کو طلاق کا حق دو تک ہے پھر یا تو سیدھی طرح عورت کو روک لیا جائے یا بھلے طریقے سے اس کو رخصت کر دیا جائے۔ تیسری کوئی صورت نہیں۔

شانِ نزول

آیت کریمہ ''الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاکٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ '' کا پس منظر یہ ہے کہ:

قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ -يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ- عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِامْرَأَتِهِ: لَا أُطَلِّقُکِ أَبَدًا وَلَا آوِيکِ أَبَدًا. قَالَتْ: وَكَيْفَ ذَلِکَ؟ قَالَ: أُطَلِّقُکِ، حَتَّى إِذَا دَنَا أَجَلُکِ رَاجَعْتُکِ. فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِکَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ''الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ''

ابن کثیر تفسیر البقرۃ ۲۲۹

ہشام بن عروہ نے اپنے والد کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا میں تو ساری زندگی نہ تجھے طلاق دوں گا اور نہ تجھے بیوی کی حیثیت دوں گا۔ عورت نے کہا کیسے؟ اس نے کہا میں تجھے طلاق دیا کروں گا اور عدت پوری ہونے کے قریب رجوع کر لیا کروں گا۔ خاتون نے جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر تفصیل عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی'' الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ '' مرد کو صرف دو بار طلاق دے کر رجوع کرنے کا حق ہے۔

Marfat.com

وَهٰكَذَا رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ فِي تَفْسِيرِهِ مِنْ طَرِيقِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، وَابْنِ إِدْرِيس وَرَوَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ فِي تَفْسِيرِهِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَوْنٍ، كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ أَحَقَّ بِرَجْعَةِ امْرَأَتِهِ وَإِنْ طَلَّقَهَا مَا شَاءَ، مَا دَامَتْ فِي الْعِدَّةِ، وَإِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ غَضِبَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا آوِيكِ وَلَا أُفَارِقُكِ. قَالَتْ: وَكَيْفَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: أُطَلِّقُكِ فَإِذَا دَنَا أَجَلُكِ رَاجَعْتُكِ، ثُمَّ أُطَلِّقُكِ، فَإِذَا دَنَا أَجَلُكِ رَاجَعْتُكِ. فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ) قَالَ: فَاسْتَقْبَلَ النَّاسُ الطَّلَاقَ، مَنْ كَانَ طَلَّقَ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ طَلَّقَ.

وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ مَرْدُوَيْهِ، مِنْ طَرِيقِ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ شَبِيبٍ -مَوْلَى الزُّبَيْرِ- عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ فَذَكَرَهُ بِنَحْوِ مَا تَقَدَّمَ. وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، عَنْ قُتَيْبَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ شَبِيبٍ بِهِ. ثُمَّ رَوَاهُ عَنْ أَبِي كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ مُرْسَلًا. قَالَ: هٰذَا أَصَحُّ. وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي مُسْتَدْرَكِهِ، مِنْ طَرِيقِ يَعْقُوبَ بْنِ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ شَبِيبٍ بِهِ، وَقَالَ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ.

المصدر السابق

ہشام بن عروہ کی مندرجہ بالا روایت جسے بعض دیگر محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے اس میں واقعہ کی مزید تفصیل یہ ہے کہ انصار میں سے ایک صاحب بیوی پر غصے ہوئے اور کہا کہ اللہ کی قسم! نہ تو ساری زندگی میں تمہیں بیوی بنا کر رکھوں گا اور نہ فارغ کروں گا۔ عورت نے کہا: بیوی یا طلاق کی صورت تو معروف ہے مگر اس تیسری صورت کی کیا شکل ہوگی؟ اس نے کہا میں تمہیں طلاق دیا کروں گا اور عدت کے پورے ہونے کے قریب رجوع کر کے پھر طلاق دے دیا کروں گا اب اس خاتون نے جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر صورت حال عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ وحی کر دی ”الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ“ مرد کو صرف دو بار طلاق دے کر رجوع کرنے کا حق ہے۔ جس کے بعد طلاق دینے والے لوگ یا جنہوں کبھی طلاق دی ہی نہیں اس معاملے پر متوجہ اور محتاط ہو گئے۔

” فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ “ یعنی مرد کو طلاق کا حق دو تک ہے پھر یا تو سیدھی طرح عورت کو روک لیا جائے یا بھلے طریقے سے اس کو رخصت کر دیا جائے۔ تیسری کوئی صورت نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ تَطْلِيقَتَيْنِ، فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي الثَّالِثَةِ، فَإِمَّا أَنْ يُمْسِكَهَا بِمَعْرُوفٍ فَيُحْسِنُ صَحَابَتَهَا أَوْ يُسَرِّحَهَا (بِإِحْسَانٍ) فَلَا يَظْلِمُهَا مِنْ حَقِّهَا شَيْئًا.

المصدر السابق

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مرد جب دو مرتبہ طلاق کا حق استعمال کر لے تو تیسری سے

Marfat.com

پہلے اللہ تعالیٰ کے سامنے احساس جوابدہی کے ساتھ بہت غور وفکر کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کرے۔ یا تو رجوع کرے اور اس کے حقوق کا خیال رکھے یا اس طرح فارغ کردے کہ اس کے ساتھ کوئی زیادتی یا حق تلفی نہ ہو۔

وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِم: أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قِرَاءَةً، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ سُمَيْعٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا رَزِينٍ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ) أَيْنَ الثَّالِثَةُ؟ قَالَ "التَّسْرِيحُ بِإِحْسَانٍ"

ألمصدر السابق

حضرت امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عنعنہ کے ساتھ اور اسی طرح عبد بن حمید، سعید بن منصور اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت أَبُوْ زَرِينِ الْأَسَدِيْ کے حوالے سے واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے قول " فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ" أَيْنَ الثَّالِثَةُ؟ میں تو دو ہی طلاقیں واضح ہوئیں تیسری کا ذکر کہاں ہے فرمایا "التَّسْرِيحُ بِإِحْسَانٍ" یعنی اچھائی اور بھلائی کے ساتھ عورت کو فارغ کردینا۔

02: اور رخصت کرنے کی صورت میں اللہ نے یہ حکم دیا کہ عورتوں کو حق مہر اور جو زیورات، کپڑے یا تحفے دے رکھے ہیں ان میں سے کوئی چیز بھی واپس نہ لی جائے "وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَأْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ "اور رخصت کرتے ہوئے ایسا کرنا تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ جو تم انہیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ بھی واپس لے لو بلکہ اچھے طریقے سے رخصت کرو جس کی مزید وضاحت اس طرح ہے۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا () النساء ۲۰ / ۲۱

اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لے آنے کا ارادہ ہی کر لو تو خواہ تم نے اسے ڈھیر سارا مال ہی کیوں نہ دیا ہو اس میں سے کچھ واپس نہ لینا۔ کیا تم اسے بہتان لگا کر اور صریح ظلم کر کے واپس لو گے؟۔ اور آخر تم اسے کس طرح لے لو گے جب کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ لطف اندوز ہو چکے ہو اور وہ تم سے پختہ عہد لی چکی ہیں۔

Marfat.com

مطلب یہ کہ ایک شریف آدمی اگر کسی درخت کے سائے میں بھی بیٹھے تو اس کی قدر کرتا ہے چہ جائے کہ ایک عورت کے ساتھ زندگی کا ایک حصہ گزار کر اس کے ہاتھوں کا کھا کر اس کے دھوئے اور سلائی کیے ہوئے کپڑے پہن کر اور اس کی بہت سی خدمت گزاری کے بعد جب اسے طلاق دے دے جو نہیں دینی چاہیے اور بجائے اسے کچھ مزید دینے کے، جو دے چکا ہے وہ بھی واپس لے لے تو اس سے بڑھ کر بد اخلاقی کیا ہو سکتی ہے؟ اور عورت آخر کس در پہ فریاد لے کر جائے گی۔

طلاق دے تو رہے ہو عتاب و قہر کے ساتھ
میرا شباب بھی لوٹا دو میرے مہر کے ساتھ

ساجد سجنی لکھنوی

یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایسی گراوٹ کی سخت الفاظ میں مذمت فرمائی ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ فَيَأْ كُلُهُ.

صحيح مسلم كتاب الهبات باب تحريم الرجوع في الصدقة والهبة بعد القبض الّا ما وهب لولده وان سفل .

حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ آدمی جو کسی کو کوئی چیز صدقہ کر کے واپس لینے والے کی مثال اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر اسے چاٹ لیتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِي قَيْئِهِ.

المصدر السابق

حضرت عبداللہ ابن عباس کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہدیہ دے کر واپس کرنے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کرنے کے بعد پھر اسے چاٹ لیتا ہے۔

مگر افسوس کہ ہم انسانوں کے معاشرے میں ابھی تک:

دونوں کی میرے دور میں وقعت نہیں رہی
سسکی کسی غریب کی آنسو کسی یتیم کا

محمد محمود احمد

03: تیسری صورت خلع کی ہے کہ اگر نباہ کی کوئی صورت باقی نہیں اور خاوند طلاق بھی نہیں دینا چاہتا تو عورت

Marfat.com

اسے کچھ دے دلا کر اپنی جان آزاد کرا لے۔ خلع اسلام کی طرف سے عورت کے حق میں ایک بہت بڑی نعمت ہے جس کا جاہلیت میں کوئی تصور نہ تھا مگر یاد رہے کہ طلاق کی طرح حق خلع کا غلط استعمال بھی حرام ہے جس کی کچھ تفصیل بعد میں مستقل عنوان کے تحت آئے گی۔

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ.

ایسی صورت میں اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ وہ دونوں حدود الٰہی پر قائم نہ رہ سکیں گے تو ان دونوں کے درمیان یہ معاملہ ہو جانے میں مضائقہ نہیں کہ عورت اپنے شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی حاصل کر لے۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور جو لوگ حدود الٰہی سے تجاوز کریں وہی ظالم ہیں۔

ترے بخشے ہوئے اک غم کا کرشمہ ہے کہ اب
جو بھی غم ہو مرے معیار سے کم ہوتا ہے

غلام محمد قاصر

04: اسلام نے جو طلاق کا طریقہ بتایا ہے اس کے تحت ایک مرد کو پوری زندگی میں صرف دو بار طلاق رجعی دے کر رجوع کا حق حاصل ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرد حالت طہر میں عورت کو طلاق دے۔ کیونکہ حالت حیض میں طلاق دینا گناہ ہے۔ پھر چاہے تو دوسرے طہر میں ایک اور طلاق دے دے ورنہ پہلی ہی طلاق کافی ہے اس ایک یا دو طلاق کی صورت میں اگر کوئی صلح کی سبیل نکل آئے اور جھگڑا ختم ہو جائے جیسا کہ عموماً رشتہ دار صلح صفائی کرا دیتے ہیں تو عدت کے اندر اندر رجوع کا حق باقی ہے جب کہ عدت گزر جانے کی صورت میں دوبارہ نکاح کر لینے کی بھی اجازت ہے چونکہ ابھی تک تیسری طلاق نہیں دی گئی اور گنجائش باقی ہے۔

کوئی ترمیم مت کرنا
مجھے تقسیم مت کرنا

محمود رضا سید

05: لیکن اگر تیسری طلاق بھی دے دی گئی تو اب ساری زندگی کوئی موقعہ مرد عورت کے پاس باقی نہیں رہتا۔ تاوقتیکہ عورت اپنی مرضی اور پوری آزادی سے دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کر لے اور یہ دوسرا شوہر اس کے ساتھ مباشرت کر چکے۔ محض نکاح کافی نہیں لہٰذا مخنث (ہیجڑے) یا خصی اور ایسے آدمی سے نکاح کرنا کافی نہیں ہو سکتا جو جماع

Marfat.com

پر قادر نہیں۔ تو اب اگر عورت کو طلاق ہو جائے یا بیوہ ہو جائے تو اور پھر پہلے خاوند کے ساتھ اس کا دوبارہ نکاح کا ارادہ بھی ہو تو یہ صورت بالکل جائز ہے۔

کوئی چپکے سے دل میں رکھ گیا ہے
چھڑاؤں جان کیسے تشنگی سے

عارفہ شہزاد

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ إِنِّي كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ وَمَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَقَالَ أَتُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلَى رِفَاعَةَ؟ لَا، حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ.

صحيحين : واخرجه مسلم في النكاح باب لا تحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حتى تنكح. رقم 1433 (امراة رفاعة) واسمها تميمة بنت وهب (فابت) من البت وهو القطع اى قطع طلاقي قطعا كليا والمراد انه طلقها الطلقة الثالثة التي تحصل بها البينونة الكبرى (مثل هدبة الثوب) طرفه الذى لم ينسج كنت بهذا عن استرخاء ذكره وانه لا يقدر على الوطء: (عسيلته) تصغير عسلة وهى كناية عن الجماع فقد شبه لذته بلذة العسل وحلاوته.

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی عنہا کی روایت ہے کہ رفاعہ قرظی کی بیوی (تميمة بنت وهب) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے بتایا کہ میں رفاعہ کے نکاح میں تھی لیکن انہوں نے مجھے تین طلاقیں دے ڈالیں جس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کر لیا اور عبدالرحمٰن کی جو فلاں چیز (ذکر) ہے وہ اسی طرح ہے جس طرح کہ کپڑے کا ایک کونا یا کنارہ (جو سیدھا کھڑا نہیں رہ سکتا یعنی وہ نامرد ہے) آپ ﷺ نے سن کر فرمایا کیا تو پھر رفاعہ سے نکاح کرنا چاہتی ہے؟ اس کے بعد آپ ﷺ نے تاکیداً فرمایا: ہرگز نہیں جب تک کہ تو عبدالرحمٰن کی لذتِ جماع نہ چکھ لے اور وہ تیری۔

یعنی جب تک وہ تیرے ساتھ پوری طرح لطف اندوز ہو کر جماع نہ کر لے اور تو لذت جماع محسوس بھی کرے اس وقت تک تو پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہو سکتی۔ اس معاملے میں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور علمائے امت کا اجماع ہے سوائے حضرت سعید بن مسیب کے جن کو یہ حدیث نہ پہنچنے کے باعث مغالطہ لگا ہے۔ جیسا کہ میں نے اوپر تفصیل نقل کی ہے کہ یہ حدیث شریف احادیث کی تمام معتبر کتب میں موجود ہے اور اسی پر سب کا عمل وفتویٰ ہے۔ جبکہ مسلم شریف کی

Marfat.com

روایت میں اس معاملے کی تفصیل میں تھوڑا سا دلچسپ اضافہ ہے۔

عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَبَتَّ طَلَاقَهَا فَتَزَوَّجَتْ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ فَجَاءَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ اِنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ وَاِنَّهُ وَاللّٰهِ مَامَعَهُ اِلَّامِثْلُ الْهُدْبَةِ وَأَخَذَتْ بِهُدْبَةٍ مِنْ جِلْبَابِهَا قَالَ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضَاحِكًا فَقَالَ أَتُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِیْ اِلَى رِفَاعَةَ ؟ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ: وَ تَذُوْقِی عُسَيْلَتَهُ، وَاَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ جَالِسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَخَالِدُبْنُ سَعِيْدِبْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ بِبَابِ الْحُجْرَةِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ قَالَ فَطَفِقَ خَالِدٌ يُنَادِیْ أَبَابَكْرٍ أَلَاتَزْجُرُ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟

صحیح مسلم بشرح النووی کتاب النکاح لاتحل المطلقۃثلثا لمطلقھاحتّٰی تنکح زوجاغیرہ ویطاء ھا ثم یفارقھا و تنقضی عدتُھا

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت رفاعہ قرظی نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دے دی تھی اس کے بعد اس خاتون نے عبدالرحمٰن بن الزبیر سے نکاح کر لیا پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ میں رفاعہ کے عقد میں تھی جب کہ انہوں نے مجھے آخری تیسری طلاق بھی دے دی میں نے اس کے بعد عبدالرحمٰن بن الزبیر سے نکاح کیا۔ اس کے بعد اس خاتون نے اپنے دوپٹے کا پلو پکڑ کر دکھاتے ہوئے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس کی فلاں چیز تو اس کے مانند ہے (یعنی اس کا ذکر سیدھا کھڑا نہیں رہ سکتا کہ وہ نامرد ہے) رسول اللہ ﷺ اس کی اس تشبیہ سے مسکرا دیئے۔ پھر فرمایا: شاید کہ تم دوبارہ پہلے شوہر رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو؟ لیکن ہرگز نہیں جب تک کہ وہ تمہاری لذت نہ چکھ لے اور تم اسکی لذت نہ چکھ لو (یعنی جب تک کہ وہ تم سے اچھی طرح جماع نہ کر لے) اس دوران حضرت ابوبکر صدیق تو رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی بیٹھے تھے جبکہ حضرت خالد بن سعید بن عاص ابھی تک اجازت نہ ملنے کے باعث حجرے شریف کے دروازے پر انتظار کر رہے تھے۔ جب انہوں نے اس خاتون کی گفتگو سنی تو زور سے حضرت ابوبکر کو آواز دے کر کہا کہ آپ اس خاتون کو ڈانٹتے کیوں نہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس طرح کی باتیں کر رہی ہے؟ مگر رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کی بات اطمینان سے سن کر جواب دیا جبکہ حضرت خالد اسے بے ادبی سے تعبیر کر رہے تھے۔

Marfat.com

واقول

اوپر دی گئی تفصیل میں تین طلاقوں کے بعد شریعت نے عورت کو مکمل طور پر آزادی دے دی ہے کہ وہ جہاں چاہے جس سے چاہے نکاح کرے یا نہ کرے۔لیکن اگر کسی صورت وہ پھر پہلے خاوند کے پاس لوٹنا چاہے تو اس کیلئے کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح اور جماع کی شرط ہے۔اس شرط پر کئی روز غور کرنے کے بعد میرے خیال میں شریعت پہلے خاوند جس نے طلاق کے اختیار کا غلط استعمال کرتے ہوئے خاتون کی توہین کی اور اس کو پریشانی میں ڈالا، کے بجائے دوسرے خاوند کو ترجیح دیتی ہے۔اور اس صورت میں مرد کے بجائے عورت کا تحفظ مقدم ہے۔شریعت نے یہ کڑی شرط اس لیے عائد کی تاکہ زمانہ جاہلیت کی طرز پر کوئی شخص بھی طلاق کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کر کے عورت کے ساتھ ظلم نہ کر سکے اور مرد کی طرح عورت کے پاس بھی رجوع کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہو اور اس کی مرضی بھی تسلیم کی جائے۔اور عورت کو بھی حالات کے مطابق بات کرنی چاہیے ہر وقت کی ضد اور ہٹ دھرمی اچھی بات نہیں کبھی کبھی نقصان کے ساتھ ساری زندگی پچھتانا پڑتا ہے۔

اپنی آنکھیں لہو لہو کرنا
ترے ملنے کی آرزو کرنا

سہیل احمد

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ () ۰۲ : البقرة : ۲۳۰

پھر اگر (دو بار طلاق دینے کے بعد شوہر نے عورت کو تیسری بار) طلاق دے دی تو وہ عورت اس کے لیے ہرگز حلال نہیں سوائے اس کے کہ اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو جائے اور وہ اسے (مباشرت کے بعد) طلاق دیدے تب اگر پہلا شوہر اور یہ عورت دونوں یہ خیال کریں کہ حدود الٰہی پر قائم رہیں گے تو ان کے لیے جائز ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ رجوع کر لیں یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں جنہیں وہ ان لوگوں کی ہدایت کے لیے واضح کر رہا ہے جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔

یہاں تک جو مسائل میں نے بیان کیے ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں اور صورت حال پوری طرح واضح ہے۔

اس کے بعد اختلاف صرف اس معاملے میں ہے کہ کوئی ناعاقبت اندیش اگر سنت طلاق کے بجائے ایک ہی مجلس میں تین

Marfat.com

طلاقیں دے دے تو اس کا کیا حکم ہے۔اور یہ اختلاف نیا نہیں بلکہ دور صحابہ رضی اللہ عنہم سے چلا آرہا ہے۔اور اس کا تعلق بھی کتاب الطلاق سے ہے۔ یہاں تفصیل کا موقعہ نہیں۔فی الحال اتنا سمجھنے کی ضرورت ہے کہ طلاق کی اس شرعی صورت کے بجائے لوگ تین بار طلاق دے کر جب انجام بد سے آگاہ ہوتے اور مسئلہ معلوم ہونے پر ایک چور دروازہ تلاش کرتے ہیں کہ ایک سازش اور منصوبے کے تحت کسی سے ایک آدھ دن رات کے لیے نکاح کے بعد طلاق حاصل کر کے پھر پہلے شوہر سے نکاح کرادیتے ہیں جو سراسر حرام طریقہ ہے اور شریعت نے اس کی ممانعت کی ہے کیونکہ اس صورت میں عورت ذات جو انسانیت کی ماں ہے اس کی توہین اور تذلیل ہے جو شریعت کو گوارا نہیں۔

حلالہ کی نحوستیں

نِكَاحُ التَّحْلِيلِ لَمْ يَقْصِدْ بِهِ مَا يُقْصَدُ بِالنِّكَاحِ، إِنَّمَا قُصِدَ بِهِ تَحْلِيلُهَا لِلْمُطَلِّقِ الْأَوَّلِ بِصُورَةِ نِكَاحِ زَوْجٍ غَيْرِهِ، لا بِحَقِيقَتِهِ، فَلَمْ يَتَضَمَّنْ غَرَضًا.

الموافقات للشاطبي . وهو القاسم بن فِيره بن خلف بن احمد الرعيني، أبو محمد الشاطبي: إمام القراء . كان ضريرا. ولد بشاطبة (في الأندلس) وتوفي بمصر. رحمه الله تعالى.

نکاح تحلیل وحلالہ کی بنیادی نحوست یہ ہے کہ اس میں اپنی ذات کیلئے معروف ومشروع نکاح کے ارادے اور نیت کے بجائے ایک شخص کی نیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اس حیلۂ باطلہ کے ذریعے عورت کو طلاق دینے والے پہلے خاوند کیلئے حلال کر رہا ہے جس سے نکاح کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔

تو آیا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے
فلک سے چاند اتر کر آ گیا ہے

ڈاکٹر اشرف کمال صاحب

کیونکہ اللہ کا حکم یہ ہے کہ " وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ "٦١ :النحل: ٩١ ۔اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ تم آپس میں قول وقرار کرو، اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد مت توڑو، حالانکہ تم اللہ تعالیٰ کو اپنا ضامن ٹھہرا چکے ہو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری ہر کرنی کا علم ہے۔

اس کے بعد ذرا غور فرمائیے: ان آیات کے مفہوم پر جو خطبۂ نکاح میں پڑھی جاتی ہیں " يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ

Marfat.com

اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ، وَاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۔ ۰۴:النساء:۱ : يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (العمران ۱۰۲) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا () يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ، وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا "۳۳: الاحزاب ۷۰ / ۷۱

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بچو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔ ۰۴:النساء:۱ : اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔ ۰۳:العمران ۱۰۲ : اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سچی باتیں کیا کرو۔ تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرما دے، اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی مراد پالی۔

غور کرنے کی بات ہے کہ ایسے نکاح کے موقعہ پر جس میں نکاح کرنے والے کی نیت یہ ہے کہ وہ عورت سے اپنے لیے مشروع نکاح کے بجائے ناجائز طور پر تین طلاقیں دینے اور عورت کے مستقل طور پر حرام ہونے کے باوجود ایک غیر شرعی حیلے کے ذریعے دوبارہ زوجیت میں لانے کے خواہشمند پہلے خاوند کیلئے نکاح کر رہا ہے۔ عورت کو بھی اکثر معلوم ہوتا ہے کہ اس کا یہ نیا نکاح ایک آدھ رات کیلئے ہے۔ اور گواہ بھی جانتے ہیں کہ ہم ایک عارضی نکاح تدلیس کے گواہ بن رہے ہیں۔ اور نکاح خواں کو بھی معلوم ہے کہ میں ایک شیطانی حیلے میں ہتھیار کے طور پر استعمال ہو رہا ہوں۔ کیا خطبہ میں ان آیات کا پڑھنا اللہ تعالیٰ کی غیرت کو چیلنج، قرآن کی توہین، پیغمبر اسلام کی صریح نافرمانی نہیں تو کیا ہے۔ اور جو لوگ نکاح متعہ کو حرام اور محض زنا تصور کرتے ہیں اور نکاح تحلیل و حلالہ کے قائل ہیں کیا انہیں معلوم نہیں کہ متعہ حلالہ سے بھی زیادہ مکروہ عمل ہے؟

حلالہ و متعہ کا موازنہ

" نِكَاحُ الْمُحَلِّلِ : فَاِنَّهٗ لَا يُحِلُّهَا لِلْاَوَّلِ عِنْدَ جَمَاهِيْرِ السَّلَفِ، وَقَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اَنَّهٗ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: لَا اُوْتٰى بِمُحَلِّلٍ

Marfat.com

وَمُـحَلَّلٍ لَهُ إِلَّا رَجَمْتُهُمَا .وَكَذَلِكَ قَالَ عُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُم:إِنَّهُ لَا يُبِيْحُهَا إِلَّا بِنِكَاحِ رَغْبَةٍ، لَا نِكَاحِ مُحَلِّلٍ. وَلَمْ يُعْرَفْ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّهُ رَخَّصَ فِي نِكَاحِ التَّحْلِيلِ.

وَلَكِنْ تَنَازَعُوا فِي نِكَاحِ الْمُتْعَةِ فَإِنَّ نِكَاحَ الْمُتْعَةِ خَيْرٌ مِنْ نِكَاحِ التَّحْلِيلِ مِنْ ثَلَاثَةِ أَوْجُهٍ.

"أَحَدُهَا: أَنَّهُ كَانَ مُبَاحًا فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ؛ بِخِلَافِ التَّحْلِيلِ.

"الثَّانِي: أَنَّهُ رَخَّصَ فِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَطَائِفَةٌ مِنَ السَّلَفِ؛ بِخِلَافِ التَّحْلِيلِ فَإِنَّهُ لَمْ يُرَخِّصْ فِيهِ أَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ.

"الثَّالِثُ: أَنَّ الْمُتَمَتِّعَ لَهُ رَغْبَةٌ فِي الْمَرْأَةِ وَلِلْمَرْأَةِ رَغْبَةٌ فِيهِ إِلَى أَجَلٍ؛ بِخِلَافِ الْمُحَلِّلِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ لَيْسَ لَهَا رَغْبَةٌ فِيهِ بِحَالٍ، وَهُوَ لَيْسَ لَهُ رَغْبَةٌ فِيهَا؛ بَلْ فِي أَخْذِ مَا يُعْطَاهُ، وَإِنْ كَانَ لَهُ رَغْبَةٌ فَهِيَ مِنْ رَغْبَتِهِ فِي الْوَطْءِ؛ لَا فِي اتِّخَاذِهَا زَوْجَةً، مِنْ جِنْسِ رَغْبَةِ الزَّانِي؛ وَلِهَذَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَا يَزَالَانِ زَانِيَيْنِ، وَإِنْ مَكَثَا عِشْرِينَ سَنَةً.إِذْ اللَّهُ عَلِمَ مِنْ قَلْبِهِ أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُحِلَّهَا لَه.وَلِهَذَا تُعْدَمُ فِيهِ خَصَائِصُ النِّكَاحِ؛ فَإِنَّ النِّكَاحَ الْمَعْرُوف كَمَا قَالَ تَعَالَى:(وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً)(الروم: 21) وَالتَّحْلِيلُ فِيهِ الْبُغْضَةُ وَالنُّفْرَةُ؛ وَلِهَذَا لَا يُظْهِرُهُ.

الفتاوى الكبرى .المؤلف: تقي الدين أبو العباس احمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الحراني الحنبلي الدمشقي .المتوفى 728:هـج رحمه الله تعالى.الناشر:دار الكتب العلمية بيرت.الطبعة:الأولى، 1408هـ 1987 - م.عدد الأجزاء .

ترجمہ

جمہور علمائے سلف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نکاح حلالہ کے ذریعے عورت تین طلاقیں دینے والے پہلے خاوند کیلئے حلال نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث موجود ہے کہ حلالہ کی نیت سے نکاح کرنے والے اور جس کیلئے حلالہ کیا جارہا ہے دونوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ" حلالہ کی نیت سے نکاح کرنے والا اور جس کیلئے یہ نکاح کیا گیا اگر میرے پاس لائے گئے تو میں دونوں کو زنا کی حد کے تحت رجم کردوں گا'' یہی قول ہے: حضرت عثمان وعلی اور عبداللہ ابن عباس وعبداللہ ابن عمر وغیرہم رضی اللہ عنہم کا کہ حلالہ کی نیت سے نکاح کے ذریعے عورت تین طلاقیں دینے والے خاوند پر دوبارہ حلال نہیں ہوسکتی چونکہ نکاح میں خلوص کے ساتھ

Marfat.com

رغبت شرط ہے جو یہاں نکاح تحلیل میں مفقود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایک شخصیت بھی ایسی نہیں جو جواز کی قائل ہو۔ جبکہ نکاح متعہ کی حرمت پر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف موجود ہے۔ جس کے بعد تین وجوہات کی بنیاد پر متعہ کی شکل، حلالہ سے بہتر معلوم ہوتی ہے۔

01: نکاح متعہ شروع اسلام میں مباح رہا ہے۔ بخلاف حلالہ کے جو کبھی بھی مباح نہیں رہا۔

02: نکاح متعہ کے بارے میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بعض علمائے سلف رحمہم اللہ تعالیٰ نے رخصت دی ہے مگر حلالہ کی حلت پر کسی صحابی سے رخصت اور قول منقول نہیں۔

03: نکاح متعہ چاہے محدود مدت کیلئے ہی ہے مگر مرد کی عورت میں اور عورت کی مرد میں رغبت و محبت پائی جاتی ہے۔ بخلاف نکاح حلالہ کرنے والے مرد عورت کے۔ کہ عورت بھی ایک مذموم مقصد کی خاطر مجبور ہے اور مرد بھی عارضی لذت کی خاطر جھک مار رہا ہے نہ کہ بیوی بنا کر رکھنے کی خاطر نکاح کر رہا ہے اور یہی نیت ہوتی ہے زانی کی کہ وہ وقتی لذت کا خواہشمند ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مبالغہ سے فرمایا'' لَا یَـــزَالَانِ زَانِیَیْنِ، وَاِنْ مَکَثَا عِشْرِینَ سَنَةً. اِذْ اللّٰهُ عَلِمَ مِنْ قَلْبِهِ اَنَّهُ یُرِیدُ اَنْ یُحِلَّهَا لَهُ'' اس طرح کا نکاح کرنے والے عورت مرد بیس سال تک بھی اگر اکٹھے رہیں اور مرد کی نیت یہی ہے کہ وہ عورت کو پہلے خاوند کیلئے حلال کر رہا ہے تو دونوں زنا کار ہوں گے۔ اور اس وقت تک رہیں گے جب تک اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ یہ حلالہ کی نیت سے اکٹھے ہیں کیونکہ نکاح معروف کی بنیاد ہے:'' وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ () ۳۰: الروم ۲۱

ترجمہ

اس ذات باری تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ اور نکاح تحلیل میں بغض و نفرت کے سوا کچھ نہیں اور نہ ہی حلالہ کی نیت سے نکاح کرنے والا اس کا اظہار کر سکتا ہے۔

یعنی معروف شرعی نکاح کی بنیاد ہمیشہ کیلئے محبت و سکون پر ہے۔ لہٰذا مرد عورت ہمیشہ ایک دوسرے کیلئے اظہار محبت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں عبادت ہے۔

Marfat.com

معالج نے تجویز کیا ہے نسخۂ محبت
افاقہ گر نہ ہو تو مقدار بڑھا دی جائے

عارمہ ماہ رخ روح

☆ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے پر لعنت فرمائی مگر متعہ کرنے والے کے حق میں لعنت ثابت نہیں۔

☆ حلالہ کرنے کی غرض سے نکاح کرنے والے کو رسول اللہ ﷺ نے کرائے کی سانڈھ سے تشبیہ دی ہے مگر متعہ کرنے والے کیلئے ایسی کوئی وعید نہیں۔

☆ متعہ کی بنیاد ذاتی غرض اور چاہت پر ہے جبکہ حلالہ میں دوسرے کی غرض کہ پہلا خاوند منتظر ہے کہ کب عورت فارغ ہو اور اسے دوبارہ استعمال میں لایا جائے۔

☆ کیا کوئی شریف النفس شخص یہ تصور کرسکتا ہے کہ اس کی غلطی کی سزا کے طور پر بیوی کسی دوسرے کے ساتھ رات گزار کر صبح اس کے پاس آجائے؟ کم از کم متعہ میں تو ایسی صورت نہیں پائی جاتی۔

☆ متعہ میں منافقت نہیں پائی جاتی کیونکہ طرفین ایک مدت پر متفق ہوئے ہیں جس طرح کہ معاشرے میں دیگر اشیاء ایک مدت کیلئے مستعار لی جاتی ہیں مگر حلالہ میں سراسر منافقت ہے کہ بظاہر ایک نکاح ہے مگر درحقیقت تدلیس ہے اسی مناسبت سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے جاہلی سفاحت سے تعبیر کیا ہے۔

تلخیص . جامع لطائف التفسير للعلامة عبدالرحمن بن محمد القماش

حلالہ پیغمبر اسلام کی نظر میں

نکاح حلالہ دراصل نکاح باطل کی ایک قسم اور عورت ذات کی توہین و تذلیل کے مترادف عمل ہے۔ جس سے نہ صرف شارع علیہ السلام نے سختی سے منع فرمایا بلکہ سخت نکیر فرمائی یہاں تک کہ ایسی دس احادیث مبارکہ ہیں جن میں آپ ﷺ نے طلاق ثلاثہ کے بعد عورت کے پہلے خاوند اور اس کیلئے حلال کرنے کی نیت سے نکاح کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ اسی لیے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی پوری جماعت میں کوئی ایک ایسا نہیں جس نے اس قسم کا نکاح کیا ہو یا جواز پر فتویٰ دیا ہو۔ کیونکہ اس باب میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات بہت واضح ہیں۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ اس طرح کا کہیں نہ کہیں کوئی واقعہ ضرور پیش آیا ہوگا۔

Marfat.com

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ.

حديث صحيح ورواه ابن أبي شيبة وأحمدو الدارمي والترمذي

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کی غرض سے نکاح کرنے والے اور تین طلاقیں دے کر عورت کا اس دوسرے سے حلالہ کی نیت سے نکاح کرانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

ابن ابی شیبہ، مسند احمد بن حنبل، سنن دارمی، جامع ترمذی ابن ماجہ نے یہی روایت حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت علی سے لی ہے جبکہ حضرت عقبہ بن عامر کی روایت میں چند الفاظ مزید ہیں۔

عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ؟ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ هُوَ الْمُحَلِّلُ لَعَنَ اللهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ.

أخرجه ابن ماجة في النكاح باب المحلل والمحلل له بشرح الامام ابى الحسن الحنفى المعروف بالسندى المتوفى ۱۱۳۸ھ. دارالمعرفة بيروت : قال عبد الحق الاشبيلى فى " الاحكام الوسطى " (۲/۱۵۷) اسناده حسن . وحسنه شيخ الاسلام ابن تيمية فى " مجموعة الفتاوى " (۳۲ / ۱۵۳ . الملعونون فى السنة النبوية باب : فى ذكر لعن المحلل والمحلل له . تاليف محمد محمود مصطفى الناشر دار ابن حزم بيروت

حضرت عقبہ بن عامر کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بتاؤں کہ کرائے کا نر (سانڈ) کسے کہتے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ارشاد فرمائیے۔ فرمایا: وہ مرد جو دوسرے کے لیے حلال کرنے کی غرض سے نکاح کرے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: حلالہ کی غرض سے نکاح کرنے والے اور تین طلاقیں دے کر عورت کا اس دوسرے سے حلالہ کی نیت سے نکاح کرانے والے دونوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ پہلی روایت میں رسول اللہ ﷺ نے خود لعنت فرمائی اور دوسری میں فرمایا کہ اللہ نے بھی ان پر لعنت فرمائی ہے۔

عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُحَلِّلَ، وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ.

تعليق محمد فؤاد عبد الباقي: في إسناده زمعة بن صالح وهو ضعيف. والحديث رواه النسائي والترمذي من حديث ابن مسعود. وقال حديث حسن صحيح وحكم الألباني: صحيح. والجمهور على ان النكاح بنية التحليل يقتضي عدم الصحة.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تین طلاقیں دینے کے بعد بیوی کا دوسرے سے نکاح کرانے والا خاوند اور اس کیلئے حلال کرنے کی غرض سے نکاح کرنے والا دونوں پر لعنت۔

Marfat.com

جمہور علمائے امت کا فتویٰ ہے کہ اس قسم کا نکاح درست نہیں۔

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: إِنْ طَلَّقَهَا الْمُحَلِّلُ فَلَا تَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ، يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا إِذَا كَانَ نِكَاحُهُ عَلَى وَجْهِ التَّحَلُّلِ

المصنف لعبدالرزاق

اکابر علمائے تابعین میں سے قدوۃ المفسرین امام ابو الخطاب قتادة بن دِعامة السدوسي البصری صاحب: ألناسخ والمنسوخ: کا قول ہے کہ اگر حلالہ کی نیت سے نکاح کرنے والا اس نیت سے عورت کو طلاق دے دے کہ اب یہ پہلے خاوند کیلئے حلال ہے تو اس پہلے خاوند اور عورت کا نکاح قابل قبول نہیں۔ لہٰذا ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی۔

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ جَبَلَةَ بْنِ دَعْلَجٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: الْمُحَلِّلُ مَلْعُونٌ.

ألمصنف لابن أبي شيبة برقم ١٧٠٨٣ . باب في الرجل يطلق امرأته فيزوجها رجل ليحلها له

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ وَذُكِرَ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ قَالَ: إِذَا تَزَوَّجَهَا لِيُحَلِّلَهَا فَرَغِبَ فِيهَا فَلَا بَأْسَ أَنْ يُمْسِكَهَا.

المصنف لابن أبي شيبة برقم ٣٦١٩٤ . باب مسالة المحلل والمحلل له

حضرت امام محمد بن سیرین رحمہما اللہ نے فرمایا اللہ کی لعنت حلالہ کی نیت سے نکاح کرنے والے اور اس شخص پر جو تحلیل کی نیت سے نکاح کرے۔ اس باب میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے حلالہ کی نیت سے نکاح کر لیا جس کے دوران عورت سے محبت پیدا ہو گئی تو اس کیلئے مناسب صورت یہی ہے کہ طلاق کے بجائے اسے مستقل نکاح میں رکھ لے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْمُحَلِّلِ قَالَ: لَا نِكَاحَ إِلَّا نِكَاحَ رَغْبَةٍ، لَا نِكَاحَ دَلْسَةٍ، وَلَا مُسْتَهْزِءٍ بِكِتَابِ اللّٰهِ لَمْ يَذُقِ الْعُسَيْلَةَ.

معجم الكبير للطبراني

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے نکاح حلالہ کے بارے میں سوال کیا گیا تھا جس کے جواب میں فرمایا نہ تو رغبت وچاہت کے بغیر نکاح کی کوئی حیثیت ہے اور نہ دھوکے سے نکاح کی کوئی حیثیت ہے اور نہ ایسے نکاح کی جس میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ ٹھٹھہ کیا جائے۔ اور نہ ایسے نکاح کی کہ باوجود نکاح

Marfat.com

کے جماع نہ کیا گیا ہو۔ یعنی طلاق بائن کی صورت میں نکاح ثانی اس وقت مفید ہے جب با قاعدہ نکاح کے بعد رشتۂ ازدواج قائم ہو۔

وَصَحَّ عَنْ قَتَادَةَ، وَالْحَسَنِ، وَالنَّخَعِيِّ، قَالُوا: إِنْ نَوَى وَاحِدٌ مِنَ النَّاكِحِ، أَوْ الْمُنْكَحِ أَوْ الْمَرْأَةِ التَّحْلِيلَ، فَلا يَصْلُحُ، فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلا تَحِلُّ لِلَّذِي طَلَّقَهَا، وَيُفَرَّقُ.

المصنف لابن أبي شيبة برقم ۳۶۱۹۴ . باب مسالة المحلل والمحلل له

حضرات ائمہ قتادہ، حسن بصری اور نخعی رحمہم اللہ کے نزدیک اگر ایسی مطلقہ عورت کا نکاح کرانے والے، کرنے والے اور عورت میں سے کسی کی کا یہ ارادہ ہو کہ ہم پہلے خاوند کیلئے حلال کرنے کی غرض سے نکاح کر رہے ہیں تو یہ صورت جائز نہیں اور اگر پہلے شوہر نے دوبارہ نکاح کر لیا تو ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی۔ یعنی ایسا نکاح، نکاح فاسد ہے۔

وَصَحَّ عَنْ عَطَاءٍ فِيمَنْ نَكَحَ امْرَأَةً عَامِدًا مُحَلِّلًا ثُمَّ رَغِبَ فِيهَا فَأَمْسَكَهَا؟ قَالَ: لا بَأْسَ بِذَلِكَ.

المرجع السابق

حضرت عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ اگر کسی شخص نے حلالہ کی نیت سے کسی عورت کے ساتھ نکاح کیا۔ پھر اسے عورت پسند آ گئی اور اس نے طلاق کے بجائے ہمیشہ کیلئے نکاح میں رکھ لی تو یہ صورت جائز ہے۔

وَرُوِيَ أَيْضًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي يُوسُفَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ: أَنَّهُ إِذَا نَوَى الثَّانِي تَحْلِيلَهَا لِلْأَوَّلِ لَمْ تَحِلَّ لَهُ بِذَلِكَ. وَهُوَ قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ.

المرجع السابق

حضرت امام محمد بن حسن نے حضرت قاضی ابو یوسف کے حوالے سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ کا قول نقل کیا ہے اگر کوئی شخص تین طلاقیں دینے والے کیلئے حلال کرنے کے ارادے سے عورت کے ساتھ نکاح کرے گا تو ایسا کرنا اس کیلئے جائز نہیں۔ حضرت امام محمد بن حسن اور حضرت قاضی ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ زُفَرَ بْنِ الْهُذَيْلِ، وَأَبِي حَنِيفَةَ: أَنَّهُ وَإِنْ اشْتَرَطَ عَلَيْهِ فِي نَفْسِ الْعَقْدِ أَنَّهُ إِنَّمَا يَتَزَوَّجُهَا لِيُحِلَّهَا لِلْأَوَّلِ، فَإِنَّهُ نِكَاحٌ صَحِيحٌ، وَيُحْصِنَانِ بِهِ وَيَبْطُلُ الشَّرْطُ، وَلَهُ أَنْ يُمْسِكَهَا، فَإِنْ طَلَّقَهَا حَلَّتْ لِلْأَوَّلِ. وَرُوِيَ ذَلِكَ عَنْ زُفَرَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، وَالْحَسَنِ بْنِ زِيَادٍ.

المرجع السابق

حضرت امام زفر بن اَلْهُذَيْل اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ تعالیٰ کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی شخص حلالے کی

Marfat.com

نیت اور شرط کے ساتھ عورت سے نکاح کر لیتا ہے تو نکاح صحیح ہوگا، انہیں محصن تصور کیا جائے گا مگر شرط چونکہ باطل ہے اس لیے خود بخود غیر مؤثر ہو جائے گی۔ اور اس نکاح کرنے والے کیلئے مناسب صورت یہ ہے کہ عورت کو مستقل طور پر اپنے پاس ٹھہرا لے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے طلاق دے دے تو پہلے خاوند کیلئے دوبارہ نکاح کرنا جائز ہوگا۔ حضرت امام زفر بن اَلْھُذَیْل حضرت امام ابوحنیفہ اور حسن بن زیاد کی یہی رائے ہے۔

لطیفہ

طالب علمی کے دوران ایک لطیفہ بہت مشہور ہوا تھا کہ پنجاب کے مشہور علمی شہر ''وا بھچراں'' میں کسی ناعاقبت اندیش نے بیوی کو تین طلاقیں دے ڈالیں۔ جب شیطان اس سے فارغ ہو کر کسی دوسرے کی تلاش میں گیا اور رشتہ داروں نے بھی سمجھایا تو بیوی سے صلح کرنے پر تیار ہو گیا۔ جس کے بعد کسی مفتی سے جا کر مسئلہ پوچھا تو انہوں نے حلالہ کرنا تجویز کیا۔ جب عورت کے سامنے حلالہ کی تفصیلات رکھ کر اسے قائل کرنے کی کوشش کی گئی تو عورت نے مستفتی اور مفتی دونوں کو خوب سنائیں اور کہنے لگی میرے کسی قصور اور مطالبے کے بغیر طلاق دینے والا شوہر ہے اور حلالہ میرا ہو یہ عجیب معاملہ ہے؟ اگر کوئی ایسی بات ہے تو اس طلاق دینے والے کا حلالہ کرانا چاہیے نہ کہ میرا۔ واللہ اعلم بالصواب!

حدیث شریف میں غیرت کا معیار یہ ہے کہ ایک انسان اپنی بیوی بچوں کے بارے میں غیرت کرے اگر ایسا نہیں تو اسے دیوث کہا گیا ہے جس پر اللہ نے جنت کو حرام قرار دیا ہے حدیث میں ان تین بدنصیب لوگوں کا ذکر ہے جو کبھی جنت نہ جا سکیں گے ان میں سے ایک کردار کو'' دیّـوث ''کا نام دیا گیا ہے عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ یہ کون شخص ہے؟ فرمایا: '' وَالدَّیُّوْثُ الَّذِیْ یُقِرُّفِیْ اَھْلِهِ الْخَبَثَ ''

طبرانی ،مسند احمد، ابنِ ماجة ، مجمع الزوائد

دیوث (آخری درجے کا بے غیرت) وہ ہے جو اپنے گھر والوں (بشمول ماں ، بہن ، بیٹی اور بیوی) میں ناپاک کام (زنا اور اس کی طرف بلانے والی چیزوں مثلاً بے پردگی غیر مردوں سے میل ملاپ وغیرہ) کو برقرار رکھتا ہے۔

اب ایک آدمی اگر دوسرے کا جھوٹا پانی پینا پسند نہیں کرتا اور اترا ہوا کپڑا نہیں پہنتا کیا وہ یہ گوارا کر لے گا کہ ایک سازش کے تحت کوئی دوسرا مرد اس کی بیوی کے ساتھ ایک آدھ دن گزار لے اور اس صورت حال سے گزرنے والی بیوی کے ضمیر کی آواز بھی اس کے کانوں تک نہ پہنچ پائے تو اس کو دیوث نہ کہا جائے تو اور کیا ہے۔

Marfat.com

آنکھوں دیکھا واقعہ

کوہ مری ملازمت کے دوران ایک واقعہ جب میں یاد کرتا ہوں تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ایک روز ایک صاحب نے بڑے ملاجی کا پیغام دیا کہ جلدی آجائیں پنچائیت بیٹھی ہے اور آپ کا ہونا بھی ضروری ہے۔ میں حاضر ہوا تو بڑے ملاجی مقامات حریری کے کردار شیخ ابوزید سروجی کے انداز میں ایک چارپائی پہ تشریف فرما ہیں اور ارد گرد کافی سارے لوگ۔ مجھے مخاطب کر کے کہا یہ جو فلاں ہے اس کی بیوی کسی کے ساتھ بھاگ گئی تھی کل واپس لائی گئی ہے اور اس کا حلالہ کرنا ہے۔ میں نے کچھ عرض کرنے کی کوشش کی تو ملا صاحب نے فرمایا فتویٰ میں دے چکا ہوں اس پر بات کرنے کی ضرورت نہیں اس کے بعد گاؤں کے ایک مجوزہ نوجوان سے ملا صاحب نے نکاح کرایا اور اسے اس خاتون کے ہمراہ ساتھ والے کمرے میں بھیج دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ نوجوان ایک فاتحانہ انداز میں اور خاتون سراپا بے بسی کی تصویر بنے واپس آگئے۔ اس نوجوان نے کہا آپ سب کے سامنے میں اس عورت کو طلاق دیتا ہوں۔ بڑے ملا صاحب نے پہلے دیوث کو پکارا اور اس کے ساتھ دوبارہ نکاح پڑھاتے ہوئے تاکید کی ایسے حالات نہ پیدا کیا کریں۔

میں نے دوسرے روز ملا صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بات کرنے کی کوشش کی تو کہنے لگے میری ساٹھ سالہ خدمات کے دوران کبھی کسی نے مجھے نہیں ٹوکا۔ اس گاؤں کا میں مفتی ہوں اگر آپ نے یہاں رہنا اور سکول پڑھانا ہے تو آئندہ میرے معاملے میں بات نہ کرنا کیونکہ ابھی بچے ہو تمہیں شرعی مسائل اور جزئیات کا علم نہیں۔ اور ظلم کی انتہا یہ ہے کہ ایسے کام کرنے کے بعد یہ بڑے بڑے ملا حضرات اس قسم کے فتاویٰ کی نسبت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کر دیتے ہیں حالانکہ یہ ایک واضح شرعی حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہوتے ہیں اور دراصل یہ علما نہیں ہوتے بلکہ گاؤں کی ''سیپ'' کے عوض لوگوں کے گناہ بھی اپنے کھاتے میں لکھواتے رہتے ہیں۔

حکایت

مطاف میں ایک عورت اس حال میں محو طواف ہے کہ:

الجھا الجھا خیال سا چہرہ

کسی شاعر کا خواب ہو جیسے

محمد بلال خان

Marfat.com

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا کہ وہ سراپا درد اللہ تعالیٰ سے ان اشعار میں شکوہ کر رہی ہے:

فَمِنْهُنَّ مَنْ تُسْقٰى بِعَذْبٍ مُبَرَّدٍ

نُقَاخٍ فَتِلْكُمْ عِنْدَ ذَالِكَ قَرَّتِ

وَ مِنْهُنَّ مَنْ تُسْقٰى بِأَخْضَرَ آجِنٍ

أُجَاجٍ فَلَوْ لَا خَشْيَةُ اللّٰهِ فَرَّتِ

دولة النساء تاليف الاستاذ عبد الرحمٰن البر قوقی رحمه اللّٰه تعالىٰ : باب حضهم الرجال علىٰ ان يتجملوا لزوجاتهم : عليه الناشر دار ابن حزم بيروت

کچھ خوش نصیب عورتیں تو ایسی ہیں کہ انہیں پینے کیلئے صاف ستھرا ٹھنڈا اور میٹھا پانی میسر ہے ایسی عورتوں کو اپنے ایسے حساس شوہروں کے ساتھ اطمینان سے زندگی بسر کرنی چاہیے۔

اور کچھ ایسی بدنصیب ہیں کہ انہیں ایسا گدلا اور کڑوا پانی پلایا جاتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف دامن گیر نہ ہو تو ایسے شوہروں سے دور بھاگ جائیں۔ یعنی:

ہے عجب شخص جو مرنے نہیں دیتا مجھ کو

اور جینے کی بھی سنگین سزا دیتا ہے

علینا عترت

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بصیرت سے سمجھ لیا کہ یہ عورت اللہ تعالیٰ سے اپنے خاوند کی بے حسی، لاپرواہی، بدذوقی، بدخلقی اور بدصورتی کی شکایت کر رہی ہے۔

آپ نے اس کے شوہر کو طلب کیا تو وہ ایک انتہائی بدصورت انسان تھا۔ آپ نے عورت کی مجبوری و نفرت کی وجہ سے فرمایا: تم پانچ سو درہم نقد یا مالِ فـــــئی سے ایک لونڈی لے لو اور اپنی بیوی کو فارغ کر دو۔ اس آدمی نے پانچ سو درہم لے کر عورت کو طلاق دے دی۔

واقول

عربی اشعار میں خاتون نے پسندیدہ و ناپسندیدہ شوہروں کو ٹھنڈے میٹھے اور کڑوے کسیلے و متعفن پانی سے تشبیہ دیکر لغت میں ایک خوبصورت اضافہ کر دیا ہے اگر سعودیہ کے موسم گرما کے تصور کے ساتھ انہیں پڑھا جائے تو لطف دوبالا

Marfat.com

ہوجاتا ہے۔

کسی عورت کو اس کے حقوق پورے کیے بغیر اور اس کی مرضی کے خلاف مجبور کر کے رکھنا شرعی اعتبار سے درست نہیں بلکہ عورت خلع کی حقدار ہے۔ اور جس معاشرے میں مظلوم انصاف سے اور فریادی دادرسی سے محروم رہتا ہے ایسا معاشرہ فساد کی نظر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دل کی آگ بجھانے کیلئے فائر بریگیڈ نہیں انصاف اور دادرسی کی ضرورت ہوتی ہے؟

جو آگ سے اٹھتا ہے دھواں وہ بھی ہے، لیکن
اٹھتا ہے جو سینے سے، وہ ہوتا ہے دھواں اور

حسن عباس رضوی

ضرورت دین

الاستفسار: امرأة احتاجت الى واقعة و زوجها جاهل ولا يسئل هو عن عالم ايضاًفهل لها ان تخرج بنفسها لتسأل عنها .الاستبشار : نعم اذ امتنع الزوج من السوال عن العالم و كانت الواقعة مما احتاجت اليه ولا يحصل العلم بها الا بالسوال عن العالم يجوز لها ان تخرج فان طلب العلم فريضة على كل مسلمة ومسلم فى ما احتاج اليه كذا فى " فتا ویٰ قاضی خان "

فتاویٰ اللكنوى المسماة نفع المفتى والسائل بجمع بمتفرقات المسائل باب ما يتعلق باطاعت الزوجات للازواج وحقوقهم عليهن وحقوقهن عليهم ؛ لهلامام المحدث الفقيه ابى الحسنات محمد عبد الحى اللكنوى الهندى ولد ۱۲۶۴ و توفى ۱۳۰۴ ؛ تحقيق صلاح محمد ابوالحاج الناشر دار ابن حزم بيروت.

سوال یہ ہے کہ کیا ایک عورت جس کا شوہر جاہل ہے اور اسے ایک دینی مسئلہ معلوم کرنا بہت ضروری ہے جب کہ وہ کسی عالم سے پوچھے بغیر حل بھی نہیں ہو سکتا اور شوہر کسی سے پوچھتا بھی نہیں تو کیا عورت خود کسی عالم کے پاس جا کر پوچھ سکتی ہے؟

حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے فتویٰ دیا ہے کہ شوہر کے اجازت دیئے بغیر کسی عالم سے عورت کو مسئلے کا شرعی کا حل معلوم کرنا چاہیے کیونکہ ہر مسلمان عورت مرد پر ضروریات دین کا جاننا فرض ہے۔ شریعت نے یہ گنجائش اس لیے رکھی ہے تا کہ اللہ کی حدود معلوم کر کے دونوں میاں بیوی ان کے اندر زندگی گزاریں اس طرح اللہ کی رحمت شامل حال رہتی ہے۔

Marfat.com

نکاح متعہ

فنی تعریف

نِكَاحُ الْمُتْعَةِ : هُوَ أَن يَّقُوْلَ الرَّجُلُ لِامْرَأَةٍ ، خُذِىْ هٰذِهِ الْعَشْرَةَ وَأَتَمَتَّعُ بِكِ مُدَّةً مَعْلُوْمَةً .

ألتعريفات للجرجاني رحمه الله تعالى: باب النون.

نکاح متعہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کسی عورت سے کہے کہ تم یہ دس درہم رکھ لو اور میں ان کے عوض تم سے فلاں مدت تک جسمانی فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔

عورت کی طرف سے قبولیت کی صورت میں شیعہ حضرات کے نزدیک اس طرح کے جسمانی تعلق کی بڑی فضیلت ہے۔اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ قدیم نکاح کی ایک شکل تھی جسے بالآخر حجة الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے قیامت تک کیلئے حرام ٹھہرادیا تھا۔

لغوی مفاہیم

مَتَاعٌ ج أَمْتِعَةٌ جج أَمَاتِعٌ وَ أَمَاتِيْعٌ : سے مراد ہر وہ سامان زندگی ہے جس سے انسان دنیا میں فائدہ اور لذت حاصل کرتا ہے۔قرآن کریم میں استمتاع کا یہی مفہوم ہے '' يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ط أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا... ٤٦:الأحقاف: ٢٠ '' پھر جب یہ کافر آگ کے سامنے لا کھڑے کیے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا '' تم اپنے حصے کی نعمتیں اپنی دنیا کی زندگی میں ختم کر چکے اور ان کا لطف تم نے اٹھالیا...

جبکہ قرآن کریم کی ترتیب کے مطابق اس میں سرفہرست عورت ہے '' زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ط ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ '' ٠٣: اٰلعمران ١٤

مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کیلئے مزین کردی گئی ہے، جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشاندار گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی، یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور لوٹنے کا اچھا ٹھکانا تو اللہ تعالیٰ ہی

Marfat.com

کے پاس ہے۔

إِنَّمَا نِعْمَةَ دُنْيَا مُتْعَةٌ

وَحَيَاةُ الْمَرْءِ ثَوْبٌ مُسْتَعَارٌ

علي بن أبي طالب رضى الله عنه

دنیا کی نعمتیں عارضی لذت کے سوا کچھ بھی نہیں۔انسانی زندگی کی مثال ایک مستعار کپڑے کی سی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :الدُّنيَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ.

صحيح مسلم كتاب النكاح، باب فضل النكاح

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ دنیا ساری کی ساری متاع (نفع حاصل کرنے کی جگہ ہے) اور زندگی کے اسباب میں نیک عورت ہی سب سے اچھی متاع ہے۔

وَلَمْ تَبْقَ فِي الْأَيَّامِ بَعْدَكِ لَذَّةٌ

وَلَا مُتْعَةٌ يَلْهُو بِهَا الْمُتَمَتِّعُ

ابن نباتة السعدی

اور تمہارے بعد میری زندگی میں لذت و سرور نام کی کوئی چیز نہیں بچی۔اور نہ کوئی ایسی باعث سکون چیز کہ اس کے ساتھ دل بہلایا جاسکے۔

مُتْعَةُ الْمَرْأَةِ /مُتْعَةُ الْمُطَلَّقَةِ

سے مراد وہ لباس، پیسے یا اس طرح کی کوئی چیز ہے جو طلاق کی صورت میں شوہر کی طرف سے عورت کو دی جاتی ہے اور یہ شرافت کی علامت ہے۔

" وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ " ۰۲: البقرة ۲۴۱ :۔اسی طرح جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو انہیں بھی مناسب طور پر کچھ نہ کچھ دیکر رخصت کیا جائے۔

اَلْمُتْعَةُ : بِضَمِّ الْمِيمِ مُشْتَقَّةٌ مِنَ الْمَتَاعِ وَهُوَ مَايُسْتَمْتَعُ بِهِ وَيُنْتَفَعُ بِهِ .

الفقه المنهجي على مذهب الامام الشافعي رحمه الله تعالى : تعريف المتعة: ج ۴

Marfat.com

لفظ متعہ، متاع سے مشتق ہے جس سے مراد ایسی چیز جس سے لذت اور فائدہ اٹھایا جائے۔

هَلْ فِيْ حَيَاتِيْ مُتْعَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِ
وَقَدْأَسْلَمَتْنِيْ لِلدَّوَاهِي الدَّوَاهِمِ

ابن الآبار البلنسي

کیا اس کی موت کے بعد بھی میری زندگی میں کوئی ایسی چیز بچی ہے جو مجھے سکون مہیا کر سکے۔ دراصل اس کی موت مجھے مصائب اور اندھیروں کے سپرد کر گئی ہے۔

متعة الحج

تمتع/متعة الحج: حج کی ایک قسم ہے جس کی فضیلت قِران سے کم اور افراد سے زیادہ ہے اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ تمتع کرنے والا عمرہ اور حج کے احرام کے درمیانی عرصہ میں ان سہولتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے جو حالت احرام کی وجہ سے ممنوع ہیں جس کی علیحدہ تفصیل ہے۔

مَابَالُ مُعْتَمِرٍبِرَبْعِکِ دَائِمًا
يَقْضِيْ زِيَارَتَهُ بِغَيْرِ تَمَتُّعٍ

ابن الدهان

اے محبوب عمرہ کرنے والے کو کیا ہو گیا ہے کہ ہمیشہ تیرے گھر کے بعد حج تمتع کے بغیر ہی زیارت کو مکمل سمجھ کر لوٹ جاتا ہے۔

تَمَتَّعْ بِمَالِکَ قَبْلَ الْمَمَاتِ
وَإلَّا فَلا مَالَ اِنْ أَنْتَ مِتَّا

محمود الوراق

موت سے پہلے پہلے اپنے مال سے فائدہ اٹھالو۔ وگرنہ اس وقت مال کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی جب تم مرجاؤ گے۔

فَبِتُّ وَبَاتَتْ، يَعْلَمُ اللّٰهُ لَمْ يَكُنْ
سِوَى أُذُنٍ تُصْغِي وَعَيْنٍ تَمَتَّعُ

مصطفى لطفي المنفلوطي

Marfat.com

ہم نے اکٹھے رات بسر کی، مگر اللہ جانتا ہے کہ کان اس کی باتوں کی طرف متوجہ رہے اور آنکھیں اسے دیکھنے میں اس کے سوا کچھ نہ تھا۔

لمحوں میں یہ صدیوں کا پیار مانگے ہے
دلِ خود غرض وقت سے فرار مانگے ہے

اظہر ناظر

جبکہ حدیث وفقہ کی کتب میں ضروری نہیں کہ ہر جگہ ایک ہی مفہوم مراد ہو۔مثال کے طور کتاب النکاح کے تحت متعہ سے مراد نکاح متعہ. کتاب الطلاق کے تحت۔طلاق کی صورت میں عورت کو کچھ نہ کچھ دینا۔اور کتاب الحج کے تحت لفظ متعہ کا مفہوم ہوگا حج تمتع.

متعہ کی شکل

اَلْـمُتْعَةُ هِيَ أَن يَّسْتَأْجَرَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ اِلَى أَجَلٍ مُعَيَّنٍ بِقَدْرٍ مَعْلُوْمٍ، وَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَنْكِحُ اِمْرَأَ ةً وَقْتاً مَعْلُوْماً، شَهْرًا أَوْ شَهْرَيْنِ، اَوْ يَوْماً اَوْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ يَتْرُكُهَا بَعْدَ أَنْ يَقْضِيَ مِنْهَا وَطَرَهُ.

روائع البيان تفسير آيات القرآن ، للشيخ العلامة محمدعلي الصابوني : المحرمات من النساء : مكتبة الغزالي – دمشق

عرف عام اور نکاح کے باب میں۔متعہ یہ ہے کہ ایک شخص کسی عورت کو مقررہ مدت اور اجرت پر حاصل کرے۔زمانۂ قدیم میں دستور تھا کہ ایک شخص مقررہ مدت یعنی مہینہ دو مہینے یا ایک دو دن کیلئے نکاح کر لیتا تھا اور اپنی حاجت پوری کر کے عورت کو چھوڑ دیتا۔

شیعہ کے ہاں متعہ کی تعریف

عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِى عَبْدِ اللّٰهِ (ع) قَالَ لَا تَكُونُ مُتْعَةٌ إِلَّا بِأَمْرَيْنِ أَجَلٍ مُسَمًّى وَ أَجْرٍ مُسَمًّى .

الكافى : كتاب النكاح ابواب المتعة ... مركز الاشعاع الاسلامى

زرارہ کی روایت ہے کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا: متعہ کی بنیاد دو چیزوں پر ہے طے شدہ مدت اور مقرر اجرت۔

یعنی متعہ کی سہولت سے فائدہ اٹھانے کیلئے مرد عورت اگر ایک مدت اور معین اجرت پر متفق ہو جائیں تو یہ کافی ہے۔

Marfat.com

تاریخ متعہ

قَوْلُهُ تَعَالَى " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ " حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ :سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ :كَانَتْ مُتْعَةُ النِّسَاءِ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ، كَانَ الرَّجُلُ يَقْدُمُ الْبَلْدَةَ، لَيْسَ مَعَهُ مَنْ يُصْلِحُ لَهُ ضَيْعَتَهُ وَلَا يُصْلِحُ بِحِفْظِ مَتَاعِهِ، فَيَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ إِلَى قَدْرِ مَا يَرَى أَنَّهُ يَفْرُغُ مِنْ حَاجَتِهِ، فَتَنْظُرُ لَهُ مَتَاعَهُ وَتُصْلِحُ لَهُ ضَيْعَتَهُ، وَكَانَ يَقُولُ: فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ نَسَخَتْهَا مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَكَانَ الْإِحْصَانُ بِيَدِ الرَّجُلِ، يُمْسِكُ مَتَى شَاءَ وَيُطَلِّقُ مَتَى شَاءَ.

تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم وهوأبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس بن المنذر التميمي، الحنظلي، الرازي ابن أبي حاتم المتوفى 327 :هـ. : تفسير لآية ۲۴ من النساء : المحقق :أسعد محمد الطيب:الناشر :مكتبة نزار مصطفى الباز -المملكة العربية السعودية، الطبعة :الثالثة 1419 -هـ.

حضرت امام ابن ابی حاتم نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن کعب القرظی رحمہم اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں رواج یہ تھا کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے علاقے میں جاتا جہاں اس کی اور اس کے سامان کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو وہ اپنے عرصۂ قیام کے لحاظ سے کسی عورت کے ساتھ عارضی نکاح کر لیتا تھا جو اس کے سامان کی حفاظت کے ساتھ اس شخص کی دیکھ بھال بھی کرتی۔ پھر فرمایا کہ اس کے بعد آیت '' مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ '' نکاح کر کے پاکدامنی کی زندگی گزارنے والے نہ آزاد شہوت رانی کرنے والے: نے اس ابتدائی عارضی نکاح کی سہولت کو منسوخ کر دیا اور طلاق کا حق مرد کے پاس منتقل ہو گیا وہ جب تک چاہے تو بیوی کی حیثیت سے رکھے اور جب چاہے تو طلاق سے فارغ کر دے۔

متعہ کے باب میں کوئی ایسی مستند روایت موجود نہیں جس سے یقینی طور پر تاریخ متعہ کا تعین ہو جائے البتہ سورہ نساء کی آیت نمبر ۲۴ '' فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ '' کے تحت حضرت امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح اور بعض دیگر تفسیری اقوال سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ اسلام سے پہلے کا ہے نہ کہ اسلام نے کوئی ایسی عارضی سہولت فراہم کی تھی۔

میری سمجھ کے مطابق نکاح متعہ کے جواز وعدم جواز میں تین فریق:

Marfat.com

01: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عبداللہ ابن عباس اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا نظریۂ جواز اور اس کی بنیاد پر آپ کے تلامذہ مشاہیر تابعین حضرات عطا ابن ابی رباح۔ طاؤس بن کیسان اور ابن جریج وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ

02: شیعہ حضرات کا نظریہ جواز اور ان کی احادیث۔ فضائل ونوادر متعہ

03: دونوں طرف سے متاخرین کا غلو

جبکہ ایک طویل عرصہ مطالعہ کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس مسئلے کی تفصیل کو کسی کتاب کے ایک باب میں نہیں سمیٹا جاسکتا بلکہ اس کیلئے ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے۔ میں نے اس موضوع پر دونوں طرف کی بعض کتب دیکھی ہیں مگر افسوس کہ ان میں ایک دوسرے کے خلاف جو زبان استعمال کی گئی ہے اس سے تشدد ونفرت میں تو اضافہ ہوسکتا ہے کوئی علمی فائدہ نہیں۔ جبکہ اس معاملے کی بنیاد محض فقہی جزئیات وفروعات پر نہیں بلکہ دونوں طرف کے بنیادی مصادر ومراجع پر ہے۔ اور جس طرح اہل سنت والجماعت مسلک صحابہ رضی اللہ عنہم اور ذخیرۂ حدیث سے دست بردار ہوکر اہل سنت والجماعت نہیں رہتے اسی طرح شیعہ حضرات اپنی صحاح اربعہ اور بنیادوں سے دست بردار ہوکر شیعہ نہیں کہلا سکتے اور نہ کبھی ایسا ہوا ہے۔ البتہ اپنی کتاب کے موضوع کی مناسبت سے میں نے کوشش کی ہے کہ دونوں طرف کی احادیث کی روشنی میں مسئلے کی نوعیت واضح کردی جائے۔

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ: اَللّٰهُمَّ أَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ مُتَوَسِّلاً إِلَیْکَ بِأَشْرَفِ رُسُلِکَ أَنْ تَجْعَلَهُ خَالِصاً لِوَجْهِکَ الْکَرِیْمِ: اَللّٰهُمَّ أٰمِیْن.

بنائے اختلاف

متعہ کے باب میں اہل سنت والجماعت اور شیعہ کے درمیان بنیادی طور پر سورہ نساء کی آیت نمبر ۲۴ "فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ" کی تفسیر باعث اختلاف ہے۔ اور یہ اختلاف بھی نیا نہیں بلکہ دور صحابہ رضی اللہ عنہم سے موجود ہے۔ لہٰذا اس موقعہ پر اگر دونوں طرف کے ترجمے سامنے رکھ لیے جائیں تو اختلاف کی وجہ واضح ہوجاتی ہے۔

"وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَاوَرَاءَ ذٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيماً حَكِيماً () ۰۴: النساء: ۲۴

01: اور وہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں جو کسی دوسرے کے نکاح میں ہوں (محصنات) البتہ ایسی عورتیں اس سے

Marfat.com

مستثنیٰ ہیں جو جنگ میں تمہارے ہاتھ آئیں۔ یہ اللہ کا قانون ہے جس کی پابندی تم پر لازم کردی گئی ہے۔ ان کے ماسوا جتنی عورتیں ہیں انہیں اپنے اموال کے ذریعہ سے حاصل کرنا تمہارے لیے حلال کردیا گیا ہے بشرطیکہ حصار نکاح میں ان کو محفوظ کرو، نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو پھر جو ازدواجی زندگی کا لطف تم ان سے اٹھاؤ اس کے بدلے ان کے مہر بطور فرض کے ادا کرو۔ البتہ مہر کی مقدار طے ہو جانے کے بعد آپس کی رضامندی سے تمہارے درمیان اگر کوئی سمجھوتہ ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اللہ علیم و دانا ہے۔

تفہیم القرآن: مولانا مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ

02: اور حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آجائیں۔ اللہ تعالیٰ نے احکام تم پر فرض کر دیئے ہیں، اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئیں کہ اپنے مال کے مہر سے تم ان سے نکاح کرنا چاہو، برے کام سے بچنے کیلئے نہ کہ شہوت رانی کرنے کیلئے، اس لیے جن سے تم فائدہ اٹھاؤ ان کا مقرر کیا ہوا مہر دے دو، اور مہر مقرر ہو جانے کے بعد تم آپس کی رضامندی سے جو طے کرلو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں بے شک اللہ تعالیٰ علم والا حکمت والا ہے۔

ترجمہ مولانا محمد جونا گڑھی رحمہ اللہ تعالیٰ: اہلحدیث عالم

03: اور (حلال نہیں) خاوند والی عورتیں مگر جن کے مالک ہو جائیں تمہارے ہاتھ، حکم ہوا، اللہ کا تم پر اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں ان کے سوا بشرطیکہ طلب کرو ان کو اپنے مال کے بدلے، قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو، پھر جس کو کام میں لائے تم ان عورتوں میں سے تو ان کو دو ان کے حق جو مقرر ہوئے، اور گناہ نہیں تم کو اس بات میں کہ ٹھہرا لو تم دونوں آپ کی رضا سے مقرر کیے پیچھے، بے شک اللہ ہے خبردار حکمت والا۔

تفسیر عثمانی از علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ: دیوبندی عالم

04: اور حرام ہیں خاوندوں والی عورتیں، مگر (کافروں کی وہ عورتیں) جو تمہاری ملک میں آجائیں، فرض کیا ہے اللہ نے (ان احکام) کو تم پر، اور حلال کردی گئی ہیں تمہارے لیے ماسوا ان کے تاکہ تم طلب کرو (ان کو) اپنے مالوں کے ذریعہ پاکدامن بنتے ہوئے نہ زنا کار بنتے ہوئے، پس جو تم نے لطف اٹھایا ہے ان سے تو دو ان کو ان کے مہر جو مقرر ہیں اور کوئی گناہ نہیں تم پر جس چیز پر تم آپس میں راضی ہو جاؤ مقرر کیے ہوئے مہر کے بعد بے شک اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے۔

ضیاء القرآن از حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ: بریلوی عالم

05: اور شوہر دار عورتیں جو سوائے ان کے جو تمہاری ملکیت ہو جائیں (یہ حرام ہونا) خدا نے تمہارے ذمے لکھ

Marfat.com

دیا۔ اوراس کے سواسب تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں کہ تم اپنے مال خرچ کر کے بحالت پاکدامنی نہ بغرض بدکاری ان کی خواستگاری کرو۔ پھران میں سے جن سے تم متعہ کرلوتو مقرر کیا ہوامہران کودے دو۔ اور مہر مقرر ہو جانے کے بعد آپس میں اگر تم کچھ کمی بیشی پر راضی ہو جاؤ تو تم پر کوئی الزام نہیں ہے۔ بے شک اللہ صاحب حکمت ہے۔

ترجمہ قرآن مولانا مقبول دہلوی : شیعہ عالم۔ انٹرنیٹ

06: اور تم پر حرام ہیں شادی شدہ عورتیں۔ علاوہ ان کے جو تمہاری کنیزیں بن جائیں یہ خدا کا کھلا ہوا قانون ہے اوران سب عورتوں کے علاوہ تمہارے لیے حلال ہے کہ اپنے اموال کے ذریعہ عورتوں سے رشتہ پیدا کرو عفت وپاکدامنی کے ساتھ، سفاح وزنا کے ساتھ نہیں، پس جو بھی ان عورتوں سے تمتع کرے ان کی اجرت انہیں بطور فریضہ دیدے، اور فریضہ کے بعد آپس میں رضامندی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے بیشک اللہ علیم بھی ہے اور حکیم بھی ہے۔

ترجمہ قرآن مولانا ذیشان حیدر جوادی : شیعہ عالم

07: اور شوہر دار عورتیں (تم پر حرام ہیں) مگر وہ کہ جن کے تم مالک بن گئے ہو۔ یہ ایسے احکام ہیں جو خدا نے تم پر مقرر کیے ہیں۔ ان (مذکورہ) عورتوں کے علاوہ باقی عورتیں تم پر حلال ہیں اور جنہیں اپنے مال کے ذریعے اپناؤ بشرطیکہ تم پاکدامن رہو اور زنا سے بچو اور جن عورتوں سے متعہ کرو تو ان کا حق مہر جو تم پر واجب ہے ادا کرو اور تم پر اس کی نسبت کوئی گناہ نہیں جس پر ایک دوسرے کے ساتھ مہر مقرر کر کے موافقت کرلو خدا دانا و حکیم ہے۔

تفسیر نمونہ : اردو ترجمہ مولانا سید صفدر حسین نجفی : شیعہ عالم

08: اور شوہر دار عورتیں بھی (تم پر حرام ہیں) مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آجائیں۔ (یہ) تم پر اللہ کا فرض ہے اور ان کے علاوہ باقی عورتیں تم پر حلال ہیں۔ ان عورتوں کو تم مال خرچ کر کے اپنے عقد میں لا سکتے ہو بشرطیکہ (نکاح کا مقصد) عفت قائم رکھنا ہو بے عفتی نہ ہو پھر جن عورتوں سے تم نے متعہ کیا ہے ان کا طے شدہ مہر بطور فرض ادا کرو البتہ طے کرنے کے بعد آپس کی رضامندی سے مہر میں کمی بیشی کرو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یقیناً اللہ بڑا جاننے والا، حکمت والا ہے۔

ترجمہ : علامہ محسن علی نجفی صاحب: شیعہ عالم

09: اور شوہر دار عورتیں۔ مگر وہ عورتیں (جو جہاد میں کفار سے) تمہارے قبضہ میں آجائیں (حرام نہیں) یہ خدا کا تحریری حکم ہے جو (تم پر فرض کیا گیا) ہے اور ان عورتوں کے سوا (اور عورتیں) تمہارے لیے جائز ہیں بشرطیکہ بدکاری وزنا نہیں بلکہ تم عفت وپاکدامنی کی غرض سے اپنے مال، مہر، کے بدلہ، نکاح کرنا چاہو ہاں جن عورتوں سے تم نے

Marfat.com

متعہ کیا ہو تو انہیں جو مہر مقرر کیا ہے دے دو اور مہر کے مقرر ہونے کے بعد اگر آپس میں، کم و بیش، پر راضی ہو جاؤ تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں بیشک خدا ہر چیز سے واقف اور مصلحتوں کا پہچاننے والا ہے۔

ترجمہ: علامہ حافظ سید فرمان علی شاہ۔ شیعہ عالم

10 : *Also (prohibited are) women already married, except those whom your right hands possess, Thus hath Allah ordained (Prohibitions) against you: Except for these, all others are lawful, provided ye seek (them in marriage) with gifts from your property,- desiring chastity, not lust, seeing that ye derive benefit from them, give them their dowers (at least) as prescribed; but if, after a dower is prescribed, agree Mutually (to vary it), there is no blame on you, and Allah is All-knowing, All-wise.*

Translation by Abdulla Yusuf Ali.

واقول

سورہ نساء کی مذکورہ آیت کے جو تراجم میں نے نقل کیے ہیں ان میں سے شیعہ تراجم کی بنیاد ان حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے شذوذ و تفردات اور آثار پر ہے۔ جو بہت دیر تک یا ساری زندگی اپنے نظریہ پر قائم رہے جن میں سے ایک اہم شخصیت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جس کی تفصیل بعد میں بیان ہوگی۔ البتہ شیعہ حضرات کے ہاں متعہ کے جو فضائل و نوادر بیان ہوئے ہیں یہ صرف ان کی کتب میں پائے جاتے ہیں جہاں سے میں کچھ نقل بھی کروں گا جس کیلئے ضروری ہے کہ ان کتب کا مختصر تعارف پیش کردوں۔ اس وقت شیعہ حضرات کی بنیادی کتب میں سے

☆ الکافی ثقة الاسلام الشیخ محمد بن یعقوب بن إسحاق الکلینی

☆ من لا یحضره الفقیه محمد بن علی بن الحسین بن بابویه القمی المعروف بالشیخ الصدوق

☆ التهذیب أبی جعفر محمد بن الحسن الطوسی إسمه "تهذیب الأحکام فی شرح المقنعة للشیخ المفید

☆ المیزان فی تفسیر القرآن للعلامة ألسید محمدحسین ألطباطبائی

☆ تفسیرالصافی تألیف الفیض الکاشانی

Marfat.com

☆ خلاصة الایجاز ، للشیخ المفید ألمتوفی ۴۱۳ھ. وھو محمّد بن محمّد بن النعمان بن عبد السّلام العکبری المعروف بالشیخ المفید سید الطائفة،

☆ مستدرک الوسائل المحدث المیرزا حسین بن محمد تقی النوری الطبرسی ۔ إسم الکتاب "مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل "ویُعرف الشیخ النوری بصاحب المستدرک.

میرے سامنے ہیں جن سے میں نے استفادہ کیا ہے اور علاوہ ازیں المکتبة الشاملة الشیعة اور انٹرنیٹ سے بھی میں نے استفادہ کیا ہے۔

شیعہ حضرات کا استدلال

عَنِ السَّکُونِیِّ عَنْ أَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ (ع) قَالَ : یَحِلُّ الْفَرجُ ثَلَاثَةٌ : نِکَاحٌ بِمِیْرَاثٍ وَنِکَاحٌ بِلَامِیْرَاثٍ وَنِکَاحٌ بِمِلْکِ الْیَمِیْنِ.

تهذیب الأحکام : کتاب النکاح :باب ضروب النکاح :للشیخ الطوسي . ألناشر دارالکتب العربي بغداد

ترجمہ

سکونی کا بیان ہے کہ امام ابوعبداللہ جعفر (ع) نے فرمایا عورت تین طرح حلال ہوتی ہے ایسے نکاح سے جس میں اسے وراثت ملتی ہے، ایسا نکاح جس میں وراثت سے حصہ نہیں پاتی اور لونڈی سے نکاح کے ساتھ۔

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ زَیْدٍقَالَ : سَمِعْتُ أَبَاعَبْدِاللّٰهِ (ع) یَقُوْلُ یَحِلُّ الْفَرجُ بِثَلَاثٍ نِکَاحٍ بِمِیرَاثٍ وَنِکَاحٍ بِلَا مِیْرَاثٍ وَنِکَاحٍ بِمِلْکِ الْیَمِیْنِ.

ألمرجع السابق

ترجمہ

حسن بن زید کا بیان ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ جعفر (ع) کو فرماتے سنا کہ عورت تین طرح حلال ہوتی ہے ایسے نکاح سے جس میں اسے وراثت ملتی ہے، ایسا نکاح جس میں وراثت قائم نہیں ہوتی اور لونڈی سے نکاح کے ساتھ۔

واقول

اس روایت میں وراثت والے نکاح سے مراد نکاح دوام یعنی معروف و مستقل نکاح ہے کہ موت کی صورت

Marfat.com

میں زوجین ایک دوسرے کی وراثت میں حصہ دار ہوتے ہیں۔نکاح بلاوراثت سے مراد عارضی نکاح متعہ اور کتابیہ سے نکاح ہے۔کتابیہ سے نکاح کی صورت میں اگر خاوند فوت ہوجائے تو وہ اپنے مذہب پر رہتے ہوئے مسلمان خاوند کے ترکہ سے حصہ نہیں پاسکتی۔اہل سنت والجماعت کا بھی یہی مسلک ہے۔کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ " لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ "

قَالَ التِّرْمِذِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ " حَدَّثَنَا بْنُ أَبِيْ عُمَرَ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ نَحْوَهُ وَ فِيْ الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو "

اما حديث جابر فاخرجه الترمذى فى هذا الباب واما حديث عبد الله بن عمرو فاخرجه احمد و ابو داود وابن ماجه عنه مرفوعًا " لَا يَتَوَارَثُ اَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتّٰى "

والعمل عند اهل العلم فى هذا الباب اذا مات رجل ولم يترك عصبة " اى وارثًا ان ميراثه يجعل فى بيت مال المسلمين ، هذا اذا كان بيت المال منتظما و اما اذا لم يكن منتظما فيجعل فى المصالح العامة كا لمدارس الدينية وغيرها والله اعلم .وقال النووى فى شرح مسلم اجمع المسلمون على ان الكافر لايرث المسلم وامالمسلم فلايرث الكافر ايضا عند جماهير العلماء من الصحابة والتابعين و من بعد هم .

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''مسلمان کافر کی اور کافر مسلمان کی وراثت میں سے حصہ نہیں لے سکتا۔''

جمہور علمائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسلمان اور کافر اگر رشتہ دار ہیں تو ایک دوسرے کی میراث کے حقدار نہیں ہوں گے اور لاوارث کی میراث مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کردی جائے گی بشرطیکہ بیت المال کا انتظام واہتمام تسلی بخش ہو ورنہ رفاع عامہ مثلاً دینی مدارس اور یتیم خانوں وغیرہ پر خرچ کردی جائے گی۔

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ زَيْدٍقَالَ : قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ (ع) فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ جُرَيْجٍ الْمَكِّيُّ فَقَالَ لَهُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ (ع) مَاعِنْدَكَ فِي الْمُتْعَةِ ؟ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْكَ مُحَمَّدُبْنُ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ : أَيُّهَاالنَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ أَحَلَّ لَكُمُ الْفُرُوْجَ عَلَى ثَلَاثَةِ مَعَانٍ : فَرْجٍ مَوْرُوْثٍ وَهُوَالْبَتَاتُ وَفَرْجٍ غَيْرِمَوْرُوْثٍ وَهُوَ الْمُتْعَةُ وَمِلْكِ أَيْمَانِكُمْ.

تهذيب الأحكام :كتاب النكاح :باب ضروب النكاح :للشيخ الطوسي . الناشر دارالكتب العربي بغداد.

ترجمہ

حسن بن زید کا بیان ہے کہ میں امام ابوعبداللہ جعفر صادق کی خدمت میں حاضر تھا کہ اتنے میں عبدالملک بن

Marfat.com

جریج مکی داخل ہوئے تو حضرت امام نے ان سے پوچھا کہ کیا متعہ کے بارے میں تمہارے پاس کوئی روایت ہے؟ عرض کیا کہ آپ کے والد محمد بن علی نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حاضرین کو مخاطب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین قسم کی فروج حلال کی ہیں۔ ایسی فرج جس میں عورت وراثت میں حصہ پاتی ہے اور وہ گھریلو بیویاں ہیں۔ ایسی فرج جس میں عورت وراثت میں حصہ دار نہیں ہوتی یہ صورت متعہ کی ہے۔ اور لونڈیاں۔

قَالَ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللّٰهُ " وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَعْقِدَ النِّكَاحَ مُتْعَةً " اِلَى قَوْلِهِ " وَنِكَاحُ مِلْكِ الْأَيْمَانِ " اَلَّذِىْ يَدُلُّ عَلَى اِبَاحَةِ الْمُتْعَةِ اِجْمَاعُ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَى أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ قَدْ أَبَاحَهَا فِىْ وَقْتٍ وَلَمْ يَقُمْ دَلِيْلٌ قَاطِعٌ حَظْرِهِ لَهَا بَعْدَ ذَالِكَ ، فَيَنْبَغِىْ أَنْ تَكُوْنَ مُبَاحَةً عَلَى مَا كَانَتْ حَتَّى يَقُوْمَ دَلِيْلٌ وَلَا دَلِيْلَ فِى الشَّرْعِ يَدُلُّ عَلَى ذَالِكَ ، وَيَدُلُّ عَلَى ذَالِكَ اَيْضًا قَوْلُهُ تَعَالَى " وَأُحِلَّ لَكُمْ مَاوَرَاءَ ذَلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ " اِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ " فَأَبَاحَ بِقَوْلِهِ تَعَالَى " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ ": ۰۴ : ألنساء : ۲۴ : نِكَاحَ الْمُتْعَةِ لِأَنَّ الْإِسْتِمْتَاعَ إِذَا أُطْلِقَ فِى الشَّرْعِ لَا يُسْتَفَادُ بِهِ اِلَّا النِّكَاحُ الْمَخْصُوْصُ دُوْنَ مَا وُضِعَ لَهُ فِى أَصْلِ اللُّغَةِ مِنَ الْاِلْتِذَاذِ ثُمَّ قَالَ " فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ " مُؤَكِّدًا بِذَالِكَ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِهِ نِكَاحُ الْمُتْعَةِ، لِأَنَّ نِكَاحَ الدَّوَامِ مَا يُسْتَحَقُّ بِهِ مِنَ الْمَهْرِ لَا يُسَمَّى أَجْرًا فِى الشَّرْعِ ، وَاِنَّمَا يُسَمَّى الْأَجْرَ بِمَا يُسْتَحَقُّ بِنِكَاحِ الْمُتْعَةِ حَسَبَ مَا قَدَّمْنَاهُ وَيَدُلُّ ذَالِكَ أَيْضًا مَارَوَاهُ .

المصدر السابق: باب : تفصيل أحكام النكاح:

حضرت شیخ (المیفد) رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''جو شخص نکاح متعہ کا ارادہ کرے'' الخ ''اور لونڈیوں سے نکاح'' یہ قول دلالت کرتا ہے متعہ کے جائز ہونے پر، مسلمانوں کا اجماع ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک وقت میں متعہ کو مباح ٹھہرایا تھا جس کے بعد کوئی ایسی پختہ دلیل موجود نہیں کہ آپ نے اس سے منع فرمایا ہو۔ اور جب تک آپ کی طرف سے ممانعت ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک مباح رہنا ہی درست ہے جبکہ شریعت میں کسی ایسی دلیل کے بجائے متعہ کی اباحت پر اللہ تعالیٰ کا قول بھی موجود ہے " وَأُحِلَّ لَكُمْ مَاوَرَاءَ ذَلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ " اور اس کے سوا سب تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں کہ تم اپنے مال خرچ کر کے بحالت

Marfat.com

پاکدامنی نہ بغرض بدکاری ان کی خواستگاری کرو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ '' فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ '' : لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول '' فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ '' پھر ان میں سے جن سے تم متعہ کرلو: کے ذریعہ متعہ حلال ٹھہرایا ہے۔ اور اس لیے بھی کہ شریعت میں جہاں بھی '' اِسْتِمْتَاع '' کا اطلاق ہوتا ہے وہاں نکاح مخصوص یعنی متعہ مراد ہوتا ہے نہ کہ محض لغوی معنی '' اَلِتِذَاذ '' کسی چیز سے لذت حاصل کرنا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بطور تاکید فرمایا کہ '' فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ '' یعنی ان کا مقرر کیا ہوا مہر دیدو:۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مراد نکاح متعہ ہے کیونکہ نکاح دوام میں مہر کو اجر سے تعبیر کرنا شریعت کی رو سے درست نہیں۔ بلکہ اجر (اجرت) کا استعمال صرف نکاح متعہ میں درست ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بھی واضح کیا ہے۔

عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ : نَزَلَتْ فِي الْقُرْآنِ '' فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ ()٠٤ : ألنساء : ٢٤.

ألمصدر السابق: باب : تفصيل أحكام النكاح:

ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو جعفر (ع) سے متعہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ قرآن کریم میں یہ آیت متعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے: پھر ان میں سے جن سے تم متعہ کرلو تو مقرر کیا ہوا مہر ان کو دیدو: اور مہر مقرر ہو جانے کے بعد آپس میں اگر تم کچھ کمی بیشی پر راضی ہو جاؤ تو تم پر کوئی الزام نہیں ہے۔

ترجمہ قرآن مولانا مقبول دہلوی: شیعہ عالم

'' ہاں جن عورتوں سے تم نے متعہ کیا ہو تو انہیں جو مہر معین کیا ہے دے دو اور مہر کے مقرر ہونے کے بعد اگر آپس میں (کم و بیش) پر راضی ہو جاؤ تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ''

ترجمہ قرآن مولانا حافظ سید فرمان علی صاحب۔ شیعہ عالم

'' پس جو بھی ان عورتوں سے تمتع کرے ان کی اجرت انہیں بطور فریضہ دیدے اور فریضہ کے بعد آپس میں رضامندی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔''

ترجمہ قرآن علامہ ذیشان حیدر جوادی صاحب ۔ شیعہ عالم

'' پھر جن عورتوں سے تم نے متعہ کیا ہے ان کا طے شدہ مہر بطور فرض ادا کرو البتہ طے کرنے کے بعد آپس کی رضامندی سے مہر میں کمی بیشی کرو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔''

ترجمہ قرآن مولانا محسن علی نجفی صاحب۔ شیعہ عالم

Marfat.com

"اور جن عورتوں سے متعہ کرو تو ان کا حق مہر جو تم پر واجب ہے ادا کرو اور تم پر اس کی نسبت کوئی گناہ نہیں جس پر ایک دوسرے کے ساتھ مہر مقرر کر کے موافقت کر لو۔"

تفسیر نمونہ: اردو ترجمہ مولانا سید صفدر حسین نجفی صاحب۔شیعہ عالم

عقدِ متعہ سے منکوحہ عورت شرعاً زوجہ شمار ہوتی ہے، چنانچہ عصر رسالت میں متعہ جائز اور رائج تھا تو اس وقت اس کو زوجہ شمار کیا گیا جبکہ مملوکہ کنیز کا ذکر زوجہ کے مقابلہ میں آیا ہے چنانچہ مکہ میں نازل ہونے والی سورۂ مومنون میں فرمایا "وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ () إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ ... "۲۳: ألمؤمنون ۵-۶: مومن اپنی جنسی خواہشات پر قابو رکھتے ہیں سوائے اپنی زوجات اور کنیز کے۔ظاہر ہے کہ متعہ کی عورت یقیناً کنیز نہیں ہے۔اگر وہ زوجہ بھی نہیں ہے تو یہ تیسری ہوگی جبکہ نکاح متعہ عہد رسالت میں بالخصوص مکی زندگی میں (بعض کے نزدیک جنگ خیبر اور بعض کے نزدیک فتح مکہ تک) جائز اور رائج تھا۔تو اگر عقد متعہ کی عورت زوجہ نہیں ہے تو تیسری قسم کی عورت کے عنوان سے اس کا ذکر قرآن میں ضرور آتا چنانچہ امام قرطبی ۵:۱۲۳ میں لکھتے ہیں" لَمْ يَخْتَلِفِ الْعُلَمَاءُ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ أَنَّ الْمُتْعَةَ نِكَاحٌ إِلَى أَجَلٍ لَا مِيرَاثَ فِيهِ "۴: ألنساء: تفسیر الآیۃ ۲۴: علمائے سلف اور بعد کے علماء کو اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ متعہ ایک مدت کا نکاح ہے البتہ اس (زوجین) میں میراث نہیں ہے۔اصحاب رسول میں سے ابن عباس ☆عمران بن حصین ☆ابی بن کعب اور عبداللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ یہ آیت متعہ کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ ائمہ واصحاب وتابعین حلت متعہ کے قائل تھے ☆حضرت علی بن ابی طالب ☆ ابن عباس ☆عمران بن حصین ☆ جابر بن عبداللہ انصاری ☆عبداللہ بن مسعود ☆عبداللہ بن عمر ☆ ابوسعید خدری ☆ابی بن کعب ☆ابوذر غفاری ☆زبیر بن عوام ☆اسما بنت ابی بکر ☆سمرہ بن جندب ☆امیہ ☆ معبد بن امیہ ☆ خالد بن مہاجر ☆ربیعہ بن امیہ۔

ترجمۂ قرآن وحاشیہ مولانا محسن علی نجفی صاحب:۴: ألنساء: تفسیر الآیۃ ۲۴: ناشر دار القرآن الکریم جامعۃ اہل البیت اسلام آباد

واقول

حضرت علامہ محسن علی نجفی صاحب نے حضرت امام قرطبی کی جو عبارت نقل کی ہے اس سے چند سطور کے بعد امام قرطبی کا قول اس طرح ہے۔

"فَانْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلَى تَحْرِيمِهَا، فَإِذَا فَعَلَهَا أَحَدٌ رُجِمَ فِي مَشْهُورِ الْمَذْهَبِ. وَفِي رِوَايَةٍ

Marfat.com

أُخرَى عَنْ مَالِكٍ:لَا يُرجَمُ، لِأَنَّ نِكَاحَ الْمُتْعَةِ لَيْسَ بِحَرَامٍ، وَلَكِنْ لِأَصْلٍ آخَرَ لِعُلَمَائِنَا غَرِيبٍ انْفَرَدُوا بِهِ دُونَ سَائِرِ الْعُلَمَاءِ، وَهُوَ أَنَّ مَا حُرِّمَ بِالسُّنَّةِ هَلْ هُوَ مِثْلُ مَا حُرِّمَ بِالْقُرْآنِ أَمْ لَا؟ فَمِنْ رِوَايَةِ بَعْضِ الْمَدَنِيِّينَ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُمَا لَيْسَا بِسَوَاءٍ، وَهَذَا ضَعِيفٌ .وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الطَّرْطُوسِيّ:وَلَمْ يُرَخِّصْ فِي نِكَاحِ الْمُتْعَةِ إِلَّا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَبَعْضُ الصَّحَابَةِ وَطَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ. ...وَسَائِرُ الْعُلَمَاءِ وَالْفُقَهَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَالسَّلَفِ الصَّالِحِينَ عَلَى أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ مَنْسُوخَةٌ، وَأَنَّ الْمُتْعَةَ حَرَامٌ .وَقَالَ أَبُو عُمَرَ :أَصْحَابُ ابْنِ عَبَّاسٍ مِنْ أَهْلِ مكة واليمن كلهم يرون المتعة حلا لا عَلَى مَذْهَبِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحَرَّمَهَا سَائِرُ النَّاسِ. "

الجامع لأحكام القرآن للقرطبي ۴۰: النساء : تفسير الآية ۲۴

اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ متعہ حرام ہے، جب کوئی یہ کام کرے گا تو اسے مشہور قول کے مطابق سنگسار کیا جائے گا۔ جبکہ حضرت امام مالک سے ایک دوسرا قول منقول ہے کہ سنگسار نہیں کیا جائے گا کیونکہ متعہ حرام نہیں۔ جبکہ ایک دوسرے اصول کی بنیاد پر ہمارے علما کے نزدیک مالکیہ کا یہ قول شاذ اور ان کا تفرد ہے۔ اور وہ اصول یہ ہے۔ علمائے امت کہتے ہیں قابل غور بات یہ ہے: "سنت رسول ﷺ کے ذریعہ جس چیز کی حرمت ثابت ہوئی ہے کیا اس کی حیثیت بھی وہی ہے جو قرآن کے حکم سے حرام ٹھہرائی گئی کسی چیز کی ہے؟" امام مالک اور بعض علمائے مدینہ کے نزدیک برابر نہیں مگر یہ قول ضعیف ہے۔ امام ابوبکر کہتے ہیں کہ متعہ کی رخصت میں صرف حضرت عمران بن حصین، حضرت ابن عباس، بعض صحابہ اور اہل بیت میں سے ایک گروہ کا قول مروی ہے۔ جبکہ تمام علمائے امت، فقہا صحابہ، تابعین اور سلف صالحین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہو چکی ہے اور متعہ حرام ہے۔ ابوعمر کا قول ہے کہ مکہ مکرمہ اور یمن کے وہ علمائے کرام جو حضرت ابن عباس کے شاگرد ہیں وہ ابن عباس کے قول پر متعہ کو حلال کہتے ہیں باقی سب کے نزدیک حرام ہے۔

نوٹ: اس معاملے کی باقی تفصیل بعد میں "ملاحظات" کے تحت آئے گی جہاں میں نے حرمت متعہ پر "المدونة الكبرىٰ" سے حضرت امام مالک کا قول فیصل نقل کیا ہے۔

عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ نَزَلَتْ فِي الْقُرْآنِ " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ () ۴۰: ألنساء: ۲۴

المصدر السابق: باب : تفصيل أحكام النكاح:و:الكافي :كتاب النكاح :ابواب المتعة: ... مركز الاشعاع الاسلامى

Marfat.com

ترجمہ

ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوجعفر (امام باقر) سے متعہ کے بارے میں سوال کیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس بارے میں قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی ہے: " تم نے عورتوں سے جو متعہ (استمتاع) کیا ہے تو ان کو اس کا معاوضہ ادا کرو اور اگر معاوضہ مقرر کرنے کے بعد باہمی رضامندی سے تم مقدار کی کمی بیشی پر متفق ہو جاؤ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ الْمُتْعَةُ نَزَلَ بِهَا الْقُرْآنُ وَ جَرَتْ بِهَا السُّنَّةُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

ألمصدر السابق

ابومریم نے بیان کیا کہ ابوعبداللہ امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا متعہ کا حکم قرآن میں نازل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔

وَعَنِ الشَّيْبَانِيِّ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالَى " وَ لا جُناحَ عَلَيْكُمْ فِيما تَراضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ "(۴: ألنساء: ۲۴): عَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ وَأَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ (ع) أَنَّهُمَا قَالَا هُوَ أَنْ يَزِيْدَهَا فِي الْأُجْرَةِ وَتَزِيْدُهُ فِي الْأَجَلِ.

ألميزان فی تفسير القرآن: ألجزء الثالث والرابع: تاليف العلامة السيدمحمدحسين الطباطبائی. ألناشر منشورات ذوی القربی سوق القدس. قم- ايران

شیبانی نے اللہ تعالیٰ کے فرمان " وَ لا جُناحَ عَلَيْكُمْ فِيما تَراضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ "(۴: ألنساء: ۲۴) یعنی۔ اگر معاوضہ مقرر کرنے کے بعد باہمی رضامندی سے تم مقدار کی بیشی پر متفق ہو جاؤ تو اس میں کوئی حرج نہیں" کی تفسیر میں حضرت امام ابوجعفر صادق اور امام ابوعبداللہ باقر کا قول بیان کیا ہے: " اس سے مراد یہ ہے کہ متعہ میں مرد اجرت میں اور عورت مدت میں اضافہ کرنے پر متفق ہو جائے تو متعہ میں یہ صورت جائز ہے۔"

آثار صحابہ سے شیعہ کا استدلال

شیعہ حضرات میں سے سید الطائفہ حضرت شیخ المفید رحمہ اللہ نے " خلاصة الايجاز " میں اور علامہ سید محمد حسین الطباطبائی نے "الميزان فی تفسير القرآن "میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایسے اقوال و آثار نقل کیے ہیں جن سے نکاح متعہ میں ان کے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔ أمير المؤمنين علی بن أبی طالب۔

Marfat.com

الحسن والحسين-عبد الله بن العباس -عبد الله بن مسعود-جابر بن عبد الله-أبو سعيد الخدری- وسلمة بن الأكوع- والمغيرة بن شعبة-أسماء بنت أبی بكر -وزاد محمد بن حبيب النحوی فی كتابه "المحبر"عمران بن الحصين الخزاعی-زيد بن ثابت- وأنس بن مالک- و زاد، مسلم فی "صحيحه "أبو علی الحسين بن علی بن يزيد -و فی كتاب "الأقضية " معاوية بن أبی سفيان- عبد الله بن-عمر بن الخطاب- عمروبن حريث -ربيعة بن أمية-سلمة بن أمية المخزومی- صفوان بن أمية-البراء بن عازب - يعلی بن أمية- ربيع بن ميسرة- سهل بن سعد الساعدی رضی الله عنهم

اورتابعین میں سے : الإمام زين العابدين-الباقر والصادق -مجاهد- عطاء بن أبی رباح - طاووس - أبو الزبير بن مطرف- محمد بن سری - وذكر أبو الحسن علی بن الحسين الحافظ فی كتاب "سير العباد " أن الحسن البصری وإبراهيم النخعی يقولون به-سعيد بن جبير-جابر بن يزيد الجعفی-ابن جريج-الحسن ابن محمد بن علی ابن الحنفية-عمرو بن دينار-ومن الفقهاء مالک بن أنس ،علی ما ذكره الحافظ وابن شبرمة نقل عنه الميل إليها - امام الکاظم - امام ألرضا - امام الجواد - امام الهادی - امام ألعسكری اوران کی اولاد۔

اس کے بعد شیخ ألمفید فرماتے ہیں:'' وقالت الناصبية هی منسوخة موافقة لعمر بن الخطاب فی اجتهاده ومعاندة لأمير المؤمنين .عليه السلام ''اورناصبیہ عمر کے ذاتی اجتہاد کی موافقت اور أمير المؤمنين علی کی دشمنی میں کہتے ہیں کہ متعہ منسوخ ہے.؟

خلاصة الايجاز ، للشيخ المفيد المتوفی ۴۱۳ ھ. وهو محمّد بن محمّد بن النعمان بن عبد السّلام العكبری المعروف بالشيخ المفيد -سيد الدائفة: باب اول.

حضرت شیخ المفید کےقول کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کے بعد اس قدر روایات وآثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں اگر ناصبی متعہ کے قائل نہیں تو اس کے سوا کیا کہا جائے کہ یہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عداوت میں اندھے ہیں؟ اگر چہ ناصبیت کا مفہوم وسیع ہے ۔مگر یہاں ناصبیہ سے مراد منکرین متعہ ہیں جس میں جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم ،ائمہ اربعہ سمیت اہل سنت والجماعت کے تمام گروہ شامل ہیں ۔شیعہ

Marfat.com

حضرات کے نزدیک حضرت امام مالک متعہ کے قائل تھے مگر ہمارے نزدیک یہ بات درست نہیں جیسا کہ بعد میں :ملاحظات: کے تحت تفصیل بیان کی جائے گی۔

یروی الفضل الشیبانی باسنادہ إلی الباقر (ع) أن عبد اللہ بن عطاء المکی سألہ عن قولہ تعالی" وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِی " قال: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَ بِالْحُرَّةِ مُتْعَةً فَاطَّلَعَ عَلَيْهِ بَعْضُ نِسَائِهِ فَاتَّهَمَتْهُ بِالْفَاحِشَةِ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهَا لِيْ حَلَالٌ، إِنَّهُ نِكَاحٌ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُمِيْهِ، فَاطَّلَعَتْ عَلَيْهِ بَعْضُ نِسَائِهِ.

المصدر السابق —و— الوسائل

فضل الشیبانی امام باقر (ع) تک اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے تھے کہ عبداللہ بن عطا مکی نے آپ سے آیت" وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ "٦٦: التحریم :٣: کا پس منظر پوچھا تو فرمایا کہ دراصل رسول اللہ ﷺ نے ایک آزاد عورت سے نکاح متعہ کیا تھا جس کے متعلق آپ کی ازواج میں سے کسی کو خبر ہوگئی تو اس نے آپ پر بدکاری کی تہمت لگادی۔ آپ ﷺ نے انہیں سمجھایا کہ وہ میری لیے حلال تھی کیونکہ یہ ایک مقررہ مدت کیلئے نکاح ہے لہٰذا تم اس بات کو مخفی رکھنا مگر ہوا یہ کہ ازواج میں سے کچھ کو خبر ہوگئی۔

وَقَالَ الصَّادِقُ (ع): إِنِّيْ أَكْرَهُ لِلرَّجُلِ أَنْ يَمُوْتَ وَقَدْ بَقِيَتْ عَلَيْهِ خَلَّةٌ مِنْ خِلَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لم يَأْتِهَا، فَقُلْتُ: هَلْ تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ: نَعَمْ وَقَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ " وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيْثًا ... ٦٦: التحریم: ٣. إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى " ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا "٦٦: التحریم: ٥.

موسوعة الكتب الأربعة : من لا يحضره الفقيه : للشيخ الصدوق. كتاب النكاح باب المتعة الناشر دار الكتاب العربي بغداد

حضرت امام جعفر صادق کا قول ہے۔ میں یہ بات ناپسند کرتا ہوں کہ کوئی شخص اس حال میں مرجائے کہ اس کے ذمہ رسول اللہ ﷺ کی کسی سنت پر عمل کرنا باقی ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: حضرت یہ فرمائیے کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے بھی متعہ کیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ اور ثبوت میں سورۂ تحریم کی آیت نمبر ۳ سے پانچ تک کی تلاوت کی۔

واقول

وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيْثًا ... سورۂ تحریم کی ان آیات کے پس منظر میں بہت سی صحیح روایات موجود ہیں مگر ان کے بجائے جواز متعہ میں ایک ایسی روایت جس میں" فَاتَّهَمَتْهُ بِالْفَاحِشَةِ " کے الفاظ

Marfat.com

موجود ہوں جن کا لفظی ترجمہ یہی ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جس بیوی کو واقعہ کی اطلاع ہوگئی تھی اس نے آپ پر بدکاری کی تہمت لگادی۔ نہ صرف شان رسالت کے سراسر خلاف وانتہائی افسوس ناک ہے۔ بلکہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کی طرف بھی اس طرح کا کلمہ منسوب کرنا عجیب ہے۔ مگر مجھے مجبوراً ترجمہ لکھنا پڑا۔ واستغفر اللہ العظیم۔

وروی ابن بابویہ بإسنادہ ": أَنَّ عَلِیًّا (ع) نَکَحَ بِالْکُوْفَةِ اِمْرَأَ ةً مِنْ بَنِیْ نَهْشَلٍ مُتْعَةً .

خلاصة الایجاز ، للشیخ المفید المتوفی ۴۱۳ ھ. وھو محمّد بن محمّد بن النعمان بن عبد السّلام العکبری المعروف بالشیخ المفید -سید الدائفة: باب اول:

بابویہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں قبیلہ نَهْشَل کی ایک عورت سے نکاح متعہ کیا تھا۔

ملاحظات

() جیسا کہ میں نے بیان کیا کہ علمائے شیعہ نے ہماری امہات الکتب سے جواز متعہ کے ثبوت میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال وآثار نقل کیے ہیں۔ اور یہ بہت اچھی بات ہے مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ اصولی طور پر ان کے ہاں جن حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات معتبر ہیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: عمار بن یاسر - سلمان الفارسی- أبو ذر الغفاری - المقداد بن الأسود -عبد اللہ - محمد وعبد الرحمن بن بدیل- قیس بن سعد بن عبادة -عمر بن أبی سلمة -عبد اللہ بن عباس -العباس بن عبدالمطلب -عقبة بن النعمان الأنصاری - جابر بن عبد اللہ الانصاری - ثعلبة بن عمد - أبو عمرة الأنصاری - بلال بن رباح -البراء بن عازب -إبراهیم أبو رافع -سهل وعثمان ابنا حنیف الانصاری -حکیم بن جبلة العبدی - أم سلمة - ماریة القبطیة - السیدة خدیجة بنت خویلد- فاطمة بنت محمد وغیرهم...

صالح الوردانی\\عقائد السنة وعقائد الشیعة\\الشیعة والحدیث:من ویکیبیدیا، الموسوعة الحرة.

اس کے باوجود حضرت شیخ المفید اور علامہ طباطبائی نے جواز متعہ پر اجماع ثابت کرنے کیلئے اُن حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی بھی گنوائے ہیں جن کی نہ صرف مرویات ان کے ہاں معتبر نہیں بلکہ ایمان و صحابیت بھی مشکوک ہے: معاویة بن ابی سفیان – عبد اللہ بن عمر – أبی هریرة – عمرو بن العاص – مغیرة بن شعبة – أبو بکر – عمر بن الخطاب – عثمان بن عفان – سعد بن أبی وقاص –

Marfat.com

عبد الرحمن بن عوف – خالد بن الوليد – أنس بن مالک – الأشعث بن قيس – طلحة بن عبيد الله – عبد الله بن عمرو – عائشة – و – حفصة وغيرهما ...اور مجھے نہیں معلوم کہ علمی دنیا میں اس مجبوری کو کس نام سے یاد کیا جاتا ہے؟

صالح الوردانی\\عقائد السنة وعقائد الشيعة\\الشيعة والحديث: من ويكيبيديا، الموسوعة الحرة.

بن نہ پائے جب کوئی بات
شرح بن جائے دینی ہوجائے
بچھڑ کے اس نے مجھ سے کہا
کیوں نہ پھر سے ہم نشینی ہو جائے

عارمہ ماہ روح

() شیخ المفید نے اپنے رسالہ'' خلاصة الایجاز ''کے ابتدا میں متعہ کی مشروعیت پر باب قائم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ'' نکاح المتعة: هو نكاح إلى أجل مسمى بعوض معلوم وأجمع المسلمون .على مشروعية هذا النكاح بإذن النبي ﷺ وأمر مناديه أن ينادي بها، وعمل الصحابة بها .'' نکاح متعہ ایک محدود مدت اور مقررہ اجرت پر منعقد ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اذن (حکم) کی بنیاد پر مسلمان امت کا اس پر اجماع ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے منادی کو حکم فرمایا تھا کہ وہ اس کی حلت کا اعلان کردے۔ اور اس قول کے ثبوت میں جن کتب کا حوالہ دیا گیا ہے وہ یہ ہیں ألمغني .المحلی .ألمبسوط. تفسير رازي .اور قرطبی۔

واقول

اگر حضرت شیخ المفید کے نزدیک مسلمان امت سے مراد صرف امامیہ ہوں تو یہاں تک فرمانا درست تھا مگر ہماری امہات الکتب سے وضاحت کیے بغیر شاذ اقوال کو بطور ثبوت نقل کرنا بہت عجیب ہے۔ مثال کے طور پر شیخ ابن حزم کی ألمحلی بالأثار کا حوالہ درج ہے مگر اصل صورت حال یہ ہے کہ ابن حزم نے شاذ اقوال نقل کرنے سے پہلے اس عبارت سے باب کی ابتدا کی ہے:

مَسْأَلَةٌ: قَالَ أَبُو مُحَمَّد: وَلَا يَجُوزُ نِكَاحُ الْمُتْعَةِ، وَهُوَ النِّكَاحُ إِلَى أَجَلٍ، وَكَانَ حَلَالًا عَلَى

Marfat.com

عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ نَسَخَهَا اللَّهُ تَعَالَى عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ ﷺ نَسْخًا بَاتًّا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

المحلى بالآثار للشيخ ابن حزم الظاهری رحمه اللّٰه تعالیٰ ،کتاب النکاح : مَسْأَلَةٌ نِكَاحُ الْمُتْعَةِ :الناشر دار الفکر بیروت

ابومحمد: یعنی ابن حزم نے فرمایا کہ نکاح متعہ جائز نہیں۔ نکاح متعہ جو ایک مقررہ مدت تک ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ کے عہد تک حلال تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بزبان رسول ﷺ اسے ہمیشہ کیلئے اور قیامت تک کیلئے منسوخ کر دیا۔

اس کے بعد شیخ ابن حزم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے شذوذ وتفردات بیان کیے ہیں۔ جن کے یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کیلئے میں: تفردات :کے عنوان سے ایک باب قائم کرنے والا ہوں۔ اس ایک مثال پر باقی کتب حوالہ کا معاملہ قیاس کیا جاسکتا ہے۔

امام مالک کا میلان

() حضرت شیخ المفید نے متعہ کی اباحت میں حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا میلان ظاہر کیا ہے۔ مگر حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ کی "المدونة الکبری" میرے سامنے ہے جس میں آپ کی بہت واضح رائے موجود اور اس طرح ہے " مالک فی النکاح إلی أجل :(قلت)أرأیت إذا تزوج امرأة بأمر الولی بصداق قد سماه تزوجها شهرا أو سنة أو سنتین أیصلح هذا النکاح (قال) قال مالک هذا النکاح باطل إذا تزوجها إلی أجل من الاجال فهذا النکاح باطل."

المدونة الکبری: المؤلف :مالک بن أنس بن مالک بن عامر الأصبحی المدنی (؟179-هـ.رحمه اللّٰه تعالی : کتاب النکاح الثانی باب فی النکاح الی أجل :

حضرت امام مالک اپنے تلمیذ سحنون کے سوال کہ اگر کوئی عورت ولی کی اجازت اور مہر کے ساتھ نکاح کرتی ہے مگر نکاح میں یہ شرط لگائی جاتی ہے کہ یہ عرصہ نکاح صرف ایک ماہ، سال یا دو سال کیلئے ہے تو اس کی کیا حیثیت ہے؟ امام مالک فرماتے ہیں کہ یہ نکاح باطل ہے اور ایسا کوئی بھی نکاح جس میں کسی مدت کا ذکر ہو وہ باطل ہی ہے۔ جبکہ:

وقد نَقَلَ فی الْهِدَایَةِ إجْمَاعَ الصَّحَابَةِ عَلَى حُرْمَتِهِ وَأَنَّهَا كَانَتْ مُبَاحَةً ثُمَّ نُسِخَتْ – وَفِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ عَنْهُ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الِاسْتِمْتَاعِ بِالنِّسَاءِ وقد حَرَّمَ اللَّهُ ذَالِكَ إلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالْأَحَادِيثُ فِي ذَالِكَ كَثِيرَةٌ شَهِيرَةٌ وَمَا نُقِلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِنْ إبَاحَتِهَا فَقَدْ صَحَّ رُجُوعُهُ –وَمَا فِي الْهِدَايَةِ مِنْ نِسْبَتِهِ إلَى مَالِكٍ فَغَلَطٌ كَمَا ذَكَرَهُ الشَّارِحُونَ فَحِينَئِذٍ كَانَ زُفَرُ الْقَائِلُ بِإِبَاحَةِ الْمُوَقَّتِ

Marfat.com

مَحْجُوجًا بِالْإِجْمَاعِ لِمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْمُوَقَّتَ مِنْ أَفْرَادِ الْمُتْعَةِ، قَالُوا: ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ نُسِخَتْ مَرَّتَيْنِ: الْمُتْعَةُ وَلُحُومُ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَالتَّوَجُّهُ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ.

البحر الرائق كتاب النكاح :فصل فى المحرمات فى النكاح :

صاحب ہدایہ نے حرمت متعہ پر اجماع نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابتدائی دور میں مباح تھا پھر منسوخ کر دیا گیا تھا۔ صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد موجود ہے کہ میں نے تم لوگوں کو عورتوں سے متعہ کی اجازت دی تھی مگر اب اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کیلئے حرام قرار دے دیا ہے۔ اس سلسلے میں بہت سی احادیث موجود اور مشہور ہیں۔ البتہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اباحت منقول ہے اس سلسلے میں آپ کا رجوع ثابت ہے۔ اور ہدایہ میں جو حضرت امام مالک کی طرف جواز متعہ کی نسبت ہے وہ بھی غلط ہے جیسا کہ شارحین رحمہم اللہ نے وضاحت فرمائی ہے۔ اور نکاح موقت میں حضرت امام زفر کے قولِ اباحت کے خلاف ہمارے لیے اجماع حجت ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں موقت کی قید متعہ ہی کے قبیل سے ہے؟ اسی لیے شارحین رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے کہ اسلام میں تین چیزیں ایسی ہیں جو دو مرتبہ منسوخ ہوئی ہیں: متعہ۔ پالتو گدھوں کا گوشت اور بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا یعنی تحویل قبلہ۔

() حضرت شیخ المفید نے متعہ کی اباحت میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا نام بھی ذکر کیا ہے مگر متعہ کی حرمت پر ان کا قول بھی بہت واضح ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ ذٰلِكَ السِّفَاحُ.

أحكام القرآن للجصاص

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متعہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ بدکاری ہے۔

اس کے بعد حضرت امام الجصاص نے بحوالہ ہشام بن عروہ عن أبیہ وضاحت کی ہے کہ حرمت متعہ تک کا جو عرصہ ہے اس تک متعہ کو زنا سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کیلئے زنا کو حلال نہیں ٹھہرایا۔

() حضرت شیخ المفید نے متعہ کی اباحت میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا نام بھی ذکر کیا ہے مگر ہمارے ہاں آپ کا مسلک بھی محفوظ ہے۔

وَأَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: الْمُتْعَةُ مَنْسُوْخَةٌ نَسَخَهَا الطَّلَاقُ وَالصَّدَقَةُ وَالْعِدَّةُ وَالْمِيْرَاثُ.

الدر المنثور

Marfat.com

حضرات ائمہ عبدالرزاق، ابن المنذر و بیھقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے۔ نکاح متعہ منسوخ ہو چکا ہے کیونکہ اس اباحت کو قرآن کی آیاتِ طلاق، صدقہ، عدت اور میراث نے منسوخ کر دیا ہے۔

() حضرت شیخ المفید نے متعہ کی اباحت میں حضرت سعید المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی کیا ہے مگر ان کا قول بھی ہمارے ہاں اس طرح محفوظ ہے۔

وأَخْرَجَ أَبُوْ دَاوُدُ فِيْ " نَاسِخِهِ " وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَالنَّحَاسُ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: نَسَخَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ الْمُتْعَةَ. المصدر السابق

امام ابوداود، امام ابن المنذر اور امام أَلنَّحَاسُ نے اپنی اپنی'' ألناسخ والمنسوخ'' میں اور بیھقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت سعیدبن ألمسیب کا قول نقل کیا ہے کہ آیت میراث نے متعہ کی اجازت منسوخ کر دی ہے۔

نوٹ: حضرات صحابہ ابن عباس وعلی رضی اللہ عنہم کے اقوال و آثار پر۔ مسلک اہل سنت والجماعت۔ اور۔ تفردات: کے عنوانات کے تحت بات ہوگی۔

() حضرت شیخ المفید نے متعہ کی اباحت میں حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کا نام بھی ذکر کیا ہے جن کا واقعہ یہ ہے:

قصۂ عمرو بن حُرَیث رضی اللہ عنہ

عَنِ الْأَجْلَحِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الزُّبَيْرِ، يَقُولُ: " تَمَتَّعَ عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ مِنَ امْرَأَةٍ بِالْمَدِينَةِ فَحَمَلَتْ، فَأَتَى بِهَا عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَرَادَ أَنْ يَضْرِبَهَا فَقَالَتْ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، تَمَتَّعَ مِنِّي عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ فَقَالَ: مَنْ شَهِدَ نِكَاحَكِ؟ فَقَالَتْ: أُمِّي وَأُخْتِي فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: بِغَيْرِ وَلِيٍّ وَلَا شُهُودٍ فَأَرْسَلَ إِلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، فَقَامَ عَلَيْهِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: صَدَقَتْ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِلنَّاسِ: هَذَا نِكَاحٌ فَاسِدٌ، وَقَدْ دَخَلَ فِيهِ مَا تَرَوْنَ، فَرَأَى عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ يُحَرِّمَهُ "فَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: فَقُلْتُ لِجَابِرٍ: هَلْ بَيْنَهُمَا مِيرَاثٌ؟ قَالَ: لَا.

تاريخ المدينة لابن شبة: وهوعمر بن شبة (واسمه زيد) بن عبيدة بن ريطة النميرى البصرى، أبو زيد (المتوفى ۲۶۲ ھج.: باب تحريم عمرمتعة النساء: طبع على نفقة: السيد حبيب محمود أحمد -جدة-عام النشر 1399: ھج.

Marfat.com

ترجمہ

عمرو بن حریث کے معاملہ میں أجلح کا بیان ہے کہ میں نے ابوالزبیر کو بیان کرتے سنا تھا کہ عمرو بن حریث نے مدینہ طیبہ میں ایک عورت سے متعہ کیا تھا جس میں عورت کو حمل رہ گیا تو اسے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا حضرت عمر زنا کے جرم میں سزا دینا چاہتے تھے کہ عورت نے عذر پیش کیا۔ اے امیر المؤمنین دراصل معاملہ یہ ہے کہ عمرو بن حریث نے میرے ساتھ متعہ کیا تھا ورنہ میں نے کوئی برا کام نہیں کیا۔ فرمایا کیا تمہارے پاس اس عارضی نکاح کا کوئی گواہ ہے؟ عرض کیا، میری ماں اور میری بہن۔ فرمایا کیا ولی اور گواہوں کے بغیر ہی؟ پھر آپ نے عمرو بن حریث کو طلب کیا تو وہ آگئے اور جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے عورت کی تصدیق کردی۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس طرح کا نکاح، نکاح فاسد ہے۔ اور آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ متعہ کے نام پہ کیا شروع ہو چکا ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ متعہ کو حرام قرار دے دیا جائے۔ واقعہ کے راوی ابوالزبیر بیان کرتے ہیں کہ پیش آمدہ صورت کے بارے میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا عمرو بن حریث اور اس عورت کے درمیان وراثت قائم ہوگی فرمایا بالکل نہیں۔

واقول

عمرو بن حریث کے اس واقعہ کو بھی متعہ کے جواز اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تحریم متعہ کی نسبت میں بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ اور یہ روایت ہے بھی درست کیونکہ صحیح مسلم کی ایک حدیث سے بھی نفس واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے مگر وہاں تفصیل مذکور نہیں جبکہ: تاریخ مدینہ: ہماری معتبر کتب میں سے ہے جس کے مصنف حضرت امام عُمر بن شبّۃ ۲-۳ ہجری کے بصری محدثین ومؤرخین میں ایک بلند پایہ وثقہ عالم اور صاحب سنن حضرت امام ابن ماجہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے شیوخ میں سے ہیں۔ میں نے چونکہ تاریخ مدینہ کا پورا باب '' تَحرِيمُ عُمَرَ مُتْعَةَ النِّسَاءِ '' مطالعہ کیا ہے جس کی روشنی میں چند گزارشات کا عرض کرنا ضروری ہے۔

01: حضرت عمرو بن حریث بن عمرو بن عثمان بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم ابو سعید القرشی المخزومی رضی اللہ عنہ نہ صرف صحابی ہیں بلکہ اٹھارہ احادیث کے راوی ہیں۔ شیخ ابن حزم رحمہ اللہ تعالیٰ نے '' أسماء الصحابة الرواة '' میں '' أصحاب الثمانية عشر '' اٹھارہ احادیث کی روایت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کے عنوان کے تحت حضرات تمیم ألداری وخالد بن ولید رضی اللہ عنہم کے ساتھ آپ کا ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

02: تاریخ مدینہ: کے اسی باب کی دوسری روایت اس طرح ہے۔

حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحَرَّانِيُّ، عَنْ زَمْعَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ "اِسْتَمْتَعْتُ مِنَ النِّسَاءِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَزَمَنِ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ زَمَنِ عُمَرَ حَتّٰى كَانَ مِنْ شَأْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ الَّذِي كَانَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِنَّا كُنَّا نَسْتَمْتِعُ وَنَفِيْ، وَإِنِّي أُرَاكُمْ تَسْتَمْتِعُوْنَ وَلَا تَفُوْنَ فَانْكِحُوْا وَ لَاتَسْتَمْتِعُوْا"

حضرت جابر عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خود میں نے عہد رسالت مآب ﷺ عہد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عمرو بن حریث کا واقعہ پیش آنے تک عورتوں سے متعہ کیا ہے مگر واقعہ عمرو بن حریث کے موقعہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم لوگ متعہ کیا کرتے تھے تو اس کے تقاضے بھی پورے کرتے تھے مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ متعہ تو کرتے ہو مگر عورتوں سے وفا نہیں کرتے (ذمہ داری نہیں اٹھاتے) لہٰذا نکاح کا راستہ اختیار کرو اور متعہ کرنے سے باز رہو۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ عمرو بن حریث کا واقعہ پیش آنے تک خود حضرت جابر عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حرمت متعہ کی اطلاع نہ تھی ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بجائے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حکم ممانعت کے زیادہ پابند تھے۔ اسی طرح حضرت عمرو بن حریث کی عمر کے بارہویں سال حضور نبی کریم ﷺ وصال فرما جاتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ غزوۂ خیبر اور حجۃ الوداع کے سفر میں جہاں رسول اللہ ﷺ نے متعہ کی تحریم فرمائی ساتھ نہیں تھے اور یہ بھی ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جنہیں تحریم کی اطلاع نہیں ملی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم میں جب یہ خرابی لائی گئی تو آپ نے تحریم متعہ کے حکم نبوی ﷺ کو خصوصیت کے ساتھ عام کرنے کا فیصلہ کیا تا کہ کوئی دوبارہ غلطی نہ کر بیٹھے لہٰذا جن حضرات کے علم میں نہ تھا کہ خود رسول اللہ ﷺ وصال سے پہلے تحریم فرما چکے ہیں انہوں نے تحریم کی نسبت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کر دی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے متعہ کو حرام نہ ٹھہرایا ہوتا اور صرف حضرت عمر باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کی تائید سے اس طرح کا فیصلہ صادر فرما دیتے تو بھی بطور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارے لیے کافی تھا۔

03: تاریخ مدینہ میں اسی سلسلے کی مزید ایک روایت اس طرح ہے۔

Marfat.com

"ذِكْرُ مَنِ اسْتَمْتَعَ قَبْلَ تَحْرِيمِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : يُقَالُ إِنَّ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ اسْتَمْتَعَ مِنَ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ، فَوَلَدَتْ فَجَحَدَ وَلَدَهَا. وَاسْتَمْتَعَ سَلَمَةُ بْنُ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ مِنْ سَلْمَى مَوْلَاةِ حَكِيمِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ الْأَوْقَصِ السُّلَمِيِّ، فَوَلَدَتْ فَجَحَدَ وَلَدَهَا. وَاسْتَمْتَعَ سَعْدُ بْنُ أَبِي سَعْدِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ مِنْ عُمَيْرَةَ مَوْلَاةٍ لِكِنْدَةَ، فَوَلَدَتْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَعْدٍ. ثُمَّ اسْتَمْتَعَ مِنْهَا فَضَالَةُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَابِدٍ الْمَخْزُومِيُّ، فَوَلَدَتْ لَهُ أُمَيَّةَ بْنَ فَضَالَةَ. وَاسْتَمْتَعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي عَوْفِ بْنِ جُبَيْرَةَ السَّهْمِيُّ مِنْ بِنْتِ أَبِي لَبِيبَةَ مَوْلَاةِ هِشَامِ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، وَكَانَتْ تَبِيعُ الشَّرَابَ، وَيَغْشَى بَيْتَهَا، فَوَلَدَتْ لَهُ يُوسُفَ، لَا عَقِبَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَتَعْتَرِفُ بِهٰذَا الْغُلَامِ؟ قَالَ: لَا قَالَ: لَوْ قُلْتَ نَعَمْ لَرَجَمْتُكَ بِأَحْجَارِكَ، وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَعْرِفُ هٰذِهِ الْمَرْأَةَ بِالسُّوءِ، فَحَرَّمَ الْمُتْعَةَ "

المرجع السابق

ان لوگوں کا بیان جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے امتناعی حکم سے پہلے پہلے متعہ کر چکے تھے:

کے ذیل میں بیان کیا جاتا ہے کہ عمرو بن حریث نے بنی سعد بن بکر کی ایک عورت سے متعہ کیا تھا جس کے نتیجے میں اسے بیٹا پیدا ہوا تو عمرو بن حریث نے باپ ہونے سے انکار کر دیا۔ سلمہ بن امیہ بن خلف نے حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص سُلَمِیُ کی لونڈی سلمٰی سے متعہ کیا تو سلمہ بن امیہ نے باپ ہونے سے انکار کر دیا۔ سعد بن ابی سعد بن ابی طلحہ نے بنی عبدالدار میں سے کندہ کی لونڈی عمیرہ کے ساتھ متعہ کیا تھا جس سے عبداللہ بن سعد پیدا ہوئے۔ پھر اسی لونڈی کے ساتھ فضالہ بن جعفر بن امیہ بن عابد مخزومی نے متعہ کیا جس کے نتیجے میں امیہ بن فضالہ پیدا ہوئے۔ عبداللہ بن ابی عوف بن جبیرہ سہمی نے ہشام بن ولید بن مغیرہ کا ابو لبیبہ کی بیٹی جو ہشام بن ولید بن مغیرہ کی لونڈی اور شراب فروخت کیا کرتی تھی، کے گھر آنا جانا تھا جس دوران اس کے ساتھ متعہ کیا جس کے نتیجے میں اس کے ہاں بیٹا یوسف پیدا ہوا جو بعد میں لاولد فوت ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی عوف سے پوچھا تھا کہ کیا تم اس لڑکے (یوسف) کو پہچانتے ہو؟ تو انہوں نے انکار کر دیا تھا۔ فرمایا اگر تم اقرار کرتے تو میں تمہیں سنگسار کر دیتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس عورت کے کردار پر شک تھا۔ اور اسی دوران آپ نے متعہ کو حرام ٹھہرا دیا تھا۔

اس روایت سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ چند لوگ ایسے تھے جنہیں حرمت متعہ کی اطلاع نہ تھی اور وہ اس قدیم

Marfat.com

رسم کا غلط استعمال بھی کر رہے تھے۔ کچھ اس طرح کی لونڈیاں بھی موجود تھیں لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سختی سے اس رسم کا خاتمہ کر دیا۔

04: تاریخ مدینہ کی ان روایات میں رسول اللہ ﷺ کے بجائے تحریم متعہ کی نسبت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کی گئی ہے جو اسی مغالطے پر مبنی ہے جس کی تفصیل گزر چکی ہے کیونکہ صحیح بخاری و مسلم اور سنن کی روایات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت تحریم کی نفی کرتی ہیں۔

() حضرت شیخ المفید نے متعہ کے جواز میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کا نام ذکر کیا ہے مگر صاحبِ ''ألمیزان فی تفسیر القرآن'' فرماتے ہیں کہ ''واقول : وام عروة أسماء بنت أبی بکر تمتع منھاالزبیربن العوام فولدت له عبداللّٰه بن الزبیر وعروة''

- ألمیزان فی تفسیر القرآن المؤلف : العلامة السید محمدحسین الطباطبائی : ۰۴ : ألنساء :ألآیة ۲۳ الی ۲۸.

اور میں کہتا ہوں کہ ام عروہ أسماء بنت أبی بکر کے ساتھ زبیر بن العوام نے متعہ کیا تھا جس کے نتیجے میں عبداللہ بن زبیر و عروہ بن زبیر پیدا ہوئے۔

مگر افسوس کہ اتنی بڑی بات کیلئے کوئی حوالہ درج نہیں۔ پھر مزے کی بات یہ ہے کہ حضرت اسماء کے بطن سے حضرت زبیر بن العوام کی چھ اولادیں ہیں: عبداللہ۔ عروہ۔ منذر۔ خدیجة الکبریٰ۔ ام الحسن۔ اور عائشہ۔ مگر ان میں سے صرف دو کو نکاح متعہ سے منسوب کرنا شاید اس لیے ضروری تھا کہ وہ مشاہیر امت میں سے ہیں؟

جبکہ ہمارے ہاں تاریخی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ زبیر بن العوام کا اسماء بنت ابی بکر کے ساتھ نکاح مکہ مکرمہ میں ہی ہو گیا تھا۔ ابتدائی اسلام قبول کرنے والوں میں اٹھارہویں نمبر پر ہیں۔ حالت حمل میں ہجرت کی۔ مدینہ طیبہ میں اولین بچے کی حیثیت سے قباء میں عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے، اور یہیں سے رضاعت کی ابتدا ہوئی۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ وہ بھی ان حضرات صحابہ میں سے ہوں جنہیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے متعہ کو حرام ٹھہرانے کی اطلاع نہیں ملی۔ ابن ابی داود نے ان کا ایک شاذ قول نقل کیا ہے مگر وہ صحیح مسلم شریف کی بہت واضح روایت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا جس کی تفصیل ''تفردات'' کے تحت بیان ہوگی۔

اس مقام پر مزید ایک واقعہ ذہن میں رکھیں اور وہ یہ کہ:

حضرت اسمأ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے شوہر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی جب وفات

Marfat.com

ہوگئی تو حضرت اسما یہ صدمہ برداشت نہ کرسکیں اور غمگین رہنے لگیں چونکہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بہت محبت کرنے والے انسان تھے۔ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیٹی کا یہ حال دیکھا تو فرمایا: ''يَا بُنَيَّةَ اِصْبِرِيْ فَاِنَّ الْمَرْأَةَ اِذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ صَالِحٌ، ثُمَّ مَاتَ عَنْهَا فَلَمْ تَتَزَوَّجْ بَعْدَهُ، جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا فِي الْجَنَّةِ ''

نساء مبشرات با لجنة تاليف الاستاذاحمد خليل جمعة ، تقديم الاستاذمنذر شعار: ترجمة اسماء بنت ابى بكر رضى الله عنهما : الناشر– دار ابن كثير دمشق .بيروت

اے بیٹی! صبر کر اس لیے کہ جس عورت کا نیک اور وفادار شوہر وفات پا جائے پھر وہ اس کے بعد کسی اور سے شادی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان دونوں کو آپس میں ملا دے گا۔

اس قسم کی پاکیزہ ازدواجی زندگی کو متعہ کا نام دینا کیوں اور کیسے مناسب ہے؟ یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے۔اور میں کہتا ہوں کہ اگر بفرض محال حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے واقعہ کو درست تسلیم کر بھی لیا جائے تو دیکھنا یہ ہے کہ کیا حضرت اسماء شیعہ حضرات کے نزدیک ان صحابہ میں سے ہیں جن کا قول وفعل ان کیلئے حجت اور مرویات قابل قبول ہیں؟ اسی طرح حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے اسمائے گرامی درج کرنا حیرت کی بات ہے؟

مقام افسوس

() حضرت شیخ المفید نے متعہ کی اباحت میں ہماری کتب احادیث وتفسیر سے بغیر وضاحت کیے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے شاذ اقوال وآثار نقل فرماتے ہوئے اپنا دعوائے اجماع ثابت کیا ہے۔اسی طرح ملا فیض کاشانی کی تفسیر ''صافی'' اور علامہ سید محمد حسین الطباطبائی ،صاحب کی '' المیزان فی تفسیر القرآن'' پڑھتے ہوئے یہ تأثر ملتا ہے کہ اہل سنت والجماعت کی امہات الکتب جواز متعہ پر دلائل سے بھری پڑی ہیں اور یہی انداز تحریر ہے بعض دیگر اصحاب کا۔جس کا مجھے صدمہ ہوا ہے۔میں نے اسی لیے اس موضوع پر اپنی صحاح ستہ کی تمام احادیث نقل کردی ہیں تاکہ مغالطہ نہ رہے۔

اسی طرح میں نے '' تفردات '' کے عنوان کے تحت اپنی کتب سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے تفردات پر مشتمل آثار نقل کر دیے ہیں تاکہ ہمارے وہ دوست جو کسی معاملہ پر غور کرنے کے بجائے کفر کا فتویٰ داغ کر گزر جاتے ہیں وہ ذرا احتیاط سے کام لیں کیونکہ میں نے بعض ایسے فتاویٰ بھی دیکھے ہیں جن کی زد سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد بڑے بڑے لوگ بھی محفوظ نہیں؟

Marfat.com

یہ اور بات کہ مجھ کو ملے ہیں غم لاکھوں
مگر جو تجھ سے ملا ہے کمال کا غم ہے

ارشاد نیازی

() میں نے حضرت شیخ ألمفید کا ایک قول نقل کیا کہ آپ کی نظر میں ہم لوگ جو متعہ پر مسلمان امت کے اجماع کے قائل نہیں، ناصبی ہیں۔

ہے قیس اور بھی کوئی تو ساتھ آئے
تلاش کرنے چلا ہوں میں خود کو جنگل میں

شہزادشاہ

نَاصِبُ/ناصبی

نَاصِب: کالغوی معنی ہے کسی چیز کو قائم، نصب یا برپا کرنے والا۔ فن نحو میں حروف ناصبہ میں سے ایسا حرف جو کلمے کو نصبی یا مفعولی حالت میں لے آئے۔ اور اصطلاحاً ''نواصب'' سے ایسے لوگ مراد ہیں جو واقعۂ جمل و صفین میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حمایت میں یا کسی ذاتی خلش کی بنیاد پر اپنے نیزوں پر قرآن اور پرچم اٹھائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابل کھڑے ہو گئے تھے۔ اس پس منظر کی روشنی میں تمام ان لوگوں کو ایک صف میں کھڑا کر دینا جو متعہ کے قائل نہیں انتہائی افسوسناک ہے۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَنَّهُ قَالَ تَزَوُّجُ الْيَهُودِيَّةِ وَ النَّصْرَانِيَّةِ أَفْضَلُ أَوْ قَالَ خَيْرٌ مِنْ تَزَوُّجِ النَّاصِبِ وَ النَّاصِبِيَّةِ.

الكافي: المجلد الخامس كتاب النكاح ابواب المتعة...مركز الاشعاع الاسلامي– مجلسي حسن - بهبودي ضعيف:.

ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق (ع) کا قول نقل کیا ہے۔ فرمایا کسی یہودی و نصرانی عورت سے نکاح کرنا افضل و بہتر ہے بنسبت ناصبی مرد عورت کے۔

قَالَ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللّٰهُ: وَلَايَجُوْزُ نِكَاحُ النَّاصِبِيَّةِ الْمُظْهِرَةِ لِعَدَاوَةِ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَلَا بَأْسَ بِنِكَاحِ الْمُسْتَضْعَفَاتِ مِنْهُنَّ. يَدُلُّ عَلَى ذَالِكَ مَاثَبَتَ مِنْ كَوْنِ هٰؤُلَاءِ كُفَّارًا بِأَدِلَّةٍ لَيْسَ هٰذَا مَوْضِعَ شَرْحِهَا، وَإِذَاثَبَتَ كُفْرُهُمْ فَلَاتَجُوْزُ مُنَاكَحَتُهُمْ حَسَبَ مَا قَدَّمْنَاهُ وَيَزِيْدُ ذَالِكَ بَيَانًامَا رَوَاهُ.

تهذيب الأحكام للشيخ الطوسي كتاب النكاح :باب : من يحرم نكاحهن بالاسباب دون الأنساب.

Marfat.com

شیخ (شیخ المفید) فرماتے ہیں کہ اعلانیہ ناصبیت کا اظہار کرنے والے ناصبیوں سے آل محمد علیہ السلام کے ساتھ عداوت رکھنے کے باعث نکاح جائز نہیں مگر ان کی " مُسْتَضْعَفَات " سے نکاح کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ حکم دلیل کے ساتھ ان کے کافر ہونے پر دلالت کرتا ہے اور ان دلائل کی تفصیل بیان کرنے کا یہ مقام نہیں۔ البتہ جب ان کا کفر ثابت ہو گیا تو ان سے شادی بیاہ کے معاملات جائز نہیں جیسا کہ ہم نے تفصیل بیان کی ہے اور شیخ کے بیان سے اس مسئلے کو تقویت ملے گی۔

واقول

مندرجہ بالا عبارت میں " اَلْمُسْتَضْعَفَاتُ - و - اَلْمُسْتَضْعَفِيْنَ " قرآن کریم کی اصطلاحات ہیں جو ان کمزور و بیکس اہل ایمان کیلئے استعمال ہوئی ہیں جو قبل از ہجرت مکہ مکرمہ و مضافات میں مسلمان تو ہو چکے تھے لیکن بعض ناگزیر حالات کے باعث انہوں نے اپنے آبائی علاقے اور خاندان چھوڑ کر ہجرت کرنے سے گریز کیا تھا۔ ان میں سے جن لوگوں نے جان بوجھ کر ہجرت اختیار نہیں کی انہیں قرآن نے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والوں سے تعبیر کیا اور جو ہجرت کا ارادہ رکھتے تھے مگر بعض خطرات کے باعث رک گئے تھے انہیں معذور قرار دیا۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ○ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ○ فَأُولَئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ○ ۰۴: النساء: ۹۷-۹۹

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں، جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں، تم کس حال میں تھے؟ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اپنی جگہ کمزور اور مغلوب تھے، فرشتے ان سے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم ہجرت کر جاتے، یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ پہنچنے کی بری جگہ ہے۔ مگر جو مرد عورتیں اور بچے بے بس ہیں جنہیں نہ تو کسی چارۂ کار کی طاقت اور نہ راستے کا علم ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہے ہی درگزر کرنے والا اور معاف فرمانے والا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَاعَبْدِ اللّٰهِ (ع) عَنِ النَّاصِبِ الَّذِيْ عُرِفَ نَصْبُهُ وَعَدَاوَتُهُ هَلْ يُزَوِّجُهُ الْمُؤْمِنُ وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى رَدِّهِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ بِرَدِّهِ؟ قَالَ لَا يَتَزَوَّجُ الْمُؤْمِنُ النَّاصِبِيَّةَ

Marfat.com

وَلَا يَتَزَوَّجُ النَّاصِبُ مُؤْمِنَةً وَلَا يَتَزَوَّجُ الْمُسْتَضْعَفُ مُؤْمِنَةً.

تهذيب الأحكام للشيخ الطوسي كتاب النكاح :باب : من يحرم نكاحهن بالاسباب دون الأنساب.

عبداللہ بن سنان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق (ع) سے ایسے ناصبی کہ جس کا عقیدۂ ناصبیت اور اھل بیت سے عداوت واضح ہے کے بارے میں سوال کیا تھا کہ کوئی مومن اس کو اس امید پر اپنی بیٹی بیاہ کر دے سکتا ہے جو اسے واپس اپنے دین میں لے آئے مگر اس کو اس بات کا یقین نہیں؟ فرمایا کوئی مومن کسی ناصبی عورت سے شادی نہ کرے اور نہ ناصبی کسی مومن عورت سے اور نہ ہی ناصبیوں سے کوئی کمزور و بے سہارا مرد کسی مومن عورت سے۔

نوٹ: شیعہ اصطلاح کے مطابق یہاں مومن اور مومنہ سے مراد شیعہ مرد عورت ہیں۔ اور جیسا کہ وضاحت گزری کہ ناصبیوں سے منکرین متعہ و خارجی وغیرہ۔

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ (ع) قَالَ :لَا يَتَزَوَّجُ الْمُؤْمِنُ بِالنَّاصِبِيَّةِ الْمَعْرُوْفَةِ بِذَالِكَ .

ألمصدر السابق.

فضل بن یسار کا بیان ہے کہ حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق (ع) نے فرمایا کوئی مومن کسی ایسی ناصبی عورت سے نکاح نہ کرے جو عقیدۂ ناصبیت میں معروف ہے۔

اس کے بعد رضاعت اور جنائز کے ابواب میں بھی کچھ اسی طرح کی روایات موجود ہیں مگر افسوس کہ وہاں بھی کوئی وضاحت نہیں جس سے کم از کم مجھے یہی تاثر ملتا ہے کہ وہ تمام لوگ جو متعہ کے قائل نہیں وہ اسی حکم میں شامل ہیں اور یہ معاملہ افسوسناک ہے۔

اب اس کے بعد کوئی رابطہ نہیں رکھنا
یہ بات طے ہوئی، لیکن سوال درد کا ہے

فرحت عباس شاہ

فضائل متعہ۔ یعنی شیعہ کے ہاں متعہ کے فضائل

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ " جَاءَ نِي جِبْرِيْلُ بِهَدِيَّةٍ مِنْ رَبِّي وَتِلْكَ الْهَدِيَّةُ مُتْعَةُ النِّسَاءِ

Marfat.com

الْمُؤْمِنَاتِ وَلَمْ يُهْدِ اللّٰهُ هَذِهِ الْهَدِيَّةَ إِلَى أَحَدٍ قَبْلِيْ مِنَ الْاَ نْبِيَاءِ ...... وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْمُتْعَةَ خَصَّنِيَ اللّٰهُ بِهَا لِشَرَفِيْ عَلَى جَمِيْعِ الْاَ نْبِيَاءِ السَّابِقِيْنَ ، وَمَنْ تَمَتَّعَ مَرَّةً فِيْ عُمْرِهِ صَارَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ......وَإِذَا اجْتَمَعَ الْمُتَمَتِّعُ وَالْمُتَمَتِّعَةُ فِيْ مَكَانٍ مَعاً يَنْزِلُ عَلَيْهِمَا مَلَكٌ يَحْرُسُهُمَا إِلَى أَنْ يَفْتَرِقَا ، وَلَوْ تَكَلَّمَا بَيْنَهُمَا فَكَلَامُهُمَا يَكُوْنُ ذِكْراً وَتَسْبِيْحاً ، وَإِذَا أَخَذَ أَحَدُهُمَا بِيَدِ الْآخَرِ تَقَاطَرَ مِنْ أَصَابِعِهِمَا الذُّنُوْبُ وَالْخَطَايَا ، وَإِذَا قَبَّلَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُمَا بِكُلِّ قُبْلَةٍ أَجْرَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ ، وَيُكْتَبُ فِيْ جِمَاعِهِمَا بِكُلِّ شَهْوَةٍ وَلَذَّةٍ حَسَنَةٌ كَالْجِبَالِ الشَّامِخَاتِ ، وَإِذَا اشْتَغَلَا بِالْغُسْلِ وَتَقَاطَرُ الْمَاءُ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالَى بِكُلِّ قَطْرَةٍ مِنْ ذَالِكَ الْمَاءِ مَلَكاً يُسَبِّحُ اللّٰهَ وَيُقَدِّسُهُ وَثَوَابُ تَسْبِيْحِهِ وَتَقْدِيْسِهِ يُكْتَبُ لَهُمَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

يَا عَلِيُّ: اَلَّذِيْ يَظُنُّ أَنَّ هَذِهِ السُّنَّةَ خَفِيْفَةٌ وَضَعِيْفَةٌ وَلَا يُحِبُّهَا فَهُوَ لَيْسَ مِنْ شِيْعَتِيْ وَأَنَا بَرِيْءٌ مِّنْهُ ......

نقل الكاشاني في تفسيره (منهج الصادقين) بالفارسية ما ترجمته بالعربية : بطلان عقائد الرافضة للتونسوي:و:عجالة حسنة : باللغة الأردية وهي ترجمة لرسالة المتعة للمجلسي: المكتبة الشاملة .

معروف شیعہ مفسر الشیخ علامہ فتح اللہ الکاشانی نے اپنی تفسیر '' منہج الصادقین '' میں اور بعض دیگر بزرگوں نے متعہ کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ کا ایک ارشاد گرامی نقل کیا ہے:''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل ایک تحفہ لیے میرے پاس آئے اور یہ تحفہ تھا مومن عورتوں سے متعہ کرنا اور یہ ایک ایسا تحفہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں فرمایا۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے متعہ کی اس نعمت سے خصوصیت کے ساتھ تمام انبیائے سابقین پر میری فضیلت وشرف کے باعث نوازا ہے۔ لہٰذا جو شخص زندگی میں ایک بار متعہ کرے گا وہ جنتی لوگوں میں سے ہو جائے گا۔ جب متعہ کرنے والے عورت مرد کسی جگہ اکٹھے ہو جاتے ہیں تو آسمان سے ایک فرشتہ اتر کر اس وقت تک ان کی حفاظت کرتا ہے جب تک وہ متعہ کر کے فارغ نہیں ہو جاتے۔ متعہ کے دوران مرد عورت جو کلام کرتے ہیں یہ ان کے نامہ اعمال میں ذکر و تسبیح کے طور پر لکھا جاتا ہے۔ جب ان میں سے کوئی ایک دوسرے کا ہاتھ تھامتا ہے تو انگلیوں کے راستے ان کے گناہ جھڑنے لگتے ہیں۔ اور جب ایک دوسرے کو بوسہ دیتے ہیں تو ہر بوسے کے عوض ان کے نامہ اعمال میں حج اور عمرہ کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور جماع کے دوران ہر شہوانی حرکت اور لذت کے بدلے بلند پہاڑوں کی مانند نیکیاں ان کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ اور جب غسل کرنا شروع کرتے ہیں تو غسل کے پانی کے ہر قطرے سے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اور تسبیح بیان کرتا ہے مگر اس کا ثواب ان متعہ کرنے والوں کے نامہ اعمال میں قیامت تک درج ہوتا رہتا ہے۔

• رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے علی! یادرکھو کہ جو شخص میری اس سنتِ متعہ کو ہلکا تصور کرتے ہوئے پسند نہیں کرے گا وہ میرے شیعوں میں سے نہیں اور میں اس سے بری ہوں۔

قَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلامُ :يَا مُحَمَّدُ (ﷺ) اَلدِّرْهَمُ الَّذِىْ يَصْرِفُهُ الْمُؤمِنُ فِى الْمُتْعَةِ أَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ أَلْفِ دِرْهَم أَنْفَقْتَ فِىْ غَيْرِ الْمُتْعَةِ.

ألمصدر السابق

حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ سے فرمایا: اے محمد (ﷺ) یادرکھو کہ ایک درہم جو کوئی مومن شخص متعہ کی مد میں خرچ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس ہزار درہم سے افضل ہے جو آپ متعہ کے علاوہ کسی دوسرے مصرف میں خرچ کریں۔

يَا مُحَمَّدُ (ﷺ) فِى الْجَنَّةِ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ خَلَقَهَا اللّٰهُ لِأَهْلِ الْمُتْعَةِ.

ألمصدر السابق

حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ سے فرمایا: اے محمد (ﷺ) جنت میں بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کی ایک مخصوص جماعت ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف متعہ کرنے والوں کیلئے پیدا فرمائی ہیں۔

يَا مُحَمَّدُ (ﷺ) إِذَا عَقَدَ الْمُؤْمِنُ مِنَ الْمُؤْمِنَةِ عَقْدَ الْمُتْعَةِ فَلا يَقُوْمُ مِنْ مَّكَانِهِ إِلَّا وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَيَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنَةِ أَيْضًا.

ألمصدر السابق

حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ سے فرمایا: اے محمد (ﷺ) یادرکھو کہ جب ایک مومن شخص کسی ایمان والی سے عقد متعہ کرتا ہے تو ابھی تک وہ اپنی جگہ سے نہیں اٹھتا کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے اسی طرح اس ایمان والی عورت کو بھی۔

رَوَى الصَّادِقُ (ع) بِأَنَّ الْمُتْعَةَ مِنْ دِيْنِىْ وَ دِيْنِ آبَائِىْ فَالَّذِىْ يَعْمَلُ بِهَا يَعْمَلُ بِدِيْنِنَا وَالَّذِىْ يُنْكِرُهَا يُنْكِرُ دِيْنَنَا بَلْ إِنَّهُ يَدِيْنُ بِغَيْرِ دِيْنِنَا ، وَوَلَدُ الْمُتْعَةِ أَفْضَلُ مِنْ وَلَدِ الزَّوْجَةِ الدَّائِمَةِ ،وَمُنْكِرُ الْمُتْعَةِ كَافِرٌ مُرْتَدٌّ .

ألمصدر السابق

Marfat.com

حضرت امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا ہے کہ چونکہ متعہ میرے اور میرے آباواجداد کے دین میں سے ہے پس جو شخص متعہ کرتا ہے وہ ہمارے دین پر عمل کرتا ہے اور جو اس کا انکار کرتا ہے وہ ہمارے دین کا منکر اور کسی اور دین کا پیروکار ہے۔ یادرکھو کہ متعہ کی اولاد مستقل ودائمی منکوحہ بیوی کی اولاد سے افضل ہے۔ اور متعہ کا منکر کافر و مرتد ہے۔

وَقَالَ سَيِّدُ الْعَالَمِ ﷺ مَنْ تَمَتَّعَ مِنْ إِمْرَأَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَكَأَنَّهُ زَارَ الْكَعْبَةَ سَبْعِيْنَ مَرَّةً .

المصدر السابق

حضور سید العالم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کسی ایمان والی عورت سے ایک مرتبہ متعہ کیا اس نے گویا ستر مرتبہ کعبہ شریف کی زیارت کی۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَيِّدُ الْبَشَرِ، شَفِيْعُ الْمَحْشَرِ: يَا عَلِيُّ يَنْبَغِيْ أَنْ يُرْغَبَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فِي الْمُتْعَةِ وَلَوْ مَرَّةً وَّاحِدَةً قَبْلَ أَنْ يَّنْتَقِلُوْا مِنَ الدُّنْيَا إِلَى الْآخِرَةِ .

ألمصدر السابق

سید البشر و شفیع المحشر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے علی! ضروری ہے کہ مومن مردوں عورتوں کو متعہ کی ترغیب دی جائے چاہے دنیا چھوڑنے سے پہلے زندگی میں ایک ہی مرتبہ ممکن ہو۔

قَالَ الصَّادِقُ (ع) لَيْسَ مِنَّا مَن لَّمْ يُؤْمِنْ بِكَرَّتِنَا وَيَسْتَحِلُّ مُتْعَتَنَا .

موسوعة الكتب الأربعة : من لا يحضره الفقيه : للشيخ الصدوق. كتاب النكاح باب المتعة الناشر دار الكتاب العربي بغداد

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے دور کے دوبارہ پلٹنے پر ایمان نہ رکھے اور ہمارے متعہ کو حلال نہ سمجھے۔

وَقَالَ الرِّضَا (ع) أَلْمُتْعَةُ لَاتَحِلُّ إِلَّا لِمَنْ عَرَفَهَا، وَهِيَ حَرَامٌ عَلَى مَنْ جَهِلَهَا .

ألمصدر السابق

امام علی رضا (ع) نے فرمایا کہ متعہ صرف اسی شخص کیلئے حلال ہے جو اس کی معرفت رکھتا ہو۔ اور حرام ہے اس شخص کیلئے جو اس کی حقیقت سے جاہل و ناواقف ہے۔

وَرُوِيَ أَنَّ الْمُؤْمِنَ لَايَكْمُلُ حَتَّى يَتَمَتَّعَ.

ألمصدر السابق

اور روایت ہے کہ ایک مومن اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ متعہ نہ کرلے۔ یعنی متعہ کیے بغیر کسی کا

Marfat.com

ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

وَرَوَى الْحَسَنُ بْنُ مَحْبُوْبٍ، عَنْ أَبَانٍ، عَنْ أَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: إِنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمُتْعَةِ، فَقَالَ: إِنَّ الْمُتْعَةَ الْيَوْمَ لَيْسَتْ كَمَا كَانَتْ قَبْلَ الْيَوْمِ، إِنَّهُنَّ كُنَّ يُؤْمَنَّ يَوْمَئِذٍ، فَالْيَوْمَ لَا يُؤْمَنَّ فَاسْأَلُوْا عَنْهُنَّ: وَأَحَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُتْعَةَ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا حَتَّى قُبِضَ. وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً مِنَ اللّٰهِ " وَقَدْ أَخْرَجْتُ الْحُجَجَ عَلَى مُنْكِرِيْهَا فِيْ كِتَابِ إِثْبَاتِ الْمُتْعَةِ.

المصدر السابق

ابومریم کا بیان ہے کہ جب ابوجعفر (ع) سے متعہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ متعہ کی جو صورت پہلے تھی آج نہیں رہی کیونکہ پہلے وقتوں میں عورتیں محفوظ و مامون تھیں اور آج نہیں۔ پھر بھی عورتوں سے پوچھ لیا کرو۔ صورت حال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ کو حلال ٹھہرایا تھا جس کے بعد اپنے وصال تک اسے حرام قرار نہیں دیا۔ جبکہ ابن عباس کی قرأت میں آیت کی اصل صورت یہ ہے " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً مِنَ اللّٰهِ " پس ان میں سے جن عورتوں کے ساتھ ایک معینہ مدت تک تم متعہ کرو، ان کا مہر انہیں دے دو۔ اور میں نے اپنی کتاب " إِثْبَاتُ الْمُتْعَةِ " میں اس کے منکرین پر بہت سے دلائل پیش کر دیئے ہیں۔

صَالِحُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: قُلْتُ لَهُ: لِلْمُتَمَتِّعِ ثَوَابٌ؟ قَالَ إِنْ كَانَ يُرِيْدُ بِذَالِكَ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالَى وَخِلَافًا عَلَى مَنْ أَنْكَرَهَا، لَمْ يُكَلِّمْهَا كَلِمَةً إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ تَعَالَى لَهُ بِهَا حَسَنَةً، وَلَمْ يَمُدَّ يَدَهُ إِلَيْهَا إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ حَسَنَةً، فَإِذَا دَنَا مِنْهَا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ بِقَدْرِ مَامَرَّ مِنَ الْمَاءِ عَلَى شَعْرِهِ، قُلْتُ: بِعَدَدِ الشَّعْرِ؟ قَالَ نَعَمْ بِعَدَدِ الشَّعْرِ.

المصدر السابق

صالح بن عقبہ نے اپنے والد عقبہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے امام ابوجعفر (ع) سے پوچھا کہ حضرت یہ فرمائیے: کیا متعہ کرنے والے کیلئے کوئی ثواب بھی ہے؟ فرمایا ہاں ہے مگر اس وقت جبکہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور منکرین متعہ کی مخالفت کی نیت سے متعہ کرے تو اجر ملے گا۔ جب دوران متعہ وہ عورت سے جو بات بھی کرے گا اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دے گا، اور جب بھی عورت کی طرف ہاتھ بڑھائے گا اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دے گا اور جب اس سے وطی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم کے بالوں کے

Marfat.com

برابر جس پر اس نے پانی بہایا ہوگا اسے بخش دے گا عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: حضرت کیا یہ ثواب جسم کے ہر بال کے بدلے ملے گا؟ فرمایا ہاں ہر بال کے بدلے۔

وَقِيلَ لِأَبِي عَبْدِاللهِ(ع) لِمَ جَعَلَ فِي الزِّنَاأَرْبَعَةً مِّنَ الشُّهُوْدِ وَفِي الْقَتْلِ شَاهِدَيْنِ ؟ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى اَحَلَّ لَكُمُ الْمُتْعَةَ وَعَلِمَ اَنَّهَاسَتُنْكَرُ عَلَيْكُمْ فَجَعَلَ الْاَرْبَعَةَ الشُّهُوْدَ اِحْتِيَاطًا لَكُمْ وَلَوْلَا ذَالِكَ لَاَتِي عَلَيْكُمْ وَقَلَّ مَايَجْتَمِعُ اَرْبَعَةٌ عَلَى شَهَادَةٍ بِاَمْرٍ وَاحِدٍ.

ألمصدر السابق.

حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق (ع) سے پوچھا گیا: حضرت اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زنا پر چار اور قتل میں دو کی گواہی رکھی ہے؟ فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے متعہ حلال کیا ہے اور اللہ جانتا تھا کہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوئے تم پر نکیر کریں گے لہٰذا اس نے تمہارے لیے احتیاط کے طور پر چار گواہوں کی شہادت مقرر فرمائی، اور اگر ایسا نہ ہوتا تو تمہیں مشکل کا سامنا کرنا پڑتا جبکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کسی ایک معاملہ میں چار کی گواہی ثابت ہو سکے۔

نوٹ: اس روایت سے جو میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ چونکہ اسلام میں بدکاری کی سزا بہت سخت ہے لہٰذا اس کے متبادل کے طور پر متعہ حلال رکھا گیا تا کہ لوگ گناہ کے بجائے متعہ کریں اور یہی مفہوم ہے بعد والی روایت کا۔

وَرَوَى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سِنَانٍ، عَنِ الصَّادِقِ (ع) قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى شِيْعَتِنَاالْمُسْكِرَ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ، وَعَوَّضَهُمْ مِنْ ذَالِكَ الْمُتْعَةَ.

ألمصدر السابق.

عبداللہ بن سنان کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیعوں پر ہر نشہ آور مشروب کو حرام ٹھہراتے ہوئے اس کے بدلے متعہ عطا کیا ہے۔

...عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ " وَمَنْ خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَتَمَتَّعْ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ أَجْدَعُ "

تفسیر منہج الصادقین، للشیخ فتح اللہ الکاشانی ص 356

شیخ فتح اللہ الکاشانی نے اپنی تفسیر منہج الصادقین میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس حال میں دنیا سے نکلا کہ اس نے متعہ نہیں کیا تھا تو وہ قیامت کے روز اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کی ناک کٹی ہوئی ہوگی۔ (جو ذلت کی نشانی ہے)

Marfat.com

عَنْ عُبَيْدِبْنِ زُرَارَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ (ع) قَالَ ذَكَرْتُ لَهُ الْمُتْعَةَ أَهِيَ مِنَ الْأَرْبَعِ ؟فَقَالَ تَزَوَّجْ مِنْهُنَّ أَلْفَافَإِنَّهُنَّ مُسْتَأْجَرَاتٌ.

فروع الكافي للشيخ ثقة الاسلام محمدبن يعقوب ألكليني :أبواب المتعة : الناشر دار الكتاب الغربي بغداد

عبید بن زرارہ نے اپنے باپ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق (ع) سے متعہ کے بارے میں سوال کیا تھا کہ کیا متعہ میں بھی نکاح کی طرح چار کی حد مقرر ہے؟ فرمایا: نہیں بلکہ تم ہزار تک سے بھی متعہ کر سکتے ہو کیونکہ وہ اجرت پر اٹھائی گئی ہیں نہ کہ نکاح میں لائی گئی ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) يَقُوْلُ كَانَ عَلِيٌّ (ع) يَقُوْلُ لَوْ لَا مَا سَبَقَنِيْ بِهِ بَنِي الْخَطَّابِ مَا زَنَى إِلَّا شَقِيٌّ.

الکافی: :أبواب المتعة :مرکز الاشعاع الاسلامی ....

ابوعبداللہ بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر (ع) کو بیان کرتے سنا۔ حضرت علی (ع) بیان فرماتے تھے کہ اگر بنوالخطاب متعہ کے معاملہ میں مجھ پر سبقت حاصل نہ کرتے تو کوئی بد بخت ہی زنا کرتا۔

یعنی اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حرمت متعہ کو قانوناً سختی کے ساتھ نافذ نہ کرتے تو لوگ بجائے کھلا زنا کرنے کے متعہ کی سہولت سے فائدہ اٹھاتے اور گناہ سے بچ جاتے۔

ابھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے جو روایت بیان ہوئی ہے۔اس کے متعلق تلاش بسیار کے باوجود مجھے کوئی ایسی وجہ معلوم نہیں ہو سکی کہ اگر حضرت علی رضی اللہ کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا متعہ کو حرام ٹھہرانا اور قانوناً نافذ کرنا درست نہ تھا تو کیوں نہ آپ نے اپنے دور خلافت میں متعہ کو قانونی حیثیت دے کر عام کیا تا کہ لوگ زنا سے محفوظ رہتے؟

... أَنَّهُ ﷺ قَالَ" مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّةً كَانَ دَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ الْحُسَيْنِ (ع) وَمَنْ تَمَتَّعَ مَرَّتَيْنِ فَدَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ الْحَسَنِ (ع) وَمَنْ تَمَتَّعَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كَانَ دَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ (ع) وَمَنْ تَمَتَّعَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَدَرَجَتُهُ كَدَرَجَتِيْ.

تفسير منهج الصادقين،للشيخ فتح الله الكاشانى ص 356،

شیخ فتح اللہ الکاشانی نے اپنی تفسیر منہج الصادقین میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ایک بار متعہ کرے وہ حسین (ع) کے درجہ پر ہے اور جو دو بار متعہ کرے وہ حسن کے درجہ پر اور جو تین بار متعہ کر لے

Marfat.com

وہ علی بن ابو طالب کے درجہ پر اور جو چار مرتبہ متعہ کرلے وہ میرے درجہ کو پہنچ گیا۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کے درجہ پر۔

وبهـذا الاسناد، عن أحمد بن علی (كذا) عَنِ الْبَاقِرِ (ع) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اُسْرِیَ بِیْ إِلَی السَّمَاءِ لَحِقَنِیْ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ: إِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِلْمُتَمَتِّعِیْنَ مِنَ النِّسَاءِ۔

من لایحضره الفقیه للشیخ الصدوق ،كتاب النكاح : باب المتعة .

احمد بن علی نے امام باقر (ع) کی روایت بیان کی کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مجھے آسمانوں پہ اٹھایا گیا تو جبریل ملے اور انہوں نے بتایا اے محمد بے شک اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یقیناً میں نے عورتوں سے متعہ کرنے والوں کو بخش دیا۔

وَرُوِیَ اَیْضًا عَنِ الصَّادِقِ اَنَّهُ قَالَ: مَا مِنْ رَجُلٍ تَمَتَّعَ ثُمَّ اغْتَسَلَ إِلَّا وَقَدْ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی سَبْعِیْنَ مَلَكًا مِنْ كُلِّ قَطْرَةِ مَاءٍ یَتَقَاطَرُ مِنْ جَسَدِهِ لِیَسْتَغْفِرَ لَهُ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَیَلْعَنَ عَلٰی مَنْ یَّجْتَنِبُ مِنْهُ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ.

منتهی الآمال ج۲،ص ۳۴۱.

امام جعفر صادق (ع) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص بھی متعہ کرنے کے بعد جب غسل کرے گا تو اس کے جسم سے ٹپکتے ہر قطرۂ آب سے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے پیدا فرمائے گا تاکہ اس متعہ کرنے والے کیلئے استغفار اور متعہ سے اجتناب کرنے والے کو لعنت کرتے رہیں یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: " مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّةً عُتِقَ ثُلُثُ جَسَدِهِ مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنْ تَمَتَّعَ مَرَّتَیْنِ عُتِقَ ثُلُثَا جَسَدِهِ مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنْ أَحْیَا هٰذِهِ السُّنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ یَأْمَنُ جَسَدُهُ كُلُّهُ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ الْمُحْرِقَةِ "

رسالة المتعة للشيخ محمد الباقر المجلسی، ص.16

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایک بار متعہ کیا اس کے بدلے میں اس کے جسم کا تیسرا حصہ جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا۔ جس نے دو بار متعہ کیا اس کے بدلے میں اس کے جسم کے دو حصے جہنم سے آزاد کر دیے جائیں گے اور جس نے اس سنت کو تین بار زندہ کیا بدلے میں اس کا سارا جسم شعلہ دار جہنم سے آزاد ہو جائے گا۔

Marfat.com

نوادر متعہ

عَنْ مُحَمَّدِبْنِ رَاشِدٍ عَنْ أَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ (ع) قَالَ: قُلْتُ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مُتْعَةً فَوَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ أَنَّ لَهَا زَوْجًا فَفَتَّشْتُ عَنْ ذَالِکَ فَوَجَدْتُ لَهَا زَوْجًاقَالَ : وَلِمَ فَتَّشْتَ؟

تهذيب الأحكام للشيخ الطوسي كتاب النكاح :باب تفصيل أحكام النكاح.

محمد بن راشد کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے پوچھا کہ حضرت میں نے ایک عورت سے عقد متعہ کیا تھا۔ پھر مجھے خیال گزرا کہ شاید یہ شوہر والی ہے؟ اور جب میں نے تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ اس کا شوہر موجود ہے، اس بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا: تو تمہیں تفتیش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

عَنْ مِهْرَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَاعَنْ أَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ (ع) قَالَ: قِیْلَ لَهُ اِنَّ فُلَانًاتَزَوَّجَ اِمْرَأَةً مُتْعَةً فَقِیْلَ لَهُ اِنَّ لَهَازَوْجًا فَسَأَلَهَا؟ فَقَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَلِمَ سَأَلَهَا؟

المصدر السابق.

مہران بن محمد نے اپنے بعض ساتھیوں کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ حضرت فلاں صاحب نے ایک عورت سے متعہ کیا تھا مگر اسے بتایا گیا کہ اس عورت کا شوہر موجود ہے۔ تو اس شخص نے عورت سے اس بارے میں تصدیق کرنا چاہی؟ حضرت امام نے فرمایا کہ اس نے عورت سے سوال ہی کیوں کیا؟

عَنْ مُحَمَّدِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَشْعَرِیِّ قَالَ: قُلْتُ لِلرِّضَا (ع): أَلرَّجُلُ یَتَزَوَّجُ بِالْمَرْأَةِ فَیَقَعُ فِیْ قَلْبِهِ أَنَّ لَهَازَوْجًا قَالَ :مَا عَلَیْهِ أَرَأَیْتَ لَوْسَأَلَهَاالْبَیِّنَةَ کَانَ یَجِدُ مَنْ یَّشْهَدُ اَنْ لَیْسَ لَهَا زَوْجٌ.

المصدر السابق.

محمد بن عبداللہ اشعری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا سے سوال کیا کہ حضرت اس صورت میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص عورت سے نکاح کرتا ہے پھر اس کے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید یہ عورت پہلے سے خاوند والی ہے؟ فرمایا: اس شخص کی کوئی ذمہ داری نہیں تم دیکھتے نہیں کہ اگر وہ عورت سے گواہ طلب کرے گا کوئی ایسا ملے گا جو یہ گواہی دے کہ یہ شوہر والی نہیں؟

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْقَمَّاطِ عَمَّنْ رَوَاهُ قَالَ : قُلْتُ لِأَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ (ع) جَارِیَةٌ بِکْرٌ بَیْنَ أَبَوَیْهَا

Marfat.com

تَدْعُوْنِیْ اِلٰی نَفْسِهَا سِرًّا مِنْ اَبَوَیْهَا اَفَاَفْعَلُ ذَالِکَ ؟ قَالَ : نَعَمْ وَاتَّقِ مَوْضِعَ الْفَرْجِ قَالَ : قُلْتُ فَاِنْ رَضِیَتْ بِذَالِکَ؟ قَالَ: وَاِنْ رَضِیَتْ بِذَالِکَ فَاِنَّهٗ عَارٌ عَلَی الْاَبْکَارِ.

المصدر السابق.

سعید بن قماط نے ایک اور صاحب کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے سوال کیا کہ حضرت صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک نوجوان کنواری لڑکی جس کے دونوں ماں باپ زندہ ہیں اور وہ ان سے خفیہ طور پر مجھے اپنی طرف بلاتی ہے (یعنی متعہ کرنا چاہتی ہے) کیا میں ایسا کرلوں؟ فرمایا: ہاں کرلو مگر اس کی شرم گاہ سے دور رہنا۔ عرض کیا: حضرت اگر وہ خود اس کیلئے راضی ہوجائے تو؟ فرمایا: کنواری لڑکیوں کیلئے باعث عار ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ :سُئِلَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ (ع) عَنِ التَّمَتُّعِ مِنَ الْاَبْکَارِ اللَّوَاتِیْ بَیْنَ الْاَبَوَیْنِ فَقَالَ لَا بَأْسَ وَلَا اَقُوْلُ کَمَا یَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ الْاَقْشَابُ.

المصدر السابق.

ابوسعید کہتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے ایسی کنواری لڑکیوں کے ساتھ متعہ کے بارے میں سوال کیا گیا تھا جن کے ماں باپ موجود ہوں؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں اور میں اس بارے میں وہ نہیں کہہ سکتا جو منکرین متعہ کمینے لوگ کہتے پھرتے ہیں۔

اَبُوْ سَعِیْدٍ عَنِ الْحَلَبِیِّ قَالَ : سَاَلْتُهٗ عَنِ التَّمَتُّعِ مِنَ الْبِکْرِ اِذَا کَانَتْ بَیْنَ اَبَوَیْهَا بِلَا اِذْنِ اَبَوَیْهَا قَالَ: لَا بَأْسَ مَالَمْ یَفْتَضَّ مَاهُنَاکَ لِتَعِفَّ بِذَالِکَ.

المصدر السابق.

ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے حلبی سے سوال کیا تھا کہ آپ کا کیا خیال ہے ایسی کنواری لڑکی کیساتھ متعہ کرنے کے بارے میں جس کے ماں باپ دونوں موجود ہوں مگر ان سے اجازت نہ لی جائے؟ تو انہوں نے کہا کہ کوئی حرج نہیں جب تک پردۂ بکارت نہ پھاڑ دیا جائے تاکہ اس کی پاکدامنی برقرار رہے۔

صاحب " تهذيب لأحكام "الشيخ الطوسي اس حدیث کے متصل بعد رقمطراز ہیں کہ: فَاَمَّا مَارَوَاهُ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ اَبِی الْحَسَنِ ظَرِیْفٍ عَنْ اَبَانٍ عَنْ اَبِیْ مَرْیَمَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ (ع) قَالَ :اَلْعَذْرَاءُ الَّتِیْ لَهَا اَبٌ لَاتَتَزَوَّجُ مُتْعَةً اِلَّا بِاِذْنِ اَبَوَیْهَا :فَیَحْتَمِلُ هٰذَا الْحَدِیْثُ وُجُوْهًا مِنَ التَّاوِیْلِ مِنْهَا اَنْ تَکُوْنَ الْبِکْرُ صَبِیَّةً فَاِنَّهٗ لَایَجُوْزُ التَّمَتُّعُ بِهَا اِلَّا بِاِذْنِ اَبَوَیْهَا وَالَّذِیْ یَدُلُّ

Marfat.com

عَلٰی ذَالِکَ مَارَوَاہُ .

المصدر السابق.

اس کے مقابلے میں حضرت امام ابوعبداللہ جعفر کا ایک قول جسے ابومریم نے ان سے روایت کیا ہے کہ چھوٹی عمر کی کنواری بچی اپنے ماں باپ کی اجازت کے بغیر متعہ نہ کرے۔اس کی کئی طرح تاویل ہوسکتی ہے جس میں سے ایک یہ ہے کہ کنواری بہت چھوٹی عمر کی بچی ہو تو اس کے والدین کے پوچھے بنا متعہ جائز نہیں ورنہ کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل روایت ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِبْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْجَارِيَةِ يَتَمَتَّعُ مِنْهَا الرَّجُلُ؟ قَالَ : نَعَمْ اِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَبِيَّةً تُخْدَعُ. قَالَ: قُلْتُ أَصْلَحَکَ اللّٰهُ فَكَمْ حَدُ الَّذِیْ اِذَابَلَغَتْهُ لَمْ تُخْدَعُ ؟ قَالَ بِنْتُ عَشْرِسِنِيْنَ: وَمِنْهَا أَنْ يَّكُوْنَ الْخَبَرُخَرَجَ مَخْرَجَ التَّقِيَّةِ وَالَّذِیْ يَدُلُّ عَلٰی ذَالِکَ مَارَوَاهُ .

المصدر السابق.

محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام سے سوال کیا تھا کہ کم عمر بچی کے ساتھ اگر کوئی شخص متعہ کرتا ہے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا: ہاں ٹھیک ہے جب تک کہ لڑکی بہت کم عمر اور اسے بہکایا نہ گیا ہو۔عرض کیا: حضرت اللہ تعالیٰ آپ کو سلامتی کے ساتھ قائم رکھے۔کس عمر میں لڑکی کو بہکانا متصور نہیں ہوگا؟ فرمایا: دس سال کی عمر میں۔جبکہ پہلا قول جس میں والدین کی اجازت کے بغیر ممانعت کا ذکر ہے اس کی دوسری تاویل یہ ہوسکتی ہے کہ حضرت امام نے کسی عذر کے باعث تقیہ کیا ہو ورنہ ماں باپ کی اجازت ضروری نہیں۔

نوٹ: یعنی دس سال سے کم عمر کی لڑکی اگر متعہ کرتی ہے تو اس بات کا امکان ہے کہ کم عمری کے باعث اسے بہلایا پھسلایا گیا ہوگا لیکن دس سال کی لڑکی ماں باپ سے پوچھے بغیر متعہ کرسکتی ہے۔

وَجَمِيْلُ بْنُ دَرَّاجٍ حَيْثُ سَأَلَ الصَّادِقَ (ع) عَنِ التَّمَتُّعِ بِالْبِكْرِ قَالَ: لَا بَأسَ أَن يَّتَمَتَّعَ بِالْبِكْرِ مَا لَم يُفْضِ إِلَيْهَا كَرَاهِيَةَ الْعَيْبِ عَلٰى أَهْلِهَا.

الكافي كتاب النكاح : ابواب المتعة

جمیل بن دراج نے جب امام جعفر صادق (ع) سے کنواری لڑکیوں کے ساتھ متعہ کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کوئی حرج نہیں جبکہ اس کی شرم گاہ تک نہ پہنچے یعنی بکارت نہ زائل کردے کیونکہ ایسا کرنا اس کے وارثوں کیلئے باعث عیب ہے۔

Marfat.com

عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ عُمَيْرٍ عَنْ عَمَّارِبْنِ مَرْوَانَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: رَجُلٌ جَاءَ إِلَى امْرَأَةٍ فَسَأَلَهَا أَنْ تُزَوِّجَهُ نَفْسَهَا فَقَالَتْ: أُزَوِّجُكَ نَفْسِيْ عَلَى أَنْ تَلْتَمِسَ مِنِّيْ مَاشِئْتَ، مِنْ نَظَرٍ أَوِالْتِمَاسٍ وَتَنَالَ مِنِّيْ مَايَنَالُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ إِلَّا أَنَّكَ لَا تُدْخِلُ فَرْجَكَ فِيْ فَرْجِيْ وَتَلَذَّذْ بِمَاشِئْتَ، فَإِنِّيْ أَخَافُ الْفَضِيْحَةَ؟ قَالَ لَيْسَ لَهُ إِلَّا مَااشْتُرِطَ.

فروع الكافي لثقة الاسلام محمدبن يعقوب الكُليني: كتاب النكاح باب النوادر: الناشر دار الكتاب العربى

ترجمہ

عمار بن مروان نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق سے سوال کیا تھا کہ حضرت ایک آدمی کسی عورت کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ وہ اپنے آپ کو اس کی زوجیت میں دے دے یعنی: متعہ: کرلے؟ عورت نے کہا میں اس شرط پر اپنے آپ کو تمہاری زوجیت میں دیتی ہوں کہ تم جس طرح چاہو اور جو چاہو مجھ سے لے سکتے ہو، دیکھ سکتے ہو اور اس طرح چھو سکتے ہو جس طرح ایک مرد اپنی بیوی کے ساتھ کرسکتا ہے سوائے اس کے کہ تم مجھ سے وطی نہیں کرسکتے کیونکہ مجھے بدنامی کا اندیشہ ہے اس کے علاوہ جیسے چاہو لذت حاصل کرو۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اس آدمی کیلئے شرط کے مطابق حد کے اندر رہنا ضروری ہے۔

عَنْ عَلِيِّ ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ (ع) عَنِ الرَّجُلِ يُقَبِّلُ قُبُلَ الْمَرْأَةِ؟ قَالَ: لَا بَأْسَ.

تهذيب الأحكام للشيخ الطوسي كتاب النكاح: باب السنة في عقود النكاح وزفاف النساء وآداب الخلوة والجماع

علی بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علی رضا سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا تھا جو عورت کی شرم گاہ پر بوسہ دیتا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِيْ يَعْفُوْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَاعَبْدِاللهِ (ع) عَنِ الرَّجُلِ يَأْتِي الْمَرْأَةَ فِيْ دُبُرِهَا؟ قَالَ لَا بَأْسَ إِذَا رَضِيَتْ، قُلْتُ فَأَيْنَ قَوْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ؟ " فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللهُ " ۲ • : البقرة : ۲۲۲ : قَالَ هٰذَا فِيْ طَلَبِ الْوَلَدِ فَاطْلُبُوْا الْوَلَدَ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللهُ، إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُوْلُ " نِسَآءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ " ۲ • : البقرة : ۲۲۳.

المصدر السابق.

عبداللہ بن ابو یعفور کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق (ع) سے سوال کیا تھا کہ ایسے شخص کیلئے کیا حکم ہے جو عورت کی دبر میں وطی کرتا ہے؟ فرمایا: جب عورت راضی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں عرض کیا: حضرت کیا اس

Marfat.com

بارے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی اباحتی حکم موجود ہے؟ فرمایا" فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ" ۲۰ : ألبقرة : ۲۲۲ : جب وہ حیض سے پاک ہوجائیں تو ان سے مقاربت کرو جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے: فرمایا یہ حکم اس وقت کیلئے ہے جب اولاد کی طلب ہو کہ اولاد کی طلب میں بیویوں کے پاس اس طرف سے آؤ جس طرف سے اللہ نے اجازت دی ہے (یعنی اگلے حصے میں) جبکہ عام حالات کیلئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ " نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ" ۲۰ : ألبقرة : ۲۲۳ . تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ۔

مُوْسَى بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ عَنْ رَجُلٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَاالْحَسَنِ الرِّضَا (ع) عَنْ اِتْيَانِ الرَّجُلِ الْمَرْأَةَ مِنْ خَلْفِهَا فَقَالَ أَحَلَّتْهَا آيَةٌ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَوْلُ لُوْطٍ " هٰؤُلَاءِ بَنَاتِىْ هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ" ۱۱ : هود : ۷۸ : وَقَدْ عَلِمَ لَايُرِيْدُوْنَ الْفَرْجَ .

تهذيب الأحكام للشيخ الطوسي كتاب النكاح :باب السنة في عقودالنكاح وزفاف النساء وآداب الخلوة والجماع.

موسیٰ بن عبدالملک نے ایک دوسرے صاحب کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علی رضا (ع) سے عورتوں کے پچھلے حصے میں وطی کرنے کے بارے میں سوال کیا تھا؟ فرمایا: قرآن کریم کی اس آیت کی رو سے ایسا کرنا حلال ہے۔ کہ لوط نے قوم کے بدمعاشوں کو کہا تھا کہ مہمانوں کے بجائے یہ میری بیٹیاں ہیں جو تمہارے لیے بہت ہی پاکیزہ ہیں۔ اور حضرت لوط جانتے تھے کہ ان لوگوں کو فرج میں وطی کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں۔

عَنْ حَمَّادِبْنِ عُثْمَانَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَاعَبْدِ اللّٰهِ اَوْاَخْبَرَنِىْ مَنْ سَأَلَهُ عَنْ رَجُلٍ يَأْتِى الْمَرْأَةَ فِىْ ذَالِكَ الْمَوْضِعِ ، وَفِى الْبَيْتِ جَمَاعَةٌ فَقَالَ لِىْ وَرَفَعَ صَوْتَهُ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَلَّفَ مَمْلُوْكَهُ مَالَا يُطِيْقُ فَلْيَبِعْهُ ثُمَّ نَظَرَ فِىْ وُجُوْهِ أَهْلِ الْبَيْتِ ثُمَّ أَصْغَى اِلَىَّ فَقَالَ : لَا بَأْسَ بِهِ .

المصدرالسابق

حماد بن عثمان کا بیان ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے سوال کیا تھا، یا مجھے اس شخص کے ذریعہ خبر پہنچی ہے جس نے ان سے سوال کیا تھا کہ عورت کی دبر میں وطی کرنا کیسا ہے؟ جبکہ اس وقت آپ کے پاس بہت سارے لوگ موجود تھے۔ آپ نے آواز بلند کرتے ہوئے مجھ سے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص اپنے مملوک کو اس کی برداشت سے زیادہ تکلیف دے تو اسے فروخت کردینا چاہیے۔ پھر آپ نے حاضرین کو ایک نظر دیکھتے ہوئے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا: ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِىْ يَعْفُوْرٍ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَاعَبْدِاللّٰهِ (ع) عَنِ الرَّجُلِ يَأْتِى الْمَرْأَةَ فِىْ دُبُرِهَا؟

Marfat.com

قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ.

المصدر السابق

عبداللہ بن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق (ع) سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا تھا جو عورت کی دبر میں وطی کرتا ہے؟ فرمایا: ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ صَفْوَانَ يَقُوْلُ : قُلْتُ لِلرِّضَا (ع) : اِنَّ رَجُلًا مِنْ مَوَالِيْکَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَسْأَلَکَ عَنْ مَسْئَلَةٍ فَهَابَکَ وَاسْتَحٰى مِنْکَ أَنْ يَسْأَلَکَ قَالَ مَاهِيَ؟ قَالَ : قُلْتُ الرَّجُلُ يَأْتِيْ اِمْرَأَتَهُ فِيْ دُبُرِهَا؟ قَالَ نَعَمْ ذَالِکَ لَهُ قُلْتُ فَأَنْتَ ذَالِکَ ؟ قَالَ لَا اِنَّا لَا نَفْعَلُ ذَالِکَ .

المصدر السابق

علی بن الحکم کا بیان ہے کہ میں نے صفوان کو حضرت امام علی رضا (ع) سے سوال کرتے سنا تھا کہ حضرت آپ کے خدام میں سے ایک شخص جو آپ کی ہیبت اور حیا کے باعث آپ سے خود سوال نہیں کرنا چاہتا اس لیے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپ سے مسئلہ پوچھ لوں؟ فرمایا: کہو کیا بات ہے؟ عرض کیا: اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو عورت کی دبر میں وطی کرتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس کیلئے جائز ہے۔ عرض کیا: حضرت کیا آپ بھی ایسا کرتے ہیں؟ فرمایا: نہیں ہم ایسا نہیں کرتے۔

عَنْ سَدِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاجَعْفَرٍ (ع) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَحَاشُ النِّسَاءِ عَلٰى أُمَّتِيْ حَرَامٌ .

المصدر السابق

سدیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر کو فرماتے سنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کے پچھلے حصے میری امت پر حرام ہیں۔

وَعَنْهُ بِالْاِسْنَادِ عَنْ هَاشِمٍ وَابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ (ع) قَالَ هَاشِمٌ : لَا تَفْرِيْ وَلَا تُفْرِثُ ،وَابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ : لَاتُفْرِثُ أَيْ لَا تَأْتِيْ مِنْ غَيْرِ هٰذَ الْمَوْضِعِ.

المصدر السابق

سدیر نے اپنی سند کے ساتھ ہاشم اور ابن بکیر کے حوالے سے حضرت امام ابو عبداللہ جعفر صادق کا قول نقل کیا ہے کہ عورت کی قبل کے سوا کہیں دخول نہ کرو۔

لَا تَفْرِيْ وَلَا تُفْرِثُ : دونوں جملوں میں لغوی اعتبار سے چیر پھاڑ کا مفہوم مشترک ہے۔ میں نے سیاق وسباق کو ملحوظ

Marfat.com

رکھتے ہوئے ترجمہ کیا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدُبْنُ الْحَسَنِ: هٰذَانِ الْخَبَرَانِ لَا يُقَابَلُ بِهِمَاالْأَخْبَارُ الْكَثِيْرَةُ الَّتِيْ قَدَّمْنَاهَا عَلٰى أَنَّهُمَامَعَ كَوْنِهِمَا شَاذَّيْنِ مُنْقَطِعَي الْإِسْنَادِ مُرْسَلَيْنِ وَمَاهٰذَا حُكْمُهُ لَا يُعْتَرَضُ بِهِ الْأَحَادِيْثُ الْمُسْنَدَةُ ، وَلَوْسَلِمَ مِنْ ذَالِكَ لَكَانَ مَحْمُوْلًا عَلٰى ضَرْبٍ مِنَ الْكَرَاهِيَةِ لِأَنَّهُ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ حَرَامًا فَهُوَ مَكْرُوْهٌ ، أَلْأَوْلٰى تَرْكُهُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ يَدُلُّ عَلٰى ذَالِكَ مَارَوَاهُ .

المصدر السابق

محمد بن حسن کہتے ہیں کہ دبر میں وطی کی اباحت کے مقابلے میں اوپر کی دو حدیثیں جن میں ممانعت کا حکم ہے ان بہت ساری احادیث کے خلاف نہیں جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کیونکہ دونوں شاذ، منقطع الاسناد اور مرسل ہیں اور نہ ہی یہ حکم ممانعت صحیح احادیث کے خلاف ہے۔ اگر یہ دونوں احادیث ممانعت سند کی کمزوری سے خالی بھی ہوں تو اسے کراہت پر محمول کیا جائے گا اس لیے کہ اگر یہ حرام نہیں تو مکروہ ضرور ہے جس سے ہر حال میں اجتناب اولیٰ ہے۔

عَنِ الْبَرْقِيِّ يَرْفَعُهُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ يَعْفُوْرٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ اِتْيَانِ النِّسَاءِ فِيْ أَعْجَازِهِنَّ ؟ فَقَالَ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ وَمَا أُحِبُّ أَنْ تَفْعَلَهُ .

وَالْخَبَرُالَّذِيْ قَدَّمْنَاهُ اَيْضًا عَنِ الرِّضَا (ع) وَقَوْلُهُ اِنَّا لَا نَفْعَلُ ذَالِكَ دَالٌّ عَلٰى كَرَاهِيَتِهِ حَسَبَ مَاقَدَّمْنَاهُ ،وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَّكُوْنَ الْخَبَرَانِ وَرَدَا مَوْرِدَالتَّقِيَّةِ لِأَنَّ هٰذَا لَايُوَافِقُنَا عَلَيْهِ مِنَ الْعَامَّةِ غَيْرُ مَالِكٍ فَحَسْبُ، فَيَجُوْزُ أَنْ يَّكُوْنَاوَرَدَاعَلٰى هٰذَاالْوَجْهِ.

المصدر السابق

ابویعفور کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا (ع) سے عورتوں کی دبر میں وطی کے بارے میں سوال کیا تھا؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں مگر مجھے پسند نہیں کہ تم ایسا کرو۔

اس کے علاوہ حضرت امام علی رضا (ع) کی وہ حدیث جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں جس میں آپ نے فرمایا کہ ہم اباحت کے باوجود عورتوں کی دبر میں وطی نہیں کرتے، کراہت پر دلالت کرتی ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا اور یہ احتمال بھی موجود ہے کہ یہ دونوں حدیثیں بطور تقیہ آئی ہوں جن پر امام مالک کے سوا کوئی بھی ہماری موافقت نہیں کرتا۔

عَنْ مُعَمَّرِبْنِ خَلَّادٍ قَالَ: قَالَ أَبُوْالْحَسَنِ (ع) أَيُّ شَيْءٍ يَقُوْلُوْنَ فِيْ اِتْيَانِ النِّسَاءِ فِيْ أَعْجَازِهِنَّ ؟ قُلْتُ اِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ لَايَرَوْنَ بِهِ بَأْسًا: فَقَالَ اِنَّ الْيَهُوْدَ كَانَتْ تَقُوْلُ اِذَا أَتَى

Marfat.com

الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فِيْ خَلْفِهَا خَرَجَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ " نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ " مِنْ خَلْفٍ أَوْ قُدَّامٍ خِلَافًا لِقَوْلِ الْيَهُوْدِ وَلَمْ يَعْنِ فِيْ أَدْبَارِهِنَّ.

المصدر السابق

معمر بن خلاد کا بیان ہے کہ امام ابوالحسن علی رضا(ع) نے مجھ سے فرمایا کہ بتاؤ عورتوں کی دبر میں وطی کرنے کے بارے میں لوگ کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا کہ اہل مدینہ کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں۔ فرمایا: دراصل یہودی کہتے تھے کہ عورت کے پچھلے حصے میں آنے سے بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ اس تصور کے رد میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''جب تمہاری عورتیں حیض سے پاک ہو جائیں تو ان سے مقاربت کرو جہاں سے اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے'' جس سے مراد پیچھے یا آگے سے قبل میں وطی کرنا ہے نہ کہ دبر میں۔

نوٹ: دبر میں وطی کے جواز کیلئے جن دو آیات کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے، میں یہاں دونوں آیات نقل کر رہا ہوں تاکہ قاری کیلئے آیات کے سیاق و سباق کے ساتھ قرآن کا منشاء سمجھنا آسان ہو۔ '' وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ()نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ () '' ۰۲: البقرة ۲۲۲-۲۲۳

اور پوچھتے ہیں حیض کا کیا حکم ہے؟ کہو وہ ایک گندگی کی حالت ہے اس میں عورتوں سے الگ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ، جب تک کہ وہ پاک صاف نہ ہو جائیں، پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ اس طرح جیسا کہ اللہ نے تم کو حکم دیا ہے، اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو بدی سے باز رہیں اور پاکیزگی اختیار کریں۔ تمہاری عورتیں، تمہاری کھیتیاں ہیں، تمہیں اختیار ہے جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں جاؤ، مگر اپنے مستقبل کی فکر کرو اور اللہ کی ناراضی سے بچو، خوب جان لو کہ تمہیں ایک دن اس سے ملنا ہے۔ اور اے نبی! جو لوگ تمہاری ہدایات کو مان لیں انہیں فلاح و سعادت کا مژدہ سنا دو۔

حرمت متعہ کا ایک پس منظر

شیخ نعمة اللہ الجزائری المتوفی ۱۱۱۲ ھ نے اپنی کتاب '' الانوار النعمانية '' میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے حرمت متعہ کے پس منظر میں بیان کیا ہے: '' ويحكى في سبب تحريم متعة

Marfat.com

النساء أنه (أى عمر)قد طلب أمير المؤمنين (ع) ليلة ، فلما مضى من الليل جانب ، طلب منه أن ينام عنده فنام ، فلما أصبح الصبح خرج عمر من داخل بيته معترضا على أمير المؤمنين - عليه السلام - بأنک قلت إنه لا ينبغي للمؤمن أن يبيت ليلة عزبا إذا كان في بلد ، وها أنت هذه الليلة بت عزبا ، فقال أمير المؤمنين (ع) وما يدريک أننى بت عزبا ؟ وأنا هذه الليلة قد تمتعت بأختک فلانة فأسرّها فى قلبه حتى تمكن من التحريم فحرمها "

الانوار النعمانية : ألمؤلف: ألسيد نعمة الله ألجزائري المتوفى ۱۱۱۲ھ ۔ج ۲ ص ۳۲۰: الناشر دارالقارى - دارالكوفة :والرواية التي ذكرها الجزائرى ورددها كالببغاء الموسوى الزنجانى فى كتابه حدائق الأنس ص 211، لاإسناد لها حتى ينظر فى أحوال الرواة .

ألشيعة و المتعة:تأليف:محمد مال الله،تقديم:نظام الدين محمد الأعظمي:ألمكتبة الشاملة – و – ألمكتبة الشاملة الشيعة.

ترجمہ

تحریم متعہ کے پس منظر میں یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک رات عمر نے أمير المؤمنين علی (ع) کو طلب کیا۔ پھر رات کا ایک حصہ گزر چکا تو ان سے اپنے ہاں رات گزارنے کا تقاضا کیا۔ چنانچہ وہ انہیں کے ہاں سو گئے۔ پھر جب اچھی طرح صبح ہو چکی تو اپنے گھر کے اندرونی حصے سے أمير المؤمنين -علیہ السلام- پر یہ اعتراض کرتے ہوئے نکلے کہ۔علی۔آپ نے تو کہا تھا کہ کسی مومن کیلئے یہ بات ہرگز مناسب نہیں کہ وہ اپنے شہر میں ہوتے ہوئے عورت کے بغیر رات بسر کرے۔اور آپ ہیں کہ آج کی رات بغیر عورت کے ہی گزار دی؟ أمير المؤمنين -علیہ السلام-- نے فرمایا اگر آپ کو کیسے علم ہے کہ میں نے کسی عورت کے بغیر رات بسر کر دی حالانکہ میں رات کو آپ کی فلاں بہن کے ساتھ متعہ کر چکا ہوں۔بس یہی وہ بات ہے جسے عمر نے دل پہ لگاتے ہوئے تحریم متعہ کا پختہ ارادہ کر لیا اور آخر کار کر گزرے۔

جو آگ سے اٹھتا ہے دھواں وہ بھی ہے لیکن
اٹھتا ہے جو سینے سے ، وہ ہوتا ہے دھواں اور

حسن عباس رضا

Marfat.com

متعہ اور قرب خداوندی

حضرت امام آیة الله السیستــانی شیعہ حضرات کے ہاں علمائے کبار میں سے انتہائی محترم شخصیت ہیں۔ معروف شیعہ عالم سید محمد حسین الطباطبائی'' فضل المتعة فی شیعة أل البیت '' میں آپ کا تعارف کراتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ '' ولد السیستانی فی مدینة مشهد شرق إیران حیث یوجد ضریح الإمام علی الرضا ثامن أئمة الشیعة فی التاسع من شهر ربیع الأول عام 1349هجری أی فی 4أغسطس 1930میلادی والده من القرعة هو (السید محمد باقر)، ووالدته هی العلویة الجلیلة کریمة العلامة (المرحوم السید رضا المهربانی السرابی) والدته کانت تتمتع کثیرا تقرباً لله سبحانه وتعالی حسب مذهبها فکانت قد تزوجت بالعقد المنقطع الفقیه الکبیر السید محمد الحجة الکوهکمری وبعد فترة تزوجت آیة الله المیرزا محمد مهدی الاصفهانی متعة أیضا ، وبعد مدة تزوجت من العالم السید محمد باقر متعة للمرة الثالثة ، وبعد هذا الزواج المتکرر حملت والدة السید السیستانی دام ظله بالسید السیستانی ولم تکن تعلم بمن یلحق السید السیستانی فانتقلت والدته إلی الحوزة العلمیة الدینیة فی قم المقدسة فأفتی لها المرجع الشیعی الکبیر السید حسین الطباطبائی البروجردی وقال بما أن علاقة الأول قد انقطعت فلا یلحق السید السیستانی به، وحینئذ إن کان عقد الأول والثانی کلاهما فی زمان مدة الأول، فالعقدان کلاهما باطل ، ویکون الوطء من کلیهما شبهة، وعلیه فیکون السید السیستانی مرددا بینهما، فبالقرعة اختاروا العالم السید محمد باقر قدس سره والد السید السیستانی. ''

فضل المتعة فی شیعة أل البیت للعلامة الإیرانی السید حسین الطباطبائی البروجردی الصفحة 137السطر الثانی الی السطر العاشر.... https://www.facebook.com/.../posts/41179050228034

ترجمہ

علامہ السیستــانی مشرقی ایران کے شہر مشہد جہاں شیعہ کے آٹھویں امام حضرت علی رضا کا روضہ ہے میں ۹ ربیع الاول ۱۳۴۹ھ بمطابق ۴/ اگست ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوئے اور بذریعہ قرعہ اندازی آپ کے والد کا تعین کیا گیا اور وہ ہیں السید محمد باقر جبکہ آپ کی والدہ محترمہ علوی خاندان کی معزز خاتون المرحوم السید رضا المهربانی

Marfat.com

السرابی کی بیٹی تھیں جو اپنے مذہب کے مطابق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کیلئے کثرت سے متعہ کیا کرتی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے الفقیہ الکبیر السید محمد الحجة الکوهکمری کے ساتھ عارضی نکاح متعہ کیا جس کے کچھ عرصہ بعد آیة اللہ المیرزا محمد مهدی الاصفهانی کے ساتھ نکاح متعہ کیا جہاں سے فراغت کے کچھ عرصہ بعد العالم السید محمد باقر کے ساتھ تیسرا متعہ کیا جس کے نتیجے میں انہیں السید السیستانی کا حمل رہ گیا مگر انہیں معلوم نہ تھا کہ السید السیستانی کے اصل والد کون ہیں جن کے ساتھ انہیں منسوب کریں؟ چنانچہ انہوں نے قم کے دینی ادارہ الحوزة العلمیة میں پہنچ کر السید حسین الطباطبائی البروجردی کے سامنے صورت حال رکھی تو فرمایا چونکہ پہلے متعہ کا زمانہ گزر چکا لہٰذا السید السیستانی کا تعلق اس سے نہیں جوڑا جا سکتا جبکہ پہلا اور دوسرا متعہ دونوں ہی پہلے کی مدت کے اندر منعقد ہوئے ہیں اس طرح دونوں باطل ہیں اور وطی شبہ کے زمرے میں آتی ہے اس طرح سید سیستانی کو دونوں کی طرف منسوب کرنا مشکوک ہے۔ اس صورت حال میں بذریعہ قرعہ اندازی العالم السید محمد باقر قدس سرہ کو آپ کا والد چنا گیا۔

واقول

کسی بھی مذہب کے ماننے والے کو اس کی حدود کے اندر رہتے ہوئے کسی عمل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے پر ملامت نہیں کی جا سکتی۔ مگر اس واقعہ کی روشنی میں اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس باب میں شیعہ حضرات کے ہاں کس قدر غلو آ چکا ہے کہ ایک خاتون اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی نیت سے اس قدر جلدی میں متعہ پر متعہ کیے جا رہی ہیں کہ بیٹے کا نسب محفوظ کرنے کیلئے قرعہ اندازی کی نوبت آ جاتی ہے۔ حالانکہ جن شذوذ و تفردات کی بنیاد پر شیعہ حضرات متعہ کے جواز کی بنیاد رکھے ہوئے ہیں ان کی معلومہ تاریخ میں کم از کم میرے علم کی حد تک کسی ایسی بے احتیاطی کی کوئی مثال موجود نہیں۔

حضرت علی کا تقیہ

اَلتَّقِیَّةُ: اَلْخَشْیَةُ، وَالْخَوْفُ: تقیہ کے لفظی معنی ہیں ڈر اور خوف وخطر۔ اسی سے ''اَلْمُتَّقِیُّ'' ایسے شخص کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور پاکیزہ زندگی گزارتا ہے۔ اَلتَّقْوَی هِیَ -لُغَةً- اَلْحَاجِزُ بَیْنَ الشَّیْئَیْنِ: لغت میں ''تقویٰ'' ایسی چیز کو کہتے ہیں جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو۔ اللہ کریم نے

Marfat.com

اپنا تعارف اس طرح کرایا ہے: '' هُوَ أَهْلُ التَّقْوٰی وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ''۷۴ : ألمدثر : ۵٦ :أیْ أَهْلٌ أَنْ یُتَّقٰی عِقَابُهُ. یعنی اللہ تعالیٰ اس کا حقدار ہے کہ اس سے تقویٰ کیا جائے اور اس کا اہل ہے کہ تقویٰ کرنے والوں کو بخش دے۔

اسی سے '' اَلْوِقَایَةُ '' جس کے معنی حفاظت اور بچنے کے ہیں۔خواتین جب سر میں تیل ڈال لیتی ہیں تو دوپٹے کے نیچے کوئی اضافی چیز رکھ لیتی ہیں تاکہ دوپٹہ تری سے محفوظ رہے۔اسی لغوی مناسبت سے اسے '' اَلْوِقَایَةُ '' کہتے ہیں اور بعض علاقوں میں '' أَلطَّرْحَةُ ''.

أَلتَّقِیَّةُ :التَّقِیَّةُ وَالتُّقَاةُ بِمَعْنًی، یُرِیدُ أَنَّهُمْ یَتَّقُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَیُظْهِرُوْنَ الصُّلْحَ وَالْإِتِّفَاقَ وَبَاطِنُهُمْ بِخِلَافِ ذٰلِکَ.

عرف عام میں تقیہ: یہ ہے کہ جہاں لوگ ایک دوسرے سے خطرہ محسوس کریں وہاں صلح و اتفاق ظاہر کریں مگر دل سے نہیں۔

القاموس الفقهي لغة واصطلاحاالمؤلف:الدكتور سعدي أبو حبيب الناشر:دار الفكر. دمشق -سورية: و :لوامع الأنوار البهية وسواطع الأسرار الأثرية لشرح الدرة المضية في عقد الفرقة المرضية:المؤلف:شمس الدين، أبو العون محمد بن أحمد بن سالم السفاريني الحنبلي (المتوفى: 1188هـ.الناشر:مؤسسة الخافقين ومكتبتها -دمشق : و:مختار الصحاح : المؤلف:زين الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن عبد القادر الحنفي الرازي (المتوفى:666هـ.

تقیہ کی جائز صورت

'' لَا یَتَّخِذِالْمُؤْ مِنُوْنَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذَالِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقَاةً ''

۰۳ : آلعمران: ۲۸

مومنوں کو چاہیے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی کسی حمایت میں نہیں مگر یہ کہ ان کے شر سے کسی طرح بچاؤ مقصود ہو۔

وَقَوْلُه:'' إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنهُمْ تُقَاةً ''أَی:إِلَّا مَنْ خَافَ فِی بَعْضِ الْبُلْدَانِ أَوِالْأَ وْقَاتِ مِنْ شَرِّهِمْ، فَلَهُ أَنْ یَتَّقِیَهُمْ بِظَاهِرِهِ لَا بِبَاطِنِهِ وَنِیَّتِهِ، کَمَا حَکَاهُ الْبُخَارِیُّ عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ أَنَّهُ قَالَ: '' إِنَّا لَنَکْشُرُ فِی وُجُوهِ أَقْوَامٍ وَقُلُوبُنَا تَلْعَنُهُمْ '' علقه البخاري في "صحيحه "في الأدب:باب المداراة مع الناس- وَقَالَ الثَّوْرِیُّ:

Marfat.com

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: لَيْسَ التَّقِيَّةُ بِالْعَمَلِ إِنَّمَا التَّقِيَّةُ بِاللِّسَانِ، وَكَذَا رَوَاهُ الْعَوْفِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّمَا التَّقِيَّةُ بِاللِّسَانِ، وَكَذَا قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ، وَأَبُو الشَّعْثَاءِ وَالضَّحَّاكُ، وَالرَّبِيعُ بْنُ أَنَسٍ. وَيُؤَيِّدُ مَا قَالُوهُ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى " مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ " ١٦ :النحل :١٠٦

تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر رحمه الله تعالى فى تفسير ٠٣ : آلعمران: ٢٨

اللہ تعالیٰ نے کفار کے ساتھ دلی محبت رکھنے سے منع فرماتے ہوئے گنجائش دی ہے کہ اگر کہیں اور کسی وقت کسی شخص کو ان سے خطرہ لاحق ہو تو اپنی جان بچانے کیلئے بطور احتیاط و بظاہر ان کے ساتھ دوستانہ مراسم رکھے مگر دل سے نیت کے ساتھ نہیں جیسا کہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ ہم کسی ایسی مخدوش حالت میں بظاہر ان لوگوں سے خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں مگر دل میں ان پر لعنت کر رہے ہوتے ہیں۔ امام ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اثر نقل کیا ہے کہ عملاً تقیہ جائز نہیں البتہ ضرورت کے وقت کوئی ایسا کلمہ کہہ دینا جائز ہے۔ اسی طرح ابن عوفی ، ابو العالیہ ، ابو الشعثاء ، ضحاک اور ربیع بن انس نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ اثر نقل کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے: "جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے، بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو، مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہیں کیلئے بہت بڑا عذاب ہے۔"

" أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ مَنْ أُكْرِهَ عَلَى الْكُفْرِ حَتَّى خَشِيَ عَلَى نَفْسِهِ الْقَتْلَ، أَنَّهُ لا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنْ كَفَرَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ، وَلَا تَبِينُ مِنْهُ زَوْجَتُهُ وَلَا يُحْكَمُ عَلَيْهِ بِحُكْمِ الْكُفْرِ. "

الجامع لأحكام القرآن للقرطبي رحمه الله تعالى :في تفسير ٠٣ : آلعمران: ٢٨

اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس شخص کو کفر پر مجبور کیا جائے اور وہ جان بچانے کیلئے قولاً یا فعلاً کفر کا ارتکاب کرلے، جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو تو وہ کافر نہیں ہوگا، نہ اس کی بیوی اس سے جدا ہوگی اور نہ اس پر دیگر احکام کفر لاگو ہوں گے۔

توریہ

توریہ بھی تقیہ کی طرح ایک جائز صورت ہے کہ بولنے والا اپنی بات سے خلاف ظاہر مفہوم مراد لے جس کی

Marfat.com

اس میں گنجائش موجود ہو۔ جس کی بہت سی مثالوں میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سفر ہجرت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ کے یہ ہمسفر کون ہیں تو فرمایا یہ میرے ''ہادی'' ہیں یعنی مجھے راستہ بتلاتے ہیں۔ اور اس میں کسی شک کا شائبہ ہے ہی نہیں کہ آپ ﷺ ہی ھادیٔ برحق اور ھادیٔ عالم ہیں۔ جبکہ سائل نے ہم سفر کا نام نہیں پوچھا تھا۔

اہل سنت والجماعت کی اس راہ اعتدال کے مقابلے میں شیعہ حضرات کے ہاں اس معاملہ میں بھی غلو کی انتہا ہے جس کی ایک تفصیل ہے۔ مگر میں عنوان کی مناسبت سے صرف دو مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔

01: وَأَمَّا مَارَوَاهُ مُحَمَّدُبْنُ يَحْيىَ عَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِى الْجَوْزَاءِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عُلْوَانَ عَنْ عَمْرِوبْنِ خَالِدٍ عَنْ زَيْدِبْنِ عَلِيٍّ عَنْ آبَائِهِ عَنْ عَلِيٍّ (ع) قَالَ : حَرَّمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَنِكَاحَ الْمُتْعَةِ.

فَاِنَّ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ وَرَدَتْ مَوْرِدَالتَّقِيَّةِ وَعَلٰى مَايَذْهَبُ اِلَيْهِ مُخَالِفُوْالشِّيْعَةِ ، وَالْعِلْمُ حَاصِلٌ لِكُلِّ مَنْ سَمِعَ الْأَخْبَارَ أَنَّ مِنْ دِيْنِ أَئِمَّتِنَا (ع) اِبَاحَةَ الْمُتْعَةِ فَلَا يَحْتَاجُ اِلَى الْإِطْنَابِ فِيْهِ . وَاِذَا أَرَادَالْإِنْسَانُ أَنْ يَّتَزَوَّجَ مُتْعَةً فَعَلَيْهِ بِالْعَفَائِفِ مِنْهُنَّ الْعَارِفَاتِ دُوْنَ مَنْ لَا مَعْرِفَةَ لَهَا مِنْهُنَّ.

تهذيب الأحكام للشيخ ألطوسي كتاب النكاح :باب السنة في عقود النكاح وزفاف النساء و آداب الخلوة و الجماع.

زید بن علی نے اپنے آباء کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ یوم خیبر کے موقعہ پر پالتو گھریلو گدھوں کا گوشت کھانا اور نکاح متعہ کو حرام قرار دے دیا تھا۔

صاحب تهذيب الأحكام الشيخ ألطوسي اس روایت کو درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ راویت بطور تقیہ آئی ہے جس پر شیعہ مخالف عمل پیرا ہیں۔ حالانکہ یہ بات قطعاً مخفی نہیں ہر اس شخص پر جس نے یہ احادیث وروایات سن رکھی ہیں کہ ہمارے ائمہ کے دین میں سے ایک بات متعہ کی اباحت ہے جس پر کسی لمبی گفتگو کی ضرورت نہیں۔ پس جب کوئی شخص متعہ کا ارادہ کرے تو اسے پاکدامن اور متعہ کی حقیقت سے واقف خواتین کو تلاش کرنا چاہیے نہ کہ ان خواتین کو جو متعہ کی حقیقت سے آگاہ نہیں۔

واقول

اس مقام پر فاتح خیبر سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسی بہادر شخصیت کی طرف تقیہ کی نسبت انتہائی افسوس ناک

Marfat.com

ہے کیونکہ ابھی تک رسول اللہ ﷺ کا وصال نہیں ہوا اور آپ خاندان نبوت کے ایک عظیم فرد ہیں۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد چھ ماہ بعد تک آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں فرمائی اس کے باوجود کبھی کسی نے آپ سے تعرض نہیں کیا۔ شرعی مسائل میں جا بجا حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے اور بہت سارے ایسے مواقع ہیں کہ آپ کی رائے کے مطابق فیصلہ ہوتا ہے اور باقی صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی تائید کرتے ہیں جس کی چند مثالیں اسی کتاب کے اندر موجود ہیں۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ ابتدائی اسلام لانے والے اور السابقون الاولون میں سے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ کے خاندان اور داماد کی حیثیت سے اسلام کے شدید ترین دشمنوں سے سامنا کرنا پڑا مگر آپ نے کہیں تقیہ نہیں کیا۔ پھر ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ کے لخت جگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے شدید مشکلات میں گھرنے کے باوجود اپنے والد گرامی کے طریقے پر کیوں نہ تقیہ کیا کہ اپنی اور خاندان اہل بیت کی جان بچ جاتی اور امت مسلمہ اس صدمے اور نقصان سے دوچار نہ ہوتی جو میدان کربلا میں ہوا؟

اس سلسلے میں آخری سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بفرض محال اگر مان لیا جائے کہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک طویل عرصہ تک تقیہ کیے رہے مگر جب آپ خود امیر المؤمنین تھے تو کیوں نہ آپ نے متعہ کو قانونی شکل دے کر اپنی ریاست میں نافذ کیا؟ کیا یہ معاملہ ان تمام جنگی مہمات سے زیادہ مشکل تر تھا جو آپ کو اپنی امارت کے دوران پیش آئیں؟ مگر کیا کیجیے کہ

انشا جی یہ اور نگر ہے، اس بستی کی ریت یہی
سب کی اپنی اپنی آنکھیں، سب کا اپنا اپنا چاند

ابن انشا

02: عنوان کے شروع میں عورت کی دبر میں وطی کے جواز پر شیعہ حضرات کی احادیث بیان ہوئی ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے: ''ابو یعفور کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا (ع) سے عورتوں کی دبر میں وطی کے بارے میں سوال کیا تھا؟ فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں مگر مجھے پسند نہیں کہ تم ایسا کرو۔''

اس کی شرح میں صاحب تهذيب الأحكام الشيخ طوسی رقمطراز ہیں کہ ''اس کے علاوہ حضرت امام علی رضا (ع) کی وہ حدیث جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں جس میں آپ نے فرمایا کہ ہم اباحت کے باوجود عورتوں کی دبر میں وطی نہیں کرتے کراہت پر دلالت کرتی ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا اور یہ احتمال بھی موجود ہے کہ یہ دونوں حدیثیں

Marfat.com

بطور تقیہ آئی ہوں جن پر امام مالک کے سوا کوئی بھی ہماری موافقت نہیں کرتا۔''

اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ حضرت امام علی رضا خود بھی عورتوں کی دبر میں وطی کرتے تھے مگر سائل کے جواب میں انکار آپ کا تقیہ تھا۔ ان حقائق کی روشنی میں اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ تقیہ کی حدود اس حد تک پھیلی ہوئی ہیں کہ کسی بھی شیعہ دوست سے گفتگو کرتے ہوئے یہ اطمینان کرنا مشکل ہے کہ حضرت سچ بول رہے ہیں یا تقیہ فرما رہے ہیں؟ جس کے بعد یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں کہ ان حضرات کے ساتھ کسی موضوع پر کسی مفید گفتگو کی توقع نہیں جا سکتی۔ البتہ ''الکافی'' کے'' ابواب المتعة '' کی احادیث کا مطالعہ مفید ہوگا تا کہ اس مسئلے میں کوئی حتمی رائے قائم کرنے میں مدد مل سکے۔

احادیث متعہ

الکافی : باب، المتعة: المجلد الخامس .. مرکز الاشعاع الاسلامی .. تحقیق مجلسی - بهبودی

جیسا کہ میں نے شیعہ کتب کی فہرست دی ہے اس کے مطابق'' الکافي ''شیعہ مصادر میں سرفہرست ہے لہٰذا ذیل میں متعہ پر شیخ مجلسی و بهبودی کی تحقیق کے ساتھ الکافی کی احادیث نقل کی جاتی ہیں۔ جس کے بعد اہل سنت والجماعت کا مسلک بیان کیا جائے گا۔

عَنْ أَبِی بَصِيرٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ نَزَلَتْ فِي الْقُرْآنِ " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَ لا جُناحَ عَلَيْكُمْ فِيما تَراضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ. " ۴: النساء: ۲۴

مجلسی: مجهول - بهبودی صحیح.

ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوجعفر (امام باقر) سے متعہ کے بارے میں سوال کیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس بارے میں قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی ہے: ''تم نے عورتوں سے جو متعہ (استمتاع) کیا ہے تو ان کو اس کا معاوضہ ادا کرو اور اگر معاوضہ مقرر کرنے کے بعد باہمی رضامندی سے تم مقدار کی کمی بیشی پر متفق ہو جاؤ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) يَقُولُ كَانَ عَلِيٌّ (ع) يَقُولُ لَوْ لَا مَاسَبَقَنِي بِهِ بَنِي الْخَطَّابِ مَا زَنَى إِلَّا شَقِيٌّ.

مجلسی حسن - بهبودی ضعیف.

Marfat.com

عبداللہ بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر (ع) کو یہ فرماتے سنا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر مجھ سے پہلے بنی خطاب (عمر رضی اللہ عنہ) متعہ کو حرام قرار نہ دے چکے ہوتے تو کوئی بدبخت ہی زنا کرتا۔ (یعنی زنا کے بجائے متعہ کی سہولت سے فائدہ اٹھالیتا)

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ إِنَّمَا نَزَلَتْ " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً . " ۴ : ألنساء : ۲۴.

مجلسی حسن - بهبودی صحیح.

ابن ابی عمیر سے ایک صاحب نے ذکر کیا کہ حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق نے فرمایا یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی: " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً " تم نے عورتوں سے مقررہ مدت تک جو متعہ (استمتاع) کیا ہے تو ان کو اس کا معاوضہ ادا کرو اور اگر معاوضہ مقرر کرنے کے بعد باہمی رضامندی سے تم مقدار کی کمی بیشی پر متفق ہو جاؤ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

عَنْ زُرَارَةَ قَالَ جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيُّ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) فَقَالَ لَهُ مَا تَقُولُ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَقَالَ أَحَلَّهَا اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ فَهِيَ حَلَالٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَقَالَ يَا أَبَا جَعْفَرٍ مِثْلُكَ يَقُولُ هَذَا وَ قَدْ حَرَّمَهَا عُمَرُ وَ نَهَى عَنْهَا فَقَالَ وَ إِنْ كَانَ فَعَلَ قَالَ إِنِّي أُعِيذُكَ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ أَنْ تُحِلَّ شَيْئاً حَرَّمَهُ عُمَرُ قَالَ فَقَالَ لَهُ فَأَنْتَ عَلَى قَوْلِ صَاحِبِكَ وَ أَنَا عَلَى قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَهَلُمَّ أُلَاعِنْكَ أَنَّ الْقَوْلَ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَ أَنَّ الْبَاطِلَ مَا قَالَ صَاحِبُكَ قَالَ فَأَقْبَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَيْرٍ فَقَالَ يَسُرُّكَ أَنَّ نِسَاءَكَ وَ بَنَاتِكَ وَ أَخَوَاتِكَ وَ بَنَاتِ عَمِّكَ يَفْعَلْنَ قَالَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) حِينَ ذَكَرَ نِسَاءَهُ وَ بَنَاتِ عَمِّهِ .

مجلسی مجهول - بهبودی صحیح.

زرارہ کی روایت ہے کہ عبداللہ بن عمیر لیثی نے امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ حضرت متعہ کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور بزبان نبی ﷺ اسے حلال قرار دیا ہے لہٰذا قیامت تک حلال ہے۔ عبداللہ بن عمیر لیثی نے عرض کیا: حضرت آپ جیسا شخص اس طرح کی بات کہتا ہے حالانکہ عمر نے اسے حرام ٹھہرایا اور منع کیا؟ فرمایا: چاہے عمر نے ایسا کیا ہو۔ لیثی نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا

Marfat.com

ہوں اس بات سے کہ آپ اس چیز کو حلال کہہ رہے ہیں حالانکہ عمر حرام قرار دے چکے ہیں۔ حضرت امام نے فرمایا: تو تم اپنے عمر کے قول پر ڈٹے رہو مگر میں رسول اللہ ﷺ کے قول پر قائم ہوں اور آؤ میں تم سے برأت کا اظہار کرتا ہوں کیونکہ بات وہی قابل عمل ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے اور یاد رکھو کہ جو تمہارے آقا نے کہا ہے وہ سراسر باطل ہے۔ اس کے بعد عبداللہ بن عمیر لیثی آپ کے قریب ہوئے اور عرض کیا: حضرت یہ فرمایئے کہ کیا آپ اس بات پر خوش ہیں کہ اگر آپ کے گھر کی خواتین: بیٹیاں، خالائیں، چچازاد بہنیں متعہ کریں؟ جب آپ کی خواتین اور چچازاد بہنوں کا نام آیا تو حضرت امام نے عبداللہ بن عمیر کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

واقول

''جب آپ کی خواتین اور چچازاد بہنوں کا نام آیا تو حضرت امام نے عبداللہ بن عمیر کی طرف سے منہ پھیرلیا''

یعنی آپ نے اپنی خواتین کی طرف متعہ کی نسبت کو پسند نہیں فرمایا حالانکہ فضائل متعہ کے عنوان سے جو روایات بیان ہوئی ہیں ان کی موجودگی میں یہ کوئی معیوب نہیں بلکہ فضیلت اور ثواب کا کام ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ دراصل نکاح کے بجائے متعہ کی یہی سب سے بڑی خرابی ہے کہ کوئی شریف انسان اپنی خواتین کے حق میں اسے اچھا تصور نہیں کرتا جبکہ نکاح کیلئے رسول اللہ ﷺ سے بھی بیٹی کا رشتہ طلب کرنا معیوب نہیں جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ الْمُتْعَةُ نَزَلَ بِهَا الْقُرْآنُ وَ جَرَتْ بِهَا السُّنَّةُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

مجلسی حسن - بھبودی صحیح.

ابو مریم نے حضرت امام جعفر صادق کا قول نقل کیا ہے کہ متعہ کے جواز میں قرآن نازل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی سنت جاریہ سے ثابت ہے۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ رِبَاطٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَسْأَلُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ أَيَّ الْمُتْعَتَيْنِ تَسْأَلُ قَالَ سَأَلْتُكَ عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ فَأَنْبِئْنِي عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ أَ حَقٌّ هِيَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ أَمَا قَرَأْتَ كِتَابَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَ اللَّهِ فَكَأَنَّهَا آيَةٌ لَمْ أَقْرَأْهَا قَطُّ.

مجلسی: حسن

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے خود ابوحنیفہ کو جعفر صادق سے متعہ کے بارے میں سوال کرتے سنا۔ آپ نے فرمایا متعہ کی دو قسمیں ہیں آپ کس متعہ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟ تو انہوں نے کہا میں متعة الحج کے بارے میں آپ سے معلوم کر چکا ہوں اس وقت میرا سوال عورتوں سے متعہ کرنے کے بارے میں ہے کیا اس کا حکم ثابت ہے؟ فرمایا: سبحان اللہ! کیا آپ نے کتاب اللہ میں یہ آیت نہیں پڑھی ہے؟ ''تم نے عورتوں سے جو متعہ (استمتاع) کیا ہے تو ان کو اس کا معاوضہ ادا کرو اور اگر معاوضہ مقرر کرنے کے بعد باہمی رضامندی سے تم مقدار کی کمی بیشی پر متفق ہو جاؤ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔'' ابوحنیفہ نے کہا: اللہ کی قسم! ایسا محسوس ہوتا ہے گویا کہ میں نے یہ آیت کبھی نہیں پڑھی۔

اوپر کی روایت میں حضرت امام ابوجعفر صادق رضی اللہ عنہ اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے درمیان مکالمہ روایت ہوا ہے۔ حضرت علامہ سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سیاسی زندگی'' میں دونوں بزرگوں کی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے بحوالہ لکھا ہے کہ '' قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ مَا رَأَيْتُ أَحَداً أَفْقَهَ مِنْ جَعْفَرِ بنِ مُحَمَّدِ ن الصَّادِقِ '' حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ حضرت امام ابوحنیفہ حاضر خدمت ہو کر اس طرح مخاطب ہوئے ''جُعِلْتُ فِدَاكَ ''میں حضور پر قربان کیا جاؤں۔'' قَعَدَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ كَالْمُسْتَوْفِرِ مُعَظِّمًا لَهُ '' حضرت امام ابوجعفر صادق رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بے چین مرعوب آدمی کی طرح بیٹھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُن کی عظمت سے اِن کا دل معمور ہے۔ واللہ اعلم کہ ائمہ اہل بیت سے اس زمانہ میں گفتگو کا یہ عام طریقہ تھا یا امام صاحب کی خصوصیت تھی؟''

اس عقیدت اور ادب واحترام کے ماحول میں اس طرح کے مکالمہ کا ''الکافی'' جیسی کتاب میں روایت ہونا میری سمجھ سے باہر ہے البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ ان ابوحنیفہ سے کوئی اور شخصیت مراد ہو۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيٍّ السَّائِيِّ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ (ع) جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي كُنْتُ أَتَزَوَّجُ الْمُتْعَةَ فَكَرِهْتُهَا وَ تَشَأَّمْتُ بِهَا فَأَعْطَيْتُ اللَّهَ عَهْداً بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ وَ جَعَلْتُ عَلَيَّ فِي ذَلِكَ نَذْراً وَ صِيَاماً أَلَّا أَتَزَوَّجَهَا ثُمَّ إِنَّ ذَلِكَ شَقَّ عَلَيَّ وَ نَدِمْتُ عَلَى يَمِينِي وَ لَمْ يَكُنْ بِيَدِي مِنَ الْقُوَّةِ مَا أَتَزَوَّجُ فِي الْعَلَانِيَةِ قَالَ فَقَالَ لِي عَاهَدْتَ اللَّهَ أَنْ لَا تُطِيعَهُ وَ اللَّهِ لَئِنْ لَمْ تُطِعْهُ لَتَعْصِيَنَّهُ.

مجلسی مرفوع - بهبودی ضعیف.

Marfat.com

علی اَلسَّائِی کی روایت ہے کہ میں نے امام ابوالحسن علی رضا کی خدمت میں عرض کیا: میں آپ پہ قربان کیا جاؤں۔ میں متعہ کیا کرتا تھا پھر میں نے اسے ناپسند کیا اور بدشگونی کی (برا خیال کیا) پھر رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان اللہ تعالیٰ سے عہد کیا اور دوبارہ اگر متعہ کروں تو کفارے کے طور پر نذر ادا کروں اور روزے رکھوں۔ پھر یہ بات مجھ پر شاق گزری اور میں اپنی قسم اور عہد پر پشیمان ہوں جبکہ میرے پاس علانیہ اور مستقل شادی کرنے کیلئے وسائل بھی نہ تھے؟ حضرت امام نے مجھ سے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ تو نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا ہے کہ تو اس کی اطاعت نہیں کرے گا؟ اللہ کی قسم اگر تو نے اس کی اطاعت میں متعہ نہیں کیا تو اس کی نافرمانی کا مرتکب ہوگا۔

عَلِيٌّ رَفَعَهُ قَالَ سَأَلَ أَبُو حَنِيفَةَ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ النُّعْمَانِ صَاحِبَ الطَّاقِ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا جَعْفَرٍ مَا تَقُولُ فِي الْمُتْعَةِ أَ تَزْعُمُ أَنَّهَا حَلَالٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَأْمُرَ نِسَاءَكَ أَنْ يُسْتَمْتَعْنَ وَ يَكْتَسِبْنَ عَلَيْكَ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ لَيْسَ كُلُّ الصِّنَاعَاتِ يُرْغَبُ فِيهَا وَ إِنْ كَانَتْ حَلَالاً وَ لِلنَّاسِ أَقْدَارٌ وَ مَرَاتِبُ يَرْفَعُونَ أَقْدَارَهُمْ وَ لَكِنْ مَا تَقُولُ يَا أَبَا حَنِيفَةَ فِي النَّبِيذِ أَ تَزْعُمُ أَنَّهُ حَلَالٌ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُقْعِدَ نِسَاءَكَ فِي الْحَوَانِيتِ نَبَّاذَاتٍ فَيَكْتَسِبْنَ عَلَيْكَ فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَاحِدَةٌ بِوَاحِدَةٍ وَ سَهْمُكَ أَنْفَذُ -ثُمَّ قَالَ لَهُ يَا أَبَا جَعْفَرٍ إِنَّ الْآيَةَ الَّتِي سَأَلَ سَائِلٌ تَنْطِقُ بِتَحْرِيمِ الْمُتْعَةِ -وَ الرِّوَايَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ جَاءَتْ بِنَسْخِهَا فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ يَا أَبَا حَنِيفَةَ إِنَّ سُورَةَ سَأَلَ سَائِلٌ مَكِّيَّةٌ وَ آيَةُ الْمُتْعَةِ مَدَنِيَّةٌ وَ رِوَايَتُكَ شَاذَّةٌ رَدِيَّةٌ فَقَالَ لَهُ أَبُو حَنِيفَةَ وَ آيَةُ الْمِيرَاثِ أَيْضاً تَنْطِقُ بِنَسْخِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ قَدْ ثَبَتَ النِّكَاحُ بِغَيْرِ مِيرَاثٍ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ مِنْ أَيْنَ قُلْتَ ذَاكَ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ لَوْ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِينَ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ تُوُفِّيَ عَنْهَا مَا تَقُولُ فِيهِ.

مجلسی حسن - بهبودی صحیح.

ابوحنیفہ نے ابوجعفر محمد بن نعمان صاحب الطاق سے کہا کہ: اے ابوجعفر! متعہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ متعہ حلال ہے؟ انہوں نے کہا ہاں حلال ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا، تو پھر تمہیں کون سی چیز روکتی ہے کہ اپنی عورتوں کو حکم نہیں دیتے کہ وہ متعہ کریں اور تمہارے لیے کمائی کریں۔ ابوجعفر نے ان سے کہا کہ ہر ایک کیلئے ضروری نہیں ہر پیشہ اپنانا یا اس میں رغبت رکھنا چاہے وہ حلال ہی ہو۔ جبکہ لوگوں کے اپنے مزاج اور مراتب ہوتے ہیں جن سے وہ گرنا پسند نہیں کرتے۔ آپ بتائیں کہ کیا آپ نبیذ کو حلال سمجھتے ہیں؟ ابوحنیفہ نے کہا: ہاں میرے نزدیک حلال ہے۔ تو ابوجعفر نے

Marfat.com

کہا: پھر کیا چیز مانع ہے کہ تم اپنی عورتوں کو دکانوں پر نہیں بٹھاتے ہو کہ وہ نبیذ فروخت کر کے تمہارے لیے کمائیں؟ ابوحنیفہ نے کہا کہ یہ وہی معاملہ ہے "ترکی بہ ترکی" بلکہ تمہارا وار زیادہ کارگر اور نشانے پہ لگا ہے۔ پھر ابوجعفر نے کہا: اے ابوحنیفہ! دراصل بات یہ ہے کہ سورہ " سَأَلَ سَائِلٌ " مکی ہے جس کی آیت سے تم حرمت متعہ پر استدلال کرتے ہو۔ اور اس کے منسوخ ہونے پر رسول اللہ ﷺ کا قول آچکا ہے۔ جبکہ آیت متعہ مدینہ میں نازل ہوئی ہے لہٰذا تمہاری روایت شاذ اور ردی ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا: مگر آیت میراث بھی تو تنسیخ متعہ پر ناطق ہے؟ ابوجعفر نے کہا: کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ نکاح بلا میراث بھی ثابت ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا: یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟ ابوجعفر نے کہا: اگر کوئی مسلمان کتابیہ سے نکاح کرے اور پھر فوت ہو جائے تو کتابیہ کے اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے میراث کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

نوٹ: تفسیر صافی کے اردو مترجم مولانا سید حسنین رضوی صاحب نے روایت کے مکالمہ میں ابوجعفر کے قول "فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُقْعِدَ نِسَاءَكَ فِي الْحَوَانِيتِ نَبَّاذَاتٍ فَيَكْتَسِبْنَ عَلَيْكَ" کا ترجمہ کیا ہے: ابوجعفر نے کہا: کیا چیز مانع ہے کہ تمہاری عورتیں دکانوں پر بیٹھ کر شراب فروخت کریں اور کمائی کریں۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ قُلْتُ كَمْ تَحِلُّ مِنَ الْمُتْعَةِ قَالَ فَقَالَ هُنَّ بِمَنْزِلَةِ الْإِمَاءِ .

مجلسی صحیح - بهبودی صحیح.

عمر بن اُذینہ کا بیان ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے سوال کیا کہ کتنی عورتوں سے متعہ جائز ہے فرمایا۔ ان کی حیثیت لونڈیوں کی ہے یعنی تعداد کی کوئی حد مقرر نہیں۔

اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ الْأَشْعَرِيِّ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَزْدِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ (ع) عَنِ الْمُتْعَةِ أَ هِيَ مِنَ الْأَرْبَعِ فَقَالَ لَا .

مجلسی صحیح - بهبودی ضعیف.

بکر بن محمد ازدی کا بیان ہے کہ میں نے امام ابوالحسن علی رضا سے پوچھا تھا کہ کیا متعہ میں بھی زیادہ سے چار عورتوں کی حد مقرر ہے؟ فرمایا: نہیں۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ ابْنِ رِئَابٍ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ قُلْتُ مَا يَحِلُّ مِنَ الْمُتْعَةِ قَالَ كَمْ شِئْتَ .

مجلسی ضعیف علی المشهور - بهبودی ضعیف.

Marfat.com

ابن رئاب نے زرارہ بن اعین کے حوالہ سے بیان ہے: میں نے پوچھا کہ کتنی عورتوں سے متعہ حلال ہے؟ انہوں نے کہا کتنی چاہتے ہو؟ (یعنی کوئی حد نہیں جتنی چاہو)

اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سُئِلَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنِ الْمُتْعَةِ أَ هِيَ مِنَ الْأَرْبَعِ فَقَالَ لَا وَ لَا مِنَ السَّبْعِينَ.

مجلسی مجهول - بهبودی صحیح.

ابوبصیر کا بیان ہے کہ حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے سوال کیا گیا تھا کہ کیا متعہ میں بھی چار کی حد مقرر ہے؟ فرمایا: نہیں بلکہ ستر میں بھی نہیں۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْبَرْقِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) فِي الْمُتْعَةِ قَالَ لَيْسَتْ مِنَ الْأَرْبَعِ لِأَنَّهَا لَا تُطَلَّقُ وَ لَا تَرِثُ وَ إِنَّمَا هِيَ مُسْتَأْجَرَةٌ.

مجلسی حسن - بهبودی ضعیف.

محمد بن مسلم کے حوالہ سے امام جعفر صادق کا قول مروی ہے متعہ میں چار یا کم وبیش کی قید نہیں اس لیے کہ نہ تو انہیں طلاق دی جاتی ہے اور نہ ہی وراثت میں حصہ دار ہیں بلکہ متعہ کیلئے حاصل کی گئی عورتیں اجرت پر اٹھائی جاتی ہیں۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ الْقَ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ جُرَيْجٍ فَسَلْهُ عَنْهَا فَإِنَّ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْماً فَلَقِيتُهُ فَأَمْلَى عَلَيَّ مِنْهَا شَيْئاً كَثِيراً فِي اسْتِحْلَالِهَا فَكَانَ فِيمَا رَوَى لِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ لَيْسَ فِيهَا وَقْتٌ وَ لَا عَدَدٌ إِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ الْإِمَاءِ يَتَزَوَّجُ مِنْهُنَّ كَمْ شَاءَ وَ صَاحِبُ الْأَرْبَعِ نِسْوَةٍ يَتَزَوَّجُ مِنْهُنَّ مَا شَاءَ بِغَيْرِ وَلِيٍّ وَ لَا شُهُودٍ فَإِذَا انْقَضَى الْأَجَلُ بَانَتْ مِنْهُ بِغَيْرِ طَلَاقٍ وَ يُعْطِيهَا الشَّيْءَ الْيَسِيرَ وَ عِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ وَ إِنْ كَانَتْ لَا تَحِيضُ فَخَمْسَةٌ وَ أَرْبَعُونَ يَوْماً فَأَتَيْتُ بِالْكِتَابِ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ صَدَقَ وَ أَقَرَّ بِهِ قَالَ ابْنُ أُذَيْنَةَ وَ كَانَ زُرَارَةُ بْنُ أَعْيَنَ يَقُولُ هَذَا وَ يَحْلِفُ أَنَّهُ الْحَقُّ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِنْ كَانَتْ تَحِيضُ فَحَيْضَةٌ وَ إِنْ كَانَتْ لَا تَحِيضُ فَشَهْرٌ وَ نِصْفٌ. قَالَ فَقَدْ ثَبَتَ النِّكَاحُ بِغَيْرِ مِيرَاثٍ ثُمَّ افْتَرَقَا.

مجلسی مجهول - بهبودی صحیح.

Marfat.com

اسماعیل بن فضل الہاشمی کا بیان ہے کہ میں نے متعہ کے بارے میں امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے سوال کیا تھا۔ فرمایا: تم عبدالملک بن جریج سے ملو اور ان سے سوال کرو کیونکہ اس بارے میں ان کے پاس علم ہے۔ چنانچہ میں ان سے ملا تو انہوں نے متعہ کی حلت کے بارے میں بہت سی چیزیں مجھے لکھوائیں جن میں سے یہ تھا کہ نکاح متعہ میں وقت اور تعداد کی کوئی قید نہیں لہٰذا چار بیویوں والا بھی جتنی عوتوں سے چاہے نکاح متعہ کرے اور چار بیویوں والا بھی جتنی عورتوں سے چاہے بغیر ولی اور گواہوں کے متعہ کرے۔ جب مقررہ مدت ختم ہو جائے گی تو خود بخود بغیر طلاق دیئے بائن ہو جائیں گی متعہ کیلئے انہیں اجرت میں جو کم سے کم دیا جائے وہ کافی ہے۔ حیض والی عورت کیلئے دو حیض عدت ہے اور جس کو حیض نہیں آتا اس کیلئے پینتالیس دن۔ میں یہ تحریر لیے جب امام ابوعبداللہ جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا تو ابن جریج کی تصدیق کرتے ہوئے اس حکم کو قائم رکھا۔ زرارہ بن اَعین بھی حلفاً اسی طرح بیان کرتے اور کہتے تھے کہ یہی حق ہے البتہ وہ کہتے کہ ماہواری والی عورت کیلئے ایک حیض کی عدت اور جسے ماہواری نہیں آتی اس کیلئے ڈیڑھ ماہ۔

فرمایا: اس بیان سے نکاح بلا میراث ثابت ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی دونوں رخصت ہو گئے۔

اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ سَعْدَانَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ زُرَارَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ ذَكَرْتُ لَهُ الْمُتْعَةَ أَ هِيَ مِنَ الْأَرْبَعِ فَقَالَ تَزَوَّجْ مِنْهُنَّ أَلْفاً فَإِنَّهُنَّ مُسْتَأْجَرَاتٌ.

مجلسی حسن - بهبودی صحیح.

عبید بن زرارہ نے اپنے والد کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے متعہ کے متعلق پوچھا تھا کہ کیا متعہ میں بھی چار عورتوں کی حد مقرر ہے؟ فرمایا: نہیں بلکہ چاہو تو ہزار تک سے متعہ کر سکتے ہو اس لیے کہ وہ اجرت پر اٹھائی گئی عورتوں کی طرح ہیں۔ نہ کہ بیاہی گئی عورتوں کی طرح۔

باب: أَنَّهُ يَجِبُ أَنْ يَكُفَّ عَنْهَا مَنْ كَانَ مُسْتَغْنِياً.

باب اس بیان میں کہ بلا ضرورت متعہ سے اجتناب واجب ہے۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ مُوسَى (ع) عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ وَ مَا أَنْتَ وَ ذَاكَ فَقَدْ أَغْنَاكَ اللَّهُ عَنْهَا قُلْتُ إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَعْلَمَهَا فَقَالَ هِيَ فِي كِتَابِ عَلِيٍّ (ع) فَقُلْتُ نَزِيدُهَا وَ تَزْدَادُ فَقَالَ وَ هَلْ يَطِيبُهُ إِلَّا ذَاكَ.

مجلسی مجهول-بهبودی ضعیف.

Marfat.com

علی بن یقطین کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن موسیٰ کاظم سے متعہ کے بارے میں سوال کیا تھا۔ فرمایا: تجھے اس کی کیا ضرورت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس سے مستغنی رکھا ہے؟ تو عرض کیا: میرا ارادہ اس کے متعلق حکم معلوم کرنے کا ہے۔ فرمایا: اس کی تفصیل حضرت علی کی کتاب میں موجود ہے۔ عرض کیا: حضرت مگر ہم اور آپ تو کتاب علی رضی اللہ عنہ میں جو متعہ کی شکل مذکور ہے اس میں اضافہ کرتے رہتے ہیں؟ فرمایا: اس کا مقصد صرف ان (حضرت علی) کی خوشنودی ہے۔

واقول

شیعہ حضرات کے نزدیک حضور نبی کریم ﷺ نے خصوصی طور پر سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کچھ ارشادات املا کرائے تھے جو ایک صحیفے کے طور پر آپ کے بعد حضرات ائمۂ اہل بیت کے پاس محفوظ رہے جن کی روشنی میں وہ اپنے پیروکاروں کی راہ نمائی فرماتے تھے۔ جس کے بعد وہ اصل صحیفہ تو محفوظ نہیں مگر اس کی تعلیمات کتب اربعہ کی احادیث میں شامل ہیں۔

علمائے شیعہ میں جو حضرات مجتہد ہوتے ہیں ان کے ذمہ احادیث وفقہ کی روشنی میں حالات کے مطابق مسائل کا اخذ کرنا ہوتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ائمۂ حضرات کے بعد بھی اجتہاد کا دروازہ بند نہیں بلکہ ایک تسلسل قائم ہے اور یہ بات میرے لیے بہت خوش آئند ہے۔ مجھے امید ہے کہ متعہ کے باب میں بعض چیزیں جو نظر ثانی کا تقاضا کرتی ہیں ان پر بھی غور فرمایا جائے گا۔

جبکہ ہمارے لیے دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ اس روایت کے مطابق جو یہ بیان ہوا ہے کہ متعہ کا حکم رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کتاب میں موجود تھا۔ اس صریح حکم سے باقی امت کو کیوں محروم رکھا گیا اس پر ایک سوالیہ نشان ہے جس کی حکمت تلاش کرنے کی ضرورت ہے؟

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُخْتَارِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ الْعَلَوِيِّ جَمِيعاً عَنِ الْفَتْحِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ (ع) عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ هِيَ حَلَالٌ مُبَاحٌ مُطْلَقٌ لِمَنْ لَمْ يُغْنِهِ اللَّهُ بِالتَّزْوِيجِ فَلْيَسْتَعْفِفْ بِالْمُتْعَةِ فَإِنِ اسْتَغْنَى عَنْهَا بِالتَّزْوِيجِ فَهِيَ مُبَاحٌ لَهُ إِذَا غَابَ عَنْهَا ۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَمُّونٍ قَالَ كَتَبَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) إِلَى بَعْضِ مَوَالِيهِ لَا تُلِحُّوا عَلَى الْمُتْعَةِ إِنَّمَا عَلَيْكُمْ إِقَامَةُ السُّنَّةِ فَلَا تَشْتَغِلُوا

Marfat.com

بِهَا عَنْ فُرُشِكُمْ وَ حَرَائِرِكُمْ فَيَكْفُرْنَ وَ يَتَبَرَّيْنَ وَ يَدْعِينَ عَلَى الْآمِرِ بِذَلِكَ وَ يَلْعَنُونَا .

مجلسی ضعیف - بهبودی ضعیف.

فتح بن یزید کا بیان ہے کہ میں نے امام ابوالحسن علی رضا سے متعہ کے متعلق سوال کیا تھا؟ فرمایا: مطلقاً حلال ہے ہر اس شخص کیلئے جو شادی کے بعد اس سے مستغنی نہیں وہ متعہ کر کے پاکدامنی اختیار کرے۔ لیکن شادی کے بعد متعہ اس کیلئے مباح کے حکم میں ہے۔ اس کے بعد بہت سے اصحاب نے حسن شمّون کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت امام ابوالحسن موسیٰ کاظم نے اپنے کسی محبّ کو لکھا تھا کہ تم لوگ متعہ کے پیچھے نہ پڑے رہو۔ تمہارے ذمہ صرف سنت رسول کو قائم کرنا ہے لہٰذا اپنی منکوحہ بیویوں سے غافل ہو کر صرف متعہ میں مشغول نہ رہو ورنہ وہ نافرمانی اور برأت کا اظہار کرتی ہوئیں ہم پر تبرّا کر سکتی ہیں۔

عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي حَمَّادٍ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ فِي الْمُتْعَةِ دَعُوهَا أَ مَا يَسْتَحْيِي أَحَدُكُمْ أَنْ يُرَى فِي مَوْضِعِ الْعَوْرَةِ فَيُحْمَلَ ذَلِكَ عَلَى صَالِحِي إِخْوَانِهِ وَ أَصْحَابِهِ .

مجلسی موثق کالصحیح -بهبودی صحیح

ترجمہ

مفضل بن عمر کا بیان ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ جعفر صادق کو متعہ کے متعلق فرماتے سنا کہ متعہ کی بات کرنا چھوڑ دو۔ کیا تمہیں اس بات سے حیا نہیں آئے گی کوئی تمہیں مقام شرم پہ دیکھے اور اس کے بعد یہ بات آپ کے نیک بھائیوں اور ساتھیوں تک پہنچائے۔

باب: أَنَّهُ لَا يَجُوزُ التَّمَتُّعُ إِلَّا بِالْعَفِيفَةِ.

باب : اس بیان میں کہ متعہ صرف پاکدامن عورتوں سے کیا جائے

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَبَانٍ عَنْ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ إِنَّ الْمُتْعَةَ الْيَوْمَ لَيْسَ كَمَا كَانَتْ قَبْلَ الْيَوْمِ إِنَّهُنَّ كُنَّ يَوْمَئِذٍ يُؤْمَنَّ وَ الْيَوْمَ لَا يُؤْمَنَّ فَاسْأَلُوا عَنْهُنَّ .

مجلسی مجهول - بهبودی صحیح.

Marfat.com

ابومریم کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ متعہ کی صورت آج وہ نہیں جو پہلے تھی اس لیے کہ پہلے وقتوں کی عورتیں محفوظ تھیں اور آج کل ایسی محفوظ نہیں لہٰذا متعہ کرنے سے پہلے دریافت کرلیا کرو کہ ان کی حالت محفوظ ہے یا نہیں۔

وَ عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مُوسَى عَنْ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي سَارَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَاعَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنْهَا يَعْنِي الْمُتْعَةَ فَقَالَ لِي حَلَالٌ فَلَا تَتَزَوَّجْ إِلَّا عَفِيفَةً إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ وَ الَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حافِظُونَ فَلَا تَضَعْ فَرْجَكَ حَيْثُ لَا تَأْمَنُ عَلَى دِرْهَمِكَ .

مجلسی ضعیف - بهبودی ضعیف.

ابوسارہ کا بیان ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے متعہ کے بارے میں پوچھا تھا؟ تو مجھ سے فرمایا کہ متعہ تو حلال ہے مگر پاکدامن عورت کے سوا کسی سے متعہ نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: ''وَ الَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حافِظُونَ ''فلاح پانے والے وہ لوگ ہیں جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں لہٰذا تم پیسے خرچ کرتے ہوئے اپنی شرم گاہ کو ایسی جگہ نہ رکھو جو محفوظ یعنی پاکدامن نہیں۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) وَ أَنَا أَسْمَعُ عَنْ رَجُلٍ يَتَزَوَّجُ امْرَأَةً مُتْعَةً وَ يَشْتَرِطُ عَلَيْهَا أَنْ لَا يَطْلُبَ وَلَدَهَا فَتَأْتِي بَعْدَ ذَلِكَ بِوَلَدٍ فَشَدَّدَ فِي إِنْكَارِ الْوَلَدِ وَ قَالَ أَ يَجْحَدُهُ إِعْظَاماً لِذَلِكَ فَقَالَ الرَّجُلُ فَإِنِ اتَّهَمَهَا فَقَالَ لَا يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تَتَزَوَّجَ إِلَّا مُؤْمِنَةً أَوْ مُسْلِمَةً فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَ الزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُها إِلَّا زانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَ حُرِّمَ ذلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ .

مجلسی حسن - بهبودی ضعیف.

محمد بن اسماعیل کا بیان ہے کہ ایک شخص نے میری موجودگی میں امام ابوالحسن علی رضا سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے متعہ کیا اور شرط رکھی کہ اس سے اولاد نہیں چاہیے۔ پھر وہ ایک لڑکا لے آئی تو اس آدمی نے یہ بچہ قبول کرنے میں شدت سے انکار کیا؟ تو حضرت امام نے فرمایا کہ کیا اس شخص نے اسے کوئی بڑا معاملہ سمجھ کر انکار کیا ہے؟ تو سائل نے کہا: اس شخص نے عورت پر تہمت لگائی ہے۔ فرمایا: تیرے لیے یہی مناسب ہے کہ کسی مومنہ اور مسلمہ کے سوا کسی سے متعہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ زانی نہیں نکاح کرے گا مگر زانیہ یا مشرکہ سے اور زانیہ نہیں نکاح کرے گی مگر زانی یا مشرک سے کیونکہ ایسا کرنا ایمان والوں پر حرام ہے۔

Marfat.com

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ رَفَعَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ الْمَرْأَةِ وَ لَا أَدْرِي مَا حَالُهَا أَ يَتَزَوَّجُهَا الرَّجُلُ مُتْعَةً قَالَ يَتَعَرَّضُ لَهَا فَإِنْ أَجَابَتْهُ إِلَى الْفُجُورِ فَلَا يَفْعَلُ .

مجلسي مجهول - بهبودی ضعيف.

عبداللہ بن ابویعفور نے امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے سوال کیا کہ ایک عورت جس کا حال معلوم نہیں، کیا اس سے کوئی متعہ کرسکتا ہے؟ فرمایا: ایسی عورت کا حال معلوم کرے اگر وہ برائی کی دعوت دے تو اس سے متعہ نہ کرے۔

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ إِسْحَاقَ الْحَذَّاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَيْضِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ نَعَمْ إِذَا كَانَتْ عَارِفَةً قُلْنَا جُعِلْنَا فِدَاكَ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ عَارِفَةً قَالَ فَاعْرِضْ عَلَيْهَا وَ قُلْ لَهَا فَإِنْ قَبِلَتْ فَتَزَوَّجْهَا وَ إِنْ أَبَتْ أَنْ تَرْضَى بِقَوْلِكَ فَدَعْهَا وَ إِيَّاكَ وَ الْكَوَاشِفَ وَ الدَّوَاعِيَ وَ الْبَغَايَا وَ ذَوَاتِ الْأَزْوَاجِ قُلْتُ مَا الْكَوَاشِفُ قَالَ اللَّوَاتِي يُكَاشِفْنَ وَ بُيُوتُهُنَّ مَعْلُومَةٌ وَ يُؤْتَيْنَ قُلْتُ فَالدَّوَاعِي قَالَ اللَّوَاتِي يَدْعِينَ إِلَى أَنْفُسِهِنَّ وَ قَدْ عُرِفْنَ بِالْفَسَادِ قُلْتُ فَالْبَغَايَا قَالَ الْمَعْرُوفَاتُ بِالزِّنَا قُلْتُ فَذَوَاتُ الْأَزْوَاجِ قَالَ الْمُطَلَّقَاتُ عَلَى غَيْرِ السُّنَّةِ .

مجلسي موثق - بهبودی ضعيف.

محمد بن فیض کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے متعہ کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: ہاں جائز ہے مگر عارفہ عورت سے جو متعہ کو جائز سمجھتی ہے۔ عرض کیا: حضرت ہم آپ پر قربان اگر وہ عورت عارفہ نہ ہو تو؟ فرمایا اسے بتاؤ کہ متعہ کیا ہے؟ اگر قبول کرلے تو متعہ کرلو۔ اگر انکار کردے تو اسے چھوڑ دو۔ مزید فرمایا کہ كَوَاشِفُ، دَوَاعِيْ جو لوگوں کو اپنی طرف بلاتی ہیں ، بَغَايَا ایسی عورتیں جو زناکاری میں مشہور ہوں اور ذَوَاتِ الْأَزْوَاجِ سے۔ عرض کیا کہ یہ کون عورتیں ہیں فرمایا: كَوَاشِفْ ایسی عورتیں جو کھلم کھلا برائی کریں جن کے گھر اس مقصد کیلئے معروف ہوں دَوَاعِيْ، بَغَايَا اور ذَوَاتِ الْأَزْوَاجِ سے مراد ایسی عورتیں ہیں جن کی طلاق سنت کے مطابق نہیں ہوئی۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ يُونُسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ (ع) عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَسْنَاءِ الْفَاجِرَةِ هَلْ يَجُوزُ لِلرَّجُلِ أَنْ يَتَمَتَّعَ مِنْهَا يَوْماً أَوْ أَكْثَرَ فَقَالَ إِذَا كَانَتْ مَشْهُورَةً بِالزِّنَا فَلَا يَتَمَتَّعْ مِنْهَا وَ لَا يَنْكِحْهَا .

محمد بن فضیل کا بیان ہے کہ میں نے امام علی رضا سے ایسی عورت سے متعہ کرنے کے بارے میں پوچھا جو

Marfat.com

اگر چہ خوبصورت ہے مگر بدکار ہے۔ کیا کسی کیلئے جائز ہے کہ اس سے ایک دن یا زیادہ عرصہ کیلئے متعہ کرے؟ فرمایا اگر زنا کاری میں مشہور ہے تو نہ اس سے متعہ کرے اور نہ نکاح۔

باب شُرُوطِ الْمُتْعَةِ : شروط متعہ

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ جَمِيعاً عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ لَا تَكُونُ مُتْعَةٌ إِلَّا بِأَمْرَيْنِ أَجَلٍ مُسَمًّى وَ أَجْرٍ مُسَمًّى.

مجلسی موثق - بهبودی ضعیف.

زرارہ نے امام جعفر صادق کا قول نقل کیا ہے کہ متعہ دو باتوں کے بغیر نہیں ہوتا (۱) مقررہ مدت (۲) مہر متعین۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ وَ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ لَا بُدَّ مِنْ أَنْ تَقُولَ فِي هَذِهِ الشُّرُوطِ أَتَزَوَّجُكِ مُتْعَةً كَذَا وَ كَذَا يَوْماً بِكَذَا وَ كَذَا دِرْهَماً نِكَاحاً غَيْرَ سِفَاحٍ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ سُنَّةِ نَبِيِّهِ ﷺ وَ عَلَى أَنْ لَا تَرِثِينِي وَ لَا أَرِثَكِ وَ عَلَى أَنْ تَعْتَدِّي خَمْسَةً وَ أَرْبَعِينَ يَوْماً وَ قَالَ بَعْضُهُمْ حَيْضَةً.

مجلسی الأول مجهول و الثانی ضعيف على المشهور - بهبودی صحيح.

ترجمہ

ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ متعہ میں شرطوں کا ذکر ضروری ہے مثلاً یہ کہے کہ میں اتنے دنوں کیلئے تجھ سے عقد متعہ کرتا ہوں۔ جس کیلئے اتنا مہر ہوگا۔ اور یہ ایک نکاح ہوگا نہ زنا۔ یہ عقد اللہ کی کتاب اور سنت رسول ﷺ کے مطابق ہوگا۔ اور یہ کہ تو میری اور میں تیرا وارث نہیں ہوں گا اور یہ کہ تو پینتالیس روز یا بقول بعض ایک ایک ماہواری عدت میں بیٹھے گی۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ وَ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) كَيْفَ أَقُولُ لَهَا إِذَا خَلَوْتُ بِهَا قَالَ تَقُولُ أَتَزَوَّجُكِ

Marfat.com

مُتعَةً عَلَى كِتَابِ اللّهِ وَ سُنَّةِ نَبِيِّهِ ﷺ لَا وَارِثَةً وَ لَا مَوْرُوثَةً كَذَا وَ كَذَا يَوماً وَ إِنْ شِئْتَ كَذَا وَ كَذَا سَنَةً بِكَذَا وَ كَذَا دِرْهَماً وَ تُسَمِّي مِنَ الْأَجْرِ مَا تَرَاضَيْتُمَا عَلَيْهِ قَلِيلًا كَانَ أَمْ كَثِيراً فَإِذَا قَالَتْ نَعَمْ فَقَدْ رَضِيَتْ فَهِيَ امْرَأَتُكَ وَ أَنْتَ أَوْلَى النَّاسِ بِهَا قُلْتُ فَإِنِّي أَسْتَحْيِي أَنْ أَذْكُرَ شَرْطَ الْأَيَّامِ قَالَ هُوَ أَضَرُّ عَلَيْكَ قُلْتُ وَ كَيْفَ قَالَ إِنَّكَ إِنْ لَمْ تَشْتَرِطْ كَانَ تَزْوِيجَ مُقَامٍ وَ لَزِمَتْكَ النَّفَقَةُ فِي الْعِدَّةِ وَ كَانَتْ وَارِثَةً وَ لَمْ تَقْدِرْ عَلَى أَنْ تُطَلِّقَهَا إِلَّا طَلَاقَ السُّنَّةِ .

مجلسی حسن موقوف - بهبودی ضعيف.

ابان بن تغلب کا بیان ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے متعہ کے متعلق سوال کیا کہ جب میں عورت کے پاس خلوت میں جاؤں تو کیا کہوں؟ فرمایا: اس طرح کہو کہ میں تم سے اللہ کی کتاب اور سنت رسول ﷺ کے مطابق متعہ کرتا ہوں۔ نہ تو میری وارث ہوگی نہ میں وارث ہوں گا۔ اتنے دنوں کیلئے اور اگر چاہو تو اس طرح دنوں کے بجائے کہو اتنے سالوں کیلئے اور اتنے مہر کے عوض اور مہر مقرر کرلو جس پر تم دونوں رضا مند ہو جاؤ چاہے کم ہو چاہے زیادہ۔ پس جب اس نے ہاں کہہ دی تو وہ تیری عورت ہے اور اس پر باقی لوگوں کی نسبت تجھے زیادہ حق حاصل ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا حضرت مجھے شرط کے طور پر دنوں کا ذکر کرنے سے حیا آتی ہے؟ فرمایا کہ اس طرح تیرا نقصان ہوگا۔ عرض کیا: حضرت وہ کیسے؟ فرمایا وہ اس طرح کہ شرط کا ذکر نہ کرنے سے وہ تیری مستقل بیوی ہو جائے گی جس میں عدت کے دوران نان ونفقہ لازم آئے گا، وراثت قائم ہو جائے گی اور اسے علیحدہ کرنے کیلئے مسنون طلاق دینا ضروری ہوگی۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ قَالَ تَقُولُ أَتَزَوَّجُكِ مُتْعَةً عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَ سُنَّةِ نَبِيِّهِ ﷺ نِكَاحاً غَيْرَ سِفَاحٍ وَ عَلَى أَنْ لَا تَرِثِينِي وَ لَا أَرِثَكِ كَذَا وَ كَذَا يَوماً بِكَذَا وَ كَذَا دِرْهَماً وَ عَلَى أَنَّ عَلَيْكِ الْعِدَّةَ .

مجلسی مجهول - بهبودی ضعيف.

ابوبصیر نے ثعلبہ کا قول نقل کیا ہے کہ تم متعہ میں عورت سے اس طرح کہو گے: میں کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے مطابق تمہیں عقد متعہ میں لیتا ہوں نہ کہ بدکاری کی غرض سے۔ اور اس عقد کی بنیاد پر نہ تم میری وارث ہوگی نہ میں تمہارا اتنے دنوں اور اتنے درہم کے عوض اور یہ کہ عقد کی تمہیں عدت گزارنا ہوگی۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ قُلْتُ

Marfat.com

كَيْفَ يَتَزَوَّجُ الْمُتْعَةَ قَالَ تَقُولُ يَا أَمَةَ اللَّهِ أَتَزَوَّجُكِ كَذَا وَ كَذَا يَوْماً بِكَذَا وَ كَذَا دِرْهَماً فَإِذَا مَضَتْ تِلْكَ الْأَيَّامُ كَانَ طَلَاقُهَا فِي شَرْطِهَا وَ لَا عِدَّةَ لَهَا عَلَيْكَ .

مجلسی حسن او موثق - بهبودی صحیح.

ابن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے روایت بیان کی ہے میں نے عرض کیا کہ عقد متعہ کیسے کروں؟ فرمایا: یوں کہو کہ اے اللہ کی بندی میں تجھ سے اتنے دنوں اور اتنے درہم کے بدلے میں نکاح متعہ کرتا ہوں۔ اس صورت میں جب مقررہ دن گزر جائیں گے تو اسی شرط کی بنیاد پر اسے طلاق ہو جائے گی اور عورت تمہاری عدت بیٹھنے کی پابند بھی نہیں ہوگی۔

باب: فِي أَنَّهُ يَحْتَاجُ أَنْ يُعِيدَ عَلَيْهَا الشَّرْطَ بَعْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ

باب اس بیان میں کہ نکاح ہونے کے بعد عورت کے سامنے شرط کا اعادہ کرے۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ قَبْلَ النِّكَاحِ هَدَمَهُ النِّكَاحُ وَ مَا كَانَ بَعْدَ النِّكَاحِ فَهُوَ جَائِزٌ وَ قَالَ إِنْ سُمِّيَ الْأَجَلُ فَهُوَ مُتْعَةٌ وَ إِنْ لَمْ يُسَمَّ الْأَجَلُ فَهُوَ نِكَاحٌ بَاتٌّ .

مجلسی ضعیف علی المشهور - بهبودی ضعیف.

عبداللہ بن بکیر کا بیان ہے کہ امام ابوعبداللہ جعفر صادق نے فرمایا: جو شرط نکاح سے پہلے لگائی جاتی ہے اسے نکاح مٹا دیتا ہے البتہ نکاح کے بعد شرط رکھنا جائز ہے۔ مزید فرمایا کہ اگر نکاح میں مدت مقرر کر لی جائے تو یہ نکاح متعہ ہے اور اگر مدت مقرر نہ کی جائے تو دائمی نکاح ہے۔

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ ابْنِ رِئَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ فَقَالَ مَا تَرَاضَوْا بِهِ مِنْ بَعْدِ النِّكَاحِ فَهُوَ جَائِزٌ وَ مَا كَانَ قَبْلَ النِّكَاحِ فَلَا يَجُوزُ إِلَّا بِرِضَاهَا وَ بِشَيْءٍ يُعْطِيهَا فَتَرْضَى بِهِ .

مجلسی مجهول - بهبودی صحیح.

ترجمہ

محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے اس آیت " وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا

Marfat.com

تَـراضَيْتُـمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ '' اور مہر مقرر ہو جانے کے بعد اگر تم آپس میں کم وبیش پر سمجھوتہ کرلو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں: کے بارے میں سوال کیا تھا؟ فرمایا کہ نکاح کے بعد جس مقدار پر بھی تم آپس میں سمجھوتہ کرلو تو یہ جائز ہے مگر نکاح کے بعد عورت کی خوشی کے بغیر کمی بیشی درست نہیں اسے اتنا دیدو جس پر وہ راضی ہو جائے۔

عِـدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِذَا اشْتَـرَطْتَ عَلَى الْمَرْأَةِ شُرُوطَ الْمُتْعَةِ فَرَضِيَتْ بِهِ وَ أَوْجَبَتِ التَّزْوِيجَ فَارْدُدْ عَـلَيْهَا شَـرْطَكَ الْأَوَّلَ بَـعْدَ النِّكَاحِ فَإِنْ أَجَازَتْهُ فَقَدْ جَازَ وَ إِنْ لَمْ تُجِزْهُ فَلَا يَجُوزُ عَلَيْهَا مَا كَانَ مِنَ الشَّرْطِ قَبْلَ النِّكَاحِ.

مجلسي موثق - بهبودی ضعيف.

ابن بکیر کہتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ جعفر صادق نے فرمایا کہ جب تم نے عورت پر متعہ کی شروط رکھیں اور اس نے راضی خوشی عقد متعہ قبول کرلیا۔ اب عقد کے بعد پھر وہی پہلی شرطیں اس کے سامنے دہراؤ اس کے بعد وہ راضی ہے تو متعہ جائز ہے ورنہ نہیں کیونکہ نکاح سے پہلی کی کوئی شرط معتبر نہیں۔

مُـحَـمَّـدُ بْـنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) يَـقُـولُ فِي الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ مُتْعَةً أَنَّهُمَا يَتَوَارَثَانِ إِذَا لَمْ يَشْتَرِطَا وَ إِنَّمَا الشَّرْطُ بَعْدَ النِّكَاحِ.

مجلسي مجهول - بهبودی ضعيف.

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر باقر کو فرماتے سنا کہ ایک آدمی عورت سے عقد متعہ کرتا ہے تو اگر انہوں نے عدم وراثت کی شرط نہیں رکھی تو اس صورت میں ایک دوسرے کے وراثت میں حصہ دار ہوں گے جبکہ شرط صرف عقد کے بعد کی معتبر ہے۔

باب: مَا يُجْزِءُ مِنَ الْمَهْرِ فِيهَا.

باب اس بیان میں کہ متعہ میں کتنا مہر کافی ہوسکتا ہے؟

عِـدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ عَـاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) كَمِ الْمَهْرُ يَعْنِي فِي

Marfat.com

الْمُتْعَةِ قَالَ مَا تَرَاضَيَا عَلَيْهِ إِلَى مَا شَاءَ مِنَ الْأَجَلِ .

مجلسی ضعیف - بهبودی صحیح.

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے پوچھا تھا کہ حضرت متعہ میں کتنا مہر ہونا چاہیے؟ فرمایا جس مقدار مہر اور مدت پر عورت مرد راضی ہو جائیں وہ جائز ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْبَرْقِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْجَوْهَرِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ الْأَحْوَلِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَدْنَى مَا يَتَزَوَّجُ بِهِ الْمُتْعَةَ قَالَ كَفٌّ مِنْ بُرٍّ .

مجلسی صحیح - بهبودی صحیح.

احول کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے پوچھا تھا کہ حضرت متعہ میں کم از کم مہر کی کتنی مقدار ضروری ہے؟ فرمایا: مٹھی بھر گندم۔

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ شُعَيْبِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ قَالَ حَلَالٌ وَ إِنَّهُ يُجْزِءُ فِيهِ الدِّرْهَمُ فَمَا فَوْقَهُ .

مجلسی ضعیف علی المشهور - بهبودی ضعیف.

ابوبصیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر باقر سے عورتوں سے متعہ کے بارے میں سوال کیا تھا؟ فرمایا متعہ حلال ہے اور بطور مہر ایک درہم یا اس سے زیادہ جو بھی مناسب ہو جائز ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنْ أَدْنَى مَهْرِ الْمُتْعَةِ مَا هُوَ قَالَ كَفٌّ مِنْ طَعَامٍ دَقِيقٍ أَوْ سَوِيقٍ أَوْ تَمْرٍ .

مجلسی مرسل - بهبودی ضعیف.

ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے متعہ میں کم از کم مہر کے بارے میں سوال کیا تھا؟ فرمایا: مٹھی بھر آٹا، ستو یا کھجور کافی ہیں۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ يُونُسَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ أَدْنَى مَا تَحِلُّ بِهِ الْمُتْعَةُ كَفٌّ مِنْ طَعَامٍ وَ رَوَى بَعْضُهُمْ مِسْوَاكٌ .

مجلسی حسن - بهبودی ضعیف.

Marfat.com

بعض حضرات نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے متعہ میں کم از کم مہر کے بارے میں سوال کیا تھا؟ فرمایا مٹھی بھر طعام۔ اور بعض حضرات کی روایت کے مطابق ایک مسواک بھی کافی ہے۔

بَابُ عِدَّةِ الْمُتْعَةِ : متعہ میں عدت کا بیان۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَنَّهُ قَالَ إِنْ كَانَتْ تَحِيضُ فَحَيْضَةٌ وَ إِنْ كَانَتْ لَا تَحِيضُ فَشَهْرٌ وَ نِصْفٌ.

مجلسي ضعيف على المشهور - بهبودی ضعيف.

زرارہ نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق کا قول روایت کیا ہے کہ متعہ میں ماہواری والی عورت کیلئے ایک حیض اور جسے ماہواری نہیں آتی اس کیلئے ایک ماہ اور پندرہ دن عدت کافی ہے۔

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) عِدَّةُ الْمُتْعَةِ خَمْسَةٌ وَ أَرْبَعُونَ يَوْماً وَ الِاحْتِيَاطُ خَمْسَةٌ وَ أَرْبَعُونَ لَيْلَةً.

مجلسي موثق - بهبودی ضعيف.

ابونصر نے حضرات آئمہ ابوالحسن علی رضا اور ابوجعفر محمد باقر کا متعہ کی عدت میں اقوال بیان کیے ہیں کہ متعہ کی عدت پینتالیس دن اور احتیاطاً پینتالیس راتیں کافی ہیں۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ عِدَّةُ الْمُتْعَةِ خَمْسَةٌ وَ أَرْبَعُونَ يَوْماً كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) يَعْقِدُ بِيَدِهِ خَمْسَةً وَ أَرْبَعِينَ فَإِذَا جَازَ الْأَجَلُ كَانَتْ فُرْقَةٌ بِغَيْرِ طَلَاقٍ.

مجلسي حسن كالصحيح - بهبودی ضعيف.

زرارہ کہتے ہیں کہ متعہ میں عدت پینتالیس روز ہے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ جب حضرت امام ابوجعفر محمد باقر مسئلہ سمجھاتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے پینتالیس روز بتا رہے تھے۔ جب پینتالیس روز عدت گزر جائے گی تو مرد عورت دونوں کے درمیان خود بخود جدائی واقع ہو جائے گی۔

بَابُ الزِّيَادَةِ فِي الْأَجَلِ : مقررہ مدت میں اضافہ کا بیان۔

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ وَ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ جَمِيعاً عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

Marfat.com

أَبِی نَجْرَانَ وَ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِی نَصْرٍ عَنْ أَبِی بَصِیرٍ قَالَ لَا بَأْسَ بِأَنْ تَزِیدَکَ وَ تَزِیدَهَا إِذَا انْقَطَعَ الْأَجَلُ فِیمَا بَیْنَکُمَا تَقُولُ اسْتَحْلَلْتُکِ بِأَجَلٍ آخَرَ بِرِضاً مِنْهَا وَ لَا یَحِلُّ ذَلِکَ لِغَیْرِکَ حَتَّى تَنْقَضِیَ عِدَّتُهَا.

مجلسی الأول مجهول و الأخیران ضعیفان - بهبودی صحیح.

ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ متعہ میں اگر تم مقررہ مدت گزرتے ہی مرد عورت باہمی رضامندی کے ساتھ اس طرح ایک اضافی مدت متعین کرلو تو اس میں کوئی حرج نہیں مثلاً تم عورت کی رضامندی سے کہو کہ میں تمہیں مزید ایک نئی مدت کیلئے حلال کرتا ہوں تو یہ صورت جائز ہے جس دوران عورت عدت گزرنے تک کسی دوسرے مرد کیلئے حلال نہیں ہوگی۔

عَلِیُّ بْنُ إِبْرَاهِیمَ عَنْ أَبِیهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِیمَ بْنِ الْفَضْلِ وَ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِیَادٍ عَنْ إِسْمَاعِیلَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْلَمَ وَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ إِبْرَاهِیمَ بْنِ الْفَضْلِ الْهَاشِمِیِّ عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) جُعِلْتُ فِدَاکَ- الرَّجُلُ یَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ مُتْعَةً فَیَتَزَوَّجُهَا عَلَى شَهْرٍ ثُمَّ إِنَّهَا تَقَعُ فِی قَلْبِهِ فَیُحِبُّ أَنْ یَکُونَ شَرْطُهُ أَکْثَرَ مِنْ شَهْرٍ فَهَلْ یَجُوزُ أَنْ یَزِیدَهَا فِی أَجْرِهَا وَ یَزْدَادَ فِی الْأَیَّامِ قَبْلَ أَنْ تَنْقَضِیَ أَیَّامُهُ الَّتِی شَرَطَ عَلَیْهَا فَقَالَ لَا -لَا یَجُوزُ شَرْطَانِ فِی شَرْطٍ قُلْتُ فَکَیْفَ یَصْنَعُ قَالَ یَتَصَدَّقُ عَلَیْهَا بِمَا بَقِیَ مِنَ الْأَیَّامِ ثُمَّ یَسْتَأْنِفُ شَرْطاً جَدِیداً.

مجلسی مرسل - بهبودی ضعیف.

ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت میں آپ پہ قربان! یہ فرمایئے کہ ایک شخص عورت سے ایک ماہ کی شرط پر نکاح متعہ کرتا ہے۔ پھر وہ عورت اس کے دل کو بھا جاتی ہے اور چاہتا ہے کہ ایک ماہ کی مدت میں اضافہ کردے تو کیا یہ صورت جائز ہے کہ پہلی شرط کے اندر اندر مرد عورت کے مہر میں اضافہ کردے اور عورت دنوں میں؟ فرمایا: نہیں! شرط میں شرط کا اضافہ درست نہیں۔ عرض کیا: پھر اس کی صورت کیا ہوگی؟ فرمایا: پہلی شرط میں سے جو دن باقی ہیں وہ عورت پر صدقہ کردے اور نئی مدت کیلئے نئی شرط مقرر کرلے۔

عَلِیُّ بْنُ إِبْرَاهِیمَ عَنْ أَبِیهِ عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ عَمَّنْ رَوَاهُ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا تَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ مُتْعَةً کَانَ عَلَیْهَا عِدَّةٌ لِغَیْرِهِ فَإِذَا أَرَادَ هُوَ أَنْ یَتَزَوَّجَهَا لَمْ یَکُنْ عَلَیْهَا مِنْهُ عِدَّةٌ یَتَزَوَّجُهَا إِذَا شَاءَ.

مجلسی ضعیف علی المشهور - بهبودی صحیح.

Marfat.com

آدمی جب عورت سے نکاح متعہ کرے تو دوسرا شوہر کرنے کیلئے اس پر عدت ہوگی، لیکن یہی مرد اگر عورت سے دوبارہ عقد کرے تو اس کیلئے عدت لازم نہیں جب چاہے عقد کرلے۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْأَجَلِ: متعہ کی مدت میں کیا کیا جائز ہے؟

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَنْظَلَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ يُشَارِطُهَا مَا شَاءَ مِنَ الْأَيَّامِ.

مجلسی صحیح - بهبودی صحیح.

عمر بن حنظلہ نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق کا قول نقل کیا ہے کہ متعہ میں مرد جتنے دنوں کی شرط لگانا چاہے لگا سکتا ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) قَالَ قُلْتُ لَهُ، الرَّجُلُ يَتَزَوَّجُ مُتْعَةً سَنَةً أَوْ أَقَلَّ أَوْ أَكْثَرَ قَالَ إِذَا كَانَ شَيْئاً مَعْلُوماً إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ قَالَ قُلْتُ وَ تَبِينُ بِغَيْرِ طَلَاقٍ قَالَ نَعَمْ.

مجلسی موثق - بهبودی صحیح.

محمد بن اسماعیل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علی رضا سے سوال کیا کہ ایک شخص عورت سے ایک سال یا کم زیادہ مدت کیلئے متعہ کرتا ہے؟ فرمایا: جب مدت اور مہر معلوم ہے تو ٹھیک ہے۔ عرض کیا تو کیا عورت بغیر طلاق کے ہی بائن ہو جائے گی؟ فرمایا: ہاں بغیر طلاق کے بائن ہو جائے گی۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ قُلْتُ لَهُ هَلْ يَجُوزُ أَنْ يَتَمَتَّعَ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ سَاعَةً أَوْ سَاعَتَيْنِ فَقَالَ السَّاعَةُ وَ السَّاعَتَانِ لَا يُوقَفُ عَلَى حَدِّهِمَا وَ لَكِنَّ الْعَرْدَ وَ الْعَرْدَيْنِ وَ الْيَوْمَ وَ الْيَوْمَيْنِ وَ اللَّيْلَةَ وَ أَشْبَاهَ ذَلِكَ.

مجلسی صحیح - بهبودی ضعیف.

ابوبکیر کہتے ہیں میں نے زرارہ سے پوچھا کہ کیا یہ صورت جائز ہے کہ آدمی عورت سے گھڑی دو گھڑی کیلئے متعہ کرلے؟ فرمایا: گھڑی دو گھڑی کا حساب مشکل ہے بہتر صورت یہ ہے کہ ایک یا دو مرتبہ وطی کیلئے، ایک یا دو روز کیلئے اور اسی طرح ایک یا دو راتوں کیلئے۔

Marfat.com

مُحَمَّدٌ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ خَلَفِ بْنِ حَمَّادٍ قَالَ أَرْسَلْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) كَمْ أَدْنَى أَجَلِ الْمُتْعَةِ هَلْ يَجُوزُ أَنْ يَتَمَتَّعَ الرَّجُلُ بِشَرْطِ مَرَّةٍ وَاحِدَةٍ قَالَ نَعَمْ .

مجلسي ضعيف - بهبودی ضعيف.

خلف بن حماد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا کو ایک خط لکھا تھا کہ متعہ میں کم از کم کتنی مدت مقرر کی جا سکتی ہے، کیا یہ جائز ہے کہ کوئی شخص صرف ایک بار وطی کی شرط رکھ لے؟ فرمایا: ہاں جائز ہے۔

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ رَجُلٍ سَمَّاهُ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنِ الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ عَلَى عَرْدٍ وَاحِدٍ فَقَالَ لَا بَأْسَ وَ لَكِنْ إِذَا فَرَغَ فَلْيُحَوِّلْ وَجْهَهُ وَ لَا يَنْظُرْ .

مجلسي حسن - بهبودی ضعيف.

ترجمہ

قاسم بن محمد نے ایک ایسے شخص کے حوالہ سے روایت بیان کی ہے جس کا انہوں نام لیا تھا مگر راوی کو یاد نہیں رہا کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے سوال کیا تھا کہ کیا کوئی شخص عورت سے صرف ایک بار وطی کی شرط کے ساتھ متعہ کر سکتا ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں مگر جب فارغ ہو جائے تو اس سے چہرہ پھیر لے اور اس کی طرف دیکھے نہیں۔ کیونکہ ایک بار مکمل ہو گئی۔

بَابُ الرَّجُلِ يَتَمَتَّعُ بِالْمَرْأَةِ مِرَاراً كَثِيرَةً.

ایک ہی عورت سے بار بار متعہ کرنے کے بیان میں۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ قُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ الرَّجُلُ يَتَزَوَّجُ الْمُتْعَةَ وَ يَنْقَضِي شَرْطُهَا ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا رَجُلٌ آخَرُ حَتَّى بَانَتْ مِنْهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا الْأَوَّلُ حَتَّى بَانَتْ مِنْهُ ثَلَاثاً وَ تَزَوَّجَتْ ثَلَاثَةَ أَزْوَاجٍ يَحِلُّ لِلْأَوَّلِ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا قَالَ نَعَمْ كَمْ شَاءَ لَيْسَ هَذِهِ مِثْلَ الْحُرَّةِ هَذِهِ مُسْتَأْجَرَةٌ وَ هِيَ بِمَنْزِلَةِ الْإِمَاءِ .

مجلسي مجهول - بهبودی ضعيف.

ترجمہ

زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر سے سوال کیا تھا کہ. حضرت میں آپ پہ قربان یہ

Marfat.com

فرمایئے کہ ایک شخص نے عورت سے متعہ کیا اور اس کی معینہ مدت ختم ہوگئی۔ پھر ایک دوسرا آدمی اس سے متعہ کرتا ہے یہاں تک کہ معینہ مدت کے بعد اس سے بھی علیحدہ ہوگئی۔ پھر پہلا شخص اس سے عقد متعہ کرتا ہے یہاں تک کہ اس سے تین بار بائن ہوکر علیحدگی ہوگئی اس طرح اس نے تین شخصوں سے متعہ کیا۔ اس کے بعد پھر پہلا شخص اس سے نکاح متعہ کر سکتا ہے؟ فرمایا ہاں جتنی بار چاہے کیونکہ یہ عورت ایک آزاد عورت کی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ اجرت پر اٹھائی گئی ہے جس کی حیثیت لونڈی کی سی ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبَانٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فِي الرَّجُلِ يَتَمَتَّعُ مِنَ الْمَرْأَةِ الْمَرَّاتِ قَالَ لَا بَأْسَ يَتَمَتَّعُ مِنْهَا مَا شَاءَ.

مجلسی حسن كالصحيح - بهبودی صحيح.

ابان نے بعض اصحاب کے حوالہ سے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق کا قول نقل کیا ہے کہ ایک شخص ایک ہی عورت سے بار بار متعہ کرتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں جتنی بار چاہے اس سے متعہ کرے۔

بَابُ حَبْسِ الْمَهْرِ إِذَا أَخْلَفَتْ.

عورت اگر وعدہ خلافی کرے تو مہر روک لینے کے بیان میں۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبَانٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ شَهْراً فَتُرِيدُ مِنِّي الْمَهْرَ كَمَلًا وَ أَتَخَوَّفُ أَنْ تُخْلِفَنِي فَقَالَ لَا يَجُوزُ أَنْ تَحْبِسَ مَا قَدَرْتَ عَلَيْهِ فَإِنْ هِيَ أَخْلَفَتْكَ فَخُذْ مِنْهَا بِقَدْرِ مَا تُخْلِفُكَ.

مجلسی حسن - بهبودی صحيح.

عمر بن حنظلہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے سوال کیا تھا کہ میں ایک عورت سے مہینہ بھر کیلئے عقد متعہ کرتا ہوں مگر وہ پیشگی پورے مہر کا مطالبہ کرتی ہے حالانکہ مجھے خدشہ ہے کہ وہ وعدہ خلافی کرے گی؟ فرمایا: اگر تجھے مہر ادا کرنے کی سہولت ہو تو نہیں روکنا چاہیے۔ لیکن اگر وہ عورت خلاف ورزی کرے تو اتنے عرصے کا اس سے روک لو جتنے کی اس نے وعدہ خلافی کی ہے۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ الْبَخْتَرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع)

Marfat.com

قَالَ إِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنَ الْمَهْرِ وَ عَلِمَ أَنَّ لَهَا زَوْجاً فَمَا أَخَذَتْهُ فَلَهَا بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا وَ يَحْبِسُ عَنْهَا مَا بَقِيَ عِنْدَهُ .

مجلسی مجهول و السند الثانی حسن کالصحیح - بهبودی صحیح.

حفص بن البختری حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کچھ مہر باقی رہ جائے اور مرد کو معلوم ہو کہ اس عورت کا کوئی اور شوہر بھی ہے تو اس عورت نے جو مال لے لیا وہ اسی کا ہوگا کیونکہ اس کے بدلے وہ اس عورت کو استعمال کر چکا البتہ جو ابھی تک باقی ہے وہ روک لے۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ صَالِحِ بْنِ السِّنْدِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبَانٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَنْظَلَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ قُلْتُ لَهُ أَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ شَهْراً فَأَحْبِسُ عَنْهَا شَيْئاً قَالَ نَعَمْ خُذْ مِنْهَا بِقَدْرِ مَا تُخْلِفُكَ إِنْ كَانَ نِصْفَ شَهْرٍ فَالنِّصْفَ وَ إِنْ كَانَ ثُلُثاً فَالثُّلُثَ .

عمر بن حنظلہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق سے سوال کیا کہ اگر میں نے عورت سے ایک ماہ کیلئے متعہ طے کیا تو درمیان میں کسی وعدہ خلافی کے باعث مقررہ مہر سے کچھ روک سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں جتنے وقت کی اس نے وعدہ خلافی کی اتنی رقم روک لو۔ اگر عورت نے نصف ماہ کی خلاف ورزی کی تو آدھا مہر اگر مہینے کا تیسرا حصہ تھا تو تیسرا حصہ مہر روک لو۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ (ع) الرَّجُلُ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ مُتْعَةً تَشْتَرِطُ لَهُ أَنْ تَأْتِيَهُ كُلَّ يَوْمٍ حَتَّى تُوَفِّيَهُ شَرْطَهُ أَوْ تَشْتَرِطُ أَيَّاماً مَعْلُومَةً تَأْتِيهِ فِيهَا فَتَغْدِرُ بِهِ فَلَا تَأْتِيهِ عَلَى مَا شَرَطَهُ عَلَيْهَا فَهَلْ يَصْلُحُ لَهُ أَنْ يُحَاسِبَهَا عَلَى مَا لَمْ تَأْتِهِ مِنَ الْأَيَّامِ فَيَحْبِسَ عَنْهَا مِنْ مَهْرِهَا بِحِسَابِ ذَلِكَ قَالَ نَعَمْ يَنْظُرُ مَا قَطَعَتْ مِنَ الشَّرْطِ فَيَحْبِسُ عَنْهَا مِنْ مَهْرِهَا بِمِقْدَارِ مَا لَمْ تَفِ لَهُ مَا خَلَا أَيَّامَ الطَّمْثِ فَإِنَّهَا لَهَا فَلَا يَكُونُ لَهُ إِلَّا مَا أَحَلَّ لَهُ فَرْجَهَا .

مجلسی مجهول - بهبودی ضعیف.

اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علی رضا سے سوال کیا کہ ایک شخص عورت سے اس شرط پر متعہ کرتا ہے کہ وہ ہر روز اس کے پاس آئے گی تاکہ شرط مکمل ہو، یا چند معلوم دنوں کی شرط کر لے کہ وہ اس کے پاس آیا کرے گی مگر اب وعدہ خلافی کرتی ہے اور وعدے کے مطابق نہیں آتی تو کیا اس شخص کیلئے جائز ہے کہ عورت نے جتنے دنوں کی وعدہ خلافی کی اس حساب سے مہر روک لے؟ فرمایا: ہاں جائز ہے کہ جتنے دنوں کی اس نے وعدہ خلافی کی اس

Marfat.com

حساب سے مہر روک لیا جائے سوائے حیض کے دنوں کے کہ یہ اس کا حق ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ أَشْيَمَ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ الرَّيَّانُ بْنُ شَبِيبٍ يَعْنِي أَبَا الْحَسَنِ (ع) الرَّجُلُ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ مُتْعَةً بِمَهْرٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ وَ أَعْطَاهَا بَعْضَ مَهْرِهَا وَ أَخَّرَتْهُ بِالْبَاقِي ثُمَّ دَخَلَ بِهَا وَ عَلِمَ بَعْدَ دُخُولِهِ بِهَا قَبْلَ أَنْ يُوَفِّيَهَا بَاقِيَ مَهْرِهَا أَنَّمَا زَوَّجَتْهُ نَفْسَهَا وَ لَهَا زَوْجٌ مُقِيمٌ مَعَهَا أَ يَجُوزُ لَهُ حَبْسُ بَاقِي مَهْرِهَا أَمْ لَا يَجُوزُ فَكَتَبَ (ع) لَا يُعْطِيهَا شَيْئاً لِأَنَّهَا عَصَتِ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ.

مجلسي ضعيف - بهبودي ضعيف.

ریان بن شبیب نے حضرت امام ابوالحسن علی رضا کو لکھا کہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے مہر اور معین مدت کیلئے عورت کے ساتھ متعہ طے کیا اور اس کو مہر کا کچھ حصہ ادا کر دیا اور کچھ مؤخر رکھا پھر اس عورت کے پاس گیا اور باقی مہر ادا کرنے سے پہلے دخول کیا جس کے بعد معلوم ہوا کہ اس عورت نے تو کسی اور مرد سے شادی کر رکھی ہے جو اس کے ساتھ رہتا ہے۔ کیا اس صورت میں یہ شخص مہر کا وہ حصہ روک سکتا ہے جو ابھی تک ادا کرنا باقی ہے؟ آپ نے جواب میں لکھا کہ اس عورت کچھ نہ دیا جائے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے۔ (یعنی اسے بتانا چاہیے تھا کہ وہ شوہر والی ہے۔)

بَابُ أَنَّهَا مُصَدَّقَةٌ عَلَى نَفْسِهَا.

متعہ میں عورت کی بات کا اعتبار۔

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنِّي أَكُونُ فِي بَعْضِ الطُّرُقَاتِ فَأَرَى الْمَرْأَةَ الْحَسْنَاءَ وَ لَا آمَنُ أَنْ تَكُونَ ذَاتَ بَعْلٍ أَوْ مِنَ الْعَوَاهِرِ قَالَ لَيْسَ هَذَا عَلَيْكَ إِنَّمَا عَلَيْكَ أَنْ تُصَدِّقَهَا فِي نَفْسِهَا.

مجلسي صحيح - بهبودي صحيح.

ابان بن تغلب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے سوال کیا کہ حضرت میں نے راستے میں ایک خوبصورت عورت کو دیکھا مگر مجھے معلوم نہیں کہ شوہر والی ہے یا بدچلن عورتوں میں؟ فرمایا: یہ معلوم کرنا تمہاری

Marfat.com

ذمہ داری نہیں تمہارا کام اتنا ہے کہ اس سے پوچھو اور اس کی بات کی تصدیق کرو۔

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ مُيَسِّرٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَلْقَى الْمَرْأَةَ بِالْفَلَاةِ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا أَحَدٌ فَأَقُولُ لَهَا هَلْ لَكِ زَوْجٌ فَتَقُولُ لَا فَأَتَزَوَّجُهَا قَالَ نَعَمْ هِيَ الْمُصَدَّقَةُ عَلَى نَفْسِهَا .

مجلسي حسن - بهبودي صحيح.

مُیَسِّر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے پوچھا کہ مجھے جنگل یا ویرانے میں ایک اکیلی عورت ملی تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہارا خاوند ہے؟ اس نے کہا نہیں کیا اس کے بعد میں اس سے نکاح متعہ کرسکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں درست ہے اور عورت کا بیان اُس کے حق میں معتبر ہے۔

باب الْأَبْكَارِ : کنواری عورتوں کا حکم۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ الْبَخْتَرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ فِي الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْبِكْرَ مُتْعَةً قَالَ يُكْرَهُ لِلْعَيْبِ عَلَى أَهْلِهَا .

مجلسي صحيح - بهبودي صحيح.

حفص بن البَختری نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق کا قول روایت کیا ہے کہ کنواری عورت سے متعہ کرنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ اس کے خاندان کیلئے عیب ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ وَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْحَلَالِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ لَا بَأْسَ بِأَنْ يَتَمَتَّعَ بِالْبِكْرِ مَا لَمْ يُفْضِ إِلَيْهَا مَخَافَةَ كَرَاهِيَةِ الْعَيْبِ عَلَى أَهْلِهَا.

مجلسي مجهول - 1 بهبودي ضعيف.

زیاد بن ابو الحلال کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق کو فرماتے سنا۔ فرمایا: کنواری لڑکیوں سے اس صورت میں متعہ کرنا مباح ہے کہ اس کی شرم گاہ کو نہ چھوئے کیونکہ یہ اس کے خاندان والوں کیلئے عیب ہے۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ بَعْضِ

Marfat.com

أَصْحَابِهِ عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فِی الْبِكْرِ یَتَزَوَّجُهَا الرَّجُلُ مُتْعَةً قَالَ لَا بَأْسَ مَا لَمْ یَفْتَضَّهَا .

مجلسی حسن - بهبودی صحیح.

ابوحمزہ نے اپنے ساتھیوں کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق نے فرمایا کنواری لڑکی سے متعہ جائز ہے بشرطیکہ اس سے مباشرت نہ کی جائے۔یعنی بکارت نہ زائل کی جائے۔

عَلِیٌّ عَنْ أَبِیهِ عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ عَنْ جَمِیلِ بْنِ دَرَّاجٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنِ الرَّجُلِ یَتَمَتَّعُ مِنَ الْجَارِیَةِ الْبِكْرِ قَالَ لَا بَأْسَ بِذَالِکَ مَا لَمْ یَسْتَصْغِرْهَا.

مجلسی حسن - بهبودی ضعیف.

جمیل بن دَرَّاج کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے سوال کیا کہ کیا کوئی شخص کنواری لڑکی سے متعہ کرسکتا ہے؟ فرمایا: حرج نہیں مگر لڑکی بہت کمسن نہ ہو۔

عَلِیٌّ عَنْ أَبِیهِ عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ قُلْتُ الْجَارِیَةُ ابْنَةُ كَمْ لَا تُسْتَصْبَى ابْنَةُ سِتٍّ أَوْ سَبْعٍ فَقَالَ لَا ابْنَةُ تِسْعٍ لَا تُسْتَصْبَى وَ أَجْمَعُوا كُلُّهُمْ عَلَى أَنَّ ابْنَةَ تِسْعٍ لَا تُسْتَصْبَى إِلَّا أَنْ یَكُونَ فِی عَقْلِهَا ضَعْفٌ وَ إِلَّا فَهِیَ إِذَا بَلَغَتْ تِسْعاً فَقَدْ بَلَغَتْ .

مجلسی حسن - بهبودی صحیح.

ابوعمیر کی روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے سوال کیا کہ کتنے سال کی لڑکی کمسن شمار نہیں ہوگی چھ یا سات سال کی؟ فرمایا: نہیں بلکہ نو سال کی۔اس پر سب کا اتفاق و اجماع ہے کہ نو سال کی بچی کمسن نہیں الا یہ کہ دماغی طور پر کمزور نہ ہو۔وگرنہ نو سال کی بالغ ہے۔یعنی اس سے متعہ کیا جاسکتا ہے۔

باب تَزْوِیجِ الْإِمَاءِ: لونڈیوں سے نکاح متعہ۔

عَلِیُّ بْنُ إِبْرَاهِیمَ عَنْ أَبِیهِ عَنِ ابْنِ أَبِی نَصْرٍ عَنْ أَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) قَالَ لَا یُتَمَتَّعُ بِالْأَمَةِ إِلَّا بِإِذْنِ أَهْلِهَا.

مجلسی مجهول - بهبودی صحیح.

ابونصر نے حضرت امام ابوالحسن علی رضا کا قول نقل کیا ہے کہ کسی لونڈی سے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر متعہ نہیں کیا جاسکتا۔

Marfat.com

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عِيسَى بْنِ أَبِي مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ لَا بَأْسَ بِأَنْ يَتَزَوَّجَ الْأَمَةَ مُتْعَةً بِإِذْنِ مَوْلَاهَا.

مجلسی صحیح و آخرہ مرسل - بهبودی صحیح.

عیسیٰ بن ابومنصور نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق (ع) کا قول بیان کیا ہے۔ فرمایا کہ کوئی شخص اگر مالک کی اجازت سے اس کی لونڈی کے ساتھ نکاح متعہ کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَاالْحَسَنِ (ع) هَلْ لِلرَّجُلِ أَنْ يَتَمَتَّعَ مِنَ الْمَمْلُوكَةِ بِإِذْنِ أَهْلِهَا وَ لَهُ امْرَأَةٌ حُرَّةٌ قَالَ نَعَمْ إِذَا رَضِيَتِ الْحُرَّةُ قُلْتُ فَإِنْ أَذِنَتِ الْحُرَّةُ يَتَمَتَّعُ مِنْهَا قَالَ نَعَمْ.

وَ رُوِيَ أَيْضاً أَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ يُتَمَتَّعَ بِالْأَمَةِ عَلَى الْحُرَّةِ.

مجلسی صحیح - بهبودی ضعیف.

محمد بن اسماعیل کا بیان ہے میں نے حضرت امام ابوالحسن علی رضا سے سوال کیا تھا کہ کیا کوئی شخص حرہ بیوی کی موجودگی میں کنیز سے متعہ کر سکتا ہے؟ فرمایا: اگر بیوی راضی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ عرض کیا: اگر حرہ اجازت دے دے تو مملوکہ سے متعہ کر لے؟ فرمایا: ہاں۔ اور ایک روایت کے مطابق آزاد عورت کی موجودگی میں کنیز سے متعہ جائز نہیں۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ لَا بَأْسَ بِأَنْ يَتَمَتَّعَ الرَّجُلُ بِأَمَةِ الْمَرْأَةِ فَأَمَّا أَمَةُ الرَّجُلِ فَلَا يَتَمَتَّعُ بِهَا إِلَّا بِأَمْرِهِ.

مجلسی حسن کالصحیح - بهبودی صحیح.

سیف بن عمیرہ نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق کا قول روایت کیا ہے کہ آدمی عورت کی کنیز سے تو متعہ کر سکتا ہے مگر مرد کی کنیز کے ساتھ متعہ کیلئے اس کی اجازت ضروری ہے۔

بَاب وُقُوعِ الْوَلَدِ.

متعہ کی شکل میں اگر بچہ پیدا ہو جائے تو اس کے نسب کے بارے میں۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ وَ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْرَانَ وَ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِاللَّهِ (ع) قَالَ: قُلْتُ لَهُ:

Marfat.com

أَرَأَيْتَ إِنْ حَبِلَتْ ؟ قَالَ: هُوَ وَلَدُهُ.

مجلسی حسن - بهبودی ضعیف

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے سوال کیا کہ متعہ کی صورت میں اگر عورت کو حمل رہ جائے نسب کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا: یہ متعہ کرنے والے مرد کا بیٹا ہے: یعنی نسب ثابت ہے۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ وَ غَيْرِهِ قَالَ الْمَاءُ مَاءُ الرَّجُلِ يَضَعُهُ حَيْثُ شَاءَ إِلَّا أَنَّهُ إِذَا جَاءَ وَلَدٌ لَمْ يُنْكِرْهُ وَ شَدَّدَ فِي إِنْكَارِ الْوَلَدِ.

مجلسی مجهول - بهبودی ضعیف.

ابن ابی عمیر وغیرہ کا قول ہے کہ منی مرد کا پانی ہے وہ جہاں چاہے گرادے مگر جب بچہ ہو جائے تو انکار نہ کرے۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُخْتَارِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ جَمِيعاً عَنِ الْفَتْحِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) عَنِ الشُّرُوطِ فِي الْمُتْعَةِ فَقَالَ الشَّرْطُ فِيهَا بِكَذَا وَ كَذَا إِلَى كَذَا وَ كَذَا فَإِنْ قَالَتْ نَعَمْ فَذَاكَ لَهُ جَائِزٌ وَ لَا تَقُولُ كَمَا أُنْهِيَ إِلَيَّ أَنَّ أَهْلَ الْعِرَاقِ يَقُولُونَ الْمَاءُ مَائِي وَ الْأَرْضُ لَكِ وَ لَسْتُ أَسْقِي أَرْضَكِ الْمَاءَ وَ إِنْ نَبَتَ هُنَاكِ نَبْتٌ فَهُوَ لِصَاحِبِ الْأَرْضِ فَإِنَّ شَرْطَيْنِ فِي شَرْطٍ فَاسِدٌ فَإِنْ رُزِقَتْ وَلَداً قَبِلَهُ وَ الْأَمْرُ وَاضِحٌ فَمَنْ شَاءَ التَّلْبِيسَ عَلَى نَفْسِهِ لَبَّسَ.

مجلسی موثق - بهبودی ضعیف.

فتح بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علی رضا سے متعہ کی شرطوں کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: متعہ میں یہ اور یہ شرائط ہیں (یعنی آپ نے تفصیل سے شرائط کا ذکر فرمایا) جنہیں اگر عورت مان لے تو مرد کیلئے جائز ہے مگر مرد کو اس طرح نہیں کہنا چاہیے جیسا کہ اہل عراق کے بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے وہ عورت سے کہتے ہیں پانی (منی) تو بہر حال میرا ہی ہے اور زمین تیری لہٰذا میں تیری زمین کو سیراب کرنے والا نہیں۔ پھر اگر وہاں تیری زمین میں کوئی بوٹی پیدا ہوئی تو وہ زمین والے کی ہے اب یہ ایک شرط میں دو شرطوں کا اضافہ ہے جو فاسد ہے۔ پس متعہ کی صورت میں اگر عورت کو بچہ پیدا ہو تو وہ مرد کو قبول کرنا پڑے گا۔ یہاں تک تو معاملہ صاف اور واضح ہے اس کے بعد اگر کوئی شخص ابلیس بن کر دھوکا دیتا ہے تو اس کا وبال اس کے سر ہے۔

Marfat.com

بَابُ الْمِيرَاثِ : متعہ میں میراث کا تصور۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) يَقُولُ فِي الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ مُتْعَةً إِنَّهُمَا يَتَوَارَثَانِ مَا لَمْ يَشْتَرِطَا وَ إِنَّمَا الشَّرْطُ بَعْدَ النِّكَاحِ .

مجلسی حسن و آخره مرسل - بهبودی ضعيف.

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر کو فرماتے سنا کہ جب آدمی متعہ کرتا ہے تو اگر عدم وراثت کی شرط نہیں لگائی تو دونوں ایک دوسرے کی وراثت میں حصہ دار ہوں گے اور شرط وہ مؤثر ہوگی جو نکاح کے بعد لگائی گئی ہے۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) قَالَ تَزْوِيجُ الْمُتْعَةِ نِكَاحٌ بِمِيرَاثٍ وَ نِكَاحٌ بِغَيْرِ مِيرَاثٍ فَإِنِ اشْتَرَطْتَ كَانَ وَ إِنْ لَمْ تَشْتَرِطْ لَمْ يَكُنْ .وَ رُوِيَ أَيْضاً لَيْسَ بَيْنَهُمَا مِيرَاثٌ اشْتُرِطَ أَوْ لَمْ يُشْتَرَطْ .

مجلسی مجهول - بهبودی ضعيف.

ابونصر کی روایت ہے کہ حضرت امام ابوالحسن علی رضا نے فرمایا: نکاح متعہ دو قسم پر ہے ایک جس میں میراث ہے اور دوسرا جس میں میراث نہیں ہوتی۔ اگر نکاح میں وراثت کی شرط رکھی تو وراثت ہوگی، اگر شرط نہیں رکھی تو نہیں ہوگی۔ جبکہ ایک روایت کے مطابق شرط مذکور ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں مرد عورت ایک دوسرے کی وراثت میں حصہ دار نہیں ہوں گے۔

باب النَّوَادِرِ : نوادر کا بیان

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ بَشِيرِ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَ بَعَثَتْ إِلَيَّ ابْنَةُ عَمٍّ لِي كَانَ لَهَا مَالٌ كَثِيرٌ قَدْ عَرَفْتَ كَثْرَةَ مَنْ يَخْطُبُنِي مِنَ الرِّجَالِ فَلَمْ أُزَوِّجْهُمْ نَفْسِي وَ مَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ رَغْبَةً فِي الرِّجَالِ غَيْرَ أَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ أَحَلَّهَا اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِي كِتَابِهِ وَ بَيَّنَهَا رَسُولُ اللَّهِ (ع) فِي سُنَّتِهِ فَحَرَّمَهَا زُفَرُ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُطِيعَ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَوْقَ عَرْشِهِ وَ أُطِيعَ

Marfat.com

رَسُولَ اللّٰهِ (ع) وَ أَعْصِی زُفَرَ فَتزوَّجنِی مُتعَةً فَقُلْتُ لَهَا حَتَّی أَدْخُلَ عَلَی أَبِی جَعْفَرٍ (ع) فَأَسْتَشِیرَهُ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَیْهِ فَخَبَّرْتُهُ فَقَالَ افْعَلْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکُمَا مِنْ زَوْجٍ .

بشر بن حمزہ نے قریش میں سے ایک آدمی کا واقعہ نقل کیا ہے کہ میری ایک مالدار چچازاد نے مجھے یہ پیغام دیا: جیسا کہ تم جانتے ہو کہ بہت سارے لوگ مجھ سے نکاح کے خواہش مند ہیں مگر میں نے ان میں کسی کا پیغام قبول نہیں کیا۔ اور میں مردوں میں خواہش کی وجہ سے آپ کو پیغام نہیں دے رہی بلکہ میں نے سنا ہے کہ متعہ کو اللہ تعالیٰ نے حلال ٹھہرایا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم بیان فرمایا مگر امام زفر بن ہذیل نے اسے حرام قرار دیدیا جس کے بعد میں چاہتی ہوں کہ عرش پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت اور زفر کی نافرمانی کروں لہٰذا آپ مجھ سے متعہ کرلیں؟ میں نے کہا ٹھہرو کہ میں پہلے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر کی خدمت میں حاضر ہوکر مشورہ کرلوں۔ میں حاضر خدمت ہوا اور تفصیلات عرض کیں تو فرمایا ضرور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم دونوں پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیَی عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی عَنْ یُونُسَ عَنْ بَعْضِ رِجَالِهِ عَنْ أَبِی عَبْدِ اللّٰهِ (ع) قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ یَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ مُتْعَةً أَیَّاماً مَعْلُومَةً فَتَجِیئُهُ فِی بَعْضِ أَیَّامِهَا فَتَقُولُ إِنِّی قَدْ بَغَیْتُ قَبْلَ مَجِیئِی إِلَیْکَ بِسَاعَةٍ أَوْ بِیَوْمٍ هَلْ لَهُ أَنْ یَطَأَهَا وَ قَدْ أَقَرَّتْ لَهُ بِبَغْیِهَا قَالَ لَا یَنْبَغِی لَهُ أَنْ یَطَأَهَا .

مجلسی مرسل - بهبودی ضعیف.

یونس نے اپنے بعض دوستوں کے حوالے سے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت امام سے سوال کیا کہ ایک شخص عورت سے متعین دنوں کیلئے عقد متعہ کرتا ہے مگر ایک روز جب وہ اس عورت کے پاس آتا ہے تو عورت کہتی ہے کہ میں نے تمہارے پاس آنے سے کچھ دیر یا ایک روز پہلے بدکاری کی ہے۔ کیا اس صورت میں جبکہ وہ عورت بدکاری کا اقرار کرچکی ہے اس سے وطی کرسکتا ہے؟ فرمایا اس کیلئے جائز نہیں۔

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ زُرْعَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ أَدْخَلَ جَارِیَةً یَتَمَتَّعُ بِهَا ثُمَّ أُنْسِیَ أَنْ یَشْتَرِطَ حَتَّی وَاقَعَهَا یَجِبُ عَلَیْهِ حَدُّ الزَّانِی قَالَ لَا وَ لَکِنْ یَتَمَتَّعُ بِهَا بَعْدَ النِّکَاحِ وَ یَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِمَّا أَتَی .

مجلسی ضعیف - بهبودی ضعیف.

زرعہ بن محمد نے سماعت سے سوال کیا کہ ایک شخص عورت سے متعہ کرتا ہے مگر دخول سے پہلے شرط لگانا بھول گیا

Marfat.com

تو کیا اس پر زنا کی حد جاری ہوگی؟ فرمایا نہیں۔ لیکن نکاح کے بعد متعہ کرے اور جو ہو گیا اس کیلئے استغفار کرے۔

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عِيسَى بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ بَكَّارِ بْنِ كَرْدَمٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) الرَّجُلُ يَلْقَى الْمَرْأَةَ فَيَقُولُ لَهَا زَوِّجِينِي نَفْسَكِ شَهْراً وَ لَا يُسَمِّي الشَّهْرَ بِعَيْنِهِ ثُمَّ يَمْضِي فَيَلْقَاهَا بَعْدَ سِنِينَ قَالَ فَقَالَ لَهُ شَهْرُهُ إِنْ كَانَ سَمَّاهُ وَ إِنْ لَمْ يَكُنْ سَمَّاهُ فَلَا سَبِيلَ لَهُ عَلَيْهَا .

مجلسی حسن - بهبودی ضعیف

بکار بن کردم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابو جعفر صادق سے سوال کیا تھا کہ ایک شخص عورت سے ملتا اور کہتا ہے تم اپنے آپ کو ایک ماہ کیلئے میری زوجیت میں دے دو۔ مگر مہینے کا تعین نہیں کیا پھر وہ عقد متعہ کے بعد ایک ماہ مکمل کیے بغیر چلا جاتا ہے مگر چند سال بعد پھر عورت سے ملتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا اگر مہینے کی تفصیل طے کر لی تھی تو اپنا مہینہ مکمل کرے ورنہ اب عورت پر اس کا کوئی حق نہیں۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ لَا بَأْسَ بِالرَّجُلِ يَتَمَتَّعُ بِالْمَرْأَةِ عَلَى حُكْمِهِ وَ لَكِنْ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ أَنْ يُعْطِيَهَا شَيْئاً لِأَنَّهُ إِنْ أُحْدِثَ بِهِ حَدَثٌ لَمْ يَكُنْ لَهَا مِيرَاثٌ .

مجلسی مرسل - بهبودی ضعیف

ابن ابی عمیر اپنے بعض شیعہ دوستوں کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں کہ مرد عورت کے ساتھ اپنی شرط کے ساتھ متعہ کرے مگر اسے کچھ نہ کچھ ضرور دے دے کیونکہ کسی حادثے کی صورت میں وہ میراث میں حصہ دار نہیں ہوتی۔

عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ مُوسَى (ع) رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مُتْعَةً ثُمَّ وَثَبَ عَلَيْهَا أَهْلُهَا فَزَوَّجُوهَا بِغَيْرِ إِذْنِهَا عَلَانِيَةً وَ الْمَرْأَةُ امْرَأَةُ صِدْقٍ كَيْفَ الْحِيلَةُ قَالَ لَا تُمَكِّنُ زَوْجَهَا مِنْ نَفْسِهَا حَتَّى يَنْقَضِيَ شَرْطُهَا وَ عِدَّتُهَا قُلْتُ إِنَّ شَرْطَهَا سَنَةٌ وَ لَا يَصْبِرُ لَهَا زَوْجُهَا وَ لَا أَهْلُهَا سَنَةً قَالَ فَلْيَتَّقِ اللَّهَ زَوْجُهَا الْأَوَّلُ وَ لْيَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا بِالْأَيَّامِ فَإِنَّهَا قَدِ ابْتُلِيَتْ وَ الدَّارُ دَارُ هُدْنَةٍ وَ الْمُؤْمِنُونَ فِي تَقِيَّةٍ قُلْتُ فَإِنَّهُ تَصَدَّقَ عَلَيْهَا بِأَيَّامِهَا وَ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا كَيْفَ تَصْنَعُ قَالَ إِذَا خَلَا الرَّجُلُ فَلْتَقُلْ هِيَ يَا هَذَا إِنَّ أَهْلِي وَثَبُوا عَلَيَّ فَزَوَّجُونِي مِنْكَ بِغَيْرِ أَمْرِي وَ لَمْ

Marfat.com

يَسْتَأْمِرُونِي وَ إِنِّي الْآنَ قَدْ رَضِيتُ فَاسْتَأْنِفْ أَنْتَ الْآنَ فَتَزَوَّجْنِي تَزْوِيجاً صَحِيحاً فِيمَا بَيْنِي وَ بَيْنَكَ.

مجلسي صحيح - بهبودي صحيح.

اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علی رضا سے پوچھا کہ ایک شخص نے عورت سے متعہ کیا پھر عورت کے گھر والوں نے حملہ کر کے اسے اٹھالیا اور زبردستی کرتے ہوئے اس کی مرضی کے بغیر۔ اور اعلانیہ کسی دوسرے شخص کے ساتھ بیاہ دی حالانکہ عورت نے صدق دل سے متعہ کیا تھا تو اس میں نجات کی صورت کیا ہے؟ فرمایا: وہ اپنے خاوند کو اس وقت تک قریب نہ آنے دے جب تک کہ متعہ کی شرائط اور عدت پوری نہیں ہوتی۔ عرض کیا: حضرت اگر متعہ کی شرط ایک سال کیلئے تھی مگر اب اس کا خاوند اور گھر والے سال کا انتظار نہیں کر سکتے تو؟ فرمایا: اس کا پہلا متعہ والا شوہر اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے عرصہ متعہ کے باقی دن عورت پر صدقہ کر دے کیونکہ وہ آزمائش میں مبتلا ہو چکی ہے اور گھر وہی محفوظ ہے جہاں مصلحت ملحوظ ہو اور مومن تقیہ میں۔ عرض کیا: حضرت اس مرد نے بقیہ دن صدقہ کر دیئے اور عورت کی عدت بھی پوری ہوگئی اب کس طرح ابتدا کریں؟ فرمایا کہ جب خاوند اس کے پاس آئے تو وہ اس طرح کہے: اے فلاں دراصل بات یہ ہے کہ میرے گھر والوں نے زبردستی اور بغیر میری مرضی اور مشورہ کے تم سے بیاہ دیا تھا مگر اب میں راضی ہوں لہٰذا تم مجھ سے صحیح نکاح کر کے اپنی ازدواجی زندگی کا آغاز کرو۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) عَنِ الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ مُتْعَةً فَيَحْمِلُهَا مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ فَقَالَ يَجُوزُ النِّكَاحُ الْآخَرُ وَ لَا يَجُوزُ هَذَا.

مجلسي ضعيف -بهبودي ضعيف

معمر بن خلاد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علی رضا سے سوال کیا کہ حضرت ایک شخص عورت سے عقد متعہ کرتا ہے پھر وہ اس کو دوسرے شہر میں لے جاتا ہے تو کیا ایسا کرنا اس کیلئے جائز ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ نئی شرائط کے ساتھ دوبارہ نکاح کرے۔ یعنی نئی شرائط میں شہر کی منتقلی کی شرط شامل کرے کیونکہ پہلے میں ایسی شرط موجود نہ تھی۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نُوحِ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَسَّانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى عُمَرَ فَقَالَتْ إِنِّي زَنَيْتُ فَطَهِّرْنِي فَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُرْجَمَ فَأُخْبِرَ بِذَلِكَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) فَقَالَ كَيْفَ زَنَيْتِ فَقَالَتْ مَرَرْتُ بِالْبَادِيَةِ فَأَصَابَنِي عَطَشٌ شَدِيدٌ فَاسْتَسْقَيْتُ أَعْرَابِيّاً فَأَبَى أَنْ يَسْقِيَنِي إِلَّا أَنْ أُمَكِّنَهُ مِنْ نَفْسِي فَلَمَّا أَجْهَدَنِي الْعَطَشُ وَ خِفْتُ عَلَى

Marfat.com

نَفْسِیْ سَقَانِی فَأَمْکَنْتُهُ مِنْ نَفْسِیْ فَقَالَ أَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ (ع) تَزْوِیجٌ وَ رَبِّ الْکَعْبَةِ .

مجلسی حسن - بہبودی صحیح

عبدالرحمٰن بن کثیر نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق کے حوالہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک عورت حضرت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے زنا کیا ہے لہٰذا آپ شرعی سزا نافذ کرتے ہوئے مجھے پاک کردیں۔ پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ اس عورت کو رجم کردیا جائے۔ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو واقعہ کی اطلاع ہوگئی تو آپ نے آ کر عورت سے سوال کیا کہ تم نے کس طرح اور کیوں زنا کیا؟ عرض کیا کہ میں ایک دیہات سے گزری تو مجھے شدید پیاس لگی تھی، میں نے ایک دیہاتی سے پانی مانگا مگر اس نے انکار کرتے ہوئے کہا اس شرط پر کہ میں پانی کے بدلے اپنا آپ اس کے حوالے کردوں مگر میں نے صبر کیا یہاں تک کہ مجھے ہلاکت کا خوف لاحق ہوا تو اس نے مجھے پانی پلایا اور میں نے اپنا آپ اس کے حوالے کردیا۔ یہ تفصیل سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ زنا نہیں بلکہ نکاح ہے۔ یعنی نکاح متعہ۔

صاحبِ " ألکافي " حضرت شیخ الکلینی کا اس واقعہ کو یہاں بیان کرنے سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ جب عورت نے دیہاتی کی شرط مان لی تو اس کے بعد ان مرد عورت کے درمیان جو ہوا وہ متعہ کی شکل تھی نہ کہ گناہ کی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ متعہ کے قائل نہ تھے لہٰذا عورت کو سنگسار کرنا چاہتے تھے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ متعہ کے قائل تھے لہٰذا انہوں نے اسے متعہ قرار دیا اور عورت کی جان بچ گئی۔

عَلِیٌّ عَنْ أَبِیهِ عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مَرْوَانَ عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ قُلْتُ لَهُ رَجُلٌ جَاءَ إِلَی امْرَأَةٍ فَسَأَلَهَا أَنْ تُزَوِّجَهُ نَفْسَهَا فَقَالَتْ أُزَوِّجُکَ نَفْسِی عَلَی أَنْ تَلْتَمِسَ مِنِّی مَا شِئْتَ مِنْ نَظَرٍ أَوِ الْتِمَاسٍ وَ تَنَالَ مِنِّی مَا یَنَالُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ إِلَّا أَنَّکَ لَا تُدْخِلُ فَرْجَکَ فِی فَرْجِی وَ تَتَلَذَّذُ بِمَا شِئْتَ فَإِنِّی أَخَافُ الْفَضِیحَةَ قَالَ لَیْسَ لَهُ إِلَّا مَا اشْتُرِطَ .

عمار بن مروان نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق سے سوال کیا تھا کہ حضرت ایک آدمی کسی عورت کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ وہ اپنے آپ کو اس کی زوجیت میں دے دے یعنی: متعہ: کرلے؟ عورت نے کہا میں اس شرط پر اپنے آپ کو تمہاری زوجیت میں دیتی ہوں کہ تم جس طرح چاہو اور جو چاہو مجھ سے لے سکتے ہو، دیکھ سکتے ہو اور اس طرح چھو سکتے ہو جس طرح ایک مرد اپنی بیوی کے ساتھ کرسکتا ہے سوائے اس کے کہ تم مجھ سے وطی

Marfat.com

نہیں کر سکتے کیونکہ مجھے بدنامی کا اندیشہ ہے اس کے علاوہ جیسے چاہو لذت حاصل کرو۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اس آدمی کیلئے شرط کے مطابق حد کے اندر رہنا ضروری ہے۔

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ جَمِيعاً عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِسْكِينٍ عَنْ عَمَّارٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) لِي وَ لِسُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَدْ حَرَّمْتُ عَلَيْكُمَا الْمُتْعَةَ مِنْ قِبَلِي مَا دُمْتُمَا بِالْمَدِينَةِ لِأَنَّكُمَا تُكْثِرَانِ الدُّخُولَ عَلَيَّ فَأَخَافُ أَنْ تُؤْخَذَا فَيُقَالَ هَؤُلَاءِ أَصْحَابُ جَعْفَرٍ.

مجلسی صحیح - بهبودی ضعیف

ترجمہ

عمار کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق نے سلیمان بن خالد اور مجھ سے فرمایا کہ جب تک تم دونوں مدینہ طیبہ میں موجود ہو، میں نے اپنی طرف سے تم پر متعہ حرام کر دیا ہے کیونکہ تم دونوں اکثر میرے پاس آتے جاتے ہو اس لیے مجھے ڈر ہے کہ اصحاب جعفر یعنی میرے ساتھی ہونے کے جرم میں تم گرفتار نہ کر لیے جاؤ۔

بَابُ الرَّجُلُ يُحِلُّ جَارِيَتَهُ لِأَخِيهِ وَ الْمَرْأَةُ تُحِلُّ جَارِيَتَهَا لِزَوْجِهَا.

باب اس بیان میں کہ مرد اپنی لونڈی کو بھائی کیلئے حلال ٹھہرا سکتا ہے اور عورت اپنی لونڈی کو اپنے خاوند کیلئے۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ جَمِيعاً عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ بَعْضَ أَصْحَابِنَا قَدْ رَوَى عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ إِذَا أَحَلَّ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ جَارِيَتَهُ فَهِيَ لَهُ حَلَالٌ فَقَالَ نَعَمْ يَا فُضَيْلُ- قُلْتُ لَهُ فَمَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ عِنْدَهُ جَارِيَةٌ لَهُ نَفِيسَةٌ وَ هِيَ بِكْرٌ أَحَلَّ لِأَخِيهِ مَا دُونَ فَرْجِهَا أَ لَهُ أَنْ يَفْتَضَّهَا قَالَ لَا لَيْسَ لَهُ إِلَّا مَا أَحَلَّ لَهُ مِنْهَا وَ لَوْ أَحَلَّ لَهُ قُبْلَةً مِنْهَا لَمْ يَحِلَّ لَهُ مَا سِوَى ذَلِكَ قُلْتُ أَ رَأَيْتَ إِنْ أَحَلَّ لَهُ مَا دُونَ الْفَرْجِ فَغَلَبَتْهُ الشَّهْوَةُ فَافْتَضَّهَا قَالَ لَا يَنْبَغِي لَهُ ذَلِكَ قُلْتُ فَإِنْ فَعَلَ أَ يَكُونُ زَانِياً قَالَ لَا وَ لَكِنْ يَكُونُ خَائِناً وَ يَغْرَمُ لِصَاحِبِهَا عُشْرَ قِيمَتِهَا إِنْ كَانَتْ بِكْراً وَ إِنْ لَمْ تَكُنْ بِكْراً فَنِصْفَ عُشْرِ قِيمَتِهَا.

مجلسی صحیح - بهبودی ضعیف.

Marfat.com

فضیل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق کی خدمت میں عرض کیا: یا حضرت میں آپ پہ قربان جاؤں ہمارے بعض ساتھی آپ کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی لونڈی اپنے بھائی کیلئے حلال کر دے تو وہ اس کیلئے حلال ہو جاتی ہے؟ فرمایا: اے فضیل! ہاں میں نے اسی طرح کہا ہے۔ عرض کیا: حضرت کیا ارشاد ہے آپ کا اس بارے میں کہ ایک شخص کے پاس بہت نفیس قسم کی لونڈی اور ابھی تک کنواری ہے اور یہ شخص لونڈی کی شرم گاہ کے سوا باقی سب کچھ حلال کر دیتا ہے مگر کیا بھائی کیلئے جائز ہوگا کہ وہ دخول کر کے بکارت زائل کر دے؟ فرمایا: یہ اس کیلئے جائز نہیں اس کیلئے وہی جائز ہے جو مالک نے حلال کیا یہاں تک کہ اگر مالک نے صرف ایک بوسہ لینا حلال کیا ہے تو صرف بوسہ حلال ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ عرض کیا: اگر مالک نے شرم گاہ کے علاوہ سب کچھ حلال ٹھہرایا تھا مگر مستعیر پر شہوت غالب آگئی اور اس نے بکارت زائل کر دی تو؟ فرمایا: یہ اس کیلئے جائز نہیں۔ عرض کیا: اگر ایسا کر گزرے تو کیا وہ زانی شمار ہوگا؟ فرمایا: نہیں بلکہ خیانت کا مرتکب ہوگا اور اس پر لونڈی کنواری ہونے کی صورت میں اس کی قیمت کا دسواں حصہ مالک کو بطور تاوان ادا کرنا لازم ہے۔ اگر کنواری نہیں تھی تو اس دسویں حصے کا نصف بطور تاوان ادا کرنا ہوگا۔

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ جَمِيعاً عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ ابْنِ رِئَابٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) عَنِ امْرَأَةٍ أَحَلَّتْ لِابْنِهَا فَرْجَ جَارِيَتِهَا قَالَ هُوَ لَهُ حَلَالٌ قُلْتُ أَ فَيَحِلُّ لَهُ ثَمَنُهَا قَالَ لَا إِنَّمَا يَحِلُّ لَهُ مَا أَحَلَّتْهُ لَهُ.

مجلسی ضعیف علی المشهور - بهبودی ضعیف

ابوبصیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے سوال کیا تھا کہ ایک عورت اپنے بیٹے کیلئے لونڈی کی شرم گاہ حلال کرتی ہے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا تو وہ اس کیلئے حلال ہو جائے گی۔ عرض کیا کہ اس کیلئے اس لونڈی کی قیمت حلال ہوگی؟ فرمایا نہیں بلکہ وہی کچھ حلال ہے جو اس کی ماں نے حلال ٹھہرایا ہے۔

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ قُلْتُ لَهُ الرَّجُلُ يُحِلُّ لِأَخِيهِ فَرْجَ جَارِيَتِهِ قَالَ نَعَمْ لَهُ مَا أَحَلَّ لَهُ مِنْهَا.

مجلسی حسن أو موثق - بهبودی ضعیف

عبدالکریم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر سے عرض کیا کہ ایک شخص اپنے بھائی کیلئے اپنی لونڈی کی شرم گاہ کو حلال کرتا ہے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا ہاں لونڈی کا جتنا حصہ بھی اس کیلئے حلال کرے گا وہ اس کیلئے حلال ہے۔

Marfat.com

عَلِیٌّ عَنْ أَبِیهِ عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ عَنْ سُلَیْمٍ عَنْ حَرِیزٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِی جَعْفَرٍ (ع) الرَّجُلُ یُحِلُّ جَارِیَتَهُ لِأَخِیهِ فَقَالَ لَا بَأْسَ قَالَ فَقُلْتُ إِنَّهَا جَاءَتْ بِوَلَدٍ قَالَ یَضُمُّ إِلَیْهِ وَلَدَهُ وَ یَرُدُّ الْجَارِیَةَ عَلَی صَاحِبِهَا قُلْتُ إِنَّهُ لَمْ یَأْذَنْ لَهُ فِی ذَلِکَ قَالَ إِنَّهُ قَدْ أَذِنَ لَهُ وَ هُوَ لَا یَأْمَنُ أَنْ یَکُونَ ذَلِکَ

زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر (محمد باقر) سے عرض کیا کہ کوئی شخص اگر اپنی لونڈی کو اپنے بھائی کیلئے حلال ٹھہراتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں۔ عرض کیا: اگر اسے بچہ پیدا گیا ہو تو؟ فرمایا: بچہ باپ کو دیا جائے گا اور لونڈی اس کے مالک کو۔ عرض کیا: اگر وہ اس پر راضی نہ ہو تو؟ فرمایا: اس نے جب اجازت دی تھی اس کے پاس اس بات کی کوئی ضمانت نہ تھی کہ ایسا معاملہ پیش نہیں آسکتا۔

مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیَی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِیلَ عَنْ صَالِحِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِی شِبْلٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) رَجُلٌ مُسْلِمٌ ابْتُلِیَ فَفَجَرَ بِجَارِیَةِ أَخِیهِ فَمَا تَوْبَتُهُ قَالَ یَأْتِیهِ فَیُخْبِرُهُ وَ یَسْأَلُهُ أَنْ یَجْعَلَ مِنْ ذَلِکَ فِی حِلٍّ وَ لَا یَعُودُ قَالَ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ یَجْعَلْهُ مِنْ ذَلِکَ فِی حِلٍّ قَالَ قَدْ لَقِیَ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ هُوَ زَانٍ خَائِنٌ قَالَ قُلْتُ فَالنَّارُ مَصِیرُهُ قَالَ شَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ (ع) وَ شَفَاعَتُنَا تُخْبِطُ بِذُنُوبِکُمْ یَا مَعْشَرَ الشِّیعَةِ فَلَا تَعُودُونَ وَ تَتَّکِلُونَ عَلَی شَفَاعَتِنَا فَوَ اللَّهِ مَا یَنَالُ.

مجلسی ضعیف علی المشهور - بهبودی ضعیف

ابوشبل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے عرض کیا کہ اگر کوئی مسلمان شخص اپنے بھائی کی لونڈی سے زنا کا ارتکاب کرے تو اس کی توبہ کا طریقہ کیا ہوگا؟ فرمایا: اسے چاہیے کہ لونڈی کے مالک سے مل کر اسے آگاہ کرے اور کہے کہ اس معاملے کو اس کیلئے حلال ٹھہرا دے اور پھر آئندہ ایسی غلطی نہ دہرائے۔ عرض کیا: حضرت اگر لونڈی کا مالک ایسا نہ کرے تو؟ فرمایا: پھر وہ زانی اور خائن کی حیثیت سے اللہ کے سامنے پیش ہوگا۔ عرض کیا: پھر تو جہنم ہی اس کا ٹھکانا ہے؟ فرمایا: اے جماعتِ شیعہ حضرت محمد ﷺ اور ہماری شفاعت تمہارے گناہ مٹا دے گی مگر تم ہماری شفاعت کے بھروسے بار بار گناہ نہ کرنا۔

باب الْحَدِّ الَّذِی یُدْخَلُ بِالْمَرْأَةِ فِیهِ.

جماع کیلئے عورت کی عمر کا لحاظ

نوٹ: "الکافی" میں ابواب متعہ کے ساتھ اس باب کی احادیث سے مستقل نکاح یا متعہ کیلئے لڑکی کی عمر کا تعین مقصود

Marfat.com

ہے جبکہ "اَلْجَارِیَۃُ" کے مفہوم میں نوجوان آزاد لڑکی اور لونڈی دونوں شامل ہیں۔

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ لَا يُدْخَلُ بِالْجَارِيَةِ حَتَّى يَأْتِيَ لَهَا تِسْعُ سِنِينَ أَوْ عَشْرُ سِنِينَ .

مجلسی صحیح - بهبودی ضعیف

ابو بصیر نے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ کا قول روایت کیا ہے کہ لڑکی جب تک ۹ یا دس سال کی نہ ہو جائے تب تک اس کے ساتھ جماع نہیں کیا جا سکتا۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ جَمِيعاً عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنِ الْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ قَالَ إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْجَارِيَةَ وَ هِيَ صَغِيرَةٌ فَلَا يَدْخُلْ بِهَا حَتَّى يَأْتِيَ لَهَا تِسْعُ سِنِينَ .

مجلسی ضعیف علی المشهور -بهبودی ضعیف

حماد نے حلبی کے حوالے سے حضرت امام ابو عبداللہ جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا ہے کہ جب کوئی شخص کم عمر لڑکی سے نکاح کرے تو جماع نہ کرے جب تک کہ وہ نو سال کی نہ ہو جائے۔

حُمَيْدُ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَمَاعَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ لَا يُدْخَلُ بِالْجَارِيَةِ حَتَّى يَأْتِيَ لَهَا تِسْعُ سِنِينَ أَوْ عَشْرُ سِنِينَ .

مجلسی ضعیف - بهبودی ضعیف

زرارہ کا بیان ہے کہ حضرت امام ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لڑکی جب تک نو یا دس سال کی عمر کو نہ پہنچ جائے اس وقت تک اس کے ساتھ جماع نہ کیا جائے۔

السِّجِسْتَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ لِمَوْلًى لَهُ انْطَلِقْ فَقُلْ لِلْقَاضِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ع) حَدُّ الْمَرْأَةِ أَنْ يُدْخَلَ بِهَا عَلَى زَوْجِهَا ابْنَةُ تِسْعِ سِنِينَ .

مجلسی صحیح - بهبودی صحیح

سجستانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابو عبداللہ محمد باقر رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک غلام سے فرما رہے تھے کہ جاؤ اور قاضی کو اطلاع کرو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکی جب نو سال کی ہو جائے تو اسے شوہر کے پاس بھیجا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

واقول

شیعہ حضرات کے ہاں حدیث کی تعریف اہل سنت والجماعت سے بہت مختلف ہے کیونکہ اکثر سلسلہ روایت حضرات ائمہ تک پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے۔ میں نے "ألکافی" کی تمام احادیث کو من وعن نقل کیا ہے تا کہ صورت حال واضح ہو جائے۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ مُوسَى (ع) عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ وَ مَا أَنْتَ وَ ذَاكَ فَقَدْ أَغْنَاكَ اللَّهُ عَنْهَا قُلْتُ إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَعْلَمَهَا فَقَالَ هِيَ فِي كِتَابِ عَلِيٍّ (ع) فَقُلْتُ نَزِيدُهَا وَ تَزْدَادُ فَقَالَ وَ هَلْ يَطِيبُهُ إِلَّا ذَاكَ.

الكافي

علی بن یقطین کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن موسیٰ کاظم سے متعہ کے بارے میں سوال کیا تھا۔ فرمایا: تجھے اس کی کیا ضرورت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس سے مستغنی رکھا ہے؟ تو عرض کیا میرا ارادہ اس کے متعلق حکم معلوم کرنے کا ہے۔ فرمایا: اس کی تفصیل حضرت علی کی کتاب میں موجود ہے۔ عرض کیا: حضرت مگر ہم اور آپ تو اس کتاب علی رضی اللہ عنہ میں اضافہ کرتے رہتے ہیں؟ فرمایا: اس کا مقصد صرف ان کی خوشنودی ہے۔

شیعہ حضرات کے نزدیک حضور نبی کریم ﷺ نے خصوصی طور پر سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کچھ ارشادات املا کرائے تھے جو ایک صحیفے کے طور پر آپ کے بعد حضرات ائمہ کے پاس محفوظ رہے جن کی روشنی میں وہ اپنے پیروکاروں کی راہ نمائی فرماتے تھے۔ جس کے بعد وہ اصل صحیفہ تو محفوظ نہیں مگر اس کی تعلیمات کتب اربعہ کی احادیث میں شامل ہیں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ اس روایت کے مطابق جو یہ بیان ہوا ہے کہ متعہ کا حکم رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کتاب میں موجود تھا۔ اس صریح حکم سے باقی امت کو کیوں محروم رکھا گیا اس پر ایک سوالیہ نشان ہے جس کی حکمت تلاش کرنے کی ضرورت ہے؟

ہمارے ہاں فروعی اختلافات میں شدت اور من گھڑت فضائل اعمال میں غلو کوئی نئی اور معیوب چیز نہیں رہی۔ مگر ہمارے شیعہ حضرات نے متعہ کے باب میں جس غلو کا مظاہرہ کیا ہے وہ انتہائی افسوسناک ہے۔ فضائل متعہ اور نوادر متعہ کے عنوان کے تحت۔ جس کی تمام تفصیل اگرچہ بیان ہو چکی ہے۔ مگر میں چند مثالیں محض اس لیے دہرا رہا

Marfat.com

ہوں تا کہ اپنے قارئین کو اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور وفکر کرنے کی دعوت دے سکوں۔

01: یروی الفضل الشیبانی بإسناده إلی الباقر (ع) أن عبد الله بن عطاء المکی ساله عن قوله تعالی" وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِی " قال: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ تَزَوَّجَ بِالْحُرَّةِ مُتْعَةً فَاطَّلَعَ عَلَيْهِ بَعْضُ نِسَائِهِ فَاتَّهَمَتْهُ بِالْفَاحِشَةِ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنَّهَا لِيْ حَلَالٌ، إِنَّهُ نِكَاحٌ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُمِيْهِ، فَاطَّلَعَتْ عَلَيْهِ بَعْضُ نِسَائِهِ .

خلاصة الایجاز، للشیخ المفید المتوفی ۴۱۳ھ. وهو محمد بن محمد بن النعمان بن عبد السّلام العکبری المعروف بالشیخ المفید -سید الدائفة: باب اول -و- الوسائل.

فضل ألشیبانی امام باقر (ع) تک اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے تھے کہ عبداللہ بن عطا مکی نے آپ سے آیت" وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِیُّ "٦٦: ألتحریم :٣: کا پس منظر پوچھا تو فرمایا کہ دراصل رسول اللہ ﷺ نے ایک آزاد عورت سے نکاح متعہ کیا تھا جس کے متعلق آپ کی ازواج میں سے کسی کو خبر ہوگئی تو اس نے آپ پر بدکاری کی تہمت لگادی۔آپ ﷺ نے انہیں سمجھایا کہ وہ میرے لیے حلال تھی کیونکہ یہ ایک مقررہ مدت کیلئے نکاح ہے لہٰذا تم اس بات کو مخفی رکھنا مگر ہوا یہ کہ ازواج میں سے کچھ کو خبر ہوگئی۔

سوال یہ ہے کہ کیا ازواج مطہرات میں سے کوئی خاتون رسول اللہ ﷺ پر بدکاری کی تہمت لگا سکتی ہیں؟ یا بفرض محال اگر ایسا ہوا ہے تو رسول اللہ ﷺ ایسی خاتون کو شرعی سزا دینے کے بجائے نکاح میں رکھنے پر کیوں مجبور ہوئے؟ یا اللہ تعالیٰ نے کیسے برداشت کرلیا؟

رَوَی الصَّادِقُ (ع) بِأَنَّ الْمُتْعَةَ مِنْ دِيْنِيْ وَدِيْنِ آبَائِيْ فَالَّذِيْ يَعْمَلُ بِهَا يَعْمَلُ بِدِيْنِنَا وَالَّذِيْ يُنْكِرُهَا يُنْكِرُ دِيْنَنَا بَلْ إِنَّهُ يَدِيْنُ بِغَيْرِ دِيْنِنَا ، وَوَلَدُ الْمُتْعَةِ أَفْضَلُ مِنْ وَلَدِ الزَّوْجَةِ الدَّائِمَةِ ،وَمُنْكِرُ الْمُتْعَةِ كَافِرٌ مُرْتَدٌّ .

نقل الکاشانی فی تفسیره (منهج الصادقین) بالفارسیة ما ترجمته بالعربیة : بطلان عقائد الرافضة للتونسوي:و:عجالة حسنة : باللغة الأردية وهی ترجمة لرسالة المتعة للمجلسی: المکتبة الشاملة .

حضرت امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا ہے کہ چونکہ متعہ میرے اور میرے آباؤ اجداد کے دین میں سے ہے پس جو شخص متعہ کرتا ہے وہ ہمارے دین پر عمل کرتا ہے اور جو اس کا انکار کرتا ہے وہ ہمارے دین کا منکر اور کسی اور دین کا پیروکار ہے۔یاد رکھو کہ متعہ کی اولاد مستقل ودائمی منکوحہ بیوی کی اولاد سے افضل ہے۔اور متعہ کا منکر کافر و مرتد ہے۔

Marfat.com

... أَنَّهُ ﷺ قَالَ" مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّةً كَانَ دَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ الْحُسَيْنِ (ع) وَمَنْ تَمَتَّعَ مَرَّتَيْنِ فَدَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ الْحَسَنِ (ع) وَمَنْ تَمَتَّعَ ثَلاثَ مَرَّاتٍ كَانَ دَرَجَتُهُ كَدَرَجَةِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ (ع) وَمَنْ تَمَتَّعَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَدَرَجَتُهُ كَدَرَجَتِيْ.

تفسير منهج الصادقين، للشيخ فتح الله الكاشاني ص 356،

شیخ فتح اللہ الکاشانی نے اپنی تفسیر منہج الصادقین میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ایک بار متعہ کرے وہ حسین (ع) کے درجہ پر ہے اور جو دو بار متعہ کرے وہ حسن کے درجہ پر اور جو تین بار متعہ کر لے وہ علی بن ابوطالب کے درجہ پر اور جو چار مرتبہ متعہ کر لے وہ میرے درجہ کو پہنچ گیا۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کے درجہ پر۔

عَنْ زُرَارَةَ قَالَ جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيُّ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) فَقَالَ لَهُ مَا تَقُولُ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَقَالَ أَحَلَّهَا اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ وَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ فَهِيَ حَلَالٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَقَالَ يَا أَبَا جَعْفَرٍ مِثْلُكَ يَقُولُ هٰذَا وَ قَدْ حَرَّمَهَا عُمَرُ وَ نَهَى عَنْهَا فَقَالَ وَ إِنْ كَانَ فَعَلَ قَالَ إِنِّي أُعِيذُكَ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ أَنْ تُحِلَّ شَيْئاً حَرَّمَهُ عُمَرُ قَالَ فَقَالَ لَهُ فَأَنْتَ عَلَى قَوْلِ صَاحِبِكَ وَ أَنَا عَلَى قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَهَلُمَّ أُلَاعِنْكَ أَنَّ الْقَوْلَ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَ أَنَّ الْبَاطِلَ مَا قَالَ صَاحِبُكَ قَالَ فَأَقْبَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَيْرٍ فَقَالَ يَسُرُّكَ أَنَّ نِسَاءَكَ وَ بَنَاتِكَ وَ أَخَوَاتِكَ وَ بَنَاتِ عَمِّكَ يَفْعَلْنَ قَالَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) حِينَ ذَكَرَ نِسَاءَهُ وَ بَنَاتِ عَمِّهِ.

ألكافي

زارہ کی روایت ہے کہ عبداللہ بن عمیر لیثی نے امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ حضرت متعہ کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور بزبان نبی ﷺ اسے حلال قرار دیا ہے لہٰذا قیامت تک حلال ہے۔ عبداللہ بن عمیر لیثی نے عرض کیا حضرت آپ جیسا شخص اس طرح کی بات کہتا ہے حالانکہ عمر نے اسے حرام ٹھہرایا اور منع کیا؟ فرمایا: چاہے عمر نے ایسا کیا ہو۔ لیثی نے کہا میں اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں اس بات سے کہ آپ اس چیز کو حلال کہہ رہے ہیں حالانکہ عمر حرام قرار دے چکے ہیں۔ حضرت امام نے فرمایا: تو تم اپنے عمر کے قول پر ڈٹے رہو مگر میں رسول اللہ ﷺ کے قول پر قائم ہوں اور آؤ میں تم سے برأت کا اظہار کرتا ہوں کیونکہ بات وہی قابل عمل ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے اور یاد رکھو کہ جو تمہارے آقا (حضرت عمر) نے کہا ہے وہ سراسر باطل ہے۔ اس کے بعد عبداللہ بن عمیر لیثی آپ کے قریب ہوئے اور عرض کیا: حضرت یہ فرمائیے کہ

Marfat.com

کیا آپ اس بات پر خوش ہیں کہ اگر آپ کے گھر کی خواتین: بیٹیاں، خالائیں، چچازاد بہنیں متعہ کریں؟ جب آپ کی خواتین اور چچازاد بہنوں کا نام آیا تو حضرت امام نے عبداللہ بن عمیر کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

سوال یہ ہے کہ جب چوتھی بار متعہ کرنے والا رسول اللہ ﷺ کے درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ جب متعہ کی اولاد۔ منکوحہ بیوی کی اولاد سے افضل ہے تو پھر معاشرے کے اشراف کی بہو بیٹیوں کیلئے اس میں وجہ ننگ و عار کیا ہے؟ حالانکہ متعہ کے بعد غسل کے ہر طرۂ آب سے فرشتے وجود پاتے اور متعہ کرنے والے کیلئے دعائے مغفرت اور منکر متعہ کو لعنت کرتے ہیں۔

متعہ کے باب میں نو سے دس سال کی بچیوں کیلئے متعہ اور دبر میں وطی مباح رکھنا۔ لونڈیوں کے مالکان کو تحلیل و تحریم کا اختیار دینا کہ وہ اپنی لونڈی کسی دوسرے کو وطی کیلئے دے سکتا ہے۔ ہر پسند کی عورت کو متعہ کی دعوت دینا اور اس بات کی تفتیش نہ کرنا کہ وہ پہلے سے کسی کے نکاح میں ہے۔ اور کسی بھی مرد کو لاتعداد عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دے دینا۔

سوال یہ ہے کہ متعہ کے باب میں ان فضائل اور سہولتوں کی موجودگی میں پاکدامنی کا تصور کیا ہوگا؟۔ اور ایسی خواتین جو معاشرے میں معمولی اجرت پر دستیاب ہوں۔ قانون کی نظر میں انہیں کیا نام دیا جائے؟ اور قحبہ گری کو کس قانون کی رو سے حرام کہا جائے اور کیوں؟

مجھ کو بھی نظر آتی ہے یہ بوقلمونی
وہ چاند، یہ تارا ہے، وہ پتھر یہ نگیں ہے
دیتی ہے مری چشم بصیرت بھی یہ فتویٰ
وہ کوہ، یہ دریا ہے، وہ گردوں یہ زمیں ہے
حق بات کو لیکن چھپا کر نہیں رکھتا
تو، ہے تجھے جو کچھ نظر آتا ہے، نہیں ہے

ضرب کلیم

Marfat.com

متعہ: اہل سنت والجماعت کا مسلک

اہل سنت والجماعت کے مسلک کا اجمالی مفہوم یہ ہے کہ:

نِكَاحُ الْمُتْعَةِ : هُوَ النِّكَاحُ لِأَجَلٍ ، فَلَوْ قَالَ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِيْ فُلَانَةَ شَهْرًا ، فَإِنَّهُ يَكُوْنُ نِكَاحَ مُتْعَةٍ ، وَهُوَ بَاطِلٌ وَمِثْلُ ذَالِكَ مَا إِذَا أَقَّتَ بِمُدَّةِ عُمْرِهَا أَوْ عُمْرِهِ ، فَلَوْ قَالَ لَهُ الْوَلِيُّ : زَوَّجْتُكَ فُلَانَةَ مُدَّةَ عُمْرِهَا بَطَلَ الْعَقْدُ وَذَالِكَ لِأَنَّ مُقْتَضَى الْعَقْدِ أَنْ تَبْقَى آثَارُهُ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلِهَذَا يَصِحُّ لِلزَّوْجِ تَغْسِيْلُ لِزَوْجَتِهِ ، وَمَعْنَى التَّأْقِيْتِ بِمُدَّةِ الْحَيَاةِ تَنْقَضِيْ أَنَّ الْعَقْدَ يَنْتَهِيْ بِالْمَوْتِ .

كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، تاليف الشيخ العلامة عبدالرحمن الجزيرى زين الله وجهه، كتاب النكاح :النكاح المؤقت او نكاح المتعة : الناشر دارالكتب العلمية بيروت.

نکاح متعہ ایک مقرر مدت کیلئے ہوتا ہے مثال کے طور پر اگر کسی نے خاتون کے ولی سے کہا کہ اسے ایک ماہ کیلئے میرے نکاح میں دے دو تو یہ نکاح متعہ کی تعریف میں آتا ہے لہٰذا یہ نکاح باطل ہے۔ اسی طرح نکاح میں لڑکی یا لڑکے دونوں میں سے کسی ایک کیلئے مدت عمر کی قید لگانے سے نکاح نہیں ہوگا۔ مثال کے طور پر نکاح میں لڑکی کا ولی اگر یہ کہہ دے کہ فلاں خاتون مدت عمر کیلئے میں تمہارے نکاح میں دیتا ہوں تو نکاح باطل ہو جائے گا۔ اس لیے کہ عقد نکاح اس بات کا متقاضی ہے کہ زوجین کی موت کے بعد بھی اس کے آثار باقی رہیں۔ اسی بنیاد پر شوہر کا بیوی کو غسل دینا درست ہے۔ جبکہ نکاح میں مدت عمر کی قید کے باعث موت کے ساتھ ہی عقد نکاح بھی ختم ہو جاتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ نکاح کا معاملہ صرف موت کے ساتھ ختم نہیں ہو جاتا بلکہ یہ ایک ایسا رشتہ ہے کہ جنتی میاں بیوی وہاں بھی اگر چاہیں تو ایک ساتھ رہ سکتے ہیں۔ جبکہ نکاح میں مدت عمر کی قید کے باعث موت کے ساتھ ہی عقد نکاح بھی ختم ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف قیامت کا ایک صفاتی نام ہے " یوم التلاق " یعنی یوم ملاقات۔ جہاں بہت سی ملاقاتوں کے ساتھ ساتھ محبت کرنے والے جوڑے بھی کبھی نہ بچھڑنے کیلئے ملا دیئے جائیں گے کیونکہ سچی محبت کی تکمیل کیلئے اصل وہی دنیا مناسب ہے جہاں موت منتظر نہیں ہوگی اور نہ دل پہ کوئی الزام آئے گا کہ:

لمحوں میں صدیوں کا پیار مانگے ہے
دلِ خودغرض وقت سے فرار مانگے ہے

اظہر ناظر

Marfat.com

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَہٗ بِیَمِیْنِہٖ () فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا () وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰٓی اَھْلِہٖ مَسْرُوْرًا ()

۸۴- الانشقاق ۷/۹

پھر جس کا نامۂ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا اور اپنے گھر والوں کی طرف خوش خوش پلٹے گا۔ " وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰٓی اَھْلِہٖ مَسْرُوْرًا " اور اپنے گھر والوں کی طرف خوش خوش پلٹے گا۔

:01 گھر والوں سے مراد اس دنیا والے اہل وعیال ہیں۔ اور مغفرت کی صورت میں مومن کو ان سے ملایا جائے گا تا کہ اپنی نجات کی انہیں خوشخبری دے سکے۔

:02 دوسری مراد وہ گھر والے ہیں جو اللہ تعالیٰ جنتیوں کو وہاں عطا فرمائے گا۔

میں اس مضمون پر کئی روز غور و فکر کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جس انسان کی مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا تو اسے پروانہ عطا فرمائے جانے سے پہلے ہی اس کے گھر والوں کو پروانہ عطا ہو چکا ہوگا تا کہ اسے پروانۂ نجات کے علاوہ گھر والوں سے ملا کر اس کی خوشیاں دوبالا کر دی جائیں اور یہ میرے رحیم رب کی طرف سے انتہائے رحمت کا مظاہرہ ہے۔ مگر جو لوگ اسی دنیا میں ایک دوسرے کیلئے عذاب ثابت ہوتے ہیں ان کے اتنے نصیب کہاں؟ جس کے بعد ہم اپنے مسلک کی وضاحت کرتے ہیں۔

یہ تفصیل گزر چکی ہے کہ شیعہ حضرات نے سورہ نساء کی آیت نمبر ۲۴ کے ایک جزء " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ مِنْھُنَّ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ فَرِیْضَۃً وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا تَرٰضَیْتُمْ بِہٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِیْضَۃِ " ۰۴ : اَلنساء : ۲۴ سے جواز متعہ پر استدلال کرتے ہوئے اس طرح ترجمہ کیا ہے:

" پھر ان میں سے جن سے تم متعہ کرلو تو مقرر کیا ہوا مہر ان کو دے دو۔ اور مہر مقرر ہو جانے کے بعد آپس میں اگر تم کچھ کمی بیشی پر راضی ہو جاؤ تو تم پر کوئی الزام نہیں ہے۔ بے شک اللہ صاحب حکمت ہے۔"

ترجمہ قرآن مولانا مقبول دہلوی (شیعہ عالم (انٹرنیٹ)

جس کے بعد اہل سنت والجماعت کے مسلک کو سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ سورہ نساء کی اس آیت کے ساتھ پہلی دو آیات بھی سامنے رکھ لی جائیں جن میں محرمات کا ذکر ہے جس کی تفصیل بعد میں "محرمات" کے عنوان کے تحت بیان ہوگی۔ اور یہ اس لیے ضروری ہے کہ سیاق و سباق کو ملحوظ رکھے بغیر آیت کا سمجھنا آسان نہیں۔

" وَلَا تَنْکِحُوْا مَا نَکَحَ اٰبَآؤُکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّمَقْتًا وَسَآءَ سَبِیْلًا () حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھٰتُکُمْ وَبَنٰتُکُمْ وَاَخَوٰتُکُمْ وَعَمّٰتُکُمْ وَخٰلٰتُکُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَ

Marfat.com

اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِیْضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا تَرٰضَیْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِیْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۝ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَیٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ! فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَیْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَیْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ النساء ۲۲/۲۵

اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں ان سے ہرگز نکاح نہ کرو مگر جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا درحقیقت یہ ایک بے حیائی کا فعل ہے، ناپسندیدہ ہے اور برا چلن ہے۔ تم پر حرام کر دی گئی ہیں تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں، اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کی لڑکیاں جنہوں نے تمہاری گودوں میں پرورش پائی ہے۔ ان بیویوں کی لڑکیاں جن سے تمہارا ازدواجی تعلق قائم ہو چکا ہو ورنہ بغیر ازدواجی تعلق قائم ہوئے انہیں چھوڑ کر ان کی لڑکیوں سے نکاح کر لینے میں کوئی مواخذہ نہیں ہے اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری صلب سے ہوں اور یہ بھی تم پر حرام کر دیا گیا ہے کہ ایک نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرو مگر جو پہلے ہو گیا سو ہو گیا اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور وہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں جو (محصنات) کسی دوسرے کے نکاح میں ہوں البتہ ایسی عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں جو تمہارے ملک یمین میں آ جائیں یہ اللہ کا قانون ہے۔ جس کی پابندی تم پر لازم کر دی گئی ہے ان کے ماسوا جتنی عورتیں ہیں انہیں اپنے اموال کے ذریعے حاصل کرنا تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے بشرطیکہ حصار نکاح میں انہیں محفوظ کرو نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو پھر جو ازدواجی زندگی کا لطف تم ان سے اٹھاؤ اس کے بدلے ان کے مہر بطور فرض کے ادا کرو البتہ مہر کی مقدار مقرر ہو جانے کے بعد آپس کی رضامندی سے تمہارے درمیان کوئی سمجھوتہ ہو جائے تو اس میں کوئی حرج

Marfat.com

نہیں اللہ علم والا اور دانا ہے۔اور جو شخص تم میں سے اتنی قدرت نہ رکھتا ہو کہ خاندانی پاکدامن عورتوں (محصنات) سے نکاح کر سکے اسے چاہیے کہ تمہاری ان لونڈیوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح کرلے جو تمہارے قبضے میں ہوں اور ایمان والیاں ہوں اللہ تمہارے ایمانوں کا حال خوب جانتا ہے تم سارے ایک دوسرے سے ہو لہٰذا ان کے سرپرستوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کرلو اور معروف طریقے سے ان کے مہر ادا کردو تاکہ وہ نکاح کے بندھن میں پاکدامن ہو کر زندگی گزاریں اور آزاد طریقے سے شہوت رانی یا چوری چھپے آشنانہ بناتی پھریں اور اس کے بعد کسی بدچلنی کی مرتکب ہوں تو ان پر اس سزا کی بنسبت آدھی سزا ہے جو خاندانی پاکدامن عورتوں کے لیے مقرر ہے یہ سہولت تم میں سے ان لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے جن کو شادی نہ کرنے سے نفس پہ قابو نہ رکھ سکنے کا اندیشہ ہو لیکن اگر تم صبر کرو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالی نے سب سے پہلے ان خواتین کا ذکر فرمایا ہے جن کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا۔جس کے بعد فرمایا کہ ان کے علاوہ جتنی عورتیں ہیں ان سے نکاح درست ہے بشرطیکہ ان کے ساتھ نیک نیتی سے مستقل طور پر نکاح کرو نہ کہ شہوانی جذبہ کے تحت عارضی طور پر۔پھر جب نکاح کی صورت میں ازدواجی سکون حاصل کرچکو تو اب مقررہ مہر کی ادائیگی میں مزید تاخیر نہ کرو بلکہ اللہ کی طرف سے فریضہ تصور کرتے ہوئے خوش اسلوبی سے ادا کردو۔لیکن اگر تقرر مہر کے بعد زوجین برضا و رغبت کسی کمی بیشی پر متفق ہو جاتے ہیں تو یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے، رشتہ دار یا قاضی مداخلت نہ کرے۔اس تفصیل کے بعد ان لوگوں کیلئے سہولت کا ذکر فرمایا جو آزاد عورت کا مہر ادا نہیں کرسکتے کہ وہ مالکوں کی اجازت سے لونڈیوں کے ساتھ نکاح کرلیں۔تاکہ وہ نکاح کے بندھن ںیں پاکدامن ہو کر زندگی گزاریں اور آزاد طریقے سے شہوت رانی یا چوری چھپے آشنانہ بناتی پھریں۔اور یہ سہولت بھی ان لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے جن کو شادی نہ کرنے سے نفس پہ قابو نہ رکھ سکنے کا اندیشہ ہو وگرنہ صبر کے ساتھ انتظار بہتر اور متعہ کا مفہوم اخذ کرنا عبث ہے بلکہ اصل صورت حال یہ ہے۔

"قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ عَطْفٌ عَلَى مَا تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ مِنْ إِبَاحَةِ نِكَاحِ مَا وَرَاءَ الْمُحَرَّمَاتِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى" وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ " ثم قال "فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ "يعنى: دخلتم بهن" فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً "كَامِلَةً ,وَهُوَ كَقَوْلِهِ تَعَالَى" وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً "النساء ۴: وقوله تَعَالَى" فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئاً " النساء : ۲۰. وَالِاسْتِمْتَاعُ هُوَ الِانْتِفَاعُ،وَهُوَ هَهُنَا كِنَايَةٌ عَنِ الدُّخولِ:

Marfat.com

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى " أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِیْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا" الأحقاف: ۲۰ :يَعْنِی تَعَجَّلْتُمْ الِانْتِفَاعَ بِهَا، وَقَالَ: (فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ) (التوبة: ۶۹) يَعْنِی: بِحَظِّكُمْ وَنَصِيبِكُمْ مِنَ الدُّنْيَا "

أحكام القرآن للجصاص رحمه الله تعالى : سورة النساء :باب المتعة .

امام ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آیت " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ " پہلی آیت کے حکم پر عطف ہے: یعنی اللہ تعالیٰ نے محرمات کی تفصیل بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ "وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ" ان محرمات کے علاوہ تمام خواتین سے نکاح کرنا حلال ہے مگر اس کیلئے لازم ہے کہ " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ "الخ ...جب تم ان سے ازدواجی سکون اور لذت (دخول) حاصل کر چکو تو ان کے مقرر کیے ہوئے مہر کی کل رقم ادا کردو۔ جیسا کہ سورہ نساء کی آیت نمبر ۴ میں حکم ہے کہ اپنی بیویوں کو خوش دلی سے مہر ادا کردو۔ اسی طرح سورہ نساء کی آیت نمبر ۲۰ میں حکم ہے کہ اگر تم بیویوں کو مہر کے طور پر خزانہ کا خزانہ دے چکے ہو تو بھی علیحدگی کی صورت میں ان سے کچھ بھی واپس نہ کرو۔

الِاسْتِمْتَاعُ : کے اصل معنی انتفاع ہی کے ہیں مگر یہاں سورہ نساء کی آیت نمبر ۲۴ میں استمتاع دخول کے معنی میں بطور کنایہ استعمال ہوا ہے۔ جبکہ قرآن کریم میں ہی مطلق انتفاع کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے مثال کے طور پر" يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ط أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِیْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا " جس روز کافر جہنم کے سرے پر لائے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ تم نے اپنی نیکیاں دنیا کی زندگی میں ہی برباد کر ڈالیں اور ان سے اپنے حصے کا دنیا میں فائدہ اٹھا چکے۔

لہٰذا سیاق وسباق اور پوری آیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارے ہاں آیت کے اس حصے میں متعہ کے بجائے صرف منکوحہ عورتوں کے مہر کا ذکر ہے متعہ کا نہیں۔ مگر بعض حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم یا تابعین میں سے جو حضرات متعہ کے جواز کے قائل تھے وہ وہی معنی مراد لیتے رہے ہیں جو شیعہ حضرات کے ہاں بھی مسلم ہے۔ مگر یہ رائے جمہور علمائے اہل سنت والجماعت کے ہاں شاذ اور نا قابل عمل ہے۔

01: " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ "اِخْتَلَفُوا فِی مَعْنَاهُ، فَقَالَ الْحَسَنُ وَمُجَاهِدٌ: أَرَادَ مَا انْتَفَعْتُمْ وَتَلَذَّذْتُمْ بِالْجِمَاعِ مِنَ النِّسَاءِ بِالنِّكَاحِ الصَّحِيحِ، (فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ) أَیْ: مُهُورَهُنَّ، وَقَالَ آخَرُونَ: هُوَ نِكَاحُ الْمُتْعَةِ وَهُوَ أَنْ يَنْكِحَ امْرَأَةً إِلَى مُدَّةٍ فَإِذَا انْقَضَتْ تِلْكَ الْمُدَّةُ بَانَتْ مِنْهُ بِلَا طَلَاقٍ،

Marfat.com

وَتَسْتَبْرِءُ رَحِمَهَا وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا مِيرَاثٌ، وَكَانَ ذَلِكَ مُبَاحًا فِي ابْتِدَاءِ الْإِسْلَامِ، ثُمَّ نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

تفسیر البغوی تفسیر لآیۃ ۲۴ من النساء

اس آیت کی تفسیر میں اہل علم کے ہاں اختلاف رائے موجود ہے۔ حضرت حسن بصری اور مجاہد کی تفسیر کے مطابق مفہوم یہ ہے کہ جب تم نکاح کے بعد ازدواجی زندگی کا لطف اٹھا چکو تو بیویوں کو ان کے مہر ادا کر دو۔ اور دوسرے اہل علم کے نزدیک یہاں نکاح متعہ مراد ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ ایک مدت کیلئے نکاح کرے۔ جب مدت ختم ہو جائے تو بغیر طلاق کے عورت بائن ہو جاتی ہے مگر استقرار حمل سے رحم کی صفائی دیکھنے کیلئے ایک حیض کا انتظار ضروری ہے۔ اس نکاح میں دونوں مرد عورت کے درمیان وراثت قائم نہیں ہوتی۔ ایسا نکاح شروع اسلام میں مباح تھا مگر بعد میں رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا تھا۔

02: " وَقَدِ اسْتَدَلَّ بِعُمُومِ هَذِهِ الْآيَةِ عَلَى نِكَاحِ الْمُتْعَةِ، وَلَا شَكَّ أَنَّهُ كَانَ مَشْرُوعًا فِي ابْتِدَاءِ الْإِسْلَامِ، ثُمَّ نُسِخَ بَعْدَ ذَلِكَ. وَقَدْ ذَهَبَ الشَّافِعِيُّ وَطَائِفَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ إِلَى أَنَّهُ أُبِيحَ ثُمَّ نُسِخَ، ثُمَّ أُبِيحَ ثُمَّ نُسِخَ، مَرَّتَيْنِ. وَقَالَ آخَرُونَ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، وَقَالَ آخَرُونَ: إِنَّمَا أُبِيحَ مَرَّةً، ثُمَّ نُسِخَ وَلَمْ يُبَحْ بَعْدَ ذَلِكَ — وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَطَائِفَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ الْقَوْلُ بِإِبَاحَتِهَا لِلضَّرُورَةِ، وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى. وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَالسُّدِّيُّ يَقْرَءُونَ: " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً. "وَقَالَ مُجَاهِدٌ: نَزَلَتْ فِي نِكَاحِ الْمُتْعَةِ، وَلَكِنَّ الْجُمْهُورَ عَلَى خِلَافِ ذَلِكَ "

ابن کثیر تفسیر لآیۃ ۲۴ من النساء

اس آیت میں عموم کے پیش نظر نکاح متعہ کے جواز پر استدلال کیا گیا ہے۔ اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ شروع اسلام میں نکاح متعہ مشروع تھا جسے بعد میں منسوخ کر دیا گیا۔ امام شافعی اور علمائے سلف میں سے ایک گروہ کی رائے ہے کہ اس کی اباحت و حرمت کا حکم دو بار آیا ہے۔ جبکہ بعض علماء دو سے زیادہ مرتبہ کے قائل ہیں۔ ایک تیسرے گروہ کی رائے ہے کہ ایک ہی بار مباح کیا گیا اور پھر حرمت کے بعد کبھی مباح نہیں رہا۔ حضرت ابن عباس اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک گروہ کے نزدیک ضرورت کے وقت متعہ کی اباحت مروی ہے جسے امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔ ابن عباس، ابی بن کعب، سعید بن جبیر، اور سدی رحمہم اللہ کی قراءت میں "إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى"

Marfat.com

کے اضافہ سے آیت اس طرح ہے'' فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً '' پس جب تم ان سے ایک معین مدت تک مستفید ہو چکو تو ان کے اجور یعنی مہر ادا کر دو۔ اور مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت متعہ کے جواز میں نازل ہوئی ہے مگر یہ نظریہ جمہور علمائے امت کے خلاف ہے۔

03: قَوْلُهُ تَعَالَى '' فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ '' حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ :سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ :كَانَتْ مُتْعَةُ النِّسَاءِ فِي أَوَّلِ الإِسْلامِ، كَانَ الرَّجُلُ يَقْدُمُ الْبَلْدَةَ، لَيْسَ مَعَهُ مَنْ يُصْلِحُ لَهُ ضَيْعَتَهُ وَلا يُصْلِحُ بِحِفْظِ مَتَاعِهِ، فَيَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ إِلَى قَدْرِ مَا يَرَى أَنَّهُ يَفْرُغُ مِنْ حَاجَتِهِ، فَتَنْظُرُ لَهُ مَتَاعَهُ وَتُصْلِحُ لَهُ ضَيْعَتَهُ، وَكَانَ يَقُولُ: فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ نَسَخَتْهَا مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَكَانَ الإِحْصَانُ بِيَدِ الرَّجُلِ، يُمْسِكُ مَتَى شَاءَ وَيُطَلِّقُ مَتَى شَاءَ.

تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم وهوأبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس بن المنذر التميمي، الحنظلي، الرازي ابن أبي حاتم (المتوفى 327 :هـ. : تفسير لآية ٢٤ من النساء : المحقق :أسعد محمد الطيب:الناشر :مكتبة نزار مصطفى الباز -المملكة العربية السعودية، الطبعة :الثالثة 1419 -هـ.

حضرت امام ابن ابی حاتم نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن کعب القرظی رحمہم اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں رواج یہ تھا کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے علاقے میں جاتا جہاں اس کی اور اس کے سامان کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو وہ اپنے عرصۂ قیام کے لحاظ سے کسی عورت سے نکاح کر لیتا تھا جو اس کے سامان کی حفاظت کے ساتھ اس شخص کی دیکھ بھال بھی کرتی۔ پھر فرمایا کہ اس کے بعد آیت ''مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ '' نکاح کر کے پاکدامنی کی زندگی گزارنے والے نہ آزاد شہوت رانی کرنے والے: نے اس ابتدائی عارضی نکاح کی سہولت کو منسوخ کر دیا اور طلاق کا حق مرد کے پاس منتقل ہو گیا وہ جب تک چاہے تو بیوی کی حیثیت سے رکھے اور جب چاہے تو طلاق سے فارغ کر دے۔

الدر المنثور للسيوطي رحمه الله في نفس الآية.

وَأخرج الطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِيْ اَوَّلِ الْإِسْلَامِ وَكَانُوْا يَقْرأُوْنَ هَذِه الْآيَةَ '' فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أجل مُسَمًّى ''

طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے اپنی السنن الکبری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ اثر روایت

Marfat.com

کیا ہے کہ اسلام کے شروع زمانے میں متعہ مباح تھا جس کے ثبوت میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اسی آیت سے استدلال کرتے تھے۔

المصدر السابق

وَأَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ الْأَنْبَارِيُّ فِيْ " الْمَصَاحِفْ " وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ مِنْ طُرُقٍ عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ قَالَ :قَرَأْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ فَرِيضَةً " قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى " فَقُلْتُ مَا نَقْرَؤُهَا كَذٰلِكَ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَاللّٰهِ لَأَنْزَلَهَا اللّٰهُ كَذٰلِكَ.

المصدر السابق

امام عبد بن حُمید، ابن جریر الطبری اور ابن الْأَنْبَارِی نے " اَلْمَصَاحِف " میں اور حاکم نے المستدرک میں ابونضرہ کی یہ روایت بیان کرتے ہوئے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے آیت اس طرح پڑھی " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ فَرِيضَةً " جن عورتوں سے تم ازدواجی سکون حاصل کر چکو انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر ادا کر دو۔ تو حضرت ابن عباس نے فرمایا نہیں بلکہ آیت کو اس طرح پڑھو " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أجل مُسَمًّى " جن عورتوں سے تم مقررہ مدت تک فائدہ اٹھا چکو تو ان کو مقرر کی ہوئی اجرت ادا کرو۔ عرض کیا: حضرت مگر ہم تو اس طرح نہیں پڑھتے؟ فرمایا: اللہ کی قسم! اس نے اسی طرح نازل فرمائی ہے۔

وَأَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ جَرِيْرٍ عَن قَتَادَةَ قَالَ :فِي قِرَاءَةِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أجل مُسَمًّى "

المصدر السابق

امام عبد بن حُمید اور ابن جریر الطبری نے بحوالہ قتادہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت میں آیت اسی طرح ہے " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى "۔ ابن ابی داود نے " اَلْمَصَاحِف " میں سعید بن جبیر نے بھی حضرت ابی بن کعب کی اسی قرأت کی تائید کی ہے۔

وَأَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ " قَالَ: يَعْنِي نِكَاحَ الْمُتْعَةِ.

المصدر السابق

Marfat.com

امام عبد بن حُمید اور ابن جریر الطبری نے مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ " سے مراد نکاح متعہ ہے۔

أَخْرَجَ أَبُوْ دَاوُدَ فِيْ نَاسِخِهِ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَالنَّحَاسُ مِنْ طَرِيْقِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهِ " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ فَرِيضَة " قَالَ: نَسَخَتْهَا " يَا أَيها النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ " ٦٥: الطَّلاق ١ : " وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلاثَةَ قُرُوْءٍ " ٠٢: اَلْبَقَرَة : ٢٢٨ : " وَاللَّائِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلاثَةُ أَشْهُرٍ " ٦٥: الطَّلاق ٤

المصدر السابق

امام ابوداود، امام ابن المنذر اور امام النحاس نے اپنی اپنی " الناسخ والمنسوخ " میں عطا بن ابی رباح کے حوالہ سے آیت " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ فَرِيضَة " کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کو قرآن کریم کی ان تین آیات نے منسوخ کر دیا ہے 01 : " يَا أَيُّهَا النَّبِي إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ " ٦٥: الطَّلاق ١ : اے نبی اپنی امت کو حکم دو کہ جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت کے دنوں کے آغاز میں انہیں طلاق دو: 02:" وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلاثَةَ قُرُوْءٍ " ٠٢: اَلْبَقَرَة : ٢٢٨ : طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں: 03: وَاللَّائِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلاثَةُ أَشْهُرٍ " ٦٥: الطَّلاق ٤ : تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہوگئی ہوں، اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔

اس روایت کی روشنی میں یہ بات سمجھ آتی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، سورۃ النساء آیت " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ فَرِيضَة " میں " فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ " سے مراد تو متعہ ہی لیتے ہیں مگر ان آیاتِ طلاق و عدت کی روشنی میں اسے منسوخ تسلیم کرتے ہیں کیونکہ متعہ میں عدت اور طلاق کا تصور نہیں بلکہ ایک عارضی سہولت ہے۔

وَ أَخْرَجَ أَبُوْ دَاوُدُ فِيْ نَاسِخِهِ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَالنَّحَاسُ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: نَسَخَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ الْمُتْعَةَ.

المصدر السابق

امام ابوداود نے اپنی " الناسخ والمنسوخ " میں امام ابن المنذر نے اور امام النحاس نے اپنی " الناسخ والمنسوخ " میں اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت سعید بن المسیب کا قول نقل کیا ہے کہ آیۃ

Marfat.com

میراث نے متعہ کی اجازت منسوخ کردی ہے۔

وَأَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ :الْمُتعَةُ مَنْسُوْخَةٌ نَسَخَهَا الطَّلَاقُ وَالصَّدَقَةُ وَالْعِدَّةُ وَالْمِيْرَاثُ.

المصدر السابق

حضرات ائمہ عبدالرزاق، ابن المنذر وبیھقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے نکاح متعہ منسوخ ہو چکا ہے کیونکہ اس اباحت کو قرآن کی آیاتِ طلاق، صدقہ، عدت اور میراث نے منسوخ کردیا ہے۔

وَأخرج البُخَارِيّ عَن أبي جَمْرَة قَالَ: سُئِلَ ابْن عَبَّاس عَن مُتعَة النِّسَاء فَرخص فِيهَافَقَالَ لَهُ مولى لَهُ: إِنَّمَا كَانَ ذَلِك وَفِي النِّسَاء قلَّة وَالْحَال شَدِيد فَقَالَ ابْن عَبَّاس:نعم.

المصدر السابق

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عورتوں کے ساتھ متعہ کے متعلق سوال کیا تھا تو آپ نے رخصت بیان فرمائی مگران کے آزاد کردہ غلام نے عرض کیا: حضرت کیا یہ رخصت ایسے حالات میں نہ تھی کہ عورتوں کی قلت کے باعث اضطراری حالت تھی؟ یعنی حالت جنگ میں تو آپ نے فرمایاہاں ایسا ہی ہے۔

وَأخرج الْبَيْهَقِيّ عَن عَليّ قَالَ :نهى رَسُول اللّٰه ﷺ عَن الْمُتعَة وَإِنَّمَا كَانَت لمن لم يجدفَلَمَّا نزل النِّكَاح وَالطَّلَاق وَالْعدة وَالْمِيرَاث بَين الزَّوْج وَالْمَرْأَة نسخت.

المصدر السابق

حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے سے منع فرمادیا تھا اور جب اس کی اجازت تھی وہ کسی مجبوری کی حالت میں تھی نہ کہ عام حالات میں۔ پھر آیات نکاح وطلاق، عدت اور میاں بیوی کے درمیان میراث نازل ہوئیں تو آیت متعہ منسوخ ہوگئی۔

فَقَالَ ابْن عَبَّاس: فعلت مَعَ إِمَام الْمُتَّقِينَ فَقَالَ ابْن أبي عمْرَة:اللَّهُمَّ غفرا.إِنَّمَا كَانَت الْمُتعَة رخصَة كالضرورة إِلَى الْميتَة وَالدَّم وَلحم الْخِنْزِير ثمَّ أحكم الله الدّين بعد.

المصدر السابق

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے عہد رسالت میں متعہ کیا ہے اس پر ابن ابی عمرہ نے کہا۔ یا اللہ معافی۔ حضرت یہ تو ابتدائی دور اور اضطراری حالت میں اسی طرح کی ایک رخصت تھی جس طرح کوئی شخص حالت اضطرار میں جان بچانے کی خاطر بادل نخواستہ مردار، خون، اور خنزیر کھالیتا ہے مگر جب اللہ نے اپنا دین مضبوط کر دیا تو اس کی کہاں گنجائش باقی ہے؟

وَأخرج ابن ابی شیبَة عَن الْحسن قَالَ :وَاللّٰه مَا کَانَت الْمُتْعَة إِلَّا ثَلَاثَة أَیَّام أذن لَھُم رَسُول اللّٰه ﷺ فِیھَا مَا کَانَت قبل ذٰلِک وَلَا بعد.

ابن ابی شیبہ نے حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول نقل کیا ہے کہ بخدا متعہ کی اباحت صرف تین روز کیلئے تھی جس کی رسول اللہ ﷺ نے اجازت فرمائی ورنہ اس سے پہلے اور بعد کبھی مباح نہیں رہا۔

ان آثار کے بعد میں ایک بار پھر پوری آیت کریمہ نقل کرنے کے بعد چند تراجم نقل کرتا ہوں جس کے بعد صحاح کی تمام احادیث نقل ہوں گی جس سے صورت حال واضح ہو جائے گی۔

’’ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَکَتْ أَیْمَانُکُمْ کِتَابَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَأُحِلَّ لَکُمْ مَاوَرَاءَ ذٰلِکُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِکُمْ مُحْصِنِینَ غَیْرَ مُسَافِحِینَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِیضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیمَا تَرَاضَیْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِیضَةِ إِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلِیماً حَکِیماً () ۰۴: النساء : ۲۴‘‘

01: اور وہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں جو کسی دوسرے کے نکاح میں ہوں (محصنات) البتہ ایسی عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں جو جنگ میں تمہارے ہاتھ آئیں۔ یہ اللہ کا قانون ہے جس کی پابندی تم پر لازم کر دی گئی ہے۔ ان کے ماسوا جتنی عورتیں ہیں انہیں اپنے اموال کے ذریعہ سے حاصل کرنا تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے بشرطیکہ حصار نکاح میں ان کو محفوظ کرو، نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو پھر جو ازدواجی زندگی کا لطف تم ان سے اٹھاؤ اس کے بدلے ان کے مہر بطور فرض کے ادا کرو۔ البتہ مہر کی قرارداد ہو جانے کے بعد آپس کی رضامندی سے تمہارے درمیان اگر کوئی سمجھوتہ ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اللہ علیم و دانا ہے۔ تفہیم القرآن از مولانا مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ

02: اور حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آجائیں۔ اللہ تعالیٰ نے احکام تم پر فرض کر دیئے ہیں، اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئیں کہ اپنے مال کے مہر سے تم ان سے نکاح کرنا چاہو، برے کام سے بچنے کیلئے نہ کہ شہوت رانی کرنے کیلئے، اس لیے جن سے تم فائدہ اٹھاؤ ان کا مقرر کیا ہوا مہر دیدو، اور مہر مقرر

Marfat.com

ہو جانے کے بعد تم آپس کی رضامندی سے جو طے کرلو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں بے شک اللہ تعالیٰ علم والا حکمت والا ہے۔

ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی رحمہ اللہ تعالیٰ (اہلحدیث عالم)

03: اور (حلال نہیں) خاوند والی عورتیں مگر جن کے مالک ہو جائیں تمہارے ہاتھ، حکم ہوا اللہ کا تم پر اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں ان کے سوا بشرطیکہ طلب کرو ان کو اپنے مال کے بدلے، قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو، پھر جس کو کام میں لائے تم ان عورتوں میں سے تو ان کو دو ان کے حق جو مقرر ہوئے، اور گناہ نہیں تم کو اس بات میں کہ ٹھہرا لو تم دونوں آپ کی رضا سے مقرر کیے پیچھے، بے شک اللہ ہے خبردار حکمت والا۔

تفسیر عثمانی از علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ (دیوبندی عالم)

04: اور حرام ہیں خاوندوں والی عورتیں، مگر (کافروں کی وہ عورتیں) جو تمہاری ملک میں آ جائیں، فرض کیا ہے اللہ نے (ان احکام) کو تم پر، اور حلال کردی گئی ہیں تمہارے لیے ماسوا ان کے تاکہ تم طلب کرو (ان کو) اپنے مالوں کے ذریعہ پاکدامن بنتے ہوئے نہ زناکار بنتے ہوئے، پس جو تم نے لطف اٹھایا ہے ان سے تو دو ان کو ان کے مہر جو مقرر ہیں اور کوئی گناہ نہیں تم پر جس چیز پر تم آپس میں راضی ہو جاؤ مقرر کیے ہوئے مہر کے بعد بے شک اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے۔

ضیاء القرآن از حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (بریلوی عالم)

: 05 06 : Also (prohibited are) women already married, except those whom your right hands possess, Thus hath Allah ordained (Prohibitions) against you: Except for these, all others are lawful, provided ye seek (them in marriage) with gifts from your property,- desiring chastity, not lust, seeing that ye derive benefit from them, give them their dowers (at least) as prescribed; but if, after a dower is prescribed, agree Mutually (to vary it), there is no blame on you, and Allah is All-knowing, All-wise.

Translation by Abdulla Yusuf Ali.

صورت مسئلہ

قرآن کریم نے محرمات یعنی ان عورتوں کی تفصیل بیان کرنے کے بعد کہ جن سے نکاح کرنا حرام ٹھہرایا گیا ہے، یہ اجازت دی ہے کہ ان کے علاوہ جتنی عورتیں ہیں تم ان سے نکاح کر سکتے ہو۔ بشرطیکہ محض وقتی شہوت رانی کی

Marfat.com

نیت نہ ہو بلکہ مستقل نکاح کی۔اور نکاح کی صورت میں جب تم از دواجی سکون حاصل کرو تو شکرانے اور اعتراف عظمت کے طور پر ان کے مہر ادا کرو البتہ اگر بیوی مہر سے دستبردار ہو جاتی ہے تو اسے اختیار ہے مگر اس کیلئے اسے مجبور کرنا جائز نہیں۔اور بذل شہوت کا دوسرا ذریعہ ہے لونڈیاں جن کا اب تصور ختم مگر اباحت بلا نکاح موجود ہے۔

جبکہ اس آیت سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جماع کے بغیر عورت مہر کی حقدار نہیں، حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی بھی یہی رائے ہے۔مگر چونکہ آیت ''أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم'' میں :ب: الصاق۔کیلئے یعنی تاخیر کو مانع ہے۔جس کی بنا پر جمہور علمائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگرچہ نکاح کے ساتھ ہی عورت کا حق مہر ثابت ہو جاتا ہے۔لیکن قبل از جماع طلاق کی صورت میں نصف مہر کی حقدار ہوگی۔ تفسیر مظہری

چونکہ متعہ کا لفظی مفہوم ہے فائدہ اور لذت حاصل کرنا اور آیت میں لفظ ''فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ'' پس جب تم از دواجی زندگی کا لطف اٹھا چکو :کو سیاق وسباق سے علیحدہ کرتے ہوئے اگر اردو کے بجائے صرف عربی میں ترجمہ ''متعہ'' کر دیا جائے تو بلاشبہ عام آدمی یہی سمجھے گا کہ قرآن کریم منکوحہ بیویوں کے ساتھ ساتھ کچھ ایسی عورتوں سے بھی تعلق کی اجازت دیتا ہے جو معاشرے میں بعض دوسری چیزوں کی طرح کچھ وقت کیلئے اجرت پر حاصل کی جاسکتی ہیں۔جبکہ شیعہ حضرات کی مندرجہ ذیل روایت کے مطابق جب معاشرے کے بڑے بزرگ اپنی عورتوں کے حق میں متعہ کو مناسب نہ سمجھتے ہوں تو اس قسم کی خواتین کا تعین کرنا بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ معاشرے کے کس طبقے سے ہوں؟

عَنْ زُرَارَةَ قَالَ جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيُّ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) فَقَالَ لَهُ مَا تَقُولُ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَقَالَ أَحَلَّهَا اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ وَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ فَهِيَ حَلَالٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَقَالَ يَا أَبَا جَعْفَرٍ مِثْلُكَ يَقُولُ هٰذَا وَ قَدْ حَرَّمَهَا عُمَرُ وَ نَهَى عَنْهَا فَقَالَ وَ إِنْ كَانَ فَعَلَ قَالَ إِنِّي أُعِيذُكَ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ أَنْ تُحِلَّ شَيْئاً حَرَّمَهُ عُمَرُ قَالَ فَقَالَ لَهُ فَأَنْتَ عَلَى قَوْلِ صَاحِبِكَ وَ أَنَا عَلَى قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَهَلُمَّ أُلَاعِنْكَ أَنَّ الْقَوْلَ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَ أَنَّ الْبَاطِلَ مَا قَالَ صَاحِبُكَ قَالَ فَأَقْبَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَيْرٍ فَقَالَ يَسُرُّكَ أَنَّ نِسَاءَكَ وَ بَنَاتِكَ وَ أَخَوَاتِكَ وَ بَنَاتِ عَمِّكَ يَفْعَلْنَ قَالَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) حِينَ ذَكَرَ نِسَاءَهُ وَ بَنَاتِ عَمِّهِ.

الکافی : المجلد الخامس ....مرکز الاشعاع الاسلامی

زارہ کی روایت ہے کہ عبداللہ بن عمیر لیثی نے امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ حضرت

Marfat.com

متعہ کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور بزبان نبی ﷺ اسے حلال قرار دیا ہے لہٰذا قیامت تک حلال ہے۔ عبداللہ بن عمیر لیثی نے عرض کیا حضرت آپ جیسا شخص اس طرح کی بات کہتا ہے حالانکہ عمر نے اسے حرام ٹھہرایا اور منع کیا؟ فرمایا: چاہے عمر نے ایسا کیا ہو۔ لیثی نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں اس بات سے کہ آپ اس چیز کو حلال کہہ رہے ہیں حالانکہ عمر حرام قرار دے چکے ہیں۔ حضرت امام نے فرمایا: تو تم اپنے عمر کے قول پر ڈٹے رہو مگر میں رسول اللہ ﷺ کے قول پر قائم ہوں اور آؤ میں تم سے برأت کا اظہار کرتا ہوں کیونکہ بات وہی قابل عمل ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے اور یاد رکھو کہ جو تمہارے آقا نے کہا ہے وہ سراسر باطل ہے۔ اس کے بعد عبداللہ بن عمیر لیثی آپ کے قریب ہوئے اور عرض کیا: حضرت یہ فرمائیے کہ کیا آپ اس بات پر خوش ہیں کہ اگر آپ کے گھر کی خواتین: بیٹیاں، خالائیں، چچازاد بہنیں متعہ کریں؟ جب آپ کی خواتین اور چچازاد بہنوں کا نام آیا تو حضرت امام نے عبداللہ بن عمیر کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

اہل سنت والجماعت کا نظریہ

وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ ۲۳:المؤمنون ۵-۷

یقیناً وہ لوگ کامیاب ہو گئے جو...... "اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو ان کی ملک یمین میں ہوں کہ ان پر (محفوظ نہ رکھنے میں) وہ قابل ملامت نہیں ہیں البتہ جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں تو وہی زیادتی کرنے والے ہیں۔"

سوال یہ ہے کہ کیا متعہ صرف سورہ المؤمنون کی آیات پانچ اور سات کی رو سے ہی ممنوع وحرام ہے؟۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا نہیں کیونکہ سورہ المؤمنون ساری کی ہے اور مکہ مکرمہ کے درمیانی دور میں نازل ہوئی ہے۔ البتہ قضائے شہوت کیلئے جو اصول بیان ہوا ہے وہ بالاتفاق یہی ہے۔ اور اسی اصول کو سورہ نساء میں بھی دہرایا گیا ہے جو اس کے بعد مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی ہے:" فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَٰثَ وَرُبَٰعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ " اور عورتوں میں سے جو تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کرلو۔ دو دو اور تین تین اور چار چار سے لیکن اگر تمہیں برابری نہ کر سکنے کا خوف ہو تو صرف ایک نکاح کرو یا اپنی کنیزوں پر اکتفا کرو۔

اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے ایک بنیادی اصول بیان کرنے کے بعد اس معاملہ کو رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے کیونکہ متعہ سنت رسول ﷺ کی بنیاد پر حرام ہے۔ اور اہل سنت والجماعت کے تمام مکاتب فکر کے نزدیک حرمت متعہ کی نسبت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھی غلط ہے۔ جیسا کہ ابھی تفصیل آئے گی۔

وَاَخرَجَ ابنُ اَبِی حَاتِمٍ عَنْ مُحَمَّدِبنِ کَعبٍ قَالَ کُلُّ فَرجٍ عَلَیکَ حَرَامٌ اِلَّا فَرجَینِ قَالَ اللهُ تَعَالیٰ ''اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْمَامَلَکَتْ اَیمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیرُ مَلُومِینَ.

الدر المنثور للسیوطی رحمه الله تعالی فی المؤمنون ۵ تا ۷

ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب کا قول بیان کیا ہے کہ ہر فرج تم پر حرام ہے سوائے دو کے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جوان کی ملک یمین میں ہوں کہ یہاں وہ قابل ملامت نہیں ہیں۔

آیت میں ''عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ ''کا تعلق'' لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُون'' سے ہے جیسے عربی محاورے میں کہتے ہیں: ''اِحفَظْ عَلَیَّ عَنَانَ فَرَسِی کَمَا یُقَال: أَمسِکْ عَلَیَّ کَمَا فِی آیَةِ '' أَمسِکْ عَلَیکَ زَوْجَکَ '' الأحزاب:۳۷: میرے گھوڑے کی لگام کو اس طرح مضبوطی سے پکڑو کہ بھاگ نہ جائے جیسا کہ '' أَمسِکْ عَلَیکَ زَوْجَکَ '' حضور اکرم ﷺ نے حضرت زید سے فرمایا تھا: زینب کو طلاق نہیں دو بلکہ نکاح میں رکھو۔ آیت کریمہ میں ''لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُون '' کے بعد'' اَزْوَاجُ '' پر'' عَلٰی '' وارد کرنے سے ''حفظ میں نفیٔ بذل کا معنی پیدا ہوگیا ہے یعنی قضائے شہوت کیلئے صرف بیویوں اور لونڈیوں تک محدود رہو۔ جس کے بعد آیت کا مفہوم یہ ہوگا: '' لَا یُبْذِلُوْنَ اِلَّا عَلٰی أَزْوَاجِهِمْ '' وہ اپنی شرمگاہوں کو کہیں استعمال نہیں کرتے سوائے اپنی بیویوں یا مملوکہ لونڈیوں کے۔

تفسیر مظهری : ۲۳ :المؤمنون ۵ - ۷

اس سے معلوم ہوا کہ بذل شہوت یعنی جنسی خواہش کی تسکین کیلئے مرد کے پاس صرف دو ہی جائز طریقے ہیں بیوی یا لونڈی۔ تیسرا کوئی طریقہ نہیں بلکہ اب اس دور میں صرف منکوحہ بیوی ہی پر انحصار ہے۔ کیونکہ فی الحال لونڈی کا تصور ختم ہے۔ لیکن اگر کبھی قیامت سے پہلے بدلتے حالات نے اسے وجود بخشا تو بیوی کی طرح اس سے مباشرت جائز ہوگی اور اس کیلئے نکاح کی ضرورت نہیں۔

مولانا مودودیؒ کی رائے

شرمگاہوں کی حفاظت کے حکم عام سے دو قسم کی عورتوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ ایک '' اَزْوَاجُ '' دوسرے ''مَا مَلَکَتْ أَیمَانُهُمْ ''۔ '' اَزْوَاجُ '' کا اطلاق عربی زبان کے معروف استعمال کی رو سے بھی اور خود قرآن کی

Marfat.com

تصریحات کے مطابق بھی صرف ان عورتوں پر ہوتا ہے جن سے باقاعدہ نکاح کیا گیا ہو اور یہی اس کے ہم معنی اردو لفظ ''بیوی'' کا مفہوم ہے۔ رہا لفظ ''مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ'' تو عربی زبان کے محاورے اور قرآن کے استعمالات دونوں اس پر شاہد ہیں کہ اس کا اطلاق لونڈی پر ہوتا ہے۔ یعنی وہ عورت جو آدمی کی ملک میں ہو۔ اس طرح یہ آیت صاف تصریح کر دیتی ہے کہ منکوحہ بیوی کی طرح مملوکہ لونڈی سے بھی صنفی تعلق جائز ہے اور اس کے جواز کی بنیاد نکاح نہیں بلکہ ملک ہے۔ اگر اس کے لیے بھی نکاح شرط ہوتا تو اسے ''اَزْوَاج'' سے الگ بیان کرنے کی کوئی حاجت نہ تھی کیونکہ منکوحہ بیوی ہونے کی صورت میں وہ بھی ''اَزْوَاج'' میں داخل ہوتی۔

آج کل کے بعض مفسرین جنہیں لونڈی سے تمتع کا جواز تسلیم کرنے سے انکار ہے۔ سورہ نساء کی آیت ''وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ'' (۴: النساء : ۲۵) اور جو شخص تم میں سے اتنی مقدرت نہ رکھتا ہو کہ خاندانی مسلمان عورتوں (محصنات) سے نکاح کر سکے اسے چاہیے کہ تمہاری ان لونڈیوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح کر لے جو تمہارے قبضہ میں ہوں اور مومنہ ہوں، اللہ تمہارے ایمانوں کا حال خوب جانتا ہے تم سب ایک ہی گروہ کے لوگ ہو لہٰذا ان کے سرپرستوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کر لو اور معروف طریقہ سے ان کے مہر ادا کر دو تاکہ وہ حصار نکاح میں محفوظ (محصنات) ہو کر رہیں، آزاد شہوت رانی کرتی پھریں اور نہ چوری چھپے آشنائیاں کریں۔ پھر وہ حصار نکاح میں محفوظ ہو جائیں اور اس کے بعد کسی بدچلنی کی مرتکب ہوں تو ان پر اس سزا کی بہ نسبت آدھی سزا ہے جو خاندانی عورتوں (محصنات) کیلئے مقرر ہے یہ سہولت تم میں سے ان لوگوں کیلئے پیدا کی گئی ہے جن کو شادی نہ کرنے سے بند تقوی کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہو۔ لیکن اگر تم صبر کرو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے، اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے) سے استدلال کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ لونڈی سے تمتع بھی صرف نکاح ہی کر کے کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہاں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر تمہاری مالی حالت کسی آزاد خاندانی عورت سے شادی کرنے کی متحمل نہ ہو تو کسی لونڈی سے ہی نکاح کر لو۔ لیکن ان لوگوں کی یہ عجیب خصوصیت ہے کہ ایک آیت کے ایک ٹکڑے کو مفید مطلب پا کر لے لیتے ہیں،

Marfat.com

اور اسی آیت کا جو ٹکڑا ان کے مدعا کے خلاف پڑتا ہوا سے جان بوجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ اس آیت میں لونڈیوں سے نکاح کرنے کی ہدایت جن الفاظ میں دی گئی ہے وہ یہ ہیں ''فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ'' پس ان لونڈیوں سے نکاح کرلو ان کے سرپرستوں کی اجازت سے اور معروف طریقہ سے ان کے مہر ادا کردو۔ یہ الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ یہاں خود لونڈی کے مالک کا معاملہ زیر بحث نہیں ہے۔

بلکہ کسی ایسے شخص کا معاملہ زیر بحث ہے جو آزاد عورت سے شادی کا خرچ نہ برداشت کرسکتا ہو اور اس بنا پر کسی دوسرے شخص کی مملوکہ لونڈی سے نکاح کرنا چاہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اگر معاملہ اپنی ہی لونڈی سے نکاح کرنے کا ہو تو اس کے وہ'' اھـــل '' سرپرست کون ہوسکتے ہیں جن سے اس کو اجازت لینے کی ضرورت ہو۔ مگر قرآن سے کھیلنے والے صرف ''فَانْكِحُوهُنَّ'' کو لے لیتے ہیں اور اس کے بعد ہی ''بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ'' کے جو الفاظ موجود ہیں انہیں نظر انداز کردیتے ہیں۔

تفہیم القرآن ۲۳ :المؤمنون ۵ – ۷

بعض مفسرین نے متعہ کی حرمت بھی اس آیت سے ثابت کی ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ ممتوعہ عورت نہ تو بیوی کے حکم میں داخل ہے اور نہ لونڈی کے حکم میں۔ لونڈی تو وہ ظاہر ہے کہ نہیں ہے اور بیوی اس لیے نہیں ہے کہ زوجیت کیلئے جتنے قانونی احکام ہیں ان میں سے کسی کا بھی اس پر اطلاق نہیں ہوتا۔ نہ وہ مرد کی وراث ہوتی ہے نہ مرد اسکا وارث ہوتا ہے۔ نہ اس کیلئے عدت ہے۔ نہ طلاق۔ نہ نفقہ۔ نہ ایلاء اور ظہار اور لعان وغیرہ بلکہ چار بیویوں کی حد سے بھی وہ مستثنیٰ ہے۔ پس جب وہ ''بیوی'' اور ''لونڈی'' دونوں کی تعریف میں نہیں آتی تو لامحالہ وہ ان کے علاوہ کچھ اور میں شمار ہوگی۔ جس کے طالب کو قرآن ''حد سے گزرنے والا'' قرار دیتا ہے۔ یہ استدلال بہت قوی ہے مگر اس میں کمزوری کا ایک پہلو ایسا ہے جس کی بنا پر یہ کہنا مشکل ہے کہ متعہ کی حرمت کے بارے میں یہ آیت ناطق ہے۔ وہ پہلو یہ ہے کہ نبی ﷺ نے متعہ کی حرمت کا آخری اور قطعی حکم فتح مکہ کے سال دیا ہے۔ اور اس سے پہلے اجازت کے ثبوت صحیح احادیث میں پائے جاتے ہیں۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ حرمت متعہ کا حکم قرآن کی اس آیت میں ہی آچکا تھا جو بالاتفاق مکی ہے اور ہجرت سے کئی سال پہلے نازل ہوئی تھی تو کیسے تصور کیا جاسکتا ہے کہ نبی ﷺ اسے فتح مکہ تک جائز رکھتے۔ لہٰذا یہ کہنا زیادہ صحیح ہے کہ متعہ کی حرمت قرآن مجید کے کسی صریح حکم پر نہیں بلکہ نبی ﷺ کی سنت پر مبنی ہے۔ سنت میں اس کی صراحت نہ ہوتی تو محض اس آیت کی بنا پر تحریم کا فیصلہ کردینا مشکل تھا۔ متعہ کا جب ذکر آگیا ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دو باتوں کی اور توضیح کردی جائے۔

Marfat.com

اول یہ کہ اس کی حرمت خود نبی ﷺ سے ثابت ہے۔لہٰذا یہ کہنا کہ اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حرام کیا، درست نہیں ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس حکم کے موجد نہیں تھے بلکہ صرف اسے شائع اور نافذ کرنے والے تھے۔ چونکہ یہ حکم حضور ﷺ نے آخر زمانے میں دیا تھا اور عام لوگوں تک نہ پہنچا تھا۔اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی عام اشاعت کی اور بذریعہ قانون اسے نافذ کیا۔

دوم یہ کہ شیعہ حضرات نے متعہ کو مطلقاً مباح ٹھہرانے کا جو مسلک اختیار کیا ہے اس کے لیے تو بہر حال نصوص کتاب وسنت میں سرے سے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔صدر اول میں صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اور فقہاء میں سے چند بزرگ جو اس کے جواز کے قائل تھے۔وہ اسے صرف اضطرار اور شدید ضرورت کی حالت میں جائز رکھتے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی اسے نکاح کی طرح مباح مطلق اور عام حالات میں معمول بہ بنالینے کا قائل نہ تھا۔ابن عباس رضی اللہ عنہما جن کا نام قائلینِ جواز میں سب سے زیادہ نمایاں کر کے پیش کیا جاتا ہے۔اپنے مسلک کی توضیح خود ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ ’’ مَاهِيَ اِلَّا كَالْمَيْتَةِ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِلْمُضْطَرِّ ‘‘ یہ تو مردار کی طرح ہے کہ مضطر کے سوا کسی کیلئے حلال نہیں.اور اس فتوے سے بھی وہ اس وقت باز آگئے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ اباحت کی گنجائش سے ناجائز فائدہ اٹھا کر آزادانہ متعہ کرنے لگے ہیں اور ضرورت تک اسے موقوف نہیں رکھتے۔

اس سوال کو اگر نظر انداز بھی کر دیا جائے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے ہم خیال چند گنے چنے اصحاب نے اس مسلک سے رجوع کر لیا تھا یا نہیں تو ان کے مسلک کو اختیار کرنے والا زیادہ سے زیادہ جواز بحالت اضطرار کی حد تک جاسکتا ہے۔مطلق اباحت اور بلاضرورت تمتع حتیٰ کہ منکوحہ بیویوں تک کی موجودگی میں بھی ممنوعات سے استفادہ کرنا تو ایک ایسی آزادی ہے جسے ذوق سلیم بھی گوارا نہیں کرتا کجا کہ اسے شریعت محمدیہ کی طرف منسوب کیا جائے۔میرا خیال ہے کہ خود شیعہ حضرات میں سے بھی کوئی شریف آدمی یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ کوئی شخص اس کی بیٹی یا بہن کیلئے نکاح کے بجائے متعہ کا پیغام دے۔اس کے معنی یہ ہوئے کہ متعہ کیلئے معاشرے میں زنان بازاری کی طرح عورتوں کا ایک ایسا ادنیٰ طبقہ موجود رہنا چاہیے جس سے تمتع کرنے کا دروازہ کھلا رہے۔یا پھر یہ کہ متعہ صرف غریب لوگوں کی بیٹیوں اور بہنوں کیلئے ہو اور اس سے فائدہ اٹھانا خوشحال طبقے کے مردوں کا حق ہو۔کیا خدا اور رسول کی شریعت سے اس طرح کے غیر منصفانہ قوانین کی توقع کی جاسکتی ہے؟اور کیا خدا اور اس کے رسول سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ کسی ایسے فعل کو مباح کر دیں گے جسے ہر شریف عورت اپنے لیے بے عزتی بھی سمجھے اور بے حیائی بھی؟

تفہیم القرآن:۲۳ : المؤمنون ۶ : حاشیہ نمبر ۷

Marfat.com

دراصل قرآن کریم نے بنیادی طور پر قضائے شہوت کیلئے سورہ المؤمنون کی آیات چھ اور سات میں حد مقرر کی ہے اور سورہ نساء میں محرمات کی تفصیل دی ہے ۔بطور خاص متعہ کے جواز وعدم جواز کی بات نہیں کی کیونکہ اس وضاحت کے بعد اس کی ضرورت نہیں رہتی۔

متعہ کے متعلق احادیث

میں صحاح ستہ سے متعہ کے متعلق تمام مرویات نقل کر رہا ہوں جس کے بعد وضاحت پیش کی جائے گی کہ ایسا کیوں ہے۔

صحیح بخاری

کتاب النکاح :بَابُ نَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ آخِرًا (أَخِيرًا)

باب : رسول اللہ ﷺ کا بالآخر نکاح متعہ سے منع فرمانا

اِبْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَأَخُوهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دوران عورتوں سے متعہ کرنے اور پالتوں گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ (يُسَأَلُ) عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَّصَ فَقَالَ لَهُ مَوْلًى لَهُ إِنَّمَا ذَلِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيدِ وَفِي النِّسَاءِ قِلَّةٌ أَوْ نَحْوَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ.

ابو جمرہ کا بیان ہے کہ میں نے سنا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کے متعلق جب پوچھا گیا تو انہوں نے رخصت بیان کی ۔ان کے آزاد کردہ غلام نے عرض کیا کہ حضرت یہ رخصت تو مجبوری کے حالات میں تھی جبکہ عورتوں کی قلت کے مسائل درپیش تھے، عام رخصت نہ تھی تو حضرت ابن عباس نے فرمایا ہاں یہی بات ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَا كُنَّا فِي جَيْشٍ فَأَتَانَا رَسُولُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوا فَاسْتَمْتِعُوا (فَاسْتَمْتَعُوا.

حسن بن محمد نے حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما سے واقعہ روایت کیا ہے کہ ہم

Marfat.com

لوگ ایک لشکر میں تھے تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھے اجازت مل گئی ہے کہ تم لوگ متعہ کر سکتے ہو۔ جس کے بعد لوگوں نے متعہ کیا۔

قَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَيُّمَا رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَةُ مَا بَيْنَهُمَا ثَلَاثُ لَيَالٍ فَإِنْ أَحَبَّا أَنْ يَتَزَايَدَا أَوْ يَتَتَارَكَا تَتَارَكَا فَمَا أَدْرِي أَشَيْءٌ كَانَ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَدْ بَيَّنَهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ.

ابن ابی ذئب کا بیان ہے کہ مجھے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے حوالہ سے بتایا تھا کہ اگر کوئی مرد عورت باہم رضامندی سے تین راتوں تک اکٹھے رہنا چاہیں تو ایسا کر سکتے ہیں۔ پھر اگر وہ اس مدت کے اندر کوئی کمی بیشی کرنا چاہیں تو ایسا بھی کر سکتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ مجھے معلوم نہیں یہ اجازت حالات کے پیش نظر ہمارے لیے خاص تھی یا عام لوگوں کیلئے بھی یہی سہولت تھی۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ اس سلسلے میں ابھی روایت گزری ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس اجازت کا منسوخ ہونا واضح کر دیا تھا۔

اس کے بعد حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے: كِتَابُ الْحِيَلِ : (حیلے) کے ابتداء میں باب قائم کیا ہے۔

بَابٌ : فِي تَرْكِ الْحِيَلِ وَأَنَّ لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى فِي الْأَيْمَانِ وَغَيْرِهَا . باب حیلے ترک کرنے کے بیان میں اور یہ کہ ہر شخص کیلئے وہی ہے جس کی قسم اور دوسرے اعمال میں اس نے نیت کی۔

" حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ قُلْتُ لِنَافِعٍ: مَا الشِّغَارُ؟ قَالَ: يَنْكِحُ ابْنَةَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ ابْنَتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ، وَيَنْكِحُ أُخْتَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ أُخْتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ احْتَالَ حَتَّى تَزَوَّجَ عَلَى الشِّغَارِ فَهُوَ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ فِي الْمُتْعَةِ: النِّكَاحُ فَاسِدٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: الْمُتْعَةُ وَالشِّغَارُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ."

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے اس کے بعد راوی عبیداللہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت نافع سے سوال کیا تھا کہ "شغار" کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: "وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَهُ الْآخَرُ ابْنَتَهُ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صِدَاقٌ" شغار کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی اپنی

Marfat.com

بیٹی کا رشتہ دوسرے کو اس شرط پر دیتا ہے کہ وہ اسے اپنی بیٹی کا رشتہ دے گا اور اس تبادلے میں دونوں کا حق مہر مقرر نہ کیا جائے۔یعنی ایک لڑکی دوسرے کے مہر کے بدلے میں بیاہ لی جائے۔امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''بعض حضرات کا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص حیلہ کر کے شغار کے طور پر نکاح کر لے تو جائز ہے مگر شرط باطل یعنی از خود کالعدم متصور ہوگی۔اور متعہ کے متعلق کہتے ہیں کہ نکاح فاسد اور شرط باطل ہے مگر بعض کے نزدیک نکاح میں متعہ اور شغار، دونوں صورتیں جائز ہیں مگر شرط باطل ہے۔

تعليق مصطفى البغا: '' المتعة '' هى أن يتزوج المرأة بشرط أن يتمتع بها أياما ثم يخلى سبيلها ويشترط فيها لفظ التمتع كمتعيني بنفسك أو أتمتع بك .(قال بعضهم) قيل أشار إلى ما نقل عن زفر -أحد أصحاب أبى حنيفة رحمهم الله تعالى -أنه أجاز النكاح المؤقت أى صححه وألغى الوقت لأنه شرط فاسد والنكاح لا يبطل بالشروط الفاسدة.

متعہ کی شکل یہ ہے کہ ایک شخص عورت سے مخصوص ایام کیلئے تمتع کرے اور پھر فارغ کردے۔اور اس معاہدے میں لفظ متعہ یا تمتع کی شرط رکھے یعنی نکاح کو مشروط کردے چندروز پر اور عورت سے کہے کہ تم مجھے چندروز کیلئے محظوظ کرو۔یا اس طرح کہے کہ میں تم سے تمتع کرتا ہوں۔امام بخاری نے نفس روایت میں '' قَالَ بَعْضُهُمْ '' کے اضافے سے اشارہ کیا ہے اصحاب ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے حضرت امام زفر کی طرف کہ ان کے نزدیک نکاح مؤقت (متعہ) صحیح ہے مگر اس چندروز کے اضافے کی شرط فاسد ہے اور کسی بھی شرط فاسد کی بنیاد پر نکاح کو باطل نہیں قرار دیا جا سکتا۔

صحیح مسلم

بَاب نِكَاحِ الْمُتْعَةِ وَبَيَانِ أَنَّهُ أُبِيحَ ثُمَّ نُسِخَ ثُمَّ أُبِيحَ ثُمَّ نُسِخَ وَاسْتَقَرَّ تَحْرِيمُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

باب: متعہ کے بیان میں کہ اجازت عطا فرمائی گئی پھر منسوخ کردی گئی، پھر اجازت عطا فرمائی گئی پھر منسوخ کردی گئی۔اور پھر قیامت تک حرام قرار دیدیا گیا

عَنْ إِسْمَعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ يَقُولُ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ لَنَا نِسَاءٌ'' فَقُلْنَا أَلَا نَسْتَخْصِي فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ إِلَى أَجَلٍ ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ '' يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ''

Marfat.com

ترجمہ

قیس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا تھا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد پر جاتے تھے جس دوران ہمارے ساتھ بیویاں نہیں ہوتی تھیں لہٰذا ہم نے آپ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا بہتر نہیں کہ ہم اپنے آپ کو خصی کر لیں؟ مگر رسول اللہ ﷺ نے اس حرکت سے منع فرمادیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رخصت عطا فرمائی کہ ہم لوگ کسی کپڑے وغیرہ کے عوض عارضی مدت کیلئے عورتوں سے نکاح کر لیا کریں اس کے بعد حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال ٹھہرائی گئی ہیں ان کو حرام نہ ٹھہراؤ اور حد سے نہ بڑھو، اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا هَذِهِ الْآيَةَ وَلَمْ يَقُلْ قَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ .

حضرت امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی مندرجہ بالا روایت ایک دوسرے ذریعہ سے دہرائی ہے جس میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اس موقعہ پر یہ آیت پڑھنا مذکور نہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَعِيلَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ كُنَّا وَنَحْنُ شَبَابٌ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَسْتَخْصِي .

حضرت عبداللہ ابن مسعود والی روایت جو ابھی اوپر بیان ہوئی ہے اسی میں یہ اضافہ بھی مذکور ہے کہ ہم لوگ چونکہ جوان تھے اس لیے ہم نے خصی ہونے کی اجازت چاہی تھی مگر آپ نے خصی ہونے کے بجائے عارضی نکاح کی اجازت دیدی تھی۔ اس روایت میں جنگ کا ذکر نہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا مُنَادِي فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوا يَعْنِي مُتْعَةَ النِّسَاءِ وَلَمْ يَقُلْ نَغْزُو .

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے آکر ہمارے سامنے اعلان کیا تھا کہ تمہیں عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ اس روایت میں سفر جہاد

Marfat.com

کا ذکر نہیں۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانَا فَأَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے آکر ہمارے سامنے اعلان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم کو عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ عَطَاءٌ قَدِمَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مُعْتَمِرًا فَجِئْنَاهُ فِي مَنْزِلِهِ فَسَأَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ أَشْيَاءَ ثُمَّ ذَكَرُوا الْمُتْعَةَ فَقَالَ نَعَمْ اسْتَمْتَعْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ.

عطا بن ابی رباح کا بیان ہے کہ جب حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو ہم آپ کی رہائش پر حاضر خدمت ہوئے جس دوران لوگوں نے آپ سے بعض مسائل دریافت کیے جس کے بعد متعہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ہاں ہم نے عہد رسالت کے بعد ابوبکر و عمر کے دور خلافت میں بھی متعہ کیا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ كُنَّا نَسْتَمْتِعُ بِالْقَبْضَةِ مِنَ التَّمْرِ وَالدَّقِيقِ الْأَيَّامَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ حَتَّى نَهَى عَنْهُ عُمَرُ فِي شَأْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ.

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر کے دور خلافت میں ایک مٹھی چھوہاروں یا ایک مٹھی آٹے کے عوض متعہ کرلیا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے، عمرو بن حریث کے واقعہ سے اس کی ممانعت کا اعلان کردیا۔

قصہ عمرو بن حُرَیث رضی اللہ عنہ

عَنِ الْأَجْلَحِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الزُّبَيْرِ، يَقُولُ: "تَمَتَّعَ عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ مِنَ امْرَأَةٍ بِالْمَدِينَةِ فَحَمَلَتْ، فَأَتَى بِهَا عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَرَادَ أَنْ يَضْرِبَهَا فَقَالَتْ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، تَمَتَّعَ مِنِّي عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ فَقَالَ: مَنْ شَهِدَ نِكَاحَكِ؟ فَقَالَتْ: أُمِّي وَأُخْتِي فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: بِغَيْرِ وَلِيٍّ وَلَا

Marfat.com

شُهُودٍ فَأَرْسَلَ إِلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، فَقَامَ عَلَيْهِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: صَدَقَتْ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِلنَّاسِ: هَذَا نِكَاحٌ فَاسِدٌ، وَقَدْ دَخَلَ فِيهِ مَا تَرَوْنَ، فَرَأَى عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ يُحَرِّمَهُ "فَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: فَقُلْتُ لِجَابِرٍ: هَلْ بَيْنَهُمَا مِيرَاثٌ؟ قَالَ: لَا.

تاريخ المدينة لابن شبة وهو عمر بن شبة (واسمه زيد) بن عبيدة بن ريطة النميرى البصرى، أبو زيد (المتوفى ٢٦٢ هـ): باب تحريم عمر متعة النساء: طبع على نفقة: السيد حبيب محمود أحمد -جدة- عام النشر 1399 هـ.

عمرو بن حریث کے معاملہ میں أجلح کا بیان ہے کہ میں نے ابوالزبیر کو بیان کرتے ہوئے سنا تھا، عمرو بن حریث نے مدینہ طیبہ میں ایک عورت سے متعہ کیا تھا جس میں عورت کو حمل رہ گیا تو اسے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا حضرت عمر زنا کے جرم میں سزا دینا چاہتے تھے کہ عورت نے عذر پیش کیا، اے امیر المؤمنین دراصل معاملہ یہ ہے کہ عمرو بن حریث نے میرے ساتھ متعہ کیا تھا ورنہ میں نے کوئی برا کام نہیں کیا، فرمایا کیا تمہارے پاس اس عارضی نکاح کا کوئی گواہ ہے؟ عرض کیا: میری ماں اور میری بہن۔ فرمایا: کیا ولی اور گواہوں کے بغیر ہی؟ پھر آپ نے عمرو بن حریث کو طلب کیا تو وہ آگئے اور جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے عورت کی تصدیق کردی۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس طرح کا نکاح، نکاح فاسد ہے۔ اور آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ متعہ کے نام پہ کیا شروع ہو چکا ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ متعہ کو حرام قرار دیا جائے۔ واقعہ کے راوی ابوالزبیر بیان کرتے ہیں کہ پیش آمدہ صورت کے بارے میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا عمرو بن حریث اور اس عورت کے درمیان وراثت قائم ہوگی فرمایا بالکل نہیں۔

عمرو بن حریث کے اس واقعہ کو متعہ کے جواز اور حضرت عمر کی طرف تحریم متعہ کی نسبت میں بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن حریث بن عمرو بن عثمان بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم ابو سعید القرشی المخزومی رضی اللہ عنہ نہ صرف صحابی ہیں بلکہ اٹھارہ احادیث کے راوی ہیں شیخ ابن حزم رحمہ اللہ تعالیٰ نے "أسماء الصحابة الرواة" میں "أصحاب الثمانية عشر" اٹھارہ احادیث کی روایت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کے عنوان کے تحت حضرات تمیم ألداری وخالد بن ولید رضی اللہ عنہم کے ساتھ آپ کا ذکر کیا ہے۔ مگر صورت حال یہ ہے کہ ان کی عمر کے بارہویں سال حضور نبی کریم ﷺ وصال فرما جاتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ غزوۂ خیبر اور حجۃ الوداع کے سفر میں جہاں رسول اللہ ﷺ نے متعہ کی تحریم فرمائی ساتھ نہیں تھے اور یہ بھی ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جنہیں تحریم کی اطلاع نہیں ملی تھی۔ یہی معاملہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کہ رسول اللہ

Marfat.com

کے وصال کے وقت آپ کی عمر صرف بارہ سال تھی۔ جس کی تفصیل بعد میں آئے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم میں جب یہ خرابی لائی گئی تو آپ نے تحریم متعہ کے حکم نبوی ﷺ کو خصوصیت کے ساتھ عام کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ کوئی دوبارہ غلطی نہ کر بیٹھے لہٰذا جن حضرات کے علم میں نہ تھا کہ خود رسول اللہ ﷺ وصال سے پہلے تحریم فرما چکے ہیں انہوں نے تحریم کی نسبت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کر دی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے متعہ کو حرام نہ ٹھہرایا ہوتا صرف حضرت عمر ایسا کرتے اور باقی صحابہ رضی اللہ عنہم تائید فرما دیتے تو بطور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارے لیے کافی تھا۔

عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَأَتَاهُ آتٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ اخْتَلَفَا فِي الْمُتْعَتَيْنِ فَقَالَ جَابِرٌ فَعَلْنَاهُمَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ نَهَانَا عَنْهُمَا عُمَرُ فَلَمْ نَعُدْ لَهُمَا.

ابونضرہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت حاضر تھا کہ اس دوران ایک صاحب آئے اور عرض کیا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم کے درمیان عورتوں سے متعہ اور حج تمتع کے بارے میں اختلاف چل رہا ہے؟ فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دونوں سہولتوں سے فائدہ اٹھایا ہے پھر حضرت عمر نے دونوں سے منع کر دیا تو ہم نے اس کے بعد ایسا نہیں کیا۔

عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَامَ أَوْطَاسٍ فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا ثُمَّ نَهَى عَنْهَا.

ایاس بن سلمہ اپنے والد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ اوطاس کے موقعہ پر تین روز کیلئے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی اس کے بعد منع فرما دیا تھا۔

حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ سَبْرَةَ أَنَّهُ قَالَ أَذِنَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْمُتْعَةِ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ إِلَى امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ كَأَنَّهَا بَكْرَةٌ عَيْطَاءُ فَعَرَضْنَا عَلَيْهَا أَنْفُسَنَا فَقَالَتْ مَا تُعْطِي فَقُلْتُ رِدَائِي وَقَالَ صَاحِبِي رِدَائِي وَكَانَ رِدَاءُ صَاحِبِي أَجْوَدَ مِنْ رِدَائِي وَكُنْتُ أَشَبَّ مِنْهُ فَإِذَا نَظَرَتْ إِلَى رِدَاءِ صَاحِبِي أَعْجَبَهَا وَإِذَا نَظَرَتْ إِلَيَّ أَعْجَبْتُهَا ثُمَّ قَالَتْ أَنْتَ وَرِدَاؤُكَ يَكْفِينِي فَمَكَثْتُ مَعَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِنْ هَذِهِ النِّسَاءِ الَّتِي يَتَمَتَّعُ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهَا.

Marfat.com

ربیع بن سَبْرَۃُ اَلْجُهَنِیُّ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں متعہ کرنے کی اجازت فرمائی تو میں اور ایک دوسرا ساتھی بنو عامر کی ایک انتہائی صحت مند و سمارٹ اور لمبی گردن والی عورت کے پاس چلے گئے۔ہم نے اس پر اپنے آپ کو پیش کیا تو کہنے لگی بدلے میں کیا دو گے؟ میں نے کہا میری چادر حاضر ہے، میرے ساتھی نے کہا میری چادر بھی حاضر ہے۔اگر چہ میرے ساتھی کی چادر میری چادر کی نسبت بہت عمدہ تھی مگر میں اس کے مقابلے جوان وتندرست تھا،عورت نے اس کی چادر دیکھی تو اسے بھا گئی اور جب اس نے مجھے دیکھا تو میں اسے بہت اچھا لگا،اس نے کہا تو اور تمہاری چادر میرے لیے کافی ہے۔اس کے بعد میں تین روز تک اس کے پاس ٹھہرا رہا۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جس کے پاس بھی متعہ والی عورتیں ہوں وہ انہیں رخصت کر دے۔

عَنِ الرَّبِیعِ بْنِ سَبْرَةَ أَنَّ أَبَاهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتْحَ مَكَّةَ قَالَ فَأَقَمْنَا بِهَا خَمْسَ عَشْرَةَ ثَلَاثِينَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ فَأَذِنَ لَنَا ﷺ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَخَرَجْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنْ قَوْمِي وَلِي عَلَيْهِ فَضْلٌ فِي الْجَمَالِ وَهُوَ قَرِيبٌ مِنَ الدَّمَامَةِ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَّا بُرْدٌ فَبُرْدِي خَلَقٌ وَأَمَّا بُرْدُ ابْنِ عَمِّي فَبُرْدٌ جَدِيدٌ غَضٌّ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِأَسْفَلِ مَكَّةَ أَوْ بِأَعْلَاهَا فَتَلَقَّتْنَا فَتَاةٌ مِثْلُ الْبَكْرَةِ الْعَنَطْنَطَةِ فَقُلْنَا هَلْ لَكِ أَنْ يَسْتَمْتِعَ مِنْكِ أَحَدُنَا قَالَتْ وَمَاذَا تَبْذُلَانِ فَنَشَرَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَّا بُرْدَهُ فَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ وَيَرَاهَا صَاحِبِي تَنْظُرُ إِلَى عِطْفِهَا فَقَالَ إِنَّ بُرْدَ هَذَا خَلَقٌ وَبُرْدِي جَدِيدٌ غَضٌّ فَتَقُولُ بُرْدُ هَذَا لَا بَأْسَ بِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ اسْتَمْتَعْتُ مِنْهَا فَلَمْ أَخْرُجْ حَتَّى حَرَّمَهَا ﷺ.

ربیع بن سَبْرَۃُ اَلْجُهَنِیُّ اپنے والد کا واقعہ بیان کرتے ہیں وہ غزوہ فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہتے ہیں ہم لوگ پندرہ دن مکہ میں ٹھہرے رہے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس دوران عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دیدی تھی۔میں اپنی قوم کے ایک شخص کے ساتھ نکلا جس پر مجھے خوبصورتی میں فوقیت حاصل تھی کیونکہ وہ بدصورتی کے قریب تھا۔ہم دونوں کے پاس ایک ایک چادر تھی مگر میرے والی ذرا پرانی تھی اور اس کی چادر بہت عمدہ حالت میں جب ہم مکہ مکرمہ کے ایک علاقے میں پہنچے تو ہمیں ایک ایسی عورت ملی جو جوان تندرست اور لمبی گردن والی تھی ہم نے اس سے کہا کہ کیا تم ہم دونوں میں سے ایک کے ساتھ متعہ کر سکتی ہو؟ اس نے کہا تم کیا خرچ کر سکتے ہو؟ ہم دونوں نے اسے اپنی اپنی چادریں دکھائیں تو وہ دونوں کو غور سے دیکھنے لگی،میرے ساتھی کو توجہ سے دیکھا تو کہنے لگا اس کی چادر پرانی ہے جبکہ میری نئی اور عمدہ؟ چنانچہ اس عورت نے تین بار کہا اس کی چادر میں کوئی حرج نہیں پھر میں نے اس سے متعہ کیا اور

Marfat.com

اس وقت تک اس کے پاس ٹھہرا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ کو حرام ٹھہرا دیا۔

حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ حَدَّثَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ إِلَى مَكَّةَ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ بِشْرٍ وَزَادَ قَالَتْ وَهَلْ يَصْلُحُ ذَاكَ وَفِيهِ قَالَ إِنَّ بُرْدَ هَذَا خَلَقٌ مَحٌّ.

سَبْرَةُ الْجُهَنِي کی اسی روایت میں اتنا اور اضافہ ہے کہ اس عورت نے اس کی چادر کے متعلق کہا ٹھیک ہے مگر ساتھی نے کہا نہیں بلکہ پرانی ہے۔

نوٹ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جاہلیت میں کسی عورت کو اس طرح کی آفر کرنا کوئی معیوب بات نہ تھی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الِاسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ ذَلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهُ وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا.

سَبْرَةُ الْجُهَنِي اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا جب آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میں نے تم لوگوں کو متعہ کرنے کی اجازت دی تھی مگر اب اللہ تعالیٰ نے قیامت تک متعہ کو حرام کر دیا ہے۔ پس جس شخص کے پاس بھی متعہ کیلئے لائی گئی عورت ہو اسے واپس بھیج دے اور جو کچھ ایسی عورت کو دے چکے ہو اس سے واپس نہ لینا۔

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَائِمًا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ وَهُوَ يَقُولُ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ

ترجمہ

اسی سند کے ساتھ عبدالعزیز بن عمر کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کعبہ کے رکن یمانی اور دروازے کے درمیان کھڑے دیکھا آپ فرما رہے تھے کہ اے لوگو! میں نے تم لوگوں کو متعہ کرنے کی اجازت دی تھی مگر اب اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کیلئے متعہ کو حرام کر دیا ہے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْمُتْعَةِ عَامَ الْفَتْحِ حِينَ دَخَلْنَا مَكَّةَ ثُمَّ لَمْ نَخْرُجْ مِنْهَا حَتَّى نَهَانَا عَنْهُ.

Marfat.com

عبدالملک بن ربیع بن سَبُرَۃ الُجُھَنِیُّ اپنے والد سے اور وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال جب لوگ مکہ میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں متعہ کا حکم دیا اور پھر مکہ سے واپس لوٹنے سے پہلے پہلے منع فرمادیا۔

عَبُدُ الُعَزِیزِ بُنُ الرَّبِیعِ بُنِ سَبُرَۃَ بُنِ مَعُبَدٍ قَالَ سَمِعُتُ أَبِی رَبِیعَ بُنَ سَبُرَۃَ یُحَدِّثُ عَنُ أَبِیهِ سَبُرَۃَ بُنِ مَعُبَدٍ أَنَّ نَبِیَّ اللَّهِ ﷺ عَامَ فَتُحِ مَکَّۃَ أَمَرَ أَصُحَابَهُ بِالتَّمَتُّعِ مِنَ النِّسَاءِ قَالَ فَخَرَجُتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِی مِنُ بَنِی سُلَیُمٍ حَتَّی وَجَدُنَا جَارِیَۃً مِنُ بَنِی عَامِرٍ کَأَنَّهَا بَکُرَۃٌ عَیُطَاءُ فَخَطَبُنَاهَا إِلَی نَفُسِهَا وَعَرَضُنَا عَلَیُهَا بُرُدَیُنَا فَجَعَلَتُ تَنُظُرُ فَتَرَانِی أَجُمَلَ مِنُ صَاحِبِی وَتَرَی بُرُدَ صَاحِبِی أَحُسَنَ مِنُ بُرُدِی فَآمَرَتُ نَفُسَهَا سَاعَۃً ثُمَّ اخُتَارَتُنِی عَلَی صَاحِبِی فَکُنَّ مَعَنَا ثَلَاثًا ثُمَّ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِفِرَاقِهِنَّ.

ترجمہ

حضرت سبرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال اپنے ساتھیوں کو عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کا حکم (اجازت) دیا تھا جس میں ، میں خود اور بنو سلیم قبیلہ میں سے میرا ایک ساتھی چلے یہاں تک کہ ہمیں بنو عامر کی ایک لڑکی ملی وہ بالکل جوان اور کنواری معلوم ہوتی تھی لہٰذا ہم نے اسے متعہ کی پیشکش کی اور اس کے بدلے میں اپنی اپنی چادریں پیش کیں جس کے بعد کبھی وہ لڑکی مجھے غور سے دیکھتی کیونکہ میں اپنے ساتھی کی نسبت زیادہ خوبصورت اور جوان تھا اور کبھی میرے ساتھی کی چادر کی طرف دیکھتی کیونکہ اس کی چادر میری چادر کی نسبت زیادہ اچھی تھی ۔ پھر اس نے کچھ سوچ کر مجھے پسند کرلیا جس کے بعد وہ لڑکی تین روز تک میرے ساتھ رہی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں متعہ والی عورتوں کے ساتھ رہنے سے منع فرمادیا۔

حَدَّثَنَا عَمُرٌو النَّاقِدُ وَابُنُ نُمَیُرٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفُیَانُ بُنُ عُیَیُنَۃَ عَنِ الزُّهُرِیِّ عَنِ الرَّبِیعِ بُنِ سَبُرَۃَ عَنُ أَبِیهِ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهَی عَنُ نِکَاحِ الُمُتُعَۃِ .

حضرت سبرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بالآخر نکاح متعہ سے منع فرمادیا تھا۔

عَنُ مَعُمَرٍ عَنِ الزُّهُرِیِّ عَنِ الرَّبِیعِ بُنِ سَبُرَۃَ عَنُ أَبِیهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَی یَوُمَ الُفَتُحِ عَنُ مُتُعَۃِ النِّسَاءِ.

ربیع بن سبرہ نے اپنے والد کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے

Marfat.com

ساتھ متعہ کرنے سے منع فرمادیا تھا۔

عَنْ صَالِحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ زَمَانَ الْفَتْحِ مُتْعَةِ النِّسَاءِ وَأَنَّ أَبَاهُ كَانَ تَمَتَّعَ بِبُرْدَيْنِ أَحْمَرَيْنِ.

حضرت سبرہ نے اپنے والد کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ فتح مکہ کے دوران رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے سے منع فرمادیا تھا اور یہ کہ ان کے والد نے اس سے پہلے دو سرخ چادروں کے عوض متعہ کیا تھا۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَامَ بِمَكَّةَ فَقَالَ إِنَّ نَاسًا أَعْمَى اللَّهُ قُلُوبَهُمْ كَمَا أَعْمَى أَبْصَارَهُمْ يُفْتُونَ بِالْمُتْعَةِ يُعَرِّضُ بِرَجُلٍ فَنَادَاهُ فَقَالَ إِنَّكَ لَجِلْفٌ جَافٍ فَلَعَمْرِي لَقَدْ كَانَتِ الْمُتْعَةُ تُفْعَلُ عَلَى عَهْدِ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ يُرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَجَرِّبْ بِنَفْسِكَ فَوَاللَّهِ لَئِنْ فَعَلْتَهَا لَأَرْجُمَنَّكَ بِأَحْجَارِكَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ بْنِ سَيْفِ اللَّهِ أَنَّهُ بَيْنَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ رَجُلٍ جَاءَهُ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَاهُ فِي الْمُتْعَةِ فَأَمَرَهُ بِهَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيُّ مَهْلًا قَالَ مَا هِيَ وَاللَّهِ لَقَدْ فُعِلَتْ فِي عَهْدِ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ قَالَ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ إِنَّهَا كَانَتْ رُخْصَةً فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ لِمَنِ اضْطُرَّ إِلَيْهَا كَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِيرِ ثُمَّ أَحْكَمَ اللَّهُ الدِّينَ وَنَهَى عَنْهَا.

عروہ بن زبیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر مکہ مکرمہ میں خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا: بعض لوگوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح اندھا کر دیا ہے جس طرح ان کی آنکھیں اندھی ہیں اور وہ متعہ کے جواز پر فتویٰ دیتے ہیں۔ ابن زبیر اس جملے سے ایک شخصیت پر طنز کر رہے تھے اس شخص نے ابن زبیر کو باآواز بلند مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تم بیوقوف اور کم علم ہو۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں متعہ کیا جاتا تھا۔ ابن زبیر نے جواب میں کہا اگر یہ بات ہے تو تم متعہ کر کے دیکھو میں تمہیں سنگسار کرادوں گا۔ ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ مجھے خالد بن مہاجر بن سیف اللہ نے بتایا تھا کہ میں ایک شخص کے پاس بیٹھا تھا اسی دوران ایک آدمی آیا اور اس نے اس شخصیت سے متعہ کے بارے میں سوال کیا اس شخص نے اس کو متعہ کرنے کی اجازت دے دی۔ تب حضرت ابن ابی عمرہ انصاری نے کہا رک جاؤ اس شخصیت نے کہا کیا بات ہے؟ اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں خود متعہ کیا ہے۔ حضرت ابن ابی عمرہ انصاری نے کہا ابتدائے اسلام میں ضرورت کے وقت متعہ کی اجازت تھی بالکل اسی طرح جیسے

Marfat.com

بوقت ضرورت مردار، خون، اور خنزیر کی اجازت ہوتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مضبوط کر دیا اور متعہ سے منع فرما دیا۔ ابن شہاب زہری بیان کرتے ہیں کہ مجھے ربیع بن سَبُرَہُ اَلُجُھَنِی نے بتایا تھا کہ ان کے والد رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بنو عامر کی ایک عورت سے دو سرخ چادروں کے عوض متعہ کیا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں متعہ کرنے سے روک دیا تھا۔ ابن شہاب زہری کا بیان ہے کہ ربیع بن سبرہ نے میری موجودگی میں یہ حدیث حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو سنائی تھی۔

نوٹ: اس واقعہ میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے جس شخصیت پر تعریض کی ان سے مراد حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ بعد میں اس پر تفصیل سے بات ہوگی۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي رَبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ قَدْ كُنْتُ اسْتَمْتَعْتُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ امْرَأَةً مِنْ بَنِي عَامِرٍ بِبُرْدَيْنِ أَحْمَرَيْنِ ثُمَّ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُتْعَةِ

امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ربیع بن سَبُرَہُ اَلُجُھَنِی نے خود بتایا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بنی عامر کی ایک عورت کو دو سرخ چادریں دے کر اس سے متعہ کیا تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرما دیا تھا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ وَقَالَ أَلَا إِنَّهَا حَرَامٌ مِنْ يَوْمِكُمْ هَذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ كَانَ أَعْطَى شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ.

ترجمہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے ربیع بن سَبُرَہُ اَلُجُھَنِی نے اپنے والد کے حوالہ سے بتایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سنو اور یاد رکھو کہ آج کے دن سے متعہ قیامت تک کیلئے حرام ہے اگر تم میں سے کسی نے متعہ کی غرض سے اگر کسی عورت کو کچھ دے رکھا ہے تو اس سے واپس نہ کرنا۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

ترجمہ

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر کے وقت عورتوں سے

Marfat.com

متعہ کرنا اور پالتو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ لِفُلَانٍ إِنَّكَ رَجُلٌ تَائِهٌ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ.

اسی سند کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا تھا کہ تو راستے سے بھٹکا ہوا ایک شخص ہے جو متعہ کو جائز کہتا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر کے وقت عورتوں سے متعہ کرنا اور پالتو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔

نوٹ: واقعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جن بزرگ کو مخاطب کیا ان سے مراد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ اس پر بعد میں تفصیل سے بات ہوگی۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللَّهِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر کے وقت عورتوں سے متعہ کرنا اور پالتو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللَّهِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُلَيِّنُ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَقَالَ مَهْلًا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

محمد بن علی کہتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سنا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس عورتوں سے متعہ کے مسئلے میں نرم گوشہ رکھتے ہیں تو فرمایا: اے ابن عباس! ٹھہرو اور غور سے سنو کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر کے دن عورتوں سے متعہ کرنے اور پالتو گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔

حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

Marfat.com

عَنْ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنَىْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ لِابْنِ عَبَّاسٍ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

محمد بن علی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر کے دن عورتوں سے متعہ کرنے اور پالتو گھریلو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمادیا تھا۔

ألسنن الترمذی

باب ما جاء في نِكَاحِ الْمُتْعَةِ: يَعْنِي تَزْوِيجَ الْمَرْأَةِ إِلَى أَجَلٍ فَإِذَا انْقَضَى وَقَعَتِ الْفُرْقَةُ.

باب: نکاح متعہ یعنی کسی عورت سے عارضی نکاح کرنے اور مقررہ مدت ختم ہوجانے پر خود بخود علیحدگی کے بیان میں۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ وَفِي الْبَاب عَنْ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ .حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَغَيْرِهِمْ وَإِنَّمَا رُوِيَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ شَيْءٌ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي الْمُتْعَةِ، ثُمَّ رَجَعَ عَنْ قَوْلِهِ حَيْثُ أُخْبِرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَمْرُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى تَحْرِيمِ الْمُتْعَةِ، وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ.

حكم الألباني : صحيح

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دوران عورتوں سے متعہ کرنے اور پالتوں گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا تھا۔اسی باب میں حضرت سَبْرَۃَ اَلْجُھَنِی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایات بھی موجود ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ والی روایت حسن صحیح کے درجے پر ہے اور اسی پر اہل علم صحابہ وغیرہم کا عمل ہے۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس معاملے میں کچھ نرمی اور رخصت بھی منقول ہے مگر بعد میں جب آپ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف ممانعت کا علم ہوا تو آپ نے اپنی رائے سے رجوع فرمالیا تھا۔ متعہ کی حرمت پر اکثر اہل علم متفق ہیں جیسا کہ امام ثوری، ابن المبارک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

Marfat.com

سنن النسائی

كتاب النكاح : بَابُ تَحْرِيمِ الْمُتْعَةِ

باب: تحریم متعہ کے بیان میں

أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللَّهِ ابْنَيْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ عَلِيًّا بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا لَا يَرَى بِالْمُتْعَةِ بَأْسًا فَقَالَ إِنَّكَ تَائِهٌ إِنَّهُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا تھا کہ تو راستے سے بھٹکا ہوا ایک شخص ہے جو متعہ کو جائز کہتا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر کے وقت عورتوں سے متعہ کرنا اور پالتو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔

اس روایت کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔

عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر کے وقت عورتوں سے متعہ کرنا اور پالتو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ وَالْحَسَنَ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَخْبَرَاهُ أَنَّ أَبَاهُمَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى يَوْمَ حُنَيْنٍ وَقَالَ هَكَذَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ مِنْ كِتَابِهِ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَذِنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُتْعَةِ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ إِلَى امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ فَعَرَضْنَا عَلَيْهَا أَنْفُسَنَا فَقَالَتْ مَا تُعْطِينِي فَقُلْتُ رِدَائِي وَقَالَ صَاحِبِي رِدَائِي وَكَانَ رِدَاءُ صَاحِبِي أَجْوَدَ مِنْ رِدَائِي وَكُنْتُ أَشَبَّ مِنْهُ فَإِذَا نَظَرَتْ إِلَى رِدَاءِ صَاحِبِي أَعْجَبَهَا وَإِذَا نَظَرَتْ إِلَيَّ أَعْجَبْتُهَا ثُمَّ قَالَتْ أَنْتَ وَرِدَاؤُكَ يَكْفِينِي

Marfat.com

فَمَكَثْتُ مَعَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْ هَذِهِ النِّسَاءِ اللَّاتِي يَتَمَتَّعُ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهَا.

محمد بن علی کی روایت ہے کہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر کے وقت عورتوں سے متعہ کرنا اور پالتو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمادیا تھا۔ ابن مثنیٰ نے خیبر کے بجائے غزوۂ حنین بیان کیا ہے۔ اسی طرح ربیع بن سَبْرَۃ الْجُهَنِي نے اپنے والد سے بیان کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ہمیں متعہ کی اجازت فرمائی تو میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ نکلا ہم نے بنی عامر کی ایک عورت کے پاس پہنچ کر متعہ کرنے کی پیشکش کی تو اس نے کہا اس کے عوض تم مجھے کیا دوگے؟ میں نے کہا یہ میری چادر۔ اور میرے ساتھی نے کہا یہ میری چادر بھی حاضر ہے جبکہ اس کی چادر میری چادر کی نسبت بہت عمدہ تھی اور میں اس سے زیادہ جوان تھا۔ جب وہ عورت اس کی چادر دیکھتی تو اسے اچھی لگتی اور جب مجھے دیکھتی تو میں اسے پسند آتا۔ پھر اس نے کہا کہ تم اور تمہاری چادر میرے لیے کافی ہے چنانچہ میں اس کے پاس تین روز تک ٹھہرا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس کے پاس بھی متعہ کی غرض سے کوئی عورت ٹھہری ہے اسے واپس بھیج دے۔

سنن ابن ماجه

كتاب النكاح : بَابُ النَّهْيِ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ

باب: متعہ ممنوع ہونے کے بیان میں

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، وَالْحَسَنِ، ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِمَا، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ: صححه الألباني رحمه الله تعالىٰ

محمد بن علی کی روایت ہے کہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے واقعۂ خیبر کے روز عورتوں سے متعہ کرنے اور پالتو گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا تھا۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ

Marfat.com

اللّٰہِ إِنَّ الْعُزْبَةَ قَدِ اشْتَدَّتْ عَلَيْنَا قَالَ فَاسْتَمْتِعُوا مِنْ هٰذِهِ النِّسَاءِ فَأَتَيْنَاهُنَّ فَأَبَيْنَ أَنْ يَنْكِحْنَنَا إِلَّا أَنْ نَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُنَّ أَجَلًا فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اجْعَلُوا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُنَّ أَجَلًا فَخَرَجْتُ أَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِي مَعَهُ بُرْدٌ وَمَعِي بُرْدٌ وَبُرْدُهُ أَجْوَدُ مِنْ بُرْدِي وَأَنَا أَشَبُّ مِنْهُ فَأَتَيْنَا عَلَى امْرَأَةٍ فَقَالَتْ بُرْدٌ كَبُرْدٍ فَتَزَوَّجْتُهَا فَمَكَثْتُ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ ثُمَّ غَدَوْتُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ وَهُوَ يَقُولُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الِاسْتِمْتَاعِ أَلَا وَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخْلِ سَبِيلَهَا وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا.

حضرت سبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، لوگوں نے عرض کیا کہ بیویوں سے دوری ہمیں سخت گراں گزر رہی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر ان عورتوں سے متعہ کرلو۔ جب ہم ان عورتوں کے پاس گئے تو انہوں نے باہمی مدت طے کیے بغیر نکاح سے انکار کر دیا۔ لوگوں نے جب رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے ان کے ساتھ کوئی مدت طے کرلو، جس کے بعد میں اور میرا چچازاد بھائی اپنی ایک ایک چادر لیے نکل پڑے مگر اس کی چادر میری چادر کی نسبت نئی اور عمدہ حالت میں تھی۔ مگر میں اس کی نسبت زیادہ جوان تھا جب ہم ایک عورت کے پاس پہنچے اور اسے پیشکش کی تو اس نے کہا چادر تو چادر ہی کی مانند ہے، اس کے بعد میں نے اس کے ساتھ نکاح کرلیا اور رات بھر اس کے ساتھ مقیم رہا صبح جب واپس آیا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ شریف میں رکن یمانی اور دروازے کے درمیان کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں: ''اے لوگو! بے شک میں نے تم کو عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی مگر توجہ سے سنو اور یاد رکھو کہ اب سے اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کیلئے حرام ٹھہرا دیا ہے لہٰذا اگر آپ میں سے کسی کے پاس متعہ والی عورت ہو تو اسے واپس بھیج دے اور جو انہیں دے چکے ہو اس میں سے کوئی چیز واپس مت لو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ حَرَّمَهَا، وَاللّٰهِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا يَتَمَتَّعُ وَهُوَ مُحْصَنٌ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ، إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنِي بِأَرْبَعَةٍ يَشْهَدُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ أَحَلَّهَا بَعْدَ إِذْ حَرَّمَهَا.

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو آپ نے

Marfat.com

لوگوں کوخطبہ دیا اور فرمایا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین مرتبہ عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت فرمائی جس کے بعد آپ ﷺ نے اسے حرام ٹھہرا دیا۔ اللہ کی قسم جس شخص کے بارے میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ شادی شدہ ہونے کے باوجود متعہ کرتا ہے تو میں اسے سنگسار کردوں گا الاّ یہ کہ میرے سامنے چار گواہ پیش کرے جو اس بات کی گواہی دیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حرام ٹھہرانے کے بعد اسے پھر حلال ٹھہرا دیا تھا۔

سنن أبی داود

كتاب النكاح : بَابُ فِيْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ

عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ :كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فَتَذَاكَرْنَا مُتْعَةَ النِّسَاءِ ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يُقَالُ لَهُ رَبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ:أَشْهَدُ عَلَى أَبِي أَنَّهُ حَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهَا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

ترجمہ

حضرت امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ متعہ کے متعلق بات چل نکلی تو ربیع بن سبرہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہونکہ میرے والد نے بیان کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر متعہ کرنے سے منع کر دیا تھا۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ مُتْعَةَ النِّسَاءِ.

حضرت امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ربیع بن سبرہ سے اور انہوں نے اپنے والد سبرہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کو حرام ٹھہرا دیا تھا۔

تفردات

جیسا کہ صحاح ستہ کی احادیث میں یہ تفصیل بیان ہوئی کہ متعہ کے باب میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ اس کی اصل وجہ کیا ہے؟ یہ بیان کرنے سے پہلے اس سلسلے میں چند چیزیں اس لیے بیان کرنا ضروری ہیں تاکہ مسئلے کی نوعیت واضح ہو جائے۔ میں نے شروع میں شیعہ حضرات کی ایک حدیث بیان کی ہے: ''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) يَقُولُ كَانَ عَلِيٌّ (ع) يَقُولُ لَوْ لَا مَا سَبَقَنِي بِهِ بَنِي

Marfat.com

الْخَطَّابِ مَا زَنَى إِلَّا شَقِيٌّ .

الکافی: المجلد الخامس. باب المتعة ....مرکز الاشعاع الاسلامی ....

ابوعبداللہ بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود امام ابوجعفر (ع) کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ حضرت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے تھے کہ اگر بنوالخطاب متعہ کے معاملہ میں مجھ پر سبقت حاصل نہ کرتے تو کوئی بد بخت ہی زنا کرتا۔

یعنی اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حرمت متعہ کو قانوناً سختی کے ساتھ نافذ نہ کرتے تو لوگ بجائے کھلا زنا کرنے کے متعہ کی سہولت سے فائدہ اٹھاتے اور گناہ سے بچ جاتے۔

ہمارے ہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے یہ قول موجود ہے: " لَوْ لَا اَنَّ عُمَرَ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ مَا زَنَى اِلَّا شَقِيٌّ "

تفسیر الطبری والنیشابوری والفخر الرازی وابی حیان والسیوطی واللفظ للاول :لولا ان عمر نهى عن المتعة ما زنى الاشقى.تفسير الطبرى.والنيشابورى بهامش تفسير الطبرى. والنيشابورى.والفخر الرازى فى تفسير الاية بتفسيره الكبير.وتفسير ابى حيان .والدر المنثور للسيوطى رحهم الله تعالى

اگر عمر متعہ سے منع نہ کرتے تو کوئی بد بخت ہی زنا کا ارتکاب کرتا۔ یعنی بہت کم کوئی انسان ایسی حرکت کرتا۔

اسی طرح تفسیر القرطبی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بیان ہوا ہے کہ " قال ابن عباس :مَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ اِلَّا رَحْمَةً مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى،رَحِمَ بِهَا عِبَادَهُ وَلَوْلَا نَهْيُ عُمَرَ عَنْهَا مَا زَنَى اِلَّا شَقِيٌّ " متعہ کی سہولت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کیلئے ایک رحمت تھی۔ اگر عمر اس پر پابندی عاید نہ کرتے تو متعہ کی سہولت سے فائدہ اٹھانے کے بجائے کوئی بد بخت ہی زنا کرتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ تک تحریم متعہ کی روایت جب تک نہیں پہنچی۔ وہ یہی سمجھتے رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ نے اپنی صوابدید کی بنیاد پر لوگوں کو اضطراری حالت میں ایک سہولت سے محروم کر دیا ہے۔ اسی طرح بعض دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا معاملہ ہے۔ شیخ ابن حزم رحمہ اللہ تعالیٰ نے "المحلی بالآثار" میں ان حضرات کے نام گنوائے ہیں: اسماء بنت ابی بکر (۱) جابر بن عبد اللہ (۲) عبداللہ بن مسعود (۳) عبداللہ بن عباس (۴) معاویۃ بن ابی سفیان (۵) عمرو بن حریث (۶) ابو سعید الخدری (۷) سلمۃ و (۸) معبد ابنا امیۃ بن خلف. اور دیگر دو صحابہ کے اسمائے گرامی بعض دیگر مؤرخین نے ذکر کیے ہیں۔ عمران بن حصین (۹) ابی بن کعب (رضی اللہ عنہم) اور تابعین میں سے

Marfat.com

مجاہد۔قتادہ۔شعبہ۔ابوثابت۔طاؤس۔عطاء بن ابی رباح۔سعید بن جبیر اور ابن جریج رحمہم اللہ تعالیٰ۔

مَالِکٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ؛ أَنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ حَكِيمٍ، دَخَلَتْ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَتْ: إِنَّ رَبِيعَةَ بْنَ أُمَيَّةَ اسْتَمْتَعَ بِامْرَأَةٍ مُوَلَّدَةٍ، فَحَمَلَتْ مِنْهُ. فَخَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَزِعاً، يَجُرُّ رِدَاءَهُ. فَقَالَ: هٰذِهِ الْمُتْعَةُ. وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيهَا لَرَجَمْتُ.

تنوير الحوالك شرح على مؤ طاء مالك تاليف الامام أبى الفضل جلال الدين عبد الرحمٰن ابى بكر السيوطى الشافعي المتوفى سنة ۹۱۱ھ. رحمه الله تعالىٰ: كتاب النكاح باب نكاح المتعة : ضبطه وصححه الشيخ محمد عبد العزيز الخالدى :: الناشر دارالكتب العلمية بيروت.

عروہ بن زبیر کی روایت ہے کہ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہو کر بتایا کہ ربیعہ بن امیہ نے (بِامْرَأَةٍ مُوَلَّدَةٍ) ایک ایسی عورت سے متعہ کیا تھا جس کے والدین اگرچہ عرب نہ تھے مگر وہ یہیں کی پیدائش اور اب حمل سے ہے۔حضرت عمر گھبراہٹ میں اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے اور کہا یہ تو متعہ ہے اگر میں پہلے اس کی ممانعت کر چکا ہوتا تو مرتکبین کو رجم کر دیتا۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُسْلِمٍ الْقُرِّيِّ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، فَسَأَلْنَاهَا عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَتْ: فَعَلْنَاهَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ.

مسند أبى داود الطيالسى باب: مَا رَوَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

مُسْلِم اَلْقُرِّیّ کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور ان سے عورتوں کے ساتھ متعہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہم نے عہد رسالت میں متعہ کیا ہے۔

نوٹ: بعض روایات میں مُسْلِم اَلْقُرِّیّ کے بجائے مُسْلِم اَلْقُرَشِي ہے جبکہ حضرت اسماء کی روایت میں متعة النساء کے بجائے متعة الحج کے الفاظ ہیں اور وہ روایت اس سے زیادہ مضبوط، صحیح اور اس طرح ہے۔

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُسْلِمٍ الْقُرِّيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ؟ فَرَخَّصَ فِيهَا، وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهَى عَنْهَا، فَقَالَ: هٰذِهِ أُمُّ ابْنِ الزُّبَيْرِ تُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ فِيهَا، فَادْخُلُوا عَلَيْهَا فَاسْأَلُوهَا، قَالَ: فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا، فَإِذَا امْرَأَةٌ ضَخْمَةٌ عَمْيَاءُ، فَقَالَتْ: قَدْ رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِيهَا"

صحيح مسلم كتاب الحج باب ؛ حج المتعة وقال : وفى رواية عن المتعةِ ولم يقل: عن مُتْعَةِ الحجِّ. وفى أخرى لا أدرى :

Marfat.com

متعة الحج ، أو متعة النِّساء ؟.

قال أيمن صالح شعبان : صحيح :أخرجه أحمد قال :ثنا روح .ومسلم قال :ثنا محمد بن حاتم ، قال:ثنا روح بن عبادة:

(ح) وثناه ابن المثنى ، قال:ثنا عبد الرحمن ، وثنا ابن بشار ، قال:ثنا محمد يعني ابن جعفر والنسائي في الكبرى (الورقة قال:نا محمود بن غيلان المروزي. قال:ثنا أبو داود .أربعتهم :روح ، وعبد الرحمن ، ومحمد بن جعفر ، وأبو داود الطيالسي عن شعبة ، عن مسلم القري، فذكره.

مُسلم اَلْقُرِّیْ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متعة الحج یعنی حج تمتع کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے اس کی اجازت کا فتویٰ دیا مگر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اس سے منع فرماتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مگر ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما تو بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی اجازت فرمائی تھی۔ بہتر ہوگا کہ تم لوگ ان سے سوال کرو۔ مُسلم اَلْقُرِّیْ کا بیان ہے کہ جب ہم حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ ان کا جسم بھاری اور بینائی ختم ہو چکی ہے۔ تاہم انہوں نے بتایا کہ ہاں یہ درست ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے متعة الحج کی رخصت عطا فرمائی تھی۔

جب پہلی روایت کے مقابلے میں یہ دوسری روایت زیادہ مضبوط اور صحیح ہے تو ایک کمزور روایت کی بنیاد پر حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی طرف متعة النساء کے جواز کی نسبت درست نہیں۔

وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: وَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ:اسْتَمْتَعَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ مَقْدَمَهُ مِنَ الطَّائِفِ عَلَى ثَقِيفَ بِمَوْلَاةِ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ يُقَالُ لَهَا:مُعَانَةَ "قَالَ جَابِرٌ:ثُمَّ أَدْرَكْتُ مُعَانَةَ خِلَافَةَ مُعَاوِيَةَ حَيَّةً، فَكَانَ مُعَاوِيَةُ يُرْسِلُ إِلَيْهَا بِجَائِزَةٍ فِي كُلِّ عَامٍ حَتَّى مَاتَتْ.

ألمصنف لعبدالرزاق ألصنعاني: كتاب الطلاق ،باب المتعة

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان جب طائف سے بنوثقیف کی طرف نکلے ہیں تو اس دوران ابن حضرمی کی: مُعَانَة : نامی لونڈی سے متعہ کیا تھا حضرت جابر کا بیان ہے کہ: مُعَانَة : خلافت معاویہ تک حیات تھی اور حضرت معاویہ انہیں ہر سال تحائف بھیجتے رہے یہاں تک کہ اس کی وفات ہوگئی۔

اُمُّ أَرَاكَةَ

فَرَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ بن عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ يَرُعْ عُمَرُ إِلَّا أُمُّ أَرَاكَةَ قَدْ خَرَجَتْ حُبْلَى فَسَأَلَهَا عُمَرُ فَقَالَتِ اسْتَمْتَعَ بِي سَلَمَةُ بْنُ أُمَيَّةَ وَأَخْرَجَ مِنْ طَرِيقِ

Marfat.com

أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ فَسَمَّاهُ مَعْبَدُ بْنُ أُمَيَّةَ .

المصنف لعبدالرزاق الصنعاني: كتاب الطلاق ،باب المتعة

ترجمہ

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''المصنف ''میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر کبھی کسی واقعہ سے اس قدر اچانک خوفزدہ نہیں ہوئے جتنے واقعۂ ام اراکہ سے۔ ہوا یہ کہ ام اراکہ حمل سے اچانک سامنے آگئی تو آپ نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ اس نے بتایا کہ سلمہ بن امیہ نے میرے ساتھ متعہ کیا تھا جس کے نتیجے میں حمل سے ہوں۔ عبدالرزاق نے ایک دوسری روایت ابوزبیر عن طاوس کے حوالہ سے بیان کی ہے کہ اس نومولود کا نام معبد بن امیہ رکھا گیا تھا۔

عَبْدُ الرَّزَّاقِ... عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدرِيِّ قَالَ :لَقَدْ كَانَ أَحَدُنَا يَسْتَمْتِعُ بِمِلْءِ الْقَدَحِ سُوَيْقًا: وَقَالَ صَفْوَانُ :هٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ يُفْتِي بِالزِّنَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنِّي لَا أُفْتِي بِالزِّنَا أَفَنَسِيَ صَفْوَانُ أُمَّ أَرَاكَةَ فَوَاللّٰهِ إِنَّ ابْنَهَا لَمِنْ ذٰلِكَ أَفَزِنًا هُوَ؟ قَالَ:وَاسْتَمْتَعَ بِهَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي جُمَحٍ.

المصدر السابق

ترجمہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ شروع میں ہم میں سے کچھ لوگ مٹھی بھر جو کے عوض متعہ کر لیا کرتے تھے۔ صفوان نے کہا مگر یہ ابن عباس ہیں کہ اب تک زنا کی حلت کا فتویٰ دیتے ہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جب صفوان کی یہ بات پہنچی تو فرمایا کیا صفوان کو اپنی ماں اراکہ کا متعہ کرنا یاد نہیں رہا جس کے نتیجے میں یہ پیدا ہوئے تو کیا اس کی ماں نے بدکاری کی تھی؟ اصل بات یہ ہے کہ اس کی ماں نے بنی جمح کے ایک شخص کے ساتھ متعہ کیا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

صحاح کی احادیث مبارکہ جو میں نے نقل کی ہیں ان میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا متعہ کے مسئلے میں دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اختلاف ذکر ہوا ہے جس کی نوعیت سمجھنے کیلئے چند باتوں پر غور کرنا ضروری ہے۔

حبر الامت حضرت عبداللّٰہ بن العباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے چچازاد اور ام المؤمنین حضرت میمونہ کی حقیقی بہن حضرت ام الفضل رضی

Marfat.com

اللہ عنہما کے بیٹے اور خاندان نبوت کے چشم و چراغ، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں بلند پایہ ثقہ عالم اور مجتہد ہیں۔ تین سال قبل از ہجرت جب شعب ابی طالب میں پیدا ہوئے تو والد گرامی نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے لعاب شریف کی گھٹی دیتے ہوئے دعا فرمائی۔ حضرات صحابہ میں وسعت علم کی بنیاد پر " اَلْبَحْر اور حبر الامت " مشہور ہیں۔ آپ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کے ساتھ لگا کر اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی: " اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ " اے اللہ! انہیں حکمت دین سے مالا مال فرما دے: اور اس میں کوئی شک نہیں کہ امت آپ کے علم و فضل پر متفق ہے۔

جامع ترمذی ، کتاب المناقب: باب مناقب عبداللّٰه بن عباس: اسدالغابة :ترجمة عبدالله بن عباس رضی اللّٰه عنهما:

وجہ مغالطہ وتفرد

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اگر چہ ہمیشہ صحبت وقرب نبوی کے مواقع میسر رہے مگر صرف تیرہویں برس میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا جبکہ صحاح کی احادیث جو میں نے نقل کی ہیں اور شارحین رحمہم اللہ کے نزدیک شروع اسلام میں لوگ جاہلی رواج کے مطابق متعہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ غزوۂ خیبر کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ حرمت کا اعلان فرماتے ہیں۔ پھر فتح مکہ کے موقعہ پر صرف فوج کیلئے تین روز مباح قرار دیا گیا اور اس کے بعد حرمت کا اعلان ہو گیا اور اس کے بعد آخری موقعہ یوم اوطاس کا ہے جہاں تین روز کیلئے مباح رکھنے کے بعد رسول اللہ ﷺ اسے قیامت تک کیلئے حرام ٹھہرا دیا جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں وضاحت گزری ہے۔ ان مواقع حلت وحرمت میں بھی تھوڑا سا اختلاف موجود ہے جس کی وضاحت کیلئے میں " شرح الزرقانی علی موطأ الإمام مالک " سے علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق نقل کرتا ہوں جو اس وقت میرے سامنے ہے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

موطأ الإمام مالک . کتاب النکاح باب: نکاح المتعة :

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم خیبر کے موقعہ پر عورتوں سے متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔

اَلْمُتْعَةُ : هُوَ النِّكَاحُ لِأَجَلٍ كَمَا فَسَّرَهُ فِيْ " اَلْمُدَوَّنَةُ الْكُبْرٰى " قَالَ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ

Marfat.com

الْأَنْصَارِي: كَانَتْ رُخْصَةً فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ لِمَنِ اضْطُرَّ إِلَيْهَا كَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِيرِ، ثُمَّ أَحْكَمَ اللّٰهُ الدِّينَ وَنَهَى عَنْهَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

متعہ سے مراد ہے ایسا نکاح جو ایک معین مدت کیلئے ہوتا ہے جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی "اَلْمُدَوَّنَةُ الْكُبْرٰی" میں تفسیر بیان کی ہے۔ ابن ابی عمرہ انصاری کا بیان ہے کہ شروع اسلام میں اس کی رخصت تھی مگر صرف ایسے شخص کیلئے جو حالت اضطرار میں پہنچ جائے جس طرح کی صورت میں مردار، خون اور خنزیر کا گوشت کھانا مباح ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مضبوط کر دیا اور متعہ کرنے سے منع کر دیا۔ (صحیح مسلم)

() یوم خیبر کے موقعہ کی حرمت پر حضرت امام مالک اور زہری اپنے اصحاب سمیت متفق ہیں سوائے ایک روایت کے جسے عبدالوہاب اَلثَّقَفِيُّ نے بذریعہ يَحْيَى الْقَطَّانِ عَنْ مَالِكٍ بیان کی ہے اور اس میں غزوۂ حنین کے موقعہ پر حرمت کا ذکر ہے۔ مگر امام نسائی اور دار قطنی نے غزوۂ حنین والی روایت کو تسلیم نہیں کیا۔ البتہ یوم خیبر پر جو رسول اللہ ﷺ نے نہی فرمائی اس سے مراد تحریم ہے یا کراہت۔ اس میں علمائے سلف کے درمیان اگرچہ اختلاف رائے ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ نہی تحریم کیلئے تھی چونکہ اس کا کوئی عارضی سبب نہ تھا۔

() مواقع نہی میں پہلے خیبر کا ذکر ہے پھر عُمْرَةُ الْقَضَاءِ کا جیسا کہ امام عبدالرزاق نے حسن بصری کی مراسیل نقل کی ہیں مگر ان روایات میں ضعف پایا جاتا ہے۔ اس کے بعد فتح مکہ کا ذکر ہے جیسا سَبْرَةَ الْجُهَنِي کی مرفوع روایت مسلم میں موجود ہے "إِنَّهَا حَرَامٌ مِنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا متعہ آج سے قیامت تک حرام ہے۔

() اس کے بعد اوطاس کا ذکر ہے جیسا کہ مسلم میں سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ کی روایات ہے: "رَخَّصَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ أَوْطَاسٍ فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا ثُمَّ نَهَى عَنْهَا" رسول اللہ ﷺ نے واقعہ اوطاس کے سال ہمیں تین روز کیلئے عورتوں سے متعہ کرنے رخصت عطا فرمائی تھی پھر منع فرما دیا۔ علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ چونکہ اوطاس کا واقعہ فتح مکہ کے ساتھ ہی ہے اس لیے احتمال ہے فتح مکہ کے بجائے یوم اوطاس آ گیا ہے ورنہ یہ ممکن نہیں کہ "إِنَّهَا حَرَامٌ مِنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: متعہ آج سے قیامت تک حرام ہے۔ ارشاد فرمانے کے بعد آپ نے پھر سے رخصت عطا فرما دی ہو۔

() اس کے بعد پھر تبوک کا ذکر ہے جیسا کہ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ اور اِبْنِ حِبَّانَ نے بذریعہ مؤمل بن اسماعیل

Marfat.com

عن عکرمہ بن عمار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے مگر یہ ضعیف ہے۔ یا عین ممکن ہے کہ اس موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے نہی کا حکم دہرایا ہو۔ جس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ ممکن ہے پہلی حرمت کی خبر سب کو نہ پہنچی ہو اور رخصت پر قائم ہوں۔

() البتہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر نہی کی روایت درست ہے مگر حالات کے تناظر میں پرکھنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر آپ کے ساتھ بہت سارے لوگ موجود تھے اور اس سفر میں ان کے ساتھ بیویاں بھی تھیں لہٰذا متعہ کا احتمال تو کم ہے ہاں یہ صورت زیادہ صحیح ہے کہ پہلے حکم کو تاکید کے طور پر پھر دہرایا ہو۔ تاکہ سب کو اطلاع ہو جائے جیسا کہ حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی ہے۔

قَالَ عِيَاضٌ: الصَّحِيحُ أَنَّ الْوَاقِعَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ إِنَّمَا هُوَ تَجْدِيدُ النَّهْيِ لِاجْتِمَاعِ النَّاسِ وَلِيُبَلِّغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، وَلِإِتْمَامِ الدِّينِ وَالشَّرِيعَةِ كَمَا قَرَّرَ غَيْرَ شَيْءٍ يَوْمَئِذٍ. اهـ.

حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حجۃ الوداع کے موقعہ پر تکمیل دین کے سلسلے میں دیگر احکامات کی طرح حرمت متعہ کی تجدید و یاد دہانی تھی کوئی نیا حکم نہیں تھا تاکہ جو لوگ موجود ہیں وہ آپ کا پیغام دوسروں تک پہنچا دیں۔" فَلَمْ يَبْقَ صَحِيحٌ صَرِيحٌ سِوَى خَيْبَرَ وَالْفَتْحِ " لہٰذا صحیح اور صریح طور پر حرمت متعہ کے یہی دو مواقع ہیں باقی میں کلام موجود ہے۔

وَقَالَ النَّوَوِيُّ: الصَّوَابُ الْمُخْتَارُ أَنَّ التَّحْرِيمَ وَالْإِبَاحَةَ كَانَا مَرَّتَيْنِ، فَكَانَتْ حَلَالًا قَبْلَ خَيْبَرَ ثُمَّ حُرِّمَتْ يَوْمَ خَيْبَرَ، ثُمَّ أُبِيحَتْ يَوْمَ الْفَتْحِ وَهُوَ يَوْمُ أَوْطَاسٍ لِاتِّصَالِهَا بِهَا ثُمَّ حُرِّمَتْ يَوْمَئِذٍ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ تَحْرِيمًا مُؤَبَّدًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ متعہ کے بارے میں تحریم و اباحت دو بار واقع ہوئی ہے۔ خیبر سے پہلے مباح تھا پھر یہیں خیبر کے موقعہ پر حرام قرار دیا گیا پھر فتح مکہ کے روز مباح کیا گیا اور دراصل یہی یوم اوطاس ہے جہاں تین روز کے بعد قیامت تک کیلئے حرام قرار دیدیا گیا۔

وَقَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ: نِكَاحُ الْمُتْعَةِ مِنْ غَرَائِبِ الشَّرِيعَةِ، أُبِيحَ ثُمَّ حُرِّمَ ثُمَّ أُبِيحَ ثُمَّ حُرِّمَ، فَالْإِبَاحَةُ الْأُولَى أَنَّ اللَّهَ سَكَتَ عَنْهُ فِي صَدْرِ الْإِسْلَامِ فَجَرَى النَّاسُ فِي فِعْلِهِ عَلَى عَادَتِهِمْ، ثُمَّ حُرِّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ، ثُمَّ أُبِيحَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَأَوْطَاسٍ عَلَى حَدِيثِ جَابِرٍ وَغَيْرِهِ، ثُمَّ حُرِّمَتْ تَحْرِيمًا مُؤَبَّدًا يَوْمَ

Marfat.com

الْفَتْحِ عَلَى حَدِيثِ سَبْرَةَ اهـ. وَالْإِجْمَاعُ عَلَى حُرْمَتِهَا. وَمَا فِي مُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ: "اسْتَمْتَعْنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ." زَادَ فِي رِوَايَةٍ: حَتَّى نَهَى عُمَرُ، مَحْمُولٌ عَلَى أَنَّ الَّذِي اسْتَمْتَعَ لَمْ يَبْلُغْهُ النَّهْيُ وَلَمْ يُخَالِفْ فِي ذَلِكَ إِلَّا الرَّوَافِضُ،

صاحب أحكام القرآن، العلامة محمدبن عبدالله الأندلسي ابن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں احکامات شریعت میں نکاح متعہ ایک انوکھا واقعہ ہے جو مباح قرار دیئے جانے کے بعد حرام ٹھہرایا گیا۔ پھر مباح قرار دینے کے بعد حرام قرار دیدیا گیا۔ مگر یاد رہے کہ پہلی اباحت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے شروع اسلام میں کسی واضح حکم کے بجائے سکوت پر تھی۔ اس طرح لوگ اپنی قدیم عادت ورواج کے مطابق چلتے رہے یہاں تک کہ واقعۂ خیبر کے روز حرام قرار دیدیا گیا۔ پھر حدیث جابر بن عبداللہ وغیرہ کے مطابق فتح مکہ کے روز اور ساتھ ہی اوطاس کے موقعہ پر مباح قرار دیئے جانے کے بعد حدیث سبرہ الجہنی کی روایت کے مطابق تاکیدی حکم کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام قرار دیدیا اسی حرمت پر علمائے اسلام کا اجماع ہے۔ البتہ مسلم شریف میں جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ہم عہد ابوبکر وعمر کے زمانے تک متعہ کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت عمر پابندی کا اعلان کرتے اس بات پر محمول ہے کہ اس دوران جن حضرات نے متعہ کیا انہیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حرمت کی اطلاع نہیں ہوئی ورنہ اس معاملہ میں روافض کے سوا کسی کا اختلاف نہیں۔

تلخيص: شرح الزرقاني على موطأ الإمام مالك: والزرقاني: هوابو عبد الله محمد بن عبد الباقي الزرقاني المالكي، محدث، فقيه، اصولي عاش في القاهرة، له مؤلفات، توفي بالقاهرة سنة 1122هـ. تحقيق: طه عبد الرءوف سعدالناشر: مكتبة الثقافة الدينية - القاهرة. الطبعة: الأولى، 1424هـ 2003-م عددالأجزاء 4:

﴿ اس بار بار کی حرمت اور حلت سے لوگوں کو شبہ باقی رہا۔ بعض لوگ متعہ کرتے تھے، بعض نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی ایسا ہی رہا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اوائل خلافت میں بھی یہی حال رہا۔ بعد اس کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی حرمت برسر منبر بیان کی جب سے لوگوں نے متعہ کرنا چھوڑ دیا۔ مگر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے جواز کے قائل رہے جیسے جابر بن عبداللہ، عبداللہ ابن مسعود، ابوسعید، معاویہ، اسماء بنت ابی بکر، عبداللہ ابن عباس، عمرو بن حریث اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم۔ اور ایک جماعت تابعین میں سے بھی جواز کی قائل ہوئی۔ ﴾

موطاامام مالک ترجمہ وتشریح علامہ وحیدالزمان رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب النکاح: باب نکاح المتعۃ: ملخص عن زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

اجماع صحابہ کی حقیقت

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بہت سارے ایسے احکام ہیں جن پر ہم حضرات صحابہ رضی اللہ کا اجماع نقل کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے اختلاف بھی نقل کیا جاتا ہے جیسا کہ لواطت کی سزا میں تفصیل گزری ہے۔اس کی وجہ کیا ہے؟اور بعد کے بزرگان دین کے درمیان اختلاف رائے کیوں اور کیسے پیدا ہو گیا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ سوائے بہت ابتدائی دور کے کسی بھی معاملہ میں بوجہ سفر، جہادی مہمات اور ریاستی خدمات کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا کسی ایک وقت اور مقام پر جمع ہونا نہ تو ثابت ہے اور نہ ہی ممکن ولازم۔اس کائنات میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور امت مسلمہ کیلئے رسول اللہ ﷺ کے وصال سے زیادہ کوئی بڑا صدمہ نہیں تھا اس کے باوجود اگر اس موقعہ پر بھی ریاستی ذمہ داریوں کے باعث تمام صحابہ رضی اللہ عنہم موجود نہ تھے تو پھر کب ہو سکتے تھے؟

لہٰذا اجماع صحابہ سے مراد اس وقت مدینہ طیبہ میں موجود حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم ہو سکتے ہیں جبکہ احکام دین کے معاملہ میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا کسی معاملہ میں متفق ہو جانا ایک اہم معاملہ ہے۔اور یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ اس وقت میڈیا کی کوئی سہولت موجود نہ ہونے کے باعث ایسا عین ممکن ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو تاحیات کسی ایسے اجماع یا فیصلے کی خبر نہ پہنچی ہو۔اور یہ بات بھی درست ہے کہ بعض صحابہ ایسے بھی ہیں جنہیں صرف ایک بار ہی شرف زیارت حاصل ہوا اور اس کے بعد انہیں موقعہ نہ مل پایا مگر وہ علم رسالت کے امین تھے اور جو امانت ان کے پاس تھی وہ منتقل کرتے گئے۔

یہی معاملہ ہے متعہ کا جس کی بار بار کی حرمت اور حلت سے لوگوں کو شبہ باقی رہا۔یہاں تک کہ بعض حضرات آخر وقت یا دیر تک اس کے قائل رہے یہاں تک کہ دوسری صدی ہجری کے اوائل میں اس کی حرمت پر اجماع ہوتا۔جیسا کہ مولانا مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رائے میں وضاحت فرمائی ہے۔ابھی شرح موطا امام مالک میں علامہ زرقانی کے قول کی جو تلخیص بیان ہوئی اس میں حرمت وحلت کے مواقع بیان ہوئے ہیں ان پر ایک نظر ڈالنے سے کیا یہ کہنا درست ہو سکتا ہے سب کے سب صحابہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے جب آپ ﷺ نے حرمت بیان فرمائی؟ جبکہ حضرت ابن عباس اور عمرو بن حریث کی وضاحت موجود ہے کہ وہ بہت کم عمر تھے۔اور یہ کیسے مان لیا جائے کہ جواز کے قائل حضرات، اس علم کے باوجود کہ رسول اللہ ﷺ نے ممانعت فرما دی تھی اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے؟ہاں مگر یہ بات درست ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں کوئی رائے اختیار کر سکتے تھے۔

Marfat.com

مولانا مودودیؒ کی تحقیقی رائے

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ متعہ کے متعلق ایک سوال کے جواب میں رقمطراز ہیں: اس مسئلے میں جو کچھ میں نے لکھا ہے اس کا مدعا دراصل یہ بتانا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین اور فقہاء رحمہم اللہ میں سے جو چند بزرگ جواز متعہ کے قائل ہوئے ہیں۔ ان کا منشاء اس فعل کا مطلق جواز نہ تھا، بلکہ وہ اسے حرام سمجھتے ہوئے بحالت اضطرار جائز رکھتے تھے، اور ان میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہ تھا کہ عام حالات میں متعہ کو نکاح کی طرح معمول بنایا جائے۔ اضطرار کی ایک فرضی مثال جو میں نے دی ہے اس سے محض اضطراری حالات کا ایک تصور دلانا مقصود تھا تاکہ ایک شخص یہ سمجھ سکے کہ شیعہ حضرات کو اگر قائلین جواز کا مسلک ہی اختیار کرنا ہے تو انہیں کس قسم کی مجبوریوں تک اسے محدود رکھنا چاہیے۔ اس سے میں تو ان لوگوں کے خیال کی اصلاح کرنا چاہتا تھا جنہوں نے اضطرار کی شرط اڑا کر متعہ کو مطلقاً حلال ٹھیرا دیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ میرے طرز بیان سے آپ کی طرح بعض حضرات کو یہ غلط فہمی لاحق ہوگئی ہے کہ میں خود حالت اضطرار میں اس کو جائز قرار دے رہا ہوں۔ حالانکہ میں اس کی قطعی حرمت کا قائل ہوں اور اب سے کئی سال پہلے رسائل ومسائل حصہ دوم میں اس کی وضاحت کر چکا ہوں۔

یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ دوسری صدی ہجری کے آغاز تک متعہ کا مسئلہ مختلف فیہ تھا اور اختلاف صرف اس امر میں تھا کہ آیا یہ قطعی حرام ہے؟ یا اس کی حرمت مردار اور خنزیر کی سی ہے جو اضطرار کی حالت میں جواز سے بدل سکتی ہے۔ اکثریت پہلی بات کی قائل تھی اور ایک چھوٹی سی اقلیت دوسری بات کی۔ بعد میں تمام اہل علم اس پر متفق ہوگئے کہ یہ قطعی حرام ہے اور جواز بحالت اضطرار کا مسلک رد کر دیا گیا۔ اس کے برعکس شیعہ حضرات نے اس کے مطلق حلال ہونے کا عقیدہ اختیار کیا۔ اور اضطرار کیا معنی، ضرورت تک کی شرط باقی نہ رہنے دی۔

اس بحث میں جو بات میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ متعہ کی حرمت تو بہرحال ثابت ہے۔ اور مطلق حلت کا خیال کسی طرح قابل قبول نہیں ہے۔ البتہ سلف کے ایک گروہ کی رائے میں اس کے جواز کی گنجائش اضطرار کی حالت کیلئے تھی۔ لہٰذا متعہ کے قائلین اگر انہی کی رائے کی پیروی کرنا چاہتے ہیں تو انہیں کم از کم اس حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیے۔ آپ نے متعہ کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے رجوع کا جو ذکر کیا ہے اس کے متعلق گزارش ہے کہ اہل علم کے وہ اقوال میرے سامنے موجود ہیں جن میں ان کے رجوع کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ دعویٰ مختلف فیہ ہے۔ اس باب میں جو روایات نقل کی گئی ہیں ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے کی غلطی مان لی

Marfat.com

تھی۔ بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ صرف مصلحتاً اس کے حق میں فتویٰ دینے سے گریز کرنے لگے تھے۔ فتح الباری میں علامہ ابن حجر، ابن بطال کا یہ قول نقل کرتے ہیں: '' وَأَمَّا ابْنُ عَبَّاسٍ فَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ أَبَاحَهَا وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ رَجَعَ عَنْ ذٰلِكَ :قَالَ بْنُ بَطَّالٍ رَوَى أَهْلُ مَكَّةَ وَالْيَمَنِ عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ إِبَاحَةَ الْمُتْعَةِ وَرُوِيَ عَنْهُ الرُّجُوعُ بِأَسَانِيْدٍ ضَعِيفَةٍ وَإِجَازَةُ الْمُتْعَةِ عَنْهُ أَصَحُّ ،وَهُوَ مَذْهَبُ الشِّيعَةِ ''

فتح الباری : باب نهی النبی ﷺ عن نکاح المتعة ،عن شرح البخاری لابن بطال کتاب الرضاع.

اہل مکہ ویمن نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متعہ کی اباحت نقل کی ہے۔ اگرچہ اس قول سے ان کے رجوع کی روایات بھی آئی ہیں مگر ان کی سندیں ضعیف ہیں اور زیادہ صحیح روایات یہ ہیں کہ وہ اس کو جائز رکھتے تھے اور یہی مذہب ہے شیعہ کا۔

آگے چل کر خود ابن حجر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان کا رجوع مختلف فیہ ہے۔ علامہ ابن قیم اس معاملہ میں اپنی تحقیق جس طرح بیان کرتے ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مصلحتاً فتویٰ دینے سے ان کے اجتناب ہی کو ان کا رجوع سمجھا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں '' فَلَمَّا تَوَسَّعَ فِيهَا مَنْ تَوَسَّعَ وَلَمْ يَقِفْ عِنْدَ الضَّرُورَةِ أَمْسَكَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْإِفْتَاءِ بِحِلِّهَا ، وَرَجَعَ عَنْهُ .''

زادالمعاد فی هدی خیر العباد للامام ابن القیم الجوزیة : باب : فصل فی الفتح الأعظم .

جب لوگ اس معاملہ میں توسیع برتنے لگے اور ضرورت تک انہوں نے اسے محدود نہ رکھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی حلت کا فتویٰ دینے سے رک گئے اور اس سے رجوع کرلیا۔

ترجمان القرآن : ربیع الأول ۱۳۷۵ھ۔ -نومبر ۱۹۷۵ء۔- رسائل ومسائل- ج سوم : متعہ کی بحث:

بعض مفسرین نے متعہ کی حرمت بھی اس آیت سے ثابت کی ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ ممتوعہ عورت نہ تو بیوی کے حکم میں داخل ہے اور نہ لونڈی کے حکم میں۔ لونڈی تو وہ ظاہر ہے کہ نہیں ہے اور بیوی اس لیے نہیں ہے کہ زوجیت کیلئے جتنے قانونی احکام ہیں ان میں سے کسی کا بھی اس پر اطلاق نہیں ہوتا۔ نہ وہ مرد کی وراث ہوتی ہے نہ مرد اسکا وارث ہوتا ہے۔ نہ اس کیلئے عدت ہے۔ نہ طلاق۔ نہ نفقہ۔ نہ ایلاء اور ظہار اور لعان وغیرہ بلکہ چار بیویوں کی حد سے بھی وہ مستثنیٰ ہے۔ پس جب وہ ''بیوی'' اور'' لونڈی '' دونوں کی تعریف میں نہیں آتی تو لامحالہ وہ ان کے علاوہ کچھ اور میں شمار ہوگی۔ جس کے طالب کو قرآن '' حد سے گزرنے والا '' قرار دیتا ہے۔ یہ استدلال بہت قوی ہے مگر اس میں کمزوری کا ایک پہلو ایسا ہے جس کی بنا پر یہ کہنا مشکل ہے کہ متعہ کی حرمت کے بارے میں یہ آیت ناطق

Marfat.com

ہے۔وہ پہلو یہ ہے کہ نبی ﷺ نے متعہ کی حرمت کا آخری اور قطعی حکم فتح مکہ کے سال دیا ہے۔اور اس سے پہلے اجازت کے ثبوت صحیح احادیث میں پائے جاتے ہیں۔اگر یہ مان لیا جائے کہ حرمت متعہ کا حکم قرآن کی اس آیت میں ہی آچکا تھا جو بالاتفاق مکی ہے اور ہجرت سے کئی سال پہلے نازل ہوئی تھی تو کیسے تصور کیا جاسکتا ہے کہ نبی ﷺ اسے فتح مکہ تک جائز رکھتے۔لہٰذا یہ کہنا زیادہ صحیح ہے کہ متعہ کی حرمت قرآن مجید کے کسی صریح حکم پر نہیں بلکہ نبی ﷺ کی سنت پر مبنی ہے۔سنت میں اس کی صراحت نہ ہوتی تو محض اس آیت کی بنا پر تحریم کا فیصلہ کر دینا مشکل تھا۔متعہ کا جب ذکر آ گیا ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دو باتوں کی اور توضیح کر دی جائے۔

اول یہ کہ اس کی حرمت خود نبی ﷺ سے ثابت ہے۔لہٰذا یہ کہنا کہ اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حرام کیا، درست نہیں ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس حکم کے موجد نہیں تھے بلکہ صرف اسے شائع اور نافذ کرنے والے تھے۔ چونکہ یہ حکم حضور ﷺ نے آخر زمانے میں دیا تھا اور عام لوگوں تک نہ پہنچا تھا۔اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی عام اشاعت کی اور بذریعہ قانون اسے نافذ کیا۔

دوم یہ کہ شیعہ حضرات نے متعہ کو مطلقاً مباح ٹھہرانے کا جو مسلک اختیار کیا ہے اس کے لیے تو بہر حال نصوص کتاب وسنت میں سرے سے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔صدر اول میں صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اور فقہاء میں سے چند بزرگ جو اس کے جواز کے قائل تھے۔وہ اسے صرف اضطرار اور شدید ضرورت کی حالت میں جائز رکھتے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی اسے نکاح کی طرح مباح مطلق اور عام حالات میں معمول بہ بنالینے کا قائل نہ تھا۔ابن عباس رضی اللہ عنہما جن کا نام قائلینِ جواز میں سب سے زیادہ نمایاں کر کے پیش کیا جاتا ہے۔اپنے مسلک کی توضیح خود ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ " مَاهِيَ اِلَّا كَالْمَيْتَةِ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِلْمُضْطَرِّ " یہ تو مردار کی طرح ہے کہ مضطر کے سوا کسی کیلئے حلال نہیں.اور اس فتوے سے بھی وہ اس وقت باز آ گئے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ اباحت کی گنجائش سے ناجائز فائدہ اٹھا کر آزادانہ متعہ کرنے لگے ہیں اور ضرورت تک اسے موقوف نہیں رکھتے۔

اس سوال کو اگر نظر انداز بھی کر دیا جائے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے ہم خیال چند گنے چنے اصحاب نے اس مسلک سے رجوع کر لیا تھا یا نہیں تو ان کے مسلک کو اختیار کرنے والا زیادہ سے زیادہ جواز بحالت اضطرار، کی حد تک جاسکتا ہے۔مطلق اباحت اور بلاضرورت تمتع حتیٰ کہ منکوحہ بیویوں تک کی موجودگی میں بھی ممنوعات سے استفادہ کرنا تو ایک ایسی آزادی ہے جسے ذوق سلیم بھی گوارا نہیں کرتا کجا کہ اسے شریعت محمدیہ کی طرف منسوب کیا جائے۔

Marfat.com

میرا خیال ہے کہ خود شیعہ حضرات میں سے بھی کوئی شریف آدمی یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ کوئی شخص اس کی بیٹی یا بہن کیلئے نکاح کے بجائے متعہ کا پیغام دے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ متعہ کیلئے معاشرے میں زنان بازاری کی طرح عورتوں کا ایک ایسا ادنیٰ طبقہ موجود رہنا چاہیے جس سے تمتع کرنے کا دروازہ کھلا رہے۔ یا پھر یہ کہ متعہ صرف غریب لوگوں کی بیٹیوں اور بہنوں کیلئے ہو اور اس سے فائدہ اٹھانا خوشحال طبقے کے مردوں کا حق ہو۔ کیا خدا اور رسول کی شریعت سے اس طرح کے غیر منصفانہ قوانین کی توقع کی جاسکتی ہے؟ اور کیا خدا اور اس کے رسول سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ کسی ایسے فعل کو مباح کردیں گے جسے ہر شریف عورت اپنے لیے بے عزتی بھی سمجھے اور بے حیائی بھی؟

تفہیم القرآن: ۲۳: المؤمنون .۶۰: حاشیہ نمبر ۷

ایران میں متعہ کے خلاف آواز

خاتون رکن پالیمنٹ کا وزیر داخلہ سے استفسار رفرانس ہیراسن: بی بی سی نیوز تہران.

BBC URDU.COM Sunday 03 june , 2007 , 07:34 GMT 12 : 34PST

ایران کے وزیر داخلہ ملک میں معاشرتی مسائل پر قابو پانے کیلئے آج کل عارضی شادیوں کے فروغ کی وکالت کررہے ہیں۔ شیعہ اسلام مردوں اور خواتین کو ایک مخصوص و محدود مدت کیلئے شادی کی اجازت دیتا ہے اور یہ مدت ایک گھنٹہ سے ایک صدی تک ہوسکتی ہے، ایک مرد ایک وقت میں کئی خواتین کے ساتھ شادی کرسکتا ہے۔ تاہم ایرانی معاشرہ ایسی شادیوں کو اب بھی اچھی نظر سے نہیں دیکھتا کیونکہ لوگ سمجھتے ہیں کہ عارضی شادیاں دراصل ناجائز جنسی تعلقات کو چھپانے کا بہانہ ہیں۔ وزیر داخلہ مصطفیٰ پور محمدی جو کہ خود ایک مذہبی رہنما ہیں، کا کہنا ہے کہ شادی ایک انسانی ضرورت ہے اور عارضی شادی کو صرف جنسی تسکین کیلئے استعمال نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے معاشرتی مسائل کے حل کے طور پر دیکھنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ عارضی شادیوں کو عام کرنے کیلئے معاشرتی تبدیلیوں کی ضرورت ہے ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ لوگوں کو چاہیے کہ وہ قدرکم عمر میں شادیاں کریں۔ ایران میں عارضی شادیوں کو قریباً پندرہ برس قبل پہلی مرتبہ فروغ دینا شروع کیا گیا۔ اس وقت کے صدر مملکت ہاشمی رفسنجانی کا کہنا تھا کہ یہ کسی بھی مرد یا خاتون کیلئے اپنی جنسی ضروریات پوری کرنے کا جائز طریقہ ہے۔ حتیٰ کہ عارضی شادی کرنے کیلئے کسی مولوی کی بھی ضرورت نہیں اور ایک مرد اور عورت تخلیے میں بھی ایجاب و قبول کر کے ایسی شادی کرسکتے ہیں۔

Marfat.com

آج کل ایران میں وہ لڑکیاں جو اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ سفر کرنا چاہتی ہیں، اکٹھے کسی ہوٹل میں رہنا چاہتی ہیں اور پولیس سے بچنا چاہتی ہیں وہ کہہ سکتی ہیں کہ انہوں نے عارضی شادی کر رکھی ہے۔اس کے علاوہ غریب خواتین اپنی مالی ضروریات پوری کرنے کیلئے بھی عارضی شادیاں کر لیتی ہیں۔لیکن بحیثیت مجموعی ملک میں عارضی شادی کو خاص بری نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ایک خاتون رکن پالیمان نے ایسے ہی جذبات کا اظہار وزیر داخلہ سے ایک سوال کی صورت میں کیا انہوں نے وزیر سے پوچھا کہ کیا کسی ایسے شخص کو جوان کی بیٹی کیلئے رشتہ لے کر آئے وہ یہ بتائیں گے کہ ان کی بیٹی اس سے پہلے کتنی عارضی شادیاں کر چکی ہے؟

ایک دوسری رکن پارلیمان نے خبردار کیا ہے کہ عارضی شادیوں کو فروغ دینے سے ہزاروں مسائل جنم لیں گے۔ملک میں پہلے ہی ہزاروں بچے ایسے ہیں جو کہ عارضی شادیوں سے پیدا ہوئے ہیں اور انہیں اس لیے غیر قانونی سمجھا جاتا ہے کہ ان کے والدیہ ماننے سے انکار کرتے ہیں کہ وہ ان کے بچے ہیں۔گزشتہ نماز جمعہ کے موقعہ پر وزیر داخلہ نے یہ تجویز بھی دی کہ ملک میں ایک ایسے سینٹر کی ضرورت ہے جو نوجوانوں کو عارضی شادی کیلئے لڑکے اور لڑکیاں تلاش کرنے میں مدد دے۔

اس دوران ملک کے ایک سخت گیر اخبار نے شکایت کی ہے کہ تہران میں ایک ٹریول ایجنٹ غلط اشتہارات دے رہا ہے۔ اخبار کے مطابق ان اشتہارات میں لڑکوں اور لڑکیوں سے کہا گیا ہے کہ اگر وہ چھٹی گزارنے ساحل سمندر پر جانا چاہتے ہیں اور عارضی شادی کرنا چاہتے ہیں تو انہیں رہائش کے ساتھ ساتھ ایک نکاح خواں بھی مہیا کیا جائے گا

برطانیہ میں متعہ کا رجحان

برطانیہ میں نکاحِ متعہ کا بڑھتا ہوا رواج بی بی سی اردو نیوز 13 Dec.2013: 053am.

آخری وقت اشاعت: پیر 13 مئی, 16:55 GMT 21:55 PST 2013

”نکاحِ متعہ یا وقتی شادی، ایک قدیم اسلامی روایت ہے جس کے تحت ایک مرد اور عورت کی ایک مقررہ مدت کے لیے شادی کردی جاتی ہے۔تاریخی تناظر میں اس کا استعمال اس لیے کیا جاتا تھا کہ طویل فاصلے تک سفر کرنے والے افراد مثلاً تاجروں یا فوجیوں، کے پاس کوئی قانونی بیوی ہو۔مگر نوجوان برطانوی مسلمان اسے کیوں اپنا رہے ہیں؟ برمنگھم کی سارہ کا کہنا ہے کہ اس کے ذریعے ہمیں شریعہ کی خلاف ورزی کے بغیر ایک دوسرے سے ملنے کا

Marfat.com

موقع مل گیا۔ ہم شاپنگ کے لیے جانا چاہتے تھے، کھانے کے لیے جانا چاہتے تھے اور ایک دوسرے کو شادی سے پہلے جاننا چاہتے تھے۔ ہم (متعہ کے بغیر) یہ سب نہیں کر سکتے تھے۔ سارہ کی عمر تیس سال ہے اور وہ پاکستانی نژاد شیعہ مسلمان ہیں۔ سارہ نے اپنی روایتی شادی سے پہلے چھ ماہ تک کے لیے اپنے شوہر سے نکاحِ متعہ کیا تھا۔ سارہ کہتی ہیں یہ بنیادی طور پر ایک معاہدہ ہے۔ آپ بیٹھ کے اپنی شرائط طے کرتے ہیں اور کسی ایسی لڑکی جس کی پہلے شادی نہ ہوئی ہو، اُس کے متعہ کے لیے آپ کو لڑکی کے والد کی اجازت چاہیے ہوتی ہے۔ سارہ کا مزید کہنا ہے کہ ہم نے مدت اور میرے والد کی شرائط کا تعین کیا اور میں نے حق مہر (مرد کی جانب سے خاتون کو دیا جانے والا تحفہ) کا مطالبہ کیا۔ یہ سب انتہائی سادہ تھا اور اس میں زیادہ وقت نہیں لگا۔ سارہ اُن متعدد برطانوی نوجوان مسلمانوں میں سے ایک ہیں جو کہ متعہ کا استعمال کر کے اپنے مذہبی عقیدے اور مغربی طرزِ زندگی کے درمیان توازن پیدا کر رہے ہیں۔

متعہ کی غیر رسمی نوعیت کی وجہ سے برطانیہ میں ہونے والی متعہ شادیوں کے بارے میں اعداد و شمار موجود نہیں ہیں۔ تاہم متعدد شیعہ مسلمان علماء اور مسلمان طلبہ تنظیموں نے بی بی سی کو بتایا کہ اس طرح کی شادیوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کے درمیان نکاحِ متعہ کے حوالے سے تضاد پایا جاتا ہے۔ شیعہ مسلمان کا ماننا ہے کہ اس کی اجازت مذہب میں دی گئی ہے جبکہ سنی مسلمانوں کا کہنا ہے کہ یہ حرام ہے۔ بریڈفورڈ یونیورسٹی کی اہل البیت اسلامی سوسائٹی کے صدر عمر فاروق خان کا کہنا ہے کہ یونیورسٹیوں میں نکاحِ متعہ کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں جیسے جیسے مزید طلبہ کو اس کے بارے میں پتا چلتا ہے ویسے ویسے بلا شبہ اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ طلبہ تعلیم یافتہ افراد ہوتے ہیں اسی لیے وہ اپنے مسائل کا حل اسلامی تناظر میں ڈھونڈتے ہیں۔ عمر فاروق خان کا مزید کہنا ہے کہ بہت سے لوگ ابھی بھی اس موضوع پر بات نہیں کرتے اور اسے ایک ممنوعہ موضوع سمجھا جاتا ہے۔

برطانیہ کی اسلامک شریعہ کونسل کی ترجمان اور ایک سنی مسلمان خولہ حسن کہتی ہیں کہ نکاحِ متعہ کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ اُن کے مطابق یہ جسم فروشی کے مترادف ہے۔ وہ کہتی ہیں مجھے آج تک تاریخ میں کوئی بھی سنی عالم نہیں ملا جس کا کہنا ہو کہ نکاحِ متعہ حلال ہے۔ نکاحِ متعہ میں نکاح کی مدت اور دیگر شرائط پر اتفاق کیا جاتا ہے۔ نکاحِ متعہ کرنے والے ایک فرد کے والدین کا کہنا ہے کہ اس میں ایسی شرائط بھی رکھی جا سکتی ہیں کہ شوہر اور بیوی کے درمیان کوئی جسمانی روابط نہیں ہوں گے۔ یہ نکاح چند گھنٹوں سے لے کر کئی سالوں تک کیلئے ہو سکتا ہے۔

لندن کے الخوئی سینٹر کے سید الفدھیل ملانی کو برطانیہ کے اہم ترین شیعہ رہنما تصور کیا جاتا ہے اور انھوں نے

Marfat.com

اپنی کتاب میں نکاحِ متعہ کا ذکر بھی کیا تھا۔اُن کا کہنا ہے کہ پیغمبر اسلام کے دور میں (نکاحِ اسلام) کا استعمال کیا جاتا تھا خاص طور پر جب مرد جنگ یا کاروبار کے لیے دور دراز علاقوں میں جاتے تھے۔اسلام میں گرل فرینڈ یا بوئے فرینڈ جیسے روابط کی اجازت نہیں اس لیے نکاحِ متعہ ایک دوسرے کو جاننے کا موقع دیتا ہے۔سید الفدھیل ملانی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس معاملے پر فرقہ وارانہ اختلاف ہے۔اُن کا کہنا ہے کہ اسلام کے دوسرے خلیفہ عمر ابن الخطاب نے خود بھی کہا تھا کہ متعہ کی پیغمبر اسلام کے وقت پر اجازت تھی مگر انہوں نے اسے ممنوع قرار دیا اور کہا کہ وہ متعہ کرنے والوں کو سزا دیں گے۔

چنانچہ چند سنی مسلمان اس کی مخالفت اس لیے کرتے ہیں کیونکہ وہ خلیفہ دوئم کی تشریح اور تجویز کی پیروی کرتے ہیں جبکہ شیعہ افراد کا دعویٰ ہے کہ وہ قرآن وسنت کی پیروی کر رہے ہیں۔تاہم سنی مسلک کے افراد بھی غیر روایتی طرز کی شادیاں کرتے ہیں جن میں مسیار اور عرفی شامل ہیں۔

مسیار کے تحت شادی کرنے والے دونوں افراد باہمی اتفاق کے ذریعے ایک دوسرے سے علیحدہ رہتے ہیں اور عُرفی میں لڑکی کے سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح کیا جاتا ہے۔تاہم ان دونوں میں مدت کا تعین نہیں کیا جاتا۔لندن کے الخوئی سینٹر کے سید الفدھیل ملانی کہتے ہیں کہ نکاحِ متعہ ایک دوسرے کو جاننے کا موقع دیتا ہے۔ان غیر روایتی طرز کی شادیوں کے ناقدین کا کہنا ہے کہ ان کا مقصد ایک سے زیادہ افراد کے ساتھ جنسی روابط قائم کرنا ہے اور اس طرز کے نکاحوں کو جسم فروشی اور عورتوں کے ساتھ زیادتی کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور بے جا اسلامی ڈھال دی جارہی ہے۔

بی بی سی کو کئی ایسے واقعات کا پتا چلا ہے جہاں ان غیر روایتی شادیوں کو صرف اور صرف جنسی تعلقات کے لیے مذہبی اجازت کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔لندن میں مقیم اور شیعہ اسلام (مسلک) قبول کرنے والے عمر علی گرانٹ نے اب تک تیرہ غیر روایتی شادیاں کیں ہیں۔اُن کا دعویٰ ہے کہ وہ اپنی زندگی گزارنے کے لیے درست ساتھی کی تلاش کر رہے تھے۔انھوں نے اس بات کو مانا ہے کہ ان شادیوں کو نکاح سے قبل جنسی تعلقات کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔اُن کا کہنا ہے اسلام میں جنسی روابط حرام نہیں ہیں۔اسلام میں جنسی تعلقات کا منفی تناظر نہیں۔یہ کوئی ناپاک یا بری چیز نہیں۔وہ کہتے ہیں اسلام کا کہنا یہ ہے کہ جنسی روابط دو بالغ افراد کے درمیان باہمی اتفاق سے ہونا چاہیے جو کہ ذمہ دار ہوں۔اکثر کہا جاتا ہے کہ وقتی شادی کی وجہ سے جسم فروشی ہوگی، جبکہ ایسا نہیں ہے۔مسلم دنیا میں جسم فروشی ہوتی ہے اور وہ ساری دنیا میں ہوتی ہے۔

واقول

آپ نے بی بی سی کی رپورٹ میں ابھی پڑھا ہے ''بی بی سی کو کئی ایسے واقعات کا پتا چلا ہے جہاں ان غیر روایتی

Marfat.com

شادیوں کو صرف اور صرف جنسی تعلقات کے لیے مذہبی اجازت کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ لندن میں مقیم اور شیعہ اسلام قبول کرنے والے عمر علی گرانٹ نے اب تک تیرہ غیر روایتی شادیاں کی ہیں۔''

مسئلہ یہ ہے کہ مذہب کی آڑ میں عمر علی گرانٹ اب تک ایک آئیڈیل بیوی کی تلاش میں تیرہ لڑکیوں پر تجربہ کر چکے ہیں اور یقیناً یہ لڑکیاں بھی ایک آئیڈیل کی تلاش میں ہوں گی ۔ تو سوال یہ ہے کہ جس معاشرے کی نوجوان نسل کو ایک مسلک اس قسم کی مذہبی بنیادیں فراہم کر رہا ہے۔ اس معاشرے میں کسی انسان کیلئے بے داغ قسم کا پاکدامن ساتھی تلاش کرنا کتنا مشکل ہوگا؟ اور والدین کیلئے خصوصاً بیٹیوں کی حفاظت کا کیا انتظام ہوگا۔ رہا مسئلہ نکاح مسیار کا تو اس رپورٹ میں اس کی غلط تشریح بیان ہوئی ہے۔ اس موضوع پر نکاح مسیار کے حوالے سے تفصیل گزر چکی ہے۔

ناکام شادیوں کے معاشرے پر منفی اثرات (سروے رپورٹ)

''برطانیہ میں ناجائز بچوں کی پیدائش ریکارڈ حد تک پہنچ گئی ہے۔ سرکاری رپورٹ کے مطابق نصف کے قریب بچے غیر شادی شدہ عورتوں نے جنم دیئے ہیں ایک عورت 1.79 فیصد بچے پیدا کر سکتی ہے۔

لندن (سٹاف رپورٹر) برطانیہ میں ازدواجی زندگی سے باہر پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد ریکارڈ حد تک پہنچ گئی ہے سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ نصف کے قریب بچے غیر شادی شدہ عورتوں نے جنم دیئے ہیں سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ عورتیں زندگی میں اوسطاً 1.79 بچے پیدا کرنے کی توقع کر سکتی ہیں تاہم ہر پانچ میں سے ایک عورت کے ہاں کوئی بچہ نہیں ہوگا ۔ 1940 کے عشرے میں یہ تعداد ہر دس میں سے ایک تھی گزشتہ سال ازدواجی زندگی سے باہر 422 فیصد بچے پیدا ہوئے 2003 میں یہ تعداد 41.4 فیصد تھی جو 1994 کے مقابلہ میں دس فیصد زیادہ تھی جب غیر شادی شدہ عورتوں نے 324 فیصد بچوں کو جنم دیا تھا''......

روزنامہ جنگ لندن 14 مئی 2005ء

نوٹ: ان حالات میں ضروری تھا کہ نوجوان نسل کو نکاح جیسے مقدس رشتے کی طرف نہ صرف راغب کیا جاتا بلکہ ایسے ادارے قائم کیے جاتے جہاں اس موضوع پر بنیادی تعلیم کا انتظام ہوتا اور ماہرین لیکچر کے ساتھ ساتھ نوجوان نسل سے مذاکرات کے ذریعے ان کی راہ نمائی کرتے ۔ مگر افسوس کہ امت مسلمہ کی دینی قیادت کو اسلام کے بجائے اپنے اپنے مسلک کی فکر رہتی ہے ۔ ان حالات میں مجھے قوی امید ہے کہ میری یہ چھوٹی سی مثبت کوشش بعض دوستوں کیلئے مفید ثابت ہوگی۔

Marfat.com

محرمات

مُحرَّمَاتْ: سے مرادایسی خواتین ہیں کہ جن سے شریعت نے نکاح کرنا حرام ٹھیرایا ہے۔ان کی تین قسمیں ہیں۔

01: محرمات نسبيه : سے مرادوہ خواتین ہیں کہ نسب کی وجہ سے حرام ہیں۔انہیں محرمات نسبیہ اور محرمات ابدیہ کہتے ہیں۔یعنی ایسی خواتین جن سے کبھی کسی حالت میں نکاح جائز نہیں۔

02: محرمات رضاعیہ: سے مرادوہ خواتین ہیں جن کی حرمت رضاعت کے باعث قائم ہوتی ہے اور یہ حرمت بھی ابدی ہے۔جس کی تفصیل بیان ہوگی۔

03: محرمات بالمصاہرۃ: سے مراد بیوی کے خاندان کی خواتین ہیں کہ اصطلاح میں اسے حرمت مصاہرت کہتے ہیں اور یہ حرمت بھی ابدی ہے۔جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

04: محرمات میں سے ایک قسم ان منکوحہ عورتوں کی ہے جو کسی کے نکاح میں ہوں۔مگر طلاق یا بیوگی کی صورت میں ان سے نکاح جائز ہو۔یہ حرمت عارضی ہے۔

05: اس سلسلے میں ایک اصول ہمیشہ ملحوظ رہنا چاہیے کہ نکاح میں ایسی دو عورتوں کو جمع کرنا بھی حرام ہے جن میں سے کوئی ایک اگر مرد ہوتی تو اس کا نکاح دوسری سے حرام ہوتا۔

06: ان محرمات میں کچھ وہ خواتین ہیں جنہیں قرآن کریم نے حرام ٹھیرایا اور کچھ وہ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے حرام ٹھیرایا ہے۔جبکہ قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ نے جن حالات میں محرمات کی نشاندہی فرمائی ان کی ایک جھلک اس طرح ہے۔

قَالَ ابْنُ زَيْدٍ فِي قَوْلِهِ " لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ط قَالَ كَانَتِ الْوِرَاثَةُ فِي اَهْلِ يَثْرَبَ بِالْمَدِيْنَةِ هٰهُنَا فَكَانَ الرَّجُلُ يَمُوْتُ فَيَرِثُ اِبْنُهُ اِمْرَأَةَ اَبِيْهِ كَمَا يَرِثُ اُمَّهُ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّمْنَعَ فَاِنْ اَحَبَّ اَنْ يَّتَّخِذَهَا اِتَّخَذَهَا كَمَا كَانَ اَبُوْهُ يَتَّخِذُهَا وَاِنْ كَرِهَ فَارَقَهَا وَاِنْ كَانَ صَغِيْرًا حُبِسَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَكْبُرَ فَاِنْ شَاءَ اَصَابَهَا وَاِنْ شَاءَ فَارَقَهَا فَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى " لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا "

جامع البيان للطبري تفسير النساء: الآية ١٩

حضرت ابن زید، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان " لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا " یعنی تمہارے

Marfat.com

لئے یہ حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو، کے پس منظر میں بیان کرتے ہیں کہ: اسلام سے پہلے مدینہ طیبہ جب یثرب کہلاتا تھا تو اس کے باشندوں کے ہاں وراثت کی ایک شکل یہ تھی کہ ایک آدمی جب مر جاتا تو اس کا بیٹا اپنے باپ کی بیوی پر بھی قبضہ کر لیتا جس طرح کہ اس کی حقیقی ماں اس کے اختیار میں آجاتی اور یہ مظلومہ بیوہ یعنی باپ کی دوسری بیوی انکار کا حق نہیں رکھتی تھی۔ پس اب یہ بیٹا چاہتا تو اس کے ساتھ جسمانی رشتہ قائم کر لیتا اور اسی طرح اس کی بیوی بن جاتی جس طرح اس کے باپ کی تھی اور اگر یہ بیٹا کم عمر ہوتا تو اس کے جوان ہونے تک یہ عورت اسی کی تحویل میں محبوس رہتی پھر یہ لڑکا جوان ہو کر چاہتا تو اس کے ساتھ جسمانی تعلق قائم کر لیتا اور اگر چاہتا تو اسے علیحدہ کر دیتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرما کر اپنے نبی ﷺ کے ذریعے ان مظلوم عورتوں کو آزادی دلائی۔

عَنْ اَبِیْ وَهْبِ الْجَیْشَانِیِّ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ فَیْرُوزَ الدَّیْلَمِیِّ یُحَدِّثُ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللهِ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ وَ تَحْتِیْ اُخْتَانِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِخْتَرْ اَیَّتَهُمَا شِئْتَ.

جامع الترمذی ابواب النكاح باب ما جاء في الرجل يسلم وعنده اختان ؛ و قال الترمذی هذا حديث حسن غريب و ابو وَهْبِ الْجَيْشَانِي ، هو ديلم بن هوشع.

حضرت فیروز دیلمی نے اپنے باپ کا واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میں اسلام قبول کر چکا ہوں جبکہ میرے نکاح میں دو سگی بہنیں ہیں؟ فرمایا: ان میں سے کوئی ایک نکاح میں رکھتے ہوئے دوسری کو فارغ کر دو۔

جن لوگوں کے سینے میں دل اور سوچنے کے لیے دماغ ہے وہ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ بیٹے کے نکاح میں سوتیلی ماں اور ایک ہی شخص کے نکاح میں دو سگی بہنیں کس اذیت کا سامنا کرتی رہی ہوں گی اور کفر کتنا سنگدل ہوتا ہے۔ ان واقعات کی روشنی میں آج کی عورت سمجھ سکتی ہے کہ اس پر اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے کتنے احسانات ہیں؟

رنگوں میں کائنات ڈوبی تو ہے مگر
ہر رنگ میں کمال ہے تیرے جمال کا

زارا ضیا چیمہ

مُحَرَّمَات: بحکم قرآن

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَآءَ

Marfat.com

سَبِيْلًا ○ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَاقَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّاوَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ النساء ۲۲ / ۲۵

ترجمہ

اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں ان سے ہرگز نکاح نہ کرو مگر جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا درحقیقت یہ ایک بے حیائی کا فعل ہے، ناپسندیدہ ہے اور برا چلن ہے۔ تم پر حرام کر دی گئی ہیں تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں، اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کی لڑکیاں جنہوں نے تمہاری گودوں میں پرورش پائی ہے۔ ان بیویوں کی لڑکیاں جن سے تمہارا ازدواجی تعلق قائم ہو چکا ہو ورنہ بغیر ازدواجی تعلق قائم ہوئے انہیں چھوڑ کر ان کی لڑکیوں سے نکاح کر لینے میں کوئی مواخذہ نہیں ہے اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری صلب سے ہوں اور یہ بھی تم پر حرام کر دیا گیا ہے کہ ایک نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرو مگر جو پہلے ہو گیا سو ہو گیا اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور وہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں جو (محصنات) کسی دوسرے کے نکاح میں ہوں البتہ ایسی عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں جو تمہارے ملک یمین میں آ جائیں یہ اللہ کا قانون ہے جس کی پابندی تم پر لازم کر دی گئی ہے ان کے ماسوا جتنی عورتیں ہیں انہیں اپنے اموال کے ذریعے حاصل کرنا تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے بشرطیکہ حصار نکاح میں انہیں محفوظ کرو نہ یہ کہ

Marfat.com

آزاد شہوت رانی کرنے لگو پھر جواز دواجی زندگی کا لطف تم ان سے اٹھاؤ اس کے بدلے ان کے مہر بطور فرض کے ادا کرو البتہ مہر کی مقدار مقرر ہو جانے کے بعد آپس کی رضامندی سے تمہارے درمیان کوئی سمجھوتہ ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اللہ علم والا اور دانا ہے۔ اور جو شخص تم میں سے اتنی قدرت نہ رکھتا ہو کہ خاندانی پاکدامن عورتوں (محصنات) سے نکاح کر سکے اسے چاہیے کہ تمہاری ان لونڈیوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح کر لے جو تمہارے قبضے میں ہوں اور ایمان والیاں ہوں اللہ تمہارے ایمانوں کا حال خوب جانتا ہے تم سارے ایک دوسرے سے ہو لہٰذا ان کے سرپرستوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کر لو اور معروف طریقے سے ان کے مہر ادا کر دو تا کہ وہ نکاح کے بندھن میں پاکدامن ہو کر زندگی گزاریں اور آزاد طریقے سے شہوت رانی یا چوری چھپے آشنا نہ بناتی پھریں اور اس کے بعد کسی بدچلنی کی مرتکب ہوں تو ان پر اس سزا کی بنسبت آدھی سزا ہے جو خاندانی پاکدامن عورتوں کے لیے مقرر ہے یہ سہولت تم میں سے ان لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے جن کو شادی نہ کرنے سے نفس پہ قابو نہ رکھ سکنے کا اندیشہ ہو لیکن اگر تم صبر کرو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

مسائل

01: ایسی عورتیں جن سے باپ نکاح کر چکے ہوں وہ بیٹوں کیلئے اور جن سے بیٹے نکاح کر چکے ہوں وہ باپوں کیلئے حرام ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِيْ مَرْيَمَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سَوَّارٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ رَجُلٍ، مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: تُوُفِّيَ أَبُو قَيْسٍ، وَكَانَ مِنْ صَالِحِي الْأَنْصَارِ فَخَطَبَ ابْنُهُ قَيْسٌ امْرَأَتَهُ، فَقَالَتْ: أَنَا أَعُدُّكَ، وَلَدًا وَأَنْتَ، مِنْ صَالِحِي قَوْمِكَ، وَلَكِنِّي آتِي رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَسْتَأْمِرُهُ فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أَبَا قَيْسٍ تُوُفِّيَ، فَقَالَ لَهَا خَيْرًا قَالَتْ: وَإِنَّ ابْنَهُ قَيْسًا خَطَبَنِيْ وَهُوَ مِنْ صَالِحِي قَوْمِهِ وَإِنَّمَا كُنْتُ أَعِدُّهُ وَلَدًا فَقَالَ لَهَا "ارْجِعِي إِلَى بَيْتِكِ" فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ) النساء: ٢٢

رواه الطبراني في "المعجم الكبير" باب من يكنى اباقيس، ابوقيس الانصاری توفی علی عهد رسول الله ﷺ واورده الهيثمي في "المجمع الزوائد" وقال رو الطبرانی عن شيخه عبد بن محمدبن سعيد بن ابی مريم وهو ضعيف- واخرجه ابن المنذر وابن ابی حاتم والبيهقی فی سننه عن عدی بن ثابت الأنصاری.

Marfat.com

عدی بن ثابت الانصاری کا بیان ہے کہ انصار مدینہ میں سے ایک نیک بزرگ حضرت ابوقیس رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوگیا تو ان کے بیٹے قیس نے باپ کی بیوہ یعنی سوتیلی ماں کو نکاح کا پیغام دیا۔ خاتون نے کہا کہ میں تو تمہیں بیٹے کی حیثیت دیکھتی آئی ہوں مگر چونکہ تم اپنی قوم کے معزز لوگوں میں سے ہو لہٰذا مجھے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر مشورہ کر لینے دو۔ جب یہ خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بتایا کہ میرے شوہر ابوقیس کا انتقال ہوگیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں خیر اور بھلائی کے ساتھ یاد فرمایا۔ اس کے بعد خاتون نے عرض کیا کہ میرے مرحوم شوہر کے بیٹے ابوقیس نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے اور میری نظر میں وہ اپنی قوم کے اچھے لوگوں میں سے ہے جبکہ میں ہمیشہ اسے بیٹے کی نظر سے دیکھتی آئی ہوں۔ فرمایئے میرے لیے کیا حکم ہے ؟ فرمایا کہ تم ابھی اپنے گھر لوٹ جاؤ۔ چنانچہ عورت کے چلے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے سورہ نسا کی یہ آیت نازل ہوئی کہ " وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ " النساء: ۲۲۔ جن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہیں تم ان سے نکاح نہ کرنا۔

آیت کریمہ میں لفظ "النِّسَاءِ" تعمیم کیلئے لایا گیا ہے کہ باپ کی منکوحہ حقیقی ماں کے علاوہ بھی تمام عورتیں حرام ہیں۔

02: خاتون کو سوتیلے بیٹے کا پیغام دینا اور خاتون کا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مشورے کیلئے حاضر ہونا اس بات کی علامت ہے کہ جاہلیت میں بھی شرفا کے ہاں یہ طریقہ معیوب تھا اور قرآن نے بھی فرمایا کہ "إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا " یہ کام یقیناً بڑی بے حیائی کا ہے اور نفرت کا اور برا طریقہ ہے۔

" إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً " ... وَالْفَاحِشَةُ أَقْبَحُ الْمَعَاصِي، وَمَقْتًا أَيْ يُورِثُ مَقْتَ اللَّهِ، وَالْمَقْتُ: أَشَدُّ الْبُغْضِ، وَسَاءَ سَبِيلًا، وَبِئْسَ ذَلِكَ طَرِيقًا وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَقُولُ لِوَلَدِ الرَّجُلِ مِنِ امْرَأَةِ أَبِيهِ: مَقِيتٌ وَكَانَ مِنْهُمُ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ وَأَبُو مُعَيْطِ بْنُ أَبِي عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ.

تفسير البغوي

شریعت کی اصطلاح میں " فَاحِشَةً " یعنی فحش اور فحاشی کا گناہ کی بدترین قسم پر اطلاق ہوتا ہے: "مَقْتًا" سے مراد ہے شدید قسم کی نفرت لہٰذا شرفائے عرب میں بھی جو لوگ اپنے باپ کی بیویوں سے نکاح کر لیتے تھے ان کے بیٹے کو "مَقِيتٌ بمعنى الْمَمْقُوتُ (مفعول) / اَلْمَقْتِيُّ" کہتے تھے اشعث بن قیس اور أَبُو مُعَيْطِ بْنُ أَبِي

Marfat.com

عَمرِو بنِ أُمَيَّةَ انہیں لوگوں میں سے تھے۔

عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: مَرَّ بِی خَالِی وَمَعَهُ لِوَاءٌ، فَقُلْتُ: أَيْنَ تَذْهَبُ؟ قَالَ: بَعَثَنِی النَّبِیُّ ﷺ إِلَی رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ آتِيهِ بِرَأْسِهِ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَيُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَدِیٍّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ، عَنْ أَبِيهِ

وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ مَنْ نَكَحَ امْرَأَةً مِنْ مَحَارِمِهِ، فَأَصَابَهَا، لَا يَسْقُطُ عَنْهُ الْحَدُّ، وَهُوَ كَمَنْ أَصَابَهَا بِغَيْرِ اسْمِ النِّكَاحِ.

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِيهِ، فَذَهَبَ جَمَاعَةٌ إِلَى أَنَّ عَلَيْهِ حَدَّ الزِّنَا، وَهُوَ قَوْلُ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ، وَإِلَيْهِ ذَهَبَ مَالِكٌ، وَالشَّافِعِیُّ، وَقَالَ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: يُقْتَلُ، وَيُؤْخَذُ مَالُهُ–وَقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِیُّ، وَأَبُو حَنِيفَةَ: يُعَزَّرُ، وَلَا يُحَدُّ.–وَهَذَا لَا يَصِحُّ، لِأَنَّ صُورَةَ الْعَقْدِ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِيهَا شُبْهَةُ إِبَاحَةٍ لَا تَدْرَأُ الْحَدَّ، كَمَنِ اسْتَأْجَرَ امْرَأَةً لِعَمَلٍ، فَزَنَى بِهَا، لَا يَسْقُطُ.

شرح السنة للبغوي رحمه الله تعالى : باب من نكح من محارمه :تحقيق شعيب الأرنؤوط ، الناشر المكتب الاسلامي دمشق.

حضرت اَلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٌ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا میرے خالو جھنڈا اٹھائے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ فرمایا: اطلاع ہے کہ ایک شخص نے اپنے باپ کی بیوہ یعنی سوتیلی ماں سے نکاح کر لیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اسے قتل کر کے اس کا سر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کروں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی ذی رحم محرم سے نکاح کر کے اس سے مقاربت کرلے اس سے حد زنا ساقط نہیں ہوتی جس طرح کہ کوئی شخص بغیر نکاح کے کسی عورت سے مقاربت کرتا ہے۔ اہل علم کے ہاں اس مسئلہ میں اختلاف رائے ہے علمائے امت کے ایک گروہ کی رائے ہے کہ ایسے شخص پر زنا کی حد جاری کی جائے گی۔ حضرات حسن بصری، امام مالک وامام شافعی رحمہم اللہ کی یہی رائے ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ایسے شخص کو قتل کر کے اس کا مال بیت المال میں جمع کرا دیا جائے گا۔ حضرات امام سفیان ثوری وابوحنیفہ رحمہما اللہ تعزیر کے قائل ہیں مگر یہ بات درست نہیں کیونکہ اس طرح کے عقد میں شبہ کی بنیاد پر اباحت ثابت نہیں ہوتی کہ جس سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص عورت کو کسی خدمت کیلئے اجرت پر مقرر کرے اور اسی میں اس سے زنا بھی کرلے تو شک کا فائدہ دیتے ہوئے حد ساقط نہیں ہوتی۔

Marfat.com

واقول

میں نے پہلے بھی لواطت کی سزا کی تفصیل میں یہ وضاحت کی ہے کہ ایسے معاملات میں احناف کے ہاں تعزیر سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ سرے سے حد ہی نافذ نہیں ہو سکتی بلکہ بعض ایسے معاملات کو کمال احتیاط کے طور پر عادل قسم کے حاکم وقت اور قاضی کی صوابدید پر چھوڑا گیا ہے۔ اور جہاں اس قسم کے دیندار حاکم اور قاضی موجود نہ ہوں وہاں بعض معاملات کا فیصلہ جید علمائے وقت کے ہاتھ میں ہے۔

03: مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِنَ النِّسَاءِ " النساء: ۲۲ ۔ جن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں۔ ان میں ایسی عورتیں شامل ہیں جنہیں باپوں نے نکاح کے بعد دخول سے پہلے ہی طلاق دے دی ہو۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ (وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ) وَقَوْلُهُ (وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمْ) يَقُولُ: كُلُّ امْرَأَةٍ تَزَوَّجَهَا أَبُوكَ أَوِ ابْنُكَ دَخَلَ بِهَا أَوْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَهِيَ عَلَيْكَ حَرَامٌ۔

اخرجه البيهقي في " السنن الكبرى " باب مايحرم من نكاح الحرائر...

علی بن ابی طلحہ نے آیات " وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ۔ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمْ " میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ ہر وہ عورت جس سے تمہارے باپ یا بیٹے نے نکاح کیا ہو اور اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو وہ تم پر حرام ہے۔

04: نسبی محرمات میں سات خواتین داخل ہیں: مائیں۔ بیٹیاں۔ بہنیں۔ پھوپھیاں۔ خالائیں۔ بھتیجیاں۔ اور بھانجیاں

05: رضاعی محرمات: میں سات خواتین شامل ہیں ۔ رضاعی مائیں۔ رضاعی بیٹیاں۔ رضاعی بہنیں۔ رضاعی پھوپھیاں۔ رضاعی خالائیں۔ رضاعی بھتیجیاں۔ اور رضاعی بھانجیاں۔

06: سسرالی محرمات: میں یہ خواتین داخل ہیں۔ ساس۔ رَبَائِبُ: یعنی مدخولہ بیوی کی پہلے شوہر سے بیٹیاں۔ بہوئیں۔ اور دو سگی بہنوں کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا۔

مُحَرَّمَات: بحکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

07: بھتیجی اور پھوپھی کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا۔ اسی طرح بھانجی اور خالہ کو نکاح میں جمع کرنا۔ زنا کی صورت

Marfat.com

میں پیدا ہونے والی بیٹی بھی نکاح کے باب میں حقیقی بیٹی کی طرح حرام ہے۔قرآن کریم میں دی گئی محرمات کی فہرست میں بھتیجی اور پھوپھی۔اور بھانجی اور خالہ کا معاملہ مذکور نہیں ان کی حرمت حدیث شریف میں بیان ہوئی ہے اس موضوع کی احادیث کو تمام محدثین رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے ۔میں برکت کیلئے صرف صحیح بخاری شریف سے دو احادیث نقل کرتا ہوں۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا وَقَالَ دَاوُدُ، وَابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

صحيح البخاري : كتاب النكاح باب لا تنكح المرأة على عمتها

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ ایک عورت کے ساتھ اس کی پھوپھی یا خالہ کو نکاح میں جمع کیا جائے۔

حَدَّثَنِي قَبِيصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا، وَالْمَرْأَةُ وَخَالَتُهَا فَنُرَى خَالَةَ أَبِيهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ، لِأَنَّ عُرْوَةَ، حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

المصدر السابق

08: أَخَوَاتُ: یعنی بہنیں عینی ہوں یا اخیافی یا علاتی: عَمَّاتُ: یعنی پھوپھیاں اس میں باپ کی طرف سے سب مذکر اصول، یعنی نانا دادا کی تینوں قسموں کی بہنیں شامل ہیں: خَالَاتُ: یعنی خلائیں۔ماں کی طرف سے سب مؤنث اصول یعنی نانی، دادی کی تینوں قسموں کی بہنیں شامل ہیں: بھتیجیاں۔اس میں تینوں قسم کے بھائیوں کی اولاد بواسطہ و بلا واسطہ (صلبی و فرعی) شامل ہیں: بھانجیاں۔اس میں تینوں قسم کی بہنوں کی اولاد بواسطہ و بلا واسطہ (صلبی و فرعی) شامل ہیں۔

حضرت ابن مسعود کا رجوع

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي شَمْخِ بْنِ فَزَارَةَ تَزَوَّجَ امْرَأَةً، ثُمَّ رَأَى أُمَّهَا فَأَعْجَبَتْهُ، فَاسْتَفْتَى ابْنَ مَسْعُودٍ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُفَارِقَهَا، ثُمَّ يَتَزَوَّجُ أُمَّهَا، فَتَزَوَّجَهَا وَوَلَدَتْ لَهُ أَوْلَادًا، ثُمَّ أَتَى ابْنُ مَسْعُودٍ الْمَدِينَةَ، فَسَأَلَ عَنْ

Marfat.com

ذٰلِکَ، فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَا تَحِلُّ لَهُ، فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى الْكُوفَةِ قَالَ لِلرَّجُلِ :إِنَّهَا عَلَيْکَ حَرَامٌ، إِنَّهَا لَا تَنْبَغِي لَکَ فَفَارِقْهَا.

المصنف لعبدالرزاق الصنعاني رحمه الله تعالىٰ :باب ،امهات نسائكم: الناشر دراالكتب العلمية بيروت

ابوعمرو الشيباني رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ بَنِی شَمْخِ بْنِ فَزَارَہ کے ایک شخص نے نکاح کے بعد جب اپنی ساس دیکھی تو وہ منکوحہ کی نسبت زیادہ اچھی لگی اس نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فتویٰ پوچھا تو فرمایا چونکہ ابھی تک منکوحہ سے دخول نہیں کیا گیا لہٰذا اسے طلاق دیکر اس کی ماں سے نکاح کرلو۔اس آدمی نے بیوی فارغ کرکے اس کی ماں سے نکاح کرلیا اور اولاد بھی ہوگئی جس کے بعد حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم یا بقولِ بعض امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے مسئلہ کی وضاحت چاہی تو معلوم ہوا کہ بیٹی سے نکاح کے بعد طلاق کی صورت میں بیٹی کی ماں اس مرد کیلئے حلال ہی نہ تھی۔چنانچہ کوفہ واپسی پر اس شخص کو بلاکر تفصیل بتاتے ہوئے حکم دیا کہ اس عورت کو فارغ کردے۔

عَبْدُ الرَّزَّاقِ،عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ :إِذَا نَظَرَ الرَّجُلُ فِي فَرْجِ امْرَأَةٍ مِنْ شَهْوَةٍ لَا تَحِلُّ لِابْنِهِ وَلَا لِأَبِيهِ.

المصنف لعبدالرزاق الصنعاني رحمه الله تعالىٰ :باب ،وربائبكم: الناشر دراالكتب العلمية بيروت

ابن طاؤوس نے اپنے والد حضرت طاؤوس بن کیسان رحمہما اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی شخص بنظر شہوت کسی عورت کی شرمگاہ دیکھ لے تو وہ اس بیٹے اور باپ دونوں کیلئے حلال نہیں رہتی۔

عَبْدُ الرَّزَّاقِ،عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ:سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ مُنَبِّهٍ، يَقُولُ فِي التَّوْرَاةِ: مَلْعُونٌ مَنْ نَظَرَ إِلَى فَرْجِ امْرَأَةٍ وَابْنَتِهَا.

المصدر السابق

ابن جریج نے حضرت عمرو بن دینار کے حوالہ سے حضرت وہب بن منبہ کا قول نقل کیا ہے کہ اصل تورات میں ایک فرمان یہ بھی تھا کہ ''وہ شخص ملعون ہے جو کسی عورت کی شرم گاہ دیکھ لینے کے بعد اس کی بیٹی کی شرم گاہ بھی دیکھے۔

عَبْدُ الرَّزَّاقِ،عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، قَالَ:مَنْ نَظَرَ إِلَى فَرْجِ امْرَأَةٍ وَابْنَتِهَا، لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

المصدر السابق

Marfat.com

حضرت ابراہیم النخعیؒ کا قول ہے کہ جس شخص نے ایک عورت اور پھر اس کی بیٹی کی شرم گاہ پر نظر ڈالی، اللہ کریم قیامت کے روز ایسے شخص نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِي هَانِيءٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ نَظَرَ إِلَى فَرْجِ امْرَأَةٍ، لَمْ تَحِلَّ لَهُ أُمُّهَا، وَلَا ابْنَتُهَا.

السنن الکبری، للبیهقي باب جمع بین ذوات الأرحام

ابو ھانی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی عورت کی شرمگاہ یعنی صنفی اعضاء دیکھ چکا اس کے بعد اس عورت کی ماں اور بیٹی دونوں اس کیلئے حلال نہیں رہتیں۔

نوٹ: آیات محرمات کے ضمن میں دو بڑے مسائل (۱) تبنیت۔اور (۲) متعہ کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

حکایت

میں نے کافی عرصہ پہلے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے آثار پر مشتمل ''مقالات عزیزی'' کا مطالعہ کیا تھا مگر اس وقت میرے سامنے نہیں ہے۔اس میں سے ایک واقعہ کا مفہوم اس طرح ہے کہ: ایک صاحب نے حاضر خدمت ہو کر آپ کے سامنے خواب بیان کیا۔حضرت میں نے کولھو چلتے دیکھا مگر ہوتا یہ ہے کہ سارا تیل اوکھلی پی جاتی ہے۔فرمایا اس کی تعبیر یہ ہے کہ تمہاری بیوی دراصل تمہاری حقیقی ماں ہے۔جب اس شخص نے تحقیق کی تو بات درست تھی کہ غدر کے دوران ماں سے بیٹا بچھڑ گیا تھا اور جب کہیں ملاقات ہوئی تو بیٹا جوان اور ماں بیوہ تھی اس طرح خستہ حالی اور دربدری نے دونوں کو جمع کر دیا تھا۔

جو آگ سے اٹھتا ہے، دھواں وہ بھی ہے، لیکن
اٹھتا ہے جو سینے سے، وہ ہوتا ہے دھواں اور

حسن عباس رضا

ایک شبہ کا ازالہ

ظلمات کفر میں انسانی رشتوں کی بے حرمتی کی اصلاح کرتے ہوئے قرآن کریم نے محرمات کی تفصیل بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ایک نوید بھی دی کہ ''اِلَّا مَاقَدْ سَلَفَ'' مگر اب تک جو ہو گیا سو ہو گیا۔

Marfat.com

تمدنی اور معاشرتی مسائل میں جاہلیت کے غلط طریقوں کو حرام قرار دیتے ہوئے بالعموم قرآن مجید میں یہ بات ضرور فرمائی جاتی ہے کہ ''جو ہو چکا سو ہو چکا''۔ اس کے دو مطلب ہیں: ایک یہ کہ بے علمی اور نادانی کے زمانہ میں جو غلطیاں تم لوگ کرتے رہے ہو ان پر گرفت نہیں کی جائے گی بشرطیکہ اب حکم آجانے کے بعد اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کرلو اور جو غلط کام ہیں انہیں چھوڑ دو۔ دوسرے یہ کہ زمانہ سابق کے کسی طریقے کو اب اگر حرام ٹھیرایا گیا ہے تو اس کا یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہیں ہے کہ پچھلے قانون یا رسم و رواج کے مطابق جو کام پہلے کیے جا چکے ہیں ان کو کالعدم اور ان سے پیدا شدہ نتائج کو ناجائز اور عائد شدہ ذمہ داریوں کو لازماً ساقط بھی کیا جا رہا ہے۔ مثلاً اگر سوتیلی ماں سے نکاح کو آج حرام کیا گیا ہے تو اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اب تک جتنے لوگوں نے ایسے نکاح کیے تھے ان کی اولاد حرامی قرار دی جا رہی ہے اور اپنے باپوں کے مال میں ان کا حق وراثت ساقط کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح اگر لین دین کے کسی طریقے کو حرام کیا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پہلے جتنے معاملات اس طریقے پر ہوئے ہیں انہیں بھی کالعدم ٹھیرا دیا گیا ہے اور اب وہ سب دولت جو اس طریقے سے کسی نے کمائی ہو اس سے واپس لی جائے گی یا مال حرام ٹھیرائی جائے گی۔

تفہیم القرآن: سورہ النساء۔ حاشیہ نمبر ۳۲

حرمت رضاعت

اَلرَّضَاعُ - اَلرَّضَاعَةُ

هُوَ مَصُّ الرَّضِيعِ مِنْ ثَدْيِ الْآدَمِيَّةِ فِي وَقْتٍ مَخْصُوصٍ وَهُوَ مُدَّةُ الرَّضَاعِ.

التعريفات للجرجاني - تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق للزيلعي الحنفي: كتاب الرضاع:

رضاع اور رضاعت کا مطلب ہے ایک مخصوص عرصہ یعنی مدت رضاعت کے اندر عورت کا پستان چوسنا۔

وَهُوَ فِي اللُّغَةِ بِكَسْرِ الرَّاءِ وَفَتْحِهَا مَصُّ الثَّدْيِ مُطْلَقًا، وَفِي الْمِصْبَاحِ رَضِعَ الصَّبِيُّ رَضَعًا مِنْ بَابِ تَعِبَ فِي لُغَةِ نَجْدٍ وَرَضَعَ رَضْعًا مِنْ بَابِ ضَرَبَ لُغَةٌ لِأَهْلِ تِهَامَةَ وَأَهْلُ مَكَّةَ يَتَكَلَّمُونَ بِهَا وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ أَصْلُ الْمَصْدَرِ مِنْ هَذِهِ اللُّغَةِ بِكَسْرِ الضَّادِ وَإِنَّمَا السُّكُونُ تَخْفِيفٌ مِثْلُ الْحَلِفِ، وَالْحَلْفِ وَرَضَعَ يَرْضَعُ بِفَتْحَتَيْنِ لُغَةٌ ثَالِثَةٌ رَضَاعًا وَرَضَاعَةً بِفَتْحِ الرَّاءِ وَأَرْضَعَتْهُ أُمُّهُ فَارْتَضَعَ فَهِيَ مُرْضِعٌ وَمُرْضِعَةٌ أَيْضًا- وَقَالَ الْفَرَّاءُ وَجَمَاعَةٌ إِنْ قُصِدَ حَقِيقَةُ الْوَصْفِ بِالْإِرْضَاعِ فَمُرْضِعٌ بِغَيْرِ هَاءٍ

Marfat.com

وَإِنْ قُصِدَ مَجَازُ الْوَصْفِ بِمَعْنَى أَنَّهَا مَحَلُّ الْإِرْضَاعِ فِيمَا كَانَ أَوْ سَيَكُونُ فَبِالْهَاءِ وَعَلَيْهِ قَوْلُهُ تَعَالَى "يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ" ٢٢:الحج:٢) وَنِسَاءٌ مَرَاضِعُ وَمَرَاضِيعُ وَرَاضَعْتُهُ مُرَاضَعَةً وَرِضَاعًا بِالْكَسْرِ وَهُوَ رَضِيعٌ بِالْكَسْرِ وَرَضِيعِيٌّ اهـ.

وَذَكَرَ فِي الْقَامُوسِ أَنَّ رَضِعَ مِنْ بَابِ سَمِعَ وَضَرَبَ وَكَرُمَ فَأَفَادَ أَنَّهُ يَجُوزُ فِي الضَّادِ الْحَرَكَاتُ الثَّلَاثُ كَمَا يَجُوزُ فِي الضَّادِ مِنْ مَصْدَرِهِ الْفَتْحُ، وَالْكَسْرُ، وَالسُّكُونُ وَكَمَا يَجُوزُ فِي الرَّضَاعِ الْفَتْحُ، وَالْكَسْرُ، وَالضَّمُّ لَكِنْ الضَّمُّ بِمَعْنَى أَنْ يَرْضَعَ مَعَهُ آخَرُ كَالْمُرَاضَعَةِ .

البحر الرائق شرح كنز الدقائق للنسفي ابي البركات حافظ الدين عبد الله بن احمد بن محمود الحنفي – ت ٧١٠ھ رحمه الله تعالى: كتاب الرضاع: تاليف العلامة زين الدين ابراهيم بن محمد الشهير بابن نجيم الحنفي ت ٩٧٠ھ رحمه الله تعالى: تحقيق وتعليق احمد عز و عناية الدمشقي. الناشر دار احياء التراث العربي بيروت.

لغت: میں: ر: پر فتح یا کسرہ کے ساتھ: رَضَاعَتْ: اور: رِضَاعَتْ: دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔ اور اس کا مطلب ہے عورت کا پستان چوسنا۔ اہل نجد کی لغت کے مطابق "رَضِعَ الصَّبِيُّ رَضَعًا: مِنْ بَابِ تَعِبَ (سَلِمَ يَسْلِمُ) اور اہل تہامہ کی لغت کے مطابق" رَضَعَ يَرْضِعُ رَضْعًا (ضَرَبَ يَضْرِبُ) اہل مکہ کا تلفظ بھی یہی ہے۔ بعض اہل لغت کے نزدیک اصل مصدر میں" ض "مکسور پڑھا جاتا ہے جیسے الْحَلِفِ، وَالْحَلْفُ اور سکون تخفیف کیلئے ہے۔ جبکہ تیسری لغت کے مطابق "رَضَعَ يَرْضَعُ (ف) رَضَاعًا وَرَضَاعَةً بِفَتْحِ الرَّاءِ" وَأَرْضَعَتْهُ أُمُّهُ فَارْتَضَعَ فَهِيَ مُرْضِعٌ وَمُرْضِعَةٌ:

فراء اور ان کے ساتھ بعض دیگر حضرات کا قول ہے کہ اگر دودھ پلانے سے مراد فقط وصف اِرضاع مقصود ہو یعنی کوئی عورت کسی بچے کو دودھ پلا رہی ہے تو اسے "مُرْضِعٌ" "بغیر" ھاء " کہیں گے۔ اور اگر محل ارضاع یعنی فلاں عورت دودھ پلا سکتی ہے ابھی یا کسی بھی وقت تو " مُرْضِعَةٌ "کہلائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے جھٹکے کے وقت کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے " "يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ" ٢٢:الحج: ٢" جس دن تم قیامت کا قائم ہونا دیکھو گے اس روز ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی۔

صاحب القاموس نے بیان کیا ہے: رَضِعَ: ابواب: سَلِمَ يَسْلِمُ، ضَرَبَ يَضْرِبُ اور كَرُمَ يَكْرُمُ کے اوزان پر تینوں طرح پڑھنا درست ہے۔ جیسے مصدر میں: ض: پر فتح، کسرا اور سکون تینوں حرکات درست ہیں۔ مگر ضمہ پڑھنے سے معنیٰ کے مفہوم میں وسعت پیدا ہو جائے گی کہ دودھ پینے والے ساتھ دوسرے بھی شریک ہیں۔ رَاضَعَ

Marfat.com

يُرَاضِعُ مُرَاضَعَةً ''باب مفاعلة''

قرآن کریم نے محرمات کی تفصیل بتاتے ہوئے حرمت رضاعت کے بارے میں یہ حکم دیا ہے'' وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ ''اور حرام کر دی گئیں تم پر وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو اور تمہاری دودھ شریک بہنیں۔ جس کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ سے جو بنیادی حکم منقول ہے وہ یہ ہے '' إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ ''

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الصَّحِيحِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوسُفَ في الشهادات، وفي الخمس عن عبد الله بن يوسف: وفي النكاح عن إسماعيل - ومسلم في النكاح عن يحيى بن يحيى: والنسائي في النكاح عن هارون بن عبد الله، عن معن -أربعتهم عن مالك، عن عبد الله بن أبي بكر به.

بلاشبہ رضاعت وہ تمام رشتے حرام کر دیتی ہے جو ولادت یعنی نسب سے حرام ہوتے ہیں۔ یعنی جس طرح ایک عورت کی کوکھ سے پیدا ہونے والے بچے پر اس کی ماں اور باپ کی طرف سے خواتین حرام ہو جاتی ہیں بالکل اسی طرح رضاعت میں۔ حقیقی اور رضاعی ماں میں کوئی فرق نہیں سوائے اس کے کہ رضائی بیٹا اپنی رضاعی ماں کی جائداد میں حصہ دار نہیں۔

رضاعت کے باب میں رسول اللہ ﷺ سے ایک دوسرا بنیادی حکم یہ منقول ہے کہ'' اِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ ''صحیحین: کی یہ حدیث دیگر کتب حدیث میں بھی اسی طرح مروی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ: رضاعت صرف اس حال میں ثابت ہوتی ہے کہ جب بچے نے کسی عورت کا بھوک کی حالت میں دودھ پیا ہو۔ یعنی ایسی عمر میں جس میں دودھ ہی بچے کی اصل غذا ہے اور یہ اشارہ ہے قرآن کریم کی اس آیت'' وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ''۲ ٥ :البقرة: ۲۳۳ ۔ مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت مکمل کرنے کا ہو۔ یعنی دو سالہ مدت رضاعت کی طرف۔ جس کے بعد مزید ایک واقعہ کی وضاحت باقی رہ جاتی ہے اور وہ یہ ہے۔

قصہ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ

عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تَبَنّٰى سَالِمًا وَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ

Marfat.com

رَبِيعَةَ وَ هُوَ مَوْلَى لِامْرَأَةٍ مِّنَ الْاَنصَارِ، كَمَاتَبَنَّى النَّبِيُّ ﷺ زَيْدًا وَ كَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ اِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِّيرَاثِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿مَوَالِيكُمْ ﴾ (الاحزاب ٥) فَرُدُّوْا اِلٰى اٰبَائِهِمْ فَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ لَهٗ أَبًا كَانَ مَوْلًى وَاَخًا فِي الدِّيْنِ فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيِّ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي حُذَيْفَةَ بْنِ عُتْبَةَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَلَدًا وَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ مَا قَدْ عَلِمْتَ - فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

صحیح البخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین وقولہ " وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا () الفرقان ۵۴. وأخرجه مسلم فی الرضاع باب رضاعة الكبير.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس ان حضرات میں سے تھے جو نبی کریم ﷺ کے ہمراہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے اور انہوں نے سالم کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا رکھا تھا اور اس کے ساتھ اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ کا نکاح کر دیا تھا جبکہ یہ سالم ایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام تھے جیسا کہ خود نبی کریم ﷺ نے حضرت زید کو منہ بولا بیٹا بنالیا تھا زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جو کسی کو اپنا بیٹا بنالیتا تو لوگ اس کو اسی کا بیٹا کہہ کر بلاتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمادیا " اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا اٰبَاءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيكُمْ " ۳۳:الاحزاب: ۵

تم اپنے منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ بات ہے اور اگر تمہیں معلوم نہ ہو کہ ان کے باپ کون ہیں تو وہ تمہارے دینی بھائی اور رفیق ہیں۔ تو اب لوگ انہیں حقیقی باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارنے لگے اور اگر کسی کے باپ کا علم نہ ہوتا تو اسے فلاں کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) یا دینی بھائی کہتے اس کے بعد سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيِّ جو حضرت ابوحذیفہ کی بیوی تھیں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم تو سالم کو اپنا بیٹا سمجھتے تھے مگر اللہ نے اس بارے میں حکم نازل فرما دیا ہے جیسا کہ آپ بخوبی جانتے ہیں۔

اس حدیث میں ابوداؤد کی روایت کے مطابق انہیں پریشانی ہوئی کہ سالم انہیں اس طرح قریب سے دیکھ چکا ہے جیسا کہ بیٹا ماں کو اور اب ابوحذیفہ کو بھی ناگوار گزرتا ہے کہ وہ ان کی بیوی کو دیکھے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ان کیلئے خصوصی رعایت کے طور پر فرمایا۔ اس کا حل یہ ہے کہ اب تم سالم کو اپنا دودھ پلادو۔ چنانچہ انہوں نے سالم کو پانچ بار دودھ پلادیا جس کے بعد اس کی حیثیت رضائی بیٹے کی ہوگئی۔ مگر یہ حکم اسی خاتون کے لیے مخصوص تھا ہر عورت کے لیے نہیں۔

Marfat.com

جبکہ رسول اللہ ﷺ کو تحلیل وتحریم کا اختیار تو اللہ نے دیا تھا مگر آپ ﷺ نے چند مواقع کے سوا اس کا استعمال نہیں فرمایا اور سہلہ کے لیے آپ کی خصوصی رعایت تھی۔اس بنیاد پر فقہائے امت رحمھم اللہ تعالیٰ مدت وکمیت رضاعت کے مسئلے میں مختلف ہیں جس کی تلخیص اس طرح ہے۔

اختلاف رائے

اس امر پر امت میں اتفاق ہے کہ ایک لڑکے یا لڑکی نے جس عورت کا دودھ پیا ہو اس کیلئے وہ عورت ماں کے حکم میں اور اس کا شوہر باپ کے حکم میں ہے اور وہ تمام رشتے جو حقیقی ماں اور باپ کے تعلق سے حرام ہوتے ہیں، رضاعی ماں اور باپ کے تعلق سے بھی حرام ہو جائیں گے۔اس حکم کا ماخذ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ ''یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ'' رضاعت سے وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے ہوتے ہیں۔البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ حرمت رضاعت کس قدر دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے۔امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک جتنی مقدار سے روزہ دار کا روزہ ٹوٹ سکتا ہے۔اتنی ہی مقدار میں اگر بچہ کسی کا دودھ پی لے تو حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔مگر امام احمد کے نزدیک تین مرتبہ پینے سے اور امام شافعی کے نزدیک پانچ دفعہ پینے سے یہ حرمت ثابت ہوتی ہے۔نیز اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ کس عمر میں پینے سے رشتے حرام ہوتے ہیں؟ اس باب میں فقہاء کے اقوال حسب ذیل ہیں:

01: اعتبار صرف اس زمانہ میں دودھ پینے کا ہے جبکہ بچہ کا دودھ چھڑایا نہ جا چکا ہو اور شیر خوارگی ہی پر اس کے تغذیہ کا انحصار ہو۔ورنہ دودھ چھٹائی کے بعد اگر کسی بچے نے کسی عورت کا دودھ پی لیا ہو تو اس کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسے اس نے پانی پی لیا۔یہ رائے ام سلمہ اور ابن عباس کی ہے۔حضرت علی سے بھی ایک روایت اسی معنی میں آئی ہے۔زہری حسن بصری، قتادہ عکرمہ اور اوزاعی اسی کے قائل ہیں۔

02: دو سال کی عمر کے اندر اندر جو دودھ پیا گیا ہو صرف اسی سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی۔یہ حضرت عمر، ابن مسعود، ابوہریرہ۔اور ابن عمر کا قول ہے۔اور فقہاء میں سے امام شافعی، امام احمد، امام ابو یوسف، امام محمد اور سفیان ثوری نے اسے قبول کیا ہے۔امام ابوحنیفہ سے بھی ایک قول اسی کی تائید میں منقول ہے۔مگر وہ کہتے ہیں کہ دو سال سے اگر مہینہ دو مہینہ زائد عمر بھی ہو تو اس مدت میں دودھ پینے کا وہی حکم ہے۔

03: امام ابوحنیفہ اور امام زفر کا مشہور قول یہ ہے کہ زمانۂ رضاعت ڈھائی سال ہے اور اس کے اندر پینے سے

Marfat.com

حرمت ثابت ہوجاتی ہے۔

04: خواہ کسی عمر میں بھی دودھ پیئے حرمت ثابت ہوجائے گی یعنی اس معاملہ میں اصل اعتبار دودھ کا ہے نہ کہ عمر کا۔ پینے والا اگر بوڑھا بھی ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو شیر خوار بچے کا ہے یہی رائے ہے حضرت عائشہ کی اور حضرت علی سے بھی صحیح تر روایت اسی کی تائید میں منقول ہے۔ اور فقہا میں سے عروہ بن زبیر، عطا، لیث بن سعد اور ابن حزم نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

تفہیم القرآن : سورہ النساء : حاشیہ نمبر ۳۸

واقول: چونکہ مدت رضاعت کے تعین میں فقہائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ مختلف ہیں جیسا میں نے ابھی تفصیل بیان کی ہے۔ میرے خیال میں مدت رضاعت کے ساتھ ساتھ شریعت کی روشنی میں اگر مدت حمل کا تعین ہوجائے تو یہ معاملہ سمجھنا زیادہ آسان ہوجائے گا۔ وماتوفیقی الا باللہ!

مدت رضاعت وحمل

اس بات پر اجماع امت ہے کہ ایک عورت اگر اپنے نکاح کے چھ مہینے بعد صحیح وسالم اور تندرست بچہ جنے تو اس بچے کا نسب ثابت ہے اور عورت پہ کوئی الزام نہیں۔ لیکن چھ ماہ سے کم مدت میں اسقاط (Maiscariage) کے بجائے وضع حمل (Normal delivery) کی صورت میں بچہ نکاح سے پہلے کا تصور ہوگا اور عورت پر حد جاری کی جائے گی۔ اس مسئلے کی ایک تفصیل ہے جس کا سمجھنا بہت ضروری ہے۔

عَنْ أَبِیْ حَرْبِ بْنِ أَبِی الْأَسْوَدِالدِّیْلِیِّ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ : رُفِعَ اِلَی عُمَرَ امْرَأَۃٌ وَلَدَتْ لِسِتَّةِ أَشْهُرٍ فَأَرَادَ عُمَرُأَنْ یَّرْجُمَهَا، فَجَاءَ تْ اُخْتُهَااِلَی عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ، فَقَالَتْ : اِنَّ عُمَرَ یَرْجُمُ اُخْتِیْ ، فَأَنْشُدُکَ اللّٰهَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ لَهَا عُذْرًا لِمَا أَخْبَرْتِنِیْ بِهِ . فَقَالَ عَلِیٌّ : اِنَّ لَهَا عُذْرًا ، فَکَبَّرَتْ تَکْبِیْرَۃً سَمِعَهَاعُمَرُ مِنْ عِنْدِهِ ، فَانْطَلَقَتْ اِلَی عُمَرَ فَقَالَتْ : اِنَّ عَلِیًّا زَعَمَ أَنَّ لِأُ خْتِیْ عُذْرًا ، فَأَرْسَلَ عُمَرُ اِلَی عَلِیٍّ : مَا عُذْرُهَا؟ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ " وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا: الأحقاف ۱۵ " وَقَالَ " وَالْوَالِدَاتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ أَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ : ألبقرۃ ۲۳۳ " " فَالْحَمْلُ سِتَّةُ أَشْهُرٍ وَالْفَصْلُ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُوْنَ شَهْرًا . قَالَ فَخَلّٰی عُمَرُ سَبِیْلَهَا . قَالَ

Marfat.com

ثُمَّ اِنَّهَا وَلَدَتْ بَعْدَ ذَالِکَ لِسِتَّةِ أَشْهُرٍ.

عَنِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ : قُلْتُ لِعَطَاءٍ : رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَجَامَعَهَا لَيْلَةَ تَزَوَّجَهَافَوَضَعَتْ عِنْدَهُ وَلَدًالَهَا تَامًّا لِسِتَّةِ أَشْهُرٍ أَتُرْجَمُ ؟ فَذَكَرَ عَلِيًّا وَمَاقَالَ فِيْ ذَالِکَ .

المصنف تاليف الامام الحافظ ابی بکر عبد الرزاق بن همام بن نافع الصنعانی المتوفی سنة ۲۱۱ ھ رحمه الله تعالیٰ : باب التی تضع لستة أشهر : وفی آخره کتاب الجامع للامام الحافظ معمر بن راشد الازدی رحمه الله تعالیٰ روایة الامام عبد الرزاق الصنعانی رحمه الله تعالیٰ : تحقیق أیمن نصرالدین الازهری ، الناشر دارالکتب العلمیة بیروت : واخرجه ابن ابی حاتم فی تفسره ، تفسیر البقرة الآیة ۲۳۳ : والبیهقی فی السنن الکبری باب ماجاء فی أقل الحمل وابن عبدالبرفی جامع بیان العلم وفضله باب ذکر الدلیل من أقاویل السلف علی أن الاختلاف خطأ وصواب

ترجمہ

ابوحرب بن ابوالاسود اَلدِّيْلِيْ نے اپنے والد کے حوالہ سے واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک ایسی عورت کا معاملہ پیش ہوا جس میں عورت نے اپنے نکاح کے چھ ماہ بعد تندرست بچہ جنا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس حمل کو نا جائز تصور کرتے ہوئے عورت کو رجم کرنے کا سوچ رہے تھے کہ عورت کی بہن نے جلدی سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ کر صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ چونکہ میں خود بہن کی بیگناہی کے بارے میں جانتی ہوں لہٰذا میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہوں کہ محض شبہ کی بنیاد پر اسے رجم ہونے سے بچانے کیلئے کوئی راستہ نکالیں۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عورت بے قصور ہے اور اسے رجم نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کا جواب سن کر فریادی بہن نے زور سے ’’ اللہ اکبر ‘‘ کی آواز بلند کی۔ اور چونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کہیں قریب ہی تشریف فرما تھے لہٰذا خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے اپنی مجلس میں اس کی آواز سن لی۔ اتنے میں فریادی بہن نے خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری بہن کو بے قصور سمجھتے ہیں۔ جس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی کو بھیج کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ مجھے بتائیں آپ کس بنیاد پر عورت کو بے قصور پاتے ہیں؟ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا اس بنیاد پر کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ‘‘

۰۲ : البقرة ۲۳۳

اگر کوئی بچے کی مدت رضاعت پوری کرنا چاہے تو مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ اور

Marfat.com

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ " وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلاثُوْنَ شَهْرًا: ۴۶:الأحقاف : ۱۵ "انسان کے حمل اور دودھ چھڑانے کا کل دورانیہ تیس ماہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کی روشنی میں حمل اور دودھ پلانے کی کل مدت تیس مہینے ہے جس میں سے زیادہ سے زیادہ مدت رضاعت چوبیس مہینے نکالنے سے کم سے کم مدت حمل چھ ماہ رہ جاتی ہے۔لہٰذا عورت بے قصور ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتہائی معقول استدلال قبول فرماتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورت کو بری کر دیا۔جس کے بعد اس خاتون نے دوسرا بچہ بھی ششماہی حمل کے بعد جنا۔

یعنی: اسقاط حمل (Maiscariage) کے بجائے وضع حمل (Normal delivery) کی صورت میں اس کے ہاں دوسرا بچہ بھی تندرست وتوانا پیدا ہوا۔

ابن جریج رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا کہ اس صورت میں کہ ایک آدمی نے نکاح کیا اور عورت سے ہمبستری بھی کی جس کے بعد چھ مہینے گزرنے پر اس عورت نے تندرست بچہ جنا تو اس کا کیا حکم ہے یعنی کیا اس کا حمل نکاح سے پہلے کا تصور کرتے ہوئے اسے سنگسار کیا جائے گا؟ تو حضرت عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ بالا استدلال کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا: نہیں یعنی بچے کا نسب ثابت ہوگا۔

وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اُتِيَ بِامْرَأَةٍ قَدْ وَلَدَتْ فِيْ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُرْجَمَ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ لَيْسَ ذَالِكَ عَلَيْهَا اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهِ "وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلاثُوْنَ شَهْرًا: الأحقاف ۱۵ " وَقَالَ " وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ اَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ : البقرة ۲۳۳ " فَالْحَمْلُ يَكُوْنُ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَلَا رَجْمَ عَلَيْهَا فَبَعَثَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فِيْ أَثَرِهَا فَوَجَدَهَا قَدْرُجِمَتْ.

تنوير الحوالک شرح علی مؤ طاء مالک تاليف الامام أبی الفضل جلال الدين عبد الرحمٰن أبی بكر السيوطی الشافعي المتوفی سنة ۹۱۱ھ. رحمه الله تعالیٰ: كتاب الحدود، باب ماجاء في الرجم : ضبطه وصححه الشيخ محمد عبد العزيز الخالدی، الناشر دار الكتب العلمية بيروت.

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسی عورت لائی گئی جس نے شادی کے چھ ماہ بعد بچہ جنم دیا تھا لہٰذا آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیدیا۔

Marfat.com

مگر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جب معاملے کا علم ہوا تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سمجھایا کہ اس عورت کو رجم نہیں کیا جاسکتا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ ''وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا'' ۴۶: الأحقاف ۱۵ '' انسان کے حمل اور دودھ چھڑانے کا دورانیہ تیس ماہ ہے اور دوسرے مقام پہ ارشاد ہے کہ'' وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ '' ۰۲: البقرة ۲۳۳ '' اگر کوئی بچے کی مدت رضاعت پوری کرنا چاہے تو مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ لہٰذا دو برس کی مدت رضاعت کے بعد حمل کیلئے چھ ماہ ہیں اس بنیاد پر عورت کو زنا کی سزا کے طور پر سنگسار نہیں کیا جاسکتا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسئلے کی نوعیت سمجھ گئے تو آپ نے لوگوں کو اس عورت کے پیچھے بھیجا تاکہ اسے سنگساری سے بچاسکیں مگر ان کے پہنچنے تک وہ رجم کی جاچکی تھی۔

واقول

یہ واقعہ اگرچہ درست ہے لیکن اس کی تفصیل میں اہل مدینہ مختلف الرائے ہیں جس کی تفصیل ''الاستذکار'' میں حضرت امام ابن عبد البر القرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان کی ہے۔

01: اہل مدینہ میں سے بعض حضرات کے نزدیک یہ واقعہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان پیش آیا ہے۔ جیسا کہ حضرت امام مالک اور ابن ابی ذئب رحمہما اللہ کی روایت بیان کی گئی ہے۔

02: اہل مدینہ میں سے بعض حضرات کے نزدیک یہ واقعہ حضرت عثمان اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اصلاح حضرت علی نے نہیں بلکہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمائی ہے۔

03: جبکہ اہل بصرہ کے نزدیک یہ واقعہ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا ہے یعنی اس عورت کی شکایت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تھی اور آپ کا خیال تھا کہ چونکہ چھ ماہ کی مدت میں اسقاط حمل کے بجائے وضع حمل یعنی صحیح وسالم اور تندرست بچہ پیدا ہونے کی کوئی نظیر نہیں لہٰذا اس عورت کو نکاح سے پہلے کا حمل ہے اس بنیاد پر آپ نے اس پر حد جاری کرتے ہوئے رجم کرنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وضاحت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ بدل کر عورت کو رہا کر دیا تھا۔

04: حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''موطاء'' میں اس افسوسناک واقعہ کو تھوڑا اختصار کے ساتھ بیان فرمایا ہے مگر امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے '' الدر المنثور '' میں اور امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے '' تفسیر ابن کثیر ''

Marfat.com

میں اور حضرت امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ سمیت بعض دیگر مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے ذرا تفصیل سے بیان کیا ہے لہٰذا واقعہ اور مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر میں مکمل متن کے ساتھ بیان کر رہا ہوں تا کہ تشنگی نہ رہے

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ يَزِيْدَبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ بَعْجَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِيِّ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى قَالَ : تَزَوَّجَ رَجُلٌ مِّنَّاامْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ فَوَلَدَتْ لَهُ لِتَمَامِ سِتَّةِ أَشْهُرٍ ، فَانْطَلَقَ زَوْجُهَا اِلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرَذَالِكَ لَهُ ، فَبَعَثَ اَلَيْهَا ، فَلَمَّا قَامَتْ لِتَلْبَسَ ثِيَابَهَابَكَتْ أُخْتُهَا ، فَقَالَتْ : مَايُبْكِيْكِ ؟ فَوَاللّٰهِ مَاالْتَبَسَ بِيْ اَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ غَيْرُهُ قَطُّ ، فَيَقْضِي اللّٰهُ فِيَّ مَايَشَاءُ ، فَلَمَّا أَتَى بِهَا عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَمَرَ بِرَجْمِهَا ، فَبَلَغَ ذَالِكَ فَأَتَاهُ فَقَالَ لَهُ مَا تَصْنَعُ ؟ قَالَ وَلَدَتْ تَمَامًا لِسِتَّةِ أَشْهُرٍ وَهَلْ يَكُوْنُ ذَالِكَ ؟ فَقَالَ لَهُ أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ ؟ قَالَ بَلَى ، قَالَ أَمَا سَمِعْتَ اللّٰهَ يَقُوْلُ " وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُوْنَ شَهْرًا: الأحقاف ١٥ " وَقَالَ " حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ : ألبقرة ٢٣٣ " فَكَمْ تَجِدُهُ بَقِيَ اِلَّا سِتَّةَ أَشْهُرٍ ، قَالَ : فَقَالَ عُثْمَانُ وَاللّٰهِ مَا فَطِنْتُ لِهٰذَا: عَلَيَّ بِالْمَرْأَةِ ، فَوَجَدُوْهَا قَدْ فُرِغَ مِنْهَا، قَالَ : فَقَالَ بَعْجَةُ فَوَ اللّٰهِ مَاالْغُرَابُ بِالْغُرَابِ وَلَاالْبَيْضَةُ بِالْبَيْضَةِ بِأَشْبَهَ مِنْهُ بِأَبِيْهِ ، فَلَمَّا رَآهُ أَبُوْهُ قَالَ : اِبْنِيْ وَاللّٰهِ لَا أَشُكُّ فِيْهِ ، قَالَ : وَأَبْلَاهُ اللّٰهُ بِهٰذِهِ الْقَرْحَةِ ،الْأَكَلَةَ فَمَازَالَتْ تَأْكُلُهُ حَتّٰى مَاتَ .

حضرت بَعْجَہْ بن عبداللہ اَلْجُھَنِیّ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے ہمارے قبیلہ جُھَیْنَہْ کی ایک خاتون سے شادی کی جس کے چھ ماہ بعد خلاف عادت اس عورت نے ایک بچے کو جنم دیا مگر شوہر نے بچہ دیکھے یا بیوی سے بات کیے بغیر اس کے کردار پر شک کرتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ کر کم مدت میں بچہ پیدا ہونے کی شکایت کر دی۔ اب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو دربار خلافت میں بلا بھیجا۔ جب عورت حاضری کیلئے لباس تبدیل کرنے لگی تو اس کی بہن نے رونا شروع کر دیا جسے عورت نے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے اپنے شوہر کے سوا اس کی مخلوق میں کبھی کسی مرد نے چھوا تک نہیں لہٰذا معاملہ اللہ کے سپرد ہے پس جو اسے منظور ہوگا فیصلہ فرمادے گا۔ اب یہ خاتون جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم جاری فرمادیا۔ مگر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معاملے کا علم ہوا تو آپ نے دربار خلافت میں پہنچ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سمجھایا کہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ شادی کے ٹھیک چھ مہینے بعد اس عورت نے بچہ جنا ہے اور کیا کبھی ایسا بھی ہوسکتا ہے ؟ اب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذرا جلال میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب فرمایا: '' أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ ؟ " کیا آپ قرآن کریم نہیں پڑھتے ؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں

Marfat.com

نہیں میں ضرور پڑھتا ہوں'' قَالَ : أَمَا سَمِعْتَ اللّٰهَ يَقُوْلُ ؟ : تو کیا آپ نے اللہ کا ارشاد نہیں سنا ہے؟ ''وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلاثُوْنَ شَهْرًا: ۴۶:الأحقاف ۱۵ '' بچے کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے کا عرصہ تیس مہینے کا ہے؟ اور '' وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ '' ۰۲: البقرة ۲۳۳ '' مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں، جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو؟

جب مدت رضاعت دو سال ہے تو باقی مدت حمل کم از کم چھ ماہ رہ جاتی ہے تو عورت کا کیا قصور ہے؟ یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں یہ باریکی نہیں سمجھ پایا تھا اور ساتھ ہی کچھ لوگوں کو بھیجا کہ اس عورت کو میرے پاس واپس لاؤ۔ لیکن ان لوگوں کے پہنچنے تک عورت رجم کی جا چکی تھی۔ واقعہ کے راوی حضرت بَعْجَةُ بِنُ عبداللہ اَلْجُهَنِی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے۔ حالانکہ اللہ کی قسم یہ نومولود اس سے زیادہ اپنے باپ کے مشابہ تھا جتنا کوے کا بچہ باپ کے اور ایک انڈا دوسرے انڈے کے مشابہ ہوتا ہے۔

پھر باپ نے دیکھتے ہی کہا اللہ کی قسم یہ تو میرا ہی بچہ ہے اور اب میں اس کے نسب میں کبھی شک نہیں کر سکتا مگر چونکہ وہ بے گناہ بیوی کی شکایت کر کے سنگسار کرا چکا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بچے کی خوشی کے ساتھ ساتھ اسے ماس خورے کی ایسی بیماری میں مبتلا کر دیا جو اس کو کھاتی چلی گئی یہاں تک کہ اس کی موت واقع ہو گئی۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ بچہ تو بہت صحتمند جوان تھا مگر عورت کو جھوٹا الزام دینے والے خاوند کے بستر پر اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرا جا رہا تھا۔

الدر المنثور فی نفس الآية ۴۶:الأحقاف ۱۵

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی عورت نکاح کے بعد نو ماہ کے عام معمول اور عادت کے بجائے چھ ماہ کے بعد صحیح وسالم اور تندرست بچہ جنتی ہے تو محض کم مدت کی بنیاد پر عورت پر کوئی الزام نہیں اور نہ شوہر کو اس پر تہمت لگانے کا حق ہے کیونکہ اسلامی شریعت میں نکاح کے بعد کم از کم مدت حمل چھ مہینے ہے۔ جس کی کچھ تفصیل بعد میں ''بیوی پر شک کرنا'' کے عنوان کے تحت بیان ہو گی۔ مجھے امید ہے کہ یہاں اس تفصیل کے بعد فقہائے امت کے درمیان اختلاف رائے سمجھنے اور نتیجہ اخذ کرنے میں آسانی رہے گی۔

قول فیصل

ائمۂ اربعہ سمیت جمہور علمائے امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ۔ قصہ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْل میں ان کیلئے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ خصوصی رعایت تھی اس کے بعد امت میں کسی کو یہ رعایت حاصل نہیں ہے۔

Marfat.com

اس بات میں بھی علماء کے درمیان اختلاف رائے ہے کہ آیا حضرت سہلہ نے سالم کو جو دودھ پلایا ہے تو یہ کسی برتن میں دوھ کر پلایا ہے یا براہ راست چھاتیوں سے؟ حدیث کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اپنی چھاتیوں سے پلایا ہے اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ حضرت سہلہ نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ سالم تو باریش نوجوان ہے اب میں اسے کس طرح دودھ پلاؤں گی؟ تو آپ نے فرمایا کہ دودھ پلائے بغیر یہ تمہارا بیٹا نہیں کہلا سکتا۔ اگر برتن میں پلانے کی بات ہوتی تو حضرت سہلہ کو اس قدر تردد نہ ہوتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس رعایت پر فتویٰ دیا کرتی تھیں لہٰذا حضرت عطاء ولیث اور بعض تابعین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے. ان دونوں صورتوں میں مناسب تطبیق یہ ہے کہ فتوی تو مسلک جمہور پر ہی صحیح ہے لیکن اس معاملے میں بہرحال احتیاط ضروری ہے۔ قصداً لاپرواہی ایک مکروہ ترین عمل ہے۔

حضرت عمر کا ایک فیصلہ

عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَاَنَا مَعَهُ عِنْدَ دَارِ الْقَضَاءِ يَسْأَلُهُ عَنْ رَضَاعَةِ الْكَبِيْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَاءَ رَجُلٌ اِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اِنِّيْ كَانَتْ لِيْ وَلِيْدَةٌ وَكُنْتُ أَطُوْهَا فَعَمَدَتِ امْرَأَتِيْ اِلَيْهَا فَأَرْضَعَتْهَا فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَقَالَتْ : دُوْنَكَ فَقَدْ وَاللّٰهِ أَرْضَعْتُهَا ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَوْجِعْهَا وَأْتِ جَارِيَتَكَ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ رَضَاعَةُ الصَّغِيْرِ.

تنویر الحوالک شرح علی مؤ طاء مالک تالیف الامام أبی الفضل جلال الدین عبد الرحمٰن أبی بکر السیوطی الشافعي المتوفی سنة ۹۱۱ھج رحمه الله تعالیٰ علیه : ضبطه وصححه الشیخ محمد عبد العزیز الخالدی : کتاب الرضاع باب ما جاء فی الرضاعة بعد الکبر : الناشر دار الکتب العلمیة بیروت

حضرت عبداللہ ابن دینار کا بیان ہے کہ میں ایک دن دار القضاء کے قریب حضرت عبداللہ ابن عمر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا کے پاس موجود تھا کہ ایک صاحب نے آ کر بڑی عمر کے آدمی کی رضاعت کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نے ان کو اس طرح جواب دیا کہ ایک روز ایک صاحب نے حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ کی خدمت میں حاضر ہو کر بتایا کہ حضرت میرے پاس ایک لونڈی ہے جس سے میں جماع کیا کرتا تھا مگر ہوا یہ کہ میری بیوی نے اس کو قصداً اپنا دودھ پلا دیا۔ میں جب اس کے پاس جانا چاہ رہا تھا تو بیوی نے مجھے کہا کہ

Marfat.com

خبردار اللہ کی قسم میں اس لونڈی کو اپنا دودھ پلا کر رضاعی بیٹی بنا چکی ہوں حضرت عمر رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ نے واقعہ کی تفصیل سن کر فرمایا بیوی کو ایسی حرکت کرنے پر مناسب سزا دو اور لونڈی سے حسب سابق جماع کرو کیونکہ رضاعت کا اعتبار چھوٹی عمر میں ہوتا ہے نہ کہ اس بڑی عمر میں۔

حضرت ابن مسعود کا فیصلہ

عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اِنِّيْ مَصَصْتُ عَنْ امْرَأَتِيْ مِنْ ثَدْيِهَا لَبَنًا فَذَهَبَ فِيْ بَطْنِيْ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسَى لَا اُرَاهَا اِلَّا قَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اُنْظُرْ مَاذَا تُفْتِيْ بِهِ الرَّجُلَ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسَى مَاذَا تَقُوْلُ اَنْتَ ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا رَضَاعَةَ اِلَّا مَا كَانَ فِيْ حَوْلَيْنِ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : لَا تَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ مَا كَانَ هٰذَا الْحِبْرُ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ.

تنوير الحوالك شرح على مؤ طاء مالك تاليف الامام ابى الفضل جلال الدين عبد الرحمٰن ابى بكر السيوطى الشافعي المتوفى سنة ۹۱۱ھ. رحمه الله تعالىٰ : ضبطه وصححه الشيخ محمد عبد العزيز الخالدى : كتاب الرضاع باب ما جاء فى الرضاعة بعد الكبر: الناشر دارالكتب العلمية بيروت.

حضرت یحیٰ بن سعید کی روایت ہے کہ ایک صاحب نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کے سامنے اس طرح بیان کیا کہ میں اپنی بیوی کی چھاتیوں سے دودھ چوس رہا تھا مگر بے خبری سے میرے پیٹ میں چلا گیا ہے۔ اب شرعی حکم بتائیے فرمایا میرے نزدیک تو وہ عورت تجھ پہ حرام ہوگئی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سے فرمایا ذرا غور کیجیے آپ اس شخص کو کیا فتویٰ دے رہے ہیں؟ حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ نے فرمایا: آپ بتائیے صورت مسئلہ کیا ہے؟ حضرت عبداللہ ابن مسعود رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ نے فرمایا ''لَا رَضَاعَةَ اِلَّا مَا كَانَ فِيْ حَوْلَيْنِ'' صرف دو سال کی عمر کے اندر اندر اگر کوئی بچہ کسی کا دودھ پی لے تو رضاعت قائم ہوتی ہے ورنہ نہیں۔ تب حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ نے اس سائل کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جب عبداللہ ابن مسعود جیسا عالم تمہارے درمیان موجود ہے تو مجھ سے مسئلہ نہ پوچھا کرو۔

صورت واقعہ

اس واقعہ کی پوری تفصیل یہ ہے کہ ایک دیہاتی کے ہاں بچہ پیدا ہو کر فوت ہو گیا۔ جس کے بعد ماں کی

Marfat.com

چھاتیوں میں دودھ کے جوش نے اسے بے بس کر دیا تو اس نے خاوند سے کہا کہ دودھ چوس کر تھوکتے رہو تا کہ دباؤ کم ہو سکے۔اس نے جب دودھ چوسنا شروع کیا تو بے خبری میں کچھ پیٹ میں اتر گیا۔اب اس بیچارے پریشان حال خاوند نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا بیان کر کے مسئلہ پُوچھا۔تو آپ نے فرمایا: تیری بیوی تجھ پر حرام ہو گئی۔اس کے بعد پھر حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اصل واقعہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے فتویٰ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: صورت حال یہ ہے کہ۔ پہلے تو نے عورت کے علاج کی غرض سے ایسے کیا اور دوسری بات یہ ہے کہ رضاعت سے حرمت اس وقت ثابت ہوتی ہے جب بچے کی غذا کا انحصار ماں کا دودھ ہو۔اور اس کی مدت دو سال ہے۔دودھ چھڑانے کے بعد رضاعت سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اب یہ دیہاتی پھر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کی رائے سے آگاہ کیا۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا جب تک عبداللہ ابن مسعود تم میں موجود ہے اس وقت تک مجھ سے مسئلہ نہ پوچھا کرو۔

مولانا حکیم محمد عبدالکریم رحؒ کا فیصلہ

ہمارے پڑوسی گاؤں ''فروالا'' مضافات راجوری میں ایک بار گلاب دین مغل اور ان کی بیوی کے درمیان جھگڑا پیدا ہوا اور شدت اختیار گیا۔پڑوسیوں نے مداخلت کر کے وقتی طور پر معاملہ رفع دفع کر دیا۔مگر دوسرے روز خبر مشہور ہو گئی کہ گلاب دین کی بیوی نے انہیں دھوکے سے چائے میں اپنا دودھ پلا کر رضاعی بھائی بناتے ہوئے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا ہے۔اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ طلاق واقع ہو چکی ہے۔لہٰذا ہمارے خاندان کے بزرگ اور علاقہ راجوری کے مفتی حضرت مولانا حکیم محمد عبدالکریم جانشین حضرت مولانا محمد عثمان رحمہما اللہ تعالیٰ سے علاقہ کے لوگوں نے درخواست کی کہ وہ تشریف لا کر کوئی فیصلہ دیں۔چنانچہ حضرت نے تشریف لا کر ان واقعات کی روشنی میں فیصلہ دیا کہ اس عمر میں اور اس طرح دھوکے سے دودھ پلانے سے رضاعت قائم نہیں ہوتی۔لہٰذا نکاح قائم اور خاوندیت بحال ہے۔ اور عبرت کیلئے کچھ تعزیر بھی عائد کر دی۔اس واقعہ کے وقت میرا بچپن تھا۔میں نے ابھی تک والدہ سے قرآن پڑھنا شروع نہیں کیا تھا مگر اس کی شہرت سے مجھے لگتا ہے کہ یہی پہلا شرعی مسئلہ تھا جو مجھے یاد ہو گیا اور ابھی تک لوح حافظہ پہ مرتسم ہے۔اسی لیے کہتے ہیں کہ داشتہ آید بکار۔

کوئی بھی شخص کبھی روک نہیں سکتا اسے
وقت دیوار کے اندر سے گزر جاتا ہے

پرویز ساحر

Marfat.com

تنبیہات

() عَنْ أَبِی الْحَوْرَاءِ السَّعْدِیِّ، قَالَ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: مَا حَفِظْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: حَفِظْتُ مِنْهُ: دَعْ مَا یَرِیبُکَ إِلٰی مَا لَا یَرِیبُکَ.

القسم الأول وهو قوله " : دع ما یریبک إلی ما یریبک فإن الصدق طمانینة والشر ریبة "اخرجه الطیالسی، والترمذی فی صفة القیامة، والحاکم فی "المستدرک من طریق شعبة، به، وصححه الحاکم، ووافقه الذهبی — وقوله "دع ما یریبک إلی ما لا یریبک "دون تتمته اخرجه النسائی فی الأشربة : باب الحث علی ترک الشبهات، والدارمی، والبغوی فی "شرح السُّنة.

أَبُو الْحَوْرَاء السَّعْدِی (ربیعة بن شیبان) کا بیان ہے کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سیکھا یعنی کوئی خاص بات؟ فرمایا یہ فرمان کہ جو چیز شک پیدا کرے اسے چھوڑ دو اور یقینی صورت اختیار کرلو۔

() وَفِی الْخَانِیَّةِ صَبِیَّةٌ أَرْضَعَهَا قَوْمٌ کَثِیرٌ مِنْ أَهْلِ قَرْیَةٍ أَقَلُّهُمْ أَوْ أَکْثَرُهُمْ وَلَا یَدْرِی مَنْ أَرْضَعَهَا وَأَرَادَ وَاحِدٌ مِنْ أَهْلِ تِلْکَ الْقَرْیَةِ أَنْ یَتَزَوَّجَهَا قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ الصَّفَّارُ إِذَا لَمْ یَظْهَرْ لَهُ عَلَامَةٌ وَلَا یَشْهَدْ لَهُ بِذٰلِکَ یَجُوزُ نِکَاحُهَا اهـ.

البحر الرائق شرح کنز الدقائق للنسفی ابی البرکات حافظ الدین عبد اللّٰه بن احمد بن محمود الحنفی – ت ۷۱۰ ھ رحمه اللّٰه تعالی: کتاب الرضاع: تالیف العلامة زین الدین ابراهیم بن محمد الشهیر بابن نجیم الحنفی ت ۹۷۰ ھ رحمه اللّٰه تعالی: تحقیق وتعلیق احمد عز و عنایة الدمشقی. الناشر دار احیاء التراث العربی ببروت.

فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ ایک بستی کی بچی کو اس کی چھوٹی عمر میں بہت ساری عورتیں دودھ پلاتی رہیں اور مدت گزرنے کے ساتھ یقینی طور پر معلوم نہیں رہا کہ کون کون اسے دودھ پلا چکی ہے جب یہ معاملہ فقیہ العصر أَبُو الْقَاسِمِ الصَّفَّارُ رحمہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوا تو فرمایا کہ جب تک ان کے درمیان رضاعت کی تصدیق اور گواہی موجود نہیں تو نکاح جائز ہے۔ یعنی محض شک کی بنیاد پر رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

() وَفِی الْوَلْوَالِجِیَّةِ: وَالْوَاجِبُ عَلَی النِّسَاءِ أَنْ لَا یُرْضِعْنَ کُلَّ صَبِیٍّ مِنْ غَیْرِ ضَرُورَةٍ فَإِذَا فَعَلْنَ فَلْیَحْفَظْنَ أَوْ لِیَکْتُبْنَ اهـ. — وَفِی الْخَانِیَّةِ مِنَ الْحَظْرِ وَالْإِبَاحَةِ: امْرَأَةٌ تُرْضِعُ صَبِیًّا مِنْ غَیْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا یُکْرَهُ لَهَا ذٰلِکَ إِلَّا إِذَا خَافَتْ هَلَاکَ الرَّضِیعِ فَحِینَئِذٍ لَا بَأْسَ بِهِ اهـ. وَیَنْبَغِی أَنْ یَکُونَ وَاجِبًا

Marfat.com

عَلَيْهَا عِنْدَ خَوْفِ الْهَلَاكِ إِحْيَاءً لِلنَّفْسِ، وَفِي الْمُحِيطِ :وَلَا يَنْبَغِي لِلرَّجُلِ أَنْ يُدْخِلَ وَلَدَهُ إِلَى الْحَمْقَاءِ لِتُرْضِعَهُ لِأَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -نَهَى عَنْ لَبَنِ الْحَمْقَاءِ ، وَقَالَ اللَّبَنُ يُعْدِي وَإِنَّمَا نَهَى لِأَنَّ الدَّفْعَ إِلَى الْحَمْقَاءِ يُعَرِّضُ وَلَدَهُ لِلْهَلَاكِ بِسَبَبِ قِلَّةِ حِفْظِهَا لَهُ وَتَعَهُّدِهَا أَوْ لِسُوءِ الْأَدَبِ فَإِنَّهَا لَا تُحْسِنُ تَأْدِيبَهُ فَيَنْشَأُ الْوَلَدُ سَيِّءَ الْأَدَبِ وَقَوْلُهُ :اللَّبَنُ يُعْدِي يُحْتَمَلُ أَنَّ الْحَمْقَاءَ لَا تَحْتَمِي مِنَ الْأَشْيَاءِ الضَّارَّةِ لِلْوَلَدِ فَيُؤَثِّرُ فِي لَبَنِهَا فَيَضُرُّ بِالصَّبِيِّ وَهَذَا مُوَافِقٌ لِمَا تَقُولُهُ الْأَطِبَّاءُ فَإِنَّهُمْ يَأْمُرُونَ الْمُرْضِعَةَ بِالِاحْتِمَاءِ عَنْ أَشْيَاءَ تُورِثُ بِالصَّبِيِّ عِلَّةً وَيُحْتَمَلُ أَنَّهُ إِنَّمَا نَهَى عَنْ ذَلِكَ.

المصدر السابق

اور فتاویٰ ''اَلْوَلْوَالِجِيَّة '' میں دودھ پلانی والی خواتین کیلئے مزید ایک ہدایت یہ ہے کہ بغیر کسی ناگزیرو شدید ضرورت کے کسی بچے کو دودھ نہ پلائیں۔ اور اگر کہیں ضرورت پیش آجائے تو لکھ کر بچے کی شناخت محفوظ کرلیں تاکہ کل کوئی دقت پیش نہ آئے۔

اسی طرح فتاویٰ قاضی خان کے باب: اَلْحَظْرُ وَالْإِبَاحَة: میں ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ عورت کیلئے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر دودھ پلانا مکروہ ہے۔ ہاں اگر بھوک کے باعث بچے کی ہلاکت کا خدشہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ایسی صورت میں بچے کی جان بچانا واجب ہو جاتا ہے۔

اور'' اَلْمُحِيطُ البرهاني ''میں ہے کہ بچے کے والد کیلئے ضروری ہے کہ دودھ پلائی کیلئے اسے بے عقل عورتوں کے سپرد نہ کرے، اس لیے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایسی بے عقل عورتوں کے دودھ پلانے کو منع فرمایا ہے۔ کیونکہ دودھ جسم میں پہنچ کر غذا کی حیثیت سے جسم میں پھیل جاتا ہے۔ اور دوسری وجہ یہ کہ بے عقل عورت بچے کی حفاظت نہیں کر پائے گی۔ یعنی اس کی اچھی طرح دیکھ بھال اور حفاظت نہیں کر پائے گی یا اسے اچھے اخلاق کے بجائے سوئے ادب کی تعلیم دے گی۔ تو اس صورت میں اسے بچہ سپرد کرنے کا مطلب ہوگا اپنے ہاتھ سے ہلاکت میں ڈالنا۔ اور جو یہ فرمایا گیا کہ دودھ بچے کے جسم میں پہنچ کر اس کا حصہ بن جاتا ہے۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ بے عقل عورت مضر صحت چیزیں کھانے سے پرہیز نہیں کر پائے گی لہٰذا اس کا دودھ بچے کی بیماری کا سبب ہوگا یہی وجہ ہے کہ اطبا ہمیشہ دودھ پلانے والی ماں کو ایسی مضر صحت اشیاء کے استعمال سے منع کرتے آئے ہیں۔

() وَ قُلْنَا لَا فَرْقَ بَيْنَ الْقَلِيلِ، وَالْكَثِيرِ وَأَمَّا حَدِيثُ لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ وَمَا دَلَّ

Marfat.com

عَلَى التَّقْدِيرِ فَمَنسُوخٌ صَرَّحَ بِنَسْخِهِ ابْنِ عَبَّاسٍ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا -حِينَ قِيلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ إِنَّ الرَّضْعَةَ لَا تُحَرِّمُ فَقَالَ كَانَ ذٰلِكَ ثُمَّ نُسِخَ، وَالرَّضَاعُ، وَإِنْ قَلَّ يَحْصُلُ بِهِ نَشْوٌ بِقَدْرِهِ فَكَانَ الرَّضَاعُ مُطْلَقًا مَظِنَّةً بِالنِّسْبَةِ إِلَى الصَّغِيرِ وَفَسَّرَ الْقَلِيلَ فِي الْيَنَابِيعِ بِمَا يُعْلَمُ أَنَّهُ وَصَلَ إِلَى الْجَوْفِ وَقَيَّدَ بِالثَّلَاثِينَ لِأَنَّ الرَّضَاعَ بَعْدَهَا لَا يُوجِبُ التَّحْرِيمَ ۔ المصدر السابق

لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ رضاعت میں تھوڑا یا زیادہ دودھ پینے میں کوئی فرق نہیں ۔ دونوں طرح سے حرمت ثابت ہوجاتی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کہ " لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ :صحیح مسلم کتاب الرضاع: " ایک دوگھونٹ یا چوسیوں سے حرمت قائم نہیں ہوتی ۔ منسوخ ہو چکا ہے ۔ جب حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا گیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ایک دوگھونٹ یا چوسیوں سے حرمت قائم نہیں ہوتی ۔ تو آپ نے بتایا کہ یہ چھوٹ شروع میں تھی مگر بعد میں منسوخ کردی گئی ۔ اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ دودھ جتنی مقدار میں بچے کے پیٹ میں جائے گا اتنی مقدار میں اس کے معدے میں پہنچے گا اسی مقدار میں اس کی ۔ نمو، بالیدگی اور نشونما (Growth) کا سبب ہوگا -لہٰذا چھوٹے بچے کے حق میں مطلق رضاعت ظن غالب کے تحت وجہ حرمت تصور ہوگی ۔ اور قلت رضاعت کی بحث: اَلْيَنَابِيعِ في معرفة الأصول و التفاريع :میں موجود ہے جس میں سے ایک یہ ہے کہ دودھ کا معدے میں پہنچنا ضروری ہے ۔ اور مصنف: کنز الدقائق: حضرت امام نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رضاعت میں جو تیس ماہ کی قید لگائی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بچے کی عمر جب تیس ماہ سے تجاوز کر جائے گی تو اس کے بعد حرمت رضاعت قائم نہیں ہوسکتی ۔ واللہ اعلم!

ایک فقہی اصول

اوپر کی عبارت میں ایک فقہی اصول بیان ہوا ہے " مَظِنَّة " اگر اس بحث کے آخر میں اسے سمجھ لیا جائے تو معاملات زندگی سمجھنے میں مدد ملتی ہے ۔ اور اس کی تلخیص اس طرح ہے ۔

مَظِنَّةٌ: اَلْمَظِنَّةُ مِنَ الظَّنِّ وَهُوَ فِي اللُّغَةِ: اسْمٌ لِمَا يَحْصُلُ عَنْ أَمَارَةٍ وَمَتَى قَوِيَتْ أَدَّتْ إِلَى الْعِلْمِ، وَالظَّنُّ فِي الْأَصْلِ خِلَافُ الْيَقِينِ، وَقَدْ يُسْتَعْمَلُ بِمَعْنَى الْيَقِينِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى " الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُو رَبِّهِمْ " ٢٠ :البقرة:٤٦

الموسوعة الفقهية الكويتية–صادر عن :وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية -الكويت

لغت کے مطابق " مَظِنَّة " کا مادہ ظن ہے جو کسی چیز کی علامت یا نشانی سے پیدا ہونا اور بنیادی طور پر یقین

Marfat.com

کی ضد ہے پھر جیسے جیسے اس علامت کا ادراک اور معرفت حاصل ہوتی جاتی ہے اسی طرح یقین میں تبدیل ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ یہی ظن ۔ یقین، عین الیقین اور حق الیقین کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔

قرآن کریم مشکلات ومظلومیت میں کوئی منفی فیصلہ کیے بغیر مومنین کو صبر اور نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب اور انتظار کا حکم دینے کے بعد فرماتا ہے کہ ان حالات میں عام لوگ ثابت قدم نہیں رہ سکتے سوائے ’’ اَلَّذِینَ یَظُنُّونَ اَنَّھُمْ مُلاقُو رَبِّھِمْ ‘‘ ۰۲ :البقرۃ :۴۶: ان لوگوں کے جنہیں یقین ہے کہ وہ عنقریب اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں۔ جہاں انصاف کے ساتھ ساتھ اجر بھی عطا فرمایا جائے گا یہاں تک کہ ’’ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیراً یَّرَہٗ () وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَرَہٗ ‘‘ الزلزال: ۹۹: ۷-۸ : جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی سامنے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کی ہوگی اسے بھی دیکھ لے گا۔

وَالْمَظِنَّۃُ: بِکَسْرِ الظَّاءِ لِلْمَعْلَمِ وَھُوَ حَیْثُ یُعْلَمُ الشَّیْءُ: وَالْجَمْعُ الْمَظَانُّ وَمَظِنَّۃُ الشَّیْءِ مَوْضِعُہٗ وَمَأْلَفُہٗ . المصباح المنیر، والمفردات فی غریب القرآن.

ظا : کے نیچے کسرہ کے ساتھ ’’ اَلْمَظِنَّۃُ ج اَلْمَظَانُّ ‘‘ کسی چیز کا مَعْلَمْ یعنی جہاں سے اس کی حیثیت، ماہیت وکیفیت معلوم کی جاتی ہے۔ ’’ مَظِنَّۃُ الشَّیْءِ ‘‘ سے مراد اس چیز کی جگہ اور مکان مألوف.

وَفِی الاِصْطِلاَحِ: اَلْمَظْنُونَاتُ ھِیَ الْقَضَایَا الَّتِی یُحْکَمُ فِیھَا حُکْمًا رَاجِحًا مَعَ تَجْوِیزِ نَقِیضِہٖ

المصدر السابق

اور اصطلاح میں ’’ اَلْمَظْنُونَاتُ ‘‘ سے مراد ایسے معاملات ہوتے ہیں جن میں فیصلہ کرتے ہوئے ایک ایسا ترجیحی حکم لگایا جاتا ہے جس میں اس حکم کی نقیض کا امکان بھی موجودہ ہو۔ لہٰذا فقہائے اسلام کے نزدیک احکام میں ’’ اَلْمَظِنَّۃُ تَقُومُ مَقَامَ الْیَقِینِ عِنْدَ الْفُقَھَاءِ ‘‘ یہی ظن یقین کے مقام پر ہے۔ جس کی تین مثالیں اس طرح ہیں۔

01 :مَظِنَّۃُ نَقْضِ الْوُضُوءِ بِزَوَالِ الْعَقْلِ: اصول یہ ہے کہ مکلّف کی عقل زائل ہوتے ہی اس کا وضو باقی نہیں رہتا۔ اور عقل زائل ہونے کی دو ہی صورتیں ہیں نیند یا جنون ۔ لہٰذا جب حالت وضو میں کوئی شخص سو جائے گا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا ’’ لِکَوْنِہٖ مَظِنَّۃً لِخُرُوجِ شَیْءٍ مِنَ الدُّبُرِ مِنْ غَیْرِ شُعُورٍ بِہٖ، وَذٰلِکَ کَمَا أَشْعَرَ بِہٖ قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلْعَیْنُ وِکَاءُ السَّہِ فَمَنْ نَامَ فَلْیَتَوَضَّأْ ‘‘

المصباح المنیر ۔ و ۔ الذخیرۃ، للقرافي وھو أبو العباس شھاب الدین أحمد بن إدریس بن عبد الرحمن المالکی الشھیر بالقرافی (المتوفی ۶۸۴ :ھـ).

Marfat.com

کیونکہ آدمی کے سوجانے سے غالب گمان ہے کہ غیر شعوری طور پر اس کے جسم سے ہوا خارج ہو جائے ورنہ محض نیند ناقض وضو نہیں'' قَالَ الْقَرَافِيُّ: النَّوْمُ لَيْسَ حَدَثًا فِي نَفْسِهِ فَهُوَ يُوجِبُ الْوُضُوءَ لِكَوْنِهِ مَظِنَّةَ الرِّيحِ لِلْحَدِيثِ السَّابِقِ''

مغني المحتاج ، والذخيرة للقرافي ، والمغني لابن قدامة ، وحاشية ابن عابدين: في نواقض الوضوء

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَيْنُ وِكَاءُ السَّهِ فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ.

شَرْحُ الْغَرِيبِ: "وِكَاءُ السَّهِ" الوكاء :ما يشد به رأس القربة ونحوها، والسَّه :الاست ج أستاه، وقيل: هي حلقة الدُّبر.

أخرجه أبوداود في الطهارة، باب الوضوء من النوم، ورواه أيضاً أحمد في "المسند "رقم 887)) ، وابن ماجة رقم 477)) في الطهارة، باب الوضوء من النوم، من حديث علي رضى الله عنه، ورواه أحمد 4/96 ، والدارمي ، والبيهقي من حديث معاوية بن أبي سفيان، وهو حديث حسن.

ترجمہ

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آنکھیں سرین کا بندھن ہیں پس جو شخص سو جائے اسے چاہیے کہ بیداری کے بعد ایسی عبادات کہ جن کیلئے وضوء لازمی ہے تازہ وضوء کرے۔

یعنی جب تک انسان جاگتا رہتا ہے اسے معلوم ہے کہ وہ سیدھا اپنے سہارے پہ بیٹھا ہے جس دوران ہوا کے خارج ہونے کا گمان نہیں مگر جب آنکھیں نیند سے بوجھل اور بند ہو جاتی ہیں تو نہ صرف عقل زائل ہو جاتی ہے بلکہ سرین اپنی جگہ سے ہل (مائل ہو) جاتی ہے جس دوران ہوا کا خارج ہو جانا اگر چہ لازمی امر ہے مگر خارج ہونا ضروری بھی نہیں لہٰذا رسول ﷺ نے جو وضوء کا حکم فرمایا ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ '' اَلْمَظِنَّةُ تَقُوْمُ مَقَامَ الْمَئِنَّةِ '' معاملات میں غالب گمان یقین کے درجے پر ہے۔ایک دوسری حدیث شریف میں اس کی وضاحت اس طرح ہے:

''الْعَيْنُ وِكَاءُ السَّهِ فَإِذَا نَامَتِ الْعَيْنُ اسْتَطْلَقَ الْوِكَاءُ''

أحمد، وابن ماجه، والدارقطني، والبيهقي في الكبرى، وأبو داود عن علي:حكم الألباني : (حسن) انظر حديث رقم 4148 :في صحيح الجامع

آنکھ نیند کا بندھن (نگران) ہے۔جب آنکھ سو جائے گی تو بندھن کھل جائے گا۔

02 : مَظِنَّةُ الشَّهْوَةِ عِنْدَ مُلَامَسَةِ الرَّجُلِ الْمَرْأَةَ.

'' مَظِنَّةُ '' کا دوسرا موقعہ یہ ہے کہ جب کوئی مرد کسی اجنبی عورت کو چھوتا ہے تو وہاں شرِ شہوت کا غالب گمان

Marfat.com

ہے یہی وجہ ہے کہ:

ذَهَبَ جُمْهُورُ الْفُقَهَاءِ فِي الْجُمْلَةِ إِلَى أَنَّ مُلَامَسَةَ الرَّجُلِ الْمَرْأَةَ الْأَجْنَبِيَّةَ تَنْقُضُ الْوُضُوءَ، لِأَنَّهَا مَظِنَّةُ الشَّهْوَةِ فَأُقِيمَتِ الْمَظِنَّةُ مَقَامَ الْيَقِينِ وَأُعْطِيَتْ حُكْمَهُ، لِأَنَّهَا لَا تَنْفَكُّ عَنْهُ غَالِبًا.

مغنی المحتاج ، والذخیرة للقرافی ، والمغنی لابن قدامة ، وحاشیة ابن عابدین. فی نواقض الوضوء

جمہور علمائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ارادۂ شہوت کے بغیر بھی اجنبی عورت کو چھونا ناقض وضوء ہے کہ شرِ شہوت کا گمان غالب ''مَظِنَّةُ الشَّهْوَةِ'' موجود ہے جسے یقین کے مقام پر تصور کرتے ہوئے وضوء کا حکم لگایا گیا ہے۔

03 : رضاعت کے باب میں مدت رضاعت کے اندر اندر کم از کم مقدار میں دوھ پینے پر بھی جو ہم حرمت رضاعت تسلیم کرتے ہیں تو اس میں بھی یہی اصول ملحوظ ہے کہ کم مقدار دودھ اسی کم مقدار میں جسم کیلئے باعث نمو ونشو نما ہے جو بنیادی طور پر باعث حرمت ہے ورنہ بڑھاپے کی عمر میں بھی حرمت رضاعت قائم ہو جاتی حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ جبکہ بیوی کو چھونا ناقض وضوء نہیں کیونکہ یہاں '' مَظِنَّةُ الشَّهْوَةِ '' شرِ شہوت کا اندیشہ نہیں۔

برائے تفصیل: البحرائق : کتاب الرضاع

حضرت عثمان کا نظریہ

تنبیہات : کے تحت جو چند اصول بیان ہوئے ہیں، ان کی بنیاد محض قیاسی نہیں بلکہ حدیث رسول ﷺ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم پر ہے یہی وجہ ہے کہ '' بعض أهل العلم يقيمون الحد بالعلم لا بالشهادة، كالوليد بن عقبة بن أبی معيط كان معلوماً شربه الخمر، فلما جیء به إلی عثمان بن عفان شهد عند عثمان رجلان، أما أحدهما فقال :قد رأيته يشرب الخمر .وأما الثانی فقال :رأيته يتقيأ .فقال عثمان:لولا أنه شرب لم يتقيأ .فـ عثمان بن عفان اعتبر أن علامة الشرب هی القیء .''

شرح صحيح مسلم :المؤلف :أبو الأشبال حسن الزهيری آل مندوه المنصوری المصری: كتاب الحدود ، باب الحالات التی يثبت بها الحد :مصدر الكتاب :دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية-المكتبة الشاملة.

بعض اہل علم حد جاری کرنے میں شہادت کے بجائے علم پر انحصار کرتے ہیں جیسا کہ الولید بن عقبة بن أبی مُعَیط کے معاملہ میں مشہور تھا کہ وہ شراب پیتا ہے۔ اور اسی الزام میں جب اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو واقعہ کے دو گواہوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے اسے شراب پیتے دیکھا ہے اور دوسرے نے

Marfat.com

گواہی دی کہ میں نے اسے قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا '' لولا انہ شرب لم یتقیأ ''اگر اس نے شراب نہ پی ہوتی تو قے نہ کرتا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک گواہ کے ساتھ قے شراب پینے کی علامت تصور کرتے ہوئے حد جاری کر دی۔

نفس واقعہ میں حضرت عثمان کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی اور تائید بھی مذکور ہے۔ اور بعض اہل علم ایک شہادت کے ساتھ حد نافذ کرنے کیلئے اقرار کو لازم سمجھتے ہیں جمہور رحمہم اللہ تعالیٰ کی یہی رائے ہے۔ اور بعض ایک شہادت کے ساتھ علم یعنی کوئی قرینہ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس باب میں قاضی اپنے اطمینان کیلئے شہادت کے ساتھ کسی قرینے سے بھی مدد لے سکتا ہے۔ اور بحث کا حاصل یہ ہے کہ ''أن العلم اليقيني أو غلبة الظن تقوم مقام الشهادة '' کہ معاملات میں یقینی علم اور غلبۂ ظن کو شہادت کا درجہ حاصل ہے۔ علاوہ ازیں یہاں بہت سارے علمی مسائل ہیں۔

سعودی عدالت کا فیصلہ

ریاض (آن لائن) سعودی عرب کی ایک عدالت نے شیر خواری کی عمر میں ایک ہی رضاعی ماں کا دودھ پینے والے میاں بیوی کا نکاح فسخ کر دیا ہے اور ان میں پچیس سال کے بعد طلاق کرا دی ہے۔ عرب ٹی وی کے مطابق ان دونوں میاں بیوی کی پچیس سال قبل شادی ہوئی تھی اور ان کے سات بچے ہیں۔ سعودی گزٹ میں شائع ہونے والی رپورٹ کے مطابق ان دونوں میاں بیوی لیکن درحقیقت رضاعی بہن بھائی کے کیس کا تین ماہ تک جائزہ لیا جاتا رہا ہے۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق اگر دو مختلف ماؤں سے تعلق رکھنے والے بچے ایک تیسری عورت کا دودھ پئیں تو وہ آپس میں رضاعی بہن بھائی ہوتے ہیں اور اس دودھ پلانے والی ماں کے اپنے حقیقی بچے بھی ان کے رضاعی بہن بھائی ہوں گے۔ اس لیے اس رضاعت کی بنا پر ان کا آپس میں نکاح نہیں ہو سکتا ہے۔ سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز آل الشیخ نے بھی اس کیس کا جائزہ لیا ہے اور انہوں نے ان دونوں کے درمیان طلاق کی منظوری دی ہے۔

روزنامہ پاکستان۔ 02 جون 2014۔ چیف ایڈیٹر مجیب الرحمٰن شامی۔ https://www.facebook.com/DailyPakistan.

Marfat.com

حرمت مصاہرت

لغوی معنی

ص ہ ر: کے مادہ سے جتنے الفاظ واوزان وجود میں آتے ہیں ان میں قرب، گرمائش اور پگھلنے کا مفہوم مشترک ہے: صَهَرَ (فَتَحَ يَفْتَحُ) کا معنی ہے پگھلنا۔ صَهَرَتْهُ الشَّمْسُ :سورج نے اسے گرمی پہنچائی یا گرما دیا جبکہ گرماہٹ اور پگلاہٹ لازم ملزوم ہیں۔ صَهِيْرٌ وَمَصْهُوْرٌ: کسی ایسے شخص یا چیز کو کہتے ہیں جو قریب ہو۔اسی سے ہے: صَاهَرَ يُصَاهِرُ مُصَاهَرَةً : اَلْقَوْمَ وَبِالْقَوْمِ (مفاعلة) وَأَصْهَرَبِهِمْ وَ اِلَيْهِمْ وَفِيْهِمْ : کسی خاندان میں بیٹی دے کر سسر بننا اور بنانا۔

جس میں لغوی معنی کی مناسبت یہ ہے کہ جس طرح گرمائش دے کر سخت لوہا یا دھات اپنی مرضی کے مطابق ڈھالی اور کام میں لائی سکتی ہے اسی طرح انسانی رشتوں اور خون کی حرارت سے دوریاں سمٹ جاتی ہیں جس کے بعد انسان ایک دوسرے کے قریب ہوکر انہیں اپنی مرضی سے ڈھال سکتا ہے۔اور یہی رشتے ناتے اس کائنات کا اصل رنگ و روپ ہیں۔

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا () ۲۵ :الفرقان:۵۴

اور وہ وہی ذات تو ہے جس نے پانی سے انسان کی تخلیق کی پھر اس سے نسب اور سسرال کے دو الگ سلسلے چلائے آپ کا رب بڑا ہی قدرت والا ہے۔

فَأَدْنَتْنِيَ الْأَيَّامُ مِنْهُ مُوَدَّةً

عَقَدْنَاعَلَى حُكْمِ الْإِخَاءِ بِهَاصِهْرًا

ابن جُبَيْر ألشاطبي

محبت مجھے دن بدن اس کے قریب کرتی چلی گئی یہاں تک کہ اسی مودۃ واخوۃ کے بندھن کی بنیاد پر ہم نے آپس میں رشتہ داری قائم کرلی۔

اسلام چونکہ بھائی چارے، صلح وامن کا دین ہے اس لیے جاہلی تعصب وبدنیتی سے پاک قبائلی نظام سے جوڑتا اور رشتوں کی پاکیزگی برقرار رکھنے کا حکم دیتا ہے۔

Marfat.com

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ"

۴۹: الحجرات: ۱۳

لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں (شعوب وقبائل) بنادیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

شعوب وقبائل

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم سب ایک ہی باپ -آدم- اور ایک ہی ماں -حوّاء- علیہما السلام کی اولاد ہو۔ اس آگاہی کے ذریعہ جاہلی تعصب وتفاخر اور نسب کی بنیاد پر ایک دوسرے کی غیبت اور عیب جوئی سے منع فرمانا ہے تاکہ معاشرے میں نفرت کے بجائے محبت کو فروغ ملے۔ اور کل تاریخ کسی فرد یا خاندان کے نامہ اعمال میں یہ اضافہ نہ کردے کہ:

کوئی دلیل نہ تھی کوئی جواز نہ تھا
عجب لوگ تھے، بس اختلاف کرتے تھے

"وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبائِلَ: الشعب الجمع العظيم المنتسبون إلى أصل واحد وهو يجمع القبائل. والقبيلة تجمع العمائر. والعمارة تجمع البطون. والبطن تجمع الأفخاذ. والفخذ يجمع الفصائل، فخزيمة شعب، وكنانة قبيلة، وقريش عمارة، وقصي بطن، وهاشم فخذ، وعباس فصيلة."

تفسیر البیضاوی-البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید

شُعُوب ج شُعب: برادری یا بڑا قبیلہ۔ شعب: کے بعد قبیلہ: پھر: عمارہ: پھر: بطن: پھر: فخذ: پھر: فصیلہ: اور بعض کے نزدیک: فصیلہ: کے بعد: عشیرہ: جس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے خاندان قریش کی تقسیم اس طرح ہے: خزیمة: شعب ہے، کنانة: قبیلہ اور: قریش: عمارة ہیں: قصی: بطن: هاشم: فخذ، اور: عباس: فصیلہ ہیں۔

Marfat.com

رشتوں کی زنجیر

جیسا کہ میں نے ازواج مطہرات کے تذکرے میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے دس بڑی شاخوں میں نکاح فرما کر اور انہیں ایک دوسرے کے قریب کرتے ہوئے اپنی مدنی ریاست میں مثالی امن قائم کر دیا تھا۔ اسی طرح رشتے ناتے ایک دوسرے کو قریب کرنے کیلئے ہوتے ہیں اور اگر نیت خالص ہو تو آج بھی ان برکات کا ظہور ہو سکتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے شعوب وقبائل کو تعارف کا ذریعہ بنایا ہے نہ کہ جاہلی تعصب کا۔ مالدار گھرانوں میں رشتوں کے ذریعہ عزتیں تلاش کرنے والے بالآخر اسی لیے ذلیل ہوتے ہیں کہ ان کی نیت میں کھوٹ ہوتا ہے۔ کیونکہ نیک اعمال کے بغیر محض مال و دولت کے بل بوتے پر عزت نہیں مل سکتی۔

"اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ" ۴۹: الحجرات: ۱۳

درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَن يَكُوْنَ أَكْرَمَ النَّاسِ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ تَعَالَى.

رَوَاهُ الْحَاكِمِ فِي الْمُسْتَدْرَك فِي كتاب الْأَدَب من حَدِيث ابى الْمِقْدَام هِشَام ابْن زِيَاد عَن مُحَمَّد بن كَعْب الْقرظِيّ ثنى ابْن عَبَّاس عَن النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (من احب أن يكون أَقْوَى النَّاس فَلْيَتَوَكَّل عَلَى الله وَمن أحب أن يكون أكرم النَّاس فليتق الله تَعَالَى وَمن احب أن يكون أغْنَى النَّاس فَلْيَكُن بِمَا فِي يَد الله أوثق مِنْهُ بِمَا فِي يَده) مُخْتَصر وَفِيه طول وَسكت عَنهُ وَتعقبه الذَّهَبِيّ فِي مُخْتَصره فَقَالَ هِشَام بن زِيَاد مَتْرُوك انْتَهَى. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ عبد بن حميد وَإِسْحَاق بن رَاهَوَيْه وَأَبُو يعلى الْموصِلِي فِي مسانيدهم: تخريج احاديث الكشاف.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم میں سے جسے یہ پسند ہو کہ لوگ دل سے اس کا اکرام کریں، تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے اللہ سے ڈرتا رہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا النَّاسُ رَجُلَانِ، مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ، كَرِيمٌ عَلَى اللّٰهِ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ.

وَهذاجزء من خُطْبَتِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: اخرجه الترمذى وابن حبان وابو يعلى وابن أبى حاتم من رواية عبد الله بن دينار عن ابن عمر. وفى الباب عن ابى هريرة أخرجه ابو داود والترمذى وأحمد والبزار وابن المبارك فى

Marfat.com

البر والصلة من رواية سعيد بن أبي سعيد عن أبيه عنه نحوه .ومنهم من قال عن سعيد عن أبي هريرة :وعن عبد الملك بن قدامة الحاطبي .حدثني أبي أن النبي صلى الله عليه وسلم عام فتح مكة .صعد المنبر فحمد الله وأثنى عليه ثم قال :أما بعد يا أيها الناس فذكر نحوه وأخرجه.

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے دوران ارشاد فرمایا: ''لوگو یاد رکھو کہ تمام انسان بس دو ہی حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ایک وہ جو مومن و متقی ہے۔وہ اللہ کریم کی بارگاہ میں بہت قابل عزت و تکریم ہے۔اور دوسرا گنہگار، بدعمل و بد بخت۔وہ اللہ کے نزدیک بہت بے وقعت اور ذلیل ہے۔

سسرالی محرمات

قرآن کریم نے نسبی و رضاعی محرمات کے ساتھ ساتھ سسرالی رشتے ناتے بھی گنوائے ہیں تاکہ جہالت کی بنیاد پر کوئی شخص حد پار کرتے ہوئے وہ عزت و مقام اور قرب ضائع نہ کر بیٹھے جو ان رشتوں کی برکات میں سے ہے۔

سسرالی محرمات کی تفصیل

01 : بیوی کی والدہ : یعنی ساس اور اس کی نانی دادی۔اگر کسی عورت سے نکاح کے بعد ہمبستری کیے بغیر ہی طلاق دیدی ہو پھر بھی اس کی ماں حلال نہیں رہتی البتہ اگر کسی عورت سے محض نکاح کے بعد بغیر ہمبستری کے اسے طلاق دیدی ہو تو اس کی بیٹی سے نکاح جائز ہے۔

02 : رَبِيْبَةٌ ج رَبَائِبُ : سے مراد ہے بیوی کے پہلے خاوند سے بیٹی: بیوی سے مباشرت کے بعد ایسی بچی سے نکاح حرام ہوگا۔آیت میں ایسی بچی کیلئے ایک جملہ استعمال ہوا ہے: ''وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ'' النساء ۲۲/۲۵

اور تمہاری مدخولہ بیویوں کی لڑکیاں بھی تم پر حرام ہیں جنہوں نے تمہاری گودوں میں پرورش پائی ہے لیکن اگر نکاح کے بعد تم نے دخول نہیں کیا تو پھر کوئی مضائقہ نہیں: یہ غالب احوال کے اعتبار سے اضافہ ہے نہ کہ بطور شرط کے۔ کیونکہ عموماً چھوٹی لڑکیاں اپنی ماؤں کے ساتھ سوتیلے باپ کے گھر میں آجاتی ہیں ورنہ ایسی لڑکیاں جہاں اور جس حال میں پرورش پائیں۔بہر حال ان سے نکاح جائز نہیں۔

03 : وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ : اور تمہارے صلبی یعنی سگے بیٹوں کی بیویاں'' بہوئیں '' بھی تم پر حرام ہیں۔

Marfat.com

حَلِيْلَةٌ :بروزن: فعيلة :بمعنی:فاعلة : بیوی کو کہتے ہیں جس کی جمع حَلَآئِلُ : آتی ہے: حَلَّ یَحُلُّ، حِلًّا وَ حُلُوْلًا: کے معنی اترنے کے ہیں اور بیوی اس معنی میں حلیلہ ہے کہ وہ ساری زندگی منزل بہ منزل شوہر کے ساتھ اترتی، قیام کرتی اور چل پڑتی ہے۔

آوارہ مزاجی مری فطرت میں نہیں ہے
اک درد ہے جو گھر میں ٹھہرنے نہیں دیتا

شہزادشاہ

04 : بیٹوں کے اس حکم میں پوتے اور نواسے بھی شامل ہیں یعنی ان کی بیویوں سے نکاح کرنا حرام ہے۔
اس مقام پر خصوصیت کے ساتھ حقیقی بیٹوں کی وضاحت اس لیے کی گئی تا کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی کی حیثیت واضح ہو جائے کہ جاہلیت میں اس کے ساتھ نکاح کرنا حقیقی بہو کی طرح حرام تھا مگر اسلام میں ایسی کوئی قدغن نہیں "تبنیت" کے عنوان کے تحت پوری تفصیل گزر چکی ہے۔

05 : وَ أَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَاقَدْ سَلَفَ () اور حرام ہے دونوں بہنوں کو جمع کرنا مگر جو ہو گیا سو گیا: یعنی دو حقیقی بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا اور ملکیت کی بنا پر دونوں سے جماع کرنا۔ دو رضاعی بہنیں بھی اسی حکم کے تحت ہیں انہیں نکاح میں جمع نہیں کیا جاسکتا۔ مگر بیوی کی وفات یا طلاق کے بعد اس کی بہن سے نکاح جائز ہے۔

06 : "نسب و رضاعت دونوں سلسلوں میں عورت کیلئے شوہر کے اصول و فروع سے نکاح مطلقاً حرام ہے۔ اور شوہر کیلئے عورت کے فروع و اصول سے نکاح اس وقت حرام ہوگا جب اس سے مقاربت کر لی جائے۔ زوجین کے اقارب میں سوائے نسبی ستونوں کے اور کسی سے نکاح ناجائز نہیں البتہ قطع رحم اور رشتۂ رضاعت منقطع ہونے کے اندیشہ سے ایسی دو عورتوں کو جمع کرنا ناجائز ہے جن میں سے ایک دوسرے کی اصل یا فرع ہو۔"

تفسیر المظہری

07 : وَرَوَى هِشَامُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَعْرِفُونَ هَذِهِ الْمُحَرَّمَاتِ كُلَّهَا الَّتِي ذُكِرَتْ فِي هَذِهِ الْآيَةِ إِلَّا اثْنَتَيْنِ، إِحْدَاهُمَا نِكَاحُ امْرَأَةِ الْأَبِ، وَالثَّانِيَةُ، الْجَمْعُ بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ، أَلَا تَرَى أَنَّهُ قَالَ: (وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ (وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ) وَلَمْ يَذْكُرْ فِي سَائِرِ الْمُحَرَّمَاتِ " إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ "وَاللّٰهُ أَعْلَمُ!

الجامع لأحكام القرآن للقرطبي رحمه الله تعالى: ٠٤ : النساء: تفسير الآية ٢٣

Marfat.com

ہشام بن عبداللہ نے محمد بن الحسن رحمہما اللہ کا قول بیان کیا ہے کہ محرمات کے تحت جتنے رشتے بیان ہوئے ہیں یہ سب کے سب جاہلیت میں بھی معروف تھے سوائے دو کے، باپ کی بیوی اور ایک وقت میں دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا یہی وجہ ہے کہ صرف ان کے ذکر کے ساتھ " إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ " آیا ہے۔ اور باقی محرمات کے ساتھ نہیں۔

وَأَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا طَلَّقَ زَوْجَتَهُ طَلَاقًا يَمْلِكُ رَجْعَتَهَا أَنَّهُ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَنْكِحَ أُخْتَهَا أَوْ أَرْبَعًا سِوَاهَا حَتَّى تَنْقَضِيَ عِدَّةُ الْمُطَلَّقَةِ. وَاخْتَلَفُوا إِذَا طَلَّقَهَا طَلَاقًا لَا يَمْلِكُ رَجْعَتَهَا، فَقَالَتْ طَائِفَةٌ: لَيْسَ لَهُ أَنْ يَنْكِحَ أُخْتَهَا وَلَا رَابِعَةً حَتَّى تَنْقَضِيَ عِدَّةُ الَّتِي طَلَّقَ، وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَهُوَ مَذْهَبُ مُجَاهِدٍ وَعَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَالنَّخَعِيِّ، وَسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَأَصْحَابِ الرَّأْيِ. وَقَالَتْ طَائِفَةٌ: لَهُ أَنْ يَنْكِحَ أُخْتَهَا وَأَرْبَعًا سِوَاهَا، وَرُوِيَ عَنْ عَطَاءٍ، وَهِيَ أَثْبَتُ الرِّوَايَتَيْنِ عَنْهُ، وَرُوِيَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَيْضًا، وَبِهِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنُ وَالْقَاسِمُ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ أَبِي لَيْلَى وَالشَّافِعِيُّ وَأَبُو ثَوْرٍ وَأَبُو عُبَيْدٍ. قَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ: وَلَا أَحْسَبُهُ إِلَّا قَوْلَ مالك وبه نقول.

المصدر السابق

علمائے امت رحمہم اللہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس طلاق میں شوہر کو رجوع کا حق حاصل ہے اس میں بیوی کی عدت کے دوران اس کیلئے جائز نہیں کہ وہ اس کے علاوہ تین بیویوں کی صورت میں چوتھی عورت یا اس مطلقہ کی بہن سے نکاح کرے کیونکہ عدت گزرنے تک اس کے پاس حق رجوع موجود اور بیوی بوجہ عدت اس کے پاس محبوس ہے۔

مگر ایسی طلاق جس میں رجوع کا حق واختیار نہیں تو اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔ حضرات صحابہ میں سے حضرت علی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما اور ائمہ تابعین میں سے مجاھد. عطاء بن ابی رباح. نخعی. سفیان ثوری. احمدبن حنبل اور احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک عدت گزرنے تک نکاح جائز نہیں۔

جبکہ حضرات امام مالک وشافعی، سعید بن المسیب، حسن بصری، عروہ بن زبیر ابن ابی لیلیٰ، ابو ثور، قاسم وابو عبید اور ابنُ الْمُنْذِر اور ایک قول میں عطا بن ابی رباح اور حضرت زید بن ثابت کے نزدیک نکاح جائز ہے۔

صورت مسئلہ

طلاق بائن، خلع اور لعان کی صورت میں چونکہ شوہر کے پاس حق رجوع نہیں رہتا اس لیے اس صورت میں تو

Marfat.com

مطلقہ کی بہن وغیرہ سے نکاح درست ہے مگر طلاق رجعی کی صورت میں خاوند کے پاس نہ صرف حق رجوع محفوظ رہتا ہے بلکہ مطلقہ اس کی عدت میں محبوس رہتی ہے۔اس صورت میں اس کی بہن یا ان خواتین سے نکاح درست نہیں جن کے ساتھ بیوی کی موجودگی میں درست نہیں۔

08 : وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ أَيْضًا مِنْ هٰذَا الْبَابِ فِي مَسْأَلَةِ اللَّائِطِ، فَقَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُمْ: لَا يَحْرُمُ النِّكَاحُ بِاللِّوَاطِ. وَقَالَ الثَّوْرِيُّ إِذَا لَعِبَ بِالصَّبِيِّ حَرُمَتْ عَلَيْهِ أُمُّهُ، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ. قَالَ: إِذَا تَلَوَّطَ بِابْنِ امْرَأَتِهِ أَوْ أَبِيهَا أَوْ أَخِيهَا حَرُمَتْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ. وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: إِذَا لَاطَ بِغُلَامٍ وَوُلِدَ لِلْمَفْجُورِ بِهِ بِنْتٌ لَمْ يَجُزْ لِلْفَاجِرِ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا، لِأَنَّهَا بِنْتُ مَنْ قَدْ دَخَلَ بِهِ. وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ.

المصدر السابق

لواطت کے باعث حرمت پر علمائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ مختلف ہیں۔حضرات ائمہ مالک، شافعی، ابوحنیفہ اوران کے اصحاب کے نزدیک لواطت سے حرمت قائم نہیں ہوتی۔سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ جس شخص نے کسی بچے کے ساتھ لواطت کی اس پر اس کی ماں حرام ہوجائے گی اور یہی مسلک ہے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا۔فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی منکوحہ عورت کے بیٹے، باپ یا بھائی کے ساتھ لواطت کا ارتکاب کرے گا تو یہ عورت اس پر حرام ہوجائے گی۔حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے ایک لڑکے کے ساتھ بدفعلی کی ہوئی ہے تو اس کی بیٹی فاجر فاعل پر حرام ہوگی اس لیے کہ یہ ایسے شخص کی بیٹی ہے جس سے وہ دخول کر چکا ہے۔

محرمات کے باب میں اس آخری صورت کے علاوہ بھی جہاں جہاں فقہائے اسلام کے درمیان اختلاف رائے واقع ہوا ہے، وہاں کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے اگر مولانا مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس تفسیری نوٹ کا بغور مطالعہ کرلیا جائے تو بہت ساری الجھن ختم ہوجاتی ہے۔

...... یہ بات بادنیٰ تأمل سمجھ میں آسکتی ہے کہ کسی شخص کے نکاح میں ایسی عورت کا ہونا جس پر اس کا باپ یا اس کا بیٹا بھی نظر رکھتا ہو۔یا جس کی ماں یا بیٹی پر بھی اس کی نگاہ ہو، ایک صالح معاشرے کیلئے کسی طرح مناسب نہیں ہو سکتا۔شریعت الٰہی کا مزاج اس معاملہ میں ان قانونی موشگافیوں کو قبول نہیں کرتا جن کی بنا پر نکاح اور غیر نکاح اور قبل نکاح اور بعد نکاح لمس اور نظر وغیرہ میں فرق کیا جاتا ہے۔سیدھی اور صاف بات یہ ہے کہ خاندانی زندگی میں ایک ہی عورت

Marfat.com

کے ساتھ باپ اور بیٹے کے یا ایک ہی مرد کے ساتھ ماں اور بیٹی کے شہوانی جذبات کا وابستہ ہونا سخت مفاسد کا موجب ہے اور شریعت اسے ہرگز برداشت نہیں کرسکتی......

تفہیم القرآن تفسیر ۰۴ : النساء : حاشیہ نمبر ۳۴

واقول

جس کے بعد سوچنے کی بات یہ ہے کہ کسی ایسے معاشرے میں جہاں ایک شخص کسی عورت کے ساتھ ساتھ اس کے باپ، بیٹے اور بھائی کے ساتھ بھی شہوت پرستی روا رکھتا ہے وہاں پاکیزگی اور عفت کا تصور کیا ہوگا۔ جہاں تک فقہائے اسلام کی عرق ریزی اور موشگافیوں کا تعلق ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام میں بدکاری کی سزا بہت سخت اور حساس معاملہ ہے، فقہائے اسلام نے حد کے نفاذ میں کمال احتیاط کا مظاہرہ فرمایا ہے تاکہ کسی معاملہ میں تعزیر کی گنجائش کے باوجود حد نہ جاری کردی جائے اور یہی تقاضا ہے شریعت کا۔

اسی طرح حقیقی ماں کے بعد رضاعی ماں اور ساس سے نکاح حرام ہونے کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ ازدواجی زندگی میں ہمیشہ اکرام ملحوظ نہیں رہتا۔ جس کے بعد سوچنے کی بات ہے کہ وہ لوگ جو بات بات پر بیوی کو ماں کی گالی دیتے ہیں وہ اللہ و رسول ﷺ کی نظر میں کتنے بیچ ہوں گے۔ کیونکہ تمام رشتوں میں ماں ایک اتنا عظیم و حساس رشتہ ہے کہ جانوروں میں بھی اس کا احترام موجود ہے۔ اونٹ ان جانوروں میں سے ایک ہے جن کا ذکر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے شاہکار کے طور پر ہوا ہے۔ اونٹ اپنی غیرت میں بھی ضرب المثل ہے جس کا ایک واقعہ اس طرح ہے۔

اونٹ غیرت میں ضرب المثل ہے، انسان کی طرح اپنی محارم کا احترام کرتا ہے۔ ایک آدمی نے آزمائش کے طور پر دھوکے سے اس کی ماں کو کپڑے سے مکمل طور پر چھپا کر جفتی کرادی اور اس کے بعد کپڑا کھول دیا مدت کے بعد اونٹ نے موقعہ پاکر اس آدمی کا عضوِ تناسل چبا کر جسم سے علیحدہ کردیا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ ایک اور اونٹ کو ایسا ہی دھوکا ہوگیا تو اس نے اسی غم میں اپنے آپ کو مار ڈالا۔

تعبیر نامہ خواب : فضیلۃ العلامۃ استاذ المشائخ مولانا سید اصغر حسین میاں صاحب، محدث دیوبند رحمہ اللہ تعالیٰ: اونٹ شریف: ناشر دار الاشاعت کراچی

Marfat.com

مشرک اور زانی سے نکاح

شرک

ش ر ک : سے جو کلمات وجود میں آتے ہیں ان میں شرکت، حصہ، ملنے اور خلط ملط کرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے: شَرِکَ یَشْرِکُ۔ شَرْکًا و شَرِکًا شِرْکَۃً و شَرِکَۃً (س) کسی معاملہ یا چیز میں کسی کے ساتھ شریک ہونا'' اَلْخِلْطَۃُ و مُخَالَطَۃُ الشَّرِیْکَیْن''

اَلشَّرِکَۃُ : ایسی تجارت اور کمپنی کو کہتے ہیں جس میں کئی لوگ شریک اور حصہ دار ہوتے ہیں۔ لہٰذا فقہائے اسلام نے :کِتَابُ الشَّرِکَۃ :کے تحت ایسے معاملات کیلئے مسائل بیان کیے ہیں۔

اِشْرَاکٌ :مَصْدَرُ اَشْرَکَ: باب افعال کے وزن پر ''اِشْرَاکٌ'' کا معنی ہوگا '' اِتِّخَاذُ الشَّرِیکِ، یُقَال أَشْرَکَ بِاللّٰہِ: جَعَل لَہٗ شَرِیکًا فِی مُلْکِہِ''

اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں کسی دوسری ہستی کو اس کے برابر لاکھڑا کرنا۔ اور اسی کو عرف میں شرک کہا گیا ہے۔

'' یَا بُنَیَّ لاَ تُشْرِکْ بِاللّٰہِ إِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیم '' ۳۱:لقمان:۱۳: حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ: اے بیٹے یادرکھو کہ اللہ تعالیٰ سے کبھی شرک نہ کرنا کیونکہ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔

جبکہ ظلم کی تعریف ہے:'' اَلظُّلْمُ : وَضْعُ الشَّیْءِ فِیْ غَیْرِمَوْضِعِہِ ، وَفِی الشَّرِیْعَۃِ : عِبَارَۃٌ عَنِ التَّعَدِّی عَنِ الْحَقِ اِلَی الْبَاطِلِ وَھُوَالْجَوْرُ : وَقِیْلَ : ھُوَالتَّصَرُّفُ فِیْ مِلْکِ الْغَیْرِ وَمُجَاوِزَۃِ الْحَدِّ.

ألتعريفات للجرجاني رحمه الله تعالى

کسی چیز کو اس کے موزوں مقام سے ہٹا کر غیر مناسب مقام پر رکھ دینا۔ اور شریعت کی اصلاح میں حق سے باطل کی طرف تجاوز کرنا۔ جو ظلم کی ایک شکل ہے ۔اور دوسرے کی ملک میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا اور حد سے بڑھنا۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کے جتنے بھی طریقے اور عقیدے ہیں سب کے سب مذموم ہیں مگر ان میں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا بہت خطرناک جرم ہے۔'' وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ:سَأَلْتُ رَسُول اللّٰہِ ﷺ أَیُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ؟ قَالَ:أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰہِ نِدًّا، وَھُوَ خَلَقَکَ .''

اَلصَّحِیحَیْنِ

Marfat.com

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا کہ یا رسول اللہ! یہ فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ کہ تو اس کے مقابلے میں کسی اور کو لا کھڑا کرے حالانکہ وہ ذات ایسی ہے جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔

اس کے بعد شرک اصغر و خفی کا درجہ ہے۔ ''الشِّرْکُ الْأَصْغَرُ وَھُوَ الشِّرْکُ الْخَفِیّ: وَھُوَ مُرَاعَاۃُ غَیْرِ اللّٰہِ فِی الْعِبَادَۃِ. مِثْلِ الرِّیَاءِ وَالنِّفَاقِ'' اور وہ ہے عبادات میں مخلوق کی خوشی کو ملحوظ رکھنا یعنی ریا کاری کرنا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ'' فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا () '' ۱۸: الکھف ۱۱۰: تو جسے بھی اپنے پرودگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

لسان العرب والمصباح المنیر. مادۃ: (شرک) شرح الروض مع حاشیۃ الرملی والموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ.

'' وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَکَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُہُ الطَّیْرُ اَوْ تَھْوِیْ بِہِ الرِّیْحُ فِیْ مَکَانٍ سَحِیْقٍ '' ۲۲: الحج: ۳۱

اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر گیا اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا اس کو ایسی جگہ لے جا کر پھینک دے گی جہاں اس کے چیتھڑے اڑ جائیں۔

عن السید الجلیل أبی علیّ الفضیل بن عیاض رحمہ اللّٰہ تعالیٰ قال '' تَرْکُ الْعَمَلِ لِأَجْلِ النَّاسِ رِیَاءٌ ، وَالْعَمَلُ لِأَجْلِ النَّاسِ شِرْکٌ. ''

الاذکار، تالیف الامام ابی زکریا محی الدین یحیٰ بن شرف النووی الدمشقی ۶۳۱۔ ۶۷۶ ھ. : فصل فی الأمر بالاخلاص و حسن النیات :، تقدیم الشیخ عبد القادر الارناؤوط۔ الناشر دار ابن کثیر دمشق۔ بیروت۔و۔ الکبائر : تالیف الامام الحافظ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی المتوفی ۷۴۸ ھ. :الکبیرۃ الاولیٰ: الشرک باللّٰہ'' الناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت.

سیدنا حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ'' لوگوں کی خاطر ترک عمل ریا کاری ہے اور لوگوں کیلئے کسی عمل کا اختیار کرنا شرک ہے۔ اور اخلاص یہ ہے کہ عمل میں یہ دونوں پہلو ملحوظ نہ ہوں۔

ریاء کار قیامت کے روز سرعام چار ناموں سے پکارا جائے گا (۱) اے دکھاوا کرنے والے (۲) اے غداری کرنے والے (۳) اے فاجر (۴) اے خسارا پانے والے: تیرے اعمال غارت ہو گئے تیرا اجر بھی ضائع ہو گیا آج ہمارے پاس

Marfat.com

تیرا کوئی حصہ نہیں۔اے دھوکا باز جن کو راضی رکھنے کیلئے تو نے دنیا پہ اعمال کیے جا اور ان سے اپنا اجر طلب کر۔لہٰذا:

ہر شخص جو کسی نوعیت کا شرک کرتا ہے وہ دراصل اللہ تعالیٰ کی کسی نہ کسی صفت کی تکذیب کرتا ہے۔کسی کا یہ کہنا کہ فلاں حضرت نے میری بیماری دور کردی، اصل میں یہ معنی رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شافی نہیں بلکہ وہ حضرت شافی ہیں۔کسی کا یہ کہنا کہ فلاں بزرگ کی عنایت سے مجھے روزگار مل گیا، حقیقت میں یہ کہنا ہے کہ رازق اللہ نہیں ہے بلکہ وہ بزرگ رازق ہیں۔کسی کا یہ کہنا کہ فلاں آستانے سے میری مراد بر آئی، گویا دراصل یہ کہنا ہے کہ دنیا میں حکم اللہ کا نہیں بلکہ اس آستانے کا چل رہا ہے۔غرض ہر مشرکانہ عقیدہ اور مشرکانہ قول آخری تجزیہ میں صفات الٰہی کی تکذیب ہی پر منتہی ہوتا ہے۔شرک کے معنی ہی یہ ہیں کہ آدمی دوسروں کو سمیع وبصیر، عالم الغیب، فاعل مختار، قادر و متصرف اور الوہیت کے دوسرے اوصاف سے متصف قرار دے رہا ہے اور اس بات کا انکار کر رہا ہے کہ اکیلا اللہ ہی ان صفات کا مالک ہے۔

تفهيم القرآن تفسير سور الرحمن حاشيه نمبر ٢٨

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۞ ٩ : التوبة : ٢٨

اے ایمان والو! بے شک مشرکین بالکل ہی ناپاک ہیں، وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں، اگر تمہیں مفلسی کا خوف ہے تو اللہ تمہیں دولت مند کردے گا اپنے فضل سے اگر چاہے، اللہ علم وحکمت والا ہے۔

بالآخر ۹ ہجری میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ مشرکین شرک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نظر میں نجس و ناپاک ہیں لہٰذا انہیں مسجد حرام سے بھی دور رکھا جائے اور موسم حج میں ان کی عدم شرکت سے تجارتی خسارا اللہ کریم خود پورا کردے گا۔

شرک کے اس اجمالی مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے کیا کوئی توحید پرست یہ گوارا کرسکتا ہے کہ اس کی زندگی ایک ایسی عورت کے ساتھ گزرے جو شرک کے باعث اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس قدر مبغوض و مردود ہے؟ اور کیا کوئی باپ یہ گوارا کرسکتا ہے کہ اس کی بہن بیٹی کسی ایسے شخص کی زوجیت میں زندگی گزارے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس قدر مبغوض و مردود ہے؟ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی غیرت گوارا نہیں کرتی کہ اس کا کوئی دشمن اور محبوب مومن کسی ایک چھت کے نیچے اور ایک بستر میں زندگی گزاریں۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ وَلَأَمَةٌ مُؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۞ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى

Marfat.com

النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْآ اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۞ ۰۲: البقرہ ۲۲۱.

ترجمہ

تم مشرک عورتوں سے ہرگز نکاح نہ کرنا جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں ،ایک ایمان والی لونڈی مشرک شریف زادی سے زیادہ بہتر ہے اگر چہ وہ تمہیں بہت ہی پسند ہو۔اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا جب تک وہ ایمان نہ قبول کرلیں، ایک مومن غلام مشرک شریف آدمی سے زیادہ بہتر ہے اگر چہ وہ تمہیں بہت بھلا لگتا ہو۔ یہ لوگ تمہیں آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے اذن سے تم کو جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور وہ اپنے احکام واضح طور پر لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت قبول کریں گے۔

" وَ لَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ " ایک ایمان والی لونڈی مشرک شریف زادی سے زیادہ بہتر ہے اگر چہ وہ تمہیں بہت ہی پسند ہو۔:کے پس منظر میں حضرت امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو واقعات نقل فرمائے ہیں:

01: نَزَلَتْ فِي خَنْسَاءَ وَلِيدَةٍ سَوْدَاءَ، كَانَتْ لِحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، قَالَ حُذَيْفَةُ: يَا خَنْسَاءُ قَدْ ذُكِرْتِ فِي الْمَلَأِ الْأَعْلَى، عَلَى سَوَادِكِ وَدَمَامَتِكِ فَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا.

تفسیر البغوی

یہ آیت کریمہ حضرت حذیفہ بن الیمان کی ایک سیاہ رنگ لونڈی حضرت خنساء کی شان میں نازل ہوئی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:اے خنساء اللہ تعالیٰ نے تیری ظاہری بدصورتی اور سیاہ رنگ کے باوجود تیرے اندر کی خوبصورتی کی وجہ سے عرش عظیم پر تیرا تذکرہ کیا ہے۔اور پھر اسے آزاد کرتے ہوئے اس سے نکاح کرلیا تھا۔

02: وَقَالَ السُّدِّيُّ نَزَلَتْ فِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ سَوْدَاءُ فَغَضِبَ عَلَيْهَا وَلَطَمَهَا ثُمَّ فَزِعَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ فَقَالَ لَهُ ﷺ وَمَا هِيَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ؟ قَالَ: هِيَ تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ وَتَصُومُ رَمَضَانَ وَتُحْسِنُ الْوُضُوءَ وَتُصَلِّي فَقَالَ": هَذِهِ مُؤْمِنَةٌ "قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ :فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا لَأُعْتِقَنَّهَا وَلَأَتَزَوَّجَنَّهَا فَفَعَلَ ذَلِكَ فَطَعَنَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَقَالُوا :أَتَنْكِحُ أَمَةً؟ وَعَرَضُوا عَلَيْهِ حُرَّةً مُشْرِكَةً، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى هَذِهِ الْآيَةَ .

المصدر السابق

Marfat.com

سدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں نازل ہوئی ہے۔
اور واقعہ یہ ہے کہ ان کی ایک سیاہ رنگ لونڈی تھی جس کی کسی غلطی پر غضب میں اسے ایک تھپڑ رسید کر دیا تھا جس کے بعد پشیمانی کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت حاضر ہو کر تفصیل بیان کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اس لونڈی کے بارے میں دریافت کیا تو عرض کیا کہ یہ توحید و رسالت کا اقرار کرتی، رمضان کے روزے رکھتی، اچھی طرح وضو کرتی اور نماز بھی پڑھتی ہے۔ فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تو ایمان والی ہے۔ عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں ابھی اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کرتا ہوں اور پھر جب انہوں نے اس سے نکاح کر لیا تو لوگوں نے انہیں لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے پر طعن و ملامت کی اور ایک آزاد مشرکہ نکاح کیلئے پیش کی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعہ ایمان والی کو ترجیح دی۔

لہٰذا اس بات پر اجماع ہے کہ مشرکین جب تک ایمان قبول نہ کر لیں ان کے ساتھ مناکحت حرام ہے۔ اور اس آیت میں مشرکین سے نکاح نہ کرنے کی جو علت بیان کی گئی ہے وہ ہے " اُولٰٓئِکَ یَدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ " یہ لوگ تمہیں آگ کی طرف بلاتے ہیں۔

" یہ ہے وہ علت و مصلحت اس حکم کی جو مشرکین کے ساتھ شادی بیاہ کا تعلق نہ رکھنے کے متعلق اوپر بیان ہوا تھا۔ عورت و مرد کے درمیان نکاح کا تعلق محض ایک شہوانی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ ایک گہرا تمدنی، اخلاقی اور قلبی تعلق ہے۔ مومن اور مشرک کے درمیان اگر یہ قلبی تعلق ہو تو جہاں اس امر کا امکان ہے کہ مومن شوہر یا بیوی کے اثر سے مشرک شوہر یا بیوی پر اور اس کے خاندان اور آئندہ نسل پر اسلام کے عقائد اور طرز زندگی کا نقش ثبت ہوگا، وہیں اس امر کا بھی امکان ہے کہ مشرک شوہر یا بیوی کے خیالات اور طور طریقوں سے نہ صرف مومن شوہر یا بیوی بلکہ اس کا خاندان اور دونوں کی نسل تک متاثر ہو جائے گی۔ اور غالب امکان اس امر کا ہے کہ ایسے ازدواج سے اسلام اور کفر و شرک کی ایسی معجون مرکب اس گھر اور خاندان میں پرورش پائے گی جس کو غیر مسلم خواہ کتنا ہی پسند کریں، مگر اسلام کسی طرح پسند کرنے کیلئے تیار نہیں ہے۔ جو شخص صحیح معنوں میں مومن ہو وہ محض اپنے جذبات شہوانی کی تسکین کیلئے کبھی یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا کہ اس کے گھر اور اس کے خاندان میں کافرانہ و مشرکانہ خیالات و طور طریقے پرورش پائیں۔ اور وہ خود بھی نادانستہ اپنی زندگی کے کسی پہلو میں کفر و شرک سے متاثر ہو جائے۔ اگر بالفرض ایک فرد مومن کسی فرد مشرک کے عشق میں بھی مبتلا ہو جائے تب بھی اس کے ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ وہ اپنے خاندان، اپنی نسل اور خود اپنے دین و اخلاق پر اپنے شخصی جذبات قربان کر دے۔ "

تفہیم القرآن۔ تفسیر سورہ البقرۃ: حاشیہ ۲۳۷

Marfat.com

حکایت

عِمْران بن حِطّان السَّدُوسي الخارجي ألمتوفى ۸۴ھ..: نے حضرات عائشہ،عبداللہ ابن عمر، عبداللہ ابن عباس، ابوذر غفاری، ابوالدرداء اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم سے احادیث کی روایت کی ہے اور حضرات: محمد بن سيرين ، يحيى بن أبي كثير ، وصالح بن سَرْج، کے مشائخ میں سے ہیں صحیح بخاری سمیت بعض دیگر کتب حدیث میں ان کی مرویات موجود ہیں جس کے باعث بعض حضرات نے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ پر تنقید بھی کی ہے۔حضرت امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے :ألبداية والنهاية: میں اور بعض دیگر اصحاب سیر و رجال نے بیان کیا ہے کہ شروع میں علمائے اہل سنت والجماعت میں سے تھا لیکن ہوا یہ کہ خوارج کی ایک ایسی عورت کی محبت میں گرفتار ہو گیا جو نہ صرف بڑی عالمہ تھی بلکہ حسن و جمال میں بھی یکتائے زمانہ تھی، اور بروایت اس کی چچازاد تھی۔ جبکہ خود عِمْران بن حِطّان انتہائی کوتاہ قد، بدصورت اور بداخلاق انسان تھا، نکاح کے بعد اس نے کوشش کی کہ بیوی کو اہل سنت والجماعت میں لے آئے مگر بجائے اس کے خود خارجی ہو گیا اور اس حد تک کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل عبدالرحمٰن ابن ملجم ملعون کی شان میں ایک قصیدہ لکھ کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ کر گیا۔

اور غالباً اس عورت کا اس کے ساتھ نکاح کرنا اپنے باطل عقیدے کیلئے بڑی قربانی تھی۔ایک روز عمران بن حِطان اس کے چہرے پر نظریں جمائے محو نظارہ تھا کہ اُس نے کہا'' إِنِّي وَإِيَّاكَ فِي الْجَنَّةِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ '' ان شاء اللہ تم اور میں دونوں جنتی ہیں عمران نے پوچھا وہ کیسے؟ بیوی نے کہا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے جیسے بدشکل انسان کو میرے جیسی عورت عطا کی تا کہ تو شکر کرے اور میں تیرے جیسی مصیبت میں مبتلا ہو کر صبر کروں ۔ جبکہ صابر وشاکر دونوں قسم کے لوگ جنت میں جائیں گے۔

البداية والنهاية لابن كثير–موسوعة الوفاء في أخبار النساء لقاسم عاشور– كتاب الأذكياء لابن جوزي–طبائع النساء وما جاء فيها من عجائب وأخبار وأسرار المؤلف / أحمد بن محمد بن عبد ربه الأندلسي دار النشر / مكتبة القرآن -القاهرة

بڑے بڑوں کے مقابل جو تن کے رہتے ہیں
حضورِ حسن میں وہ بے ادب نہیں دیکھے

قتیل شفائی

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد '' اُولٰٓئِکَ یَدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ '' یہ مشرک لوگ تمہیں آگ کی

Marfat.com

طرف بلاتے ہیں۔ سے ایسے ہی خطرات مراد ہیں اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے جاں نثار مَرْثَدْ بِنْ اَبِیْ مَرْثَدْ کو عناق نامی مشرکہ اور زانیہ سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں دی جس کی اس آیت کریمہ کے پس منظر میں دلچسپ تفصیل اس طرح ہے:

عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ مَرْثَدَبْنَ اَبِیْ مَرْثَدٍ الْغَنوِیَّ وَ کَانَ رَجُلًا شَدِیْدًا وَکَانَ یَحْمِلُ الْاُسَارٰی مِنْ مَّکَّةَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ قَالَ فَدَعَوْتُ رَجُلًا لِاَحْمِلَهٗ وَکَانَ بِمَکَّةَ بَغِیٌّ یُقَالُ لَهَا عَنَاقٌ وَکَانَتْ صَدِیْقَتَهٗ خَرَجَتْ فَرَأَتْ سَوَادِیْ فِیْ ظِلِّ الْحَائِطِ فَقَالَتْ مَنْ هٰذَا مَرْثَدٌ مَرْحَبًا وَ اَهْلًا یَا مَرْثَدُ اِنْطَلِقِ اللَّیْلَةَ فَبِتْ عِنْدَنَا فِی الرَّحْلِ قُلْتُ یَا عَنَاقُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَرَّمَ الزِّنَا قَالَتْ یَا اَهْلَ الْخِیَامِ هٰذَا الدُّلْدُلُ هٰذَا الَّذِیْ یَحْمِلُ اَسَرَاَکُمْ مِنْ مَّکَّةَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ فَسَلَکْتُ الْخَنْدَمَةَ فَطَلَبَنِیْ ثَمَانِیَةُ فَجَاءُوْا حَتّٰی قَامُوْا عَلٰی رَأْسِیْ فَبَالُوْا فَطَارَ بَوْلُهُمْ عَلَیَّ وَأَعْمَاهُمُ اللّٰهُ عَنِّیْ فَجِئْتُ اِلٰی صَاحِبِیْ فَحَمَلْتُهٗ فَلَمَّا انْتَهَیْتُ اِلَی الْاَرَاکِ فَکَکْتُ عَنْهُ کَبْلَهٗ فَجِئْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْکِحُ عَنَاقَ ؟ فَسَکَتَ عَنِّیْ فَنَزَلَتْ "اَلزَّانِیَةُ لَا یَنْکِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ" فَدَعَانِیْ فَقَرَأَهَا عَلَیَّ وَقَالَ لَا تَنْکِحْهَا.

أخرجه النسائی فی تحفة النکاح باب تزويج الزانية واخرجه ابو داوود فی النکاح باب فی قوله تعالی الزانی لا ینکح الا زانية واخرجه الترمذی فی تفسیر القرآن باب : ومن سورة النور الناشر دارالمعرفه.

عمرو بن شعیب کے باپ نے اپنے والد کے ذریعہ بیان کیا ہے کہ ایک صاحب تھے مَرثَد بن مَرثَد الغَنوی رضی اللہ عنہ جو بہت ہمت والے بھی تھے یہ مکہ مکرمہ میں کفار کی قید میں سے مسلمان قیدیوں کو اٹھا کر مدینہ طیبہ لے جایا کرتے تھے۔ اسی طرح ایک قیدی کو لے جانے کا معاہدہ تھا ادھر مکہ مکرمہ میں ان کے ایمان لانے سے پہلے عناق نامی ایک رنڈی سے بھی تعلقات تھے جب مرثد مکہ مکرمہ پہنچے اور ابھی ایک دیوار کی اوٹ میں چھپے تھے کہ عناق باہر نکلی اور دیوار سے سایہ دیکھ کر اس نے پہچان لیا قریب آ کر کہنے لگی تو مرثد ہے خوش آمدید مرثد آؤ میرے ساتھ رات گزارو۔ مگر مرثد نے کہا کہ اے عناق بات دراصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے اور میں ایمان لانے کے بعد یہ نہیں کر سکتا۔ یہ سنتے ہی عناق زور زور سے چلانے لگی: خیموں والو! یہ ہے وہ راہ کار تمہارے قیدیوں کا جو انہیں راتوں رات مکہ سے مدینہ لے جاتا ہے (عناق نے الدلدل کا لفظ استعمال کیا ہے اور دلدل عربی میں سیھی کو کہتے ہیں جو رات کو نمودار ہو کر فصل تباہ کر دیتی ہے یہاں قیدیوں کو چھڑانے کے حوالے سے راہ کار یا ڈاکو معنی کیا جا سکتا ہے)

Marfat.com

مرثد بیان کرتے ہیں کہ میں وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا حالانکہ ان میں سے آٹھ لوگ مجھے پکڑنے کے لیے میرے پیچھے بھاگے اور میں سیدھا ایک غار میں جا چھپا وہ بھی غار کے دہانے تک پہنچ گئے اور اوپر کھڑے ہو کر انہوں نے ایسے پیشاب کیا کہ میرے سر سے بہنے لگا مگر اللہ تعالیٰ نے میری طرف سے انہیں اندھا کر دیا جب وہ چلے گئے تو میں وہاں سے نکلا اس قیدی کے پاس آیا جسے لے جانا تھا پھر اسے اٹھایا حالانکہ وہ بہت بھاری تھا اور دور پہاڑیوں کے درمیان لا کر اس کی بھاری زنجیریں میں نے کاٹ ڈالیں پھر اسے مدینہ منورہ پہنچانے کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں عناق سے شادی کرلوں؟ تو آپ نے تھوڑی دیر خاموشی اختیار فرمائی اتنے میں اللہ کی طرف سے وحی آ گئی اور یہ آیت نازل ہوئی "اَلزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ" کسی زناکار عورت سے کوئی نکاح نہ کرے سوائے زانی یا مشرک مرد کے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ تم اس کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتے۔

اَلزَّانِیْ لَایَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْمُشْرِکَۃً وَّالزَّانِیَۃُ لَایَنْکِحُھَا اِلَّازَانٍ اَوْمُشْرِکٌ وَحُرِّمَ ذَالِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ () ۲۴: النور: ۳

ترجمہ

زناکار مرد نکاح نہ کرے سوائے زناکار یا مشرکہ عورت کے اور زناکار عورت کے ساتھ کوئی نکاح نہ کرے سوائے زناکار یا مشرک مرد کے یہ نکاح کرنا حرام کر دیا گیا ہے اہل ایمان پر۔

صورت مسئلہ

زانی غیر تائب سے پاکدامن عورت کا اور زانیہ غیر تائبہ کا پاکدامن مرد کے ساتھ نکاح حرام ہے جب تک کہ وہ سچے دل سے توبہ نہ کرلیں یا پھر اس قسم کے لوگ اپنے ہم جنس اور مشرکوں سے نکاح کریں کیونکہ نجاست اور ہرجائی ہونا دونوں کے درمیان قدر مشترک ہے۔

یہاں بعض فقہی تفصیلات ہیں بہرحال آیت کا ظاہر ایسے نکاح کی ممانعت کرتا ہے۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے الدر المنثور میں اس آیت کی تفسیر میں سلف کے تمام اقوال جمع فرمائے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ " مَثَلُ الْمُؤْمِنِ وَمَثَلُ الْاِیْمَانِ کَمَثَلِ الْفَرَسِ فِیْ آخِیَّتِہٖ یَجُوْلُ ثُمَّ یَرْجِعُ اِلٰی آخِیَّتِہٖ وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ یَسْھُوْ ثُمَّ یَرْجِعُ اِلَی الْاِیْمَانِ ،

Marfat.com

فَأَطْعِمُوْا طَعَامَكُمُ الْاَتْقِيَاءَ وَاَوْلُوْا مَعْرُوْفَكُمُ الْمُؤْمِنِيْنَ "

حديث شريف مر فوع للنبی ﷺ :رواه احمد فی کتاب باقی مسند المکثرین باب مسند اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ورواه ابو يعلیٰ فی مسنده و رجالهما رجال الصحيح غير ابی سليمان الليثی وعبد الله بن الوليد التميمی رحمهمالله و كلاهما ثقة= مجمع الزوائد ومنبع الفوائد : كتاب التوبة باب اَلْمُؤْمِنَ يَسْهُوْثُمَّ يَرْجِعُ : تحقيق محمد عبد القادر احمد عطاء الناشر دارالكتب العلمية بيروت : وذكره التبريزی المتوفی سنة ٧٤١ ھ .رحمه الله فی مشكاة المصابيح ، كتاب الأطعمة باب الضيافة ورواه البيهقی فی شعب الايمان وابو نعيم فی حلية الاولياء.

ترجمہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت ﷺ سے روایت بیان کی ہے، فرمایا: ''مومن اور ایمان کی مثال اس گھوڑے کی سی ہے جو اپنی رسی سے بندھا ہوا ہوتا ہے اور ادھر ادھر چکر کاٹنے کے بعد پھر اپنے کھونٹے کے قریب آجاتا ہے اور اسی طرح مومن اگرچہ غفلت وکوتاہی کا ارتکاب کرتا ہے لیکن پھر ایمان کی طرف لوٹ آتا ہے لہٰذا تم اپنا کھانا متقی و پرہیزگار لوگوں کو کھلاؤ اور اپنے عطایا وحسن سلوک سے سب مومنین کو نوازو۔

آخِیَّۃٌ

اس لکڑی کو کہتے ہیں جس کے دونوں سروں کو کنڈے کی طرح دیوار میں مضبوطی سے گاڑ دیتے ہیں پھر اس میں رسی کا سرا باندھ کر اس سے گھوڑے اور دوسرے مویشی باندھے جاتے ہیں اس مقصد کیلئے بعض علاقوں میں لکڑی کا کھونٹا بھی گاڑا جاتا ہے۔ اب کھونٹے سے بندھا ہوا گھوڑا یا جانور چکر کاٹتا ہے مگر اپنی رسی کی لمبائی کے حساب سے ایک حد کے اندر جبکہ کھلا ہوا گھوڑا آزاد ہوتا ہے کبھی ایک کے کھیت میں کبھی کسی دوسرے کے۔ جبکہ مومن اور ایمان کی مثال کھونٹے سے بندھے ہوئے گھوڑے کی سی ہے جو غفلت وکوتاہی کے باوجود اللہ اور اپنے درمیان ایمان کی رسی سے بندھا ہوا ہے بدیریسی مگر بتقاضاء ایمان اللہ تعالیٰ سے حیاء کر کے توبہ واصلاح کی فکر کرے گا۔ پروین شاکر کی طرح ہمارا مشاہدہ ہے کہ مرد کی نسبت عورت کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ حساس پیدا فرمایا ہے۔

وہ کہیں بھی گیا لوٹا تو مرے پاس آیا
بس یہی بات ہے اچھی مرے ہر جائی کی

پروین شاکر

جبکہ منافق اور مشرک کھونٹے اور رسی کی قید سے آزاد ہوتے ہیں جہاں موقعہ ملا دوسرے کی دیوار پھاند لی۔

Marfat.com

رشتۂ نکاح کو حبالة النکاح ۔نکاح کی پابندی اسی لیے کہا جاتا ہے کہ معاشرے کے یہ دوفردان منافق اورمشرک اور کھونٹے سے کھلے جانورکی طرح ہرجائی نہیں ہیں اگرکسی سے کوئی کوتاہی ہوبھی جائے گی توحبالة النکاح ان کے درمیان زیادہ دوری پیدا نہیں ہونے دے گا بلکہ احساس ہوتے ہی اپنی اپنی اصلاح کرلیں گے۔

اس نے جلتی ہوئی پیشانی پر جب ہاتھ رکھا
روح تک آ گئی تاثیر مسیحائی کی

پروین شاکر

کسی نیک شخص کو رشتہ پیش کرنا

اس عنوان کے تحت یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ شریعت کی نظر میں کسی نیک شخص کو اپنی بہن، بیٹی یا زیر کفالت لڑکی کا خود رشتہ پیش کرنا کیسا ہے؟ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ مسئلہ بیان کرنے کیلئے اپنی صحیح میں کتاب النکاح کے تحت ایک باب اس عنوان سے قائم کیا ہے "بَابُ عَرْضِ الْاِنْسَانِ ابْنَتَهٗ اَوْ اُخْتَهٗ عَلٰی اَهْلِ الْخَیْرِ" یہ باب اس وضاحت میں ہے کہ۔کسی شخص کا اپنی بیٹی یا بہن کا کسی نیک شخص کو خود رشتہ پیش کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ یُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ حِیْنَ تَاَیَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَیْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِیِّ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتُوُفِّیَ بِالْمَدِیْنَةِ فَقَالَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ اَتَیْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَیْهِ حَفْصَةَ فَقَالَ سَاَنْظُرُ فِیْ اَمْرِیْ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ لَقِیَنِیْ فَقَالَ قَدْ بَدَالِیْ اَنْ لَّا اَتَزَوَّجَ یَوْمِیْ هٰذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِیْتُ اَبَابَکْرِنِالصِّدِّیْقَ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُکَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ اَبُوْ بَکْرٍ فَلَمْ یَرْجِعْ اِلَیَّ شَیْئًا وَکُنْتُ اَوْجَدَ عَلَیْهِ مِنِّیْ عَلٰی عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَنْکَحْتُهَا اِیَّاهُ فَلَقِیَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتَ عَلَیَّ حِیْنَ عَرَضْتَ عَلَیَّ حَفْصَةَ فَلَمْ اَرْجِعْ اِلَیْکَ شَیْئًا؟ قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ فَاِنَّهٗ لَمْ یَمْنَعْنِیْ اَنْ اَرْجِعَ اِلَیْکَ فِیْمَا عَرَضْتَ عَلَیَّ اِلَّا اَنِّیْ کُنْتُ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ ذَکَرَهَا فَلَمْ اَکُنْ لِاُفْشِیَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَوْ تَرَکَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَبِلْتُهَا۔

صحیح بخاری کتاب النکاح باب عرض الانسان ابنته او اخته علی اهل الخیر۔

Marfat.com

سالم بن عبداللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ جب حفصه بنت عمر رضی اللہ عنہا بیوہ ہوگئی تھیں کیونکہ ان کے شوہر خنیس بن حذافه السهمی رضی اللہ عنہ جو ایک صحابی رسول تھے مدینہ منورہ میں انتقال فرما گئے۔ تو حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان کے پاس گیا اور انہیں حفصہ سے نکاح کرنے کے لیے پیشکش کی انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنے معاملے میں غور کروں گا۔ میں چند روز انتظار کرتا رہا پھر ایک روز ان سے ملاقات ہوگئی تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے ابھی یہ احساس ہوا ہے کہ میں فی الحال نکاح نہیں کرنا چاہتا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت ابوبکر سے ملا اور انہیں بھی پیشکش کی کہ اگر آپ پسند کریں تو میں حفصہ کا آپ سے نکاح کر دوں حضرت ابوبکر خاموش ہو گئے اور مجھے کسی قسم کا کوئی جواب نہ دیا۔ مجھے ان کے اس طرز عمل پر حضرت عثمان سے بھی زیادہ دکھ پہنچا۔ بس اس کے بعد چند روز ہی گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود نکاح فرمانے کا پیغام دیا تو میں نے حفصہ کا آپ ﷺ کے ساتھ نکاح کر دیا۔ پھر میری ملاقات حضرت ابوبکر سے ہوئی تو وہ کہنے لگے آپ نے جو مجھے حفصہ سے نکاح کرنے کی پیشکش کی تھی مگر میری خاموشی سے شاید آپ کو دکھ پہنچا ہو؟ حضرت عمر نے فرمایا ہاں دکھ تو ہوا تھا فرمایا مگر حقیقت یہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ ارادہ ظاہر فرمایا تھا اس لیے میں نہ تو ہاں کر سکتا تھا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کا راز فاش کر سکتا تھا لیکن اگر رسول اللہ ﷺ ارادہ ترک فرما دیتے تو میں ضرور قبول کر لیتا۔

واقول

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت ضرب المثل ہے۔ اس کے باوجود آپ نے بذات خود اپنی بیٹی کا رشتہ ان دو بزرگوں کو پیش کیا جو اس کے مرحوم شوہر کا نعم البدل تھے حضرت خنیس بن حذافه کی وفات غزوۂ بدر کے بعد ہوئی ہے۔ حضرت عثمان کی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کی وفات بھی انہیں دنوں ہوئی تھی یہی وجہ ہے کہ حضرت رقیہ کی علالت کے باعث حضرت عثمان غزوہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ ایک روز حضرت عمر نے حضرت عثمان کو افسردہ دیکھا تو فرمایا اگر حفصہ کے ساتھ نکاح کرنا چاہو تو میں بخوشی ایسا کر سکتا ہوں حضرت عثمان نے غور کرنے کا وعدہ کر لیا مگر اس وجہ سے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی دوسری صاحبزادی ام کلثوم کا ارادہ فرما چکے تھے اور یہ ایک مناسب فیصلہ تھا۔ ظاہر ہے کہ کائنات میں گھرانہ نبوت کا نعم البدل تو کوئی ہو نہیں سکتا اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت عثمان کو بھی حضرت حفصہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی خواہش کا علم ہو چکا ہو تو آپ نے معذرت کر دی۔ ادھر اللہ نے حضرت عثمان کو

Marfat.com

ذی النورین اور حضرت حفصہ کو ام المومنین کا خطاب عطا کرنا تھا۔ جبکہ حضرت ابو بکر نے خود بعد میں وضاحت فرمادی تھی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا کہ اے عمر! آؤ میں تمہارے لیے عثمان سے بہتر اور عثمان کے لیے آپ سے بہتر رشتہ بتاتا ہوں حضرت عمر نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ارشاد فرمائیے۔ فرمایا: میں عثمان کو اپنی بیٹی ام کلثوم بیاہ دیتا ہوں اور تمہاری بیٹی حفصہ سے میں خود نکاح کر لیتا ہوں۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری.

حدیث وفقہ، سیر وتاریخ کی کتب میں یہ واقعہ تفصیلات کے ساتھ آیا ہے جس سے امت مسلمہ کو یہ بتانا مقصود ہے کہ:

01: بیٹی یا بہن کو طلاق یا بیوہ ہو جانے کی صورت میں اس کے لیے دوسرے نکاح کی فکر کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صحابہ کا طرز عمل ہے اور یہی حقیقی غیرت ہے جبکہ ہم نے اپنے معاشرے میں بعض رسموں اور بدعات کو رواج دے کر انہیں غیرت کا نام دے دیا ہے یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ اضطراب کا شکار ہے۔

02: حضور نبی کریم ﷺ نے بجائے کسی کو درمیان میں لانے کے خود حضرت عمر سے بیٹی مانگ لی اور حضرت عثمان کے رشتہ طلب کرنے سے پہلے خود ہی پیشکش فرمادی اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کی بیٹی مانگ لینا یا اپنی بیٹی کی خود پیش کش کر دینا عین اسلام ہے اور حقیقی غیرت کا تقاضا ہے۔

03: حضرت عمر نے حضرت عبداللہ بن عمر جیسے صاحبزادے کی موجودگی میں خود حضرت عثمان اور حضرت ابو بکر کو پیشکش کی اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ باپ کے ذمہ اللہ کی طرف سے ایک فریضہ ہے اور اسے انجام دینا اولین ذمہ داری ہے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے لیے کسی دیندار اور مناسب آدمی سے بات کرنا ہی دراصل اسلامی غیرت ہے اور نماز، روزے اور حج وزکوٰۃ کی طرح جیسے بھی ممکن ہو یہ فریضہ ادا کر دینا انتہائی ضروری ہے۔

عورت کا نکاح کی دعوت دینا

اس عنوان کے تحت یہ دیکھنا ہے کہ کیا ایک عورت خود کسی کو نکاح کی دعوت دے سکتی ہے؟ اس مسئلہ کی وضاحت کیلئے حضرت امام بخاری نے اپنی صحیح میں کتاب النکاح کے تحت ایک باب اس طرح قائم کیا ہے: هَلْ لِلْمَرْأَةِ اَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِاَحَدٍ ؟ کیا عورت کیلئے جائز ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو نکاح کے لیے پیش کرے؟

Marfat.com

حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ مِنَ اللَّائِي وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَمَا تَسْتَحِي الْمَرْأَةُ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ فَلَمَّا نَزَلَتْ "تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ" :الاحزاب ۵۱: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا أَرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ.

رواہ ابو سعید المؤدب و مُحمد بن بشر وعبدة عن ھشام عن ابیه عن عا ئشة یزید بعضھم علیٰ بعض صحیح بخاری کتاب النکاح باب هَلْ لِلْمَرْأةِ اَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِاَحَدٍ؟

ہشام نے اپنے باپ عروہ کے حوالہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت خولہ بنت حکیم ان عورتوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے اپنی ذات کو نبی ﷺ کے لیے پیش کیا تھا۔ اگر آپ ﷺ چاہیں تو مجھے اپنی زوجیت میں لے لیں۔ اس پر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ کیا کسی عورت کو اپنا آپ مرد کو ہبہ کرتے ہوئے حیا محسوس نہیں ہوتی مگر جب یہ آیت نازل ہوئی: "تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ذَالِكَ اَدْنٰى اَنْ تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ وَاللهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَكَانَ اللهُ عَلِيمًا حَلِيمًا () ۳۳: الاحزاب ۵۱

ترجمہ

اے نبی آپ کو اختیار دیا جاتا ہے کہ اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہو اپنے سے الگ رکھو جسے چاہو اپنے ساتھ رکھو اور جسے چاہو الگ رکھنے کے بعد اپنے پاس بلا لو اس معاملہ میں آپ پر کوئی مضائقہ نہیں ہے اس طرح زیادہ متوقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور وہ رنجیدہ نہ ہوں گی اور جو کچھ بھی آپ ان کو دیں گے اس پر وہ راضی رہیں گی اللہ جانتا ہے جو کچھ تم لوگوں کے دلوں میں ہے اور اللہ علیم و حلیم ہے۔ فرماتی ہیں میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں تو یہی دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش پوری کرنے میں بہت جلدی کرتا ہے۔

واقول

01: حدیث شریف سے ایک بات تو یہ واضح ہوگئی کہ شریعت نے عورت کو یہ اجازت دی ہے کہ وہ کسی نیک انسان کو خود نکاح کی دعوت دے سکتی ہے اس میں کوئی قباحت نہیں بلکہ بعض حالات میں اس اختیار کا استعمال کرنا بہت ضروری ہو جاتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا ایک عورت کے اس طرح اپنے آپ کو پیش کرنے سے نکاح ہو جائے گا؟ اس کی دو صورتیں ہیں:

Marfat.com

01: پہلی صورت یہ ہے کہ مہر کا ذکر کیے بغیر عورت کا اپنے آپ کو مجرد ھبہ کر دینا۔

02: دوسری صورت یہ ہے کہ لفظ ھبہ کے ساتھ نکاح منعقد کرنا جس میں مہر شامل ہو۔

پہلی صورت میں جمہور علمائے امت کے نزدیک نکاح باطل ہے۔ مگر امام ابو حنیفہ اور امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ نکاح تو منعقد ہو جائے گا مگر مہر مثل واجب ہوگا۔ امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ اگر ھبہ میں یہ شرط عاید کی جائے کہ مہر شامل نہیں ہوگا تو بھی باطل ہے مگر جمہور علمائے امت فرماتے ہیں کہ آیت: '' یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَھُنَّ وَمَامَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلَیْکَ وَبَنٰتِ عَمِّکَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِکَ وَبَنٰتِ خَالِکَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِکَ الّٰتِیْ ھَاجَرْنَ مَعَکَ وَامْرَاَۃً مُّؤْمِنَۃً اِنْ وَّھَبَتْ نَفْسَھَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَھَا خَالِصَۃً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ قَدْ عَلِمْنَا مَافَرَضْنَا عَلَیْھِمْ فِیْٓ اَزْوَاجِھِمْ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ لِکَیْلَا یَکُوْنَ عَلَیْکَ حَرَجٌ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا() ۳۳: الاحزاب ۵۰

ترجمہ

اے نبی ہم نے آپ کے لیے حلال کر دیں آپ کی وہ بیویاں جن کے مہر تم نے ادا کیے ہیں اور وہ عورتیں جو اللہ کی عطا کردہ لونڈیوں میں سے تمہاری ملکیت میں آئیں اور تمہاری وہ چچازاد اور پھوپھی زاد اور ماموں زاد اور خالہ زاد بہنیں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ہے اور وہ مومن عورت جس نے اپنے آپ کو نبی کے لیے ھبہ کیا ہو۔ اگر نبی اسے نکاح میں لینا چاہے یہ رعایت خالصۃً آپ کے لیے ہے دوسرے مومنوں کے لیے نہیں ہے۔ ہم کو معلوم ہے کہ عام مومنوں پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں ہم نے کیا حدود عاید کی ہیں تمہیں ان حدود سے ہم نے اس لیے مستثنیٰ کیا ہے تاکہ تمہارے اوپر کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ غفور و رحیم ہے۔

صورت مذکورہ صرف رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری لابن حجر العسقلانی کتاب النکاح باب ھَلْ لِلْمَرْاَۃِ اَنْ نَفْسَھَا لِاَحَدٍ؟

رسول اللہ ﷺ نے اس اجازت کے بعد شوال سات ہجری میں حضرت میمونہ کو زوجیت میں قبول فرمایا مگر آپ نے ان کی طرف سے کسی خواہش کے بغیر مہر ادا کر دیا تھا۔ حضرت امام سیوطی نے الدرا لمنثور میں علمائے سلف کے اقوال نقل فرمائے ہیں: جن کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے کہ کسی عورت کا اپنے نفس کا بغیر حق مہر کے ھِبہ کرنا اور قبول کرنے کی صورت میں بغیر مہر کے حلال ہونا نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے: مگر ھِبہ مہر کے ساتھ بالکل

Marfat.com

جائز ہے اور احناف کا مسلک بہت مضبوط ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلے میں کتاب النکاح کے تحت ایک دوسرا باب قائم فرمایا ہے: بَابُ عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ: عورت کا کسی نیک آدمی سے نکاح کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا۔ مگر اسی حدیث پاک کی روایت کے لیے امام نسائی نے اپنی سنن میں اس طرح باب قائم کیا ہے" بَابُ عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلٰى مَنْ تَرْضٰى" عورت کا کسی پسند کے آدمی سے نکاح کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا اور اس کے تحت جو حدیث لائیں ہیں وہ یہ ہے:

حَدَّثَنَا مَرْحُوْمٌ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ اَنَسٍ وَعِنْدَهُ ابْنَةٌ لَهُ قَالَ اَنَسٌ جَاءَ تِ امْرَأَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللهِ أَلَكَ بِيْ حَاجَةٌ؟ فَقَالَتْ بِنْتُ اَنَسٍ مَا اَقَلَّ حَيَاءَ هَا وَاسَوْأَتَاهُ قَالَ هِيَ خَيْرٌ مِنْكِ رَغِبَتْ فِي النَّبِيِّ ﷺ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا.

صحیح بخاری کتاب النکاح باب عرض المرأة نفسها على الرجل الصالح .والنساء :بَابُ عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلٰى مَنْ تَرْضٰى.

حضرت ثابت بنانی کا بیان ہے کہ میں حضرت انس کی خدمت میں موجود تھا اور اس وقت ان کی ایک صاحبزادی بھی ان کے پاس موجود تھی۔ حضرت انس نے فرمایا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے آپ کو پیش کر کے کہنے لگی: یارسول اللہ کیا آپ کو میری حاجت ہے؟ یہ سن کر حضرت انس کی صاحبزادی نے کہا کہ اس کے پاس حیا کی کس درجہ قلت ہے، ہائے بے حیائی! اس پر حضرت انس نے بیٹی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ عورت تم سے بہتر ہے کہ اس نے نبی ﷺ میں رغبت رکھتے ہوئے اپنے آپ کو پیش کیا۔

واقول

01: حضرات امام بخاری ونسائی نے اس حدیث شریف کیلئے جو ابواب قائم فرمائے ہیں، ان سے صاف ظاہر ہے کہ ایک عورت کسی نیک اور پسند کے انسان کو خود نکاح کی دعوت دے سکتی ہے و گرنہ ابواب میں رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت کی طرف اشارا ہوتا۔

02: حضرت انس کا اپنی بیٹی کو اس طرح سے جواب دینا کہ "یہ عورت تم سے بہتر ہے کہ اس نے نبی ﷺ میں رغبت رکھتے ہوئے اپنا نفس پیش کیا: صحابہ کے فنافی الرسول ہونے کی علامت اور" اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ " ٣٣: الاحزاب ٦.

Marfat.com

ترجمہ

بلا شبہ نبی تو اہل ایمان کے لیے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں: پر پورا پورا ایمان تھا اور وہ دل و جان سے رسول اللہ ﷺ کے سچے عاشق تھے اور عشق کے تقاضے پورے کیے۔

عشق کرنا ہے تو پھر سارا اثاثہ لائیں
اس میں تو کچھ بھی پس انداز نہیں کر سکتے
عشق میں یہ بھی کھلا ہے کہ اٹھانا غم کا
کار دشوار ہے اور بعض نہیں کر سکتے

ماہِ تمام: انکار:

صحابہ کرام وہ ہستیاں ہیں جو اپنا سارا اثاثہ بارگاہ رسالت میں نذر کر چکے تھے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کا سرٹیفکیٹ جاری کر دیا تھا مگر ہمارے زمانے کا عشق تو یہ ہے کہ

اگر خلوص کی دولت کے گوشوارے بنیں
تو شہر بھر میں کوئی صاحبِ نصاب نہ ہو

ماہِ تمام: انکار:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ امْرَأَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ مَا عِنْدَكَ؟ قَالَ مَاعِنْدِيْ شَيْءٌ قَالَ اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْخَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَاوَاللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَاخَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا اِزَارِيْ وَلَهَا نِصْفُهُ، قَالَ سَهْلٌ وَمَالَهُ رِدَاً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَا تَصْنَعُ بِاِزَارِكَ اِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَاِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى اِذَاطَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَاٰهُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَعَاهُ اَوْ دُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ فَقَالَ مَعِيْ سُوْرَةٌ كَذَا وَ سُوْرَةٌ كَذَا لِسُوَرٍ يُعَدِّدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَمْلَكْنَا كَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ۔

صحیح بخاری کتاب النکاح باب عرض المراۃ نفسھاعلی الرجل الصالح ۔

ابو حازم نے سہل بن سعد کے حوالہ سے بیان ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا کہ اگر چاہیں تو مجھے زوجیت میں قبول فرمالیں۔ ایک شخص عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ اس کا نکاح میرے

Marfat.com

ساتھ کر دیجیے۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس (مہر ادا کرنے کے لیے) کیا ہے؟ عرض کیا: میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے۔ فرمایا: جاؤ اور تلاش کرو خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی مل جائے پس وہ گیا اور لوٹ کر عرض کیا کہ اللہ کی قسم کوئی چیز نہیں ملی یہاں تک کہ لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ہاں یہ تہبند (دھوتی) ہے جو آدھا اس کو دے سکتا ہوں۔ حضرت سہل کا بیان ہے کہ اس وقت اس کے پاس کوئی چادر بھی نہ تھی نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ تیرے تہبند کا کیا کرے گی؟ اگر تم اسے استعمال کرو گے تو اس کے اوپر نہیں رہے گا اور اگر وہ استعمال کرے گی تو تمہارے اوپر کچھ نہیں رہے گا پس وہ آدمی بیٹھ گیا اور کافی دیر مجلس میں ٹھہرا رہا پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھ کر بلا لیا یا کسی کے ذریعہ بلوایا اور پوچھا تمہیں قرآن کتنا یاد ہے عرض کیا حضور فلاں فلاں سورتیں آتی ہیں آپ نے فرمایا اس قرآن جاننے کے عوض ہم نے تجھے اس عورت کا مالک بنا دیا۔

اس حدیث شریف میں بہت سی علمی بحثیں اور تفصیلات ہیں اور خاص کر چہرے کے حجاب کے معاملے میں مسائل ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ ایک عورت کسی کو اس کی صالحیت اور اپنی پسند کے مطابق اپنا آپ ہبہ کر سکتی ہے جس کے بعد اگر وہ شخص مہر ادا کر کے زوجیت میں لے لے تو یہ بالکل جائز ہے البتہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ کریم نے مہر ادا کرنے سے مستثنیٰ قرار دے دیا تھا آپ پر مہر ادا کرنا لازم نہ تھا لیکن اس کے باوجود آپ نے کسی بھی بیوی کو مہر ادا کیے بغیر زوجیت میں نہیں رکھا۔

نکاح میں پسند اور قرابت کا لحاظ

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أُخْبِرْتُ أَنَّ عُمَرَابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَبْرِزُوْا لِجَارِيَةَ الَّتِيْ لَمْ تَبْلُغْ لَعَلَّ بَنِيْ عَمِّهَا أَنْ يَّرْغَبُوْا فِيْهَا.

المصنف للامام الحافظ ابی بکر عبد الرزاق بن همام بن نافع الصنعانی المتوفّٰی ۲۱۱ھج. بَابُ اِبْرَازِ الْجَوَارِیْ وَالنَّظْرِ عِنْدَ النِّكَاحِ.

ترجمہ

امام عبدالرزاق نے ابن جریج کے حوالہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ جوان بچی جو ابھی بالغ نہیں ہوئی اسے سامنے لایا کرو اس طرح یہ ہو سکتا ہے کہ اس کے چچا زاد اسے دیکھ کر نکاح کے لیے پسند کر لیں۔

Marfat.com

یعنی کم عمر بچیوں کا مناسب طریقے سے حد کے اندر رہتے ہوئے اپنے قریبی رشتہ داروں کے سامنے آنا معیوب نہیں بلکہ مناسب ہے تا کہ ان کے چچازاد انہیں بالغ ہونے سے پہلے دیکھ کر پسند کر لیں اور ان کے جوان ہوتے ہی رشتہ مانگ لیں۔

عَبۡدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوۡرِیِّ عَنۡ هِشَامٍ عَنۡ عُرۡوَةَ أَنَّ عُمَرَابۡنَ الۡخَطَّابِ ا قَالَ یَعۡمُدُ اَحَدُکُمۡ اِلٰی بِنۡتِهٖ فَیُزَوِّجُهَا الۡقَبِیۡحَ اِنَّهُنَّ یُحۡبِبۡنَ مَا تُحِبُّوۡنَ . یَعۡنِیۡ اِذَا زَوَّجَهَا الدَّمِیۡمَ کَرِهَتۡ فِیۡ ذَالِکَ مَایَکۡرَهُ وَعَصَتِ اللّٰهَ فِیۡهِ.

ألمصدر السابق.

امام عبدالرزاق نے امام ثوری سے انہوں نے ہشام سے اور انہوں نے اپنے والد عروہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب چاہتا ہے اپنی بیٹی کو بدصورت آدمی سے نکاح کرا دیتا ہے حالانکہ ان کی بھی آپ کی طرح پسند اور اختیار ہے جس کا لحاظ نہیں رکھا جاتا: یعنی جب تم اپنی بیٹی کو اس کی پسند کے خلاف کسی بدصورت اور بے جوڑ آدمی سے بیاہ دو گے اور وہ اسے اسی طرح اسی وجہ سے ناپسند کرے گی جس طرح تم خود اور جس وجہ سے ناپسند کرتے ہو تو اس صورت میں وہ اللہ کی نافرمانی کر بیٹھے گی۔

یہاں نافرمانی کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ ناپسندیدگی کی صورت میں شوہر سے گھل مل کر اس کا حق ادا نہیں کر پائے گی اور دوسری صورت میں اپنے پسند کے مرد کو دیکھ کر اس کی طرف مائل ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں لڑائی کی صورت پیدا ہوتی ہے جس کے بعد طلاق یا خلع ہو جاتا ہے یا نفرت بھری ازدواجی زندگی گزرے گی اور بچے پیدا ہونے کی صورت میں ان کی زندگی پر بھی برا اثر پڑے گا۔

عَنۡ عِکۡرِمَةَ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَحۡمِلُوۡا النِّسَاءَ عَلٰی مَا یَکۡرَهۡنَ. ألمصدر السابق

حضرت عکرمہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کو ان کی پسند کے خلاف مجبور نہ کیا کرو:

امام عبدالرزاق نے مصنف میں اس عنوان کے تحت وہ تمام احادیث وآثار جمع فرمائے ہیں جن کا مضمون یہی ہے کہ کوئی بھی مجاز نہیں کہ عورت کی رضا کے بغیر اس کا رشتہ طے کرے یا نامناسب جگہ اس کا نکاح کر دے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اسوہ

عَبۡدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابۡنِ جُرَیۡجٍ قَالَ حُدِّثۡتُ عَنۡ عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ بۡنِ الۡقَاسِمِ " وَلَقَدۡ دَخَلَ فِیۡ نَفۡسِیۡ

Marfat.com

غَیرُہٗ" اَنَّ عَائِشَۃَ کَانَتْ تَدْعُوْا بَنِیْ اَخِیْھَا فَتَجْعَلُ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ بَنِیْ اَخِیْھَا ثَوْبًا تَرَاھُمْ مِنْ وَّرَائِہٖ فَحَیْثُ مَاھَوَتْ جَارِیَۃٌ فَتًی اَنْکَحَتْھَا اِیَّاہُ فَاِذَا اَرَادَتْ نِکَاحَہٗ اِیَّاھَا دَعَتْ رَھْطًا مِنْ اَھْلِھَا فَتَشَھَّدَتْ حَتّٰی اِذَا بَقِیَ الْاِنْکَاحُ قَالَتْ اَنْکِحْ یَافُلَانُ فَاِنَّ النِّسَاءَ لَایُنْکِحْنَ.

المصنف للامام الحافظ ابی بکر عبد الرزاق بن همام بن نافع الصنعانی المتوفی ۲۱۱ھ. کتاب النکاح: بَابُ عَرْضِ الْجَوَارِیْ.

امام عبدالرزاق نے ابن جریج کے حوالہ سے حضرت عبدالرحمان بن القاسم کی روایت بیان کی ہے اوران کا خیال ہے کہ یہ روایت بعض دوسرے حضرات نے بھی بیان کی ہے کہ سیدہ عائشہ اپنے بھتیجے اور بھتیجیوں کو بلالیتی تھیں پھر ان کے درمیان ایک کپڑے سے پردہ کرکے بٹھادیتی تھیں جہاں سے لڑکیاں ان لڑکوں کو دیکھ سکیں جیسے ہی کوئی لڑکی کسی لڑکے کو پسند کرلیتی فوراً اس کا رشتہ اس لڑکے کے ساتھ طے کردیتیں پھر باضابطہ نکاح کرنا چاہتیں تو اپنے خاندان کے چند لوگوں کو بلاکر خود خطبہ پڑھتی تھیں اور ان حاضرین میں سے کسی کو فرماتیں کہ اب تم ایجاب وقبول کرادو کیونکہ عورتیں ایجاب وقبول نہیں کراسکتیں۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ الْفَتٰی مِنْ بَنِیْ اُخْتِھَا اِذَا ھَوَی الْفَتَاۃَ مِنْ بَنِیْ اَخِیْھَاضَرَبَتْ بَیْنَھُمَاسِتْرًاوَتَکَلَّمَتْ فَاِذَا لَمْ یَبْقَ اِلَّاالنِّکَاحَ قَالَتْ اَنْکِحْ یَافُلَانُ فَاِنَّ النِّسَاءَ لَایُنْکِحْنَ.

الکتاب المصنف فی الاحادیث و الآثار للامام الحافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ الکوفی العبسی سنۃ ۲۳۵ تحقیق محمد عبد السلام شاھین : باب من قال لیس للمرأۃ ان تزج المرأۃ و انما العقد بید الرجال : الناشر دارالکتب العلمیۃ بیروت .

ترجمہ

حضرت عائشہ صدیقہ کا اپنا بیان ہے کہ جب انہیں معلوم ہوتا کہ ان کا کوئی بھانجا ان کی کسی بھتیجی کو پسند کرتا ہے تو یہ ان کے درمیان پردہ ڈال کر انہیں مل بیٹھنے اور بات چیت کرنے اور سننے کا موقعہ فراہم کرتیں پھر سب کچھ طے کرلینے کے بعد کسی کو ایجاب وقبول کرانے کا حکم دیتیں اور فرماتیں اب یہ ایجاب وقبول کا معاملہ عورتوں کا کام نہیں ہے۔

واقول

ان حقائق کی روشنی میں ہمیں جو سبق ملتا ہے وہ یہ ہے کہ پہلا حق اپنے قریبی رشتہ داروں یعنی چچازاد وغیرہ کا ہوتا ہے کیونکہ اس طرح خاندان بھی مضبوط ہوتا ہے جو عین مطلوب ہے اور قرابت میں لڑکے لڑکیوں کو عموماً ایک دوسرے کی عادات وخصائل کا علم ہوتا ہے اور وہ شادی سے پہلے ہی ذہنی طور پر اپنے آپ کو تیار کرچکے ہوتے ہیں۔ خاندان میں

Marfat.com

کسی بڑے کو حضرت عائشہ کی سنت پہ عمل پیرا ہو کر بچوں کی رہنمائی کرتے رہنا چاہیے تا کہ وہ کل کوئی غلط فیصلہ کر کے خاندان کے لیے نئے مسائل نہ پیدا کر دیں۔ اگر کسی کو لڑکی یا لڑکے کی پسند کا علم ہو جائے تو اس کے لیے مناسب یہ ہے کہ انہیں استخارہ کر کے فیصلہ کرنے کا مشورہ دیں اور بجائے اس کے وہ مجبور و مایوس ہو کر خود کوئی قدم اٹھائیں والدین کو خود متعلقہ فریق سے بات کر لینی چاہیے تا کہ ماں باپ اور اولاد کا دونوں طرف سے اعتماد قائم رہے۔ ورنہ:

نسل اگر مسلم کی مذہب پر مقدم ہو گئی

اُڑ گیا دنیا سے تو مانندِ خاکِ رہ گزر

بانگ درا

نکاح میں کُف کا لحاظ

لغوی مفاہیم

نکاح کے باب میں ایک اہم اور مشکل مسئلہ ''کُفء'' ہے جسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ قران کریم کی سورہ اخلاص کی ایک آیت اس طرح ہے ''وَلَمْ یَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ'' ۱۱۲ :اَلْاِخْلَاص ۴: اور اللہ ہی ایک ایسی ذات ہے جس کا کوئی کفو نہیں یعنی اس کا ہمسر و مثیل اور مقابل و برابر۔ اللہ تعالیٰ کی کسی بھی صفت میں حقیقی طور پر کوئی بھی نہ تو ساجھی اور شریک ہے اور نہ ہی مثل و مثیل۔ كُفُوًا وَكَفِيئًا عَلىٰ وَزْنِ فَعِيْلٍ وَكِفَاءٌ بِالْكَسْرِ عَلىٰ وَزْنِ فِعَالٍ بِمَعْنًى وَاحِدٍ وَالْكُفْءُ اَلْمِثْلُ وَالنَّظِيْرُ.

اعراب القرآن وبیا نه تالیف الا ستاذ محی الدین الدرویش : تفسیر الاخلاص .الیمامه للطباعة والنشر والتوزیع دمشق . بیروت.

كُفُوًا اور فَعِيْل کے وزن پر كَفِيئًا اور فِعَال کے وزن پر كِفَاءٌ کا ایک ہی مطلب ہے: واحد لاشریک: وَالْكُفْءُ اَلْمِثْلُ وَالنَّظِيْرُ: اور اَلْكُفْءُ کے معنی ہیں مثل اور نظیر یعنی برابر و ہمسر کے۔ شاعر دربار رسالت مآب ﷺ کا حضرت جبریل علیہ السلام کی مدح میں ایک شعر ہے

وَجِبْرِيْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْنَا

وَرُوْحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهٗ كِفَاءٌ

دیوان حسان بن ثابت . کافیة الالف ۔ کان الفتح وانکشف الغطاء ۔ دارلکتب العلمیة بیروت.

Marfat.com

اور جبریل جو اللہ کے پیغامبر اور روح القدس ہیں ہمارے درمیان موجود رہتے ہیں اور وہ ایسی ہستی ہیں کہ ان جیسا اور ان کا ہمسر کوئی دوسرا نہیں۔ اسی طرح کہتے ہیں فُلَانٌ کَفِیءُ فُلَانٍ وَ کُفُوُ فُلَانٍ۔ یعنی فلاں فلاں کا ہمسر و ہم پلہ ہے۔ اسی سے ہے اَلْکُفءُ وَالْکِفَاءَ ۃُ فِی النِّکَاحِ وَھُوَ اَنْ یَّکُوْنَ الزَّوْجُ مُسَاوِیًا لِلْمَرْأَۃِ فِیْ حَسَبِھَا وَ دِیْنِھَا وَنَسَبِھَا وَ بَیْتِھَا .

لسان العرب

کُفءٌ اور کفاءۃ کا نکاح کے باب میں مطلب یہ ہے کہ عورت کے لیے مرد حسب و نسب دین اور گھرانے میں برابر سرابر کا ہو۔ اسی طرح عقیقہ کے باب میں ابوداؤد کی ایک روایت ہے۔

عَنْ اُمِّ کُرْزِ الْکَعْبِیَّۃِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُکَافِئَتَانِ وَ عَنِ الْجَارِیَۃِ شَاۃٌ.

ابو داؤد کتاب الضحایا ، باب فی العقیقۃ

حضرت اُمِّ کُرز فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ لڑکے کی طرف سے عقیقہ میں ایسی برابر کی دو بکریاں جن کی عمر ایک جیسی ہو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کا عقیقہ کیا جائے ''شَاتَانِ مُکَافِئَتَانِ'' دو بکریاں ایک جیسی یعنی عمر میں۔

علمائے لغت نے نکاح میں کف کی وضاحت کے لیے اس حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ نکاح میں بھی لڑکی اور لڑکے کا ''مُکَافِئَتَانِ'' ہونا ضروری ہے یعنی عمر اور حسن میں عادات و کردار میں خاندانی شرافت اور سوچ میں۔

اَلْکُفءُ : فِی الْمَنْزِلَۃِ وَ الْقَدْرِ وَ مِنْہُ : اَلْکِفَاءُ لِشُقَّۃٍ تُنْصَحُ بِالْاُخْرٰی فَیُجَلَّلُ بِھَا مُؤَخَّرُ الْبَیْتِ : یُقَالُ فُلَانٌ کُفءٌ لِفُلَانٍ فِی الْمُنَاکَحَۃِ اَوْ فِی الْمُحَارَبَۃِ.

مفردات الفاظ القرآن تالیف العلامۃ الراغب الاصفھانی تحقیق صفوان عدنان داؤدی: دار القلم دمشق.

اَلْکُفءُ : سے مراد قدر و منزلت میں برابری ہے اور اسی سے اَلْکِفَاءُ ہے یعنی برابر کاٹا گیا کپڑے کا وہ حصہ جسے دوسرے کے ساتھ ملا کر سیا جاتا ہے جیسے پردے یا قمیص کے دو حصے جوڑ کر سلائی کیے جاتے ہیں۔

اب اگر ایک لمبا اور دوسرا پلو چھوٹا ہوگا تو قمیص نہیں بن پائے گی اور پھر قمیص کا پلو قمیص کے ساتھ اور شلوار کا شلوار کے ساتھ ہی اچھا لگتا ہے اس کا الٹ نہیں۔ تو اسی سے ہے کہ فلاں فلاں کا کف ہے نکاح میں اور فلاں فلاں کا کف ہے لڑائی یا کشتی لڑنے میں۔

Marfat.com

یعنی جس طرح کشتی یا لڑائی میں دونوں کا جوڑ برابر نہیں ہوگا تو نہ صرف ایک فضول مارا جائے گا اور اسے میدان میں اتارنے والے گنہگار ہیں بلکہ کشتی یا کسی کھیل میں کوئی مزہ نہیں رہتا اسی طرح اگر میاں بیوی برابر و ہمسر نہیں تو نتیجہ کبھی خوشگوار نہیں ہوسکتا۔

کف کی بنیاد

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اسلام نے کف کی بنیاد ایمان اور تقویٰ پر رکھی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ زنا کار اور مشرکین سے نکاح کی ممانعت فرمادی گئی کیونکہ زناۃ اور مشرکین کے درمیان ہرجائی ہونا قدر مشترک ہے اور مومنین میں عقیدۂ توحید۔ لہٰذا اللہ کریم کی غیرت نے گوارا نہیں فرمایا کہ اہل توحید یعنی یکجائی برادری اور مشرکین و زناۃ یعنی ہر جائی برادری کے درمیان رشتہ داری قائم ہو۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ط وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ج وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ () اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ج وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ () ۰۲: البقرہ ۲۲۱

تم مشرک عورتوں سے ہرگز نکاح نہ کرنا جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں ایک ایمان والی لونڈی، مشرک شریف زادی سے زیادہ بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بہت ہی پسند ہو اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا جب تک وہ ایمان نہ قبول کرلیں ایک مومن غلام، مشرک شریف آدمی سے زیادہ بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بہت بھلا لگتا ہو۔ یہ لوگ تمہیں آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے اذن سے تم کو جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور وہ اپنے احکام واضح طور پر لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت قبول کریں گے۔

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ز وَّ الزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَ حُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ () النور ۳

ترجمہ

زنا کار مرد نکاح نہ کرے سوائے زنا کار یا مشرکہ عورت کے اور زنا کار عورت کے ساتھ کوئی نکاح نہ کرے سوائے زنا کار یا مشرک مرد کے یہ نکاح کرنا حرام کردیا گیا ہے اہل ایمان پر۔

Marfat.com

صورت مسئلہ

زانی غیر تائب سے پاکدامن عورت کا اور زانیہ غیر تائب کا پاکدامن مرد کے ساتھ نکاح حرام ہے جب تک کہ وہ سچے دل سے توبہ نہ کرلیں یا پھر اس قسم کے لوگ اپنے ہم جنس اور مشرکوں سے نکاح کریں کیونکہ نجاست اور ہرجائی ہونا دونوں کے درمیان قدر مشترک ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ " مَثَلُ الْمُؤْمِنِ وَمَثَلُ الْاِیْمَانِ کَمَثَلِ الْفَرَسِ فِیْ آخِیَّتِہٖ یَجُوْلُ ثُمَّ یَرْجِعُ اِلَی آخِیَّتِہٖ وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ یَسْھُوْثُمَّ یَرْجِعُ اِلَی الْاِیْمَانِ ، فَأَطْعِمُوْا طَعَامَکُمُ الْاَتْقِیَاءَ وَاَوْلُوْا مَعْرُوْفَکُمُ الْمُؤْمِنِیْنَ "

حدیث شریف مرفوع للنبی ﷺ :رواہ احمد برقم ۱۰۹۰۷ - ۱۱۰۰ ا فی کتاب باقی مسند المکثرین باب مسند اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ورواہ ابو یعلیٰ فی مسندہ و رجالھما رجال الصحیح غیر ابی سلیمان اللیثی وعبد اللہ بن الولید التمیمی رحمھمااللہ و کلاھما ثقۃ: وذکرہ التبریزی فی مشکاۃالمصابیح ، کتاب الأطعمۃ باب الضیافۃ ورواہ البیھقی فی شعب الایمان.مجمع الزوائد للھیثمی رحمہ اللہ تعالیٰ : کتاب التوبۃ باب اَلْمُؤْمِنَ یَسْھُوْثُمَّ یَرْجِعُ : تحقیق محمد عبد القادر احمد عطاء الناشر دارالکتب العلمیۃ بیروت .

ترجمہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت ﷺ کا ارشاد گرامی روایت کیا ہے۔فرمایا:"مومن اور ایمان کی مثال اس گھوڑے کی سی ہے جو اپنی رسی سے بندھا ہوا ہوتا ہے اور ادھر ادھر چکر کاٹنے کے بعد پھر اپنے کھونٹے کے قریب آجاتا ہے اور اسی طرح مومن اگرچہ غفلت وکوتاہی کا ارتکاب کرتا ہے لیکن پھر ایمان کی طرف لوٹ آتا ہے لہٰذا تم اپنا کھانا متقی وپرہیزگار لوگوں کو کھلاؤ اور اپنے عطایا وحسن سلوک سے سب مومنین کو نوازو۔

آخِیَّۃٌ

اس لکڑی کو کہتے ہیں جس کے دونوں سروں کو کنڈے کی طرح دیوار میں مضبوطی سے گاڑ دیتے ہیں پھر اس میں رسی کا سرا باندھ کر اس سے گھوڑے اور دوسرے مویشی باندھے جاتے ہیں اس مقصد کیلئے بعض علاقوں میں لکڑی کا کھونٹا گاڑا جاتا ہے۔اب کھونٹے سے بندھا ہوا گھوڑا یا کوئی مویشی چکر کاٹتا ہے مگر اپنی رسی کی لمبائی کے حساب سے ایک حد کے اندر جبکہ کھلا ہوا گھوڑا آزاد ہوتا ہے کبھی ایک کے کھیت میں کبھی کسی دوسرے کے۔جبکہ مومن اور ایمان کی مثال

Marfat.com

کھونٹے سے بندھے ہوئے گھوڑے کی سی ہے جو غفلت و کوتاہی کے باوجود اللہ اور اپنے درمیان ایمان کی رسی سے بندھا ہوا ہے بدیر سہی مگر بتقاضاء ایمان اللہ تعالیٰ سے حیا کر کے توبہ و اصلاح کی فکر کرے گا۔ جبکہ پروین شاکر کی طرح ہمارا مشاہدہ ہے کہ اس معاملہ میں مرد کی نسبت عورت کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ حساس پیدا فرمایا ہے۔

وہ کہیں بھی گیا لوٹا تو مرے پاس آیا
بس یہی بات ہے اچھی مرے ہرجائی کی

پروین شاکر

اگر معاملہ یہاں تک بھی محدود رہے تو عورت گزارہ کر لیتی ہے اور یہ بھی ہمارا مشاہدہ ہے کہ:

کتر کے جال بھی صیاد کی رضا کے بغیر
تمام عمر نہ اڑتی، اسیر ایسی تھی

پروین شاکر

جبکہ منافق اور مشرک کھونٹے اور رسی کی قید سے آزاد ہوتے ہیں جہاں موقعہ ملا دوسرے کی دیوار پھاند لی۔

رشتۂ نکاح کو حبالۃ النکاح: نکاح کی پابندی اسی لیے کہا جاتا ہے کہ معاشرے کے یہ دو فردان منافق اور مشرک اور کھونٹے سے کھلے جانور کی طرح ہرجائی نہیں ہیں اگر کسی سے کوئی کوتاہی ہو بھی جائے گی تو حبالۃ النکاح ان کے درمیان زیادہ دوری پیدا نہیں ہونے دے گا بلکہ احساس ہوتے ہی اپنی اپنی اصلاح کر لیں گے۔

اس نے جلتی ہوئی پیشانی پر جب ہاتھ رکھا
روح تک آ گئی تاثیر مسیحائی کی

پروین شاکر

اور

وہ میرے پاؤں کو چھونے جھکا تھا جس لمحے
جو مانگتا اسے دیتی، امیر ایسی تھی

پروین شاکر

واقول

اوپر بیان کی گئی حدیث شریف کے الفاظ ہیں '' فَأَطْعِمُوْا طَعَامَكُمُ الْاَتْقِيَاءَ وَاَوْلُوْا مَعْرُوْفَكُمْ

Marfat.com

الْمُؤْمِنِيْنَ " تم اپنا کھانا تومتقی وپرہیزگارلوگوں کوکھلاؤ مگراپنے عطایاوحسن سلوک سے سب مومنین کونوازو۔

انسان قلبی لگاؤ، قرب اورمحبت کی بنیاد پرکسی کوگھر بلاکرکھانا کھلاتا ہے جس کے بعد اکثر ایسا ہوتا ہے کہ یہ تعلق رشتوں میں تبدیل ہو جاتا ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ایسے قرب کیلئے تقویٰ کو بنیاد قرار دیا تاکہ کل اگر تم لوگ دوستی کورشتہ داری میں تبدیل کرنا چاہو تو تمہاری اولاد کی ازدواجی زندگی محفوظ ہو جائے اور اگر ایسا نہ بھی ہوا تو متقی لوگ تمہارا کھانا کھا کر جو عبادت کریں گے اس میں تمہیں ثواب ضرور ملے گا۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى " اَلْكَفَاءَةُ فِي الدِّيْنِ لَا فِي النَّسَبِ لَوْ كَانَتِ الْكَفَاءَةُ فِي النَّسَبِ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَ الْخَلْقِ كُفُواً لِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا لِبَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ زَوَّجَ ابْنَتَيْهِ مِنْ عُثْمَانَ وَزَوَّجَ أَبَاالْعَاصَ بْنَ الرَّبِيْعِ .

حِلية الاولياً للامام الحافظ ابی نُعَیم احمد عبد اللّٰه الاصفهانی الشافعي المتوفیٰ ۴۳۰ ھ. رحمه اللّٰه تعالی : ترجمة الامام الشافعي رحمه اللّٰه تعالیٰ .

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ نکاح کیلئے کفاءۃ میں صرف دین معتبر ہے نسب نہیں ورنہ پوری مخلوق میں سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کا کوئی کف نہ تھا۔اسی بنیاد پر آپ نے یکے بعد دیگرے دو صاحبزیاں رقیہ وام کلثوم صلوات اللہ علیہما حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بیاہ کردیں اور زینب بنت رسول ﷺ ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کو۔

دین ہی اصل کفو ہے

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ! وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ (النور ۲۶)

خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے۔

عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اَبَاحُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تَبَنَّى سَالِمًا وَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيْهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيْدِبْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَ هُوَمَوْلَى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ، كَمَاتَبَنَّى النَّبِيُّ ﷺ زَيْدًا وَكَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ اِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِّرَاثِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ " اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ : اِلٰى قَوْلِهِ : مَوَالِيْكُمْ " فَرُدُّوْا

Marfat.com

اِلٰی اٰبَائِهِمْ فَمَنْ لَّمْ یَعْلَمْ لَهٗ أَبًا كَانَ مَوْلٰی وَاَخًا فِی الدِّیْنِ فَجَاءَ تْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَیْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِیِّ ثُمَّ الْعَامِرِیِّ وَهِیَ امْرَأَةُ أَبِی حُذَیْفَةَ بْنِ عُتْبَةَ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نَرٰی سَالِمًا وَلَدًا وَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْهِ مَا قَدْ عَلِمْتَ۔ فَذَكَرَ الْحَدِیْثَ.

صحیح البخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین وقوله " وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا () الفرقان ۵۴.

حضرت عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس ان حضرات میں سے تھے جو نبی کریم ﷺ کے ہمراہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے اور انہوں نے سالم کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا رکھا تھا اور اس کے ساتھ اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ کا نکاح کر دیا تھا جبکہ یہ سالم ایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام تھے جیسا کہ خود نبی کریم ﷺ نے حضرت زید کو منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جو کسی کو اپنا بیٹا بنا لیتا تو لوگ اس کو اسی کا بیٹا کہہ کر بلاتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرما دیا۔

" اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا اٰبَاءَ هُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْكُمْ "

اَلْاَحْزَاب: ۵

تم اپنے منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ بات ہے اور اگر تمہیں معلوم نہ ہو کہ ان کے باپ کون ہیں تو وہ تمہارے دینی بھائی اور رفیق ہیں تو اب لوگ انہیں حقیقی باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارنے لگے اور اگر کسی کے باپ کا علم نہ ہوتا تو اسے فلاں کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) یا دینی بھائی کہتے اس کے بعد سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَیْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِیِّ ثُمَّ الْعَامِرِیِّ جو حضرت ابو حذیفہ کی بیوی تھیں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم تو سالم کو اپنا بیٹا سمجھتے تھے مگر اللہ نے اس بارے میں حکم نازل فرما دیا ہے جیسا کہ آپ بخوبی جانتے ہیں۔

اس واقعہ میں ابوداؤد کی روایت کے مطابق حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا کو پریشانی ہوئی کہ سالم انہیں اس طرح قریب سے دیکھ چکا ہے جیسا کہ بیٹا ماں کو اور ابو حذیفہ کو بھی ناگوار گزرتا ہے۔ آپ نے اس کے لیے خصوصی رعایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اب تم اس کو اپنا دودھ پلا دو چنانچہ انہوں نے سالم کو پانچ بار دودھ پلا دیا جس کے بعد اس کی حیثیت رضائی بیٹے کی ہو گئی مگر یہ حکم اسی خاتون کے لیے مخصوص تھا ہر عورت کے لیے نہیں۔

نوٹ: اس واقعہ کی باقی تفصیل ''حرمت رضاعت'' کے بیان میں گزر چکی ہے۔

Marfat.com

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث شریف کو" باب الاکفاء فی الدین "باب کے تحت لاکرامت مسلمہ کو یہ سبق دیا ہے کہ رشتہ کرنے کے لیے اصل معیار دین ہے کیونکہ حضرت ابوحذیفہ نہ صرف برادری کے اعتبار سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے خالو ہیں بلکہ حضرت معاویہ کی بہن حضرت ام حبیبہ رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں آنے سے ام المؤمنین ہیں اور حضرت ابوحذیفہ کا بدری صحابی ہونا ایک مسلمہ عظمت ہے جبکہ حضرت سالم کے باپ کا کسی کو علم ہی نہیں کہ وہ کون ہیں اسی لیے مولیٰ ابوحذیفہ کہلائے۔ جبکہ حضرت سالم کی بھتیجی ہند یا ایک روایت کے مطابق فاطمہ کا باپ ولید بن عتبہ اگرچہ غزوہ بدر میں کفار کی طرف سے لڑتا ہوا مارا گیا تھا مگر ابوحذیفہ کی شخصیت تو سب کے سامنے ہے اس کے باوجود انہوں نے اپنی بھتیجی کا نکاح کر دیا کیونکہ سالم ایک نیک انسان تھے چنانچہ ابوحذیفہ کے ساتھ ہی جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ جنگ یمامہ خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں لڑی گئی تھی۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب الاکفاء فی الدین وقوله " وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَکَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا الفرقان ۵۴.

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَیْرِ فَقَالَ لَهَا لَعَلَّکِ اَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَا اَجِدُنِیْ اِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا "حُجِّیْ وَاشْتَرِطِیْ قُوْلِیْ اَللّٰهُمَّ مَحِلِّیْ حَیْثُ حَبَسْتَنِیْ" وَکَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِبْنِ الْاَسْوَدِ.

صحیح البُخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین وقوله " وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَکَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا :الفرقان:۵۴.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ضباعہ بنت زبیر کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا شاید تم حج کا ارادہ کر رہی ہو؟ عرض کیا کہ بس جسمانی تکلیف کے سوا کوئی عذر نہیں۔ فرمایا کہ تم حج کرو اور احرام باندھتے ہوئے نیت مشروط رکھو کہ اے اللہ! میرے احرام کھولنے کی وہی جگہ ہوگی جہاں تو مجھے روک لے گا یعنی جہاں تک میری ہمت ساتھ دے گی اور یہ حضرت ضباعہ بنت زبیر، حضرت مقداد بن اسود کے نکاح میں تھیں۔

اگرچہ اس حدیث کا تعلق کتاب الحج سے مگر روایت کے آخری الفاظ " وَکَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِبْنِ الْاَسْوَد "حضرت ضباعہ بنت زبیر، حضرت مقداد بن اسود کے نکاح میں تھیں۔ جس کی وجہ سے اس کو حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب النکاح میں باب" الاکفاء فی الدین "کے تحت دہرایا ہے۔ کیونکہ حضرت ضباعہ، زبیر بن عبد المطلب الہاشمی کی بیٹی ہیں۔ سردار عبد المطلب قریش کے سردار اور رسول اللہ ﷺ کے دادا ہیں اور خاندان

Marfat.com

قریش رسول اللہ ﷺ کا خاندان ہے جو امت مسلمہ کے اجماعی عقیدے کے مطابق دنیا کا افضل ترین خاندان ہے۔ اور اس رشتے میں حضرت ضباعہ رسول اللہ ﷺ کی چچازاد ہیں جبکہ حضرت مقداد بن اسود جو ابن عمر والکندی ہیں۔ جن کی نسبت اسود بن عبدیغوث الزہری کے متبنیٰ ہونے کے باعث ان کی طرف ہے اور یہ خاندان قریش کا حلیف تھا۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری: باب الاکفاء فی الدین وقوله " وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا. الفرقان: ۵۴.

کہاں ہاشمی و مطلبی خاندان رسالت اور کہاں یہ۔ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک لیکن رسول اللہ ﷺ کی غلامی نے انہیں ایک لڑی میں پرو دیا تھا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَا لِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاكَ.

صحیح البخاری: باب الاکفاء فی الدین وقوله " وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا. الفرقان: ۵۴.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ عورت سے نکاح کے وقت چار چیزیں ملحوظ ہوتی ہیں اس کا مال و متاع۔ اس کا حسب ونسب، اس کا حسن و جمال اور اس کا دین یعنی سیرت و کردار آپ نے اس کے بعد فرمایا تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں تو دین دار عورت حاصل کر یعنی سیرت و کردار والی عورت سے نکاح کر۔

عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَاتَقُوْلُوْنَ فِیْ هٰذَا؟ قَالُوْا حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ یُّنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ یُّشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ یُّسْتَمَعَ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِیْ هٰذَا؟ قَالُوْا حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَّا یُنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ لَّا یُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ لَّا یُسْتَمَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا خَیْرٌ مِنْ مِلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا.

المصدر السابق.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے قریب سے ایک صاحب گزرے تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس کے بارے میں آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ یہ ایسا آدمی ہے کہ اگر کسی کو نکاح کا پیغام دے تو فوراً نکاح کر دیا جائے اگر کسی کی سفارش کرے تو قبول کی جائے اگر بات کرے تو غور سے سنی جائے راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے اور تھوڑی ہی دیر میں وہاں سے فقراء قسم کے مسلمانوں میں

Marfat.com

سے ایک صاحب گزرے تو آپ نے پھر پوچھا کہ اس کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو؟ عرض کیا یہ ایسا آدمی ہے اگر کہیں نکاح کا پیغام دے تو قبول نہ کیا جائے اگر سفارش کرے تو ٹھکرا دی جائے اور جب بات کرے تو کوئی بھی غور سے نہ سنے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ روئے زمین کے اپنے جیسے تمام غریب لوگوں سے بہتر انسان ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ، لَوْاَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ.

صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، بَابُ فَضْلِ الضُّعَفَاءِ وَالْخَامِلِیْنَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہت سے غبار آلودہ بکھرے ہوئے بالوں والے اور دروازوں سے دھتکارے جانے والے (بظاہر بے وقعت اور میلے کچیلے نظر آنے والے) ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد کر کے کسی کام کی قسم اُٹھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر کے انہیں حانث ہونے سے بچالے گا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ، مَلْعُوْنٌ مَّافِیْھَا اِلَّا عَالِمٌ وَ ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ اَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ .برقم: ٤٠٧٢

رواہ الطبرانی فی الثلاثة والبزاز ورجاله موثقون مجمع الزوائد، باب فی فضل العالم والمتعلم.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ ساری کی ساری دنیا اللہ کی نظر میں ملعون ہے سوائے عالم دین اور اللہ کے ذکر اور ان سے متعلقہ چیزوں کے۔''

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ اُغْدُ عَالِمًا، اَوْمُتَعَلِّمًا، اَوْ مُسْتَمِعًا، اَوْمُحِبًّا وَلَاتَکُنِ الْخَامِسَۃَ فَتَھْلِکَ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ لِیْ مِسْعَرٌ زِدْتَنَا خَامِسَۃً لَمْ تَکُنْ عِنْدَنَا قَالَ وَالْخَامِسَۃُ اَنْ تَغْضَبَ الْعِلْمَ وَاَھْلَہٗ.

المرجع السابق.

حضرت ابوبکرہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ عالم بنو نہیں تو عالم سے سیکھنے والے ہو جاؤ یا عالم سے سننے والے یا کم از کم اس سے محبت کرو اور پانچویں گروہ میں شامل نہ ہو جانا ہلاک ہو جاؤ گے۔ حضرت عطا بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ مجھے مسعر بن کدام نے فرمایا کہ ہمیں اس پانچویں گروہ کے بارے میں بھی بتایا تھا ہمارے پاس ضبط نہیں فرمایا۔

پانچویں گروہ سے مراد علم اور اہل علم سے بغض رکھنا ہے۔

Marfat.com

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ لِحُسْنِهِنَّ فَعَسٰى حُسْنُهُنَّ أَنْ يُرْدِيَهُنَّ وَلَا تَزَوَّجُوْهُنَّ لِاَمْوَالِهِنَّ فَعَسٰى أَمْوَالُهُنَّ أَنْ تُطْغِيَهُنَّ وَ لٰكِنْ تَزَوَّجُوْهُنَّ عَلَى الدِّيْنِ وَلَاَمَةٌ خَرْمَاءُ سَوْدَاءُ ذَاتُ دِيْنٍ اَفْضَلُ.

سنن ابن ماجه بشرح الامام ابی الحسن الحنفی المعروف بالسندی المتوفّی ١١٣٨ھ. باب تزويج ذات الدين.

حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں سے محض ان کے حسن کی وجہ سے نکاح نہ کرو۔ ہوسکتا ہے کہ ان کا حسن ہی انہیں تباہ کردے اور ان کے مال وجائداد کی وجہ سے بھی نکاح نہ کرو ہوسکتا ہے کہ ان کا مال ہی انہیں سرکش ومتکبر بنادے ہاں مگر ان سے ان کے دین اور سیرت وکردار کی وجہ سے نکاح کرو اور یاد رکھو کہ ایک دیندار مگر سیاہ رنگ کی لونڈی جس کے کان اور ناک کٹے ہوئے ہوں وہ بے دین، خوبصورت اور مالدار عورت سے بہتر ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا کوئی رشتہ یا کوئی چیز اور کام جس کی بنیاد اللہ کے دین پر نہیں اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاسکتا ان کی مثال ایک بے روح جسم کی ہے نہ جانے کب تعفن پھیل جائے۔ ایک عورت اور مرد خواہ کتنے ہی خوبصورت اور مالدار کیوں نہ ہوں وہ اللہ کی بارگاہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے جب تک کہ وہ اس کے مخلص بندے نہیں بلکہ یوں سمجھو کہ وہ اللہ کے عذاب کی ہٹ لسٹ (Hit list) پر ہوتے ہیں نہ جانے کب اور کہاں دھر لیے جائیں۔ جس طرح کہ ابولہب اور اس کی بیوی کا قصہ ہے۔

مالدار عورت سے نکاح کرنا

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ اَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا " وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْيَتٰمٰی " (النساء: ٠٣) قَالَتْ يَاابْنَ اُخْتِیْ هٰذِهِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِیْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِیْ جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيْدُ أَنْ يَّنْتَقِصَ صَدَاقَهَا فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ اِلَّا اَنْ يُّقْسِطُوْا فِیْ اِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَاُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ قَالَتْ وَاسْتَفْتَی النَّاسُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بَعْدَ ذَالِكَ " وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِی النِّسَاءِ " اِلٰی " وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ " (النساء: ١٢٧) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَهُمْ اَنَّ الْيَتِيْمَةَ اِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ رَغِبُوْا فِیْ نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا فِیْ اِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَاِذَا كَانَتْ مَرْغُوْبَةً عَنْهَا فِیْ قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوْهَا وَ اَخَذُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ

Marfat.com

لَهُمْ أَنْ يَّنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوْا فِيهَا إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهَا وَ يُعْطُوهَا حَقَّهَا الْأَوْفَى فِي الصَّدَاقِ.

صحيح البخارى كتاب النكاح باب : اَلْاِ كْفَاءُ فِي الْمَالِ وَ تَزْوِيجِ الْمُقِلِّ الْمُثْرِيَةِ.

حضرت عروہ کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سورہ النساء کی آیت " وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى " اگر تمہیں اندیشہ لاحق ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے" کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اے بھانجے یہ ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں ہے جو اپنے ولی کی کفالت میں ہوں تو ولی ان کے حسن و جمال اور مال کے باعث ان کے ساتھ تھوڑے سے مہر کے بدلے نکاح کرنا چاہے۔ پس ان کے ساتھ اس طرح کم مہر کے بدلے نکاح کرنے سے منع فرما دیا گیا سوائے اس کے کہ انہیں بھی انصاف کے ساتھ پورا مہر ادا کیا جائے۔ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد پھر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا:

"وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِي يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ " النساء :١٢٧

لوگ آپ ﷺ سے عورتوں کے معاملے میں فتویٰ پوچھتے ہیں کہہ دیجیے کہ اللہ خود ان کے معاملے میں فتویٰ دیتا ہے اور ساتھ ہی وہ احکام بھی یاد دلاتا ہے جو پہلے سے تم لوگوں کو اس کتاب میں سنائے جا رہے ہیں یعنی وہ احکام جو، ان لڑکیوں کے بارے میں ہیں جن کے حق تم انہیں ادا نہیں کرتے ہو اور جن کے نکاح کرنے سے تم باز رہتے ہو یا لالچ کی بنیاد پر تم ان سے نکاح کر لینا چاہتے ہو۔"

یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ یتیم لڑکی اگر جمال اور مال والی ہوتی ہے تو اس کے نکاح اور نسب کی جانب راغب ہوتے ہیں اور پورا مہر ادا کرتے ہیں لیکن اگر خوبصورتی اور مال کی کمی ہے تو اس کا خیال چھوڑ کر دوسری عورت سے نکاح کر لیتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ناپسندیدہ ٹھہرا کر اس سے نکاح کا خیال چھوڑ دیتے ہیں تو پھر پسندیدہ یتیم لڑکی سے نکاح کیوں کر لیتے ہیں اور اگر کرنا ہے تو پھر ان کے ساتھ بھی انصاف کریں یعنی پورا پورا حق مہر ادا کریں اس مضمون کو سمجھنے کے لیے ایک بار پھر یہ واقعہ ذہن میں تازہ کر لینا ضروری ہے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ " لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوْا النِّسَآءَ كَرْهًا ، قَالَ كَانَ الرَّجُلُ إِذَا مَاتَ وَتَرَكَ جَارِيَةً اَلْقٰى عَلَيْهَا حَمِيمُهُ ثَوْبَهُ فَمَنَعَهَا مِنَ النَّاسِ فَاِنْ كَانَتْ جَمِيلَةً تَزَوَّجَهَا وَاِنْ كَانَتْ قَبِيحَةً حَبَسَهَا حَتّٰى تَمُوتَ فَيَرِثُهَا.

جامع البیان التفسیر الطبری سورۃ النساء ١٩

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے" لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْهًا " تمہارے لیے قطعاً حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو۔اس کا پس منظر یہ ہے کہ عربوں کی تہذیب کی ایک شکل یہ تھی کہ جب کوئی آدمی مرجاتا اور اس کی جوان بیٹی یتیم رہ جاتی تو میت کا گہرا دوست اس یتیم بچی پر اپنا کپڑا پھینک کر اس کا مالک بن جاتا اور لوگوں کے ساتھ اس کے ملنے ملانے پر بھی پابندی عاید کر دیتا پھر اگر تو بیچاری خوبصورت ہوتی تو خود نکاح کر لیتا اگر شکل وصورت کی اچھی نہ ہوتی تو اسے محبوس رکھا جاتا یہاں تک کہ مر جاتی اور اب یہ اس کی جائداد ہڑپ کر جاتا۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس تفسیر کو باب میں لاکر امت مسلمہ کو احساس دلاتے ہیں کہ اللہ ورسول ﷺ کے احکامات یہ ہیں کہ ایک مسلمان کو شادی کے معاملے میں سب سے پہلے دین داری اور کردار کو ملحوظ رکھنا چاہیے اگر دینداری اور سیرت وکردار ہے تو دنیا وآخرت دونوں مل گئے اگر دین ہی نہیں تو پھر دنیا تو بے وفا اور فانی ہے ہی آخرت بھی گئی۔جہاں تک مال ودولت کا تعلق ہے تو ضروری نہیں کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام کے طور پر آتی ہے اگر ایسا ہوتا تو فرعون وقارون جیسے لوگ اللہ کے محبوب لوگوں کی فہرست میں شامل ہوتے۔ہاں اگر دین کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے کسی کو رزق حلال میں فراخی عطا فرما رکھی ہے تو بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام کی علامت ہے ورنہ:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِنْهَا شُرْبَةَ مَاءٍ.

جامع الترمذی ابواب الزهد.

حضرت سہل بن سعد کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔یہ دنیا اگر اللہ کی نظر میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت رکھتی تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔

چونکہ یہ آج ہے کل نہیں اس لیے اللہ اپنے دوستوں سے اسے دور رکھتا ہے اور جب یہ اس کے دوستوں کے کام کی نہیں تو پھر یہ فرعون حاصل کرے یا قارون اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

واقول

میں نے کف کے عنوان سے جو احادیث بیان کی ہیں ان سے یہ تاثر نہیں لینا چاہیے کہ اسلام رزق حلال کیلئے

Marfat.com

تگ ودو کی نفی کرتے ہوئے دین کے نام پر رہبانیت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے یا تونگری کے مقابلے میں گداگری کو ترجیح دیتا ہے۔اسی طرح اسلام قرابت داری کی نفی کے بجائے حوصلہ افزائی کرتا ہے جس کی تفصیل ازواج مطہرات کے تعارف میں گزر چکی ہے۔جس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی بنات طاھرات ومطہرات ،طیبات و مطیبات ، رضی اللہ عنهن وارضاهن أجمعين وصلى الله وسلم على نبيه الصادق الأمين کی شادیوں کی تفصیل سامنے رکھ لیں تو کُفْ کے باب میں کوئی تشنگی باقی نہیں رہتی۔لہٰذا میں ایک تلخیص سامنے رکھتے ہوئے دعوت فکر دیتا ہوں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی ہیں۔ بعثت سے پہلے ہی ان کا نکاح خالہ زاد ابوالعاص بن ربیع سے ہو گیا تھا۔ چونکہ حضرت ابوالعاص ہجرت کے بعد ایمان لائے ہیں اور مالی لحاظ سے بھی کوئی بڑے رئیس نہ تھے۔اس طرح اس نکاح کی بنیاد حضرت ابوالعاص کی سیرت وکردار کے بعد قرابت داری پر تھی۔

حضرت رقیہ وام کلثوم رضی اللہ عنہما

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح بعثت نبوی ﷺ سے پہلے ابولہب کے بیٹے عتبہ سے اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے ہو چکا تھا لیکن ابھی تک رخصتی نہیں ہو پائی تھی کہ بعثت کے ساتھ ہی ابولہب کے بیٹوں نے والدین کے کہنے پر نسبت توڑ دی۔اور پھر یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔حضرت عثمان اگر چہ مالدار تھے مگر نکاح کی بنیاد دین اور قرابت پر تھی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیتے ہوئے فرمایا: ”إِنَّ فَاطِمَةَ زَوْجَتُکَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ “ فاطمہ دنیا وآخرت میں تمہاری بیوی ہے۔یہ وہ زمانہ تھا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ولیمہ کرنے کیلئے بھی نقدی نہ تھی ،جس کی تفصیل گذر چکی ہے،اس طرح رشتے کی بنیاد محض دین اور قرابت تھی۔

اس تفصیل میں امت کیلئے راہ نمائی یہ ہے کہ اگر قریبی خاندان اور قرابت میں مناسب رشتہ موجود ہو تو اسے

Marfat.com

ترجیح دی جائے، جبکہ خاندان کے باہر دین کے بجائے مالداری کے بنیاد پر رشتے کرنا مباح ضرور ہے مگر پسندیدہ نہیں۔

قرابت میں بیماری کا خطرہ ہوتا ہے؟

کیا قریبی رشتوں میں بیماری پھیلنے کا خطرہ ہوتا ہے؟۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کے کئی جواب ہیں اور دینی نکتہ نظر سے اہم بھی۔ میں نے اس کتاب کے شروع میں حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں قابیل اور ہابیل کا پورا واقعہ لکھا ہے کہ ''دنیائے انسانی میں اضافہ کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کا یہ دستور تھا کہ حواء سے توام (جوڑا) پیدا ہونے والے لڑکے اور لڑکی کا عقد دوسرے پیٹ سے پیدا ہونے والے توام بچوں کے ساتھ کر دیا کرتے اسی دستور کے مطابق قابیل اور ہابیل کی شادی کا معاملہ پیش تھا قابیل عمر میں بڑا تھا اور اس کی ہمشیر ہابیل کی ہمشیر سے زیادہ حسین وخوبرو تھی اس لیے قابیل کو یہ انتہائی ناگوار تھا کہ دستور کے مطابق ہابیل کی ہمشیر سے اس کی شادی ہو اور ہابیل کی اس کی ہمشیر سے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم وحواء علیہما السلام دونوں کی حقیقی اولاد سے پوری نسل پھیلی ہے اگر واقعی اس میں کوئی medical risk ہوتا تو اللہ تعالیٰ جس نے اپنی زمین کی خلافت کے لیے انسانوں کو پیدا کیا تھا کوئی دوسرا انتظام بھی کر سکتا تھا۔ پھر مزے کی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حواء کو بھی حضرت آدم کی پسلی سے پیدا کیا ہے۔ یہ دونوں واقعات ہمیں سبق دیتے ہیں کہ رشتے داری میں قرابت انتہائی مطلوب چیز ہے۔ پھر غور کرنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چچازاد، پھوپھی زاد اور خالہ زاد کے درمیان رشتے کو خود جائز قرار دیا ہے اگر واقعی اس طرح کا کوئی خطرہ ہوتا تو شریعت ضرور اس سے آگاہ کرتی لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

میں نے پہلے باب قائم کیا ہے ''شادی میں پسند اور قرابت کا لحاظ'' جس کے تحت حضرت عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے آثار و واقعات درج کیے ہیں۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ حضرت فاطمہ وعلی رضی اللہ عنہما میں کتنی قرابت ہے کہ حضرت علی رسول اللہ ﷺ کے چچازاد ہیں اور اولاد حضرات حسنین رضی اللہ عنہما دنیا کے بہادر ترین نوجوان ہیں اور جنت میں بھی نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ چچیرے رشتوں میں بچے معذور پیدا ہوتے ہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا ہمیشہ ایسا ہوتا ہے؟ اس کا جواب بالکل نفی میں ہے کیونکہ وہ قومیں جو دور تک رشتہ داروں میں شادی نہیں کرتیں ان کے ہاں بھی کثرت سے معذور بچے پیدا ہوتے ہیں؟ اس وقت صرف برطانیہ کی 64 ملین کی آبادی میں 6.9 ملین لوگ معذور اور بیس میں سے ایک بچہ متاثر ہے۔ برائے تفصیل لنک ملاحظہ فرمائیں

Marfat.com

http://countryecono.com:downloaded 21 - 03 - 2014 at 9,20pm

1.There are over 6.9 million disabled people of working age which represents 19% of the working population.

2.There are over 10 million disabled people in Britain, of whom 5 million are over state pension age.

3.There are two million people with sight problems in the UK.

Families with disabled children

1.There are 770,00 disabled children under the age of 16 in the UK. That equates to 1 child in 20.

ہاں کبھی کبھار اور کہیں ایک آدھ واقعہ ہو جانا کوئی ایسی بات نہیں کہ جس بنیاد پر چچیرے رشتوں پر پابندی لگا دی جائے۔ اگر اس طرح کی کوئی بات ہوتی تو خود رسول اللہ ﷺ اپنی حقیقی پھوپھی زاد حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح نہ فرماتے اور نہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیٹی دیتے۔ جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ اس تفصیل کے بعد ہمارے ان Scentific دوستوں سے غور کرنے کی درخواست ہے جن کے مطابق قرابت میں رشتے بہت سی بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔ اور مزید عرض ہے کہ اسلام صرف ایک مذہب نہیں بلکہ دنیا کا واحد Scentific دین ہے جو کسی ایسے معاملے کو روا نہیں رکھتا جس میں نقصان کا پہلو غالب ہو۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَحۡلَلۡنَا لَـكَ اَزۡوَاجَكَ الّٰتِىۡۤ اٰتَيۡتَ اُجُوۡرَهُنَّ وَمَا مَلَـكَتۡ يَمِيۡنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيۡكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِىۡ هَاجَرۡنَ مَعَكَ ...

() الأحزاب ٥٠

اے نبی! ہم نے آپ کے لیے حلال کر دیں آپ کی وہ بیویاں جن کے مہر تم نے ادا کیے ہیں اور وہ عورتیں جو اللہ کی عطا کردہ لونڈیوں میں سے تمہاری ملکیت میں آئیں اور تمہاری وہ چچا زاد اور پھوپھی زاد اور ماموں زاد اور خالہ زاد بہنیں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ہے۔

اب کیا خیال ہے آپ کا کہ اللہ تعالیٰ کو یا رسول اللہ ﷺ کو سائنس کا علم نہیں تھا۔ ہاں اگر واقعی کسی خاندان میں کوئی ایسا عارضہ ہو تو اس کیلئے کسی ڈاکٹر سے پیشگی مشورہ کرنا بہت ضروری ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ اس

Marfat.com

جدید فحش میڈیا کے دور میں نئی نسل اخلاقی وجسمانی طور پر اس قدر دیوالیہ ہو چکی ہے کہ بہت سے نوجوان نکاح سے پہلے ہی اپنے اوپر ظلم کر چکے ہوتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں طلاق اور بدکاری کی شرح بڑھ گئی ہے۔ ایسے حالات میں بیٹی دینے سے پہلے لڑکے کی جسمانی حالت پر غور کرنا لازمی ہے۔

کف کی مناسبت سے حکایات

کف کی اہمیت

حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ ان تابعین میں سے ہیں جن کی موجودگی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی یاد تازہ کرتی تھی۔ آپ کی ایک بیٹی تھی جس کے علم وتقویٰ اور سیرت وصورت کا بڑا چرچا تھا۔ جس کی وجہ سے عبدالملک بن مروان نے اپنے ولی عہد ولید کیلئے جب آپ سے رشتہ طلب کیا تو حضرت نے صاف انکار فرما دیا۔ مگر عبدالملک نے ناکامی اور مایوسی کے باعث بہت جتن کیے حتیٰ کہ دباؤ بھی ڈالا مگر ناکامی ہوئی۔

اسی دوران خاندان قریش کا ایک انتہائی غریب مگر دیندار نوجوان عبد اللہ بن وداعہ جو اکثر حضرت کی مجلس میں علم سیکھنے کیلئے حاضر ہوتا وہ کئی روز غائب رہنے کے بعد آیا تو حضرت نے غیر حاضری کا سبب پوچھا۔ اس نے دکھی انداز میں بیوی کے انتقال کی خبر دی۔ فرمایا: مجھے علم ہوتا تو میں بھی آپ کے غم اور جنازہ میں شریک ہوتا۔ پھر فرمایا چونکہ تم نوجوان ہو دوسرا نکاح کرلو؟ عرض کیا: حضرت میں ایک غریب آدمی ہوں مجھے اب کون بیٹی دے گا؟ فرمایا: میں اپنی بیٹی دیتا ہوں جاؤ اور یہاں سے چند لوگ بلا لاؤ۔ چنانچہ چند لوگوں کی موجودگی میں آپ نے بیٹی کا نکاح کر دیا۔ نوجوان نے خوشی خوشی گھر پہنچ کر والدہ کو بتایا تو والدہ نے سمجھا بیٹا پاگل ہو گیا ہے بھلا سعید بن مسیّب کی ایسی بیٹی جس کیلئے بنی امیہ کے حکمران کو جواب دے دیا وہ تجھ جیسے بے سروسامان کو کیسے بیاہ دیں گے؟

مگر جب شام ہوئی تو دروازے پہ دستک کی آواز سنی۔ دیکھا تو حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ تعالیٰ اور ساتھ چادر میں لپٹی اور حیاء سے سمٹی ان کی بیٹی۔ فرمایا: اپنی بیوی کو اندر لے جاؤ۔ میں نے مناسب خیال نہیں کیا کہ نکاح کرنے کے باوجود تم تنہائی اور دکھی حالت میں رات بسر کرو۔ عبد اللہ بن وداعہ کی ماں نے جب یہ دیکھا تو حیرت کی انتہا نہ رہی گویا کہ چودھویں کا چاند اس کے آنگن میں اتر آیا ہو۔ بیٹے سے کہا خبردار! اس کو نہ چھونا جب تک کہ میں اسے دلہن نہ بنا لوں پھر فوراً محلّہ کی خواتین کو بلا کر دلہن بنایا اور پورے اہتمام سے استقبال کیا۔

Marfat.com

حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ عرصہ بعد بیٹی سے ملنے گئے تو اس کیلئے کچھ تحائف بھی لے گئے بیٹی کو مطمئن دیکھ کر دعائیں دیتے واپس تشریف لے آئے۔

عن : مرأة الجنان لليافعي رحمه الله تعالىٰ : موسوعة الوفاء في أخبار النساء تاليف فضيلة العلامة قاسم عاشور :باب زواج الاكفاء : الناشر دار ابن حزم بيروت

کفو کی تلاش

وَافَقَ شَنٌّ طَبَقَةَ : شَنْ اور طَبَقَہْ باہم مل گئے یا ایک دوسرے کے موافق ہو گئے۔ عربی کی ایک ضرب المثل ہے جس کا پس منظر بہت دلچسپ سبق آموز اور باعث حیرت ہے۔ شَـنْ ۔عرب کے دانا و ذہین لوگوں میں ایک انتہائی عقلمند آدمی تھا جس نے یہ قسم کھا رکھی تھی کہ اس وقت تک شہروں اور بستیوں کی خاک چھانتا پھرے گا جب تک اسے شادی کیلئے اپنے جیسی ذہین اور دانا قسم کی خاتون نہ مل جائے۔

صرف وہ اک شخص کسی طرح سے مل جاتا
مجھے منظور تھے پھر جتنے بھی خسارے ہوتے

ایک روز شَنْ اسی خیال سے کسی بستی کا رخ کیے محو سفر تھا کہ اسے راستے میں ایک آدمی مل گیا شَنْ نے جب اس سے پوچھا تو وہ بھی اسی بستی کی طرف عازم سفر تھا جہاں شَنْ جا رہا تھا اب دونوں نے جب سفر شروع کیا تو شَنْ نے اس ہم سفر سے پوچھا " أَتَحْمِلُنِيْ أَمْ اَحْمِلُکَ ؟ " اس سفر کے دوران تم مجھے اٹھا کر چلتے ہو یا پھر میں تمہیں اٹھالوں؟

چونکہ دونوں سوار تھے اس لیے اس ہم سفر کو بہت غصہ آیا اور اس نے کہا " یَا جَاهِلُ أَنَا رَاكِبٌ وَ أَنْتَ رَاكِبٌ فَكَيْفَ أَحْمِلُكَ أَوْ تَحْمِلُنِيْ ؟ "

ارے جاہل انسان جب میں اور تو دونوں اپنی اپنی سواریوں پہ سوار ہیں تو پھر اس کا کیا مطلب ہے کہ میں تمہیں یا تم مجھے اٹھالو؟

شَنْ اپنے ہم سفر کی بات سن کر خاموش ہو گیا مگر چلتے چلتے جب بستی کے قریب پہنچے تو شَنْ نے ایک کھلیان کے قریب سے گزرتے ہوئے ساتھی سے پھر ایک سوال کر دیا: " أَتَرَى هٰذَا الزَّرْعَ أُكِلَ أَمْ لَا ؟ " آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ فصل کھائی جا چکی ہے کہ ابھی نہیں؟ یہ ہم سفر جو ابھی تک شَنْ کی پہلی جہالت بھلا نہیں پایا تھا غصے میں کہنے لگا: " يَا جَاهِلُ تَرَى نَبْتًا مُسْتَحْصَدًا فَتَقُولُ أُكِلَ أَمْ لَا ؟ " ارے جاہل آدمی تو دیکھ رہا ہے کہ دانے ابھی تک

Marfat.com

خوشوں سمیت کھلیان میں پڑے ہیں اورتو پوچھتا ہے کہ'' اُكِلَ اَمْ لَا ؟ '' یہ فصل کھائی جا چکی ہے یا ابھی کھانا باقی ہے؟ تیری عقل گھاس چر گئی ہے کیا؟ ساتھی کا جواب سن کر شَـنْ خاموش ہو گیا اور دونوں چل پڑے ۔بستی کے اور قریب پہنچے تو ایک جنازہ جا رہا تھا شَنْ نے پھر اس سے سوال کر دیا ارے یار'' أ تـرَی صَـاحِـبَ هٰذَ النَّعْشِ حَيًّا اَوْ مَيِّتًا ؟ '' یہ کسی زندہ آدمی کا جنازہ ہے یا مردہ کا؟ اب یہ آدمی پہلے ہی گرم اور شَنْ کی بیوقوفی پہ ماتم کناں تھا چھوٹ کر بولا '' مَا رَأَيْتُ اَجْهَلَ مِنْكَ تَرَى جَنَازَةً تَسْأَلُ عَنْهَاأَ مَيِّتٌ صَاحِبُهَا اَمْ حَيٌّ ؟ ''

میں نے زندگی میں تم سے بڑا بیوقوف اور جاہل نہیں دیکھا جو اپنی آنکھوں سے جنازہ جاتے دیکھ کر بھی یہ سوال کرے کہ اس چارپائی پہ کوئی زندہ ہے یا مردہ ۔کیا زندوں کا جنازہ بھی اٹھایا جاتا ہے ؟

عقلمندی کی حد ہوتی ہے شاید
بیوقوفی کی حد نہیں ہوتی

شَـنْ نے خاموشی اختیار کر لی اور چاہا کہ اس سے رخصت ہو کر اپنے آئیڈیل کی تلاش میں سفر جاری رکھے مگر اس کے ہم سفر آدمی نے سوچا کہ ہے تو بیوقوف مگر حق رفاقت یہ ہے کہ رخصت کرنے سے پہلے اسے گھر لا کر کھانا کھلا دے۔

اس آدمی کی طَبَقَۃ نامی ایک بیٹی تھی جس نے باپ سے اس کے سفر ہم سفر اور مہمان کے حالات دریافت کیے تو باپ نے کہا باقی تو ٹھیک تھا مگر اس بیوقوف کی رفاقت اور جاہلانہ سوالات نے سفر نا خوشگوار بنا دیا اور پھر بیٹی کے پوچھنے پر باپ نے تمام سوالات اور تفصیل بتا دی ۔تو بیٹی نے سنتے ہی باپ سے کہا اے میرے بزرگ باپ یہ شخص تو کوئی زمانے کا دانا و عقلمند انسان ہے جس کی رفاقت کا آپ کو شرف حاصل ہوا مگر آپ نے اس کی باتوں پر غور ہی نہیں کیا کہ سمجھ پاتے ۔اے میرے بزرگ باپ جب اس آدمی نے آپ سے کہا کہ'' أَ تَـحْـمِلُـنِـیْ أَمْ اَحْمِلُکَ ؟ ''اس سفر کے دوران تم مجھے اٹھا کر چلتے ہو یا پھر میں تمہیں اٹھا لوں ۔ سے اس کا مطلب یہ تھا کہ سفر خوشگوار بنانے کیلئے '' أَتُـحَـدِّثُنِیْ أَمْ اُحَدِّثُکَ '' آپ کوئی بات چیت یا قصہ کہانی شروع کرتے ہیں یا میں آغاز کروں تا کہ سفر خوشگوار گزرے ۔مگر آپ کا جواب پا کر اس نے گفتگو کے بجائے خاموشی اختیار کر لی۔

رہا دوسرا سوال کہ '' أَتَرَیٰ هٰذَ الزَّرْعَ اُكِلَ أَمْ لَا ؟ '' آپ کا کیا خیال ہے یہ فصل کھائی جا چکی ہے کہ ابھی نہیں ؟ سے اس کی مراد یہ تھی کہ '' هَلْ بَاعَهُ اَهْلُهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهُ اَمْ لَا '' یہ زمیندار اس کھڑی فصل کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھا چکے ہیں یا ایسا نہیں ۔اس طرح وہ یہ جاننا چاہتا تھا کہ اس گاؤں کے لوگوں کی مالی حالت کیسی ہے

Marfat.com

- اور تیسرا سوال کہ '' أَتَرَى صَاحِبَ هٰذَ النَّعْشِ حَيًّا أَوْ مَيِّتًا ؟ '' یہ کسی زندہ آدمی کا جنازہ ہے یا مردہ کا ؟ وہ آپ سے پوچھ رہا تھا کہ '' هَلْ تَرَكَ عَقِبًا يَحْيَا بِهِمْ ذِكْرَهُ اَمْ لَا '' اس مرحوم نے کوئی کام کی اولاد چھوڑی ہے جو اس کے بعد اس کا نام اچھائی سے زندہ رکھ سکے یا ایسی نکمی اولاد چھوڑ کر مرا ہے جس کا کوئی فائدہ ہی نہیں یا پھر بالکل بے اولاد چل بسا ؟ بیٹی کا جواب سن کر اس آدمی کو اپنی حماقت کا احساس ہوا تو اٹھ کر شَنْ کے پاس آبیٹھا۔ ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد کہنے لگا کیا اب میں آپ کے سوالات کا مطلب بتاؤں؟ تو شَنْ نے کہا ہاں بتایئے!

پھر جب وہ ایک ایک بات کی وضاحت کر چکا تو شَنْ نے کہا جواب درست تو ہیں مگر یہ گفتگو آپ کی نہیں ہو سکتی۔ اب اس آدمی نے اپنی بیٹی طَبَقَہ کا ذکر کیا تو سنتے ہی شَنْ کو منزل قریب پا کر بہت مسرت ہوئی اس نے اسی وقت اس کے باپ کو پیغام دے کر نکاح کر لیا اور رخصتی کرا کے جب اپنی بستی میں واپس آ گیا جسے دیکھ کر لوگوں نے اس کی تلاش کا نام پوچھ کر فی البدیہہ کہا '' وَافَقَ شَنٌّ طَبَقَةَ '' شَنْ اور طَبَقَہ باہم مل گئے یا ایک دوسرے کے موافق ہو گئے۔ یعنی شَنْ کو جس کی تلاش تھی آخر مل گئی۔ تب سے یہ جملہ ضرب المثل بن گیا۔

زمیں کی گود میں کب کا اتر گیا ہوتا
تمہارا ساتھ نہ، ملتا تو مر گیا ہوتا

سلیم اختر ملک

موسوعة الوفاء فى أخبار النساء تاليف فضيلة العلامة قاسم عاشور :باب زواج الاكفاء :وافق شَنٌّ طَبَقَةَ ، الناشر دار ابن حزم بيروت

اللہ کریم کی یہ کائنات بہت وسیع ہے اور انسان اپنی لگن سے بہت کچھ پا سکتا ہے مگر محنت و لگن سے کہ

وَالْجِدُّ يُدْنِيْ كُلَّ اَمْرٍ شَاسِعٍ
وَالْجِدُّ يَفْتَحُ كُلَّ بَابٍ مُغْلَقٍ

الامام الشافعي رحمه الله تعالى

سچی لگن سے ہر دور اور مشکل بات قریب اور آسان ہو جاتی ہے اور ہر بند دروازہ کھل جاتا ہے۔

مگر اسلام نے جس اخلاق کی تعلیم دی ہے اس کی بنیاد اخلاص اور نیت کی پاکیزگی ہے تاکہ دنیا کے ساتھ انسان کو آخرت کا نفع بھی حاصل ہو جائے۔ لہٰذا صحیح بخاری شریف کی پہلی حدیث پاک اس طرح ہے۔

عَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيُّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَانَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا

Marfat.com

اَوْ اِلٰی اِمْرَأَۃٍ یَنْکِحُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَـیْہِ ()

الجامع الصحیح للامام ابی عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری الجعفی رحمہ اللہ تعالی

علقمہ بن وقاص لیثی نے روایت بیان کی کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر رسول ﷺ پہ یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بلاشبہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر کسی کو اس کی نیت کے مطابق ہی ثمرہ حاصل ہوتا ہے جس کسی کی نیت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی ہوگی تو اس کی ہجرت اسی غرض کے لیے شمار ہوگی۔

یعنی: دنیا کی تلاش میں نکلو گے تو دنیا اور اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلو گے تو دنیا کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ کی خوشنودی بھی حاصل کرلو گے جس کے نتیجے میں آخرت کی کامیابی بھی حاصل ہوجائے گی۔

اسرار مجھ پہ کھلنے لگے کائنات کے
طے کر رہا ہوں مرحلے عرفانِ ذات کے
اتنی عجیب' ایسی حسیں' اس قدر عظیم
پیچھے ضرور ہے کوئی اس کائنات کے

حفیظ میرٹھی مرحوم

حور کے ساتھ لنگور

حضرت امام اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک بستی میں گیا دیکھا تو ایک انتہائی خوبصورت عورت ہے مگر اس کا شوہر انتہائی بدصورت انسان ہے میں نے اس عورت سے کہا کہ تو اتنی خوبصورت ہو کر اس کی بیوی ہونے پہ کیسے راضی ہوگئی؟ اس نے کہا میری بات غور سے سن۔ اس شخص کا ظاہر تو یہی ہے جو تجھے نظر آتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی نہ کوئی اس کی نیکی ضرور ہے اور میری شکل میں اللہ نے اسے اس نیکی کا اجر دیا ہے۔ جب کہ میں نے کوئی نہ کوئی گناہ ضرور کیا ہے جس کی سزا کے طور پر اللہ نے مجھے اس کی بیوی بنا دیا ہے۔

الکبائر للذھبی الکبیرۃ السابعۃ والاربعون نشوز المراۃ علی زوجھا دار الکتب العربیۃ بیروت

میری ساری زندگی کو بے ثمر اس نے کیا — عمر میری تھی مگر اس کو بسر اس نے کیا

منیر نیازی

Marfat.com

اور یہی وہ گناہ عظیم ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو پسند نہیں لہٰذا کف کے باب میں محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

گنوار شوہر

وَاَتَتِ امْرَأَةٌ اِلٰی عُمَرَ بِزَوْجٍ لَهَا اَشْعَثَ اَغْبَرَ فَقَالَتْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ خَلِّصْنِيْ مِنْ هٰذَا فَنَظَرَ عُمَرُ فَعَرَفَ مَا كَرِهَتْ مِنْهُ فَاَشَارَ اِلٰی رَجُلٍ فَقَالَ اِذْهَبْ بِهٖ فَحَمِّمْهُ وَ قَلِّمْ اَظْفَارَهُ وَخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَأْتِنِيْ بِهٖ فَذَهَبَ فَفَعَلَ ذَالِكَ ثُمَّ اَتَاهُ فَاَوْمَأَ اِلَيْهِ عُمَرُ أَنْ خُذْ بِيَدِهَا فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَهِيَ لَا تَعْرِفُهُ فَقَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ أَبَيْنَ يَدَیْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ تَفْعَلُ هٰذَا ؟ فَلَمَّا عَرَفَتْهُ ذَهَبَتْ مَعَهُ فَقَالَ عُمَرُ " هٰكَذَا فَاصْنَعُوْا لَهُنَّ فَوَاللّٰهِ اِنَّهُنَّ لَيُحْبِبْنَ أَنْ تَتَزَيَّنُوْا لَهُنَّ كَمَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَتَزَيَّنَّ لَكُمْ .

دولة النساء تاليف الاستاذ عبد الرحمٰن البر قوقی رحمه الله تعالیٰ عليه : حَضُّهُمُ الرِّجَالَ عَلٰی اَنْ يَتَجَمَّلُوْا لِزَوْجَاتِهِمْ : الناشر دار ابن حزم بيروت

ترجمہ

ایک عورت اپنے گندے اور گنوار قسم کے خاوند کو اس حال میں لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ نہ تو اُس نے اپنے بال کاٹے ہوئے نہ کنگھی کی ہوئی اور نہ ہی سر میں تیل ڈالا ہوا اور نہ ہی غسل کیا ہوا تھا (گویا کہ کوئی ریچھ پکڑ لائی ہو) عرض کرتی ہے کہ اے امیر المؤمنین مجھے ایسے گندے خاوند سے نجات دلائی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان صاحب کی صورت دیکھی اور غور فرمایا تو معاملے کی تہہ تک پہنچ گئے کہ یہ عورت کیوں خلع مانگتی ہے۔ آپ نے پاس کھڑے ایک صاحب سے فرمایا کہ اس کو لے جا کر اچھی طرح غسل کراؤ، ناخن اور بال کاٹ کر (بندہ بنا کر) میرے پاس لے آؤ۔ ان صاحب نے حسب حکم اس آدمی کو بنا سنوار کر جب خدمت میں پیش کیا تو آپ نے اشارہ فرمایا کہ اپنی بیوی کا ہاتھ تھام لو۔ اس نے جب بیوی کا ہاتھ تھاما تو بیوی پہچان نہ پائی کہ یہ وہی اس کا خاوند ہے۔

اس نے سمجھا کوئی دوسرا غیر آدمی اس کا مالک بنایا جا رہا ہے لہٰذا عورت نے کہا سُبْحَانَ اللّٰہِ امیر المؤمنین کے سامنے میرے ساتھ یہ سلوک؟ مگر پھر اس نے اس کو پہچان لیا اور اس کا بازو تھامے وہاں سے چلی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین سے فرمایا کہ اپنی بیویوں کیلئے اسی طرح صفائی ستھرائی کا اہتمام کیا کرو کیونکہ اللہ کی قسم یہ عورتیں

Marfat.com

بھی تم سے اسی طرح کی زیب وزینت کی خواہش رکھتی ہیں جس طرح تم لوگ ان سے تقاضا کرتے ہو۔

جانے کون گزرتا ہے اس رستے سے
یہ رستہ ہر روز معطر ہوتا ہے

عزیز اعجاز

بدصورت شوہر

مطاف میں ایک عورت اس حال میں محوطواف ہے کہ

الجھا الجھا خیال سا چہرہ
کسی شاعر کا خواب ہو جیسے

محمد بلال خان

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا کہ وہ سراپا درد اللہ تعالیٰ سے شکوہ کررہی ہے:

فَمِنْهُنَّ مَنْ تُسْقٰى بِعَذْبٍ مُبَرَّدٍ — نُقَاحٍ فَتِلْكُمْ عِنْدَ ذَالِكَ قَرَّتِ
وَ مِنْهُنَّ مَنْ تُسْقٰى بِأَخْضَرَ آجِنٍ — أُجَاجٍ فَلَوْ لَا خَشْيَةُ اللّٰهِ فَرَّتِ

کچھ خوش نصیب عورتیں تو ایسی ہیں کہ انہیں پینے کیلئے صاف ستھرا ٹھنڈا اور میٹھا پانی میسر ہے۔ ایسی عورتوں کو اپنے ایسے حساس شوہروں کے ساتھ اطمینان سے زندگی بسر کرنی چاہیے۔ اور کچھ ایسی بدنصیب ہیں کہ انہیں ایسا گدلا اور کڑوا پانی پلایا جاتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف دامن گیر نہ ہو تو ایسے شوہروں سے دور بھاگ جائیں۔ یعنی

ہے عجب شخص جو مرنے نہیں دیتا مجھ کو
اور جینے کی بھی سنگین سزا دیتا ہے

علینا عترت

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بصیرت سے سمجھ لیا کہ یہ عورت اللہ تعالیٰ سے اپنے خاوند کی بے حسی، لاپرواہی، بدذوقی، بدخلقی اور بدصورتی کی شکایت کررہی ہے۔

آپ نے اس کے شوہر کو طلب کیا تو وہ ایک انتہائی بدصورت انسان تھا۔ آپ نے عورت کی مجبوری ونفرت کی وجہ سے فرمایا: تم پانچ سو درہم نقد یا مالِ فـــنــی سے ایک لونڈی لے لو اور اپنی بیوی کو فارغ کردو۔ اس آدمی نے پانچ سو

Marfat.com

درہم لے کر عورت کو طلاق دے دی۔

دولة النساء تاليف الاستاذ عبد الرحمٰن البر قوقي رحمه الله تعالىٰ : باب حضهم الرجال علىٰ ان يتجملوا لزوجاتهم : عليه الناشر دار ابن حزم بيروت.

کسی عورت کو اس کے حقوق پورے کیے بغیر اور اس کی مرضی کے خلاف مجبور کر کے رکھنا شرعی اعتبار سے درست نہیں بلکہ عورت خلع کی حقدار ہے۔اور جس معاشرے میں مظلوم انصاف سے اور فریادی دادرسی سے محروم رہتا ہے ایسا معاشرہ فساد کی نظر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دل کی آگ بجھانے کیلئے فائر بریگیڈ نہیں انصاف اور دادرسی کی ضرورت ہوتی ہے؟

جو آگ سے اٹھتا ہے دھواں وہ بھی ہے، لیکن

اٹھتا ہے جو سینے سے، وہ ہوتا ہے دھواں اور

حسن عباس رضوی

آئیڈیل شوہر

صبیح الکوفیؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کے پاس حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور ایک عرب نوجوان نے شادی کیلئے پیغام بھیجا جس کے بعد عورت کیلئے کوئی فیصلہ کرنا مشکل تھا لہٰذا اس نے پیغام بھیجا کہ تم دونوں امیدوار ہو مگر میں اس وقت تک فیصلہ نہیں کر سکتی جب تک کہ آپ دونوں کو دیکھ نہ لوں اور گفتگو نہ سن لوں لہٰذا تم دونوں اگر چاہو تو یہاں آ جاؤ۔

اب یہ دونوں ایک ہی وقت میں اس کے پاس پہنچ گئے جس کے بعد عورت نے ان کو ایسی جگہ بٹھایا جہاں سے دیکھ بھی سکے اور ان کی گفتگو بھی سن لے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ چونکہ عمر رسیدہ بھی تھے اور نوجوان کے مقابلے میں حسین بھی نہ تھے جبکہ یہ نوجوان خوبصورت بھی تھا اور پر کشش بھی لہٰذا انہیں اس عورت کی طرف سے مایوسی تو ہوگئی مگر گفتگو جاری رکھتے ہوئے نوجوان سے کہنے لگے تم تو نوجوان بھی ہو اور گفتگو بھی خوب کرتے ہو اس کے علاوہ تم میں کیا خوبیاں پائی جاتی ہیں؟

اس نے کہا ہاں بہت سی خوبیاں ہیں اور بہت سے اپنے محاسن گنوا دیئے پھر خاموش ہو کر بیٹھ گیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ نے فرمایا یہ تو بتاؤ کہ تم حساب میں کیسے ہو؟ اس نے کہا حساب میں مجھ سے کبھی غلطی نہیں ہو سکتی رائی کے دانے سے باریک فرق بھی پکڑ لیتا ہوں۔

یہ سن کر حضرت مغیرہ بن شعبہ نے فرمایا میرا حال تو یہ ہے کہ میں گھر کے کونے میں تھیلی رکھ دیتا ہوں۔ گھر

Marfat.com

والے جہاں چاہتے ہیں خرچ کرتے رہتے ہیں مجھے خرچ کی اطلاع اس وقت ہوتی ہے جب وہ دوسری تھیلی طلب کرتے ہیں۔ یہ گفتگو سننے کے بعد اس عورت نے کہا اللہ کی قسم یہ بوڑھا آدمی جو مجھ سے کسی چیز کا حساب نہ مانگے ایسے خوبصورت نوجوان سے بہتر ہے جو رائی کے دانے سے باریک چیز پر بھی نظر رکھنے والا ہے اور اس کے بعد اس نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔

کتاب الاذکیاء لابن الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ

تمام عمر کی نامعتبر رفاقت سے
کہیں بھلا ہو کہ پل بھر ملیں یقیں سے ملیں

پروین شاکر

بد خلق بیوی

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں دمشق کے دوستوں سے ناراض ہو کر قدس کے جنگلوں کی طرف نکل گیا جہاں جانوروں سے دوستی کر لی مگر ہوا یہ کہ فرنگیوں نے قید کر کے یہودیوں کے ساتھ طرابلس میں خندق کی کھدائی پہ لگا دیا۔ جس دوران میری جان پہچان والا حلب کا ایک رئیس ادھر سے گزرا تو اسے میری حالت پہ ترس آیا اور دس دینار کے عوض فرنگیوں سے آزادی دلا کر اپنے ساتھ حلب لے گیا جہاں سو دینار کے مہر پر اپنی ایک بد اخلاق لڑکی سے نکاح کرا دیا جس نے میرا جینا دوبھر کر دیا جب میں نے اس کے سخت لہجے اور بداخلاقی کی شکایت کی تو کہنے لگی کیا تم وہی نہیں جسے میرے باپ نے دس دینار میں فرنگیوں کی قید سے آزاد کرایا تھا؟ میں نے کہا بات یہاں ختم نہیں ہوئی بلکہ اس کے بعد اس نے سو دینار میں تمہارے ہاتھ فروخت کر دیا۔ لہٰذا:

پائے در زنجیر پیش دوستاں
بہ کہ با بیگانگاں در بوستاں

پاؤں میں بیڑیاں پڑے ہوئے اپنے دوستوں کے ساتھ قیدی بن کر رہنا اس سے بہتر ہے کہ آدمی ان سے دور بیگانوں کے ساتھ کسی پھلدار باغ میں آزاد گھومتا پھرے۔

زنِ بد در سرائے مرد نکو
ہمدریں عالم ست دوزخ او

Marfat.com

زینہار از قرینِ بد زینہار

وَقِنَـا رَبَّـنَـا عَـذَابَ الـنَّـارِ

گلستان سعدی

کسی نیک آدمی کے گھر میں ایک بری عورت ۔اسی دنیا میں اس کیلئے دوزخ ہے ۔ برے ساتھی سے اللہ بچائے ،اے ہمارے پروردگار ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے: آمین

بڑھاپے میں نکاح

مجھے بتایا گیا کہ ہمارے دور میں ایک پرانے کھوسٹ بڈھے نے شادی کا پروگرام بنایا اور پھر کہیں سے گوہر نامی نوجوان لڑکی بیاہ لایا اور قیمتی موتیوں کی ڈبی کی طرح اسے لوگوں کی نظروں سے اوجھل حفاظت میں رکھا۔

چنانکہ رسم عروسی بود تمنا کرد

ولے بجملۂ اول عصائے شیخ بہ خفت

کماں کشید و نزد بہدف کہ نتواں دوخت

مگر بسوزنِ فولاد جامۂ ہنگفت

چنانچہ جب بڈھے نے شب عروسی کی تمنا ظاہر کی تو پہلے ہی وار میں اس کی لکڑی سوگئی ۔کمان تو خوب کھینچی مگر تیر نشانے پر نہ لگا سکا اس لیے کہ سخت کپڑا صرف فولاد کی سوئی سے ہی سیا جا سکتا ہے

مگر بڈھے نے اپنی ہار ماننے کے بجائے دوستوں سے بیوی کی شکایت کی کہ اس بے حیا عورت نے میرے گھر میں جھاڑو پھیر دی ۔یعنی اس کے آتے ہی سب سکون تباہ ہوگیا۔ چنانچہ میاں بیوی میں اس قدر کشیدگی بڑھی کہ کوتوال اور قاضیٔ وقت کو مداخلت کرنا پڑی جس پر سعدی نے کہا کہ

بس از ملامت و شنعت، گناہ دختر نیست

ترا کہ دست بلرزد، گوھر چہ دانی سفت

ملامت اور الزام تراشی سے بس کر کیونکہ اس میں لڑکی کا کوئی قصور نہیں ۔ جب تیرا اپنا ہاتھ کانپتا ہے تو تُو موتی کیسے پرو سکتا ہے۔

گلستان سعدی

Marfat.com

بدخصلت کو رشتہ دینا

بغداد کے ایک خوش مزاج بڈھے نے اپنی چھوٹی بیٹی ایک موچی کو بیاہ دی۔ مگر ہوا یہ کہ:

مردك سنگ دلچناں بگزید - لب دختر كه خون ازوبچكید

اس نالائق سنگ دل موچی نے عادت بد سے مجبور اس طرح سے لڑکی کا ہونٹ کاٹا کہ اس سے خون ٹپکنے لگا صبح بڈھا بیٹی کی حالت دیکھ کر جب برداشت نہ کر سکا تو سیدھا داماد کے پاس پہنچ گیا اور اس سے پوچھا:

کاے فرومایه ایں چه دندانست - چندخائی لبش نه انبان ست

اے کمینے یہ تیرے کیسے منحوس دانت ہیں؟۔ اور تو کتنا بدبخت شخص ہے جو لڑکی کے نازک ہونٹوں کو مدبوغ چمڑہ سمجھ کر چباتا رہا۔

بمزاحت نگفتم ایں گفتار - ہزل بگذار، وجداز و بردار

خوئے بددر طبیعتے که نشست - نه رود جزبوقت مرگ ازوست

میں نے یہ بات تم سے مذاق میں نہیں کہی۔ مذاق چھوڑ۔ اور اس واقعہ سے سبق حاصل کر۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک بری عادت جو کسی کی طبیعت کا حصہ بن جائے۔ پھر وہ موت سے پہلے اسے نہیں چھوڑتی۔

گلستان سعدی شیرازیؒ

حکایت

لوگ بیان کرتے ہیں کہ ایک عالم کی بیٹی نہایت بدصورت تھی اور عالم کے دولتمند ہونے اور بہت سارے جہیز ملنے کی امید کے باوجود کوئی رشتہ نہیں آ رہا تھا اس طرح اس کی عمر کافی ہو گئی کیونکہ:

زشت باشد دبیقی و دیبا - که بود بر عروس نازیبا

مصری ریشم اور زربفت کا لباس بھی اس وقت انتہائی برا لگتا ہے جب کسی بدصورت دلہن نے پہن رکھا ہو۔ بالآخر مجبوراً لوگوں نے اسے ایک اندھے کے ساتھ بیاہ دیا۔ اسی زمانے میں جزیرہ سراندیپ کا ایک ماہر امراض چشم حکیم اس علاقے میں آ نکلا جس کے علاج سے کئی اندھوں کی بینائی بحال ہو گئی۔ لوگوں نے اس لڑکی کے باپ سے کہا کہ کیوں نہیں آپ بھی اس حکیم سے داماد کی آنکھوں کا علاج کرا لیتے؟ فقیہ نے کہا: یہ اس لیے مناسب نہیں کہ اگر اس کی بینائی

Marfat.com

بحال ہوگئی تو میری بیٹی کو دیکھتے ہی فارغ کر دے گا۔لہٰذا:

شوئے زنِ زشت روئے نابینابه.

بدصورت عورت کیلئے نابینا شوہر ہی مناسب ہے۔

واقول

کف کے معاملے میں دو بنیادی اصول اگر سامنے رہیں تو زندگی بہت خوشگوار گزرتی ہے۔

01:...... وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا.

۴:النساء –آیة : ۱۹

تم لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی بسر کرو پھر اگر تم انہیں ناپسند کرنے لگو تو بھی صبر کرو۔ شاید کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو مگر اللہ تعالیٰ نے اسی میں تمہارے لیے خیر کثیر رکھ دی ہو۔

یعنی: خوابوں کی دنیا اور حقائق کی دنیا میں بڑا فرق ہے۔اگر تمہاری رفیقۂ حیات کا معیار جمال اتنا اونچا نہیں جس کا تم تصور کیے ہوئے تھے۔یا اس کے اطوار واخلاق اتنے مثالی نہیں جن کے تم متمنی تھے تو دل برداشتہ ہو کر ازدواج کے اس رشتہ کو توڑ نہ دو۔بلکہ ان کوتاہیوں اور خامیوں پر صبر کرو۔اللہ تعالیٰ سے بعید نہیں کہ تمہیں اس بیوی سے ایسی نجیب وسعید اولاد عطا فرمادے جو تمہارے نام کو روشن کر دے۔یا جب زندگی کا کارواں آزمائش وابتلاء کی سنگلاخ وادی میں قدم رکھے تو تمہاری یہ بیوی تمہارے عزم وحوصلہ کو بلند رکھنے میں اس گلِ رعنا سے زیادہ مفید ثابت ہو جس کی بوئے وفا اور رنگِ صفا کو بادِ سموم کا ایک ہی جھونکا مرجھا کر رکھ دے۔انسانی حسن وجمال کا آئینہ صرف نگاہ ہی تو نہیں اس کے علاوہ اور بھی کئی آئینے ہیں۔

ضیاء القرآن : ۴:النساء–آیۃ: ۱۹.

یعنی ہمیشہ اور ہر ایک کے ساتھ ایسا نہیں ہوسکتا کہ:

چن ویکھاں یا تیرے ول

دوھاں پاسے اکو گل

سرفراز انور صفی

بلکہ اللہ تعالیٰ حکیم مطلق ہے اس نے جس کیلئے جو ساتھ چنا ہے اس پر صبر وشکر کے ساتھ نباہ کی کوشش کرنی چاہیے یہاں تک کہ زوجین میں کوئی ایک کسی بڑے گناہ کا ارتکاب اور بغاوت کرتا۔اور میرے سامنے افسوس کا پہلو یہ

Marfat.com

ہے کہ ہمارے نظامِ تعلیم کی بنیادی خرابیوں میں سے ایک یہ ہے کہ میرے علم کی حد تک نکاح جیسا ضروری موضوع داخلِ نصاب نہیں۔ لہٰذا نوجوان نسل ازدواجی لذت و سکون سے محروم اور محبت کی اصل سے ناواقف چلی آ رہی ہے جنہیں:

آنکھوں کو اشک، چہرے کو وحشت نہیں ملی
شاید تمہیں کسی کی محبت نہیں ملی
دامن گزند ہو، نہ گریبان چاک ہو
احبابِ کوئے یار کی صحبت نہیں ملی

گلزیب زیبا

یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ ساری زندگی کسی ناممکن تصور کی نظر کر دیتے ہیں مگر قرآن کریم اس طرح کی بے مقصد زندگی گزارنے والوں کی مذمت کرتا ہے۔

" هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ () تَنَزَّلُ عَلَى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ () يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ () وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ () أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ () وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ () "

۲۶: الشعراء: ۲۲۱-۲۲۶

لوگو! کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس پر اترا کرتے ہیں۔ وہ ہر جعل ساز بدکار پر اترا کرتے ہیں۔ سنی سنائی باتیں کانوں میں پھونکتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔ رہے شعراء، تو ان کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ چلا کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں۔ اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہیں۔

" یعنی شاعروں کے ساتھ لگے رہنے والے لوگ اپنے اخلاق، عادات و خصائل اور افتادِ مزاج میں ان لوگوں سے بالکل مختلف ہوتے ہیں جو محمد ﷺ کے ساتھ تمہیں نظر آتے ہیں۔ دونوں گروہوں کا فرق، ایسا کھلا ہوا فرق ہے کہ ایک نظر دیکھ کر ہی آدمی جان سکتا ہے کہ یہ کیسے لوگ ہیں اور وہ کیسے۔ ایک طرف انتہائی سنجیدگی، تہذیب، شرافت، راستبازی اور خدا ترسی ہے۔ بات بات میں ذمہ داری کا احساس ہے۔ برتاؤ میں لوگوں کے حقوق کا پاس و لحاظ ہے۔ معاملات میں کمال درجہ کی دیانت و امانت ہے۔ اور زبان جب کھلتی ہے خیر ہی کیلئے کھلتی ہے۔ شر کا کلمہ کبھی اس سے ادا نہیں ہوتا۔ سب سے زیادہ یہ کہ ان لوگوں کو دیکھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سامنے ایک بلند و پاکیزہ نصب العین ہے۔ جس کی دھن میں یہ دن رات لگے ہوئے ہیں اور ان کی ساری زندگی ایک مقصد عظیم کیلئے وقف ہے۔

Marfat.com

دوسری طرف حال یہ ہے کہ کہیں عشق بازی اور شراب نوشی کے مضامین بیان ہو رہے ہیں اور حاضرین اچھل اچھل کر ان پر داد دے رہے ہیں۔ کہیں کسی زنِ بازاری یا کسی گھر کی بہو بیٹی کا حسن موضوع سخن ہے۔ اور سننے والے اس پر مزے لے رہے ہیں۔ کہیں جنسی مواصلت کی حکایت بیان ہو رہی ہے اور پورے مجمع پر شہوانیت کا بھوت مسلط ہے۔ کہیں ہزل بکا جا رہا ہے یا مسخرہ پن کی باتیں ہو رہی ہیں اور مجمع میں ہر طرف ٹھٹھے لگ رہے ہیں۔ کہیں کسی کی ہجو اڑائی جا رہی ہے اور لوگ اس سے لطف لے رہے ہیں۔ کہیں کسی کی بے جا تعریف ہو رہی ہے اور اس پر تحسین و آفرین کے ڈونگرے برسائے جا رہے ہیں۔ اور کہیں کسی کے خلاف نفرت، عداوت اور انتقام کے جذبات بھڑکائے جا رہے ہیں اور سننے والوں کے دلوں میں ان سے آگ سی لگ جاتی ہے۔ ان مجلسوں میں شاعروں کے کلام سننے کیلئے جو ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگتے ہیں اور بڑے بڑے شاعروں کے پیچھے جو لوگ لگے پھرتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر کوئی شخص یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ اخلاق کی بندشوں سے آزاد جذبات و خواہشات کی رو میں بہنے والے اور لطف و لذت کے پرستار نیم حیوان قسم کے لوگ ہیں۔ جن کے ذہن کو کبھی یہ خیال چھو بھی نہیں گیا ہے کہ دنیا میں انسان کیلئے زندگی کا کوئی بلند تر مقصد و نصب العین بھی ہو سکتا ہے۔ ان دونوں گروہوں کا کھلا کھلا فرق و امتیاز اگر کسی کو نظر نہیں آتا تو وہ اندھا ہے۔''

تفهيم القرآن : ۲۶ : الشعراء : حاشيه نمبر ۱۴۲.

یہی وجہ ہے کہ خود شاعر ایسی جھک ماری کو فضول لوگوں کا مشغلہ قرار دیتا ہے۔ مگر افسوس کہ باوجود تلاش کے شاعر کا نام نہ مل سکا۔

تم نہیں جانتے یکطرفہ محبت کا مزا
یہ وہ محنت ہے جو بے کار کیا کرتے ہیں

02: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَفْرَكُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ أَوْ قَالَ غَيْرَهُ،

صحيح مسلم باب الوصية بالنساء.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی مومن مرد (خاوند) مومنہ عورت (بیوی) سے بغض نہ رکھے۔ اگر اس کی ایک عادت اسے ناپسند ہے تو اس کی دوسری عادت پسندیدہ بھی ہوگی۔

یعنی نکاح کے بعد اگر بیوی میں بے حیائی اور صریح نافرمانی کے علاوہ اگر کچھ اور کوتاہیاں ہوں جس کی وجہ سے خاوند اسے ناپسند کرتا ہو تو بھی جلدی میں طلاق کا فیصلہ نہیں کر لینا چاہیے بلکہ اس کی خوبیوں پر بھی غور کر لینا چاہیے۔ یہ ہو

Marfat.com

نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بالکل ہی بے مقصد پیدا فرمایا ہو۔ بلکہ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ بیوی کے ذریعے بھی انسان کو آزماتا یا گناہوں پر سزا دیتا ہے تو اس صورت میں کثرت سے استغفار اور ذاتی محاسبے کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ طلاق اور علیحدگی کی۔

الشَّیخ محمد بن ابوزید علم و معرفت میں وقت کے ائمہ میں شمار ہوتے تھے مگر ان کی بیوی بہت بدزبان اور کاہل قسم کی عورت تھی جو شیخ کی خدمت کے بجائے الٹا ان پر زبان درازی کرتی رہتی۔ جب احباب انہیں اس کے معاملے پر غور کرنے کا مشورہ دیتے تو آپ جواب میں فرماتے: "أَنَا رَجُلٌ قَدْ أَكْمَلَ اللَّهُ عَلَيَّ النِّعْمَةَ فِي صِحَّةِ بَدَنِي وَمَعْرِفَتِي وَمَا مَلَكَتْ يَمِينِي، فَلَعَلَّهَا بُعِثَتْ عُقُوبَةً عَلَى ذَنْبِي فَأَخَافُ إِنْ فَارَقْتُهَا أَنْ تَنْزِلَ بِي عُقُوبَةٌ هِيَ أَشَدُّ مِنْهَا. قَالَ عُلَمَاؤُنَا فِي هَذَا دَلِيلٌ عَلَى كَرَاهَةِ الطَّلَاقِ مَعَ الْإِبَاحَةِ."

الجامع لأحكام القرآن للقرطبي – ۴۰ :سورة النساء : ۱۹.

میں ایک ایسا خوش نصیب شخص ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جسمانی صحت و تندرستی کے ساتھ ساتھ علم و معرفت کی دولت اور بہت کچھ مزید عطا فرما رکھا ہے۔ مگر چونکہ میں اس کا کما حقہ شکر ادا نہیں کر پا رہا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ پر عذاب کی شکل میں مسلط کر دیا ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اگر میں اسے طلاق دے دوں تو اللہ تعالیٰ اس کی نسبت کوئی بڑا عذاب مجھ پر نازل کر دے جو برداشت نہ کر سکوں۔ لہٰذا:

محبت میں کسی لالچ کا میں قائل نہیں ہوں
گزارا کرنا ہوتا ہے، گزارا ہو رہا ہے

محمد ضمیر طالب

اسی لیے علمائے امت فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ کسی مباح قسم کے معاملے میں بیوی کو طلاق دینا مکروہ ہے۔

Marfat.com

جڑواں و متحد الجسم کے نکاح کی صورت

تُوأَم: یعنی جڑواں اور متحد الجسم :(Conjoined twins) جن کے پیدائشی طور پر جسم ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح جڑے ہوئے ہوں کہ انہیں علیحدہ نہیں کیا جا سکتا ایسے مرد عورت کے متعلق جراحت، وضو، نماز، وراثت نکاح اور تدفین کے باب میں بہت سارے مسائل اور خالص علمی بحث ہے۔ اس وقت ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب دامت برکاتہم صدر شعبۂ فقہ و قانون ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کی طرف سے مہیا کردہ چار تحقیقی رسائل میرے سامنے ہیں:

01: جراحة فصل التوائم الملاصقة : تحقيق ألدكتوربندربن فهدألسويلم ، الاستاذالمشارک بقسم الفقه، كلية الشرعية ، جامعة الامام محمدبن سعود الاسلامية . الرياض.

02 :نوازل التوائم الملتصقة (الأحكام المتعلقة بفصلهاوميراثهاوزواجها) تحقيق ألدكتورعبدالناصرموسى أبوالبصل رئيس جامعة العلوم الاسلامية العالمية .

03:ألتوائم المتلاصق (السيامى) وحكم فصله تحقيق ألدكتوراحمدبن عبدالعزيزبن قاسم الحداد، كبيرمفتيين مديرادارة الافتاء بدائرة الشئون الاسلامية والعمل الخيرى بدبي.

04 :التوائم المتلاصق السيامى ألدكتورسعد بن ناصرالششري.

تُوأَم و متحد الجسم کے موضوع پر یہ رسائل تازہ ترین تحقیق، انتہائی مفید اور جامع کاوش ہے۔ جن کی روشنی میں عنوان کی مناسبت سے چند مسائل سمجھنے کی ضرورت ہے۔ میرے مطالعہ کی حد تک رسول اللہ ﷺ کے قرن خیر میں اس معاملے کی کوئی نظیر موجود نہیں کہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں فی الفور حل تلاش کر لیا جائے۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اس مسئلے کی نظیر موجود ہے۔ میں نے آگے چل کر ایک باب قائم کیا ہے ''مخنث اور معذور اولاد پیدا ہونے کی وجہ'' جس کے تحت احادیث و آثار ذکر ہوں گے کہ اس طرح کے واقعات بسا اوقات غیر مسنون جماع کی نحوست کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اسی لیے پیغمبر اسلام علیہ السلام نے جماع کیلئے ایک شریفانہ طریقہ تعلیم فرمایا ہے جس پر بعد میں ''آداب جماع'' کے عنوان کے تحت تفصیل بیان ہوگی۔

() میں نے ابھی گوگل میں Conjoined twins کے عنوان سے سرچ کی ہے جہاں دنیا میں بے شمار متحد الجسم بچوں کی تصاویر ہیں جنہیں دیکھنے کے بعد میری عجیب کیفیت ہے۔ فرمان الٰہی ہے:'' وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ '' ٠٨ : الأنفال .٢٨ : اور تم اس بات کو جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد

Marfat.com

ایک امتحان کی چیز ہے۔اور والدین کیلئے شاید یہی سب سے بڑا امتحان اور آزمائش ہے۔

لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ حکیم مطلق ہے اس لیے ہمارا ایمان ہے کہ اس کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں اور اس خِلقی نقص میں بھی بہت ساری حکمتیں پوشیدہ ہوسکتی ہیں جیسا کہ" قال ابن جریر: کَانَ هَاشِمٌ تُوأَمَ عَبْدِ شَمْسٍ خَرَجَ وَرِجْلُهُ مُلْصَقَةٌ بِرَأْسِ عَبْدِ شَمْسٍ فَمَا خُلِّصَ حَتَّى سَالَ بَيْنَهُمَا دَمٌ فَأُوِّلَ بِأَ يَكُوْنَ بَيْنَهُمَا حُرُوْبٌ فَكَانَ بَيْنَ بَنِيْ أُمَيَّةَ وَبَيْنَ بَنِي الْعَبَّاسِ مَا كَانَ "

فیض القدیر شرح الجامع الصغیر للمناوي رحمه الله تعالى :حرف الباء الموحدة : في شرح الحديث : بنو هاشم وبنو المطلب شيءٌ واحد.

ابن جریر الطبری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پردادا حضرت ھاشم بن عبد مناف اور عبد شمس دونوں تـوأم اور اس طرح پیدا ہوئے تھے کہ حضرت ھاشم کا پاؤں عبد شمسؒ کے سر کے ساتھ اس طرح جڑا ہوا تھا کہ جب تک دونوں کا خون جاری نہیں ہوا، انہیں علیحدہ نہیں کیا جاسکا۔لوگوں نے اس کی یہ تاویل بیان کی کہ ان دونوں بھائیوں کی اولاد میں لڑائیاں جھگڑے اور خون خرابہ ہوگا۔لہٰذا بنو امیہ اور بنو العباس کی لڑائیاں تاریخ میں ایک سیاہ باب کے طور پر مشہور ہیں۔

آثار و نظائر

اس موضوع پر مطالعہ کے دوران بعض آثار و نظائر سے جو میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں توأم کے متحد الجسم ہونے میں کیفیات مختلف ہیں اسی طرح بعض میں ایک روح اور بعض میں دو بھی ہوسکتی ہیں جس کی بنیاد پر وہ ایک دوسرے سے مختلف المزاج ہوتے ہیں جیسا کہ ابھی تفصیل بیان ہوگی۔لہٰذا بعض مسائل میں زائد اعضائے جسم کو خِلقی اضافہ تصور کرتے ہوئے حکم لگانا آسان ہے۔لیکن نکاح کے باب میں بسا اوقات دقت محسوس ہوتی ہے مگر ہر سوال تقاضا کرتا ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا حل پیش کیا جائے اور الحمد للہ کہ اس باب میں بھی علمائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے راہ نمائی موجود ہے جسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔اور شاید اردو میں اس موضوع پر کچھ زیادہ مواد موجود نہیں لہٰذا میں چند نظائر بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

01: وَقَضَى(علی) فِي مَوْلُودٍ وُلِدَ لَهُ رَأْسَانِ وَصَدْرَانِ فِي حِقْوٍ وَاحِدٍ، فَقَالُوا لَهُ:أَيُوَرَّثُ مِيرَاثَ اثْنَيْنِ، أَمْ مِيرَاثَ وَاحِدٍ؟ فَقَالَ:يُتْرَكُ حَتَّى يَنَامَ، ثُمَّ يُصَاحُ بِهِ، فَإِنْ انْتَبَهَا جَمِيعًا، كَانَ لَهُ مِيرَاثُ وَاحِدٍ، وَإِنْ انْتَبَهَ وَاحِدٌ وَبَقِيَ الْآخَرُ، كَانَ لَهُ مِيرَاثُ اثْنَيْنِ.

فَإِنْ قِيلَ: كَيْفَ يَتَزَوَّجُ مَنْ وُلِدَ كَذَلِكَ؟ قُلْتُ:هَذِهِ مَسْأَلَةٌ لَمْ أَرَ لَهَا ذِكْرًا فِي كُتُبِ

Marfat.com

الْفُقَهَاءِ، وَقَدْ قَالَ أَبُو جَبَلَةَ: رَأَيْتُ بِفَارِسَ امْرَأَةً لَهَا رَأْسَانِ وَصَدْرَانِ فِي حِقْوٍ وَاحِدٍ مُتَزَوِّجَةً، تَغَارُ هَذِهِ عَلَى هَذِهِ، وَهَذِهِ عَلَى هَذِهِ. وَالْقِيَاسُ: أَنَّهَا تُزَوَّجُ، كَمَا يَتَزَوَّجُ النِّسَاءُ، وَيَتَمَتَّعُ الزَّوْجُ بِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْ هَذَيْنِ الْفَرْجَيْنِ وَالْوَجْهَيْنِ، فَإِنَّ ذَلِكَ زِيَادَةٌ فِي خَلْقِ الْمَرْأَةِ هَذَا إِذَا كَانَ الرَّأْسَانِ عَلَى حِقْوٍ وَاحِدٍ وَرِجْلَيْنِ فَإِنْ كَانَا عَلَى حِقْوَيْنِ، وَأَرْبَعَةِ أَرْجُلٍ.

الطرق الحُكمية في السياسة الشرعية. المؤلف: أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن أيوب بن قيم الجوزية شهرته :ابن قيم الجوزية رحمه الله تعالى : فصل في صور للحكم بالفراسة :المحقق: نايف أحمد الحمد. دار النشر دار عالم الفوائدالبلد: مكة المكرمة. الطبعة :الأولى سنة الطبع 1428 :هـ. عدد الأجزاء .

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے بچے کے بارے میں فیصلہ دیا تھا کہ جب وہ پیدا ہوا تو اگر چہ اس کے دو سر اور دو سینے تھے مگر دھڑ ایک ہی تھا۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا اسے میراث میں سے ایک حصہ ملے گا یا دو؟ فرمایا: اسے سونے دیا جائے، پھر اس کے پاس کوئی شخص چیخ مارے۔ اگر اس کے جسم کے دونوں حصے بیک وقت بیدار ہو جائیں تو ایک ہی انسان شمار ہو گا اور ایک ہی حصہ میراث پائے گا۔ اگر جسم کا ایک حصہ بیدار اور دوسرا غافل ہے تو یہ دو انسان ہیں لہٰذا میراث میں دو حصے پائے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس طرح کے متحد الجسم انسان کے نکاح کا کیا حکم ہے؟ میں (ابن قیم الجوزیة) نے کتب فقہ میں اس کی کوئی نظیر نہیں دیکھی البتہ ابو جبلہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایران میں ایک ایسی عورت دیکھی تھی جس کے دو سر تھے اور دو سینے مگر دھڑ ایک ہی تھا عورت ایک مرد کے ساتھ بیاہی گئی تھی اور اس کے جسم کے دونوں حصے ایک دوسرے سے سوکنوں کی طرح رقابت رکھتے تھے۔ قیاس تقاضا کرتا ہے کہ ایسی عورت کو ایک عام عورت کی طرح ایک ہی مرد سے بیاہ دیا جائے جس کے بعد مرد دونوں شرم گاہوں اور چہروں سے مستفید ہو سکتا ہے کیونکہ اس طرح کی صورت میں یہی سمجھا جائے گا کہ یہ معاملہ ایک ہی عورت میں خلقی اضافہ ہے چاہے دو سر ایک ہی دھڑ اور دو پاؤں کے ساتھ ہوں یا دو دھڑ اور چار پاؤں کے ساتھ۔

اس واقعہ سے مجھے ایسا لگتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے استدلال کی بنیاد ''روح'' ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اگر ایسے انسان میں ایک ہی روح ہو گی تو سارے جسم کا ایک ہی تقاضا ہو گا اگر دو روحیں ہیں تو جسم کے دونوں حصوں کا تقاضا ایک نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم بالصواب!

02 : عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: أُتِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، بِإِنْسَانٍ لَهُ رَأْسَانِ، وَفَمَانِ، وَأَرْبَعُ أَعْيُنٍ، وَأَرْبَعُ أَيْدٍ، وَأَرْبَعُ أَرْجُلٍ، وَإِحْلِيلَانِ، وَدُبُرَانِ. فَقَالُوا: كَيْفَ يَرِثُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَدَعَا بِعَلِيٍّ، فَقَالَ: فِيهِمَا قَضِيَّتَانِ، إِحْدَاهُمَا: يُنْظَرُ إِذَا نَامَ، فَإِذَا غَطَّ غَطِيطَ وَاحِدٍ، فَنَفْسٌ وَاحِدَةٌ،

Marfat.com

وَإِنْ غَطَّ كُلٌّ مِنهُمَا فَنفُسَانِ، وَأَمَّا الْقَضِيَّةُ الْأُخْرَى، فَيُطْعَمَانِ وَيُسْقَيَانِ فَإِنْ بَالَ مِنهُمَا جميعًا، وَتغوَّطَ مِنهُمَا جَمِيعًا، فَنفسٌ وَاحِدَةٌ، وَإِنْ بَالَ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنهُمَا عَلَى حِدَةٍ، وَتغوَّطَ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ عَلَى حِدَةٍ فَنفسَان. فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ طَلَبَا النِّكَاحَ. فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ " لَا يَكُونُ فَرْجٌ فِي فَرْجٍ وَعَيْنٌ تَنظُرُ" ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ: أَمَّا إِذْ حَدَثَتْ فِيهِمَا الشَّهْوَةُ، فَإِنَّهُمَا سَيَمُوتَانِ جَمِيعًا سَرِيعًا، فَمَا لَبِثَا أَنْ مَاتَا، وَبَيْنَهُمَا سَاعَةٌ أَوْ نَحْوُهَا.

المرجع السابق.

سلمہ بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جس کے دو سر، دو منہ، چار آنکھیں، چار پاؤں دو عضو تناسل اور دو دبر تھیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ امیر المؤمنین یہ فرمایئے کہ یہ شخص میراث میں سے ایک حصہ پائے گا یا دو؟ آپ نے خود کوئی فیصلہ دینے کے بجائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا تا کہ وہ فیصلہ دیں۔ حضرت علی رضی اللہ نے فرمایا کہ یہاں دو صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ جب یہ شخص سو جائے تو یہ دیکھا جائے کہ یہ دونوں مونہوں سے ایک ہی وقت میں سانس لیتا اور خراٹے بھرتا ہے یا علیحدہ علیحدہ۔ اگر دونوں طرف سے سانس اور خراٹے لینے کا دورانیہ ایک ہی ہے تو ایک شخص اور اگر دورانیہ مختلف ہے تو دو شخص۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ اسے دونوں مونہوں سے کھلایا اور پلایا جائے جس کے بعد اگر وہ دونوں سوراخوں سے بیک وقت پیشاب اور دونوں دبروں سے ایک ساتھ پاخانہ کرتا ہے تو ایک شخص لیکن اگر پیشاب و پاخانہ کا دورانیہ ایک نہیں تو دو شخص ملحوظ ہوں گے۔ ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ اس شخص نے اپنے دونوں مونہوں سے " طَلَبَا " مطالبہ کیا کہ میرے نکاح کا انتظام کیا جائے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ فرج میں فرج مشغول ہو اور اسے کوئی آنکھ دیکھ رہی ہو۔ پھر فرمایا کہ جب اس شخص کے دونوں حصوں میں شہوت ظاہر ہو چکی ہے تو ہو سکتا ہے جلدی دونوں ایک ساتھ مر جائیں۔ چنانچہ تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے دونوں کی موت ہو گئی۔

اس اثر میں ایک اہم مسئلہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ " لَا يَكُونُ فَرْجٌ فِي فَرْجٍ وَعَيْنٌ تَنظُرُ " یہ کیسے گوارا کیا جا سکتا ہے کہ فرج میں فرج مشغول ہو اور کوئی آنکھ اسے دیکھ بھی رہی ہو؟ میرے خیال میں کسی تجربے سے پہلے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی فراست و فقاہت اور بصیرت کی روشنی میں یہ سمجھ لیا تھا کہ اس شخص میں دو روحیں ہیں۔ کیونکہ جمہور علمائے امت کے نزدیک " اَلزَّوْجُ وَالسَّيِّدُ مِمَّنْ يَرَى الزِّينَةَ مِنَ الْمَرْأَةِ وَأَكْثَرَ مِنَ الزِّينَةِ؛ إِذْ كُلُّ مَحَلٍّ مِنْ بَدَنِهَا حَلَالٌ لَهُ لَذَّةً وَنَظَرًا؛ وَذٰلِكَ مَخْصُوصٌ بِالزَّوْجِ وَالسَّيِّدِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى " وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ " المؤمنون :۵: " إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ

Marfat.com

فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ "المؤمنون :٦: وَقَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي جَوَازِ نَظَرِ الرَّجُلِ إِلَى فَرْجِ زَوْجَتِهِ عَلَى قَوْلَيْنِ: أَحَدُهُمَا: يَجُوزُ، لِأَنَّهُ إِذَا جَازَ لَهُ التَّلَذُّذُ فَالنَّظَرُ أَوْلَى. وَقِيلَ: لَا يَجُوزُ لِقَوْلِ عَائِشَةَ فِي ذِكْرِ حَالِهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ " مَا رَأَيْتُ ذَلِكَ مِنْهُ وَلَا رَأَى ذَلِكَ مِنِّي." وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ. وَهَذَا مَحْمُولٌ عَلَى الْأَدَبِ؛ فَقَدْ قَالَ أَصْبَغُ مِنْ عُلَمَائِنَا: يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَلْحَسَهُ بِلِسَانِهِ. "

أحكام القرآن. المؤلف :القاضي محمد بن عبد الله أبو بكر بن العربي المعافري الاشبيلي المالكي المتوفى ٥٤٣ھ.: ٢٤: سورة النور. ٣١ : وخرج أحاديثه وعلّق عليه :محمد عبد القادر عطا. الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت. لبنان الطبعة :الثالثة، 1424ھ - 2003 - م. عدد الأجزاء 4:

شوہر بیوی کی اور مالک لونڈی کی ظاہری زینت سمیت تمام اعضائے جسم نہ صرف دیکھ سکتے ہیں بلکہ تمام بدن سے لذت حاصل کر سکتے ہیں۔ بیوی اور لونڈی کا تمام بدن حلال اور مخصوص ہے شوہر اور مالک کیلئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "یقیناً وہ لوگ فلاح پا چکے جو" وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ " اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ "إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ" سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو اُن کی ملک یمین میں ہوں کہ ان پر (محفوظ نہ رکھنے میں) وہ قابل ملامت نہیں ہیں۔: علمائے امت میں سے جواز کے قائل کہتے ہیں کہ جب تمام بدن سے لذت حاصل کرنا مشروع ہے تو دیکھنا بدرجہ اولیٰ جائز ہونا چاہیے کہ اس کے بغیر لذت کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ بعض نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس اثر کی بنیاد پر کہ "نہ میں نے زندگی میں کبھی رسول اللہ ﷺ کی شرم گاہ دیکھی اور نہ ہی آپ نے میری" سے یہ سمجھا ہے کہ بیوی کی شرم گاہ دیکھنا جائز نہیں مگر یہ رائے درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ معاملہ کمال ادب پر محمول ہے جبکہ علمائے مالکیہ میں سے حضرت امام اَصْبَغ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاوند کا بیوی کی شرم گاہ سے زبان کے ساتھ لذت حاصل کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن یہ جواز بیرونی حصے تک ہے کیونکہ اندرونی حصہ محل نجاست ہے۔

رہی یہ روایت کہ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ" لَا يَنْظُرَنَّ أَحَدُ مِنْكُمْ إِلَى فَرْجِ زَوْجَتِهِ، وَلَا فَرْجِ جَارِيَتِهِ إِذَا جَامَعَهَا، فَإِنَّ ذَلِكَ يُورِثُ الْعَمَى " أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ الْمَالِينِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ قَالَ يُشْبِهُ: أَنْ يَكُونَ بَيْنَ بَقِيَّةَ وَبَيْنَ ابْنِ جُرَيْجٍ يَعْنِي فِي هَذَا الْحَدِيثِ بَعْضُ الْمَجْهُولِينَ أَوْ بَعْضُ الضُّعَفَاءِ. إِلَّا أَنَّ هِشَامَ بْنَ خَالِدٍ قَالَ عَنْ بَقِيَّةَ حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ.

أخرجه البيهقي في الكبرى باب ،ماتبدى المرأة من زينتها للمذكورين في الأية من محارمها. وابن عدى ، وابن عساكر عن ابن عباس ، وأورده ابن الجوزى في الموضوعات.

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا "تم میں سے کوئی شخص جماع

Marfat.com

کے دوران اپنی بیوی یا لونڈی کی شرم گاہ نہ دیکھے کیونکہ اس طرح دیکھنا کورچشمی (اندھاپن) کا باعث ہے۔

تمام محققین رحمہم اللہ کے نزدیک یہ حدیث من گھڑت (موضوع) ہے جس کی تفصیل میں نے اوپر بیان کردی ہے کہ روایت کے عَنعَنَۃ میں ہشام بن خالد سے ابن جریج (اِلَّااَنَّ ھِشَامَ بْنَ خَالِدٍ قَالَ عَنْ بَقِیَّۃَ حَدَّثَنِی ابْنُ جُرَیْجٍ) تک سلسلہ چھوڑ کر باقی سب نا قابل اعتماد ہے اسی لیے امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے اسے اپنی ''کتاب المَوْضوعات'' میں درج کیا ہے۔

اس تفصیل کے بعد آمدم برسر مطلب کہ حضرت علی رضی اللہ کو اگر اس شخص میں ایک روح کا یقین ہوتا تو یہ نہ فرماتے: ''لَا یَکُونُ فَرْجٌ فِی فَرْجٍ وَعَیْنٌ تَنْظُرُ'' یہ کیسے گوارا کیا جا سکتا ہے کہ فرج میں فرج مشغول ہو اور کوئی آنکھ اسے دیکھ بھی رہی ہو؟ یعنی جب میاں بیوی مشغول ہوں تو کسی تیسرے کا ان کو دیکھنا شریعت گوارا نہیں کر سکتی۔ اور یہی ہوا کہ اس متحد الجسم کی موت کے دونوں اعضا میں کچھ وقفہ تھا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایسے متحد الجسم کا نکاح نہ تو ایک عورت سے جائز ہے اور نہ دو سے کیونکہ دونوں صورتوں قباحت موجود ہے۔ اور یہی صورت ہے اس مندرجہ ذیل صورت میں:

03: وَحَکَی ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی ''اَلْمُنْتَظَمْ'' عَنْ ثَابِتِ بْنِ سِنَانِ الْمُؤَرِّخِ، قَالَ: حَدَّثَنِی جَمَاعَۃٌ مِنْ أَھْلِ الْمَوْصِلِ مِمَّنْ أَثِقُ بِھِمْ أَنَّ بَعْضَ بَطَارِقَۃِ الْأَرْمَنِ أَنْفَذَ فِی سَنَۃِ ثِنْتَیْنِ وَخَمْسِینَ وَثَلَاثِمِائَۃٍ إِلَی نَاصِرِ الدَّوْلَۃِ بْنِ حَمْدَانَ رَجُلَیْنِ مِنَ الْأَرْمَنِ مُلْتَصِقَیْنِ، سِنُّھُمَا خَمْسٌ وَعِشْرُونَ سَنَۃً، مُلْتَحِمَیْنِ وَمَعَھُمَا أَبُوھُمَا، وَلَھُمَا سُرَّتَانِ وَبَطْنَانِ وَمَعِدَتَانِ، وَجُوعُھُمَا یَخْتَلِفُ، وَکَانَ أَحَدُھُمَا یَمِیلُ إِلَی النِّسَاءِ، وَالْآخَرُ یَمِیلُ إِلَی الْغِلْمَانِ، وَکَانَ یَقَعُ بَیْنَھُمَا خُصُومَۃٌ وَتَشَاجُرٌ، وَرُبَّمَا حَلَفَ أَحَدُھُمَا لَا یُکَلِّمُ الْآخَرَ، فَیَمْکُثُ کَذٰلِکَ أَیَّامًا، ثُمَّ یَصْطَلِحَانِ، فَوَھَبَھُمَا نَاصِرُ الدَّوْلَۃِ أَلْفَیْ دِرْھَمٍ، وَخَلَعَ عَلَیْھِمَا، وَدَعَاھُمَا إِلَی الْإِسْلَامِ، فَیُقَالُ: إِنَّھُمَا أَسْلَمَا. وَأَرَادَ أَنْ یَبْعَثَھُمَا إِلَی بَغْدَادَ لِیَرَاھُمَا النَّاسُ، ثُمَّ رَجَعَ عَنْ ذٰلِکَ، ثُمَّ إِنَّھُمَا رَجَعَا إِلَی بَلَدِھِمَا -مَعَ أَبِیھِمَا، فَاعْتَلَّ أَحَدُھُمَا، وَمَاتَ وَأَنْتَنَ رِیحُہُ، وَبَقِیَ الْآخَرُ لَا یُمْکِنُہُ التَّخَلُّصُ مِنْہُ، وَقَدْ کَانَ اتِّصَالُ مَا بَیْنَھُمَا مِنَ الْخَاصِرَتَیْنِ، وَقَدْ کَانَ نَاصِرُ الدَّوْلَۃِ أَرَادَ فَصْلَ أَحَدِھِمَا عَنِ الْآخَرِ، وَجَمَعَ الْأَطِبَّاءَ لِذٰلِکَ فَلَمْ یُمْکِنْ، فَلَمَّا مَاتَ أَحَدُھُمَا حَارَ أَبُوھُمَا فِی فَصْلِہِ عَنْ أَخِیہِ، فَاتَّفَقَ اعْتِلَالُ الْآخَرِ مِنْ غَمِّہِ وَنَتْنِ رَائِحَۃِ أَخِیہِ، فَمَاتَ غَمًّا، فَدُفِنَا جَمِیعًا فِی قَبْرٍ وَاحِدٍ.

البدایة والنهایة لابن کثیر: ترجمة، النقفور ملک الأرمن واسمه الدمستق.

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی ''اَلْمُنْتَظِمْ فِی التَّارِیْخ'' میں بحوالہ مؤرخ ثابت بن سنان بیان

Marfat.com

کیا ہے کہ مجھے موصل کے کچھ بااعتماد لوگوں کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ آرمینیا کے کچھ مذہبی راہ نماؤں نے 352ہجری میں صاحبِ موصل ناصر الدولہ بن حمدان کی خدمت میں باپ کے ہمراہ ایسے پچیس سالہ دونو جوان بھیجے جن کے جسم اور گوشت آپس میں جڑا ہوا تھا، ان کی دوناف، دو پیٹ اور دو معدے تھے اور بھوک کا وقت ایک دوسرے سے مختلف تھا، ان میں ایک عورتوں میں دلچسپی رکھتا تھا جبکہ دوسرا لونڈوں میں اس وجہ سے دونوں میں لڑائی جھگڑا بھی رہتا اور کبھی کبھار ایک حلف کر لیتا کہ وہ دوسرے سے بات نہیں کرے گا اور اسی طرح کئی روز گزر جاتے پھر اچانک ان میں صلح صفائی ہو جاتی۔ جب وہ ناصر الدولہ کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے ان کو دو ہزار درہم اور لباس عطا کیا اور اسلام کی دعوت بھی دی اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ناصر الدولہ نے ارادہ کیا تھا کہ انہیں بغداد بھیجے تاکہ لوگ دیکھ سکیں مگر پھر ارادہ ترک کر دیا تھا جس کے بعد وہ دونوں باپ کے ساتھ اپنے وطن لوٹ آئے تھے۔ جہاں ان میں سے ایک بیمار پڑا اور فوت ہو گیا اور اس کی بدبو پھیل گئی اور دوسرا باوجود کوشش کے اسے اپنے سے علیحدہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ دونوں کے کولہے جڑے ہوئے تھے۔ ناصر الدولہ نے بھی ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی تھی جس کیلئے اطبائے وقت کو جمع کیا تھا مگر ممکن نہ ہو سکا۔ اس طرح ایک کی موت اور بھائی سے بچھڑنے پر ان کے باپ کو بھی حیرانی ہوئی۔ اور دوسرا بھائی بھی اس کے غم اور بدبو کی وجہ سے بیماری میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا جس کے بعد دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا۔

صورت مسئلہ

مندرجہ بالا صورت میں جہاں تک تدفین کا تعلق ہے وہ تو یہی صورت ہے کہ بعد از وفات ایسے متحد الجسم دو شخصوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا جائے گا، دونوں وراثت میں بھی علیحدہ علیحدہ حصہ پائیں گے مگر ایسے متحد الجسم دو شمار ہوتے ہیں جن کا نکاح نہ تو کسی ایک عورت سے ممکن ہو سکتا ہے اور نہ دو سے کیونکہ ازدواجی تعلق کیلئے تخلیہ میسر نہیں جس کی بنیاد پر حضرت علی رضی اللہ کا فیصلہ پہلے گزر چکا ہے۔

وَقَدْ رُوِیَ أَنَّ الْإِمَامَ الشَّافِعِیَّ أُخْبِرَ عَنْ اِمْرَأَةٍ لَهَا رَأْسَانِ فَتَزَوَّجَهَا عَلَى مَهْرِ مِائَةِ دِيْنَارٍ فَنَظَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ طَلَّقَهَا.

عن حاشية الجمل: نوازل التوائم الملتصقة (الأحكام المتعلقة بفصلها وميراثها وزواجها) تحقيق ألدكتور عبدالناصر موسى أبو البصل رئيس جامعة العلوم الاسلامية العالمية. عمان الأردن.

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک ایسی عورت کے بارے میں اطلاع دی گئی جس کے دو سر تھے۔ حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو دینار مہر مقرر کر کے اس سے نکاح کیا اور دیکھنے کے بعد اسے طلاق دے دی۔

میرے خیال میں حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ کو مسئلہ بیان کرنے کیلئے کسی متحد الجسم کو دیکھنے کی ضرورت تھی مگر

Marfat.com

کمال تقویٰ واحتیاط کے طور پر غیر محرم عورت کو نظر بھر کر دیکھنا پسند نہیں فرمایا۔ اوراگر چہ نکاح کی نیت سے عورت کو دیکھنا مباح تھا مگر نکاح کرنا زیادہ مناسب تھا۔ نکاح کے بعد غور سے دیکھا، جواز مہیا فرمایا اور طلاق دے دی۔ ایک معقول رقم سو دینار مہر کے طور پر ادا فرما دیئے تا کہ عورت کی دل آزاری نہ ہو۔

متحد الجسم کے نکاح کی ممکن صورتیں

میں نے اس موضوع پر چار رسائل متعارف کرائے ہیں جن میں سے ایک، رابطہ عالم اسلامی کے تحت مکہ مکرمہ میں بیسویں کانفرنس منعقدہ ۱۹۔۲۳ محرم ۱۴۳۲ھ۔ ۲۵۔۲۹ دسمبر ۲۰۱۰ء کے موقعہ پر الشیخ ڈاکٹر عبد الناصر موسی أبو البصل رئیس جامعة العلوم الاسلامية العالمية عمان. الاردن نے" نوازل التوائم الملتصقة (الأحكام المتعلقة بفصلها و میراثها وزواجها) " کے عنوان سے پیش کیا ہے اسے میں نے متعدد مرتبہ مطالعہ کیا ہے اور جیسا کہ میں نے عنوان کی مناسبت سے کچھ آثار و نظائر بھی نقل کیے ہیں ان کی روشنی میں تو اُم متحد الجسم کے نکاح کی جو صورتیں فقہائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں ان کی تفصیل اس طرح ہے:

01 : نص بعض الفقهاء على جواز زواج التوائم الملتصقة على أساس أنهما شخصان وتثبت لهما كل حقوق الشخص المنفرد جاء في حاشية قليوبي. وعميرة ما نصه " لو كانا ملتصقين وأعضاء كل منهما كاملة حتى الفرجين فلهما حكم اثنين في جميع الأحكام حتى إن لكل منهما أن يتزوج سواء كانا ذكرين أو أنثيين أو مختلفين "

حاشية قليوبي على شرح جلال الدين المحلي على منهاج الطالبين: المؤلف :شهاب الدين أحمد بن أحمد بن سلامة القليوبي- سنة الوفاة ۱۰۶۹ھ. تحقيق :مكتب البحوث والدراسات-الناشر دار الفكر بيروت وسنة النشر : 1419هـ 1998 م: مكان النشر :لبنان / بيروت. عدد الأجزاء 4 : (فقه الشافعي)

فقہائے اسلام میں سے بعض نے تو اُم متحد الجسم کے نکاح کے جواز کا اس بنیاد اور تصریح کے ساتھ فتویٰ دیا ہے کہ وہ دو ایسے شخص ہیں جنہیں وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو کسی ایک عام فرد کو حاصل ہو سکتے ہیں جیسا کہ شهاب الدين قليوبي ألمتوفي ۱۰۶۹ھ. اور شهاب الدين احمد ألرلسي الملقب ب عميرة ألمتوفي ۹۵۷ھ. رحمہما اللہ تعالیٰ نے امام جلال الدين المحلي کی جلالین کے حاشیہ میں وضاحت فرمائی ہے کہ جب دو ایسے متحد الجسم ہوں کہ ان میں سے ہر ایک کے اعضا مکمل ہو یہاں تک کہ فرج بھی تو تمام احکام میں انہیں دو شخص شمار کیا جائے گا اور وہ دونوں نکاح بھی کر سکتے ہیں خواہ وہ دونوں مرد ہوں یا دونوں عورتیں یا ایک مرد اور ایک عورت۔

02 :وقال البجيرمي من الشافعية " فيجوز لكل منهما أى الملتصقين أن يتزوج سواء كانا ذكرين

Marfat.com

أو أنثيين أو مختلفين ,ويجب الستر والتحفظ ماأمكن"

تحفة الحبيب على شرح الخطيب =حاشية البجيرمی على الخطيب المؤلف :سليمان بن محمد بن عمر البُجَيْرَمِيّ المصری الشافعي (المتوفى1221 :هـ.الناشر :دار الفكربيروت.

فقہائے شافعیہ میں سے البجیرمی کا قول ہے کہ اگر تو اُم متحدالجسم دونوں مرد، دونوں عورتیں یا ایک مرد اور ایک عورت ہے تو ان کا علیحدہ علیحدہ نکاح جائز ہے مگر جہاں تک ممکن ہو تخلیہ کے وقت پردے اور حفاظت کا اہتمام ملحوظ رکھا جائے۔

عنوان کے تحت علمائے سلفِ رحمہم اللہ کے حوالہ سے اب تک جو آثار ونظائر بیان ہوئے ہیں ان کی روشنی میں ہمارے علمائے عصر کے ہاں اس مسئلہ کی تین صورتیں ممکن ہیں۔

علماء کے اقوال

() الأول " الجواز مع مراعاة الستر ما أمكن وهو القول الموافق لمذهب الشافعيةالذى ذكرناه آنفا .وممن قال بهذا الرأى كل من دار الإفتاء المصرية. والدكتورالإفتاء المصرية عبد الملك السعدى من علماء العراق وغيرهم ,حيث جاء فى فتوى الزواجُ عقد من العقود متى توافرت فيه شروطه وأركانه كان عقداً صحيحاكما أن لكل واحد من التوأمين روحا مغايرة للآخر ,وشخصية مستقلة عنه حكما فاذاأجرى عقد الزواج تام الشروط والأركان صح عقده ولم تؤثر حالة الالتصاق فئ إفساد العقد لأنها أمر خارج عنه"

وجاء في فتوى السعدى التى جاء ت في الردعلى سؤال عن زواج توأمين " وكيف يحق له أحدهمارؤية زوجة أخيه أو عورتها ؟..." جاء الجواب : في هذه الحالة يجب على التوأم الذى يجنب الآخر الذى يريد مواقعة زوجته أن يعرض عنهما وأن يغطى بصره أو يغمضه ولا يجوز له أن ينظر إلى عورة زوجةالآخر ولا إلى عورة أخيه عند كشفها.

پہلا گروہ نکاح کے جواز کا قائل ہے مگر تخلیہ میں ممکن حدتک پردے کا اہتمام ضروری خیال کرتا ہے۔علمائے شافعیہ کی یہی رائے ہے۔جیسا کہ البجیرمی رحمہ اللہ کا قول نقل ہوا ہے۔اور اسی رائے کے موافق مصری دارالافتاء۔اور علمائے عراق میں سے ڈاکٹر عبدالملک السعدی وغیرہم کا فتوی موجود ہے۔کہ جب تو اُم متحدالجسم میں سے ہر ایک کو ایک مستقل شخصیت اور مختلف المزاج تسلیم کرتے ہوئے نکاح کی شروط وارکان کوملحوظ رکھا جائے تو ان کا نکاح درست ہے اور ان کے متحدالجسم ہونے کے معاملے کا نہ تو عقد سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی نکاح پر اثر انداز ہوگا۔دو تو اُم کے نکاح

Marfat.com

کے معاملے میں ایک اعتراض پر کہ ان دوتو اُم میں سے کسی ایک کو کس طرح یہ حق حاصل ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے بھائی کی بیوی کی شرم گاہ دیکھے؟ ڈاکٹر السعدی نے مزید وضاحت کی ہے کہ جب ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ مشغول ہوتو دوسرے کیلئے لازمی ہے کہ وہ ان سے منہ پھیر لے، اور آنکھیں بند کر لے یا کپڑا وغیرہ ڈال لے۔ کیونکہ اس کیلئے بہر حال اپنے بھائی کی بیوی کو بے پردہ دیکھنا منع ہے۔

() الثانی: المنع وعدم جواز زواج التوأم الملتصق وممن قال بهذالقول مجمع البحوث الاسلامية فی الأزهر حيث رفض زواج الملتصقين وجاء فی قرارالمجع.

" لايجوز زواج أحدالتوائم الملتصقة أو كليهما. لأن النكاح له مستلزمات، يحرم على أحد الملتصقين الاطلاع عليها " و" أن التوأم لايعدان شخصا واحدا " كماأنه لايجوز للرجل أن يتزوج من امرأتين ملتصقين لعدم جوازالجمع بين الاختين وعليه يصبح زواج الملتصق فی كل الأحوال مخالفا لأحكام الشرع. وعلل مقررلجنة البحوث الفقهية فی المجمع القرار لاعتبارات عملية حيث " يصعب الستر فی العملية الجنسية بين الزوجين وهناك طرف ثالث سواء كان الملتصقين أنثين أو ذكرين أو مختلفين "

دوسرے گروہ کے نزدیک ان دوتو اُم متحد الجسم کا نکاح سرے سے درست ہی نہیں جامعہ الازہر کی ریسرچ اکیڈمی نے اس کے رد میں فتوی دیتے ہوئے لکھا ہے کہ دوتو اُم متحد الجسم میں سے کسی ایک یا دونوں کا نکاح جائز نہیں چونکہ دونوں نکاح کے علیحدہ مستقل تقاضے ہیں اور ایک کا دوسرے کے معاملے سے آگاہ ہونا اور دیکھنا حرام ہے۔ اور یہ کہ دوتو اُم متحد الجسم کو ایک شخصیت کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ جس طرح کہ ایک مرد دوتو اُم متحد الجسم بہنوں سے نکاح نہیں کرسکتا کہ یہ دو بہنوں کو بیک وقت نکاح جمع کرنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا تمام صورتوں اور حالات میں یہ معاملہ شریعت کے منافی ہے۔ فقہ ریسرچ کمیٹی کے ایک ترجمان نے مزید کہا کہ ہر صورت نکاح میں کہ متحد الجسم دو عورتیں ہوں یا دو مرد۔ یا ایک مرد اور ایک عورت۔ تخلیہ نہیں پایا جاتا کیونکہ جب بھی میاں بیوی مشغول ہوں گے تو وہاں ایک تیسرا شخص انہیں دیکھ رہا ہوگا۔

() علماء کے تیسرے گروہ کے نزدیک اس معاملے کی تین صورتیں ہیں:

الأولی: إذا كانا أنثيين، والثانية إذا كانا ذكرين، والثالثة إذا كانا رجلا وامرأة، فيُمنع مطلقا حالة كونهما أنثيين. ويجوز فی الحالات الأخرى اذاكان الالتصاق خيفيفا ويلتزم الستر قدر الإمكان وهذه هی فتوى الدكتور عبد الله الطيار ونصهاعلى النحو الآتی.

Marfat.com

إذا كان التوأمان الملتصقان أنثيين لم يجز نكاحهما مطلقا لما يأتي.

پہلی صورت کہ جب دوعورتیں متحد الجسم ہیں۔ دوسری صورت کہ جب دو مرد متحد الجسم ہیں۔ تیسری صورت کہ جب ایک مرد اور ایک عورت متحد الجسم ہیں۔ ان صورتوں میں سے دو متحد الجسم عورتوں کا نکاح کسی صورت میں نہیں ہو سکتا۔ باقی حالتوں میں اگر جسموں کے درمیان التصاق (جوڑ۔گرہ۔Joint) ہلکا ہو تو ستر کے تقاضے ملحوظ رکھتے ہوئے نکاح جائز ہے۔ یہ رائے ممتاز سعودی عالم الشیخ ڈاکٹر عبداللہ الطیار (عميد لكلية العلوم العربية والاجتماعية بالقصيم – وكيل لوزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد) کی ہے۔ چونکہ عورتوں کے نکاح کے معاملے میں ان کے نزدیک مندرجہ ذیل قباحتیں پائی جاتی ہیں:

۰۱ : عدم القدرة على الوفاء بالتزامات عقد النكاح من حقوق الزوج كالطاعة والقرار في البيت ونحو ذلك.

عورت اس طرح کے نکاح میں رہتے ہوئے اس کے تقاضے پورے نہیں کر سکتی مثلاً حقوق زوجیت، گھر گھرہست اور اس طرح کی تمام دیگر ذمہ داریاں۔

۰۲ : أنه لا يجوز الجمع بين الأختين في عقد النكاح قال تعالى: ''وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ'' : ۰۴ : ألنساء ۲۳ :

وفي هذا عقد على أختين لأنه يعقد على امرأة واحدة كاملة الأعضاء ويوجد بينهما اشتراك في بعض الأعضاء فدل على أنه يعقد على جزء من المرأة الثانية.

اور دوسری رکاوٹ یہ ہے کہ از روئے قرآن دوسگی بہنیں بیک وقت ایک نکاح میں جمع نہیں کی جاسکتیں'' وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ '' اور تمہارا دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا بھی حرام ہے، ہاں جو گزر چکا سو گزر چکا۔ اور نکاح کی یہ شکل دو بہنوں کے ساتھ بیک وقت نکاح کے مترادف ہے۔ اس لیے کہ مرد جس عورت سے نکاح کر رہا ہے اس یہ صورت نہیں ہے کہ وہ ایک مستقل اور کامل الأعضاء عورت سے نکاح کر رہا ہے۔ بلکہ ایک اسی طرح کی دوسری عورت اس کے ساتھ جڑی ہوئی (Conjoined) ہے۔ لہٰذا یہ نکاح کی ایسی شکل ہے کہ کوئی شخص ایک مکمل عورت اور دوسری کے بعض اعضا سے بیک وقت عقد کر رہا ہے؟

۰۳ : أن هذا يؤدي إلى عدم تمكن الزوج من استيفاء حقه الممنوح له بعقد النكاح كالوطء إذ لا يمكن أن يستوفيه إلا بتأثر الثانية وتضررها، ومثله الحمل والولادة والسفر معه وغير ذلك. والقاعدة أنه لا ضرر ولا ضرار. – والضرر يزال. وإذا كان التوأمان الملتصقان ذكرين، فإن كان

Marfat.com

الالتصاق فی الجهاز التناسلی کأن یکون لهما معا جهاز واحد،فهنا لا یجوز لأحدهما النکاح لما یأتی:

اس طرح کے نکاح میں شوہر کیلئے ممکن نہیں کہ وہ ایک دوسری عورت کے اثر انداز ہوئے بغیر بیوی سے مکمل طور پر اور آزادی کے ساتھ استفادہ کر سکے مثلاً وطی وغیرہ۔ کیونکہ دوسری عورت حالت حمل، ولادت اور سفر وغیرہ ہر حال میں ان کے ساتھ اور مضر ہے۔ اور شرعی قاعدہ یہ ہے کہ "مَالِکٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیَی الْمَازِنِیِّ عَنْ أَبِیهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: " لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ "

هٰکَذَا هٰذَا الْحَدِیثُ فِی (الْمُوَطَّأ : کتاب الأقضیة/ الرهن ،باب القضاء فی المرفق) عِنْدَ جَمِیعِ الرُّوَاةِ مُرْسَلًا .
وقد رواه الدراوردی عن عَمْرِوبنِ یَحْیَی عَنْ أَبِیهِ عَنْ أَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِیِّ مُسْنَدًا.

حضرت امام مالک بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن یحیٰ ألمازنی نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " اسلام میں نہ تو ضَرَرٌ جائز ہے اور نہ ہی ضِرَارٌ "

ضَرَرٌ: کا مطلب ہے کسی دوسرے کو بے وجہ تکلیف پہنچانا۔ اور "ضِرَارٌ" کا مطلب ہے اپنے آپ کو نقصان پہنچانا۔ خواہ مخواہ مشکل میں ڈالنا۔ جس کی کئی صورتیں ہیں۔ جبکہ شریعت تقاضا کرتی ہے کہ "اَلضَّرَرُ یُزَالُ" ضرر کا مثبت طریقے سے ازالہ کر دیا جائے۔ جس کی کئی صورتیں ہیں۔

اب اگر دو مرد آپس میں اس طرح جڑے ہوئے ہیں کہ ان کے عضو تناسل بھی ایک ساتھ جڑے ہوئے ہیں تو ان میں سے ایک کا نکاح بھی جائز نہیں ہو سکتا کیونکہ:

۰۱ : أنه لا یجوز بحال أن یجتمع علی المرأة الواحدة رجلان فی وقت واحد.

یہ کسی صورت جائز نہیں کہ ایک ہی وقت میں اکٹھے دو مرد ایک عورت سے جماع کریں۔

۰۲ : أنه إذا کان العقد لأحدهما فإن الآخر یکون الفعل منه زنا.

ایک مرد کے نکاح کرنے اور بیوی سے تعلق رکھنے کے ساتھ یہاں دوسرا مرد زنا کا مرتکب ہو رہا ہے۔

۰۳ : أنه یشکل علی ذلک نسبة الولد فلمن ینسب.

پھر سوال یہ ہے کہ اس طرح کی صورت میں اگر اولاد پیدا ہوتی ہے تو اس کو کس کی طرف منسوب کر کے نسب ثابت کیا جائے۔

وإذا کان الالتصاق بموضع لا یقید الحرکة بصورة کبیرة کأن یکون الالتصاق فی أصبع من قدم أو ید أو نحوهما فهنا یجوز نکاح أحدهما إذا کان النکاح فی حقه واجبا ,کأن یخشی علی نفسه الزنا ولا یصون نفسه إلا بالنکاح ,ولابد هنا من رضا المرأة والتوأم الآخر ,ویتم الجماع عن طریق الساتربین التوأمین إلا من الید فقط أو القدم فقط التی فیها الالتصاق.

Marfat.com

ہاں اگر دونوں کے جسموں کے درمیان التصاق (جوڑ۔گرہ۔Joint) ایسا ہلکا ہو جس سے حرکت کرنے میں کوئی بڑی رکاوٹ پیش نہیں آتی جیسے پاؤں یا ہاتھ کی انگلی یا جسم کے کسی دوسرے حصے میں تو ان میں سے کسی ایک کا نکاح اگر ضروری ہو جائے مثلاً اسے بدکاری میں پڑنے کا اندیشہ ہے اور نکاح کے بغیر پاکدامنی برقرار نہیں رکھ سکتا تو جائز ہے۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس کے ساتھ جڑا ہوا دوسرا شخص اور عورت نکاح کرنے پر راضی ہو۔ اور جماع کے وقت ساتھ جڑے ہوئے عضو کے علاوہ دوسرے سے مکمل پردہ کیا جائے۔

وإذا كان الالتصاق بجزء كبير من البدن ,فإنه لا يجوز له النكاح مطلقا – وكذلك الحكم إذا كان التوأمان الملتصقان رجلا وامرأة ,فإن كان الالتصاق خفيفا جاز النكاح بالضوابط السابقة، وإن كان كبيرا لم يجز مطلقا.

اگر التصاق (جوڑ۔گرہ۔Joint) جسم کے کسی بڑے حصے میں ہے تو اس صورت میں نکاح مطلقاً جائز نہیں۔ اور اگر کوئی مرد عورت آپس میں جڑے ہوئے ہیں تو ان کیلئے بھی یہی حکم ہے۔ یعنی ان کا نکاح نہیں کیا جاسکتا۔

وإذا كان التوأمان برأس واحدة حتى العنق جاز عقد النكاح له،وذلك على اعتبار أنه شخص واحد له ذكران. والله أعلم!وصلى الله وسلم على نبينا محمد.

أجاب عليهافضيلة الشيخ أ.د عبدالله بن محمدألطيار.

لیکن اگر صورت یہ ہے کہ دونوں کے سر گردن تک جڑے ہوئے ہیں تو یہ ایک ہی شخص کے حکم میں ہیں لہٰذا۔ اس کا نکاح جائز ہے۔

ڈاکٹر أبو البصل صاحب کی اپنی رائے

اس معاملے میں ڈاکٹر عبدالناصر موسی أبو البصل رئيس جامعة العلوم الاسلامية العالمية عمان. الاردن کی اپنی مدلل رائے گرامی یہ ہے:

التوائم الملتصقة بحسب المراجع الطبية تقرر أنهما من جنس واحد،فإما أن يكونا ذكرين أو أنثيين.أما فكرة (ذكر وأنثى ملتصقين) فأمر مستبعد فى حدودما اطلعت عليه نظرا للاختلاف فى الصبغيات (الكروموسومات– Chromosome) بين الذكروالأنثى ,والأصل أن يكون (حدوث التوائم الملتصقة تحديداً) من خَلية واحدةذكرا أو أنثى.

توأم متحد الجسم کے معاملے میں طبی مصادر و مراجع کا مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ دراصل ان کی ایک ہی جنس ہے۔ یا تو دو مرد ہو سکتے ہیں یا دو عورتیں۔ میری معلومات کی حد تک یہ ممکن نہیں کہ مرد

Marfat.com

عورت توأم اور متحد الجسم پیدا ہوں کیونکہ مرد اور عورت کا جرثومہ مختلف ہوتا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ متحد الجسم ایک ہی خلیہ سے وجود پاتے ہیں نہ کہ دو علیحدہ خلیوں سے۔

کروموزوم کی حقیقت

دراصل انسانی جسم کے تولیدی خلیات (Reproductive cells) میں ایک جوہر پایا جاتا ہے، جسے Chromosomes کہتے ہیں۔ اور ان میں تمام موروثی خصوصیات موجود ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ انہی کے ذریعے بالوں کے رنگ، آنکھوں کے رنگ اور جنس کی تعیین ہوتی ہے۔ تولیدی خلیہ میں کروموزوم کے جوڑے پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک جوڑا جنس (Sex) کی تعیین کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔ اسے .Sex Chromosome کہا جاتا ہے۔ یہ جوڑا دو طرح کے کروموزوم پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک کو X کروموزوم اور دوسرے کو Y کروموزوم کہتے ہیں۔

عورت کے بیضہ (Ovum) میں سیکس کروموزوم کا جوڑا پایا جاتا ہے۔ اور اس کے دونوں کروموزوم X نوعیت کے ہوتے ہیں، اسی بنا پر انہیں *Homogametic* کہا جاتا ہے، جب کہ مرد کے نطفہ (Sperm) میں پایا جانے والا سیکس کروموزوم کا جوڑا دو الگ الگ نوعیت کے X اور Y کروموزوم پر مشتمل ہوتا ہے۔ اسی بنا پر انھیں Hetrogametic کہا جاتا ہے۔ استقرار حمل (*Fertilization*) کے وقت عورت کے بیضہ سے ایک کروموزوم نکلتا ہے، اسی طرح مرد کے نطفے سے ایک کروموزوم نکلتا ہے اور دونوں کے اتصال واتحاد سے استقرار حمل کا عمل انجام پاتا ہے۔ عورت کے بیضہ سے نکلنے والا کروموزوم ہر حال میں X ہوتا ہے، جب کہ اس سے ملنے والا نطفہ مرد کا کروموزوم X بھی ہوسکتا ہے اور Y بھی۔ اگر عورت کے X کروموزوم سے مرد کا X کروموزوم ملتا ہے تو اس صورت میں لڑکی پیدا ہوتی ہے۔ اور اگر اس سے مرد کا Y کروموزوم ملتا ہے تو لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ اب عورت کے X کروموزوم سے مرد کا X اور Y میں سے کون سا کروموزوم ملے؟ اس میں انسانی کوشش کا کچھ بھی دخل نہیں ہوتا، یہ محض تقدیر الٰہی پر منحصر ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو کروموزم جنین (Foetus) کی جنس متعین کرتا ہے اور جس سے طے ہوتا ہے کہ آئندہ پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہوگا یا لڑکی، وہ مرد سے حاصل ہوتا ہے، نہ کہ عورت سے۔

قرآن کریم نے اس سلسلے میں جو لطیف تعبیر اختیار کی ہے اس سے مذکورہ بالا سائنسی بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ'' ۲:البقرة ۲۲۳: تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں۔ کھیتی کا کام یہ ہوتا ہے کہ اس میں جو بیج ڈالا جائے اسے پروان چڑھائے اور اس کی اچھی پیداوار کرے۔ اگر کسی کھیت میں گیہوں کے بیج ڈالے جائیں گے تو اس سے گیہوں ہی پیدا ہوگا۔ اگر اس میں چنا یا جوار کے بیج ڈالے جائیں گے تو چنا یا جوار ہی اُگے گا۔ یہ ناممکن ہے کہ بیج تو چنا یا جوار کا ڈالا جائے اور امید گیہوں اُگنے کی رکھی جائے اور جب گیہوں نہ اُگے تو کھیت کو قصوروار قرار دیا جائے۔

Marfat.com

مفسرین کرام نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں یہی بات کہی ہے۔علامہ زمحشری فرماتے ہیں۔اس آیت میں عورتوں کو جو کھیت سے تشبیہ دی گئی ہے یہ مجازی ہے (حقیقت کے برعکس) اوران کے رحم میں ڈالے جانے والے نطفہ کو، جس سے نسل انسانی کا سلسلہ چلتا ہے، بیج کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔

الکشاف، مکتبہ العبیکان، الریاض.

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ''اس آیت میں عورتوں کو کھیتی بطور تشبیہ کہا گیا ہے۔گویا عورت زمین کے مثل ہے، جس میں کاشت کی جاتی ہے، نطفہ بیج کے مثل ہے اور پیدا ہونے والا بچہ پیداوار کے مثل۔''

التفسیر الکبیر للرازی رحمہ اللہ تعالیٰ -دارالفکر، بیروت.

علامہ راغب اصفہانی نے اس موقع پر ایک نکتہ کی بات کہی ہے۔انہوں نے لکھا ہے:''کھیتی کے لیے عربی زبان میں دو الفاظ مستعمل ہیں: ایک ''حرث'' اور دوسرا ''زرع''دونوں الگ الگ معنوں میں مستعمل ہیں۔ حرث: کہتے ہیں زمین میں بیج ڈالنے اوراسے کاشت کے لیے تیار کرنے کو۔اور زرع کہتے ہیں زمین سے جو کچھ آگے اس کی دیکھ بھال کرنے کو۔سورہ واقعہ کی آیات ۶۳-۶۴ میں یہ دونوں الفاظ الگ الگ معنوں میں آئے ہیں۔ یہاں سورہ بقرہ کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ''زرع'' کا لفظ نہیں، بلکہ ''حرث'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔گویا عورتیں کھیتی کے مثل ہیں، جس میں مرد بیج ڈالتے اور پیداوار چاہتے ہیں'' تفسیر الراغب الاصفہانی.

مقالہ: ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی۔ماہنامہ زندگی۔نئی دہلی مارچ 2012

حمل کے مراحل و کیفیات

لاقحہ: ماں اور باپ کے تولیدی خلیات کے ملاپ (یعنی اخصاب پر بننے والے نئے خلیے کو لاقحہ کہا جاتا ہے جو کہ ایک نئے بچے کی ابتداء ہوتی ہے اور پھر یہ چوتھے روز کے بعد سے جنین (embryo) کہلایا جانے لگتا ہے۔آسان الفاظ میں تو لاقحہ کو یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ انسان سمیت کسی بھی جاندار کا پہلا خلیہ (cell) ہوتا ہے یعنی کہ اس جاندار کی اس دنیا میں آمد یا اسکی زندگی کی ابتداء ہوتی ہے۔اس کی تفصیلی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ: اخصاب (fertilization) کے عمل میں بننے والے خلیے کو لاقحہ یا zygote کہا جاتا ہے، اور چونکہ اخصاب کا مطلب مذکر اور مؤنث کے تولیدی خلیہ ن کا ملاپ ہوتا ہے لہٰذا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ نر کے تولیدی خلیے (نطفہ) اور مادہ کے تولیدی خلیے (بیضہ) کے ملاپ سے بننے والا نیا خلیہ لاقحہ کہلاتا ہے، پھر لاقحہ، ماں اور باپ کی جانب سے آنے والے ڈی این اے میں موجود معلومات کی مدد سے، نیچے بیان کردہ مختلف مراحل سے گذرنے کے بعد جنین یا embryo بنا دیتا ہے۔

Marfat.com

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس اخصاب کے عمل کے دوران بننے والے نئے خلیہ یعنی لاقحہ میں چونکہ نر اور مادہ کی جانب سے آنے والے خلیات ملتے ہیں اس لیے اس نئے خلیے میں مرکزی مادہ، نر اور مادہ کی جانب سے آنے والے خلیات کی نسبت دوگنا ہو جاتا ہے اور اسی لیے اس کو دولونیہ یا diploid خلیہ کہا جاتا ہے جبکہ نر اور مادہ (باپ اور ماں) کے کئی طرق سے آنے والے تولیدی خلیات نیم لونیہ یا haploid ہوتے ہیں۔

اگر نر اور مادہ کے جفت ہوتے وقت ایسا ہو جائے کہ مادہ کے دو بیضے (یا انڈے) بیک وقت ہی اخصاب شدہ ہو جائیں (یعنی نر کے نطفے کے ساتھ مل جائیں) تو پھر ایسی صورت میں دو لاقحے بن جائیں گے جو کہ پیٹ میں پرورش پا کر دو (جڑواں) بچوں کی پیدائش کا باعث ہوں گے، ایسے جڑواں بچے کہ جو اخصاب کے وقت دو بیضوں سے بنے ہوں دولاقحی (dizygotic) کہلاتے ہیں۔ لیکن اگر اخصاب (یعنی نر نطفے اور مادہ انڈے کے ملاپ) کے وقت ایک ہی بیضہ نطفے کے ساتھ ملے اور پھر اس ملاپ کے بعد یہ دو حصوں میں تقسیم ہو جائے جو کہ پرورش پا کر الگ الگ دو جنین بنا دیں تو ایسے جڑواں بچوں کو یک لاقحی (monozygotic) کہا جاتا ہے۔

نر اور مادہ کے تولیدی خلیات ملنے سے پیدائش تک کے تین اہم مراحل کی تفصیل اس طرح ہے: سب سے پہلے لاقحہ بنتا ہے: جس کا دورانیہ اخصاب تا چوتھا دن ہے۔ جس کے بعد جنین۔ جس کا دورانیہ چوتھے روز سے آٹھواں ہفتہ ہے اور پھر حمیل بنتا ہے: جس کا دورانیہ ۹ ویں ہفتے سے پیدائش تک ہے۔

آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا: http//ur.wikpedia.org/wiki

The Biology of Twins

Identical twins (monozygotic) result when a single fertilized egg splits after conception. The resulting twins are the same sex and genetically alike, with similar foot and hand prints, but different fingerprints and teeth marks. The egg then splits into two genetically identical halves. They share 100% of their genes. Fraternal twins (dizygotic) result when two eggs are released by the mother at the same time and each egg is fertilized by a different sperm. Fraternal twins can be of the same or opposite sex. They share up to 50% of their genes, and are no more alike or different than any two siblings

Marfat.com

would be, but there bond is just as special.

Half Identical Twins (Polar Body Twinning)

These twins occur when the mother's egg splits before fertilization and then each half is then fertilized by a sperm.

Twins of Two

They have different fathers and are formed when two eggs are released by the mother and each egg is fertilized by sperm from two different fathers.

Conjoined Twins

They are products of a single egg that for unknown reasons fail to divide fully into identical twins. One child in 50,000 is born connected to another. About 500 such babies are known to have survived their first year, and fewer than a dozen are living in the United States today.

http://www.twinsworld.com/state.shtml-

ت : ہم شکل جڑواں بچے ایک ہی انڈے اور نطفہ کے ملاپ سے بیضہ بننے کے بعد تقسیم ہونے سے بنتے ہیں۔ یہ جڑواں بچے ایک ہی جنس کے ہوتے ہیں۔ اوران کی جینیات بھی ایک جیسی ہوتی ہے۔ پاؤں اور ہاتھ کے پرنٹ ایک جیسے ہوتے ہیں۔ لیکن انگلیوں کے نشان (Prints) اوردانتوں کے نشان مختلف ہوتے ہیں۔ پھر بیضہ دو یکساں حصوں میں تقسیم ہوجاتا ہے۔ جن کی جنسیات سو فیصد ایک جیسی ہوتی ہے۔

جبکہ غیر ہم شکل جڑواں بچے (دو بیضے) اس وقت وجود میں آتے ہیں کہ جب دو انڈے ایک ہی وقت میں نکلتے ہیں اور ہر انڈہ ایک مختلف نطفہ سے جاملتا ہے۔ جبکہ غیر ہم شکل جڑاوں بچے دونوں ایک جیسے یا مختلف جنس کے بھی ہوسکتے ہیں۔ ان کی پچاس فیصد جینیات ایک جیسی ہوتی ہیں۔ اوروہ اس طرح ایک دوسرے کے ہم شکل ہوتے ہیں جیسے حقیقی بہن بھائی۔ اوران کے درمیاں ایک خاص قسم کا رشتہ ہوتا ہے۔ جزوی ہم شکل جڑواں بچے۔ جزوی طور پر ہم شکل جڑواں بچے اس وقت بنتے ہیں جب انڈہ بیضہ بننے سے پہلے ہی دو میں تقسیم ہوجاتا ہے اور ہر حصہ کسی دوسرے مختلف نطفہ سے جاملتا ہے۔

Marfat.com

دوجڑواں بچے: ان کے باپ مختلف ہوتے ہیں اس صورت میں ماں سے دوانڈے نکلتے ہیں۔ جس کے بعد ہر انڈہ مختلف نطفہ (جو دو مختلف باپوں کا ہو) سے جاملتا ہے۔ توأم متحدالجسم۔ یہ اس وقت بنتے ہیں جب کسی نامعلوم وجہ سے ایک انڈہ مکمل طور پر دو میں تقسیم نہیں ہوتا اور اس اس کا تناسب پچاس ہزار پیدائشوں میں سے ایک ہے۔ جس میں بچے جڑے رہتے ہیں۔ اور ان میں سے تقریباً پانچ سو بچے ایک سال تک زندہ رہتے ہیں۔ اور ایک درجن سے کم بچے آج بھی امریکہ میں حیات ہیں۔

Conjoined twins

Births of conjoined twins, whose skin and internal organs are fused together, are rare. Conjoined twins occur once every 200,000 live births, and their survival is anything but assured.

Approximately 40 to 60 percent of conjoined twins arrive stillborn, and about 35 percent survive only one day. The overall survival rate of conjoined twins is somewhere between 5 percent and 25 percent. For some reason, female siblings seem to have a better shot at survival than their male counterparts. Although more male twins conjoin in the womb than female twins, females are three times as likely as males to be born alive. Approximately 70 percent of all conjoined twins are girls.

How They Are Formed

Conjoined twins are genetically identical, and are, therefore, always the same sex. They develop from the same fertilized egg, and they share the same amniotic cavity and placenta.

Twinning occurs one of two ways: either a woman releases two eggs instead of the usual one or she produces only one egg that divides after fertilization. If she releases two eggs, which are fertilized by

Marfat.com

separate sperm, she has fraternal twins. When a single, fertilized egg divides and separates, she has identical or paternal twins. In the case of conjoined twins, a woman only produces a single egg, which does not fully separate after fertilization. The developing embryo starts to split into identical twins during the first few weeks after conception, but stops before the process is complete. The partially separated egg develops into a conjoined fetus.

Source: Conjoined Twins Facts | University of Maryland Medical Center College Park, Maryland 20742-0001, United States of America

Website: http://www.umd.edu

ت : ایسے توأم متحد الجسم بچے جن کی جلد اور اندرونی اعضا جڑے ہوتے ہیں نایاب ہیں کیونکہ ان کا تناسب دو لاکھ زندہ پیدائشوں میں سے ایک ہے۔ اوران کی حیات بھی غیر یقینی ہوتی ہے۔ تقریبا 40 سے 60 فیصد اس طرح کے بچے مردہ پیدا ہوتے ہیں۔اور 35 فیصد صرف ایک دن تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ مجموعی طور پر توأم متحد الجسم بچے 5 سے 25 فیصد ہی زندہ رہتے ہیں۔اور دیکھنے میں آیا ہے کہ نر بچوں کی نسبت مادہ بچے زیادہ حیات رہتے ہیں حالانکہ رحم میں مادہ کی نسبت نر جڑواں بچوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے جبکہ مادہ نسبتاً تین گنا زیادہ حیات پیدا ہوتے ہیں۔ توأم متحد الجسم میں تقریبا ستر فیصد لڑکیاں ہوتی ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اس طرح کے بچے کیسے بنتے ہیں؟۔ توأم متحد الجسم بچوں کی جینیات ایک جیسی ہوتی ہے لہٰذا وہ ایک جنس کے ہوتے ہیں اور ایک ہی بیضہ سے بنتے ہیں ان کے پانی کی ایک ہی تھیلی اور نالی ہوتی ہے۔ جڑواں بچوں کے وجود میں آنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ یا تو عورت ایک کے بجائے دو انڈے پیدا کرتی ہے یا پھر ملاپ کے بعد ایک ہی انڈہ دو میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ جب دو انڈے بنتے ہیں تو ان کا ملاپ دو مختلف نطفوں سے ہوتا ہے۔ جس میں غیر ہم شکل جڑواں بچے پیدا ہیں۔

توأم متحد الجسم کے پیدا ہونے کی صورت میں دراصل عورت ایک ہی انڈہ بناتی ہے جو کہ ملاپ کے بعد مکمل طور پر تقسیم نہیں ہوتا لہٰذا بڑھتا ہوا (embryo) جو بچے کی ابتدائی شکل ہوتی ہے۔ جب ابتدائی ہفتوں میں ہم شکل جڑواں بچوں میں تقسیم ہونے لگتا ہے تو یہ عمل مکمل ہونے سے پہلے ہی رک جاتا ہے۔اور بیضہ کی نامکمل تقسیم کی وجہ سے

Marfat.com

تو أم متحد الجسم بچوں کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

اب جب یہ ثابت ہو گیا ہے کہ توأم متحدالجسم صرف دو مرد یا دو عورتیں ہی ہو سکتی ہیں اس کے برعکس نہیں تو انہیں دو حالتوں کو سامنے رکھتے ہوئے چند مسائل بیان کیے جاتے ہیں:

الأصل فی مسئلة الزواج أنه مشروع ویأخذلدي کثیرمن العلماء الأحکام الخمسة .

وفی مسئلة الزواج التوائم الملتصقة علی اعتبار أنهما شخصان لا شخصا واحدالا یمکن أن نصدرحکما واحدا لجمیع الحالات و بیان ذالک فی الأتی.

اصل یہ ہے کہ توأم متحدالجسم کا نکاح بھی مشروع اور علمائے امت کے نزدیک پانچ شرعی احکام: واجب مستحب، حرام، مکروہ اور مباح میں سے کسی نہ کسی حکم میں داخل ہے۔ اور متحدالجسم کے نکاح کے مسئلے میں جب انہیں ایک شخص کے بجائے دو تصور کیا جائے تو یہ ممکن ہی نہیں رہتا کہ ہم تمام حالات میں ان کیلئے ایک ہی حکم نافذ کر سکیں جس کی چند صورتیں اس طرح ہیں:

01 : لایجوزلشخص واحدأن یعقدعلی الملتصقین (أنثیین) باتفاق لعدم جوازالعقدعلی الأختین . ویمکن القول بالجوازفی حالة التوأم الطفیلی فقط ، حیث یکون الجسم الثانی متطفلاعلی الأول ولا یشکل شخصاآخر فالمحاذیرغیرمتوافرة

کسی ایک شخص کیلئے جائز نہیں کہ وہ دو متحدالجسم عورتوں سے نکاح کرے کیونکہ یہ صورت دو حقیقی بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے کے مترادف اور ممنوع ہے۔ ہاں اس صورت میں جواز کی گنجائش موجود ہے کہ جب ایک جسم تو مکمل صورت میں ہے مگر دوسرا نامکمل اور طفیلی حیثیت میں۔ نہ کہ دوسرے مستقل جسم اور شخص کی حیثیت میں تو اس صورت میں شرعی محاذیر (پابندیاں) کم ہونے سے صورت مسئلہ تبدیل ہو جاتی ہے۔

02 : لا یجوز للملتصقین (ذکرین) العقد علی إمرأة واحدة لعدم جوازالاشتراک فی امرأة باتفاق العلماء .

دو متحدالجسم مرد کسی ایک عورت سے نکاح نہیں کر سکتے کیونکہ دو مردوں کا ایک عورت میں اشتراک باتفاق علمائے امت کسی صورت میں جائز نہیں۔

03 : إذا کانت لکل من الملتصقین أعضاؤه التناسلیة مستقلة و کان الالتصاق بحیث یمکن معه المعاشرة الزوجیة مع الستر وعدم ارتکاب محظور فیمکن القول بجواز زواج هذا النوع من حالات الالتصاق مع الالتزام بقواعد غض البصروحفظ الأسرار......

Marfat.com

جب دو اس طرح متحد الجسم ہوں کہ ان کے اپنے اپنے مستقل جنسی اعضاء ہیں اور التصاق (جوڑ۔ گرہ۔ Joint) کی نوعیت ایسی ہے کہ ازدواجی تعلق قائم کرتے ہوئے ممکن حد تک پردے اور دیگر خرابیوں سے بچ سکتے ہیں تو اس قسم کی صورت میں نکاح کے جواز کا فتوی دیا سکتا ہے۔

04 : إذا كان لكل من الملتصقين أعضاؤه وكان أحدهما عاقلا واعيا والآخر بخلاف ذلك ولا يضر وجوده على الآخر من حيث الاطلاع والوجود مع أخيه فهذا إن وجد يمكنه الزواج لعدم وقوع المحظور.

جب دو متحد الجسم میں سے ایک عاقل اور سمجھدار ہے مگر دوسرا نہیں۔ جس کی موجودگی اپنے جڑواں کیلئے مضر و مخل نہیں تو ایسے شخص کے نکاح کیلئے بھی جواز ہوسکتا ہے کیونکہ یہاں بھی رکاوٹیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔

05: إذا كان الملتصقان بحيث لا يمكن لأحدهما المعاشرة دون الانكشاف منهما واطلاعهما على العورات التي لا يجوز للآخر الاطلاع عليها وكان الزواج غير واجب على طالب الزواج منهما ففي هذه الحالة يمتنع الزواج. ويمنعان من إجرائه ,أما إذا كان الزواج بحقه واجبا فتطبق قواعد تعارض المصالح والمفاسد ولكل حالة حكمها " والضرورات تبيح المحظورات " خاصة أنه سيقع في المحرم لا محالة ,وتراعي أحكام الستر ما أمكن .

جب دو توأم اس طرح متحد الجسم ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی دوسرے کی مداخلت اور بے ستری کے بغیر ازدواجی تقاضے پورے نہیں کرسکتا۔ اور اس کیلئے نکاح واجب بھی نہیں یعنی بغیر نکاح گزارہ کرسکتا ہے تو ان کے نکاح پر پابندی عاید کی جائے گی۔ لیکن اگر نکاح اس کے حق میں واجب کا درجہ رکھتا ہے تو پھر مصالح و مفاسد کو سامنے رکھتے ہوئے شرعی اصول "الضرورات تبيح المحظورات" ضرورتیں ممنوعات کو مباح کردیتی ہیں: کے تحت دیکھا جائے گا کہ اگر واقعی اس کے حرام میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے تو ممکن حد تک ستر کے احکام کو یقینی بنانے کے بعد نکاح جائز قرار دیا جائے گا۔

الضرورات تبيح المحظورات :ليس بحديث وهو كلام صحيح : معجم المناهي اللفظية وفوائد في الألفاظ–المؤلف: بكر بن عبد الله أبو زيد بن محمد بن عبد الله بن بكر بن عثمان بن يحيى بن غيهب بن محمد (المتوفى 1429هـ. الناشر: دار العاصمة للنشر والتوزيع -الرياض.

06: إذا كان الملتصقان برأسين وصدرين ولكن بحوض واحد وساقين وفرج واحد ففي هذه الحالة يمتنع الزواج ويحظر عليها إجراء العقد. إلا إذا كان بالاستطاعة (مع الاستعانة بالطب) معرفة من هو صاحب الأعضاء التناسلية منهما (لئلا تختلط الأنساب ابتداء) فتطبق

Marfat.com

على هذه الحالة حينئذ أحكام الحالات السابقة.

جب دوتو أم اس طرح متحد الجسم ہوں کہ ان کے سر اور سینے تو علیحدہ علیحدہ ہیں مگر دھڑ ایک ہی ہے اس کے بعد پنڈلیاں تو دو ہیں مگر فرج ایک ہی ہے تو ان کے نکاح پر پابندی عاید کی جائے گی سوائے اس صورت کے کہ طب کی مدد سے یہ تعین کرلیا جائے کہ ان میں سے اعضائے تناسل دراصل کس کے ساتھ ہیں اور کس کے نہیں تاکہ نسب میں اختلاط واقع نہ ہو اور باقی معاملات کی تطبیق میں گزشتہ احکامات کو ملحوظ رکھا جائے گا۔

07: إذا كان الملتصقان أنثيين يكون لاعتبارات احتمالات الحمل وتأثيره على الجسدين الملتصقين دور في توجيه الحكم الشرعي لزواجهما أو إحداهما لمالهذا الموضوع من خطورة على الجسدالملتصق.

جب دوتو أم لڑکیاں متحد الجسم ہوں تو ان کے حمل کے احتمال کی مختلف صورتوں اور جڑے ہوئے دونوں جسموں پر حمل کے اثرات کو ان میں سے دونوں یا کسی ایک کے نکاح کے شرعی حکم میں ملحوظ رکھا جائے گا۔

واقول

تمام مندرجہ بالا آثار، نظائر اور ابحاث سے جو نتیجہ میں اخذ کرسکا ہوں اس کو ایک حدیث شریف کے ساتھ ملا کر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ آرَابٍ: وَجْهُهُ، وَكَفَّاهُ، وَرُكْبَتَاهُ، وَقَدَمَاهُ.

الخبر أخرجوه في الصلاة: مسلم في (باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والثوب. وأبو داود في (باب أعضاء السجود والترمذي في (باب ما جاء في السجود على سبعة أعضاء. وقال: حسن صحيح. والنسائي في (باب على كم السجود، وتفسير ذلك وابن ماجه في (باب السجود)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے سات اعضائے جسم سجدہ کرتے ہیں اس کا چہرہ (پیشانی) دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔ بعض روایات میں الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضرات ائمہ ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ متفق ہیں کہ سات اعضائے جسم پر سجدہ مشروع ہے، پیشانی، دو ہاتھ، دو گھٹنے، اور دو قدم۔ البتہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیشانی یا ناک دونوں میں سے صرف ایک پر سجدہ فرض ہے۔ اور پیشانی کے ساتھ ناک کا زمین سے لگانا سنت ہے۔

Marfat.com

اب سوال یہ ہے کہ تو اُم متحد الــجســم جس کے اضافی اعضاء کی مختلف کیفیات ہیں اور بسا وقات تمام اعضائے جسم کے ساتھ اضافی اور طفیلی اعضاء جڑے ہوئے ہیں جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے اس کیلئے کیا حکم ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح وضو اور نماز میں ہر عضو جو اپنے اصل مقام پر ہے اس پر حکم لگایا جائے گا کیونکہ اصل مقام پر صرف ایک ہی عضو ہو سکتا ہے دوسرا لازماً اضافی اور طفیلی ہے جس پر حکم نافذ نہیں ہوگا۔ اسی طرح نکاح کے باب میں بعض کیفیات کو اس صورت پر قیاس کرتے ہوئے صرف اس عضو کو ملحوظ رکھا جائے گا جو اصل مقام پر ہے۔ مگر ہمیشہ اور ہر صورت میں نہیں لہٰذا اس قسم کے نادر الوقوع حالات میں وقت کے جید اور ماہرین فن علمائے کرام سے رجوع کیا جانا ضروری ہے تاکہ صورت حکم کے بجائے مقصد حکم کو پورا کیا جا سکے۔ واللہ اعلم بالصواب!

مولانا مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے

سوال: یہاں بہاولپور میں دو تــو اُم لڑکیاں متحد الجسم ہیں۔ یعنی جس وقت وہ پیدا ہوئیں تو ان کے کندھے، پہلو، کولہے کی ہڈی تک آپس میں جڑے ہوئے تھے۔ اور کسی طرح ان کو جدا نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اپنی پیدائش سے اب جوان ہونے تک وہ ایک ساتھ چلتی پھرتی ہیں۔ ان کو بھوک ایک ہی وقت لگتی ہے، پیشاب پاخانہ کی حاجت ایک ہی وقت ہوتی ہے۔ حتّٰی کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو کوئی عارضہ لاحق ہو تو دوسری بھی اسی مرض میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ ان کا نکاح ایک مرد سے ہو سکتا ہے یا نہیں، نیز اگر دونوں بیک وقت ایک مرد کے نکاح میں آ سکتی ہیں تو اس کیلئے شرعی دلیل کیا ہے؟ مقامی علماء نہ ایک مرد سے نکاح کی اجازت دیتے ہیں اور نہ دو سے۔ ایک مرد سے ان دونوں کا نکاح قرآن کی اس آیت کی رو سے درست نہیں جس میں بتایا گیا ہے کہ دو حقیقی بہنیں بیک وقت ایک مرد کے نکاح میں نہیں آ سکتیں " وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ : ۰۴ : النساء ۲۳ : "(اور تمہارا دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا بھی حرام ہے، ہاں جو گزر چکا سو گزر چکا) اس حکم کو بنیاد بنا کر اگر دو مردوں کے نکاح میں ان دو متحد الجسم عورتوں کو دے دیا گیا تو مندرجہ ذیل دشواریاں ایسی ہیں جن کو دیکھ کر علماء نے سکوت اختیار کر لیا ہے۔ مثلاً:

۰۱ : اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ ایک مرد اپنی منکوحہ نامزد بیوی تک ہی اپنے صنفی تعلقات کو محدود کر سکے گا اور دوسری متحد الجسم عورت سے جو اس کے نکاح میں نہیں ہے تعرض نہ کرے گا؟

۰۲ : یہ دوسری عورت جو اپنی بہن سے متحد الجسم ہونے کے ساتھ متــحــد الــمــزاج بھی ہے زوجی تعلق کے وقت متاثر نہ ہوگی۔

۰۳ : دو مردوں سے ایسا نکاح جس میں دونوں عورتیں (صنفی تعلقات کے وقت) متاثر ہوتی ہوں، ان کی حیاء مجروح ہوتی ہو ان میں رقیبانہ جذبات پیدا ہوتے ہوں، کیا نکاح کی اس روح کے منافی نہیں جس میں بتایا گیا ہے کہ

Marfat.com

''وَجَعَلَ بَيۡنَكُمۡ مَوَدَّةً : ۳۰:الروم ۲۱:'' وَجَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا لِيَسۡكُنَ إِلَيۡهَا : ۰۷: الأعراف : ۱۸۹۔

۰۴ : نکاح کا ایک بڑا مقصد افزائش نسل ہے اور والدین اور مولود میں شفقت بھی ہے۔ دو مردوں کا یہ نکاح اس تعلق پر کلہاڑا چلاتا ہے۔ اور بھی مفاسد ہیں جن کو یہاں نظرانداز کیا جاتا ہے۔

براہ کرم شریعت کی روشنی میں اس سوال کو حل کیجیے تاکہ یہ تذبذب دور ہو۔ ان عورتوں کے والدین ان کا نکاح کر سکیں۔ اور اس فتنہ کا سد باب ہو جو جوان ہونے کی وجہ سے ان کو لاحق ہے۔

جواب : ان دونوں لڑکیوں کے معاملہ میں چار صورتیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ دونوں کا نکاح دو الگ شخصوں سے ہو۔ دوسری یہ کہ ان میں سے کسی ایک کا نکاح ایک شخص سے کیا جائے اور دوسری محروم رکھی جائے۔ تیسری یہ کہ دونوں کا نکاح ایک ہی شخص سے کر دیا جائے۔ چوتھی یہ کہ دونوں ہمیشہ نکاح سے محروم رہیں؟ ان میں سے پہلی دو صورتیں تو ایسی صریح ناجائز، غیر معقول اور ناقابل عمل ہیں کہ ان کے خلاف کسی استدلال کی حاجت نہیں۔ اب رہ جاتی ہیں آخری دو صورتیں۔ یہ دونوں قابل عمل ہیں۔ مگر ایک صورت کے متعلق علما کہتے ہیں کہ یہ چونکہ جمع بین الاختین کی صورت ہے جسے قرآن میں حرام قرار دیا گیا ہے، اس لیے لامحالہ آخری صورت پر ہی عمل کرنا ہوگا۔ بظاہر علماء کی یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ دونوں لڑکیاں تُوأَمۡ بہنیں ہیں اور قرآن کا یہ حکم صاف اور صریح ہے۔

لیکن اس پر دو سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ ان لڑکیوں کو دائمی تجرد پر مجبور کیا جائے اور یہ ہمیشہ کیلئے نکاح سے محروم رہیں؟ اور کیا قرآن کا یہ حکم واقعی اس مخصوص اور نادر صورت حال کیلئے ہے جس میں یہ دونوں لڑکیاں پیدائشی طور پر مبتلا ہیں؟

میرا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس مخصوص حالت کیلئے نہیں ہے۔ بلکہ اس عام حالت کیلئے ہے جس میں دو بہنوں کے الگ الگ مستقل وجود ہوتے ہیں اور وہ ایک شخص کے جمع کرنے سے ہی بیک وقت ایک نکاح میں جمع ہو سکتی ہیں ورنہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ عام حالات کیلئے حکم بیان کرتا ہے اور مخصوص، شاذ، اور نادر الوقوع یا عسیر الوقوع حالات کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس طرح کے حالات سے اگر سابقہ پیش آجائے تو تفقہ کا تقاضا یہ ہے کہ عام حکم کو ان پر جوں کا توں چسپاں کرنے کے بجائے صورت حکم کو چھوڑ کر مقصد حکم کو مناسب طریقے سے پورا کیا جائے۔

اس کی نظیر یہ ہے کہ شارع نے روزے کیلئے بہ الفاظ صریح یہ حکم دیا ہے کہ طلوع فجر کے ساتھ اس کو شروع کیا جائے اور رات کا آغاز ہوتے ہی افطار کر لیا جائے '' وَكُلُوا وَاشۡرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الۡخَيۡطُ الۡأَبۡيَضُ مِنَ الۡخَيۡطِ الۡأَسۡوَدِ مِنَ الۡفَجۡرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيۡلِ () ۰۲: البقرة ۱۸۷''

یہ حکم زمین کے ان علاقوں کیلئے ہے جن میں دن رات کا الٹ پھیر چوبیس گھنٹوں کے اندر پورا ہو جاتا ہے۔ اور حکم اس

Marfat.com

شکل میں بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ زمین کی آبادی کا بیشتر حصہ انہی علاقوں میں رہتا ہے۔ اب ایک شخص سخت غلطی کرے گا اگر اس حکم کو ان مخصوص حالات پر جوں کا توں چسپاں کر دے گا جو قطب شمالی کے قریب علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ جہاں رات اور دن کا طول کئی کئی مہینوں تک ممتد ہو جاتا ہے۔ ایسے علاقوں کیلئے یہ کہنا کہ وہاں بھی روزہ شروع کیا جائے اور رات آنے پر کھولا جائے۔ یا یہ کہ وہاں سرے سے روزہ ہی رکھا نہ جائے کسی طرح صحیح نہ ہوگا۔ تفقہ کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے مقامات پر صورت حکم کو چھوڑ کر کسی دوسری مناسب صورت سے حکم کا منشا پورا کیا جائے۔ مثلاً یہ کہ روزوں کیلئے ایسے اوقات مقرر کر لیے جائیں جو زمین کی بیشتر آبادی کے اوقات صوم سے ملتے جلتے ہوں۔

یہی صورت میرے نزدیک ان دو لڑکیوں کے معاملہ میں بھی اختیار کرنی چاہیے جن کے جسم آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ ان کے نکاح دو الگ شخصوں سے کرنے یا سرے سے نکاح ہی نہ کرنے کی تجویزیں غلط ہیں۔ ان کے بجائے ہونا یہ چاہیے کہ '' أَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ '' کے ظاہر کو چھوڑ کر صرف اس کے منشاء کو پورا کیا جائے۔ حکم کا منشاء یہ ہے کہ دو بہنوں کو سوکناپے کی رقابت میں مبتلا کرنے سے پرہیز کیا جائے۔ یہاں چونکہ ایسی صورت حال درپیش ہے کہ دونوں کا نکاح یا تو ایک ہی شخص سے ہوسکتا ہے یا پھر کسی سے نہیں ہوسکتا۔ اس لیے یہ فیصلہ انہی دونوں بہنوں پر چھوڑ دیا جائے کہ آیا وہ بیک وقت ایک شخص کے نکاح میں جانے پر راضی ہیں یا دائمی تجرد کو ترجیح دیتی ہیں۔ اگر وہ پہلی صورت کو خود قبول کر لیں تو ان کا نکاح کسی ایسے شخص سے کر دیا جائے جو انہیں پسند کرے۔ اور اگر وہ دوسری صورت ہی کو ترجیح دیں تو پھر اس ظلم کی ذمہ داری سے ہم بھی بری ہیں اور خدا کا قانون بھی۔

اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ بالفرض یہ دونوں ایک شخص کے نکاح میں دے دی جائیں اور بعد میں وہ ان میں سے کسی ایک کو طلاق دے دے تو کیا ہوگا؟ میں کہتا ہوں کہ اس صورت میں دونوں اس سے جدا ہو جائیں گی۔ ایک اس لیے کہ اسے طلاق دی گئی اور دوسری اس لیے کہ وہ اس سے کوئی تمتع نہیں کرسکتا۔ جب تک کہ خلوت اجنبیہ کے جرم کا ارتکاب نہ کرے۔ یہی نہیں بلکہ وہ اسے اپنے گھر پر بھی نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ مطلقہ لڑکی کو اپنے گھر رہنے پر مجبور کرنے کا اسے حق نہیں ہے اور غیر مطلقہ لڑکی اس کے گھر اس وقت تک نہیں رہ سکتی جب تک کہ مطلقہ لڑکی بھی اس کے ساتھ نہ ہو۔ لہٰذا جب وہ ان میں سے ایک کو طلاق دے گا تو دوسری کو خلع کے مطالبے کا جائز حق حاصل ہو جائے گا۔ اگر وہ خلع نہ دے تو عدالت کا فرض ہے کہ اسے خلع پر مجبور کرے۔ یہ لڑکیاں اپنی پیدائش ہی کی وجہ سے ایسی ہیں کہ کوئی شخص نہ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے اور نہ کسی ایک کو طلاق دے سکتا ہے۔ ان کا نکاح بھی ایک ساتھ ہوگا اور طلاق بھی ''

ترجمان القرآن، صفحہ ۱۳۷۴ھ۔ جنوری ۱۹۵۴ء۔ رسائل ومسائل ج ۳ تالیف الاستاذ سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علامہ خالد سیف اللہ رحمانی کی رائے

" اگر کوئی عورت خلقی طور پر اس طرح ہو کہ اس کے تمام اعضا جوڑے جوڑے ہوں اور آپریشن کے ذریعہ ان دونوں کی ایک دوسرے سے علیحدگی نہ ہو تو سوال یہ ہے کہ اس عورت کا جو دراصل دو عورتوں کا مجموعی وجود ہے کس طرح نکاح کیا جاسکتا ہے؟

ان میں تین ہی صورتیں ممکن ہیں۔ یا تو دونوں کو ایک کے نکاح میں دیا جائے گا مگر قرآن نے صراحۃً اس کی ممانعت کی ہے کہ ایک شخص کے نکاح میں دو بہنوں کا اجتماع ہو جائے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں کو دو الگ مردوں کی زوجیت میں دیا جائے۔ اس کی قباحت اُس سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس لیے کہ جب دو عورتیں ایک ساتھ ہوں گی تو اپنی بیوی کے علاوہ دوسری سے زنا کے امکانات بہت بڑھ جائیں گے اور بے حیائی اور بے پردگی بھی ہوگی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ ان کا نکاح ہی نہ کیا جائے۔ مگر یہ ایک ایسی بات ہوگی جو تقاضائے فطرت کے عین خلاف ہے اور اس سے معصیت کا دروازہ کھلنے کا قوی ترین اندیشہ ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس تیسری صورت کو ترجیح دی ہے اور بعض اہل علم نے پہلی صورت کو۔ راقم الحروف کے خیال میں درمیانی رائے یہ ہے کہ اولاً تو ایسی لڑکیوں سے دریافت کیا جائے اور اگر وہ گناہ میں پڑ جانے کا قوی اندیشہ ظاہر کریں اور اس کا امکان بھی ہو تو دو برائیوں میں سے کم تر برائی کو قبول کرتے ہوئے ان دونوں کو کسی ایک ہی شخص کی زوجیت میں دے دیا جائے۔ اور ان کو ایک ہی وجود تصور کیا جائے۔ اس کی حیثیت ایک استثنائی اور استحسانی ہوگی۔ مثلاً نماز کیلئے طہارت شرط ہے لیکن اگر کسی کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں اور چہرہ بھی شدید زخمی ہو تو تیمّم اور وضو کے بغیر بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔" رَأَيْتُ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ لِلْكَرْخِيِّ أَنَّ مَقْطُوعَ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ إِذَا كَانَ بِوَجْهِهِ جِرَاحَةٌ يُصَلِّي بِغَيْرِ طَهَارَةٍ وَلَا يَتَيَمَّمُ وَلَا يُعِيدُ، وَهَذَا هُوَ الْأَصَحُّ. اهـ. ظَهِيرِيَّةٌ."

تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ: المؤلف: عثمان بن علي بن محجن البارعي، فخر الدين الزيلعي الحنفي المتوفى: ٧٤٣ هـ. الحاشية: شهاب الدين أحمد بن محمد بن أحمد بن يونس بن إسماعيل بن يونس الشِّلْبِيُّ المتوفى ١٠٢١ هـ. الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، القاهرة الطبعة: الأولى، 1313هـ.

جدید فقہی مسائل تالیف المحقق العلامة خالد سیف اللہ رحمانی۔

حضرت امام الزیلعی الحنفی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام کرخی رحمہ اللہ کی " اَلْجَامِعِ الصَّغِير " میں دیکھا ہے کہ ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے اور زخمی چہرے والا شخص بغیر وضوء اور تیمم کے نماز ادا کرے گا صحت کے بعد اس پر نماز دہرانا لازم نہیں، یہی صحیح صورت ہے۔

Marfat.com

تمہارا مودودی

رسول اللہ ﷺ کے بعد دین کی تشریح کیلئے "إِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰی رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُجَدِّدُ لَهَا دِینَهَا"

أخرجه أبوداود عن أبي هريرة في سننه كتاب الملاحم، باب ما يذكر في قرن المائة، والحاكم في مستدركه كتاب الفتن والملاحم، والسند صحيح رجاله ثقات رجال مسلم .ووقع عند الحاكم والهروى مكان "شراحيل" : شرحبيل" ولا أراه محفوظا وقد أشار إلى ذلك الحافظ في ترجمة "شرحبيل بن شريك" من "التهذيب" قال وصححه الألباني في سلسلة الأحاديث الصحيحة ١٢٣/١.

اللہ تعالیٰ ہر صدی کے اختتام پر اس امت کیلئے ایسے لوگ پیدا فرماتا رہے گا جو اس کے دین کو خالص اور تازہ کرتے رہیں گے۔

عَنْ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ" رَأَيْتُ مُلَاحَاةَ الرِّجَالِ تَلْقِيحًا لِأَلْبَابِهِمْ"

جامع بيان العلم وفضله لابن عبدالبر: باب : اتيان المناظرة والمجادلة واقامة الحجة ...وفي روايت ميمون بن مهران. قال: إِنِّي وَجَدْتُ لُقْيَا الرِّجَالِ تَلْقِيحًا لِأَلْبَابِهِمْ. اورده الأصفهاني في حلية الأولياء . ترجمة عمربن عبدالعزيز.

حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے فرمایا۔ میں نے اہل علم کا مل بیٹھنا اور دلائل سے بات چیت کرنا اسی طرح مفید پایا ہے جس طرح قلم کاری ناکارہ درخت کو بارآور بنا دیتی ہے۔

تو کہے تو دلِ ویراں میں بہار آجائے
منتظر آج بھی موسم ترے پیغام کے ہیں

عزیز اعجاز

مگر افسوس کہ ہمارے دور کے بعض علماء نے اس متوارث نقشے میں ایسے چھید کر دیئے ہیں کہ علمائے حق کیلئے شریعت کی روح برقرار رکھنا مشکل ہو گیا ہے۔ بہت سارے نظائر میں سے اس سلسلے کا ایک درد آگیں واقعہ ایسا ہے کہ بیالیس سال گزرنے کے باوجود تازہ ہے۔

1972ء میں جب ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب، حافظ شان علی صاحب اور راقم الحروف، جامعہ عربیہ گوجرانوالہ میں فاضل عربی کا امتحان دے کر حضرت استاذ مولانا محمد چراغ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر دورۂ تفسیر کیلئے جامعہ محمدیہ قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ میں داخل ہوئے تو جامعہ کے مہتمم شیخ التفسیر حضرت استاذ قاضی عصمت اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا دور عروج تھا۔ آپ انتہائی تجربہ کار و کامیاب استاذ اور عمدہ مناظر تھے جس کے باعث دور دراز کے طلبہ کھنچے چلے آتے تھے۔ اور طلبہ کی کثرت کی وجہ سے یہ دورۂ تفسیر روزانہ ایک جلسۂ عام کی شکل اختیار کر جاتا۔ ہم

Marfat.com

تینوں کیلئے فخر یہ تھا کہ حضرت استاذ قاضی صاحب ہمارے استاذ بھائی ہیں اس طرح:

اک عمر ہم کسی پہ بھروسہ کیے رہے
پھر عمر بھر کسی پہ بھروسہ نہیں کیا

افتخار حیدر

ہوا یہ کہ ایک روز جب حضرت استاذ قاضی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت پر پہنچے ''وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ النساء ۲۳: اور یہ بھی تم پر حرام کر دیا گیا ہے کہ ایک نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرو مگر جو پہلے ہو گیا سو ہو گیا اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

ترجمہ کرنے کے بعد طنزیہ انداز میں فرمایا: ''اللہ کا قرآن کہتا ہے کہ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا منع ہے مگر پاکستان کا ایک منشی کہتا ہے کہ یہ بھی جائز ہے۔'' چونکہ میں حضرت کے سامنے بیٹھا تھا لہٰذا ایسا محسوس ہوا کہ یہ جملے کہتے وقت حضرت نے مجھے مخاطب فرمایا ہے۔ اس لیے میں نے عرض کیا: ''حضرت اگر براہ کرم اس منشی کا نام بتلا دیتے تو اچھا تھا۔'' فرمایا: ''نام وام رہنے دو کیوں کہ سن کر تمہیں تکلیف ہوگی۔'' یہ سنتے ہوئے پہلی بار باوجود عقیدت و احترام کے مجھے حضرت استاذ قاضی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بہت چھوٹے محسوس ہوئے۔ لہٰذا میں جواب سننے کیلئے کھڑا ہو گیا۔ تو طلبہ نے مجھے ایسے گھورنا شروع کیا گویا کہ میں نے مدرسہ کی دیواریں گرا دی ہوں۔ عرض کیا: ''حضرت کیا ایسے آدمی کا جاننا ہمارا حق نہیں جو اس قدر بیباک ہے کہ دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا جائز قرار دیتا ہے؟'' اب حضرت استاذ نے انتہائی حقارت سے گرج کر فرمایا: ''تمہارا مودودی'' یہ سن کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی اور برداشت نہ کر سکا کہ آخر حضرت اپنے سامنے قرآن کریم کھولے اللہ کے گھر میں بیٹھے اس طرح بھی فرما سکتے ہیں۔

پیش کہ بر آورم زدستت فریاد
ہم پیش تو از دست تو میخواہم داد

حضرت شیخ سعدیؒ

یعنی ''ہم کس در پر آپ کی شکایت کریں ہم تو آپ کے معاملے میں آپ سے انصاف کے طلبگار ہیں'' والی بات تھی۔ میں نے عرض کیا: ''حضرت یہ الزام درست نہیں بلکہ رسائل و مسائل میں ایک استفسار ہے جس کی چار شکلیں ہیں۔'' اتنا کہنا تھا کہ طلبہ نے نہ جانے مجھے کیا کیا گالیاں دیں اور قریب تھا کہ دبوچ لیتے مگر میں نے سوچا کہ اس کے بعد چونکہ:

اک نئی طرز کا کردار دیا جائے گا
اس کہانی میں مجھے مار دیا جائے گا

عارمہ ماہ رخ

Marfat.com

مگر چلو جو ہوتا ہے دیکھتے ہیں لہٰذا میں کھڑا بات کرنے پہ مصر رہا۔ تب حضرت کے لہجے میں ذرا نرمی آئی۔ طلبہ کو خاموش کرایا اور عصر کے بعد مجھ سے بات کرنے کا وعدہ فرمایا تب میں بیٹھ گیا۔ جب فارغ ہوئے تو ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب اور حافظ شان علی صاحب نے بھی اس حماقت پر مجھے سرزنش کی مگر کیا ہوسکتا تھا۔ ہم مقامی دفتر جماعت اسلامی گئے وہاں سے مولانا مودودیؒ کے رسائل ومسائل کی جلد سوم لی جس میں توأم متحد الجسم یعنی دو جڑواں متحد الجسم بہنوں کے نکاح کے متعلق ایک استفسار کے جواب میں مولانا مودودی نے ملتان جیل سے ایک مفصل جواب تحریر فرمایا تھا جو اوپر گزر چکا ہے۔ اس یقین کے باوجود کہ:

گواہ اس کے، عدالت اسی کی، شہر اس کا
ہمیں یقیں ہے ہمارا قصور نکلے گا

وقاص واہب

حسب ہدایت عصر کے بعد مجھے اکیلے ملنا تھا۔ حاضر ہوا مگر اس وقت حضرت کا رویہ بہت اچھا تھا میں نے عرض کیا۔ حضرت ''کتاب لے آیا ہوں''۔ فرمایا: ''اسے وہاں سے پڑھو''۔ جب میں نے سوال اور جواب پڑھ کر سنا دیا تو فرمایا کہ میں نے یہ کتاب نہیں پڑھی ہے''۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ یہ کتاب مجھے دکھاؤ جب میں نے پیش کرنا چاہی تو ہاتھ کھینچ لیا اور انتہائی حقارت سے میرے ہاتھ میں دیکھ کر فرمایا: ''ٹھیک ہے تم جاؤ''۔ شاید کسی اسی طرح کی صورت حال میں فیض احمد فیض مرحوم نے فرمایا تھا:

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

حالانکہ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کا فرضِ منصبی تھا کہ علمی انداز میں ہمیں مسئلے کی نوعیت سمجھاتے مگر ہمارے دور کی بدنصیبی ہے کہ ہم فروعات میں اختلاف رائے کے قائل نہیں رہے اور اس طرح:

دیکھتے رہتے ہیں ہم خواب مدینے کے
اور کوفے کی جانب چلتے رہتے ہیں

عطاء الحق قاسمی

Marfat.com

نکاح کا موسم

شوال میں نکاح

ہمارے معاشرے میں جہالت اور توہم پرستی کے باعث رسول اللہ ﷺ کی سنت کی جگہ بہت سی ایسی بیہودہ رسمیں آگئی ہیں لوگ نہ صرف سرعام ان پر عمل کرتے ہیں بلکہ ان کے بجائے سنت پر عمل کرنے والوں کو متہم کرتے ہیں۔انہیں رسموں میں سے ایک رسم ہے عید الفطر اور عید الأضحی کے درمیانی عرصہ میں نکاح نہ کرنا کہ اس طرح ''دوعیدا'' ہو جاتا ہے یعنی دو عیدوں کے درمیان کا نکاح باعث نحوست ہے معاذ اللہ حالانکہ یہ اصطلاح سنت نبوی ﷺ کے کسی ایسے منحوس دشمن نے ایجاد کی ہے جنہیں قرآن کریم نے: کافر، ظالم اور فاسق قرار دیا ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ :المائدہ: ۴۴

اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ : المائدہ: ۴۵

اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ :المائدہ: ۴۷

اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں۔

واقول

اب معاملے کی نوعیت پر منحصر ہے کہ آدمی کب کافر، کب ظالم اور کب فاسق کہلاتا ہے، ابن جریر طبری نے ابن زید کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر وہ شخص یا قوم جو اپنے ہاتھ سے قانون لکھ کر پھر اس کی اس طرح سے پابندی کرے گویا منزل من اللہ ہے تو وہی کافر ہے، ظالم ہے اور فاسق ہے۔

الدر المنثور فی التفسیر الماثور للسیوطی تفسیر المائدہ ۴۴

شوال میں حضرت عائشہ کی رخصتی

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ شَوَّالٍ وَبَنٰى بِيْ فِيْ شَوَّالٍ: وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَسْتَحِبُّ اَنْ يُّبْنٰى بِنِسَائِهَا فِيْ شَوَّالٍ.

جامع الترمذی ابواب النکاح باب ما جاء فی الاوقات التی یستحب فیها النکاح هذا حدیث حسن ورواه احمد ومسلم والنسائی فی النکاح.

Marfat.com

ترجمہ

حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شوال کے مہینے میں میرے ساتھ نکاح فرمایا اور شوال ہی میں میری رخصتی ہوئی اور آپ ﷺ نے تخلیہ فرمایا۔ اس کے بعد امام ترمذی یہ روایت لائے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی عورتوں کے حق میں شوال کے مہینے میں رخصتی اور تخلیہ مستحب قرار دیتی تھیں۔

صحیح مسلم کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی رخصتی کا بیان کر کے یہ بھی فرماتیں کہ میری شادی سے زیادہ کس کی شادی کامیاب اور لذیذ ہو سکتی ہے۔ مگر افسوس کہ جاہلیت میں بھی لوگ ایام حج میں شادی کرنا معیوب سمجھتے تھے اور آج بھی کچھ لوگ جاہلیت کے تصور کو زندہ کرنا چاہتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ شَوَّالٍ وَبَنٰی بِیْ فِیْ شَوَّالٍ: فَاَیُّ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَتْ اَحْظٰی عِنْدَهُ مِنِّیْ؟ وَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَسْتَحِبُّ اَنْ تُدْخِلَ نِسَاءَ هَا فِیْ شَوَّالٍ.

صحیح مسلم کتاب النکاح باب استحباب التزوج و التزویج فی شوال واستحباب الدخول فیه.

ہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شوال کے مہینے میں مجھ سے نکاح فرمایا اور شوال ہی میں میری رخصتی ہوئی اور آپ ﷺ نے تخلیہ فرمایا اور رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں مجھ سے زیادہ خوش نصیب اور آپ کی نگاہ میں پسندیدہ کون تھی؟ حضرت عائشہ کو یہ بھی پسند تھا کہ عورتوں کی رخصتی شوال میں کی جائے۔

شوال میں حضرت ام سلمہ سے نکاح

یہ بات بھی تاریخی طور پر ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ سے شوال کے آخر میں نکاح فرمایا ہے۔ جس کی تفصیل ازواج مطہرات کے تذکرے میں گزر چکی ہے۔

محرم الحرام میں نکاح

ہمارے معاشرے میں ایک اور رسم نے دین کی حیثیت کی اختیار کر لی ہے کہ محرم الحرام میں نکاح کرنا منع ہے حالانکہ پورے ذخیرۂ احادیث میں کوئی ایک ضعیف حدیث یا کسی صحابی کا عمل یا اثر موجود نہیں کہ جس میں ایسی کوئی ہدایت موجود ہو۔ جہاں تک ماہ محرم کی فضیلت ہے تو یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اور اسلام سے پہلے بھی یہ مہینہ محترم تصور کیا جاتا تھا جس کی خود قرآن کریم نے تصریح فرمائی ہے۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ ۹ : التوبة ۳٦.

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ مہینوں کی تعداد جب سے اللہ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے اللہ کے نوشتے میں بارہ ہی ہے اوران میں سے چار مہینے محترم ہیں یہی ٹھیک ضابطہ ہے لہٰذا ان چار مہینوں میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے سب مل کر لڑو جس طرح وہ سب مل کر تم سے لڑتے ہیں اور یاد رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

چار مہینے جن کو محترم قرار دیا گیا ہے یہ ہیں 01: ذوالقعدہ 02: ذوالحجہ 03: محرم۔ جن کی حرمت موسم حج کے باعث ہے جبکہ چوتھا 04: رجب ہے۔ جس کی حرمت عمرہ کے باعث ہے۔ یہی دین ابراہیمی کی تعلیمات تھیں اور اسلام نے بھی اس حرمت کو برقرار رکھا اور مسلمانوں سے فرمایا کہ ان مہینوں میں لڑائی سے بچیں لیکن اگر مشرکین باز نہ آئیں تو پھر اپنا دفاع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لہٰذا چند مسائل کا جاننا ضروری ہے۔

01: قرآن کریم نے ایک تو حرمت کی تاریخ بتائی ہے دوسرا حرمت کی حد مقرر کی ہے کہ لڑائی اور جنگ اور ظلم منع ہے جو عام حالات میں بھی منع تو ہے ہی لیکن ان مہینوں میں اس کا گناہ زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ کسی بیاہ شادی سے اس مہینے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ یہ معاملہ ہر آدمی کی اپنی صواب دید اور اس کے حالات پر منحصر ہے لیکن اگر کوئی آدمی اپنی طرف سے اس مہینے میں نکاح کو گناہ قرار دیتا ہے تو اس کا یہ فعل حرام ہے اس لیے کہ کسی بھی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا یا کسی چیز کی اپنی طرف سے حرمت قائم کرنا یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا منصب ہے نہ کہ کسی فرد یا جماعت کا۔ بلکہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے معاملات میں صریح مداخلت ہے۔

02: اگر ان مہینوں کی اس حرمت کے باعث نکاح کرنا ممنوع ہوتا۔ تو پھر ان چاروں مہینوں میں ممنوع ہوتا نہ کہ صرف محرم الحرام میں؟

03: اگر محرم الحرام کی حرمت کا کوئی تعلق بھی واقعہ کربلا سے ہوتا تو رسول اللہ ﷺ خود اس کی وضاحت فرماتے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو وصال سے پہلے ہی یہ بتا دیا گیا تھا کہ آپ کے محبوب نواسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ آپ کی امت کے ایک گروہ کے ہاتھوں شہید کر دیے جائیں گے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی نے ''الحبائک فی اخبار الملائک'' میں اور امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں امام ابن کثیر نے ''تفسیر ابن کثیر'' اور ''البدایۃ والنہایۃ'' میں حضرت امام احمد بن حنبل نے ''مسند احمد'' میں اور امام ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں متعلقہ روایات کو بیان فرمایا ہے جن میں سے ایک نقل کرتا ہوں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: اسْتَأْذَنَ مَلَكُ الْقَطْرِ رَبَّهُ أَنْ يَزُوْرَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَذِنَ لَهُ، فَكَانَ فِي يَوْمِ أُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ احْفَظِي عَلَيْنَا الْبَابَ، لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا أَحَدٌ " فَبَيْنَا هِيَ عَلَى الْبَابِ

Marfat.com

إِذْ جَاءَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَظَفِرَ، فَاقْتَحَمَ، فَفَتَحَ الْبَابَ فَدَخَلَ، فَجَعَلَ يَتَوَثَّبُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَجَعَلَ النَّبِيُّ يَتَلَثَّمُهُ وَيُقَبِّلُهُ، فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ: أَتُحِبُّهُ؟ قَالَ: "نَعَمْ" قَالَ: أَمَا إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقْتُلُهُ، إِنْ شِئْتَ أَرَيْتُكَ الْمَكَانَ الَّذِي يُقْتَلُ فِيهِ؟ قَالَ: "نَعَمْ" فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي يُقْتَلُ فِيهِ، فَأَرَاهُ إِيَّاهُ فَجَاءَهُ بِسَهْلَةٍ أَوْ تُرَابٍ أَحْمَرَ، فَأَخَذَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ، فَجَعَلَتْهُ فِي ثَوْبِهَا۔ -قَالَ ثَابِتٌ: كُنَّا نَقُولُ إِنَّهَا كَرْبَلَاءُ.

حديث حسن، إسناده ضعيف، عمارة بن زادان مختلف فيه ضعفه الدارقطني وابن عمار الموصلي والساجي، وقال الأثرم عن احمد: يروى عن ثابت عن أنس مناكير، وقال البخاري: ربما يضطرب في حديثه، وقال الآجري عن أبي داود: ليس بذاك، وقال أبو حاتم: يكتب حديثه ولا يحتج به ليس بالمتين، ووثقه المؤلف والعجلي ويعقوب بن سفيان ورواية عن أحمد.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک کی روایت ہے کہ بارش کے فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملاقات کی اجازت چاہی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت عطا فرمادی اس روز رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرے تھے تو آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ سے فرمایا کہ دروازہ بند کردو تاکہ کوئی ان کی اور محترم فرشتے کی ملاقات میں حائل نہ ہو مگر جب حضرت ام سلمہ دروازہ بند کرنے لگیں تو اتنے میں حضرت حسین تشریف لے آئے اور آتے ہی آپ کے کندھوں پہ سوار ہو گئے پھر آپ ﷺ نے انہیں بوسے دیئے تب بارش کے فرشتے نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا آپ انہیں محبوب رکھتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ فرشتے نے بتایا کہ آپ کے اس محبوب نواسے کو عنقریب امت شہید کردے گی۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپ کو وہ مقام بھی دکھادوں جہاں انہیں شہید کیا جائے گا پھر آپ کو وہ جگہ بھی دکھادی گئی اور وہاں سے ریت اور سرخ مٹی بھی لے آئے جسے حضرت ام سلمہ نے ایک کپڑے میں باندھ کر رکھ دیا۔

واقول

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے علم میں یہ بات تھی اور یقیناً تھی تو آپ ﷺ نے کیوں نہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہدایت فرمادی کہ اب سے محرم میں ابھی سے یا جب یہ حادثہ رونما ہو جائے تو اس دن سے اس ماہ میں نکاح نہ کرنا۔ پھر جب یہ المناک واقعہ رونما ہوا ہے تو خود خاندان نبوۃ کے حضرات اور بڑے بڑے صحابہ موجود تھے ان میں سے کسی نے اظہار افسوس کے لیے ایسے کیوں نہ ہدایات دیں؟ یا عملاً کوئی مثال قائم کیوں نہ کی؟ پھر عجیب بات یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے بیٹے ہیں۔ حدیث کی رو سے فضیلت بھی ایک جیسی ہی ہے اور انہیں بھی نہ صرف خلافت چھوڑنے پہ مجبور کیا گیا بلکہ زہر دے کر شہید کیا گیا تو اُن کے غم

Marfat.com

میں کیوں نہیں کبھی کوئی دن منایا گیا؟ حضرت علی رضی اللہ بھی شہید ہوئے حضرت عمر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم پھر شہداء بدر و اُحد ہیں حضرت حمزہ کی شہادت سے آپ کو اتنا صدمہ ہوا کہ پورا خاندان نبوۃ غمزدہ ہو گیا۔ مگر ان حادثات کا سوگ منانے کیلئے رسول اللہ ﷺ نے نہ تو کوئی حکم فرمایا نہ کوئی تاریخ مقرر فرمائی۔ ہاں یہ درست ہے کہ قرآن کریم نے ان حضرات کیلئے ہمیشہ دعائے خیر کا حکم دیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اسلام کا یہ مزاج ہی نہیں اور نہ ہی اللہ کے رسول ﷺ نے ایسی چیزوں کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے ورنہ آج امت کے پاس دن منانے کے سوا کچھ نہ ہوتا۔

قَالَ زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ " اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَادْعُوا اللهَ وَصَلُّوْا حَتّٰى يَنْكَشِفَ.

شرح صحيح مسلم للقاضي عياض اكمال المعلم بفوائد مسلم باب ذكر النداء بصلاة الكسوف "الصلاة جامعة؛ تحقيق الدكتور يحيىٰ اسمٰعيل .الناشر دار الوفاء.

زیاد بن علاقہ نے مغیرہ بن شعبہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں ایک روز سورج گرہن ہو گیا عین اسی روز آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات ہو گئی تو لوگوں نے کہنا شروع کر دیا تھا کہ یہ گرہن ابراہیم کی وفات کے باعث ہوا ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیاں ہیں ان کا گرہن کسی کی موت یا زندگی کے باعث نہیں ہوتا بس کبھی ہو جائے تو تم لوگ اس وقت تک اللہ کا ذکر کرتے اور نماز پڑھتے رہو جب تک کہ گرہن ختم نہ ہو جائے۔

بات یہ ہے کہ اگر ہمارے زمانے کے کسی حضرت کے مرید انہیں ان کے کسی عزیز کی وفات پر ایسے کہتے تو وہ خوش ہو جاتے کہ مریدین کے دل میں حضرت کی کتنی قدر و منزلت ہے مگر اللہ کے رسول ﷺ کی غیرت ایسی باتیں گوارہ نہیں کر سکتی تھی اور نہ ہی ماضی کے علماء یا امراء میں اتنی مداہنت تھی کہ وہ سر عام دین کی بے حرمتی دیکھ کر گوارہ کرتے۔

Marfat.com

آداب نکاح

نکاح میں عورت کی پسند کا لحاظ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا () النسآء ۱۹

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تمہارے لیے یہ حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو۔

یعنی نکاح میں سب سے پہلے عورت کی رضامندی ضروری ہے۔ نہ تو کوئی شخص خود عورت کی مرضی کے خلاف اسے نکاح میں لا کر سکتا ہے اور نہ زیر کفالت خواتین کو بیاہ کر دے سکتا ہے. ولی کی اصل ذمہ داری کیا ہے اس کیلئے علیحدہ باب قائم کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کی ہدایات اس طرح ہیں

عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَامَرَ وَلَا تُنْكَحَ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاءْذَنَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ اِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ.

صحیح البخاری کتاب النکاح باب لاینکح الاب وغیرہ البکر والثیب الا برضاھا واخرجه مسلم فی کتاب النکاح باب استئذان الثیب واخرجه الترمذی فی کتاب النکاح باب استئمار البکر والثیب واخرجه ابن ماجة فی النکاح باب استئمار البکر والثیب واخرجه ابو داود فی کتاب النکاح باب فی البکر یزوجها ابوها ولا یستأمرها والنسائی فی النکاح باب استئذان البکر فی نفسها.

حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت جو پہلے نکاح کے بعد بیوہ یا مطلقہ ہو جائے تو اس کا دوسرا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک وہ آزادی سے کھلے لفظوں کے ساتھ اجازت نہ دے دے اور کنواری بچی کا نکاح بھی نہ کرایا جائے جب تک وہ اجازت نہ دے دے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اس سے کیسے اجازت لیں (یعنی وہ تو شرمائے گی) فرمایا: اس کی خاموشی بھی اس کی مرضی تصور ہو گی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلثَّيِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ يَسْتَأْذِنُهَا اَبُوْهَا فِىْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا.

المرجع السابق

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دفعہ نکاح کے بعد طلاق پانے والی یا بیوہ اپنی ذات کے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ فیصلہ کرنے کا اختیار رکھتی ہے اور کنواری بچی کا باپ اس بات کا پابند ہے کہ بیٹی سے اس کی مرضی معلوم کرے اور اگر باپ کے پوچھنے پر بوجہ حیا بیٹی خاموش رہی تو یہ اس کی رضا تصور کی جائے گی۔

مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ

Marfat.com

اللهِ ﷺ قَالَ اَلْـاَ يِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْ ذَنُ فِيْ نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا.

صحيح مسلم فی كتاب النكاح باب استئذان الثيب واخرجه الترمذی فی كتاب النكاح باب استئمار البكر والثيب واخرجه ابن ماجة فی النكاح باب استئمار البكر والثيب واخرجه ابو داود فی كتاب النكاح باب فی البكر يزوجها ابوها ولا يستأمرها والنسائی فی النكاح باب استئذان البكر فی نفسها.

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی بے شوہر عورت ولی کی نسبت اپنے نکاح کے معاملے میں فیصلے کا زیادہ حق اور اختیار رکھتی ہے جبکہ کنواری بچی کا نکاح کرنے سے پہلے اس کی مرضی معلوم کی جائے گی اور اجازت طلب کرنے پر اس کی خاموشی رضا تصور کی جائے گی۔

ابوعمر فرماتے ہیں کہ اس باب میں یہ حدیث بہت اعلیٰ صحیح اور احکام میں اصل الاصول کی حیثیت رکھتی ہے جس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور سارے طرق روایت بھی نہایت عمدہ ہیں مثلاً عبداللہ بن فضل سے بہت بڑی جماعت نے روایت کی ہے ان میں امام مالک اور زیاد بن سعد شامل ہیں۔

اسی طرح امام مالک سے مشہور ائمۂ اجلہ کی جماعت نے روایت کی ہے ان میں شعبہ، سفیان ثوری، ابن عیینہ اور یحیٰی بن سعید انصاری کے علاوہ بہت سے بزرگ شامل ہیں جن کی فہرست طویل ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے بھی یہ روایت امام مالک سے لی ہے مگر یہ بات درست نہیں۔ روایت میں بعض حضرات نے ''اَلْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا'' اور بعض نے ''اَلثَّيِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا'' روایت کیا ہے۔

الاستذكار لابن عبد البر كتاب النكاح /استئذان البكر والايم فی انفسهما.

اَلْاَيِّمُ ج اَيَايِم والايامىٰ: من لا زوج له رجلًا كان او امرأةً بكرًا او ثيبًا.

اَلْاَيِّمُ ج اَيَايِم و الايامى : ایسے مرد کے لیے بولا جاتا ہے جس کے پاس بیوی نہ ہو اور ایسی عورت جس کا خاوند نہ ہو خواہ کنوارے ہوں یا ایک بار نکاح کے بعد طلاق ہو چکی ہو یا بیوہ اور رنڈوا ہوں۔ اَلثَّيِّب: ایسی عورت جو نکاح اور خلوت کے بعد شوہر کی موت کی صورت میں بیوہ یا مطلقہ ہو جائے اور کبھی مرد عورت دونوں پہ بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے جیسے حدیث میں آیا ہے کہ '' اَلثَّيِّبَانِ يُرْجَمَانِ وَالْبِكْرَانِ يُجْلَدَانِ وَيُغَرَّبَانِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ '' ثَيِّبَاتٍ وَّ اَبْكَارًا ......اَلْبِكْرُ ج اَبْكَارٌ : کنواری بچیاں۔

اجبار کی تعریف

ومعنى الاجبار ان يباشر العقد فينفذ عليها شاء ت او ابت.

شرح مسند أبی حنيفة للامام الأعظم أبی حنيفة النعمانبن ثابت الكوفی مع شرح الامام الملا علی القاری الحنفی باب لاتنكح البكر حتی تسامر الناشر دار الكتب العلمية بيروت.

Marfat.com

مشہور شارح حضرت ملا علی القاری رحمہ اللہ تعالیٰ مسند ابو حنیفہ کی شرح میں فرماتے ہیں: ''نکاح کے باب میں جبر کا مطلب یہ ہے کہ عورت سے پوچھے اور مشورہ طلب کیے بغیر اس کا نکاح کر کے نافذ کر دیا جائے خواہ وہ قبول کرے یا انکاری رہے۔

''بعض حالات میں شریعت حقوق کی نگہداشت اور مصالح کی رعایت کی غرض سے بعض افراد کو بعض پر ولی اور نگران کا درجہ دیتی ہے۔ یہ ولی عام فقہاء کے یہاں دو طرح کے ہوتے ہیں ۰۱ : ولی مجبر ۰۲ : ولی غیر مجبر۔ ولی مجبر کو ولایت اجبار حاصل ہوتی ہے اور ولی غیر مجبر کو نہیں۔ ولی مجبر اپنے اختیار کو استعمال کرنے میں اپنے آپ کا مالک ہوتا ہے۔ ولی غیر مجبر اپنی مرضی کو نافذ کرنے میں اپنے ماتحت سے استمزاج کا پابند ہوتا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ولایت اجبار یہ ہے کہ ولی اپنی بات ماتحت پر نافذ کرنے کے موقف میں ہو، خواہ وہ اس پر رضامند ہو یا نہ ہو، امام ابو حنیفہ کے یہاں ہر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے۔ یعنی ہر ولی اپنے اقدام میں آزاد ہے لیکن ماتحت کو آمادہ کرنے کا پابند نہیں، ان اولیاء کی فہرست میں جس طرح باپ دادا ہیں اسی طرح علی الترتیب دوسرے اقرباء چچا اور بھائی وغیرہ بھی ہیں یہ ولایت اور نگرانی کا حق نابالغ لڑکے اور لڑکی اور پاگل مرد عورت چاہے بالغ ہوں یا نابالغ پر حاصل ہوتا ہے، ولی ان کا نکاح ان کی رضامندی کے بغیر بھی کر سکتا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ اگر باپ دادا نے نابالغی میں بحالت ہوش و حواس نکاح کر دیا اور وہ پہلے اپنے اختیارات کے غلط استعمال میں بدنام نہیں ہے، تو اب وہ نکاح لازم ہو جائے گا اور بالغ ہونے کے بعد وہ اس نکاح کے باقی رکھنے یا مسترد کر دینے کے حقدار ہوں گے۔ اسی کو فقہ کی اصطلاح میں '' خیار بلوغ '' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔''

قاموس الفقه ،تاليف العلامة الشيخ خالدسيف الله رحماني.

رسول اللہ ﷺ کے فیصلے

01 : عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِدَامٍ الْاَنْصَارِيَّةِ اَنَّ اَبَا هَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهُ.

صحيح البخارى كتاب النكاح باب لا ينكح الأب وغيره البكر والثيب الا برضاها وأخرجه ابو داود فى كتاب النكاح باب فى البكر يزوجها أبوها ولا يستامرها وابن ماجة فى النكاح باب من زوج ابنته وهى كارهة'

ترجمہ

خنساء بنت خدام الانصاریہ کے باپ نے ان کی ناپسندیدگی کے باوجود نکاح کر دیا جس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور واقعہ بیان کیا تو آپ نے اس کا نکاح رد کر دیا۔

Marfat.com

خنساء بنت خدام الانصاریہ (:ابن ماجہ کے محقق نے خدام کے بجائے خذام نقل کیا ہے:) کے شوہر غزوۂ احد میں شہید ہوگئے تھے (نام میں اختلاف ہے) اور یہ ایک بچے کی ماں تھیں اب ان کی پسند یہ تھی کہ بچے کے چچا یعنی شہید شوہر کے بھائی سے ان کا نکاح ہوجائے (اس صورت میں بچے کا مستقبل بھی بظاہر محفوظ تھا) مگر باپ خِدام انصاری نے ان کی رائے کا احترام کیے بغیر ان کی پسند کے خلاف نکاح کردیا تو انہوں نے جبر برداشت کرنے کے بجائے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر باپ کی شکایت کردی۔ آپ نے اسی وقت ان کا نکاح کالعدم قرار دے دیا جس کے بعد ابن ماجہ کی روایت کے مطابق انہوں نے ابولبابہ بن عبد المنذر سے نکاح کرلیا تھا۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب النکاح باب لا ینکح الأب وغیرہ ألبکر والثیب الا برضاھا۔

02: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اِمْرَاَۃً تُوُفِّیَ عَنْھَا زُوْجُھَا ثُمَّ جَاءَ عَمٌّ وَلَدِھَا فَخَطَبَھَا فَاَبَی الْاَبُ اَنْ یُزَوِّجَھَا وَزَوَّجَھَا آخَرَ فَاَتَتِ الْمَرْاَۃُ النَّبِیَّ ﷺ فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ فَبَعَثَ اِلٰی اَبِیْھَا فَقَالَ مَا تَقُوْلُ ھٰذِہٖ؟ قَالَ صَدَقَتْ وَلٰکِنْ زَوَّجْتُھَا مِمَّنْ ھُوَ خَیْرٌ مِنْہُ فَفَرَّقَ بَیْنَھُمَا وَزَوَّجَھَا عَمَّ وَلَدِہٖ.

وفی صحیح مسلم وأبوداؤد والترمذی والنسائی و مالک فی المؤطا اَلْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِھَا مِنْ وَلِیِّھَا وَالْبِکْرُ تُسْتَأْذَنُ فِیْ نَفْسِھَا وَاِذْنُھَا صُمَاتُھَا / و الأیم بتشدید الیاء المکسورۃ من لا زوج لھا بکرًا کانت او ثیبًا وکذا لایجوز اجبار البکر البالغۃ علی النکاح عند نا شرح مسند أبی حنیفۃ للامام الأعظم ابی حنیفۃ النعمانبن ثابت الکوفی رحمہ اللہ تعالی مع شرح الامام الملا علی القاری الحنفی باب الثیب أحق بنفسھا الناشر دارالکتب العلمیۃ بیروت.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک عورت کا شوہر فوت ہوگیا تو اس سے اس کا ایک بچہ بھی تھا اب بچے کے چچا یعنی مرحوم شوہر کے بھائی نے اسے نکاح کا پیغام دیا تو عورت کے باپ نے انکار کرتے ہوئے اس عورت کی مرضی کے بغیر ہی اس کا نکاح کردیا جس کے بعد عورت نے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوکر سارا قصہ بیان کردیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے باپ کو بلالیا اور دریافت فرمایا کہ یہ عورت کیا کہہ رہی ہے اب باپ نے کہا کہ کہتی تو سچ ہے مگر میں نے اس کا نکاح اس کے بچے کے چچا سے زیادہ بہتر آدمی سے کردیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نکاح فسخ کرکے اس بچے کے چچا سے عورت کا نکاح کردیا۔

حضرت ابن عباس سے اسی معاملے میں دوسری روایت میں اس خاتون کا نام اسماء ذکر ہوا ہے۔ حضرت ملاعلی القاری رحمہ اللہ نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ باپ نے اس کی پسند کو اس لیے ٹھکرا دیا تھا کہ دوسرا امیدوار حسب ونسب میں اس کے نزدیک بہتر آدمی تھا۔

اس کا مطلب ہوا کہ جو لوگ بعض دنیاوی مصالح کے پیش نظر بچیوں کے نکاح کردیتے ہیں اور ان کی رائے معلوم کرنے کو خاندانی رسم ورواج کے خلاف بغاوت تصور کرتے ہیں وہ سوچیں کہ یہ اللہ ورسول ﷺ کے خلاف کتنی

Marfat.com

بڑی بغاوت ہے۔

03: عَنْ اَبِیْ بُرَیْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ جَاءَ تْ فَتَاةٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ اِنَّ اَبِیْ زَوَّجَنِیْ ابْنَ اَخِیْهِ لِیَرْفَعَ بِیْ خَسِیْسَتَهٗ قَالَ: فَجَعَلَ الْاَمْرَ اِلَیْهَا فَقَالَتْ قَدْ اَجَزْتُ مَاصَنَعَ اَبِیْ وَلٰكِنْ اَرَدْتُ اَنْ تَعْلَمَ النِّسَاءُ اَنْ لَیْسَ اِلَی الْاٰبَاءِ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ .

سنن الترمذی فی النکاح باب البکر یزوجها أبو ها وهی کارهة وأخرجه أحمد فی مسنده باقی مسند الأنصار.

ابو بریدہ نے اپنے والد کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ ایک نوجوان لڑکی نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے باپ نے اپنے بھتیجے سے میرا نکاح محض اس لیے کر دیا ہے تا کہ اس کی حالت سنوار سکے (ورنہ وہ میرا ہم پلہ نہیں) تو نبی ﷺ نے اسے اختیار دے دیا کہ تو چاہے تو نکاح کا معاملہ ختم کر دے یا اگر اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو گذارہ کر لے؟۔ تو لڑکی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی میں اپنے باپ کا فیصلہ اپنے لیے جائز رکھتی ہوں۔ شکایت کا مقصد یہ تھا کہ عورتوں کو ان کے حقوق معلوم ہو جائیں کہ ان کے باپ نکاح کے معاملے میں ان کی مرضی کے خلاف کوئی اختیار نہیں رکھتے۔

04: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ جَارِیَةً بِكْرًا اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَذَكَرَتْ لَهٗ اَنَّ اَبَا هَا زَوَّجَهَا وَهِیَ كَارِهَةٌ فَخَیَّرَ هَا النَّبِیُّ ﷺ.

سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی البکر یزوجها ابوها ولا یستأمر ها وأخرجه ابن ماجة فی النکاح باب من زوج ابنته وهی کارهة وأحمد ومن مسند بنی هاشم.

حضرت عبداللہ بن عباس راوی ہیں کہ ایک نوجوان کنواری لڑکی نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان کیا کہ یارسول اللہ! میری ناپسندیدگی کے باوجود اور میری مرضی کے خلاف میرے باپ نے میرا نکاح کر دیا ہے؟۔ آپ ﷺ نے اسے نکاح باقی رکھنے یا فسخ کرنے کا اختیار دے دیا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تُنْكَحُ الثَّیِّبُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰی تُسْتَاْذَنَ وَاِذْنُهَا الصَّمُوْتُ.

صحیح البخاری کتاب النکاح باب ما لا ینکح الاب وغیره البکر والثیب الا برضاها ومسلم فی النکاح باب استئذان الثیب والترمذی فی النکاح باب استئمار البکر والثیب وابن ماجة فی النکاح باب استئمار البکر والثیب.

حضرت ابوہریرہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی بھی شوہر دیدہ عورت (بیوہ یا مطلقہ) کا نکاح نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ اس سے مشورہ طلب کر کے اس کی مرضی نہ معلوم کی جائے اور نہ ہی کنواری کا نکاح کرایا جا سکتا ہے جب تک کہ اس سے اجازت حاصل نہ کی جائے اور اس سے پوچھتے وقت اگر وہ خاموش رہی تو یہ خاموشی اس کی اجازت تصور کی جائے گی۔

Marfat.com

قول فیصل

وفی الباب عن عمرَوابن عباس وعائشة والعرس بن عمیرة حدیث ابی هریرة حدیث حسن صحیح والعمل علی هذا عند اهل العلم ان الثیب لا تزوج حَتّٰی تُستأ مَروان زوجها الاب من غیرأن یَستامِرها فالنکاح مفسوخ عند عامةِ اهل العلم ، واختلف اهل العلم فی تز ویج الابکار اذا زوجهن ا لاباء فرأی اکثر اهل العلم من اهل الکوفة وغیر هم ان الاب اذا زوج البکر وهی بالغة بغیر امرها فلم ترض بتزویج الاب فالنکاح مفسوخ وقال بعض اهل المدینة تزویج الاب علی البکر جائز وان کرهت ذلک وهو قول مالک بن انس والشافعی و احمد واسحاق :جامع الترمذی فی النکاح باب استئمار البکر والثیب.

حضرت امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اس باب میں حضرت عمر، حضرت ابن عباس، حضرت عائشہ اور عرس بن عُمیرہ سے بھی روایت ہے حدیث ابوہریرہ صحیح ہے اور اسی پہ اہل علم کا عمل رہا ہے کہ بیوہ یا مطلقہ کا نکاح نہ کیا جائے جب تک وہ اجازت نہ دے دے۔ اگر باپ نے اس کی اجازت کے بغیر نکاح کر دیا اور عورت نے یہ ناپسند کیا تو اہل علم کے نزدیک نکاح فسخ ہو جائے گا۔ البتہ کنواری کے نکاح کے بارے میں اہل علم میں اختلاف رائے موجود ہے اگر بالغ کنواریوں کے نکاح ان کی مرضی کے بغیر باپ کر دیں تو ان کی ناپسندیدگی کی صورت میں اکثر علمائے کوفہ وغیرہ کا یہی فتویٰ ہے کہ نکاح فسخ تصور کیا جائے گا مگر علمائے مدینہ میں سے مالک ابن انس۔ امام شافعی۔ امام احمد اور اسحاق جائز قرار دیتے ہیں۔ اس کے بعد پھر معاً حضرت امام ترمذی حضرت ابن عباس کی وہی روایت لائے ہیں۔ جو صحیح مسلم کے حوالہ سے پہلے بھی ذکر کی جاچکی ہے۔

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلثَّیِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِیِّهَا وَالْبِکْرُ یَسْتَأْذِنُهَا اَبُوْهَا فِیْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا.

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دفعہ نکاح کے بعد طلاق پانے والی یا بیوہ اپنی ذات کے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ فیصلہ کرنے کا اختیار رکھتی ہے اور کنواری بچی کا باپ اس بات کا پابند ہے کہ بیٹی سے اس کی مرضی معلوم کرے اور اگر باپ کے پوچھنے پر بوجہ حیا بیٹی خاموش رہی تو یہ اس کی رضا تصور کی جائے گی۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت امام ترمذی اس واضح اور صحیح حدیث کی بنیاد پر علمائے مدینہ کا فتویٰ قبول نہیں فرماتے نیز فرماتے ہیں کہ شعبہ اور سفیان ثوری نے بھی مالک بن انس سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

Marfat.com

اسی طرح مسند حضرت امام ابوحنیفہ میں ایک باب قائم کیا گیا ہے: " لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ "
کنواری لڑکی کا نکاح نہیں کرایا جاسکتا جب تک کہ اس سے اجازت نہ لی جائے جس کے تحت یہ حدیث لائے ہیں۔

عَنْ شَيْبَانَ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَحْيٰ بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ وَرِضَاهَا سُكُوْتُهَا وَلَا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى تُشَاوَرَ.

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی کنواری کا نکاح نہیں کرایا جاسکتا جب تک کہ اس سے اجازت نہ حاصل کی جائے اور پوچھنے پر خاموشی اس کی رضا تصور کی جائے گی اور اسی طرح بیوہ یا مطلقہ کا نکاح نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے اجازت نہ مل جائے اور ایک روایت میں ہے کہ جب تک اس سے مشورہ نہ کرلیا جائے۔

اس کے بعد حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا اپنی بیٹیوں کے بارے میں معمول شریف روایت کیا ہے جو اس امت کے ہر فرد کے لیے نمونہ ہے اور اسی کے اختیار کرنے میں دارین کی کامیابی اور بیٹیوں کے حق میں بہتر طریقہ ہے۔ آج معاشرے میں دن بدن طلاق اسی لیے فیشن بنتی جارہی ہے کہ اکثر والدین بچوں کی رائے کا احترام نہیں کرتے۔

رسول اللہ ﷺ کا بیٹیوں کے معاملے میں معمول

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُزَوِّجَ اِحْدٰى بَنَاتِهٖ يَقُوْلُ اِنَّ فُلَانًا يَذْكُرُ فُلَانَةَ ثُمَّ يُزَوِّجُهَا.

شرح مسند أبی حنیفة للامام الأعظم أبی حنیفة النعمانبن ثابت الکوفی مع شرح الامام الملا علی القاری الحنفی رحمهما اللّٰه تعالی باب لاتنکح البکر حتی تسامر.

حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ اپنی کسی بیٹی کے نکاح کرنے کا ارادہ فرماتے تو اس طرح ان سے پوچھتے کہ فلاں صاحب فلاں بیٹی کے لیے پوچھتے ہیں؟ اب اس کی خاموشی کے بعد نکاح فرمادیتے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا زَوَّجَ اِحْدٰى بَنَاتِهٖ اَتٰى خِدْرَهَا فَيَقُوْلُ اِنَّ فُلَانًا يَذْكُرُ فُلَانَةَ ثُمَّ يُزَوِّجُهَا.

المرجع السابق.

حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ اپنی کسی بیٹی کے نکاح کرنے کا ارادہ فرماتے تو اس کے پردے کے پیچھے آکر یوں ان سے پوچھتے کہ فلاں صاحب فلاں بیٹی کے لیے پوچھتے ہیں اب اس کی خاموشی کے بعد نکاح کردیتے۔

Marfat.com

عَنِ الْمُهَاجِرِ ابْنِ عِكْرِمَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَامِرُ بَنَاتَهُ إِذَا أَنْكَحَهُنَّ قَالَ يَجْلِسُ عِنْدَ خِدْرِ الْمَخْطُوْبَةِ فَيَقُوْلُ إِنَّ فُلَانًا يَذْكُرُ فُلَانَةَ فَإِنْ حَرَكَتِ الْخِدْرَةَ لَمْ يُزَوِّجْهَا وَإِنْ سَكَتَتْ زَوَّجَهَا.

المصنف لعبد الرزاق بن همام بن نافع الصنعاني باب استمار النساء في ابضاعهن.

حضرت مہاجر بن عکرمہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نکاح کے وقت اپنی بیٹیوں سے مشورہ فرمایا کرتے جس کا طریقہ یہ تھا کہ رشتہ آنے پر مخطوبہ کے پاس اس کے پردے کے پیچھے سے آ کر فرماتے، فلاں صاحب نے فلاں بچی کا رشتہ طلب کیا ہے اگر بچی پردے کو حرکت کر دیتی تو اس کے انداز سے ناپسندیدگی کا اندازہ ہو جاتا تو نکاح نہیں کراتے تھے۔ اگر بچی بالکل خاموش رہتی تو نکاح کر دیتے۔

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عِطَاءِ الْخُرَاسَانِيِّ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ النَّبِيِّ ﷺ اُنْكِحَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَنَكَحَ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ فِي الْإِسْلَامِ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِي خِدْرَ الْمَخْطُوْبَةِ مِنْ بَنَاتِهِ فَيَقُوْلُ إِنَّ فُلَانًا يَخْطُبُ فُلَانَةَ فَإِنْ طَعَنَتْ فِي خِدْرِهَا فَذَالِكَ نَهْيٌ مِنْهَا وَإِنْ هِيَ لَمْ تَطْعَنْ بِيَدِهَا فِي خِدْرِهَا اَنْكَحَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَسَكَتَ.

المرجع السابق.

عطاء خراسانی کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بیٹیوں میں سے سیدہ زینب کا نکاح تو زمانہ جاہلیت میں ہو گیا تھا مگر حضرت علی اور حضرت عثمان سے آپ ﷺ کی بیٹیوں کے نکاح اسلام کے زمانے میں ہوئے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کا معمول یہ تھا کہ رشتہ آنے پر بیٹی کے پردے کے پیچھے تشریف لے آتے بیٹی کا نام پکار کے فرماتے فلاں صاحب نے آپ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی ہے اگر بیٹی اپنے ہاتھ سے پردہ ہلا دیتی (دستور کے مطابق) تو یہ ناپسندیدگی اور انکار تصور ہوتا تھا۔ تو آپ پھر اسے مجبور کر کے نکاح نہیں کراتے تھے اور اگر وہ اپنے ہاتھ سے پردہ نہیں ہلاتی تو آپ ﷺ اس کا نکاح کر دیتے اور اسے فرماتے کہ اب تم خاموش رہو یعنی اب معاملہ مجھ پہ چھوڑ دو۔

واقول

رسول اللہ ﷺ کے معمول کے بارے میں علاوہ ازیں صرف مصنف عبدالرزاق میں پانچ روایات ہیں اور اس کے علاوہ احادیث کی دیگر کتب میں بھی چونکہ تمام روایات کا مفہوم ملتا جلتا ہے اس لیے میں نے سب کو نقل نہیں کیا۔ ان تمام روایات میں ہمارے لیے بہت سے فوائد ہیں:

01: آپ ﷺ نے اپنی بچیوں سے خود اجازت اور مشورہ طلب کیا ہے کسی دوسرے کو یہ ذمہ داری نہیں سونپی۔

02: آپ ﷺ نے بچی کی طرف سے انکار کی صورت میں وہاں بیٹھ کر نہ تو کوئی لمبا خطبہ دیا اور نہ ہی کسی ذاتی

Marfat.com

غرض کا سوچا بس بچی کی رضا کو ہی فوقیت دی۔

03: بچی کی طرف سے ہاں کی صورت میں فوراً نکاح فرما دیتے کسی رسم یا رواج کی پرواہ نہیں فرماتے تھے۔اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں ان کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ وہ اسی سادگی کے ساتھ اپنی بیٹیاں ان کی پسند کے مطابق بیاہ دیا کریں اور یاد رکھیں کہ اس کے علاوہ رسم و رواج اور ناک کی خاطر نت نئے طریقے اختیار کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ غداری ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ () قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ () ال عمران ۳۱. ۳۲

کہہ دیجیے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو اللہ تم سے محبت بھی کرے گا اور تمہارے گناہ بھی بخش دے گا اور اللہ بہت ہی بخشنے والا اور مہربان ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو پیشوا اور رہنما (Role Model) قرار دے کر ان کی مکمل اطاعت کا حکم دیا ہے اور جن کا طرز عمل اس کے خلاف جاتا ہے ان کو کافر کہا ہے ہمیں سوچ کر فیصلہ کرنا ہو گا کہ ہم اپنی زندگی شریعت کے مطابق گزار کر اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو راضی رکھیں یا رسم و رواج کی غلامی کر کے شیطان کو۔ کیونکہ قرآن ہم سے مخاطب ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (الاحزاب ۲۱)

تمہارے لیے اللہ کے رسول کے طریق زندگی میں ایک عمدہ نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کی ملاقات کا امیدوار ہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والا ہو۔

یتیم بچی کا اختیار

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْيَتِيْمَةُ تُسْتَأْمَرُ فِىْ نَفْسِهَا اِنْ صَمَتَتْ فَهُوَ اِذْنُهَا وَاِنْ اَبَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَيْهَا

جامع الترمذی کتاب النکاح باب فی اکراہ الیتیمة علی التزویج و اخرجه احمد فی کتاب اول مسند الکوفیین حدیث ابی موسی الأشعری وأخرجه ایضافی باقی مسند المکثرین وأخرجه ابو داؤد فی النکاح باب فی الثیب وأخرجه ایضا فی الاستئمار.

حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یتیم لڑکی سے اس کے نکاح کے لیے اس

Marfat.com

کی اجازت طلب کی جائے گی اگر خاموش رہی تو یہ اس کی طرف سے اجازت ہے اگر انکار کر دے تو نکاح کے لیے اسے مجبور نہیں کیا جائے گا۔

عَنْ اَبِی بُرْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَیُّمَا یَتِیْمَةٍ خُطِبَتْ فَلَاتُنْکَحُ حَتّٰی تُسْتَأْمَرَ فَاِنْ هِیَ اَقَرَّتْ فَلْتُنْکَحْ وَاِقْرَارُهَا سُکُوْتُهَا وَاِنْ اَنْکَرَتْ فَلَاتُنْکَحْ.

کتاب المصنف لا بن ابی شیبه الکوفی العبسی، باب فی الیتیمة من قال تستأمر فی نفسها .

حضرت ابو بردہ نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی روایت کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کسی زیر کفالت یتیم بچی کے لیے جب نکاح کا پیغام آئے تو اس سے اس کی مرضی معلوم کی جائے اگر پسند کرے تو نکاح کر دو (ماں باپ والی بچی کی طرح) اس کی خاموشی بھی اقرار ہے اور اگر وہ انکار کر دے تو اس کا نکاح نہیں کرایا جا سکتا۔

یہ روایت ابن ابی شیبہ نے ابو بردہ سے بروایت ابو موسیٰ اشعری بھی بیان کی ہے اور اس باب میں بہت سے تابعین سے بھی آثار مروی ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا فیصلہ

عَنْ سَلَمِ بْنِ اَبِی الذَّیَالِ قَالَ کَتَبَ عُمَرُبْنُ عَبْدِالْعَزِیْزِ فِی الْیَتِیْمَیْنِ اِذَا زُوِّجَاوَهُمَا صَغِیْرَیْنِ اَنَّهُمَا بِالْخِیَارِ.

المرجع السابق ،باب الیتیمة تزوج وهی صغیرة من قال لها الخیار.

سلم بن ابی الذیال نے بیان کیا ہے کہ دو کمسن یتیم بچیوں کے ان کی رضا کے بغیر نکاح کے ایک معاملہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا تھا کہ ان کو اپنے نکاح کے معاملے میں اختیار ہے چاہیں تو باقی رکھیں یا آزاد ہو جائیں۔

اسی فیصلے کے ساتھ موافقت اختیار کی ہے حسن بن علی، عطا بن ابی رباح اور طاؤس نے جبکہ عباد بن عوام نے سعید بن المسیب کا قتادہ کے حوالہ سے نکاح کے جواز اور اختیار کے حق حاصل ہونے اور امام ابو حنیفہ نے حماد سے نکاح کے جواز اور عدم خیار پہ فتویٰ نقل کیا ہے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

نکاح میں مرد کی پسند

فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ! (النساء ۳)

پس جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو، دو، تین، تین، چار چار سے نکاح کر لو۔

اللہ کریم نے اس آیت مبارکہ میں مردوں کو پسند کی بنیاد پر نکاح کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی

Marfat.com

معاملے میں بھی اجبار واکراہ اور اضطرار وغلبہ یہاں تک کہ دین کے معاملے بھی روانہیں۔

عَنْ مَالِکٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی " وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ اَوْ اَکْنَنْتُمْ فِیْ اَنْفُسِکُمْ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّکُمْ سَتَذْکُرُوْنَهُنَّ وَلٰکِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّا اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (البقرہ ۲۳۵/)

اَنْ یَّقُوْلَ الرَّجُلُ لِلْمَرْاَةِ وَهِیَ فِیْ عِدَّتِهَا مِنْ وَفَاتِ زَوْجِهَا اِنَّکِ عَلَیَّ لَکَرِیْمَةٌ وَ اِنِّیْ فِیْکِ لَرَاغِبٌ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَائِقٌ اِلَیْکِ خَیْرًا وَّرِزْقًا وَنَحْوَ هٰذَا مِنَ الْقَوْلِ.

موطاامام مالک مع تنویر الحوالک للسیوطی کتاب النکاح / باب ما جاء فی الخطبة.

قاسم بن محمد فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا جو یہ ارشاد ہے کہ: ''زمانہ عدت میں خواہ تم ان بیوہ عورتوں کے ساتھ منگنی کا ارادہ اشارے کنائے میں ظاہر کردو خواہ دل میں چھپائے رکھو دونوں صورتوں میں کوئی مضائقہ نہیں اللہ جانتا ہے کہ ان کا خیال تمہارے دل میں ضرور آئے گا مگر دیکھو خفیہ عہد و پیمان نہ کرنا اگر کوئی بات کرنی ہے تو معروف طریقے سے کرو اور عقد نکاح باندھنے کا فیصلہ اس وقت نہ کرو جب تک کہ عدت پوری نہ ہو جائے جان لو کہ اللہ تمہارے دلوں کا حال تک جانتا ہے لہٰذا اس سے ڈرو اور یہ بھی جان لو کہ اللہ بردبار ہے۔''

اس آیت میں عدت کے دوران عورت سے تعریض کرنا جائز رکھا گیا ہے اور تعریض کا مطلب یہ ہے کہ اشارے کنائے یا کسی قرینہ سے عورت کے ذہن میں بات ڈال دے کہ میں تمہیں پسند کرتا ہوں یا میرے دل میں تمہارے لیے بہت عزت واحترام ہے یا یہ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں خیر اور رزق کا فیصلہ کرنے والا ہے یا اچھے طریقے سے عورت کی ذہنی استعداد کو ملحوظ رکھ کر کوئی بھی بات، مگر عدت کے دوران کھل کر بات کرنا کہ گویا منگنی ہی کر دی اس کی گنجائش نہیں۔

اس قسم کے ارشادات الٰہی واحادیث اور طرز صحابہ سے یہ بات پوری طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ نکاح کے معاملے میں عورت مرد کو بہت سی وسعت عطا کر دی گئی ہے مگر اس جاہلانہ معاشرے نے ایک ایک کر کے بہت سی پابندیوں اور رسم ورواج کی زنجیروں میں معاشرے کو جکڑ کر رکھ دیا ہے جہاں نکاح مشکل اور زنا آسان ہو گیا ہے۔

عورت کو دیکھ کر پسند کرنے کی آزادی

عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَطَبْتُ امْرَاَةً فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ نَظَرْتَ اِلَیْهَا قُلْتُ لَا قَالَ فَانْظُرْ اِلَیْهَا فَاِنَّهٗ اَحْرٰی اَنْ یُّؤْدَمَ بَیْنَکُمَا.

سنن النسائی کتاب النکاح باب اباحة النظر قبل التزویج واخرجه احمد فی اول مسند الکوفیین واخرجه الترمذی فی النکاح وابن ماجة فی النکاح والدارمی فی النکاح ایضًا.

Marfat.com

حضرت مغیرہ بن شعبہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا تو رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا تم نے اسے دیکھا بھی ہے؟ عرض کیا نہیں نے دیکھا تو نہیں فرمایا: دیکھ لو کیونکہ باہمی الفت و یگانگت اور سکون سے ازدواجی زندگی گزارنے کا یہی مناسب طریقہ ہے۔

مصنف عبدالرزاق کی روایت میں حضرت مغیرہ بن شعبہ کے حوالہ سے اتنا مزید ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ ہدایت سننے کے بعد میں اس عورت کے گھر پہنچا اور اس کے والدین سے رشتہ بھی مانگا اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بھی سنا دیا۔ جس کے بعد مجھے ایسے لگا کہ انہیں عورت کو دیکھنا ناگوار گزرا ہے مگر عورت پردے کے پیچھے ہماری گفتگو سن رہی تھی اس نے سن کر کہا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے تمہیں دیکھنے کی اجازت دی ہے تو ضرور دیکھ لو ورنہ میں تمہیں واسطہ دیتی ہوں ایسے نہ کرنا۔ کہتے ہیں پھر میں نے اسے دیکھ کر پسند کر لیا ہماری شادی ہوگئی اور خوب رہی۔

المصنف لعبدالرزاق، باب ابراز الجواری والنظر عندالنکاح.

حضرت عمر کا ام کلثوم کو دیکھنا

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِوبْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ خَطَبَ عُمَرُ اِلیٰ عَلِيٍّ اِبْنَتَهٗ فَقَالَ اِنَّهَا صَغِيْرَةٌ فَقِيْلَ لِعُمَرَ اِنَّمَا يُرِيْدُ بِذَالِکَ مَنْعَهَا قَالَ فَکَلَّمَهٗ فَقَالَ عَلِیٌّ اَبْعَثُ بِهَا اِلَيْکَ فَاِنْ رَضِيْتَ فَهِيَ اِمْرَأَتُکَ قَالَ فَبَعَثَ بِهَا اِلَيْهِ قَالَ فَذَهَبَ عُمَرُ فَکَشَفَ عَنْ سَاقِهَا فَقَالَتْ اَرْسِلْ فَلَوْلَا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ لَصَکَکْتُ عُنُقَکَ.

المرجع السابق، باب نکاح الصغیرین.

امام ابوجعفر محمد باقر رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت عمر نے حضرت علی سے ان کی بیٹی کا رشتہ مانگا تو حضرت علی نے فرمایا کہ وہ تو ابھی کم عمر ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر کو کچھ لوگوں نے کہا کہ دراصل حضرت علی بہانہ کرتے ہیں اور آپ کو رشتہ دینا نہیں چاہتے۔ اب حضرت عمر نے حضرت علی سے بات کی تو انہوں نے فرمایا کہ دیکھو میں اسے آپ کے پاس بھیجتا ہوں آپ دیکھ لیں اگر آپ مطمئن ہیں تو وہ آپ کی بیوی ہوگئی اس کے بعد حضرت علی نے بیٹی کو حضرت عمر کے پاس بھیجا تو وہ چلی گئیں اب حضرت عمر آئے تو لڑکی کی پنڈلی سے کپڑا ہٹا کر دیکھنے لگے لڑکی نے غصے سے کہا کپڑا چھوڑ دیجیے اگر آپ امیر المؤمنین نہ ہوتے تو میں آپ کی گردن پر ایک مکہ مارتی: اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

''اَرْسِلْ فَلَوْلَا اَنَّکَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ لَصَکَکْتُ عَيْنَيْکَ''

الفقۃ الحنفیۃ و ادلتہ. للشیخ اسعد محمد سعید الصاغرجی باب انکاح الصغیرۃ.

دامن چھوڑ دو اگر آپ کے امیر المؤمنین ہونے کا لحاظ نہ ہوتا تو میں آپ کی دونوں آنکھیں پھوڑ دیتی اور مزید ایک روایت جسے مصنف ابن ابی شیبہ نے '' ما قالوا فی الرجل یزوج الصبیۃ او یتزوجھا'' کے تحت بیان کیا ہے کہ ام کلثوم

Marfat.com

نے حضرت عمر سے فرمایا کہ اگر آپ بڑے بزرگ یا اگر آپ امیر امومنین نہ ہوتے تو پھر دیکھتے؟ ام کلثوم کی اس بہادرانہ اور غیر تمندانہ گفتگو نے حضرت عمر کو متاثر کر دیا تو انہوں نے پیغام بھیج کر نکاح فرمالیا۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنه.

الکتاب المصنف لابن ابی شیبة.

واقول

حضرت علی کی ان صاحبزادی کا نام ام کلثوم ہے اور یہ بنت الرسول سیدہ طاہرہ مطہرہ فاطمة الزهرأ سیدة النساء اهل الجنة رضی اللہ عنہم کے بطن سے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم مہر پر نکاح کرنے کے بعد دوستوں کی دعوت کی اور فرمایا۔

انّی لم اتزوج من نشاط بی ولٰکن سمعت رَسُوْلَ اللهِ ﷺ یَقُوْلُ ''اِنَّ کُلَّ نَسَبٍ وَّ سَبَبٍ مُنْقَطِعٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا سَبَبِیْ وَنَسَبِیْ'' فَاَحْبَبْتُ اَنْ یَّکُوْنَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ نَبِیِّ اللهِ سَبَبٌ وَّنَسَبٌ.

المصنف لعبدالرزاق ، باب نکاح الصغیرین .

میں نے شادی اس لیے نہیں کی کہ میں اب عیش و عشرت کی زندگی گزارنا چاہتا ہوں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے روز تمام رشتے ناتے منقطع ہو جائیں گے سوائے میرے نسب اور تعلق کے حضرت عمر نے فرمایا میری خواہش ہے کہ قیامت کے روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میرا کوئی تعلق ہو۔

مصنف عبد الرزاق میں اسی باب کے تحت آگے روایت ہے کہ حضرت ام کلثوم کے بطن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا تھا جس کا نام زید تھا امام عبد الرزاق فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ عبد الملک بن مروان نے اس بچے کو زہر دے کر مار دیا تھا کیونکہ اس کے ذہن میں کسی نے یہ بات ڈال دی تھی کہ زید عمر بن خطاب کا بیٹا اور علی کا نواسا ہے اگر زندہ رہا تو تمہاری بادشاہت کے لیے بڑا خطرہ ثابت ہوگا چنانچہ نجیب الطرفین ہونے کے علاوہ شہادت اور اس پہ مزید یہ کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے نماز جنازہ پڑھائی۔

ایسے بھی اس جہاں میں گزرے ہیں کچھ شہید　　مقتول تا ابد رہا قاتل نہیں رہا

نعیم صدیقی

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا خَطَبَ اَحَدُکُمُ الْمَرْأَةَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّنْظُرَ مِنْهَا اِلٰی مَا یَدْعُوْهُ اِلٰی نِکَاحِهَا فَلْیَفْعَلْ.

صحیح مسلم کتاب النکاح باب ندب النظر الی وجه المرأة و کفیها لمن یرید تزوجها وأخرجه ابو داؤد فی کتاب النکاح باب فی الرجل ینظر الی المرأة وهو یرید تز ویجها وأخرجه الطحاوی فی شر ح معانی الآثار کتاب النکاح باب الرجل یرید تزوج المرأة هل یحل له النظر الیها أم لا ورواه احمد ورجاله ثقات وصححه الحاکم: سبل السلام للصنعانی.

Marfat.com

حضرت جابر عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے جب کوئی کسی عورت کو نکاح کا پیغام دینا چاہے تو مناسب وقت پر اس میں وہ چیز دیکھنے کی کوشش کرے جو اسے اس عورت سے نکاح پر آمادہ کر دے۔

حضرت جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے بنی سلمہ کی ایک عورت سے نکاح کرنے کا فیصلہ کیا تو کھجور کے پیچھے سے چھپ کر اسے دیکھا اور اس میں وہ خوبی موجود تھی جس لیے میں نے نکاح کرنا تھا لہٰذا میں نے اس سے شادی کر لی۔

شرح معاني الآثار للطحاوي الحنفي ،كتاب النكاح باب الرجل يريد تزوج المرأة هل يحل له النظر اليها أم لا .

ہر انسان کے دماغ میں کوئی آئیڈیل ہوتا ہے جبکہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد کوئی انسان بھی اس دنیا میں بے عیب نہیں اور نہ ہی یہ دنیا اللہ نے حوروں کی جلوہ گری کے لیے بنائی ہے۔لہٰذا جب کسی عورت کو نکاح کے ارادہ سے دیکھے تو اس میں حوروں کے شمائل و اوصاف نہ تلاش کرتا پھرے بلکہ اپنی پسند کی خوبی ذہن میں رکھ کر دیکھے جس کے ہوتے ہوئے نباہ ہو سکے اس نظر کی شریعت نے نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ یہی مناسب طریقہ ہے۔غالباً ہمارے ایک فیس بک دوست جناب مسلم سلیم صاحب کا تجربہ کامیاب رہا ہے اسی بہت خوش:

زمانے بھر کی دولت مل گئی ہے
مجھے اس کی محبت مل گئی ہے
طبیعت سے طبیعت مل گئی ہے
اسی دنیا میں جنت مل گئی ہے

مسلم سلیم

لیکن جو لوگ شریعت کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنے کے بجائے بسا اوقات جلدی میں اور پسند کے بجائے عارضی مفاد کی خاطر رشتے کر لیتے ہیں انہیں اکثر پچھتاوا ہوتا ہے مگر دیر سے اور مشکل یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں اکثر کوئی حوصلہ دینے والا بھی نہیں ملتا۔

وقت خوش خوش کاٹنے کا مشورہ دیتے ہوئے
رو پڑا وہ آپ ، مجھ کو حوصلہ دیتے ہوئے

ریاض مجید

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَاَخْبَرَهُ اَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَ نَظَرْتَ اِلَیْهَا؟ قَالَ لَا قَالَ فَاذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَیْهَا فَاِنَّ فِیْ اَعْیُنِ الْاَنْصَارِ شَیْئًا.

صحیح مسلم كتاب النكاح باب ندب النظر الى وجه المرأة وكفيها لمن يريد تزوجها وأخرجه ابو داوٗد في كتاب

Marfat.com

النكاح باب في الرجل ينظر الى المرأة وهو يريد تزويجها واخرجه الطحاوى في شرح معاني الآثار كتاب النكاح باب الرجل يريد تزوج المرأة هل يحل له النظر اليها أم لا واخرجه النسائي في النكاح واحمد في باقي مسند المكثرين.

حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ میں بارگاہ رسالت میں موجود تھا کہ ایک آدمی انصاری عورت سے نکاح کا فیصلہ کر کے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کیا عورت کو دیکھ کر فیصلہ کیا ہے؟ عرض کیا: دیکھا تو نہیں فرمایا: جا اور پہلے دیکھ کر فیصلہ کر اس لیے کہ انصار کی آنکھوں میں ایک چیز ہوتی ہے۔

انصار کی آنکھوں میں "چیز" سے مراد یا تو آنکھوں کا چھوٹا ہونا مراد ہے اور عین ممکن ہے کہ یہ صاحب جس علاقہ سے تعلق رکھتے ہوں وہاں کی عورتوں کی آنکھیں بڑی بڑی ہوں یا اس سے سفیدی مراد ہے آپ ﷺ نے "چیز" کا نام لے کر اسے شک میں نہیں ڈالا بلکہ فرمایا دیکھ لوتا کہ بعد میں پچھتاتے نہ رہو یا طلاق دے کر خواہ مخواہ اس کی دل شکنی کرو جو مصلحت کے خلاف ہے۔

حضرت ملا علی القاری نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی عورتوں کو اتنا غور سے دیکھا ہو بلکہ آپ نے مردوں کو دیکھ کر قیاس فرمایا، یا یہ کہ بذریعہ وحی آپ ﷺ کو معلوم ہوا ہو۔

مرقاة المفاتيح لملاعلى القارى كتاب النكاح باب النظر الى المخطوبة وبيان العورات الفصل الاول.

عورت کو دیکھنے کے مسائل

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے مشہور شارح حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جمہور علمائے امت کے نزدیک یہ بات مستحب و مستحسن ہے کہ جس عورت سے نکاح کا ارادہ ہو اسے دیکھ لے۔ حضرات ائمہ شافعی، مالک، ابوحنیفہ، احمد ابن حنبل اور تمام کوفی علماء و جمہور کا اسی پر فتویٰ ہے۔ حضرت قاضی عیاض شارح مسلم نے اس فتویٰ کے خلاف بعض علماء سے کراہت نقل فرمائی ہے مگر یہ بالکل درست نہیں کیونکہ یہ اس واضح حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے۔

اجماع امت یہ ہے کہ ضرورت کے وقت عورت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے جیسے خرید و فروخت یا شہادت کے لیے اور اسی طرح نکاح کے لیے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھنا شریعت نے جائز رکھا ہے۔ شیخ ابن حزم ظاہری کی رائے بھی یہی ہے کہ جس عورت سے نکاح کا ارادہ ہو اور خواہ وہ آزاد ہو یا کنیز اسے دیکھنے کی خبر ہو یا نہ ہو اس کی ہتھیلیاں اور چہرہ دیکھنا جائز ہے البتہ اس معاملے میں دوسری عورت اس مخطوبہ کا جسم دیکھ کر نکاح کے خواہشمند کو بتا سکتی ہے ورنہ عام حالات میں کوئی عورت بھی دوسری عورت کا جسم نہیں دیکھ سکتی۔

Marfat.com

شیخ ابن حزم ظاہری نے اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر کی رائے بھی نقل فرمائی ہے کہ ان کے نزدیک مخطوبہ کی پنڈلیاں، کمر اور پیٹ دیکھنا بھی جائز ہے یہی رائے حضرت علی کی طرف بھی منسوب تو ہے مگر روایت کے اعتبار سے درست نہیں۔ اسی طرح حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت سعید بن المسیب نے بھی ناف اور گھٹنوں کے درمیانی حصے کے علاوہ باقی بدن دیکھنے کی اجازت دی ہے۔

المحلیٰ با لآثار لابن حزم الظاهری.

داؤد ظاہری کا فتویٰ یہ ہے کہ جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کا سارا جسم دیکھا جا سکتا ہے۔ مگر یہ بات حق کے سراسر خلاف ہے جیسا کہ ابھی جمہور کی رائے اوپر گزر چکی ہے۔ اور چونکہ عورت کے چہرے سے باقی خوبصورتی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور ہاتھوں سے بدن کی خصوصیات ظاہر ہوتی ہیں لہٰذا جمہور کی رائے کے خلاف طرز عمل اختیار کرنا جائز نہیں۔

سبل السلام للصنعانی.

رشتہ طے کرنے کے آداب

اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يَّبِيْعَ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهٗ اَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ.

صحيح البخاری: كتاب النكاح باب لايخطب على خِطْبةِ اخيه حتّى ينكح او يدع . واخرجه مسلم فی كتاب البيوع باب تحريم بيع الحاضر للباد واخرجه ابو داوٗد فی النكاح باب تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى ياذن او يترک و اخرجه ايضا فی كتاب البيوع واخرجه الترمذی فی النكاح باب ما جاء ان لا يخطب الرجل على خطبة اخيه واخرجه ابن ماجه فی التجارات باب لايبيع الرجل على بيع اخيه ولا يسوم على سومه والنسائی فی النكاح باب النهی ان يخطب الرجل على خطبة اخيه.

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اس بات سے کہ کوئی آدمی اپنے بھائی کے سودے میں دخل اندازی کرتے ہوئے سودے پہ سودا طے کرے یا کوئی آدمی اپنے بھائی کے پیغام نکاح پہ پیغام دے یہاں تک کہ پہلا از خود رشتہ چھوڑ دے یا اسے پیغام بھیجنے کی اجازت دے دے۔

ہمارے معاشرے میں دین سے دوری اور تقدیر پہ ایمان کی کمزوری کے باعث اکثر خاندانوں میں رشتوں کے لین دین میں ناراضگیاں طول پکڑ جاتی ہیں اور لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک سنہری اصول تعلیم فرمایا کہ ایک کے معاملے میں دوسرا فرد مداخلت نہ کرے بلکہ انتظار کرے، مگر یہ تب ممکن ہے کہ انسان کا تقدیر کے فیصلوں پر ایمان پختہ ہو۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْهِ.

سنن ابن ماجه فی التحفة النكاح باب لايخطب الرجل على خطبة اخيه واخرجه مسلم فی كتاب النكاح باب تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى يأذن اويترک واخرجه ايضا فی كتاب البيوع وفی الباب روی عن ابن عمر.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کے پیغام نکاح پہ پیغام نہ دے۔

سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ یُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ حِیْنَ تَأَیَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَیْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِیِّ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتُوُفِّیَ بِالْمَدِیْنَةِ فَقَالَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ اَتَیْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَیْهِ حَفْصَةَ فَقَالَ سَأَنْظُرُ فِیْ اَمْرِیْ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ لَقِیَنِیْ فَقَالَ قَدْ بَدَالِیْ اَنْ لَّا اَتَزَوَّجَ یَوْمِیْ هٰذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِیْتُ اَبَا بَکْرِنِ الصِّدِّیْقَ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُکَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ اَبُوْ بَکْرٍ فَلَمْ یَرْجِعْ اِلَیَّ شَیْئًا وَکُنْتُ اَوْجَدَ عَلَیْهِ مِنِّیْ عَلٰی عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَنْکَحْتُهَا اِیَّاهُ فَلَقِیَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتَ عَلَیَّ حِیْنَ عَرَضْتَ عَلَیَّ حَفْصَةَ فَلَمْ اَرْجِعْ اِلَیْکَ شَیْئًا؟ قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ فَاِنَّهٗ لَمْ یَمْنَعْنِیْ أَنْ اَرْجِعَ اِلَیْکَ فِیْمَا عَرَضْتَ عَلَیَّ اِلَّا اَنِّیْ کُنْتُ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ ذَکَرَهَا فَلَمْ أَکُنْ لِأُفْشِیَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ لَوْتَرَکَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَبِلْتُهَا.

صحيح البخارى كتاب النكاح باب تفسير ترک الحطبة.

سالم بن عبداللہ نے حضرت عبداللہ ابن عمر سے حضرت عمر بن حطاب رضی اللہ عنہم کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ جب حفصہ بنت عمر بیوہ ہوگئیں کہ ان کے شوہر خنیس بن حذافہ جو ایک صحابی تھے مدینہ منورہ میں انتقال فرما گئے تھے۔تو حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان کے پاس گیا اور انہیں حفصہ سے نکاح کرنے کے لیے پیشکش کی انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنے معاملے میں غور کروں گا، میں چندروز انتظار کرتا رہا پھر ایک روز ان سے ملاقات ہوگئی تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے ابھی یہ احساس ہوا ہے کہ میں فی الحال نکاح نہیں کرنا چاہتا۔حضرت عمر فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت ابوبکر سے ملا اور انہیں بھی پیشکش کی کہ اگر آپ پسند کریں تو میں حفصہ کا آپ سے نکاح کردوں حضرت ابوبکر خاموش ہوگئے اور مجھے کسی قسم کا کوئی جواب نہ دیا مجھے ان کے اس طرزِ عمل پر حضرت عثمان سے بھی زیادہ دکھ پہنچا بس اس کے بعد چندروز ہی گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود نکاح فرمانے کا پیغام دیا تو میں نے حفصہ کا آپ ﷺ کے ساتھ نکاح کردیا پھر میری ملاقات ابوبکر سے ہوئی تو وہ کہنے لگے آپ نے مجھے حفصہ سے نکاح کرنے کی پیشکش کی تھی مگر میری خاموشی سے شاید آپ کو دکھ پہنچا ہو؟ حضرت عمر نے فرمایا ہاں دکھ تو ہوا تھا فرمایا مگر حقیقت یہی تھی کہ رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ نے میرے ساتھ ارادہ ظاہر فرمایا تھا اس لیے میں نہ تو ہاں کرسکتا تھا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کا راز فاش کرسکتا تھا لیکن اگر رسول اللہ ﷺ ارادہ ترک فرما دیتے تو میں ضرور قبول کر لیتا۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے پہلے یہ حدیث: بَابٌ: عَرْضُ الْاِنْسَانِ ابْنَتَهُ اَوْ اُخْتَهُ عَلٰى اَهْلِ الْخَيْرِ: یعنی: کسی انسان کا اپنی بیٹی یا بہن کا خود کسی دیندار اور نیک انسان کو رشتہ پیش کرنا۔ کے تحت بیان فرمائی ہے اور یہاں دوبارہ: بَابٌ: تَفْسِيْرُ تَرْكِ الْخِطْبَةِ: یعنی منگنی چھوڑنے کا بیان کے تحت اس کا ایک جزء لائے ہیں مگر میں نے پوری حدیث نقل کردی ہے تاکہ تفصیلات سامنے رہیں کیونکہ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو جو ہدایات دی ہیں ان میں سے دو ارشادات اس طرح ہیں:

عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ: قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَىُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ؟ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ.

صحیح البخاری کتاب الایمان باب ای الاسلام افضل.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اسلام کی خصلتوں میں سے کون سی خصلت اور اعمال میں سے کون سا عمل بہتر ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کی زبان اور ہاتھ کی ایذاء سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں (اس کا اسلام سب سے افضل ہے)

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ لَايُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَايُحِبُّ لِنَفْسِهٖ.

صحیح البخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیه مایحب لنفسه.

ترجمہ

حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے اس وقت تک کوئی آدمی بھی مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

لہٰذا زندگی کے تمام معاملات کی طرح منگنی کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے کہ اگر ایک آدمی دوسرے کا معاملہ طے ہونے سے پہلے اس میں مداخلت کرے گا یا لڑکی والوں کو کوئی لالچ دے گا تو یہ زبان اور ہاتھ سے نقصان پہنچانے کے مترادف اور ایمان کے منافی عمل ہے لہٰذا اللہ کے رسول ﷺ نے ایسی حرکت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

رشتہ کرنے میں مشورہ طلب کرنا۔ مشورہ دینا

عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ اَبِى الْجَهْمِ بْنِ صُخَيْرِ الْعَدَوِىِّ قَالَ سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ تَقُوْلُ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا حَلَلْتِ فَاٰذِنِيْنِىْ فَاٰذَنْتُهٗ فَخَطَبَهَا مُعَاوِيَةُ وَاَبُو الْجَهْمِ بْنُ صُخَيْرٍ وَاُسَامَةُ بْنُ

Marfat.com

زَيْدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ تَرِبٌ لَا مَالَ لَهُ وَأَمَّا أَبُوْ الْجَهْمِ فَرَجُلٌ ضَرَّابٌ لِلنِّسَاءِ وَلٰكِنْ أُسَامَةُ، فَقَالَتْ بِيَدِهَا هٰكَذَا أُسَامَةُ أُسَامَةُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ طَاعَةُ اللهِ وَطَاعَةُ رَسُوْلِهٖ خَيْرٌ لَكِ.

سنن ابن ماجه: باب لا يخطب الرجل على خطبة اخيه واخرجه مسلم فی کتاب الطلاق باب المطلقة ثلاثا لانفقة لها. واخرجه الترمذی فی کتاب النکاح باب ما جاء ان لا یخطب الرجل علی خطبة اخیه واخرجه النسائی فی کتاب الطلاق باب ارسال الرجل الی زوجته با لطلاق.

حضرت ابوبکر بن ابی الجہم بن صُخَیر العدوی کا بیان ہے کہ مجھے فاطمہ بنت قیس نے بتایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہدایت فرمائی تھی کہ جب میری عدت پوری ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا چنانچہ عدت پوری ہونے کے بعد بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اب تک مجھے معاویہ بن ابوسفیان، ابوجہم بن صخیر اور اسامہ بن زید نکاح کا پیغام دے چکے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”معاویہ تو ایک غریب آدمی ہیں ان کے پاس کوئی مال نہیں جبکہ ابوجہم عورتوں کو بہت مارنے پیٹنے والے شخص ہیں ہاں اسامہ بن زید ہی تمہارے لیے مناسب ہیں۔“ حضرت فاطمہ بنت قیس نے اپنے ہاتھ سے انکار کا اشارہ کرتے ہوئے ناپسندیدگی سے کہا: اسامہ اسامہ (مطلب یہ تھا کہ کیا میرے لیے اُسامہ ہی رہ گیا ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کی بات مان لوگی تو اسی میں تمہارے لیے بہتری ہے۔ حضرت فاطمہ فرماتی ہیں اب اطمینان ہونے کے بعد میں نے اسامہ سے نکاح کر لیا تو عورتوں کی طرف سے مجھ پہ رشک کیا جانے لگا۔

حضرت فاطمہ بنت قیس کے واقعہ میں کئی مسائل ہیں اور بہت سارے محدثین نے اس واقعہ کو کئی ابواب۔ کے تحت بیان کیا ہے۔ اس واقعہ کی مزید تفصیل یہ ہے کہ یہ خاتون ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ مخزومی کے نکاح میں تھیں مگر جب وہ حضرت علی کے ساتھ یمن گئے تو وہاں سے حضرت عیاش بن ربیعہ کے ہاتھ انہیں تین طلاقیں اور پانچ صاع کھجوریں اور پانچ صاع جو بھی بھیج دیئے تھے مگر عرصۂ عدت کے لیے یہ خرچ بہت ناکافی تھا لہٰذا انہوں نے اپنے کپڑے سمیٹے تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر حالات عرض کیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب شوہر تین طلاقیں دے ڈالے تو اس کے ذمہ عرصۂ عدت کا خرچ وغیرہ نہیں رہتا۔ چونکہ خاوند کے گھر طلاق رجعی کی صورت میں عدت اور نفقہ ہوتا ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ ممکن ہے اس دوران زوجین میں صلح ہو جائے جبکہ تین طلاقوں کے بعد گنجائش ہی نہیں تو صورت دوسری بن جاتی ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے چچازاد بھائی عبداللہ ابن ام مکتوم کے گھر عدت گذارو کیونکہ وہ نابینا ہیں اور تم آزادی سے اپنی روزمرہ کی ضروریات پوری کر سکوگی اور جب عدت پوری ہو جائے تو میرے پاس چلی آنا۔ چنانچہ عدت پوری ہوتے ہی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور یہ بھی بتایا کہ اب تک انہیں حضرت معاویہ،

Marfat.com

حضرت ابوجہم بن صخیر اور حضرت اسامہ بن زید نکاح کا پیغام دے چکے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا معاویہ تو ایک غریب آدمی ہیں ان کے پاس کوئی مال نہیں جبکہ ابوجہم عورتوں کو بہت مارنے پیٹنے والے شخص ہیں ہاں اسامہ بن زید ہی تمہارے لیے مناسب ہیں۔ حضرت فاطمہ بنت قیس نے اپنے ہاتھ سے انکار کا اشارہ کرتے ہوئے ناپسندیدگی سے کہا اسامہ اسامہ (مطلب یہ تھا کہ کیا میرے لیے اسامہ ہی رہ گیا ہے) تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کی بات مان لوگی تو اسی میں تمہارے لیے بہتری ہے، حضرت فاطمہ فرماتی ہیں، اب اطمینان ہونے کے بعد میں نے اسامہ سے نکاح کر لیا تو عورتوں کی طرف سے مجھ پہ رشک کیا جانے لگا۔

حالات کے پیش نظر چونکہ یہ معزز خاتون ایک بار صدمہ اٹھا چکی تھیں اس لیے رسول اللہ ﷺ نے انہیں مزید صدمے سے بچانے کے لیے ان تینوں امیدواروں کے حالات بتا کر انہیں مشورہ دیا حالانکہ حضرت معاویہ تو رسول اللہ ﷺ کے سالہ تھے مگر مشورہ دینا اللہ کی طرف سے ایک ذمہ داری تھی اور ابوجہم بھی اسامہ بن زید کے مقابل تو بہتر حیثیت میں تھے جبکہ حضرت اسامہ کے والد حضرت زید بن حارثہ سیاہ رنگ کے اور آپ کے آزاد کردہ غلام تھے لہٰذا حضرت فاطمہ کو اپنے حسب ونسب کے باعث تردد ہوا مگر جب رسول اللہ ﷺ نے تاکید فرمائی تو اضطراب ختم ہو گیا اور پھر حضرت اسامہ نے انہیں اس عزت سے رکھا کہ عورتوں میں رشک کی نظر سے دیکھی جانے لگیں لہٰذا شادی بیاہ کے معاملے میں کسی بزرگ اور عالم دین سے مشورہ کرنا اور مشورہ دینا یہ ایک پسندیدہ طریقہ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے زندگی کے تمام معاملات میں مشورہ کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

سگائی توڑنے کا شرعی طریقہ

ہمارے ہاں بعض دفعہ رشتہ طے کرنے کی اکثر شکلیں ایسی ہوتی ہیں جو نکاح تفویض کے ذیل میں آجاتی ہیں مگر ہوتا یہ ہے کہ بسا اوقات خاندان میں کسی تلخی کی وجہ سے لڑکی اور لڑکے کے والدین گلی محلے میں کھڑے کھڑے رشتہ ختم کر دیتے ہیں حالانکہ اس معاملے کے اصل فریق زوجین ہیں والدین نہیں اور نہ ہی شریعت انہیں فیصلہ کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ اور پھر اکثر صورتوں میں باضابطہ طلاق اور مہر کا معاملہ طے کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ کوئی دوسرا فرد کسی کی جگہ اس کی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا۔ اور چونکہ ایسی تمام صورتیں متعین نہیں کی جاسکتیں مگر اتنا ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے کہ اگر خدانخواستہ کوئی ایسی شکل پیش آجائے تو ایسے تمام معاملات قاضیٔ وقت یا کسی مستند اور معتبر عالم دین کی موجودگی میں طے پانا ضروری ہیں۔

اس وقت یہ سطور لکھتے وقت اپنے علاقے کی بعض ایسی صورتیں میرے سامنے ہیں کہ والدین نے اپنی بیٹی کی

Marfat.com

ازخود منگنی توڑ کر دوسری جگہ بیاہ دی حالانکہ وہ شرعاً اور باضابطہ طور پر اس لڑکے کی بیوی بن چکی تھی جس سے منگنی توڑ دی گئی ہے۔ حالانکہ اللہ کے اُس دین کے مطابق جو بذریعہ جبریل امین علیہ السلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا گیا اب یہ والدین نہیں بلکہ لڑکی لڑکا فریق تھے۔ اور والدین قیامت کے روز اللہ کی بارگاہ میں جواب دہ ہوں گے۔

چونکہ نکاح کی شرعی صورت ہمارے سامنے نہیں ہوتی اس لیے ہم غلطیاں کرتے ہیں اور بجائے شرعی احکام معلوم کرنے کے ہم نت نئی رسمیں ایجاد کرنے اور ٹیلی ویژن سے فلمی اور ڈرامائی شادیوں کو کاپی کرنے اور رواج دینے کی فکر میں لگے ہوتے ہیں اس لیے ہمارا معاشرہ ایک بار پھر دور جاہلیت کی تصویر بنا جا رہا ہے مگر یاد رکھو کہ جس معاشرے میں۔ شریعت کو ثانوی حیثیت حاصل ہو وہاں کوئی فرد یا قوم اول درجے کی مسلمان نہیں کہلا سکتی۔

دلہن کا بناؤ سنگھار کرنا

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ اَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهٖ فِيْ طَلَبِهَا فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ شَكَوْا ذَالِكَ اِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللهُ خَيْرًا فَوَاللهِ مَا نَزَلَ بِكِ اَمْرًا قَطُّ اِلَّا جَعَلَ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَجُعِلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرْكَةً.

صحیح البخاری کتاب النکاح باب استعارة الثیاب للعروس وغیرھا صحیح مسلم کتاب الحیض باب التیمم ورواہ النسائی و ابو دؤد و مالک والدارمی فی الطھارۃ وابن ماجه فی الطھارۃ و سننھا واحمد فی باقی مسند الانصار.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی بہن حضرت اسماء سے ایک ہار مستعار لیا تھا جو دوران سفر کہیں گم ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے کچھ ساتھیوں کو اس کی تلاش میں بھیجا۔ اسی دوران نماز کا وقت آ گیا تو لوگوں نے (پانی دستیاب نہ ہونے کے باعث) بغیر وضو نماز پڑھ لی اور اس کے بعد جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس تکلیف کی شکایت کی۔ تو تیمم کی آیت نازل ہو گئی جس کی خوشی میں حضرت اُسَید بن حُضَیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ سے عرض کیا کہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے آپ پر جب بھی کوئی پریشانی آئی اللہ نے آپ کے لیے اس میں آسانی کا راستہ نکالا اور مسلمانوں کیلئے اس میں برکت رکھ دی۔

یہ ایک طویل حدیث ہے اور اس میں بہت سارے مسائل ہیں بخاری و مسلم کے علاوہ دیگر محدثین رحمھم اللہ نے بھی روایت کی ہے۔ صرف امام بخاری نے مسائل کے استنباط کے لیے اسے گیارہ مرتبہ دہرایا ہے یہاں: بَابُ اسْتِعَارَةِ الثِّيَابِ لِلْعُرُوْسِ وَغَيْرِهَا: کے عنوان سے باب قائم کیا ہے جس سے خاوند کے لیے بیوی کے بناؤ سنگھار کی اہمیت ظاہر کرنا مقصود ہے اور یہ کہ شادی شدہ عورت یا دلہن کوئی چیز مستعار کر کے اپنے شوہر کے لیے بناؤ سنگھار کر سکتی

Marfat.com

ہے۔ بخاری ومسلم دونوں میں اس حدیث شریف کے کچھ مزید حصے ہیں۔ ان سب اور کچھ تاریخی واقعات کو سامنے رکھ کر صورت واقعہ یوں بنتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول شریف یہ تھا کہ آپ جب بھی کہیں دور سفر فرماتے قرعہ ڈال کر ازواج میں سے کسی نہ کسی کو ساتھ لے جاتے اس طرح اس سفر کیلئے ام المؤمنین حضرت عائشہ کا نام نکلا تو آپ ساتھ تھیں اور چونکہ سیدہ عائشہ کی ہر وقت کوشش ہوتی تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو آرام وسکون فراہم کریں، عمر میں بھی دوسری ازواج مطہرات کی نسبت جوان تھیں اس لیے اپنی بڑی بہن حضرت اسماء بنت ابی بکر سے ان کا ہار مانگ لیا تا کہ دوران سفر جہاں موقعہ ملے رسول اللہ ﷺ کے لیے بناؤ سنگھار کر سکیں۔

مگر اللہ نے اس ہار کی برکت سے امت کو تیمّم کی سہولت جیسی خیر عظیم سے نوازنا تھا جس سے آج تک کسی کو نہیں نوازا گیا لہٰذا جب سفر سے واپسی پر یہ قافلہ مدینہ منورہ کے قریبی مقام البیدأ یا ذات الجیش پر پہنچا تو ہار گم ہو گیا۔ حضرت عائشہ کے پاس ہار چونکہ امانت تھا لہٰذا رسول اللہ ﷺ اس کو تلاش کرنے کے لیے رکے تو سارا قافلہ رک گیا۔ یہاں ایک اور سبق یہ ہے کہ قافلے میں اگر کسی ایک کا نقصان ہو تو سب کو اس کی تلاش کرنا چاہیے۔ اتفاق یہ کہ نہ تو یہاں قریب پانی تھا اور نہ ہی قافلے میں کسی کے پاس۔ جبکہ ابھی تک تیمّم کا حکم نازل نہیں ہوا تھا لہٰذا تمام حضرات نے بے وضو ہی نماز تو پڑھ لی مگر تسلی نہیں ہو رہی تھی اور چونکہ حضور ﷺ حضرت عائشہ کے زانو پہ سر رکھ کر محو خواب تھے لہٰذا لوگوں نے حضرت ابو بکر سے شکایت کی کہ دیکھو آپ کی بیٹی کے باعث سب مشکل میں ہیں۔ اور اب صبح کی نماز کا وقت بھی قریب ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو جگانے کے بجائے حضرۃ عائشہ کو ڈانٹا: " يَا بُنَيَّةَ فِيْ كُلِّ سَفَرَةٍ تَكُوْنِيْنَ عَنَاءٌ وَبَلَاءٌ عَلَى النَّاسِ؟ " اے بیٹی! ہر سفر میں تم ہی ہمیشہ لوگوں کے لیے مصیبت اور آزمائش کا باعث بنتی ہو ایسے کیوں؟

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ابو بکر مجھے ڈانٹتے بھی اور میری کوکھ میں انگلیاں بھی چبھوتے رہے مگر میں رسول اللہ ﷺ کے آرام کے پیش نظر خاموش رہی اور میں نے اپنی جگہ سے ذرا برابر حرکت نہ کی۔ بالکل اسی طرح جس طرح باپ نے غار ثور میں دولت کونین ﷺ کو پا کر سانپ کا کاٹنا برداشت کر لیا تھا یہاں بیٹی تھی ساری رات دولت کونین کو زانو پہ لیے بیٹھی رہیں اور حرکت تک نہ کی یہاں تک کہ صبح جب رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو آیت تیمّم رحمت بن کر نازل ہو گئی۔

" فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ " المائدة ۶.

پس اگر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو پس اس پر ہاتھ مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو۔

اب قافلے میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور قافلے کی روانگی کے لیے جب اونٹ اٹھائے گئے تو اونٹ کے نیچے سے

Marfat.com

ہار بھی مل گیا۔ حضرت اسید ابن حضیر نے حضرت عائشہ سے عرض کیا کہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے آپ پر جب بھی کوئی پریشانی آئی اللہ تعالیٰ نے نہ صرف آپ کے لیے اس میں آسانی کا راستہ نکالا بلکہ تمام مسلمانوں کے لیے اس میں برکت رکھ دی۔

حضرت عائشہ نے واقعہ بیان فرماتے ہوئے دوسری روایت کے مطابق " فَعَاتَبَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ " یعنی مجھے ابوبکر نے ڈانٹ پلائی۔ کے الفاظ ادا فرمائے ہیں حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی نے حضرت عائشہ کی ذہانت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ حضرت عائشہ اس طرف اشارہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر نے مجھے باپ کی طرح نہیں بلکہ ایک غیر کی طرح ڈانٹنے اور کہنے میں کوئی رعایت نہیں فرمائی جس کی اور ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ایک مرتبہ پہلے بھی حضرت عائشہ سے اسی طرح دوران سفر ہار گم ہو گیا تھا۔

بہر حال امام بخاری نے یہاں اس باب کے تحت یہ حدیث لا کر اس سے خاوند کے لیے بیوی کے بننے سنورنے اور بناؤ سنگھار کی اہمیت پہ استدلال فرمایا ہے کہ اگر اس سلسلے میں وقتی طور پر کوئی چیز مستعار بھی لینی پڑے تو لی جاسکتی ہے۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب النکاح باب استعارة الثیاب للعروس وغیرها. اکمال المعلم بفوائد مسلم کتاب الحیض باب التیمم -- التوشیح شرح الجامع الصحیح کتاب النکاح باب استعارة الثیاب للعروس وغیرها للسیوطی. صحیح مسلم بشرح النووی کتاب الحیض باب التیمم للنووی .

اس واقعہ سے ایک اور مسئلہ یہ سامنے آتا ہے کہ شادی کے بعد عورت پہ شوہر کی اطاعت باپ کی اطاعت پہ مقدم ہو جاتی ہے۔

حکایت

مشہور زمانہ علمی شخصیت "تفسیر مظہری" کے مصنف حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی، حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے شاگرد رشید اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے خلیفہ ہیں اپنی تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے استاذ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک سائل نے حضرت شاہ جی سے مسئلہ پوچھا۔ حضرت ایک صاحب نے اپنی بیوی سے کہہ رکھا تھا کہ تم اگر باپ کے گھر گئی تو تمہیں تین طلاقیں۔ اب باپ کی وفات ہو گئی ہے کیا وہ وہاں جاسکتی ہے یا نہیں؟ حضرت شاہ جی نہ جانے کس خیال میں گم تھے فرمایا نہیں جا سکتی۔ اب حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ عثمانی نے اپنے استاذ کے سہو کے پیش نظر خدمت میں عرض کیا کہ اگر اجازت فرمائیں تو میں عرض کروں؟ فرمایا: ہاں اجازت ہے۔ حضرت قاضی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت شوہر نے باپ کے گھر جانے سے طلاق کو مشروط کیا تھا اب باپ کی روح نکلتے ہی گھر اس کا نہیں رہا بلکہ ملکیت ورثاء کی طرف منتقل ہو گئی ہے لہٰذا بیٹی باپ کے جنازے میں جاسکتی ہے۔ عظیم استاذ نے اپنے ذہین شاگرد کی رائے پہ فتویٰ دینے کے بعد فرمایا اگر تم جیسے دین کا مزاج سمجھنے

Marfat.com

والے موجود ہیں تو کوئی فکر نہیں بیشک مجھے ابھی موت آجائے۔

ماخوذ از خطاب استاذ المشائخ نبیل العصر حضرت علامہ سید محمد انظر شاہ کاشمیری متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہ خطاب مقام مسجد حمزہ برمنگھم بتاریخ 16 . 08 . 2001

01: اس تفصیل سے ایک مسئلہ تو یہ حل ہوا کہ بیوی کے لیے شوہر کی اطاعت باپ کی اطاعت پر مقدم ہے۔

02: اور دوسرا یہ کہ روح نکلتے ہی بیشک میت کی چار پائی پڑی ہو اس کی ملکیت ختم ہو جاتی ہے یہ دنیا کی بیوفائی ہے جس کے لیے انسان ساری زندگی دوڑ دھوپ کرتا رہتا ہے۔

اِنِّیْ خَرَجْتُ مِنَ الدُّنْیَا وَلَیْسَ مَعِیْ   مِنْ کُلِّ مَا مَلَکْتُ کَفِّیْ سِوٰی کَفَنِیْ

وفیات الاعیان

میں دنیا سے اس طرح نکلا ہوں کہ سوائے کفن کے میرے مال و دولت میں سے کچھ بھی میرے ساتھ نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِبْنُ اَیْمَنَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ وَعَلَیْهَا دِرْعُ قِطْرٍ ثَمَنُ خَمْسَةَ دَرَاهِمَ فَقَالَتِ ارْفَعْ بَصَرَکَ اِلٰی جَارِیَتِی انْظُرْ اِلَیْهَا فَاِنَّهَا تَزْهٰی اَنْ تُلْبَسَهُ فِی الْبَیْتِ وَقَدْ کَانَ لِیْ مِنْهُنَّ دِرْعٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَمَا کَانَتْ امْرَاَةٌ تُقَیَّنُ بِالْمَدِیْنَةِ اِلَّا اَرْسَلَتْ اِلَیَّ تَسْتَعِیْرُهُ۔

صحیح البخاری کتاب الھبة باب الاستعارة للعروس عند البناء.

حضرت عبد الواحد ابن ایمن نے اپنے والد ماجد کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ وہ حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ نے موٹے کھدر کا ایک کرتہ پہنا ہوا تھا جس کی قیمت پانچ درہم تھی تو فرمایا میری اس خادمہ کو دیکھو یہ گھر میں ایسا کرتا پہننا میرے لیے اچھا نہیں سمجھتی حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں میرے پاس اس جیسا ایک کرتا ہوتا تھا اور حال یہ تھا کہ مدینہ منورہ میں جس کسی کو دلہن تیار کرنے اور آراستہ کرنے کی ضرورت پڑتی تو وہ مجھ سے منگوالیا جاتا تھا۔

اس روایت میں ایک بات تو یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خوشحالی کے زمانے میں بھی بہت معمولی لباس پہنتی تھیں یہاں تک کہ آپ کی خادمہ آپ کو اچھا قیمتی لباس پہننے کے لیے کہتی رہتی، تو سیدہ نے تنگی اور غربت کا زمانہ یاد دلایا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ان کے پاس اسی قسم کا ایک معمولی کرتہ ہوتا تھا اور جب شادی کے موقعہ پر دلہن کو سجانے کی ضرورت پیش آتی تو مدینہ منورہ کی عورتیں دلہن کو پہنانے کے لیے مستعار لے جاتیں۔ اس واقعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ دلہن کو سجانا ایک اچھی اور مستحسن بات ہے اور عہد نبوی سے یہ دستور چلا آرہا ہے اور اگر کسی کے پاس اچھے کپڑے یا زیور نہ ہو تو مستعار لینا بھی مناسب ہے جبکہ مستعار دینا سیدہ عائشہ کی سنت ہے۔

Marfat.com

دلہن کی رخصتی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَنْكَحَتْ عَائِشَةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَهَا مِنَ الْاَنْصَارِ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ "أَهْدَيْتُمُ الْفَتَاةَ" قَالُوْا نَعَمْ قَالَ "أَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ تُغَنِّيْ؟ قَالَتْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْاَنْصَارَ قَوْمٌ فِيْهِمْ غَزَلٌ فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ يَقُوْلُ ﴿أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ، فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ.﴾

اخرجه وانفرد به ابن ماجة فى تحفة النكاح باب الغناء والدف ۔ تحفة الاشراف للمزى برقم ۶۴۵۳.

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ نے انصار میں سے اپنے قریبی خاندان میں ایک شادی کرائی جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے پوچھا کہ کیا دلہن رخصت کردی؟ عرض کیا: جی ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کے ساتھ کسی عورت کو بھی بھیجا ہے جو اس کے لیے گیت وغیرہ گائے؟ عرض کیا: نہیں تو آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا انصار اشعار وغیرہ پڑھنا پسند کرتے ہیں لہٰذا تم کسی کو بھیجو اور اسے کہو کہ وہاں جا کر ایسے کہے۔

أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ، فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ

ہم تمہارے پاس آئے ہم تمہارے پاس آئے پس اللہ تعالیٰ ہمیں اور تم سب کو سلامت رکھے

سنن ابن ماجہ کے شارح امام سندھی نے اس شعر کا دوسرا مصرعہ بھی درج کیا ہے:

لَوْلَا الْحِنْطَةُ السَّمْرَاءُ لَمْ تَسْمَنْ عَذَارَاكُمْ

اگر بھورے رنگ کی گندم نہ ہوتی تو آپ کی لڑکیاں پل کر موٹی نہ ہوتیں

یہ حدیث صرف ابوداود میں آئی ہے اور یہ روایت بھی متکلم فیہ تو ہے مگر تاریخی طور پر بھی یہ بات ثابت ہے کہ انصارِ مدینہ خوشی کے موقعہ پر اس طرح کے گیت گایا کرتے تھے ان زباں زد عام گیتوں میں سے رسول اللہ ﷺ کو معنی کے اعتبار سے یہ اچھا لگا تو آپ نے اس موقعہ پر ان کو اسے پڑھنے کی رغبت دلائی ان تمام احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خوشی کے موقعہ پر اس طرح کے اشعار یا کوئی مناسب کھیل جائز ہے بشرطیکہ اس میں کوئی بے حیائی نہ ہو۔

دلہا کے کپڑے رنگنا

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِهٖ اَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَأَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقْتَ اِلَيْهَا؟ قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

صحيح البخارى كتاب النكاح باب : الصفرة للمتزوج .

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے تو ان کے بدن پر زرد رنگ کی خوشبو کے آثار دیکھ کر آپ ﷺ نے پوچھا: عبدالرحمٰن یہ کیا ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے انصار میں سے ایک عورت سے شادی کرلی ہے تو آپ ﷺ نے پوچھا کتنا مہر ادا کیا ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ سونے کی گٹھلی کے برابر سونا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ولیمہ ضرور کرنا چاہے ایک بکری ہی میسر ہو۔

واقول

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے باب قائم کرنے کا مقصد شادی کے موقعہ پر دولہا کے کپڑے رنگنے کا جواز پیش کرنا ہے، مگر یہاں تھوڑی سی تفصیل ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن کے جسم پر رسول اللہ ﷺ نے خوشبو کا نشان دیکھ کر پوچھا کہ عبدالرحمٰن یہ کیا ہے؟ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ آپ نے اسے عجیب تصور کیا اور پسند نہیں فرمایا چونکہ حدیث شریف میں مردوں کو زعفران کی خوشبو استعمال کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ حضرت قاضی عیاض شارح مسلم نے یہی رائے اختیار فرمائی ہے۔ لیکن اس بات کا بھی امکان ہے کہ یہ اثر معمولی ہو اور آپ نے منع نہیں فرمایا بلکہ وجہ دریافت فرمائی کیونکہ شروع دور میں ایسا کرنا جائز بھی تھا حضرت امام مالک اور اور ان کے اصحاب کا مسلک یہ ہے کہ دولہا زعفران سے رنگے کپڑے پہن سکتا ہے۔ امام مالک نے علماء مدینہ اور عبداللہ بن عمر کا یہی مسلک نقل فرمایا ہے لیکن امام ابوحنیفہ اور امام شافعی عدم جواز کے قائل ہیں۔"

صحیح مسلم بشرح النووی رحمہ اللہ تعالی

جبکہ حدیث شریف کے ظاہر سے حضرت امام مالک اور علماء مدینہ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے اور اس لیے بھی کہ اگر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے عمل میں کوئی قباحت ہوتی تو رسول اللہ ﷺ انہیں ضرور منع فرماتے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ ﷺ کسی غلط کام پر خاموشی اختیار فرمالیتے۔ پھر معاً امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ دوسرا باب قائم کر کے یہی حدیث لائے ہیں مگر اس کے الفاظ میں اتنا مزید ہے کہ "فَرَأَى النَّبِيُّ ﷺ بَشَاشَةَ الْعُرْسِ "یعنی حضور نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف پر شادی کی خوشی کے اثرات دیکھے تو پوچھا عبدالرحمٰن یہ کیا ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے نکاح کرلیا ہے۔ اور اس کے بعد باقی واقعہ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دولہا کے لباس میں کچھ نہ کچھ امتیاز ہونا چاہیے اور حدود کے اندر رہ کر خوشی کا اظہار بھی جس کی شریعت میں گنجائش ہے۔

اعلان نکاح: دف بجانا، کھیل کود اور اشعار پڑھنا

خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ قَالَتِ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ

Marfat.com

فَجَلَسَ عَلٰی فِرَاشِیْ کَمَجْلِسِکَ مِنِّیْ فَجَعَلَتْ جُوَیْرِیَاتٌ لَنَا یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَ یَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِیْ یَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدَاهُنَّ وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ ، فَقَالَ دَعِیْ هٰذِهٖ وَقُوْلِیْ بِالَّذِیْ کُنْتِ تَقُوْلِیْنَ.

صحیح البخاری کتاب النکاح باب : باب ضرب الدُّفِ فی النکاح والولیمة مکتبة الرشید الریاض جامع ترمذی کتاب النکاح باب جاء فی اعلان النکاح

حضرت خالد بن ذکوان کا بیان ہے کہ حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء نے اپنی شادی کا واقعہ اس طرح بیان کیا: کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شب زفاف کی صبح میرے پاس تشریف لائے اور میرے بستر پر اسی طرح تشریف فرما ہوئے کہ جس طرح اس وقت تم بیٹھے ہو۔ تو ہماری نوجوان لڑکیوں نے دف بجاتے ہوئے ہمارے باپ دادا جو بدر میں شہید ہو گئے تھے ان کے مرثیے گانے شروع کر دیئے۔ اسی دوران ایک لڑکی نے یہ مصرعہ پڑھا'' وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ '' ہمارے درمیان ایسے نبی تشریف فرما ہیں جو مستقبل کا علم رکھتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس بچی کو روک دیا کہ ایسے مت کہو بلکہ جو پہلے کہہ رہی تھی اسی طرح کہتی رہو۔

حماد بن سلمہ کی روایت میں ذرا اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔'' لَایَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ اِلَّا اللّٰہُ '' رسول اللہ ﷺ نے اس گانے والی لڑکی کی اصلاح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: آئندہ کیا حالات پیش آنے والے ہیں اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

فتح الباری کتاب النکاح باب ضرب الدُّفِ فی النکاح والولیمة

رُبَیِّع : حضرت معوذ بن عفراؑ کی بیٹی اور معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہم کی بھتیجی تھیں جن کے ہاتھوں فرعونِ امت ابوجہل بدر میں مارا گیا تھا۔ جب کہ یہ دونوں بھائی اپنے ایک اور بھائی عوف بن عفراء سمیت شہید ہو گئے تھے جب رُبَیِّع کی شادی ہوئی تو شب زفاف کی صبح رسول اللہ ﷺ اس کے اسی بستر عروسی پر جا کر تشریف فرما ہوئے جس دوران انصار کی بچیوں نے شہداء بدر کی یاد میں دف پر ہلکے اشعار پڑھ کر ان کی عظمت اور شجاعت کی یاد تازہ کی آپ ﷺ نے بھی مدحیہ اشعار سماعت فرمائے مگر ایک بچی کے اس مصرعہ کہنے پر اسے روک دیا اس حدیث میں بہت سارے مسائل کے علاوہ امام بخاری نے ''باب ضربِ الدُّفِ فی النکاح والولیمة '' قائم کر کے شادی بیاہ کے موقعہ پر دف بجانے اور اس قسم کے گیت گانے کا جواز پیش کیا ہے۔ باقی محدثین نے بھی اسی باب کے تحت یہ حدیث بیان فرمائی ہے جس کے لفظی معنی ہیں: باب اس بیان میں کہ شادی بیاہ اور ولیمہ میں دف بجانا:

مُحَمَّدُ بْنِ حَاتِمِ الْجُمَحِيّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَصْلُ مَا بَیْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ اَلدُّفُّ وَالصَّوْتُ.

جامع ترمذی کتاب النکاح باب ما جاء فی اعلان النکاح : واخرجه النسائی فی کتاب النکاح باب اعلان النکاح بالصوت و ضرب الدف و تحفة الاشراف برقم ۱۱۲۲۱.

Marfat.com

محمد بن حاتم جمحی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حلال اور حرام نکاح میں فرق صرف دف بجانے اور آوازوں کا ہے۔

یعنی حرام چوری چھپے ہوتا ہے جبکہ حلال سرعام دف بجا کر اور اشعار وغیرہ پڑھ کر اور عام چرچا کر کے لیکن عام قسم کا گانا بجانا حرام ہے۔

مسجد میں نکاح

عَنْ عَائِشَةَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَيْهِ بِالدُّفُوْفِ ،هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَعِيْسَى بْنُ مَيْمُوْنٍ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ.

تحفة الاحوذی بشرح جامع الترمذی باب ما جاء فی اعلان النکاح

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔سرعام اور اعلانیہ نکاح کیا کرو اور نکاح میں دف بھی بجایا کرو۔

واقول

یہ حدیث اپنے ایک راوی عیسیٰ بن میمون الجرشی المکی کے ضعیف ہونے کے باعث بعض محدثین کے نزدیک کمزور تو ہے مگر بعض حضرات نے راوی کی توثیق بھی کی ہے۔جبکہ بخاری شریف اور بعض دیگر روایات کے ساتھ مل کر قوی ہو جاتی ہے اور یہ بھی کہ پہلے زمانے کے بزرگ مسجد میں ہی نکاح کی مجلس منعقد کرنا مستحب سمجھتے تھے کیونکہ اس طرح نکاح میں برکت ہوتی ہے۔

عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ قَالَ رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَمَاعَةً فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا نِكَاحٌ قَالَ هٰذَا النِّكَاحُ لَيْسَ بِالسِّفَاحِ.

المصنف للامام الحافظ ابی بکر عبد الرزاق بن همام بن نافع الصنعانی: کتاب النکاح ،بَابُ النکاح فی المسجد.

توامہ کے آزاد کردہ غلام کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو مسجد میں جمع دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ ایک نکاح ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ صحیح نکاح ہے جس کے ساتھ گناہ کی آمیزش نہیں۔

آپ ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ نکاح تو کہیں بھی ہو سکتا ہے۔لیکن مسجد اللہ کا گھر ہونے سے لوگ اس میں باوضو شریک ہوتے ہیں تو اس طرح برکت زیادہ ہوتی ہے اور تشہیر بھی،لوگ فضول گفتگو سے بھی پرہیز کرتے ہیں لہٰذا یہ ایک ایسا نکاح ہے کہ جس میں کسی بھی برائی کی آمیزش نہیں۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ واقعہ کسی سفر کے دوران پیش

Marfat.com

آیا ہے۔اگر مسجد نبوی ﷺ میں کوئی ایسی تقریب منعقد ہوتی تو لازماً آپ بھی شریک ہوتے اور سوال کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

نکاح میں دف بجانا اور گیت گانا

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ وَاضْرِبُوْا عَلَيْهِ بِالْغِرْبَالِ.

سنن ابن ماجة باب اعلان النكاح بشرح الامام ابی الحسن الحنفی المعروف بالسندی رحمهم الله.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت نبی اکرم ﷺ کا ارشاد روایت فرمایا ہے کہ نکاح اعلانیہ تشہیر کر کے کیا کرو اور اس میں غربال بھی بجایا کرو۔

غِربال: ج : غرابیل سے مراد بھی دف ہی ہے اور یہ حدیث بھی اپنے ایک راوی خالد بن الیاس ابو الهیثم العدوی کے باعث ضعیف تو ہے مگر اس باب میں اس مفہوم کی احادیث ایک دوسری کو قوی کر دیتی ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدِيْ جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَتَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثَ فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهٗ وَجَاءَ أَبُوْبَكْرٍ فَانْتَهَرَنِيْ وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطٰنِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ دَعْهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا.

وَكَانَ يَوْمَ عِيْدٍ يَلْعَبُ فِيْهِ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَإِمَّا سَئَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِمَّا قَالَ أَتَشْتَهِيْنَ تَنْظُرِيْنَ ؟ قُلْتُ نَعَمْ فَأَقَامَنِيْ وَرَاءَهٗ خَدِّيْ عَلٰى خَدِّهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ دُوْنَكُمْ يَا بَنِيْ أَرْفِدَةَ حَتّٰى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِيْ.

صحيح بخاری كتاب العيدين باب الحراق والدرق يوم العيد واخرجه مسلم فی كتاب : صلاة العيدين باب الرخصة فی اللعب الذی لامعصية فيه فی ايام العيد۔ واخرجه ابن ماجة فی تحفة النكاح باب الغناء والدف۔ تحفة الاشراف برقم ١٦٨٠١.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز میرے پاس دو لڑکیاں جنگ بعاث کے متعلق گیت الاپ رہی تھیں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور رخ انور اُدھر کر کے بستر پر لیٹ گئے، اسی دوران حضرت ابوبکر بھی تشریف لے آئے اور مجھے ڈانٹ کر فرمایا یہ شیطانی ساز رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں؟ مگر آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر جب رسول اللہ ﷺ کی توجہ کسی دوسری طرف مبذول ہوئی تو میں نے ان لڑکیوں کو اشارا کیا تو وہ اٹھ کر چلی گئیں۔

بخاری شریف کی دوسری روایت کے الفاظ میں یہ بھی ہے کہ یہ ایک عید کا دن تھا لہٰذا آپ نے فرمایا: ''يَا اَبَابَكْرٍ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَّ هٰذِهٖ عِيْدُنَا'' اے ابوبکر! ہر قوم کا کوئی نہ کوئی خوشی کا تہوار ہوتا ہے اور آج کا دن ہمارا ہے اس لیے

Marfat.com

ان لڑکیوں کو گانے دو۔"

وَكَانَ يَوْمَ عِيْدٍ يَلْعَبُ فِيْهِ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَإِمَّا سَئَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ وَإِمَّا قَالَ أَ تَشْتَهِيْنَ تَنْظُرِيْنَ ؟ قُلْتُ نَعَمْ فَأَقَامَنِيْ وَرَاءَهُ خَدِّيْ عَلَى خَدِّهِ وَهُوَ يَقُوْلُ دُوْنَكُمْ يَا بَنِيْ أَرْفِدَةَ حَتَّى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِيْ.

المرجع السابق

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عید کے روز حبشی ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے پھر یا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا آپ نے خود فرمایا کیا کہ ان کا کھیل تماشہ دیکھنا چاہتی ہو؟ تو میں بولی جی ہاں پھر آپ نے مجھے اس طرح اپنے پیچھے کھڑا کر لیا کہ میرا رخسار آپ کے کندھے پہ تھا پھر آپ نے ان کھیل تماشہ کرنے والوں سے فرمایا: اے بنی أَرْفِدَه! اب تماشہ دکھاؤ یہاں تک کے میری طبیعت سیر ہوگئی تو آپ نے پوچھا اب بس؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: تو گھر چلو۔

حضرت امام زہری رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق یہ گانے والی لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور حدیث ام سلمہ کے مطابق ان میں سے ایک حضرت حسان بن ثابت کی بیٹی تھی جبکہ سلمی کی اربعین میں ہے کہ دونوں عبداللہ بن سلام کی بیٹیاں تھیں۔ ابن ابی دنیا کی روایت جو فليح عن هشام بن عروة سے ہے کہ حمامہ اور ایک دوسری لڑکی تھی۔ امام خطابی نے بیان کیا ہے کہ جنگ بعاث اوس اور خزرج کے درمیان طلوع اسلام تک ایک سو بیس سال تک جاری رہی اگرچہ دونوں قبیلوں کے بہت سے لوگ مارے گئے تھے مگر خزرج کی نسبت اوس کا نقصان زیادہ تھا اور یہ انصار کی لڑکیاں وہی واقعات منظوم شکل میں دف بجا کر حضرت عائشہ کو سنا رہی تھیں۔ اور چونکہ حضرت ابو بکر کو شاید یہ معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے علم میں ہے یا یہ کہ شاید آپ کو ناگوار گزرے تو اس لیے اپنی بیٹی عائشہ کو ڈانٹا مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر خوشی کا دن ہے لہٰذا انہیں ان کے حال پہ چھوڑ دو۔ اسی طرح اہل حبشہ کا ایک وفد آیا تھا اور اکثر مدینہ طیبہ میں آ کر وہ شغل میلہ کیا کرتے تھے اور اہل مدینہ نے بھی نبی ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے موقعہ پر اشعار گا کر خوشی منائی تھی۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِبَعْضِ الْمَدِيْنَةِ فَإِذَا هُوَ بِجَوَارٍ يَضْرِبْنَ بِدُفِّهِنَّ وَ يَتَغَنَّيْنَ وَ يَقُلْنَ:

نَحْنُ مِنْ بَنِيْ النَّجَّارِ   يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اللهُ يَعْلَمُ إِنِّيْ لَأُحِبُّكُنَّ.

سنن ابن ماجه وانفرد به تحفة النكاح باب الغناء والدف.

Marfat.com

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ کی کسی گلی سے گزر رہے تھے کہ اچانک چند لڑکیوں نے سامنے آکر اپنی دف پہ یہ گانا شروع کردیا۔

نَحْنُ مِنْ بَنِیْ النَّجَّارِ　　　یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

ہم دختران بنی نجار ہیں اور یہ کتنی خوش نصیبی ہے کہ محمد رسول اللہ ہمارے پڑوسی ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ جانتا ہے کہ میں بھی آپ لوگوں سے محبت کرتا ہوں۔

بنی نجار چونکہ رسول اللہ ﷺ کے ننھیال بھی ہیں اس لیے بھی آپ کا ان سے محبت فرمانا اس رشتہ کا احترام تھا اور ان لڑکیوں کا اظہار مسرت ایک فطری عمل۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَنْكَحَتْ عَائِشَةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَهَا مِنَ الْاَنْصَارِ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ "أَهْدَيْتُمُ الْفَتَاةَ" قَالُوْا نَعَمْ قَالَ "أَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ تُغَنِّيْ ؟ قَالَتْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْاَنْصَارَ قَوْمٌ فِيْهِمْ غَزَلٌ فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ يَقُوْلُ: " أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ، فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ "

اخرجه وانفرد به ابن ماجة فی تحفة النکاح باب الغناء والدف۔ تحفة الاشراف للمزی برقم ٦٤٥٣.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انصار میں سے اپنے قریبی خاندان میں ایک شادی کرائی جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے پوچھا کہ کیا دلہن رخصت کردی؟ عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ! تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کے ساتھ کسی عورت کو بھی بھیجا ہے جو اس کے لیے گیت وغیرہ گائے؟ عرض کیا: جی نہیں۔ تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: انصار اشعار وغیرہ پڑھنا پسند کرتے ہیں لہٰذا تم کسی کو بھیجو اور اسے کہو وہاں جا کر ایسے کہے۔ " أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ "

ہم تمہارے پاس آئے۔ ہم تمہارے پاس آئے پس اللہ تعالیٰ ہم، تم سب کو سلامت رکھے: سنن ابن ماجہ کے شارح امام سندھی رحمہ اللہ نے اس شعر کا دوسرا مصرعہ بھی درج کیا ہے:" لَوْلَا الْحِنْطَةُ السَّمْرَاءُ لَمْ تَسْمُنْ عَذَارَاكُمْ "

اگر بھورے رنگ کی گندم نہ ہوتی تو آپ کی لڑکیاں پل کر موٹی نہ ہوتیں۔

یہ حدیث صرف ابوداود میں آئی ہے اور متکلم فیہ بھی ہے مگر تاریخی طور پر بھی یہ بات ثابت ہے کہ انصار مدینہ خوشی کے موقعہ پر اس طرح کے گیت گایا کرتے تھے۔ ان زباں زد عام گیتوں میں سے رسول اللہ ﷺ کو معنی کے اعتبار سے یہ اچھا لگا تو آپ نے اس موقعہ پر ان کو اسے پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ ان تمام احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خوشی کے موقعہ پر اس طرح کے اشعار یا کوئی مناسب کھیل جائز ہے بشرطیکہ اس میں کوئی شرعاً قباحت نہ ہو۔

شُعْبَةُ عَنْ أَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدِ الْبَجَلِيَّ يَقُوْلُ شَهِدْتُ ثَابِتَ بْنَ وَدِيْعَةَ

Marfat.com

وَقُرْظَةَ بْنَ كَعْبِ الْاَنْصَارِيِّ فِيْ عُرْسٍ وَاِذَا غِنَاءٌ فَقُلْتُ لَهُمْ فِيْ ذَالِكَ فَقَالَا اِنَّهُ رُخِصَ فِي الْغِنَاءِ فِي الْعُرْسِ وَالْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ بِغَيْرِ نِيَاحَةٍ.

مسند ابی داوود الطیالسی کتاب النکاح والمعاشرہ والمھور والولاء.

ابواسحاق کی روایت ہے کہ عامر بن سعد بَجَلِیْ نے انہیں بتایا کہ وہ ثابت بن وَدِیعہ اور قُرظہ بن کعب انصاری کے ساتھ ایک شادی میں شریک ہوئے۔ دیکھا تو لوگوں نے اشعار وغیرہ گانے شروع کر دیئے ہیں۔ میں نے ان حضرات سے اس کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ شادی کے موقعہ پر گانے اور میت پر نوحہ کیے بغیر رونے کی رخصت دی گئی ہے۔

شادی اور غم کے موقعہ پر لوگوں کے اپنے اپنے علاقائی اور خاندانی رواج ہوتے ہیں لیکن ایک بات طے ہے کہ خوشی اور ماتم کی مجلسوں کا رنگ جدا ہوتا ہے اسلام نے ایسی کسی چیز سے منع نہیں کیا جو براہ راست شریعت سے متصادم نہیں۔ راقم الحروف یہاں یمنی بھائیوں کی ایک شادی میں شریک ہوا تھا۔ وہ سارے اپنے ایک جیسے قومی لباس میں مسجد کے صحن میں جمع ہوئے کافی دیر تک مصنوعی تلواروں اور خنجروں سے کھیلتے رہے پھر نکاح ہوا کھانا کھایا نماز پڑھی اور رخصت ہو گئے۔ ہمارے علاقہ کشمیر میں بیت بازی، کشتی، پتھر اٹھانا (جسے مقامی زبان میں '' بُودَر ، بَغُودَر/بُغُدَر'' اور پنجاب کے بعض علاقوں میں، بُرج : بھی کہتے ہیں) اور بازو پکڑنا لوگوں کے مقبول شغل ہیں جبکہ اس طرح کی تمام چیزیں مباح ہیں لیکن ان سے ایک قدم آگے ڈھول ڈھمکا اور ناچ گانا حرام ہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَسَمِعَ صَوْتَ طَبْلٍ فَأَدْخَلَ اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ تَنَحّٰى حَتّٰى فَعَلَ ذَالِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ.

أخرجه وانفرد به ابن ماجة في تحفة النكاح باب الغناء والدف۔ تحفة الاشراف للمزی برقم ۷۴۰۷.

حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ آپ نے ڈھول کی آواز سنی تو فوراً کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور وہاں سے دور ہٹ گئے، پھر آپ نے تین بار یہ عمل دہرا کر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے موقع پر یہی کرتے دیکھا ہے۔

Marfat.com

نکاح میں مہر مقرر کرنا

مَہر مصدر ہےاورجمع مُھُوْرًا. اور مُھُوْرَۃٌ مَھرَ مَھرًا بروزن فَعَلَ یَفعَلُ (فَتَحَ یَفْتَحُ) اور نَصَرَ یَنْصُرُ، اَمْھَرَ یُمْھِرُ بروزن اَکْرَمَ یُکْرِمُ: جس کے لغوی معنی عوض اور بدلے کے ہیں۔

جبکہ قرآن کریم نے مہر کے بجائے "اُجُوْرٌ" اور "صَدُقَاتٌ" کی اصطلاحیں استعمال کی ہیں۔ "اُجُوْرٌ" "اَجْرٌ" کی جمع ہے اور "صَدُقَاتٌ" صَدُقَۃٌ یاصَدُقَۃٌ کی جمع ہے۔ جبکہ اس کی جمع "اَصْدِقٌ" اور "صُدُقٌ" کے وزن پر بھی آتی ہیں۔ ابہر حال أجور اور صدقات ہی اجر وصداق اور مہر ہیں۔ پھر لفظ مہر حدیث وفقہ کی اصطلاح ہے۔ صِداق ص پر کسرے۔ اور صَداق فتح کے ساتھ دونوں طرح پڑھنا درست ہے مگر کسرہ کے ساتھ زیادہ فصیح ہے۔
امام سندھی حاشیہ سنن نسائی

وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِھِنَّ نِحْلَۃً () النساء: ۴

اور عورتوں کے مہر خوشدلی کے ساتھ (فریضہ جانتے ہوئے بروقت) ادا کرو۔

وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْھُنَّ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ فَرِیْضَۃً ()

ان (محرمات) کے ماسوا جتنی عورتیں ہیں انہیں اپنے اموال کے ذریعے حاصل کرنا تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے بشرطیکہ عقد نکاح میں انہیں محفوظ کرو نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو پھر جواز دواجی زندگی کا لطف تم ان سے اٹھاؤ اس کے بدلے ان کے مہر بطور فرض کے ادا کرو۔

نکاح کے بنیادی واجبات ولوازمات میں مہر مقرر کرنا بھی ہے۔ جس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے اگرچہ ضروری نہ تھا اس کے باوجود آپ نے کسی بھی زوجہ مطہرہ کو مہر کی ادائیگی کے بغیر زوجیت میں نہیں لیا۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِھِنَّ نِحْلَۃً فَاِنْ طِبْنَ لَکُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَکُلُوْهُ ھَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا () النساء ۴

اور عورتوں کے مہر خوشدلی کے ساتھ (فریضہ جانتے ہوئے بروقت) ادا کرو البتہ وہ اگر اپنی خوشی سے اس کا کوئی حصہ تمہیں معاف کر دیں تو اسے تم مزے سے کھا سکتے ہو۔

یعنی مہر کا مقرر کرنا تو ضروری ہے البتہ اگر بیوی خاوند کے مالی حالات یا کسی وجہ سے خاوند کے مطالبہ کیے بغیر برضا ورغبت معاف کر دے تو یہ اس کی طرف سے احسان یا ہدیہ ہوگا۔ لیکن بیوی کو اس کیلئے مجبور کرنا حرام ہے۔ اور

Marfat.com

اسی طرح قصداً مہر مقرر نہ کرنا یا دل میں ارادہ رکھنا کہ نکاح کے بعد مہر ادا نہیں کرے گا تو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ جاہلیت میں چونکہ عورتوں کے مہر کا خیال نہیں رکھا جاتا تھا اس لیے اسلام نے معاشرے میں جو اصلاحات کی ہیں ان میں مہر کی ادائیگی کو بھی یقینی بنانا ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ تَزَوَّجْ وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيْدٍ.

صحیح البخاری کتاب النکاح باب : المهر بالعروض وخاتم من حدید .

ترجمہ

حضرت سہل بن سعد کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک صاحب سے فرمایا نکاح میں مہر ضرور ادا کرو خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔

مہر ادا نہ کرنے کا گناہ

عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِصَدَاقٍ لَايُرِيْدُ أَنْ يُؤَدِّيَهُ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ زَانِيًا وَمَنْ تَسَلَّفَ مَالًا يُرِيْدُ أَنْ لَا يُؤَدِّيَهُ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَارِقًا.

تاریخ بغداد : ترجمة اسمعیل بن الحسن بن علی بن عتاس.

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ جو آدمی عورت سے نکاح کرتے وقت مہر تو مقرر کرلے مگر اس کی ادا کرنے کی نیت نہ ہو (اور ادا کیے بغیر مر جائے) تو قیامت کے روز زانی کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا اور جس نے اس نیت سے قرض لیا کہ اسے واپس نہیں کرے گا (اور بغیر واپس کیے مر گیا) تو قیامت کے روز چور کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔

مگر افسوس ہے کہ ہمارے معاشرے میں لوگ ناک کی خاطر لاکھوں کے حساب سے مہر مقرر کرتے ہیں اور لڑکے والے بھی اس لیے خاموش رہتے ہیں کہ ہم نے کب ادا کرنا ہے یا کب کسی نے ادا کیا ہے اور یہ نہیں جانتے کہ وہ کتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

عَنْ صُهَيْبِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَيُّمَا رَجُلٍ أَصْدَقَ امْرَأَةً صَدَاقًا وَاللهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُرِيْدُ أَدَاءَهُ فَغَرَّهَا بِاللهِ وَاسْتَحَلَّ فَرْجَهَا بِالْبَاطِلِ لَقِيَ اللهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ زَانٍ.

اخرجه الامام احمد فی المسند (۳۳۲/۴) والطبرانی فی الکبیر برقم ۷۳۰۱ واورده المصنف فی زوائد المسند برقم ۲۲۰۶ / رواه احمد و الطبرانی وفی اسناد احمد رجل لم یسم وبقیة رجاله ثقات وفی اسناد الطبرانی من لم اعرفهم : واخرجه البیهقی فی شعب الایمان: مجمع الزوائد : باب فیمن نوی ان لا یؤدی صداق امراته .

Marfat.com

حضرت صہیب بن سنان الرومی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے بھی عورت سے مہر تو مقرر کر کے نکاح کیا مگر اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ اس نے ادا کرنے کی نیت سے مہر قبول نہیں کیا تو اس نے اپنے اس فعل سے اللہ کے ساتھ دھوکہ کر کے باطل طریقے سے عورت کی شرم گاہ کو حلال کیا ہے حالانکہ اس کے لیے اس طرح حلال نہیں تو قیامت کے روز زانی کی حیثیت سے اللہ کے پاس لایا جائے گا۔

عَن صُهَيبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً ثُمَّ مَاتَ وَهُوَلَايَنْوِیْ أَنْ يُعْطِيَهَا مَهْرَهَا مَاتَ وَهُوَ زَانٍ وَمَنِ اسْتَقْرَضَ مِنْ رَجُلٍ قَرْضًا ثُمَّ مَاتَ وَهُوَ لَايَنْوِیْ أَنْ يُعْطِيَهُ مَاتَ وَهُوَ سَارِقٌ.

شعب الایمان للبیهقی . باب فی قبض الید عن الاموال المحرمة فصل فی تسدید الدَّین .

حضرت صہیب بن سنان الرومی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے بھی عورت سے مہر تو مقرر کر کے نکاح کیا اور وہ اس حال میں مرگیا کہ اس کی مہر ادا کرنے کی نیت نہ تھی وہ زنا کار کی حیثیت سے مرا۔ اور جس نے کسی سے قرض لیا اور وہ اس حال میں ادا کرنے سے پہلے ہی مرگیا کہ اس کی نیت قرض واپس کرنے کی نہ تھی تو وہ چور کی حیثیت سے مرا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ عِنْدِیْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدِيْثَانِ أَحَدُهُمَا أَنَّهُ قَالَ مَنْ اَحَبَّ الْاَنْصَارَ أَحَبَّهُ اللهُ، وَالْآخَرُ، مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى صَدَاقٍ وَهُوَلَايُرِيْدُ أَنْ يَفِیَ لَهَا بِهٖ فَهُوَزَانٍ.

مجمع الزوائد : باب فیمن نوی ان لا یؤدی صداق امرأته.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے پاس اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی دو حدیثیں محفوظ ہیں۔ پہلی یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو انصار مدینہ سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرے گا اور دوسری یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے نکاح کے وقت مہر تو مقرر کر لیا اور دل میں عورت کو ادا کرنے کی نیت نہ تھی تو وہ زانی ہے۔

واقول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں حدیث کے سب سے بڑے راوی ہیں اور آپ نے اپنی ساری زندگی اسی خدمت کیلئے وقف کیے رکھی، آپ کی وساطت سے مجموعی طور پر 5374 حدیثیں امت تک پہنچی ہیں ان میں سے 325 احادیث میں امام بخاری اور امام مسلم متفق ہیں جبکہ 79 میں بخاری اور 93 میں مسلم منفرد ہیں اس کے باوجود آپ کی طرف سے مندرجہ بالا دو حدیثوں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنے سے مقصد ان کی اہمیت کا احساس دلانا تھا اور دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جب یہ احادیث سنی گئی ہوں اس وقت وہاں زیادہ لوگ موجود نہ ہوں۔ اور تیسری بات یہ کہ بظاہر لوگ ان باتوں کی اہمیت سے آگاہ نہیں ہوتے مگر انجام کے اعتبار

Marfat.com

سے ان کی ایک حیثیت ہے۔ انصار سے محبت کر کے اگر اللہ راضی ہو جائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے جبکہ مہر تو کم سے کم بھی مقرر کیا جا سکتا ہے لیکن محض ریاء کاری کی بنیاد پر زیادہ مہر مقرر کر لیا تو ادا نہ ہونے کی صورت میں انسان اللہ کے غضب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ. النسآء ۱۹

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہارے لیے یہ حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو اور نہ یہ حلال ہے کہ انہیں تنگ کر کے اس مہر کا کچھ حصہ اڑا لینے کی کوشش کرو جو تم انہیں دے چکے ہو مگر یہ کہ وہ کسی صریح بدچلنی کا ارتکاب کریں۔

اَسْبَاطٌ عَنِ السُّدِّيِّ اَمَّا قَوْلُهٗ "لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا، فَاِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ يَمُوْتُ اَبُوْهُ اَوْ اَخُوْهُ اَوِ ابْنُهٗ فَاِذَا مَاتَ وَتَرَكَ امْرَاَتَهٗ فَاِنْ سَبَقَ وَارِثُ الْمَيِّتِ فَاَلْقٰى عَلَيْهَا ثَوْبَهٗ فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا اَنْ يَّنْكِحَهَا بِمَهْرِ صَاحِبِهٖ اَوْ يُنْكِحُهَا فَيَاْخُذُ مَهْرَهَا وَاِنْ سَبَقَتْهُ فَذَهَبَتْ اِلٰى اَهْلِهَا فَهُمْ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا.

جامع البیان للطبری: النساء ۱۹

اس آیت کی تفسیر میں حضرت سدی کا قول یہ ہے کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا" تمہارے لیے قطعاً حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ جاہلیت میں جب کسی کا باپ، بھائی یا بیٹا مر جاتا اور اس کی بیوی رہ جاتی تو اگر میت کے وارثوں میں سے کوئی جلدی سے آگے بڑھ کر اس پر اپنا کپڑا چادر وغیرہ ڈال دیتا تو اس کا حق بن جاتا کہ وہ اس مرے ہوئے کے پہلے مہر پر بغیر نیا مہر باندھے نکاح کر لے یا کسی اور سے نکاح کر دیتا اور اس کا مہر لے کر خود ہضم کر جاتا اور اگر یہ بیوہ ان کی طرف سے کپڑا اچھینکنے سے پہلے ہی بھاگ جاتی تو اس کے میکے والے اس کی زندگی کے سیاہ وسفید کے مالک بن جاتے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان زیادتیوں کا قرآن کے ذریعے سد باب فرمایا اور پھر ان لوگوں کے ضمیر کو جگایا جو مہر دے کر ناچاقی کی صورت میں واپس لے لیتے ہیں۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ النساء: ۲۰ - ۲۱.

اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لے آنے کا ارادہ ہی کر لو تو خواہ تم نے اسے ڈھیر سا مال ہی کیوں نہ دیا

Marfat.com

ہواس میں سے کچھ واپس نہ لینا کیا تم اسے بہتان لگا کر اور صریح ظلم کر کے واپس لو گے؟ اور آخر تم اس سے کس طرح لے لو گے جب کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ لطف اندوز ہو چکے ہو اور وہ تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں۔

یعنی انسان میں اتنی غیرت تو ہو کہ وہ عورت جو کل تک اس کی بیوی تھی آج اسے گھر سے نکالتے وقت اس کے کپڑے، تحائف اور زیور تو نہ واپس کرلے جبکہ شرافت کا تقاضا تو یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ کوئی ایسی ناگزیر صورت پیش آ ہی گئی ہے تو اسے عزت و احترام کے ساتھ رخصت کرے نہ کہ خوار کر کے۔ اور پھر سوچنے کی بات ہے کہ مرد کی طرح اگر عورت بھی مطالبہ کر بیٹھے تو کیا تماشہ ہو؟

طلاق دے تو رہے ہو عتاب و قہر کے ساتھ
میرا شباب بھی لوٹا دو میرے مہر کے ساتھ

ساجد سجنی لکھنوی

جبکہ رسول اللہ ﷺ کی نظر میں ہدیہ دے کر واپس کرنے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر اسے چاٹ لیتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ فَيَأْكُلُهُ.

صحيح مسلم كتاب الهبات باب تحريم الرجوع في الصدقة والهبة بعد القبض الا ما وهب لولده وان سفل.

حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ آدمی جو کسی کو کوئی چیز صدقہ کر کے واپس کر لے اس کی مثال اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر اسے چاٹ لیتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِي قَيْئِهِ.

المرجع السابق

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہدیہ دے کر واپس کرنے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کرنے کے بعد پھر اسے چاٹ لیتا ہے۔

تقرر مہر کے بغیر نکاح کی شرعی حیثیت

مہر کی اس مختصر تشریح کے بعد اب ضروری ہے کہ نکاح بلا مہر کی شرعی حیثیت معلوم کر لی جائے۔

01: اگر نکاح ہو جانے کے بعد بغیر خلوت صحیحہ کے اور مہر کی رقم مختص کیے بغیر بیوی کو کسی وجہ سے طلاق دے دی جائے تو اس صورت میں مرد کے ذمہ مہر لازم نہیں آتا۔

Marfat.com

02: لیکن چونکہ نکاح ہو چکا ہے لہٰذا کچھ نہ کچھ عورت کو دے کر ہی رخصت کرنا بہتر ہے اور مالدار آدمی اپنی حیثیت کے مطابق اور تنگدست اپنی حیثیت کے مطابق کچھ نہ کچھ ضرور دے۔

03: اگر مہر تو مقرر کیا جا چکا تھا لیکن خلوت صحیحہ نہیں ہوئی تو نصف مہر دینا لازم آئے گا۔ آیت میں چونکہ ''مَتِّعُوْهُنَّ'' آیا ہے جس کے لفظی معنی ہیں انہیں فائدہ پہنچاؤ۔ جس سے مراد یہ ہے کہ طلاق کی صورت میں ان عورتوں کی جو دلآزاری ہوئی ہے اس کی تلافی کرو۔ اسی تصور کی بنیاد پر امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک یہ دینا واجب ہو جاتا ہے چونکہ اللہ کا ارشاد ہے: '' حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ '' نیکی کرنے والوں کے ذمہ یہ دینا لازم ہے۔ مگر امام مالک استحباب کے قائل ہیں وجوب کے نہیں۔

04: وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّا اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْيَعْفُوَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۭ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ البقرة: ۲۳۷۔

اور اگر تم انہیں چھوئے (جماع کیے) بغیر طلاق دے دو جبکہ مہر مقرر کر چکے ہو تو اس صورت میں مہر کا نصف دینا ہوگا یہ اور بات ہے کہ عورت معاف کر دے یا وہ شخص معاف کر دے کہ جس کے اختیار میں عقد نکاح ہے اور اگر تم نرمی سے کام لو تو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے باہمی معاملات میں فیاضی کو نہ بھولو تمہارے اعمال کو اللہ دیکھ رہا ہے۔

05: '' اَوْ يَعْفُوَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ '' یا وہ شخص معاف کر دے کہ جس کے اختیار میں عقد نکاح ہے اس شخص سے مراد کون شخص ہے؟

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ '' اَلَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ '' اَلزَّوْجُ

الدرالمنثور فی التفسیر الماثور للسیوطی واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم والطبرانی فی الاوسط والبیھقی فی السنن بسند حسن۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ کا ارشاد بیان کیا ہے کہ اس سے مراد شوہر ہے یعنی شوہر اگر طلاق کے وقت کچھ واپس نہ لے تو یہ اعلیٰ اخلاق کی علامت ہے۔

عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ '' اَلَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ '' اَلزَّوْجُ.

الدرالمنثور للسیوطی واخرج وکیع وسفیان والفریابی وابن ابی شیبۃ و عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم والدار قطنی والبیھقی عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے کہ یہاں آیت ''اَوْيَعْفُوَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ'' یا وہ شخص معاف کر دے کہ جس کے اختیار میں عقد نکاح ہے۔ سے مراد شوہر ہی ہے۔ یہی رائے ہے حضرت سعید بن مسیب حضرت سعید بن جبیر، حضرت شریح، حضرت شعبی، حضرت مجاہد، حضرت قتادہ اور امام اعظم ابوحنیفہ کی اور امام

Marfat.com

شافعی کا بھی راجح قول یہی ہے۔

تفسیر مظہری

مہر کی تین قسمیں

مہر کی تین قسمیں ہیں مہر معجّل، مہر موجل، مہر مثل: مہر مُعَجَّل وہ مہر جو خلوت صحیحہ (یعنی نکاح کے بعد عورت سے تنہائی اختیار کرنا) سے پہلے ادا کر دیا جائے یہ طریقہ مستحب ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے سے پہلے انہیں کچھ نہ کچھ ضرور دیں اور چونکہ یہ عرب شرفاء کا دستور تھا اس لیے آپ ﷺ نے اسے پسند فرمایا۔

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ عَلِيًّا لَمَّا تَزَوَّجَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَمَنَعَهُ رَسُوْلُ اللهُ ﷺ حَتَّى يُعْطِيَهَا شَيْئًا فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ لَيْسَ لِيْ شَيْءٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَعْطِهَا دِرْعَكَ فَأَعْطَاهَا دِرْعَهُ ثُمَّ دَخَلَ بِهَا.

السنن الکبریٰ للبیهقی. باب لا یدخل بها حتی یعطیها صداقها او ما رضیت به . ورواه ابو داوود فی النکاح باب فی الرجل یدخل بامرأته قبل ان ینقدها شیئًا واخرجه النسائی فی النکاح ایضًا.

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا تو حضرت علی نے ان کے پاس جانا چاہا مگر رسول اللہ نے انہیں ایسے کرنے سے روکا تاکہ مہر میں سے کچھ نہ کچھ پہلے انہیں ادا کر دیں۔ تو حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس تو ہے ہی کچھ نہیں میں فاطمہ کو کیا دوں؟ فرمایا: اپنی زرہ انہیں دے دو۔ اس طرح حضرت علی یہ زرہ حضرت فاطمہ کو دینے کے بعد ان سے ملے۔

یہ دینا اگرچہ ضروری نہ تھا مگر آپ ﷺ نے ایسا کر کے لوگوں کو رغبت دلائی کیونکہ اس دینے کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ زوجین میں وحشت نہیں رہتی اور دلی طور پر فوراً ایک دوسرے کے قریب ہو جاتے ہیں اور دوسری بات یہ کہ عورت کو ذہنی طور پر سکون میسر ہوتا ہے کہ اب اس کے نان نفقہ کی ذمہ داری اس کے شوہر پر عائد ہوتی ہے اور اسے ایک موثر و مونس رفیق حیات کا ساتھ میسر آ گیا ہے۔ یہ احساس ازدواجی زندگی کی بنیادوں کو مضبوط بنا دیتا ہے۔

01: حضرت عبداللہ ابن عمر کی رائے میں کچھ نہ کچھ عورت کو دیئے بغیر ہمبستری جائز نہیں۔

02: حضرت عبداللہ بن عباس کی رائے میں کچھ نہ کچھ دیئے بغیر عورت کو چھونا مکروہ ہے اسی رائے سے قتادہ و زہری نے بھی اتفاق کیا ہے۔

03: حضرت امام مالک کے نزدیک کم از کم مہر کی مقدار چوتھائی دینار ہے اور وہ فرماتے ہیں ربع دینار یا تین درہم کی

ادائیگی کے بغیر عورت کو چھونا جائز نہیں مہر مقرر کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔

04: حضرت امام شافعی کے نزدیک ان کے ایک قدیم قول کے مطابق تقرر مہر یا کچھ نہ کچھ عورت کو دیئے بغیر ہمبستری جائز نہیں اسی رائے سے ملتی جلتی رائے ہے حضرت سفیان ثوری کی۔ رحمهم الله تعالى ورضى عنهم.

05: حضرت سعید بن المسیب، حضرت حسن بصری، حضرت امام نخعی، حضرت امام احمد بن حنبل اور اسحاق کی رائے میں بغیر کچھ دیئے بھی مباشرت جائز ہے۔

شرح خطابی، علی ابی داؤد فی النکاح باب فی الرجل یدخل بامراته قبل ان ینقد ها شیئا

مہر مؤجَّل

مہر مؤجل: وہ مہر جو کبھی بھی ادا کیا جا سکتا ہے جبکہ منکوحہ عورت اور اس کے اولیا اس پر راضی ہو جائیں تو ازدواجی تعلق قائم کرنے میں کوئی قباحت باقی نہیں رہتی۔

عَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَجُلًا تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَكَانَ مُعْسِرًا فَأَمَرَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ أَنْ يُرْفِقَ بِهِ فَدَخَلَ بِهَا وَلَمْ يَنْقُدْهَا شَيْئًا ثُمَّ أَيْسَرَ بَعْدَ ذَالِكَ فَسَاقَ.

السنن الكبرى للبيهقي باب المراة ترضىٰ بالدخول بها قبل ان يعطيها شيئا.

خیثمہ بن عبدالرحمٰن کی روایت ہے کہ ایک صاحب نے نکاح کیا مگر تنگدستی کے باعث بیوی کو کچھ بھی نہیں دے سکتے تھے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے سہولت دو جس کے بعد ان صاحب نے بیوی سے ازدواجی رشتہ قائم کر لیا تھا پھر اس کے بعد مالدار ہو گئے تو مہر بھی ادا کر دیا۔

جبکہ شیخ ابن حزم ظاہری و امام مالک اور علمائے مدینہ کے نزدیک یہ جائز نہیں کہ کچھ نہ کچھ دیئے بغیر عورت کو چھوئے۔ اس اختلاف میں تطبیق کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ خلوت سے پہلے کچھ نہ کچھ بیوی کو دینا مستحب ہے اور بغیر مجبوری تاخیر مکروہ۔

مہر مثل

مہر مثل: سے مراد عورت کے قریبی خاندان میں مروج مہر ہے۔ مثلاً عورت کی بہنوں، بھابھیوں، خالاؤں اور پھوپھیوں وغیرہ کا مہر۔ خلوت صحیحہ: سے مراد نکاح کے بعد بیوی سے ایسی تنہائی جہاں ان کے درمیان ازدواجی تعلق قائم ہونے میں کوئی امر مانع نہ ہو۔

جمہور علمائے امت کے نزدیک نکاح میں اگر مہر کا ذکر رہ گیا ہو تو نکاح منعقد ہو جائے گا مگر سوال یہ ہے کہ کب واجب ہوگا اس کا جواب یہ ہے۔

Marfat.com

ارخاء الستور

ارخــاء الستور: کے لفظی معنی ہیں پردے کھولنا، یاڈھیلے کرنا۔ جبکہ شرعی اصطلاح میں نکاح کے بعد پردے گرا کر بالکل تنہائی میں اپنی بیوی سے ملنے کو کہتے ہیں۔ اسی مفہوم کے لیے شریعت میں ''خلوت صحیحہ'' کی اصطلاح مخصوص ہے مگر اس میں مباشرت شرط نہیں۔ امام مالک نے موطا میں ''باب: ارخــاء الستور'' قائم کر کے آثار جمع فرمائے ہیں کہ خلوت صحیحہ کے حاصل ہوتے ہی مہر واجب ہو جاتا ہے۔

عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيىَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِبْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ قَضىَ فِيْ الْمَرْأَةِ إِذَا تَزَوَّجَهَا الرَّجُلُ أَنَّهُ إِذَا أُرْخِيَتِ السُّتُوْرُ فَقَدْ وَجَبَ الصَّدَاقُ.

تنوير الحوالک، شرح السيوطي علي مو طأ مالک .باب ارخأ الستور

حضرت سعید بن میسّب نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ایک عورت کے معاملہ میں فیصلہ روایت کیا ہے کہ جب ایک آدمی کو نکاح کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ خلوت صحیحہ حاصل ہو جائے تو مہر واجب ہو جاتا ہے۔

عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ زَيْدَبْنَ ثَابِتٍ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِامْرَأَتِهِ فَأُرْخِيَتْ عَلَيْهِمَاا لسُّتُوْرُ فَقَدْ وَجَبَ الصَّدَاقُ.

ألمرجع السابق

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے کہ جب مرد عورت کے پاس اس کی خلوت گاہ میں داخل ہو گیا اور پردے گرا کر تنہائی اختیار کر لی تو اس وقت مہر واجب ہو گیا۔

عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِهَا صُدِّقَ الرَّجُلُ عَلَيْهَا وَإِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ فِيْ بَيْتِهٖ صُدِّ قَتْ عَلَيْهِ.

ألمرجع السابق

حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سعید بن میسّب کی یہ رائے پہنچی ہے کہ نکاح کے بعد جب مرد عورت کے گھر میں داخل ہو تو مرد کی تصدیق ہو گی۔ یعنی خلوت کے بارے میں اس کی بات کا اعتبار ہو گا اور اگر عورت مرد کے گھر میں اس کے پاس داخل ہو تو عورت کی بات مانی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ اَرٰى ذَالِكَ فِي الْمَسِيْسِ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا فِيْ بَيْتِهَا فَقَالَتْ قَدْ مَسَّنِيْ وَقَالَ لَمْ أَ مَسَّهَا صُدِّقَ عَلَيْهَافَإِنْ دَخَلَتْ عَلَيْهِ فِيْ بَيْتِهٖ فَقَالَ لَمْ اَمَسَّهَا وَقَالَتْ قَدْ مَسَّنِيْ صُدِّقَتْ عَلَيْهِ.

ألمرجع السابق

Marfat.com

حضرت امام مالک فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ نکاح کے بعد جب مرد عورت کے گھر میں رہے۔اور اختلاف کی صورت میں عورت کہے کہ اس نے میرے ساتھ مباشرت کی ہے مگر مرد انکار کرتا ہے تو مرد کی بات کا اعتبار ہو گا۔اور اگر عورت مرد کے گھر میں گئی پھر اختلاف کی صورت میں عورت کی بات درست مانی جائے گی۔

واقول

اس مسئلے کا ایک لطیف پہلو یہ ہے کہ جب مرد عورت کے گھر میں رہ رہا ہو گا تو ظاہر ہے اس کی کوئی مجبوری ہو گی اور عورت کی بات اس کو ماننا پڑتی ہے جب کہ مرد کے گھر میں معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے لہٰذا وہاں مرد کا بیان معتبر اور یہاں عورت کا۔

کم از کم مہر

01: قرآن کریم اور کسی بھی صحیح حدیث شریف کی رو سے کم از کم یا زیادہ سے زیادہ مہر کی کوئی مقدار معین نہیں ہے۔

02: ازواج مطہرات و بنات نبی ﷺ کے مہر کی بھی کوئی خاص اور ایک مقدار معین نہیں ہے البتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے زیادہ سے زیادہ کی حد مقدار یہ ہے۔

عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ قَالَ سَئَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ کَمْ کَانَ صَدَاقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ کَانَ صَدَاقُهٗ لِاَزْوَاجِهٖ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ اَوْقِیَّةً وَنَشًّا قَالَتْ اَتَدْرِیْ مَا النَّشُّ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَتْ نِصْفُ اَوْقِیَّةٍ فَتِلْکَ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ فَهٰذَا صَدَاقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِاَزْوَاجِهٖ.

صحیح مسلم بشرح اکمال المعلم بفوائد مسلم للقاضی عیاض . باب الصداق وجواز کونه تعلیم قرآن و خاتم حدید وغیره ذالک من قلیل و کثیر واستحباب کونه خمسمائة درهم لمن لا یجحف به .

ترجمہ

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ سے سوال کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کا مہر کتنا مقرر فرماتے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ آپ کی ازواج کا مہر بارہ اوقیہ اور ایک نش ہوتا تھا پھر فرمایا تمہیں نش کی مقدار معلوم ہے؟ عرض کیا کہ نہیں۔فرمایا: ایک نش نصف اوقیہ ہوتا ہے اور یہ کل مقدار پانچ سو درہم ہیں اور یہی رسول اللہ ﷺ کی ازواج کا مہر ہوتا تھا۔لہٰذا اس باب میں ایک بات تو یہ جاننا ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی کسی بھی بیوی کا مہر پانچ سو درہم سے زیادہ نہ تھا۔البتہ یہاں حضرت خدیجہ، حضرت ام حبیبہ اور حضرت صفیہ کے مہر کی تھوڑی سی وضاحت ضروری ہے باقی تفصیل ازواج مطہرات کے ذکر میں گزر چکی ہے۔

Marfat.com

حضرت خدیجہ کا مہر

بعض سیرت نگاروں کے مطابق حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مہر جسے سردار ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنے ذمے لیا اور ادا کیا تھا کی مقدار بیس اونٹ تھی۔ اور بعض کے نزدیک بارہ اوقیہ۔ جس سے بظاہر اختلاف نظر آتا ہے مگر درحقیقت ایک ہی بات ہے اور وہ یہ کہ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے لہٰذا کل مہر پانچ سو درہم ہی بنتا ہے اور اس وقت کے حساب سے بیس اونٹوں کی قیمت بھی اتنی ہی تھی۔ لہٰذا بعض نے اونٹ بیان کر دیئے اور بعض نے پانچ سو درہم۔

حضرت ام حبیبہ کا مہر

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی تفصیل بھی بیان ہو چکی ہے کہ آپ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں شامل تھیں جہاں ان کے پہلے شوہر عبید اللہ بن جحش نے عیسائیت اختیار کر لی جس کے ساتھ ہی ان کی اس سے علیحدگی ہوگئی عدت گزرتے ہی رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری کے ذریعہ شاہ حبشہ نجاشی رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا تھا کہ وہ ام حبیبہ سے آپ کے نکاح فرمانے کا انتظام کریں چنانچہ نجاشی نے پیغام ملتے ہی نہ صرف بہترین انتظام کیا بلکہ اپنی حیثیت کے مطابق اپنی جیب سے بغیر رسول اللہ کی طرف سے کسی ہدایت کے چار ہزار درہم مہر ادا کر دیا تھا۔

اس تفصیل سے ایک بات تو یہ سامنے آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی طرف سے اس مہر مقرر کیے جانے پہ ناپسندیدگی کا اظہار نہیں فرمایا لہٰذا کسی صاحب حیثیت کا زیادہ مہر ادا کرنا کوئی بری بات نہیں مگر اس میں غلو روا نہیں اور اپنے گاؤں اور دیہات کی بچیوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ اور دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ()البقرہ: ۲۳۶.

خوشحال آدمی اپنی بساط کے مطابق اور غریب آدمی اپنی بساط کے مطابق معروف طریقے سے دے یہ نیک آدمیوں پر حق ہے۔

اس آیت کی رو سے آدمی کے مالی حالات اور زوجین کی رضا کے مطابق معاملہ طے پایا جانا ضروری ہے یہ نہیں کہ غریب پہ ہزاروں اور لاکھوں کا بوجھ ڈال دیا جائے اور پیسے والا فاطمی مہر کا بہانہ بنالے (مہر فاطمی پہ آگے چل کر بات ہوگی)

Marfat.com

حضرت صفیہ کا مہر

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا معاملہ یہ ہے کہ غزوۂ خیبر میں قیدی ہو کر آئی تھیں چونکہ خیبر کی رئیسہ تھیں اس لیے آپ نے ان کا یہ اعزاز برقرار رکھنے کے لیے خود نکاح فرمالیا تھا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا تھا۔ امام مسلم نے حضرت انس کی روایت کو چھ سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت صفیہ کو آپ نے آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ہی ان کا مہر قرار دیا۔ باقی تفصیل گزر چکی ہے۔

صحیح مسلم کتاب النکاح باب فضیلة اعتاقه امته ثم یتزوجها.

بنات الرسول ﷺ کا مہر

عَنْ اَبِی الْعَجْفَاءِ السُّلَمِیِّ قَالَ خَطَبَنَا عُمَرُ فَقَالَ اَ لَا لَا تَغَالُوْا بِصُدُقِ النِّسَاءِ فَاِنَّهَا لَوْ کَانَتْ مَکْرُمَةً فِی الدُّنْیَا اَوْ تَقْوٰی عِنْدَ اللهِ لَکَانَ اَوْلَاکُمْ بِهَا النَّبِیُّ ﷺ مَا اَصْدَقَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ امْرَاَةً مِنْ نِسَائِهٖ وَلَا اُصْدِقَتِ امْرَاَةٌ مِنْ بَنَاتِهٖ اَکْثَرَ مِنْ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ اَوْقِیَّةً.

سنن ابی داوود کتاب النکاح باب الصداق و ابوالعجفاء هوهرم بن نسیب والحدیث اخرجه احمد فی المسند مطولًا و مختصرًا واخرجه النسائی فی النکاح باب القسط فی الاصدقة.

حضرت ابو العجفاء سلمی کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: لوگو! سنو عورتوں کے بھاری مہر نہ باندھا کرو اس لیے کہ بھاری مہر مقرر کرنا کوئی عزت و بزرگی یا اللہ سے تقویٰ کی علامت ہوتا تو تم میں سے رسول اللہ ﷺ ایسا کرنے کے زیادہ حقدار تھے مگر آپ نے نہ تو اپنی کسی بیوی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ مقرر کیا اور نہ ہی کسی بیٹی کا۔

ایک اوقیہ میں چالیس درہم اور ایک نش میں بیس درہم ہوتے ہیں۔ خطابی شرح ابی داوود۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا مہر

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجْتُ فَاطِمَةَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللهِ اَبِیْعُ فَرَسِیْ اَوْ دِرْعِیْ قَالَ بِعْ دِرْعَکَ فَبِعْتُهَا بِاثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَوْقِیَّةً فَکَانَ ذٰلِکَ مَهْرُ فَاطِمَةَ.

رواه ابو یعلیٰ من طریق العباس بن جعفر بن زید بن طلق عن ابیه عن جده ولم اعرفهم و بقیة رجاله رجال الصحیح ـ وفی روایة آخر عن بن ابی رواد : فقومت الدرع اربمائة وثمانین درهمًا ؛ رواه الطبرانی فی الاوسط والکبیر باختصار و فیه سعید بن زنبور ولم اجد من ترجمه وبقیة رجاله ثقات: مجمع الزوائد . کتاب النکاح باب الصداق .

حضرت علی کی روایت ہے کہ جب سیدہ فاطمہ سے میں نے شادی کی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود پوچھا تھا کہ یارسول اللہ میں مہر ادا کرنے کیلئے اپنا گھوڑا فروخت کردوں یا زرہ؟ تو رسول اللہ ﷺ نے زرہ فروخت

Marfat.com

کرنے کا حکم دیا۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ اس زرہ کی کل قیمت چار سو اسی (480) درہم لگی جو حضرت عثمان کے ہاتھ فروخت کر کے سیدہ کو مہر معجّل کے طور پر ادا کر دیا گیا تھا۔

ابو داؤد کی ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا: " اَیْنَ دِرْعُکَ الْحُطَمِیَّۃِ " تمہاری " حُطَمِیْ زرہ " کہاں ہے؟ تو عرض کیا کہ میرے پاس ہے۔ اس " حُطَمِیْ زرہ " سے مراد ایک ایسی زرہ جو قبیلہ عبد القیس کی ایک شاخ " حُطَم " بناتے تھے اور جنگ میں استعمال ہوتی تھیں۔

شرح خطابی علی ابی داؤد فی النکاح باب فی الرجل یدخل بامرأته قبل ان ینقد ها شیئًا.

واقول

480 درہم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر تھا اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے اور 480 درہم مساوی ہیں 1428 گرام چاندی کے اور ایک تولے میں چونکہ بارہ گرام ہوتے ہیں لہٰذا یہ وزن 119 تولے کے مساوی ہوا۔ اور آج مورخہ 23/03/2014 کے ریٹ کے مطابق 119 تولے کی پاکستان میں قیمت ہے ایک لاکھ چودہ ہزار دو سو چالیس روپے (1,14240 روپے)

جبکہ مختلف ممالک اور شہروں میں قیمت کا اتار چڑھاؤ روز کا معمول ہے۔ مگر غفلت کی انتہا ہے کہ ان دنوں بھی بعض لوگ لڑکے کی طرف سے مہر فاطمی کی ضد کرتے ہیں اور جب ان سے سوال کیا جائے تو کہتے ہیں کہ 32 روپے۔ اور میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے یہی سنتا آیا ہوں۔ بہر حال ایک بات ضرور ہے اور وہ یہ کہ اگر کوئی صاحب حضرت فاطمۃ الزہرا کے مہر کی مناسبت سے اپنی بیٹی کا مہر رکھنا چاہیں تو شریعت اس سے منع نہیں کرتی مگر اس روز مقامی صرافہ بازار سے 1428 گرام چاندی کی قیمت معلوم کر لے۔ اور چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلوت سے پہلے ادا کر دیا تھا لہٰذا اگر دولہا میاں ادا کر سکیں تو پہلے ادا کر دیں تا کہ پوری سنت پہ عمل ہو جائے۔ اور اس کے بعد حضرت فاطمہ کے جہیز والی سنت بھی ادا کریں چونکہ مہر تو سنت علی ہے اور جہیز رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے جس کی پرواہ نہ کرنا بڑی بد نصیبی ہے۔

علاوہ ازیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اس حُطَمی زرہ کے علاوہ ایک بوسیدہ یمنی چادر اور ایک بھیڑ کی کھال تھی یہ کل سرمایہ بھی حضرت فاطمۃ الزہرا کی نذر کر دیا تھا۔

''حضرت علی رضی اللہ عنہ اب تک آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ شادی کے بعد ضرورت ہوئی کہ الگ گھر لیں۔ حضرت حارثہ بن نعمان انصاری کے متعدد مکانات تھے جن میں سے وہ کئی آنحضرت ﷺ کو نذر کر چکے تھے۔ حضرت فاطمہ نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ انہیں سے کوئی مکان دلوا دیجیے؟ مگر آپ نے فرمایا: کہاں تک؟ اب ان سے کہتے شرم آتی ہے۔ جاں نثار حارثہ نے سنا تو دوڑے آئے کہ حضور میں اور میرے پاس جو کچھ بھی ہے

Marfat.com

سب آپ کا ہے اللہ کی قسم، میرا جو مکان آپ لے لیتے ہیں مجھ کو اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ وہ میرے پاس رہ جائے۔غرض انہوں نے اپنا ایک مکان خالی کر۔ دیا حضرت فاطمہ اس میں منتقل ہو گئیں۔"

سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم۔ج ۶ تالیف علامہ سعید انصاری ندوی۔الناشر ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور

حضرت علی کا حضرت فاطمہ سے نکاح غزوہ بدر کے بعد ہوا تھا اور یہ زرہ حضرت علی کو بدر کے مال غنیمت میں حصے آئی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خودداری کو ملحوظ رکھتے ہوئے وقتی طور پر اس طرح رکھ لی گویا کہ خرید چکے ہیں مگر شادی کے بعد وضاحت کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو واپس کر دی تھی۔

حضرت فاطمۃ الزہرا کا جہیز

سید الکونین ﷺ نے اپنے وقت کی جنتی عورتوں کی سردار بیٹی کو جو جہیز دیا اس کی تفصیل بھی دلچسپ اور سبق آموز ہے (۱) بان کی چارپائی (۲) چمڑے کا گدا جس کے اندر روئی کے بجائے کھجور کے پتے تھے (۳) ایک چھاگل (مٹی کا ایک برتن جس میں پانی جمع کیا جاتا ہے) (۴) دو مٹی کے گھڑے (۵) ایک مشک (۶) دو چکیاں: اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہی دو چیزیں عمر بھر ان کی رفیق رہیں۔

المرجع السابق

اس تفصیل کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس دور کے کچھ واقعات بیان کر دیئے جائیں تا کہ مہر فاطمی کی ضد کرنے والے حضرات ذرا غور کر سکیں۔

حضرت فاطمۃ الزہرا کی بہو کا مہر

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ تَزَوَّجَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ امْرَأَةً قَالَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِمِائَةِ جَارِيَةٍ مَعَ كُلِّ جَارِيَةٍ أَلْفَ دِرْهَمٍ.

رواه الطبراني في الكبير برقم ٢٥٦٤ ورجاله رجال الصحيح. مجمع باب الصداق.

حضرت امام محمد بن سیرین نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے شادی کی تو انہوں نے اپنی بیوی کے پاس ایک سو کنیزیں بھیجیں ان میں سے ہر ایک کنیز کے ہاتھ ایک ایک ہزار درہم بھیجا۔

اس واقعہ کی روشنی میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مہر فاطمی کی کوئی شرعی حیثیت یا حضرت فاطمہ کے مہر سے اس کی کوئی مناسبت ہوتی تو حسن بن فاطمہ ایک لاکھ درہم کیوں بھیجتے؟ حیرت کی بات یہ ہے کہ لوگ ناجائز طریقے سے لاکھوں خرچ کر دیتے ہیں مگر مہر کے وقت کوئی نہ کوئی اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ فاطمی مہر مقرر کرو جس کا کوئی وجود ہی نہیں پھر ہر علاقے کے لوگوں نے اپنی سمجھ کے مطابق فاطمی مہر کی مقدار مقرر کر رکھی ہے بعض جگہ بتیس روپے اور کہیں بتیس روپے

Marfat.com

پچاس پیسے اور کہیں سوا روپیہ۔ حالانکہ روپیہ پاکستان اور بھارت کی کرنسی اور غیر عربی لفظ ہے رسول اللہ ﷺ کے وقت میں درہم اور دینار مروج تھے۔ مگر کسی کا دھیان اس طرف نہیں جاتا بس عورتوں کا حق مارنے کا بہانہ ہے۔ اور اس سے بڑھ کر حیرت اس بات پر ہے کہ سیدہ فاطمہ کے جہیز پر کبھی کسی نے غور نہیں کیا جس کی تفصیل میں نے عرض کی ہے۔ اس بات ﷺ پر اگر امت متفق ہو جائے کہ ہم فاطمی جہیز کی پابندی کریں گے تو بہت ساری بچیاں جہیز کے انتظار میں بوڑھی ہونے سے بچ جائیں گی اور غریب لوگوں کا کتنا بھلا ہوگا مگر ایسا سوچنا شیطان کو گوارہ نہیں۔

قرون خیر کے نکاح اور مہر

عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ عَائِشَةَ عَلَى مَتَاعِ بَيْتٍ قِيْمَتُهُ خَمْسُوْنَ دِرْهَمًا.

سنن ابن ماجه. التحفة النكاح باب صداق النساء : انفرد به ابن ماجه : تحفة الاشراف ۴۱۹۱

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ سے نکاح میں گھر کا سارا اثاثہ بطور مہر انہیں دے دیا تھا اور اس کی کل قیمت پچاس درہم تھی۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ تَزَوَّجَ اَبُوْ طَلْحَةَ اُمَّ سُلَيْمٍ فَكَانَ صَدَاقُ مَا بَيْنَهُمَا الْإِسْلَامَ أَسْلَمَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ قَبْلَ أَبِيْ طَلْحَةَ فَخَطَبَهَا فَقَالَتْ اِنِّيْ قَدْ أَسْلَمْتُ فَاِنْ أَسْلَمْتَ نَكَحْتُكَ فَأَسْلَمَ فَكَانَ صَدَاقَ مَا بَيْنَهُمَا.

سنن النسائي. باب التزويج على الاسلام : انفرد به النسائي:تحفة الاشراف ۹۲۸ / ۲۷۸.

حضرت انس نے اپنی والدہ حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہما کے نکاح کا واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابوطلحہ نے حضرت ام سلیم سے جب نکاح کیا تو ان کے درمیان ابوطلحہ کا اسلام ہی مہر قرار پایا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ ام سلیم نے ابوطلحہ سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا جب ابوطلحہ نے انہیں نکاح کا پیغام دیا تو انہوں نے کہا میں چونکہ اسلام قبول کر چکی ہوں اگر آپ بھی اسلام قبول کر لیں تو میں نکاح کر لوں گی لہٰذا ابوطلحہ ایمان لے آئے اور یہی ایمان لانا ام سلیم کا مہر تھا۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَطَبَ اَبُوْطَلْحَةَ اُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ وَاللهِ مَا مِثْلُكَ يَا أَبَاطَلْحَةَ يُرَدُّ وَلٰكِنَّكَ رَجُلٌ كَافِرٌ وَاَنَا امْرَأَةٌ مُسْلِمَةٌ وَلَا يَحِلُّ لِيْ أَنْ أَتَزَوَّجَكَ فَاِنْ تُسْلِمْ فَذَاكَ مَهْرِيْ وَمَا أَسْئَلُكَ غَيْرَهُ فَأَسْلَمَ فَكَانَ ذَالِكَ مَهْرَهَا قَالَ ثَابِتٌ فَمَا سَمِعْتُ بِامْرَأَةٍ قَطُّ كَانَتْ أَكْرَمَ مَهْرًا مِنْ اُمِّ سُلَيْمٍ فَدَخَلَ بِهَا فَوَلَدَتْ لَهُ.

المرجع السابق

حضرت انس نے اپنی والدہ حضرت ام سُلیم کے نکاح کا واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابوطلحہ نے حضرت ام سلیم کو جب نکاح کا پیغام دیا تو ام سلیم نے جواب دیا۔ اللہ کی قسم آپ جیسی شخصیت کا پیغام رد تو نہیں کیا جا سکتا مگر آپ ایک کافر ہیں اور میں ایمان لا چکی ہوں میرے لیے آپ سے نکاح کرنا حلال نہیں رہا۔ ہاں اسلام قبول کر لو تو آپ کا اسلام

Marfat.com

ہی آپ کی طرف سے میرا مہر ہوگا۔ اس کے علاوہ کوئی مطالبہ نہیں پس ابوطلحہ نے اسلام قبول کرلیا اور یہی اسلام قبول کرنا ام سلیم کا مہر تھا اس حدیث کے ایک راوی حضرت ثابت البنانی فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی نہیں سنا کہ ام سلیم سے بہتر مہر کسی عورت کا مقرر کیا گیا ہو۔ حضرت ابوطلحہ اور ام سلیم کی شادی کے بعد اللہ نے انہیں اولاد بھی عطا کی تھی۔

حضرت ام سلیم حضور ﷺ کے دادا سردار عبدالمطلب کی والدہ سلمیٰ بنت زید کی پوتی تھیں اسی بنا پر حضور ﷺ کی خالہ مشہور ہیں۔ حضور ﷺ کے مکہ مکرمہ سے ہجرت اختیار فرمانے سے پہلے ہی حضرت مصعب بن عمیر نے مدینہ طیبہ میں اسلام کی تبلیغ شروع کردی تھی۔ انہیں یہ شرف بھی حاصل ہے کہ اسلام کا پہلا جمعہ انہوں نے مدینہ منورہ میں پڑھایا تھا۔ چنانچہ اسی ابتدائی دور میں حضرت ام سلیم مسلمان ہوگئی تھیں۔ ان کے پہلے شوہر مالک بن نضر جو حضرت انس کے والد ہیں انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا تھا لہٰذا ام سلیم کے ایمان سے دل برداشتہ ہوکر شام بھاگ گئے وہیں حالت کفر پہ موت ہوئی۔ حضرت ام سلیم حسب ونسب اور سیرت وصورت والی خاتون تھیں۔

حضرت ابوطلحہ اگرچہ بیس بائیس سال کے نوجوان، اپنے قبیلے کے سردار اور یثرب کے ممتاز لوگوں میں شامل تھے مگر ابھی تک شراب پینا اور بت پرستی ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا مگر حضرت ام سلیم کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ نکاح کا پیغام دیا تو ام سلیم نے جواب دیا اللہ کی قسم آپ جیسی شخصیت کا پیغام رد تو نہیں کیا جاسکتا مگر ہمارے درمیان کفر کی دیوار حائل ہے۔ ہاں اسلام قبول کرلو تو آپ کا اسلام ہی آپ کی طرف سے میرا مہر ہوگا اس کے علاوہ کوئی مطالبہ نہیں پس ابوطلحہ نے اسلام قبول کرلیا اور یہی اسلام قبول کرنا ام سلیم کا مہر تھا۔

حضرت ابوطلحہ انصاری ان دس خوش نصیب ''عشرہ مبشرہ'' میں سے ایک ہیں جنہیں دنیا میں ہی رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دے دی تھی حضرت ام سلیم ان بیس خوش نصیب ''نساء مبشرات بالجنة'' عورتوں میں سے ایک ہیں جنہیں دنیا پر ہی اللہ کے رسول ﷺ نے جنت کی بشارت دے دی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان اور کردار نہ ہو تو کروڑوں کے مہر بھی کامیابی کی ضمانت نہیں بن سکتے۔

نساء مبشرات بالجنة تالیف احمد خلیل جمعه ترجمه ام سلیم بنت ملحان تقدیم الاستاذ منذر شعار الناشر دار ابن کثیر دمشق

غزوہ احد میں جب وقتی طور پر کفار کا پلڑا بھاری نظر آرہا تھا اور رسول اللہ ﷺ گھرے ہوئے تھے حضرت ابوطلحہ وہی جاں نثار ہیں جو حضور ﷺ کے سامنے ڈھال بن کر کھڑے ہر تیر سینے پہ سہتے اور کہتے جاتے:

نَفْسِيْ لِنَفْسِكَ الْفِدَاءُ وَوَجْهِيْ لِوَجْهِكَ الْوَقَاءُ

یا رسول اللہ! میری جان آپ کی جان پر قربان ہے اور میرا چہرہ آپ کے چہرے کی ڈھال ہے۔ اس طرح حضرت ام سلیم کے مہر جیسا مہر کبھی کسی کا نہیں ہوسکتا۔ گویا ام سلیم کا مہر پوری امت اور اسلام کے کام آیا۔ یہ کیسا مہر ہے اور

Marfat.com

اللہ نے اسے کس طرح قبول کیا۔امام سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے کہ دینی منفعت اور اس طرح کی کوئی چیز بھی مہر مقرر ہوسکتی ہے۔

مجھے چند سال پہلے الشیخ ابو طلحه محمد یونس بن عبد الستار . مدینه منوره کی کتاب "قصص المتزوجین والمتزوجات" الناشر مطابع الوحید مکه مکرمه: مطالعہ کرنے کا اتفاق ہوا کتاب کے مطابق مدینہ منورہ میں دینی سرگرمیوں میں مصروف نوجوان لڑکیوں کی تنظیم نے لڑکوں سے کہا کہ تم لوگ صرف قرآن حفظ کرلوتو ہم تم سے شادی کرلیں گی۔سوچنے کی بات ہے کہ اگر مسلم معاشرے میں اس طرح کی محبتیں کاشت کی جائیں تو کیوں نہ ہر گھر کے درودیوار مہک اٹھیں۔

میں خود بھی تری محبت سے پیشتر یوں تھا
کہ جس طرح کوئی امت کتاب سے پہلے

اشرف یوسفی

سعودی بچیوں کی طرف سے قرآن حفظ کرنے کی شرط کی وجہ دراصل یہ ہے کہ۔ یہ دنیا اپنے مافیہا سمیت بہت مختصر اور فانی ہے۔جس میں زندگی کا دورانیہ سچی محبت کی تکمیل کیلئے کافی نہیں۔اگر شادی ہی کرنی ہے تو کیوں نہ اس کی بنیاد خالص نیکی پر رکھی جائے۔تاکہ جنت میں بھی اکٹھے رہ سکیں۔

میں ہو تو جاؤں تیرے جسم کا لباس مگر
کڑی یہ شرط ہے کہ تو میرا تاحیات رہے

رضوانہ ملک

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کو یہ کتاب ہدیہ کرنے پر اپنی شان کے مطابق اجر عطا فرمائے۔ آمین!

وہ لوگ خدا سے شناسا نہیں ہوتے
وہ لوگ جو انساں سے محبت نہیں کرتے

ارشاد نیازی

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ أَعْطىٰ فِيْ صَدَاقِ امْرَأَةٍ مِلْءَ كَفَّيْهِ سَوِيْقًا اَوْ تَمْرًا فَقَدِ اسْتَحَلَّ.

سنن ابی داوود. کتاب النکاح ؛ باب قلة المهر وقال المنذری فی اسناده موسی بن مسلم وهو ضعیف وقال الشیخ شاکر : اخطأ احد رواة ابی داوود فی اسمه فسماه موسی بن مسلم بن رومان وصحة اسمه صالح بن مسلم بن رومان وقد رواه احمد فی المسند علی الصواب حدیث ۱۴۸۸۰.

Marfat.com

حضرت جابر بن عبد اللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی نے بھی ایک مٹھی بھر جو یا کھجوریں عورت کو مہر میں دیدیں تو وہ حلال ہوگئی۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِبْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ اَبِيْهِ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِىْ فَزَارَةَ تَزَوَّجَتْ عَلٰى نَعْلَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَرَضِيْتِ مِنْ نَفْسِكِ وَمَالِكِ بِنَعْلَيْنِ ؟ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَأَجَازَهُ.

و فى الباب عن عمر و ابى هريرة و سهل بن سعد وانس و عائشة وجابر و ابى حَدْرَدٍ الاسلمى ؛ حديث عامربن ربيعة حديث حسن صحيح جامع الترمذى ابواب النكاح باب ما جاء فى مهور النساء واخرجه ابن ماجة فى المعجم النكاح باب صداق النساء : تحفة الاشراف ٥٠٣٦.

حضرت عامر بن ربیعہ نے اپنے باپ ربیعہ کے حوالہ سے روایت بیان کی ہے کہ بنی فزارہ کی ایک عورت نے صرف ایک جوڑی جوتے مہر کے طور پر قبول کرتے ہوئے نکاح کر لیا تھا جب یہ معاملہ بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم اپنی جان و مال کے ساتھ اس مہر پہ راضی ہو تو عورت نے عرض کیا کہ جی ہاں میں راضی ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے اس نکاح کو جائز قرار دے دیا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى ثَلَاثِيْنَ اَلْفًا.

الكتاب المصنف فى الاحاديث والآثار لابن ابى شيبة الكوفى العبسى ت ٢٣٥ هـ. باب من تزوج على المال الكثير وزوج به.

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے ایک عورت سے تیس ہزار درہم مہر پہ نکاح کیا تھا۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کی ایک شادی کا واقعہ پہلے گزر چکا ہے۔ یہ شادی مدینہ منورہ پہنچ کر پہلی شادی تھی اور اس میں مہر کی مقدار کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے کا ذکر ہے۔ یہ تیس ہزار درہم مہر پر بعد کا واقعہ ہے جب آپ کے مالی حالات بہت اچھے تھے۔

عَنْ عَطَاءِ الْخُرَاسَانِيِّ اَنَّ عُمَرَ تَزَوَّجَ اُمَّ كَلْثُوْمٍ عَلٰى أَرْبَعِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ.

المرجع السابق

حضرت عطا خراسانی کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم سے نکاح میں چالیس ہزار درہم مہر مقرر کیا تھا۔

حضرت ام کلثوم حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما کی بیٹی تھیں۔ حضرت عمر نے چالیس ہزار درہم مہر پر نکاح کرنے کے بعد دوستوں کی دعوت کی اور فرمایا۔

انّی لم اتزوج من نشاط بی ولكن سمعت رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ "اِنَّ كُلَّ نَسَبٍ وَسَبَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِىْ وَنَسَبِىْ" فَاَحْبَبْتُ اَنْ يَكُوْنَ بَيْنِىْ وَبَيْنَ نَبِىِّ اللهِ سَبَبٌ وَنَسَبٌ.

المصنف للصنعانى. باب نكاح الصغيرين واورده الذهبى فى سير اعلام النبلاء : ترجمة عمر بن الخطاب امير المؤمنين.

Marfat.com

میں نے شادی اس لیے نہیں کی کہ میں اب عیش وعشرت کی زندگی گزارنا چاہتا ہوں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''قیامت کے روز تمام رشتے ناتے منقطع ہو جائیں گے سوائے میرے نسب اور تعلق کے'' حضرت عمر نے فرمایا میری خواہش ہے کہ قیامت کے روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میرا کوئی تعلق ہو۔

تعیین مہر سبق آموز واقعہ

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ نَهٰى أَنْ يُّزَادَ صِدَاقُ النِّسَاءِ عَلٰى أَرْبَعِمِائَةٍ.

الكتاب المصنف فى الاحاديث والآثار لابن ابى شيبة . باب ما قالوا فى مهر النساء و اختلافهم فى ذالک.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پابندی کا اعلان کیا کہ عورتوں کے مہر چار سو درہم سے زیادہ نہ مقرر کیے جائیں۔

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ النَّاسَ فَحَمِدَ اللهَ تَعَالٰى وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ أَلَا لَا تَغَالُوْا فِىْ صِدَقِ النِّسَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَبْلُغُنِىْ عَنْ اَحَدٍ سَاقَ أَكْثَرَ مِنْ شَىْءٍ سَاقَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَوْسِيْقَ اِلَيْهِ اِلَّا جَعَلْتُ فَضْلَ ذَالِكَ فِىْ بَيْتِ الْمَالِ ثُمَّ نَزَلَ فَعَرَضَتْ لَهُ امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَتْ، يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَكِتَابُ اللهِ تَعَالٰى اَحَقُّ أَنْ يُّتَّبَعَ اَوْقَوْلُكَ قَالَ بَلْ كِتَابُ اللهِ تَعَالٰى فَمَاذَاكِ قَالَتْ نَهَيْتَ النَّاسَ آنِفًا أَنْ يَّغَالُوْا فِىْ صِدَاقِ النِّسَاءِ وَاللهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ فِىْ كِتَابِهٖ ''وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا'' (النساء: ٢٠) فَقَالَ عُمَرُ كُلُّ أَحَدٍ أَفْقَهُ مِنْ عُمَرَ مَرَّتَيْنِ اَوْثَلَاثًا ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ لِلنَّاسِ اِنِّىْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ أَنْ تَغَالُوْا فِىْ صِدَاقِ النِّسَاءِ اِلَّا فَلْيَفْعَلْ رَجُلٌ فِىْ مَالِهٖ مَابَدَالَهُ.

السنن الكبرٰى للبيهقى باب لا وقت فى الصداق كثر او قل .وأخرجه الطحاوي فى شرح مشكل الآثار .والمناوي فى فيض القدير شرح الجامع الصغير من الاحاديث البشير والنذير: تتمة حرف الهمزة فى شرح الحديث " أَعْظَمُ النِّسَاء بَرَكَةً أَيْسَرُهُنَّ مُؤْنَةً " قال المناوى رحمه الله فرجع عمر عن اجتهاده الىٰ ماقامت عليه الحجة .كذالبزاز عن عائشة قال الحاكم : صحيح علىٰ شرط مسلم واقره الذهبى و قال زين العراقى اسناده جيد انتهىٰ وقال الهيثمى فيه ابن سخيرة وقال اسمه عيسىٰ بن ميمون وهو متروك والمؤلف رمز لصحته فليحرر .

حضرت امام شعبی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دن منبر (مسجد نبوی) پہ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں اللہ کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا: لوگو! سنو اور یاد رکھو تم میں سے کوئی بھی عورتوں کے مہر مقرر کرنے میں غلو سے کام نہ لے اور یاد رکھو اگر مجھے معلوم ہوا کہ تم میں سے کسی نے بھی مہر مقرر کرنے میں رسول اللہ ﷺ کے (اپنی بیویوں یا بیٹیوں) کے مہر سے سبقت کی (جس کی مقدار زیادہ سے زیادہ پانچ سو درہم ہے) یا کسی نے اس مقدار سے زیادہ وصول کیا تو میں اس مقدار سے زیادہ لے کر بیت المال میں جمع کرا دوں گا اس خطاب کے بعد جب عمر بن خطاب منبر سے نیچے اتر آئے تو قریب سے (قریش کی) ایک عورت سامنے آگئی اور جھٹ سے بولی:

Marfat.com

"يَا اَمِيْرَ الْمُؤمِنِيْنَ أَكِتَابُ اللهِ تَعَالىٰ اَحَقُّ أَنْ يُّتَّبَعَ اَوْ قَوْلُكَ" اے امیر المؤمنین! ہم پہ اللہ کی کتاب قرآن کریم کا حق زیادہ ہے کہ اس کی اتباع کریں یا آپ کا حق اللہ کی کتاب سے زیادہ ہے کہ ہم آپ کی بات مانیں؟" قَالَ بَلْ كِتَابُ اللهِ تَعَالىٰ فَمَاذَاكَ" امیر المؤمنین عمر بن خطاب نے فرمایا: بلکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا ہی حق ہے کہ اس کے احکامات کی تعمیل کی جائے۔ جلدی بتاؤ میں نے کیا غلطی کی ہے؟" قَالَتْ نَهَيْتَ النَّاسَ آنِفًا أَنْ يَّغَالُوْا فِيْ صِدَاقِ النِّسَاءِ وَاللهُ تَعَالىٰ يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهِ" آپ نے ابھی تو منبر پہ فرمایا ہے کہ عورتوں کے مہر زیادہ نہ مقرر کیا کرو (اور 400 درہم کی حد مقرر کردی) حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد تو یہ ہے کہ "وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا" ألنساء: ٢٠: اگر تم عورتوں کو سونے چاندی کے ڈھیر بھی مہر میں دے چکے ہو تو ناچاکی کی صورت میں واپس مت مانگو۔ حضرت عمر یہ سنتے ہی پکار اٹھے کہ یہاں تو ہر کوئی عمر سے زیادہ دین جانتا اور سمجھتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا یہ خاتون حق پر ہے اور عمر کا فیصلہ غلط، دو تین بار یہ جملہ دہرانے کے بعد پھر سے منبر پہ آگئے اور فرمایا: لوگو! میں نے ابھی تمہیں عورتوں کے زیادہ مہر مقرر کرنے سے منع کیا تھا میں اپنا حکم واپس لیتا ہوں۔ ہر آدمی اپنے مال میں آزاد ہے وہ جو چاہے فیصلہ کرے۔

یہ واقعہ بہت سی کتب میں کئی سندوں سے روایت ہوا ہے۔ بعض سندوں میں ضعف اور بعض میں انقطاع و ارسال ہے میں نے اسی لیے کئی حوالے درج کیے ہیں جن کے مطابق اس کی صحت میں کوئی شک نہیں رہ جاتا چونکہ امام حاکم نے شرط مسلم پہ صحیح اور امام زین عراقی نے سند کی تصویب فرمائی ہے جبکہ روایت کے الفاظ میں جو کمی بیشی ہے اسے ترجمے کے دوران قوسین میں واضح کرنے کی کوشش کی ہے چونکہ الحمد للہ ایک کے سوا تمام کتب میرے سامنے تھیں۔ اس واقعہ کا ایک اور سبق آموز پہلو یہ ہے کہ۔ ہر انسان کی ایمانی غیرت بشرطیکہ اس نے سوچ سمجھ کر ایمان قبول کیا ہو یہ تقاضا کرتی ہے کہ اگر اس کے سامنے اللہ کے قانون کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہوں تو وہ اپنی حد تک اللہ کی دین کی حفاظت میں اپنا کردار ادا کرے۔ اگر ایک انسان اپنے حق میں مرغی کے انڈے کا نقصان بھی گوارا نہیں کر سکتا مگر اس کے سامنے اللہ کا دین ایک مذاق بن کر رہ گیا ہو اور اس کے کانوں پہ جوں تک نہیں رینگتی تو آخر اس ایمان کی اللہ کے ہاں کیا قدر و قیمت ہے؟

جس مجمع عام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رجوع فرمانا آپ کی عظمت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح اس خاتون کا عمر بن خطاب جیسے عظیم المرتبت حکمران کو مجمع عام میں کھڑا کر لینا کوئی معمولی واقعہ نہیں۔ اے کاش کہ اس دور میں بھی کچھ ایسے ایمانی غیرت والے لوگ پیدا ہو جائیں تو یہ دنیا امن کا گہوارا بن جائے۔ اسی طرح کے کسی پس منظر میں مولانا محمد علی جوہر نے فرمایا تھا:

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

Marfat.com

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ تزوَّجَ سَلمَۃَ الْغَیْلَمِیَّۃَ عَلٰی عَشْرَۃِ آلَافٍ.

الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار لابن ابی شیبۃ . باب من تزوج علی المال الکثیر وزوج بہ.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے سلمہ غیلمیہ سے دس ہزار درہم مہر پہ نکاح کیا تھا۔

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یُزَوِّجُ الْمَرْأَۃَ مِنْ بَنَاتِہٖ عَلٰی عَشْرَۃِ آلَافٍ.

ألمرجع السابق.

حضرت نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی بیٹیوں کا دس دس ہزار درہم مہر مقرر فرماتے تھے۔

عَنْ مُطَرِّفٍ اَنَّہٗ أَصْدَقَ امْرَأَۃً تَزَوَّجَھَا مِنْ بَنِیْ عَقِیْلٍ عِشْرِیْنَ اَلْفًا.

ألمرجع السابق.

حضرت مُطَرِّف فرماتے ہیں کہ میں نے بنی عقیل کی ایک عورت سے بیس ہزار درہم مہر پہ نکاح کیا تھا۔

غالباً یہ مشہور تابعی اور محدث مطرف بن عبد اللہ بن شیخیر ابو عبد اللہ الحرشی العامری البصری ہیں جو حضرت علی، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابوذر، حضرت عثمان، حضرت عائشہ، حضرت عثمان بن ابی العاص، حضرت معاویہ، حضرت عمران بن حصین وغیرہم کے شاگرد اور حضرت حسن بصری کے شیخ ہیں رضی اللہ عنہم۔ چونکہ دوسرے بزرگ مطرف بن طریف تبع تابعی اور حضرت سفیان ثوری کے شیخ ہیں۔

سیر اعلام النبلاء ترجمۃ مطرف بن عبد اللّٰہ – مطرف بن طریف.

عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ اَنَّ عُمَرَ رَخَّصَ اَنْ یُّصْدَقَ الْمَرْأَۃُ اَلْفَیْنِ وَرَخَّصَ عُثْمٰنُ اَرْبَعَۃَ آلَافٍ.

الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار لابن ابی شیبۃ . باب من تزوج علی المال الکثیر وزوج بہ.

حضرت محمد بن سیرین کی روایت ہے کہ حضرت عمر نے (کسی مہر کے معاملے میں) دو ہزار درہم اور حضرت عثمان نے چار ہزار درہم کی منظوری دی۔

عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ کُرَیْبِ بْنِ ھِشَامٍ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ تَزَوَّجَ اِمْرَأَۃً عَلٰی اَرْبَعَۃِ آلَافٍ.

ألمرجع السابق.

حضرت ابواسحاق کی روایت ہے کہ کریب بن ہشام جو حضرت عبداللہ ابن مسعود کے تلامذہ میں سے تھے انہوں نے چار ہزار درہم مہر پہ نکاح کیا تھا۔

Marfat.com

عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ خَطَبَ عَمْرُوبْنُ حُرَيْثٍ اِلٰى عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اِبْنَتَهٗ فَاَبٰى اِلَّا عَلٰى حُكْمِهٖ فَحَكَمَ عَدِيٌّ سُنَّةَ النَّبِيِّ ﷺ ثَمَانِيْنَ وَاَرْبَعَمِائَةٍ فَبَعَثَ اِلَيْهِ عَمْرٌو بِعَشْرَةِ آلَافٍ فَقَالَ جَهِّزْهَا.

المرجع السابق.

حضرت امام محمد بن سیرین کا بیان ہے کہ حضرت عمرو بن حریث نے حضرت عدی بن حاتم سے ان کی بیٹی کا رشتہ مانگا تھا۔عدی نے کہا اس شرط پر کہ جو میں مہر مقرر کروں مان لو؟ تو حضرت عمرو بن حریث نے تسلیم کرلیا۔حضرت عدی بن حاتم نے کہا کہ سنت نبوی کے مطابق چار سواسی درہم (حضرت فاطمہ کے مہر کی مناسبت سے) یہ طے پانے کے بعد حضرت عمرو بن حُرَیث نے رخصتی سے پہلے دس ہزار درہم بھیج دیے اور فرمایا کہ اب رخصتی کردیں۔

ان تمام حقائق کی روشنی میں ہمیں غور کرنا چاہیے کہ اس دور میں ہم مسلمان اپنے اسلاف کے نقش قدم سے کتنے دور ہٹ چکے ہیں۔کہیں مہر فاطمی کی ضد ہے اور کہیں لاکھوں کا مہر مقرر کردیا جاتا ہے جو بعض کیلئے ساری زندگی ادا کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

مقدار مہر: فقہاء کے اقوال

حضرت امام مالک کے نزدیک کم ازکم مہر کی مقدار دینار کا چوتھائی یا تین درہم ہے کیونکہ آپ کے نزدیک چور کا ہاتھ کاٹے جانے کی سزا کم ازکم چوتھائی دینار کی چوری پہ دی جاتی ہے اور چوتھائی دینار کے بدلے انسان کا ایک عضو کاٹا گیا ہے۔چونکہ نکاح میں انسان عورت کے ایک عضو کی ملکیت حاصل کرتا ہے۔لہٰذا کم ازکم مہر اس عضو کی دیت کے مساوی ہونا چاہیے۔مگر امام کے اس قیاس پر جمہور علمائے امت نے سخت تنقید کی ہے کہ یہ قرآنی نص کے صریح خلاف ہے۔

تحفة الاحوذی بشرح جامع الترمذی

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک کم ازکم مقدار دس درہم ہے۔اور احناف کے ہاں دس درہم سے کم مقدار کی چوری پہ ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جاسکتی جبکہ مہر میں صرف ایسی چیز قبول کی جاسکتی ہے جس کی مالیت (Market value) ہو جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار کی مالیت تھی۔اس کیلئے احناف کی دلیل یہ ہے۔

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً () النساء : ٢٣.

ان (محرمات) کے ماسوا جتنی عورتیں ہیں انہیں اپنے اموال کے ذریعے حاصل کرنا تمہارے لیے حلال کردیا گیا ہے بشرطیکہ عقدِ نکاح میں انہیں محفوظ کرو نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو پھر جو ازدواجی زندگی کا لطف تم ان سے

Marfat.com

اٹھاؤ اس کے بدلے ان کے مہر بطور فرض کے ادا کرو۔

کیونکہ قرآن کریم کی اس آیت میں مہر کیلئے'' بِاَمْوَالِكُمْ '' کا ذکر آیا ہے۔ اور اموال مال کی جمع ہے۔ مال کا لین دین ہوتا ہے اور خرید وفروخت میں اہمیت رکھتا اور مال والے کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ جبکہ احناف کے ہاں دس درہم والی جو حدیث کو دار قطنی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتَنْكِحُوْ النِّسَاءَ اِلَّا الْاَكْفَاءَ وَلَايُزَوِّجُهُنَّ اِلَّا الْاَوْلِيَاءَ وَلَا مَهْرَ دُوْنَ عَشْرَةِ دَرَاهِمَ.

رواه سنن الدارقطني. كتاب النكاح باب المهر و اسناده ضعيف جدًا و اخرجه البيهقي في النكاح من طريق المصنف به، والحجاج بن ارطاط ضعيف و مبشر بن عبيد متروک ورماه احمد با لوضع: التقريب.

حضرت عبداللہ بن جابر کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کفو کے بغیر عورتوں کے نکاح نہ کرو اور ان کے اولیاء کے بغیر ان کا کوئی نکاح نہ کرائے اور دس درہم سے کم مہر مقرر نہ کیا جائے۔

مگر مشکل یہ ہے کہ اس حدیث کی روایت میں حجاج بن ارطاط ضعیف ہیں جبکہ مبشر بن عبید متروک الحدیث۔ (جس کی روایت کو کوئی بھی قبول نہیں کرتا) جبکہ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ یہ جعلی حدیثیں بیان کیا کرتا تھا۔ پھر اس حدیث کے دوسرے جزء'' وَلَايُزَوِّجُهُنَّ اِلَّا الْاَوْلِيَاءَ '' اور ان کے اولیاء کے بغیر کوئی ان کا نکاح نہ کرائے، کے مطابق یہ ویسے ہی احناف کے ہاں حجت نہیں ہے۔

پھر اس حدیث کو اعلاء السنن کے محقق حازم القاضی نے بھی موضوع کہا ہے۔ ابن ابی حاتم کے مطابق، بیہقی اور دار قطنی نے اسے روایت کیا ہے امام ابن جوزی نے اسے موضوعات میں نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے ''حَدِيْثٌ لَا يَصِحُّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ'' یہ حدیث رسول اللہ سے ثابت ہی نہیں مگر متن کے مطابق حافظ ابن حجر عسقلانی نے ابن ابی حاتم کی روایت کو حسن قرار دے کر '' وَلَا مَهْرَ دُوْنَ عَشْرَةِ دَرَاهِمَ '' کہ مہر دس درہم سے کم نہیں کی تصویب فرمائی ہے۔

اعلاء السنن تاليف الاستاذ المحدث الناقد ظفر احمد العثماني التهانوي رحمه الله تعالىٰ: ت ١٣٩٤ ھ. ابواب المهر: باب لا مهر اقل من عشرة دراهم: تحقيق حازم القاضي الناشر دار الكتب العلميه بيروت.

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَاصَدَاقَ دُوْنَ عَشْرَةِ دَرَاهِمَ.

رواه الدارقطني. كتاب النكاح باب المهر تخريج مجدى بن منصور بن سيد الشورى. الناشر دار الكتب العلمية بيروت.

حضرت جابر بن عبداللہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہر دس درہم سے کم مقرر نہیں کیا جاسکتا۔

اس حدیث میں بھی پہلے والی روایت کے وہی دو راوی ہیں: حجاج بن ارطاط ضعیف ہیں جبکہ مبشر بن عبید

Marfat.com

متروک الحدیث ہے (اس کی روایت کو کوئی بھی قبول نہیں کرتا) جبکہ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ یہ جعلی حدیثیں بیان کیا کرتا تھا۔

یہ دونوں روایات اپنے اس پس منظر کی وجہ سے قابل حجت نہیں۔

قول فیصل

صحابہ رضی اللہ عنہم سے حضرات عمر بن خطاب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم اور حضرات ائمہ میں سے حسن بصری، سعید بن میںب، ربیعہ اوزاعی، شافعی، احمد بن حنبل، سفیان ثوری اور اسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک مہر کی کوئی بھی مقدار متعین یا مقرر نہیں اور ہر وہ چیز جو خرید وفروخت میں آسکتی ہے یا کسی چیز کی اجرت کے طور پہ دی جاسکتی ہو۔ وہ مہر میں بھی دی جاسکتی ہے۔ کم از کم کہ درہم کا چھٹا حصہ (دانق ج دوانق) یا درہم کا سولہواں (الحبة) حصہ بھی اور زیادہ سے زیادہ کی کوئی مقدار نہیں۔

البدائع الصنائع للکاسانی کتاب النکاح فصل فی اقل المہر.

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ تَزَوَّجْ وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيْدٍ.

صحیح البخاری کتاب النکاح باب : المہر بالعروض وخاتم من حدید.

حضرت سہل بن سعد کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک صاحب سے فرمایا: نکاح میں مہر ضرور ادا کرو خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَبِهٖ اَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَأَلَهٗ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقْتَ اِلَيْهَا؟ قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

صحیح البخاری کتاب النکاح باب : الصفرة للمتزوج و صحیح مسلم باب الصداق وجواز کونه تعلیم قرآن و خاتم حدید وغیره ذالک من قلیل و کثیر واستحباب کونه خمسمائة درهم لمن لا یجحف به.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے تو ان کے بدن پر زرد رنگ کی خوشبو کے آثار دیکھ کر آپ نے پوچھا: عبد الرحمٰن یہ کیا؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے انصار میں سے ایک عورت سے شادی کر لی ہے تو آپ ﷺ نے پوچھا کتنا مہر ادا کیا ہے؟ عرض کیا: کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا آپ ﷺ نے فرمایا: ولیمہ ضرور کرنا چاہے ایک بکری ہی میسر ہو۔

روایت میں مقدار مہر کیلئے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے " زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ " کا جملہ استعمال کیا ہے۔

ہمارے اردو مترجمین حضرات فجزاھم اللہ خیرًا نے اس کا ترجمہ: کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے : سے کیا ہے مثلاً

Marfat.com

اس وقت میرے سامنے دو کتب موجود ہیں۔۰۱: درس ترمذی مؤلفہ حضرت علامہ مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم: ۰۲: شرح صحیح مسلم مؤلفہ علامہ غلام رسول سعیدی دامت برکاتہم۔ ان دونوں حضرات نے اس حدیث کا کھجور کی گٹھلی سے ترجمہ کیا ہے اور عام فہم ترجمہ یہی مناسب ہے۔

مگر حضرت امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں اور حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اکمال المعلم بفوائد مسلم میں علمائے سلف رحمہم اللہ کے اقوال نقل کیے ہیں جن کے مطابق ''نواۃ'' پانچ درہم کیلئے مخصوص سکہ ہے۔ جس طرح ''اوقیہ'' چالیس درہم کا اور ''نَشّ'' بیس درہم کا۔ مگر امام احمد بن حنبل اسے سوا تین درہم کا تسلیم فرماتے ہیں اور بعض مالکیہ چوتھائی دینار اور کچھ علماء وہی کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے سے تشریح کرتے ہیں۔ بقول حضرت قاضی عیاض اکثر علماء کے نزدیک پانچ طلائی درہم قابل ترجیح ہے۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی نے بھی سنن نسائی پر حاشیہ میں اسی رائے کا اظہار فرمایا ہے جبکہ ''نواۃ'' کے اصل معنی بھی کھجور کی گٹھلی ''عجمة التمرة'' ہی کے ہیں۔ جبکہ اس وقت اس مقدار میں سونے کی قیمت بھی پانچ درہم تھی۔

قال القاضی: قال الخطابی: النواة اسم لقدر معروف عندهم فسروها بخمسة دراهم من ذهب قال القاضی: كذا فسرها اكثر العلماء وقال احمد بن حنبل : هی ثلاثة دراهم وثلث: وقيل المراد نواة التمر ای وزنها من ذهب والصحيح الاول وقال بعض المالكية: النواة ربع دينار عند اهل المدينة وظاهر كلام ابی عبيد انه دفع خمسة دراهم قال ولم يكن هناک ذهب انما هی خمسة دراهم تسمیٰ نواة كما تسمی الاربعُون اوقية .

تقریر مہر کے بعد۔ خلوت سے پہلے شوہر کی وفات

مہر مقرر کیے بغیر نکاح اور خلوت صحیحہ سے قبل شوہر کی وفات کی صورت میں مہر کی ادائیگی کی صورت کیا ہوگی؟ اس باب میں یہ ایک اہم سوال ہے جسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَةَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَاُمُّهَا بِنْتُ زَيْدِبْنِ الْخَطَّابِ كَانَتْ تَحْتَ ابْنٍ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فَمَاتَ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَلَمْ يُسَمِّ لَهَا صَدَاقًا فَابْتَغَتْ اُمُّهَا صَدَاقَهَا فَقَالَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ عُمَرَ لَيْسَ لَهَا صَدَاقٌ وَلَوْ كَانَ لَهَا صَدَاقٌ لَمْ نُمْسِكْهُ وَلَمْ نَظْلِمْهَا فَاَ بَتْ اُمُّهَا اَنْ تَقْبَلَ ذَالِكَ فَجَعَلُوْا بَيْنَهُمْ زَيْدَبْنَ ثَابِتٍ فَقَضٰى اَنْ لَا صَدَاقَ لَهَاوَلَهَا الْمِيْرَاثُ.

تنوير الحوالک شرح علیٰ مو طا ٔ مالک كتاب النكاح باب ما جاء فی الصداق والحباء.

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبیداللہ ابن عمر کی بیٹی جن کی ماں زید بن خطاب کی بیٹی تھیں، حضرت عبداللہ

Marfat.com

ابن عمر کے بیٹے کے نکاح میں آئیں مگر مہر مقرر ہونے اور مقاربت سے پہلے ہی شوہر کا انتقال ہو گیا۔ اب لڑکی کی ماں نے اس کے مہر کا مطالبہ کیا مگر حضرت عبداللہ ابن عمر نے فرمایا کہ اسے مہر کا حق حاصل نہیں، اگر ہوتا تو ہم انکار نہ کرتے اور نہ مہر روک کر ظلم کا ارتکاب کرتے مگر ماں نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا جس کے بعد حضرت زید بن ثابت کو حَکَم مقرر کیا گیا تو انہوں نے فیصلہ دیا کہ مہر تو نہیں البتہ شوہر کی میراث سے حصہ پائے گی۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا لَا وَكَسَ وَلَا شَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْاَشْجَعِيُّ فَقَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ بَرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ امْرَأَةٍ مِنَّا مِثْلَ مَا قَضَيْتَ فَفَرِحَ بِهَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ.

جامع الترمذی . کتاب النکاح باب ماجاء فی الرجل یتزوج المرأة فیموت عنها قبل ان یفرض لها: واخرجه النسائی فی تحفة النکاح باب اباحة التزویج بغیر صداق .وابن ابی داوود فی النکاح باب فی من تزوج ولم یسم صداقا حتیٰ مات. وابن ماجه فی النکاح باب الرجل یتزوج ولایفرض لها فیموت علی ذالک: تحفة الاشراف برقم: ۱۱۴۶۱۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے نکاح کیا تھا پھر بیوی کا مہر مقرر کرنے اور اس سے ازدواجی تعلق قائم کرنے سے پہلے ہی اس کی وفات ہو گئی تو اب کیا صورت ہو گی؟ آپ نے فتویٰ دیا کہ اسے مہر مثل دیا جائے، اس میں کوئی کمی بیشی نہیں، اس عورت پہ عدت پوری کرنا بھی لازم ہے اور شوہر کے ترکہ میں وراثت کی حقدار بھی ہے۔ یہ سننے کے بعد حضرت معقل بن سنان اشجعی کھڑے ہوئے اور انہوں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود کے فیصلے کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے قبیلے کی ایک عورت بَرْوَعَ بِنْتِ وَاشِق کے اسی طرح کے معاملے میں خود رسول اللہ ﷺ نے بھی یہی فیصلہ دیا تھا، یہ بات سن کر حضرت عبداللہ ابن مسعود بے حد مسرور ہوئے۔

سنن نسائی وغیرہ میں مزید ہے کہ صورت مسئلہ سن کر حضرت ابن مسعود نے ان لوگوں سے فرمایا کہ اس کی کوئی نظیر تلاش کرو چونکہ جب سے رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا ہے مجھ سے اس مسئلے سے زیادہ کوئی مشکل سوال نہیں کیا گیا۔ جب کوئی نظیر نہ ملی اور ایک ماہ کا عرصہ گذر گیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ جیسے جلیل القدر صحابی کی موجودگی میں ہم کدھر جائیں آپ ہی کوئی فیصلہ کریں؟ آپ نے وضو کیا دو رکعت نفل پڑھے دعا کی اور فرمایا اب میں فیصلہ دیتا ہوں اگر حق ہے تو اللہ کی طرف سے اور اگر غلط ہو تو یہ میری کوتاہی اور شیطان کا وسوسہ ہو گا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اس سے بری الذمہ ہیں۔ مگر جب تصدیق ہو گئی تو تکبیر بلند کی۔ راوی کا بیان ہے کہ اسلام لانے کے بعد شاید یہ ان کی زندگی میں بڑی خوشی کا دن تھا۔

01: بَرْوَعَ بِنْتِ وَاشِق: ب: پہ فتح کے ساتھ جدول کے وزن پر اہل لغت کے نزدیک معتبر ہے اور کسرہ کے ساتھ علمائے حدیث کے نزدیک زیادہ مناسب اور غیر منصرف نام ہے اور خاتون صحابیہ تھیں۔

Marfat.com

فتویٰ

حدیث ابن مسعود حسن صحیح اور صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک عورت کا نکاح ہو جانے کے بعد اور خلوت صحیحہ سے پہلے شوہر کی وفات ہو جائے تو وہ پورے مہر مثل کی حقدار ہوگی، حضرت عبداللہ بن مسعود، امام محمد بن سیرین، قاضی ابن ابی لیلیٰ، امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اسحاق اور احمد وغیرہ کی یہی رائے ہے اور اسی پہ اہل علم کا فتویٰ ہے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

01: حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت عبداللہ ابن عمر، امام اوزاعی، امام لیث، امام مالک اور امام شافعی کے قدیم قول کے مطابق عورت پہ عدت لازم ہے شوہر کے ترکہ سے میراث بھی پائے گی مگر مہر نہیں ملے گا۔ حضرت امام شافعی نے اس قول سے مصر کے زمانے میں رجوع فرمالیا تھا کیونکہ اس حدیث کی صحت کے بارے میں ان کا اضطراب رفع ہو گیا تھا، اور جہاں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی صحت ثابت ہو جائے پھر کسی دوسری ہستی کا قول حجت نہیں رہتا۔

تحفة الاحوذی بشرح جامع الترمذی: کتاب النکاح باب ما جاء فی الرجل یتزوج المرأة فیموت عنها قبل ان یفرض لها.

02: اس واقعہ میں چونکہ ابھی تک رسول اللہ ﷺ کے کسی فیصلے کی کوئی مثال سامنے نہ تھی اس لیے ہر ایک نے سنت کی روشنی میں اجتہاد کیا اسی لیے حضرت امام شافعی کو بھی تردد ہوا مگر جب حضرت معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ کی روایت کی تصدیق ہو گئی تو انہوں نے رجوع فرمالیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قرون اولیٰ کے علماء اور صحابہ کرام دین کے معاملے میں کس قدر محتاط تھے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

تعلیم قرآن بطور مہر مقرر؟

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ اِمْرَأَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ مَا عِنْدَكَ؟ قَالَ مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ قَالَ اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا اِزَارِيْ وَلَهَا نِصْفُهٗ، قَالَ سَهْلٌ وَمَا لَهٗ رِدَاءٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَا تَصْنَعُ بِاِزَارِكَ اِنْ لَبِسْتَهٗ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَاِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى اِذَا طَالَ مَجْلِسُهٗ قَامَ فَرَاٰهُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَعَاهُ اَوْ دُعِيَ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ يُعَدِّدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَمْلَكْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

صحیح بخاری کتاب النکاح باب عرض المرأة نفسها علی الرجل الصالح باب الصداق وجواز کونه تعلیم قرآن و خاتم حدید وغیره ذالک من قلیل وکثیر واستحباب کونه خمسمائة درهم لمن لا یجحف به.

Marfat.com

ابو حازم نے سہل بن سعد کی روایت بیان کی ہے کہ ایک عورت نے حضور نبی کریم ﷺ کے حضور نکاح کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا (مگر آپ نے اسے زوجیت میں قبول نہیں فرمایا) تب ایک صاحب عرض گزار ہوائے کہ یارسول اللہ! اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیجیے؟ آپ نے فرمایا تمہارے پاس (مہر ادا کرنے کیلئے) کیا ہے؟ عرض کیا: میرے پاس تو کوئی چیز نہیں۔ فرمایا جاؤ اور تلاش کرو خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی مل جائے۔ پس وہ گیا اور واپس آ کر عرض کیا کہ اللہ کی قسم! کوئی چیز نہیں ملی لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں، ہاں یہ تہبند (دھوتی) ہے جو آدھا اس کو دے سکتا ہوں، حضرت سہل کا بیان ہے کہ اس وقت اس کے پاس کوئی دوسری چادر بھی نہ تھی (یعنی صرف ایک دھوتی تھی اوپر رکھنے کیلئے کوئی دوسری چادر نہ تھی) نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ تیرے تہبند کا کیا کرے گی اگر تم اسے استعمال کرو گے تو اس کے اوپر نہیں رہے گا اور اگر وہ استعمال کرے گی تو تمہارے اوپر کچھ نہیں رہے گا؟ پس وہ آدمی بیٹھ گیا اور کافی دیر مجلس میں ٹھہرا رہا پھر اٹھ کھڑا ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھ کر بلا لیا۔ یا کسی کے ذریعہ بلوایا اور پوچھا تمہیں قرآن کتنا یاد ہے؟ عرض کیا: حضور فلاں فلاں سورتیں آتی ہیں، آپ نے فرمایا: اس قرآن جاننے کے عوض ہم نے تجھے اس عورت کا مالک بنا دیا۔

مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت اس کے نکاح میں دیتے ہوئے فرمایا: ''اِنْطَلِقْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا فَعَلِّمْهَا مِنَ الْقُرْآنِ'' جاؤ میں نے یہ عورت تمہاری زوجیت میں دے دی اور جا کر اسے قرآن کی تعلیم دو۔

سنن نسائی کی روایت ہے کہ آپ نے پوچھا: ''هَلْ تَقْرَأُ هُنَّ عَلٰى ظَهْرِ قَلْبٍ'' کیا یہ سورتیں جو تم جانتے ہو انہیں زبانی پڑھ سکتے ہو؟ تو ان صاحب نے عرض کیا: جی ہاں پڑھ سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن کے اس علم کی بنا پر یہ عورت تمہاری بیوی ہوگئی۔ امام بیہقی کی ''السنن الکبریٰ'' کی روایت میں اتنا اضافہ اور ہے کہ ''یہ عورت میں نے تم سے اسی قرآن کے علم کی وجہ سے بیاہ دی اسے لے جاؤ اور قرآن سکھاؤ مگر جب اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے تو اس کو اس کا حق بھی ادا کر دینا۔'' جبکہ امام مسلم نے اس حدیث کی روایت کیلئے باب قائم کیا ہے۔

''بَابُ الصِّدَاقِ وَجَوَازِ كَوْنِهٖ تَعْلِيْمَ قُرْآنٍ وَ خَاتَمَ حَدِيْدٍ وَغَيْرَ ذَالِكَ مِنْ قَلِيْلٍ وَكَثِيْرٍ وَاسْتِحْبَابِ كَوْنِهٖ خَمْسَمِائَةِ دِرْهَمٍ لِمَنْ لَا يُجْحِفُ بِهٖ''

باب: مہر کے بیان اور اس بات کے جواز میں کہ قرآن کی تعلیم، لوہے کی انگوٹھی وغیرہ کوئی بھی کم از کم یا زیادہ سے زیادہ چیز مہر میں دی جا سکتی ہے اور پانچ سو درہم کے مستحب ہونے میں اس آدمی کیلئے جو اس کے بوجھ تلے نہ دب جائے۔ جبکہ سنن ابی داود نے اس حدیث کو بیان کرنے کیلئے کتاب النکاح میں اس طرح باب قائم کیا ہے: ''بَابُ فِي التَّزْوِيْجِ عَلَى الْعَمَلِ يَعْمَلُ''، یعنی اگر کسی کے پاس مہر کے لیے کچھ نہ ہو تو عورت کیلئے کسی قسم کی مزدوری کو بھی مہر مقرر کیا جا سکتا ہے اور یہاں تعلیم قرآن کو اجرت کی جگہ رکھا گیا ہے چونکہ ابو داود کی روایت کہ الفاظ اس طرح ہیں۔ '' قَالَ :

Marfat.com

فَقُمْ فَعَلِّمْهَا عِشْرِيْنَ آيَةً وَهِيَ اِمْرَأَتُکَ" رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی سے ارشاد فرمایا اُٹھو اور جو قرآن تمہیں یاد ہے اس میں سے بیس آیات اس خاتون کو سکھلا دو تو یہ تمہاری بیوی ہوگی۔

اہل علم کے ہاں اس حدیث میں علمی بحثیں اور مسائل ہیں مختصر یہ کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی کوئی عالم یا قاضی ایسا نکاح نافذ کرسکتا ہے یا کوئی عالم ایسا نکاح کرا سکتا ہے؟

01: حضرت امام شافعی حدیث کے ظاہر کو سامنے رکھ کر قیامت تک ایسے نکاح کو جائز قرار دیتے ہیں۔

02: مالکیہ اور احناف کے نزدیک جائز نہیں اگر کسی نے ایسا کیا تو مہر مثل لازم آئے گا۔

03: امام احمد بن حنبل کی رائے میں ایسا نکاح کرانا مکروہ ہوگا۔

04: امام مکحول کی رائے کے مطابق ایسا اختیار رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے لہٰذا آپ کے بعد کسی کیلئے مناسب نہیں۔

شرح خطابی علی ابی داؤد .

قول فیصل

رسول اللہ ﷺ قرآن کریم کی آیت کریمہ " اَلنَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ " ۳۳: الأحزاب ۶ : بلاشبہ نبی تو اہل ایمان کیلئے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہیں اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔: اور ارشاد گرامی " فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ "اس ذات باری کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کو اس کے باپ دادا اور اولاد سے اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہوں۔

صحیح البخاری : کتاب الایمان ، باب حب الرسول من الایمان. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

کی روشنی میں یہ حق رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ امت میں سے کسی کیلئے بھی کوئی فیصلہ فرمادیں تو اسے سر تسلیم خم کرنا ہی پڑتا ہے۔ سورۂ احزاب کی اس آیت کا پس منظر یہ ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقعہ پر جب رسول اللہ ﷺ نے جہاد کیلئے روانگی کا حکم دیا تو بعض نے کہا پہلے ہم اپنے والدین سے اجازت لے لیں تو نکلتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے قیامت تک کیلئے ایک اصول بیان کردیا کہ:

" نبی ﷺ کا مسلمانوں سے اور مسلمانوں کا نبی ﷺ سے جو تعلق ہے وہ تو تمام دوسرے انسانی تعلقات سے ایک بالاتر نوعیت رکھتا ہے، کوئی رشتہ اس رشتے سے اور کوئی تعلق اس تعلق سے جو نبی ﷺ اور اہل ایمان کے درمیان ہے، ذرہ برابر بھی کوئی نسبت نہیں رکھتا، نبی ﷺ مسلمانوں کیلئے ان کے ماں باپ سے بھی بڑھ کر خیر خواہ

Marfat.com

ہیں۔ اِن کے ماں باپ اور اِن کے بیوی بچے ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، ان کے ساتھ خودغرضی برت سکتے ہیں، ان کو گمراہ کر سکتے ہیں، ان سے غلطیوں کا ارتکاب کرا سکتے ہیں، ان کو جہنم دھکیل سکتے ہیں، مگر نبی ﷺ اُن کے حق میں وہی بات کرنے والے ہیں جس میں ان کی حقیقی فلاح ہو۔ وہ خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار سکتے ہیں، حماقتیں کر کے اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کر سکتے ہیں، لیکن نبی ﷺ اُن کیلئے وہی کچھ تجویز کریں گے جو فی الواقع ان کے حق میں نافع ہو، اور جب معاملہ یہ ہے تو نبی ﷺ کا بھی مسلمانوں پر یہ حق ہے کہ وہ آپ کو اپنے ماں باپ اور اولاد اور اپنی جان سے بڑھ کر عزیز رکھیں، دنیا کی ہر چیز سے زیادہ آپ ﷺ سے محبت رکھیں، اپنی رائے پر آپ کی رائے کو اور اپنے فیصلے پر آپ کے فیصلے کو مقدم رکھیں اور آپ کے ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔ "

تفہیم القرآن: ۳۳: الأحزاب۔ حاشیہ نمبر ۱۲۔

ان حقائق اور علمائے سلف رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال کی روشنی میں یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عام حالات میں تو کسی شخص کو بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح غیر مشروط اختیار حاصل نہیں البتہ کسی مجبوری کے تحت جید علمائے وقت یہ اختیار استعمال کر سکتے ہیں بشرطیکہ مہر مقرر کر لیا جائے ورنہ خود بخود مہر مثل لازم آ جائے گا اور نکاح کو قانونی حیثیت حاصل ہو گی۔

01: اس باب میں ایک سوال یہ ہے کہ کیا قرآن کی تعلیم پہ اجرت لینا جائز ہے؟ اس کے جواز پر اجماع امت ہے تاکہ معلمین قرآن معاشی پریشانیوں سے آزاد ہو کر یکسوئی سے قرآن کی تعلیم اور ضروریات دین پوری کر سکیں ورنہ دین کی عمارت متزلزل ہو جائے گی۔

02: رسول اللہ ﷺ نے سائل سے پوچھا تھا کہ قرآن کریم کی جو سورتیں تم جانتے ہو کیا تمہیں حفظ ہیں؟ یہ ارشاد گرامی حفظ کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔

حکایت

امیر ابو العباس احمد بن طولون: ت ۲۷۰ھ۔ معتز باللہ کی طرف سے "مصر، شام اور انطاکیہ وغیرہ کے نائب تھے۔ انتہائی سخی عادل اور بہادر و متواضع شخصیت کے مالک تھے ان کا معمول تھا کہ صبح سویرے اٹھ کر ائمۂ مساجد کی قرأت سنا کرتے۔ ایک دن انہوں نے اپنے مصاحب کو بلا کر کچھ دینار دیتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ فلاں مسجد کے امام صاحب کو دے آؤ۔ یہ مصاحب کہتا ہے کہ میں گیا اور ان امام صاحب کے پاس ان سے بات چیت شروع کی اس دوران وہ بے تکلف سے ہو گئے اور انہوں نے اپنی پریشانی کا ذکر کیا کہ ان کی بیوی کو زچگی کی تکلیف ہے اور ان کے پاس اس کی ضروریات کیلئے کوئی انتظام نہیں۔ اسی پریشانی کے باعث صبح کی نماز میں تلاوت کے دوران کئی غلطیاں ہو گئیں۔

Marfat.com

مصاحب کہتا ہے کہ اب میں امیر کی طرف سے یہ دینار ان کے حوالے کرتے ہوئے واپس امیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ کی تفصیل بتائی تو امیر نے سن کر فرمایا کہ یہ سچ ہے کیونکہ آج صبح جب میں نے کھڑے ہو کر تلاوت سنی تو خلاف معمول اس میں بہت غلطیاں ہو رہی تھیں جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ آج ان امام صاحب کے دل و دماغ نماز اور تلاوت کے بجائے کسی اور طرف مشغول ہیں۔

كتاب الاذكياء لابن الجوزى. و. وفيات الاعيان لابن خلكان ترجمة اميرابو العباس احمد بن طُوْلُوْن.

ارکان نکاح

نکاح کے صرف دو ارکان ہیں:

01: اِیْجَاب : جس کے معنیٰ ہیں کسی چیز کو واجب جاننا یا اپنے اوپر واجب اور لازم کر لینا۔ اختیار کر لینا۔

02: قُبُوْل : جس کے معنیٰ ہیں قبول کرنا اقرار اور اختیار کرنا اور اپنا لینا۔

وَجَبَ الشَّیْءُ یَجِبُ وُجُوْبًا اَیْ لَزِمَهٗ وَاَوْجَبَهٗ اِذَا ثَبَتَ وَلَزِمَ. کسی چیز کا ثابت اور لازم ہو جانا۔

اَوْجَبَ یُوْجِبُ اِیْجَابًا کسی چیز کو اختیاری طور پر اختیار اور اپنے اوپر واجب اور لازم کرنا۔

لسان العرب / المنجد

ایجاب وقبول کی صورتیں

01: وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لِاُمِّ حَكِيْمٍ بِنْتِ قَارِظٍ أَتَجْعَلِيْنَ أَمْرَكِ اِلَيَّ ؟ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ قَدْ تَزَوَّجْتُكِ.

صحيح البخارى كتاب النكاح باب اذا كان الولى هو الخاطب.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ام حکیم بنت قارظ سے فرمایا تھا کیا تم اپنے نکاح کا معاملہ میرے سپرد کرتی ہو؟ یعنی اگر میں تمہیں زوجیت میں لے لوں تو تم راضی ہو؟ تو ام حکیم بنت قارظ نے کہا: جی ہاں مجھے منظور ہے، تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا: ''قَدْ تَزَوَّجْتُكِ'' تحقیق میں تمہیں اپنے نکاح میں لے چکا ہوں۔

اس حدیث کو بیان کرنے کے لیے حضرت امام بخاری نے باب قائم کیا ہے: اِذَا كَانَ الْوَلِيُّ هُوَ الْخَاطِبُ : یعنی اگر ولی خود اپنی زیر ولایت یا زیر کفالت عورت سے نکاح کرنا چاہے تو اس کی کیا صورت ہوگی؟

کیا اسے نکاح کرنے کے لیے ایک اور ولی مقرر کرنا چاہیے یا خود باقی ضروریات نکاح مہیا کرنے کے بعد ایجاب قبول کر لینا کافی ہے؟ حضرت امام بخاری کے باب قائم کرنے سے ان کا رجحان جواز کی طرف ہے۔ حضرات ائمہ اوزاعی، ربیعہ، ثوری، مالک، ابوحنیفہ اور اوران کے اکثر اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسرا ولی مقرر کرنے کی

Marfat.com

ضرورت نہیں۔ اسی رائے کی موافقت میں امام ابوثور کا بھی فتویٰ ہے۔

مگر امام شافعی، امام زفر اور داؤد الظاہری دوسرے ولی یا سلطان کے تقرر کی قید لگاتے ہیں چونکہ ان کے ہاں نکاح میں ولایت شرط ہے اس مسئلے کی تفصیلات گزر چکی ہیں یہاں ایجاب قبول کی صورتیں واضح کرنا ہے۔

ام حکیم بنت قارظ بن خالد بن عبید حضرت عبدالرحمٰن کی ازواج میں سے ایک ہیں ان کا خاندان بنی زہرہ کا حلیف تھا ایک دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے کہنے لگیں کہ مجھے چند رشتے آئے ہیں مگر میں آپ کو اختیار دیتی ہوں کہ ان میں سے جس کے ساتھ مناسب سمجھو میرا نکاح کردو۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا: اگر میں خود تم سے نکاح کرلوں تو؟ انہوں نے کہا: یہ بالکل ٹھیک ہے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا: '' قَدْ تَزَوَّجْتُکِ '' تحقیق میں تمہیں اپنے نکاح میں لے چکا ہوں۔ ابن ابی ذئب کہتے ہیں کہ یہ نکاح کی جائز صورت ہے۔ باقی ائمہ کی رائے ابھی گزر چکی ہے۔

فتح الباری

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے مہر، گواہ یا خطبہ وغیرہ لوازماتِ نکاح کا اہتمام نہیں کیا۔ وہ تمام چیزیں اپنی جگہ لازماً ہوئی ہیں میرا مقصد یہاں ایجاب قبول یا رشتہ طے کرنے کی ایک شکل واضح کرنا تھا ورنہ اس حدیث میں ابھی اور مسائل بھی ہیں۔

02: اگر مرد نے کسی عاقلہ، بالغہ، آزاد اور خودمختار عورت سے بشرطیکہ اسے نکاح کرنے میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں دو مرد گواہوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں اس طرح کہہ دیا: '' زَوَّجْتُکِ '' میں نے تمہیں زوجیت میں لے لیا اور عورت نے جواب میں کہہ دیا: '' تَـزَوَّجْتُ اَوْ قَبِلْتُ '' میں نے بھی آپ کی زوجیت اختیار کرلی یا یہ کہ میں نے قبول کرلیا تو نکاح منعقد ہوگیا۔

03: عورت نے مرد سے کہا: '' زَوِّجْنِیْ '' مجھے اپنی زوجیت میں لے لو: اور مرد نے جواب دیا کہ '' قَدْ فَعَلْتُ '' میں نے ایسا کردیا تو نکاح منعقد ہوجائے گا۔

04: عورت نے نکاح کیلئے اپنا وکیل مقرر کیا تھا جس کے بعد مرد نے اس کے وکیل سے کہا: '' زَوِّجْنِیْ '' جس عورت کے تم وکیل ہو اسے میری زوجیت میں دے دو اور وکیل نے جواب میں کہا: '' زَوَّجْتُکَ '' میں نے آپ کی زوجیت میں دے دی تو نکاح منعقد ہوگیا۔

05: مرد نے لڑکی کے والد سے کہا کہ '' جِئْتُکَ خَاطِبًا اِبْنَتَکَ '' میں آپ کے پاس بیٹی کا رشتہ لینے حاضر ہوا ہوں اور لڑکی کے باپ نے (بشرطیکہ لڑکی کی رضا شامل ہے اور کوئی شرعی عذر نہیں ہے) جواب میں کہہ دیا: '' زَوَّجْتُکَ '' میں نے تمہاری زوجیت میں دے دی تو نکاح ہوگیا۔

06: اگر عورت نے مرد سے کہا: '' وَهَبْتُکَ نَفْسِیْ وَجَعَلْتُ نَفْسِیْ لَکَ وَتَصَدَّقْتُ بِنَفْسِیْ عَلَیْکَ ''

Marfat.com

میں نے اپنا نفس آپ کو ہبہ کر دیا، میں نے اپنی ذات آپ کے سپرد کر دی، میں اپنی جان کے ساتھ آپ پہ قربان ہوگئی۔ اوراس کے جواب میں مرد نے کہا:" قَبِلْتُ " میں نے قبول کرلیا تو نکاح ہوگیا۔

07: اگر مرد نے عورت سے کہا: " کُوْنِی امْرَأَتِیْ بِمِئَۃٍ " ایک سو روپے یا درہم دینار مہر کے عوض میری بیوی بن جاؤ: تو عورت نے جواب دیا: " قَبِلْتُ " میں نے قبول کرلیا تو نکاح ہوگیا۔

08: مرد نے کہا:" اَعْطَیْتُکَ مِئَۃً عَلٰی أَنْ تَکُوْنِیْ امْرَأَتِیْ / اَوْ صِرْتِ لِیْ اِمْرَأَۃً اَوْ صِرْتُ لَکَ زَوْجًا " میں نے تمہیں بطور مہر سو درہم، دینار یا روپے دے دیئے اس شرط پر کہ تم میری بیوی بننا قبول کرلو۔ یا اس طرح کہا کہ تو میری بیوی بن چکی ہے۔ یا اس طرح کہا کہ میں تمہارا شوہر بن چکا ہوں تو عورت نے جواب دیا:" قَبِلْتُ " میں نے قبول کرلیا۔ تو نکاح ہوگیا۔

ان تمام مذکورہ صورتوں میں اگر مہر کا ذکر نہیں کیا گیا تو امام مالک اور شیخ ابن حزم ظاہری کے سوا جمہور اہل علم کے نزدیک نکاح ہوگیا مگر شریعت نے مہر والے نکاح سے ممیز کرنے کے لیے مطلق نکاح کے بجائے۔ اس کیلئے" نکاح التفویض – زواج التفویض " کی اصطلاحیں مخصوص کی ہیں جس کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے:

لَاجُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْھُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَھُنَّ فَرِیْضَۃً وَّ مَتِّعُوْھُنَّ عَلَی الْمُوْسِعِ قَدَرُہٗ وَعَلَی الْمُقْتِرِ قَدَرُہٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ () البقرہ ۲۳۶.

جب تک تم نے عورتوں کو ہاتھ نہ لگایا ہو اور نہ ان کے لیے مہر مقرر کیا ہو تو (ایسی حالت میں) اگر تم عورتوں کو طلاق دے دو تو اس کا تم پر کچھ گناہ نہیں ہاں ایسی صورت میں انہیں کچھ نہ کچھ ضرور دے دینا چاہیے، خوشحال آدمی اپنی بساط کے مطابق اور غریب آدمی اپنی بساط کے مطابق معروف طریقے سے دے یہ نیک آدمیوں پر حق ہے۔

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مہر مقرر کیے بغیر نکاح منعقد ہو جاتا ہے جس کی گزشتہ ابواب میں تفصیل گزر چکی ہے۔ جبکہ خطبہ نکاح میں شرط نہیں بلکہ سنت ہے اور گواہ واجبات نکاح میں سے ہیں۔

09 : ایک عورت نے اگر مرد سے کہا" آجَرْتُ لَکَ نَفْسِیْ بِکَذَا " میں نے اتنے مہر یا اتنی مقدار میں کسی مال یا جنس کے بدلے اپنا نفس آپ کو اجرت پہ دے دیا اور مرد نے یہ کہتے ہوئے:" قَبِلْتُ " میں قبول کر چکا۔ قبول کرلیا تو اس صورت میں اہل سنت والجماعت کے تمام مکاتب فکر کے مطابق نکاح نہیں ہوسکتا کیونکہ اِجَارَۃٌ/اُجْرَتٌ میں بنیاد وقت کا مقرر کیا جانا ہے (تَأقِیت) یعنی مدت نکاح مقرر کرنا اور متعہ کی شکل ہے۔ اور اجماع امت کے مطابق یہ شکل قیامت تک کیلئے حرام قرار دے دی گئی ہے۔ جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

الفقہ الحنفی و ادلتہ باب عقد النکاح تالیف الشیخ اسعد محمد سعید الصاغرجی و فقہ السنۃ تالیف الشیخ سید سابق تحقیق محمد ناصر الدین الالبانی.

Marfat.com

اور متعہ کی اصل وجہ حرمت عورت کا تقدس اور تحفظ ہے جو اسلام نے فراہم کیا ہے، یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ایسی ہستی جس کے بطن سے انبیائے کرام جنم لیں اور جس کے قدموں کے میں جنت رکھ دی گئی ہو وہ معاشرے میں عام استعمال کی چیزوں کی طرح وقتی طور پر اجرت (HIRE LIST) پہ دستیاب ہو۔ آخر مقام فکر ہے کہ جس انسانی معاشرے کی ماں بذل شہوت کیلئے اجرت پر حاصل کی جاسکتی ہو۔ اس معاشرے میں کتنی اور کہاں سے غیرت آئے گی۔

نکاح فضولی کی حیثیت

01 : اَلْفُضُوْلِیُّ : ھُوَ مَنْ لَّمْ یَکُنْ وَلِیًّا وَّلَا اَصِیْلًا وَّلَا وَکِیْلًا فِیْ الْعَقْدِ.

التعریفات للجر جانی.

فُضُوْلِیْ : سے مراد ایک ایسا شخص جو نکاح منعقد کرنے میں نہ تو کسی کا ولی اور وکیل ہو اور نہ اس کا اپنا کوئی ذاتی معاملہ ہو۔

جیسا کہ اردو زبان میں کہتے ہیں کہ فلاں فضول آدمی ہے یعنی فضول حرکتیں کرتا ہے۔

02: اَلْفُضُوْلِیُّ : نِسْبَۃٌ اِلَی الْفُضُوْلِ وَالْفُضُوْلُ جَمْعُ فَضْلٍ وَالْفَضْلُ بِمَعْنَی الزِّیَادَۃِ وَھُوَ مَنْ یَّتَصَرَّفُ بِحَقِّ الْغَیْرِ بِدُوْنِ اِذْنٍ شَرْعِیٍّ .

درر الحکام فی مجلة الاحکام تالیف العلامة علی حیدر. المادة ۱۱۲.

اَلْفُضُوْلِیُّ : فُضُوْل کی طرف نسبت کی وجہ سے ہے اور فُضُوْل جمع ہے فَضْل کی اور فَضْل زیادہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جبکہ شرعی اصطلاح میں فضولی ایسا فرد جو شرعی حق حاصل ہوئے بغیر دوسرے کے حق میں تصرف کرے:

03: اَلْفُضُوْلِیُّ : کے لفظی معنی ہیں بے فائدہ چیزوں میں مشغول ہونے والا اور بغیر کہے خواہ مخواہ دو شخصوں کے معاملات میں مداخلت کرنے والا اور اصطلاحاً ایسا ایک بیگانہ شخص یا فرد جو ولایت اور وکالت حاصل ہوئے بغیر کسی بالغ یا نابالغ لڑکی لڑکے کا نکاح کردے۔

المنجد.

احناف کے نزدیک ایسا نکاح بالغ کی اپنی یا نابالغ کے ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر وہ اجازت دے دیں تو نافذ ہوجائے گا مگر امام شافعی کے نزدیک فضولی کے تصرف کی تمام شکلیں باطل ہیں۔

البحر الرائق شرح کنز الدقائق للنسفی. کتاب النکاح . الھدایة شرح بدایة المبتدی کتاب النکاح فصل فی الوکالة با لنکاح وغیرھا.

اس معاملے میں میری سمجھ کے مطابق حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک ہی قابل عمل ہے۔

Marfat.com

نکاح خواں کا دلہن کو کلمہ پڑھانا

ایجاب وقبول کی یہ تمام صورتیں اور شریعت کی طرف سے دی گئیں سہولتوں کو سامنے رکھتے ہوئے سوچنے کا مقام ہے کہ ہمارے معاشرے میں یہ گنجائش کس بنیاد پر پیدا کر لی گئی ہے کہ تقریب نکاح میں نکاح خوان حضرات دلہن کو کلمے اور صفت ایمان وغیرہ پڑھانا اور ایجاب قبول کرانا شروع کر دیتے ہیں؟ حالانکہ دلہن کے لباس میں حیاء دار لڑکیوں کا اپنے محرم رشتہ داروں سے بھی بات کرنا مشکل ہوتا ہے چہ جائیکہ ایک غیر محرم رجسٹرار یا نکاح خواں کلمے پڑھاتا پھرے جس کا بالکل شریعت نے حکم نہیں دیا۔

حالانکہ مناسب صورت یہ ہے کہ کسی بھی مناسب وقت میں قریبی رشتہ داروں میں سے دو عادل گواہوں کی موجودگی میں باپ خود یا باپ کی اجازت سے لڑکی کا بھائی یا کفیل لڑکی سے اجازت لے لے اور اس کے بعد وقت مقررہ پر لڑکے کو قبول کرا کے کوئی عالم یا دیندار فرد خطبہ پڑھ دے۔

نکاح میں وکیل کا تقرر

توکیل/وکالت: کے اصل معنی ہیں کوئی معاملہ کسی کے حوالہ اور سپرد کرنا۔ اور دوسرے پر اعتماد کرنا۔ اسی سے لفظ ''توکل'' ہے اور ''تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ'' کے معنی ہیں: میں نے اللہ پر بھروسہ کر لیا۔

اللہ کریم نے اپنے رسول ﷺ سے فرمایا کہ ''رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لا إِلَٰهَ إِلا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا'' () المزمل ۹:

آپ جس کی طرف سے مبعوث کیے گئے ہیں'' وہ مشرق ومغرب کا مالک ہے اس کے سوا کوئی الہٰ نہیں لہٰذا اسی کو اپنا وکیل بنالو۔

رسول اللہ ﷺ اکثر ایک دعا کا التزام فرماتے تھے ''اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُوْ فَلا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَ أَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ لا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ''

سنن ابی داؤد کتاب الادب :باب ما یقول اذا أصبح : ورواہ احمد بطریق أبی بکرۃ نفیع بن الحارث بن کلدۃ ، باب اول مسند البصریین برقم ۱۹۵۳۵، ونسبه المنذری للنسائی ایضا:

اے اللہ! میں اپنے لئے تیری رحمت کا طلبگار ہوں پس پلک جھپکنے کے برابر وقت بھی مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کرنا۔ میرے تمام معاملات سنوار دے اور اے اللہ آپ کے بغیر کوئی دوسری ذات ایسی ہے ہی نہیں کہ جس سے ایسی توقع کی جا سکے۔

Marfat.com

اَلْوَكِيْلُ : هُوَالَّذِیْ یَتَصَرَّفُ لِغَیْرِہٖ لِعَجْزِ مُؤَكِّلِهٖ .

التعريفات للجرجانی الحنفی.

شرعی اصطلاح میں وکیل سے مراد ایک ایسا شخص ہے جو اپنے غیر یعنی مُؤَکِّلُ کے عجز کے باعث اس کیلئے تصرف کرتا ہے۔

وَفِی اصْطِلَاحِ الْفُقَهَاءِ عِبَارَةٌ عَنْ إِقَامَةِ الْإِنْسَانِ غَيْرَهُ مَقَامَ نَفْسِهِ فِی تَصَرُّفٍ مَعْلُومٍ .

العناية شرح الهداية ،للرومی البابرتی : كتاب الو كالة.

فقہا کی اصطلاح میں وکالت سے مراد ہے کسی متعین ومعلوم تصرف میں کسی کو اپنا قائم مقام بنانا۔

توکیل کی شرعی حیثیت

رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے مختلف اوقات میں ذاتی یا قومی خدمات کیلئے دوسرے حضرات کو اپنی طرف سے وکیل مقرر فرمایا ہے۔ جس سے توکیل کی شرعی حیثیت واضح ہو جاتی ہے اور چونکہ اس مسئلے پر اجماع امت اور تواتر موجود ہے، لہٰذا زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: وَكَّلَنِی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ......

صحيح البخاری، باب اذا وكل رجلا فترک الوكيل شيئا فاجازه المؤكل فهو جائز.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ نے مجھے رمضان میں فطرانے کی حفاظت کیلئے اپنا وکیل (نگران) مقرر کیا تھا......

قرآن کریم نے اصحاب کہف کے واقعہ میں بیان کیا ہے کہ ایک طویل نیند کے بعد جب یہ حضرات بیدار ہوئے تو مشاورت سے طے کیا کہ " فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِنْهُ " الکہف۱۹: اب تم اپنے میں سے کسی کو اپنی یہ چاندی (سکہ) دے کر شہر بھیجو، تاکہ وہ خوب دیکھ بھال لے کہ شہر کا کون سا کھانا پاکیزہ تر ہے، پھر اسی میں سے تمہارے لیے کھانا لے آئے۔

ارکان وکالت

وکالت کے صرف دو ارکان ہیں: 01: ایجاب یعنی وکالت کی پیشکش اور درخواست کرنا۔ درخواست کرنے والے کو مُوَکِّل کہتے ہیں۔ 02: قبول: یعنی جس شخص کو پیشکش کی گئی ہے اس کی طرف سے پیشکش قبول کرنا۔ اصطلاح میں ایسے شخص کو مُوَکَّل ۔ وکیل اور عمل کو وکالت اور توکیل کہتے ہیں۔ جبکہ وکیل کیلئے عاقل وامین ہونا لازمی ہے۔ شوافع

Marfat.com

اور حنابلہ کے نزدیک عقد نکاح میں وکیل کا عادل ہونا ضروری ہے۔دوران وکالت اگر وکیل فاسق ہو گیا تو وکالت خود بخود ختم ہو جائے گی۔

ألفقه الاسلامی و ادلته.

وکیل کا اختیار

بہت سارے معاملات زندگی مثلاً نکاح وطلاق، تجارت، ادائیگی قرض، وقف، عتق، حدود، قربانی، نفقہ، حفاظت مال ومزارعت وغیرہ میں وکالت کو شرعی حیثیت حاصل ہے مگر وکیل کیلئے اختیار کے اندر رہنا ضروری ہے۔وکیل کے ذمہ جو کام لگایا گیا تھا جب وہ مکمل ہو گیا تو خود بخود وکالت ختم ہو جائے گی۔اسی طرح معاملات کی نوعیت کے پیش نظر ہر باب میں وکالت کے الگ مسائل، دائرۂ کار اور اس کی تفصیل ہے مگر نکاح وطلاق اور خلع میں وکیل کی حیثیت محض ترجمان اور سفیر کی ہوتی ہے۔

اسی طرح، حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح میں ایک باب اس طرح قائم کیا ہے:'' بَابُ وَكَالَةِ الْمَرْأَةِ الإِمَامَ فِي النِّكَاحِ '' یعنی عورت کا خود سلطان یا قاضی کو اپنے نکاح کیلئے وکیل مقرر کرنا '' عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ :جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ:يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ لَكَ نَفْسِي، فَقَالَ رَجُلٌ:زَوِّجْنِيهَا، قَالَ:قَدْ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ''

صحیح البخاری، کتاب الوکالة، بَابُ وَكَالَةِ الْمَرْأَةِ الإِمَامَ فِي النِّكَاحِ.

حضرت سہل بن سعد کا بیان ہے کہ ایک خاتون نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ آپ کو میں نے اپنا آپ ہبہ کر دیا ہے۔اس وقت آپ کے پاس ایک صاحب موجود تھے انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ آپ انہیں میرے نکاح میں دے دیں؟ فرمایا: ہاں تمہیں جو قرآن یاد ہے اسے مہر کی جگہ تصور کرتے ہوئے ہم نے اسے تمہارے نکاح میں دے دیا۔

اس حدیث شریف میں بہت سارے مسائل اور اختلاف رائے موجود ہے اور چونکہ '' عورت کی طرف سے دعوت نکاح '' کے عنوان کے تحت پہلے بھی گزر چکی ہے جہاں میں نے تفصیل بیان کر دی ہے۔ یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں ''کتاب الوكالة '' میں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے نکاح میں جواز وکالت کیلئے اسے اختصار کے ساتھ دہرایا ہے۔

ٹیلیفون کے ذریعہ نکاح

ٹیلیفون کے ذریعہ نکاح ہو تو سکتا ہے مگر اس کی ایک تفصیل ہے کیونکہ صرف ٹیلیفون پر مرد عورت کا ایجاب

Marfat.com

وقبول کافی نہیں کیونکہ دونوں ایک مجلس میں موجود نہیں۔ البتہ یہ صورت ممکن ہے کہ گواہوں کے ذریعہ مرد وعورت میں سے کوئی ایک فریق کسی کو نکاح کیلئے وکیل نامزد کردے جو بحیثیت وکیل ایجاب وقبول کا فریضہ انجام دے۔ مثلاً عورت مرد کو ٹیلیفون کردے کہ میں آپ کو اس بات کا وکیل بناتی ہوں کہ آپ اپنے ساتھ میرا نکاح کردیں۔ اب مرد ایسے دو گواہوں کی موجودگی میں جو ذاتی طور پر اس عورت کو جانتے ہو اس طرح کہے آپ لوگ گواہ رہیں کہ میں نے فلاں بنت فلاں کو اپنے نکاح میں قبول کرلیا ہے تو نکاح ہوجائے گا۔

جدید فقہی مسائل تالیف: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی۔

اِمْرَأَةٌ وَكَّلَتْ رَجُلًا لِيُزَوِّجَهَا مِنْ نَفْسِهِ فَقَالَ الْوَكِيلُ بِحَضْرَةِ الشُّهُودِ: تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ وَلَمْ يَعْرِفِ الشُّهُودُ فُلَانَةَ لَا يَجُوزُ النِّكَاحُ مَا لَمْ يَذْكُرْ اسْمَهَا وَاسْمَ أَبِيهَا وَجَدِّهَا، لِأَنَّهَا غَائِبَةٌ وَالْغَائِبَةُ تُعْرَفُ بِالتَّسْمِيَةِ، كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ وَكَانَ الْقَاضِي الْإِمَامُ رُكْنُ الْإِسْلَامِ عَلِيٌّ السُّغْدِيُّ فِي الِابْتِدَاءِ لَمْ يَشْتَرِطْ ذِكْرَ الْجَدِّ ثُمَّ رَجَعَ فِي آخِرِ عُمْرِهِ وَكَانَ يَشْتَرِطُهُ وَهُوَ الصَّحِيحُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى، كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ.

وَإِنْ كَانَتْ حَاضِرَةً مُتَنَقِّبَةً وَلَا يَعْرِفُهَا الشُّهُودُ؛ جَازَ النِّكَاحُ وَهُوَ الصَّحِيحُ، وَإِنْ أَرَادَ الِاحْتِيَاطَ يَكْشِفُ وَجْهَهَا حَتَّى يَرَاهَا الشُّهُودُ أَوْ يَذْكُرَ اسْمَهَا وَاسْمَ أَبِيهَا وَجَدِّهَا. وَلَوْ كَانَ الشُّهُودُ يَعْرِفُونَهَا وَهِيَ غَائِبَةٌ فَذَكَرَ الزَّوْجُ اسْمَهَا لَا غَيْرُ وَعَرَفَ الشُّهُودُ أَنَّهُ أَرَادَ بِهِ الْمَرْأَةَ الَّتِي يَعْرِفُونَهَا جَازَ النِّكَاحُ، كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِي.

الفتاوى الهندية . المؤلف : لجنة علماء برئاسة نظام الدين البلخي. الناشر :دار الفكر : المكتبة الشاملة.

ایک عورت نے مرد کو اس طرح وکیل نامزد کیا کہ وہ خود اپنے ساتھ اس کا نکاح کرلے۔ وکیل نے گواہوں کے روبرو کہا کہ میں نے فلاں خاتون کو اپنے نکاح میں قبول کرلیا ہے مگر یہ گواہ عورت کو نہیں جانتے تو نکاح نہیں ہوگا ہاں اگر مرد نے عورت، اس کے باپ اور داد کے نام بھی گنوا دیئے تو نکاح ہوجائے گا کیونکہ عورت موجود نہیں اور غائب کا تعارف اس کے نام اور ولدیت کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ امام سرخسی رحمہ اللہ نے اپنی المحیط میں بیان کیا ہے کہ شروع شروع میں حضرت شیخ الاسلام قاضی علی السغدی رحمہ اللہ تعالیٰ عورت کے تعارف میں دادا کا نام ذکر کرنا ضروری نہیں سمجھتے تھے مگر آخر عمر میں انہوں نے اپنی اس رائے سے رجوع فرمالیا تھا۔ چنانچہ دادا کے نام کے ذکر کے ساتھ نکاح منعقد ہوجاتا ہے یہی صحیح مسلک ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ جیسا کہ قدوری کی شرح "اَلْمُضْمَرَاتْ" میں تفصیل موجود ہے۔

لیکن اگر عورت مجلس میں نقاب کے ساتھ موجود ہے مگر گواہ اسے نہیں جانتے تو بھی نکاح منعقد ہوجائے گا۔ زیادہ صحیح مسلک یہی ہے جبکہ اس صورت میں اگر وکیل احتیاطاً اس کے چہرے سے نقاب اتروادے تاکہ گواہ دیکھ

Marfat.com

سکیں یا صرف اس خاتون اور اس کے باپ اور دادا کا نام ذکر کر دے تو بھی درست ہے۔ اگر گواہ اس خاتون کو جانتے ہوں مگر وہ مجلس میں موجود نہیں اور اس نکاح کرنے والے شوہر نے صرف اس خاتون کا نام ذکر کر دیا اور گواہوں کی تسلی ہو گئی کہ اس سے وہی خاتون مراد ہے جسے وہ جانتے ہیں تو بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔ جیسا کہ امام سرخسی رحمہ اللہ کی المحیط میں تفصیل مذکور ہے۔

گونگے کا ایجاب وقبول

اگر لڑکا لڑکی دونوں یا ان میں سے کوئی ایک گونگا ہو تو ان کا اشارے سے ایجاب وقبول کرنا کافی ہوگا۔ لیکن چونکہ ہر شخص ان کے ساتھ اس طرح گفتگو نہیں کر سکتا جس طرح روزمرہ کی زندگی میں وہ اپنے گھر والوں سے کرتے ہیں اس لیے آسان اور مناسب طریقہ یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو ان کا وکیل یا ترجمان مقرر کر لیا جائے جو نکاح خوان اور ان کے درمیان ترجمانی کے فرائض سرانجام دے۔ اگر گونگا لکھنا جانتا ہو تو اس کے سامنے تحریر رکھی جائے گی جس کے جواب میں وہ لکھ دے کہ مجھے قبول ہے تو یہ عمدہ اور آسان طریقہ ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لعان کے باب میں اس کی وضاحت فرمائی ہے:

بَابُ اللِّعَانِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى " وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ " ألنور: ٦٠ :إِلَى قَوْلِهِ - " إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ " ألنور: ٩٠ :فَإِذَا قَذَفَ الْأَخْرَسُ امْرَأَتَهُ، بِكِتَابَةٍ أَوْ إِشَارَةٍ أَوْ بِإِيمَاءٍ مَعْرُوفٍ، فَهُوَ كَالْمُتَكَلِّمِ، لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَازَ الإِشَارَةَ فِي الفَرَائِضِ، وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الحِجَازِ وَأَهْلِ العِلْمِ، وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى " فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي المَهْدِ صَبِيًّا؟ " وَقَالَ الضَّحَّاكُ " إِلَّا رَمْزًا " آل عمران: ٤٢ :إِلَّا إِشَارَةً وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ -لاَ حَدَّ وَلاَ لِعَانَ، ثُمَّ زَعَمَ أَنَّ الطَّلاَقَ بِكِتَابٍ أَوْ إِشَارَةٍ أَوْ إِيمَاءٍ جَائِزٌ، وَلَيْسَ بَيْنَ الطَّلاَقِ وَالقَذْفِ فَرْقٌ، فَإِنْ قَالَ: القَذْفُ لاَ يَكُونُ إِلَّا بِكَلاَمٍ، قِيلَ لَهُ: كَذَلِكَ الطَّلاَقُ لاَ يَجُوزُ إِلَّا بِكَلاَمٍ، وَإِلَّا بَطَلَ الطَّلاَقُ وَالقَذْفُ، وَكَذَلِكَ العِتْقُ، وَكَذَلِكَ الأَصَمُّ يُلاَعِنُ "وَقَالَ الشَّعْبِيُّ، وَقَتَادَةُ: إِذَا قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ، فَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ، تَبِينُ مِنْهُ بِإِشَارَتِهِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: الأَخْرَسُ إِذَا كَتَبَ الطَّلاَقَ بِيَدِهِ لَزِمَهُ وَقَالَ حَمَّادٌ: الأَخْرَسُ وَالأَصَمُّ إِنْ قَالَ بِرَأْسِهِ، جَازَ.

صحیح البخاری کتاب الطلاق باب اللعان.

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جو لوگ اپنی بیویوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور ان کے پاس اپنے سوا کوئی گواہ نہ ہو تو ایسے لوگوں میں سے ہر ایک کا ثبوت یہ ہے کہ چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ وہ سچ بولنے والوں میں سے

Marfat.com

ہیں۔'' اب سوال یہ ہے کہ گونگے شخص کا کیا حکم ہے؟ جب گونگا اپنی بیوی کو لکھ کر، ہاتھ کے اشارے یا جسمانی اعضا میں سے کسی عضو کے معروف طریقے پر حرکت سے زنا کی تہمت لگائے تو یہ کلام کی طرح معتبر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرائض میں اشارے کو قبول فرمایا ہے۔ اہل حجاز میں سے بعض اور دیگر اہل علم کا یہی قول ہے۔ قرآن کریم میں اس کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت مریم علیہا السلام سے ان کے بچے کے بارے میں قوم نے سوال کیا تو آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کر دیا۔ اب لوگوں نے کہا کہ ہم ایسے بچے سے کیسے بات کر سکتے ہیں جبکہ وہ ابھی پنگھوڑے میں ہے؟ امام ضحاک اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تھی کہ پروردگار میرے ہاں بیٹا ہونے کی کوئی نشانی مقرر فرما دے۔ تو اللہ نے فرمایا: ''اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ اِلَّا رَمْزًا'' اس کی علامت یہ ہے کہ تم تین روز تک لوگوں سے بات نہیں کر سکو گے مگر صرف اشارے سے'' اس واقعہ میں بھی ''رمز'' بمعنی اشارہ استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا اشارے کی حیثیت مسلمہ ہے مگر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حد اور لعان میں اشارہ معتبر نہیں۔ ہاں لکھ کر یا اشارے یا ایماء (جسم کے کسی عضو کی حرکت) سے طلاق جائز ہے حالانکہ طلاق اور قذف کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ اگر کوئی کہے کہ قذف تو کلام کے ذریعہ ہوتا ہے تو جواباً کہا جائے گا کہ طلاق بھی کلام کے بغیر جائز نہیں ہے ورنہ طلاق اور قذف باطل ہیں۔ اسی طرح غلام آزاد کرنا ہے، ایسا ہی بہرے کا لعان کرنا ہے۔ شعبی اور قتادہ کا قول ہے کہ جب کوئی کہے کہ تجھے طلاق ہے اور اپنی انگلی کے ساتھ اشارہ کر دے تو اشارے کے باعث طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔ ابراہیم کا قول ہے کہ اگر گونگا اپنے ہاتھ سے طلاق لکھ کر دے تو واقع ہو جائے گی۔ اسی طرح حمّار کا قول ہے کہ گونگا اور بہرہ سر کے اشارے سے کہے تو بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔

روایت میں: ''أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَدْ أَجَازَ الإِشَارَةَ فِی الفَرَائِضِ'' حضرت نبی کریم ﷺ نے فرائض میں اشارے کو جائز رکھا ہے۔ سے مراد ہے کہ اگر کوئی شخص کلام نہیں کر سکتا تو وہ اشارے سے نماز ادا کرے گا اسی طرح معذور اشارے سے سجدہ، رکوع اور قیام کرے گا۔

اہل حجاز: سے مراد حضرت امام مالک اور مالکیہ ہیں جیسا کہ حضرت امام ابوثور وغیرہم۔

بعض الناس: سے مراد حضرت امام بخاری کے نزدیک حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور احناف ہیں: رحمہم اللہ تعالیٰ

حاصل بحث یہ ہے کہ گونگے کے اشارے کو شرعی حیثیت حاصل ہے۔'' وَإِنْ کَانَ الْأَخْرَسُ لَا یَکْتُبُ، وَکَانَتْ لَهُ إِشَارَةٌ، تُعْرَفُ فِی طَلَاقِهِ وَنِکَاحِهِ وَشِرَائِهِ وَبَیْعِهِ فَهُوَ جَائِزٌ ''

المبسوط للسرخسي، وهو محمد بن احمد بن ابی سهل شمس الأئمة السرخسي المتوفی 483 هـ. رحمه الله تعالی كتاب الطلاق باب طلاق الاخرس: الناشر: دار المعرفة - بيروت.

اگر کوئی گونگا لکھ نہیں سکتا اور گفتگو کے بجائے اشارے سے کام لیتا ہے تو نکاح وطلاق اور خرید وفروخت میں

Marfat.com

اس کا اشارا معتبر ہوگا۔

...... وَالْقِصَّةُ مَشْهُورَةٌ مَرْوِيَّةٌ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، مِنْهُمْ أَبُو هُرَيْرَةَ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَمُعَاوِيَةُ بْنُ الْحَكَمِ السُّلَمِيُّ، وَالشَّرِيدُ بْنُ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، وَفِي بَعْضِ رِوَايَاتِهِمْ أَنَّهَا أَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ فِي سُنَنِهِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجُوزَجَانِيُّ، ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ أَخْبَرَنِي الْمَسْعُودِيُّ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِجَارِيَةٍ سَوْدَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ عَلَيَّ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً. فَقَالَ لَهَا: أَيْنَ اللَّهُ فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ بِإِصْبَعِهَا فَقَالَ لَهَا: فَمَنْ أَنَا ؟ فَأَشَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَإِلَى السَّمَاءِ، يَعْنِي أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ: أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ .

أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن: المؤلف: محمد الأمين بن محمد المختار بن عبد القادر الجكني الشنقيطي (المتوفى ١٣٩٣ :هـ. الناشر :دار الفكر للطباعة و النشر و التوزيع بيروت -لبنان عام النشر 1415 :هـ. 1995 -م.

حضرت ابو ہریرہ سمیت متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک قصہ بیان کیا ہے جو صحیح مسلم سمیت اکثر کتب حدیث وتفسیر میں بیان ہوا اور اس کے پس منظر میں بھی دو واقعات مذکور ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک صاحب کالے رنگ کی گونگی لونڈی کو لیے بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ میں نے ایک مومن غلام کی آزادی کی نذر مانی ہے مگر مجھے اس کے ایمان کے بارے میں اطمینان نہیں ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس لونڈی سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ تو اس نے جواب میں اپنے ہاتھ کی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا جس میں دنیا کے تمام ارباب کی نفی تھی۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس لونڈی نے اسی طرح ہاتھ کی انگلی سے ذات اقدس ﷺ کی طرف اشارہ قائم رکھے ہوئے آسمان کی طرف لے گئی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ آپ اسی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان صاحب سے فرمایا اسے آزاد کر دو کیونکہ یہ مومنہ ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ہاں Sign language نے اب ترقی کی ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے اسے اس وقت قانونی حیثیت عطا فرمائی جب دنیا سائنس اور ان جدید علوم کے نام تک نہیں جانتی تھی۔ احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے بات سمجھانے کیلئے اشارے کا استعمال فرماتے تھے۔ اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ چاہتے تو اللہ تعالیٰ سے اس لونڈی کے ایمان کی تصدیق کراتے۔ اور جبریل امین فوراً وحی کے ساتھ نزول اجلال فرماتے مگر آپ نے ایک عام اور ایسا طریقہ اختیار فرمایا جس میں قیامت تک ہمارے لیے راہ نمائی موجود ہے۔

Marfat.com

تحریری نکاح کا حکم

تحریر کے ذریعہ بھی نکاح ہو سکتا ہے مگر اس میں یہ ضروری ہے کہ طرفین میں سے ایک کی جانب سے نکاح کی قبولیت کا زبانی اظہار ہو اور تحریر صرف ایک ہی طرف سے ہو۔ نیز قبولیت کا اظہار دو گواہوں کے سامنے کیا جائے اور وہ تحریر بھی ان گواہوں کو سنادی جائے۔ مثلاً مرد نے عورت کو لکھا کہ میں نے اتنے مہر کے عوض تم سے نکاح کر لیا۔ عورت کے پاس جب یہ تحریر پہنچے تو وہ سب سے پہلے دو گواہوں کو بلا کر ان کو یہ تحریر پڑھ کر سنائے اور پھر اس طرح کہے کہ میں اس نکاح کو قبول کرتی ہوں تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

لیکن اگر عورت تحریر پڑھ کر گواہوں کو سنانے کے بجائے ان کے سامنے صرف قبولیت کا اظہار کرتی ہے۔ یا زبانی اظہار کے بجائے تحریر کا جواب تحریری لکھ کر اس پر گواہوں کے دستخط لے لے۔ یا گواہوں کے دستخط بھی نہ کرائے تو ان تمام صورتوں میں نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

جدید فقہی مسائل تالیف: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی.

نکاح میں ولی کا تصور

تعریفات

اَلْوَلَايَةُ فِي الشَّرْعِ تَنْفِيْذُ الْقَوْلِ عَلَى الْغَيْرِ شَاءَ الْغَيْرُ أَوْ أَبَى.

التعریفات للجرجانی.

شرعی قانون میں ولایۃ : کے معنی ہیں غیر پر اس طرح حکم نافذ کرنا کہ وہ چاہے یا نہ چاہے۔

جبکہ ولایت کے اصل معنی ہیں قرابت۔ قرآن کریم کی اہم اصطلاحات میں سے ایک ''وَلِیٌّ'' کی اصطلاح ہے۔ جو محبّ ودوست اور مددگار کے معنی میں مستعمل ہے ''اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا'' اللہ تعالیٰ مومنوں کا حامی و ناصر ہے۔ ''وْ'' پر فتح اور کسرہ کے ساتھ ولایت ایک فقہی اصطلاح ہے جس کے معنی ہیں دوسرے پر کوئی حکم نافذ کرنا۔

اور یہ ولایت چار وجوہ سے ثابت ہوتی ہے: 01: قرابت۔ یعنی شخصی قرابت و تعلق جو رشتہ داری کی بنیاد پر قائم ہے۔ 02: ملکیت۔ یعنی آقا کو اپنے غلام اور باندی پر ولایت ہوتی ہے۔ 03: ولاء، سے مراد ہے ولاءِ عتاقہ اور ولاء موالات۔ یعنی غلام اور باندی کو آزاد کرنا یا بذریعہ عقد باندی کے ساتھ موالات قائم کرنا۔ 04: امامت، سے ولایت عامہ مراد ہے۔ جس کے تحت امیر کو تمام مسلمانوں پر براہ راست یا بذریعہ قاضی ولایت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن شخصی قرابت و تعلق کی بنیاد پر حاصل ہونے والی ولایت، ولایت عامہ سے فائق ہے۔ مگر بنیادی طور پر ولایت کی دو ہی قسمیں ہیں:

Marfat.com

01:ولایت فی النفس، سے ولایت نکاح مراد ہے۔02:ولایت فی المال۔

قاموس الفقه.

ولایت نکاح

ولایتِ نکاح چونکہ قرابت کی بنیاد پر حاصل ہوتی ہے اور فقہی اصول: '' اَلْوِلَایَةُ الْخَاصَّةُ أَقْوَی مِنَ الْوِلَایَةِ الْعَامَّةِ '' ألبحر الرائق و حاشية ابن عابدين : ولایت خاصہ عامہ کے مقابلے میں زیادہ فائق وقوی ہے: لہٰذا نکاح کے باب میں یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے جس کی اہمیت کے پیش نظر علماء سلف وخلف رحمہم اللہ کے درمیان علمی مباحث ہیں۔ میں اختصار کے ساتھ چند مسائل نقل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

نکاح میں ولیّ سے مراد ایک ایسا ذمہ دار اور معتبر و منتظم آدمی ہے جو عورت کی رضا کے بعد اس کی طرف سے نکاح منعقد کرادے، عورت کے باپ اور دوسرے قریبی رشتوں کی موجودگی میں ان کا حق فائق ہے ورنہ خلیفۂ وقت یا قاضی اس کی طرف سے یہ فریضہ ادا کریں گے تا کہ کل ناچاکی کی صورت میں وہ عورت کے مفادات کا تحفظ کر سکیں اور اس کی اولاد کو بھی معاشرے میں عزت حاصل رہے۔ اس طرح ولیّ کا تقرر ایک فطری تقاضا، سنت باری تعالیٰ اور باعث برکت امر ہے جسے ایک مثال کے ذریعے سمجھنا آسان ہوگا۔

اللہ کریم، قادر مطلق ''فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ'' اور ''كُنْ فَيَكُوْنُ'' ذات ہے اور اس کائنات میں صرف اسی کا حکم چلتا ہے مگر یہ تمام معاملات اس کے نمائندے ملائکہ کے ذریعہ اس طرح سرانجام پاتے ہیں کہ کوئی فرشتہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرسکتا ''لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ '' التحريم ٦ ۔ جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے اُسے بجالاتے ہیں۔

اس مثال سے ولی کی حیثیت اور اختیار کا اندازہ کیا جاسکتا ہے یعنی نکاح تو عورت کی مرضی سے منعقد ہو لیکن عورت کی طرف سے یہ معاملات ولی طے کرے اسی میں عورت کی عزت اور بہتری ہے۔ اور دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عورت کی حفاظت کا انتظام اور اس کے مفادات کا تحفظ ہے نہ کہ آزادی سلب کرنا۔ اسی لیے شریعت نے ولی کی کچھ خصوصیات بیان کی ہیں۔

ولی کی خصوصیات

امام بیہقی رحمہ اللہ نے السنن الکبریٰ میں باب قائم کیا ہے: ''بَابُ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ مُرْشِدٍ'' کہ ولی مرشد کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا اس کے تحت چار روایات لائے ہیں۔

Marfat.com

"لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ مُرْشِدٍ" والمرشد بمعنى الرشيد كا لمصلح بمعنى الصالح والفاسق ليس برشيد ولان الولاية من با ب الكرامة والفسق سبب الاهانة ولهٰذا لم يقبل شهادته.

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع للکاسانی الحنفی.

امام کاسانی فرماتے ہیں کہ یہ جو حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ ولی مرشد ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ولی کا خیر خواہ اور رشد وہدایت والا ہونا ضروری ہے یعنی فاسق نہ ہو کیونکہ ولایت ایک باوقار منصب ہے جبکہ فسق سبب اہانت ہے۔ لہٰذا کوئی فاسق ایسے منصب کا اہل نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ فاسق کی شہادت قبول نہیں جاتی۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ بادشاہ وقت یا قاضی ایسی صورت میں مداخلت کرنے کا حق رکھتے ہیں اور خواتین کے حقوق کا تحفظ سرکاری ذمہ داری ہے ان کو فاسق قسم کے اولیاء کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑا جا سکتا ورنہ معاشرہ فساد کی نذر ہو جائے گا۔

۔عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ا بْنِ عَبَّا سٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ لَانِكَاحَ اِلَّا بِاِذْنِ وَلِيٍّ مُرْشِدٍ اَوْ سُلْطَانٍ.

السنن الکبریٰ للبیھقی.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نکاح درست نہیں ولی مرشد یا بادشاہ وقت کی اجازت یا شرکت کے بغیر۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّا سٍ قَالَ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ اَوْ سُلْطَانٍ فَاِنْ اَنْكَحَهَا سَفِيْهٌ اَوْ مَسْخُوْطٌ عَلَيْهِ فَلَا نِكَاحَ لَهُ.

المرجع السابق.

حضرت سعید بن جبیر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ نقل کیا ہے کہ ولی اور سلطان کے بغیر نکاح درست نہیں اگر کسی ایسے ولی نے نکاح کر دیا جو یا تو بیوقوف ہے یا عورت اس کی ولایت پر راضی نہیں تو یہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَانِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ وَشَاهِدَىْ عَدْلٍ فَاِنْ اَنْكَحَهَا وَلِيٌّ مَسْخُوْطٌ عَلَيْهِ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ.

المرجع السابق.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نکاح منعقد نہیں ہوتا سوائے ولی اور دو عادل گواہوں کے اگر ایسے ولی نے نکاح کر دیا جس کی ولایت پر عورت ناراض ہے تو یہ نکاح باطل ہے۔

Marfat.com

امام بیہقی اور دیگر اصحاب السنن کے ہاں ''لَانِکَاحَ اِلَّابِوَلِی'' والی تمام روایات میں سے بعض کو ترمذی اور ابن حبان نے صحیح کہا ہے ورنہ سب متکلم فیہ ہیں لیکن معناً درست ہیں اور جن حضرات کے نزدیک ولی کے بغیر نکاح درست نہیں وہ انہیں بطور شہادت پیش کرتے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ ولی کا مرشد یعنی عورت کا خیر خواہ اور اس کے مفادات ملحوظ رکھنے والا ہونا ضروری ہے۔ اگر شریعت کے مطابق بھلائی کرے گا تو ولایت درست مانی جائے گی ورنہ ولایت ہی فسخ ہو جائے گی۔

فتاویٰ اہلحدیث۔ مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی: ج ۲.

امام بیہقی نے معاً دوسرا باب اس عنوان سے قائم کیا ہے: بَابُ لَانِکَاحَ اِلَّابِشَاهِدَیْنِ عَدْلَیْنِ: جس کے تحت گیارہ روایات لائے ہیں کہ گواہوں کا سچا اور منصف ہونا بھی ضروری ہے۔ یعنی وہ گواہ رہیں اس بات پر کہ یہ عورت جس آدمی کی ولایت اور کفالت میں تھی اس نے شریعت کی طرف سے عورت کو دیا گیا حق استعمال کرنے میں رکاوٹ نہیں ڈالی اور اللہ کی امانت تصور کرتے ہوئے واپس کرتے وقت کسی ذاتی مفاد یا خود غرضی کا مظاہرہ نہیں کیا۔

کیونکہ جس معاشرے میں زمین اور جائداد کی تقسیم کے ڈر سے یا تو عورتوں کے نکاح کرائے ہی نہیں جاتے یا پھر زبردستی سے بے جوڑ شادیاں کرادی جاتی ہیں ایسے ولی جہنم میں عذاب سے بچنے کی خاطر موت کے طلبگار ہوں گے اور عورتیں ایسے شوہروں سے نجات پانے کے لیے یہاں مرنے کی دعائیں کرتی ہیں۔

جدھر دیکھوں کھڑی ہے فصلِ گریہ مرے شہروں میں آنسو بو گیا کون

پروین شاکر

ولی کی دو قسمیں

01 : ولی مُجبِر: سے مراد ایک ایسا ولی جسے بعض استثنائی حالات میں زیر کفالت نابالغ بچی اور بچے یا مجنون اور مجنونہ کے نکاح کا اختیار حاصل ہو۔ احناف کے ہاں ولایت نکاح کے دو درجات ہیں: 01: ولایت اجبار 02: اور ولایت ندب، نابالغ کا نکاح ولایت اجبار کے تحت آتا ہے۔ نابالغ لڑکا ہو یا لڑکی ان پر ولایت اجبار کا مطلب یہ ہے کہ اولیاء ان سے اجازت لیے بغیر نکاح کر سکتے ہیں اور جو حکم نابالغ کا ہے وہی فاتر العقل اور غلام کا بھی خواہ وہ بالغ ہی کیوں نہ ہوں۔

02: ولی غیر مجبر جسے کسی بھی صورت میں جبر کا اختیار حاصل نہ ہو۔

مالکیہ: کے نزدیک ولی مجبر باپ یا اس کا وصی ہو سکتا ہے اور ملک یمین کی صورت میں مالک۔ جبکہ ولی مجبر کے بعد یہ حق بیٹے کو منتقل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

احناف : کے نزدیک باپ کے علاوہ کسی کو بھی ولایت اجبار حاصل نہیں۔

شوافع : کے نزدیک باپ دادا اور زندہ ہونے کی صورت میں پردادا وغیرہ۔

حنابلہ : باپ خود یا اس کی موت کی صورت میں اس کا وصی اور بوقت ضرورت حاکم وقت۔

كتاب الفقه على المذاهب الاربعة، للجزيري.

نکاح بلا ولی کی حیثیت

میں نے اس کتاب کے ابتدا میں ایک عنوان قائم کیا ہے: "دور جاہلیت میں نکاح کی شکلیں" جس کے تحت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی روایت درج کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جاہلیت کے تمام مروج طریقے رد کر کے امت کیلئے صرف ایک طریقہ مشروع قرار دیا ہے۔" فَنِكَاحٌ مِنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهُ أَوِ ابْنَتَهُ فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يُنْكِحُهَا " دور جاہلیت میں نکاح کی تمام شکلوں میں سے صرف ایک شکل آج کے طریقے سے ملتی جلتی تھی۔" کہ ایک شخص کی طرف سے دوسرے کو اس کی بیٹی یا اس کی زیر ولایت لڑکی کے نکاح کا پیغام دیا جاتا تو قبول ہونے کی صورت میں یہ اس کا مناسب مہر مقرر کر کے اس کی رخصتی کر دیتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی طریقے کی اصلاح فرما کر اسے مشروع قرار دے دیا۔ فرماتی ہیں:

" فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ ﷺ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ " جب حضرت محمد ﷺ حق کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے تو آپ ﷺ نے نکاح کے سلسلے میں زمانہ جاہلیت کے تمام مروج طریقے ختم کر کے صرف یہی طریقہ باقی رکھا جس کی تفصیل گزر چکی ہے اور یہی آج کے دور میں مشروع و معروف ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی عورت اس معروف و مسنون طریقے سے ہٹ کر خود نکاح کر لیتی ہے تو اس نکاح کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ اس مسئلے میں علمائے امت کے درمیان اختلاف رائے اور علمی مباحث ہیں۔

01 حضرات ائمہ ابوحنیفہ، زفر بن الھزیل، شعبی اور زہری رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ عورت جب کفو میں ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے تو وہ جائز ہے۔ یعنی عورت کے لیے اپنی گفتگو کے ساتھ نکاح کر لینا جائز ہے۔ جبکہ اس عورت کی رضامندی کے ساتھ اس کا وکیل بھی نکاح کرا سکتا ہے چاہے ولی رضامند نہ ہو۔ اور جس سے نکاح کر رہی ہے وہ کفو ہو یا نہ ہو۔ مگر کفو نہ ہونے کی صورت میں ولی اعتراض کر سکتا ہے انہیں حضرات سے دوسرا قول یہ بھی مروی ہے کہ کفو میں نکاح نہ ہونے کی صورت میں نکاح نہیں ہوتا اور امام محمد فرماتے ہیں کہ کفو و غیر کفو دونوں سے نکاح تو ہو جائے گا مگر ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

ہمارے دور کے علمائے دیوبند و بریلی اسی پہلے گروہ کی رائے کے موافق فتویٰ دیتے ہیں۔

Marfat.com

02: حضرات ائمہ مالک، شافعی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ ابن حزم ظاہری رحمہم اللہ کے نزدیک کسی صورت میں عورت ولی کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی۔ امام مالک مزید فرماتے ہیں کہ اگر عورت شریف زادی، خوبصورت اور مالدار ہے تو ایسی صورت میں ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی کیونکہ ایسی عورت سے نکاح کرنے کے بہت سے لوگ خواہشمند ہوتے ہیں لہٰذا اس بات کا ڈر ہے کہ اسے کوئی دھوکہ نہ دے جائے۔

ہمارے دور کے علمائے اہلحدیث اسی رائے کے موافق فتویٰ دیتے ہیں۔

واقول

ہمارے دور میں عورت کا محتاط رہنا اس لیے بھی ضروری ہو گیا ہے کہ معاشرے میں سِحر یعنی جادو ٹونہ پیشے کی حیثیت اختیار کر چکا ہے جبکہ '' سَحَرَ یَسْحَرُ بروزن فَتَحَ یَفْتَحُ کے معنی ہی دھوکے اور جادو کے ذریعہ کسی کو اپنے اوپر فریفتہ اور عاشق کرنے کے ہیں۔ اور یہی اس کا بنیادی مقصد ہے۔ اور کوئی بھی بداندیش و بدفطرت شخص عورت کو دھوکہ دے سکتا ہے۔ لہٰذا عورت کیلئے یہی مناسب ہے کہ وہ کوئی حتمی فیصلہ اور اختیار استعمال کرنے سے پہلے اپنے اولیاء کے ذریعے معاملے کی چھان بین کر لے۔ البتہ اگر عورت تعلیم یافتہ اور دور اندیش ہو تو اس کی اجازت سے کوئی اجنبی بھی نکاح کرا سکتا ہے۔

علمائے امت کے چند اقوال

01: '' وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَیْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ '' البقرہ ۲۳۲.

جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو پھر اس میں رکاوٹ نہ ڈالو کہ وہ اپنے زیر تجویز کردہ شوہروں سے نکاح کر لیں جب وہ مناسب طریقے سے باہم مناکحت پر راضی ہوں۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا استدلال یہ ہے: '' فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ '' کے مخاطب چونکہ عورت کے اولیاء ہیں اور انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ عورت کو نکاح سے نہ روکیں، اگر ولی کا حق تسلیم نہ کیا جائے تو اس حکم کے کیا معنی؟ اسی طرح آیت '' اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ '' النساء ٣٤۔ کہ ۔ مرد عورتوں پر قوام ہیں: یعنی عورتوں کے معاملات کے ذمہ دار ہیں: اور '' فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ '' النساء ۲۵ ۔۔ ان لونڈیوں کے ساتھ ان کے سرپرستوں کی اجازت سے نکاح کرلو۔ — حضرت امام فرماتے ہیں کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے نکاح اور دیگر معاملات کی نسبت مردوں کی طرف کی ہے جس سے مردوں کی ولایت ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا '' هذا ابین مافی القرآن من،

Marfat.com

انّ للولی مع الامرأة فی نفسها حقًّا وأن للولی أن لا یعضلها اذا رضیت ان تنکح بالمعروف.

موسوعة الامام الشافعی: الکتاب الام : کتاب النکاح مسئله ۱۵۳۲۷ . دار قتیبه بیروت .

اور یہ قرآن میں واضح ترین دلیل ہے کہ عورت کے معاملے میں ولی کا حق تسلیم کیا گیا ہے مگر دوسری بات یہ کہ ولی کو یہ اختیار بھی نہیں کہ عورت اگر معروف طریقے سے نکاح کا فیصلہ کرے تو اس کی راہ میں رکاوٹ بنے۔

اسی طرح حضرت امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت " وَلَاتَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ " البقرہ ۲۲۱ اور تم نہ نکاح کرو مشرک عورتوں سے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں: سے استدلال کیا ہے:" فِي هٰذِهِ الْآيَةِ دَلِيلٌ بِالنَّصِّ عَلَى أَنْ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ علی ابن الْحُسَيْنِ: النِّكَاحُ بِوَلِيٍّ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، ثُمَّ قَرَأَ "وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ." قَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ: ثَبَتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ" وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي النِّكَاحِ بِغَيْرِ وَلِيٍّ، فَقَالَ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ، رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَبِهِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَجَابِرُ بْنُ زَيْدٍ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ أَبِي لَيْلَى وَابْنُ شُبْرُمَةَ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وعبيد الله ابن الْحَسَنِ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَأَبُو عُبَيْدٍ. قُلْتُ: وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ وَأَبِي ثَوْرٍ وَالطَّبَرِيِّ. قَالَ أَبُو عُمَرَ: حُجَّةُ مَنْ قَالَ: "لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ" أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ثَبَتَ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: "لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ." رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا، فَمَنْ يَقْبَلُ الْمَرَاسِيلَ يَلْزَمُهُ قَبُولُهُ، وَأَمَّا مَنْ لَا يَقْبَلُ الْمَرَاسِيلَ فَيَلْزَمُهُ أَيْضًا، لِأَنَّ الَّذِينَ وَصَلُوهُ مِنْ أَهْلِ الْحِفْظِ وَالثِّقَةِ. وَمِمَّنْ وَصَلَهُ إِسْرَائِيلُ وَأَبُو عَوَانَةَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَإِسْرَائِيلُ وَمَنْ تَابَعَهُ حُفَّاظٌ، وَالْحَافِظُ تُقْبَلُ زِيَادَتُهُ، وَهٰذِهِ الزِّيَادَةُ يَعْضُدُهَا أُصُولٌ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: " فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ " وَهٰذِهِ الْآيَةُ نَزَلَتْ فِي مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ إِذْ عَضَلَ اخته عن مراجعة زوجها. قاله البخاری ولولا ان له حقًّا فی الانکاح مانهی عن العضل.

الجامع لاحکام القرآن للقرطبی. "لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ" حدیث صحیح بطرقه وشواهده اخرجه الترمذی فی النکاح، باب ماجاء "لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ" وابوداود فی النکاح ایضًا، باب فی الولیّ والبیهقی فی الکبریٰ وصححه ابن حبان، والحاکم فی مستدرکه (۱۶۹/۲) ودارقطنی فی السنن مرارًا و (۳۲۲/۲)

Marfat.com

یہ آیت نص قرآنی سے دلیل ہے اس بات پر کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح درست نہیں۔ محمد بن علی بن الحسین نے فرمایا کہ ولی کی اجازت سے ہی نکاح درست ہونا قرآن سے ثابت ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ”وَلَا تُنْکِحُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یُؤْمِنُوْا“ البقرہ ۲۲۱. اور تم اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ابن منذر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد بھی ثابت ہے کہ ”لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ“ یعنی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا۔ اور ولی کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح ہونے میں یقیناً اہل علم نے اختلاف بھی کیا ہے۔ اہل علم کی ایک بڑی تعداد کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر نکاح سرے سے ہوتا ہی نہیں حدیث ”لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ“ یعنی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا۔ یہ روایت کی گئی ہے حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے اور اسی کے مطابق فتویٰ ہے سعید بن المسیب، حسن بصری، عمر بن عبدالعزیز، جابر بن زید، سفیان، ثوری، ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، عبداللہ بن المبارک، امام شافعی، عبیداللہ بن الحسن، امام احمد بن حنبل، اسحاق اور ابوعبید کا اور میں کہتا ہوں کہ یہی قول ہے امام مالک کا اور ابو ثور وطبری کا۔ ابوعمر کہتے ہیں کہ یہ حدیث حجت اور دلیل ہے ان حضرات کی جو ”لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ“ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح تسلیم نہیں کرتے۔

اس حدیث کو روایت کیا ہے شعبہ اور ثوری نے ابو اسحاق سے بذریعہ حضرت ابو بُردہ نبی ﷺ سے مگر یہ طریق روایت مرسل ہے اور جو حضرات مرسل روایات قبول کرتے ہیں ان کے لیے اس کا قبول کرنا لازم ہے اور جو مرسل روایات قبول نہیں کرتے انہیں بھی کیونکہ جن حضرات نے اسے متصلاً روایت کیا ہے وہ سب قوی الحفظ اور ثقہ ہیں ان میں اسرئیل اور ابوعوانہ دونوں نے ابو اسحاق بروایت حضرت ابو بُردہ عن ابی موسیٰ عن النبی ﷺ سے روایت بیان کی ہے اور اس کے بعد کے سلسلے میں بھی حفاظ ہیں اور اصولاً حافظ کی طرف سے کسی جگہ اضافہ قابل قبول ہوتا ہے (یہ ایک مسلمہ اصول ہے) اور یہ اضافہ اس اصول کو اور بھی مضبوط بنا دیتا ہے جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔ ”فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْکِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ“ :البقرة ۲۳۲: اور یہ آیت معقل بن یسار کے واقعہ میں نازل ہوئی ہے جس میں وہ اپنی بہن کو دوبارہ اپنے شوہر کے پاس جانے سے روک رہے تھے حضرت امام بخاری فرماتے ہیں کہ اگر نکاح کے معاملے میں ولی کا کوئی حق نہیں تو پھر اسے عضل سے روکنے کے کیا معنی ہیں۔

واقول: حضرت امام قرطبی چونکہ خود بھی مالکی اور نکاح بلا ولی کے جواز کے قائل نہیں لہٰذا انہوں نے انتہائی خوبصورتی اور علمی انداز میں اپنے دلائل نقل فرما دیئے ہیں نیز حضرت شیخ الاسلام ابن تیمیہ، شیخ ابن حزم، اور دیگر حضرات کے بھی تقریباً یہی دلائل ہیں اس لیے میں نے امام قرطبی کی پوری عبارت نقل کر کے ترجمہ کر دیا ہے۔

Marfat.com

چند احادیث وآثار

عَنْ مَالِکٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ اَنَّهٗ قَالَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ لَا تُنْکَحُ الْمَرْأَةُ اِلَّا بِاِذْنِ وَلِیِّهَا اَوْ ذِی الرَّأْیِ مِنْ اَهْلِهَا اَوِ السُّلْطَانِ.

موطا امام مالک مع تنویر الحوالک للسیوطی کتاب النکاح ، باب استئذان البکر والایم فی انفسهما.

ترجمہ

امام مالک سے روایت ہے کہ انہیں سعید بن المسیب کے ذریعہ سے حضرت عمر کا یہ فتویٰ پہنچا ہے کہ کسی عورت کا نکاح نہ کیا جائے جب تک کہ اس کے ولی یا خاندان کے معتبر آدمی کی طرف سے اذن یا سلطان کی اجازت حاصل نہ ہو۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ.

حدیث ضعیف مضطرب. رواہ احمد والترمذی وابو داؤد وابن ماجۃ والدارمی.

ترجمہ

ابوموسیٰ اشعری کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔

ایک تو یہ حدیث ضعیف ہے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ بعض شارحین نے اسے گزشتہ باب کی حدیث جو صحیحین کے حوالہ سے پہلے آچکی ہے۔ کے خلاف سمجھا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِیِّهَا.

کہ بے شوہر عورت نکاح کے معاملے میں ولی کی نسبت خود فیصلہ کرنے کا زیادہ حق رکھتی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اَیُّمَا امْرَأَةٍ نَکَحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّهَا فَنِکَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُهَا بَاطِلٌ فَاِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا فَاِنْ تَشَاجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِیُّ مَنْ لَا وَلِیَّ لَهٗ.

سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی الولی واخرجہ ابن ماجۃ فی النکاح باب لا نکاح الا بولی والترمذی فی النکاح باب لا نکاح الا بولی وقال حدیث حسن والدارمی فی النکاح.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہے اس کا نکاح باطل ہے اس کا نکاح باطل ہے پھر اگر اس شوہر نے اس کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کر لیا تو عورت کے فرج کو حلال کرنے کے عوض اسے مہر ادا کرنا پڑے گا اور اگر ان کے اس معاملے میں اختلاف پیدا ہو جائے تو سلطان (حاکم وقت) ہر اس عورت مرد کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو۔

Marfat.com

واقول

اس حدیث میں حضرت عائشہ کے علاوہ اور بھی بہت سے راوی ہیں جیسا کہ عبداللہ ابن عباس ابو ہریرہ اور عمران ابن حصین رضی اللہ عنہم وغیرہم۔ اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ زہری نے اس روایت کو منکر قرار دیا ہے جس کی تفصیل ہے۔ نیز بظاہر یہ بھی بخاری ومسلم کی پہلے باب میں گزری ہوئی حدیث کے خلاف جاتی ہے۔ ان تمام احادیث میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے جسے رفع کرنے اور شریعت کا منشاء سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ ایک حدیث شریف کا دوبارہ مطالعہ کرلیا جائے۔

عَنْ ابْنِ عِبَاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلثَّيِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ يَسْتَأْذِنُهَا اَبُوْهَا فِيْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا.

صحیح مسلم فی كتاب النكاح باب استئذان الثيب واخرجه الترمذی فی كتاب النكاح باب استئمار البكر والثيب واخرجه ابن ماجة فی النكاح باب استئمار البكر والثيب واخرجه ابو داود فی كتاب النكاح باب فی البكر يزوجها ابو ها ولا يستأمرها والنسائی فی النكاح باب استئذان البكر فی نفسها.

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دفعہ نکاح کے بعد طلاق پانے والی یا بیوہ اپنی ذات کے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ فیصلہ کرنے کا اختیار رکھتی ہے اور کنواری بچی کا باپ اس بات کا پابند ہے کہ بیٹی سے اس کی مرضی معلوم کرے اور اگر باپ کے پوچھنے پر بوجہ حیا بیٹی خاموش رہی تو یہ اس کی رضا تصور کی جائے گی۔

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حدیث حسن ہے اسی حدیث کو روایت کیا ہے شعبہ اور سفیان ثوری نے مالک بن انس سے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اسی پر مدینہ منورہ میں نبی ﷺ کے وصال کے بعد فتویٰ دیا کرتے تھے کہ نکاح تو ولی ہی منعقد کرے لیکن اس میں عورت کی رائے شامل ہو۔ اگر اس کی رائے کے خلاف فیصلہ کیا گیا تو نکاح قبول نہیں کیا جائے گا اور سورہ نور کی اس مندرجہ ذیل آیت میں مردوں کی اسی ذمہ داری کا ذکر ہے۔

” وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ “ النور ٣٢.

تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کا انتظام کردو۔

اس آیت کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ معاشرے میں ایسا ماحول پیدا کردینا چاہیے کہ کوئی بھی اپنے بنیادی حقوق سے محروم نہ رہ جائے اور نہ کسی کو شرعی حدود پھلانگ کر دوسرے کے حقوق غصب کرنے اور اس کے گھر کا دیا بجھانے کی جرأت ہو۔

میرے گھر میں ہو اگر روشن چراغ   اس کے گھر کا بھی دیا جلتا رہے

راغب مرادآبادی

Marfat.com

02: حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور احناف کے ہاں بھی سنت اور مستحب طریقہ یہی ہے کہ نکاح ولی کی اجازت سے ہی ہونا چاہیے لیکن اگر ولی کی اجازت کے بغیر کسی نے نکاح کرلیا ہے یا کوئی استثنائی صورت ہے تو یہ جائز ہے مثلاً اس مسئلے میں امام محمد اپنے استاذ حضرت امام ابوحنیفہ سے اختلاف رائے رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کف اور غیر کف دونوں میں نکاح تو ہوجائے گا مگر ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا اس کے باوجود ان کا ایک فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام محمد کا ایک فیصلہ اور احناف کے دلائل

فقیہ ہندوانی نے روایت بیان کی ہے کہ ایک عورت امام محمد کی وفات سے تین روز پہلے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا کہ میرا ولی مجھ سے بہت سا مال لے کر ہضم کر جانے کے باوجود میرا نکاح نہیں کرتا اب میں کیا کروں فرمایا: " اِذْهَبِیْ فَزَوِّجِیْ نَفْسَکِ " جاؤ اپنا نکاح خود کرلو اور یہ واقعہ اس قول پر دلیل بھی ہے کہ امام محمد نے وفات سے سات روز پہلے امام ابوحنیفہ کے مسلک کی طرف رجوع کرلیا تھا۔

الفقه الحنفی و ادلته ،الشیخ اسعد محمد سعید الصّاغرجی ج۳ دار القلم الطیب دمشق.

01: امام ابوحنیفہ، امام، زفر، امام شعبی اور امام زہری کا مسلک یہ ہے کہ ایک عورت جب کفو میں بغیر ولی کی اجازت کے نکاح کرلے تو وہ جائز ہے۔ لہٰذا اب احناف کے کچھ دلائل نقل کرنے کی ضرورت ہے۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ، ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ، ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اَطْهَرُ ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ () البقره ۲۳۲.

ترجمہ

جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو پھر اس میں رکاوٹ نہ ڈالو کہ وہ اپنے زیر تجویز شوہروں سے نکاح کرلیں جب وہ مناسب طریقے سے باہم مناکحت پر راضی ہوں۔ اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو تمہیں نصیحت کی جاتی ہے کہ ایسی حرکت ہرگز نہ کرنا تمہارے لیے شائستہ اور پاکیزہ طریقہ یہی ہے کہ اس سے باز رہو اللہ ہی ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور اس کے مقابلے میں تم کچھ نہیں جانتے۔

" فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ " : عضل کے معنی منع کرنے اور روکنے کے آتے ہیں اور ضیق وشدت کے لیے بھی۔ جبکہ عربی میں ہر لاعلاج بیماری کو " اَلدَّاءُ الْعُضَالُ " کہتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ اسی آیت سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسلک کی تائید میں استدلال کیا ہے۔ مگر درحقیقت یہ آیت کریمہ مسلک احناف کی پختہ دلیل ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے:

Marfat.com

☆ اس آیت میں نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف کی گئی ہے نہ کہ مردوں کے۔لہٰذا عورت کی اپنی عبارت سے نکاح منعقد ہو جائے گا ولی کی کوئی قید نہیں کیونکہ:

☆ اولیاء کو مخاطب کر کے فرمایا جارہا ہے کہ جب وہ باہمی رضامندی سے نکاح کرنا چاہیں تو تمہیں روکنے کا کوئی اختیار نہیں جبکہ '' نَهِىُ مَنُهِىُ عَنْهُ '' کے تصور کا تقاضا ہے کہ یہاں عورت کا خود نکاح کرنا مراد ہے، نہ کہ اولیاء۔جیسا کہ شانِ نزول سے ظاہر ہوتا ہے۔

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع للکاسانی الحنفی المتوفیٰ ۵۸۷ ھ. رحمه الله تعالیٰ.

اب عرب تہذیب اور رسم ورواج میں عورت کی حیثیت کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس آیت مبارکہ کا شان نزول ملاحظہ فرمائیں تو بات سمجھ آجائے گی۔

واقعۂ معقل بن یسار

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ " فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ " قَالَ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْهِ قَالَ زَوَّجْتُ اُخْتًا لِيْ مِنْ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا حَتّٰى اِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَاءَ يَخْطُبُهَا فَقُلْتُ لَهٗ زَوَّجْتُكَ وَاَفْرَشْتُكَ وَاَكْرَمْتُكَ فَطَلَّقْتَهَا ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا لَا وَاللّٰهِ لَا تَعُوْدُ اِلَيْكَ اَبَدًا وَكَانَ رَجُلًا لَا بَاسَ بِهٖ وَكَانَتِ الْمَرْاَةُ تُرِيْدُ اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ ﴾ فَقُلْتُ الْاٰنَ اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَزَوَّجَهَا اِيَّاهُ.

صحیح البخاری کتاب النکاح باب من قال لا نکاح الا بولی وفی الطلاق وبعولتهن احق بردهن واخرجه الترمذی فی کتاب التفسیر تفسیر سورة البقرة واخرجه النسائی فی النکاح وابوداؤد فی کتاب النکاح باب فی العضل.

امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے مجھے خود بتایا تھا کہ آیت '' فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ '' میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ہوا یوں کہ میں نے اپنی بہن کا نکاح ایک صاحب سے کر دیا تھا لیکن کچھ عرصے بعد اس نے طلاق دیدی۔جب میری بہن کی عدت گزر گئی تو وہ پھر اپنے لیے نکاح کا پیغام لے کر آگیا، میں نے اسے کہا کہ بھلے آدمی میں نے اپنی بہن آپ کی زوجیت میں دے دی تھی آپ کی بیوی بنا کر عزت افزائی کی تمہارا گھر بسایا مگر اس کا صلہ یہ کہ تم نے اسے طلاق دے دی اور اب جب عدت گزری ہے تو دوبارہ نکاح کرنے کی خواہش لے کر آگئے، ہو اللہ کی قسم اب میں دوبارہ اسے آپ کے نکاح میں نہیں دے سکتا، واقعہ یہ ہے کہ اس آدمی میں خرابی بھی کوئی نہ تھی اور میری بہن بھی دوبارہ اسی کے ساتھ رہنا پسند کرتی تھی، پس اللہ تعالیٰ نے آیت '' فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ '' نازل فرمادی جسے سن کر میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اب میں ایسا کرنے کو تیار ہوں اس کے بعد ان دونوں کا نکاح کر دیا گیا۔جبکہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ معقل بن یسار نے اپنی قسم کا کفارہ بھی ادا کر دیا تھا۔

Marfat.com

معقل بن یسار کی اس بہن کے نام میں اختلاف ہے جُـمَیل یا جُـمَـل اور لیلیٰ یا فاطمہ بھی آیا ہے اور ان کے شوہر کا نام ابو البداح بن عاصم الانصاری اور البداح کی روایت بھی ہے۔

التوشیح شرح الجامع الصحیح للسیوطی.

عربوں کے ہاں چونکہ عورت کی آزادی کا تصور بہت محدود بلکہ معدوم تھا جیسا کہ میں نے کتاب کے شروع میں: جاہلیت میں عورتوں پر ظلم کی متعدد شکلیں: کے عنوان کے تحت تفصیل بیان کی ہے۔ اور اسی پس منظر میں حضرت معقل بن یسار بہن کی پسندیدگی کو ناگوار محسوس فرما رہے تھے جبکہ بہن اسی پہلے خاوند کو پسند کرتی تھی اور اسے بھی طلاق دینے کے بعد پچھتاوا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرما کر جاہلی تصور ولایت کی نفی فرما دی۔ اس طرح یہ آیت یقیناً احناف کے مسلک کو تقویت دیتی ہے۔

واقعہ حضرت عبداللہ بن جابر

اسی آیت کے شان نزول کے سلسلے میں دوسرا واقعہ بھی ہے اور وہ یہ کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کی چچا زاد بہن کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی تھی جب اس کی عدت پوری ہوگئی تو وہ صاحب پھر آگئے مگر حضرت جابرؓ نے انکار جوع قبول نہیں فرمایا جبکہ عورت مرد دونوں دوبارہ اکٹھے رہنا چاہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فردیا کہ ایسے حالات میں عورتوں کو روکنا جائز نہیں۔

حضرت امام بخاری نے معقل بن یسار کا واقعہ بیان کیا ہے جبکہ مفسرین رحمہم اللہ کے نزدیک دونوں واقعات درست ہیں۔

جامع البیان للطبری و التفسیر الکبیر للرازی .

02 : ” وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ () البقرہ ۲۴۰)

ترجمہ

تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور پیچھے بیویاں چھوڑ رہے ہوں ان کو چاہیے کہ اپنی بیویوں کے حق میں یہ وصیت کر جائیں کہ ایک سال تک ان کو نان ونفقہ دیا جائے اور وہ گھر سے نہ نکالی جائیں پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو اپنی ذات کے معاملے میں معروف طریقے سے وہ جو کچھ بھی کریں اس کی کوئی ذمہ داری تم پر نہیں ہے اللہ سب پر غالب اقتدار رکھنے والا اور حکیم و دانا ہے۔

جس آدمی کی بیوی یا بیویاں ہوں اور اسے بیماری وغیرہ کی صورت میں موت کا یقین ہو جائے تو وہ ان کے حق

Marfat.com

میں کم از کم ایک سال کی وصیت چھوڑ جائے کہ اس کے بعد انہیں گھر سے بھی نہ نکالا جائے اور ان کی ضروریات زندگی کا بھی خیال رکھا جائے (وصیت عام حالات میں بھی ضروری ہے) لیکن اگر وہ مرحوم شوہر کا گھر چھوڑ کر نئے سرے سے اپنا گھر آباد کرنا چاہیں تو انہیں اختیار حاصل ہے۔

03 : عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِیِّهَا.

صحیح مسلم فی کتاب النکاح باب استئذان الثیب واخرجه الترمذی فی کتاب النکاح باب استئمار البکر والثیب واخرجه ابن ماجة فی النکاح باب استئمار البکر والثیب واخرجه ابو داود فی کتاب النکاح باب فی البکر یزوجها ابوها ولا یستأمرها والنسائی فی النکاح باب استئذان البکر فی نفسها والاستذکار لابن عبد البرّ کتاب النکاح باب استئذان البکر والایّم فی انفسهما وشرح مسند أبی حنیفة للامام الأعظم أبی حنیفة النعمان بن ثابت مع شرح الامام الملا علی القاری الحنفی باب لاتنکح البکر حتی تسأمر رحمهم اللّٰه تعالی.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شوہر عورت نکاح کے معاملے میں ولی کی نسبت خود فیصلہ کرنے کا زیادہ حق رکھتی ہے۔

اَلْـاَیِّمُ : سے مراد بے شوہر عورت ہے۔ خواہ کنواری ہو یا ثیبہ۔ اور ایسا مرد جس کے پاس بیوی نہ ہو۔ مگر بعد والی حدیث میں وضاحت ہے کہ ایک دفعہ نکاح کے بعد طلاق پانے والی یا بیوہ اپنی ذات کے بارے میں ولی کی نسبت زیادہ اختیار رکھتی ہے۔

اس سے مراد یہ اختیار صرف ثیبہ کو ہے۔

04 : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلثَّیِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِیِّهَا وَالْبِكْرُ یُسْتَاْذِنُهَا اَبُوْهَا فِیْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا.

المرجع السابق.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دفعہ نکاح کے بعد طلاق پانے والی یا بیوہ نکاح کے معاملے میں اپنی ذات پر ولی سے زیادہ فیصلہ کرنے کا اختیار رکھتی ہے اور کنواری بچی کا باپ اس بات کا پابند ہے کہ بیٹی سے اس کی مرضی معلوم کرے اور اگر باپ کے پوچھنے پر بوجہ حیا بیٹی خاموش رہی تو یہ اس کی رضا تصور کی جائے گی۔

جبری نکاح کی قانونی حیثیت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَۃً تُوُفِّیَ عَنْهَا زَوْجُهَا ثُمَّ جَاءَ عَمُّ وَلَدِهَا فَخَطَبَهَا فَاَبَی الْاَبُ اَنْ یُزَوِّجَهَا وَزَوَّجَهَا آخَرَ فَاَتَتِ الْمَرْاَۃُ النَّبِیَّ ﷺ فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ فَبَعَثَ اِلٰی اَبِیْهَا فَقَالَ مَا تَقُوْلُ هٰذِہٖ؟

Marfat.com

قَالَ صَدَقَتْ وَلٰكِنْ زَوَّجْتُهَا مِمَّنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَزَوَّجَهَا عَمَّ وَلَدِهَا.

المرجع السابق.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک عورت کا شوہر فوت ہو گیا جس سے اس کا ایک بچہ بھی تھا، اب بچے کے چچا یعنی مرحوم شوہر کے بھائی نے اسے نکاح کا پیغام دیا تو عورت کے باپ نے انکار کرتے ہوئے اس عورت کی مرضی کے بغیر ہی اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا تو عورت نے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کر دیا۔ جس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کے باپ کو بلا کر دریافت فرمایا کہ یہ عورت کیا کہہ رہی ہے؟ باپ نے کہا کہتی تو سچ ہے مگر میں نے اس کا نکاح اس کے بچے کے چچا سے زیادہ بہتر آدمی کے ساتھ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سنتے ہی اس کا پہلا نکاح فسخ کرتے ہوئے اس کے بچے کے چچا سے نکاح کر دیا۔

عَنْ اَبِی بُرَیْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ جَاءَتْ فَتَاةٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ اِنَّ اَبِیْ زَوَّجَنِیْ اِبْنَ اَخِیْهِ لِیَرْفَعَ بِیْ خَسِیْسَتَهُ قَالَ: فَجَعَلَ الْاَمْرَ اِلَیْهَا فَقَالَتْ قَدْ اَجَزْتُ مَا صَنَعَ اَبِیْ وَلٰکِنْ اَرَدْتُ اَنْ تَعْلَمَ النِّسَاءُ اَنْ لَیْسَ اِلَی الْاٰبَاءِ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ.

سنن الترمذی فی النکاح باب البکر یزوجها أبو ها وهی کارهة وأخرجه أحمد فی مسنده باقی مسند الأنصار.

ابو بریدہ نے اپنے والد کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ ایک نوجوان بچی نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے باپ نے اپنے بھتیجے سے میرا نکاح محض اس لیے کر دیا ہے تا کہ اس کی ذلت دور ہو سکے (ورنہ وہ میرا ہم پلہ نہیں) تو آپ ﷺ نے اسے اختیار دے دیا کہ تو چاہے تو نکاح کا معاملہ ختم کر دے یا اگر اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو گذارہ کر لے؟ اس بچی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی میں اپنے باپ کا فیصلہ اپنے لیے جائز رکھتی ہوں اور شکایت کا مقصد یہ تھا کہ عورتوں کو ان کے حقوق معلوم ہو جائیں کہ ان کے باپ نکاح کے معاملے میں ان کی مرضی کے خلاف کوئی اختیار نہیں رکھتے۔

احناف کا استدلال یہ ہے کہ اگر بچی کی یہ بات کہ ''ان کے باپ نکاح کے معاملے میں ان پر کوئی اختیار نہیں رکھتے'' غلط ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اس کی اصلاح فرما دیتے کہ تیری یہ بات غلط ہے اصل اختیار تو باپوں کا ہی ہوتا ہے مگر ایسا نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ جَارِیَةً بِکْرًا اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَذَکَرَتْ لَهُ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِیَ کَارِهَةٌ فَخَیَّرَهَا النَّبِیُّ ﷺ.

سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی البکر یزوجها ابوها ولا یستأمرها واخرجه ابن ماجه فی النکاح باب من زوج ابنته وهی کارهة واحمد فی المسند برقم ۲۴۶۹ و صححه الشیخ شاکر.

Marfat.com

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ ایک نوجوان کنواری بچی نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری ناپسندیدگی کے باوجود اور مرضی کے خلاف میرے باپ نے میرا نکاح کر دیا ہے آپ ﷺ نے اسے نکاح باقی رکھنے یا فسخ کرنے کا اختیار دے دیا۔

عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِدَامٍ الْاَنْصَارِيَّةِ اَنَّ اَبَا هَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهَا.

صحیح البخاری کتاب النکاح باب لا ینکح الأب وغیرہ البکر والثیب الا برضاھا واخرجہ ابو داود فی کتاب النکاح باب فی البکر یزوجھا أبوھا ولا یستامرھا وابن ماجۃ فی النکاح باب من زوج ابنتہ وھی کارھۃ.

خنساء بنت خِدام الانصاریہ کے باپ نے اس کی ناپسندیدگی کے باوجود جب اس کا نکاح کر دیا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور واقعہ بیان کیا تو آپ نے اس کا نکاح فسخ کر دیا۔

اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ زَوَّجَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ غَائِبٌ بِالشَّامِ فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ وَمِثْلِي يُصْنَعُ هٰذَا بِهِ؟ وَمِثْلِي يُفْتَاتُ عَلَيْهِ؟ فَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ الْمُنْذِرُ فَاِنَّ ذٰلِكَ بِيَدِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَا كُنْتُ لِاَرُدَّ اَمْرًا قَضَيْتِهِ فَقَرَّتْ حَفْصَةُ عِنْدَالْمُنْذِرِ وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ طَلَاقًا.

موطا امام مالک مع تنویر الحوالک للسیوطی کتاب الطلاق / باب مالا یُبین من التملیک.

قاسم بن محمد کی روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمٰن کا نکاح منذر بن زبیر سے کر دیا حالانکہ عبدالرحمٰن اس وقت شام میں تھے۔ جب وہ واپس آئے تو انہوں نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میرے ساتھ جلدی میں ایسا سلوک کیوں کیا گیا کیا مجھ ہی سے میری بیٹیوں کے بارے میں ایسا کرنا تھا؟ یہ سن کر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے منذر بن زبیر سے جب اس ناراضگی کا ذکر کیا تو انہوں نے نکاح باقی رکھنے یا معاملہ ختم کرنے کا اختیار عبدالرحمٰن کو دے دیا۔ تب عبدالرحمٰن نے کہا کہ نہیں عائشہ جو کام کر چکی ہیں میں اسے ختم نہیں کر سکتا۔ جس کے بعد حفصہ بغیر دوسرے نکاح کے منذر کے پاس رہیں۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ استدلال فرمایا ہے کہ منذر بن زبیر نے جو اختیار حضرت عبدالرحمٰن کو سونپا تھا اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ حضرات احناف کا استدلال یہ ہے کہ اگر نکاح ہوا ہی نہیں تو اختیار منتقل کرنے کا کیا مطلب ہوا؟ یعنی نکاح باپ کی غیر موجودگی میں ہو گیا تھا جو حضرت عائشہ کا عمل ہے حالانکہ وہ ولی نہیں تھی جس سے احناف کے استدلال کی تائید ہوتی ہے۔

رہیں وہ روایات جو حضرت عائشہ سے ان کے عمل کے برعکس ہیں تو ان کو استحباب پر محمول کر لیا جائے یعنی

Marfat.com

سنت اور مستحب تو یہی ہے کہ نکاح میں ولی شامل ہو لیکن اگر کوئی استثنائی صورت ہے تو نکاح بحال رکھا جائے گا۔

عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اٰمِرُوا النِّسَاءَ فِیْ اَنْفُسِهِنَّ.

الکتاب المصنف للصنعالی، باب استمار النساء فی ابضاعهن۔

حضرت سعید بن المسیب نے حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ عورتوں کو ان کے معاملے (نکاح) میں ذمہ دار بناؤ۔ یعنی ان کی مرضی ملحوظ رکھو۔

ان سطور سے میرا مقصد یہ نہیں کہ میں یہاں دلائل جمع کر کے کوئی اختلافی مسئلہ حل کروں بلکہ برطانیہ اور یورپ کے مسلم والدین کو یہ احساس دلانا ہے کہ اسلام نے شادی کے معاملے میں بہت سی وسعت عطا کی ہے جس سے مستفید ہونا نہ صرف ہماری اولاد کا حق ہے بلکہ ہمارا فائدہ بھی اسی میں ہے ورنہ اس موضوع پر بہت کچھ فقہ کی کتب میں موجود ہے۔ اور چونکہ اب تک علمائے دیوبند، بریلی اور اہلحدیث کا نقطہ نظر سامنے آ گیا ہے جس کے بعد میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آخر میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے بھی نقل کر دی جائے۔

مولانا مودودی رحمہ اللہ کی تحقیقی رائے

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ اس معاملے میں ایک استفتاء کے جواب میں طرفین کے دلائل نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: ان دلائل پر ایک نگاہ ڈالنے سے ہی یہ محسوس ہو جاتا ہے کہ دونوں طرف کافی وزن ہے اور یہ کہنے کی گنجائش نہیں ہے کہ فریقین میں سے کسی کا مسلک بالکل غلط ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا شارع ﷺ نے فی الواقع دو متضاد حکم دیئے ہیں؟ یا ایک حکم دوسرا حکم منسوخ کرتا ہے؟ یا دونوں حکموں کو ملا کر شارع ﷺ کا منشاء ٹھیک طور پر متحقق ہو سکتا ہے؟

پہلی شق تو صریحاً باطل ہے۔ کیونکہ شریعت کا پورا نظام شارع کی حکمت کاملہ پر دلالت کر رہا ہے اور حکیم سے متضاد احکام کا صدور ممکن نہیں ہے۔ دوسری شق بھی باطل ہے کیونکہ نسخ کا کوئی مثبت قرینہ موجود نہیں ہے۔ اب صرف تیسری صورت باقی رہ جاتی ہے اور ہمیں اس کی تحقیق کرنی چاہیے۔ میں دونوں طرف کے دلائل کو جمع کر کے شارع کا جو منشاء سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے۔

01: نکاح کے معاملے میں اصل فریقین مرد اور عورت ہیں نہ کہ مرد اور اولیائے عورت اسی بناء پر ایجاب و قبول ناکح اور منکوحہ کے درمیان ہوتا ہے۔

02: بالغہ عورت (بَاکِرَۃ ہو یا ثَیِّبَۃ) کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر یا اس کی مرضی کے خلاف منعقد نہیں ہو سکتا، خواہ وہ نکاح کرنے والا باپ ہی کیوں نہ ہو۔ جس نکاح میں عورت کی طرف سے رضا نہ ہو اس میں سرے سے

Marfat.com

ایجاب ہی موجود نہیں ہوتا کہ ایسا نکاح منعقد ہو سکے۔

03: مگر شارع اس کو بھی جائز نہیں رکھتا کہ عورتیں اپنے نکاح کے معاملے میں بالکل ہی خود مختار ہو جائیں اور جس قسم کے مرد کو چاہیں اپنے اولیاء کی مرضی کے خلاف اپنے خاندان میں داماد کی حیثیت سے گھسا لائیں۔ اس لیے جہاں تک عورت کا تعلق ہے شارع نے اس کے نکاح کے لیے اس کی اپنی مرضی کے ساتھ اس کے ولی کی مرضی کو بھی ضروری قرار دیا ہے۔ نہ عورت کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے ولی کی اجازت کے بغیر جہاں چاہے اپنا نکاح خود کرے اور نہ ولی کے لیے جائز ہے کہ عورت کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح جہاں چاہے کر دے۔

04: اگر کوئی ولی کسی عورت کا نکاح بطور خود کر دے تو وہ عورت کی مرضی پر معلق ہوگا وہ منظور کرے تو نکاح قائم رہے گا نا منظور کرے تو معاملہ عدالت میں جانا چاہیے عدالت تحقیق کرے گی کہ یہ نکاح عورت کو منظور ہے یا نہیں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ عورت کو نکاح نامنظور ہے تو عدالت اسے باطل قرار دے گی۔

05: اگر کوئی عورت اپنے ولی کے بغیر اپنا نکاح خود کر لے تو اس کا نکاح ولی کی اجازت پر معلق ہوگا۔ ولی منظور کر لے تو نکاح برقرار رہے گا نا منظور کرے تو یہ معاملہ بھی عدالت میں جانا چاہیے. عدالت تحقیق کرے گی کہ ولی کے اعتراض و انکار کی بنیاد کیا ہے۔ اگر وہ فی الواقع معقول وجوہ کی بنا پر اس مرد کے ساتھ اپنے گھر کی لڑکی کا جوڑ پسند نہیں کرتا تو یہ نکاح فسخ کیا جائے گا اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس عورت کا نکاح کرنے میں اس کا ولی دانستہ تساہل کرتا رہا یا کسی ناجائز غرض سے اس کو ٹالتا رہا اور عورت نے تنگ آ کر اپنا نکاح خود کر لیا تو پھر ایسے ولی کو سیء الاختیار ٹھہرایا جائے گا اور نکاح کو عدالت کی طرف سے سندِ جواز دے دی جائے گی۔"

رسائل و مسائل ج ۲ ''کیا بالغ عورت خود اپنا نکاح کر لینے کی مجاز ہے؟ ناشر اسلامک پبلیکیشنز لاہور'

نکاح میں شہادت کی ضرورت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ الْبَغَایَا اللَّاتِیْ یُنْکِحْنَ اَنْفُسَھُنَّ بِغَیْرِ بَیِّنَةٍ .

جامع التر مذی کتاب النکاح باب ما جاء لا نکاح الا ببینة.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ عورتیں بدکار ہیں جو گواہوں کے بغیر خود اپنے نکاح کر لیتی ہیں۔

اَلْبَغَایَا ''بَغِیٌّ'' کی جمع ہے جس کے معنی زنا کار کے ہیں۔ نکاح بمعنی تزویج ہے اور ''بَیِّنَة'' کے معنی گواہ کے ہیں۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا نکاح زنا کے حکم میں ہے۔ جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کا دوسرا فتویٰ اس طرح مروی ہے: ''لَا نِکَاحَ اِلَّا بِبَیِّنَةٍ'' رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

اور آپ کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین وغیرہم اہل علم ہمیشہ سے اسی پہ عمل پیرا رہے ہیں کہ " لَا نِكَاحَ اِلَّا بِشُهُوْدٍ " کم از کم دو گواہوں کی شہادت اور موجودگی کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا اس میں کوئی دوسری رائے نہیں۔

البتہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ گنجائش پائی جاتی ہے کہ اعلان نکاح بھی کافی ہے۔ حضرت امام ترمذی نے امام مالک کے اس مسلک کی تشریح اس طرح فرمائی ہے کہ بیک وقت دو گواہوں کی موجودگی ضروری نہیں اگر ایک کے بعد دوسرے گواہ کی شہادت ہو جائے تو درست ہے بشرطیکہ اعلان عام ہو جائے مالک بن انس اور اہل مدینہ کا یہی فتویٰ ہے۔ امام اسحاق بن ابراہیم نے بھی اہل مدینہ کی یہی رائے نقل فرمائی ہے اور بعض اہل علم کے نزدیک گواہی کی یہ صورت بھی درست ہے کہ نکاح میں اگر ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ہو جائے تو بھی درست ہے امام احمد بن حنبل اور اسحاق کی یہی رائے ہے۔

تحفة الاحوذی بشرح جامع الترمذی کتاب النکاح باب ما جاء لا نکاح الا ببینة. درس ترمذی باب ما جاء لا نکاح الا ببینة ؛ تقریر علامه مفتی محمد تقی عثمانی .

والدین کے نکاح کے گواہ

شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے صاحبزادہ مولانا حبیب اللہ جو برسوں سے مسجد نبوی شریف میں درس حدیث دیتے رہے۔ انہوں نے اپنے استاذ مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بیان کیا ہے کہ۔ دورۂ حدیث کے دوران کسی نے مولانا مدنی کو ایک رقعہ بھیجا جس کا جواب آپ نے دوسری مجلس میں دیا: ''فرمایا کسی دوست نے مجھے یہ رقعہ لکھ بھیجا ہے کہ ''تو اپنے باپ کا بیٹا نہیں ہے'' اب مجلس میں ہیجان برپا ہوگیا مگر مولانا مدنی نے بڑے تحمل اور سکون سے فرمایا میرا حق ہے کہ میں اس کا جواب دوں۔ پھر فرمایا: میں ضلع فیض آباد، قصبہ ٹانڈہ، محلّہ اللہ داد پور کا رہنے والا ہوں اور اب بھی میرے والدین کے نکاح کے گواہ زندہ ہیں مزید تسلی کے لیے خط لکھ کر یا خود جا کر معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد پڑھانا شروع کر دیا۔

بیس بڑے مسلمان : مولانا سید حسین احمد مدنی : ترتیب عبدالرشید ارشد : ناشر مکتبہ رشیدیہ لاہور.

برا جو دیکھن میں چلا برا نہ ملیا کوئے
جو من کھوجا اپنا تو مجھ سے برا نہ کوئے

کبیر داس

Marfat.com

خطبۂ نکاح

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ خُطْبَةَ الْحَاجَةِ .

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کسی بھی ضرورت کے لیے اس طرح خطبہ تعلیم فرمایا۔

فائدہ

یعنی خطبہ کا آغاز اللہ کی حمد وثنا سے ہونا چاہیے اس کے بعد موقعہ کی مناسبت سے متعلقہ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ شامل کرلی جائیں جبکہ نکاح کی مناسبت سے محدثین نے خطبہ اس طرح روایت کیا ہے۔ کسی لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ - یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا : النساء ۱ : یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ : العمران ۱۰۲: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا () یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ، وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا () الاحزاب ۷۰ - ۷۱

سنن ابی داؤد . باب فی خطبة النکاح واخرجه الترمذی فی النکاح باب فی خطبة النکاح والنسائی فی النکاح باب ما یستحب من الکلام عند النکاح وابن ماجه فی النکاح باب خطبة النکاح ومنهم من اخرجه عن ابی الاحوص وحده و منهم من اخرجه عن ابی الاحوص و ابی عبیده جمیعًا وابو عبیدة هو ابن عبداللّٰه بن مسعود رضی اللّٰه عنه.

امام ترمذی نے بعض اہل علم کا قول نقل کیا ہے، جن میں حضرت سفیان ثوری وغیرہ شامل ہیں کہ خطبہ کے بغیر بھی نکاح درست ہوجاتا ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔

عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ قَالَ خَطَبْتُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ اُمَامَةَ بِنْتَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَاَنْکَحَنِیْ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّتَشَھَّدَ.

بنی سُلیم کے ایک صاحب کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے امامہ بنت عبدالمطلب کا رشتہ مانگا تو آپ ﷺ نے بغیر خطبہ پڑھے میرا نکاح کرادیا۔ لیکن ظاہریہ اور شوافع میں سے ابوعوانہ خطبہ کو نکاح کے وجوب میں

Marfat.com

شمار کرتے ہیں۔مگر یہ حدیث روایت کے مجہول ہونے کے باعث مختلف فیہ ہے اور جمہور علمائے امت کا اس پر عمل نہیں۔

تحفة الاحوذی بشرح جامع التر مذی کتا ب النکاح باب ما جاء فی خطبة النکاح .

صورت مسئلہ

نکاح میں خطبہ سنت ہے ارکان یا واجبات نکاح میں سے نہیں چونکہ جمہور علمائے امت کا اس پر عمل ہے لہٰذا قصداً ترک کرنا ترک سنت کا گناہ ہے۔

خطبۂ نکاح کے لیے قرآن کریم کی ان آیات کے انتخاب میں حکمت یہ ہے کہ ان میں تقویٰ کا حکم مشترک ہے اور نکاح ایک ایسا معاملہ ہے کہ اس میں زوجین کے تعلقات کی خوشگواری اور باہمی حقوق کی ادائیگی بغیر تقویٰ کے ممکن نہیں۔

قول: حضرت الاستاذ مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالی. درس ترمذی :باب ما جاء فی خطبة النکاح: تقریر علامہ مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم.

خطبۂ نکاح میں شامل آیات کا ترجمہ

() لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد عورت دنیا میں پھیلا دیئے اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دیکر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو (اور رشتہ وقرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو) یقیناً اللہ تم پہ نگرانی کر رہا ہے۔

النساء ١ .

() اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔

ال عمران ١٠٢ .

() اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو اللہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے غلطیوں سے درگزر فرمائے گا جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

الأحزاب ٧٠ / ٧١

اسلام میں بارات کا تصور

اسلام میں کسی باضابطہ بارات کا کوئی تصور نہیں اور لڑکے والوں کی طرف سے مہمان کی صورت مذموم بھی نہیں مگر میزبان فریق یعنی لڑکی والوں کے مالی حالات وقوت برداشت کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔محض رسم ورواج اور ناک کی خاطر ان کی حیثیت سے زیادہ لوگوں کی ضیافت کرنے پر مجبور کرنا قطعاً حرام ہے اور اسی طرح منگنی کے موقعہ پہ میزبانوں کی حیثیت سے ان پر زیادہ بوجھ ڈالنا اور انہیں ضیافت کے لیے مجبور کرنا قطعاً حرام ہے۔

Marfat.com

دراصل رسم ورواج اور اسلام ایک دوسرے کی ضد ہیں جہاں اسلام ہے وہاں رسم ورواج نہیں اور جہاں رسم و رواج ہے وہاں اسلام نہیں ہوگا اور جہاں اسلام نہیں ہوگا وہاں حقیقی خیر وبرکت اور سکون نہیں ہوگا۔

دلہن کے لیے دعا کرنا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، تَزَوَّجَنِيَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَتَتْنِيْ أُمِّيْ فَأَدْخَلَتْنِيْ الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيْ الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ.

صحيح البخارى كتاب النكاح باب ؛ الدعاء للنساء اللاتى يهدين العروس وللعروس.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب حضور نبی رحمت ﷺ نے مجھ سے نکاح فرمایا تو میری والدہ مجھے دراقدس تک لے آئیں جب میں اندر داخل ہوئی تو دیکھا کہ وہاں انصار کی کچھ عورتیں جمع ہیں تو انہوں نے مجھے ان الفاظ ”عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ“ سے دعا دی کہ آپ کا اس گھر میں آنا خیر وبرکت کا ہو اور اللہ آپ کا نصیبہ اچھا کرے۔

یہ دعا چونکہ انصار کی عورتوں نے دی اور دور رسالت ہے لہٰذا یہی صحیح طریقہ ہے۔اور یاد رہنا چاہیے کہ جہاں دعاؤں کے بجائے رسم رواج کو اہمیت دی جاتی ہے وہاں چند روز کے بعد ہی ان کی نحوست کا ظہور شروع ہو جاتا ہے۔

دولہا کے لیے دعا کرنا

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ اِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ بَارَكَ اللهُ لَكَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

جامع الترمذى كتاب النكاح باب ماجاء فى الوليمة ،دارلكتب العلمية بيروت.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے تو ان کے بدن پر زرد رنگ کی خوشبو کے آثار دیکھ کر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا عبدالرحمٰن یہ کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ میں نے کھجور کی ایک گٹھلی کے برابر سونا مہر ادا کر کے ایک عورت سے شادی کر لی ہے تو آپ ﷺ نے اس طرح برکت کی دعا دی: ”بَارَكَ اللهُ لَكَ“ اللہ تعالیٰ تمہاری شادی میں تمہیں برکت عطا فرمائے۔ پھر فرمایا: ولیمہ ضرور کرنا چاہے ایک بکری ہی میسر ہو۔

اسلام نے کسی بھی معاملے میں دعا کے لیے بھی لمبی تقریب کی ہدایت نہیں فرمائی بس جیسا موقعہ ہو اس کی مناسبت سے دعائیہ کلمات کا کہہ دینا کافی ہے اور اسی سادگی اور بے تکلفی میں اللہ راضی ہے۔

Marfat.com

تہنیت کا مسنون طریقہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا رَفَّأَ قَالَ بَارَکَ اللهُ لَكُمْ وَبَارَکَ عَلَيْكُمْ وَ جَمَعَ بَيْنَكُمَا فِیْ خَيْرٍ.

سنن ابن ماجه ،التحفة النكاح باب تهنئة النكاح .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کسی شادی کی مبارکباد دیتے تو یوں فرماتے: ''بَارَکَ اللهُ لَكُمْ وَبَارَکَ عَلَيْكُمْ وَ جَمَعَ بَيْنَكُمَا فِیْ خَيْرٍ'' اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تم پہ برکتیں نازل فرمائے اور تم دونوں کو خیر پہ جمع رکھے۔

عَنْ عَقِيْلِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّهٗ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ بَنِیْ جُشَمٍ فَقَالُوْا بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِيْنَ فَقَالَ لَاتَقُوْلُوْا هٰكَذَا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ''اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَهُمْ وَ بَارِکْ عَلَيْهِمْ.

أخرجه ابن ماجه فی التحفة النكاح باب تهنئة النكاح : وانفرد به ابن ماجه تحفة الاشراف ۱۰۰۱۴ .

ترجمہ

(حضرت علی کے بھائی) حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ انہوں نے بنی جُشَم کی ایک عورت سے نکاح کیا تو لوگوں نے جاہلیت کی طرز پر ان الفاظ کے ساتھ تہنیت پیش کی: ''بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِيْنِ'' تمہاری شادی سکون، باہمی میل جول اور بیٹوں کی پیدائش کا سبب ہو۔ تو حضرت عقیل بن ابی طالب نے اس طرح سے تہنیت قبول کرنے کے بجائے فرمایا: مجھے اس طرح تہنیت کرو جس طرح رسول اللہ ﷺ تہنیت فرماتے: ''اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَهُمْ وَبَارِکْ عَلَيْهِمْ'' اے اللہ! انہیں برکت عطا فرما اور ان پر اپنی برکتیں نازل فرما۔

دور جاہلیت کی تہنیت کے الفاظ میں بھی بظاہر کوئی قباحت تو نہیں لیکن غور کرنے سے تین باتیں سامنے آتی ہیں۔

() دور جاہلیت کے کسی دستور کو اگر رسول اللہ ﷺ نے تبدیل فرما کر اس کا نعم البدل دیا ہے تو اس میں لازماً کوئی نہ کوئی خرابی ضرور ہے ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ اور نعم البدل کو چھوڑ کر پھر جاہلی طریقہ اپنانا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی ناشکری اور اسلام سے عملاً روگردانی ہے۔

() جاہلی دور کے الفاظ میں دعائیہ انداز نہیں ہے اور نہ ہی اس میں اللہ تعالیٰ کا نام شامل ہے صرف ''بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِيْنِ'' کے انداز سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کہنے والا اپنی طرف سے سکون اور بیٹے الاٹ کر رہا ہے اور ضروری نہیں کہ بیٹے ہمیشہ ہی باعث سکون ثابت ہوں بلکہ کبھی کبھی معاملہ الٹ ہو جاتا ہے۔ جبکہ مسنون طریقہ دعاء و تہنیت ''اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَهُمْ وَبَارِکْ عَلَيْهِمْ'' میں بارگاہِ رب العزت میں نئے جوڑے کے لیے خیر و برکت کی ایک عاجزانہ درخواست ہے جس

Marfat.com

کی قبولیت کی صورت میں سعادت دارین ہے۔

() جوکام خالص سنت طریقے پہ سرانجام پائے اس میں دین ودنیا دونوں جمع ہو جاتے ہیں یعنی:

کی محمد سے وفاء تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

علامہ محمد اقبالؒ

ایک مومن کے ایمان کا تقاضا ہے کہ وہ نہ خود بھی غیر اسلامی طریقے پر مبارکباد قبول نہ کرے اور نہ دوسروں کو غیر اسلامی طریقے پہ مبارکباد دے۔ اگر ایمان لانے کے بعد کسی میں اس قسم کی تبدیلی نہیں آتی تو اس کا مطلب ہے اس کا ایمان کمزور اور بے معنیٰ ہے۔

آداب جماع

جماع ایک عبادت

اسلام میں دیگر عبادات کی طرح جماع بھی ایسی اہم عبادت ہے کہ جس پر اجر وثواب مقرر ہے۔ لیکن اگر سنت کے مطابق نہ ہو تو بجائے اجر وثواب کے بسا اوقات انسان دنیا وآخرت میں نا قابل تلافی نقصان اٹھاتا ہے جیسا کہ بعد میں ''اولاد کے مخنث اور معذور پیدا ہونے کی وجوہات'' کے عنوان سے تفصیل بیان ہوگی۔ لہٰذا عنوان کی نسبت سے چند مسائل بیان کیے جاتے ہیں۔

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ " فِیْ بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ " قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَیَأْتِیْ أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَیَكُوْنُ لَهُ فِیْهِ أَجْرٌ؟ فَقَالَ " أَرَئَیْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِی الْحَرَامِ أَكَانَ عَلَیْهِ فِیْهِ وِزْرٌ ؟ فَكَذَالِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِی الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ "

اخرجه مسلم فی صحیحه و البخاری فی "الأدب المفرد" و احمد فی مسنده عن ابی الأسود الدیلی عن ابی ذر و ابن حبان رحمه الله تعالیٰ فی صحیحه ، فی کتاب النکاح ، باب معاشرة الزوجین وصححه الألبانی رحمه الله تعالیٰ فی " السلسلة الصحیحة " برقم ۱/۷۳۷.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارا بیوی سے جماع کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں صدقہ شمار ہوتا ہے۔ عرض کیا: یارسول اللہ جب کوئی ہم میں سے بتقاضائے شہوت جماع کرتا ہے تو اس میں بھی اجر مقرر ہے۔ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی ؟ فرمایا: مجھے یہ بتاؤ کہ اگر کوئی شخص حرام طریقے سے اپنی حاجت پوری کرے گا تو اس پہ وہ گنہگار ہے کہ نہیں؟ اسی طرح اگر وہ حرام کے بجائے حلال راستہ اختیار کرے گا تو اس

Marfat.com

میں اسے ثواب ملے گا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَیَعْجِزُ أَحَدُکُمْ أَنْ یُجَامِعَ أَهْلَهُ فِیْ کُلِّ یَوْمِ جُمُعَةٍ فَإِنَّ لَهُ أَجْرَیْنِ اثْنَیْنِ أَجْرَ غُسْلِهِ وَأَجْرَ امْرَأَتِهِ.

أخرج ابن السّنی وَأبو نعیم مَعًا فِی الطّبّ النّبوِیّ وَالْبَیْهَقِیّ فِی شعب الإیمان و ذکره السیوطی فی الدر المنثور و تنویر الحوالک.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کیلئے یہ مشکل یا ناممکن ہے کہ ہر جمعرات بیوی سے جماع کرے اور دو اجر پائے ایک اپنے غسل کا اور دوسرا بیوی کے غسل کا؟

یعنی جب جماع روز مرہ زندگی کا حصہ ہے ہی تو کیا یہ بہتر نہیں کہ جمعرات کو ملحوظ رکھا جائے تا کہ اجر بھی ملے اور معمولات جمعہ کے دوران طبیعت بھی مضطرب نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جمعرات کو جماع مستحب ہے۔

جب شریعت کی رو سے جماع باعث اجر و ثواب عبادت ہے تو لازم ہے کہ جماع بھی دیگر عبادات کی طرح صحیح طریقے پر انجام پائے کیونکہ عبادات و معاملات میں صحیح سے مراد ایسا معاملہ ہے کہ'' مَا اجْتَمَعَ أَرْکَانُهُ وَشَرَائِطُهُ حَتّٰی یَکُوْنَ مُعْتَبَرًا فِیْ حَقِّ الْمُتَکَلِّمِ ''

ألتعریفات للجرجانی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

جس میں اس کے تمام ارکان و شرائط کو اس طرح ملحوظ رکھا جائے کہ نقص سے پاک ہو کر متکلم کے حق میں معتبر و مفید ثابت ہو۔ اور'' کَوْنُ الشَّیْءِ مُسْتَجْمِعاً لِجَمِیْعِ أَرْکَانِهِ وَشَرَائِطِهِ . -و- '' وُقُوْعُ الشَّیْءِ فِیْ حَیِّزِ مَرْضَاةِ اللّٰهِ تَعَالٰی''

العرف الشذي علی جامع الترمذی :أبواب الطهاة: ،أمالی وافادات الشیخ المحدث الکشمیری محمدانور رحمه الله تعالی ۱۲۹۲ - ۱۳۵۲ ھ۔ ضبطها وحررها الاستاذ الشیخ محمد چراغ رحمه الله تعالی: خرج أحادیثها وعلق علیها الدکتور عصمت الله عنایت الله . استاذ الجامعة الاسلامیة العالمیة -اسلام آباد .

کسی چیز کا اس طرح سرانجام پانا کہ مکمل طور پر اس کے ارکان و شرائط اس میں جمع ہو جائیں۔ تا کہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدگی کی حد سے نکل کر اس کی رضاء کے تحت آ جائے۔ اور اس اہتمام کا مقصد یہ ہے کہ عمل مشروع ہو کر قابل اجر ٹھہرے۔ کیونکہ عمل صالح کی تعریف یہ ہے کہ'' اَلْخَالِصُ : هُوَالْخَالِصُ مِنْ کُلِّ فَسَادٍ '' خالص صرف وہی عمل ہو سکتا ہے جو ہر قسم کے فساد اور کھوٹ سے پاک ہو۔

لہٰذا ہم عنوان کی مناسبت سے چند بنیادی مسائل بیان کرتے ہیں جن پر عمل کرنے سے ازدواجی زندگی نہ صرف لذیذ تر بلکہ عبادت بن جاتی ہے بلکہ اولاد کے صحت مند اور صالح ہونے میں مدد ملتی ہے۔ اور اسی مسنون جماع کی برکت سے اولاد صدقۂ جاریہ ثابت ہوتی ہے۔

Marfat.com

دلہن کا استقبال

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی حُسَيْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنِی شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ، إِحْدَى نِسَاءِ بَنِی عَبْدِ الْأَشْهَلِ، دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا، فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ طَعَامًا، فَقَالَ: لَا أَشْتَهِيهِ، فَقَالَتْ: إِنِّی قَيَّنْتُ عَائِشَةَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ جِئْتُهُ، فَدَعَوْتُهُ لِجِلْوَتِهَا، فَجَاءَ، فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِهَا، فَأُتِیَ بِعُسٍّ لَبَنٍ، فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَهَا النَّبِیُّ ﷺ فَخَفَضَتْ رَأْسَهَا وَاسْتَحْيَتْ. قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَانْتَهَرْتُهَا وَقُلْتُ لَهَا: خُذِی مِنْ يَدِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ: فَأَخَذَتْ، فَشَرِبَتْ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ لَهَا النَّبِیُّ ﷺ أَعْطِی تِرْبَكِ قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بَلْ خُذْهُ، فَاشْرَبْ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوِلْنِيهِ مِنْ يَدِكَ، فَأَخَذَهُ، فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوَلَنِيهِ، قَالَتْ: فَجَلَسْتُ، ثُمَّ وَضَعْتُهُ عَلَى رُكْبَتِی، ثُمَّ طَفِقْتُ أُدِيرُهُ، وَأَتْبَعُهُ بِشَفَتَیَّ لِأُصِيبَ مِنْهُ مَشْرَبَ النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ لِنِسْوَةٍ عِنْدِی: نَاوِلِيهِنَّ فَقُلْنَ: لَا نَشْتَهِيهِ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ "لَا تَجْمَعْنَ جُوعًا وَكَذِبًا" فَهَلْ أَنْتِ مُنْتَهِيَةٌ أَنْ تَقُولَ: لَا أَشْتَهِيهِ؟ فَقُلْتُ: أَیْ أُمَّهْ، لَا أَعُودُ أَبَدًا.

اخرجه احمدفی مسنده باب من حديث اسماء بنت يزيدو اخرجه ابن الأثير فی "أسد الغابة "من طريق الإمام أحمد، بهذا الإسناد: وإسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب، وبقية رجاله ثقات رجال الشيخين، غير أسماء بنت يزيد بن السكن فقد روى لها البخاری فی "الأدب المفرد "وأصحاب السنن.

شَهر بن حوشَبْ بیان کرتے ہیں میں قبیلہ بنی عبدالاشہل کی معزز خاتون اسماء بنت یزید بن سَکَن کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے کھانا پیش کیا تو میں نے عرض کیا کہ مجھے حاجت نہیں تو حضرت اسماء نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میں نے سیدہ عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کیلئے بناؤ سنگھار کر کے دلہن بنایا تھا پھر میں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ عائشہ کو دیکھنے تشریف لائیں۔ آپ آئے اور عائشہ کے ساتھ پہلو میں تشریف فرما ہو گئے اس موقعہ پر دودھ کا ایک پیالہ پیش کیا گیا جس سے کچھ نوش فرمانے کے بعد حضرت عائشہ کی طرف بڑھا دیا مگر انہوں نے غلبۂ حیا کے باعث سر جھکا لیا۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے سختی سے عائشہ کو کہا کہ آپ ﷺ کے دست اقدس سے پیالہ لے کر نوش کریں۔ چنانچہ آپ نے پیالہ لے کر اس سے تھوڑا سا پی لیا تو رسول اللہ ﷺ نے عائشہ سے فرمایا کہ اب یہ دودھ اپنی سہیلیوں کو پیش کرو۔ حضرت اسما کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ پیالہ پکڑیں، کچھ نوش فرمائیں اور پھر اپنے دست مبارک سے عطا فرمائیں، رسول اللہ ﷺ نے پیالہ لے کر تھوڑا سا نوش فرماتے ہوئے مجھے دے دیا میں پیالہ لیے بیٹھ گئی، اپنے گھٹنے پہ رکھ کر گھمانے اور دیکھنے لگی تا کہ اس جگہ سے پیوں جہاں سے آپ نے نوش فرمایا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اپنے ساتھ بیٹھی خواتین کو پیش کرو۔ مگر انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں بھوک نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " لَا تَجْمَعْنَ جُوعًا وَكَذِبًا " تم

Marfat.com

خواتین بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔ یہ بیان کرنے کے بعد حضرت اسماء نے شھر بن حوشب سے فرمایا کہ اب بتاؤ کیا خیال ہے تمہارا۔ اب بھی یہی کہو گے کہ مجھے ضرورت نہیں؟ عرض کیا کہ اے ماں آج کے بعد زندگی میں کبھی ایسا نہیں کروں گا۔

اس روایت میں چند مسائل ہیں جن پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

() اس سلسلے کی چند صحیح روایات سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی چاشت کے وقت شوال ا ہجری میں ہوئی اور رخصتی سے پہلے اہتمام کے ساتھ چند خواتین نے آپ کا بناؤ سنگھار کر کے آپ کو دلہن بنایا تھا۔ جس کے بعد آپ ﷺ کے پاس پہنچا دی گئیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دلہن کا بناؤ سنگھار کرنا بھی مستحسن عمل ہے مگر ایک بات ملحوظ رکھنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: " لَا يَنْظُرِ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ "

أخرجه مسلم في الحيض، باب تحريم النظر إلى العورات والبغوي في شرح السنة.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مرد دوسرے مرد کی شرم گاہ نہ دیکھے اور نہ کوئی خاتون دوسری خاتون کی۔ اور نہ کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک چادر/کمبل میں لیٹے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک چادر/کمبل میں۔

حضرت امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث شریف کیلئے باب قائم کیا ہے: " باب تحريم النظر إلى العورات " کہ شرم گاہوں کو دیکھنا حرام ہے۔ لہٰذا بناؤ سنگھار کے وقت بھی دوسری خواتین دلہن کے چہرے، ہتھیلیوں اور پاؤں کے علاوہ اس کا جسم نہیں دیکھ سکتیں۔

() رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے نہ صرف سیدہ عائشہ بلکہ آپ کی سہیلیوں کو بھی دودھ پلایا جس کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف دلہن بلکہ اس کی سہیلیوں کا اکرام بھی مسنون عمل ہے جس سے دلہن کو مسرت اور اطمینان کے ساتھ ساتھ تحفظ کا احساس ہوتا ہے۔

دلہن کیلئے دعاء

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا أَفَادَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً أَوْ خَادِمًا أَوْ دَابَّةً فَلْيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَقُلْ "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا

Marfat.com

وَشَرِّمَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ.

أخرجه ابن ماجة فی کتاب النکاح باب ما یقول الرجل اذادخلت علیه اهله واخرجه ابو داود فی کتاب النکاح باب فی جامع النکاح واخرجه ابن ماجه ایضا فی کتاب التجارات باب شراء الرقیق تحفة الاشراف برقم ۸۷۹۹.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص عورت سے فائدہ اٹھائے یعنی نکاح کر کے، گھر میں لائے یا خادم گھر میں رکھے یا سواری کا جانور خریدے تو اس کی پیشانی پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِھَاوَ خَیْرِ مَا جُبِلَتْ عَلَیْهِ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ ھَا وَ شَرِّ مَا جُبِلَتْ عَلَیْهِ''۔

اے اللہ! میں آپ سے وہ خیر طلب کرتا ہوں جو خیر اس میں موجود ہے یا آپ کی طرف سے اس کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے اور اس شر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں جو اس میں موجود ہے یا جو شر آپ کی طرف سے اس کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے۔

واقول

اسلام اپنے پیروکاروں کو جو تعلیم دیتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دنیا اپنے مافیہا سمیت حقیقی طور پہ اللہ ہی کی ملکیت ہے۔ اور انسان کی حیثیت مستعیر (Borrower) کی ہے نہ کہ حقیقی مالک کی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کے استعمال کی جائز صورت یہ ہے کہ اس کے رسول ﷺ کی سنت کے عین مطابق استفادہ کیا جائے تو صارف گناہ اور مضر اثرات سے محفوظ رہتا ہے بصورت دیگر صارف کی مثال اس چور کی سی ہے جو مالک کی اجازت کے بغیر اس کی چیز اپنے استعمال میں لے آئے۔ پھر خاص کر اس صورت میں کہ جب طریقۂ استعمال بھی نہ آتا ہو تو گناہ کے ساتھ ساتھ معاملے کی نوعیت اور سنگین ہو جاتی ہے اور تعجب تو یہ ہے کہ انسان دنیا کے قانون کا احترام اور سزا سے بچنے کی کوشش تو کرتا ہے مگر اللہ کے عذاب کی پرواہ نہیں کرتا۔

اگر شعور نہ ہو تو بہشت ہے دنیا بڑے عذاب میں گذری ہے آگہی کے ساتھ

صہبا اختر

حیاء کا اہتمام

حَیِیَ یَحْیَ (سَمِعَ یَسْمَعُ) حَیَاۃٌ: کے معنی ہیں زندہ رہنا۔ جبکہ ادغام کے ساتھ حَیَّ یَحَیُّ (ثلاثی مجرد) حَیَاءٌ: کے معنی ہیں شرمانا۔

اَلْحَیَاءُ : اِنْقِبَاضُ النَّفْسِ مِنْ شَیْءٍ، وَتَرْکُهُ حَذْرًا عَنِ اللَّوْمِ فِیْهِ : وَھُوَ نَوْعَانِ : نَفْسَانِیٌّ : وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی النُّفُوْسِ کُلِّھَا کَالْحَیَاءِ مِنْ کَشْفِ الْعَوْرَۃِ وَالْجِمَاعِ بَیْنَ یَدَیِ النَّاسِ ،

Marfat.com

وَإِيْمَانِيٌّ : وَهُوَ أَنْ يَّمْنَعَ الْمُؤْمِنَ مِنْ فِعْلِ الْمَعَاصِيِّ خَوْفًا مِنَ اللّٰهِ تَعَلٰى۔
التعريفات للجرجاني رحمه الله تعالى۔

فنی تعریف کے مطابق حیاء کے معنی ہیں کسی چیز سے نفس کا متنفر ہونا اور خوف ملامت سے اسے ترک کر دینا۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ایک نفسانی۔اور یہ ایسی قسم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہر نفس میں ودیعت کر دیا ہے جیسے ستر کھولنا یا سرعام جماع کرنا۔اور دوسری قسم ہے ایمانی۔کہ جو مومن کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلاتے ہوئے گناہ کے کاموں سے روکتا ہے۔

والحياء انقباض النفس من القبيح مخافة الذم وهو الوسط بين الوقاحة وهو الجراة وعدم المبالاة بالقبائح والخجل وهو انحصار النفس عن الفعل مطلقا۔
التفسير المظهرى للعلامة المفسر الشيخ محمد ثناء الله. البقرة آية ٢٦

حیاء نفس کے بھچنے اور رکنے کا نام ہے جو کسی فعل سے بخوف ندامت پیدا ہوا اور یہ کیفیت " وَقَاحَةٌ " اور "خَجَلٌ " کے درمیانی درجہ کا نام ہے کیونکہ " وَقَاحَةٌ " کا اطلاق جرأت اور برے کاموں سے لاپرواہی پر ہوتا ہے۔ اور " خَجَلٌ "کسی فعل سے رک جانے کو کہتے ہیں خواہ وہ اچھا ہو یا برا۔

یعنی حیاء کی ایک قسم عام ہے جو ہر انسان میں ودیعت ہے کہ جب تک وہ انسانیت کے مقام سے نہ گر جائے یہ صفت اسے سرعام بے ستری اور بیہودگی سے روکتی ہے۔اور دوسری قسم ایمان کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہوئے برائی سے رک جاتا ہے۔

أَلْمُسْتَحِيْ (مُسْتَحٍ)خَجُوْلٌ .

Abashed, ashamed, shamefaced, embarrassed, shy, bashful, diffident, timid

أَلْمُسْتَحِيْ : سے مراد حیادار انسان ہے جیسا کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے " فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ " أَلقصص/ ٢٥: ان دو خواتین میں سے ایک حیاء سے سمٹی ہوئی موسیٰ کے پاس واپس آئی: اور باب استفعال کے وزن پر " الاستحياء " بمعنی " الاستبقاء " ہے یعنی باقی رکھنا " يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَ كُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَ كُمْ " ٢٠ البقرة/ ٤٩
المفردات ، ولسان العرب ، وكتاب العين .

فرعونی کارندے تمہارے لڑکوں کو ذبح کر دیتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔

قوله ﷺ أَلْحَيَاءُ من الإِيْمَانِ لِأَنَّ الْمُسْتَحِي يَنْقَبِضُ عَنِ الْمَعَاصِيْ وَعَنْ كُلِّ مَا يُؤْذِيْ كَمَا يَنْقَبِضُ بالإِيْمَانِ.

غريب الحديث لأبي الفرج ابن الجوزي رحمه الله تعالى. الناشر :دار الكتب العلمية - بيروت الطبعة الأولى، 1985م.عدد الأجزاء :٢

Marfat.com

اَلْمُسْتَحِیْ : سے مراد ایک ایسا شخص جو بوجہ حیا کسی معاملے کو سرانجام دینے سے رک جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حیاء ایمان کا ایک اہم شعبہ ہے اس لیے کہ حیادار شخص گناہوں اور تکلیف دہ چیزوں سے اسی طرح کنارہ کش رہتا ہے جس طرح کہ مومن ایمان کی برکت سے۔

عَنْ أَبِی السَّوَّارِ العَدَوِیِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلْحَیَاءُ لَا یَأْتِی إِلَّا بِخَیْرٍ .

أخرجه البخاری فی الأدب ،باب الحیاء . وأخرجه مسلم فی الایمان،باب الحیاء شعبة من الأیمان.

عمران بن حصین کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حیاء انسان میں صرف خیر لاتا ہے۔ یعنی حیاء ایک ایسی نعمت اور خوبی ہے انسان کیلئے ہمیشہ خیر کا سبب بنتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حیاء رسول اللہ ﷺ کی بڑی صفات میں سے ہے۔

عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ أَشَدَّ حَیَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِی خِدْرِهَا.

أخرجه البخاری باب صفة النبی ﷺ و أخرجه مسلم فی الفضائل باب کثرة حیائه صلی اللّٰه علیه وسلم.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس دلہن سے زیادہ حیاء دار تھے جو پردے میں سمٹی بیٹھی ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ "إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ غَطَّى رَأْسَهُ، وَإِذَا أَتَى أَهْلَهُ غَطَّى رَأْسَهُ"

قَالَ الشَّیْخُ :وَهَذَا الْحَدِیثُ أَحَدُ مَا أُنْكِرَ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ یُونُسَ الْكُدَیْمِیِّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ الْمَالِینِیُّ، أنا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِیٍّ الْحَافِظُ فِی هَذَا الْحَدِیثِ:لَا أَعْلَمُهُ رَوَاهُ غَیْرُ الْكُدَیْمِیِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَالْكُدَیْمِیُّ أَظْهَرُ امْرِءٍ أَنْ یَحْتَاجَ إِلَى أَنْ یُبَیِّنَ ضَعْفًا . قَالَ الشَّیْخُ :وَرُوِیَ فِی تَغْطِیَةِ الرَّأْسِ عِنْدَ دُخُولِ الْخَلَاءِ عَنْ أَبِی بَكْرٍ، وَهُوَ عَنْهُ صَحِیحٌ، وَرَوَاهُ أَیْضًا عَنْ حَبِیبِ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا:أخرجه البیهقی فی "السنن الكبرى" باب تغطیة الراس عند دخول الخلاء والاعتماد على الرجل الیسرى.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے یا جب اپنی بیوی کے پاس آتے تو حیاء کے باعث اپنا سر ڈھانک لیتے...اور یہی معمول تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ نَبِیَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: اسْتَحْیُوا مِنَ اللهِ حَقَّ الْحَیَاءِ فَقُلْنَا: یَا نَبِیَّ اللَّهِ إِنَّا لَنَسْتَحْیِی، قَالَ: لَیْسَ ذَلِكَ وَلَكِنْ مَنِ اسْتَحْیَى مِنَ اللَّهِ حَقَّ الْحَیَاءِ فَلْیَحْفَظِ الرَّأْسَ وَمَا حَوَى، وَالْبَطْنَ وَمَا وَعَى، وَلْیَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلَى، وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِینَةَ

Marfat.com

الدُّنيا، وَمَنُ فَعَلَ ذٰلِکَ فَقَدِ اسُتَحُيَى مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الُحَيَاءِ . هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الُإِسُنَادِ وَلَم يُخَرِّجَاهُ "

أخرجه الترمذي في أبواب صفة القيامة وقال هذاحديث غريب. والحاكم في المستدرك ،كتاب الرقاق .وصححه الذهبي وحسنه الألباني رحمهما الله تعالى.

حضرت عبداللہ ابن مسعود کا بیان ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے حیا کرو جیسا کہ حیا کرنے کا حق ہے۔ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے پاک نبی ہم اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہیں اور اس ذات باری کا شکر ہے کہ اس نے توفیق عطا فرما رکھی ہے۔ فرمایا: صرف اس حد تک نہیں بلکہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے حیاء کا اقرار کرتا ہے اسے چاہیے کہ حفاظت کرے اپنے سر کی اور جو اس میں ہے (آنکھ کان اور زبان) اور حفاظت کرے اپنے پیٹ کی اور جو اس نے اپنے اندر جمع کیا ہے اور یاد رکھے موت اور ہڈیوں کے گل سڑ جانے کو اور جس نے ارادہ کیا آخرت کا وہ دنیا کی زیب و زینت کو ترک کر دے پس جس شخص نے یہ اہتمام کرلیا اس نے اللہ تعالیٰ سے حیا کا حق ادا کر دیا۔

عَنِ ابُنِ مَسُعُوُدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ " إِنَّ مِمَّا أَدُرَکَ النَّاسُ مِنُ کَلَامِ النُّبُوَّةِ الُأُولٰی: إِذَا لَمُ تَسُتَحُيِ فَاصُنَعُ مَا شِئُتَ "

رواه البخاري في صحيحه ، كتاب الأنبياء ،باب (٥٢) : بدون ترجمة وفي كتاب :الأدب ،باب (إذا لم تستح فاصنع ماشئت وفي الأدب المفرد ، باب الحياء ، وأحمد في مسنده باب أبومسعود الأنصاري البدري عقبة بن عمرو و البغوي في شرح السنة ، باب :الحياء ، و ابن عبد البر في التمهيد والبيهقي في شعب الإيمان. وغيرهم.

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی روایت کیا ہے کہ انبیائے سابقین علیہم السلام کی تعلیمات میں سے ایک محفوظ جملہ جو لوگوں تک پہنچا ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ جب تمہاری حیاء ختم ہو جائے تو جو چاہے کرتے پھرو۔ یعنی اس کے بعد دنیا کا کوئی قانون تمہیں برائی سے باز نہیں رکھ سکتا۔

حیاء کے اس تصور کو ذہن میں رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت رسول اللہ ﷺ کی ہدایات بتقاضائے ایمان عمل کرنا اشد ضروری ہے۔ وما علی الا البیان.

خلوت کا اہتمام

جماع کیلئے سب سے پہلے خلوت کا اہتمام بہت ضروری ہے اور سلف صالحین سے اس میں یہاں تک احتیاط رہا ہے کہ " وَقَدُ کَانَ عَبُدُ اللّٰهِ بُنُ عُمَرَ -رَضِیَ اللّٰهُ عَنُهُمَا -إِذَا کَانَتُ لَهُ حَاجَةٌ إِلَی أَهُلِهِ أَخُرَجَ الرَّضِيعَ مِنُ الُبَيُتِ "

المدخل لابن الحاج،باب أداب الجماع .المؤلف:أبو عبد الله محمد بن محمد بن محمد العبدري الفاسي المالكي الشهير بابن الحاج (المتوفى: ٧٣٧هـ.الناشر:دار التراث العربي للطباعة والنشر .القاهرة.عدد الأجزاء ٤.

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب ارادہ فرماتے تو دودھ پیتے بچوں تک کمرے سے نکال دیتے۔ اور

Marfat.com

بعض سلف رحمہم اللہ تعالیٰ کا معمول تھا کہ اگر گھر میں بلی ہوتی تو اسے بھی نکال دیتے اور فرماتے کہ اس دوران کسی دو آنکھوں والی چیز کا دیکھنا بھی حیاء، غیرت اور آداب جماع کے خلاف ہے۔

حضرت ألشیخ محمدبن عبدالوھاب النجدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب " أصول الإیمان " میں ایک باب قائم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں سے حیا کرنا واجب ہے۔ جس کے تحت بیہقی کی یہ روایت لائے ہیں۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ " أَلَمْ أَنْهَكُمْ عَنِ التَّعَرِّي، إِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَا يُفَارِقُكُمْ فِي نَوْمٍ وَلَا يَقَظَةٍ إِلَّا حِينَ يَأْتِي أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ أَوْ حِينَ يَأْتِي خَلَاءَهُ، أَلَا فَاسْتَحْيُوهَا، أَلَا فَأَكْرِمُوهَا "

أخرجه البيهقي في شعب الايمان وضعفه باب :الحياء: واورده السيوطي في: ألحبائك في أخبار الملائك: باب ماجاء في الحافظين الكرام الكاتبين عليهما السلام والشيخ محمد بن عبد الوهاب بن سليمان التميمي النجدي المتوفي: ١٢٠٦ هـ في : أصول الإيمان : باب وجوب الاستحياء من ملائكة الله والنهي عن التعرى.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں نے تمہیں بے لباس ہونے سے منع نہیں کیا تھا کہ تمہارے ساتھ ہر وقت ایسے فرشتے موجود رہتے ہیں جو سوتے جاگتے کسی حال میں جدا نہیں ہوتے۔ سوائے دو حالتوں کے ایک جبکہ تم ہمبستر ہوتے ہو اور دوسرے جبکہ تم بیت الخلاء استعمال کرتے ہو۔ سنو اور یاد رکھو کہ ان فرشتوں سے حیا اور ان کا اکرام کیا کرو۔''

اس روایت کے بہت سے طرق ہیں اور ایک روایت کے مطابق ہمبستری کے وقت بالکل برہنہ حالت کا نقصان یہ بیان ہوا ہے کہ فرشتے اس برہنگی سے حیاء کرتے ہوئے دور چلے جاتے ہیں اور شیطان قریب آکر تماشہ دیکھتا ہے۔ لہٰذا بے لباس ہونے کے بعد کوئی چادر لے لینا مسنون اور محفوظ طریقہ ہے۔

" وَمَعْنَى إِكْرَامِهِمْ أَنْ يَسْتَحْيِيَ مِنْهُمْ فَلَا يُمْلِي عَلَيْهِمُ الْأَعْمَالَ الْقَبِيحَةَ الَّتِي يَكْتُبُونَهَا فَإِنَّ اللّٰهَ خَلَقَهُمْ كِرَامًا فِي خُلُقِهِمْ وَأَخْلَاقِهِمْ وَمِنْ كَرَمِهِمْ أَنَّهُ قَدْ ثَبَتَ فِي الْحَدِيثِ الْمَرْوِيِّ فِي الصِّحَاحِ وَالسُّنَنِ وَالْمَسَانِيدِ مِنْ حَدِيثِ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ (وَلَا بَوْلٌ) وَفِي رِوَايَةِ رَافِعٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَرْفُوعًا لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا تِمْثَالٌ. وَفِي رِوَايَةِ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ أَوْ تِمْثَالٌ. وفي رواية ذكوان أبي صالح السماك عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ": لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً مَعَهُمْ كَلْبٌ أَوْ جَرَسٌ. وَرَوَاهُ زُرَارَةُ بْنُ أَوْفَى عَنْهُ لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً مَعَهُمْ

Marfat.com

جَرَسٌ .''

البداية و النهاية ،للامام ألحافظ ابن كثير رحمه الله تعالى، فصل فى البحار و الأنهار. وفصل .ثم الملائكة عليهم السلام بالنسبة الى ما هياء هم الله له.

حضرت امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو یہ فرمایا: ہے کہ''اَلا فَأَكْرِمُوهَا '' سنو کہ فرشتوں کا اکرام کیا کرو۔اس اکرام سے مراد ہے کہ ان سے حیا کی جائے اور انہیں ایسے برے اعمال لکھنے پر مجبور نہ کیا جائے جنہیں وہ ناپسند کرتے ہیں کیونکہ اللہ کریم نے انہیں خِلقی اور خُلقی اعتبار سے (کِرَامٍ بَرَرَةٍ :۸۰ عبس ۱۶) انتہائی بزرگ و پاکباز پیدا فرمایا ہے۔جیسا کہ ان کی بزرگی کے متعلق کتب حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات مروی ہیں جنہیں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے کہ فرشتے کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں تصاویر کتا اور جنبی شخص موجود ہو۔اور ایک روایت جسے عاصم بن ضَمرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں پیشاب پڑا ہو۔ایک دوسری روایت جسے رافع نے حضرت ابو سعید خدری کے حوالے سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصاویر اور مورتیاں موجود ہوں۔اسی طرح مجاہد نے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ بیان کیا ہے کہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور مورتیاں ہو۔ ذکوان ابو صالح السماک نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ فرشتے ایسے قافلے کے ساتھ نہیں چلتے جن کے ساتھ کتا یا کسی جانور کے گلے میں گھنٹی بندھی ہو۔اور زرارہ بن اوفی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ فرشتے ایسے قافلے کے ساتھ شامل نہیں چلتے جس میں کسی جانور کے گلے میں گھنٹی بندھی ہو۔

لہٰذا شریعت تقاضا کرتی ہے کہ جماع کیلئے خاص طور پر خلوت کا اہتمام کیا جائے۔

خوشبو کا استعمال

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ "...... كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَيَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ، ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيبًا "

اخرجه البخاري، باب اذا جامع ثم عاد ومن دار على نسائه فى غسل واحد ومسلم فى الحج باب الطيب للمحرم عندالاحرام.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میں رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگاتی جس کے بعد آپ باری باری ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے اور اس حال میں احرام باندھے صبح کرتے کہ آپ پر خوشبو کے آثار نمایاں ہوتے۔

Marfat.com

اس حدیث شریف سے دو بڑے مسائل اخذ ہوتے ہیں ایک یہ کہ احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا مستحب ہے اور حالت احرام میں حرام۔ حضرات صحابہ میں سے سعد ابی وقاص، ابن عباس، ابن زبیر، معاویہ بن ابی سفیان، امہات المومنین میں سے حضرت عائشہ وام حبیبہ رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام ابو یوسف، امام احمد بن حنبل و جمہور محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک اور اسی پر فتویٰ ہے جبکہ بعض ائمہ کے نزدیک جائز نہیں۔

دوسرا بڑا مسئلہ یہ ہے کہ بیوی کے پاس جانے سے پہلے خوشبو لگانا اور صفائی ستھرائی کا اہتمام کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ'' ۰۲:البقرة ۲۲۸:اور عورتوں کے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں۔ جن کا خیال نہ رکھنا باعث فساد ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی اسرائیل میں زنا پھیلنے کے ضمن میں ارشاد فرمایا۔

بنی اسرائیل میں زنا پھیلنے کی وجہ

اِغْسِلُوْا ثِيَابَكُمْ وَخُذُوْا مِنْ شُعُوْرِكُمْ وَاسْتَاكُوْا وَتَزَيَّنُوْا وَتَنَظَّفُوْا فَإِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَفْعَلُوْنَ ذَالِكَ فَزَنَتْ نِسَاءُ هُمْ.

فيض القديرشرح الجامع الصغير للمناوی : تتمه حرف الهمزة : عن ابی امامة الباهلی رضی الله عنه.

حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدایات ارشاد فرمائیں:۰۱: لوگو! اپنے کپڑے دھویا کرو۔۰۲: اور اپنے بالوں کو تراشتے اور زائد بالوں کو صاف کرتے رہا کرو۔۰۳: مسواک کیا کرو۔ ۰۴: زینت اختیار (Beautify) کیا کرو۔۰۵: صفائی اور پاکیزگی اپناؤ کیونکہ بنی اسرائیل ان باتوں کا خیال نہیں رکھتے تھے لہٰذا ان کی عورتیں زنا میں ملوث ہوگئیں۔

یعنی میلے کچیلے نہ رہا کرو۔ ڈاڑھی، سر اور مونچھوں کے بال تراشا کرو بغلوں کے بال اکھاڑ دیا کرو اور زیر ناف مونڈ دیا کرو جس کی زیادہ سے زیادہ حد چالیس روز ہے۔ مسواک کیا کرو۔ دانت اگرچہ مسواک کے بجائے برش کرنے سے بھی صاف ہوجاتے ہیں مگر منہ کی بو ختم نہیں ہوتی مسواک کرنے سے منہ کی بو ختم ہوجاتی ہے۔ بعض علاقوں کی خواتین مسواک کو معیوب سمجھتی ہیں جو سراسر غلط ہے مسواک کے بغیر دانتوں کی حفاظت نہیں ہوسکتی (Beautify) کیا کرو یعنی بروقت تیل کنگھی اور جسمانی دیکھ بھال کیا کرو۔ صفائی اور پاکیزگی اپناؤ سے مراد عطر لگانا اور منہ کی بو زائل کرنا ہے پھر فرمایا بنی اسرائیل کے لوگ ان باتوں کا خیال نہیں کیا کرتے تھے اس لیے ان کی عورتیں زنا کاری میں مبتلا ہوئیں۔ یعنی وہ صفائی پسند عورتیں جن کے خاوند گندے رہتے تھے وہ بتقاضائے فطرت صاف ستھرے مردوں کی تلاش میں رہتیں اور جو عورتیں صفائی کا اہتمام نہیں کرتی تھیں ان کے خاوند صاف ستھری عورتوں کی تلاش میں۔ شروع شروع میں یہ

Marfat.com

معاملات خفیہ اور محدود تھے مگر آہستہ آہستہ پورا معاشرہ ہی بگڑ گیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنِّیْ لَاُحِبُّ اَتَزَیَّنَ لِلْمَرْاَةِ كَمَا اُحِبُّ اَنْ تَزَیَّنَ لِیْ لِاَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ "وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ" ۲۰: البقرہ ۲۲۸.

أخرجه البيهقي في السنن الكبرى، كتاب القسم والنشوز باب حق المراة على الرجل.

حضرت عکرمہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ اثر روایت کیا ہے۔ فرمایا کہ میں بھی بیوی کیلئے اسی طرح بناؤ سنگھار (Beautify) کرنا پسند کرتا ہوں جس طرح میری خواہش ہوتی ہے کہ وہ میرے لیے اہتمام کرے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ عورتوں کا بھی مردوں پر اسی طرح حق ہے جس طرح مردوں کا ان پر معروف طریقے سے حق ہے۔

منہ کی بدبو

منہ کی بدبو کیلئے عربی ضرب الامثال میں گوشت خور درندوں یا شکرے کو بطور مثال پیش کیا گیا ہے کہ گھاس اور سبزی خور جانوروں کے مقابلے میں ان کے منہ سے بہت زیادہ بدبو آتی ہے۔ مثال کے طور پر:

اَبْخَرُ مِنْ اَسَدٍ : شیر سے زیادہ منہ کی بدبو والا

اَبْخَرُ مِنْ صَقْرٍ : شکرے سے زیادہ منہ کی بدبو والا

اَبْخَرُ مِنْ فَهْدٍ : چیتے سے زیادہ منہ کی بدبو والا۔ اسی طرح جب کہا جائے کہ: فُلَانٌ كَالْاَسَدِ : فلاں شیر کی طرح ہے: سے مراد کسی کی بہادری ظاہر کرنا ہوتا ہے جبکہ کبھی کبھی "فُلَانٌ كَالْاَسَدِ" کہہ کر کسی کی منہ کی بدبو کی طرف اشارہ کرنا بھی مقصود ہوتا ہے۔ اب مشار الیہ کو دیکھ کر ہی فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ کہنے والے کی مراد کیا ہے۔ شیر کے منہ میں چونکہ لعاب پیدا نہیں ہوتا اس لیے اس کے منہ سے سب سے زیادہ بدبو آتی ہے۔ جاحظ نے "کتاب الحیوان" میں شیر کے بارے میں بہت سی مفید چیزیں اور ضرب الامثال بیان کی ہیں اسی طرح کتب لغت و ضرب الامثال میں بھی بہت سی حکایات پائی جاتی ہیں۔ حضرت امام دمیریؒ نے "حیات الحیوان الکبری" میں وضاحت کی ہے کہ عرب کسی کی تعریف یا مذمت بیان کرتے وقت ضرب الامثال میں جانوروں سے تشبیہ دیتے تھے۔ اور شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ عرب اپنی زندگی درندوں، کیڑے مکوڑوں اور سانپوں کے بلوں کے قریب گزارتے تھے اور ساری زندگی مہد سے لحد تک اسی ماحول سے سابقہ رہتا۔

اسلام نے اس طرز کلام میں کوئی قباحت نہ پائے جانے کی وجہ سے اسے ترک نہیں کیا بلکہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بسند حسن حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا اثر روایت کیا ہے کہ "مجھے رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

سے سنی ہوئی تقریباً ایک ہزار ضرب الامثال یاد ہیں۔ اور حسن بن عبداللہ عسکری نے اپنی کتاب ''الامثال'' میں ایسی احادیث جمع کی ہیں جن میں ضرب الامثال بیان ہوئی ہیں اور ان کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے جن میں سے کچھ وہ ہیں جن میں شیر کا ذکر ہے۔ مثلاً عرب کہتے ہیں:

هُوَ اَکْرَمُ مِنَ الْاَسَدِ : وہ شیر سے زیادہ شریف ہے

هُوَ اَبْخَرُ مِنَ الْاَسَدِ : وہ شیر سے زیادہ گندے اور بدبودار منہ والا ہے

هُوَ اَکْبَرُ مِنَ الْاَسَدِ : وہ شیر سے زیادہ عمر پانے والا ہے

هُوَ اَشْجَعُ مِنَ الْاَسَدِ : وہ شیر سے زیادہ بہادر ہے

هُوَ اَجْرَأُ مِنَ الْاَسَدِ : وہ شیر سے زیادہ جرأتمند ہے۔ اسی سلسلے میں فرزدق کا ایک خوبصورت شعر ہے جسے ضرب المثل کے طور پہ بیان کیا جاتا ہے:

وَ اِنَّ الَّذِیْ یَسْعٰی لِیُفْسِدَ زَوْجَتِیْ
کَسَاعٍ اِلٰی اَسَدِ الشَّرٰی یَسْتَبِیْلُهَا

اور وہ شخص جو میرے اور میری بیوی کے درمیان فساد کا بیج بو کر دوری پیدا کرنا چاہتا ہے، وہ اس شخص کی طرح ہے جو ''اَسَدُالشَّرٰی'' سے شیر کے بچے اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ یعنی میری بیوی اور میرے درمیان پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرنے والا اسی طرح خطروں سے کھیلتا ہے جس طرح ''اَسَدُالشَّرٰی'' سے شیر کے بچے اٹھانا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

اَسَدُالشَّرٰی

اَسَدُالشَّرٰی: ایک وادی کا نام ہے جس میں شیر کثرت سے پائے جاتے تھے عرب کی مشہور محبوبہ ''سلمٰی'' کے گھر کا راستہ اسی وادی سے گزرتا تھا اس لیے عربی ادب میں جس طرح سلمٰی نے شہرت پائی اور ضرب المثل بن گئی اسی طرح یہ وادی بھی۔ میں نے امام الادب الاصفہانی رحمہ اللہ کی ''الاغانی'' اور ابن منظور کی ''لسان العرب'' میں بھی سلمٰی اور اَسَدُالشَّرٰی کا تذکرہ دیکھا ہے۔

اُسْدُالْغَابَةِ : امام ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے شیر کی انہیں صفات بسالت و شجاعت کے اظہار کیلئے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی پر ''اُسْدُالْغَابَةِ'' جنگل کے شیر: آٹھ جلدوں پر خوبصورت و مستند کتاب تحریر فرمائی ہے جسے علمی دنیا میں بلند مقام حاصل ہے۔

Marfat.com

بَخرْ کا علاج

منہ کی بد بو کبھی تو عارضی ہوتی ہے جو مسواک سے زائل ہو جاتی ہے اور فوائد مسواک میں رسول اللہ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ یہ منہ کی بو کو زائل کر دیتی ہے۔جیسا کہ ابھی ''بنی اسرائیل میں زنا کی وبا'' کے عنوان کے تحت ایک حدیث شریف بیان ہوئی ہے۔

دانت اگرچہ مسواک کے بجائے برش کرنے سے بھی صاف ہو جاتے ہیں مگر منہ کی بو ختم نہیں ہوتی مسواک کرنے سے منہ کی بو ختم ہو جاتی ہے۔مگرافسوس کہ ناسمجھی کی وجہ سے بعض خواتین مسواک کا استعمال معیوب سمجھتی ہیں جو سراسر غلط ہے۔مسواک کے بغیر دانتوں کی حفاظت نہیں ہو سکتی لہٰذا خواتین کو بھی مسواک کا استعمال کرنا چاہیے تاکہ ازدواجی زندگی میں دراڑ نہ آئے۔

مرض بَخرْ

مگر کبھی کبھی بَخرْ ایک مستقل مرض کی شکل اختیار کر لیتا ہے جو مسواک سے کم تو ہوتا ہے مگر مستقل زائل نہیں ہوتا۔حضرت حکیم محمد عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا مجرب علاج یہ تجویز فرمایا ہے کہ ایک حصہ عرق گلاب میں دو حصے تازہ لیمن جوس ملا کر صبح وشام غرارے یا کلیاں کرنے سے نہ صرف منہ سے ہر قسم کی بو دور ہو کر خوشبو آنے لگتی ہے بلکہ مسوڑھوں کے زخم، گوشت خورہ اور دانتوں کی تمام بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں اور دانت صاف ہو کر چمکنے لگتے ہیں۔

پھلوں پھولوں اور سبزیوں سے علاج : تالیف نبیل العصر حضرت حکیم محمد عبداللہ و حکیم بلیغ الدین جاوید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما : ناشر العلا پبلیکیشنز کوچۂ چیلان دریا گنج نئی دہلی۔

ذاتی تجربہ

اللہ کریم نے مجھے بَخرْ جیسے موذی مرض سے تو محفوظ رکھا تھا الحمد للہ مگر کچھ عرصہ سگریٹ نوشی جیسی عادت بد کا عادی ہو گیا تھا جس کے باعث دانت پیلے ہوتے دیکھ کر بیوی سراپا احتجاج بن گئی جس کے بعد جب اللہ کریم نے اس عادت بد سے نجات دلائی تو میں نے حضرت حکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہدایت پر عمل شروع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ الہامی نسخہ ہے کیونکہ چند ہفتوں کی محنت سے دانت اپنی اصل صورت پر آ گئے۔اگر کلی نہ بھی کی جا سکے تو لیموں کے تازہ جوس میں استعمال سے پہلے مسواک بھگو دینا انتہائی مفید عمل ہے۔اسی طرح اگر ہاتھوں پہ لیموں کا تازہ جوس مل کر دھو لیے جائیں تو نہ صرف ہر طرح کی بو فوراً ختم ہو جاتی ہے بلکہ ہاتھ بہت نرم ہو جاتے ہیں۔اسی طرح ہاتھ کی انگلی یا مسواک کے ساتھ شہد لگا کر دانتوں پر ملنا بھی انتہائی مفید اور مجرب عمل ہے۔میرے پاس جب کتاب، مسواک، کنگھی اور عطر نہ ہو تو میں بہت مضطرب ہو جاتا ہوں۔

Marfat.com

لیکوریا

ایک اذیت ناک نسوانی بیماری ہے جس کے باعث کبھی کبھی طلاق تک نوبت جا پہنچتی ہے۔ اس کا ایک آسان، سریع التأثیر اور مکمل علاج یہ ہے کہ ایسی خواتین چندروز تک روئی کے ساتھ چند قطرے تازہ لیمن جوس اور شہد لگا کر چند گھنٹے تک اندرونی حصے میں رکھ دیں تو اس طرح نہ صرف بیماری بلکہ بدبو ختم ہو جاتی ہے مگر یاد رہے کہ اندرونی حصے میں زخم کی صورت میں پہلی مرتبہ لیمن جوس ذرا سا ناگوار محسوس ہوتا ہے مگر اس کے بعد نہیں۔

اَبُوْ ذِبَّانْ

چونکہ مکھی گندگی اور بدبو پر پیدا ہوتی ہے اور زندگی بھر وہیں بسیرا کرتی ہے۔ اس لیے گندگی میں ضرب المثل ہے۔ لہٰذا عرب منہ کی بدبو والے کو ''اَبُوْ ذِبَّان'' بھی کہتے ہیں جس کے معنی ہیں مکھیوں والا یا مکھیوں کا باپ۔ اموی حکمران عبدالملک بن مروان ابو الذُّباب کے نام سے مشہور تھا کیونکہ اَبْخَرُ الْعَصر تھا جس کی انتہا یہ تھی کہ مکھی اگر اس کے منہ کے قریب جاتی تو اس کے منہ کے تعفن سے مرجاتی۔ حکایت بیان کی گئی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے ایک روز سیب کو منہ میں لے کر تھوڑا کھایا اور باقی بچا ہوا اپنی ایک بیوی کی طرف پھینک دیا۔ اب بیوی چھری منگوا کر سیب کا وہ حصہ کاٹ کر پھینکنے والی تھی جہاں اس کے دانت لگے تھے کہ عبدالملک بن مروان نے دیکھ کر بیوی سے وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا: ''اُمِیطُ عَنْهَا الْاَذٰی'' میں اس سے گندگی دور کر رہی ہوں اور بیوی کے اسی سچ بولنے کی بنا پر عبدالملک بن مروان نے اسے طلاق دے ڈالی۔

دولة النساء تالیف الاستاذ عبد الرحمٰن البر قوقی رحمه الله تعالیٰ علیه : باب ذمهم البَخَرَ :الناشر دار ابن حزم بیروت.

ابو الأسود الدُّؤَلِیّ

ابو الأسود الدُّؤَلِیّ ایک روز سلیمان بن عبدالملک کے پاس کسی کام سے تشریف لے گئے اور اس کے کان میں سرگوشی کرنے لگے کیونکہ ابو الأسود کو بَخَر کا مرض تھا اس لیے سلیمان بن عبدالملک نے اپنے منہ پہ کپڑا رکھ لیا اور جب ابو الأسود دربار سے فارغ ہو کر رخصت ہوئے تو کہتے جاتے تھے ''لَا یَصْلُحُ لِلْخَلَافَةِ مَنْ لَا یَقْدِرُ عَلٰی مُنَاجَاةِ الشُّیُوْخِ الْبُخْرِ'' وہ آدمی کبھی خلافت کا مستحق نہیں ہو سکتا جو منہ کی بدبو والے بوڑھوں کی درخواست سننے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔

المرجع السابق.

ایک روز سعید بن حُمَید نے ایک ایسے شخص کی سرگوشی سنی کہ جس کے منہ سے سخت بدبو آرہی تھی جب فارغ

Marfat.com

ہوئے تو فرمایا: " مِثْلُکَ لَا یُسَارُ وَ اِنَّمَا یُکَاتَبُ " آپ جیسے انسان سے سرگوشی کے بجائے بہتر ہے کہ لکھ کر بات کی جائے۔

المرجع السابق.

وَ کُلُّ مَا رَوَیْتُہُ شَاھِدَہٗ
آیُ کِتَابٍ أَوْ حَدِیْثٍ أَوْ أَثَر
لَمْ أَلْبِسِ الْبَاطِلِ بِالْحَقِّ کَمَنْ
یَسْتَاکُ بِالطِّیْبِ وَ فِیْہِ بَخَرْ

المکزون السنجاری

میں نے جو کچھ بھی بیان کیا ہے اس پر قرآن کریم، حدیث رسول ﷺ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی شہادت موجود ہے۔

میں باطل کو حق کے ساتھ ملا کر بیان نہیں کرتا کیونکہ ایسا کرنا اسی طرح بے سود ہے جس طرح اگر منہ کی بدبو والا " بَخَر " کا مریض خوشبو میں مسواک بھگو کر استعمال کرے تو اسے فائدہ نہیں ہوتا۔

قارئین! کیا آپ ان واقعات کی روشنی میں تصور کر سکتے ہیں کہ صفائی کا اہتمام نہ کرنے والے لوگوں کی ازدواجی زندگی کتنی پھیکی اور بدمزہ ہوگی؟ اور میاں بیوی کے درمیان کتنا فاصلہ ہوگا۔ اسی لیے اسلام نے صفائی کو نصف ایمان قرار دیتے ہوئے اس پر بہت بڑا اجر مقرر کیا ہے اور اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ماننے والوں کو صاف ستھرا دیکھنا پسند کرتا ہے اور دوسری یہ کہ انسان کی ازدواجی زندگی بہت خوشگوار رہتی ہے۔ جس کی یادوں کے سہارے انسان بہت دیر تک جی سکتا ہے۔

دل ہے کہ مانتا نہیں موجودگی تیری
خوشبو بتا رہی ہے کہ تو آس پاس ہے

روبینہ محمود

اور میرے نزدیک اصل کامیاب ازدواجی زندگی کی ابتدا ہی دنیا میں ایک وقفۂ ہجر یا موت کے بعد شروع ہوتی ہے۔

ہر ایک چیز میں خوشبو ہے اس کے ہونے کی
عجب نشانیاں وہ مرا مہمان چھوڑ گیا

ریاض مجید

Marfat.com

ستر کا لحاظ

حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، عَوْرَاتُنَا، مَا نَأْتِي مِنْهَا، وَمَا نَذَرُ؟ قَالَ: احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ، أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ؟ قَالَ: إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا تُرِيَهَا أَحَدًا، فَلَا تُرِيَنَّهَا، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَإِنْ كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا؟ قَالَ: فَاللهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ.

أخرجه البخاري في كتاب الغسل ،باب من اغتسل عريانا وحده في الخلوة ، ومن تستر فالتستر أفضل وأخرجه ابو داود في كتاب الحمام ، باب ما جاء في التعري وأخرجه الترمذي في كتاب الأدب ،باب ما جاء في حفظ العورة وابن ماجه في النكاح باب التستر عندالجماع.

بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ یہ فرمائیے کہ ہم کس حد تک ستر کھول سکتے ہیں اور کس حد تک چھپانا ضروری ہے؟ فرمایا: اپنی بیوی اور باندی کے علاوہ ہر ایک سے اپنا ستر چھپاؤ۔ عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر بہت سارے رشتہ دار وغیرہ اکٹھے رہتے ہوں تو؟ فرمایا: اگر تمہارے بس میں ہے کہ کوئی تمہارا ستر نہ دیکھے تو ہرگز ہرگز نہ دیکھے۔ عرض کیا کہ اگر ہم میں سے کوئی شخص اکیلا ہو تو؟ فرمایا: انسانوں کی نسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ شرم وحیا کرنی چاہیے۔

عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ السُّلَمِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ فَلْيَسْتَتِرْ، وَلَا يَتَجَرَّدْ تَجَرُّدَ الْعَيْرَيْنِ"

أخرجه وانفرد به ابن ماجه في النكاح، باب التستر عندالجماع وفيه الأحوص بن حكيم وضعفه احمد وابو حاتم والنسائي، وله شاهد من حديث ابن مسعود، رواه البزار في مسنده، والبيهقي في سننه الكبرى، قال المزي في الأطراف :رواه بشر بن عمارة، عن الأحوص بن حكيم، عن عبد الله بن عامر، عن عتبة بن عبد . وقال الهيثمي :ورواه أحمد والطبراني، ولم يسق المتن، واسناد أحمد حسن، مجمع الزوائد .

ترجمہ

عتبہ بن عبد اَلسُّلَمِی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آئے تو اسے چاہیے کہ پردہ کرلے اور جنگلی گدھوں کی طرح بالکل برہنہ نہ ہو۔

پہلی حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ بیوی اور باندی کے سامنے ستر کھولنا جائز ہے اور دوسری میں جماع کے وقت برہنہ ہونے کی ممانعت ہے۔ اس میں تطبیق یہ ہے کہ اگرچہ بیوی اور باندی کے سامنے بالخصوص جماع کے وقت ستر کھولنے میں ممانعت نہیں مگر حالت جماع میں چادر لینا مستحب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول اور صورت مسئلہ اس

Marfat.com

طرح ہے:

" اَلزَّوْجُ وَالسَّيِّدُ مِمَّنْ يَرَى الزِّينَةَ مِنَ الْمَرْأَةِ وَأَكْثَرَ مِنَ الزِّينَةِ، إِذْ كُلُّ مَحَلٍّ مِنْ بَدَنِهَا حَلَالٌ لَهُ لَذَّةً وَنَظَرًا، وَذَلِكَ مَخْصُوصٌ بِالزَّوْجِ وَالسَّيِّدِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى" وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ " المؤمنون: ۵: " إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ "المؤمنون: ۶: وَقَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي جَوَازِ نَظَرِ الرَّجُلِ إِلَى فَرْجِ زَوْجَتِهِ عَلَى قَوْلَيْنِ: أَحَدُهُمَا: يَجُوزُ، لِأَنَّهُ إِذَا جَازَ لَهُ التَّلَذُّذُ فَالنَّظَرُ أَوْلَى. وَقِيلَ: لَا يَجُوزُ لِقَوْلِ عَائِشَةَ فِي ذِكْرِ حَالِهَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ " مَا رَأَيْتُ ذَلِكَ مِنْهُ وَلَا رَأَى ذَلِكَ مِنِّي. "وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ. وَهَذَا مَحْمُولٌ عَلَى الْأَدَبِ؛ فَقَدْ قَالَ أَصْبَغُ مِنْ عُلَمَائِنَا: يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَلْحَسَهُ بِلِسَانِهِ."

أحكام القرآن. المؤلف :القاضي محمد بن عبد الله أبو بكر بن العربي المعافري الاشبيلي المالكي المتوفى ۵۴۳ھ : ۲۴: سورۃالنور. ۳۱ : وخرج احادیثه وعلّق علیه :محمد عبد القادر عطا. الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت. لبنان الطبعة :الثالثة، 1424ھ - 2003 - م. عدد الأجزاء 4:

شوہر بیوی کی اور مالک لونڈی کی ظاہری زینت سمیت تمام اعضائے جسم نہ صرف دیکھ سکتے ہیں بلکہ تمام بدن سے لذت حاصل کر سکتے ہیں۔ بیوی اور لونڈی کا تمام بدن حلال اور مخصوص ہے شوہر اور مالک کیلئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:" یقیناً وہ لوگ فلاح پا چکے " وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ " جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ " إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ " سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو ان کی ملک یمین میں ہوں کہ ان پر (محفوظ نہ رکھنے میں) وہ قابل ملامت نہیں ہیں۔ علمائے امت میں سے جواز کے قائل کہتے ہیں کہ جب تمام بدن سے لذت حاصل کرنا مشروع ہے تو دیکھنا بدرجہ اولیٰ جائز ہونا چاہیے کہ اس کے بغیر لذت کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ بعض نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس اثر کی بنیاد پر کہ" نہ میں نے زندگی میں کبھی رسول اللہ ﷺ کی شرم گاہ دیکھی اور نہ ہی آپ نے میری" سے یہ سمجھا ہے کہ بیوی کی شرم گاہ دیکھنا جائز نہیں مگر یہ رائے درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ معاملہ کمال ادب پر محمول ہے جبکہ علمائے مالکیہ میں سے حضرت امام اَصبَغ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاوند کا بیوی کی شرم گاہ سے زبان کے ساتھ لذت حاصل کرنا بھی جائز ہے۔ مگر یہ جواز بیرونی حصے تک ہے کیونکہ اندرونی حصہ محل نجاست ہے۔ رہی یہ روایت کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ" لَا يَنْظُرَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَى فَرْجِ زَوْجَتِهِ، وَلَا فَرْجِ جَارِيَتِهِ إِذَا جَامَعَهَا، فَإِنَّ ذَلِكَ يُورِثُ الْعَمَى " أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ الْمَالِينِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ قَالَ يُشْبِهُ: أَنْ يَكُونَ بَيْنَ بَقِيَّةَ وَبَيْنَ ابْنِ جُرَيْجٍ يَعْنِي فِي هَذَا الْحَدِيثِ

Marfat.com

بَعْضُ الْمَجْهُولِينَ أَوْ بَعْضُ الضُّعَفَاءِ ِإلاَّ أَنَّ هِشَامَ بْنَ خَالِدٍ قَالَ عَنْ بَقِيَّةَ حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ.

أخرجه البيهقي في الكبرى باب ،ماتبدى المرأةمن زينتهاللمذكورين في الأية من محارمحا. وابن عدى، وابن عساكر عن ابن عباس، وأورده ابن الجوزى فى الموضوعات.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص جماع کے دوران اپنی بیوی یا لونڈی کی شرم گاہ نہ دیکھے کیونکہ اس طرح دیکھنا کورچشمی (اندھاپن) کا باعث ہے۔

تمام محققین رحمہم اللہ کے نزدیک یہ حدیث من گھڑت (موضوع) ہے جس کی تفصیل میں نے اوپر بیان کر دی ہے کہ روایت کے عَنْعَنَة میں ہشام بن خالد سے ابن جریج (اِلاَّ أَنَّ هِشَامَ بْنَ خَالِدٍ قَالَ عَنْ بَقِيَّةَ حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْج) تک سلسلہ چھوڑ کر باقی سب نا قابل اعتماد ہے اسی لیے امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے اسے اپنی ''کتاب الموضوعات'' میں درج کیا ہے۔ ہمارے ہاں بعض اردو کتب میں اس کا حوالہ موجود ہے مگر یہ علماء کا سہو اور نا قابل عمل صورت ہے۔

جماع کیلئے مستحب طریقہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يُجَامِعَ أَهْلَهُ فِي كُلِّ يَوْمِ جُمُعَةٍ فَإِنَّ لَهُ أَجْرَيْنِ اثْنَيْنِ أَجْرَ غُسْلِهِ وَأَجْرَ امْرَأَتِهِ.

أخرج ابن السنى وَأبو نعيم مَعًا فِي الطِّبِّ النَّبَوِيِّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شعب الإيمان وذكره السيوطى فى الدرالمنثورو تنوير الحوالک۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کیلئے یہ اہتمام مشکل یا ناممکن ہے کہ ہر جمعرات بیوی سے جماع کرے اور دو اجر پائے ایک اپنے غسل کا اور دوسرا بیوی کے غسل کا؟

عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا " ثَلاثَةٌ مِنَ الْجَفَاءِ أَن يُؤَاخِيَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلا يَعْرِفُ لَهُ اِسْمًا وَلَا كُنِيَّةً وَ أَن يُهَيِّءَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ طَعَامًا فَلا يُجِيبُهُ وَأَن يَكُونَ بَيْنَ الرَّجُلِ وَأَهْلِهِ وِقَاعًا مِنْ غَيْرِ أَن يُرْسِلَ رَسُولَهُ الْمَزَاحَ وَالْقُبَلَ لا يَقَعُ أَحَدُكُمْ عَلَى أَهْلِهِ مِثْلُ الْبَهِيْمَةِ عَلَى الْبَهِيْمَةِ " وَرَوَى الْخَطِيْبُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهُ كَانَ يُغَطِّي رَأْسَهُ وَيَخْفِضُ صَوْتَهُ وَيَقُوْلُ لِلْمَرْأَةِ " عَلَيْكِ بِالسَّكِيْنَةِ "

رواه الديلمى عن أنس مرفوعاوابن سعد في الطبقات (عن أبى أسيد الساعدى) بكسر العين المهملة.- فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوى رحمه الله تعالى: باب :كان وهي الشمائل الشريفة: وقال فيه معاوية بن صالح أورده الذهبى فى الضعفاء وقال ثقه وقال أبو حاتم لا يحتج به. حكم الألبانى (ضعيف) انظر حديث رقم 4327 :فى ضعيف الجامع و قال العراقى هذا منكر.

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے خود سن کر بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''تین کام ایسے ہیں جو اعلیٰ اخلاق اور مروت کے خلاف ہیں ایک یہ کہ انسان کسی سے بھائی چارہ قائم کرے مگر اس کا نام اور کنیت تک نہ جانتا ہو۔ دوسرا یہ کہ کوئی شخص اپنے دینی بھائی کیلئے کھانا تیار کر کے اسے دعوت دے مگر وہ قبول نہ کرے۔ اور تیسرا یہ کہ کوئی شخص بیوی کو آمادہ کیے بغیر اچانک اس سے جماع شروع کر دے۔ اور بیوی کو آمادہ کرنا یہ ہے کہ انسان اس سے ہنسی مزاح کرے اسے بوسہ دے تا کہ وہ ذہنی طور پر تیار ہو جائے نہ یہ کہ چوپائے کی طرح اچانک ٹپک پڑے۔ اسی طرح حضرت خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ام سلمہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا قول روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ارادہ فرماتے تو غلبۂ حیاء کے باعث سر مبارک کو کپڑے سے ڈھانک لیتے، دھیمے لہجے میں گفتگو کرتے اور بیوی سے فرماتے: '' عَلَيْكِ بِالسَّكِيْنَةِ '' سکون اختیار کرو۔

واقول

اس مرفوع اور انتہائی مفید روایت میں ایک راوی معاویۃ بن صالح کے علمائے رجال رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے بعض کے نزدیک ضعیف ہونے کے باعث ضعف آ گیا ہے۔ لیکن اس کا مضمون صحیح احادیث مبارکہ سے ثابت اور رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک ہے اور وہ یہ کہ آپ ﷺ باوجود أحسن و افضل اور أشرف و أطیب المخلوقات ہونے کے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ انتہائی مہربان اور ان کے قریب تھے، ازدواجی زندگی میں آپ نے کبھی انہیں یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ ان کا کوئی مقام نہیں۔ زندگی کے تمام معاملات یہاں تک کہ تخلیہ میں بھی ان کی پسند اور ضرورت کو ملحوظ رکھتے۔ جیسا کہ روایت میں بیان ہوا کہ آپ زوجہ مطہرہ سے فرماتے: '' عَلَيْكِ بِالسَّكِيْنَةِ '' تم سکون اختیار کرو۔ یعنی میرے لیے کسی اضافی اہتمام (Attention) کی ضرورت نہیں۔ اگر کسی معاملے میں ازواج کسی اضافی اہتمام کی کوشش کرتیں تو آپ ﷺ انہیں منع فرما دیتے تا کہ انہیں تردد نہ ہو جس کی دو مثالیں اس طرح ہیں۔

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ، حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا قَالَتْ: بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مُضْطَجِعَةٌ فِي خَمِيصَةٍ، إِذْ حِضْتُ، فَانْسَلَلْتُ، فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي، قَالَ: أَنُفِسْتِ قُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَانِي، فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ.

أخرجه البخاري في صحيحه، كتاب الحيض، باب من سمى النفاس حيضا والحيض نفاسا ومسلم في الحيض باب الاضطجاع مع الحائض في لحاف واحد.

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی

Marfat.com

کہ اچانک مجھے حیض آنا شروع ہوگیا تو چپکے سے نکلی اور حیض کا لباس پہن لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے نفاس شروع ہوگیا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں جس کے بعد آپ نے مجھے پاس بلا لیا اور میں آپ کے ساتھ دوبارہ اسی طرح چادر میں لیٹ گئی۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ مَعَ عَائِشَةَ إِذِ انسَلَّتْ فَقَالَ "مَهْ، لِمَ فَعَلْتِهَا؟" قَالَتْ: حِضْتُ قَالَ: قُومِي فَاتَّزِرِي ثُمَّ ادْنِي مِنِّي قَالَتْ: فَاتَّزَرْتُ ثُمَّ دَخَلْتُ مَعَهُ فِي لِحَافِهِ، وَكَانَا يَغْتَسِلَانِ وَهُمَا جُنُبَانِ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

حديث علي بن حجر السعدي عن إسماعيل بن جعفر المدني وهوإسماعيل بن جعفر بن أبي كثير الأنصاري الزرقي مولاهم، أبو إسحاق المدني -ويكنى أيضا :أبا إبراهيم .المتوفى ١٨٠ هـ.باب حادي عشر :أحاديث شريك بن عبدالله بن أبي نمر-ﷺ، اسة وتحقيق :عمر بن رفود بن رفيد السّفياني-الناشر :مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، الرياض -شركة الرياض للنشر والتوزيع الطبعة :الأولى 1418 :هـ. 1998 -م.عدد الأجزاء ١.

عطا بن یسار کا بیان ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ ام المؤمنین حضرت عائشہ کے ساتھ محو استراحت تھے کہ وہ چپکے سے بستر چھوڑ گئیں۔ مگر آپ ﷺ متنبہ ہوگئے تو فرمایا: عائشہ رک جاؤ کیا بات ہے؟ عرض کیا: رسول اللہ مجھے حیض شروع ہوگیا ہے (ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ یا رسول اللہ میں اس قابل نہیں رہی کہ آپ کے ساتھ لیٹ سکوں) فرمایا: کوئی بات نہیں تم تہبند پہن لو اور میرے پاس آجاؤ، چنانچہ آپ تہبند پہن کر واپس آپ ﷺ کے ساتھ لیٹ گئیں۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ دونوں ایک ہی برتن کے پانی سے غسل جنابت کرتے۔

رسول اللہ ﷺ کا اپنی ازواج کے ساتھ عرب کے اس معاشرے کے درمیان رہتے ہوئے یہ سلوک تھا جس میں عورتیں حالت حیض میں گھر سے باہر نکال دی جاتی تھیں۔

وَمِنْ اٰيَاتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ()

۳۰ الروم ۲۱

اس ذات باری تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے اس وقت کیسے سکون حاصل کرسکتا ہے جب اس کی مرضی کے خلاف، مار پیٹ کر اور گالی گلوچ کرنے کے بعد طلاق کی دھمکی دے کر اسے ہم بستری پر مجبور کرے گا۔ یا رات کو تاخیر سے گھر پہنچ کر اسے جگائے بغیر اپنی خواہش کی تکمیل میں لگ جائے گا اور جب تک بیوی سنبھلتی وہ خراٹے لینا شروع

Marfat.com

کردے۔عربی میں ایک ضرب المثل ہے:" قَدِّمْ خَيْرَكَ ثُمَّ أَيْرَكَ " اپنے أَيْرُ (عضوتناسل) سے پہلے ''خَیر '' کا مظاہرہ کرو۔

مجمع الأمثال – لأبي الفضل النيسابوری وھوأبو الفضل أحمد بن محمد الميدانی النيسابوری ،الناشر :دار المعرفة۔ بيروت.واورده الخوارزمی فی– مفيد العلوم و مبيد الهموم: وھومحمد بن احمد بن يوسف، أبو عبد الله، الكاتب البلخی الخوارزمی المتوفی 387 :ھـ: الباب السابع عشر فی آداب الجماع.

دراصل حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے شب زفاف کے موقعہ پر آپ کی طرف سے کسی فروگذاشت پر حضرت کوتوجہ دلائی تھی کہ ایسی بھی کیا جلدی کہ مروت ملحوظ نہ بھل منسائی اور نہ مسنون طریقے پر استقبال واہتمام؟اس جملے میں خاتون نے '' خَیر '' جیسے وسیع المفہوم لفظ کے مقابلے میں'' شَرّ '' کے بجائے ''أيْرُ '' لاکر عجیب ملاحت پیدا کردی ہے کہ لکھتے ہوئے سرور طاری ہوجاتا ہے۔

ترا اظہار محبت تو بجا ہے لیکن
عشق میں کچھ مرا معیار بھی ہو سکتا ہے

سرور خان سرور

رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کہ '' خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَ أَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي ''

اخرجه الترمذی عن عائشة وابن ماجه عن ابن عباس والطبرانی عن معاوية : عشرة النساء:وصححه الألبانی انظر حديث رقم 3314 :فی صحيح الجامع .

تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے جبکہ میں اپنے گھر والوں کے ساتھ تم میں سے سب سے بڑھ کر مہربان ہوں۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو سونے چاندی کے محل بنوا دیئے تھے بلکہ آپ نے انہیں تحفظ فراہم کیا تھا،عزت دی تھی اوران کی پسند و ناپسند کا خیال رکھتے تھے اور گھر کے اندر ایک عام شہری کی طرح زندگی گزارتے اور معاملات میں ساتھ کھڑے ہوتے تھے۔آخر یہ کیا معاملہ اور بھل منسائی ہے کہ؟

یہ کیا کہ اک جہاں کو کرو وقف اضطراب
یہ کیا کہ ایک دل کو شکیبا نہ کر سکو

صوفی تبسم

اسلام ایک خوبصورت مسنون ازدواجی زندگی کا درس دیتا ہے جس میں آخری سانس تک اور ہمیشہ محبت جواں رہتی ہے۔اور یہ صرف نقلی دلائل اور ہمارا ہی نہیں بہت سے احباب کا تجربہ ہے۔

Marfat.com

وصال یار سے دونا ہوا عشق
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

مرزا علی اکبر مضطرب

بلکہ ہمارے جدید دور کی نوجوان شاعرہ عارمہ ماہ رُخ کو کوئی پرانے وقتوں کا تجربہ کار سنیاسی مل گیا ہے جس کے نزدیک محبت ہی ایک ایسا درد ہے جس کا محبت میں اضافے کے سوا کوئی دارو نہیں۔

معالج نے تجویز کیا ہے نسخۂ محبت
افاقہ گر نہ ہو تو مقدار بڑھا دی جائے

عارمہ ماہ رُخ

اسی طرح ہمارے پختون دوست جناب عزیز اعجاز خان صاحب نے ایسا عمدہ شعر کہہ دیا ہے کہ جی چاہتا ہے آدمی زندگی میں اپنی قبر کیلئے کتبہ لکھوا لے۔

تو کہے تو دل ویراں میں بہار آ جائے
منتظر آج بھی موسم ترے پیغام کے ہیں

عزیز اعجاز

مگر یاد رہے کہ اس طرح کے نتائج اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب رشتے کی بنیاد درست اور معاشرہ اولاد کو ان کا وہ اختیار استعمال کرنے دے جو انہیں اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ نے دے رکھا ہے۔

1984ء: ایک روز میں ولا روڈ ہنڈز ورتھ برمنگھم میں سپارک بروک اسلامک سینٹر کی بک شاپ پر بیٹھا تھا کہ اچانک پچیس تیس سالہ ایک خوش شکل خاتون مگر انتہائی درد آگیں چہرے کے ساتھ جیسے چاند گہنا گیا ہو داخل ہوئیں اور کہنے لگیں کیا آپ عالم ہیں؟ عرض کیا: دین کا طالبعلم ہوں۔ میری شادی کو دو سال گزر چکے ہیں مگر مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بے شوہر ہوں کیونکہ وہ رات کو اس وقت گھر آتا ہے جب گہری نیند میں ہوتی ہوں اور جب تک سنبھلتی وہ مجھے بے سکون کر کے دوسری روم میں جا چکا ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان حالات میں خودکشی بہتر ہے یا ایسے شخص کو قتل کر دینا؟ وگرنہ

اپنی وحشت سے مار دے گی مجھے
یوں کہیں شب گزار دے گی مجھے

ڈاکٹر ناہید اختر

ساہی وال کے ایک معزز خاندان سے تعلق ہے۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کیا تھا اور ایک کلاس میٹ کے ساتھ شادی کرنا چاہتی تھی مگر خاندان کو اس کی برادری پر اعتراض تھا پھر والدین کو میرپور کے ایک سرخ پاسپورٹ ہولڈر

Marfat.com

تک رسائی ہوئی تو آنکھوں پہ پٹی بندگئی اور میں یہاں آگئی۔ جس کے بعد میں نے ایک طالبعلمانہ مشورے اور بہت سی دعاؤں کے ساتھ خاتون کو رخصت کردیا مگر یہاں ایک خاتون نہیں ہر دوسرا فرد یہ سوچنے پر مجبور ہے۔ آخر ایسا کیوں؟ کہ:

وہ ایک پل جسے جینے کی آرزو تھی مجھے
تمام عمر میری زیست میں نہیں آیا

عطاء الحسن

اور اس سوال کا ایک سیدھا سادہ سا جواب یہ ہے کہ ہم لوگ پیغمبر انسانیت ﷺ کی تعلیمات سے ابھی کوسوں دور ہیں۔

جماع کے وقت دعاء کا اہتمام

دیکھنا ہے جمال یار مجھے
اپنی آنکھوں کا میں وضو کر لوں

ظفر بھوپالی

عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُماقَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَمَا لَوْ اَنَّ اَحَدَ کُمْ یَقُوْلُ حِیْنَ یَأْتِی أَهْلَهٗ بِاسْمِ اللهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِيْ ذَالِکَ اَوْ قُضِيَ وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْطَانٌ أَبَدًا.

صحیح البخاری کتاب النکاح باب ؛ ما یقول الرجل اذا اتی اهله واخرجهٗ فی کتاب الوضؤ باب التسمیة فی کل حال ، و عند الوقاع وایضا فی کتاب الدعوات ما یقول اذا اتی اهله واخرجه ایضا فی کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس وجنوده واخرجه مسلم فی النکاح ما یستحب أن یقول عند الجماع واخرجه ابو داوٗد فی النکاح باب فی جامع النکاح واخرجه الترمذی فی النکاح باب ما یقول اذا دخل علی اهلهٖ .

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یاد رکھو تم میں سے جب کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے اور اگر اس وقت یہ دعا: '' بِاسْمِ اللهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا'' اے اللہ! مجھے شیطان سے دور رکھ اور اس اولاد کو بھی شیطان سے دور رکھ جو تو ہمیں عطا کرے پھر اگر ان کے مقدر میں ہے اور انہیں کوئی اولاد دی گئی تو شیطان کبھی اس اولاد کو ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔

تُسْتَحَبُّ التَّسْمِيَةُ قَبْلَهٗ؛ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى '' وَقَدِّمُوْا لِأَنْفُسِكُمْ'' البقرة:۲۲۳. قَالَ عَطَاءٌ: هِيَ التَّسْمِيَةُ .

المغنی لابن قدامة : وهوأبو محمد موفق الدین عبد الله بن احمد بن محمد بن قدامة الجماعیلی المقدسی ثم الدمشقی الحنبلی، الشهیر بابن قدامة المقدسی (المتوفی ۶۲۰ هـ.: آداب الجماع :الناشر :مکتبة القاهرة.عدد الأجزاء :۱۰ .

Marfat.com

حضرت امام ابن قدامہ المقدسی نے ''المغنی'' میں باب قائم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جماع کے وقت سب سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا مستحب ہے کیونکہ آیت مبارکہ'' نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ () ۰۲:البقرة :۲۲۳ تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ اور اپنے لیے نیک اعمال آگے بھیجو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ تم اس سے عنقریب ملنے والے ہو اور ایمان والوں کو خوشخبری سنا دیجیے ۔ یہاں ''وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ'' اور اپنے لیے نیک اعمال آگے بھیجو۔ حضرت عطا بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ اس سے مراد جماع سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا مستحب ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ سورہ اخلاص کی تلاوت بھی مستحب ہے۔

اس موقعہ پر دعاء کے اہتمام کا حکم ایک تو اس لیے ہے کہ شیطان کی مداخلت اور ضرر سے حفاظت رہے جیسا کہ بعد میں تفصیل بیان ہونے والی ہے۔ اور دوسرے اس لیے کہ ''عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ''الطَّلَاقُ عَلَى أَرْبَعَةِ وُجُوهٍ: وَجْهَانِ حَلَالٌ، وَوَجْهَانِ حَرَامٌ، فَأَمَّا الْحَلَالُ، فَأَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا عَنْ غَيْرِ جِمَاعٍ، أَوْ حَامِلًا مُسْتَبِينًا حَمْلُهَا، وَأَمَّا الْحَرَامُ، فَأَنْ يُطَلِّقَهَا حَائِضًا أَوْ حِينَ يُجَامِعُهَا لَا يَدْرِي اشْتَمَلَ الرَّحِمُ عَلَى وَلَدٍ أَمْ لَا؟ ''

أخرجه عبدالرزاق فی مصنفه فی کتاب الطلاق باب طلاق الحائض والنفساء . والبیهقی فی السنن الصغیر والکبری کتاب الطلاق باب بیان الطلاق السنة والبدعة. والدارقطنی فی کتاب الطلاق والخلع والایلاء . وابن أبی شیبة فی مصنفه برقم ۱۰۹۳۰.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ طلاق کی چار صورتیں ہیں: دو طرح پر جائز اور دو پر حرام۔ دو حلال صورتیں یہ ہیں کہ جب بیوی حالت طہر میں ہو اور بغیر جماع کے طلاق دی جائے یا جب بیوی کا حمل ظاہر ہو جائے تو بھی جائز ہے۔ اور دو حرام صورتیں یہ ہیں کہ بیوی کا حالت حیض یا جماع کے دوران طلاق دی جائے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس دوران بیوی کو حمل رہ گیا ہے یا نہیں۔

حسن کی بارگاہ اگر جاؤ
دیکھنا کہ خطا نہ ہو جائے

گل نذیر خان گل غزن آبادی

واقول

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ، وَهِيَ حَائِضٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا، ثُمَّ

Marfat.com

لِيَتْرُكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ، ثُمَّ تَطْهُرَ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ، وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ، فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ.

صحیح مسلم بشرح النووی رحمه الله تعالی کتاب الطلاق بَابُ تَحْرِيمِ طَلَاقِ الْحَائِضِ بِغَيْرِ رِضَاهَا، وَأَنَّهُ لَوْ خَالَفَ وَقَعَ الطَّلَاقُ، وَيُؤْمَرُ بِرَجْعَتِهَا.

حضرت نافع کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ خیر میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جب حالت حیض میں بیوی کو طلاق دے ڈالی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا: عبداللہ کو حکم دو کہ وہ اس طلاق سے رجوع کرے یہاں تک کہ جس حیض میں اس نے طلاق دی ہے اس کے بعد ایک اور حیض گزر جانے دے اور اس پورے عرصے میں بیوی سے مقاربت نہ کرے اور اب حالت طہر میں چاہے تو طلاق دے دے یا اسے رکھ لے یہی وہ وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینا جائز رکھا ہے۔

حالت حیض میں طلاق مختلف فیہ معاملہ ہے۔ میں نے مذہب مختار کی دلیل نقل کر دی ہے۔ جس کے تحت بقول حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ: ''اس بات پر اجماع امت ہے کہ حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے مگر طلاق واقع ہو جائے گی لہٰذا ایسے شخص کو رجوع اور انتظار کرنے کا حکم دیا جائے گا۔'' باقی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اور اس صورت میں وضع حمل کے ساتھ عدت شمار ہوگی۔ مگر ان دونوں حالتوں میں طلاق دینا اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کو پسند نہیں لہٰذا گناہ ہے۔

خبردار: دوران جماع بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے مگر یہ طلاق کی حرام اور بدترین صورت ہے اور ایسا عموماً اس وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص دعاء وغیرہ کا اہتمام کیے بغیر غیر مسنون طریقے سے جماع شروع کرتا ہے۔ ایسی صورت میں شیطان کو ان میاں بیوی کے درمیان نفرت اور بغض وعداوت پیدا کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مسنون طریقے پر دی گئی طلاق میں اکثر پچھتاوا ہوتا ہے خصوصاً حمل کی صورت میں کیونکہ اب شیطان ان میاں بیوی سے فارغ ہو کر کسی اور کا بیڑہ غرق کرنے میں لگا ہوتا ہے۔ لہٰذا حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قیمتی نصیحت کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے:

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید
محال است سعدیؔ کہ راہ صفا
تواں رفت جز بر پئے مصطفیٰ

بوستان سعدی

Marfat.com

جو کوئی بھی پیغمبر اسلام کے بتائے ہوئے طریقے کے خلاف چلتا ہے وہ کبھی منزل مقصود پر نہیں پہنچ پاتا۔اے سعدی! صراط مستقیم پر قدم جما کر چلنا اس وقت تک محال ہے جب تک مصطفیٰ کریم ﷺ کے نقش قدم پر نہ چلا جائے۔

چار سُو پھیلتی خوشبو کی حفاظت کرنا
اتنا آساں بھی نہیں تجھ سے محبت کرنا

ظفر اقبال

ازدواجی راز کا افشاء

حَدَّثَنَا حَفْصُ السَّرَّاجُ، قَالَ: سَمِعْتُ شَهْرًا، يَقُولُ: حَدَّثَتْنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ، أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَالرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ قُعُودٌ عِنْدَهُ فَقَالَ "لَعَلَّ رَجُلًا يَقُولُ: مَا يَفْعَلُ بِأَهْلِهِ، وَلَعَلَّ امْرَأَةً تُخْبِرُ بِمَا فَعَلَتْ مَعَ زَوْجِهَا فَأَرَمَّ الْقَوْمُ" فَقُلْتُ: إِي وَاللهِ يَا رَسُولَ اللّهِ، إِنَّهُنَّ لَيَقُلْنَ وَإِنَّهُمْ لَيَفْعَلُونَ: قَالَ "فَلَا تَفْعَلُوا فَإِنَّمَا مِثْلُ ذٰلِكَ مِثْلُ الشَّيْطَانِ لَقِيَ شَيْطَانَةً فِي طَرِيقٍ فَغَشِيَهَا وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ "

قال الهيثمي أخرجه أحمدبرقم ۲۷۶۲۴ ورواه الطبراني وفيه شهر بن حوشب، وحديثه حسن، وفيه ضعف.- وله شاهد من حديث أبي هريرة عند ابن أبي شيبة وأبي داود والبيهقي وابن السني – وشاهد ثان رواه البزار عن أبي سعيد وشاهد ثالث عن سلمان في "الحلية " فالحديث بهذه الشواهد صحيح أو حسن على الأقل.

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میں ایک ایسی مجلس میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھی جہاں کچھ خواتین وحضرات بھی موجود تھے۔فرمایا: مجھے لگتا ہے کہ تم لوگوں میں سے کوئی شخص جو کچھ بھی اپنی بیوی کے ساتھ تنہائی میں کرتا ہے وہ دوسروں کو تفصیل بتا دیتا ہے اور شاید کوئی عورت بھی اپنے شوہر کے ساتھ تنہائی کی تفصیل دوسری خواتین کو بتلا دیتی ہے؟ یہ سن کر سب نے خاموشی اختیار فرمالی۔مگر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ مجھے اللہ کی قسم ہے کہ یہ خواتین بھی اس قسم کی باتیں کرتی ہیں اور مرد بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔فرمایا: اس طرح کی حرکتیں نہ کیا کرو کیونکہ اس طرح کی باتیں کرنے کی مثال ایسی ہے جیسا شیطان راستے جاتے ہوئے شیطانہ سے ملے اور وہیں اس کے ساتھ شروع ہو جائے اور اس بات کی پرواہ نہ کرے کہ لوگ اسے دیکھ رہے ہیں۔

Marfat.com

غیر مسنون جماع کے منفی اثرات

اولاد کے ھیجڑا پیدا ہونے کی وجہ

عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا قَالَ الْمُخَنَّثُوْنَ أَوْلَادُ الْجِنِّ. قِیْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ کَیْفَ ذَالِکَ؟ قَالَ اِنَّ اللہَ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلَہٗ ﷺ نَھَیَا أَنْ یَأْتِیَ الرَّجُلُ امْرَأَتَہٗ وَھِیَ حَائِضٌ فَاِذَا أَتَاھَا سَبَقَہٗ اِلَیْھَا الشَّیْطَانُ فَحَمَلَتْ فَجَاءَتْ بِالْمُخَنَّثِ. وَاللہُ أَعْلَمُ.

آکام المرجان فی احکام الجان الباب الرابع و الثلاثون فی بیان ان المخنثین اولاد الجن ص ۷۷ : تالیف الشیخ العلامہ المحدث القاضی بدرالدین ابی عبد اللہ عمر بن عبد اللہ الشبلی الحنفی المتوفیٰ ۷۶۹ھ. الناشر دارا لمعرفة بیروت : توزیع دارالباز للنشر والتوزیع عباس احمد الباز مکة المکرمة.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ ہیجڑے دراصل جنات کی اولاد ہیں۔ آپ سے جب اس کی تفصیل دریافت کی گئی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی حالت حیض میں عورت سے مباشرت کرے مگر ہوتا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جب کوئی شخص اپنی بیوی سے حالت حیض میں مباشرت کرتا ہے تو شیطان مرد سے سبقت (پہل) کرتے ہوئے بیوی سے مباشرت کر جاتا ہے۔ اگر اس صورت میں حمل رہ جائے تو یہ اولاد مخنث / ھیجڑا پیدا ہوتی ہے۔ وَاللہُ أَعْلَمُ!

واقول

محدث قاضی بدرالدین ابی عبد اللہ عمر بن عبد اللہ الشبلی الحنفی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ اثر حضرت علامہ محقق طوسی کی مخطوطہ کتاب "تحریم الفواحش" کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے اور کتاب کا موضوع بحث ہے حرام چیزوں کی وجہ حرمت بیان کرنا جیسا کہ اس سے پہلی حدیث شریف میں رسول اللہ نے قربت کے وقت کی دعا تعلیم فرما کر یہ بھی واضح فرما دیا کہ اس کا فائدہ شیطانی اثرات سے بچے کو محفوظ رکھنا ہے۔ اسی طرح شریعت نے جتنی چیزوں کو حرام ٹھہرایا ہے ان کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہے لہٰذا حضرت عبداللہ بن عباس سے جب پوچھا گیا کہ مخنث پیدا ہونے کی وجہ کیا ہے تو انہوں نے یہ وضاحت فرمائی۔ چونکہ ازدواجی زندگی اسلام کا ایک اہم موضوع ہے جہاں یہ ضروری ہے کہ محنت مزدوری کر کے اپنی اور بیوی بچوں کی ضروریات پوری کی جائیں وہاں اس سے بڑھ کر یہ ضروری ہے کہ حلال و حرام کی پہچان حاصل کی جائے یا کسی عالم دین سے مسائل معلوم کر لیے جائیں۔

Marfat.com

میں نے اپنی پوری زندگی میں جو علمائے کرام کے قریب اوران کے ساتھ گزری ہے کبھی نہیں سنا یا دیکھا کہ کسی عالم دین یا سنجیدہ و تعلیم یافتہ آدمی کے گھر مخنث اور ہیجڑا اولاد پیدا ہوئی ہو۔ دراصل یہ تمام بیماریاں جہالت، فحاشی اور فیشن ایبل طرز زندگی کا منہ بولتا ثبوت اور الیکٹرونک میڈیا کے غلط استعمال اور بہتات اور دین سے دانستہ روگردانی کا نتیجہ ہیں۔

پہلے تھا بہت فاصلہ بازار سے گھر کا
اب ایک ہی کمرے میں ہے بازار بھی گھر بھی

ضیاء فاروقی

قرآن کریم نے اللہ کی سرزمین پہ اپنی مرضی سے آزادانہ تصرف کرنے والی قوموں۔ قوم عاد وثمود اور قوم لوط و شعیب اور فرعون وغیرہ کی تباہی کے قصے بیان کرنے کے بعد ان پر عاید فرد جرم کی تفصیل بیان کی ہے جس کے آخری جملے یہ ہیں:

وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی نَقُصُّهٗ عَلَیْکَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّ حَصِیْدٌ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّکَ وَمَازَادُوْهُمْ غَیْرَتَتْبِیْبٍ

ھود ۹۹-۱۰۱

ان لوگوں پر دنیا میں بھی لعنت پڑی اور قیامت کے روز بھی پڑے گی کیسا برا صلہ ہے یہ جو کسی کو ملے یہ چند بستیوں کی سرگزشت ہے جو ہم تمہیں سنا رہے ہیں ان میں سے بعض اب بھی کھڑی ہیں اور بعض کی فصل کٹ چکی ہے (مگر یاد رکھو) ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا انہوں نے آپ ہی اپنی جانوں پہ ظلم کیا اور جب اللہ کا حکم آ گیا تو ان کے وہ معبود جنہیں وہ اللہ کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے ان کے کچھ کام نہ آسکے اور انہوں نے ہلاکت و بربادی کے سوا انہیں کچھ فائدہ نہ پہنچایا۔

اس ظلم سے مراد ہے اللہ کی دی ہوئی زندگی اور اس کی نعمتوں کا غلط استعمال (Misuse & Abuse) جس کے نتیجے Reaction میں دنیا میں لعنت و رسوائی اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ لہٰذا اس اثر کے تحت یہاں چند مسائل سمجھنے کی ضرورت ہے۔

جنات کا عورتوں سے تعرض کرنا

ایک سوال یہ ہے کہ کیا جنات اور انسان کے درمیان نکاح جائز ہے؟ یا جنات انسان خواتین سے تعرض (چھیڑ چھاڑ) کر سکتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جنات، انسان اور بحری انسان اختلاف جنس کی بنیاد پر ایک دوسرے کے کف نہیں اس لیے نکاح جائز نہیں۔ حضرت حسن بصری کا جواز میں ایک قول منقول ہے مگر معقول نہیں۔ باقی ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے اس مسئلے میں کسی کا اختلاف نہیں۔" وَفِی الْأَشْبَاهِ عَنِ السِّرَاجِیَّةِ: لَا تَجُوزُ الْمُنَاكَحَةُ

Marfat.com

بَيْنَ بَنِي آدَمَ وَالْجِنِّ، وَإِنْسَانِ الْمَاءِ لِاخْتِلَافِ الْجِنْسِ......اهـ ...... وَمُفَادُ الْمُفَاعَلَةِ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ لِلْجِنِّيِّ أَنْ يَتَزَوَّجَ إِنْسِيَّةً أَيْضًا ''

رد المحتار على الدر المختار لابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي. كتاب النكاح.

الشَّيْخ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ عمر بنِ إِبْرَاهِيمِ بْنِ نُجَيْمِ الْمُتَوَفَّى ٩٧٠-٩٢٦ ھ نے '' الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ عَلَى مَذْهَبِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ النُّعْمَانِ '' میں '' اَلسِّرَاجِيَّة '' سے نقل کیا ہے کہ انسان، جنات اور بحری انسان کے درمیان اختلاف جنس کی بنیاد پر مناکحت جائز نہیں۔ لفظ '' مناکحت '' کے باب '' مفاعلة '' کے وزن پر آنے سے مفہوم اس طرح ہو گیا ہے کہ جس طرح انسان عورت کا جن مرد سے نکاح جائز نہیں اسی طرح جنی عورت سے انسان مرد کا نکاح جائز نہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا انسان، جنات اور بحری انسان کے درمیان اختلاف جنس کے باوجود اس کا امکان بھی ہے کہ نہیں؟ علمائے سلف میں سے بعض علمائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ پیش آمدہ واقعات، قرائن اور قرآن کریم کی آیت کی روشنی میں اس کے قائل ہیں مگر اس کی تفصیلات و کیفیات کا تعین کرنے سے قاصر ہیں۔

'' وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا '' ١٧: الاسراء ٦٤ : تو جس جس کو اپنی دعوت سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے۔ ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھالا، مال اور اولاد میں ان کے ساتھ شریک ہو جا اور ان کو وعدوں کے جال میں پھانس لے۔ اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

'' وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ '' اور شریک ہو جا ان کے مالوں میں اور اولاد میں۔ بعض علمائے تفسیر کے نزدیک اولاد میں شرکت سے مراد ہے کہ جب کوئی شخص دعا کا اہتمام کیے بغیر اور غیر مسنون طریقے سے بالخصوص حالت حیض میں بیوی سے جماع کرتا ہے تو اس وقت ان میاں بیوی سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اٹھ جاتی ہے لہٰذا شیطان مرد کے ساتھ یا سبقت کرتے ہوئے جماع میں شریک ہو جاتا ہے لہٰذا ایسی صورت میں اگر حمل رہ جائے جس کا امکان موجود ہے تو اس طرح کی اولاد کے مخنث اور معذور پیدا ہونے کا امکان ہے۔ جس کی کچھ تفصیل بیان ہو چکی ہے۔ لیکن شیطان جنات کی اس شرکت کی کیفیت کیا ہو سکتی ہے اس کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح بعض علمائے تفسیر رحمہم اللہ نے آیت '' فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ '' : ٥٥ الرحمن : ٥٦ : جنت میں ان نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی جنہیں ان جنتیوں سے پہلے کسی انسان یا جن نے چھوا نہ ہوگا۔ سے بھی استدلال کرتے ہیں مگر اس کے ثبوت میں جو روایات لاتے ہیں وہ سب منکرات ہیں۔

Marfat.com

واقول

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ()

۳۰ الروم ۲۱

اس ذات باری تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں تین باتیں بہت قابل غور ہیں اور وہ یہ کہ:

01: اللہ تعالیٰ نے انسانی نسل کی افزائش اور اس کے قائم رکھنے کیلئے عورت و مرد دونوں کو ایک فطری تقاضا ودیعت فرمایا ہے جس کی تسکین کیلئے دونوں کو ایک دوسرے کا ''زَوْج'' یعنی جوڑا بنایا ہے۔

اگر عورت و مرد کی جنس ایک دوسرے سے مختلف ہوتی مثال کے طور ''زَوْجَیْن'' میں سے ایک کی جنس جن ہوتی تو اس رشتے میں وہ سکون و اطمینان نہ ہوتا جو ہم جنس ہونے کے باعث پایا جاتا اور مطلوب ہے۔

02: اس تعلق کو قائم رکھنے کیلئے اللہ کریم نے دونوں کے دل میں ایک دوسرے کیلئے مودۃ و رحمت رکھ دی ہے ''وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً'' اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔

اس آیت مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ انسان و جنات کے درمیان مناکحت سے عملاً وہ نتائج پیدا نہیں ہو سکتے جو نکاح میں مطلوب ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اگرچہ جنات مختلف شکلیں اختیار کر سکتے ہیں مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ شکلیں بدلنے سے ان کے اعضائے تناسلی بھی انسانی شکل میں آجاتے ہیں۔ یا جنات کی جنسی خاصیت میں بھی تبدیلی آجاتی ہے۔ البتہ یہ بات ثابت ہے کہ جنات تعرض (چھیڑ چھاڑ) کرتے ہیں مگر کیفیات و تاثیر کا تعین محض قرائن سے متعین نہیں کیا جا سکتا۔ مومنین جنات میں بھی صالحین موجود ہیں جن سے اس قسم کے تعرض کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ تعرض صرف شیطان جنات کرتے ہیں جن کا بابا ابلیس ہی انسان کا اولین دشمن ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کے تعرض سے کسی کو لذت و سرور اور ثواب حاصل ہو سکے؟ اسی لیے تو شریعت نے ہر امر کے شروع میں تعوذ و تسمیہ کی تلقین کی ہے تاکہ انسان اس کے شر سے محفوظ رہے۔ اگر جنات کے تعرض میں کوئی فائدہ پوشیدہ ہوتو اس اہتمام کی ضرورت نہ تھی۔

اس تعرض (چھیڑ چھاڑ) کے سلسلے میں بہت سی موضوع و منکر روایات و حکایات بھی مروی جنہیں محدث قاضی بدرالدین الشبلی الحنفی رحمہ اللہ اور علمائے تفسیر نے بیان کیا ہے مگر ان میں کوئی بھی ایسی معتبر نہیں کہ جسے

Marfat.com

نقل کرتے ہوئے اطمینان ہو۔ جیسا کہ ایک حدیث بھی بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنات سے نکاح کرنے کو منع فرمایا ہے مگر یہ روایت منکر ہے۔ سو فیصد اطمینان کے بغیر کسی ایک لفظ کو بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنے میں بہت بڑا گناہ ہے لہٰذا مناسب یہی ہے کہ جو تفصیلات حدیث شریف میں بیان ہو چکی ہیں انہی پر اکتفا کیا جائے۔

حیض کے مسائل

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ () نِسَآءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ () ۰۲ : البقرۃ ۲۲۲-۲۲۳.

ترجمہ

آپ سے سوال کرتے ہیں کہ حیض کے متعلق کیا حکم ہے انہیں بتا دیجیے کہ وہ ایک گندگی کی حالت ہے اس دوران عورتوں سے علیحدہ رہو اور ان سے اس وقت تک مقاربت نہ کرو جب تک کہ وہ پاک صاف نہ ہو جائیں۔ پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس اس طرح جاؤ جیسا کہ اللہ نے تم کو حکم دیا ہے بے شک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو گناہوں پہ توبہ کر لیں اور پاکیزہ زندگی اختیار کریں۔ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں تمہیں اختیار ہے جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں جاؤ مگر اپنے مستقبل کی فکر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور خوب جان لو کہ تمہیں ایک روز اس کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے۔

اللہ کریم نے پہلے تو میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دے کر ان کے اندر ایک دوسرے کے لیے احساس اور غیرت رکھنے کی ترغیب فرمائی۔ '' هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ '' ۰۲: البقرۃ ۱۸۷: عورتیں تم مردوں کا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو۔ پھر فرمایا کہ '' نِسَآءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ '' تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ یعنی شوہر کی حیثیت ایک کسان کی ہے اور بیوی کی حیثیت ایک کھیتی کی۔ چونکہ کسان کی ساری عیش و عشرت کا انحصار کھیتی کی پیداوار پر ہوتا ہے لہٰذا کھیتی یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کا کسان پورا سال اس پر توجہ مرکوز رکھے جب ہل جوتنے کا موسم ہو تو ہل چلائے جب پانی دینے کی ضرورت ہو تو پانی دے اور جب بیج ڈالنے کا موسم ہو تو بیج ڈال دے اور اس کے بعد اس کی رکھوالی کرے۔ اللہ کی کتاب قرآن کریم کا یہ اعجاز ہے کہ زوجین کے لیے اتنی جامع اور خوبصورت تشبیہ دی۔ دنیا کی کوئی کتاب اور کوئی مذہب اس کی نظیر نہیں پیش کر سکتا جب ہم غور کرتے ہیں تو ان خوبصورت سے دو جملوں کی تشریح

Marfat.com

کے لیے انسانی زبان کے تمام مترادفات کم نظر آتے ہیں۔

ایک اچھے کسان کی سب سے پہلی ذمہ داری ہے کہ بے موسم ہل نہ چلائے لہٰذا قرآن نے حکم دیا کہ ''فَاعْتَزِلُوْا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضَ'' حالت حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو۔اس دوران میں مباشرت انتہائی نقصان دہ ثابت ہوتی ہے جیسا کہ ابھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا اثر بیان ہوا ہے۔

صورت مسئلہ

چند احادیث مبارکہ کی روشنی میں صورت مسئلہ یہ ہے کہ یہود حالت حیض میں عورت کو گھر سے نکال دیتے تھے اور جب تک وہ حالتِ حیض میں ہوتی اپنی کسی ضرورت کے لیے گھر کے اندر نہیں آسکتی تھی لہٰذا ایک صاحب ثابت بن الدحداح رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرما دیا:''وَيَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَاَذًى فَاعْتَزِلُوْا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.''

آپ سے سوال کرتے ہیں کہ حیض کے متعلق کیا حکم ہے؟ انہیں بتا دیجیے کہ وہ ایک گندگی کی حالت ہے اس دوران عورتوں سے علیحدہ رہو اور ان سے اس وقت تک مقاربت اختیار نہ کرو جب تک کہ پاک صاف نہ ہو جائیں پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس اس طرح جاؤ جیسا کہ اللہ نے تم کو حکم دیا ہے بیشک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو گناہوں سے توبہ کرلیں اور پاکیزہ زندگی اختیار کریں۔

یعنی ان دنوں میں صرف مباشرت منع ہے باقی ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا سب ٹھیک ہے اور انہیں گھروں سے نکال کر جانوروں کے ساتھ رکھنے کی اجازت نہیں۔اب یہود نے جب یہ سنا تو انہوں نے کہا یہ محمد عجیب شخص ہیں کہ ہمارے ہر طریقے کی مخالفت کرتے ہیں۔یہود کی یہ باتیں سن کر شمع رسالت کے دو پروانے حضرت اسید بن حُضیر اور حضرت عباد بن بشر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ یہود تو اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔تو کیا ہم ان کی مخالفت کرتے ہوئے حیض کے دوران عورتوں سے جماع بھی نہ کرلیا کریں؟ یہ سنتے ہی رخ انور ﷺ پہ ناپسندیدگی اور غصے کے آثار نمودار ہو گئے۔حاضرین کو اندیشہ گزرا کہ کہیں آپ ﷺ ان سے ناراض نہ ہو جائیں۔یہ دونوں حضرات وہاں سے اٹھے اور یہ جاننے کے لیے کہ آپ ﷺ ان سے بالکل ناراض ہو گئے ہیں یا وقتی تنبیہ تھی۔آپ کی خدمت اقدس میں دودھ ہدیہ بھیجا جو آپ ﷺ نے نوش فرما لیا اور یہ اس بات کی علامت تھی کہ آپ دل سے ناراض نہیں ہوئے لہٰذا اب ان حضرات کی جان میں جان آئی۔

الدر المنثور للسيوطي رحمه الله تعالىٰ تفسير البقره الاٰية ٢٢٢.

Marfat.com

مدت حیض

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي أَقَلِّ الْحَيْضِ وَأَكْثَرِهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ أَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةٌ وَأَكْثَرُهُ عَشَرَةٌ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَبِهِ يَأْخُذُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَرُوِيَ عَنْهُ خِلَافُ هَذَا-وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ أَقَلُّ الْحَيْضِ يَوْمٌ وَأَكْثَرُهُ خَمْسَةَ عَشَرَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ.

مختصر الأحكام =مستخرج الطوسى على جامع الترمذى:باب المستحاضة تجمع بين الصلاتين :المؤلف :أبو عَلِيٍّ الحسنُ بنُ عَلىِّ بنِ نَصرٍ الطُّوسِيُّ، المُلَقَّبُ :بِكَرْدُوش (المتوفى 312 :هـ..المحقق :أنيس بن احمد بن طاهر الأندونوسياالناشر :مكتبة الغرباء الأثرية -المدينة المنورة -السعودية.الطبعة :الأولى، 1415هـ.عدد الأجزاء .۴.

حیض کی کم اور زیادہ مدت میں اہل علم کے ہاں اختلاف رائے موجود ہے بعض علمائے امت رحمہم اللہ کے نزدیک تین سے دس روز مدت حیض ہے یہی حضرت سفیان ثوری، اہل کوفہ اور ابن مبارک کا یہی قول ہے جبکہ ابن مبارک کا ایک قول اس کے خلاف بھی منقول ہے۔اور بعض اہل علم جن میں عطا بن ابی رباح شامل ہیں کے نزدیک کم از کم مدتِ حیض ایک سے پندرہ روز ہے اور یہی قول ہے حضرات ائمہ شافعی واحمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا۔اور یہی قابل ترجیح ہے۔

اس باب کی احادیث کے رواۃ میں حضرت ابوامامہ باہلی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت انس بن مالک، واثلہ بن اسقع ،عطاء بن ابی رباح، شریک اور حسین بن صالح شامل ہیں اور روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ کم از کم کی مقدار تو متعین کی جاسکتی ہے۔البتہ عام عادت کے مطابق تین اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن مدت حیض ہے اس کے بعد بھی اگر خون کے داغ لگیں تو یہ استحاضہ کے حکم میں ہوگا۔روایات میں اگرچہ بظاہر اختلاف ہے لیکن درحقیقت نہیں کیونکہ شادی سے پہلے اور بعد، صحت مند و لاغر اور جوان و عمر رسیدہ عورتوں کے نظام الاوقات میں تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے۔جس پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔بعض خواتین کا معمول اس طرح ہوتا ہے کہ ماہواری کے دوران ایک دو دن وقفہ آجاتا ہے۔اس دوران اگر احتیاط نہ کی جائے تو حمل کا امکان بڑھ جاتا ہے۔اور حمل نہ بھی ہو پھر بھی عورت کی صحت بہت متاثر ہوتی ہے۔لہٰذا ازدواجی زندگی میں ان چیزوں کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

دورانِ حیض حمل کا امکان

جیسا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اثر بیان ہے اور کچھ تفصیل آئندہ بیان ہونے والی ہے کہ دورانِ حیض حمل رہ جانے اور بچے کے نامکمل پیدا ہونے کا امکان موجود ہے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ نے اس حال میں جماع کی اجازت نہیں دی۔رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماننے والوں کو اس وقت خطرات سے آگاہ فرمادیا

Marfat.com

تھا جب کہ دنیا میں نہ کوئی لیبارٹری موجود تھی اور نہ Equipment مگر اب تو سائنس نے ترقی کر کے اس راز سے بھی پردہ اٹھا دیا ہے

Can a Woman Become Pregnant During Her Period?

By Jennifer Barton

It's a common misconception that if a woman has sex during her period she cannot become pregnant. While a woman is unlikely to get pregnant during her period, it is absolutely possible.

http://www.parents.com/getting-pregnant/ovulation/fertile-days/pregnant-period

عوام الناس میں عام طور پر یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اگر عورت حالت حیض میں جماع کر لے تو حمل نہیں رہتا، حالانکہ کبھی کبھار عورت کو حمل رہ جانا عین ممکن ہے۔

اولاد کے معذور پیدا ہونے کا باعث

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ أَتٰى امْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَجَاءَ وَلَدَهٗ أَجْذَمَ فَلَا يَلُوْمُنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ.

فيه عمرو بن محمد الأعشم هو كذاب : معرفة التذكرة في الأحاديث الموضوعة: حرف اللام:المؤلف :أبو الفضل محمد بن طاهر بن علي بن أحمد المقدسي الشيباني، المعروف بابن القيسراني (المتوفى 507 :هـ.المحقق :الشيخ عماد الدين أحمد حيدر،الناشر :مؤسسة الكتب الثقافية -بيروت:الطبعة :الأولى، 1406هـ 1985 -م.عدد الأجزاء . 1-واورده السيوطي في الدرالمنثور. وأخرجه أبوالعباس السراج في مسنده.

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی حالت حیض میں عورت سے جماع کرے جس کے نتیجے میں بچہ کٹے ہوئے ہاتھ یا کٹی ہوئی انگلیوں والا پیدا ہو تو پھر کسی دوسرے کو ملامت نہ کرے سوائے اپنی ذات کے۔

اس مندرجہ روایت میں ایک راوی عمرو بن محمد الأعشم متہم بالکذب ہے اس کے باوجود علمائے امت اسے نقل کرتے آئے ہیں اور شاید اس کی وجہ غالباً امکان مفہوم ہے۔ جس کے پیش نظر میں نے نقل کر دی ہے۔ جَذَمَ يَجْذِمُ جَذْمًا وَجَذْمَةً باب (ضَرَبَ يَضْرِبُ) کے وزن پر، معنی ہوں گے جلدی کاٹنا اس کی صفت بھی "جَذِيْمٌ" اور "أَجْذَمَ" آتی ہے اور (سَلِمَ يَسْلَمُ) کے وزن پر اگر "جَذِمَ يَجْذَمُ جَذَمًا" ہو تو اس کے معنی کٹے ہوئے

Marfat.com

ہاتھ یا کٹی ہوئی انگلیوں والا ہونا ہوتا ہے جبکہ " جُذِمَ " کے معنی ہوں گے کوڑھی یعنی مجذوم اور اس سے بھی " أَجْذَمَ " صفت آتی ہے۔ اس لحاظ سے اس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ حیض کے دوران حمل کی صورت میں بچے کو ان میں سے کوئی ایک عذر بھی لاحق ہو سکتا ہے اور سارے بھی جبکہ جذام کے عارضہ سے بھی کبھی ہاتھ پاؤں کی انگلیاں گر جاتی ہیں۔ اللہ کریم محفوظ فرمائے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِتَّقُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ فَإِنَّ الْجُذَامَ يَكُوْنُ مِنْ أَوْلَادِ الْحَيْضِ.

اخرجه ابن المنذر عن ابی اسحٰق الطالقانی عن محمد بن حمیر عن فلان بن السری. کما اورده اللسیوطی فی ألدر المنثور۔تفسیر البقرہ اية ۲۲۲.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حالت حیض میں عورتوں سے دور رہو اس لیے کہ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں کٹی ہوئی شکل میں (ناقص الخلقت) جو اولاد پیدا ہوتی ہے اس کی یہی وجہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الَّذِيْ يَأْتِيْ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ يَتَصَدَّقُ بِدِيْنَارٍ أَوْ بِنِصْفِ دِيْنَارٍ.

اورده اللسیوطی فی ألدر المنثور.تفسیر البقرہ اية ۲۲۲.وقال أخرجه ابن ابی شیبة و احمد و ابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجه والحاکم وصححه والبیهقی عن ابن عباس .

حضرت عبداللہ بن عباس نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ اگر کوئی ایسی حرکت کر بیٹھے یعنی حالت حیض میں جماع کر لے تو ایک دینار یا کم از کم نصف دینار صدقہ کرے۔

چونکہ صدقہ کرنے سے بلائیں دفع ہوتی ہیں لہٰذا آپ ﷺ کے حکم کا منشاء یہ ہے کہ ایک تو ایسے کرنے والے کو غلطی کا احساس ہو جائے اور دوسرا یہ کہ اس کے دنیوی وبال سے بچ جائے: اس باب میں بہت سی روایات ہیں میں نے نمونے کے طور پہ ایک نقل کر دی ہے۔

حالت حیض سے پاک ہونے کی صورت میں مباشرت سے پہلے غسل افضل ہے ورنہ کم از کم وضو ضروری ہے۔

دبر میں وطی کرنے کا وبال

عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَى رَجُلٍ أَتَى رَجُلًا أَوِ امْرَأَةً فِي الدُّبُرِ.

اورده اللسیوطی فی ألدر المنثور.تفسیر البقرہ اية ۲۲۲.وقال أخرجه الترمذی و حسنه والنسائی وابن ابی شیبة وابن حبان عن ابن عباس .

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس آدمی کی طرف رحمت کی

Marfat.com

نظر سے نہیں دیکھیں گے جو کسی مرد سے بدفعلی کرے یا عورت کے پچھلے حصے میں وطی کرے۔

نوٹ : عورت کی دبر میں وطی کرنے کو رسول اللہ ﷺ نے لواطت صغریٰ کا نام دیا ہے۔اور میں نے گزشتہ ابواب میں ''بدکاری اور خود لذتی کی مختلف قسمیں'' کے تحت ''لواطت صغریٰ'' کے تحت اس کی ابتدائی تاریخ سمیت احادیث و آثار کی روشنی میں تمام تفصیل لکھ دی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الَّذِي يَأْتِي امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ: يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أَوْ نِصْفِ دِينَارٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰكَذَا الرِّوَايَةُ الصَّحِيحَةُ قَالَ: دِينَارٌ أَوْ نِصْفُ دِينَارٍ. وَرُبَّمَا لَمْ يَرْفَعْهُ شُعْبَةُ.

أخرجه ابو داود في النكاح باب اتيان الحائض وصححه الألباني رحمهما الله تعالى.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت حیض میں عورت سے وطی کرنے کی صورت میں کفارے کے طور پر ایک دینار یا کم از کم نصف دینار صدقہ کرنا فرمایا ہے۔

دوسرے کے حمل میں جماع

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَتَى بِامْرَأَةٍ مُجِحٍّ عَلَى بَابِ فُسْطَاطٍ فَقَالَ لَعَلَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُلِمَّ بِهَا؟ فَقَالُوا نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَلْعَنَهُ لَعْنًا يَدْخُلُ مَعَهُ قَبْرَهُ كَيْفَ يُوَرِّثُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ كَيْفَ يَسْتَخْدِمُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ.

صحيح مسلم كتاب النكاح باب تحريم وطء الحامل المسبية.

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک ایسی عورت لائی گئی جو حمل سے تھی اور حالت جنگ میں قیدی بننے کے بعد باندی بنالی گئی تھی اور اس کا زمانہ ولادت بالکل قریب تھا رحمت عالم ﷺ نے اس کی حالت زار دیکھ کر پوچھا ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مالک اس کے ساتھ اس حالت میں جماع کرنا چاہتا ہے تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہی بات ہے۔ فرمایا: میرا جی چاہتا ہے کہ اس آدمی پر ایسی لعنت کروں جو قبر میں بھی اس کے ساتھ جائے۔ وہ اس کے پیٹ والے بچے کا وارث کیسے ہوسکتا ہے جب کہ اس کے لیے یہ حلال ہی نہیں اور وہ بچے کو کیسے غلام بنالے گا حالانکہ اس کے لیے حلال نہیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ حالت جنگ میں اگر کسی کے حصے ایسی عورت آئے جو حمل سے ہو تو اس سے جماع حرام ہے جب تک کہ اس کے ہاں بچہ نہ پیدا ہو جائے۔اور کسی بھی صورت میں دوسرے کے حمل کے دوران وطی حلال نہیں۔ جبکہ اپنی بیوی سے بھی ولادت کے قریب جماع ناپسندیدہ ہے تو اس عورت کے ساتھ کیسے درست تھا اس لیے رسول اللہ ﷺ نے سخت تنبیہ فرمائی۔

Marfat.com

سوچنے کی بات ہے کہ کیا کبھی یہ ممکن ہے کہ ایک کسان کے بیج پر دوسرا آ کر اپنا بیج پھینک دے؟ جب قیدی اور باندی سے حالت حمل میں جماع حرام اور قابل لعنت ہے تو کیا انجام ہوگا ایسے شخص کا جو دوسرے کی بیوی کے ساتھ حالت حمل میں بدکاری کرے۔

ولیمہ

لغوی وفقہی تعریف

علمائے لغت وفقہائے کرام رحمہم اللہ نے بیان فرمایا ہے کہ لفظ ''ولیمہ'' وَلْـمْ : سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں جمع اور معاملے کے اختتام پذیر ہونے کے، چونکہ شادی بیاہ کے تمام معاملات شروع سے آخر تک انجام پانے کے بعد زوجین ایک دوسرے سے ملتے اور جمع ہوتے ہیں لہٰذا اس مناسبت سے شادی کی دعوت کو ولیمہ (وَلِيْمَةُ الْعُرْس) کہا جاتا ہے۔ اہل علم حضرات نے بیان فرمایا ہے کہ شریعت میں ضیافت کی کل نو قسمیں معروف ہیں ان میں سے ایک حرام ہے جبکہ باقی سنت یا مستحب ہیں اور ان کی تفصیل اس طرح ہے:

مشروع وحرام ضیافتیں

01 : اَلْوَلِيْمَةُ : سنت مؤکدہ اور صحیح احادیث وتواتر سے ثابت ہے۔ جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔

02 : اَلْخُرْسُ : بچی یا بچے کی ولادت کے موقعہ پر اقارب واحباب کی دعوت کرنا۔

03 : اَلْإِعْذَارُ : ساتویں روز بچے کے ختنے کی دعوت کرنا۔

04 : اَلْوَكِيْرَةُ : دلہا اور دلہن کی عروسی کے لیے خصوصی کھانا۔

05 : اَلنَّقِيْعَةُ : جب گھر کا کوئی فرد سفر سے واپس آئے تو اس کے لیے کھانے کا اہتمام کرنا۔

06 : اَلْعَقِيْقَةُ : بچے کی ولادت پر ساتویں روز لڑکی کی طرف سے ایک اور لڑکے کی طرف سے دو جانور ذبح کر کے تقسیم کر دینا یا گھر بلا کر اقرباء واحباب کو کھلا دینا۔

07 : اَلْوَضِيْمَةُ : دعوت کی شرعاً حرام شکل۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ کسی ناگہانی مصیبت کے وقت خصوصی کھانا تیار کرنا۔ غالباً جاہلیت کا کوئی دستور ہوگا جیسا کہ یہاں انگلینڈ میں بھی انگریزوں میں یہ رواج ہے کہ اگر کسی کی موت ہو جائے تو لواحقین اچھی سے اچھی شراب کا بندوبست کرتے اور خوب پیتے پلاتے ہیں۔ میرا پڑوسی ایک انگریز فوت ہوگیا تو میں تعزیت کیلئے ان کے گھر گیا۔ دیکھا تو میت کو بالکل نیا سوٹ، ٹائی، شوز اور ہیٹ پہنا رکھا تھا اور اس کے قریب شراب

Marfat.com

کی بوتلیں رکھی تھیں غمزدہ بیٹی اور بیوی چند قریبی عزیزوں کے ساتھ پیتے پیتے نیم بیہوشی کے عالم میں تھیں۔ بیٹی نے Good Neighbour (اچھاپڑوسی) کہہ کر مہمانوں سے میرا تعارف کراتے ہوئے لرزتے ہاتھوں سے ایک گلاس مجھے تھما کر ایک بوتل کی طرف اشارہ کیا تو میں نے شکریے کے ساتھ معذرت کی مگر اس کے معذرت قبول کرنے کے انداز سے مجھے محسوس ہوا کہ محترمہ کے خیال میں شاید مجھے اس کے باپ کے مرنے کا دکھ نہیں۔ چنانچہ مجھے چند تعریفی کلمات کہہ کر تلافی کرنا پڑی۔ مگر اسلام نے مصیبت کے وقت کھانے پینے کے بجائے اللہ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے اور میت والے گھر تین روز تک سوگ منانے اور پڑوسیوں و رشتہ داروں پر کھانے کا حق رکھا ہے۔

08 : اَلْمَأْدَبَةُ : بلاسبب دوست، احباب اور قرابت داروں کی دعوت کرنا صحیح سنت سے ثابت ہے۔

09 : اَلْحِذَاقَةُ : بچے کے قرآن ختم کرنے یا ویسے ہی قرآن ختم کرنے پر شکرانے کے طور پر کھانا بنانا۔

تحفة الاحوذی بشرح جامع الترمذی کتاب النکاح باب ماجاء فی الولیمة.

ولیمہ کے آداب

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ بْنَ عَشْرِسِنِیْنَ مَقْدَمَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الْمَدِیْنَةَ فَكَانَ اُمَّهَا تِیْ یُوَاظِبْنَنِیْ عَلٰی خِدْ مَةِ النَّبِیِّ ﷺ فَخَدَمْتُهُ عَشْرَ سِنِیْنَ وَتُوُفِّیَ النَّبِیُّ ﷺ وَ أَنَا بْنُ عِشْرِیْنَ سَنَةً فَكُنْتُ اَعْلَمَ النَّاسِ بِشَأْ نِ الْحِجَابِ حِیْنَ اُنْزِلَ وَكَانَ اَوَّلُ مَا اُنْزِلَ مُبْتَنٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِزَیْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ اَصْبَحَ النَّبِیُّ بِهَا عُرُوْسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوْا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوْا وَبَقِیَ رَهْطٌ مِّنْهُم عِنْدَالنَّبِیِّ ﷺ فَأَطَالُوْا الْمُكْثَ فَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ لِكَیْ یَخْرُجُوْا فَمَشَی النَّبِیُّ ﷺ وَمَشَیْتُ حَتّٰی جَاءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتّٰی اِذَا دَخَلَ عَلٰی زَیْنَبَ فَاِذَاهُمْ جُلُوْسٌ لَمْ یَقُوْمُوْافَرَجَعَ النَّبِیُّ ﷺ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِعَائِشَةَ وَظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَاِذَاهُمْ قَدْخَرَجُوْا فَضَرَبَ النَّبِیُّ ﷺ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُ بِالسِّتْرِ وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ.

صحیح البخاری کتاب النکاح باب الولیمة حق وصحیح مسلم کتاب النکاح باب زواج زینب بنت جحش و نزول الحجاب و اثبات الولیمة.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میری عمر دس سال تھی میری ماں مجھے رسول اللہ کی خدمت کرنے کی تاکید فرماتی رہتیں چنانچہ میں نے دس سال تک آپ ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل کیا جب آپ کا وصال ہوا تو میری عمر بیس سال تھی اور حجاب کی تفصیلات کے بارے میں مجھے دوسروں سے زیادہ معلوم ہے۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش سے خلوت

Marfat.com

فرمائی جب شب عروسی کی صبح کو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ولیمے کے کھانے پہ بلایا اور انہیں کھانا کھلایا تو وہ فارغ ہو کر نکل گئے مگر چند لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے رہے اور انہوں نے بہت دیر کر دی چنانچہ رسول اللہ ﷺ اُٹھے اور باہر تشریف لے گئے میں بھی آپ کے ساتھ باہر نکل گیا کہ شاید یہ چلے جائیں پس نبی ﷺ چل پڑے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلنے لگا یہاں تک کہ جب حجرۂ عائشہ کی دہلیز کے قریب پہنچے تو آپ نے گمان کیا کہ شاید اب وہ جا چکے ہوں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ واپس لوٹے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا جب حضرت زینب کے پاس آئے تو وہ لوگ وہیں بیٹھے تھے اب آپ پھر لوٹ آئے اور میں بھی ساتھ ہی لوٹ گیا پھر حجرۂ عائشہ کی دہلیز کے قریب پہنچے تو آپ نے سوچا اب وہ چلے گئے ہوں گے چنانچہ آپ واپس تشریف لائے اور میں بھی ساتھ ہی لوٹ آیا دیکھا تو وہ لوگ جا چکے تھے پس نبی ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا لیا یہی وہ موقعہ ہے کہ جب حجاب کا حکم نازل ہوا۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ولیمہ کے باب کے تحت اس حدیث کو لانے کے لیے باب قائم کیا ہے کہ: ''اَلْوَلِیْمَةُ حَقٌّ'' یعنی ولیمہ کرنا حق ہے۔ حضرت امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں لفظ ''حق'' باطل کے مقابل آتا ہے اور ولیمہ سنت مؤکدہ ہے نبی ﷺ نے اپنی تمام ازواج اور بنات کا ولیمہ فرمایا ہے اور یہی دستور قرون اولیٰ سے تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے۔ اس سلسلے کی باقی تفصیل ازواج مطہرات کے تذکرے میں گزر چکی ہے۔

اس حدیث شریف سے ایک اور سبق ملتا ہے کہ ایسے مواقع پر میزبان چونکہ بہت مصروف ہوتا ہے لہٰذا مہمان کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ اسے جس مقصد کیلئے مدعو کیا گیا ہے اس تک محدود رہے اور باقی معاملات کیلئے فرصت کا انتظار کرے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ یہ کتنا حساس معاملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر اس کا نہ صرف نوٹس لیا بلکہ آداب پر مشتمل وحی نازل فرما دی: '' يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ...''

۳۳ : الأحزاب : ۵۳.۵۴.

اے ایمان والو! جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے تم لوگ نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو کھانے کیلئے ایسے وقت میں کہ اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو بلکہ جب بلایا جائے جاؤ اور جب کھا چکو تو نکل کھڑے ہو، وہیں باتوں میں مشغول نہ ہو جایا کرو، کیونکہ نبی کو تمہاری اس بات سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ لحاظ کر جاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا......

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ رَاٰى عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَةٍ

Marfat.com

فَقَالَ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰی وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ بَارَکَ اللّٰهُ لَکَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

اخرجه البخاری فی کتاب النکاح باب کیف یدعی للمتزوج. واخرجه مسلم فی کتاب النکاح باب الصداق وجواز کونه تعلیم قرآن و خاتم حدید وغیره ذالک من قلیل وکثیر استحباب کونه خمسمائة درهم لمن لا یجحف به واخرجه النسائی فی کتاب النکاح باب دعاء من لم یشهد التزویج و الترمذی کتاب النکاح باب ماجاء فی الولیمة واخرجه ایضا فی کتاب الدعوات باب الدعاء للمتزوج.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے تو ان کے بدن پر زرد رنگ کی خوشبو کے آثار دیکھ کر آپ نے پوچھا عبدالرحمٰن یہ کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ میں نے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا مہر ادا کر کے ایک عورت سے شادی کر لی ہے۔ تو آپ ﷺ نے برکت کی دعا دیتے ہوئے فرمایا ولیمہ ضرور کرنا چاہے ایک بکری ہی میسر ہو۔

چونکہ اس حدیث میں بہت سارے مسائل ہیں لہٰذا یہ پہلے بھی آ چکی ہے اور حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ایسی احادیث جن میں بہت سے مسائل ہوں ان کی اہمیت کے پیش نظر کئی ابواب کے تحت ذکر فرماتے ہیں۔ اس حدیث سے دولہا کا زرد رنگ استعمال کرنا اور نکاح پر تہنیت کرنے اور کم از کم مہر مقرر کرنا جیسے مسائل گزر چکے ہیں اب یہ ولیمہ کے تحت لائی گئی ہے چونکہ اس میں رسول اللہ کا ولیمہ کرنے کے لیے حکم فرمانا ثابت ہے لہٰذا امام ترمذی رحمہ اللہ نے باب کے ابتداء میں نقل فرمائی ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَوْلَمَ عَلٰی صَفِیَّةَ بِنْتِ حُیَیٍّ بِسَوِیْقٍ وَتَمْرٍ

جامع الترمذی کتاب النکاح باب ماجاء فی الولیمة.

حضرت انس بن مالک کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ بنت حیی سے نکاح کے ولیمہ پہ ستو اور کھجوریں کھلائی تھیں۔

جبکہ ایک دوسری روایت جو صحیحین میں ہے اس کے مطابق ولیمہ میں حیس کھلایا تھا۔ حیس: ستو، کھجور اور گھی ملا کر ایک مالیدہ سا بنایا جاتا ہے اسے حیس کہتے ہیں اور حضرت صفیہ بنت حیی سے نکاح خیبر سے واپسی پہ راستے میں فرمایا تھا اور ولیمہ کی شکل یہ تھی کہ ایک دستر خوان بچھا دیا گیا تھا اور سب قافلے والوں میں جس کے پاس جو بھی موجود تھا اس نے اس دستر خوان پہ رکھ دیا اور سب نے مل کر تناول فرما لیا لہٰذا جس کے پاس کھجور اور ستو آئے اس نے اس کی روایت کر دی اور جس کے سامنے حیس تھا اس نے وہی کھایا اور اسی کی روایت کر دی لہٰذا روایت میں کوئی تضاد نہیں۔

التحفة الاحوذی.

Marfat.com

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ مَا رَأَیْتُ عَلٰی شَیْءٍ مِنْ نِسَائِہٖ مَا اَوْلَمَ عَلٰی زَیْنَبَ فَاِنَّہٗ ذَبَحَ شَاۃً ۔

اخرجه البخاری فی کتاب النکاح با ب الولیمة ولو بشاةٍ واخرجه ایضا فیه باب من اولم علی بعض نسائه اکثر من بعض واخرجه مسلم فی کتاب النکاح باب زواج زینب بنت جحش ونزول الحجاب واثبات ولیمة العرس واخرجه ابو داؤد فی کتاب الاطعمة باب استحباب الولیمة عند النکاح واخرجه ابن ماجه فی تحفة النکاح باب الولیمة.

حضرت انس بن مالک نے بیان کیا ہے کہ حضرت زینب بنت جحش سے نکاح پہ جو ولیمہ آپ نے کیا ایسا کسی اورزوجہ کا نہ تھا اس ولیمہ میں آپ ﷺ نے بکری ذبح فرمائی تھی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں ولیمہ کی کوئی ایک شکل اور تکلف نہیں تھا بس جو میسر ہوا اسی سے ولیمہ کر دیا اور یہی سنت طریقہ ہے قرضے اٹھا کر اور خاص کر سودی قرضے سے ولیمہ کرنا ثواب نہیں گناہ کے ذیل میں آتا ہے۔ یوں لوگ ناک بچا لیتے ہیں مگر اللہ اور رسول ﷺ کو ناراض کر بیٹھتے ہیں اور جس شادی میں رسول اللہ ﷺ اور اللہ تعالیٰ ناراض ہوں اس میں برکت کہاں سے آئے گی؟

حضرت فاطمۃ الزہراء کا ولیمہ

عَنْ عَائِشَۃَ وَاُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتَا اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ نُجَھِّزَ فَاطِمَۃَ حَتّٰی نُدْخِلَھَا عَلٰی عَلِیٍّ فَعَمَدْنَا اِلَی الْبَیْتِ فَفَرَشْنَاہُ تُرَابًا لَیِّنًا مِنْ اَعْرَاضِ الْبَطْحَاءِ ثُمَّ حَشَوْنَا مِرْفَقَتَیْنِ لِیْفًا فَنَفَشْنَاہُ بِاَیْدِیْنَا ثُمَّ اَطْعَمْنَا تَمْرًا وَزَبِیْبًا وَسَقَیْنَا مَاءً عَذْبًا وَعَمَدْنَا اِلٰی عُوْدٍ فَعَرَضْنَاہُ فِیْ جَانِبِ الْبَیْتِ لِیُلْقٰی عَلَیْہِ الثَّوْبُ وَیُعَلَّقَ عَلَیْہِ السِّقَاءُ فَمَا رَأَیْنَا اَحْسَنَ مِنْ عُرْسِ فَاطِمَۃَ ۔

اخرجه ابن ماجه وانفرد به فی التحفة النکاح باب الولیمة وفی اسناده المفضل او الفضل بن عبد الله وهو ضعیف وشیخه جابر هو الجعفی متهم.

حضور سرور عالم ﷺ کی پیاری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کا حال حضرت عائشہ و ام سلمہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ ہم فاطمہ کو تیار کر کے علی کے گھر بھیج دیں تو ہم نے گھر جا کر بطحاء کی طرف سے لائی ہوئی نرم مٹی فرش پہ ڈال دی، دو گدوں میں پتے بھر دیے ہم نے ہاتھ جھاڑے پھر کھجور، کشمش اور میٹھے پانی سے ضیافت کی گئی پھر ہم نے ایک لکڑی کو مکان کے کونے میں رکھ دیا تا کہ اس پہ کپڑے اور مشکیزہ لٹکایا جا سکے۔ یہ تھا حضرت فاطمۃ الزہراء کا ولیمہ جس سے بہتر ولیمہ ہم نے نہیں دیکھا۔

واقول

جہیز اور بیٹیوں کا ولیمہ دراصل اسلامی روایت نہیں بلکہ بعض غیر مسلم اقوام کا تکلف ہے اور وہ اگر کوئی اس طرح

Marfat.com

کا معاملہ کرتے ہیں تو اس کی حکمت بھی سمجھ آتی ہے کیونکہ ان کے ہاں بیٹیوں کی وراثت کا وہ تصور نہیں جو اسلام میں ہے۔ اسلام بیٹی کے ولیمہ کے بجائے وراثت میں حصہ دینے کا حکم دیتا ہے جو فرض عین ہے اور نہ دینے والا گناہ کبیرہ اور حقوق العباد میں کوتاہی کا مرتکب ہے۔ مگر افسوس کہ ہم مسلمانوں نے فرض کو بھلا کر اس کی جگہ رواج کو اپنالیا ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے تھا اور چونکہ آپ نکاح تک حضور نبی کریم ﷺ کی کفالت میں تھے اس طرح آپ ﷺ نے ان کی طرف سے بطور سربراہ کنبہ کے اہتمام فرمایا مگر اس میں بھی سادگی کی انتہا ہے۔

پھر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں بڑے بڑے مالدار ساتھی تھے اگر آپ کی خواہش ہوتی تو وہ اپنی دولت لا کر قدموں میں ڈھیر کر دیتے مگر آپ ﷺ نے کسی تکلف کا مظاہرہ نہیں فرمایا۔

لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ بیٹی کی رخصتی پر بالکل ضیافت کا اہتمام نہیں کر سکتے۔ ہلکی پھلکی تواضع کا جواز و استحباب موجود ہے۔ خاص کر اس صورت میں کہ جب بارات دور سے آئے۔ ورنہ بجائے جہیز اور بڑے بڑے ولیمہ کے نکاح کے موقعہ پر ہی وراثت میں بیٹی کے اعلان کر دینا چاہیے۔ اسی طرح یہ بھی نہیں کہ بیٹی کو اس کی ضرورت کے تحت کچھ نہ کچھ دیئے بغیر رخصت کر دیا جائے مگر اس میں بھی سنت طریقہ ملحوظ رہنا چاہیے جیسا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کی تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

بدترین ولیمہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ یُمْنَعُهَا مَنْ یَّأْتِیْهَا وَیُدْعٰی اِلَیْهَا مَنْ یَّاْبَاهَا وَمَنْ لَّمْ یُجِبْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

صحیح مسلم کتاب النکاح باب زواج زینب بنت جحش واثبات الولیمة.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بدترین کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے کہ جس میں جو کوئی بخوشی شریک ہونا چاہے اسے دعوت نہ دی جائے اور جو شرکت نہیں کرنا چاہتا اسے دعوت دی جائے۔ جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَنَّهٗ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ یُدْعٰی لَهَا الْاَغْنِیَاءُ وَیُتْرَکُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَکَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

صحیح البخاری کتاب النکاح باب ؛ مَنْ تَرَکَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ﷺ واخرجه مسلم فی کتاب النکاح باب الامر باجابة الداعی الی الدعوة واخرجه ابو داؤد فی کتاب الاطعمة باب ما جاء فی اجابة الدعوة واخرجه ابن ماجه فی التحفة النکاح باب اجابة الداعی.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بدترین کھانا، ولیمہ

Marfat.com

کی اس دعوت کا ہے جس میں مالداروں کو تو بلا لیا جائے اور غریب و نادار لوگوں کو چھوڑ دیا جائے اور جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

مسائل

01: کسی عذر شرعی کے بغیر ولیمہ کی دعوت ٹھکرا دینا گناہ کی بات ہے۔ اسی طرح بعض برادریوں میں کسی رنجش یا غربت کی بنا پر لوگ قریبی رشتہ داروں کو دعوت دینے کے بجائے ناک کی خاطر کچھ ایسے لوگوں کو مدعو کرتے ہیں جو بزعم خویش اپنی حیثیت کے مطابق ان کی طرف سے دعوت پسند نہیں کرتے یا ہاں کرنے کے باوجود شرکت نہیں کرتے۔ ایک مسنون کام میں اس طرح کے تکلفات کا اہتمام اللہ تعالیٰ و رسول ﷺ کی نافرمانی کے مترادف ہیں۔

02: علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح موطا میں ''باب ماجاء في الوليمة'' کے تحت بیان فرمایا ہے کہ دراصل رسول اللہ ﷺ نے ولیمہ میں پکائے گئے کھانے کو برا نہیں کہا بلکہ اس اہتمام کو برا کہا کہ جس کے باعث یہ ولیمہ مسنون نہیں رہا۔

03: مالدار لوگ تو اکثر اچھا کھانا کھاتے ہیں انہیں اگر ولیمہ میں نہ بھی بلایا جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا جبکہ غریب اور نادار لوگوں کو کبھی کبھار ایسے مواقع میسر آتے ہیں لہٰذا ان کا حق ہے کہ انہیں ایسے خوشی کے مواقع پہ ترجیح دے کر ان کی دعائیں لی جائیں۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ ایسے مواقع پر بجائے غریب و نادار لوگوں کو دعوت دی جائے اور انہیں عزت سے بٹھا کر کھانا کھلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی رضا حاصل کی جائے، الٹے ان سے خدمت لی جاتی ہے اور انہیں اس خدمت کے عوض کھانا کھلایا جاتا ہے۔ لہٰذا جو ولیمہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی نظر میں بدترین ولیمہ ہے اس میں خیر کہاں سے آئے گی؟

اور افسوس یہ ہے کہ ولیمہ تو ولیمہ رہا خالص غرباء و مساکین کا حق زکاۃ و صدقات بھی ان تک نہیں پہنچ پا رہے لہٰذا کچھ غیر مستحق لوگ اسلام کے نام پر جمع کرنے کے بعد معاشرے میں اس کا غلط استعمال کر رہے ہیں۔

04: اسلام چونکہ معاشرے میں باہمی تعلقات کو فروغ دینا پسند کرتا ہے اس لیے فرمایا کہ اگر کسی کو دعوت دی جائے اور بشرطیکہ اس میں کوئی شرعاً قباحت نہیں تو دعوت ٹھکرانا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہے اگر معقول عذر نہ ہو تو دعوۃ میں جانا سنت نبوی اور کار ثواب ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلىٰ وَلِيْمَةِ عُرْسٍ فَلْيُجِبْ.

صحيح مسلم كتاب النكاح باب الامر باجابة الداعي الىٰ دعوة واخرجه ابن ماجه في التحفة النكاح باب اجابة الداعي.

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو شادی کے کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے ضرور قبول کرنی چاہیے۔

Marfat.com

ولیمہ کی شرعی حیثیت

01 : احناف : ولیمہ سنت مؤکدہ ہے۔

02 : شوافع : ولیمہ فرض عین ہے مگر شرعی عذر کی بنیاد پر فرضیت ساقط ہو جاتی ہے اور بعض کے ہاں مستحب یا فرض کفایہ ہے۔

03 : حنابلہ : ولیمہ مستحب ہے۔

04 : ظاہریہ : کے ہاں بھی ولیمہ فرض عین ہے۔مگر دعوت قبول کرنا واجب ہے۔

05 : مالکیہ : اور جمہور علمائے امت کے نزدیک شادی کی دعوت قبول کرنا واجب نہیں۔

جن وجوہات کی بنیاد پر ولیمہ میں شرکت ضروری نہیں رہتی بلکہ بعض وجوہات کی بنیاد پر حرام ہے۔اس کی تفصیل اس طرح ہے:

(۱) جب کھانا مشکوک ہو۔(۲) جب دعوت صرف مالداروں کے لیے مخصوص ہو۔(۳) کسی ایسی چیز کی دعوت میں موجودگی جس سے تکلیف پہنچے۔(۴) یا کسی طرح گناہ میں تعاون کا امکان ہو۔(۵) منکرات کا استعمال کیا جا رہا ہو (۶) دعوت میں سونے کے برتن استعمال کیے جا رہے ہوں۔کیونکہ ان میں کھانا حرام ہے۔(۷) اگر یہ شرعی عذر نہ پائے جائیں تو پہلے روز کے ولیمہ میں شرکت واجب دوسرے روز کے ولیمہ میں مستحب اور تیسرے روز کے ولیمہ میں مکروہ۔

صحیح مسلم بشرح النووی .

مدت ولیمہ

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلْوَلِیْمَةُ اَوَّلَ یَوْمٍ حَقٌّ وَالثَّانِیْ مَعْرُوْفٌ وَالثَّالِثُ رِیَاءٌ وَ سُمْعَةٌ.

اخرجه وانفرد به ابن ماجه فی التحفة النكاح باب اجابة الداعی.

حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شادی کے پہلے دن ولیمہ حق (ضروری) ہے دوسرے روز معروف (کم از کم نیکی یا قضاء کے معنی میں) اور تیسرے روز ریاء کاری اور سننا سنانا یعنی مکروہ۔

کم از کم ولیمہ یا دعوت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَوْ دُعِیْتُ اِلٰی كُرَاعٍ لَاَ جَبْتُ وَلَوْ اُهْدِیَ اِلَیَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ.

صحیح البخاری کتاب النکاح باب مَنْ اجاب الی کُراع.

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے سری پائے کی دعوت دی جاتی تو میں قبول کر لیتا یا اگر مجھے کوئی سری پائے ہدیہ کرتا تو بھی قبول کر لیتا۔

یہ ہے رسول اللہ ﷺ کا اسوہ جسے اپنانے کی اللہ نے تاکید فرمائی ہے۔

روزہ دار کا دعوت قبول کرنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَجِيْبُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ اِذَا دُعِيْتُمْ لَهَا قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَأْتِيْ الدَّعْوَةَ فِيْ الْعُرْسِ وَغَيْرَ الْعُرْسِ وَهُوَ صَائِمٌ.

صحيح البخاری كتاب النكاح باب اجابة الداعی فی العرس وغيره.

حضرت عبداللہ بن عمر کے مولیٰ نافع نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تمہیں مدعو کیا جائے تو دعوت ضرور قبول کیا کرو۔ اس ارشاد کے پیش نظر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما شادی یا عام دعوت میں شرکت کے لیے روزے سے ہوتے تو بھی چلے جاتے۔

یعنی خیر سگالی کے طور پر چلے جاتے، دعا دیتے اور واپس آجاتے۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ بھی شرکت کی ایک صورت ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دعوت میں ضروری نہیں کہ آدمی پیٹ بھرنے کے لیے ہی جاتا ہے۔ اصل مقصد تو ملنا ملانا ایک دوسرے کے حالات معلوم کرنا اور دعا وغیرہ میں شامل ہونا ہوتا ہے۔ اب یہ کیا مروت ہے کہ کوئی دعوت دے اور جواب ملے جی میں تو روزے سے ہوں۔ آپ اگر روزے سے ہیں تو الحمد للہ مگر معاشرے میں مروت اور انسانی تعلقات بھی تو کوئی چیز ہیں؟ لیکن ان باتوں کی اہمیت صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جن کے دل میں انسانیت کا احترام ہے۔

عورتوں اور بچوں کا شادی میں شریک ہونا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَبْصَرَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءً وَّ صِبْيَانًا مُقْبِلِيْنَ مِنْ عُرْسٍ مُمْتَنًّا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ.

صحيح البخاری كتاب النكاح باب ذهاب النساء والصبيان فی العرس.

ترجمہ

حضرت انس بن مالک کی روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے کچھ عورتوں اور بچوں کو شادی سے واپس پر آتے دیکھا تو فرط مسرت سے ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''اَللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ'' اللہ کی قسم! تم لوگ مجھے سب سے زیادہ پیارے ہو۔

Marfat.com

تقویٰ کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق پہچان کر انہیں بروقت ادا کرنے کی کوشش کرے اور تمام معاملات میں اعتدال اختیار کرے ظاہر بات ہے کہ یہ لوگ اپنی مصروفیات چھوڑ کر سفر کر کے حقوق العباد کے احترام میں شادی کھانے گئے تھے اور خاندان یا علاقہ کے اجتماعی تہوار سے واپس آئے تھے اس لیے آپ ﷺ نے اس محبت واحترام اور شفقت کا مظاہرہ فرمایا۔ انسان اگر اپنے رشتہ داروں اور محلے داروں کے حقوق سے صرف نظر کر کے ساری رات بھی اللہ کی عبادت کرتا رہے تو اللہ راضی نہیں ہوتا بلکہ باہر نکل کر اگر کسی یتیم کے سر پہ خالی ہاتھ ہی رکھ دے تو خوش ہو جاتا ہے۔ اسلام ایک معاشرتی دین ہے اور مسلمانوں کو معاشرتی اقدار کا احترام کرنے کا حکم دیتا ہے۔

ولیمہ میں منکرات دیکھ کر بغیر شرکت کیے واپس آجانا

وَرَأَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ صُوْرَةً فِیْ الْبَیْتِ فَرَجَعَ .

رواہ البخاری معلقا .فی النکاح . باب ھل یرجع اذا رأی منکرا فی الدعوۃ.

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک دعوت میں مدعو تھے لیکن جب گھر میں تصویر دیکھی تو اندر داخل نہیں ہوئے بلکہ باہر سے واپس تشریف لے آئے۔

وَدَعَا ابْنُ عُمَرَ اَبَا اَیُّوْبَ فَرَأَی فِیْ الْبَیْتِ سِتْرًا عَلَی الْجِدَارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ غَلَبَنَا عَلَیْهِ النِّسَاءُ فَقَالَ مَنْ کُنْتُ اَخْشَی عَلَیْهِ فَلَمْ اَکُنْ اَخْشَی عَلَیْکَ وَاللّٰہِ لَا أُطْعِمُ لَکُمْ طَعَامًا فَرَجَعَ.

المرجع السابق.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو دعوت دی تو انہوں نے گھر میں دیوار پہ کپڑے کا غلاف چڑھائے دیکھا حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا: ان خواتین نے ہمیں بے بس کر دیا ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری نے فرمایا: مجھے دوسروں سے تو اس بات کا اندیشہ تھا مگر آپ سے امید نہ تھی۔ اللہ کی قسم! اب میں آپ کا کھانا نہیں کھا سکتا یہ کہہ کر واپس لوٹ گئے۔

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِیْهَا تَصَاوِیْرُ فَلَمَّا رَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَامَ عَلَی الْبَابِ فَلَمْ یَدْخُلْ فَعرَفْتُ فِیْ وَجْهِهِ الْکَرَاهِیَةَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ وَاِلَی رَسُوْلِهِ مَاذَا أَذْنَبْتُ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَابَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ فَقُلْتُ اشْتَرَیْتُهَا لَکَ لِتَقْعُدَ عَلَیْهَا وَ تَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ یُعَذَّبُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَیُقَالُ لَهُمْ أَحْیُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَیْتَ الَّذِیْ فِیْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِکَةُ.

صحیح البخاری کتاب النکاح باب ھل یرجع اذا رأی منکرًا فی الدعوۃ.

Marfat.com

قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ انہیں حضور نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے ایک گدا خریدا تھا جس پر تصاویر تھیں جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو حجرہ شریف کے اندر تشریف نہیں لارہے تھے بلکہ دروازے پہ کھڑے تھے میں نے آپ ﷺ کے رخ انور پہ ناپسندیدگی کے آثار دیکھے تو عرض کی کہ یارسول اللہ میں اللہ ورسول ﷺ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں آخر مجھ سے کیا گناہ سرزد ہوگیا ہے؟ تب آپ نے اس گدے کی طرف اشارا کرتے ہوئے فرمایا اس کا کیا معاملہ ہے؟ حضرت عائشہ نے عرض کیا: یارسول اللہ یہ تو میں نے آپ کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ اس پہ تشریف فرما ہوا کریں اور ٹیک لگایا کریں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان تصاویر کے بنانے والے مصوروں کو قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ جو تم نے بنائی ہیں تو اب ان میں روح ڈال کر زندہ بھی کرو پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یادرکھو جس گھر میں تصاویر ہوں اس میں رحمت کے فرشتے کبھی داخل نہیں ہوتے۔

حضرت امام بخاری اس حدیث کو کتاب النکاح میں " بَابٌ هَلْ يَرْجِعُ اِذَا رَأَى مُنْكَرًا فِي الدَّعْوَةِ " باب اس بیان میں کہ دعوت میں برائی دیکھ کر مدعو کو واپس لوٹ آنا چاہیے یا نہیں" کے تحت لائے ہیں اور اس میں دو آثار اور ایک حدیث شریف بیان کی ہے۔

01 : حضرت عبد اللہ بن مسعود نے گھر میں تصویر دیکھی تو اندر داخل نہیں ہوئے بلکہ باہر سے واپس تشریف لے آئے۔ حضرت امام بیہقی نے بروایت عدی بن ثابت عن خالد بن سعد حضرت عبد اللہ ابن مسعود کا واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک صاحب نے ان کی دعوت کی تو آپ نے پوچھا کہ تیرے گھر میں کوئی تصویر تو نہیں؟ تو ان صاحب نے بتایا کہ جی ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے فرمایا: اس کی موجودگی میں آپ کی دعوت قبول نہیں کی جاسکتی جب تک اسے ضائع نہ کردیا جائے۔ حضرت امام ابن بطال نے بخاری شریف کی شرح میں بیان کیا ہے کہ کوئی ایسی دعوت جس میں کوئی ایسی برائی پائی جائے جس سے اللہ ورسول ﷺ نے منع فرمایا ہے تو اس کا قبول کرنا جائز نہیں تاوقتیکہ اس کا ازالہ کردیا جائے۔

02: دوسرا واقعہ حضرت عبد اللہ بن عمر اور میزبان رسول حضرت ابو ایوب انصاری کا ہے۔ طبرانی نے بروایت عبد الرحمن بن اسحاق بواسطہ امام زہری عن سالم بن عبد اللہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر کے واقعہ کی مزید تفصیل بتائی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا: میں نے اپنے والد ماجد کے دور خلافت میں ایک نکاح کیا تو دعوت ولیمہ میں جن حضرات کو بلایا گیا ان میں میزبان رسول ﷺ حضرت ابو ایوب انصاری بھی تھے جب انہوں نے دیکھا کہ ایک دیوار پہ تزئین کے لیے سبز رنگ کی چادر ڈالی ہوئی ہے تو حضرت عبد اللہ بن عمر سے شکایت کے لہجے میں فرمایا: مجھے دوسروں سے تو اس بات کا اندیشہ تھا کہ وہ ایسا کر گزریں مگر آپ سے امید نہ تھی۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے ان کو بتایا کہ یہ دراصل

Marfat.com

میری پسند نہیں بلکہ ان خواتین نے ہمیں مجبور کر دیا ہے مگر حضرت ابوایوب انصاری نے معذرت قبول نہیں کی اور فرمایا: اللہ کی قسم! اب میں آپ کا کھانا نہیں کھا سکتا یہ کہہ کر واپس لوٹ گئے۔

حضرت الاستاذ قاضی عبداللہ کا معمول

ہمارے خاندان کے بزرگ عالم دین اور ہمارے استاذ محترم حضرت قاضی عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا معمول یہ تھا کہ برادری کے معاملات میں جہاں مدعو کیے جاتے پہلے متعلقہ فرد کو بلا کر مسئلہ سمجھا دیتے اگر تو شریعت کے مطابق سب کچھ ہوتا تو شرکت فرماتے ورنہ نہیں۔ اس سلسلے کے دو سبق آموز واقعات اس طرح ہیں:

01: حضرت استاذ کے خالہ زاد حاجی مجیب اللہ مرحوم کے بیٹے ماسٹر محمد صادق کی شادی تھی جب نکاح کا موقعہ آیا تو حاجی صاحب نے مجھ سے کہا کہ میں حضرت استاذ کو اطلاع کروں۔ جب میں نے جا کر اطلاع دی تو مجھ سے تفصیلات پوچھیں پھر فرمایا کیا لڑکے کو ہار وغیرہ تو نہیں ڈالے گئے؟ میں نے عرض کیا کہ وہ تو ہیں فرمایا کہ انہیں جا کر کہہ دو کہ میں ایسی شادی میں شرکت نہیں کر سکتا جس میں دولہا کو ہار ڈالے جائیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ معمول نہ تھا لہٰذا میری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے کو فراموش کر دوں۔

جب میں نے حاجی صاحب کو صورت حال سے واضح کیا تو فوراً ہار اتار دیئے گئے جس کے بعد میں نے دوبارہ حاضر خدمت ہو کر جب اطلاع دی تو فرمایا: اب رکاوٹ دور ہو گئی اور شرکت سنت ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی فوراً تشریف لے آئے۔

02: میرے بڑے بھائی حاجی عبدالمجید صاحب صلالہ سے واپسی پر ایک چھوٹا سا ٹیلیویژن لے آئے تھے۔ حضرت استاذ رحمہ اللہ تعالیٰ جو رشتے میں چچازاد بھائی بھی تھے ان سے ملاقات کیلئے تشریف نہیں لائے۔ مجھ سے فرمایا: تم دین کے طالبعلم ہو تمہیں معلوم ہی ہے کہ گھر میں ٹیلیویژن رکھنے کے کیا نقصانات ہیں؟ اس لیے بھائی کو بتا دینا میری تمہارے گھر سے نہیں ٹیلیویژن سے ناراضگی ہے لہٰذا میں نہیں آ سکتا۔

کچھ دنوں بعد جب ٹیلیویژن فروخت کر دیا گیا تو اطلاع ملتے ہی فوراً ملاقات کے لیے تشریف لے آئے۔

جب تک خاندانوں اور معاشرے کی قیادت غیرت مند افراد کے پاس ہوتی ہے تو برائیاں دبی رہتی ہیں ورنہ شیطان سرعام دھمالیں ڈالتا پھرتا ہے اور یہ قرب قیامت کی علامات میں سے ہے۔ مگر افسوس کہ:

کس کو یہ فکر ہے کہ قبیلے کا کیا ہوا
سب اس پہ لڑ رہے ہیں کہ سردار کون ہے

Marfat.com

دیواروں کو کپڑے ڈال کر سجانے کی شرعی حیثیت

ہمارے ہاں بھی شادی بیاہ وغیرہ تقریبات کے موقعہ پر رنگین کپڑے ڈال کر دیواریں سجالی جاتی ہیں اس واقعہ کی روشنی میں ہمیں اس کی شرعی حیثیت معلوم کر کے اس پہ عمل کرنا چاہیے۔

جمہور علمائے شافعیہ نے ایسا کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے جبکہ مشہور شافعی المسلک امام حضرت شیخ ابونصر المقدسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حرام کا فتویٰ دیا ہے جو صحیح ہے اور اس کی ایک دلیل تو یہ حدیث ہے جو امام مسلم نے کتاب اللباس میں روایت فرمائی ہے۔ حضرت عائشہ کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اس طرح: '' اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَأْمُرْنَا أَنْ نَکْسُوَ الْحِجَارَۃَ وَالطِّیْنَ '' اللہ تعالیٰ نے ہمیں پتھر اور مٹی کو کپڑے پہنانے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ ابن عباس کی روایت کے مطابق آپ ﷺ کا ارشاد گرامی اس طرح ہے: ''وَلَا تَسْتُرُ الْجُدُرَ بِالثِّیَابِ '' دیواروں پہ سجاوٹ کے لیے کپڑے کے پردے یا غلاف نہ چڑھایا کرو۔ اس باب میں مزید آثار بھی موجود ہیں۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر العسقلانی .

چونکہ اس طرح کے کاموں میں فضول خرچی بھی پائی جاتی ہے جو بالاتفاق حرام ہے لہٰذا ایسی سجاوٹیں بہرحال منع ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کا اسوہ بیان فرمایا ہے کہ آپ نے اس نمدہ نما چیز کو پسند نہیں فرمایا اور پھر آپ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ تصویر والے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ احادیث کی تقریباً تمام کتب میں اس مسئلے پر بہت سی احادیث ہیں اور اب سے چند سال پہلے تک علمائے امت اس سے عام تصویر ہی مراد لیتے رہے ہیں مگر اب میڈیا کے دور میں کچھ علماء نے نہ صرف گنجائش نکال لی ہے بلکہ اس کا بے تحاشہ استعمال شروع کر دیا ہے جو باعث تشویش ہے۔ یہ موضوع بہت تفصیل چاہتا ہے یہاں گنجائش نہیں میں صرف ملائکہ کرام کی نظافت طبع کے بارے میں ایک دو باتیں بیان کرتے ہوئے بات ختم کرتا ہوں۔

فرشتوں کا مزاج

اَنَّ اُمَّ سَلَمَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ جُلْجُلٌ وَلَا جَرَسٌ وَلَا تَصْحَبُ الْمَلَائِکَۃُ رُفْقَۃً فِیْھَا جَرَسٌ.

اخرجہ النسائی و انفرد بہ فی التحفۃ الزینۃ :باب الجلاجل:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں گھونگرو یا گھنٹی ہو اور نہ ایسے قافلے کے ساتھ چلتے ہیں جس میں کسی جانور کے گلے میں گھنٹی باندھی گئی ہو۔

Marfat.com

امام نسائی نے "اَلْجَلاجِلُ" (گھونگرو) کے عنوان سے اور امام مسلم نے کتاب اللباس میں ایک باب قائم کر کے ایسی بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔

وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِیْ فِی الْاَوْسَطِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِصَنَمٍ مِّنْ نُّحَاسٍ فَضَرَبَ ظَهْرَهٗ بِظَهْرِ كَفِّهٖ ثُمَّ قَالَ خَابَ وَخَسِرَ مَنْ عَبَدَكَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ثُمَّ اَتَى النَّبِیَّ ﷺ جِبْرِيْلُ وَمَعَهٗ مَلَكٌ فَتَنَحّٰى الْمَلَكُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَا شَاْنُهٗ تَنَحّٰى فَقَالَ اِنَّهٗ وَجَدَ مِنْكَ رِيْحَ نُحَاسٍ وَاِنَّا لَا نَسْتَطِيْعُ رِيْحَ النُّحَاسِ.

الحبائک فی اخبار الملائک للسیوطی رحمه الله تعالیٰ باب طواف رسل الله حول البیت اعظامًا واورده الهیثمی فی مجمع الزوائد وقال الهیثمی رواه الطبرانی فی الاوسط و فیه یزید بن یوسف الصنعانی ضعفه ابن معین وغیره وهو متروک واثنی علیه ابو مسعر . وابو سبرة قال الذهبی لا یعرف وبقیة رجاله ثقات .

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ تانبے سے بنائے گئے ایک بت کے قریب سے گزرے تو آپ ﷺ نے اپنے الٹے ہاتھ سے اس کی پشت پر مارا (حقارت کی علامت ہے) اور فرمایا ناکام و نامراد ہو گیا وہ جس نے اللہ کو چھوڑ کر تیری پوجا کی۔ اتنے میں حضرت جبریل امین آپ کی خدمت میں تشریف لائے اور ان کے ساتھ ایک اور فرشتہ بھی تھا مگر وہ فرشتہ آپ ﷺ سے دور ہٹ گیا تو آپ ﷺ نے حضرت جبریل امین سے اس کی وجہ پوچھی؟ حضرت جبریل امین نے بتایا کہ اس نے آپ کے دست مبارک سے تانبے کی بو محسوس کی ہے اور ہم فرشتے تانبے کی بو برداشت نہیں کر سکتے۔

اسی طرح احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ (۱) تصویر والے گھر (۲) کتے والے گھر (۳) جس گھر میں پیشاب پڑا ہو یعنی بچے یا مریض کو برتن میں پیشاب کرا کے دیر تک اندر تک رکھے رکھنا۔ (۴) جنبی کے پاس (۵) کافر کے جنازے کے ساتھ (۶) جس قوم میں قاطع رحم ہو اس قوم میں (۷) چیتے اور درندوں کی کھال پہننے والے کے پاس (۸) لہسن اور پیاز کھانے والے کے پاس جب تک مسواک نہ کرلے (۹) اور کسی بھی گندی اور گناہ کی جگہ فرشتے جانا پسند نہیں کرتے۔

چونکہ کراماً کاتبین جن کی ذمہ داری ہر وقت انسان کے احوال لکھنا ہے انہیں اس وقت سخت تکلیف پہنچتی ہے اور بد دعا کرتے ہیں جب انسان ایسی بری جگہوں پر جاتا ہے۔ اسی لیے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور صالحین ایسی دعوتوں اور ایسی جگہوں پر جانا پسند نہیں فرماتے تھے کہ اس صورت میں فرشتے اس جانے والے کے لیے بد دعا کرتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کی تمام دعوتوں اور ضیافتوں کا ایسے منکرات سے پاک ہونا شرعی ضرورت ہے اور کم از کم شرفا کو پرہیز کرنا لازم ہے۔

Marfat.com

فاسقین کی دعوت

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ عَنْ اِجَابَةِ طَعَامِ الْفَاسِقِيْنَ.

اخرجه الطبرانی فی الاوسط.

رسول اللہ ﷺ نے فاسقین کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَقْعُدُ عَلٰى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهِ الْخَمْرُ.

رواه النسائی عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ مرفوعًا.

حضرت جابر بن عبداللہ نے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ ایسے دسترخوان پہ نہ بیٹھے جہاں شراب کا دور چل رہا ہو۔

لطیفہ

سرسید احمد خان نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہما اللہ سے کہا کہ آپ علماء حضرات بیان کرتے ہیں کہ کتے والے گھر میں فرشتے نہیں جاتے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان گھر والوں کی روح کون قبض کرے گا جس میں کتے موجود ہوں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کتے کی روح قبض کرنے والے فرشتے بھی تو پیدا فرمائے ہیں لہٰذا جو کتے کی روح قبض کریں گے وہی ان گھر والوں کی بھی کرلیں گے اس میں کیا اشکال ہے؟ (حوالہ یاد نہیں رہا)

عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهٗ "يَا اَبَا اَيُّوْبَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى صَدَقَةٍ يَرْضَى اللهُ وَرَسُوْلُهٗ مَوْضِعَهَا فَقَالَ: بَلٰى قَالَ تُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ اِذَا تَفَاسَدُوْا وَتُقَرِّبُ بَيْنَهُمْ اِذَا تَبَاعَدُوْا.

اخرجه ابو داود الطیالیسی فی مسنده ح ۵۹۸/ المطالب العالیه بزوائدالمسانید الثمانیة لابن حجر العسقلانی رحمه اللّٰه تعالیٰ ومعه اتحاف الخیرة المهرة بزوائد المسانید العشرة تالیف الحافظ احمد بن ابی بکر بن اسمٰعیل البوصیری المتوفیٰ ۸۴۰ ھ. باب فی اصلاح بین النّاس ح ۲۰۲۷ : الناشر دارالکتب العلمیة بیروت.

میزبان رسول ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ان سے فرمایا: "اے ابوایوب میں آپ کو ایک ایسا صدقہ بتاؤں جو اگر اس کے مصرف میں لے آؤ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تم سے راضی ہو جائیں گے؟۔ عرض کیا: ارشاد فرمائیے؟ فرمایا جب لوگوں کے اخلاق بگڑ جائیں تو ان کی اصلاح کرنا اور اگر آپس میں پھٹ جائیں تو انہیں ایک دوسرے کے قریب لانا۔

غور کیا جائے تو مسلمانوں کے بیاہ شادی سمیت تمام اجتماعی معاملات ایک دوسرے کی اصلاح کا بہترین ذریعہ ہیں۔ لیکن جب ایسی مجالس میں منکرات ومنہیات شامل کرتے ہوئے معاشرے کے صالح لوگوں کی شرکت ہی ناممکن بنادی جائے تو اصلاح کون کرے گا۔ اور کس قدر گنہگار ٹھہریں گے وہ لوگ جو اس کا باعث بنیں؟

Marfat.com

مقاصد نکاح

01 : انسان کی تخلیق اور اسے اپنی نیابت سپرد کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کا انتظام جنات کے سپرد فرما رکھا تھا۔ انہیں میں سے کسی کو ان کا بادشاہ مقرر فرماتا اور اسی کے ذریعہ اپنا پیغام بندگی پہنچا کر حدود کے اندر زندگی گزارنے کا حکم فرماتا۔ اس طرح ایک طویل عرصہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ جنات سرکشی اور حکم عدولی اختیار کرتے ہوئے اپنی مرضی سے تصرف کرنے لگے جس کے نتیجے میں دنیا فساد سے بھر گئی۔ بالآخر اللہ کریم نے انہی کی جنس کے ایک انتہائی عبادت گزار فرد کو ان پر بادشاہ مقرر کر دیا جس کا نام عزازیل تھا۔ اللہ کریم نے اسے حکم دیا کہ ان میں سے جو لوگ اطاعت قبول کر لیں انہیں چھوڑ کر سب کا صفایا کر دو۔ ابلیس نے حکم الٰہی کی روشنی میں ایک حکمت عملی کے تحت طویل جنگ کے بعد دنیا میں نہ صرف اپنا اقتدار قائم کر لیا بلکہ پہلے کی نسبت اب زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارنے لگا اس طرح ہزار ہا برس بیت گئے۔ جس دوران ابلیس کو خوب عروج ملا۔ لیکن پھر کسی وقت اس کے ذہن میں خیال گزرا کہ اس کی کامیابی دراصل اس کی اپنی صلاحیتوں کی مرہون منت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلی گرفت کے طور پر عزازیل کو شریک کیے بغیر اپنے زمینی فرشتوں سے مشاورت کی " إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً "

۰۲: البقرة ۳۰: کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

تخلیق سے پہلے ہی ملائکہ کی مجالس میں اور آسمانوں پر چرچا۔ حضرت انسان کا پہلا اعزاز تھا۔ جس کے بعد انسانیت کے مورث اعلیٰ حضرت آدم کی تخلیق و عروج، ابلیس کی دشمنی کی ایک طویل تاریخ و تفصیل ہے۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے عزازیل کو مردود قرار دے کر جنت سے نکالتے ہوئے حضرت آدم کو افضل المخلوقات نائب کی حیثیت سے متعارف کرانے کے بعد اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے جواب میں حضرت آدم علیہ السلام کو جن چیزوں کے اسماء تعلیم فرمائے تھے وہ دراصل دنیا میں انسانی استعمال کی چیزیں، ان کی خصوصیات اور طریق استعمال تھا۔ اس لیے لفظ " زوج " کو سرفہرست مذکور ہونا چاہیے۔ اور جب آپ کے اندر لحہ بہ لحہ اپنی زوج کیلئے ایک طلب بڑھنے لگی تو محسوس فرمانے لگے کہ

میں جو اکتائے ہوئے شام و سحر کاٹ رہا ہوں
یہ کسی اور کے حصے کا سفر کاٹ رہا ہوں

ناصر ملک " سامعہ " کا پہلا شعر

اللہ کریم نے اپنے نائب کو خصوصی مہمان کی حیثیت سے ٹھہرا رکھا تھا اس لیے آپ کی خوشی میں اللہ کی خوشی تھی لہٰذا ملائکہ خوب دیکھ بھال کرتے مگر کوئی ہم جنس نہ پا کر شاید کسی وقت خیال آتا ہو کہ نائب اور خلیفہ کی حیثیت سے اگرچہ

Marfat.com

میں خود جانِ جہاں ہوں   مگر میرا جہاں کوئی نہیں

زارا ضیاء چیمہ

اور شاید کسی وقت یہ خیال بھی ستاتا ہو کہ اللہ العالمین جس طرح آپ کو اپنی صفات کے اظہار کیلئے مجھ جیسے نائب اور خلیفہ کی ضرورت تھی بالکل ویسے ہی:

تری طرح میں اکیلا تو رہ نہیں سکتا
مجھے جہاں میں کوئی ہم خیال دینا تھا

ڈاکٹر فریاد آزر

" عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ: أُخرِجَ إِبلِيسُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَأُسْكِنَ آدَمُ الْجَنَّةَ، فَكَانَ يَمْشِي فِيهَا وَحْشًا لَيسَ لَهُ زَوجٌ يَسكُنُ إِلَيهَا، فَنَامَ نَومَةً فَاسْتَيْقَظَ وَعِندَ رَأسِهِ امْرَأَةٌ قَاعِدَةٌ خَلَقَهَا اللَّهُ مِنْ ضِلْعِهِ، فَسَأَلَهَا مَا أَنتِ؟ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ قَالَ: وَلِمَ خُلِقْتِ؟ قَالَتْ: تَسْكُنُ إِلَيَّ ......"

تفسیر ابن أبی حاتم

سُدِیّ کے قول کے مطابق جب ابلیس کو جنت سے بے دخل اور آدم کو آباد کیا گیا تو آپ جنت کی سیر کرتے ہوئے سخت وحشت محسوس فرماتے۔ چنانچہ ایک روز جب آپ تھوڑی دیر سونے کے بعد نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کے سر کی طرف ایک خاتون تشریف فرما تھیں جنہیں اللہ کریم نے ان کے بائیں پہلو سے وجود بخشا تھا۔ آپ نے پوچھا کون اور کیسے؟ فرمایا: میں ایک عورت ہوں اور اس لیے پیدا کی گئی ہوں کہ آپ میری رفاقت میں سکون پا کر مسرور رہیں۔

اس طرح حضرت بے حد مسرور ہوئے اور والہانہ استقبال فرمایا:

تم آئے ہو تو یوں لگتا ہے جیسے
فلک سے چاند اتر کر آ گیا ہے

ڈاکٹر اشرف کمال

" وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ "

۳۰ الروم ۲۱.

اس ذات باری تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے انسانی نسل کی افزائش اور اس کے قائم رکھنے کیلئے عورت و مرد دونوں کو ایک فطری تقاضا ودیعت فرمایا ہے جس کی تسکین کیلئے دونوں کو نہ صرف ایک دوسرے کا '' زَوْج ''یعنی جوڑا بنایا بلکہ دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کیلئے انتہا درجے کی محبت رکھ دی۔ جس کے بغیر کوئی سلیم الفطرت انسان مکمل نہیں ہوسکتا جیسا کہ انسانیت کے مورث اعلیٰ، اللہ تعالیٰ کے ہاں مکرم مہمان کی حیثیت سے بھی کمی محسوس فرما رہے تھے اور پھر اپنی زوج کو سامنے پا کر بے حد مسرور و مطمئن ہو گئے۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ آپ کو دنیا پر اکیلا نہیں بھیجا گیا۔

حسن سے تکمیل عشق، عشق سے تکمیل حسن

اک کمی تیرے بغیر، اک کمی میرے بغیر

02 : اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دنیوی نیابت و بادشاہت کیلئے پیدا فرمایا تھا اس لیے ضروری تھا کہ اپنی نگرانی میں ان کی تربیت کی جائے اور احساس دلایا جائے کہ شیطان اپنی ذریت کے ساتھ آپ سے پہلے اتر چکا ہے۔ چنانچہ ایک تلخ تجربے کے بعد اس وقت زمین پر اتارا گیا جب انہیں معلوم تھا کہ ہم نے کہاں سے آغاز کرنا ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً () ۰۴ :النساء : ۰۱

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔

یوں تو اللہ کریم نے نسل کی بقا کیلئے ہر چیز کا جوڑا جوڑا پیدا فرما کر انہیں قانون فطرت کا پابند کر دیا تھا '' وَمِنْ کُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ. ۵۱ - الذاریات ۴۹: اور ہر چیز کو ہم نے جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔

نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ

مگر حضرت انسان کو اللہ تعالیٰ کے نائب کی حیثیت سے بڑے کام کرنے تھے لہٰذا ایک صالح معاشرے کیلئے صالح ذریت کی ضرورت تھی اور یہ تبھی ممکن تھا کہ انسان وحی الٰہی کا پابند رہے 'نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ '' ۰۲:البقرۃ :۲۲۳ تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں۔

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے عورت کو کھیتی سے تشبیہ دی ہے اور ''أَنَّ الْحَرْثَ اسْمٌ لِمَوْضِعِ الْحِرَاثَةِ، وَمَعْلُوْمٌ أَنَّ الْمُرَادَ بِجَمِيعِ أَجْزَائِهَا لَيْسَتْ مَوْضِعًا لِلْحِرَاثَةِ، فَامْتَنَعَ إِطْلَاقُ اسْمِ الْحَرْثِ عَلَى ذَاتِ الْمَرْأَةِ''

التفسیر الکبیر (مفاتیح الغیب) للرازی۔

Marfat.com

حَرثٌ : حِراثت کھیتی باڑی کیلئے مخصوص جگہ کا نام ہے لہٰذا قُبل کے علاوہ عورت کے تمام اعضائے جسم میں سے کوئی بھی جائے حراثت نہیں اور یہی وجہ ہے کہ عورت کو" حَرثٌ " کا نام دینے سے منع فرما دیا گیا۔اور

" اَلْفَرقُ بَیْنَ الْحَرثِ وَالزَّرعِ هُوَ أَنَّ الْحَرثَ أَوَائِلُ الزَّرعِ وَمُقَدِّمَاتُهُ مِنْ کِرَابِ الْأَرضِ، وَإِلْقَاءِ الْبَذْرِ، وَسَقْيِ الْمَبْذُورِ، وَالزَّرعُ هُوَ آخِرُ الْحَرثِ مِنْ خُرُوجِ النَّبَاتِ وَاسْتِغْلَاظِهِ وَاسْتِوَائِهِ عَلَى السَّاقِ، فَقَوْلُه:" أَفَرَأَیْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ () أَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ () لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُمْ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ () ٥٦ : الواقعة : ٦٣-٦٥.

المرجع السابق.

کھیتی باڑی اور زراعت کیلئے دو قرآنی اصطلاحات " حَرثٌ "اور" زَرعٌ " میں فرق یہ ہے کہ " حَرثٌ " کا اطلاق ابتدائی عمل مثلاً جھاڑیوں کے صاف کرنے ،ہل چلا کر تیار کرنے ، بیج ڈالنے اور پانی دینے پر ہوتا ہے اور "زَرعٌ " کا اطلاق اس کے بعد کے مراحل پر مثلاً بیج کا پھوٹنا، کونپلوں کا نکل کر موٹا ہونا اور اپنے تنے (ساق) پر کھڑے ہونا۔ پہلے اور ابتدائی عمل کی نسبت کسان کی طرف ہے اور دوسرے مرحلے کی اللہ تعالیٰ کی طرف "أَفَرَأَیْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ () أَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ "تم نے کبھی سوچا، یہ بیج جو تم بوتے ہو۔ان سے کھیتیاں تم اگاتے ہو یا ان کے اگانے والے ہم ہیں؟ ہم چاہیں تو ان کھیتیوں کو بھس بنا کر رکھ دیں اور تم طرح طرح کی باتیں بناتے رہ جاؤ۔

" عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "لا یَقُلْ أَحَدُکُمْ:زَرَعْتُ، وَلْیَقُلْ:حَرَثْتُ "

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو یہ نہیں کہنا چاہیے میں نے کھیتی اگائی بلکہ اس طرح کہا کرو کہ میں نے بوائی میں بجائی کی ہے۔

الحَدِیث السَّادِس عَن رَسُول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (لا یقولن أحدکم زرعت ولیقل حرثت (قلت رَوَاهُ ابْن حبَان فِی صَحِیحه فِی النَّوْع الثَّالِث وَالْأَرْبَعِین من الْقسم الثَّانِی من حَدِیث مُسلم بن أبی مُسلم الْجرْمِی ثَنَا مخلد بن الْحُسَیْن عَن هِشَام ابْن حسان عَن مُحَمَّد بن سِیرِین عَن أبی هُرَیْرَة وَرَوَاهُ کَذَلِک أَبُو یعلی الْموصِلِی وَالْبَزَّار فِی مسندیهما وَأَبُو نعیم فِی الْحِلْیَة فِی تَرْجَمَة مخلد بن الْحُسَیْن والطبری وَابْن مرْدَوَیْه فِی تفسیریهما وَالْبَیْهَقِیّ فِی شعب الْإِیمَان فِی الْبَاب الرَّابِع وَالثَّلَاثِینَ وَذكره عبد الْحق فِی أَحْکَامه فِی بَاب إحْیَاء الْموَات من جِهَة الْبَزَّار وَسكت عَنهُ فَهُوَ صَحِیح عِنْده وَأقرهُ ابْن الْقطَّان عَلَى ذَلِک.

تخریج احادیث الکشاف لابن الحجر العسقلانی.

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر زراعت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے تو سورہ الفتح کی اس آیت کا مفہوم کیا ہوگا؟" مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْإِنْجِیلِ کَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ "

Marfat.com

تورات اور انجیل میں ان (اہل ایمان) کی مثال یوں دی گئی: گویا ایک کھیتی ہے جس نے پہلے کونپل نکالی پھر اس کو تقویت دی پھر وہ گدرائی پھر اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی کاشت کرنے والوں کو وہ خوش کرتی ہے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہاں کاشت کاروں کی طرف نسبت حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہے کیونکہ وہ اس کا سبب ہے۔ دراصل فاعل حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ انسان نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو کھیتی اور مرد کو کسان سے تشبیہ دے کر یہ باور کرایا ہے کہ مرد عورت کو اپنی ازدواجی زندگی خوشگوار رکھنی چاہیے اور مرد کو اگر ایک کسان کی طرح اپنی ذمہ داری پوری کرنے کے باوجود اولاد حاصل نہیں ہوتی تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورت قصوروار ہے بلکہ اس کی کوئی مصلحت ہوگی۔ اور دوسری بات یہ کہ عورت کی قبل کے بجائے دبر میں وطی کرنا خلاف فطرت عمل ہے۔ جس طرح اگر کوئی زمین پیداوار نہیں دے رہی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسان ادھر ادھر بیج گرا کر ضائع کردے۔ اور یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ:

پیار میں کوئی خسارا نہیں دیکھا جاتا
یہ ہمارا، وہ تمہارا، نہیں دیکھا جاتا

راشد مراد

03 :" وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ "() ١٦ : النحل ٧٢

اور وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے تمہاری ہم جنس بیویاں بنائیں اور اسی نے ان بیویوں سے بیٹے اور پوتے عطا کیے اور اچھی اچھی چیزیں تمہیں کھانے کو دیں کیا پھر بھی یہ لوگ باطل پر ایمان لائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کریں گے۔

آیت کریمہ میں مذکور " حَفَدَةً '' سے مراد اولاد کی اولاد ہوتی ہے جس میں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں سب شامل ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات میں سے ہے کہ اس نے انسان کو اس دنیا میں تنہا نہیں چھوڑا بلکہ زندگی کا سفر طے کرنے کیلیے ہم جنس خواتین کی رفاقت بخشی جن کے آنے سے اولاد اور پھر اولاد کی اولاد جب آنکھوں کے سامنے پھلتی پھولتی نظر آتی ہے تو اس دنیا میں بار بار جنم لینے کو جی چاہتا ہے۔

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس ازدواجی اور خاندانی زندگی کو اپنا انعام اور اس کے برعکس زندگی گزارنے کیلیے باطل کی اصطلاح استعمال فرمائی ہے جس کا یہاں مطلب ہے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے طریق زندگی سے ہٹ کر زندگی گزارنا جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا () ٢٥ : الفرقان ٥٤

Marfat.com

وہی ذات ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا پھر اسے نسب والا اور سسرالی رشتوں والا کر دیا بلاشبہ آپ کا پروردگار زبردست قدرت والا ہے۔

نسب : سے مراد وہ رشتے ہیں جو والدین کی طرف سے خودبخود قائم چلے آتے ہیں۔

صِہُر : سے مراد ایسی رشتہ داریاں جو شادی کے بعد بیوی کے خاندان کے ساتھ قائم ہو جاتی ہیں یعنی سسرالی رشتے۔

رضائی رشتے : حدیث شریف کی روشنی میں رضائی رشتے بھی نسبی رشتوں میں شامل ہیں۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی حیثیت اس بیج کی سی ہے جس میں قسم قسم کے درخت، پودے، باغات اور پھول ودیعت ہیں جسے اگر بروقت کاشت نہ کیا جائے تو وہ اپنے فطری کمال سمیت مرجاتا ہے۔اس لیے شریعت تقاضا کرتی ہے کہ اولاد کو بروقت کاشت کر دیا جائے وگرنہ وہ ویرانے میں تنہا مرجھاتے ہوئے درخت کی طرح پھل پھول دیئے بغیر نابود ہو جائے گی۔کیا آپ دیکھتے نہیں کہ جوڑا بن کر ایک مرد عورت جب ایک دوسرے کو سینچنا شروع کرتے ہیں تو بہت کم عرصے میں اولاد اور اولاد کی اولاد انہیں اپنے ہالے میں لیتی چلی جاتی ہے جسے دیکھتے ہی ایک سلیم الفطرت انسان کے ہاتھ اللہ کریم کی بارگاہ میں اٹھ جاتے ہیں۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْ وَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا () ۲۵ : الفرقان ۷۴

اے ہمارے پروردگار تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

جبکہ اس معاشرتی عزت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی دونوں کا درجہ بلند ہونا شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ ماں کے قدموں میں جنت رکھدی جاتی ہے اور باپ جنت کا صدر دروازے کہلاتا ہے۔

اگر عورت و مرد کی جنس ایک دوسرے سے مختلف ہوتی مثال کے طور ''زَوْجَيْــن ''میں سے ایک کی جنس جن ہوتی تو اس رشتے میں وہ سکون واطمینان نہ ہوتا جو ہم جنس ہونے کی وجہ سے ہوتا اور مطلوب ہے۔انسانیت کے مورث اعلیٰ کو جس طویل انتظار کے بعد حضرت حواء کی رفاقت بخشی گئی تھی۔اس موقعہ پر اگر حضرت حواء کے بجائے کوئی جن عورت آموجود ہوتی تو شاید حضرت خود ہی جنت سے نکل کھڑے ہوتے۔کیونکہ:

تعارف روگ ہو جائے تو اس کا بھولنا بہتر
تعلق بوجھ بن جائے تو اس کو توڑنا اچھا
وہ افسانہ جسے انجام تک لانا نہ ہو ممکن
اسے اک خوبصورت موڑ دے کر چھوڑنا اچھا

ساحر لدھیانوی۔کلیات ساحر: خوبصورت موڑ:

Marfat.com

مرد عورت کے تعلق کو قائم رکھنے کیلئے اللہ کریم نے دونوں کے دل میں ایک دوسرے کیلئے مودة ورحمت رکھ دی ہے "وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً" اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یہاں تک کہ " هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ " ۲۰ : البقرة ۱۸۷ : تمہاری بیویاں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا۔

یہی وجہ ہے کہ شرعی اصطلاح میں نکاح کا مطلب ہے: " اَلضَّمُّ وَالْجَمْعُ وَفِي الشَّرْعِ ضَمٌّ وَّجَمْعٌ مَخْصُوْصٌ وَهُوَ الْوَطْءُ لِاَنَّ الزَّوْجَيْنِ حَالَةَ الْوَطْءِ يَجْتَمِعَانِ وَ يَنْضَمُّ كُلُّ وَاحِدٍ اِلٰى صَاحِبِهٖ حَتّٰى يَصِيْرَا كَالشَّخْصِ الْوَاحِدِ "

الفقه الحنفي وادلته الشيخ اسعد محمد سعيد الصاغرجي.

ایک دوسرے میں ضم ہو جانا اور جمع ہونا شرعی اصطلاح کے مطابق ضم و جمع کا مفہوم مخصوص ہے، وطی کیلئے کیونکہ زوجین مخصوص حالت میں ایک دوسرے میں ایسے ضم اور جمع ہو جاتے ہیں گویا کہ یک قالب دو جان۔

عشق میں ایک تم ہمارے ہو
باقی جو کچھ بھی ہے سب تمہارا ہے

خلع کا جواز

خُلع

باب: فَتَحَ يَفْتَحُ: کے وزن پر " خَلَعَ يَخْلَعُ خَلْعًا " کے لفظی معنی ہیں اتارنا۔ یعنی لباس وغیرہ یا اپنی جگہ سے ہٹ جانا اردو میں بھی " انخلا " اسی معنی میں مستعمل ہے اور ہم وتر کی دعا قنوت میں اللہ سے حالت نماز میں روزانہ ایک وعدہ کرتے ہیں: " نَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ " اے اللہ! ہم ہر اس انسان سے خلع کرتے ہیں یعنی کنارہ کشی اختیار کرتے اور اس کا ساتھ چھوڑتے ہیں جو بھی تیرا باغی، نافرمان اور غدار ہو۔ مگر اللہ سے اس وعدے کے باجود اپنی جیب سے مال خرچ کر کے انہیں لوگوں کو پھر اپنا لیڈر منتخب کر کے عشاء کی نماز میں پھر اللہ سے آ کر جھوٹ بولتے ہیں " نَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ " اسی لیے ہماری نمازیں بے اثر ہو گئی ہیں۔ موسم خزاں میں جب درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں تو کہتے ہیں: " خَلَعَ الشَّجَرُ " یعنی درخت اب دوبارہ پتے نکلنے تک مجازی معنیٰ میں ننگا ہو گیا ہے۔ میت کے کپڑے اتار کر جب اسے غسل کیلئے رکھا جاتا ہے تو کہتے ہیں " خُلِعَ الْمَيِّتُ " یعنی اب دنیاوی لباس سے ہمیشہ کیلئے جدا اور علیحدہ کر دیا گیا ہے۔

اسی سے باب: مفاعلة: کے وزن پر " خَالَعَ يُخَالِعُ مُخَالَعَةً " اگر عورت مرد کا نباہ نہیں ہو رہا تو عورت

Marfat.com

اپنے مہر سے کچھ رقم کے بدلے یا کچھ دے دلا کر خلع حاصل کرے اور ایسے شوہر سے ہمیشہ کیلئے علیحدگی اختیار کر لے۔ المنجد

عورت کی طرف سے علیحدگی کیلئے اس اصطلاح کے استعمال میں بھی ایک بڑی حکمت پوشیدہ ہے اور وہ یہ کہ قرآن کریم نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے: '' هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ '' عورتیں تم مردوں کا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو۔

یعنی مرد بیوی کے بغیر بے لباس اور غیر محفوظ ہے اور عورت اپنے شوہر کے بغیر بے لباس اور غیر محفوظ۔ چونکہ خلع عورت کا حق قرار دیا گیا ہے لہٰذا خلع کی نسبت عورت کی طرف کرنے میں حکمت یہ ہے کہ مرد کی نسبت عورت لباس کے معاملے میں زیادہ حساس ہوتی ہے۔ اسلام نے یہ حق تفویض کرنے کے ساتھ ساتھ عورت کو احساس دلایا ہے کہ بغیر شرعی ضرورت کے حق خلع استعمال کرنا بالکل اسی طرح ہے جس طرح اپنا لباس اتار کر پھینکنا۔ اور دوسری بات یہ کہ خلع لینے کے بعد عورت خود یا اس کے کفیل اور ذمہ دار بے فکر نہ بیٹھ جائیں بلکہ یوں سمجھیں کہ ان کی ایک بہن یا بیٹی گھر میں بے لباس بیٹھی ہے۔ مگر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ میرے معاشرے میں لوگ کلمہ طیبہ کا مفہوم نہیں سمجھتے شریعت کی ان اصطلاحات کو سمجھنے سمجھانے کی کس کو فکر ہے اور اس دور کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ جن لوگوں کے ہاتھ میں مذہبی قیادت ہے وہ کچھ اور قسم کے مسائل میں الجھے پڑے ہیں۔ اس مختصر تمہید کے بعد خلع کی چند صورتیں ذکر کرنا مناسب ہوگا۔

عِنّین (نامرد) سے خلع

اَلْعِنِّیْنُ: کُلُّ مَنْ لَا یَقْدِرُ عَلَی جِمَاعِ زَوْجَتِهٖ: کَالْمَجْبُوْبِ وَالْخَصِیِّ وَالْمَسْحُوْرِ وَالشَّیْخِ الْکَبِیْرِ وَ الشَّکَّازِ۔

ردّ المحتار لابن عابدين مع تكملة ابن عابدين بنحل المؤلف كتاب الطلاق باب العنين .

اَلْعِنِّیْنُ ج عُنُنٌ : عَنَّ یَعِنُّ '' کے معنی ہیں اعراض وانصراف یعنی مڑنا یا پھرنا یہ معنی نامرد آدمی کے عضو تناسل کی کیفیت کو ظاہر کرتا ہے اور اس کا اطلاق ہر اس مرد پہ ہوتا ہے جو اپنی بیوی سے جماع کرنے پر قادر نہ ہو جس کی چند صورتیں یہ ہیں:

01 : اَلْمَجْبُوْبُ: مجبوب ایسے آدمی کو کہتے ہیں جس کا عضو تناسل کسی بھی صورت میں کٹ گیا ہو یا کاٹ دیا گیا ہو۔

02 : اَلْخَصِیُّ: عضو تناسل تو ہو مگر خصیتین نکال دیئے گئے ہوں جس کے بعد انتشار نہیں ہوتا۔

03 : اَلْمَسْحُوْرُ : آدمی کے صحتمند ہونے کے باوجود کسی نے بذریعہ جادو بندش کر دی ہو۔

04 : اَلشَّیْخُ الْکَبِیْرُ : بڑی عمر کے بابا جی۔

05 : اَلشَّکَّازُ: شَکَّازٌ بروزن شداد: اِذَا حَدَّثَ الْمَرْأَةَ اَنْزَلَ قَبْلَ اَنْ یُّخَالِطَهَا ثُمَّ لَا یَنْتَشِرُ بَعْدَ ذَالِکَ لِجِمَاعِهَا۔ لسان العرب

Marfat.com

ایسا مریل اور کمزور آدمی جو عورت سے بات چیت کے دوران اور وقت سے پہلے ہی فارغ ہو جائے......اس کیفیت کے اظہار کے لیے عربی میں مزید تین اصطلاحیں استعمال ہوئی ہیں: اَلزُّمَلِقُ ، اَلذَّوْذَحُ ، اَلثَّمُوْتُ .

ہوئے ہم جو مر کے رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا
نہ کہیں جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا

غالبؔ

خصی آدمی کے نکاح کی شرعی حیثیت

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رُفِعَ اِلَيهِ خَصِيٌّ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يُعْلِمْهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

كتاب المصنف لا بن ابى شيبة كتاب الطلاق باب ما قا لوا فى المرأة يتزوجها الخصى.

حضرت سلیمان بن یسار کی روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک ایسا خصی پیش کیا گیا جس نے اپنا نقص بتائے بغیر ایک عورت سے نکاح کر لیا تھا لہٰذا حضرت عمر بن الخطاب رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نے ان کے درمیان تفریق کر دی۔

عَبْدُ الرَّزَاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَ بْنِ أَبِى كَثِيْرٍ قَالَ ، قَالَ عَلِيٌّ لَا يَحِلُّ لِلْخَصِيِّ أَنْ يَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مُسْلِمَةً عَفِيْفَةً.

أخرجه عبد الرزاق فى مصنفه كتا ب النكاح بَابُ نكاح الخصى وا بن ابى شيبة كتاب الطلاق باب ما قالوا فى المرأة يتزوجها الخصى.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خصی مرد کیلئے قطعاً حلال نہیں کہ وہ کسی پاک دامن مسلمان عورت سے نکاح کرے۔

اَلْمَجْبُوْبُ : مجبوب ایسے آدمی کو کہتے ہیں جس کا عضو تناسل کسی بھی صورت میں کٹ گیا ہو یا کاٹ دیا گیا ہو۔ اور چونکہ وہ جماع پر قادر نہیں رہا لہٰذا وہ بھی اسی حکم کے تحت آتا ہے۔

الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ : بڑی عمر کا شیخ فرتوت بھی اگر ایسی حرکت کر بیٹھے تو اس کا معاملہ بھی اسی نوعیت کے ذیل میں آتا ہے۔

اَلشَّكَازُ: بھی اگر بڑھاپے کے باعث معذور ہوا ہے تو ظاہر ہے لاعلاج ہو گا اور اسی قسم میں داخل ہے۔

جس طرح کہ شیخ فانی کے لیے روزے کا فدیہ ہے کیونکہ اب وہ دن بدن کمزور ہوتا چلا جاتا ہے اس کے تندرست ہونے کے کوئی امکانات نہیں رہے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری تک امید معجزہ پہ زندگی گزارنے کیلئے کسی خاتون کو مجبور کرنا جائز نہیں۔

Marfat.com

وَاِذَا رَأَیْتَ بَنِیْکَ فَاعْلَمْ اَنَّھُمْ
قَطَعُوْا اِلَیْکَ مَسَافَةَ الْآجَالِ
وَصَلَ الْبَنُوْنَ اِلٰی مَحَلِّ اَبِیْھِمْ
وَ تَجَھَّزَ الْآ بَاءُ لِلتِّرْ حَالِ

صلاح الدین الاربلی۔

جب اپنے بیٹوں کو دیکھو تو جان لو کہ انہوں نے آپ کی موت کا وقت اور فاصلہ قریب کر دیا ہے۔ بیٹے باپ کی جگہ لے چکے اور آباء نے دنیا سے کوچ کرنے کی تیاری کر لی۔

ہماری موت نے کچھ مختصر کیا ورنہ
کچھ انتہا ہی نہ تھی عشق کے فسانے کی

فانی بدایونی

اور اس کی وجہ بہت واضح ہے کہ خصی شخص مقاصد نکاح کی تکمیل نہیں کر سکتا اور عورت کا اخلاق بگڑنے کا خطرہ ہوتا ہے اور جن معاشروں میں عورت کی حفاظت کا انتظام نہیں ان کی حالت سب کے سامنے ہے۔

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ شِھَابٍ عَنْ خَصِیٍّ تَزَوَّجَ امْرَأَةً حُرَّةً؟ قَالَ لَابَأْسَ بِأَنْ یَّتَزَوَّجَ الْخَصِیُّ اِذَا رَضِیَتْ۔

اخرجه عبد الرزاق فی مصنفه کتاب النکاح بَابُ نکاح الخصی۔

حضرت امام ابن شہاب زہری سے ایسے خصی کے بارے میں سوال کیا گیا جو کسی آزاد عورت سے نکاح کر لے آپ نے فرمایا کہ اگر عورت اپنی مرضی سے ایسا کر لے تو درست ہے۔

چونکہ معاشرے میں سب کے حالات یکساں نہیں ہوتے اس آخری اثر کے مطابق گنجائش کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اگر کوئی عورت بھی ایسی ہو کہ اسے جسمانی لذت کے بجائے محض رفاقت اور سہارے کی ضرورت ہو اور ان کا ایسا کرنا معاشرے میں کسی خرابی کا باعث نہ بنتا ہو تو اس کی گنجائش موجود ہے لیکن عورت کو بتائے بغیر دھوکے کی صورت میں رہنمائی کیلئے حضرت عمر کا فیصلہ اور حضرت علی کا فتویٰ موجود ہے۔ رضی اللہ عنہما

عِنِّیْنِ مَسْحُوْر کا حکم

لیکن ''عِنِّیْنِ مَسْحُوْر'' کا معاملہ ان باقی حضرات سے کچھ مختلف ہے۔ جسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

''عِنِّیْنِ مَسْحُوْر'' سے ایک ایسا شخص مراد ہے جو در اصل صحتمند ہونے کے باوجود کسی کے جادو کرنے سے وقتی طور یا ہمیشہ کیلئے معذور ہو گیا ہو۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ایسا ممکن بھی ہے یا نہیں اور اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

Marfat.com

سِحْر کی حقیقت

سِحْر ''س'' کے کسرہ کے ساتھ جادو اور امر خفی کے لیے اور فتح کے ساتھ سَحَرْ صبح صادق کے معنی میں مستعمل ہے مگر دونوں کا مادہ ایک ہی ہے۔صبح کے اول وقت کو سَحَرْ اس لئے کہتے ہیں کہ نہ تو رات کی تاریکی بالکل ختم ہوگئی ہے اور نہ ہی روشنی پوری طرح نمودار ہوئی ہے اور کبھی کبھی کسی چیز کے کنارے کیلئے بھی سحر استعمال ہوتا ہے۔علمی اور شرعی اصطلاح میں ایک ایسا عجیب معاملہ جس کے ظہور پذیر ہونے کے اسباب دیکھنے والے سے مخفی ہوں سَحَرَ یَسْحَرُ (فَتَحَ یَفْتَحُ کے) وزن پر معنی ہیں دھوکے اور جادو کے ذریعہ کسی کو اپنے اوپر فریفتہ اور عاشق کرنا۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوْا لشَّیٰطِیْنُ عَلٰی مُلْکِ سُلَیْمٰنَ وَ مَا کَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَلٰکِنَّ الشَّیٰطِیْنَ کَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَی الْمَلَکَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا یُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی یَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَکْفُرْ فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَا هُمْ بِضَآرِّیْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَیَتَعَلَّمُوْنَ مَایَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَالَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ () ۰۲:البقرہ: ۱۰۲

اور ان چیزوں کی جستجو میں لگ گئے جو شیاطین،سلیمان کی سلطنت کا نام لیکر پیش کیا کرتے تھے حالانکہ سلیمان نے تو کبھی کفر کیا ہی نہیں کفر تو ان شیاطین نے اختیار کیا تھا جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے وہ اس چیز کے پیچھے پڑ گئے تھے جو بابل میں دو فرشتوں ھاروت اور ماروت پر نازل کی گئی تھی حالانکہ وہ فرشتے جب بھی کسی کو اس کی تعلیم دیتے تو پہلے واضح طور پر یہ بتا دیا کرتے تھے کہ ہم محض ایک آزمائش ہیں تو کفر اختیار نہ کر پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیز سیکھتے تھے جس کے استعمال سے شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ڈالدیں ظاہر تھا کہ اذن الٰہی کے بغیر وہ اس کے ذریعے سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے مگر اس کے باوجود وہ ایسی چیزیں سیکھتے جو خود ان کے لیے بھی سودمند نہ تھیں اور انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ جو اس چیز کا خریدار بنا اس کیلئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں کتنی بری متاع تھی جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا کاش انہیں معلوم ہوتا یعنی کتنا بڑا گناہ اور گھاٹے کا سودا ہے۔

01: جمہور علماء امت کے نزدیک جادو حرام ہے حنفیہ،مالکیہ اور حنبلیہ کی یہی رائے ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

02: علامہ ابن عابدین نے علمائے امت کا اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ جادو کو مباح کہنے والا کافر ہے۔

03: شریعت میں جادوگر کی سزا قتل ہے اور جادو کا عمل کرنے کے بعد اسے توبہ کا موقعہ نہیں دیا جائے گا۔حضرت امام ابوحنیفہ سے سوال کیا گیا کہ جب آپ مرتد کو توبہ کی رعایت دیتے ہیں تو جادوگر کو کیوں نہیں؟ فرمایا کہ مرتد کا صرف ایک

Marfat.com

جرم ہے یعنی کفر۔ اور جادوگر کفر کے ساتھ ساتھ جادو کے ذریعہ فساد فی الارض کا مرتکب بھی ہوتا ہے اس لیے ایسا شخص رعایت کا حقدار نہیں۔

04: مسلم ریاست میں غیر مسلم باشندہ محض جادو کے علم کی بنیاد پر قتل نہیں کیا جائے گا جب تک وہ جادو کا استعمال نہ کرے کیونکہ اس کے بیشمار کافرانہ عقائد کی طرح جادو بھی ایک کفر ہے اور اس بنیاد پر مستوجب سزا نہیں ہے جمہور علمائے امت کی یہی رائے ہے۔

عُقوبة الاِعْدام ، دراسة فقهية مقارنة لاحكام العقوبة بالقتل فى الفقه الاسلامى باب العقوبة الد نيوية للساحر : تاليف الا ستاذ الدكتور محمد بن سعد ال شواز الغامدى ، جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامية. الناشر مكتبة دار السلام الرياض.

ان حقائق کے نقل کرنے کی غرض یہ ہے کہ زندگی میں اس پہلو سے بے خبر نہیں رہا جا سکتا۔ جب شریعت نے اس کی سزا مقرر کی ہے تو اس کا وجود تسلیم کرنے کے بعد کی ہے کسی مفروضے پر نہیں اور نہ ہی اسلام کا یہ مزاج ہے۔ بہت ساری چیزیں جنہیں ہم نہیں دیکھ سکتے یا جن سے کبھی سابقہ پیش نہیں آیا ان کے وجود کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جادو کے مضرات میں چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا نقصان شامل ہے یہاں تک کہ علمائے امت یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ جادو سے کسی شخص کو قتل کیا جا سکتا ہے۔ تفصیلات موجود ہیں میرا موضوع تحریر نہیں۔

تاہم قرآن کریم نے صرف ایک جرم گنوایا ہے: '' فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ''

پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیز سیکھتے تھے جس کے استعمال سے شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیں۔

اس کی وجہ کیا ہے یہ جاننے کیلئے دو باتیں سمجھنا ضروری ہیں۔

01: اس بات میں شک نہیں کہ عورت اس کائنات کی خوبصورت ترین ہستی ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے:

حکایت

عباسی خلیفہ منصور کے زمانے میں، عیسیٰ بن موسیٰ الہاشمی نام کے ایک صاحب اپنی بیوی سے انتہائی محبت کرتے تھے مگر ایک روز نہ جانے کس نشے میں بیوی سے کہہ بیٹھے کہ اگر تم چاند سے زیادہ حسین نہیں تو تمہیں تین طلاقیں۔ اب عورت تو بیچاری غمزدہ یہ سمجھ کر پردے کے پیچھے چلی گئی کہ طلاق واقع ہوگئی ہے اور وہ کیسے چاند سے زیادہ خوبصورت ہونے کا دعویٰ کر سکتی ہے؟ مگر عیسیٰ ہاشمی پہ مصیبت بن گئی شدید اضطراب کی حالت میں رات گزار کر صبح ہوتے ہی منصور کے دربار میں پہنچ کر تمام ماجرا بیان کرتے ہوئے مدد چاہی۔ منصور نے فوراً فقہائے وقت کو دربار میں بلا کر ان کے سامنے صورت حال رکھتے ہوئے فتویٰ طلب کیا تو سب نے بیک زبان طلاق کا فیصلہ دے دیا۔ اب منصور کے سامنے ایک بزرگ اصحابِ ابوحنیفہ میں سے بیٹھے ہیں مگر بالکل خاموش ہیں منصور نے ان سے کہا کہ اگر آپ بھی کچھ فرما دیتے تو فتویٰ متفق علیہ ہو جاتا انہوں نے کہا:

Marfat.com

" اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ () وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ (۱) وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ (۲) وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ (۳) لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ": اَلتِّیْن : ۱-٤: قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور قسم ہے طور سینا اور اس امن والے شہر (مکہ) کی بیشک ہم نے پیدا کیا ہے انسان کو بہترین اعتدال (ساخت) پر۔

اے امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ تو چار چیزوں کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ انسان ہر چیز سے زیادہ حسین ہے اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز خوبصورت ہے ہی نہیں لہٰذا طلاق واقع نہیں ہوئی۔ اب منصور نے عیسیٰ ہاشمی سے کہا کہ فتویٰ یہی صحیح ہے عورت کو طلاق واقع نہیں ہوئی اپنی بیوی کے پاس جاؤ اور تصدیق کے لیے ایک آدمی اس عورت کے پاس بھیجا کہ وہ اطاعت میں رہے نافرمانی نہ کرے۔

الجامع لاحکام القرآن للقرطبی تفسیر سورۃ التین / صفوۃ التفاسیر للصابونی تفسیر سورۃ التین.

02: اسی طرح اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ عورت اس کائنات کی خوبصورت ترین اور مفید ترین ہونے کے ساتھ ساتھ حساس اور نازک ترین ہستی ہے جیسا کہ سرورِ عالم ﷺ کا ارشاد ہے: " وَیْحَکَ یَا اَنْجَشَۃُ رُوَیْدَکَ سُوْقًا بِالْقَوَارِیْرِ " اے انجشہ! افسوس ہے تجھ پر۔ آہستہ چلو۔ دیکھنا یہ نازک آبگینیں کہیں ٹوٹ نہ جائیں۔ جیسے کوئی بڑا آدمی کسی بچے کو شیشے کی صراحی سے کھیلتا دیکھ کر کہے اوئے خیال کرنا یہ بہت نازک چیز ہے اسے توڑ نہ دینا اب اس احساس اور احتیاط کیلئے پیغمبرانہ سوچ اور دل ودماغ یا کم از کم دینی تعلیم کی ضرورت ہے اسی لیے " قَالَ اَبُوْ قِلَابَۃَ فَتَکَلَّمَ النَّبِیُّ ﷺ بِکَلِمَۃٍ لَوْ تَکَلَّمَ بِھَا بَعْضُکُمْ لَعِبْتُمُوْھَا عَلَیْہِ قَوْلُہٗ سُوْقَکَ بِالْقَوَارِیْرِ "

صحیح البخاری کتاب الادب واخرجہ مسلم فی الفضائل واخرجہ احمد فی باقی مسند المکثرین و اخرجہ الدارمی فی الاستئذان.

حضرت ابو قلابہ نے جب زبان نبوی ﷺ سے یہ جملہ سنا تو فرمایا: یہ بڑی عظمت کی بات ہے۔ لیکن اگر ہم یا تم میں سے کوئی ایسا جملہ کہتا تو سننے والے معیوب سمجھتے کہ یار اتنا بڑا آدمی اور عورت ذات کی اتنی عزت؟

لہٰذا ہر نازک چیز کی نزاکت تقاضا کرتی ہے کہ اس کے مزاج کے مطابق نہ صرف شایانِ شان سلوک، احترام اور دیکھ بھال کی جائے بلکہ مناسب ماحول مہیا کیا جائے تاکہ اس کا رنگ، ساخت، خاصیت اور تاثیر و افادیت (Quality Of life & Beauty) متاثر نہ ہو جبکہ معاشرے کا ہر فرد عام حالات میں یا تو اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں رکھتا یا اس میں اہلیت نہیں ہوتی اور میں کہتا ہونکہ ایک نالائق اور بے حمیت آدمی اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو ہی نہیں سکتا۔

زنانِ باردار اے مردِ ہشیار — اگر وقتِ ولادت مار زایند
ازاں بہتر بنزدیک خردمند — کہ فرزندانِ ناہموار زایند

گلستان سعدی شیرازی

Marfat.com

اے مرد ہشیار ایک بات یاد رکھ کہ حاملہ عورتیں اگر بیٹے جننے کے بجائے سانپ جنیں۔ تو عقلمند و دانا کے نزدیک یہ سانپ نالائق اولاد جننے سے زیادہ بہتر ہے۔

ایسے نالائق لوگ جب عورت کی مناسب دیکھ بھال نہیں کر سکتے تو عورت ایک آدھ زچگی کے بعد وقت سے پہلے بوڑھی نظر آتی ہے ایسے شوہروں کی مثال اس سست اور کاہل کسان کی ہے جو کھیتی کی مناسب دیکھ بھال، کاشت کاری اور حفاظت نہیں کرتا اور موسم گزر جانے کے بعد محنت کش کسان کے لہلہاتے کھیت دیکھ کر برداشت نہیں کر سکتا یا ایسے لوگوں کی مثال اس چور کی ہے جو محنت اور حلال کی کمائی کے بجائے چوری چکاری اور مکاری سے معیار زندگی بلند رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائل جب سرزمین فلسطین سے بخت نصر کے ہاتھوں قید ہو کر بابل میں غلامی اور ذلت کی ایسی زندگی گزارنے پہ مجبور تھے جس سے نہ صرف زمین کی پشت بیزار رہتی ہے بلکہ قبر بھی پناہ مانگتی ہے۔ بقول شاعر مشرق:

آہ ظالم تو جہاں میں بندۂ محکوم تھا؟
میں نہ سمجھی تھی کہ ہے کیوں خاک میری سوز ناک
تیری میت سے مری تاریکیاں تاریک تر
تیری میت سے زمیں کا پردۂ ناموس چاک
الحذر محکوم کی میت سے سوبار الحذر
اے سرافیل! اے خدائے کائنات! اے جان پاک

ارمغان حجاز۔ !قبر اپنے مردہ سے۔

ایسے انحطاط میں اگرچہ قومیں مجموعی ڈھانچہ برقرار نہیں رکھ سکتیں مگر پھر بھی کچھ لوگ ایسے ضرور ہوتے ہیں جو سب کچھ کھو کر بھی اپنی عزت و ناموس بچانے کی کوشش کرتے ہیں اور

تُعَيِّرُنَا أَنَّا قَلِيلٌ عَدِيدُنَا
فَقُلْتُ لَهَا إِنَّ الْكِرَامَ قَلِيلٌ

السموال۔

میری بیوی مجھے طعنہ دیتی ہے کہ بھری دنیا میں ہم صرف چند دوست ہیں۔ میں نے اسے کہا کہ بھلی مانس شرفاء ہمیشہ کم ہوا کرتے ہیں۔

کے مصداق بنی اسرائیل میں بھی کچھ لوگ ابھی موجود تھے ایک تو غلامی تھی اوپر سے ہاروت و ماروت کی شکل میں آزمائش، قوم کے شاطر طبع لوگوں میں سے کچھ نے مذہبی بھیس اختیار کر کے تعویذ گنڈے کا مینا بازار سجایا اور مشہور کر دیا

Marfat.com

کہ جناب، سلطنت سلیمان جس نسخہ کیمیاء کی بدولت قائم تھی وہ بزرگوں کے ذریعہ سے ہمارے پاس آ گیا ہے۔ اور جو باقی تھے انہوں نے موقعہ غنیمت جان کر اس ذریعہ سے پاک دامن عورتوں کو پھانسنا شروع کر دیا: "سحر کی سب سے زیادہ عام متداول صورت اس نقش کی تھی جو عشق و محبت کے لیے دیا جاتا تھا خاص کر وہ نقش جو ناجائز آشنائیوں کے لیے لکھا جاتا تھا۔"

ضیاء القرآن تفسیر۔البقرۃ آیت ۱۰۲ بحوالہ جیوش انسائیکلو پیڈیا ج ۸ ص ۲۵۵ تفسیر ماجدی.

اور بقول مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ: "مطلب یہ ہے کہ اس منڈی میں سب سے زیادہ جس چیز کی مانگ تھی وہ یہ تھی کہ کوئی ایسا عمل یا تعویذ مل جائے جس سے ایک آدمی دوسرے کی بیوی کو اُس سے توڑ کر اپنے اوپر عاشق کر لے یہ اخلاقی زوال کا وہ انتہائی درجہ تھا جس میں وہ لوگ مبتلا ہو چکے تھے پست اخلاق کا اس سے زیادہ نیچا مرتبہ اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ ایک قوم کے افراد کا سب سے زیادہ دلچسپ مشغلہ پرائی عورتوں سے آنکھ لڑانا ہو جائے اور کسی منکوحہ عورت کو اس کے شوہر سے توڑ کر اپنا کر لینے میں وہ اپنی سب سے بڑی فتح سمجھنے لگیں۔"

تفہیم القرآن تفسیر سورہ البقرہ آیت ۱۰۲

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ .

حالانکہ سلیمان نے تو کبھی کفر کیا ہی نہیں کفر تو ان شیاطین نے اختیار کیا تھا جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے وہ اس چیز کے پیچھے پڑ گئے تھے جو بابل میں دو فرشتوں ھاروت اور ماروت پر نازل کی گئی تھی۔

وَاَخْرَجَ اِبْنُ جَرِيْرٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ قَالَ الْيَهُوْدُ اُنْظُرُوْا اِلٰى مُحَمَّدٍ يَخْلُطُ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ يَذْكُرُ سُلَيْمَانَ مَعَ الْاَنْبِيَاءِ اِنَّمَا كَانَ سَاحِرًا يَرْكَبُ الرِّيْحَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ "وَاتَّبَعُوْا مَاتَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ .

الدر المنثور للسيوطي تفسير البقرة اية ١٠٢ .

شہر بن حوشب کی روایت ہے کہ یہودیوں نے کہا: یہ دیکھو محمد کو جو حق اور باطل ملا کر پیش کرتے ہیں۔ سلیمان کو نبیوں میں شمار کرتے ہیں حالانکہ سلیمان تو جادوگر تھا اسی لیے تو ہوا پر سواری کرتا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کی ان آیات کے ذریعہ آپ کی برأت فرمائی۔

یہ بالکل وہی صورت تھی جس سے آج کل ہمارا معاشرہ دوچار ہے کچھ لوگوں نے علماء و مشائخ کا لباس پہن کر حضرات بزرگان دین کے نام پہ جادو ٹونے اور گنڈے منتروں کا وہ بازار گرم کر رکھا ہے کہ شہر بابل کی یادیں تازہ کر دی ہیں بلکہ بنی اسرائیل سے ایک قدم آگے ٹیلی ویژن پر دم کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے اس کے پاس یہ کرشمہ حضرت خواجہ

Marfat.com

اجمیری سے منتقل ہو کر پہنچا ہے اور کوئی کسی دوسری ہستی کا نام لیتا ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ حضرات صوفیا بھی یہی کچھ کیا کرتے تھے حالانکہ معاملہ وہی حضرت سلیمان علیہ السلام اور جادوگران بنی اسرائیل کا ہے۔ لہٰذا یہ عین ممکن ہے کہ جادوگروں کے ذریعہ سے کسی کی بیوی چھڑانے یا دشمنی کا بدلہ چکانے کی خاطر کسی کو معذور کر دیا گیا ہو تو اس صورت میں جلدی کے بجائے شریعت کا حکم سمجھنے کی ضرورت ہے۔

عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَضٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الَّذِیْ لَا يَسْتَطِيْعُ النِّسَاءَ أَنْ يُؤَجَّلُ سَنَةً.

أخرجه عبد الرزاق فی "المصنف" كتاب النكاح بَابُ اجل العِنِّين.

حضرت سعید بن مسیّب کی روایت ہے کہ جو آدمی بیوی سے صحبت کرنے پر قادر نہ ہو اسے ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهُ قَالَ فِي الْعِنِّيْنِ يُؤَجَّلُ سَنَةً فَإِنْ قَدَرَ عَلَيْهَا وَإِلَّا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا وَلَهَا الْمَهْرُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ.

أخرجه البيهقی فی "الكبرى" كتاب النكاح باب اجل العنين.

حضرت سعید بن مسیّب نے حضرت عمر کا فیصلہ روایت کیا ہے کہ جو آدمی بیوی سے جماع کرنے پر قادر نہ ہو اسے ایک سال مہلت دی جائے گی اس دوران اگر اس نے بیوی کی ضرورت پوری کی تو ٹھیک ورنہ ان کے درمیان علیحدگی کرا دی جائے گی عورت کو مہر بھی دلایا جائے گا اور عدت بھی پوری کرے گی۔

سنن دارقطنی، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ اور امام بیہقی نے السنن الکبریٰ میں حضرات اہل علم حضرت عمر بن خطاب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت علی، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت سفیان ثوری، حضرت امام مالک، حضرت امام سعید بن مسیّب، حضرت امام عطا بن ابی رباح، حضرت امام حسن بصری، حضرت امام ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کا یہی قول نقل فرمایا ہے۔ اس باب کی روایات جمع کرنے سے صورت مسئلہ اس طرح ہے۔

وَإِذَا كَانَ الزَّوْجُ عِنِّيْنًا اَجَّلَهُ الْحَاكِمُ سَنَةً فَإِنْ وَصَلَ إِلَيْهَا فِيْهَا وَإِلَّا فَرَّقَ بَيْنَهُمَا إِذَا طَلَبَتِ الْمَرْأَةُ ذَالِكَ هٰكَذَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ . وَلِأَنَّ الْحَقَّ ثَابِتٌ لَهَا فِي الْوَطْءِ وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ الْإِمْتِنَاعُ لِعِلَّةٍ مُعْتَرِضَةٍ وَيَحْتَمِلُ لِآفَةٍ أَصْلِيَّةٍ فَلَابُدَّ مِنْ مُدَّةٍ مُعَرِّفَةٍ لِذَالِكَ وَ قَدَّرْنَاهَا بِالسَّنَةِ لِإِشْتِمَالِهَا عَلَى الْفُصُوْلِ الْاَرْبَعَةِ فَإِذَا مَضَتِ الْمُدَّةُ وَ لَمْ يَصِلْ إِلَيْهَا تَبَيَّنَ اَنَّ الْعِجْزَ بِآفَةٍ أَصْلِيَّةٍ فَفَاتَ الْإِمْسَاكُ بِالْمَعْرُوْفِ وَوَجَبَ عَلَيْهِ التَّسْرِيْحُ بِالْإِحْسَانِ فَإِذَا امْتَنَعَ نَابَ الْقَاضِيُّ مَنَابَهُ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَلَابُدَّ مِنْ طَلَبِهَا لِأَنَّ التَّفْرِيْقَ حَقُّهَا.

الهداية شرح بداية المبتدی كتاب الطلاق باب العنين وغيره لشيخ الاسلام برهان الدين علی بن ابی بكر المرغينانی المتوفی ۵۹۳ هج. تحقيق محمد محمد تامر و حافظ عاشور: الناشر دارالسلام شارع الازهر القاهره.

Marfat.com

جب شوہر نامرد ہو تو حاکمِ وقت ان کے درمیان تفریق کرنے سے پہلے ایک سال کی مدت مقرر کرے گا اس دوران اگر شوہر مباشرت کر سکے تو ٹھیک ورنہ ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی مگر اس صورت میں کہ عورت مطالبہ کرے حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کا یہی فیصلہ روایت کیا گیا ہے اور یہ اس لیے کہ وطی منکوحہ عورت کا حق ہے جبکہ یہ احتمال بھی موجود ہے کہ شوہر کا وطی پہ قادر نہ ہونا کسی عارضی علت کے باعث ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ مستقل طور پہ معذور ہو لہٰذا ان کے درمیان فیصلہ کرنے کیلئے ایک مدت کا مقرر کیا جانا ضروری ہے اور ہم نے ایک سال کا تعین اس لیے کیا ہے کہ پورا سال چار موسموں پہ مشتمل ہوتا ہے عارضی علت کے باعث معذوری کے دور ہونے کیلئے یہ مدت مناسب ہے۔ مگر ایک سال تک اگر اسے مباشرت پر قدرت حاصل نہیں ہوئی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر مستقل طور پر نامرد ہے۔ بیماری عارضی نہیں تو مرد کے لیے ''امساک بالمعروف'' (بیوی کو اچھے طریقے سے خوش رکھنے) کا حق تو فوت ہو چکا اور '' تسریح بالاحسان (خوش اسلوبی سے کچھ نہ کچھ دے دلا کر رخصت کرنا) عورت کا حق ثابت ہو گیا ہے اب اگر مرد طلاق دینے سے انکار کرتا ہے تو قاضی وقت اس شوہر کے قائم ہونے کی حیثیت میں عورت کو فارغ کر دے گا بشرطیکہ عورت مطالبہ کرے اس لیے کہ اب شرعاً عورت تفریق کی حقدار ہے۔

01: اس صورت میں طلاق بائن ہوگی یعنی خاوند کو رجوع کا حق نہیں ہوگا۔ عورت پورے مہر کی حقدار ہوگی اور دوسرے نکاح سے پہلے عدت پوری کرے گی مگر حضرت امام شافعی فسخ کا حکم لگاتے ہیں تا کہ عورت کے ساتھ زیادتی کا کچھ نہ کچھ ازالہ ہو سکے

02: صورت مذکورہ میں سال میں چار موسموں کا ذکر آیا ہے یہ کمال احتیاط ہے اس لیے کہ کبھی کبھی موسمی اثرات مؤثر ہوتے ہیں اور یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے۔

ردالمحتار: میں چار موسم اور ان کے مزاج کی تفصیل اس طرح ہے:

01: اَلصَّیْفُ: حَارٌّ یَابِسٌ: موسم گرما گرم اور خشک۔

02: اَلْخَرِیْفُ بَارِدٌ یَابِسٌ وَاَرْدَأُ الْفُصُوْلِ: موسم خزاں ٹھنڈا اور خشک اور سال کا خراب ترین موسم ہوتا ہے۔

03: اَلشِّتَاءُ بَارِدٌ رَطْبٌ: موسم سرما ٹھنڈا اور تر۔

04: اَلرَّبِیْعُ حَارٌّ رَطْبٌ: موسم بہار گرم تر۔ بیان کیے ہیں اور یہ کہ لوگوں کا مختلف المزاج ہونے کے باعث متاثر ہونا لازمی ہے لہٰذا اگر کسی کو عارضی تکلیف ہے تو اس کیلئے اتنا عرصہ کافی ہے۔

اب چونکہ سوائے سعودی عربیہ کے پورے عالم اسلام میں کہیں بھی اسلامی عدالتیں موجود نہیں لہٰذا تفریق کا یہ اختیار خود بخود معاشرے کے جید علمائے کرم کو منتقل ہو جاتا ہے۔ یہاں برطانیہ میں انہی معاملات کیلئے علماء کونسلیں قائم

Marfat.com

ہیں۔اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر علاقے اور پوری دنیا میں اس نظام کو متعارف کرانے کی ضرورت ہے تا کہ لوگ طویل عرصہ تک مقدمات لڑنے کی اذیت سے بچ جائیں اور خواتین کو بروقت نجات مل سکے۔

مسحور عنین کا علاج

01: آثار کی روشنی میں فقہائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ نے ایک سال کی جو مدت مقرر کی ہے۔اس دوران علاج کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔"ردالمحتار" میں وہب بن منبہ کے حوالہ سے مسحور کے علاج کیلئے ایک علاج بھی لکھا ہے اور وہ یہ کہ "نَقَلَ: ط: عَنْ تَبْيِينِ الْمَحَارِمِ عَنْ كِتَابِ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ مِمَّا يَنْفَعُ لِلْمَسْحُورِ وَالْمَرْبُوطِ أَنْ يُؤْتَى بِسَبْعِ وَرَقَاتِ سِدْرٍ خُضْرٍ وَتُدَقَّ بَيْنَ حَجَرَيْنِ ثُمَّ تُمْزَجَ بِمَاءٍ وَيَحْسُوَ مِنْهُ وَيَغْتَسِلَ بِالْبَاقِي فَإِنَّهُ يَزُولُ بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالَى"

رد المحتار على الدر المختار شرح تنوير الابصار لخاتمة المحققين محمد امين الشهير بابن عابدين مع تكملة ابن عابدين ،كتاب الطلاق : مطلب لفک المسحور والمربوط : الناشر دارلكتب العلمية بيروت.

حضرت الشیخ سنان الدين يوسف الأماسي ألمتوفى ۱۰۰۰ ھ نے اپنی "تَبْيِينُ الْمَحَارِمْ" میں حضرت امام وَھب بن مُنَبِّہ رحمہما اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ایسے شخص کا علاج نقل کیا ہے جسے جادو کے ذریعہ اس طرح باندھ دیا گیا ہو کہ وہ جماع پر قادر نہ رہے۔ بیری کے سات تازہ پتے لینے کے بعد انہیں دو پتھروں کے درمیان اچھی طرح پیس لیا جائے پھر پانی میں ملا کر اس میں سے مسحور پیئے اور باقی کے ساتھ غسل کرلے ان شاءاللہ شفاء ہوگی۔

رد المحتار كتاب الطلاق باب العنين۔مطلب لفک المسحر والمربوط.

02: ایک مکمل نامرد پٹواری فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی خدمت میں حاضر ہوا اور علاج کی درخواست کی حضرت نے اسے ہدایت فرمائی کہ روزانہ سوتے وقت تین بادام اور ایک کھجور ملا کر کھالیا کرے۔اللہ تعالیٰ نے اسی سے شفاء بخش دی اور وہ صاحب اولاد ہو گیا۔

تذکرۃ الرشید سوانح فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی باب "مطب" تالیف الحاج مولانا عاشق الٰہی میرٹھی الناشر ادارہ اسلامیات لاہور.

03: راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ میرے ایک مرحوم دوست نے جہلم پاکستان لے جا کر اپنی بیٹی اور بیٹے کی شادی کرادی اور جب ایک ماہ کے بعد واپس آیا تو اس نے بتایا کہ اس کے دونوں بچے بالکل کنوارے واپس آ گئے ہیں اور اسے یقین ہے کہ کسی نے جادو کیا ہے اس عاجز نے تسلی کرنے کے بعد انہیں بتایا کہ وہ قرآن کریم کی ۳۳ آیات پر مشتمل "منزل" نماز فجر، مغرب اور عشا کے ساتھ ایک ایک مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرتے اور پلاتے رہیں۔اللہ تعالیٰ نے اسی میں شفا دے دی اور یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ معوذتین کا نزول ہی سحر کے علاج کے لیے ہے۔ایسی صورت میں: سورۃ البقرۃ:اور: لاحول : کا پڑھنا بھی تریاق کی حیثیت رکھتا ہے۔

Marfat.com

01: بیری کے پتوں والے علاج کے سلسلے میں گزارش ہے کہ ''بیری/سدرہ'' اور عربی میں '' سِدْر '' اور ''سِدْرَۃ'' انگریزی نام Ceder ہے۔ جو گرم علاقوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ، فَقَالَ: اغْسِلْنَهَا ثَلاثًا، أَوْ خَمْسًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ، بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كَافُورًا - أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ - فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي، فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَعْطَانَا حِقْوَهُ، فَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ تَعْنِي إِزَارَهُ.

صحیح البخاری کتاب الجنائز باب غسل المیت ووضوء بالماء والسدر...

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب آپ کی ایک صاجزادی انتقال فرما گئیں تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا اسے تین، پانچ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ نہلاؤ۔ اگر تم سے ہو سکے تو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخر میں کافور لگاؤ اور جب غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرو۔ جب ہم غسل سے فارغ ہو چکیں تو آپ ﷺ کو اطلاع دی گئی۔ آپ نے اپنا تہبند دیتے ہوئے فرمایا اسے بیٹی کے بدن پر لپیٹ دو۔

یہ واقعہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات اور غسل کا ہے۔ اور بیری کے پتوں کو پانی میں ڈال کر غسل دینے میں کوئی بڑی حکمت ہے۔ البتہ جس سدرہ کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ اس کے متعلق ہمارے مفسرین اور جدید محققین کی رائے یہ ہے کہ وہ کوئی خاص قسم کا درخت ہے۔ عام بیری کا درخت نہیں۔ جیسا کہ جناب اقتدار فاروقی صاحب نے ''نباتات قرآن، ایک سائنسی جائزہ'' میں مفصل بحث کی ہے۔ اس بارے میں راقم الحروف عرض گزار ہے کہ قرآن کریم نے دنیوی پھلوں میں سے جو کھجور، انار اور انجیر وغیرہ کی جنت میں موجودگی کی اطلاع دی ہے۔ کیا خیال ہے آپ کا کہ بالکل یہی درخت یہاں سے اٹھا کر وہاں لگا دیئے جائیں گے اور ان کے پھلوں کی یہی تاثیر ہوگی۔ وہاں جو ابلنے والے چشمے پائے جاتے ہیں۔ کیا یہی چشمے وہاں ہوں گے اور پانی کی تاثیر یکساں ہوگی؟ بالکل ایسا نہیں بلکہ جنت کی ہر چیز نرالی ہے جس کی ترجمانی سے نطق انسانی قاصر ہے اسی لیے فرمایا: '' فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ '' ۔ اور یہاں کی بیری سے اگر عام درخت مراد نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسے ''سدر'' کے نام سے نہ پکارتے اور نہ اس کے کاٹنے سے منع فرماتے۔ لہٰذا اسی بیری کے پتوں کو باریک پیسنے کے بعد پانی پینے اور غسل کرنے میں ضرور کوئی مصلحت ہے لہٰذا تجربہ کرنے میں کوئی ہرج نہیں۔

02: بادام اور کھجوریں علاج بالغذا اور ایک بزرگ ہستی کا تجویز کردہ علاج ہے۔ اور بسا اوقات عارضہ بھی معمولی ہوتا ہے۔ میں نے ایک ثقہ بزرگ سے سنا ہے کہ حضرت حکیم عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کسی ایسے مریض کے لیے صرف مولی

Marfat.com

کے بیج تجویز فرمائے تھے اور وہ ٹھیک ہوگیا۔

03: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کو بتایا گیا کہ ایک شخص نے نکاح کیا مگر وہ بیوی کے پاس جانے سے قاصر ہے؟ آپ نے جوش دیئے ہوئے دو انڈے منگائے اور خول اتار کر ایک پر آیت مبارکہ " وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ " ۵۱: أَلذاريات ۴۷ :لکھ کر مرد کو کھانے کیلئے۔ اور دوسرے پر " وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ " ۵۱: أَلذاريات ۴۸ :لکھ کر عورت کو دیا۔ جس کی برکت سے رکاوٹ ختم ہوگئی۔

اعمال قرآنی : ألمؤلف: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ :قدرت بر جماع: ناشر مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

04: عورت اگر سال سے زیادہ انتظار کرنا چاہتی ہے تو قاضی مداخلت کا حق نہیں رکھتا تاہم معاملے کی چھان بین اس کی دینی ذمہ داری ہے جیسا کہ یہ واقعہ ہمارے سامنے ہے۔

اَنَّ عَلِيًّا اُتِىَ بِرَجُلٍ فَقَالُوْا وَجَدْنَاهُ فِيْ خَرْبَةِ مُرَادٍ وَ مَعَهُ جَارِيَةٌ مُخْضَبٌ قَمِيْصُهَا بِالدَّمِ فَقَالَ لَهُ وَيْحَكَ مَا هٰذَا الَّذِيْ صَنَعْتَ ؟ قَالَ اَصْلَحَ اللّٰهُ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ كَانَتْ بِنْتُ عَمِّيْ وَيَتِيْمَةٌ فِيْ حِجْرِيْ وَهِيَ غَنِيَّةٌ فِي الْمَالِ وَاَنَا رَجُلٌ قَدْ كَبِرْتُ وَلَيْسَ لِيْ مَالٌ فَخَشِيْتُ اِنْ هِيَ أَدْرَكَتْ مَايُدْرِكُ النِّسَاءُ أَنْ تَرْغَبَ عَنِّيْ فَتَزَوَّجْتُهَا قَالَ وَهِيَ تَبْكِيْ، فَقَالَ أَتَزَوَّجِيْنَهُ؟ فَقَائِلٌ مِنَ الْقَوْمِ عِنْدَهُ يَقُوْلُ لَهَا قُوْلِيْ: نَعَمْ: وَقَائِلٌ يَقُوْلُ لَهَاقُوْلِيْ: لَا: فَقَالَتْ نَعَمْ تَزَوَّجْتُهُ ، فَقَالَ خُذْ بِيَدِ امْرَأَتِكَ.

إعلاء السنن كتاب النكاح ابواب المهر باب لا مهر اقل من عشرة دراهم ، تاليف المحدث الناقد الاستاذ ظفر احمد العثماني التهانوي، الناشر دارلكتب العلمية بيروت : وقال اخرجه الطحاوى رحمه الله تعالىٰ فى مشكل الحديث بسند ه كذا فى " الجوهر النقى "

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک آدمی پیش کیا گیا۔ لوگوں نے بتایا کہ ہم نے اسے قبیلہ مراد کے ویرانہ سے پکڑا ہے کیونکہ اس کے ساتھ یہ چھوٹی عمر کی لڑکی تھی جس کی قمیص تازہ خون سے رنگ چکی تھی اور یہ بھی حاضر ہے؟ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اس سے پوچھا تو تباہ ہو جائے (بیڑہ غرق) تم نے یہ کیا حرکت کی ہے؟ اس نے کہا: اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے اصل بات یہ ہے کہ یہ لڑکی میرے چچا کی بیٹی یتیم رہ جانے کے بعد میری ولایت وکفالت میں ہے اور مالدار ہے جبکہ میں ایک تو غریب آدمی ہوں اور دوسری بات یہ کہ بوڑھا بھی ہو چکا ہوں۔ مجھے ڈر تھا کہ اگر اس لڑکی کو جوانی میں قدم رکھتے ہی سوجھ بوجھ حاصل ہوگئی، جیسا کہ عام طور پہ عورتوں میں شعور آجاتا ہے تو مجھے چھوڑ جائے گی لہٰذا میں نے اس سے نکاح کرلیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس دوران لڑکی روئے جارہی تھی۔ حضرت علی نے اس سے پوچھا تم بتاؤ کیا تم نے اپنی مرضی سے نکاح کیا ہے؟ ان کے ساتھ آئے ہوئے لوگوں میں سے

Marfat.com

کچھ لوگ لڑکی سے کہتے تم بتاؤ کہ سب کچھ میری مرضی سے ہوا ہے اور کچھ اسے کہتے کہ انکار کر دو اور بتاؤ کہ میرے ساتھ جبر کیا گیا ہے۔ مگر لڑکی نے کہا جی ہاں میری مرضی سے نکاح ہوا ہے تب حضرت علی نے ان دولہا میاں سے فرمایا: بیوی کا ہاتھ پکڑو اور چلے جاؤ۔

کیونکہ معاملہ بہت سنگین تھا اگر یہ لڑکی جبر کا اقرار کرتی۔ پھر تو حضرت علی ایسے دولہا میاں کی خبر لیتے اور اسے سزا دیتے مگر اس کے اظہار رضا کے بعد حضرت علی کے اس فیصلے میں ہمارے لئے یہ سبق موجود ہے کہ عورت کا اپنی مرضی سے کوئی فیصلہ کر لینا بشرطیکہ اس کے فیصلہ سے معاشرے پر منفی اثرات مرتب نہ ہوتے ہوں اس کا حق ہے۔

نباہ کیلئے عورت پر جبر کرنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيْثٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوْفُ خَلْفَهَا يَبْكِي وَدُمُوْعُهُ تَسِيْلُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبَّاسٍ يَا عَبَّاسُ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيْثٍ بَرِيْرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيْرَةَ مُغِيْثًا ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ رَاجَعْتِهِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ إِنَّمَا أَنَا أَشْفَعُ قَالَتْ فَلَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ.

صحيح البخاري كتاب الطلاق باب شفاعت النبي ﷺ في زوج بريرة .

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ بریرہ کے شوہر ایک غلام تھے جن کا نام مغیث تھا۔ گویا کہ ابھی تک یہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ بریرہ کی طرف سے علیحدگی کے بعد وہ بریرہ کے پیچھے انہیں منانے کیلئے مدینہ کی گلیوں میں روتے پھرتے اور ان کے آنسو داڑھی پہ بہتے جاتے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس سے فرمایا: اے عباس! کیا مغیث کو بریرہ سے جو اس قدر محبت ہے اور بریرہ کو مغیث سے جو اتنی نفرت ہے اس پر تمہیں تعجب نہیں؟ پھر آپ ﷺ نے بریرہ سے فرمایا کہ اگر تم مغیث کے پاس واپس چلی جاتیں تو اچھا ہوتا؟ بریرہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا یہ آپ کا حکم ہے؟ فرمایا: حکم نہیں بس مغیث کے حق میں سفارش ہے۔ تو بریرہ نے کہا: پھر مجھے مغیث کی ضرورت نہیں۔

واقول

اس حدیث شریف میں بہت سے مسائل ہیں جن کی اہمیت کے پیش نظر صرف صحیح بخاری میں تیس: ۳۰: مرتبہ مسلم میں آٹھ۔ ترمذی میں پانچ۔ نسائی میں چودہ۔ ابوداؤد میں سات۔ ابن ماجہ میں دو۔ مسند احمد بن حنبل میں بائیس۔ موطا امام مالک میں تین۔ اور سنن دارمی میں بھی تین۔ مرتبہ دہرائی گئی ہے۔ اس طرح فضائلِ بریرہ اور مسائل واحکام

Marfat.com

کیلئے ایک مستقل رسالہ درکار ہے۔ میں نے یہاں صرف ایک مسئلہ بیان کرنے کیلئے اس کا ذکر کیا ہے۔

مختصر صورت مسئلہ یہ ہے کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا ایک لونڈی تھیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اکثر آتی رہتیں تو حضرت عائشہ نے چاہا کہ اسے خرید کر آزاد کر دیں۔ مگر اس کے مالکوں نے کہا کہ صرف اس شرط پر کہ بریرہ کی ولاء یعنی وراثت کا حق انہیں حاصل رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ تم اسے خرید کر آزاد کر دو کیونکہ حق وراثت آزاد کرنے والے کا ہوتا ہے۔ اس طرح بریرہ کو آزادی بھی مل جائے گی اور ولاء کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ چنانچہ جب انہیں آزاد کیا گیا تو انہیں اپنے نکاح کے بارے میں اختیار حاصل ہو گیا جو غلامی میں ان کی پسند کے خلاف ایک حبشی غلام مغیث سے کیا گیا تھا۔ لہٰذا حضرت بریرہ نے آزادی ملتے ہی اپنا حق استعمال کرتے ہوئے مغیث سے علیحدگی اختیار کر لی۔ کیونکہ مغیث سے انہیں شدید نفرت تھی مگر مغیث کو اتنی ہی محبت۔ اب مدینہ طیبہ کی گلیوں میں جدھر سے بریرہ گزرتیں مغیث ان کے پیچھے روتے پھرتے اور منت سماجت بھی کرتے۔

دِجلۂ خونِ رگِ جاں سے جلائے ہیں میں نے
حسرت و یاس میں ڈوبے تری فرقت کے چراغ

دختر پونچھ۔ روبینہ محمود۔ جموں

رحمۃ للعالمین ﷺ سے جب حضرت مغیث رضی اللہ عنہ کی یہ حالت دیکھی نہ گئی تو بریرہ سے فرمایا: کیا یہ ممکن نہیں کہ تو واپس اس کے پاس چلی جائے؟ تو بریرہ نے عرض کیا: آقا اگر آپ کا حکم ہے پھر تو سر آنکھوں پر۔ اگر حکم نہیں تو سچ بات یہ ہے کہ مجھے مغیث کی کوئی ضرورت نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: حکم نہیں میں تو صرف سفارش کر رہا ہوں۔ ظاہر بات ہے کہ اب اس کے بعد حضرت مغیث کے پاس کوئی راستہ نہ تھا۔

اب اس کے بعد کوئی رابطہ نہیں رکھنا
یہ بات طے ہوئی، لیکن سوال درد کا ہے

فرحت عباس شاہ

اس حدیث شریف میں بہت سے دیگر مسائل کے ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ:

01: اگر عورت واقعی شوہر سے نفرت کرتی ہے تو اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر کسی کی سفارش سے دل کی میل دھل سکتی تو حضرت شفیع المذنبین ﷺ کی سفارش سے بڑھ کر کس کی سفارش ہو سکتی ہے۔

02: اور دوسری بات یہ کہ اگر کوئی خاتون اس معاملے میں کسی کی سفارش نہیں مان رہی تو یہ اس کی طرف سے گستاخی نہیں اس کی مجبوری تصور کی جائے گی کیونکہ حضرت شفیع المذنبین ﷺ نے اپنی سفارش قبول نہ کیے جانے کی

Marfat.com

صورت میں اسے گستاخی پر محمول نہیں فرمایا۔اور آپ جانتے تھے کہ دل پر انسان کا اختیار نہیں اور جبر اللہ کریم کو پسند نہیں۔ اور یہی فرق ہے سفارش اور حکم میں۔

03: جو باپ ایسی صورت میں اپنی پگڑیاں اور مائیں دوپٹے لڑکیوں کے قدموں میں ڈال کر ہاں کراتی ہیں۔ وہ اللہ کی بارگاہ میں سخت مجرم اور گنہگار ہیں۔ جب کہ دنیا میں ایسے رشتوں کے بہت برے نتائج سامنے آتے ہیں۔ مگر یہ برادری ازم اور رسم ورواج ہے کہ کیا کہیں۔ اسلام رہے نہ رہے۔ مراسم کا تحفظ واحترام ضروری ہے۔ اور سر رہیں نہ رہیں شملہ اونچا رکھنا لازم ہے۔

جور و ستم کی رسمیں تقریب بن گئی ہیں

اب بزم زندگی میں اہل وفا نہیں ہیں

ساغر صدیقی

اسلام میں اولین خلع

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَاأَعْتِبُ عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ وَلَادِيْنٍ وَلٰكِنِّيْ أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ؟ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَقْبِلِ الْحَدِيْقَةَ وَ طَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً.

صحیح البخاری کتاب الطلاق باب الخلع و کیف الطلاق فیه واخرجه ابن ماجه فی الطلاق باب المختلعة تأ خذ ما أعطا ها واخرجه مالک فی الطلاق باب ما جاء فی الخلع واخرجه ابو داوٗد فی الطلاق باب ما جاء فی الخلع وابن ما جه فی الطلاق ؛ قال الحافظ ابن حجر قال ابن عبد البر أختلف فی أمرأة ثابت ابن قیس فذکر البصریون انها جمیلة بنت أبیّ وذکر المدنیون أنها حبیبة بنت سهل قلت (ای ابن حجر) والذی یظهر أنهما قصتان وقعتا لامرأتان لشهرة الخبرین وصحة الطریقین و اختلاف السیاقین .

ترجمہ

حضرت ثابت بن قیس بن شماس کی بیوی بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یارسول اللہ ثابت بن قیس کا معاملہ یہ ہے کہ مجھے اس کے اخلاق یا دین کے بارے میں کوئی اعتراض نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ میں اسلام کے بعد کفر اختیار نہیں کرنا چاہتی؟ آپ نے فرمایا: اس نے تمہیں ایک باغ دیا تھا کیا وہ واپس کرسکتی ہو؟ عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس سے فرمایا: اپنا باغ واپس لو اور اسکو ایک طلاق دے دو۔

یہ اسلام کی تاریخ کا سب سے پہلا خلع ہے اور اس حدیث میں بہت سے مسائل ہیں اس طرح شاید ہی حدیث یا فقہ کی کوئی کتاب ایسی ہو جس میں یہ حدیث ذکر نہ کی گئی ہو۔ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

کے عزیز ترین اور صاحب کرامت صحابی ہیں۔غزوہ اُحد و بیعت رضوان میں شامل تھے آپ ﷺ نے انہیں شہادت اور جنت کی بشارت دی تھی چنانچہ خلافت ابوبکر کے دوران جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔انہیں خطیب انصار کا لقب بھی عطا ہوا تھا۔عجیب اتفاق ہے کہ ان تمام اوصاف کے باوجود زندگی میں ان دو بیویوں نے باری باری ان سے خلع لیا۔ان میں سے ایک کا یہ واقعہ زیر بحث ہے اور یہی اسلام کا پہلا خلع ہے۔ان کی بیوی جمیلہ بنت ابی بن سلول بارگاہ رسالت میں شکایت لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ میں اور ثابت بن قیس دونوں غرق ہو گئے بچ نہیں پائے۔یعنی کوشش تو کی تھی مگر گزارہ نہیں ہوسکا اور میں یہ تو نہیں کہتی کہ ان کے اخلاق یا دین میں کمی ہے بس میری نفرت کی انتہا ہوگئی ہے اور اب اندیشہ ہے کہ میں اسلام میں رہ کر بھی کفر کا ارتکاب کر بیٹھوں گی۔یا کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھوں جس سے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی لازم آئے لہٰذا ہمارے درمیان فیصلہ فرما دیجیے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ثابت نے تمہیں باغ دیا تھا واپس کردو گی؟ تو انہوں نے یہ قبول کرلیا۔اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس سے فرمایا کہ اپنا باغ لے لو اور انہیں فارغ کردو تو اس طرح انہیں فارغ کر دیا گیا۔

فتح الباری و سیر أعلام النبلاء للذہبی ترجمة ثابت بن قیس.

اس واقعہ کے سیاق وسباق سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس سے پہلے بھی ان کی نااتفاقی کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ملتی رہی ہوگی اور لڑائی کے بعد معاملہ رفع دفع ہوتا رہا ہوگا مگر اس مرتبہ جب خاتون نے شدید نفرت کا اظہار فرمایا تو آپ ﷺ نے تفریق فرما دی۔جس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کو اس کی مرضی کے خلاف نباہ پر مجبور کرنا اسلام کے مزاج کے خلاف ہے۔اور جس معاشرے میں مظلوم یا کمزور کو انصاف نہیں ملتا اس معاشرے کا کمزور طبقہ جب بغاوت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کمزوروں اور بے بسوں کا ساتھ دیتا ہے نہ کہ جبر کرنے والوں کا۔معاشرے کے صاحب اختیار واقتدار طبقے کا اپنا بھلا اور خیر اسی میں ہے کہ وہ کمزور کو بروقت انصاف مہیا کریں۔

Marfat.com

بانجھ عورت سے نکاح کی حیثیت

بانجھ عورت کو طلاق کا جواز

اس عنوان کے تحت تفصیل میں جانے سے پہلے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے صرف حضرت خدیجہ اور ملک یمین سے ام ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہما کو ماں بننے کا شرف حاصل ہے۔ حالانکہ ان میں سے کوئی خاتون بھی بانجھ نہ تھی۔ بلکہ پہلے نکاح میں سے اولا دوالیاں تھیں۔ اس کے باوجود حرم نبوی میں مائیں نہ بن پائیں۔ حالانکہ کائنات میں رسول اللہ ﷺ جیسا صحت منداور بے داغ شوہر کوئی نہیں اور ازواج مطہرات خصوصا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جیسی بیوی کوئی نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ کس کو کیا، کب اور کیوں دینا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی بیوی کو بے اولا ہونے کا طعنہ نہیں دیا اور نہ ہی طلاق دی۔ البتہ امت میں سے ہر شخص کے اندر اتنا حوصلہ اور صبر نہیں ہوتا۔ خصوصاً جو اصحاب آپ کے مخاطب تھے ان کے مزاج کے بارے میں آپ خوب جانتے تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ایک صاحب کے جواب میں نہی فرمادی۔

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ اِنِّيْ أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَمَنْصِبٍ اِلَّا أَنَّهَا لَاتَلِدُ أَفَأَ تَزَوَّجُهَا؟ فَنَهَاهُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَنَهَاهُ فَقَالَ تَزَوَّجُوْا لَوَلُوْدَ الْوَدُوْدَ فَاِنِّيْ مُكَاثِرُبِكُمُ الْأُمَمَ.

سنن النسائي بشرح الامام الحافظ جلال الدين السيوطي وحاشية الامام السندي كتاب النكاح باب كراهية تزويج العقيم .

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک صاحب بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ مجھے ایک حسب ومنصب والی عورت ملی ہے مگر صرف یہ کہ وہ اولا د پیدا نہیں کر سکتی آپ ﷺ نے اسے نکاح کرنے سے منع فرمادیا۔ اس نے پھر دوبارہ عرض کیا: آپ ﷺ نے پھر منع فرمادیا: ان صاحب نے تیسری بار پھر سوال دہرایا۔ تو آپ ﷺ نے منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو زیادہ بچے پیدا کرنے والیاں اور محبت کرنے والیاں ہوں اور بیشک قیامت کے روز میں دوسرے نبیوں کی امتوں کے مقابلے میں تمہاری کثرت تعداد پر فخر کروں گا۔

ایسی عورت جو اولا د پیدا نہ کر سکے۔ یا ایسا مرد جس سے اولا د نہ ہو سکے عقیم کہلاتے ہیں اور ان سے نکاح کرنے میں شرعاً کوئی قباحت بھی نہیں بلکہ عین ممکن ہے کہ تندرست بیوی کی نسبت عقیم عورت سیرت وکردار کے لحاظ سے زیادہ موزوں ہو۔ اسی طرح بظاہر بڑے تندرست اور توانا مردوں کے مقابلے میں نحیف قسم کے مرد اخلاقی طور پر بہت اچھے

Marfat.com

ثابت ہوتے ہیں۔ رہا یہ سوال کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی اجازت کیوں نہیں فرمائی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں چونکہ رسول اللہ ﷺ سے مشورہ طلب کیا گیا تھا اور ہوسکتا ہے یہ آدمی نوجوان ہو لہذا رسول اللہ ﷺ کی بصیرت کاملہ کے مطابق اسے کل پچھتاوا ہونا تھا اس لیے آپ ﷺ نے یہ مناسب خیال فرمایا کہ جذباتی فیصلے کے بجائے کسی اپنی طرح کی صحتمند عورت سے نکاح کرلے۔ اور وہ خاتون بھی کل طلاق کی صورت میں پچھتاوے اور پشیمانی کے بجائے کسی اپنے ہم پلہ سے نکاح کرلے۔ نیز آپ ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی اگر اس قابل ہے کہ اس سے اولاد پیدا ہوسکتی ہے تو محض حسب ونسب اور دنیوی فائدے کی خاطر ایسی عورت سے نکاح کرلے جس سے اولاد نہیں ہوسکتی۔ بہر حال یہ ایک ایسی صورت ہے جسے آپ ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔ اور چونکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے طبعی میلان اور حالات سے آپ ﷺ بخوبی واقف تھے اس لیے ان میں سے ہر سائل کا جواب اس کے حالات کی روشنی میں دینا ہی مناسب تھا۔ اگر مخصوص مرد عورت کے بجائے عام حالات کے متعلق سوال ہوتا تو آپ ﷺ لازماً اس طرح کی صورت کو جائز رکھتے۔

عورت کو نکاح میں دھوکہ دینا

عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ بَعَثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَجُلًا عَلَى السِّعَايَةِ فَأَتَاهُ فَقَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَقَالَ أَخْبَرْتَهَا أَنَّكَ عَقِيْمٌ لَايُوْلَدُ لَكَ؟ قَالَ: لَا قَالَ فَأَخْبِرْهَا وَ خَيِّرْهَا.

المصنف لعبد الرزاق. كتاب النكاح بَابُ الرجل العقيم. عبد الرزاق عن هشام بن حسان عن محمد بن سيرين مثله – عبد الرزاق عن الثوری عن خالد عن بن سیرین مثله.

ترجمہ

حضرت محمد بن سیرین نے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر نے ایک صاحب کو صدقات کی وصولی کیلئے بھیجا۔ وہ جب واپس آیا تو اس نے بتایا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کرلیا ہے۔ حضرت عمر نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے اس عورت کو نکاح سے پہلے بتا دیا تھا کہ تو عقیم ہے اسے اولاد پیدا نہیں کراسکتا؟ اس نے کہا: جی نہیں یہ تو نہیں بتایا۔ فرمایا جاؤ اسے جا کر بتاؤ بھی اور اسے اختیار بھی دو۔ اگر رہنا چاہے تو ٹھیک ورنہ وہ علیحدگی اختیار کرلے۔

صورت مذکورہ دھوکے کی ایک شکل ہے اور ایسے لگتا ہے کہ مقامی لوگوں کو اس آدمی کی کمزوری کا علم تھا اس نے صدقات کی وصولی کے دوران کسی ایسی جگہ نکاح کرلیا جہاں لوگ اس کے حالات سے ناواقف تھے اس لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہیں چاہیے تھا کہ اس عورت کو بتاتے جو نہیں ہوا اب عورت کو صورت حال سے آگاہ کرکے اسے اختیار بھی دو تا کہ وہ رہنا چاہے تو بہتر ورنہ وہ اپنا نکاح فسخ کرکے کہیں اور نکاح کرلے۔

Marfat.com

مرد کو نکاح میں دھوکہ دینا

عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ عُمَرُ اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ وَبِهَا جُنُوْنٌ اَوْ بَرَصٌ اَوْ قَرْنٌ فَاِنْ كَانَ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الصَّدَاقُ بِمَسِّهِ اِيَّاهَا وَهُوَ لَهُ عَلَى الْوَلِيِّ.

السنن الکبریٰ للبیهقی. کتاب الطلاق: جماع ابواب العیب فی المنکوحة باب مایرد به النکاح من العیوب.

ترجمہ

حضرت سعید بن مسیّب نے حضرت عمر فاروق اعظم کا یہ فیصلہ روایت کیا ہے کہ ایک آدمی کو نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ عورت جنون، برص یا قرن (قرن عورت کا اگلا اور پچھلا حصہ درمیان سے ایک ہو جانا) کا عارضہ ہے تو اب اگر اس نے دخول کیا ہے تو عورت مہر کی حقدار ہے جو اس کے اولیاء کے ذمہ مرض نہ بتانے کی سزا کے طور پر بطور تاوان ہو گا جبکہ مرد کو اختیار ہے اسے رکھے یا فارغ کر دے۔

شریعت نے ان صورتوں میں فیصلہ کر رکھا ہے کہ خاندان کا کوئی دیندار آدمی بیٹھ کر معاملہ نمٹا دے کورٹ کچہری کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ أَرْبَعٌ لَا تَجُوْزُ فِيْ بَيْعٍ وَلَا نِكَاحٍ اِلَّا أَنْ تُسَمَّى فَاِنْ سُمِّيَ جَازَ الْجُنُوْنُ وَالْجَذَامُ وَالْبَرَصُ وَالْقَرْنُ.

ألمرجع السابق.

حضرت ابو الشعثاء کی روایت ہے کہ چار بیماریاں ایسی ہیں کہ انہیں ظاہر کیے بغیر بیع اور نکاح درست نہیں اگر بتادی جائیں تو بیع اور نکاح دونوں درست ہوں گے۔ چار بیماریاں یہ ہیں جنون جذام جسم پر برص کے داغ اور قرن (قرن کی صورت یہ ہے کہ کسی وجہ سے عورت کے دونوں راستے مل جاتے ہیں) اور بیع سے مراد لونڈی کی بیع ہے کہ عذر بتائے بغیر خریدار کو اور نکاح کی صورت میں مرد کو اختیار حاصل ہوتا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَرْبَعٌ لَا تَجُوْزُ فِيْ بَيْعٍ وَلَا نِكَاحٍ اَلْمَجْنُوْنَةُ وَالْمَجْذُوْمَةُ وَالْبَرْصَاءُ وَالْعَفْلَاءُ.

ألمرجع السابق.

حضرت جابر بن زید سے بھی روایت ہے کہ چار بیماریوں والی ایسی عورتیں ہیں کہ انہیں ظاہر کیے بغیر بیع اور نکاح درست نہیں۔

01: جنون والی عورت۔ جو دماغی طور پر کمزور ہو۔ پاگل پن کے دورے پڑتے ہوں۔

Marfat.com

02: جذام والی عورت ۔ یعنی کوڑھی عورت۔

03: جس عورت کے جسم پر برص کے داغ ہوں۔

04: ایسی عورت جس کی شرم گاہ میں سے گندا بدبودار پانی بہتا ہو۔ یہ صورت سوزاک کی ہے یا آج کل ایڈز کی مشہور بیماری ہے۔ اب اگر نکاح سے پہلے بتا دیا گیا ہے تو ٹھیک ورنہ مرد کو اختیار ہوگا۔ اور خلوت صحیحہ کی صورت میں عورت مہر کی حقدار قرار پائے گی ورنہ نہیں۔ ایسی خواتین اگر مناسب مقدار میں روئی کے گالے پر شہد اور اور تازہ عرق لیموں جسم میں رکھیں تو اکثر یہ بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس کا روحانی علاج یہ ہے کہ قرآن کریم کی ۳۳ آیات (منزل) یا کم از کم چاروں قل پڑھ کر پانی پر دم کر کے پیتی رہیں تو دو تین ہفتے میں اکثر شفا ہو جاتی ہے ۔ لہٰذا طلاق میں جلدی کرنا اچھی بات نہیں۔

زوجین میں ناچاکی کی صورت

مرد و عورت کی حدود

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا () وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ()

النساء: ۳۵

اور اگر تم لوگوں کو میاں بیوی کے درمیان لڑائی کا اندیشہ ہو تو ایک حَکَم مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتہ داروں میں سے مقرر کرو وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقت کی صورت پیدا کر دے گا اللہ سب کچھ جانتا اور باخبر ہے۔

عَنْ أَبِیْ رُهْمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَفْضَلِ الشَّفَاعَةِ أَنْ يُشَفَّعَ بَيْنَ الْإِثْنَيْنِ فِی النِّكَاحِ.

أخرجه ابن ماجه وانفرد به. التحفة النكاح باب الشفاعة فی التزويج : تحفة الاشراف ۱۲۰۳۸.

حضرت ابورُہم کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہترین سفارش ایسے دو کے درمیان ہے جو نکاح کر رہے ہوں۔

Marfat.com

یعنی سفارش تو اکثر دو فریقوں کے درمیان کی جاتی ہے مگر ایسے دو جن کے درمیان سفارش سے نکاح ہو جائے اجر اور اخلاص کے اعتبار سے یہ سب سے بڑی سفارش ہے۔ اسی طرح اگر میاں بیوی کو ٹوٹنے سے بچا لیا جائے تو یہ بہت بڑی عبادت ہے۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ حضرات صوفیا فرماتے ہیں کہ ہر طبقے میں ہر ایک اپنی صلاحیت و استعداد کے مطابق اپنے مقام پہ فائز اور متمکن ہے اور اسی حساب سے نتائج مرتب ہوتے ہیں اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف یہ کلیہ سو فیصد درست ہے بلکہ نظام کائنات کے لیے ضروری بھی ہے اور اس پہ قرآن کریم کی شہادت بھی موجود ہے: '' تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ '' البقرہ: ۲۵۳۔

یہ رسول (جو ہماری طرف سے انسانوں کی ہدایت پر مامور ہوئے) ہم نے ان کو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مرتبے عطا کیے ان میں سے کوئی ایسا تھا جس سے اللہ خود ہم کلام ہوا، کسی کو اس نے دوسری حیثیتوں سے بلند درجے عطا کر دیئے اور آخر میں عیسیٰ بن مریم کو روشن نشانیاں دیں اور روح پاک سے اس کی مدد کی۔

'' وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا '' النساء ۳۲۔

اور جو اللہ نے تم میں سے کسی کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ دیا ہے اس کی تمنا نہ کرو جو کچھ مردوں نے کمایا ہے اس کے مطابق ان کا حصہ ہے اور جو کچھ عورتوں نے کمایا ہے اس کے مطابق ان کا حصہ ہے ہاں اللہ سے اس کے فضل کی دعا مانگتے رہو یقیناً اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

لہٰذا زوجین میں سے اللہ کریم نے مرد کو عورت پر اس معاملے میں فوقیت بخشی ہے کہ معاشرتی زندگی میں اصل ذمہ دار مرد ہوگا جس کی ذمہ داری میں خاندان کی نگرانی اخلاق کی حفاظت اور اخراجات کا مہیا کرنا شامل ہے لہٰذا کامیاب ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے سب سے پہلے میاں بیوی کو اپنی حدود، اختیارات اور حقوق معلوم کر کے اس کے مطابق اپنے آپ کو ذہنی طور پر تیار کر لینا چاہیے۔ جن عورتوں کی اچھے خاندانوں میں تربیت ہوتی ہے انہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مگر بعض خاندانوں کی عورتیں ان شعار سے ناواقف ہوتی ہیں انہیں آرام سے سمجھایا جانا چاہیے۔ اگر نہ سمجھیں تو اظہار ناراضگی کے طور پر مرد کو چاہیے کہ اپنا بستر علیحدہ کر لے اور کہتے ہیں کہ عقلمند کو اشارہ کافی ہے۔ اگر یہ تنبیہ بھی ناکافی ہو تو شریعت نے مارنے کی اجازت دی ہے بشرطیکہ چہرے پہ نہ مارے ہڈی نہ توڑے اگر اس کے بعد معاملہ سدھر جائے تو ٹھیک ورنہ دونوں طرف سے ایک ایک ایسے شخص جو بااختیار اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں مقرر کیے جائیں۔

Marfat.com

وہ میاں بیوی کی سن کر قصوروار کو اس پر تنبیہ کرسکیں نہ کہ کسی ایک کی سن دوسرے سے بے انصافی کریں۔ اگر میاں بیوی معاملات درست کرنا چاہیں تو اللہ کی مدد اور تائید حاصل ہوگی لہٰذ کوٹ کچہری کے بجائے گھر بیٹھ کر مسئلہ ختم کر دیں۔ یہ ہیں شریعت کے احکامات۔

حضرت علی کا فیصلہ

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ،عَنْ عُبَيْدَةَ ,قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَامْرَأَتُهُ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ،فَلَمَّا بَعَثَ الْحَكَمَيْنِ قَالَ:رُوَيْدَكُمَا حَتَّى أُعَلِّمَكُمَا مَاذَا عَلَيْكُمَا هَلْ تَدْرِيَانِ مَا عَلَيْكُمَا؟ إِنَّكُمَا إِنْ رَأَيْتُمَا أَنْ تَجْمَعَا جَمَعْتُمَا وَإِنْ رَأَيْتُمَا أَنْ تُفَرِّقَا فَرَّقْتُمَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الْمَرْأَةِ ، وَقَالَ:أَرَضِيتِ بِمَا حَكَمَا؟ قَالَتْ:نَعَمْ قَدْ رَضِيتُ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَلَيَّ وَلِيَ،ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الرَّجُلِ فَقَالَ: قَدْ رَضِيتَ بِمَا حَكَمَا قَالَ:لَا وَلَكِنِّي أَرْضَى أَنْ يَجْمَعَا وَلَا أَرْضَى أَنْ يُفَرِّقَا ، فَقَالَ لَهُ:كَذَبْتَ وَاللّٰهِ لَاتَبْرَحُ حَتَّى تَرْضَى بِمِثْلِ الَّذِي رَضِيَتْ بِهِ.

اخرجه عبد الرزاق ، كتاب الطلاق : باب الحكمين، حديث .11885 : واخرجه ايضا في: الأمالي في آثار الصحابة : الناشر : مكتبة القرآن -القاهرة.وأورده السيوطي في : ألدرالمنثور: تفسير النساء ٣٥-وأخرجَ الشَّافِعِيُّ فِي الْأُمِّ وَ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَبْدُبْنُ حُمَيد وابن جرير وابن المنذر وابن ابى حاتم والبيهقى فى سننه عن عبيدة السلمانى.

حضرت عبیدہ السلمانی نے بیان کیا ہے کہ ایک میاں بیوی لڑائی کی صورت میں فیصلہ لینے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور دونوں طرف سے لوگوں کا ایک جم غفیر بھی ان کے ساتھ تھا۔ حضرت علی نے حکم دیا کہ دونوں طرف سے ایک ایک معتبر آدمی آگے آئے باقی لوگ ہٹ جائیں۔ پھر آپ نے ان دو بزرگوں کو مخاطب فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو تمہاری دینی ذمہ داری کیا ہے اور تم نے کیا کرنا ہے؟ ان کی سنو اگر ان کا گزارہ ممکن ہے تو صلح کرادو اور یہ صورت نہیں تو ان کے درمیان تفریق کردو۔'' عورت نے یہ بات سن کر کہا اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ چاہے میرے حق میں ہو یا میرے خلاف، میں سر تسلیم خم کرتی ہوں۔ مگر مرد نے کہا میں ہر بات مانتا ہوں مگر تفریق نہیں، میں چاہتا ہوں کہ بہرصورت ہمیں اکٹھے رہنے دیا جائے۔ حضرت علی نے فرمایا: جھوٹ بکتے ہو اور تم یہاں سے ہل نہیں سکتے جب تک اللہ کی کتاب کا فیصلہ تسلیم نہ کرلو جس طرح عورت قبول کر چکی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک فریقین اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوں حَکَم (Judge) بننا ہی غلط ہے اور اللہ کی کتاب پر قسمیں لے کر اسے غلاف میں لپیٹ کر رکھ دینے کے بعد رواجی فیصلہ کرنا بدترین گناہ ہے۔

Marfat.com

حضرت عثمان کا فیصلہ

اسی طرح حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ سے نکاح کیا تھا جب حضرت عقیل بن ابی طالب ان کے پاس گئے تو فاطمہ نے پوچھا میرا باپ عتبہ بن ربیعہ اور چاچا شیبہ بن ربیعہ کہاں ہیں؟ فرمایا: تمہاری بائیں جانب جہنم میں۔ اور یہ فرمانے کی وجہ یہ تھی کہ یہ دونوں حالت کفر پر غزوہ بدر میں کام آ چکے تھے۔ اس بات پر ان کے درمیان تلخی بڑھی تو معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوا۔ آپ نے حضرت امیر معاویہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حَکَم (Judge) بنا کر بھیجا تا کہ ان کے درمیان تصفیہ کرادیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر ان کی صلح نہ ہو سکی تو ان کے درمیان تفریق کر دیں گے۔ مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس رائے سے اختلاف کیا کہ شاید ہمیں تفریق کا شرعاً اختیار نہیں۔ اس کے بعد حضرت عکرمہ کی روایت ہے کہ حضرت عثمان نے اختیار سونپ کر بھیجا تھا اور حضرت ابن عباس کا اسی کے موافق فتویٰ ہے۔ یعنی اگر حکمین صاحب علم اور باصلاحیت ہوں اور ان کا تفریق پہ اتفاق ہو جائے تو فیصلہ نافذ کر دیا جائے گا بصورت اختلاف رائے نہیں۔ اسی رائے سے موافقت اختیار کی ہے امام شعبی نے بھی۔ برائے تفصیلات: السنن الکبریٰ للبیھقی رحمہ اللہ تعالی کتاب القسم والنشوز باب الحکمین فی الشقاق بین الزوجین.

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْقُضَاۃُ ثَلَاثَۃٌ قَاضٍ فِی الْجَنَّۃِ وَ قَاضِیَانِ فِی النَّارِ قَاضٍ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضَی بِہٖ فَھُوَ فِی الْجَنَّۃِ وَقَاضٍ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ مُتَعَمِّدًا فَھُوَ فِی النَّارِ وَقَاضٍ قَضَی بِغَیْرِ عِلْمٍ فَھُوَ فِی النَّارِ قَالُوْا فَمَا ذَنْبُ الَّذِیْ یَجْھَلُ؟ قَالَ ذَنْبُہٗ اَنْ لَّا یَکُوْنَ قَاضِیًا.

رواہ الترمذی وقال حسن غریب ورواہ ابو داؤدو قَالَ اَبُو دَاوٗد وَھٰذَا اَصَحُّ شَیْءٍ فِیْہِ یَعْنِی حَدِیْثَ ابْنِ بُرَیْدَۃَ "اَلْقُضَاۃُ ثَلَاثَۃٌ" ورواہ ابن ماجہ و الحاکم وصححہ.

حضرت بریدہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فیصلہ کرنے والے قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں ان میں سے صرف ایک جنتی اور باقی دو جہنمی ہیں۔

01: جس نے حق کی پہچان کے بعد حق کے مطابق فیصلہ کیا وہ جنتی ہے۔

02: حق جانتے ہوئے حق کی بجائے رواجی یا جانب داری سے فیصلہ کیا یا مظلوم کی دادرسی کرنے کے بجائے اسی کے خلاف فیصلہ دے دیا تو یہ جہنمی ہے۔

03: ایک آدمی اہلیت کے بغیر فیصلہ کرنے کی ذمہ داری لے کر فیصلہ کر دے تو یہ بھی دوزخی ہے۔ عرض کیا: یارسول اللہ اس بیچارے کا قصور کیا ہے جبکہ وہ تھا ہی جاہل۔ فرمایا: اس کا قصور یہ ہے کہ اسے علم واہلیت کے بغیر قاضی نہیں بننا چاہیے تھا۔

Marfat.com

وَكَتَبَ عُمَرُ إِلَى أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيّ:أَنْ لَا يَقْضِيَ إِلا أَمِيرٌ، فَإِنَّهُ أَهْيَبُ لِلظَّالِمِ، وَلِشَاهِدِ الزُّورِ.

شرح السنة،للبغوی الشافعی المتوفی ۵۱۶ ھ۔ رحمہ اللہ تعالیٰ :باب القاضی لایقضی وھو غضبان.
الناشر :المکتب الإسلامی. دمشق/ بیروت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا کہ اہم معاملات میں صرف گورنر ہی فیصلہ دیا کریں اس لیے کہ وہ ظالم اور جھوٹے گواہوں پر زیادہ موثر ہیں۔

اس لیے ان معاملات میں اہل علم لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے سینہ زوری کی نہیں۔اور بعض لوگ دیکھے گئے ہیں کہ وہ ایک پیالی چائے کے عوض جہنم خرید کر آ جاتے ہیں۔اگر خاندان کے اہل علم اور تجربہ کار لوگ اپنی ذمہ داری کا احساس کرنے لگ جائیں تو بے شمار معاملات ایک ایک مجلس میں خوش اسلوبی سے نمٹ جاتے ہیں اور دور صحابہ کا یہی دستور تھا۔

جنتی جوڑے

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا () الاحزاب ۳۵۔ ۳۶)

ترجمہ

بے شک جو مرد اور جو عورتیں مسلم (اللہ کے لیے مخلص) ہیں، مومن ہیں مطیع فرمان ہیں، راست باز ہیں، صابر ہیں اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں صدقہ دینے والے ہیں روزہ رکھنے والے ہیں اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے ہیں اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔

مسند احمد بن حنبل، سنن نسائی، ابن جریر، ابن مردویہ اور طبرانی نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا بات ہے کہ ہم عورتوں کا اس طرح سے قرآن میں ذکر نہیں جس طرح مردوں کا تذکرہ ہے؟ اس کے بعد ایک آدھ دن گزرا تھا کہ آپ ﷺ نے منبر شریف پر یہ آیت تلاوت فرمائی۔اس پوری آیت میں ایک ایسے کا معاشرے کا تعارف پیش کیا ہے جس پر ہر وقت اللہ کی

Marfat.com

رحمتوں کا نزول ہوتا ہے یعنی ایسا معاشرہ جس کے لوگ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی رعایت کرتے ہیں اور فواحش سے دور رہتے ہیں اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں منجملہ اور مسائل کے ایک یہ ہے کہ ان میں اولین مخاطب مرد ہیں۔ یعنی مردوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے ساتھ ساتھ عورتوں کے اخلاق کی حفاظت کریں اور کوئی ایسی بیماری نہ پھیلنے دیں جس سے ان آبگینوں کے اخلاق تباہ ہو جائیں اور آئندہ آنے والی نسلیں اپنا وجود برقرار نہ رکھ سکیں۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے دونوں جہانوں میں ازدواجی سکون کا وعدہ فرمایا ہے۔ قیامت کے انعامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان سرخروئی کے ساتھ اپنے اہل خانہ سے مل پائے گا۔ جو بڑی کامیابی ہے۔

مجھ کو تو فقط ایک ستارے سے ہے مطلب
یہ چاند جو نکلا ہے زمانے کے لئے ہے

ارشاد نیازی

زوجہ حضرت موسیٰ علیہما السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے وقت آپ کی زوجہ مطہرہ نے آپ سے درخواست فرمائی کہ آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرما دیجئے کہ میں جنت میں بھی آپ کی بیوی رہوں۔ اس واقعہ کی تفصیل میں چونکہ ہمارے لیے بہت سا سبق ہے لہٰذا میں نقل کرتا ہوں:

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ رُوَيْمٍ اللَّخْمِيِّ قَالَ لَمَّا احْتُضِرَ مُوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَتْ لَهُ اِمْرَأَتُهُ سَلِ اللّٰهَ أَنْ يُّزَوِّجَنِيْكَ فِي الْجَنَّةِ ، قَالَ اِنْ أَحْبَبْتِ ذَالِكَ فَلَا تَتَزَوَّجِيْ بَعْدِيْ وَلَا تَأْكُلِيْ اِلَّا مِنْ رَشْحِ جَبِيْنِكِ . قَالَ تَبَرْقَعُ بَعْدَهُ تَتَبَعُ اللِّقَاطَ فَاِذَارَآهَا الْحَصَّادُوْنَ تَحَاطُوْالَهَافَاِذَا أَحَسَّتْ ذَالِكَ تَرَكَتْهُ .

احادیث الجماعیلی تالیف الامام عبدالغنی بن عبد الواحد بن علی سرور المقدسی الجماعیلی الدمشقی الحنبلی ابومحمد تقی الدین المتوفی ۶۰۰ ھ . الناشر مخطوط نشر فی برنامج جوامع القلم المجانی التابع لموقع الشبکة الاسلامیة . الطبعة الاولی ۲۰۰۴ – وأخرجه الامام الحافظ ابی نُعَیم احمد عبد اللہ الاصفهانی الشافعی المتوفیٰ ۴۳۰ ھ رحمہ اللہ تعالی فی " حِلیة الاولیاء : ترجمة عروة بن رویم .

شام کے معروف محدث وفقیہ حضرت عروہ بن رُویم اَللَّخْمِی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے وقت آپ کی زوجہ محترمہ نے آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ میرے لیے یہ دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ جنت میں بھی مجھے آپ کی بیوی بنا دے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم یہ چاہتی ہو تو پھر میرے بعد میری دو ہدایات پر عمل کرنا۔

Marfat.com

پہلی بات یہ ہے کہ میرے بعد دوسرا نکاح نہیں کرنا اور دوسری بات یہ کہ تم نے اپنی ایسی محنت کے سوا کہ جس سے تمہاری پیشانی پہ پسینہ آجائے کبھی کوئی لقمہ نہیں کھانا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت مائی صاحبہ برقع پہن کر زمینداروں کے کھلیانوں اور باغات کی طرف چلی جاتیں جہاں کسان اچھا غلہ اور پھل وغیرہ اٹھا کر لے جاتے مگر ردی غلہ اور پھل چھوڑ جاتے تو مائی صاحبہ اس ردی غلہ کو صاف کر کے گزارہ کرتیں۔ مگر جب لوگوں پر آپ کی حقیقت ظاہر ہوگئی تو انہوں نے آپ کے راستے میں عمدہ قسم کا غلہ اور پھل گرانا شروع کر دیا تا کہ مائی صاحبہ ردی غلہ اور پھل اٹھانے کے بجائے عمدہ قسم کا غلہ اور پھل گھر لے جائیں اور مشقت سے بھی بچ جائیں۔ مگر مائی صاحبہ نے محسوس کر لیا کہ یہ لوگ جان بوجھ ایسا کرتے ہیں تو لوگوں کے اس خلوص کے باوجود اپنا راستہ بدل لیتیں اور اپنے شوہر کی نصیحت کے مطابق محنت کر کے گزارہ کرتیں۔

بصائر وعبر

اس واقعہ کے کئی پہلو اور اس میں ہمارے لیے بہت سی ہدایت ہے لہٰذا چند باتیں سمجھنے کی ضرورت ہے۔

01: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہت سی خصوصیات اور امتیازات ہیں۔ صرف قرآن کریم نے ایک سو چھتیس (136) مرتبہ اسم گرامی ''موسیٰ'' کے ساتھ آپ کا تذکرہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے توراۃ نازل کرنے سے پہلے کوہ طور پر بلا کر چالیس روز تک اپنی بارگاہ رحمت میں معتکف رکھتے ہوئے آپ پر انوار وتجلیات کی بارش کر دی۔

اللہ کریم نے شرف ہم کلامی بخش کر ''کلیم اللہ'' کے خطاب سے سرفراز کیا۔ علاوہ ازیں حدیث شریف میں آپ کے بہت سے مناقب وفضائل موجود ہیں اور آپ کی اسی جلالت وعظمت کی وجہ سے بعض محققین رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور ختم المرسلین ﷺ اور ابوالانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی اولوالعزم رسول ہیں۔

02: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زوجہ محترمہ جنہیں آپ نے اپنے بعد سخت محنت ومشقت کی نصیحت فرمائی تھی وہ بھی کوئی عام خاتون نہیں تھیں بلکہ حضرت شعیب علیہ السلام کی ایسی صاحبزادی تھیں کہ قرآن کریم نے خود ان کے حیادار ہونے کی گواہی دی ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے شادی کیلئے دس سال تک بحیثیت گھر داماد حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھ ٹھہرنا قبول فرمایا تھا۔ اور اللہ کریم نے خود '' رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ '' پروردگار! واقعی میں اس خیر وبرکت کا جو آپ نے میرے اوپر بھیجی ہے محتاج ہوں، کے جواب میں آپ کی زوجیت کیلئے منتخب فرمایا تھا۔ اس کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی کی گزر اوقات کیلئے کوئی جائداد نہیں چھوڑی چونکہ

Marfat.com

آپ کی زندگی اللہ تعالیٰ کے دین کیلئے وقف تھی جس پر کوئی معاوضہ وصول نہیں کیا۔ بنی اسرائیل آپ کے امتی اور بلاشبہ آپ کے ممنون تھے یہ ہو نہیں سکتا کہ اپنے پیغمبر کی زوجہ محترمہ کی دیکھ بھال نہ کرتے۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اہل خانہ کو یہ تاکید بھی نہیں فرمائی کہ میرے وصال کے بعد تم میرا ایک مزار بنا کر اس پر مجاور بن کے بیٹھ جانا اور نذر و نیاز پر گزر بسر کرنا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ چیزیں دین کے بنیادی تصور اور پیغمبرانہ و عالمانہ شان کے منافی ہیں اور ان واقعات کی روشنی میں جب ہم اپنے ماحول پر نظر ڈالیں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ ہم لوگ دین کے بنیادی تصور سے کتنے دور ہیں۔

نوٹ: آپ نے جو نکاح ثانی سے منع فرمایا اس کی حکمت ابھی اسی عنوان کے تحت بیان ہوگی۔

مرحوم شوہر کی اطاعت

بنی اسرائیل میں ایک نیک آدمی بیوی اور تین بیٹیاں چھوڑ کر انتقال کر گیا۔ جس کے بعد بیوی نے عدت گزرتے ہی ایک دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔ مگر دوسرے خاوند کے ساتھ تخلیہ سے ایک رات قبل عورت نے خواب میں اپنے پہلے خاوند کو انتہائی پریشان حال دیکھ کر جب اس سے وجہ دریافت کی تو اس نے شکایت کے لہجے میں کہا یہ بات کتنی افسوسناک ہے کہ تم نے مجھے اتنی جلدی فراموش کر دیا؟ عورت نے کہا: نہیں تو، یہ کیسے؟ اس نے کہا: اگر یہ بات نہیں تو تم فلاں شخص کے ساتھ نکاح کیوں کرتیں؟ اب بیداری کے بعد پریشان حال عورت نے اپنے وقت کے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب کی تفصیل عرض کرنے کے بعد درخواست کی: اے اللہ کے نبی! آپ فلاں شخص جس سے میرا نکاح ہوا ہے اسے بلا کر حکم دیجئے کہ وہ مجھے طلاق دے دے۔ چنانچہ ان نبی علیہ السلام کے حکم پر اس شخص نے عورت کو فارغ کر دیا۔ جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر وحی فرمائی:

"قُلْ لِلْمَرْأَةِ لِمَا عَامَلَتْ زَوْجَهَا بِالْوَفَاءِ غَفَرْنَا مَا كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا مِنَ الْجَفَاءِ وَأَعْطَيْنَاهَا بِكُلِّ شَعْرَةٍ عَلَى بَدَنِهَا جَارِيَةً تَخْدِمُهَا وَنَجْمَعُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ زَوْجِهَا بِالْجَنَّةِ"

اس عورت کو بتا دیجئے کہ اس کے شوہر کے ساتھ وفا کے عوض اس کے اور شوہر کے درمیان اگر کسی قسم کی کوئی حق تلفی ہوئی تھی تو وہ ہم نے بخش دی اور اس عورت کے جسم پر جتنے بال ہیں اتنی خادمائیں عطا کیں جو جنت میں اس کی خدمت کریں گی اور ان دونوں میاں بیوی کو جنت میں ملا دیا جائے گا۔

نزهة المجالس ومنتخب النفائس تاليف الاستاذ عبد الرحمٰن بن عبدالسلام الصفورى المتوفى ٨٩٤ ھ رحمه اللّٰه تعالىٰ : باب ، وذكر النساء وفضل الزواج وذم الطلاق والتحذير من اللواط وفضل الزراعة وبيان قوله ﷺ خلقتم من سبع و رزقتم من سبع : الناشر المكتبة الكاستلية مصر وذكره السفيرى فى " : المجالس الوعظية فى شرح احاديث خير البرية ﷺ من صحيح الامام البخارى رحمه الله تعالى . تاليف الاستاذ شمس الدين محمد بن عمر بن احمد السفيرى الشافعى رحمهم الله تعالى المتوفى ٩٥٦ ھ : باب ، المجالس الخامس العشرون . الناشر دار الكتب العلمية بيروت : المكتبة الشاملة:

Marfat.com

اس شخص میں بات ہی کچھ ایسی تھی
ہم اگر دل نہ دیتے تو جان چلی جاتی

سیّدہ اسمأ بنت ابی بکر

سیّدہ اسمأ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے شوہر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی جب وفات ہوگئی تو حضرت اسماء یہ صدمہ برداشت نہ کرسکیں اور غمگین رہنے لگیں چونکہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بہت محبت کرنے والے انسان تھے۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیٹی کا یہ حال دیکھا تو فرمایا:

''یَا بُنَیَّۃَ اِصْبِرِیْ فَاِنَّ الْمَرْأَۃَ اِذَا کَانَ لَھَا زَوْجٌ صَالِحٌ، ثُمَّ مَاتَ عَنْھَا فَلَمْ تَتَزَوَّجْ بَعْدَہٗ، جَمَعَ اللّٰہُ بَیْنَھُمَا فِیْ الْجَنَّۃِ''

نساء مُبشّرات با لجنة تاليف الاستاذاحمد خليل جمعة، تقديم الاستاذمنذر شعار :ترجمة اسماء بنت ابی بكررضی الله عنهما : الناشر- دار ابن كثير دمشق .بيروت.

اے بیٹی! صبر کر اس لیے کہ جس عورت کا نیک اور وفادار شوہر وفات پا جائے پھر وہ اس کے بعد کسی اور سے شادی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان دونوں کو آپس میں ملا دے گا۔

کچھ لوگ مری دنیا میں خوشبو کی طرح ہیں
محسوس تو ہوتے ہیں دکھائی نہیں دیتے

حضرت ام درداء

حضرت ابو الدرداء اور حضرت امّ درداء رضی اللہ عنہما میاں بیوی دونوں رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور مثالی جوڑا۔ ہیں ایک روز حضرت امّ درداء رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو الدرداء سے فرمایا:'' اِنِ احْتَجْتُ بَعْدَکَ : أَآکُلُ الصَّدَقَۃَ ؟ فَقَالَ اَبُوْ الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ : لَا ، اِعْمَلِیْ وَکُلِیْ ، فَقَالَتْ اُمُّ الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا: فَاِنْ ضَعُفْتُ عَنِ الْعَمَلِ ؟ فَقَالَ اَبُوْ الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ :اِلْتَقِطِی السُّنْبُلَ ، وَلَا تَأْکُلِی الصَّدَقَۃَ''

ذكره ابن الجوزی فی '' صفة الصفوة '' : ابو الدرداء - عويمربن يزيدرضی الله تعالى عنه.

حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اگر میں آپ کی وفات کے بعد محتاج ہو جاؤں تو کیا صدقہ کھا سکتی ہوں؟ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ محنت و مشقت کر کے گزر بسر کرنا۔ حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اگر بڑھاپے اور ضعف کی وجہ سے محنت نہ کرسکوں تو؟ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

فرمایا: پھرتم لوگوں کی زمینوں اور کھلیانوں سے گندم اور جو کی گری پڑی بالیاں (خوشے) چن کرگزربسر کرنا مگر صدقہ نہ کھانا۔

حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ اللہ کریم کی بارگاہ رحمت میں اس طرح التجا پیش فرمائی:

''اَللّٰھُمَّ اِنَّ اَبَاالدَّرْدَاءِ خَطَبَنِیْ فَتَزَوَّجَنِیْ فِی الدُّنْیَا ، اَللّٰھُمَّ فَاَنَا اَخْطُبُہٗ اِلَیْکَ وَاَسْئَلُکَ اَنْ تُزَوِّجَنِیْہِ فِی الْجَنَّۃِ''

حلیۃ الاولیا للامام الحافظ ابی نُعَیم احمد عبد اللہ الاصفھانی الشافعی المتوفیٰ ۴۳۰ ھ. رحمہ اللہ تعالیٰ : ترجمۃ ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ : الناشر دارالکتب العلمیۃ بیروت.

اے اللہ! اس دنیا میں تو ابودرداء نے مجھے شادی کے لئے پیغام دیا تھا اور ہماری شادی ہوگئی مگر قیامت کیلئے میں تیری بارگاہ سے ابودرداء کا ساتھ مانگتی ہوں کہ انہیں جنت میں بھی میرا شوہر بنا دینا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے جب یہ دعا سنی تو فرمایا: '' فَاِنْ اَرَدْتِ ذَالِکَ، وَکُنْتُ اَنَا الْاَوَّلَ فَلا تَزَوَّجِیْ بَعْدِیْ ''

اے '' ام درداء '' اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو یہ تب ممکن ہے کہ اگر میری وفات پہلے ہو جائے تو میرے بعد تم کسی اور سے نکاح نہ کرنا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس وصیت کی وجہ یہ تھی کہ شرعاً عورت پر پہلا حق اس کے اس شوہر کا ہے جس کی بیوی یا بیوہ کی حیثیت سے وفات پائے۔ مگر اس صورت میں بھی دونوں کی رضا ضروری ہے کیونکہ جنت میں جبر کا تصور نہیں۔

اب ہوا یہ کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی وفات پہلے ہوگئی۔ چونکہ حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا اپنے وقت کی انتہائی خوبصورت وخوب سیرت خاتون تھیں لہٰذا خلیفۂ وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں پیغام دیا کہ مجھ سے نکاح کرلو۔ وقت کے سب سے بڑے حکمران کو حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا نے جو جواب دیا ہے اس نے دنیا میں محبت کو ہمیشہ کیلئے سرخرو کر دیا ہے۔

'' لَاوَاللہِ لَا اَتَزَوَّجُ زَوْجًافِی الدُّنْیَا حَتّٰی اَتَزَوَّجَ اَبَاالدَّرْدَاءِ اِنْ شَاءَ اللہُ فِی الْجَنَّۃِ ''

نہیں۔ اللہ کی قسم! اب میں کسی سے نکاح کرنے والی نہیں ہوں یہاں تک کہ اگر اللہ تعالیٰ میری درخواست قبول فرمالے تو میں جنت میں ابوالدرداء کی بیوی بن جاؤں۔

المرجع السابق.

تیرا یوں انتہا کرنا محبت میں
میرے انجام کو آغاز دیتا ہے

قدسیہ ظہور

Marfat.com

ان واقعات کی روشنی میں اس دنیا اور جنت کے درمیان کتنا عرصہ ہے اگر اس بات پہ غور کرلیا جائے تو یہ حقیقت بہت سے دکھوں کا علاج ہے۔

سلمی بنت جابر

عَنْ كَرِيْمِ بْنِ أَبِىْ حَازِمٍ عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمَى بِنْتِ جَابِرٍ أَنَّ زَوْجَهَا اسْتُشْهِدَ فَأَتَتْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَتْ اِنِّى امْرَأَةٌ قَدِاسْتُشْهِدَ زَوْجِىْ وَقَدْخَطَبَنِى الرِّجَالُ فَأَبَيْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ حَتّٰى أَلْقَاهُ، فَتَرْجُوْ لِىْ اِنِ اجْتَمَعْتُ أَنَا وَهُوَ أَنْ أَكُوْنَ مِنْ أَزْوَاجِهِ ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مَا رَأَيْنَاكَ فَعَلْتَ هٰذَامُذْ قَاعَدْنَاكَ . قَالَ : اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ " اِنَّ أَسْرَعَ أُمَّتِىْ بِىْ لُحُوْقًافِى الْجَنَّةِ اِمْرَأَةٌمِنْ أَحْمَسَ .

سلمى بنت جابر الأحمسية ، أخرجه احمد و ابو يعلى .

کریم بن ابو حازم نے اپنی دادی سلمٰی بنت جابر کا واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ اپنے شوہر کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میرے شوہر شہید ہو چکے ہیں جس کے بعد بہت سے لوگوں نے مجھے نکاح کا پیغام دیا مگر میں نے ٹھکرا دیا یہاں تک کہ میں اپنے شوہر سے جا ملوں۔ کیا آپ کو امید ہے کہ اگر میں اپنے شوہر سے جا ملوں تو ان کی بیوی بن سکتی ہوں؟ فرمایا: ہاں یہ ہوسکتا ہے۔ پاس بیٹھے ایک صاحب نے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے عرض کیا کہ جب سے ہم آپ کے پاس بیٹھے ہیں آپ نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کہی؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ میرے وصال کے بعد قبیلہ احمس کی ایک خاتون بہت جلد مجھ سے جنت میں ملنے والی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ احمس کی کسی خاتون کا نام نہیں لیا تھا لیکن ایک شہید کی بیوہ اس طرح کے پاکیزہ جذبات کے ساتھ جب آپ سے ملی اور سوال کیا تو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یقین ہوگیا کہ اس قدر خوش نصیب یہی عورت ہوسکتی ہے۔

اور کچھ نہیں چاہتے تجھ سے اے زندگی
بس وہ اک شخص لوٹا دے جو تجھ سے بھی پیارا ہے

حقیقی محبت

سیدنا حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک بن مروان (جو آپ کی زوجیت میں آنے سے پہلے ہی شاہی خاندان کی چہیتی تھیں) کو باپ عبدالملک بن مروان نے ایک انتہائی قیمتی ہار تحفہ دیا تھا جو کسی

Marfat.com

عورت نے پہننا کیا دیکھا تک نہ تھا۔حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ چونکہ جانتے تھے کہ بنی امیہ نے انصاف سے نہیں ظلماً لوگوں کا مال غصب کر کے بیت المال بھرا ہے اس لیے بیوی سے فرمایا: ''اس طرح کا مشکوک ہار، تم، اور میں تینوں ایک چھت کے نیچے نہیں رہ سکتے یا تو میری رفاقت اختیار کرو یا یہ ہار بیت المال میں واپس کردو۔ فاطمہ نے کہا کہ میں ہار واپس کرتی ہوں اور آپ کی رفاقت اختیار کرتی ہوں۔''

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب فاطمہ کا بھائی یزید بن عبدالملک تخت پر بیٹھا تو اس نے بہن سے کہا کہ وہ اپنا ہار واپس لے سکتی ہے۔

فرمایا: اللہ کی قسم! ایسے نہیں ہوسکتا کہ جو میرے خاوند کو زندگی میں ناپسند تھا اب میں اسے اختیار کروں اور پھر ہار واپس نہیں لیا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ الْجَنَّةَ مَثْوَاهَا.

تنہا سمجھ رہا ہے میرے دل کو چارہ گر
دنیا بسی ہے اس میں کسی کے خیال کی

عدمؔ

اس کا مطلب یہ ہے کہ محبت کرنے والوں کیلئے موت کی حیثیت ایک عارضی حادثہ کے سوا کچھ نہیں۔انہیں یقین ہوتا ہے کہ ہم کبھی نہ بچھڑنے کیلئے عنقریب دوبارہ ملنے والے ہیں۔

نجات کی صورت میں زوجین کی ملاقات

حضرات شافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نکاح متعہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''نِكَاحُ الْمُتْعَةِ : هُوَالنِّكَاحُ لِأَجَلٍ، فَلَوْ قَالَ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِي فُلَانَةَ شَهْرًا، فَإِنَّهُ يَكُوْنُ نِكَاحَ مُتْعَةٍ ، وَهُوَ بَاطِلٌ وَمِثْلُ ذَالِكَ مَاإِذَاأَقَّتَ بِمُدَّةِ عُمْرِهَاأَوْ عُمْرِهِ ، فَلَوْ قَالَ لَهُ الْوَلِيُّ : زَوَّجْتُكَ فُلَانَةَ مُدَّةَ عُمْرِهَابَطَلَ الْعَقْدُ وَذَالِكَ لِأَنَّ مُقْتَضَى الْعَقْدِ أَنْ تَبْقَى آثَارُهُ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلِهٰذَا يَصِحُّ لِلزَّوْجِ تَغْسِيْلٌ لِزَوْجَتِهِ ، وَمَعْنَى التَّأْقِيْتِ بِمُدَّةِ الْحَيَاةِ تَنْقَضِيْ أَنَّ الْعَقْدَ يَنْتَهِيْ بِالْمَوْتِ .

كتاب الفقه على المذاهب الأربعة،تاليف الشيخ العلامة عبدالرحمن الجزيرى زين الله وجهه ،كتاب النكاح :النكاح المؤقت او نكاح المتعة : الناشر دارالكتب العلمية بيروت.

نکاح متعہ کی خرابی یہ ہے کہ وہ ایک مقررہ مدت کیلئے ہوتا ہے مثال کے طور پر اگر کسی نے خاتون کے ولی سے کہا کہ اسے ایک ماہ کیلئے میرے نکاح میں دے دو تو یہ نکاح متعہ کی تعریف میں آتا ہے لہٰذا یہ نکاح باطل ہے۔

اسی طرح نکاح میں لڑکی یا لڑکے دونوں میں سے کسی ایک کیلئے مدت عمر کی قید لگانے سے نکاح نہیں ہوگا۔

Marfat.com

مثال کے طور پر نکاح میں لڑکی کا ولی اگر یہ کہہ دے کہ فلاں خاتون مدت عمر کیلئے میں تمہارے نکاح میں دیتا ہوں تو نکاح باطل ہو جائے گا۔ اس لیے کہ عقد نکاح اس بات کا متقاضی ہے کہ زوجین کی موت کے بعد بھی اس کے آثار باقی رہیں۔ اسی بنیاد پر شوہر کا بیوی کو غسل دینا درست ہے۔ جبکہ نکاح میں مدت عمر کی قید کے باعث موت کے ساتھ ہی عقد نکاح بھی ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ

قیامت کا ایک صفاتی نام ہے "یوم التلاق" یعنی یوم ملاقات۔ جہاں بہت سی ملاقاتوں کے ساتھ ساتھ محبت کرنے والے جوڑے بھی کبھی نہ بچھڑنے کیلئے ملا دیئے جائیں گے کیونکہ سچی محبت کی تکمیل کیلئے اصل وہی دنیا ہے یہاں کی مختصر زندگی ناکافی ہے" فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ () فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا () وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا "() ۸۴: الانشقاق: ۷-۹

پھر جس کا نامۂ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا۔ اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا۔ اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف خوش خوش پلٹے گا۔

وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا () اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف خوش خوش پلٹے گا۔

01 : گھر والوں سے مراد اس دنیا والے اہل وعیال ہیں۔ اور مغفرت کی صورت میں مومن کو ان سے ملایا جائے گا تاکہ اپنی نجات کی انہیں خوشخبری دے سکے۔

02: دوسری مراد وہ گھر والے ہیں جو اللہ تعالیٰ جنتیوں کو وہاں عطا فرمائے گا۔

میں اس مضمون پر کئی روز غور وفکر کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جس انسان کی مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا تو اسے پروانہ عطا فرمائے جانے سے پہلے ہی اس کے گھر والوں کو پروانہ عطا ہو چکا ہوگا تاکہ اسے پروانۂ نجات کے علاوہ گھر والوں سے ملا کر اس کی خوشیاں دوبالا کر دی جائیں اور یہ میرے رحیم رب کی طرف سے انتہائے رحمت کا مظاہرہ ہے۔ مگر جو لوگ اسی دنیا میں ایک دوسرے کیلئے عذاب ثابت ہوتے ہیں ان کے اتنے نصیب کہاں۔

دنیوی بیوی پر پہلا حق اس کے شوہر کا ہے

جمہور علمائے امت رحمہم اللہ کا قول ہے کہ نجات کی صورت میں قیامت کے روز عورت پر اس شخص کا پہلا حق ہے جس کے نکاح میں فوت ہوئی بشرطیکہ دونوں رضامند ہوں۔

عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ لِامْرَاَتِهٖ "اِنْ سَرَّكِ اَنْ تَكُوْنِیْ زَوْجَتِیْ فِی الْجَنَّةِ فَلَا

Marfat.com

تَزَوَّجِی بَعْدِیْ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ فِی الْجَنَّةِ لآخِرِ أَزْوَاجِهَا فِی الدُّنْیَا " فَلِذَلِکَ حَرُمَ عَلَی أَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ أَنْ یَنْکِحْنَ بَعْدَهُ لأَنَّهُنَّ أَزْوَاجُهُ فِی الْجَنَّةِ.

أخرجه البيهقي في الكبرى وحديث صحيح .

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی بیوی نے جب جنت میں بھی ان کا ساتھ مانگا تو آپ نے فرمایا: ''اگر تمہیں یہ پسند ہے تو پھر میری موت کی صورت میں میرے بعد کسی سے نکاح ثانی نہ کرنا کیونکہ قیامت کے روز عورت دنیا میں آخری شوہر کی ہوگی۔ یعنی جس کے نکاح میں فوت ہوئی۔'' یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات آپ کے وصال کے بعد امت پر حرام ہیں کیونکہ وہ قیامت کے روز بھی آپ ہی کی زوجیت میں ہوں گی۔

وعَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَة ، زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ يَا رَسُولَ اللّهِ ، الْمَرْأَةُ مِنَّا يَكُونُ لَهَا فِي الدُّنْيَا زَوْجَانِ ، ثُمَّ تَمُوتُ ، فَتَدْخُلُ الْجَنَّةَ هِيَ وَزَوْجَاهَا ، لأَيِّهِمَا تَكُونُ ، لِلأَوَّلِ ، أَوْ لِلآخِرِ ؟ قَالَ :تُخَيَّرُ أَحْسَنُهُمَا خُلُقًا كَانَ مَعَهَا فِي الدُّنْيَا ، فَيَكُونُ زَوْجَهَا فِي الْجَنَّةِ ، يَا أُمَّ حَبِيبَةَ ، ذَهَبَ حُسْنُ الْخُلُقِ بِخَيْرِ الدُّنْيَا ، وَخَيْرِ الآخِرَةِ .

أخرجه عَبْد بن حُمَيْد . وحديث حسن.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ہم میں سے کچھ عورتیں ایسی ہیں کہ ایک کے بعد دوسرے کے نکاح میں رہیں پھر موت کے بعد مغفرت کی صورت میں یہ عورت اور اس کے دونوں شوہر جنت میں چلے گئے تو وہ پہلے شوہر کی بیوی ہوگی یا دوسرے کی؟ فرمایا اسے اختیار دیا جائے گا کہ جس نے دنیا میں اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا ہو اس کے ساتھ رہے۔ اے ام حبیبہ حسن اخلاق ہی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

خصوصیت نبوی ﷺ

عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ فَأَبَتْ أَنْ تُزَوِّجَهُ، قَالَتْ سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ :قَالَ رَسُولُ اللّهِ-ﷺ الْمَرْأَةُ لِآخِرِ أَزْوَاجِهَا، وَلَسْتُ أُرِيدُ بِأَبِي الدَّرْدَاءِ بَدَلًا . هَذَا إِسْنَادٌ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرةالمؤلف :أبو العباس شهاب الدين أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل بن سليم بن قايماز بن عثمان البوصيري الكناني الشافعي:ط : :دار الوطن للنشر، الرياض

میمون بن مہران کا بیان ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام درداء کو بیوہ ہو جانے کے بعد نکاح کا پیغام دیا تھا۔ مگر انہوں یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا تھا کہ ابودرداء اس طرح بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

ارشاد فرمایا: "عورت قیامت میں اپنے آخری شوہر کے ساتھ ہوگی۔" اور مجھے ابودرداء کا بدل درکار نہیں۔ یعنی مجھے قیامت کے روز بھی انہیں کی زوجیت میں رہنا پسند ہے۔

وَفِي الْمُسْتَدْرَكِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى مَرْفُوعًا :سَأَلْتُ رَبِّي أَلَّا أُزَوِّجَ أَحَدًا مِنْ أُمَّتِي، وَلَا أَتَزَوَّجَ إِلَيْهِ إِلَّا كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ، فَأَعْطَانِي.

أَخْرَجَهُ فِي تَرْجَمَةِ عَلِيٍّ، وَفِي الطَّبَرَانِيِّ فِي الْأَوْسَطِ مِنْ طَرِيقِ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مِثْلُهُ، وَفِي مُلَاقَاتِهِ لِحَدِيثِ الْبَابِ تَكَلُّفٌ .التلخيص الحبير في تخريج احاديث الرافعي الكبير :المؤلف :أبو الفضل احمد بن علي بن محمد بن احمد بن حجر العسقلاني :ط:الناشر مؤسسة قرطبة -مصر.

عبداللہ بن ابی عوفی کہتے ہیں کہ میں نے خود سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ میں امت میں سے جس کا نکاح بھی کرادوں یا جس کے ساتھ خود نکاح کروں تو قیامت کے روز اسے میرا ساتھ عطا فرمانا۔ اللہ کریم نے میری یہ دعا قبول فرمائی تھی۔

اہم مسئلہ

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز جنازہ کے دوران میت کیلئے ان الفاظ میں دعا فرمائی :

" عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ " اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ – أَوْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ " قَالَ : حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا ذَالِكَ الْمَيِّتَ "

رواه مسلم في الجنائز باب الدعاء للميت في الصلاة والترمذي في الجنائز باب مايقول في الصلاة على الميت والنسائي في الجنائز باب الدعاء.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھائی اور میت کیلئے جو دعا آپ نے پڑھی تھی وہ میں نے یاد کرلی۔ آپ فرمارہے تھے: اے اللہ اس کو بخش دے۔ اس پر رحم فرما۔ اسے عافیت عطا فرما۔ اس سے درگزر فرما۔ اس کو اپنے پاس اچھی طرح مہمان رکھ۔ اس کے داخل ہونے کی جگہ کو وسیع کردے۔ اس کو پانی، برف اور اولوں کے ٹھنڈے پانی سے نہلا دے۔ اور اس کو ہر طرح کی خطاؤں سے پاک صاف کردے۔ سفید کپڑے کی طرح اس کی میل کچیل کو صاف کردے۔ اے اللہ اس کو اس کے دنیا والے گھر سے

Marfat.com

بہتر گھر عطا فرمادے۔ اس کنبہ سے بہتر کنبہ عطا فرما۔ اور اس کی بیوی سے اچھی بیوی عطا فرما۔ اس کو جنت میں داخل فرما۔ اس کو عذاب قبر سے بچا، عذاب نار اور قبر کے فتنے سے اسے محفوظ رکھ۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے یہ دعا سنی تو خواہش پیدا ہوئی کہ کاش اس میت کی جگہ میں ہوتا اور یہ دعا میرے حق میں کی گئی ہوتی۔

اس حدیث شریف کی شرح میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں کہ: ''اس دعا میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ ''اس کو اس کنبہ سے بہتر کنبہ عطا فرما۔ اور اس کی بیوی سے اچھی بیوی عطا فرما'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی خاص شخص کا معاملہ ہے۔ اس کے خاندان کے لوگ اور اس کی بیوی اس کے حق میں اچھے نہیں ہوں گے اور یہ چیز ذاتی طور پر رسول اللہ ﷺ کے علم میں تھی۔ اس لیے آپ ﷺ نے دعا میں یہ الفاظ شامل فرمائے۔ کیونکہ ہر میت کیلئے یہ ضروری نہیں۔ اس دعا کے یہ دو فقرے اس شخص کیلئے خاص تھے۔''

کتاب الجنائز۔ تالیف الاستاذ سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ: فصل اول: ناشر البدر پبلیکیشنز لاہور

حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''ریاض الصالحین'' میں اس حدیث شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ ''وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ'' اس کے دنیا کے کنبہ سے وہاں بہتر کنبہ عطا فرما'' کنبہ سے مراد وہ تمام قریب ترین گھر والے ہو سکتے ہیں جن کے درمیان انسان آنکھ کھولتا اور پروان چڑھتا ہے۔

اور ظاہر بات ہے کہ ہر انسان اپنے والدین یا بہن بھائیوں اور بیوی بچوں سے بیزار تو نہیں ہو سکتا لہٰذا رسول اللہ ﷺ ہر میت کیلئے یہ دعا نہیں فرماتے تھے بلکہ یہ ایک خاص شخصیت کا معاملہ تھا لہٰذا آپ نے اُس کیلئے ان دو جملوں کا اضافہ فرمادیا۔

دیدہ ور

حکایت بیان کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل میں دو دوستوں نے مل کر تجارت شروع کی جس کے نتیجے میں چھ ہزار دینار نفع ہوا۔ جس کے بعد دونوں اپنے حصے کے طور پر تین تین ہزار دینار لے کر علیحدہ ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد جب ان دونوں کی ملاقات ہوئی تو ایک نے دوسرے سے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے میں نے اپنے منافع سے ایک ہزار دینار خرچ کر کے بنی اسرائیل کی ایک خوبصورت ترین عورت سے شادی کر لی ہے؟

یہ سننے کے بعد دوسرے نے اپنے منافع سے ایک ہزار دینار مساکین وفقراء پر صدقہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس طرح دعا کی:

''اَللّٰهُمَّ اِنَّ صَاحِبِی تَزَوَّجَ اِمْرَأَةً يَمُوْتُ عَنْهَا، وَيَكْبُرُ وَتُفَارِقُهُ، وَاَنِّی اَسْاَلُکَ اَنْ تُنْكِحَنِی

Marfat.com

اِمْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ بِهَذِهِ الْأَلْفِ.

اعراب القرآن تاليف الاستاذ ابوجعفر اَلنَّحاسُ احمدبن محمدبن اسمٰعیل بن یونس المرادی النحوی المتوفی ۳۳۸ ھ رحمہ اللہ تعالی :سورۃ الصافات (۳۷) الآیات ۵۰ الی ۵۲ : تعلیق عبد المنعم خلیل ابراھیم الناشر منشورات محمدعلی بیضون ، دارالکتب العلمیة بیروت ، الطبعة الاولی ۱۴۲۱ ھ

اے اللہ کریم میرے دوست نے ایک ایسی عورت سے شادی کی ہے جو اس کی موت کے بعد بیوہ رہ جائے گی۔ یا یہ بوڑھا ہو جائے گا اور وہ اس سے علیحدگی اختیار کر لے گی۔ مگر میں آپ کی بارہ میں التجا کرتا ہوں کہ اس ہزار دینار کے بدلے جنت کی عورتوں میں سے ایک کے ساتھ میرا نکاح کر دے۔

طبیعت میں عجب شدت پسندی ہے کہ ہرشئے کا
اضافہ ہو تو پیہم ہو ، خسارہ ہو تو پیہم ہو

افراسیاب کامل

حقوق الزوجین

امت مسلمہ کی خوش بختی یہ ہے کہ اللہ نے ایسی کتاب عطا کی جو قدم قدم پہ ہدایات فراہم کرتی ہے اور ایسے رہبر کامل ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا جن کی سیرت اتنی مکمل ہے کہ ایک رائی کے دانے کے برابر بھی کمی نہیں اور انسان پوری زندگی ایک پل کیلئے بھی کسی کا محتاج نہیں رہتا۔ زندگی کے تمام شعبوں کی طرح ازدواجی زندگی میں بھی اتنی ہدایات ہیں کہ اگر ہم انہیں معلوم کر کے ان پر عمل کریں تو لڑائی جھگڑے کی نوبت نہیں آتی۔ لیکن اگر کبھی ایسا ہو جائے تو کسی کورٹ کچہری یا وکیل کی ضرورت ہی نہیں پڑتی کیونکہ اللہ کریم نے خود دونوں کے حقوق کا تعین اور حدیں مقرر کر دی ہیں۔ جس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے بعد حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایسی عملی مثالیں چھوڑی ہیں کہ امت دنیا میں کسی تہذیب کی محتاج نہیں۔

حقوق الزوجین کی تین قسمیں ہیں: (۱) شوہر کے ذمہ بیوی کے حقوق (۲) بیوی کے ذمہ شوہر کے حقوق (۳) دونوں کے درمیان مشترک حقوق۔ جن کی ادائیگی نہ صرف انسان کو اللہ کے قریب لاتی ہے بلکہ دنیا کی تمام سعادتیں اور خوشیاں صرف ایک چھت کے نیچے جمع ہو جاتی ہیں۔

مشترک حقوق

" هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ " البقرۃ :۱۸۷ :

عورتیں تم مردوں کا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو۔

Marfat.com

جس طرح لباس اور جسم کے درمیان کوئی پردہ نہیں رہ سکتا، بلکہ دونوں کا باہمی تعلق واتصال بالکل غیر منفک ہوتا ہے، اسی طرح تمہارا اور تمہاری بیویوں کا تعلق بھی ہے۔

تفهيم القرآن.

آیت کریمہ میں عورتوں کے بجائے مرد اولین مخاطب ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ازدواجی رشتے میں حفاظت واہتمام، نان ونفقہ اور دیکھ بھال کی اصل اور اولین ذمہ داری مردوں کی ہے۔ اور غالباً یہی حکمت ہے حضرت حواء علیہا السلام سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو وجود بخشنے کی۔ عورت کی ذمہ داری اس وقت شروع ہوتی ہے جب مرد اسے ایک چاردیواری مہیا کر دیتا ہے" عَنْ ضَمْرَةَ قَالَ " قَضَى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلَى اِبْنَتِهٖ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا بِخِدْمَتِ الْبَيْتِ وَ قَضَى عَلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بِمَا كَانَ خَارِجًا مِنَ الْبَيْتِ مِنَ الْخِدْمَةِ.

عَنْ ضَمْرَةَ وهو ضَمْرَةُ بن حبيب وانظر ترجمته في : طبقات الكبرىٰ لابن سعد وفي : التاريخ الكبير للامام البخاري وفي : الجرح والتعديل لابن ابى حاتم الرازى وفي : ميزان الاعتدال للذهبى وفي : تهذيب الكمال للمزى رحمهم الله تعالىٰ. حِلية الاوليا للامام الحافظ ابى نُعَيم احمد عبد الله الاصفهانى الشافعى المتوفىٰ ٤٣٠ هج رحمه الله تعالى : ترجمة ضَمْرَةُ بن حبيب : تحقيق مصطفىٰ عبد القادر عطاء الناشر دار الكتب العلمية بيروت.

حضرت ضَمرہ بن حبیب کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد میاں بیوی کے درمیان گھر گرہست چلانے کیلئے اس طرح ذمہ داریاں تقسیم فرمائیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو گھر کے اندرونی معاملات کی ذمہ داری سونپی اور گھر کے باہر تمام معاملات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ " هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ " قَالَ: هُنَّ سَكَنٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ سَكَنٌ لَّهُنَّ.

تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس کہنے کا مطلب یہ ہے کہ بیویاں تمہارا سکون ہیں اور تم ان کا۔

إِذَا مَا الضَّجِيْعُ ثَنَى عِطْفَهَا

تَثَنَّتْ فَكَانَتْ عَلَيْهِ لِبَاسَا

النابغة الجعدى

جب ہم خواب مرد اس کے پہلو کو اپنی طرف موڑتا ہے تو وہ پہلو بدل کر اس پر آجاتی ہے اور اس کا لباس بن جاتی ہے۔

Marfat.com

سُمِّیَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الزَّوْجَیْنِ لِبَاسًا لِتَجَرُّدِهِمَا عِنْدَ النَّوْمِ وَاجْتِمَاعِهِمَا فِی ثَوْبٍ وَاحِدٍ، حَتّٰی یَصِیرَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهِ کَالثَّوْبِ الَّذِی یَلْبَسُهُ. وَقَالَ الرَّبِیعُ بْنُ أَنَسٍ " هُنَّ فِرَاشٌ لَکُمْ، وَأَنْتُمْ لِحَافٌ لَهُنَّ " وَقَالَ أَبُو عُبَیْدَةَ وَغَیْرُهُ : یُقَالُ لِلْمَرْأَةِ هِیَ لِبَاسُکَ وَفِرَاشُکَ وَإِزَارُکَ، وَقِیلَ: اللِّبَاسُ اسْمٌ لِمَا یُوَارِی الشَّیْءَ فَیَجُوزُ أَنْ یَکُونَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا سِتْرًا لِصَاحِبِهِ عَمَّا لَا یَحِلُّ.

تفسیر البغوی

میاں بیوی جب دن کا لباس اتارنے کے بعد سوتے وقت ایک بستر میں اکٹھے ہو جاتے ہیں تو اس وقت وہی ایک دوسرے کیلئے اُس لباس کی طرح ہوتے ہیں جو دن میں پہنا جاتا ہے۔ ربیع بن انس نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ بیوی تمہارے بچھونے اور تم ان کیلئے لحاف کے مترادف ہو۔ ابو عبیدہ وغیرہ کا قول ہے کہ عربی میں بیوی کیلئے کہتے ہیں۔ یہ تمہارا لباس ہے، تمہارا بچھونا ہے اور تمہارا پردہ ہے۔ لباس ایسی چیز کو کہتے ہیں جو کسی شے کو ڈھانپ لے لہٰذا زوجین میں سے ہر ایک کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے زوج کو حرام سے بچانے کا سبب بنے۔ یعنی حلال مہیا کرتے ہوئے حرام کی راہ میں حائل ہو جائے۔

وَقَالَ الرَّبِیعُ بْنُ أَنَسٍ: هُنَّ لِحَافٌ لَکُمْ وَأَنْتُمْ لِحَافٌ لَهُنَّ. وَحَاصِلُهُ أَنَّ الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةَ کُلٌّ مِنْهُمَا یُخَالِطُ الْآخَرَ وَیُمَاسُّهُ وَیُضَاجِعُهُ، فَنَاسَبَ أَنْ یُرَخَّصَ لَهُمْ فِی الْمُجَامَعَةِ فِی لَیْلِ رَمَضَانَ، لِئَلَّا یَشُقَّ ذَلِکَ عَلَیْهِمْ، وَیُحْرَجُوا.

تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر.

ربیع بن انس کا ایک قول یہ ہے کہ بیویاں تمہارے لحاف ہیں اور تم ان کے لحاف ہو۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب میاں بیوی کا رشتہ ایسا ہے کہ وہ ہر وقت ایک دوسرے کے بہت قریب ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کو چھوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر سوتے ہیں تو ان حالات میں پورا ماہ رمضان فاصلہ رکھنا مشکل تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کی بنا پر انہیں رمضان کی راتوں میں بھی ہم بستر ہونے کی اجازت مرحمت فرما دی تاکہ برداشت کی مشقت اور تنگی سے بچ جائیں۔

کتنی سردی ہے پاس کچھ بھی نہیں
آؤ ایک دوسرے کو اوڑھ لیں ہم

وصی شاہ

جیسے وہ تمہارے لیے لباس ہیں، ویسے ہی تم ان کیلئے لباس ہو۔ اس لحاظ سے دونوں کے حقوق اور فرائض مساوی ہیں۔ پھر لباس کی تعبیر کتنی معنی خیز ہے۔ مختصر الفاظ میں لباس پردہ ہے۔ ہر عیب کو چھپاتا ہے۔ زینت ہے، حسن

Marfat.com

وجمال کونکھارتا ہے۔راحت ہے،سردی وگرمی سے بچاتا ہے۔کیا ایک اچھی بیوی اپنے خاوند کیلئے اور ایک اچھا خاوند اپنی بیوی کیلئے ،پردہ ،زینت اور راحت نہیں؟ یقیناً ہے۔جس ملت کے ہر گھر میں زوجیت کا یہ بلند تصور اور اعلیٰ معیار ہو اس کیلئے یہ دنیا جنت نہیں تو اور کیا ہے؟

ضیاء القرآن

واقول

01: لباس سے تشبیہ دینے میں ایک حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہر آزاد مرد عورت کا لباس کے معاملے میں اپنا ذوق ہوتا ہے جو حالات اور موسم کے مطابق پسند کیا جاتا ہے۔کوئی دوسرا اس معاملے میں مداخلت نہیں کرسکتا۔اسی لیے نکاح میں جبر روا نہیں۔ برخلاف قیدی کے کہ اسے جیل کے قواعد کی پابندی کرنا پڑتی ہے اس کی اپنی پسند کے کوئی معنی نہیں ہوتے۔یا دورِ غلامی میں غلاموں اور لونڈیوں کی کوئی پسند یا اختیار نہیں تھا۔اور یہ اس لیے ضروری ہے کہ اس کے بغیر نکاح کا مقصد پورا نہیں ہوسکتا اور نہ ہی ایک سلیم الفطرت انسان مکمل ہے۔

تم آ گئے ہو تو اب آئینہ بھی دیکھیں گے
ابھی ابھی تو نگاہوں میں روشنی ہوئی ہے

عرفان ستار

02: دوسری وجہ تشبیہ یہ ہے کہ جس طرح لباس اور جسم کے درمیان فاصلہ نہیں ہوتا اسی طرح میاں بیوی کے درمیان کسی تیسرے کی طرف سے مداخلت کی گنجائش نہیں،خواہ وہ خاوند کے خاندان سے ہو یا بیوی کے۔کیونکہ زوجین کے درمیان مداخلت اور فاصلہ مقاصد نکاح کی نفی کرتا ہے۔

مرنا تیرے بغیر بھی امکاں میں نہیں
جینا تیرے بغیر بھی کار محال ہے

کوثر نیازی

03: تیسری وجہ تشبیہ یہ ہے کہ صرف زوجین ہی ایک دوسرے کا پہناوا اور حقیقی ضرورت ہیں۔کوئی دوسرا شخص یا کوئی چیز اس کا متبادل نہیں۔یہی وجہ ہے کہ انسانیت کے مورث اعلیٰ جنت میں بھی اپنی زوج کیلئے سراپا انتظار رہتے۔

ہے انتظار اسے بھی تمہاری خوشبو کا
ہوا گلی میں بہت دیر سے رکی ہوئی ہے

عرفان ستار

04: جس طرح ہر سلیم الفطرت اور مہذب انسان بے لباسی کی حالت میں پل پل بے چین، غیر محفوظ اور تنہائی

Marfat.com

میں بھی شرمندگی محسوس کرتا ہے اسی طرح زوجین کو ایک دوسرے سے بے رخی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔

وہ ایک پل ہی سہی جس میں تم میسر ہو
اس ایک پل سے زیادہ تو زندگی بھی نہیں

عرفان ستار

05: پانچویں وجہ تشبیہ یہ ہے کہ عربی زبان میں" لباس "ایسی چیز کو بھی کہتے ہیں جو انسان پر پردہ ڈال کر اس کے عیب چھپا دے۔ حفاظت اور ڈھال کا کام دے۔ اسی طرح زوجین بھی ایک دوسرے کیلئے برائی سے بچنے کا سبب ہیں۔ اور پھر جس طرح لباس موسمی اثرات اور مضرات کے لیے جسم کی ڈھال اور حفاظت ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح آیت کریمہ کا منشا یہ ہے کہ زوجین کو ایک دوسرے کی ذہنی کیفیت اور جسمانی ضرورت کے مطابق اپنے آپ کو وقف کر دینا چاہیے۔

کتنا مشکل ہوا ہے تیرے بغیر
خود کو زندہ جہاں میں رکھنا

زمان کنجاھی

06: چھٹی وجہ تشبیہ یہ ہے کہ جس طرح ایک سلیم الفطرت انسان یہ گوارا نہیں کرتا کہ اس کے لباس پر، بدنما داغ اور دھبے نظر آئیں۔ جس طرح اپنے لباس کے معاملے میں محتاط رہا جاتا ہے۔ گندے راستے پہ چلتے اور کانٹے دار جھاڑیوں سے گزرتے چوکنا رہنا پڑتا ہے اسی طرح ایک دوسرے کے لیے چوکنار ہنا اور اخلاق و کردار کی حفاظت کرنا دونوں کی اولین ضرورت ہے۔ اور جو شخص بیوی کے بارے میں غیر محتاط اور بے غیرت ہے وہ حدیث کی اصطلاح میں دیوث ہے۔

بیوی کے اخلاق کی حفاظت

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ وَالدَّيُّوْثُ، وَثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ أَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَ الْمُدْمِنُ عَلَى الْخَمْرِ وَالْمَنَّانُ بِمَا أَعْطَى.

أخرجه النسائي وانفرد به في ، التحفة الزكاة باب المنان بما أعطى. تحفة الاشراف ٦٧٤٧.

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین بدنصیب لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان کی طرف دیکھنا گوارا نہیں کرے گا۔ ۰۱: والدین کا نافرمان۔ ۰۲: اور ایسی عورت جو مردوں جیسا لباس پہنے یا وضع قطع اختیار کرے۔ ۰۳: اور دیوث جو اپنے بیوی بچوں کے اخلاق کی حفاظت نہ کرے اور فرمایا: تین ایسے ہیں جو جنت میں داخل نہیں ہو پائیں گے۔

Marfat.com

۰۱: والدین کا نافرمان۔ ۰۲: شراب سے توبہ نہ کرنے والا۔ ۰۳: اور چیز دے کر احسان جتلانے والا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ مُدْ مِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّيُّوْثُ الَّذِيْ يُقِرُّ فِيْ فِيْ أَهْلِهِ الْخُبْثَ.

مسند الامام احمد كتاب مسند المكثرين من الصّحابة باب باقي المسند السابق رقم الحديث ۸۵۳۹.

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد روایت کیا ہے: ''فرمایا: تین لوگ ایسے ہیں جن پر اللہ کریم نے جنت حرام قرار دے دی ہے۔ ۰۱: شراب سے توبہ نہ کرنے والا۔ ۰۲: والدین کا نافرمان۔ ۰۳: اور دیوث جو اپنے گھر والوں کو ایسی چیزوں سے دور نہیں رکھتا جن سے اخلاق تباہ ہوتے ہوں اور جو برائی اور بے حیائی کے ذیل میں آتی ہیں۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جُلُوْسٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا؟ قَالَ هٰذَا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا، فَبَكٰى عُمَرُ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ قَالَ أَوَ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَغَارُ؟

صحيح البخاري كتاب النكاح باب الغيرة.

حضرت ابو ہریرہ نے بیان کیا ہے کہ ایک روز ہم بارگاہ رسالت میں حاضر بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں ہوں اور ادھر اپنے محل کے پاس ایک خاتون وضو کر رہی ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کس کی بیوی ہے تو بتایا گیا کہ یہ عمر کی بیوی ہے۔ فرمایا: اس وقت مجھے عمر کی غیرت یاد آ گئی تو میں اپنی نظریں پھیر کے واپس ہو گیا۔ حضرت عمر اس وقت مجلس میں موجود تھے جب یہ سنا تو رو پڑے اور عرض کیا: آقا کیا میں آپ کے دیکھنے سے بھی غیرت کر سکتا ہوں؟ معلوم نہیں اس دور میں یہ بات کسی کی سمجھ میں آ سکتی ہے یا نہیں مگر اس دور میں غیرت کا معیار یہی تھا۔

ہیجڑے سے پردے کا حکم

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ الْمُخَنَّثُ لِأَخِيْ أُمِّ سَلَمَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أُمَيَّةَ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ لَكُمُ الطَّائِفَ غَدًا أَدُلُّكَ عَلَى ابْنَةِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَدْخُلَنَّ هٰذَا عَلَيْكُمْ.

صحيح البخاري كتاب النكاح باب ما يُنهى من دخول المتشبهين با لنساء على المرأة. واخرجه في كتاب المغازي باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان : و اخرجه مسلم في كتاب السلام باب منع المخنث من الدخول على النساء الأجانب واخرجه ابو داؤد في كتاب الأدب باب في حكم المخنثين واخرجه ابن ماجه ايضا في كتاب الحدود باب المخنثين تحفة الأشراف ۱۸۲۶۳.

Marfat.com

ام المومنین حضرت ام سلمہ کی روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تھے اسی دوران گھر میں ایک مخنث موجود تھا جس نے ام المومنین حضرت ام سلمہ کے بھائی عبداللہ بن ابوامیہ سے کہا: اگر اللہ نے کل آپ کو طائف کی فتح نصیب کی تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی دکھاؤں گا۔ جب وہ سامنے آتی ہے تو چار بل پڑتے دکھتے ہیں اور جاتے ہوئے آٹھ۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کے لوگ تم عورتوں کے پاس نہ آیا کریں یعنی ان سے پردہ اختیار کرو اور انہیں گھروں میں داخل نہ ہونے دیا کرو۔

صورت مسئلہ : یہ واقعہ شوال ۸ ہجری کا ہے جو محاصرۂ طائف کے دوران پیش آیا اور اس مخنث کا نام ھِیت بیان کیا گیا ہے جبکہ حضرت غیلان کا واقعہ پہلے بھی گزر چکا ہے کہ ''غیلان بن سلمہ ثقفی جب اسلام لائے تو ان کے نکاح میں دس عورتیں تھیں اور انہوں نے بھی ان کے ساتھ ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ ان میں سے چار نکاح میں رکھتے ہوئے باقی سب کو طلاق دے دیں۔

ھیت مخنث نے چونکہ ان کی بیٹی دیکھ رکھی تھی یا اپنے کسی ہم جنس سے اس کے بارے میں سن رکھا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ اور ام المومنین حضرت ام سلمہ کی موجودگی کا بھی احساس نہیں کیا اور حضرت ام سلمہ کے بھائی کے سامنے حضرت غیلان کی بیٹی کے حسن کی تعریف شروع کر دی۔ عربوں کے ہاں چونکہ مناسب حد تک موٹی عورت پسند کی جاتی ہے اس لیے اس نے کہا کہ جب وہ سامنے آتی ہے تو چار بل پڑتے دکھتے ہیں اور جاتے ہوئے آٹھ۔ یعنی آتے ہوئے چربی کی چار تہیں دکھتی ہیں اور جب پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو آٹھ۔ حضرت امام بخاری نے اس حدیث شریف کیلئے کتاب النکاح میں باب قائم کیا ہے: '' بَابُ مَايُنْهَى مِنْ دَخُوْلِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْمَرْأَةِ ''

یعنی یہ باب اس لیے قائم کیا گیا اور یہ حدیث شریف بیان کی گئی ہے کہ عورتوں کی طرح کے لباس پہننے والے اور باقی چیزوں میں مشابہت اختیار کرنے والے لوگوں کا گھروں میں آنا جانا شرعاً منع ہے۔ اور اس طرح کے اخلاق باختہ لوگوں سے بیوی اور بچیوں کو دور رکھنا ضروری ہے۔ اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ بیشک یہ مرد مخنث تھا لیکن اس نے حضرت غیلان کی باپردہ بیٹی کا ایسا حلیہ پیش کیا ہے کہ گویا سامنے کھڑی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کے مزید دو جملے روایت کیے ہیں کہ مجھے نقل کرتے حیا آتی ہے گویا کہ اس نے بے لباسی میں تصویر اتار کے سامنے رکھ دی ہو۔

کیونکہ ایسے لوگوں کی اکثریت بے ہودہ اور گندی ذہنیت کی مالک ہوتی ہے لہٰذا وہ لوگ جنہیں اپنی بیٹیوں اور بیویوں کی عزت عزیز ہے ان کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے یہ حکم فرمایا کہ ایسے لوگوں کا گھروں میں عورتوں کے پاس آنا غیرت کے منافی اور باہر سے گندگی لا کر اپنے کپڑوں پہ ڈالنے کے مترادف ہے۔ جبکہ میری قوم بچے کی پیدائش پہ خود بلا کر بیلیں دیتی ہے اور جب شیطان گھر میں بس جاتا ہے تو پھر روتی ہے۔ بلکہ اب حالت یہ ہے کہ ہمارے ویسے

Marfat.com

ایسے ہوتے ہیں کہ وہاں فلم سٹوڈیو کا منظر ہوتا ہے۔ کسی شریف انسان کی شرکت ممکن نہیں ہوتی۔ جس کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ بعض حاجی نمازی لوگ بھی رسم ورواج اور ناک کی خاطر موجود ہوتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس کا وبال کیا ہے:

''وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّاتُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُم خَآ صَّةً وَاعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ'' الانفال ۲۵

اوراس فتنے سے بچو جس کا وبال صرف ان لوگوں تک محدود نہیں رہے گا جنہوں نے تم میں سے گناہ کیا ہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت سے سخت سزا دینے والا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کچھ لوگ معاشرے کے اندر فساد پھیلاتے ہیں اور اچھے لوگ اس کا بروقت تدارک نہیں کرتے تو پھر یہ فتنے اللہ کی طرف سے عذاب کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جن کی زد میں اچھے برے سب ہی آجاتے ہیں۔

عَنْ عَدِيِّ بْنِ عُمَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَايُعَذِّبُ الْعَامَةَ بِعَمَلِ الْخَاصَةِ حَتّٰى يَرَوْا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانِيْهِمْ وَهُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُنْكِرُوْهُ، فَاِ ذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَذَّبَ اللّٰهُ الْخَاصَةَ وَالْعَامَّةَ.

فتح الباری کتاب الفتن. بروایت مسند احمد بن حنبل.

اللہ تعالیٰ مخصوص ٹولے کے کرتوتوں کی وجہ سے عام معاشرے پر عذاب نہیں بھیجتا یہاں تک برائی عام ہو جائے اور لوگ قدرت کے باوجود اسے براجان کر روکنے کی کوشش نہ کریں۔ تو خاص وعام سب پر عذاب آجاتا ہے۔

اور اس کی مثال یہ ہے کہ جب اللہ کا عذاب آتا ہے تو بے حیائی اور بدکاری کے اڈوں کے ساتھ ساتھ مسجدیں اور مدرسے بھی زلزلے کی نظر ہو جاتے ہیں کیونکہ مسجدوں اور مدرسوں والے لوگ بھی اس وقت اور کسی حد تک ان برائیوں اور بدکاروں کو برداشت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یا اس کی مثال یہ ہے کہ کچھ شرارتی بچے پانی کے بجائے کیچڑ میں کود پڑیں اور اس کے بعد ان لوگوں کے ساتھ گھل مل جائیں جو صرف تماشائی تھے تو ان کا لباس بھی داغدار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے رشتے کو ایک دوسرے کے لباس سے تشبیہ دی تاکہ حفاظت کا احساس اور ضمیر زندہ رہے '' هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَا سٌ لَّهُنَّ''

بیوی کے جذبات کا احترام

زنِ کز بر مرد بے رضاء بر خیزد
بس فتنه و جنگ ازاں سرا بر خیزد

شیخ سعدی

وہ عورت جو مرد کے پہلو سے ناخوش اٹھتی ہے اس گھر میں فتنہ وفساد اور لڑائی جھگڑا شروع ہو جاتا ہے

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَ هُوَ صَائِمٌ وَيَمُصُّ لِسَانَهَا.

سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب الصائم یبلع الریق.

Marfat.com

حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ روزے کی حالت میں انہیں بوسہ بھی دیتے اور ان کی زبان پاک کو بھی چوستے۔

امام بخاری و مسلم اور دیگر محدثین نے حالت صوم میں بوسہ دینے پر احادیث روایت فرمائی ہیں اور احکامات بتائے ہیں مگر اس حدیث کے الفاظ ''وَيَمُصُّ لِسَانَهَا'' کہ حضور نبی کریم ﷺ روزے کی حالت میں حضرت عائشہ کی زبان پاک منہ میں لے کر چوستے تھے۔ بعض حضرات کو اضطراب ہوا ہے۔ اس حدیث کو ابوداود کے علاوہ امام احمد بن حنبل اور امام ابن خزیمہ نے بھی اپنے اپنے مسند میں روایت کیا ہے اور ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب کی تحقیق کے مطابق حدیث صحیح ہے۔

الِانْتِفَاعُ بِأَجْزَاءِ الْآدَمِيِّ فِي الْفِقْهِ الْإِسْلَامِيِّ تَأْلِيفُ العلامة الدكتور عِصْمَتُ اللهِ عِنَايَتِ اللهِ مُحَمَّد.

مسند اسحاق بن راہویہ کی روایت میں اضافہ ہے کہ'' فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: لَا يُقَبِّلَنَّ أَحَدُكُمْ وَهُوَ صَائِمٌ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لِأَحَدٍ مِنْكُمْ مِنَ الْحِفْظِ وَالْعِصْمَةِ مَا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.''

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا: مگر تم میں سے کوئی شخص روزے کی حالت میں بیوی کو بوسہ نہ دے کیونکہ تم میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ حفظ وضبط اور عصمت حاصل نہیں جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے۔

حدیث شریف میں بہت سارے مسائل ہیں۔ میں نے اس لیے نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کائنات کے حکیم اعظم اور مزاج شناس ہیں۔ چونکہ ازواج میں حضرت عائشہ جوان تھیں اس لیے ان کی دلجوئی کا خاص اہتمام فرماتے۔ اسی لیے جب حضرت عمرو بن العاص نے حالت صوم میں بیوی کو بوسہ دینے کے متعلق حضرت ام سلمہ سے ابوقیس کے ذریعہ تصدیق چاہی تو انہوں نے انکار کیا اور جب انہیں حضرت عائشہ کے قول کا حوالہ دیا گیا تو فرمایا: یہ عائشہ کے ساتھ خصوصیت کا معاملہ ہے۔ یعنی معمول نہیں۔ جبکہ نسائی کی سنن الکبریٰ میں ایک دوسری روایت میں حضرت ام سلمہ کا اقرار موجود ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ روایت بعد کی ہے۔

السنن الكبرى للنسائي.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا جَامَعَ أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ فَلْيَصْدُقْهَا فَإِذَا قَضَى حَاجَتَهُ قَبْلَ أَنْ تُقْضَى حَاجَتُهَا فَلَا يُعَجِّلْهَا حَتَّى تُقْضَى حَاجَتُهَا.

رواه ابو يعلى وفيه راو لم يسم وبقية رجاله ثقات واخرجه عبد الرزاق كتاب النكاح باب القول عند الجماع وكيف يصنع وفضل الجماع. وفيض القدير باب حرف الهمزة للمناوى.

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے تو اس کی تسلی کرے اگر اس سے پہلے اپنی حاجت پوری کر چکے تو اسے بھی اپنی حاجت پوری کر لینے کا موقعہ دے۔

اِذَا جَامَعَ اَحَدُ کُمْ اَھْلَهٗ فَلْیَصْدُ قْھَا فَاِنْ سَبَقَھَا فَلَا یُعَجِّلْھَا. المرجع السابق.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے تو اس کی تسلی کرے اور سچ بولے اور اگر پہلے فارغ ہو جائے تو بیوی کو موقعہ فراہم کرے اور جلدی کر کے اس کو لذت سے محروم نہ کرے۔

اِذَا جَامَعَ اَحَدُ کُمْ اِمْرَأَ تَهٗ فَلَا یَتَنَحّٰی حَتّٰی تَقْضِیَ حَا جَتَھَا کَمَا یُحِبُّ أَ نْ یَّقْضِیَ حَاجَتَهٗ.

المرجع السابق.

حضرت طلق کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے تو اس سے اس وقت تک علیحدہ نہ ہو جب تک کہ اس کی حاجت پوری نہ کر لے جیسا کہ اپنی حاجت پوری کرنا پسند کرتا ہے۔ علامہ مناوی نے ان احادیث کی مفصل شرح فرمائی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرد کو خود غرض نہیں ہونا چاہیے بلکہ بیوی کی خواہشات کا پورا پورا احترام کرنا چاہیے اور اگر خدانخواستہ کوئی عارضہ ہو تو علاج کرائے کیونکہ یہ چیز عورت کو پاک دامن اور با اخلاق رکھنے میں معاون و مدد ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ایک اہم فیصلہ

عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِیِّ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ فَبَتَّ طَلَاقَھَا فَتَزَوَّجَتْ بَعْدَهٗ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِیْرِ فَجَاءَ تِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ اِنَّھَا کَانَتْ تَحْتَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَھَا آخِرَ ثَلَاثَ تَطْلِیْقَاتٍ فَتَزَوَّجَتْ بَعْدَهٗ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّ بِیْرِ وَاِنَّهٗ وَاللّٰهِ مَامَعَهٗ اِلَّا مِثْلَ الْھُدْبَةِ وَأَخَذَتْ بِھُدْبَةٍ مِّنْ جِلْبَابِھَا قَالَ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضَاحِکًا فَقَالَ أَتُرِیْدِیْنَ أَنْ تَرْجِعِیْ اِلٰی رِفَاعَةَ؟ لَاحَتّٰی یَذُوْقَ عُسَیْلَتَکِ: وَتَذُوْقِیْ عُسَیْلَتَهٗ، وَاَبُوْبَکْرِنِالصِّدِّیْقُ جَالِسٌ عِنْدَرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَخَالِدُبْنُ سَعِیْدِبْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ بِبَابِ الْحُجْرَةِ لَمْ یُؤْذَنْ لَهٗ قَالَ فَطَفِقَ خَالِدٌ یُنَادِیْ أَبَا بَکْرٍ أَلَاتَزْجُرُ عَمَّا تَجْھَرُ بِهٖ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ؟

صحیح مسلم بشرح النووی کتاب النکاح لاتحل المطلقة ثلثا لمطلقها حتّٰی تنکح زوجا غیره ویطاء ھا ثم یفارقھا و تنقضی عدتھا واخرجه ابن ماجه فی تحفة النکاح باب لا یخطب الرجل علی خطبة اخیه واخرجه البخاری فی کتاب الادب باب التبسم والضحک.

Marfat.com

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت رفاعہ قرظی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اس کے بعد اس عورت نے عبدالرحمن بن الزبیر سے نکاح کر لیا پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ میں رفاعہ کے عقد میں تھی جب کہ انہوں نے مجھے آخری تیسری طلاق بھی دے دی میں نے اس کے بعد عبدالرحمن بن الزبیر سے نکاح کیا پھر اس عورت نے اپنے دوپٹے کا پلو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کو دکھاتے ہوئے کہنے لگی: اللہ کی قسم! اس کی وہ چیز تو اس کپڑے کی مانند ہے (یعنی وہ نامرد ہے) رسول اللہ ﷺ اس کی اس تشبیہ سے کھل کھلا کر ہنس پڑے پھر فرمایا: شاید کہ تم دوبارہ پہلے شوہر رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو؟ لیکن ہرگز نہیں جب تک کہ وہ تمہاری لذت نہ چکھ لے اور تم اسکی لذت نہ چکھ لو (یعنی جب تک کہ وہ تم سے اچھی طرح جماع نہ کر لے) حضرت ابوبکر صدیق تو رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی بیٹھے تھے جبکہ حضرت خالد بن سعید بن عاص ابھی تک اجازت نہ ملنے کے باعث حجرے شریف کے دروازے پر انتظار کر رہے تھے۔ جب انہوں نے اس عورت کی گفتگو سنی تو زور سے حضرت ابوبکر کو آواز دے کر کہا کہ آپ اس خاتون کو ڈانٹتے کیوں نہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس طرح کی باتیں کر رہی ہے مگر اللہ کے رسول ﷺ تو بھیجے ہی اس لیے گئے تھے کہ مظلوموں کی دادرسی فرمائیں۔

عُسَيْلَةٌ

اس حدیث شریف میں بہت سارے مسائل ہیں کچھ میں نے گزشتہ ابواب میں ذکر کیے ہیں یہاں مزید چند مسائل ہیں۔ اس حدیث شریف میں جماع کیلئے لفظ " عُسَيْلَة " کا استعارہ استعمال ہوا ہے " لَاحَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَ تَذُوْقِي عُسَيْلَتَهٗ " ہرگز نہیں جب تک کہ وہ تمہاری لذت نہ چکھ لے اور تم اسکی لذت نہ چکھ لو۔

حضرت امام نووی نے اس کی شرح میں فرمایا ہے کہ " عُسَيْلَة " دراصل " عَسَلَة " کی تصغیر ہے اور عربی میں شہد کے لیے مذکر " عَسَلٌ " اور مؤنث " عَسَلَة " دونوں طرح مستعمل ہے اور کیونکہ کسی میٹھی چیز کی عمدگی، مٹھاس اور لذت ظاہر کرنے کے لیے اسے شہد سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اس لیے صحتمند میاں بیوی حالت جماع میں عجیب لذت محسوس کرتے ہیں اس لذت اور سرور کے اظہار کے لیے رسول اللہ ﷺ نے " عُسَيْلَة " کا استعارہ استعمال فرمایا ہے اور اسی مناسبت اور اظہار لذت کے لیے عرب، عورت مرد کی شرمگاہوں کو " عُسَيْلَتَانِ " کہتے ہیں۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ " عُسَيْلَة " کا مفہوم سمجھنے کے لیے شہد کے بارے میں اگر قرآن کی اس آیت مبارکہ " وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ثُمَّ كُلِيْ مِنَ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ () النحل ٦٨ / ٦٩.

Marfat.com

اور دیکھو تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر یہ بات وحی کر دی کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور لوگ جو چھتیں (چھپر) بناتے ہیں ان میں اپنے چھتے بنا اور ہر طرح کے پھلوں کا رس چوس اور رب کی ہموار کی ہوئی راہوں پہ چلتی رہ اس مکھی کے پیٹ سے مختلف رنگوں والا ایک شربت نکلتا ہے جس میں لوگوں کیلئے شفاء ہے بے شک اس میں نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

کو سامنے رکھ کر غور کیا جائے تو اس میں ہمارے لیے بہت سارے اسباق اور ایسے مفید پہلو ہیں جو بالکل ازدواجی زندگی سے مماثلت رکھتے ہیں۔ شہد اور شہد کی مکھی پر بہت سی مفید کتب اور جدید سائنسی تحقیقات موجود ہیں ان کا مطالعہ انسان کو اپنے خالق کے قریب کر دیتا ہے اس وقت میرے سامنے چند تفاسیر موجود ہیں الدر المنثور للسیوطی، تفسیر مظہری۔ تفہیم القرآن۔ ضیاء القرآن۔

ان کی روشنی میں چند باتیں عرض کرتا ہوں شہد کا چھتہ اس دنیا میں ایک حیرت انگیز صنعت ہے، یہ چھتہ مسدس خانوں میں منقسم اور اس کے تمام اضلاع مساوی ہوتے ہیں ان میں چھوٹے پیدا ہونے والے بچوں کے لیے رہائشی ایریا شہد والے ایریا سے بالکل علیحدہ ہوتا ہے جبکہ خوراک کے لیے گودام (storages) بالکل علیحدہ اور موم کے لیے بالکل علیحدہ۔

یہ پورا نظام صرف ایک مکھی کی قیادت و اہتمام میں سرانجام پاتا ہے اس لیے کہیں بھی خلل و فساد واقعہ نہیں ہوتا۔ اس نظام کو چلانے کیلئے مکھیوں کی اپنی اپنی ذمہ داری ہے کچھ مکھیاں میلوں سفر طے کر کے خوراک مہیا کرتی ہیں اور کچھ چھتے کے اندر حفاظت اور دیگر معاملات کی نگرانی کرتی ہیں" فَاسْلُكِىْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلاً " اور اپنے رب کی ہموار کی ہوئی راہوں پہ چلتی رہ۔ " ذُلُلاً " کی تفسیر میں حضرت قتادہ کا قول ہے " مُطِيْعَةً " یعنی اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعہ متعین کردہ اوقات وحدود کے اندر رہ کر راستہ طے کر اور حضرت مجاہد کے قول کا مفہوم بھی تقریباً یہی ہے۔

" يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ " اس مکھی کے پیٹ سے مختلف رنگوں والا ایک شربت نکلتا ہے علاقے کی آب و ہوا، موسم اور پھولوں کی مناسبت سے شہد کا رنگ، خوشبو اور ذائقہ مختلف ہوتا ہے میرے کشمیر کی وادیوں کا شہد اپنے سنہرے رنگ اور کوہستانی خوشبو کی وجہ سے ممتاز ہے۔ " فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ " اس میں لوگوں کے لیے شفا رکھ دی گئی ہے۔ " شِفَآءٌ " کے نکرہ مستعمل ہونے میں تعمیم اور آخر میں تنوین سے عظمت کا اظہار مقصود ہے۔

شہد کی خاصیات (Benefits) میں ایک تو یہ کہ اس میں جو چیز بھی ڈال دی جائے اسے فاسد ہونے سے محفوظ رکھتا ہے۔ میرے ایک دوست ڈاکٹر محمد سلیم خان نے مجھے بتایا کہ ایک جدید سائنسی تحقیق کے مطابق شہد دنیا کا سب سے اچھا انٹی بیاٹک (Antibiotic) ہے جو آگ سے جلے ہوئے حصے پر اگر فوراً لگا دیا جائے تو چھالے نہیں

Marfat.com

پڑتے اور کسی قسم کے پھوڑے پھنسیوں پر لگانا کسی بھی دوائی سے بہتر ہے۔ اس تفصیل کے بعد ہم دیکھتے کہ یہ جو کائنات کے معلم وطبیب اعظم ﷺ نے فرمایا کہ زوجین کا ازدواجی تعلق ایک قسم کا چھوٹا شہد ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس کی کیا مناسبت ہے۔ دنیا میں اکثر گھر باہر سے مٹی کے گھروندے نظر آتے ہیں مگر سگھڑ عورت کی محنت اسے اندر سے جنت بنا دیتی ہے بشرطیکہ ہر چیز سلیقے سے اپنی جگہ پہ رکھ دی گئی ہو اور نظم ونسق میں کوتاہی نہ برتی جائے۔ ایسے پرسکون ماحول میں جب میاں بیوی تخلیہ اختیار کرتے ہیں تو ان کا ملنا گویا شہد کھانے کے برابر ہے جس میں لذت وسرور کے ساتھ ساتھ بہت سی بیماریوں سے بھی نجات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَی اللّٰهِ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِنْ نَظَرَ اِلَیْهَا سَرَّتْهُ فَاِنْ اَقْسَمَ عَلَیْهَا اَبَرَّتْهُ وَاِنْ غَابَتْ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ۔ اخرجه ابن ماجه وانفرد به تحفة النكاح باب فضل النساء.

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اس طرح ارشاد فرماتے تھے کہ ایک مومن بندہ نے دنیا سے تقویٰ کے بعد کوئی ایسی بھلائی حاصل نہیں کی جو اس کے لیے نیک بیوی سے بڑھ کر مفید ہو اور نیک بیوی کی پہچان یہ ہے کہ۔ شوہر اگر حکم دے تو اس کی تعمیل کرے۔ اور شوہر جب اس کی طرف دیکھے تو شوہر کو مسرور کر دے۔ اگر شوہر کسی بات کی قسم کھالے تو اس کی قسم سچی کرتے ہوئے حانث ہونے سے بچالے۔ اگر شوہر کہیں چلا جائے تو اس کی غیر موجودگی میں اُس کی غیرت سمجھ کر اپنی عزت وناموس اور اس کے مال مویشی کی اچھی طرح دیکھ بھال کرے، یعنی ہر حال میں خیر خواہی کرے۔

تھی آرزو کہ چاند کو دیکھیں قریب سے
اچھا ہوا کہ تم سے ملاقات ہو گئی

رفیق عثمانی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّمَا الدُّنْیَا مَتَاعٌ وَلَیْسَ مِنْ مَّتَاعِ الدُّنْیَا شَیْءٌ اَفْضَلَ مِنَ الْمَرْاَةِ الصَّالِحَةِ۔

صحیح مسلم : کتاب الرضاع باب خَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ واخرجه ابن ماجه تحفة النكاح باب فضل النساء واخرجه النسائی فی کتاب النکاح باب: اَلْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ساری دنیا نفع حاصل کرنے کی جگہ ہے اور ایک نیک بیوی سے بڑھ کر کوئی چیز حاصل کرنے کے قابل نہیں: یعنی دنیا کے سازوسامان میں بیوی کو فوقیت حاصل ہے۔

Marfat.com

جبکہ مرد کیلئے فرمایا: '' اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ '' یعنی مرد عورت کی ضروریات کے ذمہ دار اور مہتمم ہیں بیوی کو گھر سے باہر کے معاملات میں الجھا کر گھر ہستی سے اس کی توجہ نہیں ہٹانی چاہیے۔

اور عورت مرد دونوں ہی اللہ کی متعین کردہ حدود کے اندر رہیں۔ شوہر گھر سے باہر اور بیوی گھر کے اندر اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جوابدہ تصور کرے۔ ایک دوسرے کے خیر خواہ اور مونس وموثر بن کر رہیں تو اس طرح کے میاں بیوی کا ملاپ اور ازدواج شریعت میں اصطلاحاً جماع وطی اور مباشرت ہے اور استعارۃً '' عُسَيْلَةٌ ''

'' عُسَيْلَةٌ '' کی نسبت سے ایک مفید واقعہ، راقم الحروف کے انتہائی قریبی خاندان کی ایک خاتون اب سے چند سال پہلے موریشس سے علاج کے لیے یہاں برطانیہ لائی گئی تھیں جب ان کا چیک اپ کرایا گیا تو ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ ان کا علاج صرف اور صرف '' عُسَيْلَةٌ '' ہے یعنی بھرپور طریقے سے جماع مگر ان محترمہ نے شادی نہیں کی تھی اور نہ ہی اب شادی کے لیے مناسب عمر تھی۔ انگریز ڈاکٹر نے کہا اس کے لیے ہمارے معاشرے میں نکاح ضروری نہیں۔ دیندار خاتون نے جواب دیا کہ جب میں نے جوانی اس طرح گزار دی تو چند روزہ زندگی کیلئے جھک مارنے کے بجائے پاک دامنی میں موت بہتر ہے۔ چنانچہ موریشس واپس لوٹتے ہی ان کا انتقال ہوگیا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْهَا وَارْحَمْهَا وَ اجْعَلِ الْجَنَّةَ مَثْوَاهَا.

لیکن اگر تعلقات کی بنیاد احساس واخلاص پہ نہیں تو ایسے تعلق کو شریعت کی اصطلاح میں تہارج اور تسافد کا نام دیا گیا ہے جو علامات قیامت میں سے ایک ہے کیونکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ:

01: گدھا اپنی ضرورت کے وقت ہر اس گدھی کے پیچھے بھاگ نکلتا ہے جو اس کے سامنے آجائے اور اس وقت تک اس کا پیچھا کرتا ہے جب تک کہ وہ تھک کر ہمت نہ ہار بیٹھے۔

02: گدھا یہ احساس نہیں کرتا کہ اس وقت گدھی ذہنی یا جسمانی طور پہ جفتی کرنے کے قابل ہے یا نہیں۔

03: گدھا گدھی کے احساسات وجذبات کا احترام کیے بغیر حاجت پوری ہوتے ہی بھاگ جاتا ہے۔

04: گدھا انتشار کے بعد موقعہ ومحل یا دوسرے جانوروں یا انسانوں وغیرہ کی موجودگی سے بھی نہیں ہچکچاتا۔ اور پھر بعض نر جانور جفتی ہونے کیلئے یہ بھی ضروری نہیں سمجھتے کہ مادہ اس کی ہم جنس ہے یا نہیں۔ اور بعض جانور جفتی ہونے کے بعد اپنی مادہ کو دولتی (Kick) بھی مار جاتے ہیں جبکہ سمندری سیل، پہاڑی بکرے اور بہت سے درندے مادہ پر لڑائی کرتے ہیں۔ طاقتور اپنے قبضے میں بہت سی مادائیں رکھتا ہے اور کمزور لڑائی میں اکثر جان سے جاتا ہے بی بی سی اور نیشنل جیوگرافک چینل (National Geographic Channel) پر ایسے کئی پروگرام دکھائے جاتے ہیں۔

اسلام نے انسانی تاریخ میں پہلی بار عورت کو ایسے ناگزیر حالات میں خلع کا حق دیا ہے تاکہ وہ بجائے محض بے

Marfat.com

مقصد نکاح اور ناک کی خاطر اپنے اندر کی عورت کا گلا گھونٹنے کے بجائے نئے سرے سے شرعی حق استعمال کرتے ہوئے ایک خوشگوار زندگی کا آغاز کر سکے۔

اور یہی وجہ ہے کہ اسلام معاشرے سے برائی کی جڑیں کاٹ کر پھینک دیتا ہے بے حیائی اور فحاشی کے اڈے چلانے کے لائسنس جاری نہیں کرتا نہ ہی، بیہودہ، فحش اور مخرب الاخلاق لٹریچر چھاپنے کی اجازت دیتا ہے۔ اسلام میں کسی ایسی صحافتی آزادی کا کوئی تصور نہیں جس کی آڑ میں نوجوانوں کے اخلاق تباہ کر دیئے جائیں اور کسی ایسی تہذیب کو برداشت نہیں کرتا ہے جس کے کچھ لوگ پہلے ثقافت کے نام پر فحاشی اور عریانی پھیلائیں اور اس کے بعد قوم کے نوجوان ٹکٹ خرید کر انہیں دیکھیں اور شادی کے وقت تک اخلاقی وجسمانی طور پہ دیوالیہ ہو چکے ہوں پھر شب عروسی کی پہلی صبح بیوی کی منہ دکھائی کے پیسے لے کر سنیاسیوں، نجومیوں اور طوطے والے پروفیسروں سے فیضیاب ہونے نکل کھڑے ہوں۔

شوہر کی اطاعت

زوجین کے آپس میں تعلق اور رشتے پر کافی بحث گزر چکی ہے۔ یہ تعلق اور رشتہ اسی وقت قائم رہ سکتا ہے جب دونوں ذہنی اور جسمانی طور پر ایک دوسرے کے قریب ہوں۔ ایک دوسرے کی ضرورت محسوس کریں۔ جذبات کی قدر کریں اور ایک دوسرے کو سکون مہیا کریں. کیونکہ بسا اوقات اس رشتے میں معمولی تساہل بھی نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو سامنے رکھنا چاہیے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَ دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ أَنْ تَجِيْءَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ.

صحيح البخاری کتاب النكاح باب أذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب شوہر اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور بیوی آنے سے انکار کر دے تو اس رات کی صبح تک اس بیوی پر فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

اس بات کو اس قدر اہمیت دینا اس لیے ہے کہ اللہ چاہتا ہے میاں بیوی یک جان ہو کر رہیں جب کہ شیطان انہیں دور دور کرنا چاہتا ہے اور بیوی نے انکار کر کے گویا شیطان کو شیطنت کا موقعہ فراہم کیا ہے لہٰذا لعنت کی مستحق قرار پائی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَرْجِعَ.

المرجع السابق.

حضرت ابو ہریرہ کا بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب عورت اپنے شوہر کے بستر سے علیحدہ رات بسر کرتی ہے تو اس وقت تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک کہ واپس بستر پر نہ آ جائے۔

Marfat.com

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَامِنْ رَجُلٍ یَّدْعُوا امْرَأَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهَا فَتَابٰی عَلَیْهِ اِلَّا کَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَیْهَا حَتّٰی یَرْضٰی عَنْهَا.

صحیح المسلم 'کتاب النکاح باب تحریم امتناعها من فراش زوجها.

حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ جس شوہر کی بیوی اس کے بستر میں بلانے پر انکار کر دیتی ہے۔ اس عورت سے اللہ تعالیٰ اس وقت تک ناراض رہتا ہے جب تک اس کا شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَوْ کُنْتُ اٰمِراً أَحَدًا أَنْ یَّسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا.

جامع الترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی حق الزوج علی المراة وحسنه الترمذی وفی الباب روی عن معاذبن جبل وسراقه ابن مالک ابن جعشم وعائشة ام المؤمنین وابن عباس وعبد الله ابن ابی او فی وطلق ابن علی و ام سلمة وانس ابن مالک وعبد الله ابن عمر رضی الله عنهم.

حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو کسی دوسرے کے لیے سجدہ کرنے حکم دے سکتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے۔

عَنْ طَلَقِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهٗ لِحَاجَتِهٖ فَلْتَأْتِهٖ وَاِنْ کَانَتْ عَلَی التَّنُّوْرِ.

المرجع السابق.

حضرت طلق بن علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس وقت شوہر اپنی بیوی کو جماع کے لیے بلائے تو اسے فوراً آنا چاہیے خواہ تنور پر روٹیاں ہی کیوں نہ لگا رہی ہو۔

حدیث شریف کا ظاہر تو یہی ہے کہ روٹیاں جلتی چھوڑ کر حاضر ہو جائے کیونکہ ایسی کبھی ضرورت ہو بھی سکتی ہے: مگر حدیث میں شوہر کے استحقاق کو ظاہر کرنا مقصود ہے کیونکہ زوجین ایک دوسرے کے ایمان کے محافظ ہیں اگر کوئی ایسی صورت ہو کہ واقعۃً شوہر کا یہی تقاضا ہے تو عورت کو شوہر کی بات ماننا ضروری ہے۔

شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزے رکھنا

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لَایَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا تَأْذَنْ فِیْ بَیْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَ مَا أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَیْرِ أَمْرِهٖ فَاِنَّهٗ یُؤَدّٰی اِلَیْهِ شَطْرَهٗ.

صحیح البخاری کتاب النکاح باب لا تاذن المرأة فی بیت زوجها لأحد الا باذنه.

حضرت ابو ہریرہ نے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب شوہر گھر پہ موجود ہو تو بیوی کے

Marfat.com

لیے اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزے رکھنا حلال نہیں جب تک شوہر سے اجازت نہ لے لے اور نہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے دے اور اگر شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی مال خرچ کرے گی تو اس کے ایک حصے کی ذمہ دار ہوگی۔

عورت کے لیے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزے نہ رکھنے کا حکم نفلی روزوں کے لیے ہے نہ کہ فرض روزوں کے لیے۔ فرض روزہ رکھنے سے شوہر اگر ناراض ہوگا تو خود گنہگار ہے لیکن نفلی روزہ رکھنے سے اگر شوہر کا استحقاق مجروح ہوتا ہے تو بیوی روزہ نہیں رکھ سکتی اس سلسلے میں حضرت عائشہ کا اسوہ سامنے رکھنا چاہیے۔

يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ كَانَ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اسْتَطِيْعُ أَنْ أَقْضِيَهُ إِلَّا فِي شَعْبَانَ، الشُّغْلُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَوْبِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ.

صحیح المسلم کتاب الصیام باب تاخیر قضاء رمضان ما لم یجی رمضانُ اخر لمن افطر بعذر کمرض وسفر وحیض و نحو ذالک

حضرت ابوسلمہ کی روایت ہے کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے ذمہ رمضان المبارک کے جو قضا روزے ہوتے تھے تو میری ہمت نہیں ہوتی تھی کہ شعبان سے پہلے ان کی قضا پوری کردوں کیونکہ میں پورا سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مشغول رہتی اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں " وَذَالِکَ لِمَكَانِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ " یعنی ان روزوں کی قضا میں تاخیر اس لیے ہوتی کہ شاید کسی وقت رسول اللہ ﷺ خواہش فرمائیں اور میرے روزہ رکھنے کے باعث آپ ﷺ کو تکلیف پہنچے۔ اور شعبان میں چونکہ خود رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے تھے اس لیے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بھی آپ کے ساتھ روزے رکھ لیتیں اور چونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس عمل کو ناپسند نہیں فرمایا لہٰذا حضرت امام مسلم نے باب قائم کیا ہے:" باب تاخیر قضاء رمضان ما لم یجی رمضانُ اخر لمن أفطر بعذر کمرض وسفر وحیض ونحو ذالک "

یعنی اگر کسی معقول عذر کی بنیاد پر رمضان کے روزے رہ جائیں تو دوسرے رمضان کے آغاز سے پہلے پہلے ان کی قضا کی جاسکتی ہے۔ جمہور علمائے امت اس سہولت کے جواز کے قائل ہیں اور یہ نہ صرف بیوی کے لیے ضروری ہے کہ وہ شوہر کے جذبات کا خیال رکھے بلکہ شوہر بھی اسی طرح پابند ہے۔

بیوی کا حق

کتنی سادہ ہے آرزو اس کی
ہم زمانے کے درمیاں رہیں
اور زمانہ نہ درمیاں آئے

اعظم نصر

Marfat.com

عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَا عَبْدَ اللهِ أَ لَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ، قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا.

صحيح البخاری كتاب النكاح باب لزوجك عليك حق.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے عبداللہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو عبادت کرتے ہو کیا یہ اطلاع درست ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ یہی بات ہے۔ فرمایا ایسے مت کرنا کبھی روزہ رکھ لیا کرو اور کبھی افطار کبھی رات کو عبادت کرلی اور کبھی سو گئے اس لیے کہ بیشک تمہارے جسم کا بھی تم پہ حق ہے تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور یاد رکھو تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔

یعنی تقویٰ یہ نہیں کہ بیوی کا حق مار کے ساری رات مصلیٰ پہ کھڑے رہو بلکہ بیوی کی خواہشات کا احترام کرو پھر موقعہ ملنے پر نفل بھی پڑھ لیا کرو۔ اسی اعتدال کا نام شریعت کی اصطلاح میں تقویٰ ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْأَمِيْرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.

صحيح البخاری كتاب النكاح باب ألمرأة راعية فی بيت زوجها.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک اپنی اپنی حدود کے اندر ذمہ دار ہے اور ہر ایک ان ذمہ داریوں کے لیے اللہ کے ہاں جوابدہ ہے، جس طرح ایک امیر اپنی رعایا کا رکھوالا ہے اسی طرح ایک مرد اپنے بیوی بچوں کا رکھوالا ہے عورت شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی رکھوالی ہے۔ لہٰذا تم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی صورت میں ذمہ دار ہے اور اس کے لیے اللہ کی بارگاہ میں جواب دہ ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ حدود متعین کی ہیں اور اسی نے احکامات دیئے ہیں جن کی روشنی میں انسان نے زندگی گزار کر براہ راست اس کے سامنے جواب دینا ہے ازدواجی حقوق کی بروقت ادائیگی نہ صرف خاندانی، معاشرتی اور انسانی ضرورت ہے بلکہ اللہ کی طرف سے ایک فریضہ ہے جس کے سرانجام دیئے بغیر جس طرح معاشرہ مکمل نہیں ہوتا اسی طرح ایمان بھی مکمل نہیں ہے۔

ازدواجی زندگی کی کامیابی کا راز

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيْبًا مِنَ الْمَدِيْنَةِ تَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ لِيْ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِيْ فَنَخَسَ بَعِيْرِيْ بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ فَسَارَ بَعِيْرِيْ

Marfat.com

كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ الْإِبِلِ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ أَتَزَوَّجْتَ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟ قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ. قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ أَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا أَيْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَ تَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ.

الجامع الصحيح للبخاری کتاب النکاح باب تَسْتَحِدُّ الْمُغِيْبَةُ وَ تَمْتَشِطُ الشَّعِثَةُ.

حضرت جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھے جب وہاں سے فارغ ہو کر لوٹے اور مدینہ طیبہ کے قریب تھے تو میں نے اپنے سست رفتار اونٹ کو تیز چلانا شروع کر دیا۔ اتنے میں ایک سوار میرے پیچھے سے قریب آ پہنچا اور اس نے اپنے نیزے سے میرے اونٹ کو مارا اب میرا اونٹ بہترین رفتار کے ساتھ چلنے لگا جب میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری نئی نئی شادی ہوئی ہے اس لیے جلدی کر رہا تھا۔ فرمایا: کیا تم نے شادی کر لی؟ عرض کیا: جی ہاں میں نے شادی کر لی آپ ﷺ نے پوچھا کہ کسی کنواری سے یا ثیبہ سے؟ عرض کیا: ثیبہ سے۔ فرمایا: کنواری کیوں نہ کی کہ تم اس سے جی بہلاتے اور وہ تمہارے ساتھ؟ حضرت جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ جب مدینہ طیبہ میں داخل ہونے والے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ذرا انتظار کرو یہاں تک کہ عشاء ہو جائے تاکہ بکھرے بالوں والیاں کنگھی چوٹی کر لیں اور جن کے زائد بال بڑھے ہوں وہ ان کی صفائی کر لیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ کی شادی کا مفصل ذکر اسی کتاب میں ''میاں بیوی کی چار قسمیں'' کے تحت موجود ہے۔

واقول

اس باب میں بہت سارے مسائل ہیں اور ان میں سے اس باب کی مناسبت سے چند باتیں یہ ہیں:

01: حضور نبی کریم ﷺ نے ایسے آدمی کے لیے جو ایک طویل مدت کے بعد گھر لوٹے اس کا رات کے وقت بلا اطلاع گھر داخل ہونا، ناپسند فرمایا ہے اور آپ ﷺ کا بھی یہی معمول تھا۔ اس کی ایک وجہ تو اس حدیث میں یہ بیان ہوئی ہے کہ ایسی صورت میں عورت کو اپنے جسم کی صفائی کا موقعہ نہیں ملتا تاکہ وہ اپنا بناؤ سنگھار کر سکے جو باعث کدورت ہے۔ اور میاں بیوی کے درمیان کدورت اللہ کو پسند نہیں بلکہ یہ شیطانی منشور کی کڑی ہے اور کبھی کبھی چھوٹی بات کا بتنگڑ بھی بن جاتا ہے جبکہ بیوی کو اطلاع مل جانے کی صورت میں جسم کی صفائی کا مناسب موقعہ مل جاتا ہے۔

02: دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ ایک سفر سے رات کے وقت واپس لوٹے تو ان کی بیوی کے پاس ایک دوسری عورت ان کے کنگھی کر رہی تھی۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ کو اندھیرے کے باعث شک گزرا کہ شاید یہ کوئی مرد

Marfat.com

ہے اس لیے فوراً تلوار سونت لی۔ مگر معلوم ہونے پر رک گئے۔ اب انہوں نے یہ بات نبی ﷺ کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے فرمایا: رات کے وقت بغیر اطلاع گھر میں داخل نہ ہوا کرو۔ جس کی بہترین صورت یہ ہے کہ آدمی گلی محلے کے احباب سے مل ملا لے محلے کی مسجد میں نماز ادا کر لے اور آرام سے گھر داخل ہو تا کہ گھر والے بخوشی استقبال کر سکیں۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب النکاح باب لایطرق أهله ليلًا اذا اطال الغيبة مخافة أن يخونهم أو يلتمس عثراتهم.

ایسی صورت عموماً دیہاتوں میں پیش آتی ہے کہ عورتیں ساتھ کے لیے کسی دوسری عورت کو بلا لیتی ہیں اور اکٹھے سو بھی جاتی ہیں۔ اب شوہر آتا ہے اور کبھی سیدھا بستر پر چلا جاتا ہے تو اس صورت میں دوسری عورت کے ستر کھلنے کا بھی اندیشہ ہے۔ لیکن الحمد للہ اس روشنی اور میڈیا کے دور میں یہ اندیشہ تو نہیں رہا البتہ پھر بھی عورت اطلاع ملنے پر بناؤ سنگھار کر سکتی ہے اور فرمان نبوی ﷺ کی صداقت اٹل ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسلام نے ہر اس سوراخ کو بند کیا ہے جس سے بھی ازدواجی زندگی کو کوئی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔

بیوی پر شک کرنا

ضمضم بن قتادة العجلی رضی اللہ عنہ کا قصہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا أَلْوَانُهَا ؟ قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ ؟ قَالَ إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا قَالَ فَأَنَّى أَتَاهَا ذَالِكَ قَالَ عَسَى عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ وَهٰذَا لَعَلَّ عِرْقًا نَزَعَهُ.

صحيح مسلم كتاب اللعان واخرجه ابن ماجه في التحفة النكاح باب الرجل يشك في ولده واخرجه ابو داؤد في كتاب الطلاق باب اذا شك في الولد وأخرجه الترمذي في كتاب الولاء والهبة باب ما جاء في الرجل ينتفي من ولده واخرجه النسائي في كتاب الطلاق باب اذ عرض بأمرأته و شك في ولده وأراد الانتفاء منه : تحفة الأشراف ١٣١٢٩

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ بنی فزارہ کے ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنی بیوی کی یہ شکایت لے کر حاضر ہوئے کہ اس نے ایک سیاہ رنگ کا بیٹا جنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس اونٹ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ان کا رنگ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ سرخ رنگ کے ہیں۔ فرمایا: ان میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟ اس نے عرض کیا: ہے تو سہی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کہاں سے آ گیا؟ عرض کیا ہو سکتا ہے ان کی نسل میں کوئی اس رنگ کا گزرا ہو اور اس کی اس رگ کا اثر ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو ہو سکتا ہے تمہارے باپ دادا میں سے بھی کوئی اس رنگ کا گزرا ہو اور

Marfat.com

اس کی رنگت تمہارے بیٹے میں ظاہر ہوگئی ہو۔

حدیث شریف میں جن صحابی کا یہ واقعہ ہے ان کا نام '' ضمضم بن قتادة العجلی رضی اللہ عنہ '' ہے۔ اور مسلم شریف کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ان صاحب نے اس بچے سے اپنے نسب کی نفی کرنا چاہی تھی مگر آپ ﷺ نے اسے منع فرماتے ہوئے اس سنگین معاملے کو ایسے حکیمانہ طریقے سے سلجھا دیا کہ اگر یہ معاملہ آپ کے دور میں پیش نہ آیا ہوتا تو نہ معلوم کتنے گھر اجڑتے اور خاندان تباہ ہو جاتے کیونکہ یہ قطعاً ضروری نہیں کہ ہمیشہ باپ بیٹا ایک جیسے ہوا کریں یہ آپ کی رحمت عامہ ہے کہ ایک فتنے کا ہمیشہ کیلئے دروازہ بند کر دیا۔

اس حدیث شریف کی روشنی میں قیامت تک امت کیلئے یہ سبق موجود ہے کہ اگر کہیں کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے تو بجائے عورت کو الزام دینے کے اس کے اسباب پر غور کرنا چاہیے۔ اس واقعہ کے بعد قبیلہ بنی عجل کی کچھ بزرگ خواتین جب مدینہ منورہ آئیں تو مقامی مستورات نے سیاہ رنگ کا بچہ جننے والی عورت کے بارے میں جب سوال کیا تو ان خواتین نے اس کی تفصیل بتاتے ہوئے یہ بھی بیان کیا کہ اس کے خاندان میں پہلے بھی ایک سیاہ رنگ مرد و عورت گزرے ہیں۔ لہٰذا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔

کتاب الحیوان الکبری للدمیری رحمہ اللہ تعالیٰ '' الابل ''

سیاہ رنگ بیٹے کی پیدائش

حضرت زُرارہ بن عمرو النخعی رضی اللہ عنہ نصرانی اور یمن کے رہنے والے تھے جہاں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ کی دعوت پر اسلام قبول کرتے ہوئے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی جس کے بعد ماہ رجب ۹ ہجری یا نصف محرم الحرام ۱۱ ہجری میں دو سو افراد کے ایک وفد کے ساتھ زیارت نبوی ﷺ کیلئے یمن سے روانہ ہوئے۔ ابن سعد رحمہ اللہ نے یقین کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ یہی وہ خوش نصیب اور آخری وفد ہے جسے آپ ﷺ کی خدمت میں باریابی نصیب ہوئی تھی اور اس کے بعد کوئی وفد نہیں آیا۔ جب اس وفد کے افراد نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی سعادت حاصل کی تو حضرت زُرارہ بن عمرو النخعی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنا یہ خواب بیان کیا:

" یَارَسُوْلَ اللهِ اِنِّیْ رَأَیْتُ فِیْ طَرِیْقِیْ رُؤْیًا هَالَتْنِیْ قَالَ : " وَمَا هِیَ " ؟ قَالَ رَأَیْتُ اَتَانًا خَلَّفْتُهَافِیْ اَهْلِیْ قَدْوَلَدَتْ اَسْفَعَ اَحْوٰی ، وَرَأَیْتُ نَارًا خَرَجَتْ مِنَ الْاَرْضِ فَحَالَتْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اِبْنٍ لِیْ یُقَالُ لَهٗ عَمْرٌو وَهِیَ تَقُوْلُ لَظٰی لَظٰی بَصِیْرٌ وَّاَعْمٰی ، فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ " اَخَلَفْتَ فِیْ اَهْلِکَ اَمَةً مُسِرَّةً حَمْلًا " ؟ قَالَ : نَعَمْ . قَالَ " فَاِنَّهَا قَدْ وَلَدَتْ غُلَامًاوَهُوَ اِبْنُکَ " قَالَ فَاَنّٰی لَهٗ اَسْفَعَ اَحْوٰی ؟

Marfat.com

قَالَ : اُدْنُ مِنِّیْ " فَقَالَ : أَبِکَ بَرَصٌ تَکْتُمُهُ " ؟ قَالَ : وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَاعَلِمَهُ اَحَدٌ قَبْلَکَ ، قَالَ : " فَهُوَ ذَاکَ ، وَأَمَّا النَّارُ فَإِنَّهَا فِتْنَةٌ تَکُوْنُ بَعْدِیْ " قَالَ : وَمَاالْفِتْنَةُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : یَقْتُلُ النَّاسُ اِمَامَهُمْ وَیَشْتَجِرُوْنَ اِشْتِجَارَ أَطْبَاقِ الرَّأْسِ ، وَخَالَفَ بَیْنَ أَصَابِعِهِ ، دَمُ الْمُؤْ مِنِ عِنْدَ الْمُؤْمِنِ أَحْلَی مِنَ الْمَاءِ ، یَحْسَبُ الْمُسِیُٔ أَنَّهُ مُحْسِنٌ ، اِنْ مِتَّ أَدْرَکْتَ ابْنَکَ ، وَاِنْ مَاتَ ابْنُکَ أَدْرَکْتَکَ " قَالَ : فَادْعُ اللّٰهَ لَاتُدْرِکُنِیْ فَدَعَالَهُ "

أسد الغابة فی معرفة الصّحابة : ترجمة ، زرارة بن عمرو / زرارة بن قیس النخعی.

"یارسول اللہ! میں نے دوران سفر ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کیا خواب ہے بیان کرو، تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ گھر سے رخصت کے وقت میں ایک گدھی چھوڑ آیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس نے سرخی مائل سیاہ رنگ ایک سالہ بکری کا بچہ جنم دیا ہے، اس کے بعد میں نے دیکھا کہ زمین سے ایک آگ نکلی ہے جو میرے بیٹے عمرو اور میرے درمیان حائل ہوگئی ہے نیز اس آگ سے یہ آواز بھی آرہی ہے کہ میں میرا شعلہ ہر بینا و نابینا دونوں کو جلا ڈالے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زرارہ سے فرمایا: کیا تو اپنے گھر میں ایک خوش اخلاق حمل والی لونڈی نہیں چھوڑ آیا تھا؟ عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہ! یہی بات ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا ہے اور وہ تیرا ہی ہے۔ عرض کیا: یارسول اللہ پھر وہ بچہ سیاہ رنگ سرخی مائل کیوں پیدا ہوا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذرا میرے قریب ہو جاؤ، تو زرارہ آپ ﷺ کے قریب ہوگئے تو آپ نے آہستہ سے فرمایا کہ کیا تمہارے جسم پر برص کا داغ ہے جسے تم لوگوں سے چھپاتے ہو؟

زرارہ نے عرض کیا: اللہ کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آج سے پہلے کسی کو یہ بات معلوم نہیں ہوسکی اور یہ بالکل سچ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیری لونڈی کے چتکبرا بچہ پیدا ہونا اسی برص کے داغ کے باعث ہے۔ پھر فرمایا: جو تم نے آگ دیکھی ہے وہ ایک ایسا فتنہ ہے جو میرے بعد ظاہر ہوگا۔ زرارہ نے عرض کیا: یارسول اللہ وہ کونسا ایسا فتنہ ہے جو آپ کے بعد ظہور پذیر ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ اپنے امام کو قتل کر دیں گے، ان کے سردار آپس میں لڑیں گے ان کی انگلیوں کے درمیان ایک مومن کا خون ایسے بہے گا جیسے کہ وہ پانی سے زیادہ ارزاں ہو یہاں تک کہ گنہگار اپنے آپ کو نیک اور پارسا تصور کرنے لگے گا۔ اے زرارہ! اگر اس فتنے کے ظہور سے پہلے تمہارا بیٹا فوت ہوگیا تو تم اس فتنے کو دیکھو گے اور اگر تمہاری موت ہوگئی تو تمہارا بیٹا ضرور اس فتنے سے دوچار ہوگا۔ زرارہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ میرے حق میں دعا فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس فتنے سے محفوظ رکھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

Marfat.com

01: گدھی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر ایسی عورت ہے جو شوہر کے ساتھ کاروبار میں مددگار، انتہائی مفید اور اولاد والی ثابت ہوتی ہے۔

لفظ "اَلْأَتَانُ" بمعنی گدھی "اِیْتَانٌ" سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں ہمیشہ فائدہ مند۔

كتاب الحيوان الكبرى للدميري رحمه الله تعالىٰ "الاتان"

لہٰذا اگر کوئی شخص نکاح کی نیت سے کسی خاتون کے بارے میں استخارہ کرے اور خواب میں گدھی دیکھے تو اس کا جواب مثبت ہے کہ ایسی عورت زندگی کے نشیب وفراز میں مددگار اور بہترین ساتھی ثابت ہوگی۔ اور اسی طرح اگر عورت نے استخارے کے جواب میں گدھا دیکھا تو بھی جواب مثبت ہے کہ اس سے مراد محنتی اور بابرکت شوہر ہے۔

02: اس واقعہ میں ہمارے لیے دوسرا سبق یہ ہے کہ جاہلی عرب معاشرے میں لونڈیاں ویسے ہی مقہور ومظلوم چلی آ رہی تھیں پھر حضرت زُرارہ رضی اللہ عنہ کی لونڈی نے دورنگا اور چتکبرا بچہ جنا تھا شاید اللہ کریم نے اس لونڈی کی پاکدامنی کی وجہ سے حضرت زُرارہ رضی اللہ عنہ پر خواب کے ذریعہ اس کا حال ظاہر فرما دیا تا کہ رسول اللہ ﷺ اس کی پاکدامنی ظاہر فرما دیں ورنہ ممکن ہے حضرت زُرارہ رضی اللہ عنہ اپنے عیب پر غور کیے بغیر واپسی پہ اس کی کھال اتار دیتے۔ اس طرح کی صورت میں صرف عورت کو مورد الزام ٹھہرانے کے بجائے اس کے دیگر اسباب پر بھی غور کرنا چاہیے کیونکہ اس طرح کے بچے بسا اوقات کسی خاندانی مرض یا والدین کی بے احتیاطی کا نتیجہ بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ اسی کتاب میں "مخنث اور معذور اولاد پیدا ہونے کا سبب" کے تحت بعض آحادیث و آثار گزر چکے ہیں۔

حضرت حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الاصابة في تميز الصحابة" اور ابن الاثير الجزری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "اسد الغابة في معرفة الصحابة" میں وضاحت سے لکھا ہے کہ حدیث شریف میں جس فتنے کا ذکر ہے اس سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج ہے جس کے نتیجے میں امام برحق کی شہادت کا سانحہ پیش آیا تھا۔

حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ اس فتنے کے ظہور سے پہلے وفات پا گئے تھے مگر آپ کا بیٹا عمرو بن زُرارہ، اولین بدنصیب ہے جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت اختیار کی اور آپ کی شہادت کے بعد کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ کے ساتھ مل گیا تھا۔

حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ اگر اپنے ساتھ ساتھ بیٹے کے حق میں بھی دعائے خیر کی درخواست کرتے تو رحمت کے دروازے کھلے تھے مگر تقدیر کے فیصلے ہمیشہ صادر ہو کر رہتے ہیں۔

Marfat.com

چتکبرے بچے کی پیدائش

حضرت خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ''تاریخ بغداد'' میں ایک واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ:

''حضرت علی بن نصر بن احمد بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ہمارے پڑوس میں ایک ترکی غلام رہتا تھا جس کے ساتھ ہمارے گھریلو مراسم تھے لہٰذا میں نے ایک نیک سیرت لڑکی دیکھ کر اس کے ساتھ اس غلام کا نکاح کرا دیا۔ پھر دو سال بعد اچانک ایک روز وہ لڑکا پریشانی کی حالت میں میرے پاس آیا اور عرض کیا کہ حضرت آپ نے جس لڑکی سے میرا نکاح کرایا تھا اس نے ایک لڑکا جنم دیا ہے لیکن میری شکایت ہے کہ جب سے بچے کی پیدائش ہوئی ہے اس کی ماں مجھے دیکھنے نہیں دیتی۔

میں آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ میری ساس سے میری سفارش کر دیں تاکہ وہ ماں بیٹی مجھے میرا بیٹا دیکھنے کی اجازت دے دیں تاکہ مجھے سکون حاصل ہو۔ حضرت علی بن نصر رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب اس لڑکے کی ساس سے بات کی تو اس نے پردے کے پیچھے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ حضرت اصل بات یہ ہے کہ بچہ چتکبرا پیدا ہوا ہے جس کا رنگ سر سے ناف تک تو سفید ہے باقی سارا سیاہ رنگ کا ہے لہٰذا ہم شرمندگی کی وجہ سے اس کے باپ کو نہیں دکھا رہیں۔

اب بچے کے باپ نے جب یہ بات سنی تو خوشی سے پاگلوں کی طرح چیخنا چلانا شروع کر دیا کہ ہائے میرا بیٹا! میرا بیٹا! پھر اس نے حضرت کو بتایا کہ اس کے دادا کا رنگ بھی بالکل اسی طرح کا تھا لہٰذا اسے کوئی پریشانی یا بیوی کے بارے میں غلط فہمی نہیں ہے۔ جب اس کی بیوی نے یہ بات سنی تو اس کی پریشانی بھی دور ہو گئی اور بیٹا باپ کی گود میں ڈال دیا۔''

کتاب الحیوان الکبری للدمیری رحمہ اللہ تعالیٰ : الانسان :

عورت کی بے احتیاطی پر صبر

عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي امْرَأَةً أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّهَا لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ ، قَالَ " غَرِّبْهَا " قَالَ أَخَافُ أَنْ تَتْبَعَهَا نَفْسِي ، قَالَ " فَاسْتَمْتِعْ بِهَا "

أخرجه ابو داؤد فی سننه : کتاب النکاح باب النهی عن تزویج من لم یلد من النساء .

ترجمہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری بیوی مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے مگر مسئلہ یہ ہے کہ وہ کسی چھونے والے ہاتھ کو نہیں روکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اسے اپنے سے علیحدہ کر دو؟'' ان صاحب نے عرض کیا کہ ایسا کرنے کے بعد میں اس کے بغیر نہیں رہ پاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر برداشت کرتے ہوئے اس سے

Marfat.com

فائدہ اٹھاتے رہو۔"

اس مختصر حدیث شریف میں بعض فقہی اور علمی مباحث ہیں جن کی تلخیص کیے بغیر اصل مسئلہ نہیں سمجھا جا سکتا لہٰذا میں ذیل کی سطور میں سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ جن صاحب نے بارگاہ رسالت میں اپنی بیوی کی شکایت کی ہے انہوں نے کہا ہے کہ" وَاِنَّهَا لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ "کہ میری بیوی کی کمزوری یہ ہے کہ کسی بھی چھونے والے کے ہاتھ کو نہیں روکتی۔

اَللَّمْسُ : اِدْرَاكٌ بِظَاهِرِ الْبَشْرَةِ ، كَالْمَسِّ وَيُعَبَّرُ بِهِ عَنِ الطَّلَبِ .

لمس :کے معنی ہیں جلد کے ظاہری حصے تک پہنچنا۔ یعنی چھونا اور طلب کرن۔

لَمَسَ يَلْمُسُ . لَمْسًا (نَصَرَ يَنْصُرُ) لَمَسَ يَلْمِسُ . لَمْسًا (ضَرَبَ يَضْرِبُ) دونوں کا مصدر " لَمْسٌ " ہے جس کے معنی ہیں چھونا، طلب کرنا اور " لَمَسَ الْمَرْأَةَ "عورت کی طرف نسبت سے اس میں نکاح اور جماع کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جس سے حدیث شریف" لَامِسٍ " چھونے والا یعنی فاعل کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اور دونوں اوزان (نَصَرَ يَنْصُرُ) اور (ضَرَبَ يَضْرِبُ) کے معنی میں یکطرفہ چھونا مراد ہے دوطرفہ نہیں۔

لہٰذا حدیث شریف میں جس چھونے کا ذکر ہے اگر اس سے یہی ظاہری مفہوم مراد لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ میری بیوی کو اگر کوئی چھو جائے تو وہ اس کا برا نہیں منائے گی۔ جبکہ دونوں طرف سے چھونے کے معنی پیدا ہوتے ہیں باب (مفاعله) کے وزن پر " لَامَسَ يُلَامِسُ مُلَامَسَةً " (مُفَاعَلَةٌ) کے معنی ہیں ایک دوسرے کو چھونا۔ قرآن کریم اور حدیث شریف میں یہ لفظ صرف چھونے اور کنایہ کے طور پر جماع کیلئے دونوں طرح استعمال ہوا ہے۔ مثال کے طور پر: رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت تک جنات اور شیاطین آسمان دنیا کے قریب تک چلے جاتے تھے جہاں سے کچھ خبریں لا کر کاہنوں کو بتاتے تھے جن کے ذریعہ کاہن لوگوں کو گمراہ کرتے تھے لیکن آپ ﷺ کی بعثت کے وقت ان پر پابندی عاید کر دی گئی لہٰذا انہوں نے جن الفاظ میں اپنی ناکامی و نامرادی کو بیان کیا ہے، اسے قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:" وَ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا "

۷۲ الجن ۸

اور ہم نے اب کی بار آسمان کو قریب سے چھو کر اور ٹٹول کر دیکھا تو اسے سخت پہرہ داروں اور سخت شعلوں سے بھرا پایا۔

اس آیت شریف میں (نَصَرَ يَنْصُرُ) اور (ضَرَبَ يَضْرِبُ) کے وزن پر" لَمَس "مطلق چھونے کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور اس میں جنات کے چھونے کی بات ہے نہ کہ آسمان کا جنات کو چھونا۔ دوسری جگہ قرآن کریم میں باب (مفاعلة) کے وزن پر جماع اور باہم چھونے کے معنی میں ہے:

Marfat.com

...... اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا ... () ۴ النساء ۴۳ / ۵ المائدہ ۶: یا اگر تم اپنی عورتوں سے مباشرت کر چکے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کر لو۔

اس تفصیل کے بعد عرض یہ ہے کہ بعض حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ نے حدیث شریف میں واقعہ سے یہ مفہوم مراد لیا ہے کہ جن صاحب نے بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں اپنی بیوی کی شکایت کی تھی تو ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میری بیوی بدچلن ہے۔ چنانچہ سنن نسائی میں یہ حدیث شریف '' باب تزويج الزانية - زانیہ سے نکاح کے بارے میں: کے عنوان کے تحت اور مکہ مکرمہ کی بدچلن مشرکہ عنـاق والے واقعہ کے بعد روایت کی گئی ہے۔ جس کی تفصیل '' بدچلن عورت سے نکاح '' کے عنوان کے تحت گزر چکی ہے۔ لہٰذا، اس حدیث شریف کی شرح میں علمائے سلف رحمہ اللہ تعالیٰ سے کئی اقوال منقول ہیں۔ جن میں سے ایک قول جسے حضرت امام ابوالحسن نور الدین محمد بن عبدالهادی التتوی المدنی السندی المتوفی ۱۱۳۸ھ رحمہ اللہ تعالیٰ نے سنن نسائی میں اس حدیث شریف کی شرح میں نقل فرمایا ہے: سے اتفاق کرتے ہوئے یہ بندۂ ناچیز بہت اطمینان محسوس کرتا ہے اور وہ یہ ہے:

'' اَلْأَقْرَبُ أَنَّ الزَّوْجَ عَلِمَ مِنْهَا أَنَّ أَحَدًا لَوْأَرَادَ مِنْهَا السُّوْءَ لَمَا كَانَتْ هِيَ تَرُدُّهُ ، لَا أَنَّهُ تَحَقَّقَ وُقُوْعُ ذَالِكَ مِنْهَا بَلْ ظَهَرَلَهُ ذَالِكَ بِقَرَائِنَ فَأَرْشَدَهُ الشَّارِعُ إِلَى مُفَارَقَتِهَا اِحْتِيَاطًا فَلَمَّا عَلِمَ أَنَّهُ لَا يَقْدِرُ عَلَى فِرَاقِهَا لِمُحَبَّتِهِ لَهَا وَأَنَّهُ لَا يَصْبِرُ عَلَى ذَالِكَ رَخَّصَ لَهُ فِيْ إِثْبَاتِهَا ، لِأَنَّ مُحَبَّتَهُ لَهَا مُحَقَّقَةٌ وَوُقُوْعُ الْفَاحِشَةِ مِنْهَا مُتَوَهَّمٌ ''

حدیث شریف کا قریب ترین مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ عورت کی کسی بے احتیاطی اور قرائن کے باعث ان صاحب نے ایسا سوچ لیا تھا کہ اگر کسی نے ان کی بیوی کو بدنیتی سے چھوا تو یہ انکار نہیں کرے گی یا برا نہیں منائے گی نہ کہ درحقیقت کوئی ایسا واقعہ پیش آ چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ بات ہے تو تم اسے فارغ کر دو لیکن جب آپ کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ شخص بیوی سے بے پناہ محبت کی وجہ سے اس کے بغیر نہیں رہ پائے گا تو آپ نے اسے رخصت عطا فرمائی کہ اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بجائے اپنے ساتھ رکھے۔ اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ بیوی کے کردار پر شک کرنا اس کا وہم تھا جس کے مقابلے میں محبت سچی اور یقینی تھی۔

اس صورت حال کو ایک مثال کے ذریعے سمجھنا آسان ہے اور وہ یہ کہ ایک شاگرد اچانک اپنے استاد کے پاس آ کر اپنی پریشانی اس طرح بیان کرتا ہے: استاد جی مجھے اپنی بیوی جو ساری دنیا سے بڑھ کر پیاری ہے۔ اس کے بارے میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ کوئی گناہ کر بیٹھے گی۔ استاد یہ سن کر شاگرد کے حالات پر غور کر کے اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ میرا یہ شاگرد جو اپنی بیوی سے اس قدر محبت کرتا ہے تو ان دونوں کا محبت کے ساتھ مثالی زندگی گزارنا دراصل شیطان ملعون کو

Marfat.com

ناگوار گزرا ہے۔ لہٰذا اس نے اِس کے دل میں بیوی کیلئے نفرت کا ایسا بیج بو دیا ہے جس سے اس کی محبت متزلزل ہوتی جا رہی ہے۔ جس کے بعد استاد اپنے شاگرد کے اندر کے انسان اور محبت کو دوبارہ زندہ کرنے کیلئے ایک حکمت کے تحت کہتا ہے۔ بھئی اگر تم سمجھتے ہو کہ تمہاری بیوی جس نے آج تک تمہارے ساتھ کوئی دھوکہ نہیں کیا لیکن آئندہ کل کر دے گی تو تم اسے چھوڑ دو؟ اب شاگرد کو اس بیوی کے بغیر اپنی دنیا اندھیر لگتی ہے اور اس کی محبت پھر سے تازہ ہو جاتی ہے۔ تو استاد کہتا ہے کہ پھر جو کام اب تک ہوا نہیں اس پر سوچنے اور پریشان ہونے کے بجائے اب تم کل کے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے گھر جاؤ اور خوش خوش زندگی گزارو۔

اس طرح کی صورت حال ہمارے مدارس میں اس وقت پیش آتی ہے کہ جب کوئی ہونہار شاگرد کسی عارضے کے باعث اچانک سست پڑ جاتا ہے تو اس کے اندر کے طالبعلم کو بیدار کرنے کیلئے استاد کہتا ہے: مجھے محسوس ہوتا ہے کہ تم پڑھنا نہیں چاہتے ہو۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ وقت ضائع کیے بغیر گھر واپس جا کر مزدوری یا زمینداری شروع کر دو کیونکہ: "دَعَا یَدْعُوْا دے نٹھے اسیں ہل وہندے ڈٹھے" اور مشفق استاذ کا یہ جملہ ایک مہمیز کا کام کرتے ہوئے میرے جیسے سست طالبعلم کے اندر ایک نئی روح پھونک دیتا ہے جس کے بعد وہ پھر سے تازہ دم ہو جاتا ہے۔

کچھ اسی طرح کا معاملہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوا ہے۔ آپ ﷺ انتہائی حکمت سے اپنے شاگرد کی ازدواجی زندگی بچانے کیلئے یہ کامیاب طریقہ اختیار فرماتے ہیں۔

کیونکہ اگر عورت درحقیقت بدچلن ہوتی اور رسول اللہ ﷺ اپنے شاگرد کو اسے فارغ کرنے کا حکم دے چکے ہوتے تو آپ ﷺ کے اشارے پہ اپنی جانیں قربان کرنے کے منتظر رہنے والے جاں نثار کیلئے بیوی چھوڑنا کونسی بڑی بات تھی جبکہ آپ ﷺ کی حکم عدولی ہی سب سے بڑا کفر ہے۔

" دَعَا یَدْعُوْا دُعَآءً فَهُوَ دَاعٍ . وَدُعِیَ یُدْعٰی دُعَآءً فَذَاکَ مَدْعُوٌّ "

علم صرف کے ابواب الناقص میں صرف صغیر فعل ثلاثی مجرد ناقص واوی۔ ایک مشکل ترین باب اور عربی مدارس میں ضرب المثل ہے کہ جو طالب علم اسے یاد کرنے کے بجائے مشکل سمجھ کر بھاگ گیا تو وہ علم سے محروم رہ جانے کے بعد ہل جوت کر زمینداری تو کر سکتا ہے مگر کوئی علمی کام نہیں کر سکتا۔

اس واقعہ سے جو سبق ہمیں ملتا ہے وہ یہ ہے کہ شوہر کا بیوی کو اس قدر چاہنا اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمتوں میں سے ہے جو شیطان کو قطعاً گوارہ نہیں لہٰذا نہ صرف شوہر بلکہ بیوی کو بھی احتیاط لازم ہے کہ وہ شیطان کو ایسا موقعہ نہ دے کہ وہ چندروز میں ان کے گھر کو جہنم بنادے۔

اور اللہ نہ کرے کبھی اس طرح کی کوئی صورت پیش آجائے تو مشورے کیلئے کسی بزرگ، دیندار اور معاملہ فہم

Marfat.com

شخصیت کی طرف رجوع کرنا چاہیے نہ کہ اپنے جیسے کم عقل کی طرف۔ بزرگ لوگ اسی لیے فرماتے ہیں کہ ہر انسان کو کسی نہ کسی جید عالم کے ساتھ منسلک رہنا چاہیے جو دین کی روشنی میں راہ نمائی کرتا رہے۔

چھاؤں گھنی ہوتی ہے بوڑھے برگد کی

بوڑھا انسان ایک ادارہ ہوتا ہے

ابراہیم اشک

میت کو تہمت لگانا

شیخ ابن العربی نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف '' ألفتوحات المکیة '' میں ایک عبرتناک واقعہ اس طرح نقل کیا ہے: ''ایک خاتون کی موت کے بعد اسے غسل دینے کیلئے ایک خاتون کو بلایا گیا۔ اس عورت نے میت کے کپڑے اتار کر اسے غسل کی جگہ رکھتے ہوئے اور اپنا ہاتھ لہرا کر میت کی شرم گاہ پر مارتے ہوئے کہا: '' قَبَّحَکَ اللّٰہُ مِنْ فَرْجٍ مَا أَزْنَاکِ '' اللہ تعالیٰ برا کرے تیرے جیسی فرج (شرم گاہ) کا تو کتنی بڑی زنا کار ہے! غسل دینے والی عورت کا یہ کہنا تھا کہ اس کا ہاتھ میت کی شرم گاہ کے ساتھ ایسے چپک کر رہ گیا کہ باوجود کوشش اور مشقت کے علیحدہ نہیں ہو رہا تھا۔ جس کے بعد لواحقین نے وقت کے فقہائے کرام کو بلا کر جب ان کے سامنے تفصیل رکھی تو بعض نے کہا کہ اس غسل دینے والی عورت کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور میت کے ساتھ جانے دیا جائے۔ مگر بعض حضرات کی رائے تھی کہ زندہ عورت کے ہاتھ کی بجائے میت کی شرم گا کا وہ حصہ کاٹ کر عورت کو آزاد کرایا جائے جہاں ہاتھ چپکا ہوا ہے۔ مگر بعض علمائے کرام نے کہا کہ میت کو بھی زندہ کی طرح تکلیف پہنچتی ہے۔ علما کے درمیان اختلاف رائے کی وجہ سے جب کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تو کچھ وقت تک معاملے کو اسی حالت میں چھوڑ دیا گیا۔

ان دنوں حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی عمر اٹھارہ برس تھی۔ ایک دن جب وہ اپنے ہم عمر دوستوں کے ساتھ کھیل رہے تھے انہیں واقعہ کی اطلاع ملی تو سیدھے میت کے گھر چلے گئے۔ جہاں بہت سارے پریشان حال لوگ جمع تھے۔ انہوں نے آپ کے سوال کے جواب میں جب ساری تفصیل اور مشکل عرض کی تو آپ نے فرمایا: اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ اس غسل دینے والی عورت کو اسی کوڑے لگائے جائیں۔ جس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ میت سے علیحدہ ہو جائے گا۔ جب لوگوں نے اس عورت کو اسی کوڑے مارے تو اس کا ہاتھ علیحدہ ہو گیا۔ جب حضرت امام سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: کیونکہ فوت ہونے والی خاتون پاکدامن تھی۔ جس کی موت کے بعد غسل دینے والی نے اس پر زنا کی جھوٹی تہمت لگائی ہے جو اللہ تعالیٰ کی غیرت برداشت نہ کر سکی۔ قرآن کا حکم یہ ہے کہ: '' وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ '' ۲۴ :

Marfat.com

نور: ۴: جولوگ پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں۔ پھر چار گواہ نہ پیش کرسکیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ۔ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ یہ فاسق لوگ ہیں۔ اب جبکہ تہمت لگانے والی کو اس کے قصور کی سزا مل چکی ہے تو اس کا ہاتھ خود بخود علیحدہ ہوگیا ہے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی اولین فتویٰ ہے اور اسی روز سے فقیہ کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔''

ابتلاء الأخيار بالنساء الأشرار: المؤلف: الشيخ اسماعيل بن نصربن عبدالمحسن السلاجي المعروف ب -ابن القطعة: قصص متفرقة في الحيل: ص. ۳۴۳ :ط: دارالجيل بيروت.

قرآن کریم کی یہ آیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ روسیاہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کتنے مغضوب و مردود ہیں۔

اس واقعہ کا عبرتناک پہلو یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کیلئے کسی شریف النفس مرد اور عورت کا انتظام کرنا چاہیے بالخصوص عورتوں کا معاملہ بہت حساس ہوتا ہے۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ میت کی قریبی اور ہمدرد خاتون کو یہ خدمت سونپی جائے۔

چغل خور کی نحوست

ایک آدمی نے غلام فروخت ہوتے دیکھا جس کا مالک کہہ رہا تھا کہ اس میں چغل خوری کے سوا کوئی بری عادت نہیں۔ خریدار نے اس عادت کو معمولی تصور کرتے ہوئے غلام خرید کر گھر لے آیا۔ چند دن گزرنے کے بعد غلام نے اپنے آقا کی بیوی سے کہا کہ آپ کو شائد علم نہیں کہ میرا آقا ایک نئی نویلی دلہن لا رہا ہے کیونکہ اب اس کو آپ سے وہ پہلی سی محبت نہیں رہی۔ لیکن میرے پاس اس معاملے کو ٹالنے کا ایک طریقہ ہے اگر کرسکو تو آقا کے دل میں آپ کیلئے پھر سے جگہ پیدا ہوسکتی ہے اور وہ یہ کہ ایک استرا تیار رکھو آج رات جب مالک سو جائے تو اس کے حلق سے ڈاڑھی کے بال مونڈ کر اپنے پاس رکھ لو۔

عورت نے ہامی بھرے بغیر ہی جب دل ہی دل میں پختہ ارادہ کرلیا تو غلام بھی بھانپ گیا کہ اب یہ اسی طرح کرگزرے گی چنانچہ فوراً اپنے مالک کے پاس پہنچا اور عرض کیا کہ اے میرے آقا آپ کی بیوی کا دل کسی اور کی طرف مائل ہوگیا ہے لہٰذا وہ آپ سے چھٹکارا پاکر کسی اور کی ہوجانا چاہتی ہے۔ اگر آپ میری بات کی تصدیق کرنا چاہیں تو آج رات گہری نیند سونے کے بجائے آنکھیں مونڈ کر لیٹ جائیں اور بیوی کا انتظار کریں کہ وہ کیا کرتی ہے؟

میر کیا سادے ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

میر تقی میر

ادھر بیوی خاوند کے سونے کی منتظر تھی جب اسے اس کے سونے کا یقین ہو گیا تو استرا لے کر جیسی ہی اس کے قریب پہنچی تو شوہر کو اس کے ہاتھ میں استراد یکھتے ہی غلام کی کذب بیانی کا یقین ہو گیا۔ اس نے جھپٹ کر بیوی کے ہاتھ سے استرا چھینتے ہوئے اسی کے گلے پر پھیر دیا۔ جب بیوی کے رشتہ داروں کو اسکی اطلاع ملی تو وہ ایک بے گناہ کی لاش دیکھ کر اشتعال میں آگئے اور انہوں نے شوہر کو وہیں ذبح کر ڈالا۔

الکبائر-للذھبی رحمہ اللہ تعالیٰ

میں اس کا دوست ہوں وہ اعتراف کرتا تھا
مگر وہ باتیں بھی میرے خلاف کرتا تھا

قتیل شفائی

میاں بیوی کے درمیان نفرت اور دراڑ پیدا کرنا شیطان اور اس کی ذریت کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ اسی لیے اللہ کریم نے زوجین کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔ کامیاب ازدواجی زندگی کیلئے ضروری ہے کہ جسم اور لباس کے درمیان فاصلہ نہ پیدا ہونے دیا جائے۔ نیز اس قسم کے نتائج سے بچنے کیلئے دست بہ دعا بھی رہنا چاہیے۔

لوگ چاہیں بھی تو ہم کو نہ جدا کر پائیں
یوں مری ذات تری ذات میں ضم ہو

رحمان فارس

میاں بیوی کی چار قسمیں

دین کے طالب علم کی حیثیت اور اب تک کے مطالعہ سے جو نتیجہ میں نے اخذ کیا ہے اس کے مطابق انسانی برادری کے اوّلین میاں بیوی حضرات آدم و حوّاء علیہما السلام سے قیامت کے قائم ہونے تک حالات و احکامات اور انجام کے اعتبار سے اس دنیا میں جتنے بھی میاں بیوی ہوں گے انہیں صرف چار قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ جس کے بعد ہر قسم کے اپنے حالات و احکامات اور مسائل ہیں جن کی بنیاد پر انجام اور نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ لہٰذا جہاں اور جس گھر میں بھی میاں بیوی کے درمیان ناچاکی پائی جاتی ہے۔ اگر وہ ان چار اقسام کے چارٹ کو سامنے رکھ کر بیٹھ جائیں اور خود اپنا محاسبہ کرتے ہوئے ان چار خانوں میں سے اپنے آپ کو کسی ایک میں رکھ لیں تو یقیناً قرآنِ کریم نجات کی راہ دکھادے گا۔ جس پر چل کر دنیا و آخرت میں کامیابی کے ساتھ ساتھ نہ صرف ازدواجی زندگی پُر لطف و پُر کیف بن سکتی ہے بلکہ بچوں کا مستقبل بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔ جو لوگ بنیادی شرعی احکامات و تعلیمات سے ہٹ کر طاقت یا پیسے کے

Marfat.com

بل بوتے پر اس پاکیزہ رشتے کے خوشگوار و مثبت نتائج کی توقع رکھتے ہیں وہ فطرت کے خلاف جنگ کرتے ہیں جس میں آج تک کوئی نہیں جیتا۔ جبکہ اس باب میں طاقت کا استعمال فرعون کا طریقہ ہے اور اخلاقِ حسنہ، نرمی و درگزر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ اس تمہید کے بعد اب ہم زوجین کی چار قسمیں اور ان کے احکامات بیان کرتے ہیں۔

01: پہلی مثال

قرآن کریم کی روشنی میں پہلی یہ ہے کہ میاں بیوی دونوں ہوں تو نیک مگر وقتی طور پر آزمائش میں مبتلا ہو جائیں اس ضمن میں دنیا کے پانچ عظیم جوڑوں کی مثالیں موجود ہیں۔

اس سلسلے میں پہلی مثال ہے: انسانیت کے مورث اعلیٰ حضرت آدم وحوّاء علیہما السلام کی جس کی تفصیل گزر چکی ہے اور مختصر یہ کہ: '' وَ قُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ وَکُلَا مِنْھَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ○ فَاَزَلَّھُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْھَا فَاَخْرَجَھُمَا مِمَّا کَانَا فِیْہِ ط وَقُلْنَا اھْبِطُوْا بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ ○ فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ ط اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○

البقرة ۳۵، ۳۶/ ۳۷.

پھر ہم نے آدم سے کہا تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں رہو جس طرح چاہو کھاؤ پیو، امن چین کی زندگی بسر کرو مگر دیکھو وہ جو ایک درخت ہے تو کبھی اس کے پاس بھی نہ پھٹکنا اگر تم اس کے پاس گئے تو حد سے تجاوز کر بیٹھو گے۔ پھر ایسے ہوا کہ شیطان کی وسوسہ اندازی نے ان دونوں کے قدم ڈگمگا دیئے اور انہیں اس حالت سے نکلوا کر چھوڑا جس میں وہ تھے۔ تب ہم نے کہا کہ اب تم سب یہاں سے اتر جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہیں ایک خاص وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور وہیں زندگی بسر کرنا ہے۔ اس وقت آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ کر توبہ کی جس کو اس کے رب نے قبول کر لیا کیونکہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس وقت جب کہ سب ملائکہ کے سجدہ کرنے کے باوجود ابلیس نے آدم کی برتری ماننے سے انکار کر دیا تو حضرت آدم کو ابلیس کی طرف سے خبردار کرتے ہوئے فرما دیا تھا: '' فَقُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اِنَّ ھٰذَا عَدُوٌّ لَّکَ وَلِزَوْجِکَ فَلَا یُخْرِجَنَّکُمَا مِنَ الْجَنَّۃِ فَتَشْقٰی ○ اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْھَا وَلَا تَعْرٰی ○ وَاَنَّکَ لَا تَظْمَؤُ فِیْھَا وَلَا تَضْحٰی ○

طٰہٰ ۱۱۷ - ۱۱۹

پس ہم نے کہا: اے آدم! خبردار رہنا کہ یہ ابلیس تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے ایسا نہ ہو یہ تمہیں جنت سے

Marfat.com

نکال کے رہے اور تم دونوں محنت میں پڑ جاؤ، تمہارے لیے اب تو ایسی زندگی ہے کہ نہ تو یہاں بھوکے رہتے ہو اور نہ ہی برہنہ نہ تمہارے لیے پیاس کی جلن اور نہ سورج کی تپش۔

پس یہی آدم کا سکون اور احترام شیطان کو کھٹکنے لگا تو اس نے سازش کا جال بُننا شروع کر دیا اور ہوا یوں کہ:

''فَوَسْوَسَ اِلَیْهِ الشَّیْطٰنُ قَالَ یٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْکٍ لَّا یَبْلٰی () فَاَکَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی () ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَیْهِ وَهَدٰی () طٰهٰ ۱۲۰-۱۲۲

پھر شیطان نے آدم کو وسوسہ میں ڈالا اس نے کہا اے آدم میں تجھے ہمیشگی کے درخت کا پتہ بتا دوں؟ اور ایسی بادشاہی کہ پھر کبھی زائل ہی نہ ہو چنانچہ دونوں میاں بیوی نے اس درخت کا پھل کھا لیا اور دونوں کے ستر، ان پر کھل گئے تب ان کی حالت ایسی ہوگئی کی جنت کے درختوں سے پتے توڑ توڑ کر ان سے اپنا ستر ڈھانپنے لگے۔ الغرض حکم عدولی ہو گئی آدم سے اپنے رب کی سووہ بامراد نہ ہوا۔ لیکن پھر اس کے رب نے اسے اپنی رحمت کیلئے چن لیا عفو و درگزر سے توجہ فرمائی اور ہدایت بخشی۔

چونکہ جنت سے اترنے کے بعد بعض ضعیف روایات کے مطابق دونوں علیحدہ علیحدہ اتارے گئے تھے۔ حضرت آدم ہندوستان کی کسی جگہ اور حضرت حَوَّاء جدہ کے مقام پر۔ اپنی اپنی جگہ دونوں شیطان کی دشمنی کا تجربہ ہونے پر جب اللہ کی طرف متوجہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ دعا یہ کلمات سکھلا دیئے اور دونوں بارگاہ رحمت میں اس طرح دعاء کرنے لگے:'' رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ''
الاعراف ۲۳

اے ہمارے پروردگار! بیشک ہم اپنی ہی جانوں پر ظلم کر بیٹھے ہیں اگر آپ نے معاف فرما کر اپنے دامن رحمت میں پناہ نہ دی تو ہم خسارہ پانے والوں میں شامل ہو جائیں گے۔

تب ایک عرصہ بعد مقام عرفات میں جبل رحمت پر اللہ تعالیٰ نے انہیں آپس میں ملا دیا۔ اسی مناسبت سے یہ جگہ عرفات کہلائی کہ بچھڑنے کے بعد پھر ملے تعارف ہوا۔ اور اسی لیے قیامت تک اولاد آدم کو حکم ہے کہ کم از کم زندگی میں ایک بار وہاں پہنچ کر ضرور اللہ سے مغفرت طلب کیا کریں۔

مفسرین کرام نے یہاں کچھ واقعات روایت کئے ہیں کہ دراصل درخت سے کھانے میں تو دونوں میاں بیوی ایک ساتھ تھے لیکن جواب طلبی ہوئی تو صرف حضرت آدم علیہ السلام کی اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ دراصل مجھے حواء نے طمع دلایا تھا۔

تفسیر الطبری : الاعراف ۲۲.

Marfat.com

یہ روایات اگر چہ کمزور ہیں لیکن بعید نہیں کہ مائی صاحبہ ہی پہلے اس کے جال میں پھنسی ہوں اور پھر حضرت آدم کا وسوسہ میں آنا آسان ہو گیا ہو۔تاہم ان واقعات کے عرض کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ درخت کا پھل کھانے میں ممکن ہے حضرت حوّا علیہا السّلام کی طرف سے ہی ہوا ہو جیسا کہ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔لیکن شوہر نے انہیں قصوروار ٹھہرا کر سختی شروع نہیں کردی اور نہ ہی اللہ سے دوسری بیوی کی درخواست پیش کردی کہ اب تو میں اس کے ساتھ نباہ نہیں کرسکتا۔ بلکہ شیطان کی طرف سے ازدواجی زندگی پر حملہ تصور کرتے ہوئے اللہ سے استغفار اور صبر سے مدد کے طلبگار رہوئے تو اللہ نے ازدواجی خوشیاں لوٹا دیں۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ بیوی کی غلطی سے درگزر کرنا اسے طعنہ نہ دینا اسے غلطی نہ جتلانا اور طلاق کی دھمکی نہ دینا یہ ہمارے باپ حضرت کی آدم علیہ السلام کی سنت ہے جبکہ حلالی بیٹے اپنے باپ دادکی اچھی روایات کو زندہ رکھنے میں ہمیشہ فخر محسوس کیا کرتے ہیں۔دنیا میں اگر کبھی کسی نقصان کے باعث شوہر کو غصہ آئے تو اسے یہ ضرور سوچنا چاہیے کہ جنت سے نکالے جانے سے بڑا نقصان تو نہیں ہوا۔اور کبھی ہو بھی نہیں سکتا تو اگر اس قصور پر بھی ہمارے باپ آدم نے ہماری ماں حواء سے درگزر فرمادیا تھا۔تو ہمیں بھی اپنے باپ کی روایات کو زندہ رکھنا ہے۔اور شیطان کے مقابلے میں بیوی کی مدد کرنی ہے نہ کہ اسے شیطان کا نشانہ بننے کیلئے اکیلے چھوڑ دینا ہے میں اختصار کے ساتھ صرف اصل مقصد کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں اور اسی پہلی قسم کے سلسلے میں:

02: دوسری مثال

سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور آپ کی دونوں بیویوں سیّدہ سارہ اور سیّدہ ہاجرہ علیہما السّلام کی ہے:

''وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا'' مریم ۴۱: اور اس کتاب میں ابراہیم کا قصہ بیان کرو بیشک وہ ایک راست باز انسان اور ایک نبی تھا۔

بخاری شریف میں'' کتاب احادیث الانبیاءِ '' کے تحت بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک طویل قصہ بیان ہوا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طویل روایت کا مفہوم اس طرح ہے کہ حضرت ابراہیم اپنی بیوی ہاجرہ اور ان کے دودھ پیتے صاحبزادے اسماعیل کو لے کر مصر سے نکلے یہاں تک کہ بیت اللہ کے قریب زمزم کے پاس بالائی جگہ پر چھوڑ دیا۔اس وقت مکہ مکرمہ میں کوئی انسان آباد نہ تھا اور نہ کہیں قریب پانی۔ جب ماں بیٹے کو ایک مشکیزہ پانی اور ایک تھیلی میں کھجوریں دے کر مصر واپس لوٹنے لگے تو حضرت ہاجرہ ان کے پیچھے آئیں اور کہنے لگیں: اے ابراہیم! آپ ہمیں ایسی وادی میں کہ جس میں نہ تو کوئی انسان آباد ہے اور نہ ہی کوئی ایسی چیز کہ کام آسکے اکیلے چھوڑ کر کہاں چل

Marfat.com

دیئے؟ انہوں نے کئی مرتبہ یہ الفاظ دہرائے مگر ابراہیم علیہ السلام کوئی جواب نہیں دے رہے تھے اور نہ ہی پیچھے مڑ کر ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اب مائی صاحبہ نے خود ہی سوال کیا کہ کہیں یہ اللہ کا حکم تو نہیں؟ فرمایا: یہی بات ہے۔ کہنے لگیں: اگر یہ بات ہے تو وہ ہمیں ضائع نہیں ہونے دے گا۔ حضرت ابراہیم چلتے چلتے حرم کی کی آخری حد کے پاس جہاں سے انہیں ماں بیٹا نظر نہیں آ رہے تھے، رکے اور اللہ کی بارگاہ میں دونوں ہاتھ اٹھا کر اس طرح دعاء فرمائی:

"رَبَّنَآ اِنِّیۡ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ" ابراهیم: ۲۷

اے ہمارے پروردگار! میں نے ایک بے آب و گیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے۔ پروردگار! یہ میں نے اس لیے کیا کہ یہ لوگ یہاں نماز قائم کریں لہٰذا تو لوگوں کے دلوں کو ان کا مشتاق بنا دے اور انہیں کھانے کو پھل عطا فرما شائد یہ شکر گزار بنیں۔

حضرت اسماعیل کی والدہ انہیں دودھ پلاتی تھیں اور اسی پانی سے پیتی پلاتی رہیں یہاں تک کہ مشکیزے کا پانی ختم ہو گیا جس کے بعد انہیں اور ان کے لخت جگر اسماعیل کو پیاس نے آ ستایا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ بچہ پیاس سے تڑپ تڑپ کر ایڑیاں رگڑ رہا ہے تو بچے کی یہ حالت دیکھ کر برداشت نہ کر سکیں اور پانی کی تلاش میں نکل پڑیں۔ قریب ہی صفا پہاڑی تھی اس پر چڑھ کر ادھر اُدھر دیکھا کہ شائد کوئی نظر آئے۔ مگر کوئی نہ ملا اب صفا سے اتریں وادی میں آ کر اپنا دامن سمیٹا اور اس طرح دوڑیں جس طرح کوئی انتہائی مصیبت زدہ اپنی پوری طاقت صرف کر دیتا ہے یہاں تک کہ وادی کو طے کر کے مروہ پہ آ گئیں پھر ادھر ادھر نظر دوڑائی مگر کوئی نظر نہ آیا۔ بس اسی طرح سات مرتبہ یہ عمل دہرایا۔ حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی واقعہ کی یاد میں اب بھی لوگوں کو سات چکر سعی کرنا پڑتی ہے۔

ام اسماعیل جب ساتویں مرتبہ مروہ پہاڑی پہ پہنچیں تو انہیں ایک آواز سنائی دی تو ان کے دل میں خیال آیا کہ توجہ سے سننا چاہیے۔ چنانچہ انہوں نے کان لگا کر سنا۔ پھر کہنے لگیں: تو نے آواز تو سنائی مگر کاش کہ اس مشکل وقت میں کوئی مدد کرنے والا بھی ہوتا۔ دیکھتی کیا ہیں کہ زمزم کے مقام پر ایک فرشتہ موجود ہے۔ جس نے اپنی ایڑی یا پر مارا تو پانی بہہ نکلا۔ اب ام اسماعیل ریت مٹی سے حوض کی شکل بنا کر پانی جمع کرنے لگیں اور چلو بھر بھر کے مشکیزے میں ڈالنے لگیں۔ اتنے میں زمین سے پانی کے فوارے پھوٹ پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت اسماعیل کی والدہ پر اللہ رحم فرمائے اگر پانی کے گرد رکاوٹ نہ بناتیں اور چلو نہ بھرے ہوتے تو زمزم ایک وسیع جاری ہونے والا چشمہ ہوتا۔ انہوں نے جب پانی پیا اور بچے کو دودھ بھی پلایا تو فرشتے نے کہا: اپنی ہلاکت کا خیال بھی نہ دل میں آنے دینا کیونکہ یہاں بیت اللہ ہے جس کو یہ نونہال اور اس کے والد تعمیر کریں گے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بے یار و مددگار نہیں

Marfat.com

چھوڑا کرتا۔ حضرت ہاجرہ اسی تنہائی کے عالم میں وہاں آباد تھیں کہ ایک روز قبیلہ جُرھم کے کچھ لوگ کداء کے علاقے سے واپسی پر وہاں سے گزرے تو انہوں نے زمزم جگہ کے اوپر پرندوں کو چکر کاٹتے دیکھا۔

کہنے لگے: یہ پرندے تو ضرور پانی پہ منڈلا رہے ہیں مگر حیرت ہے کہ ہم ایک عرصہ سے اس وادی سے گزرتے آئے ہیں کبھی پانی کا نشان نہیں پایا۔ انہوں نے ایک یا دو آدمیوں کو اس جگہ پانی معلوم کرنے کیلئے بھیجا۔ انہوں نے پانی دیکھ کر ساتھیوں کو جا بتایا تو سب آ گئے۔ دیکھا کہ پانی بھی ہے اور حضرت ہاجرہ پانی کے پاس بیٹھی ہیں اب انہوں نے ان سے کہا کہ کیا آپ ہمیں یہاں اپنے ساتھ آباد ہونے کی اجازت دیتی ہیں؟ فرمایا: ایک شرط پر اجازت دیتی ہوں کہ پانی پہ تمہارا کوئی حق ملکیت نہیں ہوگا۔ ان لوگوں نے یہ شرط مان لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ام اسماعیل نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور ویسے بھی انہیں انسانوں سے محبت تھی اس طرح وہ لوگ ادھر ہی آباد ہو گئے اور انہوں نے پیغام دے کر اپنے اہل وعیال کو بھی ادھر ہی بلا لیا۔ جب ان کے چند گھر آباد ہو گئے اور حضرت اسماعیل لڑکپن کی عمر کو پہنچ گئے اور انہوں نے ان لوگوں سے عربی زبان بھی سیکھ لی، اور پھر اپنی عادات وخصائل سے ان لوگوں کیلئے ایک خوشگوار حیرت کا باعث بن گئے۔ چنانچہ ان کے جوان ہوتے ہی انہوں نے اپنی ایک لڑکی کا نکاح بھی ان سے کر دیا اور اس کے بعد حضرت اسماعیل کی والدہ بھی وفات پا گئیں۔ حضرت اسماعیل کے نکاح کر لینے کے کچھ عرصہ بعد حضرت ابراہیم اپنے وہاں چھوڑے ہوئے اس خاندان کا حال معلوم کرنے آئے لیکن اس وقت اسماعیل گھر پہ موجود نہ تھے ان کی بیوی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ ہمارے لیے روزی کی تلاش میں نکلے ہیں۔ پھر پوچھا کہ تمہاری گزر اوقات کیسی ہے اور معاشی حالت کیسی ہے؟ تو اسماعیل کی بیوی نے بتایا کہ ہم پر برے دن آئے ہوئے ہیں، اور سخت تنگی سے وقت گزرتا ہے۔ اس خاتون نے ایک اجنبی بزرگ سے جب اپنے خانگی حالات کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: '' فَاِذَا جَاءَ زَوْجُكِ اِقْرَئِیْ عَلَیْهِ السَّلَامَ وَقُوْلِیْ یُغَیِّرُ عَتَبَةَ بَابِهٖ '' جب تمہارا خاوند آجائے تو اسے میرا سلام کہنا اور یہ بھی کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ (دہلیز) بدل دے۔ جب حضرت اسماعیل تشریف لائے تو انہیں گویا باپ کی خوشبو محسوس ہوئی۔ پوچھا: کوئی ہمارے گھر آیا تھا؟ بیوی نے کہا: ہاں اس شکل وشباہت کے ایک بابا آئے تھے۔ انہوں نے آپ کے متعلق پوچھا تو میں نے بتا دیا کہ روزی کی تلاش میں نکلے ہیں پھر انہوں نے ہماری گزر بسر کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتا دیا کہ ہم تنگدستی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ پوچھا: کیا وہ تمہیں کوئی وصیت تو نہیں کر گئے؟ کہنے لگی: ہاں انہوں نے سلام کہا تھا اور یہ کہ گھر کی چوکھٹ بدل دینا۔ فرمایا: وہ میرے والد تھے اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں فارغ کر دوں لہٰذا تم اپنے گھر چلی جاؤ اور اس کے بعد آپ نے اسے طلاق دے دی۔

جس کے کچھ عرصہ بعد اسی قبیلہ جُرھم کی ایک اور لڑکی سے شادی کر لی۔ حضرت ابراہیم اس کے بعد پھر

Marfat.com

دوبارہ تشریف لائے تو پھر اسماعیل گھر پہ موجود نہ تھے۔ ان کی بیوی سے پوچھا۔ کہنے لگیں: وہ ہمارے لیے روزی کی تلاش میں نکلے ہیں۔ پوچھا: آپ لوگوں کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا ہم بہت پُرمسرت اور خوشحالی کی زندگی گزار رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کیلئے شکر گزاری کا اظہار کیا۔ پوچھا: تمہاری غذا کیا ہے؟ اس نے بتایا: گوشت۔ پوچھا: پیتے کیا ہو؟ بتایا پانی۔ آپ نے دعا فرمائی: ''اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ'' اے اللہ! ان کے گوشت اور پانی میں برکت ڈال دے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان دنوں وہاں غلہ پیدا نہیں ہوتا تھا ورنہ آپ اس کیلئے بھی برکت کی دعا فرماتے۔ پھر فرمایا: ان دونوں چیزوں پر مکہ مکرمہ کے علاوہ کہیں اور گزارہ نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت ابراہیم نے فرمایا: جب تمہارے شوہر آئیں تو انہیں میرا اسلام کہنا اور انہیں میرا حکم پہنچانا کہ ''فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِيهِ يُثْبِتُ عَتَبَةَ بَابِهِ'' اپنے گھر کی چوکھٹ برقرار رکھیں۔ جب حضرت اسماعیل آئے تو بیوی سے پوچھا: کیا کوئی آیا تھا؟ عرض کی: ایک خوبصورت اور خوب سیرت بزرگ تشریف لائے تھے۔ پھر ان کی بہت تعریف کی انہوں نے آپ کے متعلق پوچھا تو میں نے بتا دیا ہمارے لیے رزق کی تلاش میں نکلے ہیں۔ انہوں نے ہماری گزر اوقات کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے بتا دیا کہ ہم بہت خوشحالی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ پوچھا: کیا تمہیں کوئی وصیت بھی فرما گئے تھے؟ کہنے لگیں: ہاں! انہوں فرمایا تھا کہ میرا اسلام پہنچا دینا اور کہنا کہ اب گھر کی چوکھٹ نہ بدلیں۔ فرمایا: وہ میرے والد ہیں اور تم گویا گھر کی چوکھٹ ہو۔ مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہیں اپنی زوجیت میں برقرار رکھوں۔ اس کے بعد تعمیر کعبہ اور خواب کے نتیجے میں حضرت اسماعیل کو ذبح کرنے والے واقعہ کی ایک طویل داستان ہے۔

میاں بیوی کیلئے سبق

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب حضرت سارہ کو ساتھ لیے بغداد سے نکل کر مصر میں آ گئے تھے اور راستے میں سیّدہ ہاجرہ سے نکاح فرما لیا تھا تو سیّدہ سارہ کا اصرار بڑھ گیا تھا کہ ہاجرہ کو کہیں دور لے جا کر چھوڑ دیں۔ اللہ کریم کی بھی یہی رضا تھی لہٰذا حکم ہوا کہ سارہ کا مطالبہ مان لیا جائے۔ کیونکہ ان کا مطالبہ طلاق کا نہ تھا بلکہ ذرا علیحدہ رکھنے کا تھا جو فطرت کے عین مطابق ہے۔ جو لوگ ڈرا دھمکا کر بیویوں کو اکٹھے رہنے پر مجبور کرتے ہیں یا جو بیویاں دوسری بیوی کی طلاق پر خاوندوں کو مجبور کرتی ہیں یہ بہت بڑا گناہ ہے اور ہر گناہ کے بعد اس کی سزا مقرر ہے۔ تاہم حضرت ابراہیم اپنے شیر خوار بچے اسماعیل اور ان کی ماں سیّدہ ہاجرہ کو لے کر مصر سے نکلے اور بیت اللہ شریف کی جگہ ایک بڑے درخت کے نیچے زمزم کے موجودہ مقام سے بالائی حصہ پر ان کو چھوڑ دیا۔

ہمارے لیے اس میں سبق یہ ہے کہ سیّدہ سارہ نے سیدہ ہاجرہ کی طلاق کا مطالبہ نہ کر کے اور سیّدہ ہاجرہ نے خاوند کی بات مان کر اللہ کی بارگاہ میں وہ مقام پایا ہے جو کسی کو نہیں مل سکتا۔ حضرت اسماعیل کی پہلی بیوی ناشکری تھی اس

Marfat.com

لیے حضرت ابراہیم نے طلاق دلوادی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اسی جوڑے کی نسل سے اپنے آخری نبی کو پیدا فرمانا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے شروع سے آخر تک اس نسب کی حفاظت کا انتظام کر رکھا تھا۔ حضرت اسماعیل کی دوسری بیوی جس کی نسل کو اللہ نے منتخب کیا اس کا صبر ایک مثالی واقعہ ہے۔ باپ کے حکم پر بیٹا بیوی کو طلاق دینے کا پابند ہے جس کی ایک تفصیل ہے۔ جس طرح ہر دن کے بعد رات اور پھر دن کا سلسلہ ہے اسی طرح حالات میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔ میاں بیوی کو ہر حال میں اللہ کریم کا شکر گزار رہنا چاہیے۔ اور اسی پہلی قسم کے ضمن میں تیسری مثال ہے موسیٰ علیہ السلام کی:

03: تیسری مثال

اس مثال میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے نکلنے، مدین کے کنوئیں پر حضرت شعیب کی بیٹیوں سے ملاقات، ان کے جانوروں کو پانی پلانا اور گھر دامادی کا پورا قصہ ''نکاح تقیید'' کے عنوان کے تحت بیان کر دیا ہے۔ یہاں صرف اس واقعہ سے جو سبق ملتا ہے اسے بیان کرنے کی ضرورت ہے۔

01: سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے بے گھر ہو کر نکلے تھے۔ مدین میں دس سال تک اپنے سسرال کے ہاں اچھی بیوی کی خاطر گھر دامادی اختیار کی اور بکریاں چرائیں۔ جب نکاح کے بعد مصر واپسی کا ارادہ کیا تو بیوی نے خاوند کی خاطر کھاتے پیتے گھرانے سے دوری اور مسافرت کو ترجیح دی جبکہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس کچھ نہ تھا۔ اللہ نے جب دونوں کو یک جان دو قالب دیکھا تو راستے میں سیدنا حضرت موسیٰ کو نبوت بھی عطا کر دی۔ اس مثال سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ اپنے سسرال کی دیکھ بھال کرنا ان کے مفاد کا تحفظ اور جذبات کا احترام کرنا پیغمبرانہ سنت اور ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کا ایک ذریعہ ہے جسے ہمارے جاہلانہ معاشرے میں عیب تصور کیا جاتا ہے۔ جبکہ دس سال تک بیوی کی خاطر بکریاں چرانا بیوی کی اہمیت اور معاشرے میں اس کے مقام پر دلالت کرتا ہے کیونکہ بیوی ایک ایسا پیڑ ہے جس کی شاخوں پر اولاد جیسا میٹھا پھل لگتا ہے۔ اگر ایسے پیڑ کی آبیاری نہ کی جائے تو اس سے بڑھ کر بدنصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔

بہ بیں آں بے حمیت را کہ ہرگز — نخواہد دید روئے نیک بختی
کہ آسانی گزیند خویش تن را — زن و فرزند بگذارد بہ سختی

گلستان سعدیؒ

اُس بے غیرت کو دیکھو کہ وہ ہرگز نیک بختی کا منہ نہ دیکھ سکے گا، جو اپنے لیے تو خوشیاں تلاش کر لے اور اپنے بیوی بچوں کو گردشِ زمانہ کے لئے تنہا چھوڑ دے۔ اسلامی شریعت کی رو سے وہ انسان سخت گنہگار ہے جو گھر سے باہر کوئی ایسی من پسند چیز کھالے جو اپنے بیوی بچوں کو فراہم نہ کر سکے۔

02: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان خواتین کی مدد کی مگر ان سے کوئی ایسی نامناسب گفتگو نہیں فرمائی اور نہ ہی

Marfat.com

انہیں للچائی نظروں سے دیکھا جس سے ان خواتین کے دل میں ان کیلئے جگہ پیدا ہوگئی۔اور یہ عورت کی فطرت ہے کہ وہ پاک دامن مرد کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔چنانچہ انہوں حضرت موسیٰ کے بارے میں جو باپ کو بتایا اللہ نے الفاظ نقل کئے ہیں: ''قَالَتْ اِحْدٰیھُمَا یٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْہُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ '' ان دو میں سے ایک خاتون نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ انہیں نوکر رکھ لیجیے بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہوسکتا ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔اس خاتون نے گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شرافت دیکھ کرانہیں جیون ساتھی کے طور چن لیا۔اور باپ نے مزید کرید کیے بغیر ہی حضرت سے فرمایا کہ'' اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ اُنْکِحَکَ اِحْدَی ابْنَتَیَّ ھٰتَیْنِ عَلٰٓی اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِکَ وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْکَ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ()

اس خاتون کے باپ نے موسیٰ سے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح آپ کے ساتھ کر دوں بشرطیکہ آپ آٹھ سال تک میرے ہاں ملازمت کریں اور اگر دس سال پورے کر دو تو یہ آپ کی مرضی۔میں تم پر کوئی سختی نہیں کرنا چاہتا ان شاء اللہ تم مجھے نیک آدمی پاؤ گے۔

03: لڑکی کے والدین کو چاہیے کہ اگر کوئی شریف لڑکا مل جائے تو گھر مکان اور کاروبار کی فکر کئے بغیر رشتہ دینا اور کرنا چاہیے یہ دنیا آنی جانی ہے جبکہ کردار لازوال نعمت ہوتی ہے۔ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کبھی تنہا نہیں چھوڑتا۔

04 : چوتھی مثال

حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ قرآن کریم نے اس طرح بیان کیا ہے:'' وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ()فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ فَکَشَفْنَا مَا بِہٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰہُ اَھْلَہٗ وَمِثْلَھُمْ مَّعَھُمْ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِکْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ()

الانبیاء ۸۳ – ۸۴

اور ایوب کا واقعہ یاد کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا:'' اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ '' مجھے بیماری لگ گئی ہے جبکہ تو ''اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ '' ذات ہے۔ہم نے اس کی دعا قبول کی اور جو تکلیف اسے تھی اسے دور کر دیا اور صرف اس کے اہل وعیال ہی اس کو نہیں دیئے بلکہ ان کے ساتھ اور بھی دیئے اپنی خاص رحمت کے طور پر اور اس لیے کہ یہ ایک سبق ہے عبادت گزاروں کیلئے۔

ابن سعد نے کلبی کی ایک روایت نقل کی ہے جس کے مطابق انبیا کی ترتیب بعثت اس طرح ہے۔حضرت آدم کے بعد: حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرات اسماعیل واسحاق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف،

Marfat.com

حضرت لوط، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب، حضرت موسیٰ وہارون، حضرت الیاس۔حضرت الیسع، حضرت یونس، اور پھر حضرت ایوب علیہم السلام۔تاہم اس ترتیب میں تاریخی اختلاف موجود ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام اپنے وقت کے نبی، سب سے بڑھ کر عبادت گزار، اور سخاوت میں حال یہ کہ کسی نہ کسی کو ضرور کھلا کر خود کھاتے اور دوسروں کو پہنا کر پہنتے۔اللہ تعالیٰ نے بہت سارا مال و متاع بھی عطا فرما رکھا تھا مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب آزمائش آئی تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مال واپس لے لیا مگر آپ کی عبادت و شکر گزاری میں کمی نہیں آئی۔پھر آپ کے جسم مبارک کو بھی بیماری لگی اور ایسی کہ آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے تمام رشتہ دار اور یہاں تک کہ سوائے بیوی کے کوئی بھی پاس نہ رہا لیکن اس کے باوجود ہر وقت اللہ کے ذکر سے رطب اللسان رہتے۔اللہ تعالیٰ نے دنیا والوں کیلئے سبق کے طور پر اس وقعہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے:'' وَ اذْكُرْ عَبْدَنَا اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ ○ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ○ وَوَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ○ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۚ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ○ ص: ۴۱ - ۴۴

اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھے تکلیف اور عذاب میں ڈال دیا ہے۔ہم نے اسے حکم دیا اپنا پاؤں زمین پر مار۔یہ ٹھنڈا پانی نہانے کیلئے اور پینے کیلئے ہے۔ہم نے اس کے اہل وعیال واپس لوٹا دیئے اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور اپنی طرف سے رحمت کے طور پر اور عقل وفکر رکھنے والوں کیلئے درس کے طور پر۔اور ہم نے اس سے کہا تنکوں کا ایک مُٹھا لے اور اس سے بیوی کو مار دے اپنی قسم نہ توڑ۔ہم نے اسے صابر پایا بے شک وہ اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔

'' وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ اِنَّهٗ اَوَّابٌ '' اور ہم نے ایوب سے کہا تنکوں کا ایک مُٹھا لے اور اس سے اپنی بیوی کو مار دے اور اپنی قسم نہ توڑ۔

اس واقعہ کی تفسیر میں کوئی مستند روایت موجود نہیں۔مفسرین نے بعض تاریخی روایات کے حوالہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب آپ کی خیر خواہ بیوی کے سوا سب نے ساتھ چھوڑ دیا تو وہ فطری طور پر اپنے انتہائی پاکیزہ صفات شوہر کی تکلیف برداشت نہ کر سکیں تو ان کی زبان سے کچھ الفاظ صادر ہو گئے جن سے شکوہ ظاہر ہوتا تھا۔اللہ کے نبی یہ معمولی شکوہ بھی گوارہ نہ فرما سکے اور فرمایا کہ جب مجھے صحت ہوگئی تو سزا کے طور پر میں تمہیں سو کوڑے ماروں گا۔چنانچہ جب آپ کی آزمائش کی مدت پوری ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف سب کچھ لوٹا دیا بلکہ اپنی طرف سے بہت کچھ اور بھی دے دیا۔اکثر مفسرین کی رائے یہی ہے کہ تمام اولاد اور مال کو موت کے بعد نئی زندگی عطا فرما دی اور آیت مبارکہ کے مفہوم میں اس کی

Marfat.com

گنجائش بھی موجود ہے۔تب آپ کی قسم پوری کرنے کا مسئلہ تھا لیکن ظاہر ہے کہ اتنی وفادار اور نیک سیرت بیوی کو سزا دینا بھی مقصود نہ تھا اور اللہ کریم کی بارگاہ میں شکوہ بھی گوارا نہ تھا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمادی کہ آپ سینکوں کے سو تنکے لے کر ان کا ایک مٹھا بنا کر ایک ہی بار اپنی بیوی کو ماردیں اس طرح اللہ تعالیٰ نے بیوی کی وفاداری کو قبولیت بخش دی۔

اس ساری بیماری کے دوران کبھی بیوی نے یہ نہیں کہا کہ اے ایوب! نہ معلوم ہمیں کس جرم کی سزا مل رہی ہے ایک دوسرے کو موردالزام ٹھہرانے کے بجائے اللہ کی رضا پر راضی رہنے کا فیصلہ کرلیا تب اللہ تعالیٰ نے سب نعمتیں واپس لوٹا دیں۔صبرایوب ضرب المثل مشہور ہے۔

05: مثال

حضور سرورعالم ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات کی ہے ۹ ہجری میں ایک واقعہ پیش آیا جو ایلاء / تخییر کے نام سے مشہور ہے۔جس کی پوری تفصیل پہلے بیان ہوچکی ہے۔ان واقعات سے یہ ثابت ہوا کہ نیک قسم کے میاں بیویوں پر بھی آزمائش آسکتی ہے اور جب وہ ثابت قدم رہتے ہیں تو یہ آزمائش ان کیلئے بلندئ درجات کا سبب بنتی ہے نہ کہ پریشانی کا۔اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر رحمتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔اور اللہ کریم کبھی ایسے لوگوں کو ضائع نہیں کرتا بلکہ:

یہ ہے پہچان خاصانِ خدا کی ہر زمانے میں
کہ خوش ہو کر خدا ان کو گرفتارِ بلاء کر دے

مولانا ظفرعلی خان

میاں بیوی کی دوسری قسم

قرآن کریم کے مطابق زوجین کی دوسری قسم یہ ہے کہ خاوند تو نیک ہوں مگر بیویاں اللہ کی نافرمان: "ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ط کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰھُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْھُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَّقِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ ()

التحریم ۱۰

اللہ کافروں کے معاملہ میں نوح اور لوط کی بیویوں کو بطور مثال بیان کرتا ہے۔وہ ہمارے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں مگر انہوں نے اپنے ان شوہروں کے ساتھ خیانت کی تو وہ اللہ کے مقابلے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آسکے۔ان دونوں سے کہہ دیا گیا کہ تم بھی جاؤ آگ میں جانے والوں کے ساتھ۔

حضراتِ نوح اور لوط علیہما السلام دونوں ہی اللہ کے جلیل القدر پیغمبر ہیں اور ان دونوں عورتوں کی خیانت عرف

Marfat.com

عام میں بدکاری نہ تھی بلکہ دین کے معاملے میں کوتاہی تھی دونوں بدنصیب عورتیں دو عظیم پیغمبروں کے نکاح میں رہ کر بھی ان پر ایمان نہ لائیں۔ حضرت نوح کی بیوی تو اپنے پیغمبر شوہر اور ان پر ایمان لانے والوں کی خبریں ان کے دشمنوں کو دیا کرتی تھی۔ اور حضرت لوط کی بیوی ان کے ہاں آنے جانے والوں کی اطلاع اپنی قوم کے بدکاروں کو دیا کرتی تھی۔ ''لواطت'' کے عنوان کے تحت پوری تفصیل گزر چکی ہے۔ اللہ نے ان دونوں کو اپنی اپنی قوم کے ساتھ غرق کر دیا اور اپنے نبیوں اور ان پر ایمان لانے والوں کو نجات دے دی۔ اس مثال سے دو سبق ملتے ہیں: ایک تو بغیر ایمان اور اعمالِ صالحہ کے نیک سے نیک، اور قریب سے قریب تر تعلق بھی اللہ کے ہاں کسی کام نہیں آئے گا۔ یہاں تک کہ نبی شوہر بھی۔ ہر انسان بہر حال اپنی ذمہ داریوں کیلئے جوابدہ ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ خاوند اور سسرالی گھر کی باتیں باہر دوسروں کو بتانا اللہ کے ہاں بدترین خیانت ہے۔ اور اچھائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کرنا اللہ کی نافرمانی ہے جس کے ارتکاب سے یہ رشتہ قائم نہیں رہ سکتا۔

میاں بیوی کی تیسری قسم

میاں بیوی کی تیسری قسم یہ ہے کہ بیوی تو نیک ہو مگر خاوند اللہ کا باغی اور ظالم ہو۔ اس صورت میں اللہ کریم بیوی کو تو بچالیں گے مگر خاوند کا انجام عبرتناک ہوگا۔

" ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ م اِذْقَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًافِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○ التحریم ۱۱

اور ایمان والوں کے معاملہ میں اللہ فرعون کی بیوی کی مثال پیش کرتا ہے جبکہ اس نے دعا کی تھی کہ '' رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ '' اے میرے رب! میرے لیے اپنے ہاں جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے بچالے اور ظالم قوم سے مجھے نجات دے۔

فرعون نہ صرف مصر کا ظالم ترین بادشاہ تھا بلکہ انتہائی بدبخت انسان تھا خدائی انعامات کا شکر گذار بننے کے بجائے خود خدائی کا دعویدار بن بیٹھا تھا جبکہ بیوی حضرت آسیہ علیہا السلام حضرت موسیٰ پر ایمان لا چکی تھیں جس کی وجہ سے یہ ظالم انہیں طرح طرح کے عذاب دیتا تھا۔

عَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ کَانَتْ اِمْرَاَةُ فِرْعَوْنَ تُعَذَّبُ بِالشَّمْسِ فَاِذَا انْصَرَفُوْا عَنْهَا اَظَلَّتْهَا الْمَلَائِکَةُ بِاَجْنِحَتِهَا وَکَانَتْ تَرٰی بَیْتَهَا فِی الْجَنَّةِ .

الکتاب المصنف فی الاحادیث والأثار لابن ابی شیبة " کلام سلمان " واخرجه عبدبن حمید وا بن جریر وابن المنذر والحاکم وصححهٔ والبیهقی فی شعب الایمان عن سلمان رضی اللہ عنه .

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کو سورج کے سامنے رکھ کر

Marfat.com

عذاب دیا جاتا تھا لیکن جب وہ عذاب دینے والے خود تپش نہ برداشت کرتے ہوئے دور ہٹ جاتے یا انہیں سورج کے سامنے باندھ کر دفع ہو جاتے تو اللہ کے فرشتے آ کر ان پر اپنے پروں سے سایہ کر دیتے۔ اور اس وقت حضرت آسیہ کو جنت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کیلئے خاص طور پر بنایا گیا گھر ان کو دکھا دیا جاتا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ فِرْعَوْنَ وَتَدَ لِاِمْرَأَتِهٖ اَرْبَعَةَ اَوْتَادٍ فِیْ یَدَیْهَا وَ رِجْلَیْهَا فَکَانُوْا اِذَا تَفَرَّقُوْا عَنْهَا اَظَلَّتْهَا الْمَلَائِکَةُ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ فَقَالَتْ " رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ " :التحریم ۱۱ : فَکَشَفَ لَهَا عَنْ بَیْتِهَا فِی الْجَنَّةِ .

أَخْرَجَه اَبُوْ یَعْلیٰ وَ الْبَیْهَقِیُّ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ . کمااورده السیوطی فی الدر المنثور.

ابو یعلیٰ اور بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ فرعون نے ایمان لانے کے جرم میں حضرت آسیہ کو چار میخیں لگائی تھیں، دو تو دونوں ہاتھوں میں ایک ایک کر کے، اور دو دونوں پاؤں میں ایک ایک کر کے لیکن جب وہ ظالم میخیں لگا کر دفع ہو جاتے تو اس وقت ملائکہ آ کر ان پر سایہ کر دیتے تو حضرت آسیہ اس طرح دعا فرماتیں: " رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ " تو اس وقت جنت میں ان کیلئے بنایا گیا گھر ان کے سامنے کر دیا جاتا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ فِرْعَوْنَ وَتَدَ لِاِمْرَأَتِهٖ اَرْبَعَةَ اَوْتَادٍ وَاَضْجَعَهَا عَلیٰ صَدْرِهَا وَجَعَلَ عَلیٰ صَدْرِهَا رُحًی وَاسْتَقْبَلَ بِهَا عَیْنَ الشَّمْسِ فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا اِلَی السَّمَاءِ فَقَالَتْ " رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ " التحریم ۱۱ ، فَفَرَجَ اللّٰهُ عَنْ بَیْتِهَا فِی الْجَنَّةِ فَرَأَتْهُ .

أخرجه عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ فی مسنده کماذکره السیوطی فی الدر المنثور.

امام عبد بن حُمید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ظالم فرعون نے اپنی بیوی کو پیٹھ کے بل لٹا کر چار میخیں لگائیں دو ایک ایک کر کے دونوں ہاتھوں میں اور دو ایک ایک کر کے دونوں پاؤں میں۔ پھر ان کے سینے پہ ایک چکی بھی رکھ دی اور آنکھیں سورج کی طرف کر دی گئیں تو اس وقت حضرت آسیہ نے آسمان کی طرف سر کرتے ہوئے دعا کی " رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ " تب اللہ تعالیٰ نے جنت میں حضرت آسیہ اور ان کے گھر کے درمیان سے پردہ ہٹا دیا اب حضرت آسیہ اسے سامنے دیکھنے لگیں۔

اَخْرَجَ وَکِیْعٌ فِی الْغُرَرِ عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿فِیْ قَوْلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ﴾ قَالَ مِنْ جَمَاعِهٖ :

أخرجه وَکِیْعٌ فِیْ " الْغُرَرِ" عَنِ بْنِ عَبَّاس کماذکره السیوطی فی الدر المنثور.

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر اس طرح ہے کہ یہ جو حضرت آسیہ کی دعا تھی: " وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِہٖ " مجھے فرعون اور اس کے عمل سے بچالے۔ تو اس سے مراد جماع تھا یعنی اے اللہ! اب اسے میرے جسم سے دور رکھ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک عورت پہ ظلم کرنے کے بعد بھی اس سے اس کا جسم طلب کرنا یہ ایک فرعونی طریقہ ہے بہر حال جب انتہا ہوگئی تو حضرت آسیہ کو اللہ نے دنیا پر ہی جنت دکھا کر اپنے پاس بلالیا جبکہ فرعون کو اس کے لشکر سمیت تباہ کردیا۔ اور آج بھی اسکی لاش مصر کے عجائب گھر میں نشان عبرت بنی پڑی ہے۔ بیوی پر ظلم کرنا ایک قسم کی فرعونیت ہے بہادری کا کام نہیں۔ دنیا پر بدترین شوہر کے ظلم سہنے پر نہ صرف آخرت پر جنت ملی بلکہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ آسیہ جنت میں میری بیوی ہوگی۔

وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ عَنْ سَعْدِ بْنِ جُنَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ زَوَّجَنِیْ فِی الْجَنَّۃِ مَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ وَامْرَاَۃَ فِرْعَوْنَ وَ اُخْتَ مُوْسٰی۔

الدر المنثور۔

حضرت سعد بن جنادہ نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد روایت کیا ہے: " آپ نے فرمایا کہ اللہ نے جنت میں مریم بنت عمران یعنی والدہ حضرت عیسیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کی بہن جس کا قرآن میں ذکر ہے اور آسیہ کو میری زوجیت میں دے دیا ہے۔

حضرت عائشہ سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مکمل مومن وہ ہے جس کا اخلاق سب سے زیادہ اچھا ہے خاص کر بیوی کے ساتھ جس کا رویہ لطف و محبت کا ہو۔

جامع ترمذی۔

مگر افسوس تو یہ ہے کہ ہم ایسے معاشرے کا حصہ ہیں جہاں بیوی سے پیغمبرانہ اخلاق کے ساتھ پیش آنا معیوب تصور کیا جاتا ہے اور حالت یہ ہے کہ آہستہ آہستہ نوجوان اپنے والدین کا احترام کرنا بھی عار سمجھنے لگے ہیں۔

میاں بیوی کی چوتھی قسم

نتائج کے اعتبار سے زوجین کی چوتھی قسم یہ ہے کہ میاں بیوی دونوں ہی برے ہوں تو اس صورت میں دونوں ہی کو اللہ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

" تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ ۝ سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَھَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُہٗ ط حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ ۝ فِیْ جِیْدِھَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ "

سورۃ اللھب۔

Marfat.com

ٹوٹ گئے ابولہب کے دونوں ہاتھ اور نا کام ونامراد ہو گیا وہ۔ اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا تھا اس کے کسی کام نہ آیا۔ ضرور وہ شعلوں والی آگ میں ڈالا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی۔ لگائی بجھائی کرنے والی۔ اس کی گردن میں مونجھ کی رسّی ہوگی۔

ابولہب اور اس کی بیوی امّ جمیل کی طرح کے مکہ مکرمہ میں بہت سے کفار تھے۔ اللہ نے ان کیلئے یہ نہیں فرمایا کیونکہ بات عقیدے اور کفر کی نہ تھی بلکہ ان کے کردار اور برے کرتوتوں کی تھی۔ نہ خود کوئی تعمیری کام کرنا اور نہ دوسروں کو کرنے دینا نہ تو خود سکون سے رہنا اور نہ دوسروں کو رہنے دینا۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ زیادہ مہلت نہیں دیتا۔ ایسے لوگ یا تو اپنی اصلاح کریں یا عذاب الٰہی کا انتظار کریں۔ اب اس تفصیل اور احکامات کی روشنی میں کوئی بھی میاں بیوی اپنے ہی گھر میں بیٹھ کر اپنے مسائل حل کر کے اپنی ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنا سکتے ہیں۔ اسی سلسلے میں قرآنِ کریم نے اہل ایمان کیلئے ایک اور مثال بھی دی ہے: ''وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ'' التحریم ۱۲

پھر ہم نے مریم کے اندر اپنی طرف سے روح پھونک دی اور اس نے اپنے رب کے ارشادات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت گذار لوگوں میں سے تھی۔

حضرت مریم علیہا السلام کا نکاح نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی اپنے اللہ کے سپرد کر دی تھی تب اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان میں اپنی روح پھونک کر انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی ماں بنا دیا۔

اگر معاشرے میں خدانخواستہ کسی خاتون کے ساتھ اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آ جائے۔ یا اس کی زندگی کا کسی وجہ سے ساتھی چھن جائے تو وہ خود ٹوٹنے کے بجائے پاک دامن رہ کر اللہ کا قرب بھی پا سکتی ہے اور بڑی سے بڑی قومی خدمت بھی سرانجام دے کر لوگوں کے دلوں پہ راج کر سکتی ہے۔ زمانہ قدیم سے لے کر مادرِ ملّت محترمہ فاطمہ جناح تک کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔

بقا اسی کو تو کہتے ہیں، جب کوئی انساں
برائے عظمتِ انسانیت فنا ہو جائے

احمد ندیم قاسمی

Marfat.com

ازدواجیات

میں راقم الحروف یہاں برمنگھم میں گزشتہ انیس سال سے ریڈیو پر درس دیتا ہوں۔ جس دوران لوگوں کے سوالات کی روشنی میں کئی متنوع اور مختلف موضوعات پر تحقیقی مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ میری زیر نظر ''کتاب النکاح'' بھی اسی مطالعہ کا نچوڑ ہے۔

ازدواجیات: ایک اہم، طویل اور علمی موضوع ہے۔ میں نے اپنی معلومات کی حد تک پوری کوشش کی ہے کہ ممکن حد تک قرآن وحدیث کی روشنی میں مفید معلومات اپنے قارئین کرام تک پہنچادوں۔ اب یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ میں اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوا۔ میں بنیادی طور پر ایک مبلغ اور خطیب ہوں، اس طرح میرا تجربہ یہ ہے کہ سامعین قرآن وحدیث شریف کے بعد مثال اور حکایت سے بہت جلدی اثر قبول کرتے ہیں۔ لہٰذا کتاب کے اس آخری باب میں بعض انتہائی مفید واقعات، حکایات اور کچھ مزید مسائل کا عرض کرنا ضروری اور ایک ہی باب میں درج ہونا ہی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بہت قیمتی اور سبق آموز واقعات ہیں جنہیں فرصت میں پڑھنے، سمجھنے، سوچنے اور عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ بقول ریڈیو سامعین میرے دروس سے ان کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔ اس لیے مجھے توقع ہے کہ میرے قارئین بھی یکساں مفید ہوں گے۔ اور بچوں کی ازدواجی زندگی میں بھی ان کے حقوق اور پسند کا خیال رکھیں گے۔

دنیا نے تجربات و حوادث کی شکل میں
جو کچھ مجھے دیا ہے، وہ لوٹا رہا ہوں میں

ساحر لدھیانوی

محبت کے دھوکے

رَأٰی سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ أَنَّ فَاخِتَةً یُرَاوِدُهَا زَوْجُهَا فَمَنَعَتْهُ نَفْسَهَا، فَقَالَ لَهَا: مَا الَّذِیْ یَمْنَعُکِ عَنِّیْ؟ وَلَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُقَلِّبَ لَکِ مُلْکَ سُلَیْمَانَ ظَهْرًا لِبَطْنٍ، لَفَعَلْتُ لِأَجْلِکِ؟ فَسَمِعَهُ سُلَیْمَانُ عَلَیْهِ السَّلَامُ، فَاسْتَدْعَاهُ وَقَالَ مَا حَمَلَکَ عَلٰی مَاقُلْتَ؟ فَقَالَ یَانَبِیَّ اللّٰهِ اِنِّیْ مُحِبٌّ، وَالْمُحِبُّ لَا یُلَامُ وَکَلَامُ الْعُشَّاقِ یُطْوٰی وَلَا یُحْکٰی.

قاله الغزالی رحمه الله تعالی فی الاحیاء، فی أواخر کتابی الصبر والشکر ونقله الدمیری رحمه الله تعالی فی "حیاة الحیوان الکبری" باب الفاء: الفاختة:

سیدنا حضرت سلیمان بن داود علیہما السلام نے دیکھا کہ ایک چڑا اپنی مادہ کو مقاربت کیلئے آمادہ کر رہا تھا مگر وہ اس کے قرب سے انکار کر رہی تھی۔ چڑے نے کہا: بی بی! تو مجھ سے کیوں دور دور رہتی ہے حالانکہ تیری محبت میں میرا یہ

Marfat.com

حال ہے کہ اگر تو چاہے تو میں تیری خاطر حضرت سلیمان کی بادشاہت کا تخت ہی الٹ دوں؟ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے چڑے کی یہ گفتگو سن کر اسے بلا کر پوچھا کہ تجھے اس قسم کی غیر ذمہ دارانہ گفتگو کی جرأت کیسے ہوئی؟

چڑے نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں ایک عاشق ہوں اور آپ جانتے ہیں کہ عاشقوں کو اس قسم کی باتوں پر ملامت نہیں کی جاتی اور نہ ہی ان کی باتیں قابل گرفت یا قابل تشہیر ہوتی ہیں۔

أَكْذَبُ مِنْ فَاخِتَةٍ

عربی کی مشہور ضرب المثل ہے۔ جس کے معنی ہیں فلاں فاختہ سے بھی زیادہ جھوٹ بولتا ہے۔ ''أَلْفَاخِتَةُ ج أَلْفَوَاخِتُ : أَلْفَخْتُ ضَوْءُ الْقَمَرِ .. يُقَالُ جَلَسْنَا فِي الْفَخْتِ. ''أَلْفَخْتُ'' کے معنی ہوتے ہیں چاند کی اولین شعائیں۔ ایسے پرندوں کو کہتے ہیں جن کے گلے میں ایک ہالہ سا بنا ہوتا ہے جیسے کبوتر، قمری اور گھروں میں بسیرا کرنے والی چڑیاں، کیونکہ ان کی رنگت، آواز اور گلے میں ہالہ چاند سے مشابہت رکھتا ہے اس مناسبت سے فاختہ کہلاتی ہیں۔

جمهرة اللغة لابن دريد : ت خ ن :

جبکہ اکثر عورتوں کی چال قمری سے مشابہت رکھتی ہے اور اسی بانکپن کو ظاہر کرنے کیلئے اسے بھی ''فاختہ'' کہہ کر پکارا جاتا ہے۔'' وَتَفَخَّتَتِ الْمَرْأَةُ :مَشَتْ مِشْيَةَ الْفَاخِتَةِ ''

لسان العرب :فصل الفاء :

جبکہ فاختہ کی طرف جھوٹ کی نسبت کے دو پس منظر ہیں:

01: ایک یہ واقعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا جو اوپر بیان ہوا۔ جس میں جس میں چڑے کے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ میں ایک غرض منداور دیوانہ عاشق ہوں جبکہ یہ چڑیا میری بات مان نہیں رہی اس طرح:

بیچتا پھرتا ہوں خود کو سرِ بازارِ حیات
مجھ کو رسوا کیے رکھتی ہے ضرورت میری

سلطان رشک

02: اور دوسری وجہ یہ ہے جو شاعر نے اپنے قول میں بیان کی ہے:

أَكْـذَبُ مِـنْ فَـاخِتَةٍ تَـقُـوْلُ وَسْطَ الْكَرَبِ
وَالـطَّـلْـعُ لَـمْ يَبْدُ لَهَا هَـذَا أَوَانُ الـرُّطَـبِ

فاختہ سے زیادہ اور کون جھوٹ بول سکتا ہے جو کلیوں کے پھوٹنے کے وقت جبکہ ابھی کھجور کے خوشے نہیں نکلے ہوتے یہ صدا لگاتی ہے کہ اس وقت کھجور کے پکنے کا موسم ہے۔

لیکن حضرت امام الدمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے پس منظر کے بجائے پہلے کو ترجیح دی ہے۔

Marfat.com

مَـرَّسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ عَلَيْهِمَاالسَّلَامُ عَلٰی حَمَامٍ يَهْدِرُعَلٰی اُنْثَاهُ فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ : تَدْرُوْنَ مَا يَقُوْلُ لِاُنْثَاهُ ؟ تَابِعِيْنِیْ عَلٰی مَااُرِيْدُ مِنْکِ فَوَاللّٰهِ لَمُتَابَعَتُکِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ مُلْکِ سُلَيْمَانَ .

العظمة : تاليف الاستاذ ابو محمدعبدالله بن حيان الأنصارى المعروف بابى الشيخ الأصبهانى رحمه الله تعالى المتوفى : ٣٦٩ھ :ذكر ساعات الليل والنهاروعبادة الخلائق ... : تحقيق رضاء الله بن محمدادريس المباركفورى ، الناشر: دارالعاصمة – الرياض.

سیدنا حضرت سلیمان بن داود علیہما السلام نے دیکھا کہ ایک کبوتر اپنی مادہ پر غٹرغوں غٹرغوں کرتے ہوئے اسے رام کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ منظر ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ نے ساتھیوں سے فرمایا: جانتے ہو یہ کبوتر اس سے کیا کہہ رہا ہے؟ یہ اپنی مادہ سے کہہ رہا ہے کہ بی بی اس وقت جو میں تم سے تقاضا کر رہا ہوں۔ اللہ کی قسم اس کی اہمیت میری نظر میں حضرت سلیمان کی بادشاہت سے بڑھ کر ہے۔

یعنی : میں دوسرے پرندوں کی طرح وقتی محبت کرنے والا نہیں بلکہ میرے دل میں تمہاری وقعت اور قدر و قیمت ہے اور میں تمہارا سچا محبّ ہوں لہٰذا اگر تم مان جاؤ تو:

وفا کا نام رہ جائے گا لیکن ہم نہیں ہوں گے
زمانے کو محبت کے فسانے یاد آئیں گے

شہزاد جالندھری

وَمَـرَّسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ عَلَيْهِمَاالسَّلَامُ بِعُصْفُوْرٍوَهُوَ يَسْفِدُ اُنْثَاهُ وَهُوَ يَقُوْلُ :يَصِيْحُ ذَالِکَ الصِّيَاحَ قَالَ : اَتَدْرُوْنَ مَايَقُوْلُ هٰذَاالْعُصْفُوْرُلِاُنْثَاهُ ؟ قَالُوْا : لَا يَا نَبِیَّ اللّٰهِ ، قَالَ: يَقُوْلُ : تَابِعِيْنِیْ عَلٰی مَا اُرِيْدُ مِنْکِ فَوَ اللّٰهِ مَا اُرِيْدُ مِنْکِ تَلَذُّذًا، وَمَا اُرِيْدُاِلَّا اَنْ يَخْلُقَ اللّٰهُ فِيْمَا بَيْنَنَاخَلْقًا يُسَبِّحُهٗ.

المرجع السابق

سیدنا حضرت سلیمان بن داود علیہما السلام نے دیکھا کہ ایک چڑا اپنی مادہ کے ساتھ مشغولیت کے دوران زور زور سے چیخ رہا ہے۔ یہ منظر ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ نے ساتھیوں سے فرمایا کہ جانتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے؟ عرض کیا: اللہ کے نبی ہم نہیں سمجھتے لہٰذا آپ ارشاد فرمائیے۔ فرمایا: یہ اپنی مادہ (Female) سے کہہ رہا ہے کہ بی بی جب بھی میں تم سے تقاضا کروں تو تم فوراً مان جایا کرو۔ اس لیے کہ اللہ کی قسم میں حصول لذت کیلئے ایسا نہیں کرتا بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے ملاپ کے نتیجے میں اللہ کریم ہمیں ایسی اولاد سے نوازے جو اس کی تسبیح اور حمد و ثنا میں رطب اللسان رہے۔

آرزو وصل کی رکھتی ہے پریشاں کیا کیا
کیا بتاؤں کہ مرے دل میں ہیں ارماں کیا کیا

اختر شیرانی

Marfat.com

مَرَّ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بِعُصْفُوْرٍ يَدُوْرُ حَوْلَ عُصْفُوْرَةٍ فَقَالَ لِأَصْحَابِهٖ أَتَدْرُوْنَ مَا يَقُوْلُ ؟ قَالُوْا : وَمَا يَقُوْلُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ؟ قَالَ يَخْطُبُهَا إِلَى نَفْسِهٖ وَيَقُوْلُ : تَزَوَّجِيْنِيْ أُسْكِنُكِ أَيَّ غُرَفِ دِمَشْقَ شِئْتِ ، قَالَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِأَنَّ غُرَفَ دِمَشْقَ مَبْنِيَّةٌ بِالصَّخْرِ لَا يَقْدِرُ أَنْ يَسْكُنَهَا أَحَدٌ ، لٰكِنَّ كُلَّ خَاطِبٍ كَذَّابٌ .

رواه ابن عساكر عن ابی القاسم زاهر بن طاهر عن البیهقی رحمه اللّٰه تعالیٰ :البداية والنهاية للامام الحافظ ابی الفداء اسمٰعيل ابن كثير القرشی الدمشقی رحمه اللّٰه تعالی المتوفیٰ سنة ۷۷۴ ھ : قصة داود بن سليمان عليهماالسلام :تحقيق عبدالرحمٰن الادقی ومحمد بيضوی :الناشر دارالمعرفة بيروت : و، الحاوی فی تفسير القرآن تاليف العلامة عبدالرحمٰن بن محمد القماش فی نفس الآية " ولسليمان الريح "

سیدنا حضرت سلیمان بن داود علیہما السلام نے گزرتے ہوئے دیکھا کہ ایک چڑا، مادہ چڑیا کے گرد چکر کاٹتے اور گنگناتے ہوئے اسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ منظر ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ نے ساتھیوں سے فرمایا کہ جانتے ہو یہ چڑا کیا کہہ رہا ہے؟ تو اصحاب نے عرض کیا: اللہ کے نبی ارشاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: یہ اس چڑیا سے کہہ رہا ہے کہ تم مجھ سے شادی کرلو تو اس کے بدلے تم دمشق کے جس محل میں چاہے گی میں تجھے اس میں بسادوں گا۔ حضرت نے فرمایا: حالانکہ دمشق کے بالا خانے سخت پتھر سے تعمیر کیے گئے ہیں جس کی دیواروں میں کسی کیلئے گھونسلا بنانا یا رہائش اختیار کرنا ممکن ہی نہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ:

"كُلُّ خَاطِبٍ كَذَّابٌ" نکاح کا پیغام دینے والے اسی طرح مبالغہ سے کام لیتے، جھوٹ بولتے اور جھوٹے وعدے کر جاتے ہیں۔

پکے وعدے کر جاتے ہیں
پھر بھی لوگ مکر جاتے ہیں
جھوٹ کہیں تو سچے ٹھہریں
سچ بولیں تو سر جاتے ہیں

اسرار چشتی

واقول

ان تاریخی حکایات کو اگر چہ حدیث شریف کے معیار پر نہیں جانچنا چاہیے۔ اس کے باوجود ان میں ہمارے لیے ایک اہم سبق ضرور ہے اور وہ یہ کہ نہ صرف خواتین بلکہ اکثر حیوانات اور پرند چرند ماداؤں (Females) میں

Marfat.com

بھی حیا کا غلبہ اور ہچکچاہٹ (Hesition) پائی جاتی ہے جبکہ ''غرض مند دیوانہ ہوتا ہے'' کے مصداق مرد اپنے کردار سے استحقاق ثابت کرنے کے بجائے جھوٹی قسموں کا سہارا لیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ: ''کُلُّ خَاطِبٍ کَذَّابٌ '' عام زبان میں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مرد اسی طرح جھوٹی قسمیں کھا کر عورت کو دھوکہ دیتا ہے اور جیسا کہ عربی زبان میں ضرب المثل مشہور ہے کہ:

''کُلُّ خَاطِبٍ عَلٰی لِسَانِهٖ تَمْرَةٌ ''

مجمع الأمثال تاليف العلامة ابوالفضل احمد بن محمد الميدانی النيسابوری رحمه الله : الباب الثانی والعشرون فيمااوله كاف.

نکاح کا پیغام دینے والوں میں ہر ایک کی زبان پر کھجور ہوتی ہے۔ اور اس سے مراد ایسا شخص ہے جو ضرورت کے وقت زبان میں جعلی مٹھاس پیدا کرلے۔

قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى حَدَّثَنَا الرِّيَاشِيُّ عَنْ مُحَمَّدِبْنِ سَلَامٍ قَالَ : يُقَالُ'' اَلْخَاطِبُ أَحْلَى شَيْءٍ لِسَانًا وَعَلٰى لِسَانِ كُلِّ خَاطِبٍ تَمْرَةٌ .وَهُوَ مِنَ الْحَلَاوَةِ .''

البصائر والذخائر : تاليف الاستاذ ابو حيان التوحيدی علی بن محمد العباس المتوفی نحو ٤٠٠ ھ : رب أعن:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد بن سلام رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول روایت کیا ہے، فرمایا کہ نکاح کا پیغام دینے والوں کی زبان سب سے زیادہ چاپلوس ہوتی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ غرض مند مرد کی زبان پر ہمیشہ کھجور (مٹھاس) ہوتی ہے۔ یعنی مطلب کیلئے میٹھی اور جھوٹی باتیں کرتا ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ سچ پر یقین کرنے کیلئے بھی بنیادی طور پر دو باتوں کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اور ان میں سے پہلی بات ہے:

01: کہنے والے کی شخصیت و کردار کیونکہ:

أَلْـقَـوْلُ مَـاصَـدَّقَـهُ الْـفِـعْـلُ ۔۔۔ وَالْـفِـعْـلُ مَـا وَكَـدَهُ الْعَقْلُ

لَا يَثْبُتُ الْـقَـوْلُ إِذَا لَـمْ يَكُنْ ۔۔۔ يُـقِـلُّـهُ مِـنْ تَـحْـتِـهِ الْأَصْلُ

محمود الوراق

أدب الدنيا والدين تاليف الاستاذ محمد بن محمدحبيب البصری البغدادی الشهير بالماوردی المتوفی ٤٥٠ ھ

بات وہ سچی ہوتی ہے کہ کہنے والے کا عمل اس کی تصدیق کردے۔ اور عمل وہ ہوتا ہے کہ عقل اس کی توثیق کردے کیونکہ بات اس وقت تک پکی اور سچی نہیں ہوسکتی جب تک نیچے سے اس کی جڑ اور بنیاد اسے اوپر تک نہ اٹھادے اور مضبوط نہ بنادے۔ جس طرح درخت اپنی جڑ کی مضبوطی کی بنیاد پر پروان چڑھتا ہے اسی طرح بات کے پیچھے مضبوط کردار کی ضرورت ہوتی ہے۔

Marfat.com

کسی کی ایسی بات پر تو یقین کیا جاسکتا ہے جسے عقل تسلیم کر لے اور جسے عقل ہی تسلیم نہیں کرتی تو اس کی بات پر یقین کرنے کا مطلب اپنے آپ کو بیوقوف بنانے کے مترادف ہے جیسا کہ حضرت یوسف بن الحسین رازی رحمہ اللہ کا ایک ملفوظ ہے:

اِنْ أَرَدْتَ أَنْ تَعْرِفَ الْعَاقِلَ مِنَ الْأَحْمَقِ فَحَدِّثْهُ بِالْمُحَالِ فَإِنْ قَبِلَ فَاعْلَمْ أَنَّهُ أَحْمَقُ

مناقب الأبرار ومحاسن الأخيار في طبقات الصوفية تاليف الأستاذ الحسين بن نصر بن محمد المعروف بابن خميس الموصلي المتوفى ۵۵۲ھ رحمه الله تعالى ::ترجمة يوسف بن الحسين الرازي رحمه الله تعالى :تحقيق وتقديم العلامة سعيد عبد الفتاح ، الناشر دار الكتب العلمية بيروت.

حضرت یوسف بن الحسین رازی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عقلمند اور احمق کی پہچان یہ ہے کہ ان کے سامنے ایک محال چیز کا ذکر کرو۔ محال بات کو تسلیم کر لینے والا احمق ہے۔

02 اور دوسری بات یہ کہ سننے والے کا حوصلہ۔ یعنی سچ سننے کیلئے بھی حوصلے اور ظرف کی ضرورت ہوتی ہے۔ کم ظرف اور جھوٹ سننے کے عادی لوگوں میں سچ سننے کا حوصلہ نہیں ہوتا کیونکہ کبھی کبھی سچ کا ثمرہ دیر سے حاصل ہوتا ہے جبکہ ایسے لوگوں میں صبر نہیں ہوتا۔ اور یہی چیزیں ہمارے معاشرے میں مفقود ہیں۔ اور اس کے باوجود کہ خواتین کو معلوم ہوتا ہے کہ مرد حضرات، اکثر غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے سبز باغ دکھاتے ہیں اور آج تک کسی نے آسمان سے تارے توڑ کر کسی خاتون کی مانگ میں نہیں ٹانکے اس کے باوجود سیدہ نوشی گیلانی صاحبہ کی طرح پھر بھی تقاضا کرتی رہتی ہیں کہ:

بے طلب اور بے ارادے
دل کو اک معتبر سا وعدہ دے

حالانکہ ان دنوں محبت کی دنیا میں "معتبر سا وعدہ" کی امید رکھنا عبث ہے لہٰذا اسی مومنانہ عقیدے میں عافیت اور آبرو کی حفاظت ہے کہ:

جو تمہاری طرح تم سے کوئی جھوٹے وعدے کرتا
تم منصفی سے کہہ دو تمہیں اعتبار ہوتا

مومن

بلکہ حضرت غالب مرحوم نے تو مزید چند قدم کے فاصلے سے ایسے وعدے کو دھتکار دیا تھا کہ:

ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے گر اعتبار ہوتا

جبکہ ساغر صدیقی مرحوم کا تجربہ یہ ہے کہ:

Marfat.com

ایک وعدہ ہے کسی کا جو وفا ہوتا نہیں

ورنہ ان تاروں بھری راتوں میں کیا ہوتا نہیں

مگر مشکل یہ ہے کہ محبت کی دنیا کے صرف حضرت مومن اور غالب ہی امام نہیں بلکہ چراغ حسن حسرت بھی اسی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا اکثر خواتین انہی کے مسلک پر عمل کرتی ہیں۔

امید تو بندھ جاتی، تسکین تو ہو جاتی

وعدہ نہ وفا کرتے وعدہ تو کیا ہوتا

چراغ حسن حسرت

چنانچہ جس طرح آج کے عاشق اپنے سیاستدانوں کی طرح دھڑلے سے سرعام جھوٹ بولتے ہیں اسی طرح سادہ لوح خواتین اپنے عوام کی طرح دن دھاڑے دھوکہ کھانے کے بعد پروین شاکر کی طرح عمر بھر سراپا انتظار رہتی ہیں۔

قریۂ جاں میں کوئی پھول کھلانے آئے

وہ مرے دل پہ نیا زخم لگانے آئے

میرے ویران دریچوں میں بھی خوشبو جاگے

وہ مرے گھر کے در و بام سجانے آئے

اور سمجھتی نہیں کہ یہی انتظار مسلسل دراصل بے احتیاطی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس دنیا میں آزمائش اور عذاب کی ایک قسم ہے۔ حضرت یوسف الحسین الرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اِذَا رَأَیْتَ اللّٰہَ قَدْ أَقَامَکَ لِطَلَبِ شَیْءٍ وَھُوَ یَمْنَعُکَ ذَالِکَ فَاعْلَمْ أَنَّکَ مُعَذَّبٌ''

مناقب الأبرار ومحاسن الأخيار في طبقات الصوفية تاليف الأستاذ الحسين بن نصر بن محمد المعروف بابن خميس الموصلي ألمتوفى ٥٥٢ ھ. رحمه الله تعالى :ترجمة يوسف بن الحسين ألرازى رحمه الله تعالى :ألناشر دار الكتب العلمية بيروت.

حضرت یوسف بن الحسین الرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تمہیں کسی ایسی چیز کی جستجو میں لگا دے جو وہ عطا نہیں فرما رہا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اس کی طرف سے عذاب میں مبتلا کر دیئے گئے ہو۔ جیسا کہ مرحومہ پروین شاکر کا تجربہ ہے:

ایک لمحے کی توجہ نہیں حاصل اس کی

اور یہ دل کہ اسے حد سے سوا چاہتا ہے

جبکہ اللہ تعالیٰ کا قرآن اپنے ماننے والوں کو پکار رہا ہے: '' وَلَا تُطِعْ کُلَّ حَلَّافٍ مَّھِیْنٍ () ھَمَّازٍ

Marfat.com

مَشَّآءٍ بِنَمِيمٍ ( ) مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيمٍ ( ) عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ ( ) ٦٨. القلم ١٠ - ١٣

اور نہ بات مانیئے بہت قسمیں کھانے والے ذلیل شخص کی جو بہت بے وقعت اور چغلیاں کھاتا پھرتا ہے بھلائی سے روکتا ہے۔ حد سے گزر جانے والا اور بدکار ہے اوران سب عیوب کے ساتھ بداصل ہے۔

ان آیات کے اندر جن لوگوں سے اجتناب کرنے اوران کی باتوں پر اعتبار نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کی تفصیل اس طرح ہے:

حَلَّافٌ : کے معنی ہوتے ہیں بات بات پہ اور کثرت سے جھوٹی قسمیں کھانے والا: اردو میں ''چور کی ڈاڑھی میں تنکا'' مشہور ہے اور ناسخ کے شعر میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ:

بے سبب آنکھیں نہیں مجھ سے چراتا وہ صنم
کچھ نہ کچھ میری طرف سے دل میں اس کے چور ہے

یہی وجہ ہے کہ ایسا آدمی مخاطب کے تقاضا کیئے بغیر اور بات کا آغاز کرتے ہی قسمیں کھانا شروع کر دیتا ہے جیسا کہ شیطان ملعون نے حضرات آدم و حوّاء علیہما السلام کو جنت سے نکلوانے کیلئے جھوٹی قسم کا حربہ استعمال کیا تھا اور یہی اولین جھوٹی قسم تھی۔

وَقَاسَمَهُمَا اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ( ) ألاعراف ٢١ : اور شیطان نے آدم و حوّاء سے قسم کھا کر کہا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

شیطان چونکہ شر کا مظہر ہے اور یہ حربہ اس کے شرور میں سے بدترین شر تھا اور ہر شر کی نحوست ہوتی ہے لہٰذا جھوٹی قسم کی نحوست یہ ہے کہ:

''اَلْيَمِيْنُ الْفَاجِرَةُ تَدَعُ الدِّيَارَ بَلَاقِعَ''

أخرجه البيهقى فى " السنن الصغرى عن ابى هريرة ولم يثبت اسناده موصولا وقدروى مرسلا. صحيح الجامع.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹی قسم آبادیوں کو چٹیل میدان بنا دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ چونکہ ستار العیوب و غفار الذنوب ہے، لہٰذا اس کا یہ مطلب نہیں کہ ادھر کسی نے جھوٹی قسم کھائی اور ادھر اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل فرما دیا بلکہ ہوتا یہ ہے کہ جب شر عام ہو جاتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا قانون حرکت میں آجاتا ہے۔ مگر جب تک مجموعی طور پر سب لوگ گرفتار بلا ہوتے اس وقت تک انفرادی طور پر مرتکبین اس کی پکڑ میں آتے رہتے ہیں جیسا کہ:

وَأَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ اَبِىْ سُوَيْدٍ قَالَ : اِنَّ الْيَمِيْنَ الْفَاجِرَةَ تَعْقُمُ الرَّحِمَ وَتُقِلُّ الْعَدَدَ

Marfat.com

وَتَدَعُ الدِّيَارَ بَلَاقِعَ

اخرجه الهندی فی "کنزالعمال" ۱۶/۲۹۶ ح ۴۶۳۸۰ وعزاه لعبدالرزاق عن معمر بلاغا (الخطیب، وابن عساکرعن ابن عباس . البغوی، وابن قانع عن شیخ یقال له ابو سودة واسمه حسان بن قیس) واما حدیث ابن عباس : أخرجه الخطیب (۷/۲۷۲) وابن عساکر(۱۸/۸۶) و اورده الذهبی فی المیزان(۲/۲۲۷، ترجمة ۱۸۲۰ الحسن بن احمدبن الحکم وقال هذا خبرمنته منکر . ووافقه الحافظ فی اللسان (۲/۱۹۴، ترجمة ۸۸۰ الحسن بن احمد بن الحاکم).

حضرت ابوسوید کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹی قسم کی نحوست عورتوں کو بانجھ بنا دیتی ہے، عمر میں برکت ختم کر دیتی ہے اور ہنستی بستی آبادیوں کو چٹیل میدان بنا دیتی ہے۔

پہلی حدیث شریف روایت کے اعتبار سے بہت عمدہ ہے مگر دوسری نہیں کیونکہ اس کا ایک راوی متہم بالکذب ہے مگر چونکہ اس کے مضمون کی پہلی روایت سے تائید ہوتی ہے لہٰذا اکثر علمائے تفسیر نقل کرتے آئے ہیں۔ میں نے بھی پوری تخریج کے ساتھ عبرت کیلئے درج کردی ہے۔

تو مطلب یہ ہوا کہ جس طرح جھوٹی قسمیں اٹھانے والا خود عذاب الٰہی کے زد میں ہوتا ہے اسی طرح اس کے ساتھ قائم رشتہ اور تعلق بھی مخدوش ہوتا ہے اور بالآخر رسوائی اور پشیمانی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا اور یہ میری بات نہیں بلکہ حضرت غالب مرحوم کا تجربہ ہے:

دل دیا جان کے کیوں اس کو وفادار اسدؔ
غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا

مَهِين : کے معنی ہوتے ہیں بہت حقیر اور ذلیل آدمی۔ جس کا کوئی مثبت کردار نہ ہو۔ ''نوع انسانی کو اگرچہ اتنی بہتر ساخت عطا فرمائی گئی ہے کہ اس کے اندر نبوۃ جیسے بلند ترین منصب کے حامل انسان پیدا ہوئے ہیں جس سے اونچا منصب اللہ تعالیٰ کی کسی دوسری مخلوق کو نصیب نہیں ہوا لہٰذا معاشرے میں کچھ لوگ انہی برگزیدہ ہستیوں کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے اتنے محترم ہو جاتے ہیں کہ معاشرے کے عام لوگ ان سے تعلق اور نسبت قائم کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ مگر کچھ لوگ ان برگزیدہ ہستیوں کی پیروی کے بجائے شیطان کے بہکاوے میں آکر اخلاقی پستی میں گرتے گرتے اس انتہا کو پہنچ جاتے ہیں جہاں ان سے زیادہ نیچ کوئی دوسری مخلوق نہیں ہوتی۔''

مفہوم از مقدمۂ تفسیر سورہ ''التین'' تفہیم القرآن

اب ایسے لوگوں سے تعلق یا نسبت قائم کرنا تو درکنار شرفاء بحیثیت رشتہ داران کا تعارف کرانے سے بھی گریز کرتے ہیں۔

هَمَّاز : کے معنی ہوتے ہیں ایسا شخص جو اپنے عیب بھول کر دوسروں پر نکتہ چینی کرتا رہتا ہے۔

Marfat.com

اس گراوٹ کے بعد ایسے لوگ شرفا کی چغلیاں کھاتے پھرتے ہیں اور بزعم خویش یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح ہم معاشرے کے نظروں سے گرے ہوئے ہیں شاید باقی بھی ان کی صف میں آ کھڑے ہوں۔

مَشَّاءٍ بِنَمِيْم : جو چل پھر کر چغلی کھانے کا عادی ہو یعنی جب شریف لوگ اس کی بکواس نہ سنیں تو یہ چل پھر کر اپنے جیسے لوگوں کو تلاش کر کے ان کے سامنے چغلی کھا کر لطف اندوز ہوتا ہے۔

مَّنَاعٍ لِلْخَيْرِ : نہ خود کوئی نیکی کا کام کرے اور نہ کسی کی نیکی برداشت کر سکے اور نہ ہی نیکی کے راستے میں مال خرچ کرے۔

مُعْتَدٍ اَثِيْم : اعتدال کے بجائے حدیں توڑنے والا اور گناہ پہ گناہ کرنے والا۔

جب انسان سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اٹھ جاتی ہے تو پھر وہ اپنا توازن برقرار رکھنے کے بجائے دن بدن پستی میں گرتا چلا جاتا ہے۔

عُتُلٍّ : کے معنی ہیں اکھڑ مزاج بداخلاق بدلحاظ۔ اس قسم کے لوگوں کیلئے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"اِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنِ اتَّقَاهُ النَّاسُ مِنْ شَرِّهِ "

أخرجه البخاری فی الأدب باب ما يجوز من اغتياب أهل الريب والفساد وفی باب المداراة مع الناس، وفی باب لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ -فاحشا، ومسلم فی البر والصلة، والترمذی فی البر والصلة باب، ما جاء فی المداراة، وأحمد فی مسنده.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " لوگوں میں بدترین وہ شخص ہے جس کے شر سے بچنے کیلئے دوسرے لوگ اس سے علیک سلیک رکھیں۔"

زَنِيْم : کہتے ہیں ایسے آدمی کو جو اپنی قوم چھوڑ کر کسی دوسری قوم میں شامل ہو گیا ہو اور رفتہ رفتہ خود ہی اپنی اصلیت اور حقیقی پہچان ہی گنوا بیٹھے۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ خاندانوں میں اس طرح کے لوگوں کی پہچان ہوتی ہے خاندان کے بڑے لوگوں کو اور یہی وجہ ہے کہ پہلے زمانے میں والدین اپنے بچوں کے رشتے طے کرنے سے پہلے گاؤں کے بزرگوں سے مشورہ کیا کرتے تھے اور وہ بزرگ لوگ علم غیب تو نہیں جانتے تھے مگر اپنے تجربے کی بنیاد پر مشورہ دیتے تھے تو دور دور تک طلاق کا نام سنائی نہیں دیتا تھا۔ بلکہ پرانی مائیاں کہا کرتی تھیں کہ ایسا گندہ اور منحوس لفظ منہ سے نہیں نکالنا چاہیے اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " اَلْبَرَكَةُ مَعَ أَكَابِرِكُمْ "

أخرجه ابن حبان : اسناده صحيح وفيه عمرو بن عثمان : وهو ابن سعيد كثير القرشي وثقه النسائي وابو داود وابن حبان ومسلمة بن القاسم وقال ابو حاتم صدوق.

Marfat.com

تمہارے معاشرے اور خاندانوں میں تجربہ کار بزرگ برکت کا باعث ہوتے ہیں۔

یعنی ایسے لوگوں کے تجربے اور راہ نمائی سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ مگر ہماری نوجوان نسل ایسے لوگوں کے پاس بیٹھنا بھی گوارا نہیں کرتی اور بجائے کسی سے بات کرنے یا سننے کے دور سے ایک منحوس جملہ:

"Mind your own business"

پھینک کر بھاگ جاتے ہیں اور جس تباہی کے راستے پر جا رہے ہوتے ہیں اس کا نام رکھا ہے: "محبت" مگر کاش کہ ہماری نوجوان نسل محبت کا مفہوم سمجھ پاتی تو تباہی سے بچ جاتی۔ محبت کی اصل یہ ہے کہ:

" لاتَنْقُصُ بِالْجَفَاءِ وَلَا تَزِيْدُ بِالْبِرِّ "

روضة المحبين لابن قيم الجوزية رحمه الله تعالى: ألباب الثاني في اشتغال هذه الأسماء و معانيها.

خالص محبت، محبوب کی طرف سے جفا کے باعث کم اور نیکی کے باعث زیادہ نہیں ہوتی۔ یعنی کچھ مل جائے تو اس میں اضافہ نہیں ہو سکتا چونکہ پہلے انتہائی درجے پر پہنچی ہوئی ہے اور کچھ نہ ملے تو کم نہیں ہو سکتی کہ محب اپنی عمر کے تمام اثاثے اپنے محبوب کے نام کر چکا ہے۔

اس شرط پہ کھیلوں گی پیا عشق کی بازی
جیتوں تو تجھے پاؤں ہاروں تو پیا تیری

پروین شاکر

ملکہ رومیلیہ

حسن جس رنگ میں ہوتا ہے جہاں ہوتا ہے
اہل دل کے لئے سرمایۂ جاں ہوتا ہے

جگر مرادآبادی

مُعْتَمَد بِنْ عَبَّاد اشبیلیہ کے طوائف الملو کی دور کا بادشاہ تھا جو اکثر و بیشتر مختلف بھیس بدل کر اپنے شاعر وزیر ابن عَمّار کے ساتھ کھلی فضا میں گھومنے پھرنے کیلئے محل سے دور فِضَّۃْ کی چراگاہ کی طرف نکل جاتا۔ یہ وادیٔ فِضَّۃْ نہ صرف چراگاہ تھی بلکہ مملکت اشبیلیہ کی ایسی خوبصورت وادی کہ جسے قدرت نے خود اپنے ہاتھوں سے سنوار کر جنت نظیر بنا دیا تھا۔

ایک روز پچھلے پہر مُعْتَمَد اپنے اسی شاعر وزیر ابن عَمّار کے ساتھ وادی کے کنارے کھڑا فطری مناظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا کہ اچانک تیز آندھی وطوفان نے بادشاہ کو گرد وغبار کی زرہ پہنا دی۔ معتمد نے وزیر سے کہا کہ اس کیفیت کو شعر میں بیان کرو۔ تو وزیر نے فی البدیہہ کہا: " صَنَعَ الرِّيْحُ مِنَ الْمَاءِ زَرَدْ "

گویا کہ ہوا نے پانی کی آمیزش سے آپ کے جسم پر زرہ بن دی ہے۔

Marfat.com

اور ساتھ ہی معذرت کرتے ہوئے بادشاہ کے جسم سے گردوغبار جھاڑنا شروع کردیا۔ جبکہ ان کے قریب جھاڑیوں کی اوٹ میں ایک نوخیز وحسین لڑکی نہ صرف یہ منظر دیکھ رہی تھی بلکہ اس نے وزیر کا مصرعہ بھی سن لیا جس کے بعد بادلوں سے چاند کی طرح نمودار ہوتے ہی مصرعہ مکمل کرتے ہوئے بولی: '' أَيُّ دِرْعٍ لِقِتَالٍ لَوْ جَمَدْ ''

ایسی زرع جو منجمد ہو آخر کس لڑائی میں کام آسکتی ہے؟

یہ سنتے ہی ابن عمار لاجواب ومغلوب ہو گیا گویا کہ لڑکی نے اسے پتھر نگلوادیا ہو۔ اور ادھر معتمد سے گویا دیکھا نہ گیا ہاتھ سے جانا دل کا:

پھر پلٹ کر نگہ نہیں آئی
تجھ پہ قربان ہو گئی ہو گی

سیف الدین سیف

بادشاہ نے اپنے ایک خصی غلام کو حکم دیا کہ اس لڑکی کا اس کے گھر تک پیچھا کرے اور پھر اس کی طرف سے دعوت دے کر سوار کر کے عزت کے ساتھ شاہی محل میں لے آئے۔ جب محل میں پہنچی تو معتمد نے اس کے خاندانی حالات پوچھے تو اس نے بتایا کہ اس کا نام رُوْمَيْلِيَّۃْ اور اس کا باپ ایک معمولی زمیندار قسم کا آدمی ہے جس کی گزر اوقات کا انحصار مال مویشی پر ہے۔ پھر بادشاہ کے پوچھے بناں ہی جھٹ سے بولی کہ ابھی تک میری شادی نہیں ہوئی ہے۔ اور معتمد بھی یہی سننا چاہتا تھا۔ جس کے بعد بادشاہ نے شادی کی پیشکش کی جو فوراً منظور کرلی گئی۔

گزر رہا ہے جو لمحہ، اسے امر کر لیں
میں اپنے خون سے لکھتا ہوں تم گواہی دو

امجد اسلام امجد

چنانچہ ایک عرصہ تک معتمد اس پہ آسمان کی طرح برستا اور رُوْمَيْلِيَّۃْ زمین کی طرح نوازشات سمیٹتی و سیراب ہوتی رہی اس طرح رفتہ رفتہ یہ شاہی جوڑا رشک کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔

عشق کرنا ہے تو دن رات اسے سوچنا ہے
اور کچھ ذہن میں آیا تو خسارہ ہو گا

وصی شاہ

مگر ایک دن عجیب واقعہ یہ پیش آیا کہ ملکہ نے کہیں شاہی محل سے دور کچھ عورتوں کو گارے میں گرتے پڑتے اور چلتے دیکھ لیا۔ اور یہ منظر دیکھتے ہی ایسے کئی مناظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گئے جو فِضّۃْ کی چراگاہ میں والد کے مویشیوں کے پیچھے دوڑتے بھاگتے اسے پیش آئے تھے۔ چنانچہ معتمد سے کہنی لگی میں بھی ایک روز اسی طرح گارے میں

Marfat.com

چلنا چاہتی ہوں۔" شاید کہ صائبؒ کے سامنے بھی کوئی ایسا ہی منظر ہوگا:

ہماں بہتر کہ لیلیٰ در بیاباں جلوہ گر باشد
ندارد تنگنائے شہر تابِ حسن صحرائی

بانگ درا "تضمین بر شعر صائب"

لیلیٰ کیلئے یہی مناسب ہے کہ وہ بیابانوں کی وسعتوں میں جلوہ گر رہے۔ کیونکہ شہر کی تنگ و تاریک گلیاں صحرائی حسن کی تاب نہیں لاسکتیں۔

بہرحال معتمد نے شاہی محل کے ملازمین کو حکم دیا کہ خوشبودار مٹی محل کے کونے میں ڈال کر چھانی جائے تاکہ ریشمی پاؤں میں خراش نہ آئے۔ اس میں ہر طرح کی خوشبوئیں ملائی جائیں۔ پھر عرق گلاب ڈال کر ہاتھوں سے گوندھی جائے یہاں تک کہ سوندھا سوندھا گارا تیار ہوجائے۔

ایک دن جب یہ سب کچھ ہوچکا تو ایک قومی تہوار کے موقعہ پر ملکہ سے کہا کہ وہ اپنی کنیزوں کو ساتھ رکھ کر اپنا شوق پورا کرلے چنانچہ ملکہ نے اس شاہی گارے کے ساتھ اپنے ذوق کے مطابق جو سلوک کرنا تھا وہ کیا اور خوش ہوگئی۔

خاوند کی ناشکری

مگر ہوا یہ کہ کچھ عرصہ بعد معتمد سے کوئی کوتاہی ہوگئی تو بگڑ کر کہنے لگی: "فَأَقْسَمَتْ أَنَّهَا لَمْ تَرَ مِنْهُ خَيْرًا قَطُّ" اللہ کی قسم! مجھے کبھی آپ کی طرف سے کوئی خیر اور خوشی نہیں ملی۔ معتمد نے کہا: "وَلَا يَوْمَ الطِّيْنِ" بھلا گارے کے دن بھی تمہیں خوش نہیں کیا تھا؟ تب ملکہ نے شرمندہ ہوکر معذرت کرلی۔

دولة النساء تاليف الاستاذ عبد الرحمٰن البر قوقي رحمه الله تعالىٰ : الباب الثامن رميهن بالكيد والمكر والغدر والتلون والكفر بالعشير ... : الناشر دار ابن حزم بيروت.

معتمد گویا اشبیلیہ کا بدنصیب بہادر شاہ ظفر تھا جسے ہسپانیہ کے ایک حکمران نے شکست دے کر قید کردیا تھا جہاں وہ زندگی کے آخری سانس تک بدنصیب بہادر شاہ ظفر مرحوم کی طرح نوحہ کناں رہا چونکہ وہ عربی کا قادرالکلام شاعر تھا لہٰذا اس کی یہ نظمیں انگریزی میں ترجمہ ہوکر Wisdom of the East Series شائع ہوچکی ہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی: بال جبریل: میں "قید خانے میں معتمد کی فریاد" کے عنوان سے اس کے احساسات کی ترجمانی کی ہے:

اک فغانِ بے شرر سینے میں باقی رہ گئی
سوز بھی رخصت ہوا، جاتی رہی تاثیر بھی

Marfat.com

مرد حر زنداں میں ہے بے نیزہ و شمشیر آج
میں پشیماں ہوں، پشیماں ہے مری تدبیر بھی
خود بخود زنجیر کی جانب کھنچا جاتا ہے دل
تھی اسی فولاد سے شاید مری شمشیر بھی
جو مری تیغ دو دم تھی، اب مری زنجیر ہے
شوخ و بے پروا ہے کتنا خالقِ تقدیر بھی

جس طرح بہادر شاہ ظفر کی قید خانے میں شاعری گویا اس کا اپنا اور مسلمانان برصغیر کا دردناک مرثیہ تھی اسی طرح معتمد کی شاعری گویا مسلمانان اندلس کا مرثیہ تھا۔

خاوند کی توجہ مبذول کرنے کیلئے شکر رنجی اور معمولی شکوہ و شکایت نسوانی مزاج کا عکاس اور ازدواجی سکون کا باعث ہے اس میں کوئی حرج کی بات نہیں مگر خاوند کی حیثیت سے زیادہ کی توقع کرنا اور ناکامی کی صورت میں بگڑنا کفران نعمت ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

...... وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ اَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوْا لِمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَ يَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلَى اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ ''

اخرجه البخاری فی الکسوف باب صلاة الکسوف جماعة و فی النکاح باب کفران العشیر و فی الایمان باب کفران العشیر و کفر دون کفر وفی الصلاة باب من صلی وقدامه تنور او نار او شیء مما یعبد فاراد اللّٰه به و فی الاذان باب رفع البصر الی الامام فی الصلاة ... واخرجه مسلم فی الکسوف باب ما عرض علی النبی ﷺ فی صلاة الکسوف من الجنة والنار واخرجه ابو داود فی الصلاة باب القراۃ فی صلاه الکسوف واخرجه النسائی فی التحفة الصلاة باب قدر القراۃ فی صلاۃ الکسوف.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ ایک طویل روایت ہے کہ جس میں سورج گرہن کے وقت نماز کسوف کی کیفیت کا بیان ہے جس کے آخر میں آپ ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا: جس میں آپ ﷺ نے خواتین اسلام کو اس طرح مخاطب فرمایا: ''اور میں نے جہنم دیکھی ہے جس سے پہلے میں نے اس جیسی کوئی ڈراؤنی چیز نہیں دیکھی تھی اور اس میں اکثریت عورتوں کی تھی۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ایسا کیوں؟ فرمایا: ان کی ناشکری کی وجہ سے۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ کی ناشکری کے باعث۔ فرمایا: نہیں بلکہ شوہروں کی ناشکری کے باعث کیونکہ ان کا احسان نہیں مانتیں۔

پھر آپ نے سائل کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا کہ ان کی حالت یہ ہے کہ تم اگر ساری زندگی ان کے ساتھ نیکی

Marfat.com

اور احسان کا معاملہ کرتے رہو مگر جب کبھی انہیں تمہاری کوئی بات بری لگی فوراً کہیں گی: "مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ" مجھے کبھی آپ کی طرف سے کوئی خیر اور خوشی نہیں ملی۔

یہ حکایت لکھتے ہوئے سعودی عرب میں مقیم پاکستان' بنگلہ دیش اور بھارت کے وہ مزدور میری آنکھوں کے سامنے آگئے ہیں جنہیں اس شدت کی گرمی میں باہر کام کرتے دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

مگر وہ اس دھن میں مگن لگے ہوتے ہیں کہ بیشک ان کی کھال جل جائے مگر ان کے بیوی بچے سکھی رہیں۔ جس اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ جذبۂ ایثار و قربانی رکھ دیا ہے اس کی غیرت یہ کیسے گوارا کر سکتی ہے کہ ان کی بیویاں ان کی ناشکری کریں۔

بلکہ کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ ہر ذی شعور انسان کو معلوم ہے کہ چوری کرنا، رشوت کھانا، خیانت کا ارتکاب کرنا یہ سب چیزیں اسے دوزخ کے قریب کر دیتی ہیں مگر انسان پھر بھی سب کچھ کر گزرتا ہے کیونکہ وہ سوچ رہا ہوتا ہے کہ میں خود جیل چلا جاؤں یا دوزخ کا ایندھن بن جاؤں مگر میری بیوی اور میرے بچے سکھی رہیں۔

اذیت' مصیبت' ملامت' بلائیں
ترے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا

میر درد

جمیل و بُثینہ

دولت بنی امیہ کے زمانے میں جمیل اور بُثینہ کے عشق کا بڑا چرچا تھا۔ جمیل بن عبد اللہ بن معمر بن الحارث بن ظُبیان فصیح اللسان و قادر الکلام شاعر، خوبصورت و بہادر انسان تھا۔ بُثینة بنت حبا بن ثعلبة بن الهَوذ بن عمرو بن الأحب بن حُن بن ربيعة اپنے وقت کی خوبصورت و پاک دامن خاتون تھی اور اگرچہ "حُن بن ربيعة" پر پہنچ کر دونوں کا نسب مل جاتا ہے اس کے باوجود ان کی شادی نہ ہو سکی۔

جمیل ایک دن دوپہر کے وقت اپنی بکریوں کے ساتھ ریگستان کے درمیان "بَغِيض" کے پنگھٹ پہ اترا "بَغِيض" کے اردگرد حد نظر تک پھیلا ریگستان، کہیں کہیں سرکنڈے اور جھاڑیاں، آگ برساتے سورج اور غبار آلود افق کے علاوہ وادی کے ایک کنارے بنی هُذَيْم کے خیموں سے دھوئیں کی ہلکی ہلکی لکیریں آسمان کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ جمیل ریگستان کی وسعتوں میں بکریوں کے پیچھے بھاگتے بھاگتے تھکاوٹ سے چکنا چور قیلولہ کے ارادے سے لیٹ گیا مگر تھوڑی دیر میں اچانک بکریوں کے ادھر ادھر بھاگنے نے اسے خوف زدہ کر دیا۔ وہ اپنا نیزہ سنبھالے آگ بگولا اور گالی گلوچ کرتا اٹھ بیٹھا۔ دیکھتا کیا ہے کہ اس کا شاعرانہ تصور اور خواب ایک صحرائی دوشیزہ کی صورت میں اس کے سامنے ہے جو اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ اپنی شرارت پہ خندہ زن کھڑی ہے۔

Marfat.com

صحرائی گلاب سے چہرے پہ سرخ و سپید متلاطم لہریں، کشادہ پیشانی جس پہ پسینے کے ڈھلکتے موتی، گھنگریالے اور سنہرے بال، لمبی اور باریک پلکوں کے نیچے بڑی بڑی شفاف بلوری آنکھیں، نیم واغنچے کی طرح ہونٹ اوران پہ شریرانہ وفاتحانہ مسکراہٹ۔ جمیل کو ایسا محسوس ہوا کہ گویا بہار کی پہلی کلی کو ابھی شبنم نہلا کر گزری ہے۔ بُثینہ نہ صرف نوخیز و بے داغ تھی بلکہ معصوم بھی اسے بالکل احساس نہ تھا کہ اس کا صحرائی حسن جمیل کو دنیا و مافیہا سے بیگانہ کرتے ہوئے پوری زندگی کیلئے نہ صرف اس کا اسیر بنا دے گا بلکہ عربی ادب میں ایک لازوال داستان کا اضافہ کر دے گا۔ پھر نہ جانے جمیل کی نظر میں کیا جادو تھا کہ بُثینہ کو پہلی نظر میں یقین ہو گیا کہ وہ صرف اسی کیلئے خلق کی گئی ہے۔

وَ اَوَّلُ مَا قَادَ الْمُوَدَّةَ بَيْنَنَا () بِوَادِيْ بَغِيْضٍ يَا بُثَيْنَ سِبَابُ

وَقُلْنَا لَهَا قَوْلًا فَجَاءَ تْ بِمِثْلِهِ () لِكُلِّ كَلَامٍ يَا بُثَيْنَ جَوَابُ

اے بُثینہ تمہیں یاد تو ہوگا کہ سب سے پہلے جس چیز نے ہماری محبت کو جلاء بخشی وہ وادی بَغِیض میں میرا تمہیں برا بھلا کہنا تھا۔

پھر ہم نے بُثینہ سے ایک بات کہی تو اُس کا جواب بھی اس کے موافق تھا۔ اے بُثینہ ہر بات کا کوئی نہ کوئی جواب تو ضرور ہوتا ہے۔

مگر اس عربی ہیر کیلئے بھی ایک عرب کھیڑا منتظر تھا۔ ہوا یہ کہ والدین نے بثینہ کی پسند کے علی الرغم قبیلہ کے ایک نوجوان نُبَيْهَ بن الأسود کے ساتھ اس کی شادی طے کر دی بثینہ ڈولی چڑھتے چیخ و پکار کرتی رہی جو ریگستان کی تہوں میں دب کر رہ گئیں اور جمیل اپنی ناکام محبت کا نوحہ کرتا رہ گیا۔

لَقَدْ أَنْكَحُوْا جَهْلًا نُبَيْهَ ظَعِيْنَةً

لَطِيْفَةَ طَيِّ الكَشْحِ ذَاتَ شَوًى خَدْلِ

ان لوگوں نے جاہلانہ رویہ اپناتے ہوئے ایک ایسی دوشیزہ کو نُبیہ سے بیاہ دیا ہے۔ جو نرم و نازک ہے۔ اس کے پہلو سمٹے ہوئے اور کمال الخلقت ہے۔ یعنی خالق اکبر کا ایک تخلیقی شاہکار ہے۔

اس طرح جمیل اور بثینہ تو ایک نہ ہو سکے مگر رفتہ رفتہ ان دونوں کا نام لازم و ملزوم اور ایک ہو گیا جیسے ہیر رانجھا، سسی پنوں اور لیلیٰ مجنوں و مرزا صاحباں اور ان کی محبت عربی ادب کی ایک لازوال و لذیز داستان بن گئی اس وقت حضرت امام ابو الفرج الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی: الأغانی: میرے سامنے ہے:

الأغـانی: دس ہزار آٹھ سو گیارہ (10811) صفحات اور ستائیس (27) ضخیم جلدوں پر مشتمل اگرچہ بہت مشکل کتاب ہے مگر کسی بھی طالبعلم کیلئے انمول خزانہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ صد افسوس کہ اب عرصہ ہوا دار العلوم دیوبند

Marfat.com

میں بھی شیخ الادب علامہ اعزاز علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کوئی ثانی پیدا نہیں ہو سکا کہ اس کے ترجمہ کیے جانے کی امید کی جا سکے۔ اگر کبھی کسی بزرگ نے اصل متن کے ساتھ اس کا اردو ترجمہ کر دیا تو دین کے طلباء کو اندازہ ہو سکے گا کہ علمائے سلف کتنے عظیم اور علم سے محبت رکھنے والے لوگ تھے۔ الأغانی کی جلد دوم میں انہتر (69) صفحات اس داستان کیلئے مخصوص کیے گئے ہیں اور یہ بھی خلاصہ ہے جس میں سے میں نے چند صفحات کا مفہوم بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ جمیل بُثَینہ کی شادی کے بعد بُثینہ بُثینہ پکارتا صحراؤں اور ریگستانوں کی خاک چھانتا پھرتا اور ادھر بثینہ ایک زندہ لاش بن کر رہ گئی:

میں کسی کے دست طلب میں ہوں تو کسی حرف دعاء میں ہوں
میں نصیب ہوں کسی اور کا مجھے سوچتا کوئی اور ہے

سلیم کوثر

میں نے شاعر سے معذرت کے ساتھ دوسرے مصرعہ میں ذرا تصرف کیا ہے تاکہ منظر کشی ہو سکے۔

میں پیار ہوں کسی اور کا مجھے نوچتا کوئی اور ہے

جمیل در بدر ٹھوکریں کھاتے جب بے بس ہو جاتا تو وادی کے کسی ٹیلے پر بثینہ کے خیمے کی طرف منہ کیے کھڑا ہو جاتا تاکہ ہوا کا کوئی جھونکا اس کیلئے بثینہ کی خوشبو چرا لائے۔

اَیَا رِیْحَ الشَّمَالِ اَمَا تَرَیْنِیْ () اَھِیْمُ وَ اَنَّنِیْ بَادِی النُّحُوْلِ
ھَبِیْ لِیْ نَسْمَۃً مِنْ رِیْحِ بَثْنٍ () وَمُنِّیْ بِالْھُبُوْبِ اِلٰی جَمِیْلِ
وَقُوْلِیْ یَا بُثَیْنَۃُ حَسْبُ نَفْسِیْ () قَلِیْلُکِ اَوْ اَکَلُّ مِنَ الْقَلِیْلِ

اے بادِ شمال کیا تو دیکھتی نہیں کہ میں بثینہ کی محبت میں کتنا سرگرداں، بھٹکنے والا اور کمزور نظر آنے والا ہوں۔ بثینہ کی خوشبو کا ایک جھونکا مجھے عطاء کر اور احسان کرتے ہوئے اپنے جھونکے جمیل پر نچھاور کر دے۔ اور میری طرف سے بثینہ کو یہ پیغام پہنچا دے کہ تمہاری طرف سے بہت کم یا کم از کم التفات یا خوشبو کا ایک جھونکا بھی مجھے زندہ رہنے کیلئے بہت ہے۔

الأغانی للامام المؤرخ النبیل علی بن الحسین بن محمد بن احمد بن الھیثم بن عبد الرحمٰن بن مروان بن عبد اللہ بن مروان بن محمد بن مروان الحکم بن أبی العاص بن امیۃ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی أبی الفرج الاصفھانی المتوفی سنۃ ۳۵۶ ھ. رحمہ اللہ تعالیٰ : نسب جمیل واخبارہ :

Marfat.com

جمیل و بثینہ کی پاکدامنی

جمیل و بثینہ کے مختصر تعارف کے بعد یہ حکایت بہت مفید ہوگی جس کیلئے مجھے اتنی لمبی تمہید کی ضرورت پیش آئی۔ایک روز بثینہ دولت امیہ کے پانچویں حکمران عبدالملک بن مروان سے ملاقات کیلئے جب ان کے پاس پہنچی تو عبدالملک بن مروان نے دیکھتے ہی کہا:

''یَا بُثَیْنَۃُ مَا أَرَی فِیْکِ شَیْئًا مِمَّا کَانَ یَقُوْلُہٗ جَمِیْلٌ''

اے بثینہ مجھے تو تم میں کوئی ایسی خاص بات نظر نہیں آتی جو جمیل اپنے اشعار میں بیان کیا کرتا تھا۔

بثینہ نے کہا ''یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّہٗ کَانَ یَرْنُوْ اِلَیَّ بِعَیْنَیْنِ لَیْسَتَا فِیْ رَأْسِکَ''

اے امیر المؤمنین دراصل بات یہ ہے جن دو آنکھوں سے جمیل مجھے دیکھ کر دنیا و مافیہا سے بیگانہ ہوگیا تھا وہ آپ کے سر میں نہیں ہیں۔

عبدالملک بن مروان نے لاجواب ہوکر کہا اچھا یہ بتاؤ کہ تم لوگوں کے عشق کی حقیقت کیا تھی؟بثینہ نے کہا: بالکل اسی طرح پاکیزہ جیسے شاعر نے اپنا حال بیان کیا ہے:

لَا وَالَّذِیْ تَسْجُدُ الْجِبَاہُ لَہٗ () مَالِیَ بِمَا تَحْتَ ذَیْلِھَا خَبَرُ
وَلَا بِفِیْھَا وَلَا ھَمَمْتُ بِھَا () مَاکَانَ اِلَّا لْحَدِیْثُ وَالنَّظَرُ

ابراهیم بن المهدی

جس ذات باری کے سامنے جبینیں سجدہ ریز ہوتی ہیں اس کی قسم کہ مجھے اپنی محبوبہ کی نیچے والی چیز یا منہ کی کوئی خبر نہیں اور نہ ہی مقصود محبت تھا میری اور اس کی محبت بس جی بھر کے باتیں کرنے اور دیکھ لینے تک محدود تھی۔

سہل الساعدی کی روایت ہے کہ میں جمیل کے پاس اس وقت پہنچا جب اس پہ موت کے آثار ظاہر ہو چکے تھے۔تو جمیل نے مجھے اس طرح مخاطب کیا: اے ابوسہل! آپ کا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جو اپنے اللہ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس نے پوری زندگی نہ تو کسی کا خون بہایا نہ شراب پی اور نہ ہی زنا کیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اس کی بخشش کی امید کی جاسکتی ہے؟

سہل کہتے ہیں: میں نے کہا: یقیناً ایسا شخص جنت کا مستحق ہے مگر ایسا خوش نصیب کون ہے؟ جمیل نے کہا میں ہی اللہ کی رحمت کا طلب گار بندہ ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے رحمت کا معاملہ کرے گا۔سہل کہتے ہیں میں نے کہا: تو پھر یہ بُثینہ کے معاملہ کی حقیقت کیا ہے؟ جمیل نے کہا آج دنیا میں میرا آخری اور آخرت میں داخل ہونے کا پہلا دن ہے اگر جھوٹ کہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب نہ کرے۔میں نے اس

Marfat.com

بے پناہ محبت اور رسوائی کے باوجود کبھی اس کے ساتھ برائی کا ارادہ نہیں کیا۔

قصص العرب " موسوعة تراثية جامعة لقصص و نوادر و طرائف العرب فی العصرین الجاهلی و الاسلامی " تالیف فضیلة العلامة ابراهیم شمس الدین : جمیل و بثینة : الناشر دار الکتب العلمیة بیروت .

عشق میں یہ بھی کھلا ہے کہ اٹھانا غم کا

کارِ دشوار ہے اور بعض نہیں کر سکتے

پروین شاکر

حسن اور غیرت

صاحبِ تفسیر مظہری استاذ المفسرین حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے: "سورۃ الانفطار" کی آیات " یَاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ () اَلَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ () فِیْٓ اَیِّ صُوْرَۃٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ "

۸۲ - الانفطار ۱ - ۳

اے انسان! کس چیز نے تجھے اپنے کریم رب کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا (تجھے کیا مل گیا ہے جسے پا کر تو اپنے اس کریم رب کو بھی بھول گیا ہے) جس نے تجھے پیدا کیا پھر اس نے تجھے متناسب بنایا اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ کر تیار کیا۔

کی تفسیر میں ایک سبق آموز حکایت بیان فرمائی ہے جس میں ہمارے لیے بہت سبق اور عبرت ہے۔" ایک عورت نے اپنے شوہر کے خلاف قاضیٔ وقت کی عدالت میں مقدمہ دائر کرتے ہوئے مدد چاہی کہ میرے خاوند نے میرے ہوتے ہوئے ایک دوسری عورت سے نکاح کر لیا ہے لہٰذا اس سے جواب طلبی کی جائے۔

قاضی نے کہا بی بی شاید تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو اختیار دیا ہے:" فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ" النساء ۳

جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو، دو، تین، تین اور چار چار سے نکاح کر لو۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اختیار اور اجازت کے بعد نہ تمہیں اس پر اعتراض کا حق ہے اور نہ مجھے کہ اس کی جواب طلبی کروں۔

قاضی کی بات سن کر عورت نے کہا:" اگر حجاب اللہ تعالیٰ کا حکم اور میری حیا مانع نہ ہوتی تو میں اپنے چہرے سے نقاب ہٹا کر آپ سے پوچھتی کہ جس عورت کو اللہ تعالیٰ نے اتنا وافر حسن اور جمال دیا ہے جیسا کہ میرا ہے، تو کیا ایسی

Marfat.com

عورت کے خاوند کیلئے کوئی گنجائش رہ جاتی ہے کہ وہ کسی دوسری سے نکاح یا مشغولیت اختیار کرے؟

عورت کا یہ جواب قریب ہی موجود کسی صاحب دل نے سنا تو ایک چیخ کے ساتھ غش کھا کر زمین پہ جا گرا۔ کچھ دیر بعد جب ہوش آیا تو لوگوں کے استفسار پر اس نے بتایا کہ اس عورت کی بات پر مجھے ایک غائبانہ آواز نے متوجہ کر لیا تھا کہ ''تو نے اس عورت کی بات سنی اور غور کیا کہ اس کے اندر اپنے عارضی، فانی اور عطائی حسن کیلئے کتنی غیرت اور فخر ہے؟

اگر مجھے اپنی عظمت اور کبریائی کا حجاب ملحوظ نہ ہوتا تو تجھے میں اپنا حقیقی حسن و جمال اور جلال دکھاتا اور پوچھتا کہ جو ذات خود منبع حسن و جمال ہے اس کے ساتھ تعلق جوڑنے والے کیلئے کہاں گنجائش رہ جاتی ہے کہ پھر وہ غیر کی طرف توجہ کرے۔ اے بندے! تو صرف میری طرف متوجہ رہتے ہوئے میری طلب میں منہمک رہ۔ اس طرح ایک روز تو مجھے پالے گا۔''

معلوم ہوا کہ مسئلۂ توحید اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان سراسر غیرت کا مسئلہ ہے کیونکہ دنیا کی کسی ہستی اور کسی چیز میں اپنا ذاتی حسن و کمال نہیں بلکہ ہر ایک اور ہر چیز میں جو کچھ بھی ہے وہ سراسر عطائی اور اللہ کریم کی دین ہے۔

اگر ایسی بات نہ ہو تو دنیا کا کوئی صاحب کمال اپنے کمال کو زائل اور صاحب جمال اپنے حسن کو ماند نہ پڑنے دے۔ جناب جگر مرادآبادی مرحوم کی اس بات میں کوئی شک نہیں کہ:

حسن جس رنگ میں ہوتا ہے جہاں ہوتا ہے
اہل دل کے لئے سرمایۂ جاں ہوتا ہے

جگر مرادآبادی''

لیکن کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ محض ایک نظر دیکھنے والے کی یہ کیفیت ہے تو خود صاحب حسن کو اپنے حسن پہ کتنا غرور و مسرور ہوگا۔ اگر یہ کمالات اور یہ حسن انسان کے پاس اللہ کریم کی امانت نہیں تو پھر چند سال بعد ایک حسین کیوں مسکین بن جاتا ہے؟

نغموں کی ابتدا تھی کبھی میرے نام سے
اشکوں کی انتہا ہوں مجھے یاد کیجیے

ساغر صدیقی

اور شاعر کسی پری جمال کے مرحوم حسن کا نوحہ کیوں کرتا ہے؟

عمر کے ساتھ عجیب سا بن جاتا ہے آدمی
حالت دیکھ کے دکھ ہوا، آج اس پری جمال کی

منیر نیازی

Marfat.com

اگر یہ بات سمجھ آجائے تو اللہ تعالیٰ کی غیرت کا مطلب سمجھ آسکتا ہے جو نہ صرف حسن کا خالق ہے بلکہ بغیر کسی تقاضے اور انسان کے شعور سے پہلے اسے عطا فرماتے ہوئے قرآن کریم میں اعلان فرماتا ہے:

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ () وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ () وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ () لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ () التِّيْن ۱/۴

قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور قسم ہے طور سینا اور اس امن والے شہر (مکہ) کی بیشک ہم نے پیدا کیا ہے انسان کو بہترین ساخت پر۔

یعنی احسن الخالقین کی بارگاہ میں جو تخلیقی معیار مقرر ہے اس کے مطابق صرف انسان ہی اس کا تخلیقی شاہکار ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَاغَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ () الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ () فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ () الانفطار ۶-۸

اے انسان! کس چیز نے تجھے اپنے اس رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا۔ جس نے تجھے پیدا کیا، تجھے نِک سُک سے درست کیا' تجھے متناسب بنایا اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ کر تیار کیا۔

" وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ " الحج ۳۱

اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر گیا اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا اسکو ایسی جگہ لے جا کر پھینک دے گی جہاں اس کے چیتھڑے اڑ جائیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی عزت اور مقام کی قدر نہیں کرتے اور خود ذلت کا راستہ اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ان کے نفس کے حوالہ کر دیتا ہے جس کے بعد ذلت کی جس کھائی اور گڑھے میں جا گریں، وہ ذات بے نیاز ہے۔ لیکن غیرتمند اور اپنی عزت کی حفاظت کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ مدد اور حفاظت فرماتے ہیں۔

حکایت

حضرت امام ابن القیم الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے زمانہ بنی اسرائیل کی میسونہ نامی ایک خوبصورت عورت کی حکایت نقل کی ہے کہ دو آدمی اس پر نظر رکھتے تھے اور دونوں ایک دوسرے سے اپنا حال بھی چھپاتے تھے ایک روز ان دونوں کو اطلاع ہوگئی کہ میسونہ ایک باغ میں اکیلے نہا رہی ہے۔ تو یہ دونوں وہاں پہنچ کر باغ کی دیوار سے جھانکنے لگے۔

Marfat.com

جب میسونہ کو ان کی بدنیتی کا علم ہوا تو اس نے اپنے آپ کو گہرے پانی میں چھپا لیا مگر ان دونوں کو پھر بھی شرم نہ آئی اور اسے دھمکایا کہ اگر تو نے انکار کیا تو ہم تجھے بدنام کر دینگے۔ مگر عورت پر اللہ کا خوف غالب رہا اور ان کے بہکاوے میں نہ آئی تو ان دونوں نے اس پر تہمت لگا کر اس پر حد جاری کرا دی۔

تب اللہ کریم نے وقت کے نبی حضرت دانیال علیہ السلام پر وحی بھیج کر اس کی پاکدامنی اور ان دو مردوں کا جھوٹ ظاہر فرما دیا۔

روضة المحبين ونزهة المشتاقين للامام العلامة شمس الدين محمد بن أبى بكر ابن قيم الجوزية رحمه الله تعالىٰ عليه : الباب الخامس العشر فيمن ذم العشق:

حسن اور حسن نیت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَتِ امْرَأَةٌ تُصَلِّیْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَسْنَاءَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ ، وَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَتَقَدَّمُ حَتّٰى يَكُوْنَ فِی الصَّفِّ الْأَوَّلِ لِأَنْ لَا يَرَاهَا وَيَسْتَأْخِرُ بَعْضُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ فِی الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ ، فَإِذَا رَكَعَ نَظَرَ مِنْ تَحْتِ اِبْطَيْهِ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى " وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِيْنَ " ١٥ : أَلْحِجْر ٢٤

أخرجه الترمذى فى ابواب تفسير القرآن : سورة الحِجْر :

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اپنے وقت کی ایک خوبصورت ترین خاتون رسول اللہ ﷺ کے پیچھے عورتوں کی صف میں نماز پڑھا کرتی تھیں لہٰذا کچھ لوگ محض اس لیے جلدی آ کر پہلی صف میں آگے ہو جاتے تاکہ اس خاتون کو نہ دیکھ پائیں اور بعض پچھلی صف میں جو عورتوں کے قریب ہوتی پیچھے ہٹ جاتے۔ جہاں جب رکوع کرتے تو اپنی بغلوں کے نیچے سے اس کو دیکھتے جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:" وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِيْنَ " ہم خوب جانتے ہیں تم میں سے ان لوگوں کو جو آگے بڑھنے والے ہیں اور ان لوگوں کو جو پیچھے رہنے والے ہیں۔

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم

اس حدیث شریف کو سمجھنے کیلئے سب سے پہلے مقام صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے بنیادی طور پر قرآن کریم کے دو مقامات سامنے رکھنے ضروری ہیں۔

01: وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ () اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ () ٧- الأعراف ١٧٢ - ١٧٣

Marfat.com

اور اے نبی! لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جبکہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا: ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟'' انہوں نے کہا: ''ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں، ہم اس پر گواہی دیتے ہیں'' یہ ہم نے اس لیے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ ''ہم اس بات سے بے خبر تھے'' یا یہ نہ کہنے لگو کہ ''شرک کی ابتدا تو ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے کی تھی اور ہم بعد کو ان کی نسل میں پیدا ہوئے، پھر کیا آپ ہمیں اس قصور میں پکڑتے ہیں جو غلط کار لوگوں نے کیا تھا''

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ ان کے سامنے سجدہ کرو اور یہ اس لیے تھا کہ فضیلت وخلافت آدم علیہ السلام میں کسی کو شک نہ گزرے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے پوری نسل انسانی جو بھی قیامت تک پیدا ہونے والی تھی کو بیک وقت وجود اور شعور بخش کر اپنے سامنے حاضر کرتے ہوئے ان سے اپنی ربوبیت کا اقرار اور شہادت لی تھی کہ میرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے اس اقرار پر زمین وآسمان اور تمہارے باپ آدم کو گواہ بناتا ہوں تاکہ کل قیامت کے روز تم یہ عذر نہ کر سکو کہ ہم اس حقیقت سے آگاہ نہ تھے یا یہ کہو کہ ہمارے باپ دادا جب ہم سے پہلے ہی شرک کرتے آرہے تھے اور ہم بھی بغیر سوچے سمجھے ان کے راستے پر چل نکلے تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے کہ ہمیں سزا دی جائے۔ اس عہد عام کے علاوہ اللہ کریم نے تمام حضرات انبیاء علیہم السلام کو وجود اور شعور بخش کر ان سے بھی ایک خصوصی عہد یہ لیا تھا۔

02: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ ۝ ۳ العمران ۸۱

یاد کرو اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ ''آج ہم نے تمہیں کتاب اور حکمت ودانش سے نوازا ہے، کل اگر کوئی دوسرا رسول تمہارے پاس اُسی تعلیم کی تصدیق کرتا ہوا آئے جو پہلے سے تمہارے پاس موجود ہے، تو تم کو اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی'' یہ ارشاد فرما کر اللہ نے پوچھا: ''کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور اس پر میری طرف سے عہد کی بھاری ذمہ داری اٹھاتے ہو؟'' تو ان سب نے کہا ہاں ہم اقرار کرتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا: ''اچھا تو گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

واقول

رسول اللہ ﷺ کی بعثت تک ہر نبی اور رسول سے یہی اقرار لیا جاتا رہا ہے اور اس عہد سے مراد آخری رسول حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس تھی اور جو عہد کسی نبی سے لیا گیا لازماً اس نبی کی امت بھی اس کی پابند تھی لیکن

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے بعد قیامت تک کسی نبی یا رسول نے نہیں آنا تھا اس لیے آپ سے اس قسم کا کوئی عہد نہیں لیا گیا۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ اور آپ کے وصال کے بعد اس عہد و پیمان کو پورا کرنے والی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت ہے۔ اور ان کا یہ اعزاز ایسا ہے کہ پہلے زمانے کے بعض جلیل القدر انبیائے کرام علیہم السلام نے اس امت میں سے ہونے کی آرزو فرمائی تا کہ وہ حضرت امام الانبیاء علیہ السلام کی مدد و نصرت فرما کر اللہ تعالیٰ کے سامنے اس عہد کو پورا کرتے ہوئے اس کی بارگاہ میں سرخرو ہو جائیں۔ اس طرح حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک واقعہ ہمارے لیے باعث ہدایت و سبق ہے۔

حدیث شریف میں مذکور واقعہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حضرات ایسے خوش نصیب تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ خود ان کی تربیت فرمائی تا کہ وہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی اس دعوت و تبلیغ کے کام میں معیار پر کھرے اور پورے اترتے جائیں اور پھر خود قرآن کریم نے انہیں زندگی کے ہر معاملے میں بری قرار دے دیا ''رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ'' کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جس امانت کو دوسروں تک پہنچانے کیلئے منتخب کیا تھا وہ ایسے پورے اترے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور اللہ کریم نے جس اجر کا ان سے وعدہ فرمایا تھا اسے پا کر وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔

بیمار ذہن

عموماً بعض بیمار ذہن لوگ اس قسم کی احادیث کو بنیاد بنا کر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو نشانہ بناتے ہیں یا سرے سے ان احادیث کا انکار کرتے ہیں حالانکہ اس طرح کی احادیث مبارکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت کی دلیل ہیں اور وہ اس طرح کہ میں نے اپنے اساتذہ کی زندگی پر مضمون لکھ کر فخر محسوس کیا ہے کہ فلاں وقت میں نے یہ غلطی کی تھی اور میرے فلاں استاذ نے شفقت فرماتے ہوئے بروقت میری اصلاح فرما دی تھی۔

اور یہ صرف میرا امتیاز نہیں بلکہ استاذ اور شاگرد کا شروع سے یہی تعلق رہا ہے اور ہر شاگرد اپنے استاذ کا احسان مند ہوتا ہے۔ لیکن کیا خیال ہے آپ کا ان حضرات کے بارے میں جن کی تربیت اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں خود رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں اور جہاں بھی استاذ اور شاگرد کی ضرورت ہوتی ہے فرشتہ وحی لے کر آ جاتا ہے۔ مگر یہ فرق صرف وہ لوگ محسوس کر سکتے ہیں جو کبھی کسی کے شاگرد رہے ہوں۔ اور جن بدنصیبوں کو کبھی استاذ کے سامنے بیٹھنے کی سعادت حاصل نہیں ہوئی وہ اس طرح کی باتیں نہیں سمجھ سکتے۔

یہی وجہ ہے کہ یہ حدیث شریف کتب حدیث میں سے جامع ترمذی، سنن نسائی، السنن الکبری للنسائی، ابن ماجہ، مسند احمد، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ، معجم الکبیر للطبرانی، مسند ابی داود الطیالسی،

Marfat.com

المستدرک، السنن الکبری للبیھقی و شعب الایمان للبیھقی اور حلیۃ الاولیاء کے علاوہ تفسیر کی بہت سی کتب میں روایت ہوئی ہے اور اجلہ محققین میں سے، الحافظ ابن حبان، حاکم، امام ذہبی اور شیخ البانی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ نے اس روایت کو صحیح تسلیم کیا ہے۔

یعنی بعض نئے اصحاب جو اسلام میں داخل ہوئے تھے اور جن کی تربیت ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی لہٰذا انہیں حسنِ نیت کا کماحقہ ادراک نہیں تھا تو ان میں سے کچھ سے یہ غلطی ہوگئی تو فرشتہ اللہ کریم کی طرف سے وحی لے کر آگیا کہ اے میرے رسول! اپنے ان نو وارد شاگردوں کو یہ بات بتا کر ان کی اصلاح کردو کہ تم جس معبود حقیقی پر ایمان لائے ہو اس کا معاملہ یہ ہے کہ وہ تمہارے شہ رگ سے زیادہ قریب اور علیم و بصیر ہے اور اس کے راضی کرنے کا وہ طریقہ نہیں جو تم اپنے اندھے اور بہرے خوساختہ بتوں کی پوجا پاٹ کر کے کرتے آئے ہو لہٰذا جس طرح زبان سے کلمہ پڑھا ہے اس طرح اپنے دل بھی صاف کرلو۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی

ایک شخص نے حضرت امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان کیا: ''میں نے خواب میں پڑوسی کی کبوتری پکڑی اور اس کے بازو کاٹ دیئے یہ سنتے ہی حضرت امام کا رنگ متغیر ہوگیا اور اس سے پوچھا کہ پھر آگے کیا ہوا؟

اس شخص نے بتایا کہ ایک سیاہ کوا آکر پہلے تو میری چھت پر بیٹھا پھر وہ نقب لگا کر اندر داخل ہوگیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: بہت جلدی تیرے اللہ نے تجھے تنبیہ فرمادی ہے۔ لہٰذا توبہ کر کیونکہ تیرے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ: جس طرح تیرے اپنے پڑوسی کی بیوی سے ناجائز تعلقات ہیں اسی طرح کالے کوے سے مراد حبشی غلام ہے جس کے تیری بیوی سے ناجائز تعلقات ہیں جو تیری عدم موجودگی میں تیری بیوی کے پاس آتا ہے۔

یعنی: یہ بھی ممکن ہے کہ جب تم پڑوسی کی بیوی کے پاس ہوتے ہو تو وہ تمہاری بیوی کے پاس آجاتا ہو۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَرُّوْا آبَاءَ كُمْ تَبَرُّ كُمْ اَبْنَاءُ كُمْ وَ عِفُّوْا تَعِفُّ نِسَاءُ كُمْ .

رواہ الطبرانی فی الاوسط و رجالہ رجال الصحیح غیر شیخ الطبرانی أحمد غیر منسوب والظاھر انہ من المکثرین من شیوخہ فلذالک لم ینسبہ واللہ اعلم : مجمع الزوائد ومنبع الفوائد :کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی البر وحق الوالدین.

حضرت عبداللہ ابن عمر رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم لوگ اپنے والدین کی فرمانبرداری اور اطاعت میں رہو تاکہ تمہاری اولاد تمہاری اطاعت وفرمانبرداری میں رہے۔ اور تم خود

Marfat.com

پاکدامنی اختیار کرو تاکہ تمہاری عورتیں بھی پاکدامن رہیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ " عِفُّوْا تَعِفُّ نِسَاءُ كُمْ وَ بَرُّوْا آبَاءَ كُمْ تَبِرُّ كُمْ اَبْنَاءُ كُمْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد روایت کیا ہے: ''تم اگر خود پاکدامنی اختیار کرلو تو تمہاری عورتیں بھی گناہوں کی دلدل اور گندگی سے محفوظ رہیں گی اور تم لوگ اپنے والدین کی فرمانبرداری اور اطاعت میں رہو تاکہ تمہاری اولاد تمہاری اطاعت و فرمانبرداری میں رہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ پاکدامن رہنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عزت و ناموس کی حفاظت کا انتظام کرتا ہے اور جو لوگ خود پاکدامنی اختیار نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان کی خواتین سے اپنی حفاظت اٹھالیتا ہے۔ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا.

اجتماع ضدین

اجتماع ضدین۔ نقیضین: منطق کی دو اہم اور ہم معنی اصطلاحات ہیں جس کا مطلب ہے دو مخالف چیزوں کا ایک جگہ جمع ہو جانا۔ اور ایسا عقلاً محال ہے۔ جیسا کہ دن اور رات ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایمان اور کفر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جس طرح دن اور رات کا ایک وقت میں اکٹھے ہونا محال ہے۔ اسی طرح ایمان اور کفر۔ شکر اور ناشکری ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ بسا اوقات اخلاق و عادات اور عقائد کے اعتبار سے مرد عورت بھی ایک دوسرے سے بہت مختلف ہوتے ہیں اسی لیے اسلام نے '' کُفو'' کی قید لگائی ہے، جس کی تفصیل گزر چکی ہے اور جہاں لوگ ان باریکیوں کی پرواہ نہیں کرتے وہاں کبھی کبھی عجیب واقعات پیش آتے ہیں۔ آیئے اس سلسلے کے تین واقعات پر غور کریں۔

الشیخ ابو عبد الرحمٰن ھیثم بن عدی بن عبد الرحمٰن بن زید بن أسید رحمہ اللہ خلافت عباسیہ کے دوران ممتاز اور صاحب تصانیف عالم تھے اگرچہ خوارج سے متاثر تھے مگر عمر بھر عباسی خلفاء منصور، مہدی، ہادی اور رشید کے ساتھ منسلک رہے اور ان سے روایت بھی کی۔

" المثالب " " المعمرين " " بيوتات العرب " بيوتات قريش " " هبوط آدم عليه السلام " " افتراق العرب و نزول منازلها " نزول العرب بخراسان والسودان " نسب طي " مديح اهل الشام " تاريخ العجم وبنى عمية " من تزوج من الموالى فى العرب " طبقات الفقهاء والمحدثين " تاريخ الاشراف الصغير " تاريخ الاشراف الكبير " کے علاوہ بھی درجن بھر علمی کتب آپ کی یادگار ہیں۔

Marfat.com

کہتے ہیں کہ ایک روز مجھے امیر المؤمنین مہدی نے کہا: اے ہیثم! لوگ تو عرب کے عیوب و محاسن اور سخاوت کی داستانیں سناتے رہتے ہیں مگر آپ نے کبھی کوئی حکایت بیان نہیں کی تو میں نے عرض کیا: امیر المؤمنین! میرے پاس بھی اس طرح کی حکایات محفوظ ہیں۔ ان میں سے کچھ عرض کرتا ہوں:

01: سخی خاوند اور بخیل بیوی

اے امیر المؤمنین ایک مرتبہ میں اپنی اونٹنی پر سوار سفر کیلئے گھر سے نکلا مگر منزل مقصود پر پہنچنے سے پہلے ایک دیہاتی کے خیمے کے قریب شام ہوگئی پس میں نے ان کے ساتھ رات گزارنے کا فیصلہ کیا اور سواری سے اتر کر خیمے میں داخل ہوگیا۔

خیمہ کا مالک تو موجود نہ تھا لیکن اس کی بیوی نے مجھ سے پوچھا تم کون ہو اور کیا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: مسافر ہوں اور آپ لوگوں کے ساتھ مہمان کی حیثیت سے رات گزارنے کا ارادہ رکھتا ہوں چونکہ میری منزل ابھی کافی دور ہے۔ اس عورت نے کہا: ہمارے پاس مہمان یا مسافر کا کیا کام؟ اس وسیع صحرا میں کہیں بھی رات بسر کی جاسکتی تھی پھر اس عورت نے گیہوں پیس کر آٹا گوندھا روٹی پکائی اور مجھے دعوت دیئے بغیر اکیلے کھانے پہ بیٹھ گئی مگر ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ اس کا خاوند بھی آ گیا جس کے پاس کافی سارا دودھ بھی تھا اس نے مجھے سلام کیا اور بیوی سے پوچھا یہ کون شخص ہے ؟

بیوی کے بولنے سے پہلے میں خود بول پڑا کہ میں آج کی رات آپ کا مہمان ہوں خیمہ کے مالک نے سنتے ہی مجھے خوش آمدید کہا، مجھے خیر و برکت کی دعائیں دیتے ہوئے دودھ کا پیالہ بھر لایا اور مجھے پلایا پھر کہنے لگا مجھے محسوس ہوتا ہے کہ تم نے کھانا نہیں کھایا اور نہ ہی اس میری بیوی نے آپ کو کھانے کیلئے کچھ دیا ہوگا؟

میں نے سچ سچ بتا دیا کہ واقعی میں نے کھانا نہیں کھایا۔ اس آدمی کو غصہ آیا اٹھا اور بیوی کو جھاڑ پلائی کہ تمہارا ستیاناس تم نے مہمان کو بھوکے چھوڑ کر اپنا پیٹ بھر لیا؟ عورت نے کہا: میں اپنا کھانا اس کو کیسے کھلا دیتی اس جواب پر اس آدمی کو غصہ آیا تو اس نے بیوی کی پٹائی بھی کر دی۔ اس کے بعد اس آدمی نے تیز چھری نکالی اور میری اونٹنی ذبح کر ڈالی میں نے ڈرتے ڈرتے کہا: اللہ آپ کا بھلا کرے یہ آپ نے کیا کر دیا یہ کیسی مہمان نوازی ہے کہ میری اونٹنی ذبح کر ڈالی جبکہ میں حالت سفر میں ہوں اور متبادل سواری کا انتظام بھی نہیں؟

اس نے کہا بخدا میرا مہمان بھوک کی حالت میں میرے خیمے میں رات نہیں گزار سکتا اس کے بعد اس نے مجھے گوشت کھلانا شروع کیا بیوی سے کہا: "کُلِی لَا اَطْعَمَکِ اللّٰہُ" للہ تجھے کبھی نہ کھلائے لے تو بھی کھا اس طرح گوشت پکاتے کھاتے اور کھلاتے صبح ہوگئی تو مجھے خیمے میں انتظار کرنے کا کہہ کر خود کہیں چلا گیا۔

Marfat.com

تو میں حالت سفر میں اپنی اونٹنی کے ذبح ہونے کے غم میں نڈھال بیٹھا اس کا انتظار کرنے لگا اسی دوران دوپہر کے وقت وہ شخص واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک عمدہ قسم کی اونٹنی کی مہار تھی اس نے مہار میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا یہ تمہاری ذبح ہونے والی اونٹنی کا عوض ہے قبول کرو جس کے بعد اس شخص نے رات کا باقی ماندہ گوشت بھی میرے سپرد کیا تا کہ سفر میں کام آسکے۔ لہٰذا میں اپنی منزل کی طرف چل نکلا۔

02: سخی بیوی مگر بخیل و بدصورت خاوند

اے امیر المؤمنین دوران سفر مجھے ایک دوسرے دیہاتی کے خیمے کے قریب جب شام ہوگئی تو میں سواری سے اتر کر اس کے خیمے کے اندر داخل ہوا میں نے سلام کیا تو خیمے کا مالک موجود نہ تھا مگر اس کی بیوی نے خندہ پیشانی سے سلام کا جواب دیا اور مجھ سے خیمے میں اترنے کی وجہ پوچھی تو میں نے اپنے سفر کا حال سنایا اور رات کی رات ان کے پاس بطور مہمان ٹھہرنے کی خواہش ظاہر کی جس کے جواب میں اس نے کہا: ''مَرْحَبًا بِکَ حَیَّاکَ اللّٰہُ وَ عَافَاکَ'' خوش آمدید اللہ آپ کو زندگی اور عافیت عطا فرمائے۔ اس کے بعد اس خاتون نے آٹا پیسا گوندھ کر روٹی پکائی اور کھانے کیلئے میرے سامنے رکھتے ہوئے اس نے کہا ماحضر تناول فرمایئے اور خاطر خواہ خدمت نہ کرسکنے پر معذرت قبول کیجیے۔

ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک بدشکل و ترش رو قسم کا دیہاتی آنکلا اس نے مجھے سلام کیا اور پوچھا تم کون ہو؟ تو میں نے کہا کہ آج کی رات آپ کا مہمان ہوں اس نے سنتے ہی کہا کسی مہمان کا ہمارے ہاں کیا کام پھر بیوی سے کھانا طلب کیا تو اس نے کہا میں نے مہمان کو کھلا دیا ہے اس نے کہا میرا کھانا مہمان کو کھلانے والی تم کون ہوتی ہو پھر اس کے ساتھ تلخ کلامی کی اور اسے پیٹا بھی۔

ھیثم بن عدی کہتے ہیں میں یہ منظر دیکھ کر ہنس پڑا تو وہ دیہاتی میرے پاس آکر پوچھنے لگا تم اس طرح کیوں ہنس رہے ہو تب میں نے گزشتہ رات کا سارا واقعہ اسے سنا دیا۔ اب دیہاتی میری سرگزشت سن کر اطمینان سے بولا: ''دراصل یہ میری بیوی اس دیہاتی کی بہن ہے جس کے پاس تم نے کل رات بسر کی تھی جبکہ اس کی بیوی میری بہن'' ھیثم کہتے ہیں کہ میں ساری رات ان واقعات پر متعجب سوچتے صبح ہوتے ہی اپنی منزل کی طرف چل پڑا۔

03: زمانہ ایک رنگ پر نہیں رہتا

ھیثم بیان کرتے ہیں کہ پہلے زمانے کے لوگوں میں سے ایک آدمی کے دسترخوان پر تلی ہوئی مرغی رکھی تھی عین اس وقت جب کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ کھانا شروع کیا تو ایک سائل نے صدا لگائی مگر اس نے اس کو کچھ دیئے بغیر خالی ہاتھ لوٹا دیا حالانکہ اللہ کریم نے اسے بہت سا مال دے رکھا تھا۔ پس اللہ کریم کو اس کا یہ فعل پسند نہیں آیا تو اپنی

Marfat.com

حفاظت و برکت سے اس کو محروم کر دیا۔ جس کے بعد پہلے میاں بیوی کے درمیان جھگڑا شروع ہوا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونوں میں علیحدگی ہوگئی۔ پھر دیکھتے دیکھتے تمام دولت بھی ختم ہوگئی اور اچھا بھلا کھاتا پیتا انسان اللہ کی ناشکری کے باعث دیوالیہ ہو کر سڑک پہ آ گیا۔ جس کے بعد بیوی نے فوراً دوسرا نکاح کر لیا۔ پس ایک دن اس عورت کا دوسرا خاوند اسی طرح بیوی کے ساتھ دسترخوان پہ بیٹھا تو اس کے سامنے بھنی ہوئی مرغی تھی ابھی کھانا شروع کیا ہی تھا کہ اک سائل نے صدا لگائی۔ تو اس آدمی نے بیوی سے کہا کہ جلدی سے یہ بھنی ہوئی مرغی اس سائل کو دے دو۔

بیوی نے مرغی سائل کو دیتے ہوئے غور سے دیکھا تو یہ اس کا پہلا خاوند تھا۔ عورت نے واپس آ کر اپنے خاوند کو سائل کی حقیقت اور سارا واقعہ سنا دیا تو واقعہ سننے کے بعد اس شخص نے کہا تمہارے خاوند نے جس مسکین کو نامراد دروازے سے لوٹا دیا تھا دراصل میں ہی وہ مسکین سائل ہوں اللہ تعالیٰ نے اس کی ناشکری اور مسکین کا حق نہ پہچاننے کی وجہ سے اس کا مال اور اس کی بیوی مجھے دے دی۔

وفیات الاعیان لابن خلکان ۶۰۸ - ۶۸۱ ھ. رحمہ اللہ تعالیٰ :ترجمة هيثم بن عدى: وذكره الدميرى رحمه الله تعالىٰ فى "كتاب الحيوان" باب : الدجاج

پانچ عورتیں

علامہ محمد بن عیسی کمال الدین الدمیری المتوفی ۷۴۲ - ۸۰۸ ھ. رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عمدہ و نادر تصنیف "حياة الحيوان الكبرى" میں " اِبْتِلَاءُ الْأَخْيَارِ بِالنِّسَاءِ الْأَشْرَارِ " کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ تاریخی طور پر عرب میں پانچ عورتیں ضرب المثل تھیں۔

جب راقم الحروف نے ان خواتین کے بارے میں معلومات جمع کیں تو معلوم ہوا کہ مختلف پس منظر اور وجہ شہرت کے باوجود ان کے حالات میں ہمارے لیے کچھ نہ کچھ سامان عبرت موجود ہے جس کے پیش نظر میں نے ان تفصیلات کو قارئین تک پہنچانے کا فیصلہ کیا۔

01 :زرقاء اليمامه

بعثت نبوی ﷺ سے تقریباً سات سو سال پہلے سام بن حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے دو قبیلے طَسم اور جدِیس وادیٔ جَوّ میں آباد تھے جو بعد میں یمامہ کے نام سے مشہور ہوگئی " زَرْقَاءُ الْيَمَامَةِ " یعنی وادیٔ یمامہ کی زرقاء بنت مُرّہ قبیلہ طَسم کی بیٹی اور جدیس میں بیاہی ہوئی تھی۔

أَبْصَرُ مِنْ زَرْقَاءِ الْيَمَامَةِ.

جس کا اصل نام تو "يمامه" ہی تھا لیکن آنکھوں میں نیلاہٹ کے باعث " زَرْقَاء " اور بعد میں

Marfat.com

'' زَرْقَاءُ الْيَمَامَةِ '' کے نام سے شہرت پائی۔ وجہ شہرت ایک تو اس کی نیلی نیلی خوبصورت آنکھیں تھیں اور دوسری وجہ شہرت اس کی حدۃ نظر ہے۔ حضرت امام ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نادر تصنیف '' احکام النساء '' میں اس کے نام سے ایک باب '' زَرْقَاءُ الْيَمَامَةِ '' قائم کرکے اس کو '' أَبْصَرُ الْخَلْقِ '' یعنی معلومہ انسانی تاریخ میں سب سے زیادہ تیز نظر والی خاتون قرار دیا ہے اور عربی ادب میں اس کی یہی صفت ضرب المثل ہے: '' أَبْصَرُ مِنْ زَرْقَاءِ الْيَمَامَةِ '' یمامہ کی زرقا سے بھی زیادہ تیز نظر۔

علاوہ ازیں حدۃ بصر کیلئے عربی میں مزید چار ضرب الامثال اس طرح ہیں۔ '' أَبْصَرُ مِنْ عُقَابٍ '' عقاب سے بھی زیادہ تیز نظر '' أَبْصَرُ مِنْ نَسْرٍ '' گدھ سے بھی زیادہ تیز نظر '' أَبْصَرُ مِنَ الْوَطْوَاطِ اللَّيْلِ '' رات میں چمگادڑ سے بھی زیادہ تیز نظر۔ جبکہ انسانوں میں یہی یمامہ کی زرقاء جس کی خصوصیت یہ تھی کہ تاریک رات میں سفید بال اور تین روز کی مسافت سے گھوڑ سوار کو دیکھ لیتی تھی۔

لہٰذا جب کوئی دشمن اس کے قبیلے پر حملہ آور ہونا چاہتا تو اس کے تین روز کی مسافت پر موجودگی سے اپنے قبیلے کو آگاہ کر دیتی تھی اس طرح وہ بروقت اپنے دفاع کی تیاری کر لیتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک قول: '' إِذَا جَاءَ الْقَدَرُ عَمِيَ الْبَصَرُ '' مشہور ہے کہ '' جب تقدیر کا فیصلہ صادر ہو جائے تو عقل کام نہیں کرتی۔ ''

زرقاء کے سسرالی قبیلہ جدیس اور ننھیالی قبیلہ طَسْم کے درمیان ایک معمولی تنازعہ پر لڑائی میں طسم نے جدیس پر غلبہ پاتے ہی ان کے سردار عَمْلِیق بن طَسْم نے جدیس کے سارے قبیلے کو اپنا غلام بنا لیا تھا۔ اس کے بعد اس نے حکم دیا تھا کہ جس لڑکی کی شادی ہو وہ نکاح کے بعد رخصتی سے پہلے ایک رات کیلئے اس کے حرم میں بھیجی جائے۔ چونکہ یہ انتہائی ظالم اور بدخو شخص تھا لہٰذا کسی کو حکم عدولی کی جرأت نہ تھی لہٰذا چالیس سال تک وہ قبیلہ جدیس کی عزتوں سے کھیلتا رہا۔

یہاں تک کہ جدیس قبیلہ کے رئیس اسود بن عفار کی بہن '' غُفَيْرَةُ بنت عفار '' کی شادی کے روز جب اسے دلہن بنا کر رخصتی سے پہلے ایک رات کیلئے عملیق کے پاس بھیجا گیا تو اس نے اس کی عزت لوٹنے کے بعد صبح اسے واپس بھیج دیا مگر '' غُفَيْرَةُ '' اپنی ذلت برداشت نہ کر سکی لہٰذا واپس جاتے ہوئے احتجاجاً اپنے کپڑے پھاڑ دیئے اور قوم کو غیرت دلائی کہ اس وقت روئے زمین پر تم سے زیادہ کوئی قبیلہ ذلیل نہیں اور اگر ہم عورتیں مرد ہوتیں تو عملیق اس طرح قبیلے کی عزت سے نہ کھیلتا۔

جس کے بعد '' غُفَيْرَةُ '' کے بھائی نے اس پر کپڑے پھینک کر ڈھانپتے ہوئے دل ہی دل میں عملیق کو ٹھکانے لگانے کا ایک منصوبہ تیار کر لیا جس کی تکمیل کیلئے اسود بن عفار نے قبیلے کے مشورہ سے وادی کے کنارے عملیق کو اس کے سارے قبیلے سمیت دعوت دی۔ اور جب دعوت قبول کر لی گئی تو رات کے وقت جدیس کے نوجوانوں

Marfat.com

نے اپنے سردار کی ہدایت پر دعوت کی جگہ کے اردگرد بہت سی تلواریں ریت میں دفن کر دیں۔

چنانچہ بہت سے جانور ذبح کر کے جب وقت مقررہ پر دعوت تیار ہوگئی تو عین اس وقت جب عملیق اپنے قبیلے سمیت کھانے میں مصروف تھا جدلیس کے نوجوان سردار کا اشارہ پاتے ہی ان پر اس طرح ٹوٹ پڑے کہ سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور جو بچ نکلے انہوں نے اپنے قبیلے کے ایک آدمی ''رِبَاح بن مُرَّةَ الطَّسْمِي'' جو کہ زرقاء کا حقیقی بھائی تھا کے ذریعہ یمن کے بادشاہ حسان بن تُبَّع سے مدد کی درخواست کی۔

اخبار الزمان ومن اباده الحدثان... تالیف، المؤرخ الكبير ابی الحسن علی بن عبدالحسين بن علی المسعودی المتوفی ۳۴۶ھ. رحمهم الله تعالیٰ.

حسان بن تُبَّع جو اس وقت عراق پر چڑھائی کے ارادے سے نجران میں پڑاؤ کیے ہوئے تھا، نے ''رِبَاح بن مُرَّةَ الطَّسْمِي'' سے اس کی قوم کی حالت زار اور سردار جو اس کا حلیف تھا کے قتل کی خبر سنی تو غضبناک ہو گیا اور مدد کا وعدہ کرتے ہوئے فوج کا رخ یمامہ کی طرف موڑ لیا۔

خلاصة السير، الجامعة لعجائب اخبار الملوک التبابعة، تالیف العلامة نشوان بن سعید الحمیری الیمنی المتوفی ۵۷۳ھ

یہ حسان بن تُبَّع وہی یمنی بادشاہ ہے جس نے بعثت نبوی ﷺ سے تقریباً سات سو سال پہلے بیت اللہ شریف پر ''عَصْب'' نامی یمنی چادر کا اولین غلاف چڑھایا تھا۔ حسان بن تُبَّع جب زرقا کے قبیلے پر فوج کشی کے ارادے سے نکلا اور ابھی بستی سے تین روز کی مسافت پر تھا تو ''رِبَاح بن مُرَّةَ الطَّسْمِي'' نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بہن زرقا جو جدلیس میں بیاہی ہوئی ہے وہ ساری مخلوق میں سب سے زیادہ تیز نظر والی ہے اور تین روز کی مسافت سے دشمن کی پہچان کرتے ہوئے قبیلے کو خبردار کر دیتی ہے لہٰذا میری ایک تجویز پر غور فرما لیا جائے۔ اور وہ یہ کہ اپنے لشکر کے ہر ایک سپاہی کو درخت کی ایک ایک شاخ ہاتھ میں رکھ کر اس کی اوٹ میں آگے بڑھنے کا حکم دیا جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے لشکر کو حکم دیا تو ہر حملہ آور نے درخت کی ایک ایک شاخ ہاتھ میں رکھ کر اس کی اوٹ میں آگے بڑھنا شروع کر دیا مگر زرقا نے دیکھتے ہی قوم کو خبردار کر دیا۔ ''میں دیکھ رہی ہوں کہ درخت تمہاری طرف بڑھ رہے ہیں۔

مگر قوم نے اسے جھٹلا دیا اور کہا کہ تیری مت ماری گئی ہے کہ کبھی درخت بھی چل سکتا ہے زرقا نے کہا جو میں نے دیکھا تمہیں بتا دیا اور یہی درست ہے اب آپ کا کام ہے کہ آپ لوگ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد کچھ سوچنے کے بجائے قوم غافل سو گئی مگر اس حال میں صبح کی کہ دشمن ان پر حملہ آور ہو کر پورے قبیلے کو اس طرح موت کے گھاٹ اتار چکا تھا کہ ہر طرف لاشوں کے انبار لگے ہوئے تھے اور بچے کھچے بدنصیب اس کی غلامی میں آ چکے تھے۔

Marfat.com

زرقاء کا انجام

جس کے بعد قدرت کے عظیم تخلیقی شاہکار زرقا کو جب قیدی کی حیثیت سے بادشاہ کے حضور پیش کیا گیا تو اس نے زرقا کی حدۃ بصر کا راز جاننے کیلئے اس کی آنکھیں نکالنے کا حکم دیا اور جب چیر کر ملاحظہ کیں تو اس کی آنکھوں کی رگوں میں اِثْمَدْ کی کثرت تھی بادشاہ نے اس سے سوال کیا کہ یہ کیا ہے؟ تو اس نے بتایا کہ وہ ایک خاص قسم کا سیاہ پتھر پیس کر آنکھوں میں ڈالتی ہے جسے اثمد کہتے ہیں۔ یہ راز جاننے کے بعد بادشاہ نے اسے اسکے خیمے کے دروازے پر سولی دے کر اسی کے نام پر علاقے کا نام ''یمامہ'' رکھ دیا اور تاریخی طور پر یہی اولین خاتون ہے جس نے سب سے پہلے اثمد استعمال کیا تھا اس کے بعد یہ دستور چل نکلا۔

یمامہ کے لفظی معنی گلے پر ہالے والی کبوتری اور قمری کے ہیں اور یہ وادیٔ یمامہ علاقۂ نجد کی وادیوں میں سے انتہائی سرسبز و زرخیز وادی ہے جبکہ مملکۃ سعودیہ کا دارالحکومت بھی علاقۂ نجد کی وادیوں میں سے ہے۔ اسلامی تاریخ میں یمامہ کے ساتھ بعض تلخ حقائق وابستہ ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقعہ نہیں۔

اِثْمَدْ : هُوَ حَجَرُ الْكُحْلِ الْأَسْوَدِ يُؤْتَى بِهِ مِنْ أَصْبَهَانَ وَهُوَ أَفْضَلُهُ وَيُؤْتَى بِهِ مِنْ جِهَةِ الْمَغْرِبِ اَيْضًا

الطب النبوی لابن القیم الجوزیۃ رحمہ اللہ تعالی

اثمد سرمہ کی اعلیٰ قسم ہے جو اصفہان کے ایک خاص قسم کے سیاہ پتھر کو پیس کر تیار کیا جاتا ہے علاوہ ازیں مغرب میں بھی پتھر کی یہ قسم پائی جاتی ہے اور اسے بھی سرمہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

اس سرمہ کا مزاج ٹھنڈا اور خشک ہوتا ہے اور اس کے استعمال سے بینائی میں اضافہ ہوتا ہے لہٰذا اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جیسا کہ عربی شاعر رسول اللہ ﷺ کی شان میں کہتا ہے:

هُوَ الْمُصْطَفَى الْمُخْتَارُ طٰهٰ مُحَمَّدٌ
نَبِيُّ الْهُدَى رُؤْيَاهُ لِلْعَيْنِ اِثْمَدُ

عبدالغنی النابلسی

ذات اقدس مصطفیٰ کریم ﷺ جن کی صفات یہ ہیں مخلوقات میں سے اللہ تعالیٰ کے منتخب کیے ہوئے طٰہٰ مُحَمَّدْ اور نَبِيُّ الْهُدَى جن کی زیارت سے آنکھوں میں ٹھنڈک اور بینائی میں اسی طرح اضافہ ہوتا ہے جس طرح اِثْمَدْ کے استعمال سے۔

چہ نسبت خاک را بعالم پاک: آپ ﷺ کی زیارت کی ٹھنڈک کو اثمد سے تشبیہ شاید شعر کا وزن درست رکھنے کیلئے

Marfat.com

مجبوری ہے ورنہ "چہ نسبت خاک را بعالم پاک" اس نازک موضوع کیلئے تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی زبان درکار ہے۔

اِثْمِدْ کے فوائد :

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِكْتَحِلُوْا بِالْإِثْمِدِ فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ

رواه الترمذی وحديث ابن عباس حسن أخرجه ابن ماجه ايضا وصححه ابن حبان.

وَلِأَبِي الشَّيْخِ فِي كِتَابِ أَخْلَاقِ النَّبِيِّ ﷺ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ " كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِثْمِدٌ يَكْتَحِلُ بِهِ عِنْدَ مَنَامِهِ فِي كُلِّ عَيْنٍ ثَلَاثًا " وعن ابن عمر بنحوه عند الترمذی فی الشمائل وعن أنس فی مالک للدار قطنی بلفظ " كَانَ يَأْمُرُنَا بِالْإِثْمِدِ " وعن سعيد بن هوذة عند احمد بلفظ " اِكْتَحِلُوْا بِالْإِثْمِدِ الْمُرَوَّحِ عِنْدَ النَّوْمِ " وعن ابی هريرة بلفظ " خَيْرُ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدُ " أخرجه البزار وفی سنده مقال وعن ابی رافع " اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَكْتَحِلُ بِالْإِثْمِدِ " أخرجه البيهقی وفی سنده مقال .

حضرت عبداللہ ابن عباس رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اثمد سرمہ استعمال کیا کرو کیونکہ اس کے ساتھ بینائی بڑھتی ہے اور ابرو کے بال اگتے ہیں۔ حضرت امام ابن القيم الجوزية رحمه الله تعالیٰ نے طب نبوی میں اس کے فوائد میں لکھا ہے کہ "فَإِنَّهُ مَنْبَتَةٌ لِلشَّعْرِ مَذْهَبَةٌ لِلْقَذَى مَصْفَاةٌ لِلْبَصَرِ.

الطب النبوی ﷺ لابن القيم الجوزية رحمه الله تعالی.

اثمد ابرو کے بال اگاتا ہے آنکھوں کے اندر کی میل کچیل نکال دیتا ہے اور آنکھوں کو صاف رکھتا ہے۔

زرقاء جس کے لفظی معنی ہیں نیلی آنکھوں والی، کو اللہ تعالیٰ نے حدت بصر کی نعمت سے نواز رکھا تھا جس کی حفاظت کیلئے وہ کثرت سے اثمد کا استعمال کرتی تھیں۔ اور ابھی ساٹھ ستر برس قبل جو بچے گھر سے تعلیم کیلئے نکلتے تھے مائیں اپنی دعاؤں کے ساتھ ساتھ ان کے زادِ راہ میں سرمہ بھی رکھ دیتی تھیں تاکہ کثرت مطالعہ سے آنکھیں متاثر نہ ہوں۔ اس وقت تک میرے پاس بھی اپنی ماں کی آخری نشانی سرمہ موجود ہے مگر آہستہ آہستہ نئی تہذیب نے ہم سے ہماری روایات چھین لیں لہٰذا اب سرمے کی جگہ عینک نے لے لی ہے۔

02 : بسوس

عربی میں نحوست کیلئے جو ضرب الامثال مشہور ہیں ان میں سے ایک ہے "أَشْأَمُ مِنَ الْبَسُوْسِ" یعنی

Marfat.com

فلاں بسوس نامی عورت سے بھی زیادہ منحوس ہے۔جس کے پس منظر کے طور پر دوروایات آئی ہیں۔

۰۱ : بسوس بنت منقذ التمیمیة ۔جساس بن مرہ بن ذھل بن شیبانی کی خالہ تھی ۔اوراس کی ایک اونٹنی کو جس نے کلیب بن وائل کی چراگاہ میں چرتے ہوئے جب کسی پرندے کے انڈے توڑ دیئے تو کلیب نے تیر مار کر اونٹنی کو ہلاک کردیا تھا۔پھر بسوس کی فریاد پر اس کے بھانجے جساس بن مرہ جو بنی بکر میں سے تھا نے کلیب پر حملہ کر کے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔جس کے بعد کلیب کے بھائی مہلهل جو قبیلہ بنی تغلب کا سردار تھا قصاص کیلئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس طرح ایک معمولی بات سے بنی تغلب اور بنی بکر میں لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی جو چالیس سال تک جاری رہی اوراس میں بہت سے لوگ ناحق مارے گئے۔اسلام سے پہلے کی جاہلی لڑائیوں میں سے یہی طویل ترین لڑائی اور حرب البسوس کے نام سے مشہور ہے۔

اور چونکہ یہ لڑائی بسوس کی فریاد پر شروع ہوئی تھی لہٰذا تاریخ میں یہ لڑائی '' حرب البسوس ''اور یہ خاتون نحوست میں ضرب المثل مشہور ہوگئی۔

۰۲ : وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِیْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ()

الأعراف ۱۷۵

اور اے رسول!ان کے سامنے اس شخص کا حال بیان کرو جس کو ہم نے اپنی آیات کا علم عطا کیا تھا مگر وہ ان کی پابندی سے نکل بھاگا۔آخر کار شیطان اس کے پیچھے پڑ گیا یہاں تک کہ وہ بھٹکنے والوں میں شامل ہو کر رہا۔

حضرات مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں سابقہ امم میں سے ۔ بلعم بن باعوراء . صیفی ابن الراھب اور جاہلی شاعر امیہ بن ابی الصلت کے نام گنوائے ہیں اور ہر ایک کی ایک حکایت بیان کی ہے مگر محتاط مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے کسی ایک بات کو بھی یقینی طور پر تسلیم نہیں کیا۔اور بعض حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔مثال کے طور پر ابو الحسن علی بن احمدبن محمد بن علی الواحدی النیسابوری ، الشافعی المتوفی ۴۶۸ ھ. رحمہ اللہ تعالیٰ نے '' اسباب النزول '' میں۔اور نظام الدین الحسن بن محمدحسین القمی النیسابوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے '' غرائب القرآن ورغائب الفرقان '' میں۔اور عبدالرحمٰن بن محمد القماش رحمہ اللہ تعالیٰ نے '' الحاوی فی تفسیر القرآن '' میں۔اور ملا حویش ال غازی عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ نے '' بیان المعانی '' میں۔اور علامہ شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی الألوسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی ''

Marfat.com

میں ،ایک اور آدمی کا واقعہ نقل کیا ہے مگر اس کی بھی کوئی سند نہیں البتہ آیت مبارکہ کے شان نزول کی حیثیت سے اس واقعہ کو دیکھے بغیر عین ممکن ہے ایسا کوئی واقعہ پیش آیا ہو جس میں عبرت کا سامان ہے لہٰذا میں مأ خذ سے ترجمہ پیش کرتا ہوں۔

بنی اسرائیل میں ایک صاحب تھے جنہیں اللہ کریم کی طرف سے تین دعائیں انعام کی گئیں کہ جب چاہے اور جو چاہے دعا کرے قبول کر لی جائے گی۔ بسوس انہیں صاحب کی بیوی کا نام تھا۔ جسے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاوند پر اس انعام کی خبر ہوئی تو اس نے کہا ان تین دعاؤں میں سے ایک میرے لیے مخصوص کر دو۔ خاوند نے کہا وعدہ رہا۔ کہو کیا چاہتی ہو؟ بیوی نے کہا: چاہتی ہوں کہ میں بنی اسرائیل میں سب سے خوبصورت عورت بن جاؤں چنانچہ جب خاوند نے دعا کی تو اس عورت کو اتنا وافر حسن عطا فرمایا گیا کہ بنی اسرائیل میں اس کی کوئی ہمسر نہ تھی

صفحۂ دہر میں مہریدِ قدرت سمجھو

پھول کا خاک کے تودے سے نمایاں ہونا

چکبست

مگر جب عورت کو حسن کا احساس ہوا تو اس نے اپنے شوہر سے آنکھیں پھیر لیں تو شوہر نے غصے میں آ کر دوسری دعا کا استعمال کیا کہ اے اللہ اس کی شکل مسخ کر کے کتیا بنا دے تا کہ بھونکتی پھرے تو یہ دعا بھی فوراً قبول کر لی گئی۔

اس آدمی کا اس عورت سے ایک بیٹا بھی تھا جس سے باپ بہت محبت کرتا تھا اس نے باپ سے کہا کہ جس حالت میں ماں ہے اس پر لوگ ہمیں عار دلاتے ہیں جو میرے لیے نا قابل برداشت ہے لہٰذا دعا کریں کہ یہ اپنی پہلی اور اصل حالت پر آ جائے۔ لہٰذا تیسری دعا کا استعمال کرتے ہوئے اللہ کریم کی بارگاہ میں ملتجی ہوا تو عورت پہلی حالت پر آ گئی مگر اس آدمی کی تینوں دعائیں اس عورت کے باعث ضائع ہو گئیں جس کے بعد یہ ضرب المثل مشہور ہوگئی کہ۔'' أَشْأَمُ مِنَ الْبَسُوْسِ '' یعنی فلاں بسوس نامی عورت سے بھی زیادہ منحوس ہے۔

03 : دُغَةْ

أَحْمَقُ مِنْ دُغَةَ : دُغَةْ سے بھی زیادہ احمق۔ دُغَـةْ '' اَلْجَعْرَاءُ '' بنت مِـغْنَج / مِغْنَج۔ یہ عورت قبیلہ بنو عجل بن لجیم میں سے تھی جب قبیلہ بنی العنبر میں نکاح کے بعد اسے حمل اور وزچگی کے وقت دردزہ شروع ہوا تو اس نے سمجھا کہ اسے قضائے حاجت کی ضرورت ہے لہٰذا گھر سے دور جا کر قضائے حاجت کیلئے بیٹھی تو وہیں بچے کی ولادت ہوئی جس کے بعد بھاگتی ہوئی اپنی ماں کے پاس پہنچی اور کہنے لگی امی کیا کبھی براز بھی منہ کھول سکتا ہے؟ چونکہ ماں کو اس کی حالت اور حمل کا علم تھا لہٰذا صورت حال سمجھ گئی اور بیٹی سے کہا کہ نہ صرف منہ کھولتا ہے بلکہ اپنے باپ کو بھی پکارتا ہے۔

Marfat.com

ألمنجد: میں ضرب الامثال کے باب میں: '' أَحْمَقُ مِنْ دُغَةَ '' کے تحت مزید ذکر ہے کہ اس نے اپنے نومولود کے متحرک تالو کو پھوڑا سمجھ کر چیر دیا تھا اور دماغ کو پیپ سمجھ کر نکال دیا جب اس سے اس کی وجہ پوچھی تو کہنے لگی بچہ ان عوارض کے باعث روتا تھا اب آرام سے سو گیا ہے۔ اس عورت کی حماقتوں کے باعث نہ صرف خود بلکہ سسرال کا پورا قبیلہ بدنام ہو کر حماقت میں ضرب المثل بن گیا۔

لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ يُسْتَطَبُّ بِهِ
اِلَّا الْحِمَاقَةُ أَعْيَتْ مَنْ يُدَاوِيْهَا

ہر بیماری کی دوا موجود ہے جس کے استعمال سے فائدہ حاصل ہوتا ہے سوائے حماقت کے کیونکہ اس کا علاج کرنے والا خود عاجز آ جائے گا مگر حماقت ختم نہیں ہو پائے گی۔

04 : ظَلْمَةُ

کہتے ہیں: '' أَزْنٰی مِنْ ظَلْمَةَ '' یعنی فلاں '' ظَلْمَةُ '' نامی عورت سے بھی زیادہ زناکار ہے۔ قبیلہ ھذیل کی اس عورت نے چالیس سال تک اپنے قبیلے پر حکومت کی جس دوران دھڑلے سے زناکاری میں مشغول رہی گویا کہ اس کی حکومت کا منشور ہی اسی طرح تھا۔ آخر عمر میں اقتدار سے علیحدہ اور زنا سے معذور ہو گئی تو اس نے ایک بکرا اور بکری خرید لیے اور وقفے وقفے سے بکرے کو جفتی کیلئے بکری پر چھوڑ کر تماشہ دیکھتی۔ جب اس عورت سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے کہا '' لِاَسْمَعَ أَنْفَاسَ الْجِمَاعِ بَيْنَهُمَا '' یہ اس لیے کرتی ہوں تاکہ ان دونوں کے جفتی ہونے کی آواز سے لطف اندوز ہو سکوں۔

اس عورت کے بندر پالنے کے بجائے بکرا اور بکری رکھنا بھی غالباً معذوری تھی ورنہ مشہور تو یہ ہے کہ فلاں: '' أَزْنٰی مِنْ قِرْدٍ '' بندر سے بھی زیادہ زانی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بندر شہوت پرست ہوتا ہے اور جب معروف طریقے سے اس کی خواہش پوری نہیں ہو سکتی تو یہ صبر کے بجائے اپنے منہ سے استمناء کر کے لطف اندوز ہوتا ہے۔

وارث شاہ نہ عادتاں جاندیاں نے بھویں کٹیے پوریاں پوریاں وے

وارث شاہ

05 : اُمُّ قِرْفَةَ

'' أَمْنَعُ مِنْ اُمِّ قِرْفَةَ '' فلاں ام قرفہ سے بھی زیادہ محفوظ ہے۔ قرفہ: مالک بن حذیفہ بن بدر الفزاری کی بیوی تھی جس نے اپنے گھر میں پچاس تلواریں لٹکا رکھی تھیں جن میں سے ہر ایک اس کے کسی ذی محرم کیلئے

Marfat.com

مخصوص تھی تاکہ بوقت ضرورت اپنی اور قبیلے کی ناموس بچائی جاسکے۔

ام قرفہ کے بارے میں ابن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ نے طبقات میں'' باب غزوۃ زید بن حارثۃبنی فزارۃ ومصاب ام قرفۃ '' کے تحت بیان کیا ہے کہ یہ عورت دشمن اسلام تھی جو رسول اللہ ﷺ کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا کرتی تھی لہٰذا غزوۃ زید بن حارثۃ میں ماری گئی تھی۔

ابن سعد کے حوالہ سے امام ابن جوزی نے بھی ''المنتظم'' میں واقعہ نقل کیا ہے۔ چونکہ روایت کا دارومدار محمد بن عمر الواقدی ہے جو متہم بالکذب ہے۔ امام ابن کثیرؒ نے بھی ''البدایة والنهایة'' میں اختصار کے ساتھ واقعہ نقل کیا لیکن تحقیق نہیں فرمائی اسی طرح ابن ہشام نے بھی ''السيرة النبوية'' میں واقعہ تو نقل کیا ہے لیکن اس کی سند بیان نہیں کی گئی لہٰذا یہ غزوہ والی بات درست نہیں لگتی۔ اگرچہ بعد کے حضرات نے بھی اسے نقل کیا مگر جب بنیاد ہی غلط ہے تو اسے درست کیسے مان لیا جائے۔

تلخیص : کشف کذب اللئیم حول الاسلام العظیم : المکتبة الشاملة.

مُلَاحَاۃُ الرِّجَال

" عَنْ عُرْوَةَ بْنِ رُوَيْمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ " اِنَّ اَوَّلَ مَانَهَانِیْ عَنْهُ رَبِّیْ بَعْدَ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَ شُرْبِ الْخَمْرِ لَعْنُ مُلَاحَاةِ الرِّجَالِ "

ألجامع فی الحدیث لابن وهب ، ابومحمدعبداللہ بن وهب بن مسلم المصری القرشی المتوفی ۱۹۷ ھ :الباب فی الكلام لمالا ینبغی ولایحسن : الناشر دار ابن الجوزی رحمه الله تعالی – الریاض ، الطبعة الاولی 1416ھ 1995م : وأخرجه ابن أبی الدنیافی الصمت والطبرانی فی الكبیر والبیهقی من حدیث ام سلمة بسند ضعیف وقدرواه ابوداودفی المراسیل من حدیث عروة بن رویم.

حضرت عروہ بن رُویم رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے بتوں کی پوجا اور شراب نوشی کے بعد سب سے پہلے جس چیز سے منع فرمایا وہ ہے: لوگوں کا باہم لڑائی جھگڑا لعن طعن اور گالی گلوچ کرنا۔''

مُلَاحَاۃُ : چونکہ حدیث شریف کی جامع اصطلاح اور اس کے مفہوم میں بہت وسعت ہے لہٰذا سب سے پہلے لغوی طور پر اسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

لَاحَ یُلَاحِیْ لِحَاءً وَمُلَاحَاۃً (مفاعلة) کے معنی ہیں باہم لڑائی جھگڑا کرنا، منع اور ملامت کرنا۔ اَلْحَیٰ یُلْحِیْ اِلْتِحَاءً ، اِلْحَاءً : (افعال) ملامت کرنا۔ لَحَیٰ یَلْحَیٰ ، لَحْیًا : (فتح یفتح) درخت کا چھلکا اتارنا ، ملامت کرنا، گالی دینا، عیب لگانا۔ ''لَحَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی '' کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو لعنت فرمائے۔ تَلَاحَی

Marfat.com

یَتلاحَی ، تَلاحِیًا (تفاعل) کے معنی ہیں ایک دوسرے کو گالی دینا ، آپس میں جھگڑنا ، لعنت ملامت کرنا اور ایک دوسرے سے بغض وحسد رکھنا۔ اِلْتَحیٰ یَلْتَحِیْ ، اِلْتِحَاءً (افتعال) کے معنی ہیں ڈاڑھی نکلنا، چھوڑنا اور لکڑ سے چھلکا اتارنا۔ لہٰذا لکڑ چھیلنے کے اوزار کو ''اَلْمِلْحَی'' کہتے ہیں۔

ان لغوی معانی ومفاہیم کو جب ہم ذہن میں رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی پر غور کرتے ہیں تو سمجھ میں آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفر وشرک کا رویہ ترک کرتے ہی اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ امت کو ''مُلَاحَاۃُ الرِّجَالُ'' سے بچنے کا کیوں حکم دیا ہے۔

بات کا بتنگڑ

اسی طرح ''بات کا بتنگڑ'' اردو کی ضرب المثل ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح قطرہ قطرہ جمع ہو کر دریا، اور سمندر بنتے ہیں، ذرات جمع ہو کر پہاڑ۔ اسی طرح معمولی باہمی تنازعے اگر شریعت کی روشنی میں طے اور حل نہ کیے جائیں تو بڑے بڑے حادثات کا سبب بنتے ہیں اور معاشرہ فساد کی نظر ہو جاتا ہے۔

جس طرح عرب کی مشہور لڑائیاں جو کسی معمولی وجہ سے شروع ہوئی تھیں مگر ہزاروں زندگیاں ان کی نذر ہو گئیں جس کی ایک مثال حرب البسوس ہے۔ جس کا پس منظر میں نے پہلے بیان کیا ہے۔

خَلِّ الذُّنُوْبَ صَغِیْرَهَا وَکَبِیْرَهَا فَهُوَ التُّقٰی

کُنْ مِثْلَ مَاشٍ فَوْقَ اَرْ ضِ الشَّوْکِ یَحْذُرُمَا یَرٰی

لَا تَحْقِرَنَّ صَغِیْرَۃً اِنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحَصٰی

ابن المعتز

اصل تقویٰ یہ ہے کہ تم ہر چھوٹے بڑے گناہ سے توبہ کرتے ہوئے۔ پُر خار راستے پہ چلنے والے کی طرح محتاط ہو جاؤ کہ اس کے سامنے جو چیز بھی آتی ہے وہ اسے کانٹا تصور کرتے ہوئے دامن بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور یاد رکھو کہ کبھی کسی چھوٹے گناہ کو ہلکا تصور نہ کرنا کیونکہ چھوٹے چھوٹے ذرات جمع ہو کر پہاڑ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

لہٰذا جس معاشرے میں لوگ ایک دوسرے کی عزت وآبرو کو اپنے لیے حلال کرتے ہوئے باہم لعن طعن۔ بغض وحسد، ملامت وگالی وگلوچ اور عیب جوئی کا مشغلہ اختیار کر لیتے ہیں اس معاشرے پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے بند کر دیتا ہے جیسا کہ امت کا لیلۃ القدر سے محرومی کا سبب صرف دو اصحاب رضی اللہ عنہما کا مسجد میں معمولی تکرار ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ '' ثَلَاثَۃٌ یَدْعُوْنَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا یُسْتَجَابُ لَهُمْ ، رَجُلٌ کَانَ

Marfat.com

لَهُ دَيْنٌ فَلَمْ يُشْهِدْ وَ وَرَجُلٌ أَعْطَى سَفِيْهًا مَالَهُ وَقَدْ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ " وَلَا تُؤْتُو السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمْ ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ اِمْرَأَةٌ سَيِّئَةِ الْخُلُقِ فَلَمْ يُطَلِّقْهَا "

أخرجه البيهقي، في شعب الايمان : باب في حسن الخلق: وصححه الألباني رحمه الله تعالى في صحيح الجامع برقم ٣٠٧٥

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی روایت کیا ہے: ’’تین لوگ ایسے بدنصیب ہیں کہ جب وہ اللہ عزوجل سے دعا کرتے ہیں تو وہ قبول نہیں کی جاتی۔ ایسا شخص جس نے کسی ضرورت مند کو قرض تو دیا مگر اس پر کسی کو گواہ نہیں بنایا۔ دوسرا وہ کہ جس نے کسی بے عقل کو اس کا مال دے دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ’’ وَلَا تُؤْتُو السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمْ ‘‘ النساء - ۵ : بے عقل لوگوں کو اپنا مال نہ دو۔ اور تیسرا وہ شخص جس کے نکاح میں ایک بداخلاق عورت تھی لیکن اس نے اسے طلاق دے کر فارغ نہیں کیا۔

حدیث شریف میں مذکور تین اسباب جن کی بنیاد پر دعا قبول نہیں کی جاتی۔ بظاہر ایسا نہیں لگتا کہ یہ کوئی بڑا معاملہ ہے لیکن جب ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک ایک سبب پہ غور کرتے ہیں تو اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ دراصل یہی وہ بنیادی خرابیاں ہیں جو خانہ جنگی کا باعث بنتی ہیں۔ ہم موضوع کی مناسبت سے یہاں صرف آخری سبب پر غور کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے دعا قبول نہ ہونے کا تیسرا سبب یہ بیان فرمایا کہ ’’ وہ شخص جس کے نکاح میں ایک بداخلاق وبدزبان عورت تھی لیکن اس نے اسے طلاق دے کر فارغ نہیں کیا۔‘‘

یہ سبب بھی عام ہے اور معاشرے میں معمولی تصور کیا جاتا ہے لیکن قرآن کریم اور حدیث رسول کریم ﷺ کی روشنی میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسا سبب ہے جو خاندان اور معاشرے کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیتا ہے لہٰذا اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ معلوم کر لینا چاہیے کہ شوہر کی ذمہ داری کیا ہے؟

شوہر کا منصب

جیسا کہ میں نے گزشتہ ابواب میں تفصیل بیان کی ہے کہ شوہر کی ذمہ داری صرف نان ونفقہ مہیا کرنا اور ازدواجی تقاضے پورے کرنا نہیں بلکہ بیوی کے اخلاق کی حفاظت اور تربیت بھی اس کی اصل ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ اسی ذمہ داری کے پیش نظر شریعت کا قانون یہ ہے کہ بیوی کی حکم عدولی پر شوہر کی طرف سے مارنے پیٹنے میں اگرچہ قصاص نہیں مگر ہڈی پسلی ٹوٹنے یا جان سے مارنے پر قصاص لیا جائے گا۔ اللہ کریم نے ازدواجی رشتے میں عورت پر مرد کو ’’ قَوَّامْ ‘‘ مقرر فرمایا ہے جس کے بعد ’’ النِّسَآء ‘‘ : عورتیں : پر ’’ عَلٰی ‘‘ وارد کیا ہے ’’ اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ ‘‘ اور ’’عَلٰی‘‘ ’’ اِسْتِیْلَاء ‘‘ کا معنی دیتا ہے اور ’’ استیلاء ‘‘ کا مطلب ہے

Marfat.com

''أَلْمِلْکُ وَالْغَلَبَۃُ '' کسی چیز کا مالک بننا اور غلبہ (Domination) حاصل کرنا۔

التحفة المهدية شرح عقيدة التدمرية :باب معانی الاستواء : تاليف الشيخ فالح بن مهدی بن سعدبن مبارک آل مهدی الدوسری المتوفی ۱۳۹۲ ھ . الناشر مطابع الجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة . الطبعة الثالثة ۱۴۱۳ ھ. فی مجلدين.

اور '' قَوَّامٌ '' مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے مفہوم میں سرپرست۔ مصلح۔ برتر۔ مسلط۔ حاکم۔ آمر وناہی اور خازن ہونا شامل ہے۔ لہٰذا امام بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے معنی کیا ہے: ''اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ '' یَقُوْمُوْنَ عَلَیْھِنَّ قِیَامَ الْوُلَاۃِ عَلَی الرَّعِیَّۃِ '' مرد عورتوں پر اسی طرح نگران ہیں جس طرح حکمران رعایا پر۔

اور امام عبداللہ النسفی رحمہ اللہ نے معنی کیا ہے: ''اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ '' یَقُوْمُوْنَ عَلَیْھِنَّ آمِرِیْنَ وَنَاھِیْنَ کَمَایَقُوْمُ الْوُلَاۃُ عَلَی الرَّعَایَا '' مرد عورتوں پر اسی طرح نگران اور کسی چیز کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دے سکتے ہیں جس طرح حکمران رعایا پر کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم نافذ کرتے ہیں۔ جب شریعت نے مرد کو اس قدر اختیار دیا ہے تو معلوم ہوا کہ مرد کی حیثیت صرف برائے نام شوہر کی نہیں بلکہ اس کی بنیادی ذمہ داریوں میں عورت کی اخلاقی تربیت بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی طرف سے اتنے اختیارات واحکامات اور طلاق کی سہولت کے باوجود ایک مرد ایسی عورت کو نکاح میں رکھے ہوئے ہے جس نے پڑوس سمیت نہ صرف اس کا سکون برباد کر رکھا ہے بلکہ قریبی رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی اور صلہ رحمی کی راہ میں بھی حائل ہے تو ایسے شخص کیلئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں اس کیلئے یہ سزا مقرر کی گئی ہے کہ اس کی کوئی دعا قبول نہ کی جائے۔

طلاق کا حکم

اب سوال یہ ہے کہ ایسی عورت کو طلاق دینے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

عَنْ لَقِیطِ بْنِ صَبِرَۃَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ اِمْرَأَۃً وَاِنَّ فِیْ لِسَانِھَاشَیْئًا- یَعْنِیْ أَلْبَذَاءَ - قَالَ '' فَطَلِّقْھَااِذًا '' قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لَھَا صُحْبَۃً وَلِیَ مِنْھَا وَلَدٌ ؟قَالَ '' فَمُرْھَا، یَقُوْلُ عِظْھَافَاِنْ یَکُ فِیْھَا خَیْرٌ فَسَتَفْعَلُ وَلَا تَضْرِبْ ظَعِیْنَتَکَ کَضَرْبِکَ أُمَیَّتَکَ ...

سنن ابی داؤد :کتاب الطهارة ، باب فی الاستنثار : قال المنذری و أخرجه الترمذی فی الطهارة و الوليمة مختصرا و قال هذا حديث حسن صحيح وأخرجه النسائی فی الطهارة والوليمة مختصرا وأخرجه ابن ماجه فی الطهارة مختصرا - قال السيوطی رحمه الله تعالی : يطلق الولدعلی الواحد والجمع وعلی الذکر والانثی : عون المعبود : وهذاجزء من حديث لقيط بن صبرة وصححه الشيخ البانی رحمه الله تعالی .

حضرت لَقِیط بن صَبِرَہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر کچھ احکامات کے بارے میں سوال کیا تھا ان میں سے ایک سوال اس طرح تھا:

Marfat.com

''میں نے عرض کیا: یارسول اللہ میری بیوی کی زبان میں کچھ خرابی ہے یعنی وہ بدزبان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم اسے طلاق دے دو۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ایک عرصہ سے ہمارا ساتھ ہے اور اس میں سے میری اولاد بھی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اسے سمجھاؤ اگر اس میں کوئی خیر کا پہلو ہوا تو وہ سدھر جائے گی مگر ہاں اپنی بیوی کو اس طرح نہیں مارنا پیٹنا جس طرح تم اپنی لونڈیوں کو مار پیٹ لیتے ہو۔''

اِخْتِیَارُ أَھْوَنِ الْبَلِیَّتَیْنِ

اس حدیث شریف کو سمجھنے کیلئے ایک فقہی اصول سمجھنا ضروری ہے اور وہ ہے: '' اِخْتِیَارُ أَھْوَنِ الْبَلِیَّتَیْنِ '' دو مصیبتوں میں سے کم درجے کی مصیبت کو اختیار کرنا۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے:

01 : اَلضَّرَرُ الْاَشَدُّ یُزَالُ بِاالضَّرَرِ الْاَخَفِّ.

جب دو نقصان دہ صورتیں درپیش ہوں تو کم نقصان دہ صورت اختیار کرتے ہوئے زیادہ نقصان دہ صورت کا ازالہ کیا جائے گا۔

02 : اَلْمُبْتَلٰی بَیْنَ الشَّرَّیْنِ یتَعَیَّنُ عَلَیْہِ أَھْوَنُھُمَا.

جو شخص دو بری اور ناپسندیدہ صورتوں کے درمیان پھنس جائے تو اسے ہلکی صورت اختیار کرنے کا پابند کیا جائے گا تا کہ بڑے نقصان سے بچ نکلے۔

03 : یُخْتَارُ أَھْوَنُ الشَّرَّیْنِ.

جب بھی دو بری صورتوں میں سے ایک کا اختیار کرنا لازم ہو تو ہمیشہ چھوٹی برائی اختیار کی جائے گی۔

04 : اِذَا تَعَارَضَ مَفْسَدَتَانِ رُوْعِیَ أَعْظَمُھُمَا ضَرَرًا بِارْتِکَابِ أَخَفِّھِمَا.

جب بھی دو خرابیاں سامنے ہوں گی تو ہمیشہ ہلکے درجے کی خرابی اختیار کرتے ہوئے بڑی خرابی سے نکلا جائے گا۔

05 : اِذَا اجْتَمَعَ لِلْمُضْطَرِّ مُحَرَّمَانِ کُلٌّ مِنْھُمَا لَا یُبَاحُ بِدُوْنِ الضَّرُوْرَۃِ وَجَبَ تَقْدِیْمُ أَخَفِّھِمَا مَفْسَدَۃً وَأَقَلِّھِمَا ضَرَرًا لِأَنَّ الزِّیَادَۃَ لَا ضَرُوْرَۃَ اِلَیْھَا فَلَا یُبَاحُ.

جب ایک شخص کو دو حرام صورتیں درپیش ہوں تو ان میں سے نکلنے کیلئے کم سے کم نقصان دہ صورت اپناتے ہوئے بڑے گناہ سے بچ نکلنا واجب ہے۔ اور چونکہ بڑی حرام صورت کی ضرورت نہیں لہٰذا یہ اس کیلئے جائز نہیں۔

06 : وَنَحْوُھَا ، اِنَّ الْمُبْتَلٰی فِیْ أَمْرَیْنِ یَخْتَارُ أَھْوَنُھَمَا.

اسی طرح دو معاملات میں پھنسا ہوا آدمی ان میں سے ہلکے معاملے کو اختیار کرے گا۔

07 : دَفْعُ الضَّرَرِ الْعَامِ وَاجِبٌ بِاِثْبَاتِ الضَّرَرِ الْخَاصِّ

Marfat.com

ایسا ضرر جس سے عامۃ الناس کے متاثر ہونے کا خطرہ ہو اس کا ایسے ضرر سے ازالہ کیا جائے گا جو چند لوگوں تک محدود ہو۔

08 : وَيُتَحَمَّلُ الضَّرَرُ الْخَاصُّ لِدَفْعِ الضَّرَرِ الْعَامِ.

عامۃ الناس کو پہنچنے والے ضرر کے ازالہ کیلئے محدود لوگوں کو پہنچنے والا ضرر برداشت کیا جائے گا۔

هَذِهِ الْقَوَاعِدِ الثَّمَانُ تَرْجِعُ إِلَى قَاعِدَةٍ وَاحِدَةٍ.

بالآخر یہ آٹھ قواعد ایک ہی قاعدہ کی شکل میں جمع ہو جاتے ہیں اور وہ ہے:

اِخْتِيَارُ أَهْوَنِ الْبَلِيَّتَيْنِ إِذَا ابْتُلِيَ الْإِنْسَانُ بَيْنَ الشَّرَّيْنِ كُلُّ ذَالِكَ لِدَفْعِ الشَّرِّ الْأَكْبَرِ .

ایسی دو نقصان دہ یا حرام صورتوں میں انسان کا مبتلا ہو جانا کہ ان میں سے کسی ایک صورت کو اپنائے بغیر خلاصی کی صورت نہ ہو تو بڑے گناہ یا نقصان سے بچنے کیلئے ہلکی صورت اختیار کی جائے گی۔

ألانتفاع باجزاء الآدمي في الفقه الاسلامي . تاليف العلامة الدكتور عصمت الله عنايت الله محمد حفظه الله تعالى (رسالة ماجستير بجامعة ام القرى اجيزت بتقدير ممتاز مع توصية الطبع من مجلس الجامعة) : المطلب الثالث في اخراج الجثة من ماء عميق : الناشر مكتبة جراغ اسلام اردو بازار لاهور باكستان . الطبعة الاولى ١٤١٤ هـ . ١٩٩٣ م : المكتبة الشاملة

٠٢ : جهود علماء الحنفية في ابطال عقائد القبورية . تاليف العلامة الدكتور ابو عبدالله شمس الدين بن محمد بن اشرف بن قيصر الأفغاني المتوفى ١٤٢٠ هـ رحمه الله تعالى :المطلب الثاني في عدة قواعد وضوابط فقهية العلماء الحنفية : الناشر دار الاصمعي حلب .سوريا: المكتبة الشاملة.

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیوی کے رویہ کی شکایت کرنے والے صاحب نے پہلے تو تفصیل بتائے بغیر صرف یہ عرض کیا تھا کہ بیوی زبان دراز ہے تو آپ نے اسے طلاق کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حکم نہیں دیا ورنہ سائل تفصیل نہیں بتاتے۔ اور چونکہ اس میں ان صاحب کیلئے ضرر کا پہلو کم تھا۔ لیکن جب انہوں نے بتایا کہ اس بیوی سے اولاد بھی ہے اور ایک طویل عرصہ کی رفاقت بھی تو اب طلاق کی صورت میں ضرر زیادہ ہے کہ اولاد کا متاثر ہونا لازم ہے لہٰذا آپ نے فرمایا کہ طلاق کے بجائے بیوی کی اصلاح کرو۔ اور جب شوہر اصلاح کی پوری کوشش کر لے گا تو اب یہ معذور تصور کیا جائے گا اور اس کی دعا قبول ہونے میں کوئی شک نہیں رہ جاتا۔

وَأَقُوْلُ

اور اس مقام پر جو میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک ایسی عورت کا اس آدمی کے نکاح میں رہتے ہوئے سدھرنا آسان ہے جس سے اس کے بچے ہیں بنسبت ایسے شخص کے جس سے اسے اولاد نہیں ہے لہٰذا ایسے معاملات میں مذکورہ

Marfat.com

فقہی قواعد کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے گا یعنی:" دَفْعُ الضَّرَرِ الْعَامِ وَاجِبٌ بِاِثْبَاتِ الضَّرَرِ الْخَاصِّ "

ایسا ضرر جس سے عامۃ الناس کے متاثر ہونے کا خطرہ ہو اس کا ایسے ضرر سے ازالہ کیا جانا ضروری ہے جو چند لوگوں تک محدود ہو

اب ایک شخص کا بیوی کی بد اخلاقی برداشت کرنا کم نقصان دہ ہے بنسبت اس کے کہ اسے طلاق دی جائے جس کے باعث بچوں کی زندگی بھی متاثر ہو اور خاندان بھی۔

جلیس کی مثال

عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِیْ مُوْسَی رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : " مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْکِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ، فَحَامِلُ الْمِسْکِ اِمَّا أَنْ یُّحْذِیَکَ ، وَاِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا طَیِّبَةً ، وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا أَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَکَ وَاِمَّا أَنْ تَجِدَ رِیْحًا خَبِیْثَةً .

رواه البخاری رحمه الله تعالی فی کتاب الذبائح والصید باب المسک وفی کتاب البیوع باب فی العطار وبیع المسک.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اچھے اور برے دوست کی مثال مسک فروخت کرنے والے (عطار) اور بھٹی دھونکنے والے (لوہار) جیسی ہے، کیونکہ مسک والا یا تو تمہیں کچھ نہ کچھ تحفہ پیش کر دیگا یا تم اس سے خرید لو گے ورنہ عمدہ خوشبو تو تمہیں پہنچ ہی جائے گی۔ رہی بھٹی والے (لوہار) کی بات۔ یا تو وہ تمہارے کپڑے جلا دے گا ورنہ بھٹی کی بدبو تمہیں ضرور پہنچ جائے گی۔

اولاد کو دودھ نہ پلانے والی مائیں

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ قَالَ " سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ یَقُوْلُ : ثُمَّ انْطَلَقَ بِیْ فَإِذَا أَنَا بِنِسَاءٍ تَنْهَشُ ثُدِیَهُنَّ الْحَیَّاتُ قُلْتُ مَابَالُ هٰؤُلَاءِ ؟ قَالَ هٰؤُلَاءِ یَمْنَعْنَ أَوْلَادَهُنَّ أَلْبَانَهُنَّ .

أَخْرَجَ الْحَاکِمُ وَصَحَّحَهُ وَابْنُ خُزَیْمَةَ فِی صَحِیْحِهٖ برقم ۱۹۸۶ باب ذکر تعلیق المفطرین قبل وقت الافطار بعراقیبهم وتعذیبهم . کمافی الدرالمنثور للسیوطی رحمه الله تعالی فی تفسیر البقرة ، نفس الآیة ۲۳۳ .

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج شریف کی رات اپنے مشاہدات بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اسی دوران میں نے کچھ خواتین کو دیکھا کہ سانپ ان کے پستان ڈس رہے ہیں۔ تو میں نے پوچھا کہ ان عورتوں کیا جرم ہے؟ تو جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے بچوں کو اپنا دودھ نہیں پلاتی تھیں۔

اکثر عورتیں بچوں کو اپنا دودھ اس لیے نہیں پلاتیں کہ اس طرح پستانوں کی خوبصورتی متاثر ہوتی ہے یہ سزا ایسی

Marfat.com

ہی عورتوں کیلئے ہے۔لیکن اگر کوئی معقول عذر ہو جس کے باعث دودھ نہ پلاسکیں تو انہیں کوئی گناہ نہیں۔

مسنون نکاح میں شرکت

جمعرات 16/02/ 2012 بعد دوپہر جامعة الھدیٰ نوٹنگھم کے مہتمم اور ہر دل عزیز عالم دین حضرت مولانا رضاء الحق سیاکھوی دامت برکاتہم نے فون پر خیریت دریافت کرتے ہوئے میری مصروفیات کے بارے میں جب سوال کیا تو مجھے محسوس ہوا کہ شاید جامعہ میں کوئی جلسہ ہے۔جس میں شرکت کی دعوت کیلئے حضرت نے فون کیا ہے۔

میں مولانا سے معقول سی معذرت کیلئے سوچ ہی رہا تھا کہ فرمایا کل نماز جمعہ کے بعد میری بیٹی کا نکاح ہے۔جس کیلئے برمنگھم سے چند احباب کی شرکت کا متمنی ہوں اور ان میں آپ بھی شامل ہیں۔

عرض کیا: حضرت ایسے پروگرام میں شرکت باعث سعادت ہوگی اور میں برمنگھم سے مدعو دوستوں کے ساتھ مشورہ کرکے پروگرام ترتیب دیتا ہوں۔

چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب سے بات کرکے ایک پروگرام کے تحت راقم الحروف، مولانا محمد قاسم اور مولانا حافظ ضیاء المحسن طیب 10,45am حضرت علامہ ڈاکٹر اختر الزمان غوری دامت برکاتہم کے گھر جمع ہو گئے۔

17/02/2012 حضرت علامہ ڈاکٹر اختر الزمان غوری دامت برکاتہم کی قیادت میں جب یہ مختصر سا قافلہ برمنگھم سے روانہ ہوا تو اس بات کا قطعاً احساس نہ تھا کہ ہم سرزمین برطانیہ پر ایک ایسی تقریب نکاح میں شرکت کیلئے جارہے ہیں جس سے نہ صرف قرون اولیٰ کی یادیں تازہ ہو جائیں گی بلکہ یہ تقریب ایک مضمون لکھنے کا باعث بن جائے گی۔

پروگرام کے تحت مدنی مسجد نوٹنگھم میں ہمارے قائد حضرت علامہ ڈاکٹر اختر الزمان غوری دامت برکاتہم نے اجتماع جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج کے دور کی محرومی یہ ہے کہ مسلمان امت کا مسجد سے رشتہ محدود اور شادی ہال سے زیادہ ہے حالانکہ قرون اولیٰ میں مسجد ہی کو اسلام کے مرکز کی حیثیت حاصل تھی اور رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم مسجد نبوی میں بیٹھے بیٹیوں کے نکاح کر دیتے تھے۔جبکہ دوسری اقوام کا حال یہ ہے کہ ان کی اکثر تقریبات آج بھی ان کی عبادت گاہوں میں سرانجام پاتی ہیں جس کی ایک مثال برطانیہ کے شاہی جوڑوں کی شادیاں ہیں۔

حضرت نے چونکہ اپنی بیٹی کا نکاح بھی اسی طرح سادگی سے مسجد میں کرایا تھا اور وہ منظر میرے سامنے تھا لہٰذا آپ کی ایک ایک بات دل میں اترتی چلی گئی۔

حضرت کے خطاب کے بعد مولانا رضاء الحق صاحب دامت برکاتہم نے اپنے ہونے والے داماد کو منبر پر بٹھاتے ہوئے ان کے تعارف میں کہا کہ مولانا محمد عامر حافظ قرآن، قاری اور مکمل عالم دین ہیں جبکہ میری بیٹی صفیہ بھی عالمہ اور جامعة الھدیٰ سے فارغ اور اب ترمذی شریف پڑھاتی ہیں اور اس رشتے کی بنیاد محض دین ہے اور بیٹی نے

Marfat.com

میری تجویز پر رشتہ قبول کیا ہے۔

چنانچہ دولہاں میاں نے عمدہ انداز میں خطبہ دے کر جماعت کرائی جس کے فوراً بعد حضرت مولانا محمد اکرم صاحب نے خطبہ پڑھا تو لڑکی کے والد حضرت مولانا رضاء الحق صاحب دامت برکاتہم نے داماد کو مخاطب کرتے ہوئے کہ آپ اپنی خوشی سے جو چھ تولے زیور لائے ہیں، میں اسی کو مہر قبول کرتے ہوئے اپنی بیٹی صفیہ آپ کے نکاح میں دیتا ہوں۔ اتنے میں حسب پروگرام مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی دامت برکاتہم نے کراچی سے فون پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے مختصر مگر علمی گفتگو کے بعد دعا فرمائی۔

اس طرح سرزمین برطانیہ پر اور وسائل کے باوجود یہ ایک ایسی تقریب نکاح تھی جس میں کسی رسم یا غیر مسنون رواج کا کہیں نشان نہ تھا۔ بلکہ تمام شرکاء مسجد میں باوضو قبلہ رو بیٹھے رہے اور بالآخر مٹھائی کی تقسیم کے ساتھ ہی اختتام پذیر ہوگئی جس کا کل دورانیہ پینتالیس منٹ سے زیادہ نہ تھا۔ جس دوران میرے لبوں پہ ایک ہی دعا تھی کہ اللہ کریم تو ہمیں بھی اسی طرح اپنے دین کو اپنانے کی توفیق عطا فرما۔ آمین!

کتاب النکاح کے اثرات

مہمانوں کیلئے جامعۃ الھدی میں کھانے کا پروگرام تھا جس کے بعد رخصت ہوتے ہوئے حضرت مولانا رضاء الحق صاحب دامت برکاتہم نے مجھے بتایا کہ میری بیٹی نے دوران تعلیم آپ کی تالیف ''کتاب النکاح'' کا مطالعہ کیا تھا جس کے بعد اس کی خواہش تھی کہ اس کی شادی کتاب میں مذکور سنت طریقے کے مطابق سرانجام پائے۔ اس طرح اس شادی کے مسنون طریقے پر سرانجام پانے اور بیٹی کی ذہن سازی میں آپ کی کتاب کا بنیادی کردار ہے لہٰذا میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

میرے جیسے ناکارہ انسان کی عزت افزائی میرے اللہ کی بارگاہ میں کتاب کی قبولیت کی علامت ہے جسے میں اپنے لیے ایک بڑا اعزاز تصور کرتا ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ رحمت میں دست بدعا ہوں کہ مجھے زندگی میں نظر ثانی کے بعد ''کتاب النکاح'' دوبارہ چھاپنے کی توفیق عطا فرمائے:۔ آمین!

سوت بھلی سوتیلا برا

''سوت بھلی سوتیلا برا'' اردو کا ایک محاورہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ سوکن کی اولاد سوکن سے زیادہ خطرناک اور ناگوار ہوتی ہے۔ میرا خیال نہیں تھا کہ کبھی تاریخی طور پہ اس کی تحقیق ہو جائے گی مگر کچھ عرصہ پہلے عراق کے بدلتے حالات کے باعث میں نے بغداد کی تاریخ پر مطالعہ شروع کیا تو الخطاط ولید الاعظمی کی ''تاریخ الاعظمیۃ''

Marfat.com

پڑھنے کا اتفاق ہوا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے محلہ اعظمیہ اور اس دور کے حالات پر مشتمل یہ کتاب انتہائی معلوماتی اور دلچسپ ہے جس سے ایک واقعہ نقل کرنا مفید ہوگا۔

عباسی خلیفہ معتضد باللہ کے بعد یکے بعد دیگرے اس کے دو بیٹے تخت نشین ہوئے۔ جن کی مائیں علیحدہ علیحدہ تھیں پہلے المقتدر با اللہ ابو الفضل جعفر بن المعتضد تخت نشین ہوا جس کی ماں رومی یا ترکی عورت تھی جس کا نام غُرَیب یا شغب تھا۔

بیٹا اگر چہ کم عمر مگر ذہین اور صائب الرائے آدمی تھا لیکن شراب نوشی اور شہوت پرستی کے باعث پیشہ ور عورتیں اس پر غالب رہتیں اور یہ بیت المال سے ہیرے جواہرات ان پر نچھاور کرتا رہتا جس کے باعث نہ صرف خزانہ خالی ہوگیا بلکہ پوری سلطنت عباسیہ کی بنیادیں ہل گئیں۔ ماں نے حتی الامکان سہارا تو دیا مگر مکافات عمل سے نہ بچا سکی اور محلاتی سازشوں کے نتیجے میں ۳۲۱ ہجری میں قتل ہوگیا۔

جس کے بعد القاهر با الله ابو منصور محمد بن معتضد تخت نشین ہوا جس کی ماں فتنہ نامی ام ولد (کنیز) تھی القاهر بالله کا خیال تھا کہ بیت المال سے جو اتنے ہیرے جواہرات غائب ہیں تو لازماً المقتدر با الله کی ماں کے پاس ہوں گے لہٰذا اس نے باپ کی بیوی کو گرفتار کرلیا۔ اس خاتون کے پاس جو کچھ بھی تھا وہ اس نے پیش کر دیا مگر القاهر با الله لالچ میں اس قدر اندھا ہوگیا کہ اس نے اپنی سوتیلی ماں کے جسم کے نازک حصوں پر درے مار مار کر نہ صرف اس کی بے حرمتی کی بلکہ اذیت میں حد کر دی۔ پھر تمام انسانی قدریں پامال کرتے ہوئے اس ظالم نے بوڑھی خاتون کے ایک پاؤں میں رسہ ڈال کر اسے چھت میں لٹکا دیا جہاں چند روز تک اس کا پیشاب بہہ بہہ کر اس کے منہ میں پڑتا رہا۔ بالآخر وہاں سے کھول کر محل کے کسی کونے میں قید کر دی گئی جہاں سے چند روز میں ملک الموت نے آکر اسے بیچاری کو رہائی دلائی۔

تاريخ الاعظمية مدينة الامام أبي حنيفة النعمان. تاليف الاستاذ الخطاط وليد الاعظمى ، الناشر دار البشائر الاسلامية بيروت لبنان.

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّۃِ : اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ .

صحيح البخاری : کتاب احاديث الانبياء باب حديث الغار.

حضرت عبداللہ ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا بیان ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات سے لوگوں کے پاس ابھی تک ایک صحیح کلمہ موجود ہے: ''اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ'' جب تیرے حیا نہ رہے تو جو چاہے کرتا جا۔

Marfat.com

اس کا مطلب یہ ہے کہ حیاء اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے اگر کوئی اس نعمت سے محروم ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اس کے نفس کے حوالے کر دیتا ہے۔

ملکہ زبیدہ کی پشیمانی

عباسی خلیفہ ہارون الرشید کی وفات کے بعد ان کے دو بیٹے ملکہ زبیدہ کے بطن سے محمد امین الرشید اور ایک کنیز کے بطن سے مامون الرشید یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے۔

علامہ دمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "عیون التاریخ" کے حوالے سے "کتاب الحیوان الکبری" میں بیان کیا ہے کہ مامون اپنے سوتیلے بھائی امین الرشید کے قتل کے بعد جب تخت نشین ہوا تو ایک روز امین کی والدہ ملکہ زبیدہ رحمہا اللہ تعالیٰ کے قریب سے گزرتے ہوئے اس نے دیکھا کہ ملکہ کے ہونٹ حرکت کر رہے ہیں مامون نے کہا: اے ماں! کیا آپ محض اس وجہ سے میرے لیے بد دعا کر رہی ہیں کہ میں نے آپ کے بیٹے امین کو قتل کر کے اس کی سلطنت پہ قبضہ کر لیا ہے؟ ملکہ نے کہا ایسی کوئی بات نہ تھی بلکہ میں صرف یہ کہہ رہی تھی کہ سنگین حالات کا برا ہو مامون نے پوچھا وہ کیسے؟

فرمایا: میں ایک روز ہارون الرشید کے ساتھ شطرنج کھیل رہی تھی جس دوران وہ جیت گئے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم مکمل طور پر برہنہ ہو کر میرے ساتھ محل کا چکر کاٹو۔ بوجہ حیا میں نے معذرت کی مگر وہ نہیں مانے لہٰذا مجھے ہار کے بدلے مجبوراً برہنہ حالت میں ان کے ہمراہ پورے محل کا چکر کاٹنا پڑا۔ اس کے بعد ایک مرتبہ دوبارہ جب ہم شطرنج کھیل رہے تھے تو ہارون ہار گئے اور میں جیت گئی جس کے بعد میں نے ان سے کہا کہ اس ہار کے عوض آپ مطبخ میں جا کر بدصورت ترین لونڈی سے جماع کریں۔ اس پر ہارون نے مجھ سے معذرت چاہی مگر جس طرح انہوں نے میری معذرت قبول نہیں کی تھی میں نے بھی انکار کر دیا یہاں تک کہ ہارون نے کہا کہ تم عراق و مصر سے وصول ہونے والا ایک سال کا خراج لے لو مگر بدصورت لونڈی سے جماع کرنے کی سزا نہ دو۔ مگر میں بضد رہی حتی کہ میں ان کا ہاتھ پکڑ کر مطبخ میں لے گئی جہاں تمہاری ماں "مَراجِلْ" (باندی) سے زیادہ کوئی دوسری لونڈی زیادہ بدشکل نظر نہیں آئی لہٰذا میں نے ہارون کو سزا کے طور پر اس سے جماع کرنے پر مجبور کر دیا جس کے نتیجے میں تم پیدا ہوئے اور اب تم میرے لخت جگر کو قتل کر کے سلطنت کے مالک بن بیٹھے۔

ام جعفر زبيدة بنت جعفر بن ابى جعفر المنصوربن محمد بن على بن عبد الله بن العباس بن عبد المطلب بن هاشم وهى ام الامين محمد بن هارون الرشيد

عباسی خلیفہ ہارون الرشید کی حور شمائل بیوی زبیدہ نہ صرف وقت کی حسین ترین خاتون تھیں بلکہ تاریخ کی

Marfat.com

کتب میں آپ کے بہت سے محاسن بیان ہوئے ہیں۔ زر کثیر خرچ کر کے حجاج کی سہولت کیلئے طائف سے مکہ مکرمہ تک نہر زبیدہ کھدوا کر تاریخ میں زندہ و جاوید ہوگئیں رحمہا اللہ تعالیٰ۔ زبیدہ نے محل میں ایک سو نو جوان لڑکیاں حفظ کیلئے رکھی تھیں اور ان میں سے ہر ایک کیلئے روزانہ قرآن کریم کا دسواں حصہ تلاوت کرنا ضروری تھا یہی وجہ ہے کہ شاہی محل سے مسلسل اس طرح تلاوت کی آواز سنائی دیتی جیسے شہد کے چھتے سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ۔

بنی ہاشم کی کسی عورت کے ہاں کبھی خلیفہ پیدا نہیں ہوا سوائے زبیدہ کے چونکہ امین کے علاوہ سارے خلفاء ''ھجین ج ھجن '' تھے۔ یعنی ان کی مائیں لونڈیاں اور کنیزیں تھیں۔ ملکہ کی وفات کے بعد ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو انہوں نے کہا: '' غَفَرَ لِيَ اللّٰهُ بِاَوَّلِ مِعْوَلٍ ضُرِبَ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ '' نہر نکالنے کیلئے مزدور نے جب پہلی کدال زمین پر ماری تو اسی کے ساتھ اللہ کریم نے مجھے بخش دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا یہ میں آپ کے چہرے پر زردی سی دیکھ رہا ہوں اس کی وجہ؟

کہنے لگیں دراصل کل رات قبرستان میں ہمارے ساتھ بشر المریس کو جب دفن کیا گیا تو جہنم نے اس کی قبر میں آگ پھینکی تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے میرا سارا جسم لرز اٹھا یہ اسی خوف اور دہشت کی علامت ہے۔

وفیات الاعیان لابی العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان رحمہ اللہ تعالیٰ :ترجمة زبیدة ام الامین رحمہما اللہ تعالیٰ.

() بشر المریسی ایک گمراہ عالم تھا اپنی تالیف ''زنبیل'' میں، میں نے ''تاریخ بغداد'' سے اس کا واقعہ نقل کر دیا ہے۔

() بیشک شوہر کے سامنے سہی مگر ایسی خاتون کیلئے شطرنج کی بازی ہارنے کے بدلے پورے محل میں عریاں حالت میں چکر لگانا انتہائی دشوار کام تھا۔ جبکہ ہارون الرشید نے لذت کیلئے ایسا کرنے پر مجبور کیا تھا۔

() اور ہارون الرشید انتہائی باذوق انسان تھا لہٰذا اس کیلئے ایک انتہائی بدشکل عورت سے جماع کرنا ملکہ کے برہنہ حالت میں محل کے طواف سے زیادہ اذیتناک عمل تھا۔

مکافاتِ عمل

What you sow ,So shall you reap ;

فرانس کی ایک مسجد کے کونے میں اپنی طبعی مہلت عمر بھگتنے کے بعد بونس کے سانسوں سے انتہائی بیزار ایک کوزہ پشت بزرگ کو اپنی محروم آنکھوں سے راوی و چناب بھر بھر کے روتے دیکھ کر ایک ہم جنس نے سبب گریاں دریافت کیا تو کہنے لگے:

Marfat.com

ہر چیز پر بہار ہر اک شے پہ حسن تھا
دنیا جوان تھی مرے عہد شباب میں

سیماب اکبر آبادی

اور انہیں دنوں ایک روز میں اسی مسجد میں آیا تھا دیکھا تو تیونس کے چند تبلیغی نوجوان دین کی اہمیت بیان کر رہے تھے جنہوں نے مجھے بھی دعوت دی مگر بچوں کو سکول سے لانا' فرنچ بیوی کے پالتو کتے کو باہر گھمانا اور اس کو شاپنگ کرانا یاد آ گیا، تو میں ان نوجوانوں کو فضول لوگ تصور کرتے ہوئے بھاگ کھڑا ہوا جس کے عرصہ بعد ایک روز میری کھانسی سے بیزار مرے بیوی بچوں نے مجھے چہل قدمی کا مشورہ دیا تو میں چند لمحے سکون کی تلاش میں اسی مسجد میں آ نکلا دیکھا تو چند نوجوان دین کی بنیادی تعلیمات پر گفتگو کر رہے تھے۔

بادلِ نخواستہ میں بھی ان کے قریب بیٹھ گیا۔ کسی کتاب کے ایک اقتباس کا مفہوم یہ تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے گھر میں کتا رکھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس طرح گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے اور یہ بھی بے برکتی اور بے سکونی کا ایک سبب ہے۔ یہ سنتے ہی میری آنکھوں کے سامنے گھر کے ماحول کا نقشہ جو آیا تو چکر سے آنے لگے جس کے بعد میں نے گھر جا کر بیٹے سے کتا رخصت کرنے کی بات کی تو اس نے حقارت سے میری دقیانوسی تجویز ٹھکرا دی۔

میرا خیال تھا کہ بیٹی اپنی طبعی نرمی کے باعث بات مان لے گی مگر اس نے بھی کتے کے حق میں دلائل دینا شروع کر دیئے تب میں نے بیوی سے دوٹوک انداز میں بات کی تو اس نے کہا کہ میں ایک عرصہ سے علیحدگی کا سوچ رہی ہوں کیونکہ مجھے ماں کی حیثیت سے بچوں کے جذبات کا خیال رکھنا پڑتا ہے ویسے بھی کب ہم نے کوئی باضابطہ شادی کی رجسٹریشن کرا رکھی ہے۔

جس کے بعد مجھے احساس ہوا کہ کاش ان بچوں کا تعلق مسجد سے رہتا تو مجھے کہنا ہی نہ پڑتا یا اگر شادی کُف میں کی ہوتی یا کم از کم دین کو حسن پہ ترجیح دی ہوتی تو شاید حالات مختلف ہوتے۔ الغرض جائداد وغیرہ کا معاملہ بھی تھا کوٹ کچہری تک نوبت پہنچ گئی، میں نے جس کتے کو دین پر ترجیح دی تھی بالآخر وہ میرے مقابلے میں جیت گیا اور میں تنہا خالی ہاتھ ہر چیز سے محروم روڈ پر آ گیا۔ جس کے بعد اللہ تعالیٰ کے اس گھر کے سوا آج کوئی دروازہ کھلا نہیں ملا نہ ہی ان آنسوؤں کے سوا کسی چیز پہ اختیار رہ گیا ہے۔

ایک روز یہاں مقامی مرکزِ تبلیغ میں ایک عرب عالم جب فصیح عربی میں یہ واقعہ بیان کر رہے تھے تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ انہیں بھی میری کوتاہیوں کا علم ہو چکا ہے اور اس ساری گفتگو کا مخاطب میں ہی ہوں۔ اتنے میں ایک دوسرے عالم نے اس بیان کا انگلش میں ترجمہ شروع کر دیا تو میرے سامنے بیٹھے میرے دونوں بیٹوں عمر فاروق اور خالد

Marfat.com

فاروق حفظھما اللہ تعالیٰ نے مجھے طائرانہ نظروں سے جودیکھا تو ایسا لگا کہ میرا گلا تیز دھار چھری کی زد میں ہے۔ کیونکہ میں بھی ان بدنصیب لوگوں میں سے ہوں جنھوں نے اپنی اولاد کی دینی ضروریات کے سواہر ضرورت پوری کی ہے۔ جبکہ میرے قریب اور بھی بہت سے چہرے اداس تھے اور کچھ ایسے بھی کہ جن کو مکافات عمل کی سزا سے نجات دلانے کیلئے میں فی سبیل اللہ تعویذ بھی دے چکا۔ تاہم حال میں نے پیشانی سے عرق ندامت پونچھ کر اس کا بوجھ تو ہلکا کرلیا مگر ضمیر ہے کہ سانپ کی طرح ڈسے جارہا ہے حضرتِ غالب کا یہ فرمانا بجا ہی کہ:

قیدِحیات و بندِغم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

مگر میں سوچتا ہوں کہ کاش کبھی مکافاتِ عمل و موت اصل میں دونوں ایک ہی ہوتے۔ مگر یہ بھی تو ہزاروں خواہشوں کی طرح ایک خواہش ہی ہے اور انصاف کی بات تو یہ ہے کہ۔

بے سبب شکوۂ حالات میں کیا رکھا ہے
ہم نے حالات میں خود زہر ملا رکھا ہے

اقبال عظیم

میں نے ایک روز موسم سرماء میں ایک پسندیدہ پودے کو ٹھنڈا پانی ڈال دیا تو وہ چند روز ہی میں سوکھ گیا جس کا مجھے بہت دکھ ہوا میں نے اپنی کیمبرج سٹوڈنٹ بیٹی ڈاکٹر سعدیہ قریشی سے اس کے موضوعِ تحقیق 'نیچرل سائنس' کے حوالے سے بات کی تو کہنے لگی: ابو جی!

Ecological niche, or a plants' natural habitat

کا تقاضا تھا کہ آپ پانی کا ایک گلاس اس پودے کے قریب رکھ دیتے اور چوبیس گھنٹے کے بعد پودے کو ڈالتے اس وقت تک دونوں کا ٹمپریچر یکساں ہو جاتا تو کو نقصان نہ پہنچتا۔ مگر آپ نے پلانٹس کو بھی بچے سمجھ رکھا ہے؟

جس کے بعد میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ اگر ایک پلانٹ اپنے فطری ماحول کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا تو انسان کس طرح اپنا وجود برقرار رکھ سکتا ہے، اللہ کریم نے تو حیوانات، پرند، چرند کی فطرت میں بھی یہ بات ڈال دی ہے کہ وہ بچے یا انڈے دینے سے پہلے اپنے اردگرد، ماحول اور موسم کا جائزہ لیتے ہیں وہ کبھی ایسی جگہ کا انتخاب نہیں کرتے جہاں بچوں کی فطری ضروریات پوری نہ ہو سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے امت نے مندرجہ ذیل صورتوں میں عزل کو مباح قرار دیا ہے۔

() زوجین اگر دارالحرب میں ہوں یا کسی ایسی جگہ جہاں بچے کی اسلامی اصولوں کے تحت پرورش نہ کی جاسکے۔

() یا زمانے کے حالات اتنے خراب ہو جائیں کہ بچے کا مستقبل مخدوش ہو۔

Marfat.com

() یا کسی کی بیوی بداخلاق ہو جو بچے کی صحیح تربیت نہیں کرسکتی تو ان حالات میں بچہ پیدا کرنے کے بجائے عزل کرلیا جائے۔

رد المحتار علی الدرالمختار : کتاب النکاح باب نکاح الرقیق . مطلب فی حکم العزل .

ابتدائی دور کی اسلامی تاریخ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ عرب جہاں بھی گئے ایک تو مقامی حالات کو سازگار بنایا، لوکل سیاست میں حصہ لیا اور سمندروں دور بیٹھ کر اپنے گلی محلے اور برادری کی سیاست نہیں کی۔ بلکہ جس سوسائٹی میں رہے اسکا حصہ بھی بن گئے اور اسلامی اخلاق کا عملی نمونہ بھی پیش کیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ان کی اولادوں کی حفاظت فرمائی بلکہ ان کو اپنے دین کے پھیلنے کا ذریعہ بھی بنادیا۔ چنانچہ ان میں سے ایک ایک کے نامۂ اعمال میں لاکھوں لوگوں کے ایمان اور اعمالِ صالحہ کا اجر جاتا ہے۔ بقول شاعر مشرق:

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تمدن آفرینؑ خلاقِ آئینِ جہاں داری
وہ صحرائے عرب یعنی شتربانوں کا گہوارا
غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرانشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا

مگر رفتہ رفتہ وہ لوگ اپنے اللہ کریم کے پاس اجر پانے چلے گئے اور بعد کے مسلمانوں نے اپنے نام تو مسلمانوں جیسے رکھ لیے مگر کام ایسے اختیار کیے کہ، جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود۔

برمنگھم میں منعقدہ ایک کانفرنس کی جھلکی ملاحظہ فرمائیے:

دنیا بھر کے جاٹوں کو منظم کیا جائے گا کیونکہ امام ابوحنیفہ، مہاتما بدھ، رستم پہلوان، ٹیپو سلطان اور فیض احمد فیض بھی جٹ تھے۔ روزنامہ جنگ لندن بدھ 15 مئی 2002ء

پھر چند روز بعد اس کی تردید آتی ہے:

امام ابوحنیفہ جٹ نہیں کیانی تھے۔ روزنامہ جنگ لندن 18 اگست 2002ء

جبکہ ہمارے مناظر علمائے کرام بریلوی، دیوبندی اور شیعہ، سنی و اہلحدیث وغیرہ موضوعات پر مناظرہ یا خطاب کرکے داد سمیٹ کر آئندہ سال کی تاریخ لے کر رخصت ہو جاتے ہیں جن میں اکثریت ایسے حضرات کی ہوتی ہے کہ بقول ضمیر جعفری:

Marfat.com

گفتگو ان کی اے معاذ اللہ — منہ میں آرا مشین رکھتے ہیں
علم رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے — مونچھ تو بہترین رکھتے ہیں

ضمیریات: نوائے وقت لاہور، ۱۱ اپریل ۔ ۱۹۷۶ء

یورپ میں بسنے والے ڈیڑھ کروڑ مسلمانوں میں سے اگر تھوڑی سی تعداد بھی مل بیٹھتی اور تعمیری سوچ لے کر آگے بڑھتی تو نوجوان نسل کیلئے الازہر کی طرز پر ایک یونیورسٹی بنائی جاسکتی تھی، مسلم اوقاف اور مسلم قبرستان بنائے جاسکتے تھے مگر ہم تو آج تک اس سائنسی دور میں بھی چاند جیسا بنیادی مسئلہ بھی حل نہیں کر سکے بقول انور مسعود صاحب:

چاند کو ہاتھ لگا آئے ہیں اہل ہمت
ان کو یہ دھن ہے کہ اب جانب مریخ بڑھیں
ایک ہم ہیں کہ دکھائی نہ دیا چاند ہمیں
ہم اسی سوچ میں ہیں کہ عید پڑھیں نہ پڑھیں

یہ وہ حالات ہیں جن کے باعث نوجوان نسل نے وہ راستہ اختیار کیا ہے کہ دنیا پر تو اس کی منزل جیل ہے اور آخرت میں جہنم اور اسی کا نام مکافاتِ عمل یا مرگِ مفاجات ہے۔ جس سے بچنے کیلئے یا تو ہم تعویذات کا سہارا ڈھونڈتے ہیں یا بھلا پھسلا کر بچوں کو پاکستان لے جا کر تشدد کر کے غیر اسلامی جبری شادیاں کراتے ہیں اور اس کو برادری یا اسلام اور ملک کی خدمت بھی تصور کرتے ہیں۔ پھر برٹش ایمبیسی کو مداخلت کرنا پڑتی ہے اور میڈیا سب کچھ اسلام کے کھاتے میں ڈالتا چلا جاتا ہے۔

اپنی بستی کی یہ تصویر نہ دیکھی جائے
بھیڑیے امن کے نگران ہیں یا چیتے ہیں

الطاف حسن قریشی

اب ان حالات کی روشنی میں والدین کو یہاں یورپ میں محنت کر کے اپنے بچوں کا مستقبل سنوارنا اور حالات کا اندازہ کر کے تدابیر اختیار کرنا ہے یا غیر فطری روش اختیار کر کے اللہ کے عذاب کو دعوت دینا ہے، یہ ایک مشکل فیصلہ کئے بغیر ہمارے بچوں کا مستقبل مخدوش نظر آتا ہے جبکہ:

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

اقبالؒ

اور تاریخ کے طالب علم جانتے ہیں کہ مرگِ مفاجات یا مرگِ مکافات دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کی مہیب شکلیں ہیں۔

Marfat.com

اسلام کا امتیاز

پوری دنیا کی موجودہ 6.4 billion آبادی میں مسلمان امت 21% کے حساب سے 1.3 billion/ بلین کی تعداد میں بحثیت ایک قوم اور مذہب دوسرے نمبر پر ہیں۔

اس وقت عیسائی برادری 33 % کے حساب سے 2.1 billion بلین کی حیثیت سے دنیا کی بڑی برادری ہے میرا خیال تھا کہ شاید بائبل میں بھی نکاح جیسی بنیادی انسانی ضرورت کے لیے اسلام کی طرح مفید اور کافی معلومات ہوں گی۔ تقابلی مطالعہ کے لیے جن میں سے چند ایک کا انتخاب مفید ہوگا اس غرض سے میں نے اپنے ایک دوست مسٹر جوہن جونسن کو فون کیا کہ وہ مجھے بائبل میں سے Love Marriage یعنی پسند اور محبت کی شادی یا Arrange Marriage خاندان کے تعاون سے شادی کے متعلق معلومات فراہم کریں انہوں نے چند بنیادی ہدایات مجھے ای میل کی ہیں، میں اس عبارت کو اردو ترجمہ کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔

انجیل میں نکاح کا تصور ۔ MARRIAGE IN THE BIBLE

The following is by no means an exhaustive list of Biblical teaching on marriage. Rather, it is only a very short presentation of a few foundational scriptural references related to marriage,
as taught in the Bible.

ان مندرجہ معلومات کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ بائبل میں شادی کے بارے میں صرف یہی فہرست ہے جو نیچے دی جا رہی ہے یہ صرف چند بنیادی چیزیں ہیں۔ جن کا تعلق شادی بیاہ سے ہے۔

The phrases "arranged marriage" and "love marriage" are not found in the Bible, nor is the term "dating" found there, however, the Bible is clear that God instituted and ordained marriage from the beginning. The creation is described at the beginning of Genesis, the first book of the Old Testament.

بائبل میں محبت کی شادی "love marriage" یا خاندان کے تعاون اور مشورہ سے شادی arranged marriage کا کوئی ذکر نہیں اور نہ ہی شادی سے پہلے لڑکی لڑکے کے آزادانہ میل جول کے بارے

Marfat.com

میں کوئی ہدایت موجود ہے، البتہ بائبل میں روز اول سے شادی کے بارے میں خدا کی طرف سے یہ بنیادی حکم موجود ہے جو عہد نامہ قدیم میں اس طرح بیان ہوا ہے:

After God created Adam, it says "Then the LORD God said, 'It is not good for the man to be alone. I will provide a partner for him.'" (Genesis 2:18)1 Then God created Eve from Adam's rib and presented her to him. "That is why a man leaves his father and mother and is united to his wife, and the two become one flesh..." (Genesis 2:24) "God blessed them and said to them, 'Be fruitful and increase, fill the earth and subdue it,...'" (Genesis 1:28) So God established marriage for the benefit of mankind, and to increase the human race.

جب اللہ نے آدم کو پیدا کیا" اور خداوند نے کہا کہ آدم کا اکیلا رہنا اچھا نہیں میں اس کے لیے ایک مددگار اس کی مانند بناؤں گا- تب خدا نے حواء کو آدم کی پسلی سے پیدا کر کے حضرت آدم کو پیش کی" اس واسطے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑے گا اور اپنی بیوی سے ملا رہے گا اور وہ ایک تن ہوں گے، اور خدا نے ان کو برکت دی اور کہا کہ پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمور و محکوم کرو......

Jesus Christ affirmed marriage in the first book of the New Testament when, being tested by the Jewish religious leaders, he responded "...'Have you never read that the Creator made them from the beginning male and female?'; and he added, 'For this reason a man shall leave his father and mother, and be made one with his wife; and the two shall become one flesh. It follows that they are no longer two individuals: they are one flesh. What God has joined together, man must not separate.'" (Matthew 19:4-6)

Marfat.com

نئے عہد نامہ کی پہلی کتاب کے مطابق حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کے علماء کے جواب میں کہا: ''کیا تم نے پڑھا نہیں؟ کہ جس نے انہیں بنایا اس نے ابتدا ہی سے انہیں مرد اور عورت بنا کر کہا کہ اس سبب سے مرد باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا اور وہ دونوں ایک جسم ہوں گے پس وہ دو نہیں بلکہ ایک جسم ہیں لہٰذا جسے خدا نے جوڑا بنایا ہے اسے آدمی جدا نہ کرے۔

The Bible is also clear that all relationships are to be based on love. This includes love towards God and love towards one another. Of course including love between a husband and wife.

بائبل نے یہ بھی واضح کیا کہ انسانی تعلق کی بنیاد باہمی محبت پر ہے یعنی اپنے خدا سے محبت ایک دوسرے سے محبت اور یقیناً میاں بیوی کی باہمی محبت۔

One time a religious leader asked Jesus which commandment of the law was the greatest he answered,

اور ان میں سے ایک عالم نے حضرت عیسیٰ سے پوچھا کون سا قانونی ضابطہ بڑا ہے حضرت نے جواب میں فرمایا:

"Love the Lord your God with all your heart, with all your soul, with all your mind." That is the greatest commandment. It comes first. The second is like it: "Love your neighbour as yourself." Everything in the Law and prophets hangs on these two commandments.'" (Matthew 22:37-40)

اس نے اس سے کہا کہ'' خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے اور دوسرا اس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ انہیں دو حکموں پر تمام توراۃ اور انبیاء کے صحیفوں کا مدار ہے۔

The Apostle St. John, one of Jesus' disciples, wrote "But if a man has enough to live on, and yet when he sees his brother in need shuts up his heart against him, how can it be said that the divine

Marfat.com

love dwells in him? My children, love must not be a matter of words or talk; it must be genuine, and show itself in action." (1 John 3:17-18) .

حضرت عیسیٰ کے ایک حواری یوحنا نے لکھا ہے کہ:

''جس کسی کے پاس دنیا کا مال ہو اور وہ اپنے بھائی کو محتاج دیکھ کر رحم کرنے میں دریغ کرے تو اس میں خدا کی محبت کیونکر قائم رہ سکتی ہے اے بچو! ہم کلام اور زبان ہی سے نہیں بلکہ کام اور سچائی کے ذریعہ سے بھی محبت کریں۔''

The Bible does not specify how a husband and wife are to initially meet, although its narratives do provide various examples of how couples were brought together. There are some examples of marriage by arrangement of parents or others; but there are also a few examples of friendships between men and women that grew and led to marriage. The Bible leaves freedom as to how one meets his or her future spouse. However, there are general principles drawn from the Bible that do give guidance to a couple wishing to get married. Since marriage has been ordained by God, one should look to Him for guidance as to one's future marriage partner. Christians normally seek God's guidance through a combination of reflecting on relevant passages from the Bible, prayer, seeking wise counsel from others, consideration of circumstances, "listening" to the voice of His Spirit,.and then obedience to what He shows them.

انجیل یہ بھی نہیں بتاتی کہ میاں بیوی کے درمیان رشتہ کس طرح قائم ہوتا ہے بعض واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ ازدواجی تعلق کی نوعیت کیا ہے اور انہیں واقعات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ والدین یا بعض دوسرے لوگوں کے ذریعہ شادیاں طے پائی ہیں اور انہیں واقعات کی روشنی میں یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ بسا اوقات مرد اور عورت کی دوستی شادی میں تبدیل ہوگئی۔ انجیل نے یہ پابندی بھی عائد نہیں کہ کوئی کہاں اور کیسے ملے۔ البتہ انجیل میں شادی کے

Marfat.com

امیدوار جوڑے کے لیے کچھ بنیادی احکامات ضرور ہیں۔ کیونکہ شادی کرنا خدا کا حکم ہے اس لیے انسان کو اس کی ہدایت سے رہنمائی ضرور لینی چاہیے کہ اپنی زندگی کا ساتھی کیسے منتخب کیا جائے عیسائی عموماً شادی سے پہلے انجیل سے رہنمائی طلب کرتے ہیں اور دعا بھی کرتے ہیں اور اپنے بزرگوں سے بھی صلاح مشورہ کرنے کے بعد پھر ضمیر کی آواز کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔

Another Biblical principle guiding marriage is that it must be in accordance with the laws of the land in which the couple reside.

انجیل کا شادی کے بارے میں ایک اور اصول یہ ہے کہ شادی اس ملک کے اصولوں کے مطابق ہونی چاہیے جہاں پر وہ جوڑا رہتا ہے ہر شخص اعلیٰ حکومتوں کا تابعدار رہے کیونکہ کوئی حکومت ایسی نہیں جو خدا کی طرف سے نہ ہو اور جو حکومتیں موجود ہیں وہ خدا کی طرف سے مقرر ہیں۔

It should be noted that divorce is not allowed during the life of the partners except for those few reasons stated in the Bible.

خیال رہے کہ جب تک میاں بیوی زندہ ہیں ان کے لیے طلاق جائز نہیں سوائے چند ناگزیر حالات کے جو بائبل میں درج ہیں۔

The Bible does not place a restriction on who a Christian should marry except that the spouse should also be a Christian.

انجیل کسی عیسائی پر پابندی عائد نہیں کرتی کہ وہ کس سے شادی کرے سوائے اس کے کہ عیسائی صرف عیسائی سے شادی کرے۔

"A wife is bound to her husband as long as he lives. But if the husband die, she is free to marry whom she will, provided the marriage is within the Lord's fellowship." (1 Corinthians 7:39)

جب تک کہ عورت کا شوہر جیتا ہے وہ اس کی پابند ہے پر جب اس کا شوہر مر جائے تو جس سے چاہے بیاہ کر سکتی ہے مگر صرف خداوند میں۔ یعنی عیسائی برادری میں۔

Finally, all relationships are to be governed by purity-contrary to what

Marfat.com

the media tries to portray as acceptable in society! Sexual intercourse is only allowed between a man and woman who are married to each other. St. Paul wrote:

آخر میں یہ بات یاد رہے کہ سارے تعلقات پاکیزہ بنیادوں پر استوار ہونے چاہیں نہ کہ جیسے ذرائع ابلاغ معاشرے کے حالات کی منظر کشی کرتے ہیں اور جنسی تعلقات صرف ایسے مرد اور عورت کے درمیان جائز ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شادی شدہ ہیں۔

"Fornication and indecency of any kind, or ruthless greed, must not be so much as mentioned among you, as befits the people of God" (Ephesians 5:3)

اور جیسا کہ مقدسوں کو مناسب ہے کہ تم میں حرام کاری اور کسی طرح کی ناپاکی یا لالچ کا ذکر تک نہ ہو۔

Similarly St. Peter, another Apostle of Jesus, wrote "Dear friends, I beg you, as aliens in a foreign land, to abstain from the lusts of the flesh which are at war with the soul. Let all your behaviour be such as even pagans can recognize as good,..." (1 Peter 2:11-12)

اے پیارو! میں تمہاری منت کرتا ہوں کہ تم اپنے آپ کو پردیسی اور مسافر جان کران جسمانی خواہشوں سے پرہیز کرو جو روح سے لڑائی رکھتی ہیں اور غیر قوموں میں اپنا چال چلن نیک رکھو تاکہ جن باتوں میں وہ تمہیں بدکار جان کر تمہاری بدگوئی کرتے ہیں تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کر انہیں کے سبب سے ملاحظہ کے دن خدا کی تمجید کریں۔

1 All scripture quotations are from "The New English Bible", Oxford University Press and Cambridge University Press, 1970.

The above information was provided by my great friend Mr John Johnson a well know Chriatian Academic based in Birmingham UK.

نوٹ : بائبل کی ان انگریزی آیات کا اردو ترجمہ ''انجیل'' ناشر پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور سے لیا گیا ہے۔

Marfat.com

منکوحہ عورت انجیل مقدس کی نظر میں

''بیاہی اور بے بیاہی میں بھی فرق ہے۔ بے بیاہی خداوند کی فکر میں رہتی ہے تاکہ اس کا جسم اور روح دونوں پاک ہوں مگر بیاہی ہوئی عورت دنیا کی فکر میں رہتی ہے کہ کس طرح اپنے شوہر کو راضی کرے۔

یہ تمہارے فائدہ کے لیے کہتا ہوں نہ کہ تمہیں پھنسانے کے لیے بلکہ اس لیے کہ جو زیبا ہے وہی عمل میں آئے اور تم خداوند کی خدمت میں بے وسوسہ مشغول رہو اور اگر کوئی یہ سمجھے کہ میں اپنی اس کنواری لڑکی کی حق تلفی کرتا ہوں جس کی جوانی ڈھل چکی ہے اور ضرورت بھی معلوم ہو تو اختیار ہے اس میں گناہ نہیں۔ وہ اس کا بیاہ ہونے دے مگر جو اپنے دل میں پختہ ہو اور اس کی کچھ ضرورت نہ ہو بلکہ اپنے ارادہ کے انجام دینے پر قادر ہو اور دل میں قصد کر لیا ہو کہ میں اپنی لڑکی کو بے نکاح رکھوں گا وہ اچھا کرتا ہے پس جو اپنی کنواری لڑکی کو بیاہ دیتا ہے وہ اچھا کرتا ہے اور جو نہیں بیاہتا وہ اور بھی اچھا کرتا ہے۔

انجیل مقدس کتاب کرنتھیوں باب ۷ آیات ۳۴ تا ۳۸ ناشر پاکستان بائبل سوسائٹی انار کلی لاہور۔

واقول

بائبل کے اس تصور کے مقابلے میں اسلام نے ایک تو اس مقدس رشتے کے موضوع پر اتنی ٹھوس معلومات دی ہیں کہ کسی دوسرے مذہب کے پاس اتنا سرمایہ اخلاق موجود نہیں دوسرا یہ کہ شادی کو اللہ کی رضا کا ذریعہ بتایا ہے جیسا کہ تفصیلات بیان ہو چکی ہیں۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ ثَلَاثَةٌ وَمِنْ شِقْوَةِ ابْنِ آدَمَ ثَلَاثَةٌ، مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ، الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ وَالْمَسْكَنُ الصَّالِحُ وَالْمَرْكَبُ الصَّالِحُ وَمِنْ شِقْوَةِ ابْنِ آدَمَ، الْمَرْأَةُ السُّوْءُ وَالْمَسْكَنُ السُّوْءُ وَالْمَرْكَبُ السُّوْءُ.

رواہ احمد والبزاز والطبرانی فی الکبیر ولاوسط و رجال احمد رجال الصحیح: مجمع الزوائد للہیثمی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابن آدم کی تین سعادتیں اور تین شقاوتیں ہیں۔ تین سعادتیں یہ ہیں کہ اس کی بیوی نیک ہو، گھر کشادہ اور ماحول پرسکون ہو، اسی طرح سواری بھی کارآمد میسر ہو جبکہ تین شقاوتیں یہ ہیں کہ بیوی بداخلاق ہو، گھر میں سکون اور برکات میسر نہ ہوں اور سواری بھی کارآمد میسر نہ ہو۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَرْأَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَأَحْصَنَتْ

Marfat.com

فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ.

مرقاة المفاتيح : كتاب النكاح باب عشرة النساء وما لكل واحدة من الحقوق.

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت جب پانچوں وقت کی نمازیں پڑھے اور ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور شوہر کی فرمانبردار رہے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے اس میں داخل ہو جائے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ خَيْرُكُمْ، خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِيْ.

المرجع السابق

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے اچھا انسان وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آتا ہو اور میں بھی اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ " وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ " ٩٠: التوبة ٣٤: قَالَ: كَبُرَ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَا أُفَرِّجُ عَنْكُمْ، فَانْطَلَقَ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، إِنَّهُ كَبُرَ عَلَى أَصْحَابِكَ هَذِهِ الْآيَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكَاةَ، إِلَّا لِيُطَيِّبَ مَا بَقِيَ مِنْ أَمْوَالِكُمْ، وَإِنَّمَا فَرَضَ الْمَوَارِيثَ لِتَكُونَ لِمَنْ بَعْدَكُمْ، فَكَبَّرَ عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: أَلَا أُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ؟ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ، إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ، وَإِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ، وَإِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ.

رَوَاهُ أَبُو دَاوُد، وَالْحَاكِمُ. وَعَنْ ثَوْبَانَ نَحْوُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالرُّوَيَانِيُّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ، إِلَّا أَنَّ فِيهِ انْقِطَاعًا. وَعَنْ أَبِي نَجِيحٍ رَفَعَهُ: مَنْ كَانَ مُوسِرًا فَلَمْ يَنْكِحْ فَلَيْسَ مِنَّا. رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِي مُعْجَمِ الصَّحَابَةِ وَالْبَيْهَقِيُّ، وَقَالَ: هُوَ مُرْسَلٌ، وَكَذَا جَزَمَ بِهِ أَبُو دَاوُد، وَالدُّولَابِيُّ، وَغَيْرُهُمَا، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: لَمْ يُرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلُ التَّزْوِيجِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ، وَالْحَاكِمُ، وَعَنْهُ رَفَعَهُ: رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَأَبُو دَاوُد، وَالْحَاكِمُ.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب سورہ توبہ کی یہ آیت: " وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ " ٩٠: التوبة ٣٤: اور جو لوگ سونے چاندی کو بطور خزانہ جمع رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجیے۔ نازل ہوئی تو مسلمانوں کو شاق گزری (یعنی تشویش ہوئی کہ کہیں ہم اس کی زد میں نہ آجائیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: فکر نہ کرو میں تمہاری مشکل کا حل تلاش کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! یہ آیت تو آپ کے اصحاب پر بہت شاق گزری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے زکاۃ اسی لیے فرض کی ہے تا کہ تمہارا باقی مال پاک ہو جائے (لہٰذا زکاۃ کی ادائیگی کے بعد کا مال کنز (خزانہ) نہیں رہتا) اور اللہ کریم نے میراث مقرر کی ہے تا کہ بعد میں آنے والوں کو مال ملے۔ارشاد گرامی سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خوشی سے باآواز بلند تکبیر کہی۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایک ایسے خزانے کی خبر دوں جو اس سب کچھ سے بہتر ہے جسے انسان جمع کر سکتا ہے؟ فرمایا: وہ ایک ایسی نیک بیوی ہے کہ جب شوہر اس کو دیکھے تو اسے خوش کر دے۔ اور جب کسی بات کا حکم دے تو اس کی تعمیل کرے۔ اور مرد کی عدم موجودگی میں اس کے حقوق اور عزت وغیرت کی حفاظت کرے۔

اسلام کی نظر میں عورت کا یہی حسن ہے جس کیلئے کسی میک اپ کی ضرورت نہیں پڑتی۔

وَمَا الْحُلِیُ إِلَّا زِینَةٌ مِنْ نَقِیصَةٍ ... یُتَمِّمُ مِنْ حُسْنٍ إِذَا الْحُسْنُ قَصَّرَا

وَأَمَّا إِذَا كَانَ الْجَمَالُ مُوَفَّرًا ... كَحُسْنِكِ لَمْ یَحْتَجْ إِلَى أَنْ یُزَوَّرَا

تفسیر ابن کثیر. ۴۳:الزخرف : الأیات. ۲۱. الی ۲۵.

زیور اور میک اپ نقص چھپانے اور حسن کی کمی دور کرنے کیلئے اس وقت پہنا جاتا ہے جب حسن نامکمل ہو۔ لیکن اے محبوب! اگر جمال اتنا وافر ہو جیسا کہ تجھے عطا ہوا ہے تو پھر کسی زیور اور میک اپ کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یعنی تیرا حسن کسی زیور کا محتاج ہی نہیں۔

'' سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ ''

﴿ تمت بالخیر ﴾

فَإِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللهِ وَحْدَهُ لَا شَرِیكَ لَهُ وَإِنْ كَانَ خَطَأً فَمِنِّی وَمِنَ الشَّیْطٰنِ وَاللهُ وَرَسُوْلُهُ مِنْهُ بُرَآءٌ .

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ خَیْرًا مِمَّا یَظُنُّوْنَ وَاغْفِرْلِیْ مِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ . آمین

محتاج دعا بندۂ ناچیز وحقیر پرتقصیر

محمد اشرف قریشی

سوموار 18 اگست 2014ء.

۲۲.شوال المکرم۔ ۱۴۳۵ھ.

۰۹: بجے شام۔ برمنگھم

Marfat.com

شعرائے کرام

میں خود شاعر تو نہیں مگر شعر میری کمزوری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ شاعر کا نام حذف کرتے ہوئے شعر کا استعمال اسے بے آبرو کر دیتا ہے۔ اسی لیے میں نے کبھی قصداً شاعر کا نام حذف نہیں کیا۔ زیرِ نظر کتاب میں حسب معمول جن شعرائے کرام کے کلام سے استفادہ کیا گیا ہے ان کیلئے ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ ان کے اسمائے گرامی کی فہرست اس طرح ہے:

ابن معصوم ...... ابن الطیب الشرقی ...... ابن الدهان ...... ابن جُبَیر ألشاطبي ...... ابن المعتز ...... ابراهیم بن ألمهدی ...... حضرت امیر خسرو ...... ابراہیم ذوق اختر شیرانی ...... احمد فراز ...... احمد ندیم قاسمی ...... الطاف حسن قریشی ...... ابن انشا ...... اطہر نفیس ...... ڈاکٹر اشرف کمال ...... امتیاز علی گوہر ...... اسرار چشتی ...... امجد اسلام امجد ...... اقبال عظیم ...... اسماء عباس ...... اظہر ناظر ...... ارشاد نیازی ...... افتخار حیدر ...... اشرف یوسفی ...... انور مسعود ...... ابراہیم اشک ...... اعظم نصر ...... افرسیاب کامل

البحتری ...... بهاء الدین زهیر ...... پرویز ساحر ...... ابن نباتة السعدی ...... ابن الآبار البلنسي ...... شیخ ابراہیم راضی ...... بشیر بدر ...... باقی صدیقی ...... پروین شاکر ...... تنویر سپرا ...... پرویز ساحر ...... مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالیٰ ...... جمیل بن عبداللہ بن معمر ...... جمیل ارشد خان ...... جگر مرادآبادی ...... چکبست ...... چراغ حسن حسرت ...... حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ...... حارثة بن شراحیل ألکعبی ...... حافظ شیرازی ...... حفیظ میرٹھی ...... حفیظ تائب ...... حسن عباس رضا ...... حارث بلال ...... ألخبز أرزی ...... داغ دہلوی ...... ذرہ حیدری ...... راشد مراد ...... ریاض مجید ...... راغب مرادآبادی ...... روبینہ محمود ...... رضوانہ ملک ...... رحمان فارس ...... حضرت زید بن حارثة ألکعبي رضی اللہ عنہ ...... زفر بن الحارث الکلابی ...... زارا ضیاء چیمہ ...... زمان کنجاهی ...... حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ ...... ألسموأل ...... سیماب اکبرآبادی ...... ساحر لدھیانوی ...... ساغر نظامی ...... ساغر صدیقی ...... ساجد سجنی لکھنوی ...... سہیل احمد ...... سلطان رشک ...... سیف الدین سیف ...... سلیم اختر ملک ...... سلیم کوثر ...... سرفراز انور صفی ...... حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ...... شہریار تبریزی ...... شکیل بدایونی ...... شہزاد جالندھری ...... شہزاد شاہ ...... صلاح الدین الاربلی ...... صائب ...... صوفی تبسم ...... صہبا اختر ...... ضیا فاروقی ...... حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ ...... مولانا ظفر علی خان ...... ضمیر جعفری ...... ظفر اقبال ...... ظہیر کاشمیری ...... حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب ...... حضرت علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہ ...... علامہ عبدالغنی النابلسي ...... علی بن محمد الحبشي ...... عمر بن ربیعہ ...... عبدالغفار

Marfat.com

الأخرس ...... العباس بن الأحنف ......عرفی شیرازی ...... مرزا غالب ...... علامہ عامر عثمانی مرحوم ......
علیناعترت ...... عبدالحمید عدم ...... عارفہ شہزاد ...... عارمہ ماہ رخ ...... عزیز اعجاز ...... عطاء الحق قاسمی
...... مرزا علی اکبر مضطرب ...... عطاء الحسن ...... عرفان ستار ...... غلام محمد قاصر مرحوم ...... فاطمہ بنت نوفل بن اسد
...... فرزدق بن غالب ...... فردوسی ...... فیض احمد فیض ...... فانی بدایونی ...... ڈاکٹر فریاد آزر ...... فرحت عباس شاہ
...... فهد ملک ...... قاسم الکستی ...... قسطندی داود ...... قتیل شفائی ...... قدسیہ ظہور ...... حضرت
کعب بن مالک انصاری رضی اللہ ...... کبیر داس ...... گل نذیر خان گل غزن آبادی ...... گلزیب زیبا ...... لبید بن
ربیعة ...... مجنون لیلی (قیس بن الملوح بن مزاحم) ...... محمود الوراق ...... مصطفی لطفي
المنفلوطي ...... ألمكزون السنجاري ...... خواجہ میر درد ...... میر تقی میر ...... مومن خان مومن ......
علامہ محمد اقبال ...... حضرت میاں محمد بخش ...... محمد ضمیر طالب ...... حافظ مظہر الدین ...... محمد محمود احمد ......
پروفیسر محمود پاشا ...... محمود رضا سید ...... محمد بلال ...... منیر نیازی ...... مسلم سلیم ...... ألنابغة الشيباني ......
ألنابغة الجعدی ...... ناسخ (امام بخش مرحوم) ...... نعیم صدیقی ......ناصر کاظمی ...... نوشی گیلانی ......
ڈاکٹر ناہید اختر ...... ناصر ملک ...... ولی دکنی ...... وارث شاہ ...... وصی شاہ ...... وقاص واہب ...... يوسف
النهانی ...... یاور صدیقی

مصادر و مراجع

01 : ألقرآن الكريم

02 : اعراب القرآن وبيانه: تاليف الاستاذ محي الدين الدروى رحمه الله تعالىٰ :اليمامه للطباعة والنشروالتوزيع دمشق . بيروت

04 : اعراب القرآن :تاليف الاستاذ أبوجعفر اَلنَّحَاسُ المرادى النحوى : الناشر دارالكتب العلمية بيروت.

05 : احكام القرآن للجصاص:أحمد بن على الرازى، أبو بكر الجصاص : الناشر دارالكتب العلمية بيروت.

06 : أحكام القرآن:للقاضى محمد بن عبد الله أبو بكر بن العربى المعافرى الاشبيلى المالكى :الناشر:دار الكتب العلمية، بيروت.

07 : أضواء البيان فى إيضاح القرآن بالقرآن:المؤلف : محمد الأمين بن محمد المختار بن عبد القادر الجكنى الشنقيطى رحمه الله تعالى.الناشر :دار الفكر للطباعة و النشر و التوزيع بيروت.

Marfat.com

08 : انجیل مقدس : ناشر پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور.

09 : أحادیث الجماعیلی: تالیف الامام عبدالغنی بن عبد الواحدبن علی سرور المقدسی الجماعیلی الدمشقی الحنبلی ابومحمد تقی الدین المتوفی ۶۰۰ ھ . الناشر مخطوط نشر فی برنامج جوامع القلم المجانی التابع لموقع الشبکة الاسلامیة .

10 : أنساب الأشراف: تالیف الامام أبی الحسن احمد بن یحي بن جابر ألبلاذری رحمه اللّٰه تعالی. ط : بیروت.

11 : آکام المرجان فی احکام الجان : تالیف الشیخ العلامة المحدث القاضی بد رالدین ابی عبد اللّٰه عمر بن عبد اللّٰه الشبلی الحنفی رحمه اللّٰه تعالیٰ : الناشر دارا لمعرفة بیروت .

12 : إتحاف الخیرة المهرة بزوائد المسانید العشرة : المؤلف :أبو العباس شهاب الدین أحمد بن أبی بکر بن إسماعیل بن سلیم بن قایماز بن عثمان البوصیری الکنانی الشافعی رحمه اللّٰه تعالی :دار النشر :دار الوطن للنشر، الریاض.

13 : الاذکار: تالیف الامام ابی زکریا محی الدین یحیٰ بن شرف النووی الد مشقی رحمه اللّٰه تعالیٰ : الناشردارابن کثیردمشق۔ بیروت

14 : اعلاء السنن : تالیف الاستاذ المحدث الناقد ظفراحمد العثمانی التهانوی رحمه اللّٰه تعالیٰ : الناشر دار الکتب العلمیه بیروت .

15 : اَلْإِ حْکَامُ فِیْ اْلاَحْکَامِ : للعلامة علی ابن محمد العامدی: الناشر المکتبة الاسلامی بیروت.

16 : ألاستذکار: تالیف الامام الحافظ ابن عبد البرالنمری القرطبی رحمه اللّٰه تعالیٰ : الناشر دارالکتب العلمیة بیروت.

17 : الاستیعاب فی معرفة الاصحاب: المؤلف: المؤرخ العلامة أبی عمریوسف بن عبد اللّٰه بن محمد بن عبد البر القرطبی رحمه اللّٰه تعالیٰ : الناشر دارالکتب العلمیة بیروت .

18 : أسد الغابة فی معرفة الصَّحابة :تالیف الامام عز الدین ابن الأثیرأبی الحسن علی بن محمد ألجزری رحمه اللّٰه تعالیٰ : الناشر دارالکتب العلمیة بیروت.

19 : أسماء الصحابة الرواة وما لکل واحد من العدد : المؤلف: الامام ابن حزم الظاهری رحمه اللّٰه تعالی : الناشر دارالکتب العلمیة بیروت.

20 : ابتلاء الأخیار بالنساء الأشرار : ألمؤلف : الشیخ اسماعیل بن نصربن عبدالمحسن السلاجی المعروف ب ـابن القطعة : ط : دارالجیل بیروت.

Marfat.com

21 : اعمال قرآني : ألمؤلف: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

21 : الأغاني : تاليف الامام المؤرخ النبيل علي بن الحسين أبی الفرج الاصفهانی رحمه اللّٰه تعالیٰ : الناشر دارالكتب العلمية بيروت .

23 : أدب النسـاء :الموسوم بكتاب العناية والنهاية : تاليف العلامة ألاستاذعبد الملك بن حَبيب بـن حبيب السلمي الإلبيری القرطبي، أبو مروان :الناشر :دار الغرب الإسلامی.الطبعة :الأولى 1412 هـ 1992 -م.ألمكتبة الشاملة .

24 : ألانتفـاع بـاجـزاء الآدمـي في الفقه الاسلامي: تاليف العلامة الدكتورعصمت اللّٰه عنايت اللّٰه محـمـد الـقـرشـي،الكشميري حفظه اللّٰه تعالى (رسالة ماجستيربجامعة ام القرى: الناشر مكتبة جراغ اسلام اردوبازار لاهور باكستان . ألطبعة الاولى ۱۴۱۴ هج . ۱۹۹۳ م : ألمكتبة الشاملة.

25 : ألانـوار النعمانية: للشيخ نعمة اللّٰه بن محمدبن عبداللّٰه الموسوى الجزائری . احدكباررجال الشيعة الاثنى عشرية.

26 : الإيـمـاء إلـى زوائـد الأمـالـي والأجـزاء :زوائد الأمالي والفوائد والمعاجم والمشيخات على الكتب الستة والموطأ ومسند الإمام أحمد:

المؤلف : نبيل سعد الدين سَليم جَرَّار:الناشر : دارأضواء السلف للنشروالتوزيع ،الرياض .

27 : اعـلام الـنبـيـل بـجـوازالتقبيل : تاليف العلامة عبداللّٰه بن الصديق الغماری أحدعلماء المغرب رحمه اللّٰه : المكتبة الشاملة.

28 : أحلى الحكايات من كتاب الأذكياء :لابن الجوزی رحمه اللّٰه : ألناشر دارابن حزم بيروت.

29 : اقوام پاکستان کا انسائکلو پیڈیا : تالیف لطیف جناب انجم سلطان شہباز چوہدری : ناشر بک کارنر شوروم جہلم ، پاکستان

30 : بـحـر الـعـلوم :(تفسيرالقرآن) المؤلف: أبـو الـلـيـث نـصـر بـن محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقندی (المتوفى373 :هـ.

32 : الـبـحـر الـمـديـد فـي تـفسير القرآن المجيد: أحمد بن محمد بن المهدی بن عجيبة الحسنی الإدريسـي الشـاذلـي الـفـاسي أبو العباس رحمه اللّٰه تعالى : الناشر :الدكتور :حسن عباس زكی :ط: القاهرة .

The New English Bible", Oxford University Press and Cambridge .

☆ University Press, 1970.10

Marfat.com

33 : بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع: للامام علاء الدین ابی بکر بن مسعود الکاسانی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ :ط: دارالکتب العلمیۃ بیروت.

34 : بستان الواعظین و ریاض السامعین :للامام ابی الفرج عبد الرحمٰن الجوزی :ط: دار ابن حزم بیروت .

35 : البحر الرائق شرح کنز الدقائق: للنسفی ابی البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد بن محمود الحنفی : تالیف العلامۃ زین الدین ابراھیم بن محمد الشھیر بابن نجیم الحنفی:ط:الناشر دار احیاء التراث العربی بیروت.

36 : البدایۃ والنھایۃ: للامام الحافظ أبی الفداء اسمٰعیل ابن کثیر القرشی الدمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ : دارالمعرفۃ بیروت.

37 : الأشباہ والنظائر علی مذھب أبی حنیفۃ النعمان: تالیف الشیخ زین الدین بن ابراھیم بن محمدالشھیر بابن نُجَیم رحمہ اللہ تعالی :ط: دارالکتب العلمیۃ بیروت.

38 : بستان الواعظین و ریاض السامعین : للامام ابی الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن علی الجوزی ۵۰۸۔۵۹۷ ھ. رحمہ اللہ تعالی :ط: دار ابن حزم بیروت.

39 : بوستان شیخ سعدی شیرازی :ط: ایران

40 : *بیس بڑے مسلمان : ترتیب عبدالرشید ارشد: ناشر مکتبہ رشیدیہ لاہور.*

41 : تفسیر القرآن العظیم :لابن أبی حاتم وھوأبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدریس بن المنذر التمیمی، الحنظلی، الرازی ابن أبی حاتم المتوفی 327 :ھ۔ : ط: مکتبۃ نزار مصطفی الباز. المملکۃ العربیۃ السعودیۃ.

42 : تفسیر القرآن العظیم : للامام الحافظ أبی الفداء اسمٰعیل ابن کثیر القرشی الدمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ : دارطیبۃ للنشر والتوزیع،الریاض.

43 : تفسیر النسفی: تالیف الامام ابی البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمہ اللہ تعالیٰ :ط: دار ابن کثیر دمشق/بیروت.

44 : التفسیر الکبیر (مفاتیح الغیب): للامام فخر الدین محمد بن عمر بن الحسین بن الحسن ابن علی التمیمی البکری الرازی الشافعی
رحمہ اللہ تعالیٰ :ط:دارالکتب العلمیۃ. بیروت.

44 : تفسیر مظھری: اردوتالیف الامام العلامۃ قاضی محمد ثناء اللہ مجددی پانی پتی رحمہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ :ط: ناشر دارالاشاعت کراچی

46 : تفسیر عزیزی :عمدة المفسرین فخرالمحدثین شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ – ناشر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

47 : تفسیرعثمانی : مولانا شبیراحمدعثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ :ط: مجمع خادم الحرمین الشریفین الملک فهد بن عبدالعزیز – مدینة المنورة.

48 : تفہیم القرآن : المؤلف : الاستاذ النبیل سید أبو الأعلیٰ مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ : ناشر ادارہ ترجمان القرآن لاہور.

49 : تفسیر البیضاوی: للامام القاضی ناصرالدین ابی سعید عبداللہ ابی عمر بن محمدالشیرازی البیضاوی :ط: دارالفکر–بیروت.

50 ترجمۂ قرآن : مولانا محمد جوناگڑھی

51 : ترجمۂ قرآن : عبداللہ یوسف علی انگریزی

52 : ترجمۂ قرآن : علامہ حافظ سید فرمان علی شاہ ۔شیعہ عالم

53 : ترجمۂ قرآن : علامہ محسن علی نجفی ۔شیعہ عالم

54 : ترجمۂ قرآن : مولانا ذیشان حیدر جوادی ۔شیعہ عالم

55 : ترجمۂ قرآن : مولانا مقصود دہلوی ۔شیعہ عالم

56 : تفسیر نمونہ : اردو ترجمہ مولانا سید صفدر حسین نجفی ۔شیعہ عالم

57 : التہذیب: لأبی جعفر محمد بن الحسن الطوسی إسمه " تهذیب الأحکام فی شرح المقنعة " للشیخ المفید،أحد کبار رجال الشیعة الاثناعشریة.

58 : تفسیر الصافی: تألیف الشیخ الفیض الکاشانی الشیعي.أحد کبار رجال الشیعة الاثناعشریة.

59 : تحفة الاحوذی بشرح جامع الترمذی: للامام الحافظ ابی العلاء عبد الرحمٰن ابن عبد الرحیم المبارکفوری رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفّی ۱۲۸۳ – ۱۳۵۳ ھ .الناشر دارالکتب العلمیة بیروت.

☆ تحفة الأشراف : بمعرفة الاطراف للامام الحافظ جمال الدین أبی الحجاج یوسف بن عبد الرحمٰن المزی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفیٰ ۷۴۲ ھ. معجم مفهرس المسانید الصحابة والرواة عنهم وموسوعة علمیة لجمیع أحادیث الکتب الستة الصحاح ومعه النکت الظراف علی الاطراف تعلیقات الحافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفیٰ ۸۵۲ ھ. :ط: دارالکتب العلمیة بیروت.

☆ الترغیب والترهیب : من الحدیث الشریف تالیف الامام الحافظ زکی الدین عبد العظیم بن

Marfat.com

عبد القوی المنذری رحمه اللّٰه :ط:دارلفکر بیروت

☆ التلخیص الحبیر فی تخریج أحادیث الرافعی الکبیر :المؤلف :أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی رحمه اللّٰه :الناشر :مؤسسة قرطبة -مصر

☆ تنویر الحوالک شرح علی مو طا ٔمالک : تا لیف الامام السیوطی الشافعی:ط: دارالکتب العلمیة بیروت

☆ التوشیح شرح الجامع الصحیح: تا لیف الامام السیوطی الشافعی رحمه اللّٰه تعالیٰ :ط: مکتبة الرشیدالریاض

☆ تهذیب الآثار وتفصیل الثابت عن رسول اللّٰه من الأخبار: تالیف الامام محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی، أبو جعفر الطبری :ط:الناشر :مطبعة المدنی -القاهرة.

☆ تهذیب الکمال .للحافظ أبی الحجاج یوسف بن ألزکي عبدالرحمن ألمزي :ط: بیروت

☆ التعریفات : تالیف السیدألشریف أبی الحسن علی بن علی الحسینی الجرجانی:ط: دارالکتب العربیة بیروت.

☆ تاریخ بغداد : تالیف الامام الحافظ ابی بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی :ط: دارالکتب العلمیة بیروت.

☆ تاریخ واسط : مؤلف العلامة اسلم بن سهل الرزارالواسطی :ط: عالم الکتب القاهرة .

☆ تاریخ الخلفاء: تا لیف الامام السیوطی الشافعی رحمه اللّٰه تعالیٰ :ط: دار الجیل بیروت.

60 : تاریخ دمشق: المؤلف :أبو القاسم علی بن الحسن بن هبة اللّٰه المعروف بابن عساکر :ط: دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع ،بیروت.

61 : تاریخ المدینة :لابن شبة: عمر بن شبة (واسمه زید) بن عبیدة بن ریطة النمیری البصری، أبو زید :ط:جدة.

62 : التاریخ الکبیر: للامام الحافظ أبی عبداللّٰه محمد بن اسماعیل بن ابراهیم الجعفی البخاری :ط: دارلکتب العلمیة بیروت.

63 : ألتحفة المهدیة شرح عقیدة التدمریة : تالیف الشیخ فالح بن مهدی بن سعدبن مبارک آل مهدی الدوسری المتوفی ۱۳۹۲ ھ . :ط: مطابع الجامعة الاسلامیة بالمدینة المنورة . الطبعة الثالثة ۱۴۱۳ ھ. فی مجلدین.

64 : تلبیس ابلیس: تالیف الامام أبی الفرج عبدالرحمن ابن الجوزی رحمه اللّٰه تعالی :ط :

Marfat.com

دارالكتب العلمية بيروت.

65 : التوائم المتلاصق (السيامى) وحكم فصله: تحقيق ألدكتوراحمدبن عبدالعزيزبن قاسم الحداد، كبيرمفتيين مديرادارة الافتاء بدائرة الشئون الاسلامية والعمل الخيرى بدبي.

66 : التوائم المتلاصق السيامي: تحقيق ألدكتورسعد بن ناصرالشثري.

67 : تحفة الحبيب على شرح الخطيب: حاشية البجيرمى على الخطيب المؤلف :سليمان بن محمد بن عمر البُجَيْرَمِيّ المصرى الشافعي :ط :دار الفكربيروت.

68 : تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ:المؤلف :عثمان بن على بن محجن البارعى، فخر الدين الزيلعي الحنفى المتوفى :٧٤٣ هـ .الحاشية :شهاب الدين أحمد بن محمد بن أحمد بن يونس بن إسماعيل بن يونس الشِّلْبِيُّ المتوفى ١٠٢١ :هـ.:ط :المطبعة الكبرى الأميرية ، القاهرةالطبعة :الأولى، 1313هـ.

69 : ترجمان القرآن:صفر ۱۳۷۴ھ۔جنوری ۱۹۵۴ء۔رسائل ومسائل ج ۳ تالیف الاستاذ سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ.

70 : تاريخ الاعظمية مدينة الامام أبى حنيفة النعمان:تاليف الاستاذ الخطاط وليد الاعظمى :ط: دارالبشائر الاسلامية بيروت لبنان.

71 : تذکرۃ الرشید: سوانح فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمه الله تعالىٰ عليه : تالیف الحاج مولانا عاشق الٰہی میرٹھی الناشر ادارہ اسلامیات لاہور.

72 : تعبير خواب نامه : استاذ النبلاء مولانا سيد اصغر حسين ديو بندى رحمه الله تعالىٰ عليه ناشر دارالاشاعت كراچى.

73 : ثلاثة مجالس من أمالى أبى القاسم بن بشران وعشرة أحاديث من حديث أبى الفرج الطناجيرى (مخطوط) المؤلف :أبو القاسم عبد الملك بن محمد بن عبد الله بن بِشْران بن محمد بن بشْران بن مهران البغدادى (المتوفى430 :هـ.: المكتبة الشاملة.

74 : جامع البيان عن تأويل آى القرآن: للامام ابن جرير الطبرى رحمه الله تعالىٰ :ط:دارلفكر بيروت

75 : الجامع لأحكام القرآن: للامام المفسر أبى عبد الله محمد بن احمدالانصارى القرطبي رحمه الله تعالىٰ: ط: الناشر دارالفكر بيروت 76 : الجامع الصحيح:للامام ابى الحسين مسلم بن الحجاج القشيرى النيسابورى رحمه الله تعالىٰ عليه: ط: دارالكتب العلمية بيروت.

Marfat.com

77 : جامع ترمذی: للامام أبی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمه الله تعالیٰ علیه مترجم علامه بدیع الزمان .ناشر اسلامی کتب خانه چوک اردو بازار لاهور

78 : ألجامع فی الحدیث لابن وهب : ابومحمدعبدالله بن وهب بن مسلم المصری القرشی :ط: دار ابن الجوزی رحمه الله تعالی – الریاض .

79 : جامع لطائف التفسیر : للعلامة عبدالرحمن بن محمد القماش امام وخطیب بوزارة الاوقاف الاماراتیة فی امارة رأس الخیمة :ط: مکتبة مشکاة الاسلامیة.

80 : الجواهر المضیّة فی طبقات الحنفیة :تالیف الشیخ المؤرخ محی الدین ابو محمد عبدالقادربن محمد بن محمد نصرالله ابن سالم بن ابی الوفاء القرشی الحنفی رحمه الله تعالیٰ :ط: مؤسسة الرسالة .

81 : الجرح والتعدیل .تالیف الامام الحافظ أبی محمدعبدالرحمن بن أبی حاتم محمدبن ادریس التمیمی الحنظلی ألرازی الناشر دارالکتب العلمیة بیروت.

82 :الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم الرازی

83 : جامع بین العلم وفضله باب : تالیف ابی عمر یوسف بن عبد البر رحمه الله تعالیٰ :ط: دار ابن الجوزی الدمام.

84 : جراحة فصل التوائم الملاصقة : تحقیق ألدکتوربندربن فهدألسویلم ،الاستاذالمشارک بقسم الفقه، کلیة الشرعیة ، جامعة الامام محمدبن سعود الاسلامیة . الریاض.

85 : جهود علماء الحنفیة فی ابطال عقائد القبوریة : تالیف العلامة الدکتور ابوعبدالله شمس الدین بن محمد بن اشرف بن قیصر الأفغانی رحمه الله تعالی :ط: دارالاصمعي حلب .سوریا: ألمکتبة الشاملة.

86 : جمهرة اللغة :لابن درید :وهو ابوبکرمحمدبن الحسن بن درید الأزدی المتوفی ۳۲۱ ھ.

87 : جدید فقہی مسائل:تالیف المحقق العلامة خالدسیف اللہ رحمانی.

88 : حاشیة الصاوی علیٰ تفسیر الجلالین : للعلامة الشیخ احمد الصاوی المالکی رحمه الله تعالی:ط:مکتبة العصریة بیروت

89 : حاشیة قلیوبی علی شرح جلال الدین المحلی: علی منهاج الطالبین:المؤلف :شهاب الدین أحمد بن أحمد بن سلامة القلیوبی-:ط: دار الفکربیروت.

☆ ألحجة فی بیان المحجة و شرح عقیدة أهل السنة : تالیف الشیخ اسماعیل بن محمد بن الفضل

Marfat.com

بن علی القرشی الطلیحی الأصبهانی ابولقاسم ' الملقب بقوام السنة المتوفی ۵۳۵ ھجری . :ط: دارالرایة ' السعودیة –ألریاض.

90 : الحبائک فی اخبار الملائک: تالیف الامام السیوطی الشافع رحمه اللّٰه تعالیٰ:ط: دارالکتب العلمیه بیروت.

91 : حِلیة الاولیأ : لـلامام الحافظ ابی نُعَیم احمد عبد اللّٰه الاصفهانی الشافعی رحمه اللّٰه تعالیٰ :ط: دارالکتب العلمیة بیروت.

92 : حیوانات قرآنی : از مولانا عبد الماجد دریا آبادی رحمه اللّٰه تعالیٰ علیه ناشر مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی.

93 : ألحدوٗد والتعزیرات: لابن القیم رحمه اللّٰه تعالیٰ .

94 : خلاصة الایجاز : للشیخ المفید ألمترفی ۴۱۳ ھجری. وهو محمّد بن محمّد بن النعمان بن عبد السّلام العکبری المعروف بالشیخ المفید سید الطائفة،أحد کبارعلماء الشیعة الاثناعشریة.

95 : الدر المنثور فی التفسیر الماثور: للامام السیوطی رحمه اللّٰه تعالیٰ :ط: دارالکتب العلمیة بیروت.

96 : درس تر مذی : تقریر علامه مفتی محمد تقی عثمانی :ط:مکتبه دارالعلوم کراچی.

97 : دلائل النبوة ومعرفة احوال صاحب الشریعة :للامام ابی بکراحمد بن الحسین البیهقی:ط:دارالکتب العلمیة بیروت .

98 : الدعاء للطبرانی :للامام سلیمان بن احمد الطبرانی ابو القاسم :ط:دارالکتب العلمیة بیروت الطبعة الاولیٰ ۱۴۱۳ ھجری.

99 : دررالحکام فی مجلة الاحکام : تالیف علی حیدر. المکتبة الشاملة.

100 : دیوان حسان بن ثابت : شرح وتقدیم الاستاذ عبد أ . مهنّا:ط:دارلکتب العلمیة بیروت

101 : دیوان الامام الشافعی :الامام ابی عبداللّٰه محمدبن ادریس ألشافعی رحمه اللّٰه تعالی :ط: دارالکتب العلمیة بیروت.

102 : دولة النساء : تالیف العلامة عبد الرحمٰن البر قوقی رحمه اللّٰه تعالیٰ:ط: دار ابن حزم بیروت.

103 : دیوان غالب : میرزا أسداللّٰه خان غالب رحمه اللّٰه تعالیٰ تصحیح وتر تیب حامد علیخان خطاطی سید نفیس رقم – ناشر الفیصل ناشران وتاجران کتب لاهور.

104 : دیوان حافظ شیرازی : شمس الدین بن بهاؤ الدین الأصفهانی المتوفی ۷۹۱ ھجری. :ط: سب

Marfat.com

رنگ کتاب گھر دھلی

105 : دختران ہند : تالیف لطیف پروفیسر علم الدین سالک : ط : نشریات اردو بازار لاہور

106 : ألـذخيـرة فى فروع المالكية : للامام الفقيه أبى العباس شهاب الدين احمد بن ادريس القرافي الصنهاجي المصرى

107 : روح الـمعانى : للعلامة ابى الفضل شها ب الدين السيد محمود الآلوسى البغدادى رحمه الله تعالىٰ :ط: دارالكتب العلمية بيروت.

108 : رد المحتار علىٰ الدرالمختار شرح تنوير الابصار: لخاتمة المحققين محمد امين الشهير بابن عابدين مع تكملة ابن عابدين بنحل المؤلف رحهما الله تعالىٰ : ط: دارلكتب العلمية بيروت

109 : ألـرخـصة فـى تـقبيـل اليـد: تـاليف الـحـافـظ ابـوبكرمحمد بن ابراهيم ابن المقري .المكتبة الشاملة.

110 : رحـمة لـلـعالمين :تاليف حضرت علامہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ تعالیٰ: ط:الفیصل اردو بازار لاہور.

111 : الـروض البـاسـم فـى الـذب عـن سـنة ابـى الـقاسـم ﷺ : للامام المحقق أبى محمد على بن احمدسعيدبن حزم الظاهرى الأندلسي.

112 : رسائل ومسائل : تـاليف الاستـاذ السيـد أبـو الأعـلىٰ المودودى رحمه الله تعالىٰ عليه ناشر اسلامک پبلیکیشنز لاهور.

113 : روضة الـمـحبيـن ونـزهة الـمشتاقين : للامام العلامة شمس الدين محمد بن أبى بكر ابن قيم الجوزية رحمه اللّٰه تعالىٰ:ط:دارالكتاب العربى بيروت

114 : رسالة المتعة : للشيخ محمد الباقر المجلسى.احد كبارالرجال الشيعة الاثناعشرية.

115 : روزنامہ جنگ لندن 14 مئی 2005ء

116 : روزنامہ پاکستان۔ 02جون 2014۔چیف ایڈیٹر مجیب الرحمٰن شامی

117 : زادالمعاد فى هدى خيرالعباد : للامام ابن القيم الجوزية :ط: مؤسسة السالة بيروت .

118 : الـزهـد لهـنـاد: هـنـاد بـن سـرى الكوفى رحمه الله تعالىٰ :ط: دارالخلفاء للكتب الاسلامى الكويت الطبعة الاولىٰ ١٤٠٦ھ.

119 : سـنـن ابـى داؤد : لـلامـام الحافظ المصنف المتقن ابى داؤد سليمان بن الاشعث السجستانى الازدى رحمه الله تعالى :ط: دار ابن حزم بيروت

Marfat.com

120 : السنن الکبرٰی : للامام البیهقی رحمه الله تعالی :ط: دارالکتب العلمیة بیروت

121 : سنن سعید بن منصور :المؤلف :أبو عثمان سعید بن منصور بن شعبة الخراسانی الجوزجانی :ط :الدار السلفیة الهند، الطبعة :الأولى، 1403هـ 1982-م .

122 : السنن الکبرٰی : للامام أبی عبدالرحمن احمد بن شعیب ألنسائی :ط: دارالکتب العلمیة بیروت.

123 : سنن النسائی: رحمه الله تعالی بشرح الامام السیوطی :ط:مکتبه تحقیق التراث الاسلامی الناشر دارالمعرفة بیروت.

124 : سنن الدارمی: للامام ابی محمد عبد الله بن عبد الرحمٰن بن الفضل بن بهرام التمیمی السمرقندی الدارمی رحمه الله تعالیٰ :ط:دارالکتب العلمیة بیروت :

125 : سنن الدارقطنی : تالیف الامام الحافظ علی بن عمر الدار قطنی :ط: دارالکتب العلمیة بیروت.

126 : سنن ابن ماجه : بشرح الامام ابی الحسن الحنفی المعروف بالسندی المتوفّی :ط: دارالمعرفة بیروت.

127 : سبل السلام شرح بلوغ المرام : تالیف الاستاذ محمد بن اسمٰعیل الأمیر الصنعانی رحمه الله تعالیٰ :ط: دار ابن عفان القاهرة.

128 : السلسلة الصحیحة :للشیخ ناصرالدین الألبانی رحمه الله تعالی: المکتبة الشاملة.

129 : سیر اعلام النبلاء : للامام شمس الدین محمد بن احمد بن عثما ن الذهبی:ط: مؤ سسة الرسالة بیروت.

130 : سیر الصحابة : (مصنفین ندوة العلماء) ناشر اداره اسلامیات انار کلی لاهور.

131 : ألسیرة النبویة : لأبی محمدعبدالملک بن هشام المعافري :: مکتبة العبیکان ،طریق الملک فهد الریاض.

132 : ألسیرة النبویة : للامام ابی الفداء اسماعیل ابن کثیر الدمشقي :ط: دارلکتاب العربی .بیروت.

133 : سیف الملوک : حضرت میاں محمد بخش رحمه الله تعالیٰ :ط:خزینهٔ علم وادب اردو بازار لاهور.

134 : شرح معانی الآثار: للامام أبی جعفر احمد بن محمد سلامة بن عبد الملک الأزدی

Marfat.com

الحجری المصری الطحاوی الحنفی رحمه اللّٰه تعالیٰ :ط:دارالکتب العلمیة بیروت

135 : شرح السنة: للبغوی، وھو الامام محی السنة ابومحمد الحسین بن مسعود البغوی رحمه اللّٰه تعالی رحمه اللّٰه تعالیٰ

136 : شرح العقیدة الواسطیة : تالیف الاستاذ عبد اللّٰه بن محمد الغنیمان. مصدر الکتاب :دروس صوتیة قام بتفریغها موقع الشبکة الإسلامیة . http://www.islamweb.net :الکتاب مرقم آلیا، ورقم الجزء ھو رقم الدرس - ۳۱ درسا: المکتبة الشاملة.

137 : شرح الخطابی علی ابی داؤد: وھوالإمام العلامة المفید المحدث الرحّال أبو سلیمان حمَد بن محمد بن إبراھیم بن خطاب البستی الخطابی صاحب التصانیف، محدث، فقیه، أدیب، لغوی، شاعر. ولد بمدینة بست من بلاد کابل عاصمة المملکة الأفغانیة، سنة بضع عشرة وثلاث مئة .وسمع الحدیث بمکة وبالبصرة وببغداد.

138 : الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ : نالیف العلامة القاضی أبی الفضل عیاض بن موسیٰ ألیحصبی رحمه اللّٰه تعالی : ط: مکتبة الغزالی دمشق ,دارالفیحاء بیروت.

139 : شفاء الغرام باخبارالبلد الحرام : للاستاذ محب الطبری رحمه اللّٰه تعالی: المکتبة الشاملة.

140 : الشریعة :المؤلف :أبو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللّٰه الآجُرِّیُّ البغدادی:ط :دار الوطن - الریاض / السعودیة : الطبعة :الثانیة، 1420ھ 1999 -م.

141 : شرح الزرقانی علی موطأ الإمام مالک : والزرقاني :ھوأبو عبد اللّٰه محمد بن عبد الباقی الزرقانی المالکی ، محدث ، فقیه ، أصولی عاش فی القاھرة ، له مؤلفات ، توفی بالقاھرة سنة 1122ھ .:ط :مکتبة الثقافة الدینیة -القاھرة.الطبعة :الأولی، 1424ھ 2003 -م .

142 : شعب الایمان : للامام البیھقی :ط: دارالکتب العلمیة بیروت

143 : شرح صحیح مسلم : علامه غلام رسول سعیدی دامت برکاتھم :ط: فرید بک سٹال لاھور

144 : شرح مسند أبی حنیفة : للامام الأعظم أبی حنیفة النعمان بن ثابت الکوفی مع شرح الامام الملا علی القاری :ط:دارالکتب العلمیة بیروت.

145 : شرح المھذب : للامام المحقق النووي

146 : شرح قطرالندیٰ : للامام جمال الدین عبد اللّٰه بن یوسف بن ھشام الانصاری رحمه اللّٰه تعالیٰ :ط: دارالکتب العلمیة بیروت

Marfat.com

147 : ألشيعة والمتعة : تأليف :محمد مال الله: ألمكتبة الشاملة – و – ألمكتبة الشاملة الشيعة.

148 : صحيح البخاری : للامام ابی عبد الله محمد بن اسماعيل البخاری الجعفی رحمه الله تعالیٰ :ط: دارالسلام للنشر ولتوزيع الرياض

149 : صحيح مسلم : بشرح القاضی عياض المسمیٰ اكمال المعلم بفوائد مسلم للامام الحافظ ابی الفضل عياض بن موسیٰ بن عياض اليحصبی:ط: دارالوفاء المنصورة.

150 : الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان : للأميرعلي بن بلبان الفارسي : ط : دارلكتب العلمية بيروت

151 : ألصارمُ المسلول علی شاتم الرسول ﷺ : تاليف لشيخ الاسلام ابن تيمية النميری الحيرانی رحمه الله تعالیٰ :ط: رمادی للنشر الدمام السعودی عربية .

152 : صفة الصفوة : تاليف الامام ابی الفرج ابن الجوزی:ط: دارالكتب العلمية بيروت .

153 : صالح الوردانی \\عقائد السنة وعقائد الشيعة\\الشيعة والحديث:من ويكيبيديا، الموسوعة الحرة.

154 : ضياء القرآن : تاليف الشيخ العلامة السيد محمد كرم شاه الأزهری رحمه الله تعالیٰ – ناشر ضياء القرآن پبليكيشنز لاهور.

155 : ضرب الدواب : تاليف الامام الحافظ محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی:ط: دار ابن حزم بيروت

156 : الطرق الحُكمية فی السياسة الشرعية:المؤلف: أبو عبد الله محمد بن أبی بكر بن أيوب بن قيم الجوزية :دار النشردار عالم الفوائدالبلد :مكة المكرمة.الطبعة :الأولی سنة الطبع : 1428هـ.عدد الأجزاء .

157 : طبقات الكبریٰ: لمحمدبن سعد بن منيع البصری الزهری المشهوبابن سعد رحمه الله تعالی : المكتبة الشاملة.

158 : الطب النبوی : لابن القيم الجوزية رحمه الله تعالی .

159 : عمدة القاری شرح صحيح البخاری : للامام ابومحمدبن احمدبن موسی بن حسين ألغيتابي ألحنفي بدرالدين ألعيني :ط:داراحياء التراث الاسلامي بيروت.

160 : العرف الشذي علی جامع الترمذی :أمالی وافادات الشيخ المحدث الكشميری محمدانور رحمه الله تعالی ١٢٩٢ – ١٣٥٢ ﻫﺞ.ضبطها وحررهاالاستاذألشيخ محمدچراغ رحمه الله

Marfat.com

تـعـالـى:خـرج أحـاديثهاوعلق عليهاالدكتورعصمت الله عنايت الله . استاذ ألجامعة الاسلامية العالمية
—اسلام آباد .

161 : عمل اليوم والليلة : لابن السنى

162 : عُـقـوبة الاعْـدام : دراسة فـقهية مـقارنة لاحكام العقوبة بالقتل فى الفقه الاسلامى : تاليف الا ستاذ الدكتور محمد بن سعد ال شراز الغامدى ، جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامية :الناشر مكتبة دار السلام الرياض

163 : الـعـلـمـاء العزاب الذين آثروا العلم على الزواج : تاليف الاستاذ العلامة المحقق عبد الفتاح ابو غدة رحمه الله تعالىٰ وجزى الله عنا :ط: مكتب المطبوعات الاسلامية بحلب

164 : عشرة النساء : للامام ابى عبدالرحمن احمدبن شعيب ألنسائى

165 : ألعقدالفريد :المؤلف: العلامة احمدبن محمدبن عبد ربه

166 : الـعـظَـمة : تـاليف الاستـاذ ابـو مـحـمـدعـبـداللّٰـه بـن حيان الأنصارى ألمعروف بأبى الشيخ الأصبهانى رحمه الله تعالى:ط: دارالعاصمة — الرياض.

167 : غـرائـب الـقـرآن و رغـائـب الـفـرقـان : امـام نـظـام الدين الحسن بن محمدبن حسين القمى النيسابورى المتوفى ٨٥٠ ھ. رحمه الله تعالىٰ

168 : غـريـب الـحـديـث : لأبـى محمدعبدالله بن مسلم بن قتيبة ألدِينَورى :ط: دارالكتب العلمية بيروت.

169 : الغنية : للامام الحافظ عياض بن موسى بن عياض اليحصبي

170 : فـتـح الـقـدير: تاليف الامام محمد بن على بن محمد الشوكانى رحمه الله تعالىٰ :ط:دارالوفاء المنصورة.

171 : الـفتـاوى الكبرى :المؤلف: لشيـخ الاسـلام ابـن تيـمية الـحرانى الحنبلى الدمشقى :ط :دار الكتب العلمية بيرت.الطبعة :الأولى، 1408هـ 1987 -م.

172 : فتـاوىٰ الـلكنوى: المسماة نفع المفتى والسائل بجمع بمتفرقات المسائل: للامام المحدث الـفـقـيـه ابـى الحسنات محمد عبد الحى اللكنوى الهندى ولد ١٢٦٤ و توفى ١٣٠٤ :ط:دار ابن حزم بيروت.

173 : الـفتاوى الهندية : المؤلف : لـجنة عـلـمـاء بـرئاسة نظام الدين البلخى.الناشر :دار الفكر : ألمكتبة الشاملة .

Marfat.com

174 : ألفقه المنهجي على مذهب الامام ألشافعي : رحمه الله تعالى :ألمكتبة الشاملة .

175 : فيض القد ير شرح الجامع الصغير من احاديث البشير : والنذير للعلامة محمد عبد الرؤف المناوی :ط:دارالکتب العلمیه بیروت.

176 : فقه السنة : تالیف الشیخ سید سابق تحقیق محمد ناصر الدین الالبانی: الناشر مؤ سسة الرسالة بیروت ، لبنان .

177 : فتح الباری شرح صحیح البخاری: للامام الحافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمه اللّٰه تعالیٰ :ط: دارالسلام الریاض.

178 : ألفقه الاسلامی وادلته: تالیف الاستاذ الدکتوروهبة الزهیلی زین اللّٰه وجهه :ط: دارالفکردمشق .

179 : فروع الکافي: للشيخ ثقة الاسلام محمدبن يعقوب ألكُليني :ط : الناشردارالكتاب الغربي بغداد

180 : الفوائد والأخباروالحكايات عن الشافعي وحاتم الأصم ومعروف الكرخي وغيرهم : رحمهم اللّٰه تعالی للشیخ الحسن بن الحسین بن حمکان ابوعلی الهمدانی المتوفی۴۰۵ھ.

181 : الفتن : للامام الحافظ نُعَیم بن حماد المَروَزی رحمه اللّٰه تعالیٰ :ط: مکتبة التوحید القاهره . الطبعة الاولیٰ .

182 : الفقه الحنفی وادلته: الشیخ اسعد محمد سعید الصاغرجی ، دارلکتب الطیب دمشق .

183 : قاموس الفقه: تالیف العلامة الشیخ خالدسیف اللّٰه رحمانی.

184 : فضائل اعمال: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندهلوی رحمه اللّٰه تعالیٰ : ناشرفریدبکڈپو جامع مسجد دہلی.

185 : فرشتوں کے عجیب حالات: ترجمة الحبائک مولا نا امداداللّٰه انور الناشر دارالمعارف عنایت پور تحصیل جلالپور پیروالا، ملتان.

186 : فتاویٰ اہلحدیث : تالیف مجتهد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ تعالیٰ ۔ ترتیب الشیخ ابوالسلام محمد صدیق :ط:اداره احیاء السنة النبویة سرگودہا

187 : فضل المتعة فی شیعة : أل البیت للعلامة الإیرانی السید حُسین الطباطبائی البروجردی .

https://www.facebook.com/.../posts/41179050228034...

Marfat.com

188 : قاموس القرآن : تاليف الشيخ قاضی زين العابدين سجاد ميرٹهی ناشر دارالاشاعت اردو بازار کراچی.

189 : قصص القرآن : تاليف العلامة الشيخ محمد حفظ الرحمن سيوهاروی رحمه الله تعالىٰ ناشر دارالاشاعت اردو بازار کراچی.

190 : قصص المتزوجين والمتزوجات : تاليف الشيخ أبو طلحة محمد يونس بن عبد الستار الناشر مطابع الوحيد مكة المكرمة.

191 : قصص العرب : موسوعة تراثية جامعة القصص و نوادر و طرائف العرب فی العصرين الجاهلی والاسلامی "تاليف فضيلة العلامة ابراهيم شمس الدين : ط: الناشر دارالكتب العلمية بيروت

.192 : القاموس الفقهی : لغة واصطلاحاالمؤلف :الدكتور سعدی أبو حبيب الناشر :دار الفكر . دمشق -سورية.

193 : كتاب المصنف فی الاحاديث والآ ثار: للامام الحافظ ابی بكر عبدُ اللّٰہ بن محمد بن ابی شيبه الكوفی العبسیرحمه الله تعالىٰ :ط:دارالكتب العربيه بيروت.

194 : كنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال : تاليف العلامة علاء الدّين المتقی بن حسام الدين الهندی :ط : الناشر دارالكتب العلمية بيروت.

195 : كتاب الآثار:للامام القاضی أبی يوسف الأنصاری رحمه الله تعالی.

196 : الكافی :ثقة الاسلام الشيخ محمد بن يعقوب بن إسحاق الكلينی ، أحد كبار رجال الشيعة الاثناعشرية.

197 : کتاب مقدس : پرانااور نیا عہد نامہ۔ناشر بائبل سوسائٹی انارکلی۔لاہور.

198 : كتاب الفقه على المذ اهب الاربعة :تاليف الاستاذ الشيخ عبد الرحمٰن الجزيری :ط:دارالكتب العلمية. بيروت.

199 : الكبائر: تاليف الامام الحافظ محمد بن احمد بن عثمان الذهبی:ط: دارلكتب العلمية بيروت.

200 : كتا ب الجنائز: تاليف الاستاذ سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ تعالیٰ :ط :ناشر البدر پبلیکیشنز لاہور.

201 : كشف كذب اللئيم حول الاسلام العظيم : المكتبة الشاملة. كتاب الكترونی.
http://www.mahjoob.com/ar/forums/abumahjoob177310/

202 : ألكامل فی التاريخ : للمؤرخ عزالدين أبی الحسن ألشيبانی ألمعروف بابن الأثير رحمه الله

Marfat.com

تعالی :ط: دارالکتب العربی بیروت.

203 : کتاب الاذکیاء :لابن الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ.

204 : کلیات اقبال فارسی :ط: شیخ محمد بشیر اینڈ سنز لاہور.

205 : کلیّات اقبال اردو: نبیلِ مشرق حضرت علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ :ط:الحمد پبلیکیشنز لاہور

206 : کلیات : احمدفراز

207 : کلیات : حفیظ میرٹھی

208 : کلیات: اصغرگونڈوی

209 : کلیات: شکیل بدایونی

210 : کلیات: داغ دہلوی

211 : کلیات: بشیربدر

213 : کلیات: منیر نیازی

214 : کلیات: ساغرؔصدیقی

215 : کلیات: ساحرلدھیانوی

216 : کلیات: ناصرکاظمی

217 : کلیات: ولی دکنی

218 : کلیات: مجروح سلطانپوری

219 : ألقبل والمعانقة والمصاحفة: تالیف الحافظ ابن الأعرابی.

220 : گلستان سعدی : تالیف الشیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ :ط: سب رنگ کتاب گھر دھلی

221 : أللباب فی علوم الکتاب : امام ابو حفص سراج الدین عمربن علی بن عادل الحنبلی الدمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ" تفسیر"

222 : اللُّمع فی تاریخ التصوف الاسلامی : لابی نصر عبداللہ بن علی السراج الطوسی:ط: دارالکتب العلمیة بیروت.

223 : أللباب فی الجمع بین السنة والکتاب : للامام جمال الدین ابومحمدعلی بن ابی یحی زکریابن مسعود الأنصاری ألخزرجی المنبجی المتوفّٰی ٦٨٦.

Marfat.com

224 : لسان العرب لابن منظور : ط : داراحياء التراث العربى بيروت

225 : لوامع الأنوار البهية وسواطع الأسرار الأثرية لشرح الدرة المضية فى عقد الفرقة المرضية:المؤلف :شمس الدين، أبو العون محمد بن أحمد بن سالم السفارينى الحنبلى :ط :مؤسسة الخافقين ومكتبتها -دمشق

226 : لطائف علميه : اردوترجمہ كتاب الاذكياء للامام ابى الفرج عبد الرحمٰن بن على بن على الجوزى ، مترجم علامہ اشتیاق احمد فاضل دیوبند الناشر دارالاشاعت کراچی.

227 : معالم التنزيل فى تفسير القرآن : تفسير البغوى : تاليف الامام محى السنة ابومحمد الحسين بن مسعود البغوى :ط:دار طيبة للنشر والتوزيع بالرياض.

228 : المصباح المنير فى غريب الشرح الكبير : المؤلف : احمد بن محمدبن على الفيومى المقرئ :ط: مكتبة لبنان.

229 : مجمع الزوائد :المؤلف: الحافظ نورالدين على بن ابى بكر بن سليمان الهيثمى المصرى:ط: دارالكتب العلمية بيروت .

230 : مسند الإمام أحمد بن حنبل: المؤلف :أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيبانى :المحقق :شعيب الأرنؤوط -:ط :مؤسسة الرسالة.

231 : مرقاة المفاتيح : للعلامة الشيخ علىٰ بن سلطان محمد القارى رحمه الله تعالىٰ – شرح مشكاة المصابيح للامام العلامة محمد بن
عبد الله الخطيب التبريزى:ط: دارالكتب العلمية بيروت.

232 : معين القارى شرح صحيح البخارى : حضرة الاستاذ شيخ الحديث مولانا معين الدين خٹک تحقيق حافظ محمد عارف الناشر جامعه عربيه گوجرانواله.

233 : موسوعة الامام الشافعى الكتاب الام : للامام المطلبى محمد بن ادريس الشافعى رحمه الله تعالىٰ :ط:دار قتيبه بيروت .

234 : مسند ابو داوٗد طيالسى :المؤلف: الامام ابو داوٗد سليمان ابن داوٗد ابن الجارود طيالسى المتوفىٰ ٢٠٤ ھ. :ط: ادارةالقرآن والعلوم الاسلامية لسبيله چوک کراچی.

235 : مفردات الفاظ القرآن : تاليف العلامة الراغب الاصفهانى رحمه الله تعالىٰ:ط: دارالقلم دمشق.

236 : موطأ الإمام مالك :ابو عبدالله مالك بن أنس بن مالك الأصبحي الحميري المدني.

Marfat.com

237 : معرفة السنن والآثار:للامام البيهقی رحمه اللّٰہ تعالی :ط: دارالکتب العلمیة بیروت.

238 : المحلیٰ بالآثار: تصنیف الامام الجلیل ابی محمد علی بن احمد سعید بن حزم الاندلسی رحمه اللّٰہ تعالیٰ :ط: دارالکتب العلمیة بیروت

239 : المصنف فی الأحادیث والآثار:المؤلف :الحافظ عبد اللّٰہ بن محمد بن أبی شیبة ابراهیم بن عثمان ابن أبی بسکر بن أبی شیبة الکوفی

العبسی :ط: دار الفکر.بیروت.

240 : المصنف: تالیف الامام الحافظ ابی بکر عبد الرزاق بن همام بن نافع الصنعانی:ط: دارالکتب العلمیة بیروت.

241 : المعجم الکبیر: للطبرانی

242 : المعجم الاوسط: للطبرانی

243 : المعجم الصغیر: للطبرانی

244 : مسند الشامیین :للطبرانی

245 : المغنی لابن قدامة : وهوأبو محمد موفق الدین عبد اللّٰہ بن أحمد بن محمد بن قدامة الجماعیلی المقدسی ثم الدمشقی الحنبلی، الشهیر بابن قدامة المقدسی:ط :مکتبة القاهرة.عدد الأجزاء :۱۰.

246 : مختصر الأحکام : مستخرج الطوسی علی جامع الترمذی:المؤلف :أبو عَلِیّ الحسنُ بنُ عَلیّ بن نَصْرِ الطُّوسِیُّ، المُلَقَّب :بِکَرْدُوشٍ :ط :مکتبة الغرباء الأثریة -المدینة المنورة -السعودیة.الطبعة: الأولی، 1415هـ.

247 : مغنی المحتاج الی معرفة معانی المنهاج : المؤلف: الامام شمس الدین محمدبن احمد الخطیب الشربینی الشافعي .

248 : مشکل الآثار للطحاوی : للامام أبی جعفر احمد بن محمد سلامة بن عبد الملک الأزدی الحجری المصری الطحاوی الحنفی :ط:دارالکتب العلمیة بیروت.

249 : المبسوط للسرخسي : وهوالامام محمد بن أحمد بن أبی سهل شمس الأئمة السرخسی المتوفی483 :هـ.رحمه اللّٰہ تعالی :ط :دار المعرفة بیروت.

250 : المدخل لابن الحاج : المؤلف :أبو عبد اللّٰہ محمد بن محمد بن محمد العبدری الفاسی المالکی الشهیر بابن الحاج :ط :دار التراث العربي للطباعة والنشر .القاهرة.عدد الأجزاء ۴.

Marfat.com

251 : معرفة التذكرة فى الأحاديث الموضوعة : المؤلف :أبو الفضل محمد بن طاهر بن على بن أحمد المقدسى الشيبانى، المعروف بابن القيسرانى :ط:الناشر :مؤسسة الكتب الثقافية - بيروت:الطبعة :الأولى، 1406هـ 1985 -م.

252 : مثنوی :مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالیٰ۔مترجم قاضی سجاد حسین:ناشر: الفیصل،لاہور

253 : المحاسن والمساوى : للامام ابراهيم بن محمد البيهقى رحمه الله تعالىٰ :ط: دارالكتب العلمية.بيروت.

254 : المطالب العاليه بزوائدالمسانيد الثمانية : لابن حجر العسقلانى رحمه الله تعالىٰ ومعه اتحاف الخيرةالمهرة بزوائد المسانيد العشرة تاليف الحافظ احمد بن ابى بكر بن اسمٰعيل البوصيرى رحمه الله تعالىٰ :الناشر دارالكتب العلمية بيروت.

255 : الملعونون فى السنة النبوية : تاليف العلامة محمد محمود مصطفى: الناشر دار ابن حزم بيروت.

256 : موسوعة اطراف الحديث النبوى الشريف : للعلامة محمد سعيد بسيونى زغلول : الناشر دارالكتب العلمية بيروت.

257 : الموسوعة الفقهية الكويتية : صادر عن وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية -الكويت:عدد الأجزاء 45 :جزءا

258 : مناقب الأبراروماحاسن الأخيار : فى طبقات الصوفية تاليف الأستاذألحسين بن نصربن محمدألمعروف بابن خميس ألموصلى : ألناشر دارالكتب العلمية بيروت

259 : المستدرك على الصحيحين : للامام الحافظ أبى عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسا بورى رحمه الله تعالىٰ : الناشر دارالكتب العلمية بيروت لبنان .

260 : مستدرك الوسائل: للمحدث الميرزا حسين بن محمد تقى النورى الطبرسى – إسم الكتاب "مستدرك الوسائل ومستنبط المسائل "ويُعرف الشيخ النورى بصاحب المستدرك:أحدكباررجال الشيعة الاثناعشرية.

261 : من لا يحضره الفقيه : محمد بن على بن الحسين بن بابويه القمى المعروف بالشيخ الصدوق :أحدكباررجال الشيعة الاثناعشرية.

262 : المكتبة الشاملة الشيعة

263 : منح الروض الازهر فى شرح الفقه الاكبر : للعلامة المحدث على بن سلطان محمد القارى

Marfat.com

رحمه اللّٰہ تعالیٰ : :دارالبشائر الاسلامية بيروت.

264 : مجموعة الفتاویٰ : لشيخ الاسلام تقی الدين أحمد بن تيميه الحرانی :الناشر دارالوفاء للنشر والتوزيع المنصورة و مكتبة العبيكان الرياض المملكة العربية السعودية.

265 : ألموافقات للشاطبي : وهوالقاسم بن فِيره بن خلف بن أحمد الرعينی، أبو محمد الشاطبي: إمام القراء :

266 : ميزان الاعتدال للذهبی.وهوالامام شمس الدين محمدبن احمدبن عثمان ألذهبي :ط: بيروت.

267 : ألمقصدالعلی فی زوائد أبی يعلی ألموصلی:المؤلف:علی بن ابی بكرالهيثمي نورالدين.

269 : المنجد : عربی اردو تقديم حضرت مفتی اعظم پاكستان مولانا مفتی محمد شفيع دارالاشاعت كراچی.

270 : ماه تمام : كليات ملكۂ اردو أدب پروين شاكر رحمها للّٰه تعالیٰ – ناشر مراد پبليكيشنز اسلام آباد.

271 : ألمدخل لابن الحاج : ابی عبداللّٰه العبدری المالكی الفاسي: ألمكتبة الشاملة.

2772 : الميزان فی تفسيرالقرآن : للعلامة ألسيد محمدحسين ألطباطبائی :أحدكباررجال الشيعة الاثناء عشرية:ط: ايران.

273 : ألمحلی بالأثار : للشيخ ابن حزم الظاهری رحمه اللّٰه تعالیٰ :ألناشردارالفكر بيروت.

274 : ألمدونة الكبری : للامام مالک : مالک بن انس بن مالک ابی عامرالأصبحي الحميري المدني.

275 : منتهی الآمال : تاليف المرحوم الشيخ عباس القمي :أحدكباررجال الشيعة الاثناء عشرية:ط: ايران.

276 : محاضرات الادباء: للامام راغب الأصفهانی رحمه اللّٰه تعالیٰ .

277 : مختار الصحاح :المؤلف: زين الدين أبو عبد اللّٰه محمد بن أبی بكر بن عبد القادر الحنفی الرازی (المتوفی666 :هـ.

278 : مجمع الأمثال : تاليف العلامة ابوالفضل احمد بن محمد الميدانی النسابوری رحمه اللّٰه .

279 : ألمجالس الوعظيةفی شرح احاديث خيرالبرية ﷺ : من صحيح الامام البخاری رحمه اللّٰه تعالی . تاليف الاستاذشمس الدين محمدبن عمربن احمد السفيری الشافعی رحمهم اللّٰه تعالی

Marfat.com

المتوفی ۹۵۶ھ : الناشر دارالکتب العلمیة بیروت.

280 : مقالہ : ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی۔ ماہنامہ زندگی۔ نئی دہلی مارچ 2012م۔

281 : مہارانی : تالیف دیوان جرمنی داس۔ ترجمہ محترمہ حنا یاسمین۔ ناشر نگارشات پبلشرز اردو بازار لاہور

282 : مہاراجہ : مصنف دیوان جرمنی داس- ترجمہ محمد احسن بٹ ناشر نگارشات پبلشرز اردو بازار لاہور

283 : النہایہ فی غریب الحدیث والاثر : تالیف الامام مجد الدین أبی السعادات المبارک بن محمد ابن الأثیر ألجزری : الناشر دارالکتب العلمیة بیروت.

284 : نیل الاوطار :المؤلف : محمدعلی الشوکانی

285 : النہایة فی الفتن والملاحم : للامام الحافظ ابی الفدا اسماعیل بن کثیر الدمشقی رحمه الله تعالیٰ :الناشر الکتب الثقافی الازھر ، القاھرة

286 : نوادرالاصول فی احادیث الرسول ﷺ : للامام محمدبن علی بن الحسن بن بشرابوعبدالله الحکیم الترمذی المتوفی ۳۲۰ھ .رحمه الله تعالیٰ

287 : نساءُ مبشّرات با لجنّة : لاحمد خلیل جمعة :دار ابن کثیر دمشق .بیروت.

288 : نشوة الطرب فی تاریخ جاھلیة العرب : للمؤرخ ابن سعیدالعنسی المدلجی ابوالحسن نورالدین رحمه الله تعالیٰ.

289 : نثرالدرر فی المحاضرات، تالیف الاستاذ منصوربن الحسین الرازی ، ابو سعد الآبی المتوفی ۴۲۱ھ. رحمه الله تعالی : الباب

الثالث ، حکم نوادرللفرس : الناشر دارالکتب العلمیة بیروت.

290 : نوازل التوائم الملتصقة : (الأحکام المتعلقة بفصلها ومیراثها وزواجها) تحقیق ألدکتورعبدالناصرموسی أبوالبصل رئیس جامعة العلوم الاسلامیة العالمیة .عمان

291 : نزھة المجالس ومنتخب النفائس:المؤلف: الاستاذعبد الرحمٰن بن عبدالسلام ألصفوری المتوفی ۸۹۴ھ. رحمه اللّٰهُ تعالیٰ : الناشر ألمکتبة الکاستلیة مصر.

292 : نقوش رفتگاں: مفتی محمد تقی عثمانی ادارۃ المعارف کراچی

293 : نشاط زندگی: تالیف حکیم غلام جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ : ناشر الفیصل ناشران کتب لاہور

294 : وفیات الاعیان و انباء ابناء الزمان : لابی العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان رحمه الله تعالیٰ : الناشر دارالفکر بیروت .

295 : الھدایة شرح بدایة المبتدی : لشیخ الاسلام برھان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی

Marfat.com

رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ :الناشر دارالسلام شارع الازہر– القاہرۃ.

296 : الھدایۃ الی بلوغ النھایۃ: (تفسیرالقرآن) للشیخ أبی محمدمکی بن ابی طالب حموش بن محمدمختارالقیسی القیروانی ثم الاندلسی القرطبی المالکی المتوفی۴۳۷ھ .رحمہ اللہ تعالیٰ .

Webs.

297 : HYDE v. HYDE (1866) LRI P &D 130 , 133 Per Lord Penzance

298 : http://www.uniset.ca/other/ths/LRIPD130.html

299 : Downloaded on 06 - 10 - 2008

300 : http://www.timeanddate.my.html?/ 31- 03- 2013@5pm

301: https://www.facebook.com/.../posts/41179050228034...

302 : BBC URDU.COM Sunday 03 june , 2007 , 07:34 GMT 12 : 34PST

303 : http://countryecono.com

304: http://www.mahjoob.com/ar/forums/abumahjoob177310/

305 : http://www.twinsworld.com/state.shtml-

306 : Source: Conjoined Twins Facts | University of Maryland Medical Center

307 : College Park, Maryland 20742-0001, United States of America

308 : Website: http://www.umd.edu

309 :http://www.parents.com/getting-pregnant/ovulation/fertile-days/pregnant-period

310 : https://www.facebook.com/.../posts/41179050228034...

311 : http://www.islamweb.net

312 : https://www.facebook.com/DailyPakistan.

313:http://www.bbc.co.uk/urdu/world/2014/01/140117_vetican_defrocked_priests_zs.shtml

Marfat.com

مصنف کی دیگر تصنیفات

1 : کتاب النکاح

نکاح سے متعلقہ 432 صفحات پر مشتمل مستقل کتاب جس میں 416 موضوعات پر قرآن وحدیث کی روشنی میں بحث اور 112 بنیادی مأخذ سے استفادہ کیا گیا تھا 2007ء سے مارکیٹ میں ہے۔

2 : زنبیل

477 موضوعات اور 592 صفحات پر مشتمل میری دوسری کتاب ''زنبیل'' کا موضوع اخلاقیات ہے جس کی ترتیب میں 129 مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے اور 2008ء سے مارکیٹ میں ہے۔

3 : آثارِ بیرسٹر عبدالقیوم چوہدری

یہ کتاب میرپور کی تاریخ کا ایک روشن باب اور دینی وسماجی شخصیات کے تذکرے پر مشتمل کاوش ہے جو 2009ء سے مارکیٹ میں ہے۔

4 : ہجرت کشمیر

الحمدللہ کہ کشمیر کے موضوع پر 120 مآخذ سے مستفاد اور 623 صفحات پر مشتمل '' ہجرت کشمیر '' 2013ء سے مارکیٹ میں ہے۔ یہ محض اللہ کی کریمی ہے کہ علمی حلقوں کی طرف سے اس قدر پذیرائی ملی کہ میں کبھی ایسا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔ میں نے اس موضوع کو ایک نیا اسلوب دینے کی کوشش کی تھی جسے اہل علم نے پسند فرمایا اور یہ محض اللہ تعالیٰ کی کریمی ہے۔

5 : عرفان حیات (Rewrting & editing)

عرفان حیات: سوانح استاذ العلماء رازیٔ کشمیر حضرت مولانا حکیم محمد حیات علی چشتی زَیَّنَ اللّٰهُ وَجْهَهُ ۔ اپنے موضوع اور مواد کے اعتبار سے ایک عمدہ کتاب ہے۔ جسے حضرت مولانا محمد موسیٰ بھٹو صاحب نے اس طرح مرتب

Marfat.com

کیا تھا کہ جس ترتیب سے معلومات ملتی گئیں جمع کرتے چلے گئے اور ترتیب دینے کی فرصت نہ مل سکی۔ سیکنڈ ایڈیشن کیلئے اسے نئے سرے سے مرتب (Rewrite) کرنے کی جب ضرورت محسوس ہوئی تو حضرت علامہ ڈاکٹر اختر الزمان غوری صاحب دامت برکاتہم نے اس خدمت کیلئے مجھے منتخب فرمایا۔ ایڈیٹنگ (Editing) کے دوران ایک نیا تجربہ یہ ہوا کہ کسی کتاب کو دوبارہ لکھنا نئی کی نسبت ایک مشکل اور محنت طلب کام ہے۔ مجھے فخر ہے کہ اللہ کریم نے مجھ ناچیز کو اس کام کیلئے توفیق عطا فرمائی۔ اور اب تین سال سے مارکیٹ میں ہے۔

6 : کتاب النکاح۔ دوسرا ایڈیشن

اولین تصنیف ''کتاب النکاح جو 2007ء سے مارکیٹ میں تھی۔ علمی حلقوں کی طرف سے پذیرائی کے ساتھ ساتھ اس بات کی کمی محسوس کی گئی کہ اس میں بہت سے جدید مسائل مثلاً۔ مدت حمل، بیوی پر شک کرنا، حرمت رضاعت ومصاہرت، نکاح متعہ، توام متحد الجسم کے نکاح کے احکام اور ہم جنس پرستی (Lesbianisam & Homosexuality) اور بعض دیگر جدید مسائل۔ بیان نہیں ہوئے۔ اہل علم احباب کے مشورے اور اللہ کریم کی توفیق کے نتیجے میں اب یہ نئی کتاب النکاح جو پہلی کی Replacement، 313 مآخذ ومصادر کے نچوڑ اور کم وبیش نوسو عنوانات پر مشتمل اور آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے امید ہے کہ قارئین پسند فرماتے ہوئے مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

دیگر مصروفیات

- ☆ مزید دو کتابیں زیر ترتیب ہیں اگر اللہ کریم نے مہلت بخشی تو آئندہ سال تک ایک آدھ اور مکمل ہو جائے گی۔
- ☆ مقامی وقومی اخبارات کے علاوہ کبھی کبھی پاکستانی جرائد میں مضامین ارسال کرتا رہتا ہوں۔
- ☆ الحمدللہ کہ میں نے گزشتہ انیس سال سے برمنگھم کے ریڈیوز Radio XL & Unity Radio 93,5 fm. پر درس قرآن وحدیث کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ اور تحدیث نعمت کے طور پر کہہ سکتا ہوں کہ

حسن کو حسن بنانے میں میرا ہاتھ بھی ہے
آپ مجھ کو نظر انداز نہیں کر سکتے

رئیس فروغ

- ☆ میں نے اپنے نام سے فیس بک شروع کر کے اسے ذریعۂ تبلیغ کے طور پر اپنایا ہے جہاں آپ کو بہت سارے متنوع موضوعات پر مدلل مضامین ملیں گے۔

Marfat.com

☆ میرے اللہ کی کریمی ہے کہ اس نے مجھے عبقریٔ اسلام مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی اور حضرت میاں طفیل محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کی امارت کے دور میں جماعت اسلامی کے ساتھ کل وقتی اور جز وقتی کارکن کی حیثیت سے دعوت کا کام کرنے کا موقعہ عطا فرمایا۔ 1981ء میں برطانیا منتقل ہوا تو بہت سارے دوستوں سمیت جماعت اسلامی بھی سمندروں دور رہ گئی جس کا صدمہ میرے لیے ''اَلدَّاءُ الْعُضَالُ'' کی حیثیت رکھتا ہے۔

ہر کوئی تیرے وسیلے سے مجھے ملتا ہے
میری چاہت کی زمانے کو خبر ہو جیسے

ناصر مصطفیٰ رانا

مگر 1983ء میں حضرت مولانا نثار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ بانی سپارک بروک اسلامک برمنگھم کی ٹیم میں شامل ہو کر دعوتی کام بشمول ماہنامہ ''اذان'' برمنگھم کی ادارت کی سعادت حاصل ہوئی تو اگرچہ داغ اپنی جگہ موجود رہا مگر درد میں روز بروز کمی آتی گئی۔

حضرت مولانا نثار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ

یہاں برطانیہ میں مجھے حضرت مولانا نثار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ، بانی سپارک بروک اسلامک سنٹر برمنگھم، بانی جامعہ تفہیم الاسلام ہری پور ہزارہ، سابق امیر جماعت اسلامی ہزارہ ڈویژن، سابق صدر جمعیت اتحاد العلماء صوبہ پنجاب، مؤسس ماہنامہ اذان برمنگھم کے ساتھ کام کرنے کا یادگار تجربہ ہوا۔ میں نے اپنے اساتذہ کے بعد حضرت مولانا جیسا شفاف انسان نہیں دیکھا اور میں ہمیشہ ان الفاظ میں آپ کا تعارف پیش کرتا ہوں۔

عربی کی طرح فصیح، اردو کی طرح متواضع، شیر کی طرح بہادر، ہیرے کی طرح پختہ، پھول کی طرح شگفتہ، بارش کی طرح سخی، آبجو کی طرح مستغنی، دودھ کی طرح خالص، شہد کی طرح شیریں، برف کی طرح اجلے، چاندنی کی طرح شفاف، تنہائی کی طرح بے ضرر، کتاب کی طرح دوست، جذبوں کی طرح جواں، بہار کی طرح خوشگوار اور اسلاف کی طرح باوقار۔ مگر افسوس کہ

اول اول تو ہماری ہی طرح لگتے تھے
منصب عشق پہ آئے تو نرالے ہوئے لوگ
ایک رُت آئی کہ خوشبو کی طرح پھیل گئے
اور پھر وقت کی موجوں کے حوالے ہوئے لوگ

فرحت زاہد

Marfat.com

احساس زیاں سے آنکھوں میں بدلیاں اتر آئی ہیں اور اگر عرفیؔ کی طرح حوصلہ میسر آ جائے تو میں ان آنکھوں کو حکم دوں کہ وہ ہر صبح دجلہ وفرات اور ہر شام راوی و چناب بھر کے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے غم میں رویا کریں کیوں کہ میرا بال بال حضرت مولانا کی شفقتوں کا مقروض ہے۔

عرفیؔ اگر بگریہ میسر شدے وصال
صد سال میتواں بہ تمنا گریستن

عرفیؔ

ماہنامہ اذان

حضرت مولانا نثار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کی نگرانی میں ماہنامہ اذان کی ادارت کا اعزاز حاصل ہوا جو آپ کی وفات تک جاری رہا مگر حضرت کی وفات کے ساتھ ہی نہ صرف یو کے اسلامک مشن کے ڈھانچے کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا بلکہ سب کچھ بدل گیا اور میری طرح بہت سے احباب روحانی وتنظیمی طور پر یتیم رہ گئے۔

جس کے بعد بہت سے مراحل ہیں مگران کی تفصیل سے میں کتاب کا حسن متاثر نہیں کرنا چاہتا اور شاید بقول جون ایلیا صاحب

مجھے کسی سے محبت نہیں ہوئی
لیکن یقین سب کو دلاتا رہا ہوں میں

مگر اب کچھ تجربات کے بعد میں اگرچہ خیر کے کاموں میں سب حضرات کے ساتھ تعاون کرتا ہوں مگر کسی جماعت کا Committed member نہیں ہوں۔ اللہ کریم جزائے خیر عطا فرمائے بیوی بچوں کو جنہوں نے ایک لائبریری قائم کرادی ہے جس میں بیٹھا لکھنے پڑھنے کا کام کرتا رہتا ہوں جس کے نتیجے میں میری یہ چھٹی کاوش آپ کے سامنے ہے۔ مگر اس پس منظر، غریب الوطنی اور تنہائی میں مجھے اپنے اندر کوئی کمی سی محسوس ہوتی رہتی ہے۔ جس کیلئے بقول فیس بک دوست جناب عطاء الحسن صاحب یہی کہہ سکتا ہوں کہ وطن سے دور

وہ ایک پل جسے جینے کی آرزو ہے مجھے
تمام عمر مری زیست میں نہیں آیا

☆......☆......☆

Marfat.com